بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ

مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

روح القرآن

مع

تفسیر جلالین

اردو ترجمہ جلالین

فقیہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ
مفتی اول دار العلوم دیوبند

حاشیہ و اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی
جامعہ دار السلام مالیر کوٹلہ

جلد چہارم (پارہ ۱۶ تا ۲۰)

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

Tafseer Roohul Quraa'n
ma'
Tafseer Jalalain

Volume : 4
Para 16 ta' 20

edition : 2009

Distributor for
International Market

FAISAL INTERNATIONAL

Regd.Off. 468 Gali Bahar Wali, Chatta Lal Mian Daryaganj New Delhi 2
Working Off. Faisal Complex Jama Masjid Deoband 247554 UP
Phones +91-11-42707871 +91-1336-224110 [illegible] Fax +91-1336-223330
e-mail [illegible] website www.[illegible]

فیصل
دیوبند

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

FAISAL PUBLICATIONS

Jama Masjid Deoband.247554 UP India
Phones : +91-1336-224110,[illegible] Fax 223330
e-mail : [illegible], web : [illegible]

فہرست تفسیر روح القرآن جلد چہارم

عنوان	صفحہ
پارہ ۱۶ قال الم اقل	
آپ خاموش نہیں رہ پائیں گے، حضرت خضر کا حضرت موسیٰ کو جواب۔	۲۷
حضرت موسیٰ نے کہا بس ایک آخری موقع دیں۔	〃
بلا اجرت گرتی دیوار کی مرمت۔	۲۸
بس اب ہماری راہیں الگ الگ۔	۳۰
کشتی کا معاملہ۔	〃
معصوم بچے کے قتل کا معاملہ۔	〃
زحمت سے رحمت کیطرف۔	۳۳
ٹوٹی ہوئی دیوار کا معاملہ۔	〃
ذوالقرنین کا واقعہ ایک نظر میں	۳۴
ذوالقرنین کے بارے میں سوال۔	۳۶
ذوالقرنین کی حکومت۔	〃
مغرب کی جانب کا سفر۔	〃
جانب مغرب ذوالقرنین کی ایک قوم سے ملاقات	۳۸
ظالم کے لئے دنیا و آخرت کی سزا ہے	〃
صاحب ایمان کے لئے بہترین بدلہ ہے	۴۰
ذوالقرنین کی مشرق کی طرف مہم۔	〃
مشرق کی جانب مہم۔	〃
دوسری مہم میں بھی ذوالقرنین کی کامیابی	〃
ذوالقرنین کی تیسری مہم۔	۴۱

عنوان	صفحہ
ذوالقرنین کی تیسری مہم کوہ قاف کے پہاڑوں میں	۴۱
یاجوج و ماجوج سے نجات۔	۴۲
ذوالقرنین دیوار بنانے کے لئے تیار ہو گئے۔	۴۴
درۂ داریال پر لوہے کی دیوار۔	〃
لوہے کی ناقابل عبور دیوار۔	〃
ذوالقرنین کی طرف سے انکساری کا اظہار۔	۴۵
قیامت کا ایک منظر۔	۴۷
جہنم، انکار کرنے والوں کے سامنے پیش کر دی جائے گی	〃
دنیا میں غفلت سے زندگی گذارتے رہے	〃
بندوں کا ولی اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے	〃
سب سے گھاٹے والے لوگ۔	۴۸
ناکام وہ لوگ ہیں جو راستے سے بھٹکے رہے مگر یہ سمجھتے رہے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں	〃
اللہ کی میزان میں ان کے کارناموں کا کوئی وزن نہ ہو گا۔	۵۰
اللہ کی نشانیوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرنے کی سزا مل کر رہے گی۔	〃
صاحب ایمان نیک لوگوں کے لئے جنت کی مہمانی۔	〃

عنوان	صفحہ
جنت کی نعمتیں ان کو ہمیشہ حاصل رہیں گی۔	۵۲
اللہ کی قدرت کے کرشمے نہ ختم ہونے والے ہیں۔	〃
پیغمبر کا علم بھی محدود اور عطائی ہوتا ہے۔	〃
سورۂ مریم	۵۵
حروف مقطعات۔	۶۰
بنی اسرائیل کے نبی حضرت زکریاؑ۔	〃
حضرت زکریاؑ کی چپکے چپکے دُعا۔	〃
حضرت زکریاؑ کی درخواست۔	۶۲
ایک وارث کی درخواست	〃
خانوادۂ یعقوب کی بھلائیوں کے وارث کے لئے دعا	〃
حضرت زکریا کی دعا قبول ہوئی۔	۶۵
حضرت زکریا کا اظہار حیرت۔	〃
اللہ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ۔	〃
استقرار حمل کی نشانی۔	〃
حضرت زکریا کی قوم کو نصیحت۔	۶۷
حضرت یحییٰؑ کی ولادت اور ان کو کتاب الٰہی پر عمل کا حکم اور لڑکپن سے انکو حکمت و دانائی کی نوازش	〃
حضرت یحییٰؑ کے اوصاف۔	〃
حضرت یحییٰؑ کے دیگر اوصاف حسنہ۔	〃
حضرت یحییٰؑ کی پاکیزہ سیرت۔	۶۸
حضرت مریم کا ذکر۔	〃

عنوان	صفحہ
حضرت مریم کی شرم وحیا۔	۶۹
حضرت مریم کی گھبراہٹ۔	〃
فرشتے کی بشارت۔	۷۰
حضرت مریم کی حیرت۔	〃
بغیر کسی بشر کے چھوئے لڑکا ہوگا۔	۷۲
استقرارِ حمل۔	〃
آخر بچے کی ولادت کا وقت آگیا۔	〃
فرشتے کی تسلی۔	۷۴
تازہ کھجوروں کا انتظام۔	〃
فرشتے نے کہا بچے کے معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔	〃
حضرت مریم پر لوگوں کی تہمت۔	۷۵
شریف گھرانے کی بیٹی سے ایسی امید نہ تھی۔	〃
حضرت مریم کا بچے کی طرف اشارہ۔	۷۶
حضرت عیسیٰ کا گہوارہ میں بول اٹھنا۔	〃
حضرت عیسیٰ، خیرِ مجسم۔	۷۷
والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک۔	〃
میری زندگی سلامتی سے عبارت ہے۔	۷۸
حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں سچی بات	〃
اللہ کی ذاتِ عالی سے یہ بات فروتر ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔	۸۰
اللہ ہی سب کا رب ہے۔	〃

عنوان	صفحہ
اختلاف دین میں نہیں لوگوں نے خود ہی اختلاف پیدا کیا ہے۔!	۸۰
قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھلیں گی۔	۸۲
حسرت کا دن۔	〃
حقیقی مالک و وارث اللہ ہے۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ کی صداقت۔	۸۴
حضرت ابراہیم ؑ کی اپنے والد کو دین کی دعوت۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ کا ارشاد کہ اللہ نے مجھے نبوت اور وحی سے نوازا ہے۔	〃
اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت اور اطاعت دراصل شیطان کی عبادت ہے۔	۸۵
شیطان کی بات ماننا اس کو اپنا ولی بنانا ہے۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ کے والد کی دھمکی۔	۸۷
حضرت ابراہیم ؑ کی والد سے جدائی اور دعائے مغفرت کا وعدہ۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ کی وطن سے ہجرت۔	〃
حضرت ابراہیم ؑ پر اللہ کی نوازش جو اللہ کے لئے قربانی دیتا ہے اللہ اس کو محروم نہیں رکھتا۔	۸۸
ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر اللہ کی رحمتیں۔	۹۰
حضرت موسیٰ کے حالات کا تذکرہ کریں۔	〃

عنوان	صفحہ
حضرت موسیٰ کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی۔	۹۰
حضرت موسیٰ ؑ کے معاون نبی ان کے بڑے بھائی حضرت ہارون ؑ	۹۱
حضرت اسمٰعیل ؑ کی نبوت کے ساتھ رسالت اور ان کے وعدے کی پختگی۔	۹۲
حضرت اسمٰعیل ؑ رب کے پسندیدہ انسان اور ان کا اپنے گھر سے تبلیغ کا آغاز	۹۳
حضرت ادریس ؑ کا ذکر۔	۹۴
حضرت ادریس ؑ کا مقام بلند۔	〃
یہ سب انبیاء کرام اللہ کے بندے اور آدم کی اولاد تھے	۹۶
انبیاء کرام کی امتوں کا حال۔	۹۸
توبہ کے دروازے کھلے ہیں۔	〃
سچے دل سے توبہ کرنے والوں سے جنت کے وعدے جو پورے ہو کر رہیں گے۔	〃
اس جنت کی کچھ کیفیت۔	۹۹
جنت کے وارث متقی بندے ہوں گے۔	〃
ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے تم بھی اس کے تابع فرمان بن جاؤ	۱۰۱
اللہ جیسا کوئی نہیں، پھر اس کے سوا عبادت کا مستحق کون ہوسکتا ہے۔؟	〃
انسان کہتا ہے کیا میں مر کر پھر زندہ ہونگا۔	۱۰۳
کیا انسان اپنے وجود پر غور کرنے کی زحمت کرے گا	〃

عنوان	صفحہ
ان کو اور ان کے نیتاؤں کو رب کے سامنے حاضر ہونا ہی پڑے گا۔	۱۰۳
باغی گروہ کے لیڈروں کو چھانٹ کر سب سے پہلے جہنم میں جھونکا جائے گا۔	۱۰۶
جہنم کے سب سے زیادہ سزاوار۔	″
دوزخ کے اوپر سے سب کو ہی گزرنا ہوگا۔	″
پل صراط پر سے گزرتے ہوئے نیک لوگوں کو بچا لیا جائے گا	″
دنیا کی خوش حالی سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کی آخرت بھی شاندار ہوگی۔	″
پچھلی قوموں کی زندگی سے عبرت حاصل کرو۔	۱۰۹
اللہ نے انسان کو عمل کی آزادی دی ہے اس لئے ڈھیل دی جاتی ہے۔	″
نیک بندے اللہ کی ہدایت کی روشنی میں نیکی میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔	″
نافرمانی کے باوجود آخرت کی نعمتوں کی جھوٹی امیدیں	″
کیا اسے غیب کا علم ہے یا اس سے اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے	۱۱۰
غرور کا یہ کلمہ بھی اسکے جرائم میں اضافہ ہے۔	″
روز قیامت وہ سب چھوڑ چھاڑ کر اکیلا حاضر ہوگا	۱۱۲

عنوان	صفحہ
جھوٹے معبود بھی کوئی پشت بانی نہیں کریں گے۔	۱۱۲
یہ فرضی معبود الٹے مخالف ہو جائیں گے۔	″
منکرینِ حق پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔	″
اہل باطل کی مہلت کا وقت پورا ہونا ہے۔	″
اللہ کے نیک بندے شاہی مہمانوں کیطرح ہمارے پاس آئیں گے۔	۱۱۴
نافرمانوں کو جانوروں کی طرح ہنکایا جائے گا۔	″
روز قیامت اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا۔	″
اللہ پر اولاد کی تہمت۔	″
اللہ کے لئے اولاد انتہائی بیہودہ گھڑی ہوئی بات ہے۔	۱۱۶
اس بے ہودہ الزام پر نظامِ عالم درہم برہم ہو سکتا ہے۔	″
رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔	″
اللہ کے لئے اولاد کا ہونا اس کی شان کے خلاف ہے۔	″
حقیقت یہ ہے کہ سب اسکے بندے ہیں۔	″
اللہ تعالیٰ سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے	۱۱۸

عنوان	صفحہ
ہر ہر فرد اس کی بندگی کے دائرے میں ہے۔	۱۱۸
عنقریب اہل ایمان محبوب بن جائیں گے۔	۱۱۹
نزول قرآن کی وجہ۔	″
پچھلی قوموں کے واقعات عبرت کا نشان ہیں۔	″
سورۂ طٰہٰ	۱۲۱
تعارف	″
طا۔ ھا۔	۱۲۲
قرآن مجید رحمت ہے نہ کہ زحمت	″
قرآن بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے۔	۱۲۴
قرآن خالق ارض و سما کا کلام ہے۔	″
اس کی فرماں روائی کمالِ حکمت کے ساتھ ہے۔	″
ہر ہر چیز پر بلاشرکت غیرے اس کی حکومت ہے	۱۲۵
پکار کر کہو یا چپکے سے، وہ سب سنتا ہے۔	″
وہ بہترین صفات کا مالک ہے۔	۱۲۶
قصۂ موسیٰ کا آغاز۔ دعوتِ محمدی سے اس کی مماثلت۔	″
حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں۔	۱۲۷
اللہ کے ساتھ شرفِ ہم کلامی۔	″
موسیٰ! میں تمہارا رب تم سے ہم کلام ہوں۔	۱۲۹
حضرت موسیٰ کا پیغمبری کے لئے انتخاب۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت موسیٰ کو توحید اور عبادت کی تعلیم ۔	١٢٩
عقیدۂ آخرت کی تعلیم ۔	١٣١
دیکھو آخرت سے غافل مت رہنا ۔	״
منصب رسالت کی تمہید ۔	״
حضرت موسیٰ ؑ کا جواب حضور یہ میری لاٹھی ہے ۔	״
اے موسیٰ ذرا اپنی لاٹھی پھینکو تو ۔	١٣٣
لاٹھی سانپ بن گئی ۔	״
موسیٰ ڈرو نہیں اس کو پکڑ لو ۔	״
دوسرا معجزہ ' ید بیضاء ' ۔	״
اور دوسری بڑی نشانیاں بھی ۔	١٣٤
حضرت موسیٰ کو حکم کہ فرعون کے پاس جاؤ ۔	״
حضرت موسیٰ کی دعا مجھے حوصلہ مندی عطا فرما دے ۔	١٣٦
میرے لئے اس مشکل کام کو آسان فرما دیجئے ۔	״
اے اللہ میری زبان میں روانی پیدا فرما دیجئے ۔	״
فصاحت لسانی عطا فرما تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں	״
میرے خاندان میں سے ہی مجھے ایک معاون عطا فرما دیجئے ۔	״
میرا بھائی ، میرے بھائی ہارون کو نبی بنا دیجئے ۔	״
ہارون کے ذریعہ میرے ہاتھ مضبوط کر دیجئے ۔	״
ان کو کار نبوت میں شریک فرما دیجئے ۔	١٣٧
تاکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کریں ۔	١٣٧
اور خوب آپ کا ذکر کریں ۔	״
پروردگار آپ ہمارے حال پر نگران ہیں ۔	״
تمہاری دعا قبول کرلی گئی ۔	١٣٨
ہم نے تم پر ہمیشہ نوازشیں کی ہیں ۔	״
پہلا احسان ۔ جب تمہاری ماں کو بذریعہ وحی وہ بات بتائی گئی جو بتانے والی تھی ۔	״
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بتایا کہ بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو ۔	١٤٠
حضرت موسیٰ پھر ماں کی آغوش میں ۔	١٤١
میں نے تمہارا انتخاب اپنی خصوصی خدمت کے لئے کیا ہے ۔	١٤٢
اب تم دونوں اس کام میں کوتاہی مت کرنا ۔	״
اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ ۔	״
دعوت میں نرمی ملحوظ رہے ۔	١٤٤
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا اندیشہ	״
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں ۔	״
بے فکر ہو کر جاؤ اور فرعون کو دعوت دو ۔	١٤٦
سرکشی کرنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے سزا ہے ۔	١٤٧
تمہارا رب کون ہے ؟	١٤٧
موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جو ہر چیز کا خالق ہے ۔	١٤٨
کیا ہمارے باپ دادا گمراہ تھے	״
حضرت موسیٰ نے کہا ان کا معاملہ ان کے ساتھ ہے ۔	١٥٠
رب وہی ہے جس نے تمہیں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ۔	״
مخلوق کے ذریعہ خالق کی معرفت ۔	״
انسان اپنے آغاز اور انجام پر غور کرے ۔	١٥١
ساری نشانیوں کے باوجود فرعون کا انکار ۔	״
فرعون نے کہا تم اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتے ہو ۔	١٥٣
معجزے اور جادو کا مقابلہ ۔	״
حضرت موسیٰ نے کہا جشن کا دن اور دن چڑھے کا وقت ۔	״
فرعون کی طرف سے مقابلے کی تیاری ۔	١٥٥
حضرت موسیٰ ؑ کی فرعونیوں اور جادوگروں کو نصیحت ۔	״
جادوگروں کی سرگوشیاں	״
فرعونیوں کی اشتعال انگیزی ۔	١٥٨
سب مل کر ان دونوں کا مقابلہ کرو ۔	״
پہل کون کریگا ؟	״
جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ نظر آنے لگیں ۔	״
حضرت موسیٰ دل ہی دل میں ڈر گئے ۔	״

عنوان	صفحہ
موسیٰ ڈر کو دل سے نکال دو۔	۱۵۸
اللہ کا حکم کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو	۱۶۰
جادوگروں کی شکست وہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔	״
فرعون کی تلملاہٹ۔	۱۶۲
جادوگروں کی استقامت۔	״
جادوگروں کی اللہ کے حضور میں طلب مغفرت	״
مجرم اللہ کا سخت عذاب بھگتے گا۔	۱۶۶
مومن صالح کے لئے بلند درجات ہونگے۔	״
مومنین صالحین جنت کے باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔	״
حضرت موسیٰ ؑ کو مصر سے ہجرت کرنے کا حکم	״
بیچ سمندر کے فرعون کی ہلاکت۔	۱۶۸
فرعون نے اپنی قوم کو گمراہی میں ڈالا۔	״
بنی اسرائیل پر اللہ کی عنایتیں۔	״
اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا حق ادا کرو۔	۱۷۱
اللہ کی مغفرت کا وعدہ کن لوگوں سے ہے	״
حضرت موسیٰ کی بعجلت طور پر حاضری۔	״
پروردگار کی خوشنودی کیلئے حضرت موسیٰ کی عجلت	״
سامری کی فتنہ پردازی۔	״
حضرت موسیٰ کا غیض و غضب۔	۱۷۴

عنوان	صفحہ
قوم کا موسیٰ ؑ کو جواب کہ یہ سب کچھ بے اختیاری میں ہوا۔	۱۷۴
سامری کا زیورات کو بچھڑے کی شکل میں ڈھالنا	״
بچھڑے کی مورت میں الوہی صفت کونسی ہے۔	۱۷۶
حضرت ہارون نے قوم کو خبردار کیا	״
بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی۔	״
حضرت موسیٰ کی حضرت ہارون سے باز پرس۔	״
تم نے میری بات پر عمل کیوں نہیں کیا۔	۱۷۸
حضرت ہارون ؑ کی طرف سے معذرت	״
فتنہ کے سرغنہ سامری سے باز پرس	״
سامری کا گول مول جواب۔	۱۸۱
سامری کو عبرت ناک سزا اور بچھڑے کو آگ میں جلایا جانا۔	״
معبود حقیقی اللہ ہے۔	״
ہم نے تمہیں قرآن دیا جو خدا کو یاد دلانے والی کتاب ہے۔	۱۸۲
قرآن مجید فرمانِ الٰہی۔	״
قرآن کو نہ ماننے والے کا انجام۔	״
حشر کے میدان میں مجرموں کی حالت۔	۱۸۵
گزرے ہوئے وقت کے بارے میں احساس۔	״
میدانِ حشر میں گزرے ہوئے وقت کا احساس	״

عنوان	صفحہ
قیامت میں پہاڑوں کی حالت۔	۱۸۶
قیامت میں زمین چٹیل میدان ہو جائیگی۔	״
زمین کی حالت میں تبدیلی۔	۱۸۸
میدان حشر کا پر ہیبت سماں۔	״
میدانِ حشر میں رحمٰن کی اجازت کے بغیر سفارش کارگر نہ ہوگی۔	״
سفارش کی عام اجازت کیوں نہ ہوگی۔؟	۱۸۹
میدان حشر میں بڑے بڑے متکبرین کے سر جھکے ہوئے ہوں گے۔	״
اس روز مومنین صالحین فکرمند نہ ہوں گے	۱۹۲
قرآن کی تنبیہ بالکل واضح ہے۔	״
شہنشاہِ حقیقی کا رتبہ بلند، آپ اسی سے علم کی دعا کریں۔	״
بھول جانا اور ارادہ کا پختہ نہ ہونا انسان کی بنیادی کمزوری ہے۔	״
جب ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔	۱۹۴
انسان کی کمزوری، کہ وہ بہکائے میں آجاتا ہے۔	״
جنت کی آسائشیں۔	״
جنت میں نہ پیاس تھی اور نہ دھوپ۔	״
شیطان کا بہکاوا۔	۱۹۶
آدم و حوّا کی بھول۔	״
آدم کی توبہ اور اللہ کی طرف سے توبہ کی قبولیت۔	

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا حکم کہ تم سب جنت سے نکلو۔	۱۹۸
اللہ کی ہدایت سے منہ موڑنے کا انجام۔	〃
آخرت میں اندھا ہونے پر اسکی حیرانی۔	〃
دنیا میں تو نے بھلایا تھا آج تجھے بھلایا جا رہا ہے۔	۲۰۰
دنیا کی تنگ زندگی اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت	〃
دنیا کی تاریخ عبرت کے لئے ہے۔	〃
اللہ کی طرف سے ڈھیل میں بھی مصلحت ہے۔	۲۰۳
صبر اور نماز سے مدد لو۔	〃
دنیا پرستوں کے اسباب عیش پر نظر نہ کیجئے	〃
خود بھی نماز کے پابند رہو اور اہل و عیال کو تاکید کرو۔ رزق دینے والے ہم ہیں۔	〃
کھلی نشانی کا مطالبہ۔	۲۰۵
حضرت محمدؐ کی رسالت، نہ ماننے والوں کے لئے حجت ہے	۲۰۶
انجام جلد ہی سامنے آنے والا ہے۔	〃
پارہ ۱۷ اِقْتَرَبَ	۲۰۷
سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَاءِ	〃
اب قیامت دور نہیں ہے۔	۲۰۹
قرآن مجید کی تذکیر سے لاپرواہی۔	۲۱۰
غفلت کی وجہ سے دنیا سے رغبت نبی کے کردار کی جاذبیت۔	۲۱۱
اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتے ہیں۔	۲۱۴
منکرین کے الجھے ہوئے الزامات۔	〃
نشانیوں کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ کا جواب۔	۲۱۷
رسول کا بشر ہونا۔	〃
پچھلے رسولوں میں بھی بشری خصوصیات موجود تھیں۔	〃
پچھلی تاریخ کا سبق۔	〃
قرآن کی اہمیت کو سمجھو۔	〃
کتنی ظالم بستیاں اجڑیں کتنی برباد ہوئیں۔	۲۱۹
عذاب کے وقت قوموں کا پچھتاوا۔	〃
ٹھہرو! اب کہاں بھاگے جاتے ہو۔	〃
عذاب کو دیکھ کر اپنے خطاکار ہونے کا اعتراف	〃
عذاب کے آخر تک اپنے جرم کا اعتراف۔	۲۲۰
زمین و آسمان کی تخلیق کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔	〃
اگر دنیا کھیل ہوتی تو انسان جیسی ذی شعور مخلوق کو کیوں پیدا کیا جاتا۔	۲۲۲
دنیا امتحان گاہ ہے۔	〃
ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے۔	〃
فرشتے شب و روز اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔	۲۲۳
کیا زمین پر اللہ کے بالمقابل کوئی ہستی ہو سکتی ہے؟	۲۲۳
اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام بگڑ جاتا۔	۲۲۴
وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔	۲۲۶
عقل کے بعد نقل سے توحید پر استدلال۔	〃
تمام انبیاء نے توحید کی دعوت دی ہے۔	〃
اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔	۲۲۸
وہ اللہ کی اولاد نہیں بلکہ اس کے فرماں بردار بندے ہیں۔	〃
اللہ تعالیٰ اپنے غیر محدود علم کے مطابق خود فیصلہ فرماتے ہیں۔	〃
اللہ کا اقتدار سب پر غالب ہے۔	۲۳۰
اللہ کی خلاقیت اور قدرت پر دعوتِ فکر۔	〃
اللہ کی قدرت کی مزید نشانیاں۔	۲۳۱
آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا۔	〃
دن اور رات، چاند اور سورج کی گردش اللہ کی نشانیاں ہیں۔	۲۳۲
موت و حیات اللہ کے قبضے میں ہیں۔	〃
موت کا قانون اٹل ہے اور دنیا میں خیر و شر آزمائش کے لئے ہیں۔	〃
منکرین حق کی مذاق بازی۔	۲۳۵

* * *

عنوان	صفحہ
جلد بازی انسان کی فطرت ہے۔	۲۳۵
جلد بازی کی مثال۔ آخر وعدہ کب پورا ہوگا۔	″
دوزخ دوزخ کہنے والوں کو پتہ بھی ہے کہ دوزخ کیا ہے۔	۲۳۷
قیامت اچانک آئے گی۔	″
تم سے پہلے رسولوں کا بھی اسی طرح مذاق اڑایا گیا تھا۔	″
کیا کوئی دوسرا اللہ کی پکڑ سے بچانے والا ہے۔	۲۴۰
کیا اللہ کے سوا کوئی بچانے والا ہے	″
یہ غفلت اور غرور خوش حالی کی وجہ سے ہے۔	″
دل کے بہرے پیغمبر کی آواز کو نہیں سنتے۔	۲۴۱
ذرا سا اللہ کا عذاب آجائے ابھی چیخ پڑیں گے۔	″
قیامت کے دن اعمال کا پورا پورا وزن کیا جائے گا	۲۴۳
موسیٰ و ہارون کو توریت عطا کی گئی۔	″
ہدایت سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو رب سے ڈرنے والے ہیں	۲۴۵
قرآن بابرکت نصیحت ہے۔	″
ابراہیم علیہ السلام کو روشنئ طبع اور ہدایت عطا کی گئی۔	″
حضرت ابراہیمؑ کی دعوت توحید۔	″
اندھی تقلید کا بے تکا جواب۔	۲۴۶
حضرت ابراہیمؑ کا جواب گمراہی گمراہی ہے	″

عنوان	صفحہ
ابراہیم کہیں تم مذاق تو نہیں کررہے ہو؟	۲۴۶
حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے توحید کی دوٹوک دعوت۔	۲۴۷
بتوں کی بے بسی، میں تمہیں دکھادوں گا۔	″
حضرت ابراہیمؑ کی عملی تدبیر بت خانے کے سارے بت توڑ ڈالے۔	۲۴۸
ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کردیا؟	″
کہیں یہ حرکت ابراہیم کی تو نہیں۔	۲۵۰
لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کو پکڑ کر سب کے سامنے لاؤ۔	″
ابراہیم سے سوال، کیا یہ حرکت تم نے کی ہے؟	″
حضرت ابراہیم کی الزامی حجت۔	″
اپنی غلطی کا احساس۔	″
جانتے تو ہو کہ یہ بت بولتے نہیں۔	۲۵۱
حضرت ابراہیم کا ارشاد، پھر ان کو پوجتے کیوں ہو؟	″
تف ہے تم پر کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے؟	۲۵۲
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ۔	″
اللہ تعالیٰ کا آگ کو حکم کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔	۲۵۴
ابراہیم کے خلاف سازش کرنے والے ناکام ہوئے۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کی فلسطین کی طرف ہجرت۔	۲۵۴
بڑھاپے میں بیٹا بلکہ پوتا بھی عطا ہوا۔	″
خانوادۂ ابراہیمی کے ذریعہ انسانیت کی قیادت۔	۲۵۶
حضرت لوط کو حکمت و نبوت عطا کی گئی۔	″
لوطؑ پر اللہ کی رحمت۔	″
حضرت نوحؑ کو سخت پریشانی سے بچایا گیا۔	۲۵۷
پوری قوم نوح غرقاب ہوگئی۔	″
داؤد اور سلیمان پر اللہ کی نوازشیں۔	″
اللہ تعالیٰ نے صحیح فیصلہ حضرت سلیمانؑ کو بتا دیا	″
حضرت داؤد کو زرہ بنانے کا فن عطا کیا گیا۔	۲۶۱
حضرت سلیمانؑ پر اللہ کی نعمتیں۔	″
سرکش جنات حضرت سلیمانؑ کے تابع۔	۲۶۳
اللہ کے نبی حضرت ایوبؑ کی سخت آزمائش۔	″
حضرت ایوبؑ کی تکلیف کے بادل چھٹ گئے۔	۲۶۴
اللہ کے صابر بندے اسماعیلؑ ادریسؑ، اور ذوالکفلؑ کی زندگی سے سبق حاصل کرو	۲۶۵
یہ سب اللہ کی رحمت کے مستحق تھے۔	۲۶۷
حضرت یونسؑ کا واقعہ۔	″
حضرت یونسؑ کی دعا کی قبولیت۔	۲۶۸
حضرت زکریاؑ پر اللہ کا فضل۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت زکریاء کی دُعا قبول ہوئی۔	۲۶۹
حضرت مریم پاکدامن خاتون تھیں۔	۲۷۰
تمام انبیاء کے پیروکار ایک امت ہیں۔	۲۷۱
انسانوں نے دین کے ٹکڑے کردئے۔	؍؍
مذاہب کی اس کش مکش میں ایمان اور عمل کی قدر کی جائیگی۔	۲۷۳
عذاب یافتہ قوموں کی محرومی۔	؍؍
ایک فتنہ پرداز قوم یاجوج ماجوج کا خروج	؍؍
قیامت کی دہشت۔	۲۷۵
جھوٹے معبود اور ان کے پجاری سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔	؍؍
اگر وہ واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں کیوں جاتے۔	؍؍
دوزخ میں چیخنے چلانے کے سوا یہ کچھ نہ کرسکیں گے۔	۲۷۶
اللہ کے نیک بندے ان سب آفتوں سے دُور رہیں گے۔	؍؍
نیک لوگوں تک دوزخ کی آہٹ بھی نہیں پہونچے گی۔	۲۷۸
نیک بندوں پر پیشی کے وقت اطمینان کی کیفیت۔	۲۷۹
قیامت کے دن زمین وآسمان کی بساط لپیٹ دی جائیگی۔	؍؍
جنت کے وارث اللہ کے نیک بندے ہوں گے۔	؍؍
اللہ کے پرستاروں کے لئے اس میں بڑی بشارت ہے۔	۲۸۱
حضرت محمد ؐ اقوام عالم کے لئے باعث رحمت ہیں۔	؍؍

عنوان	صفحہ
رحمت اللعٰلمین توحید کی دعوت کے لئے بھیجے گئے تھے۔	۲۸۱
دعوت حق کو نہ ماننے کی صورت میں اللہ کی پکڑ۔	؍؍
اللہ تعالیٰ ڈھکی چھپی ہر بات کو جانتا ہے۔	۲۸۳
سزا کے فیصلے میں تاخیر تمہارے سنبھلنے کے لئے ہے۔	؍؍
حق کے مطابق فیصلے کے لئے رسول کی دُعا۔	؍؍
سُوْرَۃُ الْحَجّ	۲۸۵
قیامت کا ہولناک منظر۔	۲۸۸
پہلا صور پھونکنے کے وقت عذاب کی حالت	۲۸۹
اللہ تعالیٰ کے حقوق واختیارات کے بارے میں بحث کرنے والے شیطان کے پیروکار ہیں۔	؍؍
شیطان کا کام ہی گمراہ کرنا ہے۔	۲۹۲
انسانی تخلیق کے مختلف مرحلے۔	؍؍
اللہ قادر مطلق ہیں۔	۲۹۶
قیامت کی گھڑی آکر رہے گی۔	؍؍
علم حقیقت کے بغیر منکرین کے وہم وگمان۔	؍؍
ان کی یہ اکڑفوں اور لوگوں کو گمراہ کرنا انکے لئے دنیا وآخرت میں رسوائی کا سامان ہے	؍؍
انکے اپنے کرتوتوں کا ہی یہ انجام ہوگا۔	؍؍

عنوان	صفحہ
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔	۲۹۸
جھوٹے معبودوں کے قبضے میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔	؍؍
نقصان نقد، نفع ادھار۔	۳۰۱
مومنین مخلصین پر اللہ کے انعامات۔	؍؍
کائنات کا نظام اللہ کی منصوبہ بندی کے مطابق ہے۔	؍؍
قرآن کی رہنمائی بالکل واضح ہے۔	؍؍
مختلف مذاہب کے درمیان مذہب حق کون سا ہے۔	۳۰۴
کائنات کی ایک ایک چیز اللہ کی اطاعت گزاری کررہی ہے۔	؍؍
ماننے والے اور نہ ماننے والے دوگروہوں میں بٹ گئے	۳۰۶
منکرین کو دوزخ کا عذاب۔	؍؍
سرکو ہتھوڑوں سے کچلا جائیگا۔	؍؍
یہ عذاب بار بار ہوتا رہے گا۔	؍؍
اہل ایمان کا اعزاز واکرام۔	۳۰۷
جنت والوں کی پاکیزہ باتیں۔	۳۰۹
وہ لوگ جو اللہ کے دین پر چلنے سے روکتے ہیں۔	؍؍
بیت اللہ کا مقام اسکی حیثیت اور اس کا مقصد۔	۳۱۱
بیت اللہ کے حج کے لئے حضرت ابراہیم ؑ کا اعلان	؍؍
حج کے فائدے۔	۳۱۳
احرام سے باہر آکر بیت اللہ کا طواف۔	؍؍
اللہ کی قائم کی ہوئی حرمتوں کا احترام اور انکے احکام کا لحاظ وپاس۔	۳۱۶

عنوان	صفحہ
صرف ایک اللہ کے ہو رہو اور شرک سے بچو۔	۳۱۶
شعائر اللہ کا احترام خدا پرستی اور دل کی پاکیزگی کی علامت ہے۔	″
ضرورت کے وقت قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔	۳۱۸
قربانی کے طریقے مختلف شریعتوں میں الگ الگ رہے ہیں مگر یہ بات مشترک ہے کہ قربانی صرف اللہ کیلئے ہے۔	″
اللہ کے سامنے جھکنے والوں کے اوصاف۔	۳۱۹
قربانی کے اونٹ وغیرہ بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔	۳۲۲
روح قربانی۔	″
فساد نہیں اصلاح۔ اور یہی اللہ کو پسند ہے۔	۳۲۳
قتال فی سبیل اللہ کی اجازت۔	۳۲۴
اللہ کے وفاداروں پر زیادتی اور اس کا علاج۔	۳۲۶
اللہ کی زمین پر انتظام کا معاملہ۔	۳۲۸
باطل ہمیشہ حق کے ساتھ ٹکراتا رہا ہے۔	″
قوم ابراہیمؑ اور قوم لوطؑ نے بھی جھٹلایا۔	۳۲۹
انہیں سے کسی بھی قوم کو فوراً نہیں پکڑا گیا۔	″
ظالموں کی ویران بستیاں عبرت کا سامان بنی ہوئی ہیں۔	۳۳۱
نصیحت کے لئے عبرت کی نظر چاہیئے۔	″
اللہ کے پیمانے ہمارے پیمانوں سے مختلف ہیں۔	۳۳۳
اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو ڈھیل دیتے ہیں۔	″
اے پیغمبر کہہ دو میرا کام برائی کے نتیجے سے آگاہ کرنا ہے۔	″
نیک بندوں سے اللہ کے وعدے۔	″
احکام الٰہی کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنے والے عذاب کے مستحق ہوں گے۔	۳۳۶
پیغمبر کی بات میں شکوک و شبہات پیدا کرنا یہ شیطانی عمل کوئی نئی بات نہیں ہے۔	
حق کی مخالفت میں اللہ کی حکمت۔	″
حق و باطل کی کش مکش سے اہل حق اور مضبوط ہوتے ہیں۔	۳۳۷
ہٹ دھرم لوگ ماننے والے نہیں۔	۳۳۹
قیامت کے دن فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔	″
اہل باطل پر عذاب۔	″
مہاجرین کے لئے خصوصی انعامات۔	۳۴۰
مہاجرین کی مہمان نوازی ان کی مرضی کے مطابق ہوگی۔	۳۴۲
مظلوموں کو بدلہ لینے کا حق ہے لیکن ذہنیت انتقامی نہ ہو۔	″
اللہ تعالیٰ ظالموں کو سزا دینے اور وفاداروں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔	″
سچا معبود اللہ ہی ہے بڑائی کی شان اسی کی ہے۔	۳۴۴
اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں اور ان کی تدبیر بہت گہری ہوتی ہے۔	۳۴۴
اقتدار کامل اللہ کا ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے۔	″
خشکی تری میں انسان کو تصرف کی اجازت ہے۔	۳۴۵
موت کے بعد زندگی برحق ہے۔	۳۴۷
روح عبادت، اللہ کی فرمانبرداری ہے نہ کہ بندگی کے مختلف طریقے	″
جب دین ایک ہے تو شریعت کا جزوی فرق جھگڑنے کی بات نہیں۔	۳۴۸
قیامت کے دن ہر اختلاف کا فیصلہ ہو جائے گا۔	″
اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔	۳۵۱
غیر اللہ کی عبادت کے لئے کوئی دلیل و حجت ہی موجود نہیں ہے۔	″
قرآن حق و باطل کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور کسی کی ناگواری کی پرواہ نہیں کرتا۔	″
معبودانِ باطل کی کمزوری کی مثال۔	۳۵۲
قوت و غلبہ صرف اللہ کیلئے ہے۔	۳۵۵
فرشتے اور انبیاء محض اس کی پیغام رسانی کے لئے ہیں	″
اللہ کے یہاں کوئی سفارشی نہیں ہے۔ ہر معاملہ کا فیصلہ وہ خود فرماتے ہیں۔	″
ایمان والو فلاح کا راستہ یہ ہے کہ اپنی زندگی اللہ کیلئے خاص کر لو۔	۳۵۸

عنوان	صفحہ
امت محمدیہ کی فضیلت اور اس کی ذمہ داریاں	۲۵۹
پارہ ۱۸ قَدْ اَفْلَحَ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ	۲۶۱
اسلام میں فوز و فلاح کا حقیقی تصور۔	۲۶۳
اہل ایمان کا پہلا وصف نماز میں عاجزی۔	۲۶۴
مومن کی دوسری صفت لغویات سے بے تعلقی۔	〃
اہل ایمان کی تیسری صفت زکوٰۃ کی ادائیگی۔	۲۶۵
مومنین کی چوتھی صفت شرمگاہوں کی حفاظت	〃
منکوحہ بیویوں اور باندیوں سے جنسی تعلق کی اجازت۔	۲۶۶
منکوحہ بیوی اور باندی کے علاوہ جنسی تعلق اللہ کی حد سے آگے کی بات ہے۔	۲۶۷
مومنین کی پانچویں صفت امانتداری اور عہد و پیمان کی پاسداری۔	〃
اہل ایمان کی چھٹی صفت نمازوں کے اوقات، آداب و حقوق کی رعایت۔	۲۶۹
مذکورہ صفات والے مومنین ہی جنت کے حق دار ہیں۔	〃
اہل ایمان کو اعلیٰ درجے کی جنت فردوس عطا ہوگی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے	〃
سب سے پہلے انسان کی تخلیق مٹی کے جوہر سے ہوئی۔	۲۶۹
پہلے انسان کے بعد پھر نسل انسانی کا سلسلہ نطفہ سے چلا۔	۲۷۱
انسانی تخلیق کا اگلا مرحلہ۔	〃
پیدائش کے بعد موت کا مرحلہ۔	〃
موت کے بعد اللہ تعالیٰ پھر زندہ کریں گے۔	〃
نظام کائنات میں ہم آہنگی اور مقصدیت۔	۲۷۲
زمین پر پانی کا نظام اس کے ذخیرے اللہ کی معرفت کے لیے بھی کافی ہیں۔	۲۷۳
پانی سے پھل اور دوسری چیزوں کی پیداوار۔	۲۷۶
اسی پانی سے زیتون کا درخت پیدا ہوتا ہے۔	〃
نباتات کے بعد حیوانات بھی اللہ کی نعمت ہیں۔	〃
جانوروں اور کشتیوں کی سواری یہ بھی اللہ کی نعمت ہے۔	〃
کشتیٔ نوح کا ذکر بھی سن لو۔	۲۷۷
رسول بشر ہی ہوتا ہے۔	۲۷۹
پاگل پن کا الزام۔	〃
حضرت نوح کی اللہ سے فریاد۔	۲۸۲
حضرت نوح کی قوم پر عذاب کا فیصلہ اور حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم۔	〃
حضرت نوح کو ہدایت کہ نجات پانے پر ہمارا شکر ادا کرنا۔	〃
منزل پر پہونچ کر بھی ہمارا شکر ادا کرو۔	۲۸۴
حضرت نوح ؑ کے قصے میں اللہ کی نشانیاں۔	۲۸۳
قوم نوح کے بعد ایک اور قوم۔	〃
قوم عاد کو بندگی رب کی دعوت۔	〃
قوم کے سرداروں کا سچائی کے ماننے سے انکار۔	۲۸۶
قوم کے سرداروں کی دلیل کہ اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت گھاٹے کا سودا ہے۔	〃
رسول کی آخرت کی طرف دعوت۔	〃
مرکر دوبارہ زندہ ہونا، کیا یہ احمقانہ بات نہیں ہے۔	۲۸۸
آخرت کا انکار کرنے والے۔	〃
رسالت اور آخرت کے دعووں کی تکذیب۔	〃
قوم سے مایوس ہو کر پیغمبر کی دعا۔	〃
اللہ کی طرف سے دعا کی قبولیت اور عذاب کی خبر۔	〃
قوم پر عذاب کا نزول۔	۲۸۹
اس قوم کے بعد پھر دوسری قوم آئی۔	〃
افراد کی طرح قوموں کی موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔	۲۹۱
قوموں کے ساتھ رسولوں کی آمد کا سلسلہ۔	〃
قوم فرعون کے لیے حضرت موسیٰ اور ہارون کی بعثت۔	〃
فرعونیوں کی ڈھٹائی۔	۲۹۲
فرعون کا تکبر کہ غلام قوم کے دو فرد ہمارے قائد کیسے بن سکتے ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
فرعونیوں کا جھٹلانا اور انکی ہلاکت۔	۳۹۴
حضرت موسیٰ کو توریت عطا کی گئی۔	″
ابن مریم کو اللہ نے اپنی نشانی بنا کر ان کی حفاظت فرمائی۔	″
پاکیزہ رزق اور عمل صالح کا حکم۔	۳۹۵
اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے سب ایک امت ہیں	۳۹۷
ایک مذہب سے بہت سے مذہب نکال لیے۔	″
غافل لوگوں کو اپنی غفلت میں پڑے رہنے دو۔	″
دنیاوی خوشحالی پر اترانے کی ضرورت نہیں ہے۔	″
حقیقی کامیابی کچھ اور ہی چیز ہے۔	۳۹۸
مومن اللہ کے خوف سے ڈرتا رہتا ہے۔	″
مومن اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہتا ہے۔	۴۰۰
اہل ایمان ہر طرح کے شک سے دور رہتے ہیں۔	″
اہل ایمان نیکی کر کے اتراتے نہیں۔	″
بازی جیتنے والے کون لوگ ہیں۔	۴۰۲
دین پر چلنا مشکل نہیں، جیسا کروگے ویسا بھروگے۔	″
روز حساب سے غفلت۔	″
عیش کوش لوگوں پر پکڑ آئے گی تو ان کو دیکھ کر لوگ بلبلا اٹھینگے۔	۴۰۴
رونا چلانا بیکار ہے۔ اب تمہیں کہیں سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔	″

عنوان	صفحہ
یاد کرو تم اللہ کی بات سننے تک کے لئے تیار نہ تھے۔	۴۰۴
چوپالوں پر بیٹھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔	″
مخالفین نے قرآن مجید پر غور کیوں نہ کیا۔ کیا رسولوں کا آنا کوئی نئی بات ہے۔	۴۰۵
کیا رسول انکے لئے جانے پہچانے نہیں ہیں۔؟	″
حضرت محمدؐ حق کے داعی ہیں۔	۴۰۶
حق خواہشات کے تابع نہیں ہوسکتا۔ خواہشات کو حق کے تابع بنانا ہوگا۔	۴۰۸
حضرت محمدؐ دین کی دعوت میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں رکھتے۔	″
حضرت محمدؐ کی دعوت صراطِ مستقیم کی دعوت ہے۔	۴۰۹
آخرت پر یقین۔	″
اللہ تعالیٰ تنبیہ کے لئے دنیاوی تکلیفوں میں بھی مبتلا کرتے ہیں۔	۴۱۱
حق کے منکرین تنبیہ کے باوجود بھی گمراہی سے نہ ہٹے۔	″
حق کے منکرین بڑے عذاب کے موقع پر دنگ رہ جائیں گے۔	″
پروردگار کی دی ہوئی قوتوں کا غلط استعمال۔	۴۱۲
ایک دن پروردگار کے سامنے پیش کئے جاؤ گے۔	″

عنوان	صفحہ
آنکھیں کھول کر دیکھو تو حق تک پہونچ سکتے ہو۔	۴۱۳
ان کی تو وہی پرانی رٹ ہے۔	″
جب ہم مٹی میں مل جائینگے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔؟	۴۱۵
یہ دوبارہ زندہ کرنے کی بات ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی تھی۔	″
بتاؤ اس زمین اور اس میں جو کچھ ہے اس کا مالک کون ہے؟	″
ہوش کے ناخن لو یہ سب کچھ اللہ کا ہے۔	″
بتاؤ آسمانوں پر حکومت کس کی ہے؟	″
جب یہ سب اللہ کا ہے تو تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟	۴۱۷
اقتدار کس کا ہے؟ پناہ کون دیتا ہے؟	″
وہ کہیں گے کہ اختیار اللہ ہی کا ہے۔	″
شرک اور انکار آخرت دونوں ہی جھوٹی باتیں ہیں۔	″
کائنات کے نظام کی باقاعدگی وحدت الٰہ اور اس کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔	۴۱۸
اس لامحدود کا ان محدود مخلوقات سے کیا مقابلہ۔	۴۱۹
کہیں وہ عذاب نازل نہ ہوجائے جس کی دھمکی دی جارہی ہے۔	″
دعا کرو کہ ہم اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔	۴۲۱
ہم دنیا میں ہی انکو سزا دینے پر قادر ہیں۔	″

عنوان	صفحہ
آپ کے بلند اخلاق کا تقاضا	۴۲۱
شیطان کی اکساہٹوں سے اللہ کی پناہ مانگیے۔	"
شیطان کے وار سے مجھے بچائیے۔	"
موت کے وقت پچھتاوا	۴۲۳
اب پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔	"
برزخ کے بعد قیامت کا مرحلہ۔	۴۲۵
وہی فلاح یاب ہونگے جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا۔	۴۲۶
جن کے اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ گھاٹے میں رہیں گے۔	"
دوزخ کا ہولناک عذاب۔	"
کیا تم دنیا میں ہماری آیتوں کو جھٹلاتے نہیں تھے۔	"
منکرین حق اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے۔	۴۲۷
گڑگڑائیں گے کہ ہمیں یہاں سے نکال لیجیے۔	"
حکم ہوگا کہ اب معذرت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔	"
مجھ سے رحم طلب کرنے والے بندوں کے ساتھ تمہارا رویہ۔	۴۲۸
تم ان کا مذاق اڑاتے تھے اور یہ بھی بھول گئے تھے کہ میں سب کا رب ہوں۔	"
آج ان کے صبر کا بدلہ ان کو مل رہا ہے۔	۴۳۰
تادیر زمین پر کتنا عرصہ رہے۔	"
دنیا کی چند روزہ زندگی۔	"

عنوان	صفحہ
تمہیں تو وہ گنتی کی چند گھڑیاں۔	۴۳۰
آخرت کے بغیر یہ دنیا بے مقصد ہے۔	۴۳۲
اللہ کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کوئی بے مقصد کام کرے۔	"
شرک بے دلیل ہے، مشرک کو حساب دینا ہوگا، منکرین حق فلاح یاب نہیں ہو سکتے۔	"
فلاح و سعادت کا دروازہ کھولنے والی دعا۔	۴۳۳
سُورَۃُ النُّور	۴۳۵
واضح رہے کہ یہ احکم الحاکمین کے نازل کردہ احکامات ہیں۔	۴۳۷
اسلام میں بدکاری کی سزا۔	۴۳۹
بدکاری ایک گندا عمل۔	۴۴۲
زنا کی تہمت لگانے کی سزا	۴۴۴
فاسق مسلمان توبہ کے بعد فاسق نہیں رہے گا۔	"
لِعان۔ یعنی بیوی پر زنا کا الزام۔	۴۴۵
لعان میں پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔	۴۴۶
عورت سے بھی چار قسمیں لی جائیں گی۔	"
پانچویں مرتبہ عورت اپنے اوپر لعنت کرے۔	۴۴۷
گھریلو مسائل میں اللہ کی رہنمائی تمہارے لئے کافی ہے۔	"

عنوان	صفحہ
افک کا واقعہ۔ اس شر میں خیر کے بہت سے پہلو تھے۔	۴۵۰
اسلامی معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ ظن پر قائم ہونا چاہیے۔	۴۵۷
بدکاری کے الزام کے لئے چار گواہ ہونے ضروری ہیں۔	۴۵۸
اللہ کے فضل نے تمہیں عذاب سے بچا لیا۔	۴۵۹
بلاتحقیق بہتان کا چرچا معمولی بات نہیں ہے۔	۴۶۰
اس کو بیان کرنا تو کیا دل میں بھی بدگمانی نہیں ہونی چاہیے۔	۴۶۱
آئندہ محتاط رہنے کی وصیت۔	"
اللہ تعالیٰ تمہیں کھول کھول کر ہر بات بتا رہے ہیں۔	۴۶۳
مسلم معاشرہ بے حیائی سے پاک ہونا چاہیے۔	"
اگر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو یہ چیز تمہیں لے ڈوبتی۔	"
بے حیائی شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔	۴۶۵
اسلام کی اعلیٰ درجے کی اخلاقی تعلیم۔	۴۶۷
شریف عورتوں پر تہمت لگانے والے اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں۔	۴۶۸
قیامت کے دن انسان کے اعضاء گواہی دیں گے۔	۴۶۹
قیامت کے دن حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔	۴۷۱

عنوان	صفحہ
بُرے کا جوڑ بُرے کے ساتھ اور اچھے کا جوڑا اچھے کے ساتھ لگتا ہے۔	۴۷۱
برائی کی جڑ ختم کرنے کے لئے دینی اور اخلاقی اعتبار سے احتیاط کا حکم۔	۴۷۳
دوسرے کے گھر میں داخلے کے آداب۔	"
وہ جگہیں جن میں داخل ہونے کیلئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے	۴۷۵
نظریں بچانے اور شرم گاہ کی حفاظت کا حکم۔	"
عورتیں اپنی زیبائش کا اظہار نہ کریں۔	۴۷۹
نکاح کرنے کا حکم۔	۴۸۲
پاکدامنی اور غلاموں کی امداد کا حکم۔	"
اللہ کے صاف صاف احکام اور عبرت کے واقعات تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہیں۔	۴۸۶
اللہ کائنات کا نور ہیں۔	۴۸۷
نور الٰہی سے منور قلوب جو صبح و شام اللہ کی بندگی سے مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں۔	۴۸۹
کاروباری مصروفیات میں بھی اللہ کی یاد۔	"
نیک بندوں کو انکی نیکیوں کا بہترین ثمرہ ملے گا۔	۴۹۱
نمائشی اعمال ریگستان میں سراب کی طرح ہیں۔	"
علم حقیقت سے بے بہرہ گمراہیوں کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے لوگ۔	۴۹۴
اللہ کی معرفت کی نشانیاں۔	۴۹۴
اللہ کی حاکمانہ حیثیت ہر چیز پر غالب ہے۔	"
بادلوں کے نظام میں اللہ کی حکومت کی نشانیاں۔	۴۹۶
شب و روز کے آنے میں اللہ کی نشانی۔	"
اللہ تعالیٰ کا حیرت انگیز نظامِ تخلیق۔	۴۹۹
اللہ کی کھلی کھلی نشانیاں۔	"
ایمان کے ساتھ اطاعت بھی مطلوب ہے۔	"
اتباعِ ہویٰ نہ کہ اطاعتِ ہدیٰ۔	"
معاملہ اپنے حق میں ہو تو بڑے شریعت والے بن جاتے ہیں	۵۰۱
یہ دوغلی روش کیوں ہے۔؟	"
مخلص اہل ایمان کا طرزِ عمل۔	"
فرماں برداروں کے لئے دونوں جہانوں کی کامیابی۔	۵۰۲
زبانی دعوے نہیں سچی فرماں برداری۔	"
رسول کی ذمہ داری دعوت اور تمہاری ذمہ داری اس پر عمل۔	"
اللہ کا وعدہ جو پورا ہو کر رہا۔	۵۰۵
اللہ کی رحمت متوجہ کرنے کا ایک طریقہ۔	۵۰۶
مغضوب لوگوں کا انجام۔	"
پھر معاشرتی احکام کی طرف۔	۵۰۹
بچے جب بڑے ہو جائیں تو بڑوں کی طرح ہی اجازت لے کر اندر آئیں۔	"
معاشرتی احکام کے سلسلے میں بوڑھی عورتوں کا حکم۔	۵۱۰
کھانے پینے کے سلسلے میں معاشرتی احکام۔	۵۱۲
نظم و ضبط کے تعلق سے اجازت کے احکام۔	۵۱۵
آنحضرت ﷺ کے بلاوے پر حاضر ہونا اور آپ ﷺ سے مخاطب ہونے کے آداب۔	۵۱۸
کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔	"
سورۃ الفرقان	۵۱۹
قرآن حق و باطل کے لئے فیصلکن اور سارے جہان کے لئے خبردار کرنے والا۔	۵۲۳
اللہ کی تخلیق میں فطری موزونیت۔	"
اللہ کے علاوہ کسی کو معبود بنانا فطرت کے خلاف ہے۔	"
انکار کرنے والوں کا دعویٰ کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے۔	۵۲۴
قرآن پر دوسرا الزام، یہ تو پرانے زمانے کے کچھ قصے ہیں۔	۵۲۶
قرآن خود اپنی صداقت کی دلیل ہے۔	"
رسول پر اعتراض کہ یہ تو عام انسانوں کی طرح ہیں۔	"
رسول پر اعتراض کہ اس کے پاس بڑا خزانہ ہونا چاہئے تھا۔	۵۲۷
حقیقت کو چھوڑ کر غلط سلط باتیں۔	۵۲۹
اللہ کی قدرت سے کچھ بھی باہر نہیں۔	"
سچائی کو جھٹلانے کی اصل وجہ۔	"

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دوزخ کی دھاڑیں دور سے ہی سنائی دیں گی۔	۵۳۱	حق کا انکار کرنے والوں کی حسرت وندامت۔	۵۴۵	خواہشاتِ نفس کے بندے جانوروں سے بدتر ہیں۔	۵۵۱
دوزخ کے مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونگے۔	"	غلط آدمی کی دوستی پر ندامت۔	"	سائے اور روشنی میں اللہ کی قدرت	۵۵۷
ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔	"	غلط آدمی کی دوستی نے مجھے گمراہی میں مبتلا کر دیا۔	"	سائے کا مٹنا دنیا کے فنا ہونے کی دلیل ہے۔	۵۵۹
بتاؤ دوزخ بہتر ہے یا جنت۔	"	اللہ کی عدالت میں رسول کی فریاد۔	۵۴۷	دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی نشانی	"
اہل جنت کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔	۵۳۳	حق کی مخالفت ہر دور میں ہوئی ہے۔ تمہاری مدد کے لئے اللہ کافی ہے۔	"	تازہ ہوا اور پاکیزہ پانی اللہ کی نشانی ہے۔	"
میدان حشر میں معبودانِ باطل سے سوال۔	"	مکمل قرآن ایک ہی مرتبہ نازل نہ کرنے کی حکمت	۵۴۸	پانی جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔	۵۶۰
یہ خود ہی غفلت میں معبود حقیقی کو بھلا بیٹھے۔	۵۳۵	قرآن کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی ایک اور حکمت۔	۵۵۰	پانی کی تقسیم میں اللہ کی حکمت۔	"
تمہارے خود ساختہ معبود تم سے برأت کا اظہار کریں گے۔	"	الٹی سوچ اوندھی عقل۔	"	سارے جہان کے لئے ایک آخری پیغمبر۔	۵۶۱
نبی کا بشر ہونا کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔	۵۳۶	حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا تقرر۔	"	کسی کی پروا کئے بغیر قرآن کے ذریعے دعوتِ حق کو پیش کریں۔	"
پارہ ۱۹ وَقَالَ الَّذِیْنَ	۵۳۹	قوم فرعون کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو ہدایت۔	۵۵۲	میٹھے اور کھارے پانی کا سنگم۔	۵۶۲
اللہ تعالیٰ کی حکمت کو نہ سمجھنے والوں کے بیجا اعتراضات۔	"	قوم نوح کا انجام۔	"	پانی کے قطرے سے مرد عورت کی پیدائش۔	۵۶۴
فرشتوں کی آمد کا مطالبہ کرتے ہو ان کی آمد بھی دور نہیں۔	۵۴۱	جھٹلانے والی دوسری قوموں کا بھی یہی حال ہوا۔	"	قدرت والے رب کو چھوڑ کر قدرت نہ رکھنے والوں کی پرستش	"
آخرت کا انکار کرنے والوں کے اعمال راکھ کا ڈھیر ثابت ہوں گے۔	"	تباہ شدہ قوموں کو سمجھایا گیا تھا۔	۵۵۴	انسان کی سرکشی کے باوجود رسول کا کام رب کا پیغام پہونچانا ہے۔	"
جنت کے مستحق میدانِ حشر میں بھی عمدہ مقام پائیں گے۔	۵۴۲	قوم لوط ؑ کی بستی کے عبرتناک کھنڈرات۔	"	پیغمبر اپنی ذمہ داری میں مخلص ہوتے ہیں۔	۵۶۶
میدان حشر میں فرشتوں کا نزول۔	"	عبرت کے بجائے مذاق اڑانا۔	"	اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے اللہ پر بھروسہ رکھیں۔	"
مالکِ کائنات کی فرماں روائی۔	"	اپنی گمراہی کا انجام جلد ہی دیکھ لیں گے۔	۵۵۶		
		ہوا پرستی ان کا معبود ہے۔	"		

عنوان	صفحہ
اہل علم، پروردگار کی خوبیوں کو جانتے ہیں۔	۵۶۶
رحمٰن کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ۔	۵۶۸
آسمان میں کہکشائیں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	〃
دن رات کا ہونا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے۔	۵۷۰
رحمٰن کے بندوں کی صفات۔	〃
رحمٰن کے بندوں کی راتیں کیسی گذرتی ہیں۔	۵۷۲
غرورِ عبادت نہیں بلکہ خوفِ خدا۔	〃
جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔	〃
اللہ کے مثالی بندوں کے خرچ میں اعتدال ہوتا ہے۔	۵۷۴
رحمٰن کے بندوں کی نمایاں صفات، شرک نہ کرنا۔ ناحق قتل نہ کرنا۔ بدکاری نہ کرنا۔	۵۷۵
بڑے گناہوں کا عذاب بھی بڑا ہوگا۔	〃
توبہ کرنے سے بڑے سے بڑا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔	۵۷۶
اس کی بارگاہ میں جو شرمسار ہو کر آتا ہے وہ اس کے دامنِ رحمت میں جگہ پا لیتا ہے۔	۵۷۷
رحمٰن کے بندوں کی مزید صفات نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ جھوٹ کے گواہ بنتے ہیں اور نہ لغو کاموں سے دل چسپی لیتے ہیں۔	۵۷۹
رحمٰن کے بندوں کی صفت کہ اللہ کی آیات سن کر اس کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔	〃

عنوان	صفحہ
اہل ایمان کی صفت وہ اپنے اہل خانہ کو بھی نیکی میں ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔	۵۷۹
جنت کے اعلیٰ درجات ایسے صابر و شاکر بندوں کے استقبال کے منتظر ہیں۔	۵۸۱
اللہ کے یہ بندے جنت کے اعلیٰ درجات میں ہمیشہ رہیں گے۔	〃
اللہ تمہارا محتاج نہیں ہے۔ تم اللہ کے محتاج ہو۔	〃
سورۃ الشعراء	۵۸۳
حروفِ مقطعات	۵۸۵
یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو اپنا مقصد صاف صاف بیان کرتی ہے اور جس کا اللہ کا کلام ہونا ہر آیت سے واضح ہے۔	۵۸۶
نبی کی دل سوزی کی کیفیت۔	〃
اللہ تعالیٰ اپنے دیے ہوئے اختیار کو سلب کرنا نہیں چاہتا۔	۵۸۷
نہ ماننے والوں کی بے توجہی۔	۵۸۸
بے توجہی ہی نہیں بلکہ تکذیب و استہزاء۔	〃
زمین میں نوع بنوع چیزوں کے اُگنے پر نظر ڈالو۔	۵۸۹
زمین کی روئیدگی میں اللہ کی نشانی۔	〃
نہ ماننے والے اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہیں۔	۵۹۱
جب موسیٰ کو اس ظالم قوم کے پاس بھیجا گیا۔	〃

عنوان	صفحہ
کون ظالم یعنی فرعون؟	۵۹۱
حضرت موسیٰ کو قوم کے جھٹلانے کا خوف۔	〃
اپنے بھائی ہارون کو مددگار بنانے کی درخواست	۵۹۲
قتل کے الزام میں پکڑے جانے کا اندیشہ۔	〃
اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو تسلی۔	〃
حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں۔	۵۹۴
بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ۔	〃
فرعون اور حضرت موسیٰ کی گفتگو۔	۵۹۵
واقعہ قتل کی یاد۔	۵۹۷
حضرت موسیٰ کا جواب کہ یہ کام مجھ سے نادانستگی میں ہوا تھا۔	〃
میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا مگر آج بے خوف و خطر تمہارے سامنے ہوں۔	〃
رہا میری پرورش کا احسان تو اس کی وجہ بھی تمہارا بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ہے۔	〃
رب العالمین کے بارے میں فرعون کا سوال۔	۵۹۸
حضرت موسیٰ کا جواب۔	〃
حضرت موسیٰ کا جواب سن کر فرعون کا طنز۔	۵۹۹
حضرت موسیٰ کا ارشاد کہ میں رب حقیقی کی بات کر رہا ہوں۔	〃
فرعون کی طرف سے دیوانگی کا الزام۔	〃
حضرت موسیٰ کی لاجواب دلیل۔	۶۰۱
فرعون کی دھمکی کہ میں تمہیں قید کر دوں گا۔	〃

عنوان	صفحہ
فرعون کی دھمکی پر حضرت موسیٰ کا جواب۔	۶۰۱
فرعون کی طرف سے نشانی کا مطالبہ۔	″
حضرت موسیٰ کی لاٹھی کا اژدہا بن جانا۔	۶۰۲
حضرت موسیٰ کا دوسرا معجزہ۔	″
حضرت موسیٰ پر جادوگری کا الزام۔	″
جادو کا مقصد۔	۶۰۳
اہل دربار کا فرعون کو مشورہ۔	″
ہرکارے بھیج کر جادوگروں کو جمع کیجئے۔	۶۰۴
مقررہ وقت پر جادوگروں کا اکٹھا ہونا۔	″
عوام کو زیادہ سے زیادہ اکٹھا کیا گیا۔	″
ہمارا غلبہ ہوگا اور ہم اپنے دین پر رہ جائیں گے۔	۶۰۵
جادوگروں کی طرف سے انعام کی طلب	″
فرعون کا جواب۔	۶۰۶
حضرت موسیٰ اور جادوگروں میں مقابلے کا آغاز	″
جادوگروں کی طرف سے اپنے فن کا مظاہرہ۔	۶۰۷
عصائے موسیٰ کا کرشمہ۔	″
جادوگروں کا قبولِ حق۔	۶۰۹
جادوگروں کا ایمان لانا۔	″
جادوگروں کا اعلان۔	″
فرعون کا الزام کہ یہ سب تمہاری ملی بھگت ہے۔	″
جادوگروں کا جرأتمندانہ جواب۔	۶۱۰
جادوگروں کی استقامت۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کا حکم	۶۱۱
پیچھا کرنے کے لئے فرعون کی طرف سے تیاری۔	۶۱۲
یہ مٹھی بھر لوگ ہیں۔	″
مٹھی بھر لوگوں نے ہمیں بہت ناراض کیا ہے۔	″
ہم ہر وقت چوکنا رہنے والے لوگ ہیں۔	۶۱۴
فرعون کی الٹی تدبیر۔	″
انکے خزانے اور بہترین قیامگاہیں۔	″
محروم نعمت قوم کو نعمتوں سے نوازدیا گیا۔	″
تعاقب شروع ہوگیا۔	″
بنی اسرائیل کی گھبراہٹ۔	۶۱۶
حضرت موسیٰ کی تسلی۔	″
اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو وحی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو۔	″
فرعونی بھی پہونچ گئے۔	″
موسیٰ اور ان کے ساتھی پار چلے گئے۔	″
فرعون اور اس کا لشکر ڈوب گیا۔	۵۱۷
فرعونیوں کے غرق ہونے میں درس عبرت۔	″
پروردگار غالب و رحیم ہے۔	۵۱۹
حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ۔	″
حضرت ابراہیم کا سوال۔ ان معبودوں کی حقیقت کیا ہے۔	″
بت پرستوں کا جواب۔	″

عنوان	صفحہ
حضرت ابراہیم کا سوال۔ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں۔؟	۵۱۹
حضرت ابراہیم کا دوسرا سوال۔ کیا یہ نفع نقصان پہنچاتے ہیں۔؟	۵۲۰
بت پرستوں کا جواب، ہم باپ دادا سے ایسا ہی دیکھتے آرہے ہیں۔	″
حضرت ابراہیم کا سوال، کیا تم نے کبھی غور کیا کہ ان میں کوئی خدائی صفت ہے یا نہیں۔	″
تم اور تمہارے باپ دادا، لکیر کے فقیر بنے چلے جارہے ہو۔	۵۲۱
معبودانِ باطل کی عبادت میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔	″
اس نے مجھے پیدا کیا اور میری رہنمائی کرتا ہے۔	″
وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔	۵۲۲
بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔	″
موت و حیات دینے والا بھی وہی ہے۔	″
روز حساب میں اسی سے معافی کی امید ہے۔	″
حضرت ابراہیمؑ کی دعا، اے پروردگار مجھے صحیح فہم عطا فرما۔	″
اے پروردگار! بعد کی نسلوں میں میرا ذکر خیر پھیلا دے۔	″
اے اللہ! مجھے جنت کا وارث بنا۔	۶۲۴
والد کے لئے مغفرت کی دعا۔	″
اے اللہ! مجھے آخرت میں رسوا نہ کیجو۔	۶۲۵

عنوان	صفحہ
روزِ قیامت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد ۔	۶۲۵
آخرت میں کام آئے گا بھلا چنگا بے روگ دل۔	″
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنت متقیوں کے بالکل نزدیک ہوگی۔	۶۲۷
دوزخ والوں کے لئے دوزخ بالکل قریب ہوگی۔	″
دوزخ والوں سے کہا جائیگا کہاں ہیں تمہارے فرضی معبود۔؟	″
کیا وہ معبود تمہاری کچھ مدد کریں گے۔؟	″
ایک کے بعد ایک سب جہنم میں جھونکے جائیں گے۔	″
ابلیس کا لشکر بھی جہنم میں جھونکا جائے گا۔	″
دوزخ میں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے۔	″
قسم کھا کر اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے۔	″
ہم نے تم کو رب العالمین کے برابر مان لیا۔	۶۲۸
مجرموں نے ہم کو گمراہ کیا۔	″
اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں۔	۶۲۹
نہ کوئی ہمارا جگری دوست ہے۔	″
دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا۔	
حضرت ابراہیم ؑ کے اس واقعہ میں سچائی کی نشانی۔	۶۳۱
پروردگار کی دو صفات، عزیز و رحیم ہیں..	″

عنوان	صفحہ
قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔	۶۳۱
حضرت نوح ؑ کی قوم کو دعوت۔	″
میں رسول امین ہوں۔	″
اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔	۶۳۲
میری صداقت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ میں بے غرض ہوں۔	۶۳۳
ایک مخلص آدمی کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو	″
قوم نوح کا اعتراض۔ آپ پر ایمان لانے والے بڑے لوگ نہیں ہیں۔	″
حضرت نوح کا جواب۔ میں انکے ظاہری عمل کو جانتا ہوں۔	۶۳۴
اندرونی عمل کا حساب اللہ ہی جانتے ہیں۔	۶۳۵
تمہاری خاطر میں اپنے ساتھیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔	″
میرا کام خبردار کرنا ہے۔	″
حضرت نوح کو قوم کی دھمکی۔	۶۳۶
طویل کشمکش کے بعد حضرت نوح ؑ کی دعا۔	″
حضرت نوح ؑ کی اللہ سے درخواست کہ بس اب آخری فیصلہ ہوجائے۔	۶۳۷
اللہ نے حضرت نوح ؑ اور انکے ساتھیوں کو بچا لیا۔	″
حق کا انکار کرنے والے سب پانی میں ڈوب گئے۔	۶۳۸
طوفانِ نوح کے واقعہ میں درسِ عبرت۔	″

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ غالب بھی ہیں اور رحیم بھی۔	۶۳۸
قوم عاد کا رسولوں کو جھٹلانا۔	۶۳۹
قوم عاد کو ان کے بھائی حضرت ہود ؑ کی دعوت۔	۶۴۰
حضرت ہود ؑ نے کہا کہ میں تمہاری طرف امانتدار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔	″
بس میری اطاعت کرو۔	″
میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔	″
بے ضرورت عمارتوں کی تعمیر۔	۶۴۲
بڑے بڑے محلات کی تعمیر۔	″
کمزوروں پر ظلم ڈھاتے ہو۔	″
اللہ سے ڈرو۔	″
اس دینے والے سے ڈرو جس نے تمہیں یہ سب چیزیں دی ہیں۔	۶۴۲
اللہ تعالیٰ کے انعامات۔	″
اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات۔	″
اللہ کے عذاب کا ڈر۔	″
تمہاری نصیحتوں کا ہم پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے۔	۶۴۴
یہ سب کام پہلے سے ہوتے آرہے ھیں۔	″
ہم پر کوئی عذاب وذاب آنے والا نہیں ہے۔	″
قوم عاد کی ہلاکت۔	۶۴۵
آپ کا رب غالب و رحیم ہے۔	″
قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔	۶۴۷
حضرت صالح کی دعوت۔	″

عنوان	صفحہ
میں رسول امین ہوں۔	۶۴۷
اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔	״
میں تم سے کسی اجر کا طلبگار نہیں ہوں۔	״
یہ نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی۔	״
اللہ کے دئے ہوئے یہ باغ اور چشمے۔	۶۴۸
کھیت اور کھجوروں کے باغات۔	״
تم اپنے فن عمارت سازی پر فخر کرتے ہو۔	״
اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔	״
بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو۔	۶۴۹
یہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔	״
قوم کا جواب۔	״
پیغمبری کی دلیل کا مطالبہ۔	۶۵۱
حضرت صالح ؑ کا حسی معجزہ۔	״
حضرت صالح ؑ کی ہدایت کہ اونٹنی کے بارے میں کوئی برا ارادہ مت کرنا۔	״
قوم نے حضرت صالح کی تنبیہ کو نظر انداز کر دیا۔	۶۵۲
قوم ثمود پر اللہ کا عذاب۔	۶۵۳
اللہ تعالیٰ غالب و رحیم ہے۔	״
قوم لوط ؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔	۶۵۴
حضرت لوط ؑ کی دعوت۔	۶۵۵
میں رسول امین ہوں۔	״
بحیثیتِ رسول اطاعت کا مطالبہ۔	״
میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔	״
نو عمر لڑکوں سے شہوانی تعلق۔	۶۵۶

عنوان	صفحہ
بیویوں کے فطری طریقے کو چھوڑ کر آدمیت کی حد سے نکل گئے ہو۔	۶۵۶
بستی سے باہر نکالنے کی دھمکی۔	۶۵۷
بستی سے باہر نکالنے کی دھمکی پر حضرت لوط ؑ کا جواب۔	״
گندے ماحول سے نجات کے لئے حضرت لوط ؑ کی دُعا۔	۶۵۹
آلِ لوط ؑ کی نجات۔	״
حضرت لوط ؑ کی بیوی کی ہلاکت۔	״
قوم لوط کی تباہی۔	״
قوم لوط پر پتھروں کی بارش۔	״
اس واقعہ میں بڑی نشانی ہے۔	״
آپ کا رب عزیز و رحیم ہے۔	۶۶۰
الایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔	״
حضرت شعیب ؑ کی دعوت۔	۶۶۱
حضرت شعیب ؑ کا دعویٰ رسالت۔	״
اطاعت رسول کا مطالبہ۔	״
رسول کسی بدلے کے طلب گار نہیں ہوتے۔	۶۶۲
ناپ تول میں کمی مت کرو۔	״
صحیح ترازو سے تولو۔	۶۶۳
لوگوں کا حق مت مارو۔	״
اس سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔	۶۶۴
قوم کا جواب۔	۶۶۵
تمہارا رسول ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے۔	״
اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھاؤ۔	״

عنوان	صفحہ
حضرت شعیب ؑ کا جواب کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے۔	۶۶۵
اصحاب الایکہ پر سائبان والا عذاب۔	۶۶۶
قوم شعیب ؑ کے واقعہ میں درسِ عبرت۔	״
آپ کا رب غالب و رحیم ہے۔	۶۶۷
یہ کتاب مبین رب العالمین کی نازل کی ہوئی ہے۔	״
اس قرآن کو لانے والے جبریل امین ہیں۔	״
اللہ کا یہ کلام آپ کے قلب پر نازل ہوا۔	۶۶۸
قلب محمدی ؐ پر کلام الٰہی کے الفاظ اور معنی دونوں نازل ہوتے تھے۔	״
قرآن کا تعلق پچھلی کتابوں سے۔	״
علماء بنی اسرائیل کی تائید۔	۶۶۹
اگر یہ قرآن کسی غیر عربی پر اترتا۔	۶۷۰
وہ غیر عربی ان کو قرآن پڑھ کر سناتا تب بھی یہ نہ مانتے۔	״
ہٹ دھرمی نے انکار اُن کے دلوں میں جما دیا ہے۔	۶۷۱
اب یہ جبھی مانیں گے جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے۔	״
عذاب اچانک آئے گا۔	״
اس وقت وہ مہلت کے طلب گار ہوں گے۔	۶۷۲
عذاب کے لئے جلد بازی کیوں؟	״

عنوان	صفحہ
چلو کچھ مہلت مل بھی جائے تو ؟۔	۶۷۲
آجائے وہ آنے والی چیز۔	″
کیا سامانِ دنیا ان کو عذاب سے بچالے گا ؟۔	۶۷۳
ہم نے ہر بستی کو مہلت دی ہے۔	″
آخر ہم ظالم تو نہ تھے۔	″
قرآن مجید ربانی کلام ہے۔	۶۷۴
ایسا کلام نازل کرنا شیطانوں کے بس کا نہیں ہے۔	″
شیاطین کو اسکی سُن گُن بھی نہیں لگتی۔	۶۷۵
اللہ کے ساتھ کسی غیر کو مت پکارو۔	″
رشتے داروں کو دین کی دعوت۔	۶۷۶
اہل ایمان جو آپ کی پیروی کریں ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آئیں۔	″
نہ ماننے والوں سے اظہار براءت۔	۶۷۷
آپ غالب و رحیم اللہ پر بھروسہ رکھیں۔	″
جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔	″
عبادت گزاروں کے درمیان آپ کی سرگرمیوں پر ہماری نظر رہتی ہے۔	۶۷۸
بے شک اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔	″
شیطان کس قسم کے لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ ؟	″

عنوان	صفحہ
یہ لوگ جھوٹ گھڑنے والے اور بدکار لوگ ہوتے ہیں۔	۶۷۹
کاہن اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔	″
شاعروں کے پیروکار کیسے ہوتے ہیں ؟	۶۸۰
شاعر خیالوں کی وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ ہوتے ہیں	″
اکثر شاعر گفتار کے غازی ہوتے ہیں۔	۶۸۲
کون سے شاعر قابلِ تعریف ہیں۔	″
سُورَۃُ النَّمل	۶۸۳
یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں۔	۶۸۵
مومنین کے لئے ہدایت اور بشارت۔	″
عمل کی دعوت۔	۶۸۷
آخرت کا انکار کرنے والوں کیلئے دنیا ہی خوشنما بن جاتی ہے۔	″
دنیا کا عذاب اور آخرت کی سزا۔	″
بلاشبہ قرآن حکیم و علیم ہستی کی طرف سے ہے۔	۶۸۹
حضرت موسیٰ کوہ طور کے دامن میں۔	″
آگ نہیں اللہ کی تجلی۔	″
اللہ کا موسیٰ سے خطاب۔	۶۹۰
لاٹھی کا سانپ بن جانا۔	″
ہمارے حضور میں قصوروار کو بھی معافی کے بعد ڈرنے کی ضرورت نہیں۔	۶۹۲

عنوان	صفحہ
فرعونیوں کو راہ پر لانے کے لئے حضرت موسیٰؑ کا تقرر اور انکو دئے گئے معجزات۔	۶۹۲
فرعونیوں کا قبولِ دعوت سے انکار۔	۶۹۴
فرعونیوں کا انکار بے انصافی اور غرور و تکبر کی وجہ سے تھا۔	″
فرعون کی جہالت کے مقابلے میں داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علمِ حقیقت عطا کیا گیا۔	″
نبوت و بادشاہت میں حضرت سلیمانؑ اپنے والد حضرت داؤدؑ کے جانشین بنے۔	۶۹۵
حضرت سلیمانؑ کی خصوصیت انسانوں کے ساتھ جنوں اور پرندوں کے لشکر۔	۶۹۸
چیونٹیوں کی بستی پر حضرت سلیمانؑ کا گزر اور انکی گفتگو کا سُننا	″
چیونٹی کی بولی سمجھنے پر حضرت سلیمانؑ کا جذبۂ شکر۔	″
حضرت سلیمانؑ کا سوال۔ — ہُدہُد کہاں ہے ؟	۶۹۹
ہُدہُد نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ نہ بتائی تو سخت سزا ملے گی۔ !	۷۰۱
ہدہد کا بیان۔	″
قوم سبا کے حالات پر ایک نظر۔	۷۰۲
ہدہد نے اور آگے کہا۔	۷۰۵
قوم سبا کے عقیدے۔	۷۰۶
اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ۔	″

عنوان	صفحہ
معبود حقیقی صرف اللہ ہے۔	۷۰۷
حضرت سلیمانؑ کا فرمانا۔ سچائی معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔	۷۰۹
حضرت سلیمان کا خط ملکہ سبا کے نام۔	"
ملکہ سبا کا اہل دربار سے مشورہ۔	"
خط کے مضمون کا آغاز۔	"
حضرت سلیمانؑ کے دعوتی خط کا جامع مضمون۔	۷۱۰
ملکہ نے سردارانِ قوم سے رائے مانگی۔	"
سردارانِ قوم کی رائے۔	۷۱۱
بادشاہوں کا مزاجِ ملک گیری اور اس کے نتائج۔	"
ملکہ کا مدبرانہ فیصلہ۔	۷۱۲
سفارتی وفد کو حضرت سلیمانؑ کا جواب۔	۷۱۴
اطاعت اختیار کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔	"
ملکہ کے پہنچنے سے پہلے اس کا تخت میرے سامنے پیش کر دو۔	۷۱۶
جن کی پیش کش۔	"
پلک جھپکتے ملکہ سبا کا تخت دربارِ سلیمانی میں۔	۷۱۸
تخت میں تبدیلی کے ذریعہ ملکہ کی آزمائش۔	۷۲۰
ملکہ سبا کا قبولِ اطاعت۔	"
ملکۂ سبا میں ہٹ دھرمی نہ تھی اس لئے اس کو قبولِ ہدایت میں دیر نہ لگی۔	۷۲۲
ملکہ سبا حقیقت تک پہنچ گئی۔	"
قوم ثمود کو اسلام کی دعوت۔	۷۲۴
حضرت صالحؑ کی تنبیہ۔	۷۲۵
پیغمبر کی بعثت حق و باطل کی کسوٹی ہوتی ہے۔	۷۲۶
نو فسادی جتھیدار۔	۷۲۸
حضرت صالحؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ۔	"
فتنہ پردازوں کی سازش عذابِ الٰہی کے لئے اتمامِ حجت۔	"
حضرت صالحؑ کی قوم ثمود کی ہلاکت۔	۷۲۹
قوم ثمود کے کھنڈرات عبرت کا نشان۔	"
اہل ایمان کی حفاظت۔	۷۳۰
حضرت لوطؑ کی قوم کو دعوت۔	"
مردوں کے ساتھ شہوت رانی ایک جاہلانہ عمل ہے۔	۷۳۱
قومِ لوطؑ کا جواب۔	"
حضرت لوطؑ کی بیوی کے علاوہ باقی گھر والوں کی حفاظت۔	۷۳۲
قوم لوط پر پتھروں کی بارش۔	"
اللہ کی حمد و ثنا، برگزیدہ بندوں پر سلام اور توحیدِ الٰہی کی دعوت۔	۷۳۳
پارہ ۲۰ اَمَّنْ خَلَقَ	۷۳۵
وحدت و تخلیقِ الٰہی کے سادہ اور مضبوط دلائل۔	۷۳۶
زمین پہاڑ پانی کا نظام یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں۔	۷۳۷
بے قرار کی پکار کون سنتا ہے اور یہ زمانے میں انقلاب کون لاتا ہے۔؟	۷۳۸
سفر میں سمتِ سفر کی رہنمائی اور بارانِ رحمت کی بشارت کون دیتا ہے؟	۷۳۹
زندگی اور زندگی کے بعد پھر دوبارہ زندگی اور رزق کی فراہمی بتاؤ کیا اللہ کے سوا کسی کے بس میں ہے؟	۷۴۰
عالم الغیب صرف اللہ ہے اور قیامت کب آئیگی اس کا علم اللہ کو ہے۔	۷۴۱
غیر ذمہ دارانہ رویے کی وجہ سے فکرِ آخرت سے بے نیازی۔	۷۴۲
عقیدۂ آخرت پر اعتراض۔	۷۴۳
مردوں کو زندہ کرنے کی بات ہمارے باپ دادا سے بھی کی جاتی رہی ہے	۷۴۶
امکانِ آخرت کے دلائل۔	"
اے پیغمبر آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔!	"
کب آئے گی قیامت؟ کب نازل ہوگا عذاب؟	"
عذاب کے لئے جلد بازی کیوں۔	۷۴۷
اللہ کا مہلت دینا اس کے فضل کی وجہ سے ہے۔	"
اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے۔	۷۴۸

عنوان	صفحہ
اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔	۷۴۸
قرآن بنی اسرائیل کو بھی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے۔	۷۴۹
قرآن ہدایت اور رحمت ہے۔	〃
پروردگار کا حکم فیصلہ کن ہوگا۔	۷۵۰
اے نبیؐ! آپ حق پر ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔	〃
جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں تم انہیں اپنی بات نہیں سنا سکتے	۷۵۲
جو دیکھنا نہ چاہے تم اسے کیسے دکھا سکتے ہو۔؟	〃
زمین سے عجیب و غریب جانور کا نکلنا۔	〃
میدانِ حشر میں جھٹلانے والوں کے جتھے۔	۷۵۴
جھٹلانے والوں سے بازپرس۔	〃
یقینی ثبوت کے بعد عذاب کا فیصلہ۔	〃
روز و شب کے آنے جانے میں اللہ کی نشانیاں۔	〃
نفخِ صور۔	۷۵۵
قیامت کے دن پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔	۷۵۷
نیک لوگوں کو بہترین اجر اور گھبراہٹ سے حفاظت۔	۷۵۷
بدی کرنے والے اوندھے منہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔	۷۵۹
حرمِ مکہ کے رب کی عبادت کا حکم۔	〃
مجھے حکم ہے کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں۔	۷۶۱
اللہ کا شکر اور اس کی تعریف جس نے مجھے ہدایت کے لئے منتخب فرمایا۔	〃
سورۂ القصص	۷۶۳
حضرت موسیٰ اور فرعون کے واقعہ پر ایک نظر۔	۷۶۴
طسٓمٓ۔	۷۷۷
روشن کتاب۔	〃
موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ۔	۷۸۰
فرعون کی سرکشی۔	〃
اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو قیادت و شاہی کا مقام عطا فرمانا چاہتے تھے۔	〃
اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو سیادت و قیادت دے کر فرعونیوں کو سبق سکھانا چاہتے تھے۔	〃
اللہ تعالیٰ کی بذریعۂ وحی حضرت موسیٰ کی والدہ کو ہدایت۔	۷۸۲
فرعون کے گھر والوں کا لکڑی کے صندوق کو دریا میں سے نکالنا۔	〃
فرعون کی بیوی کا بچے سے پیار۔	۷۸۴
حضرت موسیٰ کی والدہ کی بیتابی۔	〃
حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ کی خبر گیری۔	〃
بچے کا کسی انا کا دودھ نہ پینا اور بہن کا انا کا پتہ بتانا	۷۸۶
اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔	۷۸۷
حضرت موسیٰ کی تمام علوم پر دسترس۔	〃
حضرت موسیٰ کے ہاتھوں قبطی کی موت۔	۷۸۹
حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے استغفار۔	۷۹۰
حضرت موسیٰ کا عہد کہ میں اب کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔	〃
دوسرے دن اسی اسرائیلی کا پھر جھگڑا۔	۷۹۲
اسرائیلی کا واویلا۔	〃
ایک خیرخواہ کا حضرت موسیٰؑ کو مشورہ کہ دربار میں تمہارے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ۔	۷۹۴
حضرت موسیٰ کی مصر سے ہجرت۔	〃
حضرت موسیٰ مدین کی طرف۔	〃
حضرت موسیٰ مدین کے کنویں پر۔	۷۹۶
حضرت موسیٰ کمزور عورتوں کی مدد کے لیے آگے بڑھے۔	〃
ایک لڑکی کا شرم و حیا کے ساتھ چلتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے پاس آنا اور کہنا کہ ہمارے والد آپ کو بلاتے ہیں۔	۷۹۸
ایک لڑکی کا باپ کو مشورہ کہ موسیٰ کو اپنے پاس نوکر رکھ لیجیے۔	〃
حضرت موسیٰ کے ساتھ معاہدۂ نکاح۔	۷۹۹
حضرت موسیٰ کی نکاح پر رضامندی۔	۸۰۰
آگ لینے کو گئے پیغمبری مل گئی۔	۸۰۲

عنوان	صفحہ
رسالت کے پہلے ہی مرحلہ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی۔	۸۰۲
پہلا معجزہ لاٹھی کا سانپ بنجانا۔	۸۰۳
دوسرا معجزہ یدِبیضاء اور فرعون کو دعوت دینے کے لئے اللہ کی ہدایت۔	۸۰۵
اللہ تعالیٰ سے عرض معروض کہ فرعون پرانے قتل کا بدلہ نہ لے۔	〃
تائید کے لئے حضرت ہارون کی رفاقت کی گذارش۔	۸۰۷
درخواست کی منظوری نصرت کا وعدہ	〃
فرعون کا انکار رسالت۔	〃
حق کو جھٹلانے والے کامیاب نہیں ہو سکتے۔	۸۰۸
فرعون کا دعویٰ کہ میں حاکمِ مطلق ہوں۔	۸۰۹
فرعونیوں کا تکبر اور آخرت سے غفلت۔	۸۱۰
فرعون کا اس کے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہونا۔	〃
فرعونی ظالموں کے امام۔	۸۱۱
دنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت ہی لعنت۔	〃
فرعون کی ہلاکت اور تورات کے نزول کے بعد ایک نئے دور کا آغاز۔	۸۱۲
حضرت موسیٰ کے واقعات اور توریت کے نازل ہونیکی تفصیل حضرت محمدؐ کے پیغمبر ہونیکی دلیل۔	۸۱۴

عنوان	صفحہ
لمبی مدت گزر جانے کے بعد ان واقعات کا بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔	۸۱۴
جب وادیٔ طور میں ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا تو اے محمدؐ تم اس وقت موجود نہ تھے۔	〃
رسول کی بعثت نعمت بھی ہے اور اتمام حجت بھی۔	۸۱۵
رسولوں کو جھٹلانے کے بہانے۔	۸۱۷
اللہ کی حقیقی ہدایت۔	〃
اللہ کی ہدایت کا انکار کرنے والے اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔	۸۱۸
حق نصیحت ادا کیا جا چکا ہے۔	〃
حق پسند اہل کتاب کا قرآن پر ایمان۔	۸۱۹
اللہ کا دین شروع سے ایک ہی رہا ہے۔"اسلام۔"	۸۲۰
اہل کتاب مومنین کے لئے دوہرا اجر۔	۸۲۲
شرارت کے جواب میں شرافت۔	۸۲۳
جو ہدایت چاہتا ہے اللہ اسکو ہدایت دیتے ہیں۔	۸۲۵
اسلام قبول نہ کرنے کی ایک وجہ معاشی نقصان کا ڈر۔	〃
قریش کے عذر کا دوسرا جواب۔	۸۲۷
تباہی ایمان سے انکار پر آئیگی۔	〃
کیا معاشی خوشحالی ہی سب کچھ ہے۔	〃
اللہ تعالیٰ دونوں جہان کی نعمتیں عطا کرنا چاہتے ہیں۔	۸۲۸

عنوان	صفحہ
شرک کا انجام۔	۸۳۰
جن ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھیرایا جا رہا ہے میدان حشر میں وہ اپنا پلّہ جھاڑ لیں گے	〃
میدانِ حشر میں کہا جائیگا کہ اب پکارو اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو!۔	〃
اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم نے ہمارے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔؟	۸۳۲
رسولوں کے تعلق سے ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔	〃
کامیابی کا واحد راستہ، ایمان اور عمل صالح۔	〃
اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خالق بھی ہیں اور مکمل اختیارات کے مالک بھی۔	〃
اللہ تعالیٰ دلوں میں چھپے ہوئے فاسد خیالات کو بھی جانتے ہیں۔	۸۳۳
اللہ ہی معبود برحق دونوں جہان میں لائق حمد اور فرماں روا ہے۔	〃
اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات روشنی کون دیتا ہے۔؟	۸۳۴
اللہ کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان رات کا سکون۔	۸۳۵
دن اور رات کا آنا اللہ کی رحمت ہے۔	۸۳۶
روزِ حشر سوال، لاؤ ان خیالی شریکوں کو۔	〃

عنوان	صفحہ
ہرامت کے پیغمبر اللہ کے روبرو گواہی دیں گے۔	۸۳۷
دنیا کی دولت ہی سب کچھ نہیں ہے قارون کے واقعہ سے عبرت۔	۸۳۹
لوگوں نے قارون سے کہا دولت پر سانپ بن کر نہ بیٹھو۔	۸۴۰
قارون کا جواب۔	۸۴۲
طالبانِ دنیا کی آنکھیں قارون کے ٹھاٹ باٹھ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔	״
حقیقت کا علم رکھنے والوں نے کہا حرام خوروں کے ٹھاٹ باٹھ دیکھ کر رشک مت کرو۔	۸۴۵
قارون کا انجام۔	״
قارون کے انجام سے عبرت۔	״
پرہیزگاروں کے لئے آخرت کی کامیابی۔	״
آخرت میں نیکی کا بدلہ کہیں زیادہ، اور برائی پر کئے سے زیادہ سزا نہیں ملے گی۔	۸۴۶
قرآن دنیا اور آخرت میں تمہیں اونچا اٹھائے گا۔	۸۴۷
حضرت محمدؐ کے سچے رسول ہونے کی دلیل۔	۸۴۸
اللہ کے دین کی دعوت میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے۔	۸۵۰
فرماں روائی صرف اللہ کیلئے ہے۔	״
سُورَۃُ الْعَنْکَبُوْت	۸۵۱

عنوان	صفحہ
الٓمٓ۔	۸۵۴
صاحب ایمان کو آزمایا جاتا ہے۔	״
پچھلے لوگوں کو بھی آزمایا گیا۔ اور اللہ کو یہ تو دیکھنا ہی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟	۸۵۵
اللہ کے نافرمان اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔	״
آخرت کچھ دور نہیں ہے۔	۸۵۷
باطل کے ساتھ بندے کا مجاہدہ اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے۔	״
ایمان اور اعمال صالح کی برکتیں۔	״
ہر ایک کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ماتحت ہے۔	۸۵۹
صالحین آخرت میں کامیاب ہوں گے۔	״
کمزور ایمان والے نہ ادھر نہ ادھر۔	۸۶۱
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔	
عمل سے ایمان کا پتہ لگ جائے گا۔	״
اہل باطل کا بہکاوہ۔ ذمہ داری ہماری گردن پر۔	۸۶۳
اہلِ باطل اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے۔	״
حضرت نوحؑ ایک ہزار سے پچاس سال کم قوم کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے۔	۸۶۴
کشتیِ نوح اہل زمانہ کے لئے نشان عبرت بن گئی۔	۸۶۶

عنوان	صفحہ
حضرت ابراہیمؑ نے بھی اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔	۸۶۶
بت پرستی کا حقیقت اور صداقت سے کوئی تعلق نہیں ہے	۸۶۸
رسولوں کو جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔	״
مکے کے باطل پرستوں سے اللہ تعالیٰ کا براہِ راست خطاب	۸۶۹
چل پھر کر اللہ کی تخلیق کے نمونے دیکھو۔	۸۷۰
جزا اور سزا میں بھی اس کی حکمت۔	״
زمین و آسمان میں کہیں بھی تم اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہو۔	۸۷۱
اللہ کی رحمت سے محرومی۔	۸۷۲
حق گوئی کی پاداش میں حضرت ابراہیمؑ کو زندہ جلانے کا فیصلہ۔	۸۷۴
باطل کی بنیاد پر اجتماعی زندگی کا نظام دنیا کی حد تک ہے۔ آخرت میں یہ بکھر کر رہ جائے گا۔	۸۷۵
حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی تصدیق کی اور ہجرت میں ان کا ساتھ دیا۔	۸۷۶
حضرت ابراہیمؑ پر اللہ کی نوازشیں۔	۸۷۸

عنوان	صفحہ
بحیثیت پیغمبر حضرت لوط ع کی قوم کو نصیحت۔	۸۷۸
فحاشی بھی کھلم کھلا اور رہزنی بھی۔	۸۷۹
حضرت لوط ع کی اللہ سے دعا۔	۸۸۰
قوم لوط پر عذاب کا فیصلہ۔	″
حضرت ابراہیم کی فکرمندی۔	۸۸۱
فرشتے حضرت لوط ع کے مہمان۔	۸۸۲
قوم لوط پر عذاب الٰہی۔	″
قوم لوط کی تباہی کے نشانات جو آج بھی درس عبرت ہیں۔	۸۸۵
قوم مدین کے لئے حضرت شعیب ع کی بعثت۔	۸۸۵
مدین والوں نے حضرت شعیبؑ کی بات نہ مانی۔	″
عاد و ثمود کی ہلاکت۔	۸۸۸
قوموں کے غرور کا انجام۔	″
ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا۔	″
حقیقی مالک کو چھوڑ کر خیالی معبودوں پر اعتماد مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔	۸۸۹
معبودانِ باطل کی حقیقت اللہ خوب جانتا ہے۔	۸۹۱
صاحب علم ان مثالوں کی گہرائی کو خوب سمجھتے ہیں۔	″
کائنات کا نظام حق پر قائم ہے۔	″

(ختم شد)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

قَالَ	اَلَمْ	اَقُلْ	لَّكَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ	مَعِىَ	صَبْرًا
اس نے کہا	کیا نہیں	میں نے کہا	تجھ سے	بیشک تو	ہرگز نہ کرسکے گا	میرے ساتھ	صبر

خضرؑ نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کرسکے گا

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ

قَالَ + اِنْ	سَاَلْتُكَ	عَنْ + شَىْءٍ	بَعْدَهَا	فَلَا تُصٰحِبْنِىْ
اس (موسیٰ) نے کہا اگر	میں تم سے پوچھوں	کسی چیز سے	اس کے بعد	تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا

موسیٰؑ نے کہا اگر اس کے بعد میں تم سے کسی چیز سے (متعلق) پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

قَدْ بَلَغْتَ	مِنْ لَّدُنِّىْ	عُذْرًا
البتہ تم پہونچ گئے	میری طرف سے	عُذر کو

البتہ تم میری طرف سے پہنچ گئے ہو (حد) عُذر کو

﴿۷۵﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○ زَادَ لَكَ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ لِعَدَمِ الْعُذْرِ هُنَا وَلِهٰذَا

﴿۷۶﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا اَىْ بَعْدَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ فَلَا تُصٰحِبْنِىْ لَا تَتْرُكْنِىْ اَتْبَعُكَ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ مِنْ قِبَلِىْ عُذْرًا ○ فِىْ مُفَارَقَتِكَ لِىْ

﴿۷۵﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا الخ
خضر نے کہا میں نے تجھے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ نہ رہا جائیگا (اس دفعہ خضر نے اَلَمْ اَقُلْ کہا ساتھ زیادہ کرنے لفظ لَكَ کے کیونکہ اب موسیٰ کو کوئی عذر باقی نہ رہا تھا۔

﴿۷۶﴾ موسیٰ نے جواب دیا کہ اگر اس کے بعد میں تجھ سے کسی امر کا سوال کروں تو مجھکو اپنے ساتھ نہ رکھیئے بیشک اب میری طرف سے کوئی عذر باقی نہیں رہا اگر تو مجھکو علیحدہ کر دے تو معذور ہے

تشریح

﴿۷۵﴾ آپ خاموش نہیں رہ پائیں گے ـــــ حضرت خضرؑ کا حضرت موسیٰؑ کو جواب | ایک معصوم بے گناہ جان کے قتل پر حضرت موسیٰ کیسے چپ رہتے، انھوں نے اس پر کہا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا ایک معصوم کی جان لے لی؟ حضرت خضر نے کہا میں نے آپ سے شروع میں ہی عرض کر دیا تھا کہ میرے معاملات پر آپ کا خاموشی سے صبر کرنا مشکل ہوگا کیونکہ یہ تکوینی معاملات ہیں بارگاہ مشیت کے ایک کارکن کی حیثیت سے میرے کام شریعت کے احکام سے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایک پیغمبر جو شریعت الٰہی لیکر آیا ہے وہ کیسے ان معاملات کو اَن دیکھا کر سکتا ہے۔

﴿۷۶﴾ حضرت موسیٰؑ نے کہا بس ایک آخری موقعہ اور دیں | حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اگر اس کے بعد میں آپکے کسی معاملہ میں دخل اندازی کروں تو بیشک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں بس ایک موقعہ مجھے اور دے دیں اسکے بعد آپ پر کوئی الزام نہ ہوگا کیونکہ تین مرتبہ کے بعد آپکی طرف سے اتمام حجت ہو چکی ہوگی۔

فَانْطَلَقَا ٭ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

فَانْطَلَقَا	حَتّٰٓى	اِذَآ اَتَيَآ	اَهْلَ قَرْيَةِ	ۨ اسْتَطْعَمَآ	اَهْلَهَا	فَاَبَوْا اَنْ
پھر وہ دونوں چلے	یہانتک کہ	جب آئے	ایک گاؤں والے کے پاس	دونوں نے کھانا مانگا	اسکے باشندے	تو انہوں نے انکار کر دیا کہ

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، انہوں نے اس کے باشندوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ

يُّضَيِّفُوْهُمَا	فَوَجَدَا	فِيْهَا جِدَارًا	يُّرِيْدُ	اَنْ	يَّنْقَضَّ	فَاَقَامَهٗ
وہ انکی ضیافت کریں	پھر انہوں نے پائی (دیکھی)	اسمیں (وہاں) ایک دیوار	وہ چاہتی تھی	کہ	وہ گر پڑے	تو اس نے اسے سیدھا کر دیا

کر دیا انکی ضیافت کرنے سے، پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی تو خضرؑ نے اسے سیدھا کر دیا۔

قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

قَالَ	لَوْ شِئْتَ	لَتَّخَذْتَ	عَلَيْهِ	اَجْرًا
اس نے کہا	اگر تم چاہتے	لے لیتے	اس پر	اجرت

موسیٰؑ نے کہا اگر تم چاہتے تو اس پر تم اُجرت لے لیتے۔

﴿۷۷﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ هِيَ
اَنْطَاكِيَةُ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا طَلَبَا مِنْهُمُ الطَّعَامَ
ضِيَافَةً فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا
جِدَارًا اِرْتِفَاعُهٗ مِائَةُ ذِرَاعٍ يُّرِيْدُ اَنْ
يَّنْقَضَّ اَيْ يَقْرُبُ اَنْ يَّسْقُطَ لِمَيَلَانِهٖ
فَاَقَامَهٗ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى لَوْ
شِئْتَ لَتَّخَذْتَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ لَاتَّخَذْتَ
عَلَيْهِ اَجْرًا ○ جُعْلًا حَيْثُ لَمْ يُضَيِّفُوْنَا
مَعَ حَاجَتِنَا اِلَى الطَّعَامِ

﴿۷۷﴾ یہ کہکر پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب اہل انطاکیہ کے پاس آئے ان سے کھانا مانگا بطور ضیافت کے سو انہوں نے انکی مہمانداری کرنے سے انکار کیا۔ پس پائی ان دونوں نے وہاں ایک دیوار جو سو گز اونچی تھی جھک گئی تھی قریب تھی کہ گر جاوے۔

خضر نے اپنے ہاتھ سے اسکو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ نے اس سے کہا اگر تو چاہتا تو اسکی اجرت ان لوگوں سے لیتا کیونکہ انہوں نے ہمکو کھانا نہ دیا باوجودیکہ ہم بھوکے تھے کھانے کے محتاج۔

تشریح

﴿۷۷﴾ بلا اجرت گرتی دیوار کی مرمت | حضرت خضر اور حضرت موسیٰؑ آگے چلے اور چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچ گئے۔ عام دستور ہے کہ بستی کے لوگ مسافروں کی مہمانداری کرتے ہیں مگر یہ بستی والے ایسے بے مروت اور بد اخلاق نکلے کہ انکے کہنے کے باوجود بستی والوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا اور دونوں بھوکے رہے۔

بستی میں گھومتے ہوئے حضرت خضرؑ نے ایک گھر کی دیوار کو دیکھا جو گرنے والی تھی۔ حضرت خضر نے بغیر اُجرت کے اس دیوار کی مرمت کر کے اس کو قائم فرما دیا۔

حضرت موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اُجرت لے سکتے تھے ہمارے کھانے پینے کا کام چل جاتا اور بستی والوں کو بھی اپنی بد اخلاقی پر تنبیہ ہو جاتی۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ

قَالَ	هٰذَا	فِرَاقُ	بَيْنِيْ	وَبَيْنِكَ	سَاُنَبِّئُكَ	بِتَاْوِيْلِ	مَالَمْ
اس نے کہا	یہ	جدائی	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اب تمہیں بتائے دیتا ہوں	تعبیر	جو نہ

اس نے کہا یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے ! اب میں تمہیں تعبیر (حقیقت حال) بتائے دیتا ہوں جس پر

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

تَسْتَطِعْ	عَلَيْهِ	صَبْرًا	اَمَّا	السَّفِيْنَةُ	فَكَانَتْ	لِمَسٰكِيْنَ
تم کرسکے	اس پر	صبر	رہی	کشتی	سو وہ تھی	غریب لوگوں کی

تم صبر نہ کرسکے اس پر ۔ رہی کشتی ! سو وہ چند غریب لوگوں کی تھی جو دریا میں

يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ

يَعْمَلُوْنَ	فِى	الْبَحْرِ	فَاَرَدْتُّ	اَنْ	اَعِيْبَهَا	وَكَانَ	وَرَآءَهُمْ
وہ کام کرتے تھے	میں	دریا	سو میں نے چاہا	کہ	میں اسے عیب دار کردوں	اور تھا	انکے آگے

کام (محنت مزدوری) کرتے تھے اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ لیتا (چھین لیتا) تھا

مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

مَلِكٌ	يَّاْخُذُ	كُلَّ سَفِيْنَةٍ	غَصْبًا	وَاَمَّا	الْغُلٰمُ	فَكَانَ
ایک بادشاہ	وہ پکڑ لیتا	ہر کشتی	زبردستی	اور رہا	لڑکا	تو تھے

سو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں ۔ اور رہا لڑکا ! تو اس کے

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ ﴿٨٠﴾

اَبَوٰهُ	مُؤْمِنَيْنِ	فَخَشِيْنَآ	اَنْ يُّرْهِقَهُمَا	طُغْيَانًا	وَّ	كُفْرًا
اسکے ماں باپ	دونوں مومن	سو ہمیں اندیشہ ہوا	کہ انہیں پھنسا دے	سرکشی میں	اور	کفر میں

ماں باپ دونوں مومن تھے، سو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ انہیں سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے ۔

﴿٧٨﴾ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ هٰذَا فِرَاقُ اَىْ وَقْتُ فِرَاقِ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ فِيْهِ اِضَافَةُ بَيْنِ اِلٰى غَيْرِ مُتَعَدِّدٍ سَوَّغَهَا تَكْرِيْرُهُ بِالْعَطْفِ بِالْوَاوِ سَاُنَبِّئُكَ قَبْلَ فِرَاقِىْ لَكَ

﴿٧٨﴾ خضر نے اس سے کہا یہ وقت میری تیری جدائی کا ہے عنقریب میں تجھ سے ان امور کی وجہ بیان کرونگا جن پر تجھ سے صبر نہ ہوسکے گا پہلے اس سے کہ تو مجھ سے جدا ہو۔

بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ○

(۷۹) أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ عَنْزَةً
يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ بِالسَّفِينَةِ مُؤَاجَرَةً
لَهَا طَلَبًا لِلْكَسْبِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا
وَكَانَ وَرَاءَهُمْ إِذَا رَجَعُوا أَمَامَهُمْ
الْآنَ مَلِكٌ كَافِرٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ
صَالِحَةٍ غَصْبًا ○ نَصْبُهُ عَلَى الْمَصْدَرِ
الْمُبَيِّنِ لِنَوْعِ الْأَخْذِ

(۷۹) لیکن کشتی، سو وہ دس محتاجوں کی تھی جو دریا میں بذریعہ کشتی کے مزدوری کرتے تھے اور کشتی کے کرایہ سے گزارہ کرتے تھے۔ چونکہ ایک بادشاہ کافر جو انکے پیچھے تھا (لوٹتے وقت یا آگے ہی جواب ملیگا) ہر ایک درست کشتی کو چھین لیتا ہے اس لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا تاکہ وہ کافر بادشاہ اس کو نہ لیوے۔

(۸۰) وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا
أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ○ فَإِنَّهُ كَمَا
فِي حَدِيثِ مُسْلِمٍ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ
لَأَرْهَقَهُمَا ذَلِكَ أَيْ لِمَحَبَّتِهِمَا لَهُ يَتْبَعَانِهِ
فِي ذَلِكَ

(۸۰) اور لیکن لڑکا جس کو میں نے مارا سو اس کے ماں باپ مسلمان تھے ہم کو خوف ہوا کہ وہ اپنے ماں باپ کو کافر اور سرکش بنا دیگا کیونکہ حدیث میں ہے کہ وہ لڑکا کافر پیدا ہوا تھا اور اگر زندہ رہتا تو ان کو کافر بنا لیتا کہ وہ بوجہ اسکی محبت کے کفر میں اسکے ساتھ ہو جاتے۔

تشریح

(۷۸) بس اب ہماری راہیں الگ الگ | حضرت خضر نے کہا کہ بس اب آپ کا اور ہمارا ساتھ یہیں پر ختم ہوتا ہے لیکن جانے سے پہلے میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتا دینا چاہتا ہوں جن پر آپ خاموشی کے ساتھ صبر نہیں کر سکے اور سوالات کرتے رہے۔

(۷۹) کشتی کا معاملہ | دریا کے سفر میں جو کشتی میں نے توڑی تھی اس کا معاملہ یہ تھا کہ وہ کشتی کچھ غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے جس طرف کو کشتی جانے والی تھی اس طرف ایک ظالم بادشاہ کی حکومت تھی اس کے افسران جو اچھی کشتی دیکھتے تھے اسکو چھین لیتے تھے۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اس کشتی کو بچایا جائے تو میں نے اس کو عیب دار کر دیا تاکہ اس ظالم کے دست و برد سے کشتی بچ جائے اور وہ ٹوٹی ہوئی سمجھ کر اس کشتی کو چھوڑ دے۔ یہ تھا اس کشتی کا معاملہ جس کو آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے ان کے حسن سلوک کے بدلے میں انکو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ دراصل ان کا نقصان نہیں تھا بلکہ آنے والے بڑے نقصان سے ان کا انکا بچاؤ تھا۔
کارخانۂ مشیت کی یہ حکمتیں کیونکہ پردے میں رہتی ہیں اس لئے ظاہرین نگاہیں ان کی مصلحتوں تک نہیں پہنچ پاتیں۔

(۸۰) معصوم بچے کے قتل کا معاملہ | معصوم بچے کے قتل کا معاملہ یہ تھا کہ اس لڑکے کے والدین صاحب ایمان تھے۔ اگرچہ ہر بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو اپنی صحیح فطرت پر معصوم اور صاف باطن ہوتا ہے لیکن غلط ماحول، بری صحبت اور غلط تعلیم و تربیت کی وجہ سے بڑے ہونے کے بعد بگڑ بھی جاتا ہے اور وہ نیک والدین کے لئے ایک وبال بن جاتا ہے۔ اب آگے چل کر یہ بچہ کیسا ہوگا اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ

فَاَرَدْنَآ	اَنْ يُّبْدِلَ لَهُمَا	رَبُّهُمَا	خَيْرًا	مِّنْهُ	زَكٰوةً	وَّ اَقْرَبَ
پس ہم نے ارادہ کیا	کہ بدلہ دے ان دونوں کو	ان کا رب	بہتر	اس سے	پاکیزگی	اور زیادہ قریب

پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں کو ان کا رب بدلہ دے (جو پاکیزگی میں) اس سے بہتر اور شفقت میں زیادہ

رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى

رُحْمًا	وَ اَمَّا	الْجِدَارُ	فَكَانَ	لِغُلٰمَيْنِ	يَتِيْمَيْنِ	فِى
شفقت	اور رہی	دیوار	سو وہ تھی	دو بچوں کی	دو یتیم	میں۔ کے

قریب ہو اور رہی دیوار ! سو وہ تھی شہر کے دو یتیم بچوں کی

الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج

الْمَدِيْنَةِ	وَكَانَ	تَحْتَهٗ	كَنْزٌ	لَّهُمَا	وَكَانَ	اَبُوْهُمَا	صَالِحًا
شہر	اور تھا	اس کے نیچے	خزانہ	ان دونوں کے لئے	اور تھا	ان کا باپ	نیک

اور اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک تھا۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ

فَاَرَادَ	رَبُّكَ	اَنْ يَّبْلُغَآ	اَشُدَّهُمَا	وَيَسْتَخْرِجَا	كَنْزَهُمَا	رَحْمَةً	مِّنْ
سو چاہا	تمہارا رب	کہ وہ پہنچیں	اپنی جوانی	اور وہ دونوں نکالیں	اپنا خزانہ	مہربانی	سے

سو تمہارے رب نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچیں تو وہ دونوں تمہارے رب کی رحمت سے خزانہ

رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ط ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا

رَّبِّكَ	وَمَا فَعَلْتُهٗ	عَنْ	اَمْرِىْ	ذٰلِكَ	تَاْوِيْلُ	مَا
تمہارا رب	اور یہ میں نے نہیں کیا	سے	اپنا حکم (مرضی)	یہ	تعبیر (حقیقت)	جو

نکالیں اور یہ میں نے نہیں کیا اپنی مرضی سے ، یہ ہے (وہ) حقیقت ! جس پر

ع ۱۰ ۱۲ ۱ لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع

لَمْ تَسْطِعْ	عَلَيْهِ	صَبْرًا
تم نہ کر سکے	اس پر	صبر

تم صبر نہ کر سکے۔

(۸۱) فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً أَيْ صَلَاحًا وَتُقًى وَّأَقْرَبَ مِنْهُ رُحْمًا ○ بِكَوْنِ الْهَاءِ وَضَمِّهَا رَحْمَةً وَّهِيَ الْبِرُّ بِوَالِدَيْهِ فَأَبْدَلَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى جَارِيَةً تَزَوَّجَتْ نَبِيًّا فَوَلَدَتْ نَبِيًّا فَهَدَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ أُمَّةً

(۸۱) اسلئے ہم نے چاہا کہ اس کے بدلے ان کا رب ان کو ایسے بہتر اور نیک پرہیزگار بچہ عطا فرماوے اور وہ اپنے ماں باپ کا مطیع اور رحم دل ہو چنانچہ اللہ تعالے نے ان کو اس لڑکے عوض ایک دختر عطا فرمادی جس کا نکاح ایک پیغمبر سے ہوا اور اس سے ایک پیغمبر پیدا ہوا جس کے سبب اللہ تعالے نے ایک گروہ کو ہدایت فرمائی۔

(۸۲) وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ مَالٌ مَّدْفُوْنٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوْهُمَا صَالِحًا فَحُفِظَا بِصَلَاحِهِ فِيْ أَنْفُسِهِمَا وَمَالِهِمَا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَّبْلُغَا أَشُدَّهُمَا أَيْ إِيْنَاسَ رُشْدِهِمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ مَفْعُوْلٌ لَّهُ عَامِلُهُ أَرَادَ وَمَا فَعَلْتُهُ أَيْ مَا ذُكِرَ مِنْ خَرْقِ السَّفِيْنَةِ وَقَتْلِ الْغُلَامِ وَإِقَامَةِ الْجِدَارِ عَنْ أَمْرِيْ أَيْ اخْتِيَارِيْ بَلْ بِأَمْرِ الْإِلْهَامِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ذٰلِكَ تَأْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○ يُقَالُ إِسْطَاعَ وَاسْتَطَاعَ بِمَعْنَى أَطَاقَ فَفِيْ هٰذَا وَمَا قَبْلَهُ جَمْعٌ

(۸۲) اور دیوار کے سیدھا کردینے کی یہ وجہ ہے کردہ دیوار اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ سونے اور چاندی کا مدفون تھا اور ان کا باپ مرد نیک تھا اس کی نیکی کی وجہ سے ان کی جان و مال کی حفاظت کی گئی

پس تیرے رب کو منظور ہوا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوکر اپنا مال نکال لیں یہ تیرے رب کی رحمت ہے ان پر اور میں نے یہ تمام کام یعنی کشتی کا توڑنا اور لڑکے کو مار ڈالنا اور دیوار کو سیدھی کرنا اپنی رائے اور اختیار سے نہیں کئے بلکہ اللہ کے حکم اور الہام سے کئے ہیں۔

یہ تاویل اور وجہ ہے ان امور کی جن پر تجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ یہاں لم تسطع فرمایا اور پہلے لم تستطع سو اول کا ماضی استطاع ہے اور ثانی کی اسطاع اور دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی طاقت رکھنا اسمیں دونوں لغت جمع کردیئے گئے

بَيْنَ اللُّغَتَيْنِ وَتَنْوِيْعَتِ الْعِبَارَةُ فِيْ فَأَرَدْتُ فَأَرَدْنَا فَأَرَادَ رَبُّكَ

اور فَأَرَدْتُ، فَأَرَدْنَا، فَأَرَادَ رَبُّكَ تین طریق سے بیان کیا خوبی عبارت اور فصاحت وبلاغت کے سبب ۔

تشریح

(۸۱) رحمت سے رحمت کی طرف | اس کے نیک والدین کے لئے یہی بہتر تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس بچے کے بدلے میں صالح اولاد عطا فرمائے جو اپنے کردار وعمل کے اعتبار سے بہتر ہو ماں باپ کا حق پہچانے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

بظاہر یہ قتل نظر آرہا تھا لیکن یہ کارگاہِ مشیت کی مرضی کے مطابق تھا اور اس کے حکم کی تعمیل تھی۔ اس کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اس کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا اور اللہ کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی مصلحت اور کوئی حکمت چھپی ہوتی ہے جس تک ہماری نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔

(۸۲) ٹوٹی ہوئی دیوار کا معاملہ | اس ٹوٹی ہوئی دیوار کا معاملہ یہ تھا کہ یہ دو یتیم بچوں کی ہے جو اسی بستی میں رہتے ہیں ان بچوں کا باپ نیک آدمی تھا اس دیوار کے نیچے بچوں کے لئے اس نے ایک خزانہ دبایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ یہ بچے بڑے ہوکر اپنے باپ کی دولت حاصل کرلیں اگر دیوار گر جاتی دولت کا پتہ لگ جاتا تو وہ بچوں کو ملنے کے بجائے دوسرے بذریت لوگ ہتھیا لیتے۔ اس لئے میں نے اللہ کے حکم سے دیوار کی مرمت کرکے اس کو سیدھا کردیا۔

یہ ہے ان کاموں کی حقیقت جس پر آپ خاموش نہیں رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت خضرؑ کے ذریعہ اپنے تکوینی معاملات کا ایک نمونہ دکھانا تھا اور یہ بتانا تھا کہ اللہ کی حکمتوں اور اسکی مصلحتوں کو کوئی سمجھ نہیں سکتا کبھی کبھی صورتِ واقعہ دیکھنے میں ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں خیر کے پہلو ہوتے ہیں۔

خود حضرت موسیٰؑ فرعون کے مقابلے میں جن مشکلات سے دوچار تھے ایک طرف فرعون کی فرعونیت تھی اس کے مظالم تھے دوسری طرف بنی اسرائیل کی بے چارگی تھی۔ حالات کے ان ٹکراؤ کے نتیجے میں اندھیروں سے روشنی کی کرن پھوٹتی تھی۔ اجالے سے پہلے رات کا اندھیرا دراصل روشنی کی بشارت لیکر آتا ہے۔

خود حضرت محمدؐ مکہ مکرمہ میں اور اس کے بعد ہجرت مدینہ کے بعد بھی جن حالات کا سامنا کررہے تھے ان میں بھی یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومصلحت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ذوالقرنین

کا واقعہ ـــــ ایک نظر میں

اھلِ کتاب کے کہنے پر مکہ کے مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تین سوال کئے تھے ان میں تیسرا سوال ذوالقرنین کے متعلق تھا۔ اس سوال کے جواب میں اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں ذوالقرنین کا واقعہ بیان کیا ہے۔

○ قرن کا مطلب سینگ ہے اور ذوالقرنین کے معنی ہوئے " دو سینگوں والا "۔ دو سینگوں سے مراد دنیا کے مشرقی اور مغربی کنارے ہیں۔ قرآن مجید میں ذوالقرنین کے بارے میں تفصیلات ذکر نہیں کیں، ان کی زندگی کے ان گوشوں کو نمایاں کیا ہے جس کا تعلق ان کی انصاف پسندی، خداخوفی اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی سے ہے۔

○ تاریخی چھان بین کے بعد عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ذوالقرنین سے مراد فارس (ایران) کا بادشاہ " خورس " یعنی سائرس (SIRUS) ہے۔ سائرس کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل سنہ ۵۵۹ ق م تا سنہ ۵۲۹ ق م ہے۔ اس بادشاہ کی تین بڑی مہمات ہیں

ـــــ پہلی مہم مغرب کی طرف

ـــــ دوسری مہم مشرق کی طرف

ـــــ تیسری مہم شمال کی طرف۔

○ خورس نے ایران کے شمالی حصے کو ملا کر متحدہ سلطنت قائم کی اور پھر مغرب کی طرف رُخ کیا اور فتح کرتے کرتے لیڈیا (TURKEY) تک پہنچ گیا۔ خورس یا سائرس کا دارالحکومت ایران میں " ہمدان " تھا۔ یہ مغرب کی طرف اپنی مہم پر روانہ ہوا اور لیڈیا یعنی (موجودہ ٹرکی) تک پہونچ گیا۔ اس کے بعد مغرب میں بحر ایجین پڑتا ہے۔ اور ساحل کے پاس خلیج ازمیر نے ایک جھیل کی سی شکل اختیار کرلی ہے جس میں نہر گدیس کا سرخ مٹی سے ملا ہوا گدلا پانی گرتا ہے۔ جب سائرس نے اس کے کنارے کھڑے ہو کر دیکھا تو اسے ایسے لگا جیسے گدلے گدلے کیچڑ میں سورج ڈوب رہا ہے۔

یہاں خشکی کے آخری کنارے کے قریب اسے ایک قوم ملی اور غالباً یہ ترک قوم تھی۔ ذوالقرنین نے ان سے کہا کہ تم میں سے جو ظلم کریگا ہم اسے سزا دیں گے اور وہ ظالم جب اللہ کے حضور میں حاضر ہوگا تو اسے اللہ کا عذاب بھگتنا ہوگا اور جو ایمان لائے گا نیک عمل کرے گا اس کو بہترین جزا ملے گی۔

ذوالقرنین کے اس پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے سامنے جہاں یہ مقصد تھا کہ مظلوم قوموں کو ظالم و جابر رانوں سے نجات دلائے وہاں ان کے سامنے اسلامی اور ایمانی دعوت کا اعلیٰ مقصد بھی پیش نظر تھا اور وہ لوگوں وا بلکہ صالح زندگی گزارنے کے لئے آمادہ کرنا چاہتے تھے۔

○

اپنی دوسری مہم میں خورس یا سائرس (ذوالقرنین) نے مشرق کی طرف رُخ کیا، جدھر سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ مشرق میں آبادیوں کو عبور کرتا ہوا وہ بلخ تک چلا گیا جو افغانستان میں ہے اور دوسری طرف مکران تک پہنچ گیا جو بلوچستان میں ہے اس کے آگے پہاڑی سلسلہ تھا جہاں تہذیب و تمدن سے ناآشنا خانہ بدوش قبیلے رہتے تھے، یہ وحشی قبیلے ایران کی سرحد پر لوٹ مار کرتے رہتے تھے اسلئے سائرس نے ان کے علاقے کی آخری حد پر پہنچ کر ان کی سرکوبی کی۔

○

سائرس نے مغربی اور مشرقی ملکوں کو فتح کرنے کے علاوہ اس وقت کی مشہور اور سب سے مضبوط مملکت بابل کو بھی فتح کرلیا تھا اس نے بابل کو فتح کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو جو بخت نصر کے زمانے سے غلامی کی زندگی گزار رہے تھے آزاد کرایا انکو یروشلم جانے کی اجازت دے دی۔

○

سائرس کی تیسری مہم شمال کی جانب چلی اور وہ آزربائی جان اور ارمینیا تک پہونچ گیا۔ شمال میں بحر قیبین (COSPIAN SEA) اور بحر اسود (BLACK SEA) کے درمیان قوقاز (CAUCSUS) یعنی کوہ قاف کا پہاڑی سلسلہ ہے وہاں سائرس کو ایک قوم ملی جس کی زبان بالکل اجنبی تھی۔ اس پہاڑی سلسلے کے درمیان ایک درّہ تھا اس قوم نے ذوالقرنین کو بتایا کہ اس درہ سے یاجوج و ماجوج نکل کر آتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں آپ اس درے کو دیوار بنا کر بند کر دیں تو ہم اسکے لئے آپکو ٹیکس بھی دینے کو تیار ہیں۔

○ یاجوج و ماجوج (GOG AND MAGOG) سے مراد وہ قومیں ہیں جو کوہ قاف (CAUCASUS) کے شمال میں آباد تھیں اور روس سے منگولیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ بائبل میں یاجوج کو حضرت نوح کی نسل سے یافث بن نوح کی اولاد بتایا گیا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون میں ہے کہ مشرق کی جانب یاجوج کی آبادیاں ہیں اور ان کے درمیان کوہ قاف حدِ فاصل ہے (مقدمہ ابن خلدون ص۷۹) ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے اللہ نے اتنے وسائل عطا کئے ہیں کہ اس نیک کام کے لئے دیوار تعمیر کرنے کے واسطے مجھے ٹیکس وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ تم اس کام میں محنت اور طاقت سے شریک ہو جاؤ۔ پھر ذوالقرنین نے لوہے اور تانبے سے اس طرح دیوار بنائی کہ لوہے کے تختوں کو کھڑا کرکے خوب دھونکا گیا۔ اور جب وہ لوہے کے تختے آگ کی طرح سُرخ ہو گئے تو ان پر پگھلا ہوا تانبہ انڈیل دیا گیا۔ اس طرح یہ آہنی دیوار تیار ہو گئی۔ دو پہاڑوں کے درمیان یہ دیوار درّہٗ داریال کو بند کرتی تھی اور اس دیوار کی تعمیر سے یاجوج ماجوج کی غارت گری کا سلسلہ ختم ہو گیا یہ آہنی دیوار ایک ہزار سال تک قائم رہی۔ عباسی خلیفہ واثق باللہ نے تحقیق کے لئے اپنے عمال کو بھیجا تھا اور انہوں نے یہ رپورٹ پیش کی تھی کہ یہ دیوار لوہے کی اینٹوں سے بنائی گئی ہے جس میں پگھلا ہوا تانبہ استعمال کیا ہے اور اس کا آہنی دروازہ مقفل ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۰)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ

مِّنْهُ	عَلَيْكُمْ	سَاَتْلُوْا	قُلْ	ذِى الْقَرْنَيْنِ	عَنْ	وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
اس سے۔ کا	تم پر۔ سامنے	ابھی پڑھتا ہوں	فرمادیں	ذوالقرنین	سے (بابت)	اور آپ سے پوچھتے ہیں

اور آپ سے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کی بابت۔ فرمادیں میں تمہارے سامنے ابھی اس کا کچھ حال پڑھتا (بیان

ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ

مِنْ	وَاٰتَيْنٰهُ	الْاَرْضِ	فِى	لَهٗ	مَكَّنَّا	اِنَّا	ذِكْرًا
سے	اور ہم نے اُسے دیا	زمین	میں	اسکو	قدرت دی	بیشک ہم نے	کچھ حال

کرتا) ہوں۔ بیشک ہم نے اسکو زمین میں قدرت دی اور ہم نے اسے ہر شے کا سامان

كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

	سَبَبًا	فَاَتْبَعَ	سَبَبًا	شَىْءٍ	كُلِّ
	ایک سامان	سو وہ پیچھے پڑا	سامان	شے	ہر

دیا تھا۔ سو وہ ایک سامان کے پیچھے پڑا۔

۸۳ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ اَيِ الْيَهُوْدُ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ
اِسْمُهٗ اِسْكَنْدَرُ وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا قُلْ سَاَتْلُوْا
سَاَقُصُّ عَلَيْكُمْ مِّنْهُ مِنْ حَالِهٖ ذِكْرًا ۝
۸۴ خَبَرًا۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ بِتَسْهِيْلِ
السَّيْرِ فِيْهَا وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ يَحْتَاجُ
اِلَيْهِ سَبَبًا ۝ طَرِيْقًا يُوْصِلُ اِلٰى مُرَادِهٖ
۸۵ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ سَلَكَ طَرِيْقًا نَحْوَ الْمَغْرِبِ

۸۳ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝
اور یہود تم سے سکندر ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں (ذوالقرنین پیغمبر نہ تھا) کہہ دو عنقریب میں تم سے ان کا قصہ ذکر کروں گا۔
۸۴ بیشک ہم نے اسکو زمین میں پھرنا سہل کر دیا اور جس چیز کی اس کو ضرورت ہوئی اس کا طریق حصول اس کو بتلا دیا جس سے وہ اپنے مطلب کو پہنچے۔
۸۵ سو وہ چلا ایک رستہ کو بجانب مغرب۔

تشریح

۸۳ ذوالقرنین کے بارے میں سوال | اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کون تھے۔ اور ان کے حالات کیا تھے۔ آپ ان سے کہیں کہ میں ان کا کچھ حال تمہیں سناتا ہوں انہوں نے کیا کام انجام دئے انسانوں کی بھلائی کے لئے کیا کیا اور کس طرح عدل و انصاف کے تقاضے پورے کئے۔ یہ خدا پرست بادشاہ اسلئے ذوالقرنین کہلاتا ہے کہ یہ دنیا کے دونوں کناروں مشرق اور مغرب تک پہونچ گیا تھا۔

۸۴ ذوالقرنین کی حکومت | اس عادل بادشاہ کی حکومت بڑی وسیع تھی اور اقتدار کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کو ہر قسم کے اسباب اور وسائل عطا کئے تھے۔

۸۵ مغرب کی جانب کا سفر | ذوالقرنین کو جو اسباب و وسائل حاصل تھے ان کے ذریعے انہوں نے پہلے مغرب کی طرف ایک مہم کا سروسامان کیا۔

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ

حَتّٰٓی	اِذَا + بَلَغَ	مَغْرِبَ	الشَّمْسِ	وَجَدَهَا	تَغْرُبُ	فِیْ	عَیْنٍ
یہانتک کہ	جب وہ پہنچا	غروب ہونیکا مقام	سورج	اس نے پایا اسے	ڈوب رہا ہے	میں	چشمہ۔ندی

یہاں تک کہ وہ جب سورج کے غروب ہونیکے مقام پر پہنچا اس نے اسے پایا (دیکھا) کہ وہ دلدل کی ندی میں

حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ

حَمِئَةٍ	وَّوَجَدَ	عِنْدَهَا	قَوْمًا	قُلْنَا	یٰذَا الْقَرْنَیْنِ	اِمَّآ	اَنْ
دَلدَل	اور اس نے پایا	اسکے نزدیک	ایک قوم	ہم نے کہا	اے ذوالقرنین	یا۔چاہے	یہ کہ

ڈوب رہا ہے۔ اور اس کے نزدیک اس نے ایک قوم پائی، ہم نے کہا اے ذوالقرنین! (تجھے اختیار ہے) چاہے تو سزا

تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ

تُعَذِّبَ	وَاِمَّآ	اَنْ	تَتَّخِذَ	فِیْهِمْ	حُسْنًا	قَالَ	اَمَّا	مَنْ
تو سزا دے	اور یا چاہے	یہ کہ	تو اختیار کرے	ان میں سے	کوئی بھلائی	اس نے کہا	اچھا	جس نے

دے، چاہے ان سے کوئی بھلائی اختیار کرے۔ اس نے کہا اچھا، جس نے ظلم

ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ

ظَلَمَ	فَسَوْفَ	نُعَذِّبُهٗ	ثُمَّ	یُرَدُّ	اِلٰی + رَبِّهٖ	فَیُعَذِّبُهٗ
ظلم کیا	تو جلد	ہم اسے سزا دینگے	پھر	وہ لوٹایا جائیگا	اپنے رب کیطرف	تو وہ اسے عذاب دیگا

کیا تو جلد ہم اسے سزا دینگے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا۔ تو وہ اسے عذاب دیگا

عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾

عَذَابًا	نُّكْرًا
عذاب	بڑا سخت

بڑا سخت عذاب

﴿۸۶﴾ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ مَوْضَعَ غُرُوْبِهَا وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ ذَاتَ حَمَاۃٍ وَهِیَ الطِّیْنُ الْاَسْوَدُ وَغُرُوْبُهَا

﴿۸۶﴾ یہاں تک کہ جبوقت سورج کے غروب کی جگہ پہنچا سورج کو دیکھا کہ ایک سیاہ گارے والے چشمہ میں ڈوبتا ہے یہ چشمہ میں سورج کا غروب ہونا ظاہر نظر میں تھا ورنہ سورج دنیا سے بڑا ہے چشمہ میں کیونکر سما سکتا ہے۔

فِي الْعَيْنِ فِي رَأْيِ الْعَيْنِ
وَإِلَّا فَهِيَ أَعْظَمُ مِنَ
الدُّنْيَا وَوَجَدَ
عِنْدَهَا أَيِ الْعَيْنِ
قَوْمًا كَافِرِينَ قُلْنَا
يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ بِالْهَامٍ
إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ الْقَوْمَ
بِالْقَتْلِ وَإِمَّا أَنْ
تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ○
بِالْأَسْرِ

اور ذوالقرنین نے اس چشمہ کے پاس ایک قوم کو پایا۔ ہم نے الہام کیا کہ اے ذوالقرنین یا تو اس قوم کو قتل کر اور یا ان کے ساتھ بھلائی کر کہ انکو قید کرلے۔

(۸۷) قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ بِالشِّرْكِ
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ نَقْتُلُهُ
ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ
فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا ○
بِسُكُونِ الْكَافِ وَضَمِّهَا
شَدِيدًا فِي النَّارِ

(۸۷) ذوالقرنین نے کہا لیکن جو کوئی ظلم کرے یعنی اللہ کا شریک بناوے سو نزدیک ہے کہ ہم اسکو قتل کریںگے پھر وہ اپنے رب کے پاس جائے گا وہ اسکو عذاب سخت دوزخ کا پہنچادے گا۔

تشریح

(۸۶) جانبِ مغرب ذوالقرنین کی ایک قوم سے ملاقات | جب ذوالقرنین مغرب کی جانب فتوحات کرتے ہوئے آبادی کے آخری کنارے تک پہنچ گئے تو وہاں انھوں نے ایک قوم کو دیکھا۔ مغرب میں آبادی کے آخری کنارے پر جس کے بعد کوئی آبادی نہیں تھی، سورج ڈوبنے کا منظر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ایک کالے پانی میں ڈوب رہا ہو
اگر ذوالقرنین کی شخصیت کے بارے میں یہ اندازہ صحیح ہے کہ ان کی شخصیت سے مراد دراصل خورس بادشاہ ہے تو جہاں انھوں نے سورج ڈوبتے دیکھا یہ ایشیائے کوچک کا مغربی ساحل ہوگا جہاں بحرایجین چھوٹی چھوٹی خلیجوں میں بٹ جاتا ہے اور سورج ڈوبنے کا منظر ایسا نظر آتا ہے کہ وہ سمندر کے سیاہی مائل گدلے پانی میں ڈوب رہا ہے۔ تو وہاں ان کی ملاقات ایک قوم سے ہوتی ہے اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ فتحیاب ہو کر اس قوم پر ظلم بھی کر سکتے ہو اور ان کے ساتھ اچھا رویہ بھی اختیار کر سکتے ہو۔ یعنی ان کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ میرے امتحان کا وقت ہے کہ میں عام بادشاہوں کیطرح اس علاقے میں قتل وغارت گری بھی کر سکتا ہوں جیسے کہ عام فاتح کیا کرتے ہیں۔ اور شرافت کا نیک رویہ بھی اختیار کر سکتا ہوں۔ ان خیالات سے ذوالقرنین کی حسنِ سیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۸۷) ظالم کے لئے دنیا اور آخرت کی سزا ہے۔| ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو جو اِن میں سے ظلم کریگا ہم اس کو سزا دینگے اور مرنے کے بعد اسے آخرت میں اور زیادہ عذاب دیا جائیگا اسلئے انسان کو دنیا میں عادلانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے اور نیکی کے طریقے پر چلنا چاہیۓ ورنہ دنیا اور آخرت دونوں ہی جگہ ایسے شخص کے لئے سزا ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ

وَ اَمَّا	مَنْ	اٰمَنَ	وَ عَمِلَ	صَالِحًا	فَلَهٗ	جَزَآءَ	ۨالْحُسْنٰى
اور اچھا	جو	ایمان لایا	اور اس نے عمل کیا	نیک	تو اسکے لئے	بدلہ	بھلائی

اور اچھا جو ایمان لایا اور اس نے عمل کئے نیک تو اس کے لئے بدلہ ہے بھلائی، اور

وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۸۸ ثُمَّ اَتْبَعَ

وَسَنَقُوْلُ	لَهٗ	مِنْ	اَمْرِنَا	يُسْرًا	ثُمَّ	اَتْبَعَ
اور عنقریب ہم کہینگے	اسکے لئے	متعلق	اپنا کام	آسانی	پھر	وہ پیچھے پڑا

عنقریب ہم اس کے لئے اپنے کام میں آسانی (کی بات) کہیں گے۔ پھر وہ ایک (اور) سامان کے پیچھے

سَبَبًا ۸۹ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ

سَبَبًا	حَتّٰى	اِذَا	بَلَغَ	مَطْلِعَ	الشَّمْسِ	وَجَدَهَا	تَطْلُعُ
ایک سامان	یہاں تک کہ	جب	وہ پہونچا	طلوع ہونے کا مقام	سورج	اس نے اسکو پایا	طلوع کررہا ہے

پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے طلوع ہونے کے مقام پر پہونچا تو اس کو پایا (دیکھا) وہ ایک ایسی

عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۹۰ كَذٰلِكَ

عَلٰى + قَوْمٍ	لَمْ نَجْعَلْ	لَهُمْ	مِنْ + دُوْنِهَا	سِتْرًا	كَذٰلِكَ
ایک قوم پر	ہم نے نہیں بنایا	انکے لئے	اس کے آگے	کوئی پردہ	یہی

قوم پر طلوع کررہا ہے جن کے لئے ہم نے اس (سورج) کے آگے نہیں بنایا تھا کوئی پردہ (اوٹ) یہی ہے

وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۹۱

وَقَدْ + اَحَطْنَا	بِمَا لَدَيْهِ	خُبْرًا	
اور ہمارے احاطہ میں ہے	جو کچھ اس کے پاس	از روئے خبر	

(حقیقت) اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسکی خبر ہمارے احاطۂ (علم) میں ہے۔

۸۸ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا
فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ اَيِ الْجَنَّةُ
وَالْاِضَافَةُ لِلْبَيَانِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِنَصْبِ جَزَاءً وَتَنْوِيْنِهٖ قَالَ
الْفَرَّاءُ نَصْبُهٗ عَلَى التَّفْسِيْرِ اَيْ لِجِهَةِ

۸۸ اور لیکن جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے عمل کرے اسکے لئے ہے اچھا بدلہ یعنی جنت۔

الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ
اَمْرِنَا يُسْرًا اَیْ نَامُرُہٗ
بِمَا يَسْهُلُ عَلَيْهِ.

اور نزدیک ہے کہ ہم اسکو وہ حکم کریں گے جو اس پر دشوار نہ ہو۔

(۸۹) ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ نَحْوَ
الْمَشْرِقِ

(۸۹) پھر چلا ذوالقرنین ایک راہ کو بجانب مشرق۔

(۹۰) حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ
مَوْضِعَ طُلُوْعِهَا وَجَدَهَا
تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ هُمُ الزَّنْجُ
لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا
اَیِ الشَّمْسِ سِتْرًا ○ مِنْ
لِبَاسٍ وَّلَا سَقْفٍ لِاَنَّ اَرْضَهُمْ
لَا تَحْمِلُ بِنَاءً اَوْلَهُمْ سُرُوْبٌ
يَغِيْبُوْنَ فِيْهَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَيَظْهَرُوْنَ عِنْدَ ارْتِفَاعِهَا

(۹۰) یہاں تک کہ جب پہنچا سورج کے نکلنے کی جگہ پایا اسکو کہ نکلتا ہے قوم زنگی پر کہ جس کے لئے ہم نے سورج سے کوئی پردہ اور حائل نہیں بنایا یعنی نہ لباس پہنتے ہیں نہ مکانات پر چھت ہے جو دھوپ کو روکے اسلئے کہ ان کی زمین میں مکانات نہیں بن سکتے اور وہ لوگ تو تہہ خانہ بنالیتے ہیں کہ سورج کے نکلنے کے وقت ان میں چھپ جاتے ہیں اور جب سورج اونچا ہوجاتا ہے باہر نکل آتے ہیں۔

(۹۱) كَذٰلِكَ ط اَیِ الْاَمْرُ كَمَا قُلْنَا
وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ اَیْ
عِنْدَ ذِی الْقَرْنَيْنِ مِنَ
الْاٰلَاتِ وَالْجُنْدِ وَغَيْرِهِمَا
خُبْرًا ○ عِلْمًا.

(۹۱) بات یونہی ہے جسطرح ہم نے بیان کی اور بیشک ہم کو پوری خبر ہے ذوالقرنین کے تمام لشکر اور سامان وغیرہ کی۔

تشریح

(۸۸) صاحب ایمان کے لئے بہترین بدلہ ہے | ذوالقرنین نے کہا کہ ظالم کے خلاف جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کریگا اس کیلئے دنیا اور آخرت میں اچھی جزاء ہے اور عمل کے لئے ہم اسکو نرم احکام دینگے جس پر چلنا اس کے لئے ممکن ہوگا۔

(۸۹) ذوالقرنین کی مشرق کی طرف مہم | مغرب کی مہم سے فارغ ہوکر اور وہاں عادلانہ نظام قائم کرکے اب ذوالقرنین دوسری جانب کی مہم کے لئے تیار ہوئے۔

(۹۰) مشرق کی جانب مہم | ذوالقرنین آبادیوں کو فتح کرتے ہوئے زمین کے دوسرے کنارے تک جہاں سے سورج نکلتا ہے جا پہنچے اور مشرق کی جانب ایسے علاقے تک پہنچ گئے جہاں مہذب دنیا کی سرحدیں ختم ہورہی تھیں۔ اور یہ ایسی وحشی قوم کا علاقہ تھا جو عمارتیں تو کیا بنا پاتے خیموں تک میں رہنا نہیں جانتے تھے کھلے آسمان کے نیچے رہتے تھے۔ یہ غالباً افغانستان میں بلخ کا علاقہ اور بلوچستان میں مکران کا علاقہ ہے جہاں کے وحشی قبیلے ایران کی سرحدوں پر لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔

(۹۱) دوسری مہم میں بھی ذوالقرنین کی کامیابی | اس دوسری مہم میں بھی جو ذوالقرنین نے مشرق کی طرف کی تھی اللہ نے وحشی قبائل پر ذوالقرنین کو غلبہ عطا کیا اور ان کے پاس جو تدبیریں اور وسائل تھے اور جو انہوں نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے اختیار کئے تھے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر تھے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ

وَجَدَ	السَّدَّيْنِ	بَيْنَ	بَلَغَ	اِذَا	حَتّٰٓى	سَبَبًا	اَتْبَعَ	ثُمَّ
اس نے پایا	دو دیوار (پہاڑ)	درمیان	وہ پہنچا	جب	یہاں تک کہ	ایک سامان	وہ پیچھے پڑا	پھر

پھر وہ (ایک اور) سامان کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ جب وہ پہنچا دو پہاڑوں کے درمیان اس نے ان

مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾

قَوْلًا	يَفْقَهُوْنَ	لَا يَكَادُوْنَ	قَوْمًا	مِنْ دُوْنِهِمَا
کوئی بات	وہ سمجھیں	نہیں لگتے تھے	ایک قوم	ان دونوں کے ورے

دونوں کے ورے میں ایک قوم پائی، وہ لگتے نہ تھے کہ کوئی بات سمجھیں۔

﴿٩٢﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

﴿٩٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ بِفَتْحِ السِّيْنِ وَضَمِّهَا هُنَا وَبَعْدُ هُمَا جَبَلَانِ بِمُنْقَطِعِ بِلَادِ التُّرْكِ سَدُّ الْاِسْكَنْدَرِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا سَيَاْتِيْ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا اَيْ اَمَامَهُمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ اَيْ لَا يَفْهَمُوْنَهُ اِلَّا بَعْدَ بُطْءٍ وَ فِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الْقَافِ

﴿٩٢﴾ پھر چلا ایک راہ کو۔

﴿٩٣﴾ یہاں تک کہ جب ان دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا جو ترکوں کے ملک کے ختم پر ہیں اور سدِّ سکندری انکے بیچ میں ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

ذوالقرنین نے ان پہاڑوں سے آگے ایک قوم کو پایا جو بات بہت دیر سے سمجھتے تھے۔

تشریح

﴿٩٢﴾ **ذوالقرنین کی تیسری مہم** مغرب اور مشرق کی دونوں مہمات میں کامیابی کے بعد اب ذوالقرنین نے تیسری مہم کی تیاری کی پہلی دوسری مہم میں اللہ نے انکو کامیابی عطا کی۔ ان کا مقصد ملک گیری نہیں تھا بلکہ روئے زمین پر اللہ کے دین کا نظام قائم کرنا اور قانون الٰہی کا نفاذ تھا جس سے مخلوقِ خدا کو امن وامان اور عدل وانصاف حاصل ہو سکے اور جو اللہ کے دین پر چلنا چاہے آزادی کیسا تھ اس پر چل سکے اسی مقصد کو لیکر ذوالقرنین نے اب تیسری مہم کی تیاری شروع کی۔

﴿٩٣﴾ **ذوالقرنین کی تیسری مہم کوہ قافکے پہاڑوں میں۔** چھان بین کے بعد یہ بات کافی حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ذوالقرنین دراصل خورس یا سائرس ہیں۔ جن کا دارالحکومت ایران میں ہمدان تھا اور انہوں نے اس وقت کی بڑی مضبوط حکومت بابل کو بھی فتح کر لیا تھا۔ اندازہ یہ ہے کہ ذوالقرنین کی یہ تیسری مہم شمال کی طرف تھی وہ آگے بڑھتے تو ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک درّہ تھا، اس کے پاس ایک قوم آباد تھی جو قطعی غیر متمدن تھی اور اس کی زبان بھی ناقابل فہم تھی۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ

قَالُوْا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ	اِنَّ	يَاجُوْجَ	وَ	مَاجُوْجَ
انہوں نے کہا	اے ذوالقرنین	بیشک	یاجوج	اور	ماجوج

انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج اور ماجوج زمین میں

مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ

مُفْسِدُوْنَ	فِى	الْاَرْضِ	فَهَلْ	نَجْعَلُ	لَكَ
فساد کرنے والے (فسادی)	میں	زمین	تو کیا	ہم کردیں	تیرے لئے

فسادی ہیں تو کیا ہم تیرے لئے (جمع) کردیں کچھ

خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾

خَرْجًا	عَلٰٓى	اَنْ تَجْعَلَ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَهُمْ	سَدًّا
کچھ مال	پر، تاکہ	تو بنادے	ہمارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک دیوار

مال؟ تاکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادے۔

(۹۴) قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهَا اِسْمَانِ اَعْجَمِيَّانِ لِقَبِيْلَتَيْنِ فَلَمْ يَنْصَرِفَا مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِالنَّهْبِ وَالْبَغْيِ عِنْدَ خُرُوْجِهِمْ اِلَيْنَا فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا جُعْلًا مِنَ الْمَالِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ خَرَاجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْنَا۔

(۹۴) وہ بولے اے ذوالقرنین بیشک یاجوج اور ماجوج (یہ دونوں نام عجمی ہیں دو قبیلے ہیں اسلئے غیر منصرف ہیں) زمین میں فساد کرتے ہیں یعنی لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں اور یہاں آکر ظلم کرتے ہیں۔

سو کیا ہم تیرے لئے کچھ خرچ جمع کردیں بطور اجرت کے اسلئے کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل بنادے کہ وہ ہمارے پاس نہ آسکیں۔

تشریح

(۹۴) یاجوج وماجوج سے نجات | یاجوج ماجوج ایسی قومیں تھیں جو کوہ قاف کے شمال میں آباد تھیں اور روس سے منگولیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ شمال کی طرف پہنچ کر جب ذوالقرنین اس درّے کے پاس پہنچے جس کے قریب یہ غیر متمدّن قوم آباد تھی تو انہوں نے ذوالقرنین کو بتایا کہ اس درے کے آس پاس یاجوج اور ماجوج کے نام سے جو قومیں آباد ہیں وہ اس درے سے نکل کر آتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں۔ اگر یہ درّہ بند ہوجائے تو ہم ان کے حملوں سے محفوظ ہوجائیں گے۔ اگر آپ اس درے کو دیوار سے بند کردیں تو ہم اس کے بدلے میں آپ کو ٹیکس بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

قَالَ	مَا مَكَّنِّي	فِيهِ	رَبِّي	خَيْرٌ	فَأَعِينُونِي	بِقُوَّةٍ	أَجْعَلْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ
اس نے کہا	جس پر قدرت دی مجھے	اس میں	میرا رب	بہتر	بس تم میری مدد کرو	قوت سے	میں بنا دونگا	تمہارے درمیان	اور انکے درمیان

اس نے کہا جس پر مجھے میرے رب نے قدرت دی وہ بہتر ہے بس تم میری مدد کرو قوت (بازو) سے میں تمہارے اور انکے درمیان ایک

رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتّٰى إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

رَدْمًا	اٰتُوْنِي	زُبَرَ + الْحَدِيدِ	حَتّٰى	إِذَا	سَاوٰى	بَيْنَ	الصَّدَفَيْنِ	قَالَ
مضبوط آڑ	مجھے لادو	لوہے کے تختے	یہانتک کہ	جب	اسے برابر کردیا	درمیان	دونوں پہاڑ	اسنے کہا

آڑ بنادونگا، مجھے لوہے کے تختے لادو۔ یہاں تک کہ جب اس نے برابر کردیا دونوں پہاڑوں کے درمیان، اس نے

انْفُخُوا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

انْفُخُوا	حَتّٰى	إِذَا + جَعَلَهُ	نَارًا	قَالَ	اٰتُوْنِي	أُفْرِغْ	عَلَيْهِ	قِطْرًا
دھونکو	یہانتک	کہ جب اسے کردیا	آگ	اس نے کہا	لے آؤ میرے پاس	میں ڈالوں	اس پر	پگھلا ہوا تانبہ

اب دھونکو، یہاں تک کہ جب (دھونک کر) اسے آگ کردیا، اس نے کہا میرے پاس لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالوں۔

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

فَمَا + اسْطَاعُوا	أَنْ	يَظْهَرُوهُ	وَمَا	اسْتَطَاعُوا	لَهُ	نَقْبًا
پھر نہ کرسکیں گے	کہ	اس پر چڑھیں	اور نہیں	لگا سکیں گے وہ	اس میں	نقب

پھر وہ (یاجوج ماجوج) اس پر نہ چڑھ سکیں گے اور نہ اس میں نقب لگا سکیں گے۔

﴿۹۵﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي وَفِي قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنَيْنِ
مِنْ غَيْرِ إِدْغَامٍ فِيهِ رَبِّي مِنَ الْمَالِ
وَغَيْرِهِ خَيْرٌ مِنْ خَرْجِكُمُ الَّذِي
تَجْعَلُوْنَهُ لِي فَلَا حَاجَةَ لِي إِلَيْهِ وَاجْعَلُ
لَكُمُ السَّدَّ تَبَرُّعًا فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ لِمَا
أَطْلُبُهُ مِنْكُمْ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
رَدْمًا ○ حَاجِزًا حَصِينًا

﴿۹۶﴾ اٰتُوْنِي زُبَرَ الْحَدِيدِ قِطَعَهُ عَلٰى قَدْرِ
الْحِجَارَةِ الَّتِي يُبْنٰى بِهَا فَبَنٰى بِهَا وَ
جَعَلَ بَيْنَهَا الْحَطَبَ وَالْفَحْمَ حَتّٰى إِذَا
سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ بِضَمِّ الْحَرْفَيْنِ

﴿۹۵﴾ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ میرے رب نے جو کچھ مال وغیرہ مجھکو عطا کیا ہے وہ تمہاری مزدوری وغیرہ سے جو تم میرے لئے جمع کرنا چاہتے ہو بہتر ہے۔ مجھ کو اسکی طرف حاجت نہیں اور میں بدون عوض کے تمہارے لئے دیوار بنادونگا صرف تم میری مدد کرو قوت سے یعنی جو کام میں تم کو بتلاؤں وہ کردو تاکہ میں تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک دیوار مضبوط بنادوں۔

﴿۹۶﴾ دو مجھ کو ٹکڑے لوہے کے بقدر پتھروں کے جن سے دیوار بنائی جاتی ہے پس بنایا ان ٹکڑوں سے دیوار کو اور اسکے بیچ میں کوئلہ اور لکڑی رکھی یہاں تک کہ جب وہ دیوار برابر ہوگئی پہاڑوں کے دونوں جانب سے اور اس دیوار کے ہر

وَفَتْحِهِمَا وَضَمِّ الْاَوَّلِ وَسُكُوْنِ الثَّانِيْ اَيْ جَانِبِيِ الْجَبَلَيْنِ بِالْبِنَاءِ وَوَضَعَ الْمَنَافِخَ وَالنَّارَ حَوْلَ ذٰلِكَ قَالَ انْفُخُوْا فَنَفَخُوْا حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ اَيِ الْحَدِيْدَ نَارًا اَيْ كَالنَّارِ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○ هُوَ النُّحَاسُ الْمُذَابُ تَنَازَعَ فِيْهِ الْفِعْلَانِ وَحُذِفَ مِنَ الْاَوَّلِ لِاِعْمَالِ الثَّانِيْ فَاَفْرَغَ النُّحَاسَ الْمُذَابَ عَلَى الْحَدِيْدِ الْمُحْمٰى فَدَخَلَ بَيْنَ زُبَرِهٖ فَصَارَ شَيْئًا وَاحِدًا

طرف آگ اور پھونکنیاں رکھوادیں کہا کہ پھونک مارو سو ان لوگوں نے پھونک ماری یہاں تک کہ جب اس لوہے کو مثل آگ کے کردیا ذوالقرنین نے کہا میرے پاس تانبا پگھلا ہوا لاؤ کہ اس کو دیوار پر ڈال دوں (آتونی اور اُفرغ ہر دو فعل کا تنازع ہے قطراً میں فعل ثانی کو عمل دیا گیا ہے فعل اول کا مفعول حذف ہوا) سو وہ تانبہ پگھلا ہوا، لوہے پر ڈالا گیا وہ اسکی ریخوں میں گھس کر سب ایک جسم ہوگیا۔

(۹۷) فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَيْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ اَنْ يَّظْهَرُوْهُ يَعْلُوْا ظَهْرَهٗ لِارْتِفَاعِهٖ وَمَلَاسَتِهٖ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ خَرْقًا لِصَلَابَتِهٖ وَسُمْكِهٖ

(۹۷) پھر یاجوج ماجوج سے نہ ہوسکا کہ اس پر چڑھ جاویں بسبب اس کی بلندی اور صفائی کے اور نہ اس میں سوراخ کرسکے بوجہ اس کی سختی اور موٹا ہونے اور بلند کری کے۔

تشریح

(۹۵) ذوالقرنین دیوار بنانے کے لئے تیار ہوگئے | ذوالقرنین انکی پریشانی کو سنکر اس کے لئے تیار ہوگئے کہ دو پہاڑوں کے درمیان یہ درہ (درۂ داریال) بند کردیا جائے، انھوں نے کہا ٹیکس کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ میرے پروردگار نے مجھے دیا ہے وہ بہت ہے۔ البتہ اس دیوار کے بنانے کے لئے مزدوروں کی ضرورت ہے۔ تم اپنی جسمانی قوت سے میری مدد کرو اور میرے ساتھ محنت میں شریک ہوجاؤ۔

(۹۶) درۂ داریال پر لوہے کی دیوار | ذوالقرنین نے لوہے اور تانبے سے ایسی دیوار تیار کی کہ پہلے لوہے کی اینٹیں یا اس کی چادریں ایک دوسرے پر لگائیں پھر اس لوہے کی چادروں کو کھڑا کرکے آگ کی دھونکنی دی، جب وہ انگارے کی طرح سرخ ہوگئیں تو ان پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا، اسطرح یہ نہایت مضبوط آہنی دیوار تیار ہوگئی۔

واضح رہے کہ کوہ قاف کے قریب آذربائیجان میں لوہے کی بکثرت کانیں پائی جاتی ہیں اور آرمینیا میں لوہے کے علاوہ تانبے کی کانیں بھی بکثرت موجود ہیں۔

(۹۷) لوہے کی ناقابل عبور دیوار | اس طرح لوہے کی ایسی دیوار تیار ہوگئی کہ بلندی کی وجہ سے یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہیں سکتے تھے اور مضبوط لوہے اور تانبے کی وجہ سے اس میں نقب بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ اس طرح یاجوج ماجوج کی فتنہ انگیزیوں سے کوہ قاف کے پاس آباد یہ قوم محفوظ ہوگئی۔

یہ آہنی دیوار ایک ہزار سال تک قائم رہی۔ عباسی خلیفہ واثق باللہ نے اپنے عمال کو بھیجکر اس دیوار کے بارے میں تحقیق کی تھی انھوں نے رپورٹ دی تھی کہ یہ لوہے کی اینٹوں سے بنی دیوار ہے جسمیں پگھلا ہوا تانبہ شامل ہے اور اسکے آہنی دروازے پر مضبوط قفل چڑھا ہوا ہے۔ ذوالقرنین کا یہ عظیم الشان کارنامہ اسکے مومنانہ احساس کی تصویر پیش کرتا ہے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ

رَبِّيْ	وَعْدُ	جَآءَ	فَإِذَا	مِّنْ + رَّبِّيْ	رَحْمَةٌ	هٰذَا	قَالَ
میرا رب	وعدہ	آئیگا	پس جب	میرے رب سے	رحمت	یہ	اس نے کہا

اس نے کہا یہ میرے رب کی (طرف سے) رحمت ہے۔ پس جب میرے رب کا وعدہ (مقررہ وقت) آئیگا

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

حَقًّا	رَبِّيْ	وَعْدُ	كَانَ	وَ	دَكَّآءَ	جَعَلَهٗ
سچا	میرا رب	وعدہ	ہے	اور	ہموار	اسکو کردیگا

اس کو ہموار کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

﴿۹۸﴾ قَالَ ذُوالْقَرْنَيْنِ هٰذَا اَيِ السَّدُّ اَيِ الْاِقْدَارُ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ نِعْمَةٌ لِاَنَّهٗ مَانِعٌ مِّنْ خُرُوجِهِمْ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ بِخُرُوجِهِمُ الْقَرِيْبُ مِنَ الْبَعْثِ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ مَدْكُوْكًا مَبْسُوْطًا وَّكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ بِخُرُوجِهِمْ وَغَيْرِهِمْ حَقًّا ۝ كَائِنًا

﴿۹۸﴾ ذوالقرنین نے کہا اس دیوار کے بنانے کی قدرت دینا میرے رب کی رحمت اور انعام ہے کہ اسکی وجہ سے یاجوج ماجوج اِدہر نہیں آسکتے۔
سو جب ان کے نکلنے کا وقت جو میرے رب نے مقرر کیا ہے قرب قیامت میں آجاوے گا میرا رب اسکو گرا کر ذرہ ذرہ کردیگا اور جو کچھ میرے ربنے وعدہ کیا ہے ان کے نکلنے کا اور اس کے سوا سب حق ہے۔ ضرور ہونے والا ہے

تشریح

﴿۹۸﴾ **ذوالقرنین کی طرف سے انکساری کا اظہار** اتنے عظیم الشان کارنامے کو انجام دینے کے بعد ذوالقرنین کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا جس سے فخر کا اظہار ہو بلکہ بندۂ مومن کی طرح انہوں نے عاجزی سے کہا کہ یہ جو کچھ ہے میرے رب کی رحمت کا نتیجہ ہے اور یہ دیوار کتنی ہی مضبوط ہو لیکن لازوال نہیں ہے۔ طویل مدت تک قائم بھی رہے گی تو قیامت کے روز اسے بہرحال فنا ہونا ہے۔ اور قیامت کے بارے میں رب کا وعدہ بالکل سچا ہے کہ وہ آکر رہیگی اور دنیا کی ہر شے کو فنا ہونا ہے۔

یہاں تک ذوالقرنین کا واقعہ ختم ہوا جس کے متعلق اہل کتاب کے مشورے سے مکّہ کے لوگوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا۔ ذوالقرنین کے واقعہ نے قیامت کے بارے میں جس حقیقت کا اظہار کیا تھا اس کو قرآن نے اور زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کردیا اور اس قصے کے ذریعے یہ بتا دیا کہ ذوالقرنین محض ایک فاتح نہیں تھے بلکہ وہ توحید اور آخرت کے قائل تھے اور دنیا میں ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام قائم کرنا چاہتے تھے۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ

وَتَرَكْنَا	بَعْضَهُمْ	يَوْمَئِذٍ	يَّمُوْجُ	فِيْ ۔ بَعْضٍ	وَّنُفِخَ	فِي الصُّوْرِ	فَجَمَعْنٰهُمْ
اور ہم چھوڑ دینگے	ان کے بعض	اس دن	ریلا مارتے	بعض (دوسرے) کے اندر	اور پھونکا جائیگا	صور	پھر ہم انہیں جمع کرینگے

اور ہم چھوڑ دیں گے ان کے بعض کو اس دن دوسرے کے اندر ریلا مارتے، اور صُور پھونکا جائے گا، پھر ہم ان سب کو

جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ

جَمْعًا	وَّعَرَضْنَا	جَهَنَّمَ	يَوْمَئِذٍ	لِّلْكٰفِرِيْنَ	عَرْضًا	الَّذِيْنَ
سب کو	اور ہم سامنے کرینگے	جہنم	اس دن	کافروں کے لئے	بالکل سامنے	وہ جو کہ

جمع کرینگے۔ اور ہم اس دن جہنم سامنے کردیں گے کافروں کے بالکل سامنے اور میرے ذکر

ع۶ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

كَانَتْ	اَعْيُنُهُمْ	فِيْ ۔ غِطَآءٍ	عَنْ	ذِكْرِيْ	وَكَانُوْا	لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَمْعًا
تھیں	انکی آنکھیں	پردہ میں	سے	میرا ذکر	اور وہ تھے	نہ طاقت رکھتے	سُننا

سے ان کی آنکھیں پردہ (غفلت) میں تھیں وہ سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے (سُن نہ سکتے تھے)

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ

اَفَحَسِبَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنْ يَّتَّخِذُوْا	عِبَادِيْ	مِنْ دُوْنِيْٓ
کیا گمان کرتے ہیں	وہ جنہوں نے	کفر کیا	کہ وہ بنالیں گے	میرے بندے	میرے سوا

جن لوگوں نے کفر کیا، کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ میرے بندوں کو بنالیں گے میرے سوا

اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

اَوْلِيَآءَ	اِنَّآ	اَعْتَدْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	نُزُلًا	
کارساز	بیشک ہم	ہم نے تیار کیا	جہنم	کافروں کے لئے	ضیافت	

کارساز بیشک ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو ضیافت تیار کیا ہے۔

﴿۹۹﴾ قَالَ تَعَالٰى وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ خُرُوْجِهِمْ يَمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ يَخْتَلِطُ بِهٖ لِكَثْرَتِهِمْ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اَيِ الْقَرْنِ لِلْبَعْثِ فَجَمَعْنٰهُمْ اَيِ الْخَلَائِقَ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَمْعًا ○

۹۹ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جس دن وہ نکلیں گے اس کثرت سے ہونگے کہ بعض ان کے بعض سے مختلط ہو جائیں گے اور تمام جگہ پھیل جائینگے۔ اور خلائق کے زندہ کرنے کو صور پھونکا جائیگا پس اکٹھا کریں گے ہم بروز قیامت ان سب کو ایک جگہ۔

(۱۰۰) وَعَرَضْنَا قَرَّبْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ

۱۰۰ اور اس دن دوزخ کو کافروں سے قریب کردیں گے۔

عَرَضًا ○

(۱۰۱) اِلَّذِیْنَ کَانَتْ اَعْیُنُہُمْ بَدَلٌ مِّنَ الْکَافِرِیْنَ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِکْرِیْ اَیِ الْقُرْاٰنِ فَہُمْ عُمْیٌ لَایَہْتَدُوْنَ بِہٖ وَ کَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ○ اَیْ لَایَقْدِرُوْنَ اَنْ یَّسْمَعُوْا مِنَ النَّبِیِّ مَا یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ بُغْضًا لَہٗ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ

(۱۰۱) وہ کافر جن کی آنکھوں میں پردہ تھا میرے ذکر سے یعنی قرآن سے غافل تھے سو وہ اندھے تھے قرآن سے انکو ہدایت نہ ہوئی۔ اور ان سے نہ ہو سکتا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنیں وہ احکام جو اُن کو سنادیں بسبب بغض اور عداوت کے سو وہ ان پر ایمان نہیں لاتے۔

(۱۰۲) اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ اَیْ مَلَآئِکَتِیْ وَعِیْسٰی وَعُزَیْرَ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَآءَ اَرْبَابًا مَفْعُوْلٌ ثَانٍ لِیَتَّخِذُوْا وَالْمَفْعُوْلُ الثَّانِیْ لِحَسِبَ مَحْذُوْفٌ اَلْمَعْنٰی اَظَنُّوْا اَنَّ الْاِتِّخَاذَ الْمَذْکُوْرَ لَا یُغْضِبُنِیْ وَلَا اُعَاقِبُہُمْ عَلَیْہِ کَلَّا اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَہَنَّمَ لِلْکَافِرِیْنَ ہٰٓؤُلَآءِ وَغَیْرِہِمْ نُزُلًا ○ اَیْ ہِیَ مُعَدَّۃٌ لَہُمْ کَالنُّزُلِ الْمُعَدِّ لِلضَّیْفِ

(۱۰۲) اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَآءَ
پس کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے کہ وہ میرے بندوں کو یعنی میرے فرشتوں اور عیسیٰؑ اور عزیرؑ کو میرے سوا معبود بنا دیں اور میں انکو سزا نہ دوں اور مبغوض نہ رکھوں
ہرگز نہیں بلکہ ہم نے انکے اور انکے سوا تمام کافروں کے واسطے تیار کی ہے مہمانی دوزخ سے یعنی جیسے مہمان کے لئے سامان تیار کیا جاتا ہے اسی طرح ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تشریح

(۹۹) قیامت کا ایک منظر | جب قیامت شروع ہوگی اور اس کا صور پھونکا جائیگا تو لوگ گھبراہٹ کی وجہ سے نکل پڑیں گے انسانوں کا ایک سیلاب امڈ پڑیگا اور وہ موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے گھبراہٹ میں بے تحاشہ بھاگ رہے ہوں گے یہانتک کہ سب کو ہم ایک میدان میں اکٹھا کر دیں گے۔

(۱۰۰) جہنم انکار کرنے والوں کے سامنے پیش کر دیجائیگی | آج جو لوگ عالم آخرت کا جنت اور دوزخ کا انکار کر رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔ قیامت کے دن ان انکار کرنے والوں کے سامنے دوزخ پیش کر دی جائیگی کہ لو اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔

(۱۰۱) دنیا میں غفلت سے زندگی گزارتے رہے | یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں غافل رہے نصیحت کی بات سنکر نہیں دی آنکھوں پر پردے پڑے رہے اور کوئی سچائی کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوئے آخر آج حقیقت ان کے سامنے ہے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰۲) بندوں کا ولی اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے | اسلام کی دعوت یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کو اپنا ولی اور سرپرست بنایا جائے اسی کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے وہی معبود و مقصود ہو وہی حاکم و محبوب ہو۔ اس توحید کو اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا پرستی چھوڑ کر آخرت پر یقین کیا جائے اور آخرت کی فلاح و بہبود کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا جائے۔ توحید و آخرت پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے سوا کسی دوسرے کی سرپرستی اور ولایت کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔ چاہے وہ اللہ کے پیغمبر حضرت مسیح و عُزیر ہوں چاہے روح القدس اور فرشتے ہوں، چاہے اولیاء اللہ ہوں کسی کی سرپرستی آخرت میں کام نہیں آئیگی کوئی کسی کا بیڑا پار نہیں کر سکے گا کوئی کسی کو نجات نہیں دلا سکے گا۔ اس غلط فہمی میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جہنم کی ضیافت تیار کر رکھی ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾

قُلْ	هَلْ	نُنَبِّئُكُمْ	بِالْأَخْسَرِينَ	أَعْمَالًا
فرما دیں	کیا	ہم تمہیں بتلائیں	بدترین گھاٹے میں	اعمال کے لحاظ سے

فرما دیں کیا ہم تمہیں بتلائیں اعمال کے لحاظ سے بدترین گھاٹے میں (کون ہیں) ؟

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

الَّذِينَ	ضَلَّ	سَعْيُهُمْ	فِي	الْحَيَاةِ ۔ الدُّنْيَا	وَهُمْ
وہ لوگ	برباد ہوگئی	ان کی کوشش	میں	دنیا کی زندگی	اور وہ

وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ

يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾

يَحْسَبُونَ	أَنَّهُمْ	يُحْسِنُونَ	صُنْعًا	
خیال کرتے ہیں	کہ وہ	اچھے کر رہے ہیں	کام	

خیال کرتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

(۱۰۳) قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ تَبَيَّنَ مَا يُوَافِقُ الْمُنَبَّرَ وَيُنَبِّئُهُمْ بِقَوْلِهِ

(۱۰۴) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بَطَلَ عَمَلُهُمْ وَهُمْ يَحْسَبُونَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ عَمَلًا يُجَازُونَ عَلَيْهِ

(۱۰۳) اے محمد کہدو کہ آیا میں تم کو بتلاؤں ان لوگوں کا حال جو ٹوٹے میں پڑے اور ان کے عمل نکمے گئے۔

(۱۰۴) وہ لوگ ہیں کہ جن کی سعی اور عمل دنیا میں خراب اور باطل ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے عمل کرتے ہیں۔ جن پر ہکو عوض ملے گا

تشریح

(۱۰۳) سب سے گھاٹے والے لوگ | ہر انسان چاہتا ہے کہ گھاٹے اور نقصان والے کام سے بچتا رہے۔ آدمی دنیا میں کاروبار کرتا ہے تو نفع کے لئے کرتا ہے اور نقصان کا اندیشہ ہو تو بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کاروبار میں گھاٹے کی تلافی ہو سکتی ہے لیکن عمل کا وہ گھاٹا جسکی تلافی ممکن نہ ہو سب سے زیادہ نقصان والا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمدؐ ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں۔؟

(۱۰۴) ناکام وہ لوگ ہیں جو راستے سے بھٹکے رہے مگر یہ سمجھتے رہے کہ ہم جو کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں | سب سے زیادہ ناکام و نامراد وہ لوگ ہیں جن کی پوری زندگی اپنی دنیا کو بنانے میں لگی رہی۔ یہیں کی ترقی یہیں کی کامیابی یہیں کی عزت یہیں کا اقتدار انکے پیش نظر رہا اور کبھی بھول کر آخرت کا خیال نہ آیا۔ صحیح راستے سے بھٹکے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں اور اس طرح انھوں نے اپنی ساری زندگی اکارت کردی۔ یہی وہ سب سے ناکام لوگ جو اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے رہے اور جب اللہ کے سامنے پیش ہونگے تو پتہ لگے گا کہ وہ کامیابیاں ایک خواب تھیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

فَحَبِطَتْ	وَلِقَآئِهٖ	رَبِّهِمْ	بِاٰيٰتِ	كَفَرُوْا	الَّذِيْنَ	أُولٰٓئِكَ
پس اکارت گئے	اور اسکی ملاقات	اپنا رب	آیتوں کو	انکار کیا	جن لوگوں نے	یہی لوگ

یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا، پس اکارت گئے

أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

جَزَآؤُهُمْ	ذٰلِكَ	وَزْنًا	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	لَهُمْ	فَلَا نُقِيْمُ	أَعْمَالُهُمْ
ان کا بدلہ	یہ	کوئی وزن	قیامت کے دن	انکے لئے	پس ہم قائم نہ کریں گے	ان کے عمل

ان کے عمل، پس قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے (دونوں کے عمل بے وزن ہونگے) یہ ان کا

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ إِنَّ

إِنَّ	هُزُوًا	وَرُسُلِيْ	اٰيٰتِيْ	وَاتَّخَذُوْٓا	كَفَرُوْا	بِمَا	جَهَنَّمُ
بیشک	ہنسی مذاق	اور میرے رسول	میری آیات	اور ٹھہرایا	انہوں نے کفر کیا	اسلئے کہ	جہنم

بدلہ ہے جہنم، اسلئے کہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں کو اور میرے رسولوں کو ہنسی مذاق ٹھہرایا۔ بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ

جَنّٰتُ	لَهُمْ	كَانَتْ	وَعَمِلُوا ۔ الصّٰلِحٰتِ	اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ
باغات	انکے لئے	ہیں	اور انہوں نے نیک عمل کئے	ایمان لائے	جو لوگ

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے ضیافت ہیں۔ فردوس

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾

نُزُلًا	الْفِرْدَوْسِ
ضیافت	فردوس کے

(بہشت) کے باغات

﴿۱۰۵﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ بِدَلَائِلِ تَوْحِيْدِهٖ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَغَيْرِهٖ وَلِقَآئِهٖ اَيْ وَبِالْبَعْثِ

﴿۱۰۵﴾ یہی لوگ ہیں کہ اپنے رب کی توحید کی دلیلوں مثل قرآن وغیرہ کے منکر ہوئے اور حشر ونشر اور حساب اور ثواب وعذاب کا انکار کیا۔

وَالْحِسَابِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ بَطَلَتْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ○ اَیْ لَا نَجْعَلُ لَهُمْ قَدْرًا۔

سو اُن کے عمل باطل ہوئے پس قیامت میں انکی کچھ قدر ومنزلت نہ ہوگی۔

(۱۰۶) ذٰلِكَ اَیِ الْاَمْرُ الَّذِیْ ذُكِرَتْ مِنْ حُبُوْطِ اَعْمَالِهِمْ وَغَیْرِهٖ وَابْتِدَاءٌ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ○ اَیْ مَهْزُوًّا بِهِمَا۔

(۱۰۶) بات یہ ہی ہے جو مذکور ہوئی یعنی ان کے عمل ضرور باطل ہونگے۔
اور انکو سزا دیجادیگی بدلہ ان کا دوزخ ہے بسبب ان کے کفر کے اور اسو جہ سے کہ انھوں نے میری آیتوں اور پیغمبروں کے ساتھ استہزا کیا۔

(۱۰۷) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ اَیْ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ هُوَ وَسْطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَاهَا وَالْاِضَافَةُ اِلَيْهِ لِلْبَيَانِ نُزُلًا ○ مَنْزِلًا

(۱۰۷) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے لئے علم الٰہی میں عمدہ اور اعلیٰ باغ ہیں رہنے کو اور انکی مہمانی عمدہ طور سے وہاں ہوگی۔

تشریح

(۱۰۵) اللہ کی میزان میں ان کے کارناموں کا کوئی وزن نہ ہوگا | اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم وفہم کی دولت دیکر اس زمین پر امتحان کے لئے بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنا طریقۂ زندگی متعین کرے اپنے مقصد حیات کو سمجھے اور اپنی ساری جدوجہد کا رُخ آخرت اور رضائے الٰہی کی طرف رکھے جس میں بنیادی چیز اپنے رب پر ایمان اور اس کے سامنے حاضری اور جوابدہی کا یقین ہو۔ اس کے بغیر اگر کوئی دنیا میں بڑے سے بڑے کارنامے انجام دیتا ہے وہ سارے کام دنیا کے خاتمہ کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے دنیا میں کی گئی ساری دوڑ دھوپ اکارت چلی جائے گی اور اللہ کی میزان میں اسکے کارناموں کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

(۱۰۶) اللہ کی نشانیوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ مذاق کرنے کی سزا ملکر رہیگی | ایسے لوگ جنھوں نے اپنی ساری جدوجہد کا مقصد اس فانی دنیا کو بنائے رکھا اور آخرت کی ابدی زندگی سے غافل رہے اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر کوئی نصیحت حاصل نہیں کی رسولوں کی بات کو ایک مذاق سمجھا ایسے لوگوں کو ان کے کئے کی سزا مل کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو جو نعمتیں عطا کیں اور انھوں نے اللہ کی ان نعمتوں سے فائدہ اٹھایا مگر کبھی ان کو خیال نہ آیا کہ جس نے ان کو یہ سب کچھ دیا ہے اسکی شکرگزاری بھی ان کے اوپر واجب ہے ایسے لوگوں کو اپنے اعمال کا مزہ چکھنا ہوگا۔

) صاحب ایمان نیک لوگوں کے لئے جنت کی مہمانی | جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں گے اور اس راستے پر چل کر زندگی گزاریں گے جو اللہ نے ان کو بتایا ہے اللہ کے اطاعت گذار رہیں گے اس کی نافرمانیوں سے بچیں گے ان کے لئے اللہ کی طرف سے اعلیٰ ترین مہمان نوازی ہوگی ان کو ایسے محلات ملیں گے جن کے ارد گرد خوبصورت باغات ہونگے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ

قُلْ	حِوَلًا	عَنْهَا	لَا يَبْغُوْنَ	فِيْهَا	خٰلِدِيْنَ
فرما دیں	جگہ بدلنا	وہاں سے	وہ نہ چاہیں گے	اس میں	ہمیشہ رہیں گے

اُن میں ہمیشہ رہیں گے، وہ وہاں سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے فرما دیں

لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ

لَنَفِدَ	رَبِّيْ	لِكَلِمٰتِ	مِدَادًا	الْبَحْرُ	كَانَ	لَوْ
تو ختم ہو جائے	میرا رب	باتوں کے لئے	روشنائی	سمندر	ہو	اگر

اگر سمندر میرے رب کی باتیں (لکھنے کیلئے) روشنائی بن جائے تو سمندر (کا پانی)

الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ

وَلَوْ	كَلِمٰتُ + رَبِّيْ	تَنْفَدَ	اَنْ	قَبْلَ	الْبَحْرُ
اور اگرچہ	میرے رب کی باتیں	ختم ہوں	کہ	پہلے	سمندر

ختم ہو جائے اس سے پہلے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں اگرچہ ہم

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

بَشَرٌ	اَنَا	اِنَّمَآ	قُلْ	مَدَدًا	بِمِثْلِهٖ	جِئْنَا
بشر	میں	اسکے سوا نہیں	فرما دیں	مدد کو	اس جیسا	ہم لے آئیں

اس کی مدد کو اس جیسا (اور سمندر بھی) لے آئیں۔ فرما دیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں

مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

اِلٰهٌ	اِلٰهُكُمْ	اَنَّمَآ	اِلَيَّ	يُوْحٰٓى	مِّثْلُكُمْ
معبود	تمہارا معبود	فقط	میری طرف	وحی کی جاتی ہے	تم جیسا

(البتہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے تمہارا معبود معبودِ واحد

وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

فَلْيَعْمَلْ	رَبِّهٖ	لِقَآءَ	يَرْجُوْا	كَانَ	فَمَنْ	وَّاحِدٌ
تو اسے چاہئے کہ وہ عمل کرے	اپنا رب	ملاقات	امید رکھتا ہے	ہو	سو جو	واحد

ہے سو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اچھے

۱۲ ع ۹ ۲ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝۱۱۰ ع

احدًا	ربّہ	بعبادۃ	لا یشرك	وَ	صالحًا	عملًا
کسی کو	اپنا رب	عبادت میں	شریک نہ کرے	اور	اچھے	عمل

عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(۱۰۸) خَالِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ یَطْلُبُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ تَحَوُّلًا اِلٰی غَیْرِهَا

(۱۰۸) وہ ان باغوں میں ہمیشہ کو رہیں گے، وہ وہاں سے کسی اور جگہ جانا نہ چاہیں گے۔

(۱۰۹) قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ اَیْ مَاؤُهٗ مِدَادًا اِذْ هُوَ مَا یُكْتَبُ بِهٖ لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ الدَّالَّةِ عَلٰی حِكَمِهٖ وَعَجَائِبِهٖ بِاَنْ تُكْتَبَ بِهٖ لَنَفِدَ الْبَحْرُ فِیْ كِتَابَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ تَفْرُغَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ اَیِ الْبَحْرِ مَدَدًا ۝ زِیَادَةً فِیْهِ لَنَفِدَ وَلَمْ تَفْرُغْ هِیَ وَنَصْبُهٗ عَلَی التَّمْیِیْزِ

(۱۰۹) کہدو کہ اگر تمام دریاؤں کا پانی سیاہی ہو میرے رب کے کلمات کے لکھنے کو جو دلالت کرتے ہیں اسکی حکمتوں اور عجائبات پر تو ان کے لکھنے میں دریا ختم ہو جاویں پہلے اس سے کہ کلمات میرے رب کے تمام ہوں اور اگر ہم مثل دریاؤں کے پانی کے اور زیادہ کر دیں وہ بھی تمام ہو جاویں اور کلمات میرے رب کے تمام نہ ہوں۔

(۱۱۰) قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اٰدَمِیٌّ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ اَنْ الْمَكْفُوْفَةُ بِمَا بَاقِیَةٌ عَلٰی مَصْدَرِیَّتِهَا وَالْمَعْنٰی یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَحْدَانِیَّةُ الْاِلٰهِ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا یَاْمُلُ لِقَآءَ رَبِّهٖ بِالْبَعْثِ وَالْجَزَاءِ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَیْ فِیْهَا بِاَنْ یُّرَائِیَ اَحَدًا ۝

(۱۱۰) کہدو بات یہ ہے کہ میں ایک آدمی ہوں مانند تمہارے میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

سو جو کوئی امیدوار ہے اپنے رب سے ملنے کا یعنی حشر و نشر جزا و سزا کا اقرار کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اچھے عمل کرے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناوے یعنی ریاکاری نہ کرے۔

تشریح

(۱۰۸) جنت کی نعمتیں ان کو ہمیشہ حاصل رہیں گی | جنت میں رہتے ہوئے ہر دم تازہ بتازہ نعمتیں ملتی رہینگی وہاں کی زندگی میں وہ اتنے مسرور ہوں گے کہ انہیں کبھی اکتاہٹ نہ ہوگی اور ہمیشہ وہ خوش و خرم جنت میں زندگی گزاریں گے۔

(۱۰۹) اللہ کی قدرت و حکمت کے کرشمے نہ ختم ہونے والے ہیں | اہل کتاب کے اشارے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے گئے تھے جن میں ایک سوال اصحاب کہف کے بارے میں تھا کہ وہ کون تھے ؟ دوسرا سوال حضرت خضر کے متعلق تھا اور تیسرا سوال ذوالقرنین کے بارے میں تھا، اور روح کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا تھا کہ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت کم ہے۔) اب سورۃ الکہف کے خاتمے پر بتاتے ہیں کہ اللہ کے تخلیقی کام اس کی قدرت اور حکمت کے کرشمے بے شمار ہیں۔ اگر ان سمندروں کو اور سات سمندر ملاکر روشنائی بنالو اور جتنے درخت ہیں ان کے قلم بنالو اور اس کے کمالات اور قدرت کے عجائبات لکھنے شروع کرو تو سمندر ختم ہو جائیں گے مگر اس کے کمالات ختم نہ ہوں گے۔ اس لئے قرآن اور دوسری آسمانی کتابوں کے ذریعے علم کی بڑی سے بڑی مقدار بھی دیدی جائے تو علم الہٰی کے سامنے وہ پھر بھی کم ہی رہیگی۔ جو پروردگار اتنے وسیع اور عظیم علم والا ہے اس کی خدائی میں ان چھوٹی چھوٹی ہستیوں کی حقیقت ہی کیا ہے جنھیں انسان اپنا معبود سمجھ کر ان کے سامنے سر جھکانے لگتا ہے۔

(۱۱۰) پیغمبر کا علم بھی محدود اور عطائی ہوتا ہے | اپنے علم عظیم میں سے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو علم عطا فرماتے ہیں جو دوسری مخلوقات کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتا ہے پیغمبر اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے جو علم اس کو عطا فرماتے ہیں وہ بالکل صحیح اور بے غبار ہوتا ہے اس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہوتا اگرچہ وہ اللہ کے علم کے مقابلے میں متناہی اور محدود ہوتا ہے لامحدود اور لامتناہی نہیں ہوتا ذاتی نہیں عطائی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے خزانے میں سے جتنا چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں۔ علوم حقہ اور معارف قدسیہ وحی کے ذریعے پیغمبر کے پاکیزہ قلب پر القا فرماتے ہیں جن میں اصل اصول علم توحید ہے پیغمبر اسی کی دعوت دیتے ہیں اسی کی تبلیغ کرتے ہیں اب جو انسان اپنے رب سے ملاقات کا شوق رکھتا ہو اور اس کے سامنے حاضر ہونے سے ڈرتا ہو اسے چاہیئے کہ کچھ بھلے کام شریعت کے مطابق کر جائے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۱۹

مریم

ترتیبِ تلاوت : ـــــــ ۱۹	ترتیبِ نزول : ـــــــ ۴۴
مکّی / مدنی : ـــــــ مکّی	تعداد رکوعات : ـــــــ ۶
تعدادِ آیات : ـــــــ ۹۸	تعداد الفاظ : ـــــــ ۹۶۸
تعدادِ حروف : ـــــــ ۳۹۸۶	

○ اس سورت کا نام مریم اس سورت کی آیت ۱۶ "وَاذْكُرْ فِى الْكِتَابِ مَرْيَمَ" (اور اے محمدؐ اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو) سے لیا گیا ہے اور یہ نام بطور علامت ہے نہ کہ بطورِ موضوع۔ یعنی وہ سورت جسمیں حضرت مریم کا بھی ذکر آیا ہے۔

○ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے نازل ہونے کا زمانہ ہجرتِ حبشہ سے پہلے کا ہے۔ ہجرت حبشہ نبوت کے پانچویں سال ۴۵ عام الفیل (۶۱۴ء) میں ہوئی ہے۔

○ حبشہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا پس منظر یہ ہے کہ جب قریش کے لوگ اسلام کی دعوت کو دبانے کے لئے ہر طرح کے حربے استعمال کرکے ناکام ہو گئے تو پھر انہوں نے جسمانی اذیتیں دینی شروع کیں اور اس کا نشانہ زیادہ تر غریب لوگ اور غلام بنے کیونکہ وہ قریش کے سرداروں کے زیردست تھے۔ جب حالات ناقابلِ برداشت ہو گئے تو حضور نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم لوگ مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے جاؤ۔ وہاں کا بادشاہ انصاف پسند ہے ـــــ آپ کے اس ارشاد کے بعد

پہلے گیارہ مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی. پھر چند مہینوں کے بعد تراسی مرد گیارہ عورتیں اور سات غیر قریشی مسلمان حبشہ چلے گئے اور مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ صرف چالیس آدمی رہ گئے۔

○ ہجرت حبشہ کی وجہ سے مکے کے لوگ بڑی الجھن میں پڑ گئے کیونکہ ہر خاندان میں سے کوئی نہ کوئی فرد اس ہجرت میں شامل تھا۔ ابوجہل کے بھائی سلمیٰ بن ہشام، ابوجہل کے چچازاد بھائی ہشام بن حذیفہ اور عیاش بن ابی ربیعہ اسکی چچازاد بہن حضرت ام سلمیٰ، ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ، سہیل بن عمرو کی بیٹی سہیلہ، عتبہ کے بیٹے ابوحذیفہ، غرض یہ کہ قریش کے ہر گھرانے سے کوئی نہ کوئی شخص اس ہجرت میں شامل تھا۔ اس واقعہ نے اسلام کے دشمنوں کو دشمنی میں سخت کر دیا تو بعض لوگ متاثر ہو کر اسلام کے قریب بھی آ گئے۔

○ آخر قریش کے لوگ سر جوڑ کر بیٹھے اور یہ طے کیا کہ ابوجہل کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو قیمتی تحفے دیکر حبشہ بھیجا جائے اور وہ وہاں کے بادشاہ نجاشی کو مہاجرین کو واپس بھیجنے پر راضی کریں۔

یہ دونوں جن کو بطور سفیر نجاشی کے پاس بھیجا گیا بڑے ماہر سیاست داں سمجھے جاتے تھے. یہ لوگ جا کر ارکانِ سلطنت سے ملے، ان کو تحفے پیش کئے اور اس بات پر راضی کیا کہ یہ نجاشی پر زور ڈال کر مہاجرین کو واپس بھیجنے میں مدد کریں گے۔

○ اس کے بعد یہ لوگ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے قیمتی نذرانے پیش کئے اور نجاشی کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ ہمارے کچھ نادان لڑکے بھاگ کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں اور قوم کے ذمہ داروں نے ہمیں آپ کے پاس اس درخواست کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ ان کو واپس کر دیں۔ ان لوگوں نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ایک نرالا دین نکالا ہے ——— ان کی بات ختم ہوتے ہی اہل دربار نے کہا کہ ایسے لوگوں کو اپنے ملک سے باہر کر دینا چاہیئے۔ مگر نجاشی نے کہا کہ پہلے میں ان لوگوں کی بات سنوں گا اور پھر کوئی فیصلہ کروں گا۔

○ دوسرے دن مہاجرین دربار میں اس شان کے ساتھ آئے کہ دروازے پر پہونچ کر صدا لگائی:۔ بادشاہ سلامت! اللہ والوں کا گروہ دربار میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔

نجاشی نے یہ آواز سنی تو چوبدار سے کہا ——— ان سے کہو یہ کلمات ایک بار پھر دہرائیں۔

دوبارہ آواز آئی تو نجاشی نے کہا ——— اللہ کے حکم سے داخل ہو جاؤ اور تم اسی کی حفاظت میں ہو۔

مہاجر صحابہ "السلام علیکم" کہتے ہوئے دربار میں آئے۔

درباری امیروں میں سے ایک نے کہا ——— تم نے شاہِ ذی جاہ کو سجدہ نہیں کیا؟!

جواب دیا ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، خود اپنے رسول کو بھی اسی طرح سلام کرتے ہیں جو اہل جنت کا طریقہ ہے۔

نجاشی نے پوچھا تم میں سے اجازت طلب کرنے والا کون تھا؟

جعفر بن ابی طالب آگے بڑھے۔

نجاشی نے کہا اپنے موقف کی وضاحت کرو۔!

حضرت جعفر نے کہا "پہلے میں مکہ کے وفد سے چند سوالات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔"

○ اجازت پا کر حضرت جعفر نے کہا ——— میں مکہ کے وفد سے پوچھتا ہوں ——— کیا ہم میں سے کوئی غلام ہے جو اپنے

مالک کو دغا دیکر بھاگ آیا ہو۔؟
نہیں ــــــــ !
کیا ہم میں سے کوئی کسی کا مال لیکر فرار ہوا ہے۔؟
نہیں ــــــــ !
اس جرح سے درباریوں میں مسلمانوں کی اخلاقی حیثیت واضح ہو گئی۔
نجاشی نے مکہ کے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ــــــ اے قریشیو! تم ان سے کیا چاہتے ہو۔؟
عمرو بن العاص نے کہا ــــــ ہم اور یہ اپنے آباء و اجداد کے دین پر تھے انہوں نے اسے چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کیا ہے۔
نجاشی نے حضرت جعفر کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا ــــــ پہلے تمہارا دین کیا تھا؟ ــــــ اور اب تم نے کون سا دین اختیار کر لیا ہے۔؟

○ حضرت جعفر نے جواب دیا ــــــ ہم نے اپنے آباء و اجداد کے بت پرستی کے دین کو چھوڑ دیا ہے، اللہ کے پسندیدہ دینِ اسلام کو اختیار کر لیا ہے، جسے ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، ان پر اللہ کی کتاب بھی اتر رہی ہے۔ جو انجیل جیسی ہے اور اس کے موافق بھی ہے۔

نجاشی نے کہا تم نے ایک امرِ عظیم کے بارے میں گفتگو کی ہے ــــــ ذرا رُک جاؤ۔
پھر اس نے ناقوس بجانے کا حکم دیا جسے سُن کر راہب، مذہبی پیشوا اور علماء دربار میں جمع ہو گئے۔ نجاشی نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ــــــ تمہیں اس رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل مقدس کو نازل فرمایا، کیا حضرت عیسیٰ اور روزِ قیامت کے درمیان کوئی اور نبی بھی آئے گا ــــــ؟
مذہبی پیشواؤں اور علماء نے جواب دیا ــــــ قسم ہے اللہ کی ایک رسول ضرور آئیگا، انکی آمد کی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے، اور فرمایا جو اُن پر ایمان لائیگا وہ مجھ پر ایمان لائیگا اور جو اُن کے ساتھ کفر کریگا وہ مجھ سے کفر کریگا۔
پھر نجاشی حضرت جعفر سے مخاطب ہوا اور پوچھا یہ بتاؤ کہ وہ رسول کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کن چیزوں سے منع کرتے ہیں۔ اس پر حضرت جعفرؓ نے ایک مفصل اور بلیغ تقریر فرمائی:۔

○ اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں پڑی قوم تھے، بت پرست اور مردار خور تھے، بے حیائی کے کام کرتے اور قطع رحمی کرتے، پڑوسی کا کوئی حق نہ پہچانتے تھے، طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا ــــــ ہم اس حال میں تھے کہ اللہ نے ہماری طرف خود ہم میں سے ہی ایک رسول بھیجا۔ جس کے حسب نسب صداقت و دیانت تقویٰ اور پاکدامنی سے ہم خوب واقف ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کی توحید کے قائل ہوں، اس کی عبادت کریں ــــــ پتھروں اور بتوں کی پوجا چھوڑ دیں جنکی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔ اس نے ہمیں راست گوئی، امانت داری، صلہ رحمی، حقوق ہمسائیگی اور عہد و پیمان کی پاسداری کا حکم دیا ہے۔ حرام افعال اور خوں ریزی سے منع کیا، اس نے ہمیں تاکید کی کہ بے حیائی سے بچو، جھوٹ نہ بولو، یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ حکم دیا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، روزے رکھو، اس نے جس چیز کو حرام بتایا ہم نے حرام جانا۔ جس چیز کو حلال بتایا حلال جانا، ہم اس پر ایمان لائے، شرک اور بت پرستی چھوڑ دی، برے کاموں سے باز آئے ــــــ اس پر ہماری قوم ہماری جانی دشمن ہو گئی اور ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت چھوڑ دیں، لکڑی اور پتھر

کی مورتیں پوجیں۔ ہم نے قوم کے ہاتھوں بہت ظلم سہے، انہوں نے ہماری زندگی اجیرن کردی، ہمارے دین کے راستے میں حائل ہوگئے۔ آخر مجبور ہوکر ہم آپ کے ملک میں نکل آئے، دوسروں کے بجائے آپ کے پاس آنا پسند کیا، آپ کی پناہ لی، اس امید پر کہ شاید ہم پر یہاں ظلم نہ ہوگا۔

تقریر اتنی واضح اور مؤثر تھی کہ سماں بندھ گیا ـــــــ نجاشی نے کہا ہمیں وہ کلام سناؤ جو تمہارے رسول پر اترا ہے۔

حضرت جعفر نے موقعہ کی مناسبت سے سورۂ مریم کے ابتدائی حصہ کی تلاوت کی۔

نجاشی اور اہل دربار کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے ـــــــ نجاشی نے کہا خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں ـــــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر حضرت عیسیٰ نے دی تھی، اللہ کا شکر ہے مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔

پھر قریش کے سفیروں سے کہا ـــــــ تم واپس چلے جاؤ، بخدا میں انہیں ہرگز ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا۔

○ عمرو بن العاص نے دوسرا داؤ کھیلا ـــــــ نجاشی کو بھڑکانے کے لئے انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں گستاخی کرتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟

حضرت جعفر نے جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر نے بتایا۔ " هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ "

وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ اس کی طرف سے روح اور کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا کیا تھا۔

نجاشی نے کہا سچ ہے ـــــــ اگر انتظام سلطنت میرے سپرد نہ ہوتا تو مجھے تمہارے پیغمبر کی جوتیاں اٹھانے میں فخر ہوتا۔

نجاشی نے حکم دیا قریش کے لائے ہوئے تحفے واپس کردیے جائیں۔

○ اس پس منظر کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے معلوم ہوتا ہے کہ مظلومیت کی حالت میں بھی اللہ پر ایمان لانے والے بندے دین کی صحیح دعوت پیش کرتے رہے اور حق و صداقت پر قائم رہنے کا خوشگوار نتیجہ بھی سامنے آیا۔

○ اس سورت کے پہلے دو رکوع میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد تیسرے رکوع میں حضرت ابراہیم کا قصہ سامنے رکھ کر بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم بھی اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کر گئے تھے۔ لیکن اس ہجرت کا نتیجہ انکی مزید سربلندی کی صورت میں سامنے آیا۔

○ چوتھے رکوع میں حضرت یعقوبؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کرام کا تذکرہ کرکے بتایا گیا ہے کہ پچھلے تمام انبیاء بھی وہی دین لے کر آئے تھے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں۔ انبیاء کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد ان کی امتوں نے انکی لائی ہوئی تعلیم کو بگاڑ کر رکھ دیا اور علم و عمل کی گمراہیاں پیدا ہوئیں۔

○ آخر کے دو رکوع میں مکے کے کفار پر تنقید کرتے ہوئے بشارت دی گئی ہے کہ دشمنوں کی تمام کوششوں کے باوجود تم سرخرو اور کامیاب ہوگے۔ اللہ کے سچے رسولوں کو جھٹلانے والی نہ جانے کتنی قومیں ختم ہوگئیں۔ رب کا بول بالا پہلے بھی ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوکر رہیگا۔

رکوعاتہا ۶	۱۹ : سورۃ مریم مکیۃ : ۴۴	ایاتہا ۹۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ① ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ

عَبْدَهٗ	رَبِّكَ	رَحْمَتِ	ذِكْرُ	كٓهٰيٰعٓصٓ
اپنا بندہ	تیرا رب	رحمت	تذکرہ	کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد

کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ یہ تذکرہ ہے تیرے رب کی رحمت کا ، اس کے بندے

زَكَرِيَّا ② اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③

خَفِيًّا	نِدَآءً	رَبَّهٗ	نَادٰى	اِذْ	زَكَرِيَّا
آہستہ سے	پکارنا	اپنا رب	اس نے پکارا	جب	زکریا

زکریا پر (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو آہستہ سے پکارا۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ اَوْ اِلَّا سَجْدَتَهَا فَمَدَنِيَّةٌ اَوْ اِلَّا فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الْاٰيَتَيْنِ فَمَدَنِيَّتَانِ وَهِيَ ثَمَانٌ اَوْ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً

سورۂ مریم مکی ہے یا اس سورۃ میں آیت سجدہ مدنی ہے، یا یہ دو آیتیں مدنی ہیں۔ فخلف من بعدھم خلف آخر تک اور اس سورت میں اٹھانوے یا ننانوے آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① كٓهٰيٰعٓصٓ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ

① کٓھٰیٰعٓصٓ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے اس سے ارادہ کیا۔

② هٰذَا ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ مَفْعُوْلُ رَحْمَةِ زَكَرِيَّا ○ بَيَانٌ لَهٗ

② ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا الخ یہ بیان ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریا پر

③ اِذْ مُتَعَلِّقٌ بِرَحْمَةِ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً مُشْتَمِلًا عَلٰى دُعَاءٍ خَفِيًّا ○ سِرًّا

③ جبکہ اس نے اپنے رب کو پوشیدہ رات میں پکارا (بوقت شب اس لئے دعا کی کہ اس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے)

جُوْفُ اللَّيْلِ لِاٰيَةٌ
اَسْرَعُ لِلْاِجَابَةِ

تشریح

(۱) حروفِ مقطعات ! یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کو الگ الگ کرکے اس طرح پڑھا جاتا ہے :۔

ص	ع	ی	ہ	ک
صَاد	عَیْن	یَا	ھَا	کَاف

قرآن مجید کی اُنتیس ۲۹ سورتوں میں اسی طرح کے حروف موجود ہیں۔ یہ اسلوبِ بیان ہے اور زبور میں بھی اسی طرح کا انداز موجود ہے۔

ان حروف سے اس سورت کے اہم مضامین کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً :۔

○ ک۔ کا اشارہ کُنْ کی طرف آیت ۳۵ میں ہے کُنْ فَیَکُوْنُ (وہ حکم دیتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے) یعنی اللہ تعالےٰ اپنے حکم سے کسی چیز کو بھی عدم سے وجود میں لا سکتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے، وہ اسباب کے محتاج نہیں ہیں ہر چیز پر قادر ہیں۔ اگر اس نے حضرت عیسیٰ ؑ کو عام طریقے سے ہٹ کر بغیر باپ کے پیدا کیا تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے کہ اس کی وجہ سے ان کو ابن اللہ قرار دیا جائے یا خدائی میں شریک سمجھا جائے۔

○ ہ۔ کا اشارہ ھَیِّنٌ کی طرف ہو سکتا ہے جس کے معنیٰ ہیں آسان۔ اس سورت کی آیت ۹ میں حضرت یحییٰ کی غیر معمولی پیدائش کے بارے میں ارشاد ہوا ہے : قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے)

○ ی۔ کا اشارہ حضرت یحییٰ کی طرف ہے جن کا ذکر آیت ۷ سے لیکر آیت ۱۵ تک آیا ہے۔

○ ع ۔ کا اشارہ حضرت عیسیٰ کی طرف ہے جن کا نام آیت ۳۴ میں آیا ہے۔

○ ص۔ کا اشارہ لفظ صَبِيًّا (بچہ) کی طرف ہو سکتا ہے۔ آیت ۱۲ میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ (ہم نے اسے حکمت عطا کی جبکہ وہ ابھی بچہ تھا)۔ اسی طرح آیت ۲۹ میں حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (اس نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا اس سے کیا بات کریں جو ابھی گہوارے میں بچہ ہے)

(۲) بنی اسرائیل کے نبی حضرت زکریا | حضرت زکریا ؑ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں بخاری شریف میں ہے کہ حضرت زکریا نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کماتے تھے۔ ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ کی ولادت کے بعد بھی ایک عرصے تک حیات رہے ہیں۔ یہ حضرت ہارون ؑ کے خاندان سے تھے۔ حضرت ہارون کے خاندان کے چوبیس قبیلے تھے انہیں سے ایک قبیلہ اَبِیّاہ نام کا تھا حضرت زکریا اس قبیلے کے سردار تھے۔ اپنے خاندان کی باری کے دنوں میں حضرت زکریا مَقْدِس میں جاکر خوشبو وغیرہ جلایا کرتے تھے۔ سورۂ آل عمران میں بھی ان کا قصہ آچکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا ؑ پر جو اپنی خاص رحمت فرمائی تھی کہ ان کو بڑھاپے میں اولاد عطا ہوئی تھی اس کا ذکر آگے کی آیتوں میں آرہا ہے۔

(۳) حضرت زکریا ؑ کی چپکے چپکے دعا | ایک روز حضرت زکریا ؑ نے اپنے دل کا حال اپنے رب کے سامنے پیش کرتے ہوئے اور اپنی مراد طلب کرتے ہوئے چپکے چپکے دعا کی۔ دعا کا ادب بھی یہی ہے کہ پست آواز میں کی جائے جیسا کہ سورۂ اعراف آیت ۵۵ میں ارشاد ہوا ہے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً (اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے) ایسی دعا میں دکھاوا نہیں ہوتا اور پورے خلوص سے کی جاتی ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا

قَالَ	رَبِّ	اِنِّیْ	وَهَنَ	الْعَظْمُ	مِنِّیْ	وَاشْتَعَلَ	الرَّاْسُ	شَیْبًا
اس نے کہا	اے میرے رب	بیشک میں	کمزور ہوگئیں	ہڈیاں	میری	اور شعلہ مارنے لگا	سر	سفید بال

اس نے کہا اے میرے رب بیشک (بڑھاپے سے) میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں ہیں، اور میرا سر سفید بالوں سے شعلہ مارنے لگا ہے (بالکل سفید ہوگیا ہے)

وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ

وَّلَمْ اَكُنْ	بِدُعَآئِكَ	رَبِّ	شَقِیًّا	وَاِنِّیْ	خِفْتُ
اور میں نہیں رہا	تجھ سے مانگ کر	اے میرے رب	محروم	اور البتہ میں	ڈرتا ہوں

اور میں (کبھی) تجھ سے مانگ کر اے میرے رب محروم نہیں رہا ہوں۔ اور البتہ میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں

الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ

الْمَوَالِیَ	مِنْ ۔ وَّرَآءِیْ	وَكَانَتِ	امْرَاَتِیْ	عَاقِرًا	فَهَبْ لِیْ
اپنے رشتہ دار	اپنے بعد	اور ہے	میری بیوی	بانجھ	تو مجھے عطا کر

سے ڈرتا ہوں، اور میری بیوی بانجھ ہے، تو مجھے عطا فرما اپنے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿۵﴾ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ

مِنْ ۔ لَّدُنْكَ	وَلِیًّا	یَّرِثُنِیْ	وَیَرِثُ	مِنْ	اٰلِ
اپنے پاس سے	ایک وارث	میرا وارث ہو	اور وارث ہو	سے۔ کا	اولاد

پاس سے ایک وارث۔ وہ وارث ہو میرا اور اولاد یعقوبؑ کا

یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾

یَعْقُوْبَ	وَاجْعَلْهُ	رَبِّ	رَضِیًّا	
یعقوب	اور اسے بنا دے	اے میرے رب	پسندیدہ	

اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ بنا دے۔

(۴) قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ ضَعُفَ الْعَظْمُ جَمِیْعُهٗ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ مِنِّیْ شَیْبًا تَمْیِیْزٌ مُحَوَّلٌ عَنِ الْفَاعِلِ اَیْ اِنْتَشَرَ الشَّیْبُ فِیْ شَعْرِهٖ كَمَا یَنْتَشِرُ شُعَاعُ النَّارِ فِی الْحَطَبِ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَدْعُوْكَ وَلَمْ

(۴) عرض کیا اے میرے رب میری تمام ہڈیاں سست ہوگئیں اور میرا سر بڑھاپے سے بھڑک گیا یعنی میرے سر کے بالوں میں بڑھاپا اس طرح پھیل گیا جس طرح آگ کی شعاع لکڑی میں پھیل جائے۔

اور میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے دعا کروں، اور اے میرے رب

أَكُنْ بِدُعَائِكَ أَيْ بِدُعَائِيْ إِيَّاكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ أَيْ خَائِبًا فِيْمَا مَضٰى فَلَا تُخَيِّبْنِيْ فِيْمَا يَأْتِيْ

میں تجھ سے دعا کر کے کبھی خائب و نامراد نہیں رہا ... نہ کر مجھ کو آزمودہ۔

(۵) وَإِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ أَيِ الَّذِيْنَ يَلُوْنِيْ فِي النَّسَبِ كَبَنِي الْعَمِّ مِنْ وَّرَآءِيْ أَيْ بَعْدَ مَوْتِيْ عَلَى الدِّيْنِ أَنْ يُّضَيِّعُوْهُ كَمَا شَاهَدْتُهُ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ تَبْدِيْلِ الدِّيْنِ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا لَا تَلِدُ فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ مِنْ عِنْدِكَ وَلِيًّا ○ ابْنًا

(۵) اور بیشک میں اپنے قریب رشتہ داروں مثل چچا تائے کے بیٹوں سے اپنے مرنے کے بعد ڈرتا ہوں دین کے ضائع کردینے پر یعنی یہ لوگ دین کو ضائع کردینگے جیسا کہ میں نے بنی اسرائیل میں دیکھا کہ انہوں نے دین کو بدل دیا۔

اور میری بیوی بانجھ ہے جسکی اولاد نہیں ہوتی پس عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے ایک بیٹا۔

(۶) يَّرِثُنِيْ بِالْجَزْمِ جَوَابُ الْأَمْرِ وَبِالرَّفْعِ صِفَةُ وَلِيًّا وَيَرِثُ بِالْوَجْهَيْنِ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ جَدِّي الْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○ أَيْ مَرْضِيًّا عِنْدَكَ قَالَ تَعَالٰى فِيْ إِجَابَةِ طَلَبِهِ الِابْنِ الْحَاصِلِ بِهَا رَحْمَتُهُ

(۶) جو میرا وارث ہو اور میرے دادا یعقوب کی اولاد کا وارث ہو علم اور پیغمبری میں اور اے میرے رب اسکو اپنا برگزیدہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا بیٹے کی طلب میں اپنی رحمت سے قبول کر کے فرمایا۔

تشریح

(۴) حضرت زکریا کی درخواست | حضرت زکریا بوڑھے ہو چکے تھے ہڈیاں کمزور ہوگئیں تھیں سر کے بال سفید ہو گئے تھے۔ اس عمر میں عام طور پر اولاد کی توقع نہیں ہوتی، مگر انھوں نے پر امید ہو کر اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اپنی خاص عنایت سے انہیں نوازے۔ عرض کیا کہ اے پروردگار! جب کبھی میں نے تجھے پکارا تیرے در سے نامراد نہیں لوٹا ہوں۔ ان موزوں اور عاجزانہ الفاظ میں دل کا درد سمویا ہوا تھا۔ جس سے رب کی رحمت کو اپنے بوڑھے بندے پر پیار آیا۔

(۵) ایک وارث کی درخواست | جیسا کہ بتایا گیا حضرت زکریاؑ کا تعلق بنی لاوی کے قبیلے ابیاہ سے تھا اور حضرت زکریاؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل جس پستی میں مبتلا تھے اس میں دینی رہنمائی کے منصب کے لائق کوئی منظر نہیں آتا تھا اس سے حضرت زکریاؑ کو فکر تھی کہ ان کے بعد اس پیغمبرانہ میراث کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اگرچہ میری بیوی بانجھ ہے مگر تو اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کردے۔

(۶) خانوادۂ یعقوب کی بھلائیوں کے وارث کے لئے دعا | حضرت زکریا نے دعا کی کہ اے پروردگار! یہ وارث صرف میری ذات ہی کے لئے نہیں بلکہ یعقوب کے خانوادے کی بھلائیوں اور اس کی قائدانہ صلاحیتوں کا وارث اپنے کرم سے عطا فرمادیجئے جو دین اور علم نبوت کا وارث ہو اور قوم کی دینی رہنمائی کے لئے مناسب ہو اور اے پروردگار وہ وارث ہر لحاظ سے ایک پسندیدہ انسان ہو۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لا لَمْ

يٰزَكَرِيَّآ	اِنَّا	نُبَشِّرُكَ	بِغُلٰمِ	اسْمُهٗ	يَحْيٰى	لَمْ
اے زکریا	بیشک ہم	تجھے بشارت دیتے ہیں	ایک لڑکا	اس کا نام	یحییٰ	نہیں

(ارشاد ہوا) اے زکریاؑ! بیشک ہم تجھے بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی اس کا نام یحییٰؑ ہے ۔ ہم نے اس

نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ

نَجْعَلْ	لَهٗ	مِنْ قَبْلُ	سَمِيًّا	قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِىْ
بنایا ہم نے	اس کا	اس سے پہلے	کوئی ہم نام	اس نے کہا	اے میرے رب	کیسے	ہوگا	میرے لیے میرا

سے قبل کسی کو اس کا ہم نام نہیں بنایا۔ اس نے کہا اے میرے رب! میرے لڑکا کیسے

غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ

غُلٰمٌ	وَكَانَتِ	امْرَاَتِىْ	عَاقِرًا	وَقَدْ + بَلَغْتُ	مِنَ
لڑکا	جبکہ ہے	میری بیوی	بانجھ	اور میں پہونچ چکا ہوں	سے۔کی

ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے ، اور میں پہونچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہائی

الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ قَالَ كَذٰلِكَ ج قَالَ رَبُّكَ هُوَ

الْكِبَرِ	عِتِيًّا	قَالَ	كَذٰلِكَ	قَالَ	رَبُّكَ	هُوَ
بڑھاپا	انتہائی حد	اس نے کہا	اسی طرح	فرمایا	تیرا رب	یہ

حد کو ، اس نے کہا اسی طرح تیرا رب فرماتا ہے۔ یہ (امر) مجھ پر

عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ

عَلَيَّ	هَيِّنٌ	وَقَدْ + خَلَقْتُكَ	مِنْ قَبْلُ	وَلَمْ تَكُ
مجھ پر	آسان	اور میں نے تجھے پیدا کیا	اس سے قبل	جبکہ تو نہ تھا

آسان ہے ، اور اس سے قبل میں نے تجھے پیدا کیا جبکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔

شَيْـًٔا ⑨ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ط قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا

شَيْـًٔا	قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّىْٓ	اٰيَةً	قَالَ	اٰيَتُكَ	اَلَّا
کوئی چیز کچھ بھی	اس نے کہا	اے میرے رب	کردے	میرے لئے	کوئی نشانی	فرمایا	تیری نشانی	تو نہ

اس نے کہا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی (مقرر) کردے۔ فرمایا تیری نشانی (یہ ہے) کہ تو

تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑩

سَوِيًّا	لَيَالٍ	ثَلٰثَ	النَّاسَ	تُكَلِّمَ
ٹھیک	رات	تین	لوگ (جمع)	بات کرے گا

لوگوں سے بات نہ کرے گا تین رات (دن) ٹھیک (ہونے کے باوجود)

⑦ يٰزَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
يَرِثُكَ كَمَا سَأَلْتَ اِسْمُهٗ يَحْيٰى
لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○
أَيْ مُسَمًّى بِيَحْيٰى

⑦ اے زکریا بیشک ہم تجھ کو خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جو تیرا وارث ہوگا جیسا تو نے مانگا ہے اس کا نام ہے یحیٰ، اس سے پہلے ہم نے یہ نام کسی کا نہیں رکھا۔

⑧ قَالَ رَبِّ أَنّٰى كَيْفَ يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا
وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ○
مِنْ عَتَا يَبِسَ أَيْ نِهَايَةَ السِّنِّ
مِائَةٌ وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً
وَأَصْلُ عَتِيٍّ عُتُوْوٌ وَكُسِرَتِ
التَّاءُ تَخْفِيْفًا وَقُلِبَتِ الْوَاوُ
الْأُوْلٰى يَاءً لِمُنَاسَبَةِ
الْكَسْرَةِ وَالثَّانِيَةُ يَاءً
لِتُدْغَمَ فِيْهَا الْيَاءُ

⑧ زکریا نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کیونکر ہوگا؟ حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں نہایت بڑھاپے کو پہنچ گیا۔ عتیا مشتق ہے عتا سے بمعنی خشک ہوا یعنی میں نہایت عمر ایک سو بیس کا ہو گیا اور میری بیوی اٹھانوے برس کی ہو گئی۔ عتیٌّ کی اصل عُتُوْوٌ تھی تے کو کسرہ دیا گیا تخفیفًا اور پہلی واو یا سے بدل گئی بسبب مناسبت کسرہ کے اور دوسرے واو سے بدلا تاکہ ادغام کیا جائے اسیں یا کا۔

⑨ قَالَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ مِنْ
خَلْقِ غُلٰمٍ مِّنْكُمَا قَالَ
رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ أَيْ
بِأَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ قُوَّةَ الْجِمَاعِ
وَأَفْتُقَ رَحِمَ امْرَأَتِكَ لِلْعُلُوْقِ
وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ
تَكُ شَيْئًا ○ قَبْلَ خَلْقِكَ
وَلِإِظْهَارِ اللهِ تَعَالٰى هٰذِهِ
الْقُدْرَةَ الْعَظِيْمَةَ
أَلْهَمَهُ السُّؤَالَ لِيُجَابَ بِمَا
يَدُلُّ عَلَيْهَا وَلَمَّا تَاقَتْ نَفْسُهٗ إِلٰى

⑨ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بات یہ ہے کہ تم سے لڑکا پیدا ہوگا۔ تیرے رب نے فرمایا یہ میرے اوپر سہل ہے کہ تجھ میں جماع کی قوت دوں اور تیری بیوی کا رحم قابل لطفہ کے ٹھہرنے کے کر دوں۔

اور بیشک میں نے تجھ کو پیدا کیا پہلے سے اور حال یہ کہ تو اپنے پیدا ہونے سے پہلے کچھ نہ تھا۔ (اور اسی قدرت عظیمہ کے ظاہر کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے زکریا کے دل میں ڈالا کہ یہ سوال کرے تاکہ اس کا جواب اس طرح دیا جائے جس سے قدرت حق تعالیٰ ظاہر ہو)

اور جب زکریا کو شوق بڑھا کہ جلد وہ لڑکا پیدا ہو جیسکی

(۱۰) سُرْعَةِ الْمُبَشَّرِ بِهٖ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ اَيْ عَلَامَةً عَلٰى حَمْلِ امْرَاَتِيْ قَالَ اٰيَتُكَ عَلَيْهِ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ اَيْ تَمْتَنِعَ مِنْ كَلَامِهِمْ بِخِلَافِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثَلٰثَ لَيَالٍ اَيْ بِاَيَّامِهَا كَمَا فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ سَوِيًّا ۝ حَالٌ مِّنْ فَاعِلِ تُكَلِّمَ اَيْ بِلَا عِلَّةٍ۔

(۱۰) بشارت دیگئی ہے عرض کیا کہ اے میرے رب لا میرے لئے کوئی نشانی جو دلالت کرے میری بیوی کے حاملہ ہونے پر۔ فرمایا تیرے لئے نشانی حمل ہونے پر یہ ہے کہ تو لوگوں سے بات نہ کر سکے گا سوا ذکر اللہ تعالیٰ کے تین دن رات تک ۔ الا کہ تو تندرست ہوگا یعنی یہ تیرا بات نہ کرنا بوجہ کسی بیماری وغیرہ کے نہ ہوگا۔

تشریح

(۷) حضرت زکریا کی دعا قبول ہوئی | اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا ؑ کی دعا قبول کی اور جس وقت وہ اپنے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے فرشتہ کے ذریعے ان کو بشارت دی کہ تمہارے یہاں ایک لڑکا ہوگا جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے اسلام کا کوئی دوسرا شخص ذریت میں یا تمہارے کنبہ میں تمہارے ہم نام نہیں ہوا، یہ سب سے پہلے تمہارے ہی لڑکے کا نام ہے۔ یحییٰ کے لفظی معنیٰ ہیں "وہ زندہ رہے گا" یہ نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا، اس نام میں بھی معنویت تھی جو حضرت یحییٰ کی امتیازی شخصیت اور ان کے اوصاف کو یہ نام سمیٹے ہوئے تھا۔ بانجھ عورت اور بوڑھے آدمی کے یہاں اولاد کا ہونا ایک غیر معمولی واقعہ تھا پھر بچپن سے ہی حضرت یحییٰ میں وہ خصوصیات تھیں جن سے انکی شخصیت بے نظیر بن گئی تھی۔

(۸) حضرت زکریا کا اظہار حیرت | اپنی دعا کی قبولیت اور اللہ کی طرف سے لڑکا ہونے کی بشارت اور پھر خود ہی اس کا نام تجویز کرنا اس پر حضرت زکریا نے خوشی کے جذبات کے ساتھ اظہار حیرت کرتے ہوئے عرض کیا پروردگار! بھلا میرے یہاں بیٹا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور بڑھاپے نے میری ہڈیاں خشک کر دی ہیں انھوں نے پروردگار سے ایک انوکھی چیز مانگی تھی جس کے ظاہری اسباب نہ ہونے کے درجے میں تھے اور جب اس چیز کے ملنے کا پتہ لگا تو حیرت ہو رہی تھی کہ یہ سب کیسے ہوگا۔

(۹) اللہ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ | وہ فرشتہ جو حضرت زکریا ؑ کی قبولیت دعا کی بشارت لیکر آیا تھا۔ اس نے کہا تمہارے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود ایسا ہی ہوگا۔ اے زکریا تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ایک معمولی سی بات ہے جب تو کچھ نہیں تھا جب ہم نے تجھے عدم سے وجود بخشا تو پھر بڑھاپے میں اولاد دینا ہمارے لئے کون سا مشکل ہے۔

حضرت یحییٰ کا یہ واقعہ دراصل حضرت عیسیٰ ؑ کے واقعہ کی تمہید ہے۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا اس طرح اللہ کی قدرت کا یہ بھی کرشمہ ہے کہ اس نے ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود حضرت زکریا کو بیٹا عطا کرنے کی بشارت دی۔ کسی چیز کا غیر معمولی ہونا جبکہ اس کا تعلق اللہ کی قدرت سے ہو ایک معمولی بات ہے۔ اگر اللہ نے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا تو کیا صرف اس وجہ سے کہ یہ بات عام معمول کے خلاف ہے ان کو اللہ کا بیٹا قرار دینا یا خدائی میں شریک ماننا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

(۱۰) استقرار حمل کی نشانی | حضرت زکریا نے عرض کیا پروردگار میرے لئے کوئی ایسی نشانی مقرر فرما دیجئے جس سے معلوم ہو جائے کہ رحم میں حمل قرار پا چکا ہے تاکہ بشارت کے وجود میں آنے کا ٹھیک ٹھیک وقت بھی معلوم ہو جائے اور وہ اور زیادہ اللہ کا ذکر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ صحت مند ہونے کے باوجود تم مسلسل تین دن تسبیح تو کر سکو گے لیکن تسبیح کے علاوہ لوگوں سے کوئی اور بات نہیں کر سکو گے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

فَخَرَجَ	عَلٰى	قَوْمِهٖ	مِنَ	الْمِحْرَابِ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	اَنْ
پھر وہ نکلا	پاس	اپنی قوم	سے	محراب	تو اس نے اشارہ کیا	انکی طرف	کہ

پھر وہ محراب (عبادت) سے اپنی قوم کے پاس نکل کر (آیا) تو اس نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اس کی

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ⑪ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَ

سَبِّحُوْا	بُكْرَةً	وَّعَشِيًّا	يٰيَحْيٰى	خُذِ	الْكِتٰبَ	بِقُوَّةٍ	وَ
اسکی پاکیزگی بیان کرو	صبح	اور شام	اے یحییٰ	پکڑ لو (تھام لو)	کتاب	مضبوطی سے	اور

پاکیزگی بیان کرو صبح و شام - (ارشاد الٰہی ہوا) اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو - اور

اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ⑫ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَ

اٰتَيْنٰهُ	الْحُكْمَ	صَبِيًّا	وَ	حَنَانًا	مِّنْ + لَّدُنَّا	وَزَكٰوةً	وَ
ہم نے اسے دی	نبوت - دانائی	بچپن سے	اور	شفقت	اپنے پاس - سے	اور پاکیزگی	اور

ہم نے اسے بچپن (ہی) سے نبوت و دانائی دیدی اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی (عطا کی) اور

كَانَ تَقِيًّا ⑬ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ

كَانَ	تَقِيًّا	وَ + بَرًّا	بِوَالِدَيْهِ	وَ	لَمْ يَكُنْ
وہ تھا	پرہیزگار	اور اچھا سلوک کرنے والا	اپنے ماں باپ سے	اور	نہ تھا

وہ پرہیزگار تھا، اور وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا - اور نہ تھا

جَبَّارًا عَصِيًّا ⑭

جَبَّارًا	عَصِيًّا
گردن کش	نافرمان

گردن کش اور نافرمان

(۱۱) فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ
اَيِ الْمَسْجِدِ وَكَانُوْا يَنْتَظِرُوْنَ فَتْحَهٗ
لِيُصَلُّوْا فِيْهِ بِاَمْرِهٖ عَلَى الْعَادَةِ
فَاَوْحٰٓى اَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا
صَلُّوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○ اَوَائِلَ النَّهَارِ
وَاَوَاخِرَهٗ عَلَى الْعَادَةِ فَعَلِمَ بِمَنْعِهٖ مِنْ

(۱۱) فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ الخ پس نکلے زکریا
مسجد سے اپنی قوم کی طرف اور وہ لوگ مسجد کے دروازہ
کھولنے کے منتظر تھے تاکہ حسب عادت زکریا کے امر سے
وہاں نماز پڑھیں پس اشارہ کیا زکریا نے ان کی طرف
یہ کہ تم صبح شام کے وقت موافق عادت کے نماز پڑھتے
رہو سو جان لیا زکریا نے ان سے بات نہ کرسکنے سے کہ

كَلَامِهِمْ حَمْلُهَا بِيَحْيٰى وَبَعْدَ وِلَادَتِهٖ بِسَنَتَيْنِ قَالَ تَعَالٰى لَهٗ

میری بیوی کو حمل یحیی کا رہا اور جب بعد دو برس کے یحیی پیدا ہوا اللہ تعالی نے فرمایا،

(۱۲) يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ اَيِ التَّوْرٰةَ بِقُوَّةٍ بِجِدٍّ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ النُّبُوَّةَ صَبِيًّا ○ اِبْنَ ثَلَاثِ سِنِيْنَ

(۱۲) اے یحیی تورات کو مضبوطی سے پکڑ اور ہم نے اسکو حکم دیا جبکہ اسکی عمر تین سال کی تھی پیغمبری دی۔

(۱۳) وَّحَنَانًا رَحْمَةً لِّلنَّاسِ مِّنْ لَّدُنَّا مِنْ عِنْدِنَا وَزَكٰوةً صَدَقَةً عَلَيْهِمْ وَكَانَ تَقِيًّا ○ رُوِيَ اَنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ وَلَمْ يَهُمَّ بِهَا۔

(۱۳) اور اس کو بھیجا اپنی جانب سے لوگوں پر رحمت کرنے والا اور انکو گناہوں سے پاک کرنے والا بنایا۔ اور تھا یحیی نہایت پرہیزگار مروی ہے کہ اس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ گناہ کا ارادہ

(۱۴) وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ اَيْ مُحْسِنًا اِلَيْهِمَا وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا مُتَكَبِّرًا عَصِيًّا ○ عَاصِيًا لِرَبِّهٖ

(۱۴) اور وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے والا تھا اور متکبر اور اپنے رب کا نافرمان نہ تھا۔

تشریح

(۱۱) حضرت زکریا کی قوم کو نصیحت | لڑکے کی پیدائش کی بشارت اور اس کی نشانی معلوم ہونے کے بعد جب وہ وقت آیا جسکی نشانی بتائی گئی تھی تو حضرت زکریا کی زبان گفتگو کرنے سے رک گئی عبادت کے مخصوص کمرے سے نکل کر لوگوں کو اشارے سے ہدایت کی کہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کیا کرو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک غیر معمولی واقعہ ظہور میں آنے والا ہے لہذا اسکی تسبیح میں سرگرم ہو جاؤ۔

(۱۲) حضرت یحیی کی ولادت اور ان کو کتاب الہی پر عمل کا حکم اور لڑکپن سے انکو حکمت و دانائی کی نوازش | طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے استقرار حمل کی جو نشانی حضرت زکریا کو بتائی گئی تھی اسکے مطابق حمل قرار پایا اور پھر حضرت یحیی کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالے نے حضرت یحیی کو حکم دیا کہ کتاب الہی کو مضبوطی سے تھام لو، خود بھی توراۃ کے احکام پر پورا پورا عمل کریں اور بنی اسرائیل کو اس پر قائم کرنے کی کوشش کریں۔ ہم نے لڑکپن ہی سے یحیی کو فہم و دانش اور علم و حکمت سے نوازا تھا جو منصب نبوت کے تقاضوں کی ادائیگی کے لئے ضروری صلاحیتیں تھیں وہ ان کو عطا کی گئی تھیں تاکہ وہ ان ذمہ داریوں کو پورے طور پر ادا کرسکیں۔

(۱۳) حضرت یحیی کے اوصاف | اللہ تعالے نے حضرت یحیی کو کچھ خاص اوصاف سے نوازا تھا ان میں نرم دلی اور رقت قلب تھی جس سے انسان میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اور اس سے دوسروں کا درد محسوس کرتا ہے جو انسانوں کی ہمدردی کے لئے ابھارتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت یحیی میں طہارت نفس تھی، ان کا دل ہر طرح کے نفسانی اور باطنی امراض سے پاک و صاف تھا۔ صاف باطنی کے علاوہ حضرت یحیی بڑے پرہیزگار اللہ سے ڈرنے والے اور اس کی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے۔

(۱۴) حضرت یحیی کے دیگر اوصاف حسنہ | اس کے علاوہ حضرت یحیی اپنے والدین کا حق پہچاننے والے تھے جو بندگان خدا میں سب سے پہلا حق ہے، جو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی نہیں کرتا اس سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ خدا کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرے گا۔

بنی اسرائیل میں اس وقت جو بگاڑ آیا تھا ان میں ایک بگاڑ حقوق العباد کی لاپرواہی تھی۔ اللہ تعالی نے ان کی اصلاح کے لئے ایک حق شناس شخص کو متعین کیا اور وہ شخصیت حضرت یحیی کی تھی۔ وہ نہ جبار تھے نہ سخت گیر تھے اور نہ خدا کے نافرمان تھے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ⑮ وَاذْكُرْ

وَسَلٰمٌ	عَلَيْهِ	يَوْمَ	وُلِدَ	وَيَوْمَ	يَمُوْتُ	وَيَوْمَ	يُبْعَثُ	حَيًّا	وَاذْكُرْ
اور سلام	اس پر	جس دن	وہ پیدا ہوا	اور جس دن	وہ فوت ہوگا	اور جس دن	اٹھایا جائیگا	زندہ ہوکر	اور ذکر کرو

اور سلام (سلامتی) ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا، اور جس دن وہ فوت ہوگا، اور جس دن زندہ ہوکر اٹھایا جائیگا۔ اور

فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ⑯

فِي الْكِتٰبِ	مَرْيَمَ	اِذِ انْتَبَذَتْ	مِنْ اَهْلِهَا	مَكَانًا	شَرْقِيًّا
کتاب میں	مریم	جب وہ یکسو ہوگئی	اپنے گھروالوں سے	مکان	مشرقی

کتاب (قرآن) میں مریمؑ کا ذکر کرو، جب وہ اپنے گھروالوں سے یکسو ہوگئی ایک مشرقی مکان میں

(۱۵) وَسَلٰمٌ مِّنَّا عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ اَيْ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْمَخُوْفَةِ الَّتِيْ يَرٰى فِيْهَا مَا لَمْ يَرَهُ قَبْلَهَا فَهُوَ اٰمِنٌ فِيْهَا

(۱۵) اور سلامتی ہے اس پر ہماری طرف سے جس دن وہ پیدا ہوا، اور جس دن مرے گا اور جب زندہ ہوکر اٹھایا جائیگا۔ حاصل یہ ہے کہ ان خوف کے دنوں میں اسکو امن ہے جن میں خوفناک امور پیش آتے ہیں اور دہشت کا وقت ہے۔

(۱۶) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ مَرْيَمَ اَيْ خَبَرَهَا اِذْ حِيْنَ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ اَيْ اِعْتَزَلَتْ فِيْ مَكَانٍ نَحْوَ الشَّرْقِ مِنَ الدَّارِ

(۱۶) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ الخ اور یاد کر قرآن میں قصہ مریم کا جبکہ وہ جدی ہوئی اپنے گھروالوں سے ایک گوشہ میں جو مکان کے شرقی جانب میں تھا۔

تشریح

(۱۵) **حضرت یحییٰ کی پاکیزہ سیرت** | غرض یہ کہ حضرت یحییٰ اعلیٰ درجے کی پاکیزہ سیرت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا، جس دن وہ مرے اور جس دن اس کو زندہ کرکے اٹھایا جائے۔ وہ سلامتی کے ساتھ دنیا میں آیا سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا اور قیامت کے دن میں سلامتی کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ ایسی پاکیزہ شخصیت کی جنہوں نے ناقدری کی انہوں نے خود اپنی تباہی کا سامان کیا۔

(۱۶) **حضرت مریم کا ذکر** | سورۂ آل عمران میں حضرت مریم کے بارے میں بتایا جاچکا ہے کہ عمران کی بیوی اور حضرت مریم کی والدہ نے اپنی منت کے مطابق حضرت مریم کو بیت المقدس میں عبادت کے لئے حضرت زکریا کی کفالت میں دے دیا تھا اور وہ الگ تھلگ ہوکر بیت المقدس کے مشرق کی جانب ہیکل میں گوشہ نشین ہوگئی تھیں۔

فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

فَاتَّخَذَتۡ	مِنۡ + دُوۡنِهِمۡ	حِجَابًا	فَاَرۡسَلۡنَاۤ	اِلَيۡهَا	رُوۡحَنَا	فَتَمَثَّلَ	لَهَا	بَشَرًا
پھر ڈال لیا	ان کی طرف سے	پردہ	پھر ہم نے بھیجا	اسکی طرف	اپنی روح (فرشتہ)	شکل بنگیا	اس کیلئے	ایک آدمی

پھر ڈال لیا ان کی طرف سے پردہ، پھر ہم نے اس کی طرف اپنے فرشتہ کو بھیجا، وہ اس کے لئے ٹھیک ایک آدمی

سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾

سَوِيًّا	قَالَتۡ	اِنِّىۡۤ + اَعُوۡذُ	بِالرَّحۡمٰنِ	مِنۡكَ	اِنۡ كُنۡتَ	تَقِيًّا
ٹھیک	وہ بولی	بیشک میں پناہ میں آتی ہوں	اللہ کی	تجھ سے	اگر تو ہے	پرہیزگار

کی شکل بنکر آیا۔ وہ بولی بیشک میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں، اگر تو پرہیزگار ہے (یہاں سے ہٹ جا)

(۱۷) فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا
اَىۡ سِلۡكَ سِتۡرًا تَسۡتَتِرُ بِهٖ
لِتَفۡلِىَ رَاۡسَهَا اَوۡ ثِيَابَهَا
اَوۡ تَغۡتَسِلُ مِنۡ حَيۡضِهَا
فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا
جِبۡرِيۡلَ فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَعۡدَ لُبۡسِهَا ثِيَابَهَا بَشَرًا
سَوِيًّا ○ تَامَّ الۡخَلۡقِ
(۱۸) قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ
مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ○ فَتَنۡتَهِىۡ
عَنِّىۡ بِتَعَوُّذِىۡ۔

(۱۷) وہاں جاکر گھر کے لوگوں کے سامنے پردہ چھوڑ دیا تاکہ کوئی نہ دیکھے۔ یہ پردہ اسلئے چھوڑا تھا کہ اپنے سر سے یا کپڑوں سے جوُں نکالتی تھی یا غسل کرتی تھی حیض سے پاک ہوکر۔

سو بھیجا ہم نے اسکی طرف اپنی روح یعنی جبرئیل کو سو وہ ہوگیا آدمی پورے ہاتھ پیروں والا خوبصورت۔ بعد اس کے کہ مریم اپنے کپڑے پہن چکی تھی۔

(۱۸) مریم بولی بیشک میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو کوئی پرہیزگار مرد ہے تو میری پناہ مانگنے کی وجہ سے مجھ سے علیحدہ رہ۔

تشریح

(۱۷) حضرت مریم کی شرم وحیا | حضرت مریم بیت المقدس میں ہیکل کے جس مشرقی کمرے میں گوشہ نشین تھیں انہوں نے اس دروازہ پر پردہ ڈال لیا تھا تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے الگ تھلگ رہیں۔ اسی حالت میں ہم نے اپنے فرشتے کو بھیجا اور وہ فرشتہ اس کے سامنے ایک پورے مرد کی شکل میں نمودار ہوا۔ یہ فرشتہ جس کو اللہ نے بھیجا روح الامین حضرت جبرئیل ؑ تھے جو ایک حسین وجمیل مرد کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے آئے۔

(۱۸) حضرت مریم کی گھبراہٹ | حضرت مریم اچانک ایک اجنبی شخص کو اپنے حجرے میں دیکھ کر گھبرا گئیں کیونکہ نہایت عفت مآب تھیں اس لئے اس کو اللہ کا واسطہ دیکر خدا کی پناہ مانگی اور اس کے نورانی چہرے کو دیکھ کر کہا کہ اگر تو خدا ترس آدمی ہے رب سے ڈرتا ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں کہ تو میرے پاس سے چلا جائیگا اور مجھ سے کوئی تعرض نہیں کرے گا۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

قَالَ	اِنَّمَآ	اَنَا	رَسُوْلُ	رَبِّكِ	لِاَهَبَ	لَكِ	غُلٰمًا
اس نے کہا	اسکے سوا نہیں	کہ میں	بھیجا ہوا	تیرے رب کا	تاکہ عطا کروں	تجھ کو	ایک لڑکا

اس نے کہا اس کے سوا نہیں کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا عطا

زَكِيًّا ⑲ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ

زَكِيًّا	قَالَتْ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِىْ	غُلٰمٌ	وَّ	لَمْ يَمْسَسْنِىْ
پاکیزہ	وہ بولی	کیسے	ہوگا	میرے	لڑکا	جبکہ	مجھے چھوا نہیں

کروں۔ وہ بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا؟ جب کہ نہ مجھے کسی بشر نے

بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ⑳

بَشَرٌ	وَّ	لَمْ اَكُ	بَغِيًّا	
کسی بشر نے	اور	میں نہیں ہوں	بدکار	

چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔

⑲ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ بِالنُّبُوَّةِ

⑲ جبرئیل نے کہا بات یہ ہے کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تجھ کو عطا کروں ایک لڑکا پاک جو نبی ہوگا۔

⑳ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ يَتَزَوَّجُ وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ زَانِيَةً

⑳ مریم نے کہا میرے لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ مجھ کو کسی مرد نے نکاح کرکے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں زناکار ہوں یعنی کسی طرح کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوا نہ نکاح سے نہ بدون نکاح کے۔

تشریح

⑲ فرشتے کی بشارت | فرشتے نے کہا کہ میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں یعنی میں خود نہیں آیا بلکہ پروردگار کے حکم سے آیا ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ یعنی وہ حسب و نسب اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے پاک صاف ہوگا۔

⑳ حضرت مریم کی حیرت | جس طرح حضرت زکریا نے حیرت کا اظہار کیا تھا کہ اس بڑھاپے میں بیوی کے بانجھ ہوتے ہوئے لڑکا کیسے ہوگا، اسی طرح حضرت مریم نے تعجب کا اظہار کیا کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے آج تک کسی بشر نے چھوا نہیں اور میں بدکار عورت نہیں ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

قَالَ	كَذٰلِكِ	قَالَ	رَبُّكِ	هُوَ	عَلَيَّ	هَيِّنٌ	وَلِنَجْعَلَهٗٓ	اٰيَةً	لِّلنَّاسِ
اس نے کہا	یوں ہی	فرمایا	تیرا رب	وہ یہ	مجھ پر	آسان	اور تاکہ ہم اسے بنائیں	ایک نشانی	لوگوں کے لئے

اس نے کہا اسی طرح (اللہ کا فیصلہ ہے) تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھ پر آسان ہے، اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں

وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ

وَرَحْمَةً	مِّنَّا	وَكَانَ	اَمْرًا	مَّقْضِيًّا	فَحَمَلَتْهُ	فَانْتَبَذَتْ	بِهٖ
اور رحمت	اپنی طرف سے	اور ہے	ایک امر	طے شدہ	پھر اسے حمل رہ گیا	پس وہ چلی گئی	اسے لیکر

اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ ہے ایک طے شدہ امر۔ پھر اسے حمل رہ گیا پس وہ اسے لیکر ایک دور

مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

مَكَانًا	قَصِيًّا	فَاَجَآءَهَا	الْمَخَاضُ	اِلٰى	جِذْعِ	النَّخْلَةِ
ایک جگہ	دور	پھر اسے لے آیا	درد زہ	طرف	جڑ	کھجور کا درخت

جگہ چلی گئی۔ پھر درد زہ اسے کھجور کے درخت کی جڑ کی طرف لے آیا۔

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾

قَالَتْ	يٰلَيْتَنِيْ	مِتُّ	قَبْلَ هٰذَا	وَكُنْتُ	نَسْيًا مَّنْسِيًّا
وہ بولی	اے کاش میں	مرچکی ہوتی	اس سے قبل	اور میں ہوجاتی	بھولی بسری

وہ بولی اے کاش! میں اس سے قبل مرچکی ہوتی اور میں ہوجاتی بھولی بسری۔

(۲۱) قَالَ الْاَمْرُ كَذٰلِكِ مِنْ خَلْقِ غُلَامٍ مِّنْكِ
مِنْ غَيْرِ اَبٍ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ
اَيْ بِاَنْ يَّنْفُخَ بِاَمْرِيْ جِبْرَئِيْلُ فِيْكِ فَتَحْمِلِيْ
بِهٖ وَلِكَوْنِ مَا ذُكِرَ فِيْ مَعْنَى الْعِلَّةِ عُطِفَ
عَلَيْهِ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ عَلٰى قُدْرَتِنَا
وَرَحْمَةً مِّنَّا لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَكَانَ
خَلْقُهٗ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ بِهٖ فِيْ عِلْمِيْ
نَفَخَ جِبْرَئِيْلُ فِيْ جَيْبِ دِرْعِهَا
فَاَحَسَّتْ بِالْحَمْلِ فِيْ بَطْنِهَا مُصَوَّرًا
(۲۲) فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ تَنَحَّتْ بِهٖ
مَكَانًا قَصِيًّا ○ بَعِيْدًا مِّنْ اَهْلِهَا

(۲۱) جبرئیل نے کہا یہ امر ضرور ہونے والا ہے یعنی تجھ سے بغیر باپ
کے لڑکا ضرور پیدا ہوگا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ امر مجھ کو آسان
ہے، اس طرح کہ جبرئیل میرے حکم سے تیرے اندر پھونک مارے
سو تو اس سے حاملہ ہوجائے (اور چونکہ آیت "قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ
هَيِّنٌ"، معنوں میں علت کے ہے اسلئے اس پر عطف کیا وَلِنَجْعَلَهٗ
اٰيَةً لِّلنَّاسِ الخ کا۔ اور ہم اسکو ضرور پیدا کریں گے تاکہ بنادیں
اسکو اپنی قدرت کی نشانی لوگوں کیلئے اور اہل ایمان کے لیے
وہ ہماری رحمت ہو اور اس کا پیدا ہونا میرے علم میں قطعی ہے سو پھونکا جبرئیل
نے اسکے کرتہ کے گریبان میں اس سے مریم کو اپنے پیٹ میں حمل صورت
(۲۲) پس حاملہ ہوئی مریم اور چلی گئی بوجہ حاملہ ہونے کے اپنے گھر والوں سے
دور جگہ میں۔

(۲۳) فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ وَجْعُ الْوِلَادَةِ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ لِتَعْتَمِدَ عَلَيْهِ فَوَلَدَتْ وَالْحَمْلُ وَالتَّصْوِيْرُ وَالْوِلَادَةُ فِیْ سَاعَةٍ قَالَتْ يٰلَيْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا الْاَمْرِ وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ○ شَيْئًا مَتْرُوْكًا لَا يُعْرَفُ وَلَا يُذْكَرُ۔

(۲۳) پس لایا اس کو دردزہ ایک کھجور کے درخت کے پاس تاکہ اس سے کمر لگادے پس جنا اس نے بچہ کو۔ اور حاملہ ہونا مریم کا اور حمل کی صورت بننا اور پیدا ہونا بچہ کا سب ایک لحظہ میں ہوا۔ بوقت دردزہ مریم کہتی تھی اے کاش میں مرجاتی اس سے پہلے اور ہوجاتی میں ایک چیز چھوڑی گئی جسکو کوئی نہ جانے اور نہ کوئی اس کا ذکر کرے۔

تشریح

(۲۱) بغیر کسی بشر کے چھوئے لڑکا ہوگا حضرت مریم کی اس حیرت پر کہ جبکہ مجھے کسی بشر نے آج تک نہیں چھوا اور میں باعصمت کنواری ہوں ــ لڑکا کیسے ہوگا۔ فرشتے نے کہا کہ بغیر بشر کے چھوئے ہی لڑکا ہوگا اور تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے بہت آسان ہے کہ اسطرح ظاہری اسباب کے بغیر اولاد ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں پیدائش کا ایک طریقہ تو وہ ہے جو عام طور پر ہوتا ہے کہ مرد وعورت کے ملنے سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جو حضرت آدم کے ساتھ ہوا کہ ان کی پیدائش بغیر باپ اور بغیر ماں کے ہوئی۔ تیسرا طریقہ وہ ہے جو حضرت حوا کے ساتھ ہوا کہ ان کا وجود مرد کے وجود سے ہوا۔ اور چوتھی صورت یہ ہے جو حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں ہوئی کہ بغیر مرد کے صرف عورت سے ان کی ولادت ہوئی۔ اس طرح حضرت عیسیٰ کا وجود قدرت الٰہی کی نشانی اور دنیا کے لئے باعث رحمت ہے کہ کتنے لوگ ان کے ذریعہ ہدایت پائیں گے۔ فرشتے نے کہا کہ یہ کام تمہارے کنواری ہونے کے باوجود ہوکر رہنا ہے کیونکہ اللہ کی حکمت کا یہ تقاضا ہے اور یہ پہلے سے طے شدہ ہے کہ بغیر بشر کے چھوئے عورت کے وجود سے بچہ پیدا ہو اور وہ لوگوں کے لئے اللہ کی قدرت کی ایک عظیم نشانی بن کر رہے۔

(۲۲) استقرار حمل آخر اللہ کے حکم کے مطابق حمل قرار پا گیا۔ حضرت مریم یروشلم کو چھوڑ اپنے حجرۂ عبادت کو چھوڑ کر آٹھ نو میل کے فاصلے پر بیت اللحم میں چلی گئیں۔

بنی اسرائیل کے معزز گھرانے کی خاتون اور بنی ہارون کی لڑکی کے لئے یہ شدید آزمائش تھی اسلئے حضرت مریم خاموشی کے ساتھ اپنے اعتکاف کا کمرہ چھوڑ کر نکل گئیں تاکہ جب تک اللہ کی مرضی پوری ہو لوگوں کی لعنت وملامت اور بدنامی سے محفوظ رہیں۔

(۲۳) آخر بچے کی ولادت کا وقت آگیا اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل کے پھونک مارنے سے جو حمل قرار پایا تھا آخر اس حمل کا وقت پورا ہوا اور وضع حمل کا وقت آگیا۔ ایک عفیفہ کے لئے یہ سخت آزمائش تھی جس کا تصور حضرت مریم کو بے چین کر رہا تھا انہوں نے اللہ کے حکم پر بے نظیر صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا مگر وہ اس احساس سے پریشان تھیں کہ کیونکہ لوگ حقیقی صورت حال نہیں جانتے اس لئے وہ ان پر تہمت لگائیں گے۔ ایک طرف پیدائش کی فطری تکلیف دوسری طرف بدنامی کی فکر تھی۔

جب دردزہ کی تکلیف نے انہیں کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا تھا کہنے لگیں کہ کاش میں اس وقت سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔ میں اب اس بچے کو کہاں چھپاؤں گی ـــــ؟

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

فَنَادٰىهَا	مِنْ	تَحْتِهَآ	اَلَّا + تَحْزَنِىْ	قَدْ + جَعَلَ	رَبُّكِ	تَحْتَكِ
پس اسے آواز دی	سے	اس کے نیچے	کہ نہ گھبرا تو ،	کردیا ہے	تیرا رب	تیرے نیچے

پس اسے اس کے نیچے (وادی) سے (فرشتے نے) آواز دی تو گھبرا نہیں، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ (جاری)

سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ

سَرِيًّا	وَهُزِّىْٓ	اِلَيْكِ	بِجِذْعِ	النَّخْلَةِ	تُسٰقِطْ	عَلَيْكِ
ایک چشمہ	اور ہلا	اپنی طرف	تنا	کھجور	جھڑ پڑینگی	تجھ پر

کردیا ہے اور کھجور کا تنا اپنی طرف ہلا، تجھ پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔

رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا

رُطَبًا	جَنِيًّا	فَكُلِىْ	وَاشْرَبِىْ	وَقَرِّىْ	عَيْنًا	فَاِمَّا
تازہ تازہ	کھجوریں	تو کھا	اور پی	اور ٹھنڈی کر	آنکھیں	پھر اگر

تو کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر

تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ

تَرَيِنَّ	مِنَ	الْبَشَرِ	اَحَدًا	فَقُوْلِىْٓ	اِنِّىْ + نَذَرْتُ	لِلرَّحْمٰنِ
تو دیکھے	سے	آدمی	کوئی	تو کہدے	کہ میں نے نذر مانی ہے	رحمن کے لئے

تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمن کے لئے روزہ کی نذر مانی

صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾

صَوْمًا	فَلَنْ اُكَلِّمَ	الْيَوْمَ	اِنْسِيًّا ۔
روزہ	پس میں ہرگز کلام نہ کرونگی	آج	کسی آدمی

ہے پس آج ہرگز کسی آدمی سے کلام نہ کرونگی۔

﴿۲۴﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَا اَىْ جِبْرِيْلُ وَكَانَ اَسْفَلَ مِنْهَا اَنْ لَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ نَهْرَ مَاءٍ كَانَ اِنْقَطَعَ

﴿۲۴﴾ سو آواز دی اسکو جبرئیل نے اس سے نیچے کی جانب کیونکہ جبرئیل نیچے کی طرف تھا یہ کہ تو غم نہ کر تیرے نیچے تیرے رب نے پانی کی نہر جاری کردی ہے جس کا پانی خشک ہو رہا تھا۔

﴿۲۵﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

﴿۲۵﴾ اور ہلا تو اپنی طرف ایک کھجور کی شاخ کو کہ وہ تجھ پر

كَانَتْ يَابِسَةً وَالْبَاءُ زَائِدَةٌ
تَسَاقَطْ أَصْلُهُ بِتَائَيْنِ
قُلِبَتِ الثَّانِيَةُ سِينًا وَأُدْغِمَتْ
فِي السِّينِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِتَرْكِهَا
عَلَيْكِ رُطَبًا تَمْيِيزٌ جَنِيًّا ○ صِفَتُهُ

کھجوریں تازہ (تُسَاقِط کی اصل تتساقط تھی دوسری [illegible] کو سین سے بدل کر سین میں ادغام کر دیا۔ اور ایک [illegible] میں ادغام نہیں ایک تار کو حذف کر دیا۔

(۲۶) فَكُلِي مِنَ الرُّطَبِ وَاشْرَبِي
مِنَ السَّرِيِّ وَقَرِّي عَيْنًا بِالْوَلَدِ
تَمْيِيزٌ مُحَوَّلٌ مِنَ الْفَاعِلِ
أَيْ لِتَقَرَّ عَيْنُكِ بِهِ أَيْ تَسْكُنَ
فَلَا تَطْمَحُ إِلَى غَيْرِهِ فَإِمَّا

(۲۶) سو کھا تو ان کھجوروں کو اور پانی پی نہر جاری سے اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کر بچہ سے یعنی تیری آنکھ اسکو دیکھ کر ٹھنڈی ہوگی اور کسی کی طرف تیری نگاہ نہ اٹھے گی۔

فِيهِ إِدْغَامُ نُونِ إِنِ الشَّرْطِيَّةِ
فِي مَا الْمَزِيدَةِ تَرَيِنَّ حُذِفَتْ
مِنْهُ لَامُ الْفِعْلِ وَعَيْنُهُ وَأُلْقِيَتْ
حَرَكَتُهَا عَلَى الرَّاءِ وَكُسِرَتْ يَاءُ
الضَّمِيرِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ
مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَيَسْأَلُكِ عَنْ
وَلَدِكِ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ
لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا أَيْ إِمْسَاكًا عَنِ
الْكَلَامِ فِي شَأْنِهِ وَغَيْرِهِ مَعَ الْأَنَاسِيِّ
بِدَلِيلِ فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ○
أَيْ بَعْدَ ذَٰلِكَ

پس اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو سو وہ تجھ سے تیرے بچہ کا حال پوچھیں۔

تو اس سے کہدے کہ میں نے اللہ کے لئے نذر مانی ہے، کہ بعد اس خبر دینے کے کسی آدمی سے کوئی بات نہ کروں گی نہ بچہ کے بارے میں اور نہ کسی اور امر میں

تشریح

(۲۴) فرشتے کی تسلی | اس تکلیف کے عالم میں کھجور کے درخت کے نیچے سے پھر اسی فرشتے کی آواز سنائی دی وہ تسلی دے رہا تھا کہ پریشان مت ہو اللہ نے تیرے لئے تیرے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے

(۲۵) تازہ کھجوروں کا انتظام | وہی فرشتہ تسلی دے رہا تھا کہ پانی کے چشمے کے علاوہ اللہ نے تیرے لیے پکی ہوئی تازہ کھجوروں کا بھی انتظام کر دیا ہے بس ذرا ٹہنا ہلاؤ تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔ حضرت مریم کا توکل اور اوپر سے فرشتے کی تسلی ان کے دل کو بڑی ڈھارس ملی۔

(۲۶) فرشتے نے کہا بچے کے معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں | فرشتہ کہہ رہا تھا تم کھاؤ پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو کہ ایک جلیل القدر شخصیت تمھارے بطن سے پیدا ہوئی ہے، بچے کے معاملے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس کا جواب دینا ہماری ذمہ داری ہے، کوئی بھی تم سے پوچھے تو اشارے سے کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے لئے خاموش رہنے کا روزہ رکھنے کی نیت کی ہے جس کا ان کی شریعت میں رواج تھا۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ

یٰۤاُخْتَ	فَرِیًّا	شَیْـًٔا	لَقَدْ جِئْتِ	یٰمَرْیَمُ	قَالُوْا	تَحْمِلُهٗ	قَوْمَهَا	فَاَتَتْ بِهٖ
اے بہن	بُری (غضب کی)	شے	تو لائی ہے	اے مریم	وہ بولے	اسے اٹھائے ہوئے	اپنی قوم	پھر وہ اسے لیکر آئی

پھر وہ اسے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی ، وہ بولے اے مریم ! تو لائی ہے غضب کی شے ، اے ہارون

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾

بَغِیًّا	اُمُّكِ	مَا كَانَتْ	وَّ	سَوْءٍ	امْرَاَ	اَبُوْكِ	كَانَ	مَا	هٰرُوْنَ
بدکار	تیری ماں	نہ تھی	اور	بُرا	آدمی	تیرا باپ	تھا	نہ	ہارون

کی بہن ! تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ہی تھی بدکار ۔

﴿۲۷﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ حَالٌ تَرَاهُ
قَالُوْا یَامَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا
فَرِیًّا ○ عَظِیْمًا حَیْثُ اَتَیْتِ بِوَلَدٍ
مِنْ غَیْرِ اَبٍ

﴿۲۸﴾ یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ
اَیْ یَا شَبِیْهَتَهٗ فِی الْعِفَّةِ مَا كَانَ اَبُوْكِ
امْرَءَ سَوْءٍ اَیْ زَانِیًا وَمَا كَانَتْ
اُمُّكِ بَغِیًّا ○ زَانِیَةً فَمِنْ اَیْنَ لَكِ
هٰذَا الْوَلَدُ

﴿۲۷﴾ پھر لائی مریم اس بچہ کو اپنی قوم کے پاس گود میں اٹھائے ہوئے۔ وہ لوگ اس کو دیکھ کر بولے اے مریم بیشک تو نے یہ بہت نکما کام کیا کہ بدون باپ کے تجھ سے بچہ پیدا ہوا۔

﴿۲۸﴾ اے ہارون کی بہن (ہارون ایک مرد نیک تھا، مریم کو ہارون کی بہن کہا بوجہ اس کے مشابہ ہونے کے پرہیز گاری میں تیرا باپ برا آدمی زناکار نہ تھا اور نہ تیری ماں فاحشہ تھی۔ سو تیرے یہ بچہ کہاں سے پیدا ہوا ؟۔

تشریح

﴿۲۷﴾ حضرت مریم پر لوگوں کی تہمت | پھر حضرت مریم اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئیں لوگوں نے کنواری مریم کی گود میں بچہ دیکھ کر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور کہنے لگے یہ تو بڑا پاپ کر ڈالا۔

﴿۲۸﴾ شریف گھرانے کی بیٹی سے ایسی امید نہ تھی | لوگوں نے کہا اے ہارون کے گھرانے کی بہن ! تجھ سے یہ امید نہ تھی تو ایک شریف گھرانے کی لڑکی ہے. نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں کوئی بدکار عورت تھی پھر تجھ میں یہ بُری خصلت کہاں سے آئی۔

ہارون کی بہن کہہ کر پکارنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت مریم کے بھائی وہ ہارون تھے جو کہ حضرت موسیٰ ؑ کے بھائی ہوتے ہیں۔ حضرت مریم حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون کی نسل سے تھیں اسلئے ان کو ہارون کی بہن کہہ کر مخاطب کیا۔ عربی میں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں جیسے قبیلہ ہمدان کے شخص کو "اخا ہمدان" کہہ کر پکارتے ہیں. خود قرآن مجید میں حضرت ہود ؑ کو " وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ " (عاد کا بھائی) کہہ کر پکارا ہے حالانکہ عاد ان کی قوم کے مورث اعلیٰ کا نام تھا۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾

فَاَشَارَتْ	اِلَيْهِ	قَالُوْا	كَيْفَ + نُكَلِّمُ	مَنْ + كَانَ	فِي الْمَهْدِ	صَبِيًّا
تو مریم نے اشارہ کیا	اسکی طرف	وہ بولے	کیسے ہم بات کریں	جو ہے	گھوارہ میں	بچہ

تو مریمؑ نے اس (بچہ) کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے ہم گھوارہ (گود) کے بچے سے کیسے بات کریں ؟

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾

قَالَ	اِنِّيْ	عَبْدُ اللّٰهِ	اٰتٰنِيَ	الْكِتٰبَ	وَجَعَلَنِيْ	نَبِيًّا
بچہ نے کہا	بیشک میں	اللہ کا بندہ	اس نے مجھے دی ہے	کتاب	اور مجھے بنایا ہے	نبی

بچہ نے کہا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے۔

﴿۲۹﴾ فَاَشَارَتْ لَهُمْ اِلَيْهِ اَنْ كَلِّمُوْهُ
قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ
اَيْ وُجِدَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○
﴿۳۰﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۚ اٰتَانِيَ
الْكِتٰبَ اَيِ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلَنِيْ
نَبِيًّا ○

﴿۲۹﴾ مریم نے یہ سنکر بچے یعنی عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کردیا کہ اس سے پوچھ لو۔ وہ بولے ہم کیونکر کلام کریں بچہ سے جو ابھی لڑکا ہے گہوارہ میں
﴿۳۰﴾ بیٹے نے جواب دیا کہ میں بیشک اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے انجیل عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا۔

تشریح

﴿۲۹﴾ حضرت مریم کا بچے کی طرف اشارہ | حضرت مریم نے اللہ کی ہدایت کے مطابق خاموشی کا روزہ رکھ رکھا تھا اسلئے انہوں نے کوئی جواب دینے کے بجائے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو۔

لوگوں نے کہا بھلا ایک گود کے بچے سے ہم کیسے سوال وجواب کرسکتے ہیں ؟ کیا وہ ہماری بات سمجھنے اور جواب دینے کے قابل ہے ؟ ایک تو شرمناک حرکت، اس پر یہ ستم ظریفی کہ بچے سے پوچھ لو، بھلا کہیں گہوارے میں پڑے ہوئے بچے جواب دیا کرتے ہیں۔

﴿۳۰﴾ حضرت عیسیٰ کا گہوارے میں بول اٹھنا | حضرت عیسیٰ نے معجزانہ طور پر گہوارے سے ہی کلام فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس ایک جملے سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں تمام غلط عقیدوں کی تردید ہو جاتی ہے۔ کہ معجزانہ طریقے پر بغیر باپ کے ان کی پیدائش کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں یا وہ خود خدا ہیں بلکہ وہ خدا کے بندے ہیں۔ انکی شان عبدیت میں یہ معجزانہ انداز لوگوں کی توجہ اس طرف مرکوز کرنے والا ہے کہ وہ اس میں اللہ کی نشانی کو دیکھیں اور آگے چل کر جب ان کو کتاب اور نبوت عطا کی جائے جس کا اعلان ابھی سے ان کی زبان مبارک سے کرایا جارہا ہے تو کوئی اللہ کی اس خاص نشانی کا انکار نہ کرسکے۔

یہ حضرت مریم کے پاکدامن ہونے کی دلیل بھی ہے اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کی نشانی بھی۔

وَجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ

مَا دُمْتُ	وَالزَّكٰوةِ	بِالصَّلٰوةِ	وَاَوْصٰنِىْ	كُنْتُ	اَيْنَ مَا	مُبٰرَكًا	وَجَعَلَنِىْ
جب تک میں رہوں	اور زکوٰۃ کا	نماز کا	اور مجھے حکم دیا ہے	میں ہوں	جہاں کہیں	بابرکت	اور مجھے بنایا ہے

اور جہاں کہیں میں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے حکم دیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ

حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾

شَقِيًّا	جَبَّارًا	يَجْعَلْنِىْ	وَلَمْ	بِوَالِدَتِىْ	وَّبَرًّا	حَيًّا
بدنصیب	سرکش	اس نے مجھے بنایا	اور نہیں	اپنی ماں سے	اور اچھا سلوک کرنے والا	زندہ

کا اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے کا اور اس نے مجھے نہیں بنایا سرکش، بدنصیب۔

﴿۳۱﴾ وَجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ
اَىْ نَفَّاعًا لِلنَّاسِ اَخْبَارٌ
بِمَا كُتِبَ لَهٗ وَاَوْصٰنِىْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ اَمَرَنِىْ
بِهِمَا مَا دُمْتُ حَيًّا ○

﴿۳۱﴾ اور مجھ کو برکت والا اور خیر کا سکھلانے والا بنایا کہ جس جگہ میں رہونگا لوگوں کو نفع پہنچاؤں گا یہ اس نے خبر دی اس امر کی جو اس کے لئے مقدر تھا۔ اور مجھ کو اللہ نے حکم فرمایا نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں

﴿۳۲﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِىْ مَنْصُوْبٌ بِجَعَلَنِىْ
مُقَدَّرًا وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا مُتَعَاظِمًا
شَقِيًّا ○ عَاصِيًا لِرَبِّهٖ

﴿۳۲﴾ اور کیا مجھ کو فرماں بردار اپنی والدہ کا اور نہیں کیا اس نے مجھے بڑائی کرنے والا اپنے رب کا نافرمان۔

تشریح

﴿۳۱﴾ حضرت عیسیٰ خیر مجسم | حضرت عیسیٰ نے گہوارے میں معجزانہ طور پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھے مجسم خیر بنایا ہے اور جہاں بھی میں رہوں مجھے بابرکت کیا ہے۔ نہ میری ولادت باعثِ شر ہے اور نہ آگے مجھ سے کسی شر کا صدور ہو گا۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں دین کے بنیادی احکام نماز اور زکوٰۃ کا پابند رہوں یعنی جانی اور مالی ہر طرح کی عبادت اللہ کے لئے کرتا رہوں۔

اس کلام میں یہود کے ان الزامات کی تردید بھی ہے جو آگے چل کر حضرت عیسیٰ پر لگانے والے تھے اور ان کی کمزوریوں پر گرفت بھی ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین کے ضروری احکامات کو نظر انداز کر دیا تھا۔

﴿۳۲﴾ والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک | حضرت عیسیٰ ع نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے اللہ نے نہ سرکش بنایا ہے اور نہ بدبخت نہ میں جبار ہوں اور نہ شقی ہوں۔ بلکہ مجھے اپنی والدہ کے ساتھ ـــــ کیونکہ ان کے والد نہیں تھے ورنہ والدین کہتے ـــــ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿٣٣﴾

وَالسَّلٰمُ	عَلَیَّ	یَوْمَ	وُلِدْتُّ	وَیَوْمَ	اَمُوْتُ	وَیَوْمَ	اُبْعَثُ	حَیًّا	
اور سلامتی	مجھ پر	جس دن	میں پیدا ہوا	اور جس دن	میں مرونگا	اور جس دن	اٹھایا جاؤنگا	زندہ ہوکر	

اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ ہوکر اٹھایا جاؤنگا

ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾

ذٰلِكَ	عِیْسَی	ابْنُ + مَرْیَمَ	قَوْلَ	الْحَقِّ	الَّذِیْ	فِیْهِ	یَمْتَرُوْنَ
یہ	عیسیٰ	ابن مریم	بات	سچی	وہ جس	میں	وہ شک کرتے ہیں

یہ ہیں عیسیٰؑ ابن مریمؑ سچی بات جس میں وہ (لوگ) شک کرتے ہیں۔

﴿٣٣﴾ وَالسَّلٰمُ مِنَ اللّٰہِ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○ یُقَالُ فِیْهِ مَا تَقَدَّمَ فِی السَّیِّدِ یَحْیٰی قَالَ تعالیٰ

﴿٣٤﴾ ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلُ الْحَقِّ بِالرَّفْعِ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مُقَدَّرٍ اَیْ قَوْلُ ابْنُ مَرْیَمَ وَبِالنَّصَبِ بِتَقْدِیْرِ قُلْتُ وَ الْمَعْنٰی اَلْقَوْلُ الْحَقُّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ○ مِنَ الْمِرْیَةِ اَیْ یَشُکُّوْنَ وَهُمُ النَّصَارٰی قَالُوْا اِنَّ عِیْسَی ابْنَ اللّٰہِ کَذَبُوْا

﴿٣٣﴾ اور سلامتی ہے اللہ کی طرف سے مجھ پر جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿٣٤﴾ ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ یہ ہے عیسیٰ بیٹا مریم کا، یہ سچی بات ہے جس میں وہ شبہ کرتے ہیں۔ یعنی نصاریٰ جو یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے بالکل جھوٹ بولتے ہیں۔

تشریح

﴿٣٣﴾ میری زندگی سلامتی سے عبارت ہے | حضرت عیسیٰ نے گہوارے میں کلام کرتے ہوئے اپنی آنے والی زندگی کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ پیدائش سے لیکر موت تک اور موت کے بعد سے زندہ اٹھائے جانے تک (یعنی آخرت کی زندگی بھی) میری زندگی سلامتی ہی سلامتی ہے۔ یَوْمَ اَمُوْتُ (جس دن میں مروں) اس سے اشارہ ہے کہ اگرچہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا ہے لیکن وہ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے اور پھر ان پر طبعی موت طاری ہو گی۔

﴿٣٤﴾ حضرت عیسیٰ کے بارے میں سچی بات | حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں سچی بات اور انسانی شان وصفت وہی ہے جس کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں نہ ان کا نسب غلط ہے وہ خدا کے مقرب بندے ہیں جس طرح معجزانہ طریقے پر حضرت یحییٰ کی ولادت ہوئی کہ ان کے والد حضرت زکریا اور ان کی والدہ دونوں بوڑھے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا کیا۔ اسی طرح معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اتنی سی بات پر جھگڑا کرنا اور شک کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا

اِذَا	سُبْحٰنَهٗ	وَّلَدٍ	مِنْ	يَّتَّخِذَ	اَنْ	لِلّٰهِ	مَا + كَانَ
جب	وہ پاک ہے	بیٹا	کوئی	وہ بنائے	کہ	اللہ کیلئے	نہیں ہے

اللہ کے لئے (سزاوار) نہیں ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے، وہ پاک ہے۔ جب

قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞۳۵

فَيَكُوْنُ	كُنْ	لَهٗ	يَقُوْلُ	فَاِنَّمَا	اَمْرًا	قَضٰٓى
پس وہ ہوجاتا ہے	ہوجا	اس کو	وہ کہتا ہے	تو اس کے سوا نہیں	کسی کام	وہ فیصلہ کرتا ہے

وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے سوا نہیں کہ وہ کہتا ہے "ہوجا" پس وہ ہوجاتا ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

هٰذَا	فَاعْبُدُوْهُ	وَرَبُّكُمْ	رَبِّىْ	اللّٰهَ	وَاِنَّ
یہ	پس اسکی عبادت کرو	اور تمہارا رب	میرا رب	اللہ	اور بیشک

اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے، پس اس کی عبادت کرو۔ یہ

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞۳۶ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ

مِنْۢ بَيْنِهِمْ	الْاَحْزَابُ	فَاخْتَلَفَ	مُّسْتَقِيْمٌ	صِرَاطٌ
آپس میں (باہم)	فرقے	پھر اختلاف کیا	سیدھا	راستہ

سیدھا راستہ ہے (پھر اہل کتاب کے) فرقوں نے اختلاف کیا باہم۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞۳۷

يَوْمٍ + عَظِيْمٍ	مَّشْهَدِ	مِنْ	لِّلَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	فَوَيْلٌ
بڑا دن	حاضری	سے	کافروں کے لئے	پس خرابی

پس خرابی ہے کافروں کے لئے (قیامت کے) بڑے دن کی حاضری سے۔

۳۵ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ
سُبْحٰنَهٗ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنْ ذٰلِكَ
اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا اَيْ اَرَادَ اَنْ يُّحْدِثَهٗ
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○
بِالرَّفْعِ بِتَقْدِيْرِ هُوَ وَبِالنَّصْبِ بِتَقْدِيْرِ

۳۵ اللہ کو سزاوار نہیں کہ وہ اولاد بنادے وہ اس سے پاک ہے۔
جب وہ کسی امر کے ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو حکم فرما دیتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔

اَنْ وَّ مِنْ ذٰلِكَ خَلْقُ عِیْسٰی مِنْ غَیْرِ اَبٍ

سو یہی حال ہے عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے میں۔

(۳۶) وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ بِفَتْحِ اَنَّ بِتَقْدِیْرِ اُذْكُرْ وَبِكَسْرِهَا بِتَقْدِیْرِ قُلْ بِدَلِیْلِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ هٰذَا الْمَذْكُوْرُ صِرَاطٌ طَرِیْقٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ مُؤَدٍّ اِلَی الْجَنَّةِ۔

(۳۶) اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو تم اسی کی عبادت کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ " الخ اِنَّ کو اگر کسرہ پڑھیں قُلْ مقدر مانا جائے یعنی میں نے کہا اور اَنَّ بفتح ہمزہ پڑھا جائے تو اُذْكُرْ مقدر مانا جاوے گا۔
یہ جو مذکور ہوا سیدھا راستہ ہے جو جنت تک پہونچاتا ہے

(۳۷) فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ اَیِ النَّصَارٰی فِیْ عِیْسٰی اَهُوَ ابْنُ اللّٰهِ اَوْ اِلٰهٌ مَّعَهٗ اَوْ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ فَوَیْلٌ شِدَّةُ عَذَابٍ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِمَا ذُكِرَ وَ غَیْرِهٖ مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ اَیْ حُضُوْرِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ اَهْوَالِهٖ

(۳۷) پھر مختلف ہو گئیں جماعتیں باہم یعنی نصاریٰ خود عیسیٰ کے بارے میں باہم مختلف ہیں کہ آیا وہ اللہ کا فرزند ہے یا دوسرا خدا یا تیسرا ہے تین میں کا۔ سو سخت عذاب ہونے والا ہے انکے لئے جو ان آیات کے منکر ہیں: قیامت کے دن جو نہایت ہولناک دن ہے۔

تشریح

(۳۵) اللہ کی ذات عالی سے یہ بات فروتر ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے | اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ ذات پاک ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اسکی کوئی بیوی ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، اس کی شان قدرت تو یہ ہے کہ وہ حکم دیتا ہے "ہوجا" اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ ایسے قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک بچے کو بغیر باپ کے پیدا کردے آخر اس نے حضرت آدمؑ کو بغیر باپ کے بغیر ماں کے پیدا کیا پس حضرت عیسیٰؑ کی مثال بھی حضرت آدمؑ جیسی ہے کہ وہ اللہ کا کلمہ ہیں اس کی نشانی ہیں اس کی قدرت کا اظہار ہیں اور معجزانہ طور پر ان کی ولادت ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

(۳۶) اللہ ہی سب کا رب ہے | حضرت عیسیٰؑ کی دعوت بھی یہی تھی اور حضرت محمدؐ حضرت عیسیٰؑ کے حالات بیان کر کے یہی دعوت اللہ کے بندوں کو پیش کر رہے ہیں کہ اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی بس اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ توحید خالص کا راستہ جس پر ہم سب کو چلنا چاہیئے جس میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہے سارے ہی انبیاء اسی کی دعوت دیتے رہے ہیں۔

(۳۷) اختلاف دین میں نہیں ہے لوگوں نے خود ہی اختلاف پیدا کیا ہے | اللہ کا دین تو ہمیشہ سے ایک ہی ہے جس کی بنیاد توحید پر ہے۔ لوگوں نے خود ہی اللہ کے دین میں کئی عقیدے شامل کر کے اختلافات کو جنم دیا ہے۔
آج جو لوگ دین کو پارہ پارہ کر رہے ہیں انہیں قیامت کے ہولناک دن سے خبردار رہنا چاہیئے جو یقینا پیش آکر رہے گا۔

اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ

اَسۡمِعۡ	بِهِمۡ	وَاَبۡصِرۡ	يَوۡمَ	يَاۡتُوۡنَنَا	لٰكِنِ	الظّٰلِمُوۡنَ
سنیں گے	کیا کچھ	اور دیکھیں گے	جس دن	وہ ہمارے سامنے آئینگے	لیکن	ظالم (جمع)

کیا کچھ سنیں گے اور کیا کچھ دیکھیں گے! جس دن وہ ہمارے سامنے آئیں گے لیکن آج کے دن ظالم

الۡيَوۡمَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ

الۡيَوۡمَ	فِىۡ	ضَلٰلٍ	مُّبِيۡنٍ	وَاَنۡذِرۡهُمۡ	يَوۡمَ + الۡحَسۡرَةِ
آج کے دن	میں	گمراہی	کھلی	اور ان کو ڈراویں	حسرت کا دن

کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور انھیں حسرت کے دن سے ڈراویں،

اِذۡ قُضِىَ الۡاَمۡرُ ۘ وَهُمۡ فِىۡ غَفۡلَةٍ وَّهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا

اِذۡ	قُضِىَ	الۡاَمۡرُ	وَهُمۡ	فِىۡ	غَفۡلَةٍ	وَّهُمۡ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ	اِنَّا
جب	فیصلہ کردیا جائیگا	کام	لیکن وہ	میں	غفلت	اور وہ	ایمان نہیں لاتے	بیشک

جب کام کا فیصلہ کردیا جائیگا لیکن وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے بیشک

نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَمَنۡ عَلَيۡهَا وَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ع ﴿۴۰﴾ ۲ ع ۲۵ ۵

نَحۡنُ	نَرِثُ	الۡاَرۡضَ	وَمَنۡ	عَلَيۡهَا	وَاِلَيۡنَا	يُرۡجَعُوۡنَ	
ہم	وارث ہونگے	زمین	اور جو	اس پر	اور ہماری طرف	وہ لوٹائے جائیں گے	

ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کچھ اس پر ہے اور وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔

﴿۳۸﴾ اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ بِهِمۡ صِيۡغَتَا تَعَجُّبٍ بِمَعۡنٰى مَا اَسۡمَعَهُمۡ وَمَا اَبۡصَرَهُمۡ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا فِى الۡاٰخِرَةِ لٰكِنِ الظَّالِمُوۡنَ مِنۡ اِقَامَةِ الظَّاهِرِ مَقَامَ الۡمُضۡمَرِ اَلۡيَوۡمَ اَىۡ فِى الدُّنۡيَا

﴿۳۸﴾ یہ ظالم جس دن ہمارے پاس آئیں گے یعنی آخرت کو اس وقت خوب سننے والے اور خوب دیکھنے والے ہوں گے

لیکن دنیا میں یہ کیسی گمراہی ظاہر میں رہے کہ حق کو نہ سنا اور نہ دیکھا۔

حاصل یہ ہے کہ اے مخاطب تجھ کو تعجب ہو:

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ اَيْ بَيِّنٍ
بِهٖ صَمُّوْا عَنْ سِمَاعِ الْحَقِّ
وَعَمُوْا عَنْ اَبْصَارِهٖ اَيْ اَعْجَبُ
مِنْهُمْ يَا مُخَاطِبًا فِيْ سَمْعِهِمْ
وَاَبْصَارِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ
بَعْدَ اَنْ كَانُوْا فِي الدُّنْيَا
صُمًّا عُمْيًا

اس سے کہ باوجودیکہ وہ دنیا میں بہرے اندھے تھے آخرت میں خوب سننے والے اور دیکھنے والے ہونگے۔

(۳۹) وَاَنْذِرْهُمْ خَوِّفْ يَا مُحَمَّدُ كُفَّارَ مَكَّةَ يَوْمَ الْحَسْرَةِ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَتَحَسَّرُ فِيْهِ الْمُسِيْءُ عَلٰى تَرْكِ الْاِحْسَانِ فِي الدُّنْيَا اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ لَهُمْ فِيْهِ بِالْعَذَابِ وَهُمْ فِي الدُّنْيَا فِيْ غَفْلَةٍ عَنْهُ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ بِهٖ

(۳۹) اور اے محمدؐ کافروں کو حسرت کے دن سے ڈرا (حسرت کا دن قیامت کا دن ہے کہ اس میں گناہ کرنے والا حسرت کریگا کہ میں نے دنیا میں نیکی کیوں نہ کی) وہ وقت اس کا ہے کہ اس میں کافروں کے لئے عذاب مقرر ہو چکا ہے اور وہ دنیا میں اس سے بے خبر تھے اور وہ اس کا یقین نہ کرتے تھے۔

(۴۰) اِنَّا نَحْنُ تَاكِيْدٌ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا مِنَ الْعُقَلَاءِ وَغَيْرِهِمْ بِاِهْلَاكِهِمْ وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○ فِيْهِ لِلْجَزَاءِ

(۴۰) بیشک ہم ہی زمین اور اس کے رہنے والوں کے وارث ہوں گے یعنی سب فنا ہو جاویں گے ہمارے سوا کوئی باقی نہ رہے گا اور ہماری طرف ان کا رجوع ہے واسطے حساب و کتاب اور جزا و سزا کے۔

تشریح

(۳۸) قیامت کے دن انکی آنکھیں کھلیں گی | آج یہ لوگ اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں نہ ان کو اللہ کی نشانی نظر آتی ہے اور نہ اس کی بات سننے کے لئے تیار ہیں جب یہ قیامت کے روز ہمارے سامنے حاضر ہونگے تو اُن کے کان بھی خوب سن رہے ہونگے اور انکی آنکھیں بھی خوب دیکھ رہی ہونگی مگر آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں ان کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

(۳۹) حسرت کا دن | قیامت کا وہ دن بڑی حسرت کا ہوگا اور اس وقت پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اے پیغمبر یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں آپ ان کو اس دن سے خبردار کردو اسلئے کہ اس دن کا پچھتاوا کچھ کام نہ دیگا وہ دن تو فیصلے کا دن ہوگا۔

(۴۰) حقیقی مالک و وارث اللہ ہے | اللہ تعالٰے نے انسان کو اس زمین پر عارضی طور پر امتحان و آزمائش کے لئے بھیجا ہے اور اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں اسکو تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے لیکن ایک دن آئیگا کہ یہ دنیا ختم ہو جائیگی اور آج ہم جس چیز کو اپنا کہتے ہیں وہ حقیقی مالک اللہ کی طرف لوٹ جائیگی اسلئے کہ حقیقی مالک ہر چیز کا اللہ ہی ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور سب کو ہی اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے

مسلمانوں کے وفد نے پوری جرأت کے ساتھ اسلام کی اصل دعوت اور اس کے بنیادی عقائد کو پیش کیا حالانکہ وہ دربار شاہی میں بادشاہ کے رحم و کرم پر تھے مگر انہوں نے بلاخوف وخطر اسلام کی صحیح تصویر اہل دربار کے سامنے پیش کردی اور اس طرح انہوں نے اپنا فرض ادا کیا جس کا نتیجہ انکے حق میں بھی بہت ہی سامنے آیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا

وَاذْكُرْ	فِي	الْكِتٰبِ	اِبْرٰهِيْمَ	اِنَّهٗ	كَانَ	صِدِّيْقًا
اور یاد کرو	میں	کتاب	ابراہیم	بیشک وہ	تھے	سچے

اور کتاب میں ابراہیمؑ کو یاد کرو، بے شک وہ سچے نبی تھے۔

نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا

نَبِيًّا	اِذْ + قَالَ	لِاَبِيْهِ	يٰۤاَبَتِ	لِمَ تَعْبُدُ	مَا	لَا
نبی	جب اس نے کہا	اپنے باپ کو	اے میرے ابا	تم کیوں پرستش کرتے ہو	جو	نہ

جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا تم کیوں اس کی پرستش کرتے ہو

يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾

يَسْمَعُ	وَلَا يُبْصِرُ	وَلَا يُغْنِيْ	عَنْكَ	شَيْـًٔا	
سنے	اور نہ دیکھے	اور نہ کام آئے	تمہارے	کچھ	

جو نہ کچھ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تمہارے کچھ بھی

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ

يٰۤاَبَتِ	اِنِّيْ	قَدْ جَآءَنِيْ	مِنَ + الْعِلْمِ	مَا	لَمْ يَاْتِكَ
اے میرے ابا	بیشک میں	بیشک میرے پاس آیا ہے	وہ علم	جو	تمہارے پاس نہیں آیا

اے میرے ابا! بیشک میرے پاس وہ علم (وحی) آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا

فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

فَاتَّبِعْنِيْ	اَهْدِكَ	صِرَاطًا	سَوِيًّا	
پس میری بات مانو	میں تمہیں دکھاؤنگا	راستہ	سیدھا	

پس میری بات مانو میں تمہیں ٹھیک سیدھا راستہ دکھاؤنگا

﴿۴۱﴾ وَاذْكُرْ لَهُمْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬
اَيْ خَبَرَهٗ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
مُبَالِغًا فِي الصِّدْقِ نَبِيًّا ○
وَيُبْدَلُ مِنْ خَبَرِهٖ

﴿۴۱﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا الخ
اور یاد کرو قرآن میں قصہ ابراہیم کا کہ بیشک وہ بہت سچ
بولنے والا پیغمبر تھا۔

﴿۴۲﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ آزَرَ يٰۤاَبَتِ

﴿۴۲﴾ جبکہ اس نے اپنے باپ آزر کو کہا اسلئے کہ وہ بتوں کو پوجتا

اَلتَّاءُ عِوَضٌ عَنْ يَاءِ
الْاِضَافَةِ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا
وَكَانَ يَعْبُدُ الْاَصْنَامَ لِمَ
تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ لَا يَنْفِيْكَ
شَيْئًا ○ مِنْ نَفْعٍ اَوْضَرٍّ
(۴۳) يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ
الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ
اَهْدِكَ صِرَاطًا طَرِيْقًا
سَوِيًّا ○ مُسْتَقِيْمًا۔

تھا۔

اے میرے باپ توکس واسطے پوجتا ہے ایسے بت کو کہ نہ وہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکے نہ نقصان دفع کرسکے۔

(۴۳) اے میرے باپ بیشک میرے پاس وہ علم ہے جو تیرے پاس نہیں ہے سو تو میری پیروی کر میں تجھ کو راہِ راست پر لاؤں گا۔

تشریح

(۴۱) حضرت ابراہیم ؑ کی صداقت | حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ؑ کے واقعہ کے بعد حضرت ابراہیم کا قصہ سنایا گیا ہے۔ مکہ کے مشرکین کا دعویٰ تھا کہ وہ دینِ ابراہیمی پر ہیں۔ یہودی اور عیسائی اور مکہ کے لوگ سبھی حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے اللہ کے سچے دین کی دعوت اپنے والد کو دی یہاں تک کہ نمرود کے دربار میں بھی اعلانِ حق کرنے سے نہیں چوکے۔ اور آخر اللہ کے دین کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور وطن تک کو چھوڑ دیا۔ آج مکے کے لوگ نام حضرت ابراہیم کا لیتے ہیں ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہیں مگر عالم یہ ہے کہ دہی دین جو حضرت ابراہیم کا تھا جب حضرت محمد رسول اللہ نے پیش کیا تو ان کو اور ان کے ماننے والوں کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور جب وہ ہجرت کر کے گھر بار چھوڑ کر آگئے تو حبشہ تک ان کا پیچھا کیا۔ حضرت ابراہیم ؑ اپنی سیرت کے اعتبار سے نہایت راست باز، پاک طینت تھے جن کے دل میں سچائی کو قبول کرنے کی اعلیٰ استعداد موجود تھی وہ سچ کہنے والے اور سچ پر چلنے والے تھے اور اللہ کے سچے نبی تھے۔

(۴۲) حضرت ابراہیم کی اپنے والد کو دین کی دعوت | حضرت ابراہیم ؑ نے دین کی دعوت کا کام اپنے گھر سے شروع کیا اور آدابِ پدری کا لحاظ رکھتے ہوئے عرض کیا کہ ابا جان آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں۔ عبادت کے لائق تو وہ ہے جو واجب الوجود ہو اس کا وجود کسی کے بنانے کا محتاج نہ ہو جو با اختیار اور صاحب قدرت ہو۔ ان مورتیوں میں کوئی بھی خدائی صفت نہیں ہے کہ ان کے آگے سر جھکایا جائے۔

(۴۳) حضرت ابراہیم کا ارشاد کہ مجھے اللہ نے نبوت اور وحی سے نوازا ہے۔ | نبی اور رسول اپنے کام کا آغاز اپنے دعوے سے کرتے ہیں اور صاف اعلان کرتے ہیں کہ ان کو اللہ نے اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے اور مجھے صحیح علم عطا کیا ہے اگر آپ میری بات مانیں گے تو آپ کو زندگی کا صحیح راستہ ملے گا جس کی بنیاد توحید پر یعنی اللہ کو اپنا معبود ماننے پر ہے اور جو دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راستہ اور رضائے حق تک پہنچانے والا ہے۔

یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ

یٰاَبَتِ	لَا تَعْبُدِ	الشَّیْطٰنَ	اِنَّ	الشَّیْطٰنَ	کَانَ
اے میرے ابا	پرستش نہ کر	شیطان	بیشک	شیطان	ہے

اے میرے ابا! شیطان کی پرستش نہ کر، بے شک شیطان رحمٰن کا

لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾ یٰاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ

لِلرَّحْمٰنِ	عَصِیًّا	یٰاَبَتِ	اِنِّیْٓ	اَخَافُ	اَنْ	یَّمَسَّکَ
رحمٰن کا	نافرمان	اے میرے ابا	بیشک میں	ڈرتا ہوں	کہ	مجھے آ پکڑے

نافرمان ہے۔ اے میرے ابا! بیشک میں ڈرتا ہوں کہ رحمٰن کا

عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ﴿۴۵﴾

عَذَابٌ	مِّنَ	الرَّحْمٰنِ	فَتَکُوْنَ	لِلشَّیْطٰنِ	وَلِیًّا
عذاب	سے۔کا	رحمٰن	پھر تو ہو جائے	شیطان کا	ساتھی

عذاب تجھے (نہ) آ پکڑے، پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی۔

﴿۴۴﴾ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ بطاعتک اِیَّاہُ فی عبادۃ الاصنام اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ○ کثیر العصیان

﴿۴۴﴾ اے میرے باپ شیطان کے کہنے سے بتوں کو نہ پوج بیشک شیطان رحمٰن کا بڑا نافرمان ہے۔

﴿۴۵﴾ یٰاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ ان لم تتب فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ○ ناصرًا وقرینًا فی النار

﴿۴۵﴾ اے میرے باپ مجھ کو ڈر ہے کہ اگر تو توبہ نہ کرے تو تجھ پر رحمٰن کا غصہ اور عذاب آ جاوے تو ہو جاوے تو شیطان کا معاون اور ساتھی دوزخ میں۔

تشریح

﴿۴۴﴾ **اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت اور اطاعت دراصل شیطان کی عبادت ہے** اللہ کو معبود ماننے کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ اسی کی عبادت کی جائے بلکہ اطاعت بھی اسی کی کی جائے اور اس کی رضا ہی مقصود ہو۔ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت کرنا یا اللہ کے فرمان کے مقابلے میں اس کے فرمان کی اطاعت کرنا دراصل شیطان ہی کی عبادت ہے اگرچہ بظاہر شیطان کی پوجا پاٹھ نہ ہو رہی ہو مگر رحمانی راستے کو چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنا شیطانی کام ہے اور شیطان سب سے پہلا اللہ کا نافرمان ہے۔ وہ ازلی دشمن جس نے اللہ کے حکم پر ہمارے باپ آدم ؑ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تھا اس کی راہ پر چلنا گویا دشمن کے سامنے جھکنا ہے۔

﴿۴۵﴾ **شیطان کی بات ماننا اس کو اپنا ولی بنانا ہے** جو شخص اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی ایسی اطاعت کرتا ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کی جگہ لے لے وہ دراصل شیطان کو اپنا ساتھی اور ولی بناتا ہے اور یہ بات اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی ہے۔ جب اس کا غضب نازل ہوگا تو اس کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

قَالَ	اَرَاغِبٌ	اَنْتَ	عَنْ	اٰلِهَتِیْ	یٰاِبْرٰهِیْمُ	لَئِنْ	لَّمْ تَنْتَهِ
اُس نے کہا	کیا روگرداں	تو	سے	میرے معبود (جمع)	اے ابراہیم	اگر	تو باز نہ آیا

اُس نے کہا اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے روگرداں ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ

لَاَرْجُمَنَّكَ	وَاهْجُرْنِیْ	مَلِیًّا	قَالَ	سَلٰمٌ	عَلَیْكَ	سَاَسْتَغْفِرُ
تو میں تجھے ضرور سنگسار کرونگا	اور مجھے چھوڑ دے	ایک مدت کیلئے	اس نے کہا	سلام	تجھ پر	میں ابھی بخشش مانگونگا

میں تجھے ضرور سنگسار کردونگا۔ اور مجھے ایک مدت کے لئے چھوڑ دے، ابراہیمؑ نے کہا تجھ پر سلام ہو، میں ابھی تیرے لئے

لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا

لَكَ	رَبِّیْ	اِنَّهٗ	كَانَ	بِیْ	حَفِیًّا	وَاَعْتَزِلُكُمْ	وَمَا
تیرے لئے	اپنا رب	بیشک وہ	ہے	مجھ پر	مہربان	اور کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے	اور جو

اپنے رب سے بخشش مانگوں گا بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں تم سے اور اللہ کے

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ

تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	وَاَدْعُوْا	رَبِّیْ	عَسٰی	اَلَّا
تم پرستش کرتے ہو	سوائے	اللہ	اور میں عبادت کرونگا	اپنا رب	امید ہے	کہ نہ

سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ اور میں اپنے رب کی عبادت کرونگا امید ہے کہ میں اپنے

اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾

اَكُوْنَ	بِدُعَآءِ	رَبِّیْ	شَقِیًّا	
رہوں گا	عبادت سے	اپنا رب	محروم	

رب کی عبادت سے محروم نہ رہوں گا۔

﴿۴۶﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰاِبْرٰهِیْمُ: تَتَعَیَّبُهَا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ عَنِ التَّعَرُّضِ لَهَا لَاَرْجُمَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ اَوْ بِالْكَلَامِ الْقَبِیْحِ فَاحْذَرْنِیْ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ دَهْرًا طَوِیْلًا

﴿۴۷﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَیْكَ مِنِّیْ اَیْ لَا اُصِیْبُكَ

﴿۴۶﴾ آزر نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے منہ پھیرتا ہے اور ان میں عیب نکالتا ہے اگر تو انکی برائی کرنے سے باز نہ آوے گا تو میں تجھ کو سنگسار کردوں گا یا کلام فحش اور سخت کہوں گا پس تو مجھ سے ڈرتا رہ اور چھوڑ تو مجھ کو زمانہ دراز تک۔

﴿۴۷﴾ ابراہیم نے کہا میرا سلام ہو تجھ پر یعنی میں تجھ کو برا نہیں

بِمَكْرُوْهٍ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ
اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا○ مِنْ حَفِيَ
اَيْ بَارًّا فَيُجِيْبُ دُعَائِيْ وَقَدْ وَفٰى
بِوَعْدِهٖ بِقَوْلِهِ الْمَذْكُوْرِ فِي الشُّعَرَاءِ
وَاغْفِرْ لِاَبِيْ وَهٰذَا قَبْلَ اَنْ يَتَبَيَّنَ
لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِلّٰهِ كَمَا ذُكِرَ
فِيْ بَرَاءَةٍ

(۴۸) وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا اَعْبُدُ
رَبِّيْ عَسٰى اَنْ لَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاءِ
رَبِّيْ بِعِبَادَتِهٖ شَقِيًّا○ كَمَا شَقِيْتُمْ
بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ

کہتا اور برائی سے تیرے ساتھ پیش نہیں آتا۔ نزدیک ہے
کہ میں تیرے لئے اپنے رب سے بخشش چاہوں گا بیشک وہ
مجھ پر بہت مہربان اور احسان فرمانے والا ہے۔ جو وہ میری دعا
قبول فرمادے گا اور بیشک ابراہیم نے اپنا وعدہ پورا کیا ساتھ اس
قول کے جو سورۂ شعراء میں مذکور ہے یعنی وَاغْفِرْ لِاَبِيْ اِنَّهٗ كَانَ
مِنَ الضَّآلِّيْنَ اور بخش تو میرے باپ کو کہ بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے
اور یہ دعا کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے حق میں پہلے اس سے ہے کہ ان پر ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا ہے

(۴۸) وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ اور میں جدا ہوتا ہوں تم
سے اور جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں
امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت سے بدبخت اور مستحق دوزخ
کا نہ ہونگا جیسا کہ تم بتوں کی عبادت سے شقی ہوگئے۔

تشریح

(۴۶) حضرت ابراہیم کے والد کی دھمکی | حضرت ابراہیم ؑ کے والد ان کی یہ باتیں سنکر سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ لگتا ہے تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے اور بدعقیدہ ہوگیا ہے اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو میری نگاہوں سے دُور ہوجا اور ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہوجا۔

(۴۷) حضرت ابراہیم کی والد سے جدائی اور دعائے مغفرت کا وعدہ | اپنے والد کی یہ دھمکی سُنکر حضرت ابراہیم ؑ ایک بلند کردار بیٹے کی طرح والد کو رخصتی سلام کرتے ہوئے گھر سے نکل گئے اور وعدہ کیا کہ میں اپنے رب سے آپ کے لئے معافی کی درخواست کرونگا وہ مجھ پر بڑا شفیق اور مہربان ہے۔ اور میری درخواست کو رد نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم چونکہ ایک دردمند انسان تھے اسلئے اپنے والد کے برتاؤ کو نظرانداز کرتے ہوئے ان کی خیر خواہی کے لئے دعا کرتے رہے۔ مگر جب ان پر یہ بات کُھل گئی کہ وہ شرک سے باز آنے والے نہیں ہیں تو پھر بے تعلق ہوگئے جیسا کہ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ (براۃ) آیت ۱۱۴ میں بیان ہوا ہے کہ: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ○
(اور ابراہیم ؑ نے اپنے باپ کے لئے جو مغفرت کی دعا کی تھی وہ تو اس وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس نے اس سے کیا تھا لیکن جب اس پر واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بے تعلق ہوگیا۔ درحقیقت ابراہیم بڑا ہی دردمند اور بردبار تھا۔)

(۴۸) حضرت ابراہیم کی وطن سے ہجرت | حضرت ابراہیم نے کہا کہ جب میری باتوں کا تمہارے اوپر کوئی اثر نہیں ہوتا تو میں آپ کو بھی اپنے اس وطن کو بھی اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ اللہ کے سوا پکارتے ہیں سب کو چھوڑتا ہوں میں پروردگار سے امید رکھتا ہوں کہ اس کی بندگی کرکے میں ناکام و نامراد نہیں رہوں گا وہ سب کی سننے والا ہے میری بھی سُنے گا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا

فَلَمَّا	اعْتَزَلَهُمْ	وَمَا	يَعْبُدُونَ	مِنْ دُونِ	اللّٰهِ	وَهَبْنَا
پھر جب	وہ کنارہ کش ہو گئے ان سے	اور جو	وہ پرستش کرتے تھے	سوائے	اللہ	ہم نے عطا کیا

پھر جب وہ (ابراہیم) اُن سے اور اللہ کے سوا وہ جن کی پرستش کرتے تھے ان سے کنارہ کش ہو گئے ہم نے اس کو

لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾

لَهٗ	اِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	وَكُلًّا	جَعَلْنَا	نَبِيًّا	
اس کو	اسحٰق	اور یعقوب	اور سب کو	ہم نے بنایا	نبی	

اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے اور ان سب کو ہم نے نبی بنایا۔

۴۹ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ بِاَنْ ذَهَبَ اِلَى الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ وَهَبْنَا لَهٗ اِبْنَيْنِ يَاْنَسُ بِهِمَا اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا مِنْهُمَا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

۴۹ سو جب ابراہیم ان کو اور ان کے معبودوں کو جو انہوں نے اللہ کے سوا بنا رکھے تھے چھوڑ کر ارضِ مقدس کی طرف گیا عطا کئے ہم نے اسکو دو بیٹے اسحٰق اور یعقوب تاکہ وہ ان سے اُنس پکڑے۔

اور ہم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو نبی بنایا۔

تشریح

۴۹ حضرت ابراہیمؑ پر اللہ کی نوازش۔ جو اللہ کے لئے قربانی دیتا ہے اللہ اسکو محروم نہیں رکھتا۔ | اگر بندہ اللہ کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کو ترک کرتا ہے، گھر کے آرام کو چھوڑ کر سفر کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور صرف اللہ کے لئے اپنوں سے دور چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکو اپنی عنایتوں سے اور اپنے انعامات سے محروم نہیں فرماتے۔ حضرت ابراہیم جب اپنے والد، اہلِ وطن اور معبودانِ باطل کو چھوڑ کر اللہ کے لئے نکلے اور شام اور فلسطین پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی اولاد میں بڑی برکت عطا فرمائی، ان کے خاندان سے نبوت کا فیض چلا۔ حضرت اسحٰق ان کے دوسرے بیٹے ہوئے۔ حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کے پوتے حضرت یعقوب ہوئے۔ یہ دونوں خود بھی نبی تھے۔ حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام حضرت اسرائیل تھا۔ بنی اسرائیل کے سلسلے سے کتنے ہی انبیاء کرام پیدا ہوئے۔ اس طرح حضرت ابراہیم دنیا اور آخرت میں بلند اور سرفراز ہوئے۔

آج جو لوگ اپنا وطن مکہ چھوڑ کر ہجرت کے لئے مجبور ہوئے ہیں وہ بھی حضرت ابراہیم کی طرح عزت پائیں گے۔ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرکے مہاجرین کو تسلی بھی دی ہے۔ کہ تم گھر چھوڑ کر برباد نہیں بلکہ آباد ہو گئے۔

ع ۳ ع ۶

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ع ﴿۵۰﴾

وَوَهَبْنَا	لَهُمْ	مِّنْ	رَّحْمَتِنَا	وَجَعَلْنَا	لَهُمْ	لِسَانَ	صِدْقٍ	عَلِيًّا
اور ہم نے عطا کیا	انہیں	سے	اپنی رحمت	اور ہم نے کیا	ان کا	ذکر	سچا جمیل	نہایت بلند

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے (بہت کچھ) عطا کیا اور ہم نے ان کا ذکر جمیل نہایت بلند کیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	مُوْسٰٓى	اِنَّهٗ	كَانَ	مُخْلَصًا	وَّكَانَ	رَسُوْلًا	نَّبِيًّا
اور یاد کرو	کتاب میں	موسیٰ	بیشک وہ	تھا	برگزیدہ	اور تھا	رسول	نبی

اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بیشک وہ برگزیدہ تھے اور رسول نبی تھے

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾

وَنَادَيْنٰهُ	مِنْ	جَانِبِ	الطُّوْرِ	الْاَيْمَنِ	وَقَرَّبْنٰهُ	نَجِيًّا
اور ہم نے اسے پکارا	سے	جانب	کوہ طور	داہنی	اور اسے نزدیک بلایا	راز بتانے کو

اور ہم نے اسے کوہ طور کی داہنی جانب سے پکارا اور اسے راز بتلانے کو نزدیک بلایا

﴿۵۰﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ الثَّلَاثَةَ مِنْ رَّحْمَتِنَا الْمَالَ وَالْوَلَدَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○ رَفِيْعًا وَهُوَ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ فِيْ جَمِيْعِ اَهْلِ الْاَدْيَانِ

﴿۵۰﴾ اور ہم نے ان تینوں کو اپنی رحمت سے مال اور اولاد دی اور ان کے لئے سچی زبان بلند عطا فرمائی یعنی تمام مذہب والے انکی عمدہ تعریف کرتے ہیں

﴿۵۱﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا بِكَسْرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا مَنْ اَخْلَصَ فِيْ عِبَادَتِهٖ وَاَخْلَصَهُ اللّٰهُ مِنَ الدَّنَسِ وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○

﴿۵۱﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا الخ اور یاد کر قرآن میں موسیٰ کو بیشک وہ تھا خالص اللہ کی عبادت کرنے والا اور گناہوں اور عیبوں سے پاک اور وہ پیغمبر اولوالعزم تھا۔

﴿۵۲﴾ وَنَادَيْنٰهُ بِقَوْلِ يَا مُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ اِسْمُ جَبَلٍ الْاَيْمَنِ اَيِ الَّذِيْ يَلِيْ يَمِيْنَ مُوْسٰى حِيْنَ اَقْبَلَ مِنْ مَدْيَنَ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ○

﴿۵۲﴾ اور ہم نے اسکو آواز دی ساتھ اس کلام کے کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی اللہ طور کی اس جانب سے جو موسیٰ کی داہنی طرف واقع تھی جبکہ وہ مدین سے آتا تھا اور ہم نے اس کو اپنے نزدیک کیا سرگوشی میں اسطرح کہ اسکو اپنے کلام سنائے۔

مُنَاجِيًا بِأَنْ أَسْمَعَهُ تَعَالَى كَلَامَهُ

تشریح

۵۰ ابراہیم اور آل ابراہیم پر اللہ کی رحمتیں | کہاں تو حضرت ابراہیم بے کسی کے ساتھ گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے اور کہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے ایسا نوازا کہ تمام مذاہب کے لوگ حضرت ابراہیم کی تکریم کرتے ہیں۔ احترام سے ان کا نام لیا جاتا ہے اور ان پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ امتِ محمدیہ جب حضرت محمدؐ پر درود و سلام بھیجتی ہے تو اس کے ساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم سب کو شامل کیا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ ہر نماز میں کروڑوں لوگوں کی زبان پر یہ درود ہوتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی مقبولیت کی دلیل ہے — دنیا جھوٹی شہرت اور ناموری کیلئے کیا کچھ نہیں کر لیتی اللہ کے ان نیک بندوں کو وہ حقیقی عزت اور سرفرازی ملتی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے دُعا کی تھی کہ، وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ مجھے دونوں جہاں میں بھی ناموری عطا کر۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ کی یہ دُعا کیسی مقبول ہوئی اور اللہ نے ان کو انکی قربانی کا کیسا ثمرہ عطا فرمایا۔

۵۱ حضرت موسیٰ کے حالات کا تذکرہ کریں | قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کا جو بیان کیا جا رہا ہے وہ اے محمدؐ آپ لوگوں کو سنائیے کیونکہ وہ ایک اولوالعزم پیغمبر اور خاص مرتبے اور شان کے حامل برگزیدہ ہستی تھے۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی امت قرار پائے۔ آج جو بڑی امتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں ان میں ایک حضرت موسیٰؑ کی امت بنی اسرائیل ہے اور پھر دوسری بڑی امت بنی اسماعیل سے ہے۔ حضرت ابراہیم کے تذکرے میں نصاریٰ اور مکّے کے لوگوں کو بتانا تھا کہ نہیں حضرت ابراہیم کی اصل دعوت کو سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ حضرت ہارون کا ذکر کرکے یہودیوں کو متنبہ کرنا ہے کہ اصل دین وہ نہیں ہے جو تم نے بنا لیا ہے بلکہ اصل دین وہ ہے جو حضرت موسیٰؑ نے پیش کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی واضح پیش گوئی کو سامنے رکھ کر بنی اسماعیل کے نبی حضرت محمدؐ کی رسالت کا انہیں کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیئے۔ جس طرح امت محمدیہ تمام انبیاء اور رسولوں کے مقام کا اور ان کی صداقت کا کھلے دل سے اقرار کرتی ہے اسی طرح یہود و نصاریٰ کو بھی اللہ کے تمام سچے نبیوں پر ایمان لانا چاہیئے۔

حضرت موسیٰ کے لئے رسول نبی کا لفظ لاکر انکی جلالتِ قدر کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ صرف نبی ہی نہیں تھے بلکہ صاحب شریعت تھے اور ایک جداگانہ امت کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ اگرچہ رسول کے معنیٰ فرستادہ یعنی بھیجے ہوئے کے ہیں اور یہ غیر انبیاء یعنی فرشتوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے لیکن بطور ایک اصطلاح کے رسول صرف ان مکرم ہستیوں کے لئے ہے جن کو اللہ تعالیٰ منصب رسالت پر مقرر فرماتے ہیں نبی کے مقابلے میں رسول کا منصب زیادہ اہم ہوتا ہے ایک حدیث جو مسند امام احمد میں حضرت امامہ سے مروی ہے اور مسند حاکم نے اس حدیث کو حضرت ابوذرؓ سے روایت کیا ہے یہ بات منقول ہے کہ نبیؐ نے رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ بتائی اور انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ارشاد فرمائی۔

۵۲ حضرت موسیٰ کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی | جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کی طرف جاتے ہوئے اس راستے سے گزر رہے تھے جو کوہ طور کے جنوب سے جاتا ہے اور آگ کی چمک محسوس کرکے اس بابرکت مقام پر پہنچے جو ان کے داہنے ہاتھ کی طرف مغرب کی جانب تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پکارا، نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہمکلامی کا شرف بخشا اور رو برو وہ باتیں کیں جو صرف عبد و معبود کے درمیان تھیں اور کوئی دوسرا اس گفتگو میں شریک نہیں تھا۔ قرآن مجید میں اس جگہ کو طویٰ کی مقدس وادی فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے، اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (جب اس کے رب نے طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا)

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَآ أَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾

وَ وَهَبْنَا	لَهُ	مِنْ + رَّحْمَتِنَا	أَخَاهُ	هٰرُوْنَ	نَبِيًّا
اور ہم نے عطا کیا	اسے	اپنی رحمت سے	اس کا بھائی	ہارون	نبی

اور ہم نے اُسے اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون (علیہ السلام) عطا کیا۔

﴿٥٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا نِعْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ بَدَلٌ أَوْ عَطْفُ بَيَانٍ نَبِيًّا ○ حَالٌ هِيَ الْمَقْصُوْدَةُ بِالْهِبَةِ إِجَابَةً لِسُؤَالِهِ أَنْ يُّرْسِلَ أَخَاهُ مَعَهُ وَكَانَ أَسَنَّ مِنْهُ

﴿٥٣﴾ اور ہم نے اسکو اپنی رحمت سے یہ نعمت دی کہ اس کے کہنے سے اس کے بھائی ہارون کو پیغمبر بنایا۔ ہارون موسیٰ سے عمر میں بڑے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ ہارون کو میرے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیج۔ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی اور ہارون کو پیغمبر بنایا۔

تشریح

﴿٥٣﴾ **حضرت موسیٰ ؑ کے معاون نبی انکے بڑے بھائی حضرت ہارون ؑ** حضرت موسیٰ ؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر کو رہنمائی کے لئے مقرر کرنے کے ساتھ اللہ تعالٰی نے ایک رحمت یہ بھی فرمائی کہ حضرت موسیٰ کی مدد کے لئے ان کے بڑے بھائی حضرت ہارون کو ان کا معاون نبی مقرر کیا جو اُن کے کام میں مددگار رہے۔ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالٰی سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار مقرر فرمائیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ:۔ وَأَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْ (سورۃ القصص آیت ۳۴ پارہ ۲۰)

(اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ زبان آور (فصیح) ہے اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج تاکہ وہ میری تائید کرے)

دوسری جگہ ارشاد ہے،

" وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ هٰرُوْنَ أَخِي " (سورۃ طٰہٰ آیت ۲۹ - ۳۰ پارہ ۱۶)

(اور میرے لئے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کردے، ہارون جو میرا بھائی ہے)

اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ کی درخواست قبول فرمائی اور حضرت ہارون کو نبی بنا کر حضرت موسیٰ ؑ کی اعانت فرمائی۔ بخاری اور مسلم میں غزوہ تبوک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

(سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا: تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون ؑ کو حضرت موسیٰ ؑ سے تھی۔ اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کو نبوت کے ساتھ خلافت ملی تھی۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	اِسْمٰعِيْلَ	اِنَّهٗ	كَانَ	صَادِقَ
اور یاد کرو	کتاب میں	اسمٰعیل	بیشک وہ	تھے	سچے

اور کتاب میں اسمٰعیلؑ کو یاد کرو ۔ بیشک وہ وعدہ کے سچے

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

الْوَعْدِ	وَكَانَ	رَسُوْلًا	نَّبِيًّا	وَ كَانَ + يَاْمُرُ	اَهْلَهٗ
وعدہ	اور تھے	رسول	نبی	اور حکم دیتے تھے	اپنے گھروالے

تھے ، اور رسول نبی تھے ۔ اور وہ اپنے گھروالوں کو نماز

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ	وَكَانَ	عِنْدَ + رَبِّهٖ	مَرْضِيًّا
نماز کا	اور زکوٰۃ	اور وہ تھے	اپنے رب کے ہاں	پسندیدہ

اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے ۔ اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھے ۔

﴿۵۴﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ
لَمْ يَعِدْ شَيْئًا اِلَّا وَفٰى بِهٖ وَانْتَظَرَ
مِنْ وَعْدِهٖ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
حَوْلًا حَتّٰى رَجَعَ اِلَيْهِ فِي مَكَانِهٖ
وَكَانَ رَسُوْلًا اِلٰى جُرْهُمَ نَبِيًّا ○
﴿۵۵﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ اَىْ قَوْمَهٗ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ نَ عِنْدَ رَ بِّهٖ
مَرْضِيًّا ○ اَصْلُهٗ مَرْضُوْوٌ قُلِبَتِ
الْوَاوَانِ يَائَيْنِ وَالضَّمَّةُ كَسْرَةً

﴿۵۴﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ الخ اور یاد کر قرآن میں قصہ اسمٰعیلؑ کا بیشک وہ سچے وعدہ والا تھا جو وعدہ کرتا اسکو پورا کرتا تھا ایک دفعہ ایک شخص سے ایک جگہ رہنے کا وعدہ کیا تین دن تک یا ایک برس تک اسکی انتظار میں وہاں رہا جب وہ شخص جس سے وعدہ کیا تھا آیا اس وقت وہاں سے جدا ہوئے اور تھا اسمٰعیل پیغمبر بھیجا گیا طرف قوم جرہم کے ۔

﴿۵۵﴾ اور وہ حکم کرتا تھا اپنی قوم کو نماز اور زکوٰۃ کا اور اپنے رب کا پسندیدہ تھا ۔

تشریح

﴿۵۴﴾ حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت کے ساتھ رسالت اور ان کے وعدے کی پختگی

اور اے محمدؐ ! اللہ کی اس کتاب (قرآن مجید) میں حضرت اسمٰعیل کا جو ذکر ہے وہ بھی ان لوگوں کو سناؤ کہ ان کو نبوت کے ساتھ رسالت بھی عطا کی گئی تھی اور ان کی ایک صفت یہ تھی کہ وہ وعدے کے بڑے پکے اور سچے تھے ۔

حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے ہوئے۔ بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیل تھے جن کو ذبیح اللہ کا لقب دیا گیا۔ دوسرے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے۔ حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب ہوئے جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا انہی کے خاندان اور سلسلے سے بنی اسرائیل سے بہت سے پیغمبر ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی اُسی سلسلے سے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کے سلسلے سے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمدؐ ہوئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی دو خصوصیات ذکر کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ ان کو نبوت کے ساتھ رسالت دی گئی جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ۔ (اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیلؑ کو منتخب کر لیا۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو شریعت ابراہیمی دیکر بنی جرہم کی طرف مبعوث فرمایا۔ ان کی دوسری خصوصیت وعدے کا سچا ہونا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد حضرت ابراہیمؑ سے عرض کیا تھا کہ،

قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

(سورہ صٰفّٰت آیت ۱۰۲ پارہ ۲۳)

(اس نے کہا ابا جان! جو کچھ آپکو حکم دیا جا رہا ہے اُسے کر ڈالیے۔ آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائینگے۔)

حضرت اسماعیل نے اپنے والد سے کیا گیا یہ وعدہ پورا کیا اور ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت اسماعیل کے سلسلے سے آخری رسول حضرت محمدؐ بھی وعدے کے ایسے ہی سچے اور پکے تھے۔ حدیث کی کتاب ابوداؤد میں نبیؐ کا ایک مثالی واقعہ موجود ہے جس کو عبداللہ بن ابی الحمُسار نے خود بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ ایک تجارتی معاملہ کیا بات چل رہی تھی کہ مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا میں نے آپ سے کہا آپ یہیں ٹھیریں میں ابھی آتا ہوں۔ جا کر کام میں ایسا مشغول ہو گیا کہ آپ سے کہی ہوئی بات بھول گیا۔ تین دن بعد اتفاقاً ادھر سے گزر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ میرے انتظار میں وہیں کھڑے ہیں۔ میں شرمندہ سا آپ کی طرف بڑھا تو آپ نے صرف اتنا ہی کہا، "تم نے مجھے بڑی زحمت دی۔"

(۵۵) **حضرت اسمٰعیل رب کے پسندیدہ انسان اور ان کا اپنے گھر سے تبلیغ کا آغاز**

حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل جو ایک جلیل القدر پیغمبر تھے وہ اپنے رب کے منتخب اور پسندیدہ انسان تھے۔ اپنے قول و فعل میں اللہ کی مرضی پر چلنے والے تھے خود بھی اچھے تھے اور دوسروں کو اچھا بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے کام کا آغاز خود اپنے گھر سے کیا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ نماز جانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت۔ اس طرح وہ مال و جان سے اللہ کا عبادت گذار اور اطاعت گذار بننے کی تلقین کرتے تھے۔ اصلاح کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ انسان اس کام کو اپنے گھر سے شروع کرے تاکہ وہ خود اور اس کے اہل و عیال دوسروں کے لئے عملی نمونہ بن جائیں۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ یہ بات ارشاد ہوئی ہے کہ۔

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲ پارہ ۱۶)

(اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور اس پر قائم رہو)

قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے،

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ (سورہ تحریم آیت ۶ پارہ ۲۸)

(اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے۔)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا

صِدِّيقًا	كَانَ	إِنَّهُ	إِدْرِيسَ	فِي الْكِتَابِ	وَاذْكُرْ
سچے	تھے	بیشک وہ	ادریس	کتاب میں	اور یاد کرو

اور کتاب میں ادریسؑ کو یاد کرو بیشک وہ سچے نبی تھے

نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

	عَلِيًّا	مَكَانًا	وَرَفَعْنَاهُ	نَّبِيًّا
	بلند	ایک مقام	اور ہم نے اُسے اٹھا لیا	نبی

اور ہم نے اُسے ایک بلند مقام پر اٹھا لیا۔

﴿۵۶﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ هُوَ جَدُّ أَبِي نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ○

﴿۵۶﴾ اور یاد کر قرآن میں ادریس کو (ادریس نوح کا پردادا ہوتا ہے) بیشک ادریس بہت سچا پیغمبر تھا۔

﴿۵۷﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○ هُوَ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ أَوِ السَّادِسَةِ أَوِ السَّابِعَةِ أَوْ فِي الْجَنَّةِ أُدْخِلَهَا بَعْدَ أَنْ أُذِيقَ الْمَوْتَ وَأُحْيِيَ وَلَمْ يُخْرَجْ مِنْهَا

﴿۵۷﴾ ہم نے اس کو بلند جگہ میں اٹھا لیا۔ ادریس زندہ ہے چوتھے آسمان یا چھٹے یا ساتویں میں یا جنت میں۔ اسطرح کہ اس کو داخل کیا جنت میں بعد اس کے کہ اس پر موت بھیجی اور پھر وہیں اسکو زندہ کر دیا گیا جنت سے اس کو نکالا نہیں گیا۔

تشریح

﴿۵۶﴾ حضرت ادریس کا ذکر | اور اے پیغمبرؐ آپ ان کے سامنے حضرت ادریسؑ کا ذکر کریں کہ وہ ایک راست باز انسان اور اللہ کے نبی تھے۔ قرآن مجید میں حضرت ادریس کا ذکر سورۂ انبیاء میں بھی آیا ہے۔ ارشاد ہے۔ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ۔ (سورۂ انبیاء آیت ۸۵ پارہ ۱۷)

(اور یہی نعمت اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو دی۔ اور یہ سب صابر لوگ تھے۔)

حدیث معراج میں بھی حضرت ادریسؑ کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ کی ان سے چوتھے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی، صدق و وفا کے لحاظ سے حضرت ادریسؑ کی شخصیت بڑی عظیم تھی۔

﴿۵۷﴾ حضرت ادریس کا مقام بلند | اللہ تعالیٰ کے یہاں حضرت ادریس کا مرتبہ بڑا بلند تھا وہ قرب و عرفان کے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ راجح یہ ہے کہ حضرت ادریس کا زمانہ حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان میں ہے۔ بہرحال وہ ایک بلند مرتبہ نبی تھے اور قرآن نے ان کے ذکر کو دوام بخشا ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ

أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	أَنْعَمَ + اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	مِنَ	النَّبِيِّينَ	مِنْ
یہ وہ لوگ	وہ جنہیں	اللہ نے انعام کیا	ان پر	سے	نبی (جمع)	سے

یہ ہیں نبیوں میں سے وہ جن پر اللہ نے انعام کیا، اولادِ

ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ

ذُرِّيَّةِ	آدَمَ	وَمِمَّنْ	حَمَلْنَا	مَعَ	نُوحٍ	وَمِنْ	ذُرِّيَّةِ	إِبْرَاهِيمَ
اولاد	آدم	اور ان سے جنہیں	سوار کیا ہم نے	ساتھ	نوح	اور سے	اولاد	ابراہیم

آدم میں سے ، اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیمؑ

وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

وَإِسْرَائِيلَ	وَمِمَّنْ	هَدَيْنَا	وَاجْتَبَيْنَا	إِذَا + تُتْلَىٰ	عَلَيْهِمْ
اور یعقوب	اور ان سے جنہیں	ہم نے ہدایت دی	اور ہم نے چُنا	جب پڑھی جائیں	ان پر

اور یعقوبؑ کی اولاد میں سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی، اور چُنا۔ جب ان پر رحمٰن کی آیتیں

آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ السجدة

آيَاتُ + الرَّحْمَٰنِ	خَرُّوا	سُجَّدًا	وَ	بُكِيًّا	
رحمٰن کی آیتیں	وہ گر پڑتے	سجدہ کرتے ہوئے	اور	روتے ہوئے	

پڑھی جائیں وہ (زمین پر) گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے۔

﴿٥٨﴾ أُولَٰئِكَ مُبْتَدَأٌ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ صِفَةٌ لَهُ مِنَ النَّبِيِّينَ بَيَانٌ لَهُمْ وَهُوَ فِي مَعْنَى الصِّفَةِ وَمَا بَعْدَهُ إِلَى جُمْلَةِ الشَّرْطِ صِفَةٌ لِلنَّبِيِّينَ فَقَوْلُهُ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ أَيْ إِدْرِيسَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا

﴿٥٨﴾ یہ ہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان پر انعام فرمایا کہ یہ پیغمبر ہیں ذریت آدم سے

یعنی ادریس اور ان میں سے کہ جن کو ہم نے

مَعَ نُوْحٍ فِی السَّفِیْنَةِ
اَیْ اِبْرَاهِیْمَ ابْنَ
ابْنِهٖ سَامَ وَمِنْ
ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ اَیْ
اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ
وَیَعْقُوْبَ وَمِنْ ذُرِّیَّةِ
اِسْرَائِیْلَ وَهُوَ یَعْقُوْبُ
اَیْ مُوْسٰی وَهَارُوْنَ
وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی
وَعِیْسٰی وَمِمَّنْ هَدَیْنَا
وَاجْتَبَیْنَا اَیْ مِنْ جُمْلَتِهِمْ
وَخَبَرُ اُولٰٓئِكَ اِذَا تُتْلٰی
عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ
خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ○
جَمْعُ سَاجِدٍ وَبَاكٍ اَیْ فَکُوْنُوْا
مِثْلَهُمْ وَاَصْلُ بُکِیٍّ بُکُوْیٌ قُلِبَتِ
الْوَاوُ یَاءً وَالضَّمَّةُ کَسْرَةً

نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا یعنی ابراہیم جو نوح کے بیٹے سام کا بیٹا ہے یعنی نوح کا پوتا۔ اور ابراہیم کی اولاد سے یعنی اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب،

اور یعقوب کی اولاد سے یعنی موسیٰ اور ہارون اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور ان تمام میں سے کہ

جن کو ہم نے راہ دکھلایا اور برگزیدہ کیا۔ ان سب کا یہ حال ہے کہ
جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں۔
حاصل یہ ہے کہ تم بھی انہیں کی طرح ہو جاؤ
(بُکِیّ کی اصل بُکُوْیٌ تھی واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کرتا ضمہ کو کسرہ سے بدلا)

تشریح

(۵۸) یہ سب انبیاء کرام اللہ کے بندے اور آدم کی اولاد تھے | یہ اللہ کے نبی اور رسول جن کا تذکرہ آغاز سے لیکر یہاں تک ہوا ہے یہ وہ لوگ تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کی بارش فرمائی۔ یہ سب اللہ کے بندے اور سب سے پہلے انسان آدم کی اولاد تھے ان میں نہ کوئی خدا تھا نہ خدا کا بیٹا تھا نہ خدا کا اوتار تھا۔ ان پیغمبروں میں وہ لوگ بھی تھے جو ان لوگوں کی نسل سے تھے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، کچھ ابراہیم اور اسرائیل کی نسل سے تھے جیسے حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ حضرت اسماعیلؑ جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ پھر حضرت یعقوب حضرت اسرائیل کی اولاد میں سے موسیٰؑ ہارونؑ زکریا یحییٰ، عیسیٰ (علیہم السلام) تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے ہدایت سے نوازا تھا، منصب رسالت و نبوت پر فائز کر کے برگزیدہ کیا تھا مگر اس جلالتِ شان اور علمی و عملی کمالات کے باوجود ان کا اُسوہ یہ تھا کہ جب وہ اللہ کی آیتوں کو سُنتے تھے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور روتے ہوئے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ انہی کی اتباع کرتے ہوئے حکم ہوا ہے کہ جب ہم اس آیت کو تلاوت کریں تو ہم بھی اللہ کے سامنے سجدہ میں گر جائیں۔ اس کو "آیت سجدہ" کہا جاتا ہے۔ اور علامت کے طور پر حاشیے پر لفظ "سجدہ" لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ سجدہ عملی طور پر اس کیفیت کا اظہار ہے کہ جو اللہ کے کلام کی تاثیر سے سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

وَاتَّبَعُوا	الصَّلٰوةَ	اَضَاعُوا	خَلۡفٌ	مِنۢ بَعۡدِهِمۡ	فَخَلَفَ
اور پیروی کی	نماز	انہوں نے گنوادی	چند جانشین (ناخلف)	ان کے بعد	پھر جانشین ہوئے

پھر ان کے بعد چند ناخلف جانشین ہوئے، انہوں نے نماز گنوادی اور خواہشات (نفسانی) پیروی

الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ

وَ	تَابَ	مَنۡ	اِلَّا	غَيًّا	يَلۡقَوۡنَ	فَسَوۡفَ	الشَّهَوٰتِ
اور	توبہ کی	جو۔جس	مگر	گمراہی	انہیں ملے گی	پس عنقریب	خواہشات

کی، پس عنقریب انہیں گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ

الۡجَنَّةَ	يَدۡخُلُوۡنَ	فَاُولٰٓئِكَ	صَالِحًا	وَعَمِلَ	اٰمَنَ
جنت	وہ داخل ہوں گے	پس یہی لوگ	نیک	اور عمل کئے	ایمان لایا

نیک عمل کئے پس یہی لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۨالَّتِىۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ

الرَّحۡمٰنُ	وَعَدَ	الَّتِىۡ	عَدۡنِ	جَنّٰتِ	شَيۡـًٔا	وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ
رحمٰن	وعدہ کیا	وہ جو	ہمیشگی	باغات	کچھ۔ذرا	اور ان کا نقصان نہ کیا جائیگا

اور ذرہ بھر بھی ان کا نقصان نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغات میں، جن کا وعدہ رحمٰن نے غائبانہ

عِبَادَهٗ بِالۡغَيۡبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِيًّا ﴿۶۱﴾

مَاۡتِيًّا	وَعۡدُهٗ	كَانَ	اِنَّهٗ	بِالۡغَيۡبِ	عِبَادَهٗ
آنے والا۔	اس کا وعدہ	ہے	بیشک وہ	غائبانہ	اپنے بندے (جمع)

اپنے بندوں سے کیا۔ بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے۔

﴿۵۹﴾ فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ بِتَرۡكِهَا كَالۡيَهُوۡدِ وَالنَّصَارٰى وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ مِنَ الۡمَعَاصِىۡ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ

﴿۵۹﴾ پھر ان مذکورین کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ایسے پیدا ہوئے کہ انہوں نے نمازوں کو ضائع کیا یعنی چھوڑ دیا جیسے یہود اور نصاریٰ اور گناہوں میں پھنسے خواہشوں کی پیروی کر کے
سو نزدیک ہے کہ یہ گریں گے غی میں

غَیًّا ○ هُوَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ اَیْ
(غیّ ایک طبقہ دوزخ کا نام ہے)

(٦٠) یَقَعُوْنَ فِیْهِ اِلَّا لٰكِنْ
مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ یُنْقَصُوْنَ
شَیْـًٔا ○ مِنْ ثَوَابِهِمْ۔

(٦٠) لیکن جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے عمل کرے۔
پس یہی لوگ داخل ہونگے جنت میں اور ان کا ثواب بالکل کم نہ کیا جائے گا۔

(٦١) جَنّٰتِ عَدْنِ اِقَامَةٍ بَدَلٌ مِنَ
الْجَنَّةِ بِالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ
عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ حَالٌ اَیْ غَائِبِیْنَ
عَنْهَا اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ اَیْ مَوْعُوْدُهٗ
مَاْتِیًّا ○ بِمَعْنٰی اٰتِیًا وَاَصْلُهٗ مَا
نَوٰی اَوْ مَوْعُوْدُهٗ هُنَا الْجَنَّةُ یَاْتِیْهِ
اَهْلُهٗ

(٦١) ان کے رہنے کو وہ باغ ہیں کہ جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے کیا بے دیکھے بیشک اس کا وعدہ ضرور ہونے والا ہے۔

تشریح

(٥٩) انبیاء کرام کی امتوں کا حال | اللہ کے ان برگزیدہ پیغمبروں کی پاکیزہ زندگی تو یہ تھی کہ وہ خود بھی پوری طرح اللہ کی ہدایت پر گامزن تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کا راستہ دکھاتے تھے۔ مگر ان کی امتوں کا حال یہ ہوا کہ دنیا کی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ عبادتوں میں سب سے اہم عبادت نماز کو ضائع کرنے لگے۔ بعض تو اس کے فرض ہونے کا ہی انکار کر بیٹھے، بعض فرض جانتے ہوئے بھی اس کو ادا کرنا ضروری نہ سمجھتے، بعض نے پڑھی تو، جماعت، وقت، اس کی شرطوں اس کے حقوق اور اس کے تقاضوں کی رعایت نہ کی۔ ان میں سے ہر ایک اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا کہ خدا کی یاد سے غفلت کس طرح انسان کو خواہشاتِ نفس کا بندہ بناتی ہے اور اس کے اخلاق و معاملات کس طرح متاثر ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ گمراہی تک پہونچ جاتا ہے۔

(٦٠) توبہ کے دروازے کھلے ہیں | لیکن گناہوں اور گمراہیوں میں پھنسے ہوئے وہ لوگ جو اپنی پچھلی زندگی سے سچے دل سے توبہ کرلیں، ایمان لے آئیں نیک عمل اختیار کرلیں ان کے لئے توبہ کے دروازے بند نہیں ہیں۔ توبہ کے بعد جو نیک اختیار کرے گا اس کے پچھلے گناہوں کی وجہ سے اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی وہ اطمینان رکھے کہ اس کا حق ضائع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں کرتے ان کو جنت میں داخل کیا جائیگا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (سچے دل سے توبہ کرنے والا گناہ گار ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔)

٦١ سچے دل سے توبہ کرنے والوں سے جنت کے وعدے جو پورے ہو کر رہیں گے۔ | جن لوگوں نے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی عبادت خاص طور پر نماز سے غفلت اختیار کی لیکن پھر اپنی اصلاح کر کے سچے دل سے توبہ کی، اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگی۔ جب یہ بندے پیغمبر پر یقین کر کے بغیر دیکھے غیب پر ایمان لائے تو اللہ کی طرف سے بھی وعدہ ہے کہ جنت کے وہ باغ جو اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں ان میں وہ ضرور داخل ہوں گے اور یہ اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ

لَا يَسْمَعُونَ	فِيهَا	لَغْوًا	إِلَّا سَلٰمًا	وَلَهُمْ	رِزْقُهُمْ	فِيهَا	بُكْرَةً	وَّعَشِيًّا	تِلْكَ
وہ نہ سنیں گے	اس میں	بیہودہ	سوائے سلام	اور انکیلئے	انکا رزق	اس میں	صبح	اور شام	یہ

اور اس میں سلام کے سوا کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے اور ان کے لئے اس میں صبح و شام انکا رزق ہے۔

الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾

الْجَنَّةُ	الَّتِي	نُورِثُ	مِنْ	عِبَادِنَا	مَنْ	كَانَ	تَقِيًّا
جنت	وہ جو کہ	ہم وارث بنائینگے	سے۔کو	اپنے بندے	جو	ہونگے	پرہیزگار

یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے (ان) بندوں کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوں گے

(٦٢) لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا مِنَ الْكَلَامِ
إِلَّا لٰكِنْ يَسْمَعُونَ سَلٰمًا مِنَ
الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمْ أَوْ مِنْ بَعْضِهِمْ عَلٰى
بَعْضٍ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً
وَّعَشِيًّا ○ أَيْ عَلٰى قَدْرِهِمَا فِي الدُّنْيَا
وَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ نَهَارٌ وَلَا لَيْلٌ بَلْ ضَوْءٌ وَنُورٌ
أَبَدًا۔
(٦٣) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ نُعْطِي وَنُنْزِلُ
مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ○
بِطَاعَتِهٖ

(٦٢) اہل جنت، جنت میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے لیکن وہ سنیں گے سلام فرشتوں کا یا آپس میں ایک دوسرے کا سلام سنیں گے اور ان کو وہاں صبح اور شام سے وہ فاصلہ ہے جو درمیان صبح اور شام کے دنیا میں واقع ہے یعنی اس قدر زمانہ میں دو مرتبہ انکو کھانا ملے گا ورنہ جنت میں دن رات نہیں بلکہ ہمیشہ وہاں روشنی اور نور ہے۔

(٦٣) یہ وہ جنت ہے جو ہم اپنے بندوں میں سے ان کو دینگے جو پرہیزگار ہیں حق تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں۔

تشریح

(٦٢) اس جنت کی کچھ کیفیت | وہ جنت جس میں اہل جنت کا قیام ہوگا اس میں ایک بڑی نعمت یہ ہوگی کہ وہاں کوئی بیہودہ اور فضول بات سننے کو نہیں ملے گی وہاں ایک ستھری اور پاکیزہ فضا ہوگی بس بھلی اور معقول باتیں ہی کانوں میں پڑیں گی صبح و شام کا رزق اہل جنت کو ملتا رہیگا جسمانی اور روحانی ہر طرح کی غذا ان کو پہنچے گی۔ وہاں کے صبح و شام دنیا کے صبح و شام سے مختلف ہوں گے۔ انوار کے تنوع سے صبح و شام کا اندازہ ہو گا۔ اس لئے کہ وہاں نہ سورج کا طلوع و غروب ہوگا اور نہ روز و شب کا یہ انداز جو اس دنیا میں ہے۔

(٦٣) جنت کے وارث متقی بندے ہونگے | اللہ کی بنائی ہوئی یہ بے نظیر جنت انہی کو ملے گی جو اللہ کے نیک متقی اور پرہیزگار بندے ہیں۔ اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کو جنت ملی تھی۔ ان کی نیک اولاد کے لئے یہ جنت ان کے جدامجد کی میراث ہے جس کو نہ ختم کیا جاسکتا ہے نہ واپس لیا جاسکتا ہے، نہ وہاں سے نکالا جاسکتا ہے۔ میراث کے ذریعے جو چیز ملتی ہے اس میں پوری پوری ملکیت اور مالکانہ حقوق پائے جاتے ہیں۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ج لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا

وَمَا + نَتَنَزَّلُ	اِلَّا	بِاَمْرِ	رَبِّكَ	لَهٗ	مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا	وَمَا خَلْفَنَا
اور ہم نہیں اترتے	مگر	حکم سے	تمہارا رب	اسکے لئے	جو ہمارے ہاتھوں میں (آگے)	اور جو ہمارے پیچھے

اور (فرشتوں نے کہا) ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اُترتے اسی کے لئے ہے جو ہمارے آگے اور ہمارے

وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ج وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ ج رَبُّ السَّمٰوٰتِ

وَمَا	بَيْنَ ذٰلِكَ	وَمَا	كَانَ	رَبُّكَ	نَسِيًّا	رَبُّ + السَّمٰوٰتِ
اور جو	اس کے درمیان	اور نہیں	ہے	تمہارا رب	بھولنے والا	آسمانوں کا رب

پیچھے ہے اور اس کے درمیان ہے، اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ط

وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	فَاعْبُدْهُ	وَاصْطَبِرْ	لِعِبَادَتِهٖ
اور زمین	اور جو	انکے درمیان	پس اسکی عبادت کرو	اور ثابت قدم رہو	اسکی عبادت پر

اور زمین کا اور جو اُن کے درمیان ہے. پس اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو

ع ۴ / ۱۵

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع

هَلْ	تَعْلَمُ	لَهٗ	سَمِيًّا
کیا	تو جانتا ہے	اس کا	ہم نام کوئی

کیا تو کوئی اس کا ہم نام جانتا ہے؟

(۶۴) وَنَزَلَ لَمَّا تَاَخَّرَ الْوَحْيُ اَيَّامًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا اَيْ اَمَامَنَا مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَمَا خَلْفَنَا مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ اَيْ مَا يَكُوْنُ مِنْ هٰذَا الْوَقْتِ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَيْ لَهٗ

(۶۴) وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ وجہ نازل ہونے اس آیت کی یہ ہے کہ چند دنوں تک وحی آنے میں دیر ہوئی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا کہ کیا وجہ تو ہمارے پاس زیادہ اس سے نہیں آتا ہے کاش اس سے زیادہ ہمارے پاس آوے۔ اور ہم نہیں آتے مگر تیرے رب کے حکم سے وہی مالک ہے ان امور کا جو ہمارے آگے ہیں یعنی امورِ آخرت، اور ان امور کا جو ہمارے پیچھے ہیں یعنی امورِ دنیا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے یعنی اس وقت سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔

عِلْمُ ذٰلِكَ جَمِيْعُهُ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ بِمَعْنَى نَاسِيًا اَيْ تَارِكًا لَكَ بِتَاخِيْرِ الْوَحْيِ عَنْكَ

اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔ یعنی تاخیر وحی سے یہ نہ سمجھ کہ تجھ کو تیرے رب نے چھوڑ دیا

(۶۵) هُوَ رَبُّ مَالِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ اَيْ اِصْبِرْ عَلَيْهَا هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ اَيْ مُسَمًّى بِذٰلِكَ. لَا

(۶۵) وہ مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سو تو اسی کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر صبر کر یعنی ہمیشہ اس کی عبادت کر۔ کیا تو جانتا ہے کوئی اس کا ہمنام اور شریک، یعنی نہیں۔

تشریح

(۶۴) **ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ تم بھی اس کے تابع فرمان بن جاؤ۔** اللہ کی جنت کے وارث وہی لوگ ہوں گے جو پرہیزاور اپنے رب سے ڈرنے والے ہوں گے اور اطاعت و بندگی کے لائق وہی ذات ہوسکتی ہے جس کے قبضہ میں تمام زمان و مکان ہیں اور جس کے حکم و اجازت کے بغیر بڑے سے بڑا فرشتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ نبیؑ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں جن صبر آزما حالات سے گذر رہے تھے اسمیں آپ کو ہر وقت اللہ کی رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اور وحی کے آنے سے آپ کے دل کو تسلی ملتی تھی۔ کچھ دنوں کے لئے یہ سلسلہ رُک جاتا تو آپ بے چین ہوجاتے۔ حضرت جبرئیلؑ کچھ دن کے وقفے کے بعد فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا

(آپ جتنا آتے ہیں، اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟)

آپؐ کی اس بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل سے کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کی اس بات کا جواب یہ دو کہ:-

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ

(اے محمدؐ! ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اُترا کرتے)

یعنی ہماری ہر حرکت اللہ کے حکم کے تابع ہے جب اس کی حکمت کا تقاضہ ہوتا ہے وہ ہمیں اترنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ ماضی، حال اور مستقبل ہر چیز سے باخبر ہے اس سے کسی بھول کا امکان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو بھولتا نہیں ہے۔ انسان اگر اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُسے بھی فرشتوں کی طرح اللہ کا فرماں بردار بننا چاہیئے۔

(۶۵) **اللہ جیسا کوئی نہیں پھر اس کے سوا عبادت کا مستحق کون ہوسکتا ہے؟** اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی صفات میں یکتا اور بے نظیر ہیں ان کے ہم پلہ نہ کوئی ہے نہ کوئی ہوسکتا ہے اُسی کا نام اللہ ہے اور وہی الٰہ ہے وہ آسمانوں کا اور زمین کا اور ان ساری چیزوں کا جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں مالک ہے پروردگار ہے اس کے علاوہ کون بندگی کے لائق ہوسکتا ہے لہٰذا اس کی بندگی پر دل کو جمائے رکھو۔ اور اس راہ میں جو بھی مشکلات آئیں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرو اسکی مشیت پر راضی رہو اور پورے عزم کے ساتھ وہ خدمت انجام دیتے رہو جو تمہارے سپرد کی گئی ہے۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾

وَيَقُوْلُ	الْاِنْسَانُ	ءَاِذَا	مَامِتُّ	لَسَوْفَ	اُخْرَجُ	حَيًّا
اور کہتا ہے	انسان	کیا جب	میں مرگیا	تو پھر	میں نکالا جاؤنگا	زندہ

اور (کافر) انسان کہتا ہے کیا جب میں مرگیا تو پھر میں زندہ (کرکے زمین سے) نکالا جاؤنگا !

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

اَوَلَا يَذْكُرُ	الْاِنْسَانُ	اَنَّا	خَلَقْنٰهُ	مِنْ قَبْلُ	وَلَمْ
کیا یاد نہیں کرتا	انسان	بیشک ہم	ہم نے اسے پیدا کیا	اس سے قبل	جبکہ وہ نہ

کیا انسان یاد نہیں کرتا (کیا اُسے یاد نہیں) کہ ہم نے اُسے اس سے پہلے پیدا کیا جب کہ وہ کچھ

يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

يَكُ	شَيْئًا	فَوَرَبِّكَ	لَنَحْشُرَنَّهُمْ	وَالشَّيٰطِيْنَ	ثُمَّ
تھا	کچھ بھی	سو تمہارے رب کی قسم	ہم انہیں ضرور جمع کرینگے	اور شیطان (جمع)	پھر

بھی نہ تھا، سو تمہارے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے پھر

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

لَنُحْضِرَنَّهُمْ	حَوْلَ	جَهَنَّمَ	جِثِيًّا	
ہم انہیں ضرور حاضر کریں گے	اردگرد	جہنم	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	

ہم انہیں ضرور حاضر کریں گے جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

﴿٦٦﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ الْمُنْكِرُ
لِلْبَعْثِ اُبَيُّ بْنُ خَلَفٍ
اَوِ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ
النَّازِلُ فِيْهِ الْاٰيَةُ
ءَاِذَا بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَةِ الثَّانِيَةِ
وَتَسْهِيْلِهَا وَاِدْخَالِ
اَلِفٍ بَيْنَهُمَا بِوَجْهَيْهَا
وَبَيْنَ الْاُخْرٰى مَامِتُّ
لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ مِنَ
الْقَبْرِ كَمَا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ

﴿٦٦﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا الخ
اور کہتا ہے وہ آدمی جو قیامت کا منکر ہے یعنی ابی بن خلف
یا ولید بن مغیرہ جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے
کیا ایسا ہی ہے جیسا محمد کہتا ہے کہ میں زندہ ہوکر
قبر سے اٹھوں گا۔

فَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَیْ لَا اُحْیٰی بَعْدَ الْمَوْتِ وَمَا زَائِدَةٌ لِلتَّاكِيْدِ وَكَذَا اللَّامُ وَرُدَّ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى

(پس استفہام معنی میں نفی کے ہے یعنی میں زندہ ہو کر مرنے کے بعد نہ اٹھوں گا۔

(٦٧) اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَصْلُهٗ يَتَذَكَّرُ اُبْدِلَتِ التَّاءُ ذَالًا وَاُدْغِمَتْ فِي الذَّالِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَرْكِهَا وَسُكُوْنِ الذَّالِ وَضَمِّ الْكَافِ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○ فَيَسْتَدِلُّ بِالْاِبْتِدَاءِ عَلَى الْاِعَادَةِ

اللہ تعالیٰ نے اس کی بات کو رد کیا اس قول سے (٦٧) کیا وہ آدمی یہ نہیں سمجھتا کہ ہم نے اسکو اول مرتبہ پیدا کیا اور حالانکہ وہ کچھ نہ تھا سو اسکو لازم ہے کہ اپنی ابتدائی حالت سے دوبارہ زندہ ہونے کو قیاس کرے۔

(٦٨) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ اَیِ الْمُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ وَالشَّيٰطِيْنَ اَیْ نَجْمَعُ كُلًّا مِّنْهُمْ وَشَيْطَانَهٗ فِيْ سِلْسِلَةٍ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ مِنْ خَارِجِهَا جِثِيًّا ○ عَلَى الرُّكَبِ جَمْعُ جَاثٍ وَاَصْلُهٗ جُثُوْوٌ اَوْ جُثُوْیٌ مِنْ جَثٰى يَجْثُوْ وَيَجْثِيْ لُغَتَانِ

(٦٨) پس قسم ہے تیرے رب کی کہ ہم بے شبہ اکٹھا کریں گے قیامت کے انکار کرنے والوں کو اور شیطانوں کو یعنی ہر ایک کو اس کے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑیں گے۔ پھر ان کو گھٹنوں کے بل باہر سے دوزخ میں ڈالیں گے۔

تشریح

(٦٦) انسان کہتا ہے کیا میں مر کر پھر زندہ ہونگا | نیکوں اور بدوں کا انجام معلوم ہو چکا ہے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ بس دنیا کی زندگی یہیں تک ہے جب ہم مر گئے مٹی میں مل گئے ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں تو کیا ہم پھر دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے جائیں گے ان کا یہ انکار اور حیرت کا انداز کیوں ہے اور صحیح ہے یا غلط، آیئے دیکھتے ہیں۔

(٦٧) کیا انسان اپنے وجود پر غور کرنے کی زحمت کریگا | انسان ذرا غور کرے کہ جب وہ عدم سے وجود میں آیا تو کس طرح پیدا ہوا کیا وہ کچھ بھی قابل ذکر تھا۔ کون ہے جس نے اس کو پیدا کیا، جو اس کو عدم سے وجود میں لایا، کیا وہ اسکو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا آخر اس میں انکار اور حیرت کی بات کیا ہے سورہ روم میں ارشاد ہے وَهُوَ الَّذِیْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ (الروم رکوع ۳ پ۲۱ آیت ۲۷) وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کریگا اور یہ اس کے لئے آسان تر ہے۔

(٦٨) ان کو اور ان کے نیتاؤں کو رب کے سامنے حاضر ہونا ہی پڑیگا۔ | جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اس دنیا کی حد تک ہے اور موت کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے جبکہ ان کو عدم سے وجود میں لانے والا ان کو دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ ایسے لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اے پیغمبر! آپکے رب کی قسم آج جن شیطانوں اور اپنے نیتاؤں کے بہکاوے میں آکر وہ ایسا سمجھ رہے ہیں انکو مع انکے شیطان نیتاؤں کے گھیر کر رب کے سامنے لایا جائیگا اور ان کی ذلت کا یہ حال ہوگا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو سکیں گے بلکہ انتہائی ذلت کے ساتھ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى

ثُمَّ	لَنَنْزِعَنَّ	مِنْ	كُلِّ	شِيْعَةٍ	اَيُّهُمْ	اَشَدُّ	عَلٰى +	
پھر	ضرور کھینچ نکالیں گے	سے	ہر	گروہ	جوان میں سے	بہت زیادہ	(اللہ) رحمٰن	

پھر ہر گروہ میں سے ہم اُسے ضرور کھینچ نکالیں گے جو اُن میں (اللہ) رحمٰن سے بہت زیادہ

الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ

+ الرَّحْمٰنِ	عِتِيًّا	ثُمَّ	لَنَحْنُ	اَعْلَمُ	بِالَّذِيْنَ	هُمْ
سے	سرکشی کرنے والا	پھر	البتہ ہم	خوب واقف	ان سے جو	وہ

سرکشی کرنے والا تھا۔ پھر البتہ ہم اُن سے خوب واقف ہیں جو اس (جہنم) میں داخل

اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ

اَوْلٰى - بِهَا	صِلِيًّا	وَاِنْ	مِّنْكُمْ	اِلَّا	وَارِدُهَا	كَانَ
زیادہ مستحق اس میں	داخل ہونا	اور نہیں	تم میں سے	مگر	یہاں سے گزرنا ہوگا	ہے

ہونے کے زیادہ مستحق ہیں اور تم سے کوئی نہیں مگر اُسے یہاں سے گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے

عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

عَلٰى	رَبِّكَ	حَتْمًا	مَّقْضِيًّا	ثُمَّ	نُنَجِّي	الَّذِيْنَ + اتَّقَوْا
پر	تمہارا رب	لازم	مقرر کیا ہوا	پھر	ہم نجات دینگے	وہ جنھوں نے پرہیزگاری کی

پروردگار پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دینگے جنھوں نے پرہیزگاری کی

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

وَّنَذَرُ	الظّٰلِمِيْنَ	فِيْهَا	جِثِيًّا	وَاِذَا	تُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا
اور ہم چھوڑ دینگے	ظالم (جمع)	اسمیں	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	اور جب	پڑھی جاتی ہیں	ان پر	ہماری آیتیں

اور ہم ظالموں کو اسمیں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی

بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَيُّ

بَيِّنٰتٍ	قَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لِلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اَيُّ
واضح	کہتے ہیں	وہ جنھوں نے	کفر کیا	ان سے جو	وہ ایمان لائے	کون سا

جاتی ہیں تو جنھوں نے کفر کیا وہ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں دونوں فریق میں سے

الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾

الفریقین	خیر	مقاما	و	احسن	ندیا
دونوں فریق	بہتر	مقام	اور	اچھی	مجلس

کس کا مقام (مرتبہ) بہتر اور مجلس اچھی ہے۔؟

(۶۹) ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ
فِرْقَةٍ مِنْهُمْ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى
الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ○ جُرْءَةً

(۶۹) پھر بیشک جُدا کریں گے ہم ان کی ہر ایک جماعت میں سے اس کو جو رحمٰن کے مخالفت میں زیادہ دلیر ہیں۔

(۷۰) ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِينَ
هُمْ اَوْلٰى بِهَا اَحَقُّ بِجَهَنَّمَ
الْاَشَدُّ وَغَيْرُهُ مِنْهُمْ صِلِيًّا ○
دُخُولًا وَاحْتِرَاقًا فَنَبْدَأُ
بِهِمْ اَصْلُهُ صُلُوْيٌ مِنْ
صَلِيَ بِكَسْرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا

(۷۰) پھر ہم کو خوب معلوم ہے کہ ان دلیروں اور غیر دلیروں میں سے کون زیادہ مستحق ہے دوزخ میں جلنے اور داخل ہونے کا سو جو لوگ زیادہ مستحق دوزخ میں جانے کے ہیں ان کو اول دوزخ میں ڈالیں گے۔

(۷۱) وَاِنْ اَيْ مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ
اِلَّا وَارِدُهَا اَيْ دَاخِلُ
جَهَنَّمَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ
حَتْمًا مَقْضِيًّا ○ حَتَمَهُ
وَقَضٰى بِهِ لَا يَتْرُكُهُ۔

(۷۱) اور نہیں ہے تم میں سے کوئی مگر دوزخ میں جانے والا ہے۔ تیرا رب ضرور ایسا ہی کریگا۔

(۷۲) ثُمَّ نُنَجِّي مُشَدَّدًا وَمُخَفَّفًا
الَّذِينَ اتَّقَوْا الشِّرْكَ
وَالْكُفْرَ مِنْهَا وَنَذَرُ
الظّٰلِمِينَ بِالشِّرْكِ وَ
الْكُفْرِ فِيهَا جِثِيًّا ○
عَلَى الرُّكَبِ

(۷۲) پھر ہم نجات دیں گے دوزخ سے ان لوگوں کو جو شرک اور کفر سے بچے۔
اور کافروں ظالموں کو اسی میں چھوڑ دیں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل دوزخ میں پڑے ہوئے ہونگے۔

(۷۳) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اَيِ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ
اٰيٰتُنَا مِنَ الْقُرْاٰنِ بَيِّنٰتٍ
وَاضِحَاتٍ حَالٌ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِلَّذِينَ اٰمَنُوا اَيُّ الْفَرِيقَيْنِ نَحْنُ

(۷۳) اور جب ہماری آیتیں یعنی قرآن کے احکام جو دلیلیں روشن ہیں مسلمانوں اور کافروں پر پڑھی جاتی ہیں۔

تو جو کافر ہیں وہ اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں کون باعتبار مکان کے بہتر ہے ؟

اَوْ اَنْتُمْ خَيْرٌ مَّقَامًا مَنْزِلًا وَمَكْنَا بِالْفَتْحِ مِنْ قَامَ وَبِالضَّمِّ مِنْ اَقَامَ — اور باعتبار مجلس کے عمدہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہمارا گھرانہ ہماری مجلس عمدہ ہے تو ہم تم سے عمدہ ہوئے۔

وَاَحْسَنُ نَدِيًّا ○ بِمَعْنَى النَّادِيْ وَهُوَ مُجْتَمَعُ الْقَوْمِ يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْهِ يَعْنُوْنَ نَحْنُ نَكُوْنُ خَيْرًا مِّنْكُمْ — ندی بمعنی نادی کے ہے اور وہ قوم کے جمع ہونے کی جگہ جہاں سب اکٹھے ہو کر آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

تشریح

(۶۹) باغی گروہ کے لیڈروں کو چھانٹ کر سب سے پہلے جہنم میں جھونکا جائے گا۔ | آج جو لوگ اللہ کے باغیوں کے اور سرکشوں کے پیشوا اور لیڈر بنے ہوئے ہیں ایسے سرکشوں کو چھانٹ کر الگ لایا جائیگا اور دوسرے مجرموں سے پہلے ان لیڈروں کو ہی جہنم کی آگ میں جھونکا جائیگا۔

(۷۰) جہنم کے سب سے زیادہ سزاوار | ایسے باغی جو اللہ کے مقابلے پر نہ صرف یہ کہ خود سرکش بنے ہوئے ہیں بلکہ دوسروں کو اپنے پیچھے لگا کر انہیں گمراہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی طرح جانتے ہیں ان کے کرتوتوں سے بخوبی واقف ہیں کہ ان میں کون جہنم کا سب سے زیادہ مستحق ہے وہ بچ نہ سکے گا۔

(۷۱) دوزخ کے اوپر سے سب کو ہی گزرنا ہوگا | وہ لوگ جو آخرت کے اور انسان کو دوبارہ پیدا کرنے کا انکار کرتے ہیں ان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے کہ تم کیا سب کو ہی جہنم کے اوپر بنائے ہوئے پُل صراط کے اوپر سے گذرنا ہوگا۔ اے پیغمبر آپ کے رب کا قطعی یہ فیصلہ ہے کہ سچائی کا انکار کرنے والے یہ لوگ جہنم کی سزا بھگتیں گے اور اللہ کا یہ فیصلہ یقینی طور پر نافذ ہو کر رہیگا۔

(۷۲) پل صراط پر سے گزرتے ہوئے نیک لوگوں کو بچا لیا جائیگا۔ | اللہ کے نیک اور پرہیزگار بندے جنھوں نے دنیا کی زندگی میں اللہ کی فرماں برداری کی وہ جب پل صراط پر سے گذریں گے تو وہ اپنے اپنے درجے کے مطابق صحیح سلامت گذر جائیں گے جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ دوزخ میں گرتے رہیں گے اور اہل ایمان جو مومن تو ہیں مگر گنہگار ہیں وہ بھی دوزخ میں گریں گے مگر بدعملی کی سزا بھگت کر یا اللہ کی مہربانی اور اس کے کرم سے ان کو دوزخ سے نکال لیا جائیگا اور دوزخ میں صرف منکرین باقی رہ جائیں گے وہ ظالم اسی میں گرے ہوئے چھوڑ دیے جائیں گے۔

(۷۳) دنیا کی خوشحالی سے یہ نہ سمجھا جائے کہ انکی آخرت بھی شاندار ہوگی | دنیا میں جن لوگوں کو اللہ نے خوشحالی دی ہے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے جب ان کے سامنے اللہ کی کھلی کھلی باتیں سُنا کر سمجھایا جاتا ہے کہ دنیا کی خوشحالی پر اترانا نہیں چاہئے اگر پروردگار نے تمہیں دنیا میں اپنے فضل سے نوازا ہے تو تمہیں اس کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ مگر آخرت کا انکار کرنے والے یہ لوگ اہل ایمان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہم باطل پر ہوتے تو بھلا یوں مزے اڑاتے؟ ذرا ہماری زندگی کو دیکھو ہمارے ٹھاٹ باٹھ دیکھو اور تم اپنے آپ کو دیکھو اگر تم حق پر ہوتے تو کیا یوں رُلتے پھرتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی شاندار زندگی جو ہمیں میسر ہے، ویسی ہی زندگی ہم اگر مر کر زندہ بھی ہوئے تو وہاں بھی ایسی ہی زندگی ملیگی یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کی زندگی یہاں بڑھیا ہے وہاں بھی بڑھیا ہی ہوگی حالانکہ آخرت کی نعمتوں کا معاملہ عمل سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ دنیا کی پوزیشن سے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ

وَكَمْ	اَهْلَكْنَا	قَبْلَهُمْ	مِّنْ + قَرْنٍ	هُمْ	اَحْسَنُ	اَثَاثًا	وَّ
اور کتنے ہی	ہم ہلاک کر دیے	ان سے پہلے	گروہوں میں سے	وہ	اچھے	سامان	اور

اور ان سے پہلے ہم کتنے ہی گروہ ہلاک کر چکے ہیں۔ وہ سامان اور نمود میں (ان سے) اچھے

رِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ

رِءْيًا	قُلْ	مَنْ	كَانَ	فِي	الضَّلٰلَةِ	فَلْيَمْدُدْ	لَهُ	الرَّحْمٰنُ
نمود	کہہ دیجئے	جو	ہے	میں	گمراہی	تو ڈھیل دے رہا	اسکو	اللہ

تھے۔ کہہ دیجئے جو گمراہی میں ہے تو اس کو اللہ گمراہی میں اور خوب ڈھیل رہا

مَدًّا حَتّٰى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ

مَدًّا	حَتّٰى	اِذَا	رَاَوْا	مَا يُوْعَدُوْنَ	اِمَّا	الْعَذَابَ	وَاِمَّا	السَّاعَةَ
خوب ڈھیل	یہاں تک کہ	جب	وہ دیکھیں گے	جس کا وعدہ کیا جاتا ہے	خواہ	عذاب	اور خواہ	قیامت

ہے۔ یہاں تک کہ وہ دیکھ لیں گے خواہ عذاب خواہ قیامت جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾

فَسَيَعْلَمُوْنَ	مَنْ	هُوَ	شَرٌّ	مَّكَانًا	وَّاَضْعَفُ	جُنْدًا
پس اب وہ جان لینگے	کون	وہ	بدتر	مقام	اور کمزور تر	لشکر

پس اب وہ جان لینگے کون ہے بدتر مقام (مرتبہ) میں؟ اور کمزور تر لشکر میں۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

وَيَزِيْدُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ + اهْتَدَوْا	هُدًى	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ
اور زیادہ دیتا ہے	اللہ	جن لوگوں نے ہدایت حاصل کی	ہدایت	اور باقی رہنے والی	نیکیاں

اور جن لوگوں نے ہدایت حاصل کی اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور تمہارے پروردگار کے

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ

خَيْرٌ	عِنْدَ + رَبِّكَ	ثَوَابًا	وَّ + خَيْرٌ	مَّرَدًّا	اَفَرَءَيْتَ	الَّذِيْ
بہتر	تمہارے رب کے نزدیک	باعتبار ثواب	اور بہتر	باعتبار انجام	پس کیا تو نے دیکھا	وہ جس نے

نزدیک باقی رہنے نیکیاں بہتر ہیں باعتبار ثواب اور بہتر ہیں باعتبار انجام پس کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے

كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا (۷۷)

وَلَدًا	وَّ	مَالًا	لَاُوْتَيَنَّ	وَقَالَ	بِاٰيٰتِنَا	كَفَرَ
اولاد	اور	مال	میں ضرور دیا جاؤنگا	اور اس نے کہا	ہمارے حکم	انکار کیا

ہمارے حکموں کا انکار کیا اور کہا میں ضرور مال اور اولاد دیا جاؤں گا۔

(۷۴) قَالَ تَعَالٰی وَكَمْ اَیْ كَثِیْرًا اَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ اَیْ اُمَّةٍ
مِنَ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ هُمْ
اَحْسَنُ اَثَاثًا مَالًا وَّمَتَاعًا وَّ
رِئْیًا ۝ مَنْظَرًا مِنَ الرُّؤْیَةِ فَلَمَّا
اَهْلَكْنَاهُمْ بِكُفْرِهِمْ نُهْلِكُ

(۷۴) اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور ہم نے گزشتہ امتوں میں سے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کیا۔
جن کا مال و متاع اور صورت ان سے بہتر تھی سو جیسے ہم نے ان کو ہلاک کیا بوجہ ان کے کفر کے اسی طرح ان کو بھی ہلاک کریں گے۔

(۷۵) هٰٓؤُلَاۗءِ قُلْ مَنْ كَانَ فِی
الضَّلٰلَةِ شَرْطٌ جَوَابُهٗ فَلْیَمْدُدْ
بِمَعْنَی الْخَبَرِ اَیْ یَمُدُّ لَهُ الرَّحْمٰنُ
مَدًّا ۚ یَسْتَدْرِجُهٗ حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا
مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ
كَالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَاِمَّا السَّاعَةَ
اَلْمُشْتَمِلَةَ عَلٰی جَهَنَّمَ فَیَدْخُلُوْنَهَا
فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا
وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ اَعْوَانًا اَهُمْ
اَمِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَجُنْدُهُمُ الشَّیَاطِیْنُ
وَجُنْدُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

(۷۵) کہد و کہ جو گمراہی میں رہا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں مہلت دیگا بطریق استدراج کے۔
یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے اس امر کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا یعنی قتل اور قید کی مصیبت کو۔
یا قیامت کو جہاں دوزخ میں جانا ہے تو اس وقت وہ جان لیں گے کہ کس کا گھر بُرا ہے اور کس کا لشکر ضعیف اور مددگار کم ہیں یعنی ان کے یا مسلمانوں کے اور حال یہ ہے کہ ان کا لشکر شیاطین ہیں اور ایمان والوں کا لشکر فرشتہ ہیں۔

(۷۶) وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا
بِالْاِیْمَانِ هُدًی ۔ بِمَا یُنَزِّلُ عَلَیْهِمْ
مِنَ الْاٰیَاتِ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ
هِیَ الطَّاعَاتُ تَبْقٰی لِصَاحِبِهَا
خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ
مَّرَدًّا ۝ اَیْ مَا یُرَدُّ اِلَیْهِ وَ
یَرْجِعُ بِخِلَافِ اَعْمَالِ الْكُفَّارِ وَ
الْخَیْرِیَّةُ هُنَا فِیْ مُقَابَلَةِ قَوْلِهِمْ

(۷۶) اور اللہ ایمان والوں کی ہدایت زیادہ کرتا ہے ان آیتوں سے جو اُن پر اتاری جاتی ہیں۔
اور جو نیکیاں کہ باقی رہیں گی۔ وہ بہتر ہیں باعتبار ثواب کے اور عمدہ ہیں باعتبار انجام کے نزدیک تیرے رب کے بخلاف اعمالِ کفار کے کہ وہ ایسے نہیں۔
(یہاں پر خیر فرمانا جو صیغہ تفضیل ہے جس کے معنی زیادہ عمدہ کے ہیں کافروں کے کلام کے مقابل ہے جو انہوں نے کہا تھا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا پس یہ مطلب اس کا نہیں کہ

اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا

(۷۷) اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ وَقَالَ لِخَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ الْقَائِلِ لَهٗ تُبْعَثُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْمُطَالِبُ لَهٗ بِمَالٍ لَاُوْتَیَنَّ عَلٰی تَقْدِیْرِ الْبَعْثِ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَاَقْضِیْكَ

کافروں کے اعمال بھی عمدہ ہیں مگر زیادہ عمدہ، صالحہ ہیں.

(۷۷) اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا الخ پس کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جو منکر ہے ہماری آیتوں کا یعنی عاص بن وائل اور اس نے خباب بن ارت کو جبکہ خباب نے اس سے یہ کہا کہ بعد مرنے کے تو زندہ کرکے اٹھا یا جائیگا اور خباب نے اس سے مطالبہ مال کا کیا یہ کہا، بالفرض اگر میں زندہ ہو کر اٹھا تو وہاں مجھ کو مال اور اولاد ملیگی تو وہاں میں تیرا قرض ادا کر دونگا۔

تشریح

(۷۴) پچھلی قوموں کی زندگی سے عبرت حاصل کرو | جس ظاہری شان و شوکت پر یہ لوگ اترا کر تکبر اور سرکشی کا رویہ اختیار کر رہے ہیں وہ ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ایسی گزری ہیں جو ظاہری شان و شوکت میں بہت آگے تھیں لیکن اپنے تکبر اور اپنے ظلم کی وجہ سے وہ ہلاک ہوگئیں اور آج ان کے نشانات عبرت کا درس بنے ہوئے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز کو فنا ہے۔

(۷۵) اللہ نے انسان کو عمل کی آزادی دی ہے اسلئے ڈھیل دی جاتی ہے۔ | کیونکہ دنیا کی زندگی امتحان اور آزمائش کے لئے ہے اس لئے اللہ نے انسان کو دنیا میں عمل کی آزادی دی ہے۔ جب انسان اپنے ارادے سے غلط یا صحیح کوئی راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عمل کا موقعہ دیتے ہیں. غلط رویہ اختیار کرنے پر بھی ایک حد تک ڈھیل دی جاتی ہے، ایسے لوگ جب دنیا میں مال و دولت یا اقتدار کے مالک ہوتے ہیں تو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم جو کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں' دوسروں کو ذلیل اور کمتر سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو معزز و طاقتور۔ ایسے لوگوں کے لئے یا تو دنیا میں بھی عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے یا پھر قیامت میں آخری فیصلہ ہو جائیگا کہ کس کا کیا مقام ہے اور وہ طاقت جس پر وہ اتراتے تھے کتنی کمزور ہے۔

(۷۶) نیک بندے اللہ کی ہدایت کی روشنی میں نیکی میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ | دنیا کے عیش و عشرت پر اترانے والے مغرور و متکبر لوگوں کے مقابلے میں وہ لوگ جو اللہ کی دی ہوئی آزادی کا صحیح استعمال کرکے ہدایت کا سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعا ان کو ہر آزمائش کے موقع پر صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ ان کو برائیوں اور غلطیوں سے بچاتا ہے۔ حق کے لئے ان کی فہم و بصیرت اور زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ پروردگار کی خوشنودی کے راستے پر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حقیقت میں یہی نیکیاں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں اور رب کے نزدیک انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔
دنیا کی رونق ختم ہونے والی ہے اور نیک اعمال کی جزاء باقی رہنے والی۔

(۷۷) نافرمانی کے باوجود آخرت کی نعمتوں کی جھوٹی اُمیدیں۔ | ذرا اس شخص کی جھوٹی امیدوں کو دیکھو جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتا ہے۔ نافرمانی میں زندگی گذارتا ہے۔ لیکن دنیا کی دولت و وجاہت پر اتنا ناز ہے کہ سمجھتا ہے کہ یہی سب عیش و آرام وہاں بھی ملے گا۔
حالانکہ وہاں کی نعمتوں کا معاملہ دنیا کی نعمتوں پر نہیں بلکہ دنیا میں اللہ کی فرماں برداری اور نیک اعمال پر ہے۔ پرستارانِ دنیا کے یہ جھوٹے خواب آخرت میں بکھر کر رہ جائیں گے

أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا

أَطَّلَعَ	الْغَيْبَ	أَمِ	اتَّخَذَ	عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا	كَلَّا
کیا وہ مطلع ہو گیا ہے	غیب	یا	اس نے لے لیا	اللہ رحمٰن سے	کوئی عہد	ہرگز نہیں

کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے؟ یا اس نے اللہ رحمٰن سے لے لیا ہے کوئی عہد، ہرگز نہیں!

سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾

سَنَكْتُبُ	مَا يَقُولُ	وَنَمُدُّ	لَهُ	مِنَ + الْعَذَابِ	مَدًّا
اب ہم لکھ لیں گے	وہ جو کہتا ہے	اور ہم بڑھا دیں گے	اسکو	عذاب سے	اور لمبا

جو وہ کہتا ہے اب ہم لکھ لیں گے، اس کو عذاب اور لمبا بڑھا دیں گے

﴿٧٨﴾ قَالَ تَعَالٰى أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَيْ أَعْلَمَهُ وَأَنْ يُؤْتٰى مَا قَالَهُ وَاسْتُغْنِيَ بِهَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ عَنْ هَمْزَةِ الْوَصْلِ فَحُذِفَتْ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ بِأَنْ يُؤْتٰى مَا قَالَهُ

﴿٧٨﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا وہ کافر غیب کو جانتا ہے اور اس کو یہ معلوم ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ اسکو دیا جائیگا۔

یا اس نے اللہ سے عہد لیا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اسکو ملیگا

﴿٧٩﴾ كَلَّا أَيْ لَا يُؤْتٰى ذٰلِكَ سَنَكْتُبُ نَأْمُرُ بِكَتْبِ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ○ نَزِيدُهُ بِذٰلِكَ عَذَابًا فَوْقَ عَذَابِ كُفْرِهِ

﴿٧٩﴾ ہرگز اسکو کچھ اسمیں سے نہ ملے گا۔ نزدیک ہے کہ ہم حکم کریں گے اسکے کلام کے لکھنے کا اور اس کلام کی وجہ سے اس پر اور زیادہ عذاب کریں گے، کفر کے عذاب کے سوا۔

تشریح

﴿٧٨﴾ کیا اسے غیب کا علم ہے یا اس سے اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے | دنیا میں غلط روئیے کے باوجود یہاں کی عزت و دولت اور یہ گھمنڈ آخر کیا ہے؟ کیا اس کو غیب کی خبر مل گئی ہے جس سے پتہ لگ جائے کہ آخرت میں اُسے یہ سب کچھ ملے گا، یا اللہ تعالیٰ نے اس سے کوئی عہد و پیمان کر لیا ہے کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وہ ہمیشہ اسی طرح مزے اڑاتا رہے گا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو پھر اپنے مستقبل کے بارے میں اتنا پُر امید ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ آخرت کا معاملہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے ایمان و عمل اسکی بنیاد ہے۔ یہ کوئی مونگیری لعل کے سپنے نہیں ہیں جو آپ دنیا میں بیٹھے ہوئے آنکھ بند کر کے دیکھ رہے ہوں آنکھیں کھول کر ٹھوس سچائیوں کو دیکھنا چاہیئے۔

فرد کلیہ کا رمیں اسکے جرائم میں اضافہ ہے | اس کا یہ غرور اور تکبر اس کا یہ فریبِ نفس یہ بھی اس کے فردِ جرم میں شامل کر لیا جائیگا اور اس کی سزا کا مزا بھی اُسے چکھنا پڑیگا۔

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا

وَنَرِثُهٗ	مَا يَقُوْلُ	وَيَاْتِيْنَا	فَرْدًا	وَاتَّخَذُوْا	مِنْ + دُوْنِ اللّٰهِ	اٰلِهَةً	لِّيَكُوْنُوْا
اور ہم وارث ہونگے	جو وہ کہتے ہیں	اور وہ ہمارے پاس آئیگا	اکیلا	اور انہوں نے بنا لیا	اللہ کے سوا	معبود	تاکہ وہ ہوں

اور ہم وارث ہونگے (لے لیں گے) جو وہ کہتا ہے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا اور انہوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) معبود بنا لیا ہے تاکہ انکے

ع ۵ ۱۷ ۸

لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

لَهُمْ	عِزًّا	كَلَّا	سَيَكْفُرُوْنَ	بِعِبَادَتِهِمْ	وَيَكُوْنُوْنَ	عَلَيْهِمْ	ضِدًّا
انکے لئے	موجب عزت	ہرگز نہیں	جلدی وہ انکار کرینگے	انکی بندگی سے	اور ہو جائیں گے	ان کے	مخالف

لئے موجب عزت ہوں۔ ہرگز نہیں، جلدی وہ انکی بندگی سے انکار کرینگے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾

اَلَمْ تَرَ	اَنَّآ اَرْسَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	عَلَى	الْكٰفِرِيْنَ	تَؤُزُّهُمْ	اَزًّا
کیا تم نے نہیں دیکھا	بیشک ہم نے بھیجے	شیطان (جمع)	پر	کافر (جمع)	اکساتے ہیں انہیں	خوب اکسانا

کیا تم نے نہیں دیکھا؟ بیشک ہم نے شیطان بھیجے ہیں کافروں پر، وہ انہیں خوب اکساتے رہتے ہیں۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

فَلَا تَعْجَلْ	عَلَيْهِمْ	اِنَّمَا	نَعُدُّ	لَهُمْ	عَدًّا	
سو تم جلدی نہ کرو	ان پر	صرف	ہم گنتی پوری کر رہے ہیں	انکی	گنتی	

سو تم ان پر (نزول عذاب کی) جلدی نہ کرو ہم تو صرف انکی گنتی پوری کر رہے ہیں۔

﴿۸۰﴾ وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ
وَيَاْتِيْنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○
لَا مَالَ لَهٗ وَلَا وَلَدٌ
﴿۸۱﴾ وَاتَّخَذُوْا اَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ الْاَوْثَانَ اٰلِهَةً
يَعْبُدُوْنَهُمْ لِيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○
شُفَعَاءَ عِنْدَ اللّٰهِ بِاَنْ لَا يُعَذَّبُوْا
﴿۸۲﴾ كَلَّا اَيْ لَا مَانِعَ مِنْ عَذَابِهِمْ
سَيَكْفُرُوْنَ اَيِ الْاٰلِهَةُ بِعِبَادَتِهِمْ
اَيْ يَنْفُوْنَهَا كَمَا فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى مَا كَانُوْا

﴿۸۰﴾ اور جو کچھ وہ اپنے لئے ثابت کرتا ہے یعنی مال اور اولاد
اس کے ہم وارث ہونگے اور وہ ہمارے پاس قیامت کو
تنہا آئے گا۔ کہ نہ اسکے ساتھ مال ہوگا اور نہ اولاد۔
﴿۸۱﴾ اور مکہ کے کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا
وہ انکو اسلئے پوجتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک وہ انکی سفارش
کریں کہ ان کو عذاب نہ ہو۔

﴿۸۲﴾ ہرگز ایسا نہ ہوگا ان کو کوئی چیز عذاب سے نہ بچا سکے گی۔
نزدیک ہے کہ وہ بت اپنے پوجنے والوں کی پرستش کا
انکار کریں گے جیسا کہ دوسری آیت میں بتوں کا قول مذکور ہے

إِيَّانَا يَعْبُدُونَ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○ أَعْوَانًا وَأَعْدَاءً

کہ یہ کافر ہماری عبادت نہ کرتے تھے۔ اور ہو جاویں گے وہ بت ان کے مخالف اور دشمن۔

(۸۳) أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ سَلَّطْنَاهُمْ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ يُهَيِّجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي أَزًّا ○

(۸۳) أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کیا وہ ان کو گناہوں کی طرف ابھارتے ہیں پوری طرح

(۸۴) فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ بِطَلَبِ الْعَذَابِ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ الْأَيَّامَ وَاللَّيَالِي أَوِ الْأَنْفَاسَ عَدًّا ○ إِلَى وَقْتِ عَذَابِهِمْ

(۸۴) سو تو ان پر عذاب آنے میں جلدی نہ کر ہم ان کے عذاب کے وقت کے دن اور راتیں یا سانس شمار کرتے ہیں۔

تشریح

(۸۰) روز قیامت وہ سب چھوڑ چھاڑ کر اکیلا حاضر ہوگا | اللہ کے نافرمان مالدار کی یہ خود فریبی کہ مال و دولت جاہ و حشم جو اُسے دنیا کی زندگی میں حاصل ہے اور جن کے بارے میں وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب چیزیں دوسری دنیا میں بھی اُسے ملیں گی اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ سب چیزیں مالک حقیقی کی ملک میں جانے والی ہیں اور وہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔

(۸۱) جھوٹے معبود بھی کوئی پشت بانی نہیں کریں گے | معبود حقیقی اللہ کے علاوہ بہت سارے فرضی معبود بنا رکھے ہیں کہ یہ دوسری دنیا میں بھی انکی پشت بانی اور مدد کریں گے اور وہاں اس کا بچاؤ کریں گے۔

(۸۲) یہ فرضی معبود اُلٹے مخالف ہو جائیں گے | دیوی دیوتا وغیرہ جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ مدد تو کیا کرتے وہ ان کی بندگی سے بیزاری کا اظہار کرینگے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہمیں معبود بناؤ اور نہ ہمیں ان کی عبادت اور پوجا پاٹھ کی کچھ خبر تھی۔ وہ ان کے مخالف اور مد مقابل ہوکر اور زیادہ رسوائی کا باعث بنیں گے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ارشاد ہوا ہے وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ (رکوع ۱ آیت ۶ پارہ ۲۶)
(اور جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے اس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی عبادت کے منکر ہونگے) یعنی وہ صاف صاف کہہ دینگے کہ ہم نے کب ان سے کہا تھا کہ ہم تمھاری حاجت روائی کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں انکے پکارنے کی خبر تھی۔

(۸۳) منکرین حق پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے | کیونکہ یہ دنیا حق و باطل کی امتحان گاہ ہے جو لوگ سچائی کو چھوڑ کر باطل کی طرف چل پڑتے ہیں تو شیطان کو بھی اپنی کارروائی کا خوب خوب موقعہ ملتا ہے اور وہ ایسے لوگوں کو حق کے خلاف اکساتا رہتا ہے اس طرح یہ زمین حق و باطل کی کش مکش کی وجہ سے ایک رزم گاہ بن جاتی ہے۔

(۸۴) اہل باطل کی مہلت کا وقت پورا ہونا ہے | جب ایسے شیطان صفت لوگوں کو ظاہری کامیابی ملتی ہے تو اہل حق میں ایک بے چینی سی پیدا ہوتی ہے کہ ہم حق و صداقت پر قائم ہیں پھر بھی ظاہری طور پر ہی سہی غلبہ باطل کا نظر آرہا ہے۔ اصل میں اللہ تعالٰے نے ان کے لئے جو مہلت مقرر کر رکھی ہے وہ پوری ہو کر رہے گی۔ اللہ کی طرف اس ڈھیل میں بھی بڑی حکمت ہے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالٰے ان چیزوں سے بے خبر ہیں بلکہ یہ سمجھ لو کہ پیمانہ بھرنے کو ہے اور گنتی کے دن ہیں جو گنے جا رہے ہیں سب کے ساتھ انتظار کرو اللہ تعالٰے فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرتے اسلئے تم بھی اس کے خلاف فیصلے میں جلد بازی سے کام مت لو۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ لا وَّنَسُوْقُ

یَوْمَ	نَحْشُرُ	الْمُتَّقِيْنَ	اِلَى + الرَّحْمٰنِ	وَفْدًا	وَّنَسُوْقُ
جس دن	ہم جمع کریں گے	پرہیزگار (جمع)	رحمٰن کی طرف	مہمان بناکر	اور ہانک کرلے جائیں گے

(یاد کرو) جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ رحمٰن کی طرف مہمان بناکر جمع کرلائیں گے اور گنہ گاروں کو ہانک کر

الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ

الْمُجْرِمِيْنَ	اِلٰى	جَهَنَّمَ	وِرْدًا	لَا يَمْلِكُوْنَ	الشَّفَاعَةَ	اِلَّا	مَنِ
گنہگار (جمع)	طرف	جہنم	پیاسے	وہ اختیار نہیں رکھتے	شفاعت	سوائے	جس نے

لے جائیں گے جہنم کی طرف پیاسے ۔ وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے سوائے اس کے جس نے

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾

اتَّخَذَ	عِنْدَ + الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا	وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحْمٰنُ	وَلَدًا
لیا ہو	رحمٰن کے پاس	اقرار	اور وہ کہتے ہیں	بنالیا ہے	رحمٰن	بیٹا

اللہ رحمٰن سے لیا ہو اقرار ۔ اور وہ کہتے ہیں اللہ رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ہے ۔

﴿۸۵﴾ اُذْكُرْ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ بِاِيْمَانِهِمْ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ جَمْعُ وَافِدٍ بِمَعْنٰى رَاكِبٍ

﴿۸۵﴾ یاد کر کہ جس دن ہم پرہیزگاروں ایمان والوں کو جمع کرینگے سوار سوار طرف رحمٰن کے ۔

﴿۸۶﴾ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ بِكُفْرِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ○ جَمْعُ وَارِدٍ بِمَعْنٰى مَاشٍ عَطْشَانٍ

﴿۸۶﴾ اور گناہگار کافروں کو ہانکیں گے طرف دوزخ کے کہ وہ اس میں چلیں گے اور داخل ہونگے پیاسے ۔

﴿۸۷﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ اَيِ النَّاسُ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ اَيْ شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

﴿۸۷﴾ اس دن آدمی کسی کی سفارش نہ کرسکیں گے مگر وہ جس نے رحمٰن کے عہد کو پورا کیا یعنی گواہی دی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں اور اسی کی توفیق سے قوت عبادت کی ہے ۔

۸۸ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝

۸۸ اور یہودی اور نصرانی اور وہ لوگ جو گمان کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں یہ کہتے ہیں کہ رحمن کی اولاد ہے۔

تشریح

۸۵ اللہ کے نیک بندے شاہی مہمانوں کیطرح ہمارے پاس آئیں گے۔ ہمارے نیک اور پرہیزگار بندے ذرا صبر سے کام لیں وہ دن دور نہیں جب وہ رحمن کے حضور میں شاہی مہمانوں کی طرح جمع کیے جائیں گے، وہ اپنے رحیم و کریم پروردگار کی عنایات سے لطف اندوز ہونگے، اعزاز و اکرام کے ساتھ وہ ہماری نوازشوں سے نوازے جائیں گے۔

۸۶ نافرمانوں کو جانوروں کی طرح ہنکایا جائیگا جہاں نیک بندوں پر عنایات ہونگی اور ان کا اکرام ہوگا وہاں دوسری طرف وہ بندے جنھوں نے نافرمانی میں عمریں بسر کیں کبھی اپنے رب کی اطاعت کا خیال بھی نہ آیا، سرکش و باغی بن کر دنیا میں زندگی گزارتے رہے انہیں پیاس کی حالت میں ڈھور ڈنگر کی طرح ہنکایا جائیگا جس میں انتہائی تذلیل اور رسوائی کا انداز ہوگا آج وہ یہاں جھوٹی عزت پر نازاں ہیں کل یہ ساری اکڑفوں خاک میں مل جائیگی۔

۸۷ روز قیامت اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا انسانوں میں ایک تو وہ انسان ہیں جو پروردگار کے باغی ہیں اللہ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے، اللہ کے ساتھ اس کی خدائی میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہستیاں ہمارے لئے سفارشی بنیں گی ایسے مشرکین اور منکرین حق کی کوئی سفارش نہیں کرے گا۔

دوسرے وہ انسان ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں مگر ایمان کے ساتھ بہت سے کاموں میں اللہ کے احکام کے خلاف کرتے ہیں ان کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جن کے گناہوں کو معاف کرنا چاہیں گے ان کی معافی کی ایک شکل یہ بھی ہوگی کہ اللہ کی اجازت سے کچھ لوگوں کو ان کی سفارش کرنے کی اجازت ہوگی، یہ ان کا اعزاز ہوگا۔ جن میں سرفہرست اللہ کے پیغمبر ہوں گے۔ اصل میں اسلام میں بنیادی اصول یہ ہے کہ نجات کے لئے ایمان کی بنیاد پر صالحانہ زندگی شرط ہے۔ اب کون سے گناہ قابل معافی ہیں کون سے معافی کے قابل نہیں ہیں اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی فرمائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے: وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (سورۂ زخرف آیت ۸۶)

(اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کوئی اختیار نہیں رکھتے مگر جو حق کی شہادت دیں گے اور وہ جانتے ہونگے)

۸۸ اللہ پر اولاد کی تہمت اللہ تعالیٰ پر یہ بے ہودہ الزام مختلف صورتوں میں لگایا گیا ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا یا ہے۔ کیونکہ اب سورۂ مریم اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے اس لئے اس گمراہی کی تردید کرتے ہوئے بیان کا رُخ اس طرف پھیر اگیا اور نصاریٰ کی گمراہی کو واضح کیا گیا ہے۔ نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰ (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔ نصاریٰ کی اس گمراہی نے ان کے عقیدوں کا رُخ توحید سے شرک کی طرف پھیر دیا اور کیونکہ انجیل اپنی اصلی شکل میں موجود نہ رہی اس لئے عیسائیوں کا یہ اعتقاد اور پختہ ہو گیا۔ حالانکہ انجیل کے ..... پرانے نسخوں میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے "ابن اللہ" کا لفظ نہیں ہے اسی طرح یہود کے کچھ فرقوں نے حضرت عُزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہا۔ عرب کے مشرکین بھی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـًٔا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ

لَقَدۡ جِئۡتُمۡ	شَيۡـًٔا	إِدًّا	تَكَادُ	السَّمٰوٰتُ	يَتَفَطَّرۡنَ	مِنۡهُ	وَتَنۡشَقُّ - الۡاَرۡضُ
تحقیق تم لائے ہو	ایک بات	بری	قریب ہے	آسمان	پھٹ پڑیں	اس سے	اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے زمین

تحقیق تم (زبان پر) بری بات لائے ہو۔ قریب ہے (بعید نہیں) کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے

وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنۡۢبَغِيۡ لِلرَّحۡمٰنِ

وَتَخِرُّ	الۡجِبَالُ	هَدًّا	اَنۡ ۔ دَعَوۡا	لِلرَّحۡمٰنِ	وَلَدًا	وَمَا يَنۡۢبَغِيۡ	لِلرَّحۡمٰنِ
اور گر پڑیں	پہاڑ	پارہ پارہ	کہ انہوں نے پکارا (منسوب کیا)	اللہ کے لئے	بیٹا	جبکہ نہیں شایان	رحمن کے لئے

ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں کہ انھوں نے اللہ کے لئے منسوب کیا بیٹا جب کہ رحمن کے شایان شان نہیں کہ وہ

اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

اَنۡ	يَّتَّخِذَ	وَلَدًا	اِنۡ	كُلُّ	مَنۡ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ
کہ	وہ بنائے	بیٹا	نہیں	تمام۔ کوئی	جو	میں	آسمانوں	اور زمین

بیٹا بنائے۔ نہیں کوئی جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں

اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ﴿۹۳﴾

اِلَّاۤ	اٰتِي	الرَّحۡمٰنِ	عَبۡدًا
مگر	آتا ہے	رحمن	بندہ

مگر رحمن کے (حضور) بندہ ہو کر آتا ہے۔

(۸۹) قَالَ تَعَالٰى لَهُمۡ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـًٔا اِدًّا ○ اَيۡ مُنۡكَرًا عَظِيۡمًا

(۸۹) اللہ تعالیٰ نے انکو فرمایا! بے شبہ تم بڑی نئی بات کہتے ہو۔

(۹۰) يَكَادُ بِالتَّاءِ وَالۡيَاءِ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ بِالنُّوۡنِ وَفِيۡ قِرَاءَةٍ بِالتَّاءِ وَتَشۡدِيۡدِ الطَّاءِ بِالۡاِنۡشِقَاقِ مِنۡهُ مِنۡ عِظَمِ هٰذَا الۡقَوۡلِ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ○ اَيۡ تَنۡطَبِقُ عَلَيۡهِمۡ مِنۡ اَجۡلِ

(۹۰) نزدیک ہے کہ ایسی بڑی بات منہ سے نکالنے میں آسمان پھٹ جاویں اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ ان پر گر گر انکو ڈھانک لیں۔

(۹۱) اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ○

(۹۱) اس سبب سے کہ وہ رحمن کی اولاد بتلاتے ہیں۔

(۹۲) قَالَ تَعَالٰى وَمَا يَنۡۢبَغِيۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ○ اَيۡ مَا يَلِيۡقُ بِهٖ ذٰلِكَ

(۹۲) حالانکہ رحمن کی شان کے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی کو ولد بنائے

(۹۳) اِنۡ اَيۡ مَا كُلُّ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ

(۹۳) تمام آسمان والے اور زمین والے قیامت کو رحمن کے

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ ذَلِيلًا خَاضِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْهُمْ عُزَيْرٌ وَعِيسٰى

سامنے ذلیل اور عاجز ہو کر آئیں گے انہیں میں سے ہیں عزیر اور عیسٰے۔

تشریح

(۸۹) اللہ کے لئے اولاد انتہائی بے ہودہ گھڑی ہوئی بات ہے | اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا چاہے حقیقی بیٹا کہا جائے یا متبنیٰ یا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا انتہائی بے ہودہ اور گھڑی ہوئی بات ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بے تکی بات دماغوں میں آتی کیسے ہے اور سماتی کیسے ہے۔ انجیل لوقا میں ہے کہ،

"جب سب لوگوں نے (ایک خاص قسم کا غسل) بپتسمہ لیا اور یسوع بپتسمہ پاکر دعا کر رہے تھے تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر نازل ہوئے اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے، میں تجھ سے خوش ہوں۔" (انجیل لوقا ۳ : ۲۱–۲۲)

لوقا کے اس بیان سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا ہونے کا لقب عطا کیا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں وہ اللہ کے متبنیٰ تھے۔ دوسری طرف — مرقس کی انجیل کہتی ہے اور اس انجیل کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ:

"یسوع مسیح ابن خدا کی بشارت کا آغاز۔" (انجیل مرقس ۱ : ۱)

بائیبل کا شارح خود کہتا ہے کہ انجیل کے بعض قدیم نسخوں میں "ابن خدا" کے الفاظ نہیں تھے۔

"Some ancient manuscripts have the descriptive phase the Son of God at eh end and others do not have it." (Interpreter's One Volume Commentary on the Bible- USA, Page 645)

انجیلوں کا یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی طرف اولاد کی نسبت ایک بہتان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت عیسیٰ نہ حقیقی معنیٰ میں خدا کے بیٹے تھے اور نہ مجازی معنیٰ میں صحیح بات وہی ہے جو قرآن پیش کرتا ہے کہ وہ خدا کے بندے تھے — اللہ تعالیٰ نہ کسی کے باپ ہیں نہ ان کا کوئی باپ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

(۹۰) اس بے ہودہ الزام پر نظام عالم درہم برہم ہو سکتا ہے | اللہ تعالیٰ پر یہ تہمت لگانا کہ اس کے اولاد ہے وہ کسی کا باپ ہے اور اس کے بیٹا یا بیٹی ہے اتنی بڑی تہمت ہے، اتنا سخت الزام ہے اس کی شان تقدیس پر اتنا بڑا دھبہ لگانا ہے کہ غضب الٰہی نظام عالم کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ آسمان پھٹ سکتا ہے، زمین شق ہو سکتی ہے، پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر سکتے ہیں۔

(۹۱) رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کوئی معمولی بات نہیں ہے | تم اس کو چھوٹی سی بات سمجھتے ہو کہ اللہ کی طرف بیٹے کی نسبت کرتے ہو۔ یہ اللہ کی غیرت کے لئے ایک چیلنج ہے لیکن وہ رحمٰن ہے بہت رحم کرنے والا ہے۔ بندوں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا وہ حلیم ہے بندوں کو موقع دیتا ہے کہ اپنا طرز عمل درست کر لیں۔

(۹۲) اللہ کے لئے اولاد کا ہونا اس کی شان کے خلاف ہے | اولاد کا ہونا مخلوق کی صفت ہے اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے اس کی ذاتِ عالی ان تمام کمزوریوں سے پاک ہے۔

(۹۳) حقیقت یہ ہے کہ سب اس کے بندے ہیں | سچائی اور حقیقت یہ ہے کہ زمین اور آسمان کی ساری مخلوق پیدائشی طور پر اللہ کے بندے ہیں اور بندے ہونے کی حیثیت سے ہی ان کو اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے جب سب اس کے بندے ہیں تو حضرت عیسیٰ بھی دوسرے بندوں کی طرح اس کے بندے ہیں۔

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ	وَعَدَّهُمْ	عَدًّا	وَكُلُّهُمْ	اٰتِيْهِ	يَوْمَ + الْقِيٰمَةِ
اس نے انکو گھیر لیا ہے	اوران کا شمار کرلیا ہے	گن کر	اور ان میں سے ہر ایک	اسکے سامنے	قیامت کے دن

اس نے انکو گھیر لیا ہے اور گن کر ان کا شمار کرلیا ہے اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اسکے سامنے

فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ

فَرْدًا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	سَيَجْعَلُ
اکیلا	بیشک	جولوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	نیک	پیدا کردے گا

اکیلا آئیگا۔ بیشک جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل کئے نیک ان کے لئے پیدا کردیگا

لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

لَهُمُ	الرَّحْمٰنُ	وُدًّا	فَاِنَّمَا	يَسَّرْنٰهُ	بِلِسَانِكَ	لِتُبَشِّرَ
انکے لئے	رحمٰن	محبت	پس اسکے سوا نہیں	ہم نے اسے آسان کردیا	آپکی زبان پر	تاکہ آپ خوشخبری دیں

رحمٰن (دلوں میں) محبت۔ پس اسکے سوا نہیں کہ ہم نے (قرآن) کو آپ کی زبان پر آسان کردیا ہے تاکہ اس سے

بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ

بِهِ	الْمُتَّقِيْنَ	وَتُنْذِرَ	بِهٖ	قَوْمًا - لُّدًّا	وَكَمْ
اس سے	پرہیزگاروں	اور ڈرائیں	اس سے	جھگڑالو لوگ	اور کتنے ہی

آپ پرہیزگاروں کو خوشخبری دیں اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈرائیں اور ان سے قبل

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ

اَهْلَكْنَا	قَبْلَهُمْ	مِّنْ	قَرْنٍ	هَلْ	تُحِسُّ	مِنْهُمْ
ہم نے ہلاک کردئے	ان سے قبل	سے	گروہ	کیا	تم دیکھتے ہو	ان سے

ہم نے کتنے ہی گروہ ہلاک کردئے، کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے

مِنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع

مِنْ + اَحَدٍ	اَوْ	تَسْمَعُ	لَهُمْ	رِكْزًا
کوئی کسی کو	یا	تم سنتے ہو	ان کی	آہٹ

ہو؟ یا ان کی آہٹ سنتے ہو؟

النصف

(۹۴) لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ فَلَا يَخْفٰى عَلَيْهِ مَبْلَغُ جَمِيْعِهِمْ وَ لَا وَاحِدٌ مِّنْهُمْ

(۹۴) بیشک اللہ نے سب کو شمار کر رکھا ہے اور گن رکھا ہے پس اس پر مخفی نہیں تعداد سب کی نہ ایک کی۔

(۹۵) وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ بِلَا مَالٍ وَّلَا نَصِيْرٍ يَّمْنَعُهُ

(۹۵) اور وہ سب قیامت کو تنہا آویں گے نہ کسی کے ساتھ مال ہوگا اور نہ کوئی مددگار جو اس کو عذاب سے بچا سکے۔

(۹۶) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فِيْمَا بَيْنَهُمْ يَتَوَادُّوْنَ وَيَتَحَابُّوْنَ وَيُحِبُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى

(۹۶) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے نزدیک ہے کہ رحمٰن باہم ان میں دوستی پیدا کر دے گا۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرینگے اور ان سے اللہ محبت کرے گا۔

(۹۷) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ اَيِ الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ الْعَرَبِيِّ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ النَّارَ بِالْاِيْمَانِ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ جَمْعُ اَلَدَّ اَيْ ذُوْ جَدَلٍ بِالْبَاطِلِ وَهُمْ كُفَّارُ مَكَّةَ

(۹۷) سو بات یہ ہے کہ ہم نے تیری زبان پر جو عربی ہے قرآن کا پڑھنا آسان کر دیا تاکہ تو خوشخبری سنا دے ساتھ قرآن کے ان لوگوں کو جو دوزخ سے ڈر کر ایمان لاتے ہیں اور ڈرائے ساتھ اس کے اس قوم کو جو ناحق جھگڑتے ہیں یعنی کفار مکہ۔

(۹۸) وَكَمْ اَيْ كَثِيْرًا اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ط اَيْ اُمَّةٍ مِّنَ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ بِتَكْذِيْبِهِمُ الرُّسُلَ هَلْ تُحِسُّ تَجِدُ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ صَوْتًا خَفِيًّا لَا فَكَمَا اَهْلَكْنَا اُولٰٓئِكَ نُهْلِكُ هٰٓؤُلَآءِ

(۹۸) اور ہم نے بہت جماعتوں کو گزشتہ امتوں میں سے ہلاک کیا اس سبب سے کہ انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

آیا تو پاتا ہے ان میں سے کسی کو یا سنتا ہے ان میں سے کسی کی آواز پست؟ - نہیں! - سو جس طرح ہم نے اُن کو ہلاک کیا اسی طرح ان کو ہلاک کرینگے۔

تشریح

(۹۴) اللہ تعالیٰ سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے | ہر ہر چیز چھوٹی ہو یا بڑی سب اللہ کی قدرت کے قبضے میں ہے اس کی قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز اس کے شمار میں ہے کوئی اس کی گنتی سے باہر نہیں ہے وہ سب کا مالک اور پروردگار ہے یہی اس کی صحیح حیثیت ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور چونکہ وہ اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے اس کی صفت ہی رحمٰن ہے اسلئے اسکی ضرورت نہیں رہتی کہ کسی کو اس کا بیٹا بنا کر اس کے ذریعے سب کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا جائے بلکہ اس کی صفت ہی رحم و کرم ہے اس کے جو بندے قابلِ معافی ہیں ان کو معاف کرنے والا اور غفور رحیم ہے۔

(۹۵) ہر ہر فرد اس کی بندگی کے دائرے میں ہے | ہر ہر فرد ایک ایک کر کے اس کی بندگی کے دائرے کے اندر ہے کوئی اس سے باہر نہیں ہے۔

ہر شخص اپنی ذاتی حیثیت میں اللہ کے سامنے جوابدہ ہے وہاں فرضی معبود اور بیٹے پوتے کوئی کام نہ دیں گے سب لوگ ایک ایک کرکے پروردگار کے سامنے پیش ہونا ہوگا

(۹۶) عنقریب اہل ایمان محبوب بن جائیں گے | آج اللہ کے دین پر سچائی پر چلنے والوں کی مخالفت ہو رہی ہے لیکن وہ دن دور نہیں ہے کہ جب اہل ایمان اپنے اچھے اعمال اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں عزت اور محبت حاصل کر لیں گے وہ اللہ کے بھی محبوب ہوں گے اور مخلوق کے بھی۔ یہ ہی سچی اور حقیقی عزت اور احترام ہے جو حق تعالیٰ اہل حق کے لئے دلوں میں پیدا کر دیتے ہیں اور یہ منظر آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام اور باکردار اللہ کے نیک بندوں کی محبت اور ان کی عظمت آج بھی مخلوق خدا کے دلوں میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے ــــ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کے لئے بار بار رحمٰن کا لفظ آیا ہے جس سے اللہ کی رحمت کے تقاضے سامنے آتے ہیں اور پروردگار کی مہربانیوں اور مخلوق کے ساتھ اس کی شفقت اور رحمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۹۷) نزول قرآن کی وجہ | کیونکہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید بندوں کی ہدایت کے لئے ہے اس لئے اس میں نیک عمل کرنے والوں کے لئے اچھے انجام کی بشارت ہے اور وہ لوگ جنھوں نے حق و صداقت کا انکار کر کے بلاوجہ کے مذہبی جھگڑے پیدا کئے ہیں ان کو یہ کتاب خبردار کرتی ہے کہ یہ ہٹ دھرمی اور کج بحثی بُرے انجام سے دوچار کر دیگی کیونکہ اس کتاب کا خطاب بھی طرح کے لوگوں سے ہے اسلئے اسکو تمہاری زبان عربی میں بہت سہل اور آسان بنا دیا ہے تاکہ ہر قسم کے لوگ اس کے پیغام کو سمجھ سکیں۔

(۹۸) پچھلی قوموں کے واقعات عبرت کا نشان ہیں | قرآن بار بار ان پچھلی قوموں کے واقعات کو سامنے رکھتا ہے جو اپنی مادی خوشحالیوں میں مگن ہو کر راہِ حق سے ہٹ گئیں اور انہوں نے اللہ کی مخلوق پر زیادتیاں شروع کر دیں آج وہ قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں جن کے غلغلے تھے آج ان کی آہٹ بھی سنائی نہیں دیتی۔ کل جن کے کارناموں سے شور برپا تھا آج انکی بھنک بھی نہیں ملتی اسلئے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے سامنے ڈھٹائی دکھا رہے ہیں وہ اپنے انجام سے بے خبر نہ رہیں۔

جمعہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۷ء الحمدللہ سورۂ مریم کی تشریحات مکمل ہوئیں۔ حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین

فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

۲۰

سُورَۃُ طٰہٰ

○ ترتیبِ تلاوت ــــــ ۲۰	○ ترتیبِ نزول ــــــ ۴۵
○ مکی/مدنی ــــــ مکی	○ تعدادرکوعات ــــــ ۸
○ تعدادِ آیات ــــــ ۱۳۵	○ تعدادِ الفاظ ــــــ ۱۲۵۱
○ تعدادِ حروف ــــــ ۵۴۶۶	

تعارف

○ اس سورت کے شروع میں لفظ طٰہٰ ہے، لیکر اس سورت کا نام طٰہٰ رکھا گیا ہے۔

○ اس سورت کے نازل ہونے کا زمانہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے۔ حضرت عمرؓ سنہ ۶ نبوی میں ایمان لائے ہیں۔ اور روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کی بہن نے ان کو قرآن کے جو اوراق دیے تھے ان میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اس کی ابتدائی آیتیں پڑھ کر حضرت عمرؓ کی زبان سے نکلا، یہ کیسا اچھا اور اشرف کلام ہے
اس طرح سورۂ مریم اور سورۂ طٰہٰ کے نازل ہونے کا زمانہ قریب قریب ہے۔

○ سورۂ طٰہٰ کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ انسان کو وحی یعنی اللہ کی ہدایت اور رسول کی ضرورت کیوں ہے ؟

- سورۃ کے آغاز میں حضرت موسیٰ ؑ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ عرب میں یہودیوں کی اچھی خاصی تعداد تھی اور چونکہ یہودی اہلِ کتاب تھے پڑھے لکھے تھے۔ عرب کے لوگ ان سے فکری اور ذہنی طور پر متاثر تھے۔ عرب سے ملی ہوئی روم اور حبش کی سلطنتیں تھیں جو عیسائی تھیں۔ ان کا اثر بھی عرب کے لوگوں پر تھا۔ ان دونوں سلطنتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی تسلیم کیا جاتا تھا اسلئے حضرت موسیٰ کا واقعہ بیان کرکے یہ بتانا ہے کہ اللہ کی طرف سے کسی کو منصب رسالت کے لئے چُن لینا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ کو اپنا پیغمبر منتخب کیا اسی طرح حضرت محمدؐ کو اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت عطا کیا۔
- اس قصّے کو بیان کرتے ہوئے یہ بتانا ہے کہ توحید اور آخرت کی جو دعوت آج حضرت محمدؐ دے رہے ہیں وہی دعوت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی بھی تھی۔
- اس واقعہ سے یہ بھی بتانا ہے کہ جس طرح مدین سے مصر جاتے جاتے حضرت موسیٰ ؑ کو اللہ تعالیٰ پیغمبری کے لئے چُن لیتے ہیں کہ آگ لینے کو گئے پیغمبری مل گئی اور ان کو تنِ تنہا فرعون جیسے حکمراں سے ٹکرا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت محمدؐ بغیر کسی سروساماں اور لاؤلشکر کے وقت کی طاقتوں کے مقابلے میں تن تنہا حق کے علمبردار بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور جس طرح حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون کے مقابلے میں کامیابی ملی تھی اسی طرح حضرت محمدؐ بھی وقت کی سرکش طاقتوں کے مقابلے میں فتح حاصل کرکے رہیں گے۔

اس طرح دراصل قصۂ موسیٰ کے پیرائے میں حضرت محمدؐ کے حالات اور آپ کی کش مکش پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

- اس کے بعد حضرت آدم ؑ کا واقعہ بیان کرکے بتایا گیا ہے کہ آج جو لوگ اللہ کے دین کی مخالفت کر رہے ہیں وہ دراصل ابلیسی راستے پر چل رہے ہیں۔
- سورت کے آخر میں اہلِ حق کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے نماز کی تاکید کی گئی ہے تاکہ ان میں وہ صفات پیدا ہوں جو دعوتِ حق کے لئے مطلوب ہیں
- منکرین کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ قرآن اللہ کی رحمت ہے یہ کوئی زحمت اور مصیبت نہیں ہے جس میں اللہ نے اپنے پیغمبر اور ان کے ماننے والوں کو مبتلا کیا ہے بلکہ یہ راہِ ہدایت ہے۔ جو مانے گا اپنے لئے مانے گا اور جو ہٹ دھرمی دکھائے گا وہ اس کا نتیجہ خود بھگتے گا۔

اٰیاتُہَا ۱۳۵	۲۰ — سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ — : ۴۵	رُکُوْعَاتُہَا ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

طٰہٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ②

طٰہٰ	مَآ اَنْزَلْنَا	عَلَیْکَ	الْقُرْاٰنَ	لِتَشْقٰی
طٰہٰ	ہم نے نازل نہیں کیا	تم پر	قرآن	تاکہ تم مشقت میں پڑجاؤ

طٰہٰ ہم نے قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑجاؤ۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ مِائَۃٌ وَ خَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً اَوْ اَرْبَعُوْنَ وَثِنْتَانِ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① طٰہٰ ○ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ بِذٰلِکَ

② مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ یَا مُحَمَّدُ لِتَشْقٰی ○ لِتَتْعَبَ بِمَا فَعَلْتَ بَعْدَ نُزُوْلِہٖ مِنْ طُوْلِ قِیَامِکَ بِصَلٰوۃِ اللَّیْلِ اَیْ خَفِّفْ عَنْ نَفْسِکَ

سورۂ طٰہٰ مکی ہے اسمیں ایک سو پینتیس یا ایک سو چالیس یا ایک سو بیالیس آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا مہربان ہے۔

① طٰہٰ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

② مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی الخ اے محمدؐ ہم نے قرآن تجھ پر اسلئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے جیسا کہ تو نے قرآن نے اترنے کے بعد تہجد کی نماز میں بہت کھڑا رہنا اور لمبی نماز پڑھنا اختیار کیا حاصل یہ ہے کہ اپنی جان پر تخفیف کر اس قدر سختی نہ کر۔

تشریح

① **طا۔ ھا** سورت کے شروع میں یہ حروف مقطعات الگ الگ حروف ہیں۔ ان کو الگ الگ کرکے طا اور ھا پڑھا جائیگا۔ طا کا اشارہ طُوٰی کی طرف ہوسکتا ہے جو کوہِ سینا کی اس وادی کا نام ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نبوت عطا کی تھی۔ ھا کا اشارہ ہارون کی طرف ہوسکتا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہیں اور انکے معاون نبی ہیں۔ اس سورت میں متعدد جگہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ان کا ذکر بھی آیا ہے۔

② **قرآن مجید رحمت ہے نہ کہ زحمت** جس زمانے میں سورۂ طٰہٰ نازل ہوئی اہل ایمان کے لئے وہ نہایت کش مکش کا دور تھا یہاں تک کہ مجبور ہوکر مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کرلی تھی۔ اس وقت میں اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو تسلی دے رہے ہیں کہ ہم یہ قرآن نازل کرکے آپ کو کسی پریشانی میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ آپ کی ذمہ داری ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ قرآن کی صداقت منوا کر چھوڑیں یہ کوئی انہونا کام نہیں ہے اسلئے آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ قرآن کسی کے لئے زحمت نہیں ہے بلکہ اللہ کی رحمت ہے۔

إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

إِلَّا	تَذْكِرَةً	لِّمَنْ	يَّخْشٰى	تَنْزِيْلًا	مِّمَّنْ	خَلَقَ
مگر	یاد دلانی	اس کے لئے جو	ڈرتا ہے	نازل کیا ہوا	سے۔ جس	بنایا

مگر اس کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے ۔ نازل کیا ہوا ہے (اسکی طرف سے) جس نے زمین

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

الْاَرْضَ	وَالسَّمٰوٰتِ	الْعُلٰى	اَلرَّحْمٰنُ	عَلَى الْعَرْشِ	اسْتَوٰى
زمین	اور آسمان (جمع)	اونچے	رحمٰن	عرش پر	قائم

اور اونچے آسمان بنائے ۔ رحمٰن عرش پر قائم ہے

﴿۳﴾ إِلَّا لٰكِنْ اَنْزَلْنَاهُ تَذْكِرَةً بِهٖ لِمَنْ يَخْشٰى ○ يَخَافُ اللّٰهَ

﴿۳﴾ لیکن ہم نے اس کو اُتارا ہے اسلئے کہ اس سے نصیحت ہو اس شخص کو جو اللہ سے ڈرتا ہے ۔

﴿۴﴾ تَنْزِيْلًا بَدَلٌ مِنَ اللَّفْظِ بِفِعْلِهِ النَّاصِبِ لَهٗ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○ جَمْعُ عَلِيًا كَكُبْرٰى وَكُبَرِ

﴿۴﴾ اس نے جس نے زمین اور بڑے بڑے آسمانوں کو بنایا۔

﴿۵﴾ هُوَ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ وَهُوَ فِي اللُّغَةِ سَرِيْرُ الْمُلْكِ اسْتَوٰى ○ اِسْتِوَاءً يَلِيْقُ بِهٖ

﴿۵﴾ وہ رحمت والا ہے عرش پر مستوی ہے جو استوٰی اسکی شان کے لائق ہے (عرش لغت میں بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں)

تشریح

﴿۳﴾ قرآن بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے | قرآن کوئی بوجھ نہیں ہے بلکہ یہ فطرت کے اس سبق کو یاد دلاتا ہے جو لوحِ فطرت پر لکھا ہوا ہے قرآن اُن لوگوں کے لئے خیر و سعادت ہے جو نظامِ فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر زندگی کا سفر طے کرنا چاہتے ہیں. قرآن ایک نصیحت ۔ کے فیوض و برکات سے محروم رہنے والے بدنصیب ہیں ۔

﴿۴﴾ قرآن خالق ارض و سما کا کلام ہے | قرآن اسی پروردگار کا کلام ہے جس نے یہ زمین اور یہ بلند آسمان بنائے ہیں جس طرح زمین و آسمان کی بناوٹ میں کسی طرح کا کوئی نقص اور کمی نہیں ہے اسی طرح اللہ کا یہ کلام ہر عیب سے پاک نہایت اعلیٰ، شفاف اور عظمت والا کلام ہے یہ اس عظیم ہستی کا نامۂ فرمان ہے جو پوری کائنات کے نظام کو پوری خوبی کے ساتھ تھامے ہوئے ہے ۔

﴿۵﴾ اس کی فرمانروائی کمال رحمت کے ساتھ ہے | وہ پوری کائنات کا فرماں روا ہے، تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہے لیکن اس کی فرماں روائی میں اس کی کمال رحمت کی جلوہ فرمائی ہے ۔ اللہ تعالےٰ کسی ایک جگہ مخلوقات کی طرح محدود نہیں ہے مگر جب کلام مخلوق کی نسبت سے ہوتا ہے تو بات کو سمجھانے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو فہم کے قریب ہو اسلئے استوٰی علی العرش (عرش کے اوپر جلوہ افروز ہونا) اللہ کی فرماں روائی اور اسکے تختِ سلطنت کا اسطرح اظہار ہے جس کو انسان سمجھ سکے ۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

تَحْتَ	وَمَا	بَیْنَهُمَا	وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَمَا	فِی السَّمٰوٰتِ	لَهٗ مَا
نیچے	اور جو	ان دونوں کے درمیان	اور جو	زمین میں	اور جو	آسمانوں میں	اسکے لئے جو

اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور جو ان دونوں کے درمیان ہے، اور جو گیلی

الثَّرٰی ⑥ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ⑦

وَاَخْفٰی	السِّرَّ	یَعْلَمُ	فَاِنَّهٗ	بِالْقَوْلِ	تَجْهَرْ	وَاِنْ	الثَّرٰی
اور نہایت پوشیدہ	بھید	جانتا ہے	تو بیشک وہ	بات	تو پکار کر کہے	اور اگر	گیلی مٹی

مٹی (آخری کرۂ ارض) کے نیچے ہے۔ اور اگر تو پکار کر کہے بات تو بیشک وہ بھید جانتا ہے اور نہایت پوشیدہ (بات کو بھی)

⑥ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ○ هُوَ التُّرَابُ النَّدِیُّ وَالْمُرَادُ الْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ لِاَنَّهَا تَحْتَهٗ۔

⑥ اسی کی ملک ہے جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں اور جو ان کے بیچ میں ہے اور جو کچھ نیچے تر مٹی کے یعنی ساتوں زمینوں کے ہے کیونکہ تر مٹی ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

⑦ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فِیْ ذِکْرٍ اَوْ دُعَاءٍ فَاللّٰهُ غَنِیٌّ عَنِ الْجَهْرِ بِهٖ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ○ مِنْهُ اَیْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ النَّفْسُ وَمَا خَطَرَ وَلَمْ تُحَدِّثْ بِهٖ فَلَا تُجْهِدْ نَفْسَكَ بِالْجَهْرِ

⑦ اور اگر تو پکار کر ذکر یا دعا کرے تو اللہ کو پکار کر کہنے کی ضرورت اور پرواہ نہیں۔ کیونکہ وہ جانتا ہے چھپی بات کو اور اس سے زیادہ مخفی کو یعنی جی کی باتوں کو اور خطرات نفس کو جنہیں حدیث نفس کی نوبت نہیں آتی بس تو تکلیف نہ اٹھا جہر کرنے کی۔

تشریح

⑥ ہر ہر چیز پر بلا شرکت غیرے اس کی حکومت ہے | زمین آسمان اور زمین آسمان کے درمیان اور زمین کے نیچے ہر ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اس کی مخلوق ہے وہ پوری کائنات کا بغیر کسی کی شرکت کے تنہا مالک ہے۔ اُسی کی تدبیر و انتظام سے یہ سارا نظام چل رہا ہے۔

⑦ پکار کر کہو یا چپکے سے وہ سب سنتا ہے | اس کے علم کی وسعتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے کوئی بات زور سے کہی جائے یا چپکے سے، کھلی بات ہو یا چھپی ہوئی یہانتک کہ دل کے خیالات بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہر ہر چھوٹی سے چھوٹی بڑی سے بڑی بات کا اسے علم ہے۔ اس کا علم ماضی حال اور مستقبل سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جب ہر بات کا اس کو علم ہے تو تم پر جو گزر رہی ہے وہ سب کچھ اللہ کو معلوم ہے وہ ظالموں کی خباثتوں کو بھی جانتا ہے اور مظلوموں کی مظلومیت کو بھی وہ بے خبر نہیں ہے اسکے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿٨﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿٩﴾

اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	لَهُ	الْاَسْمَآءُ	الْحُسْنٰى	وَهَلْ	اَتٰىكَ	حَدِيْثُ	مُوْسٰى
اللہ	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا	اسی کے لئے	سب نام	اچھے	اور کیا	تمہارے پاس آئی	بات۔ خبر	موسیٰ

اللہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام اور کیا تمہارے پاس موسےٰ کی خبر آئی

﴿٨﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ اَلتِّسْعَةُ وَالتِّسْعُوْنَ اَلْوَارِدُ بِهَا الْحَدِيْثُ وَالْحُسْنٰى مُؤَنَّثُ الْاَحْسَنِ

﴿٨﴾ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق پرستش کے نہیں۔ اس کے نام نیک ہیں وہ ننانوے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

﴿٩﴾ وَهَلْ قَدْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○

﴿٩﴾ اور بیشک تیرے پاس پہنچی بات موسیٰؑ کی یعنی اس کا قصہ۔

تشریح

﴿٨﴾ <u>وہ بہترین صفات کا مالک ہے</u> | اللہ تعالےٰ کے لئے قرآن مجید میں لفظ "اللّٰه" ذاتی نام کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے باقی نام الرحمٰن، الرحیم، الخالق، الملک، العزیز، العلیم، الرزاق وغیرہ اس کی صفات کو ظاہر کرتے ہیں یہ صفاتی نام اپنے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے اللہ کی عظمت اور اسکے کمالات کا اظہار ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے یہ نام بتاتے ہیں کہ وہ بہترین صفات کا مالک ہے صفات کے تعدد سے ذات کا تعدد ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے کسی انسان کو یہ کہیں یہ بڑا عالم ہے، بڑا سخی ہے بڑا با اخلاق ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کی ذات میں یہ کمالات موجود ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ ہے جو تمام کمالات کا منبع ہے کوئی دوسری ہستی اس شان اور ان صفات کی موجود نہیں ہے اسلئے معبود بھی وہی ہے اور مقصود بھی وہی۔

﴿٩﴾ <u>قصۂ موسیٰ کا آغاز۔ دعوتِ محمدی سے اسکی مماثلت</u> | اور کیا تمہیں واقعۂ موسیٰ کی خبر پہنچی ـــــ ؟ اس اندازِ بیان سے شوق کے جذبات کو ابھارنا ہے تاکہ حضرت موسیٰ کے واقعہ کے اہم پہلو سامنے آئیں اور یہ بھی معلوم ہو کہ محمدؐ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں اس میں اور حضرت موسیٰؑ کی دعوت میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یہ بھی بتانا ہے کہ انسانوں میں سے کسی انسان کا اللہ کی طرف سے پیغمبر مقرر کیا جانا اور اس پر اللہ تعالےٰ کا اپنی وحی نازل کرنا کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔ حضرت محمدؐ سے پہلے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر منتخب فرمایا اور جس طرح حضرت محمدؐ پر وحی نازل کی اسی طرح حضرت موسیٰؑ پر بھی اللہ تعالےٰ نے اپنا کلام نازل کیا تھا۔ قصۂ موسیٰ یہ بھی شہادت دیتا ہے کہ جس طرح آج حضرت محمدؐ دعوتِ حق کے لئے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں اور باطل طاقتوں سے آپکا ٹکراؤ ہے اسی طرح حضرت موسیٰؑ بھی دعوت حق کے راستے میں مشکلات اٹھا چکے ہیں اور اُس وقت کی زبردست طاقت فرعون کے ساتھ آپکی کش مکش رہی ہے اور جس طرح آخر میں حضرت موسیٰؑ کامیاب ہوئے تھے اسی طرح حضرت محمدؐ کے لئے بھی کامیابی مقدر ہے۔

قصۂ موسیٰؑ کا آغاز موجودہ سورت سورۂ طٰہٰ میں اس وقت سے ہوا ہے جب حضرت موسیٰ کچھ سال اپنے وطن سے دُور مدین میں گزارنے کے بعد اپنی اہلیہ کے ہمراہ مصر واپس ہو رہے تھے۔ حضرت موسیٰ کا اس سے پہلے کا حال سورۂ قصص میں آچکا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے اچانک ایک مصری کا قتل ہو گیا تھا اور گرفتاری سے بچکر مدین چلے گئے تھے۔ آپ مدین رہے اور وہیں آپکی شادی ہوئی اور اب آپ مدین سے مصر واپس آ رہے ہیں۔

إِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ

اٰتِیْكُمْ	لَّعَلِّیْٓ	نَارًا	اٰنَسْتُ	اِنِّیْٓ	امْكُثُوْٓا	لِاَهْلِهِ	فَقَالَ	نَارًا	اِذْ رَاٰ
تمہارے پاس لاؤں	شاید میں	آگ	دیکھی ہے	بیشک میں نے	تم ٹھہرو	اپنے گھر والوں کو	تو کہا	آگ	جب اس نے دیکھی

جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم ٹھہرو، بیشک میں نے دیکھی ہے آگ، شاید میں تمہارے

مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩ فَلَمَّآ اَتٰهَا

اَتٰهَا	فَلَمَّا	هُدًى	عَلَے + النَّارِ	اَجِدُ	اَوْ	بِقَبَسٍ	مِّنْهَا
وہ وہاں آئے	پس جب	راستہ	آگ پر۔ کے	میں پاؤں	یا	چنگاری	اس سے

پاس اس سے چنگاری لے آؤں، یا میں آگ کے راستہ (کا پتہ) پالوں۔ پس جب وہاں آئے

نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ⑪

یٰمُوْسٰی	نُوْدِیَ
اے موسیٰ	آواز آئی

تو آواز آئی اے موسیٰ،

(۱۰) إِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ لِامْرَاَتِهٖ امْكُثُوْٓا هٰنَا وَذٰلِكَ فِیْ مَسِیْرِهٖ مِنْ مَدْیَنَ طَالِبًا مِصْرَا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ اَبْصَرْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ شُعْلَةٍ فِیْ رَاْسِ فَتِیْلَةٍ اَوْ عُوْدٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ اَیْ هَادِیًا یَدُلُّنِیْ عَلَے الطَّرِیْقِ وَكَانَ اَخْطَاهَا لِظُلْمَةِ اللَّیْلِ وَقَالَ لَعَلَّ لِعَدَمِ الْجَزْمِ بِوَفَاءِ الْوَعْدِ۔

(۱۱) فَلَمَّآ اَتٰهَا وَهِیَ شَجَرَةُ عَوْسَجٍ نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ۝

(۱۰) جبکہ اس نے آگ کو دیکھا پس کہا اپنی بیوی سے کہ تم اس جگہ ٹھہری رہو (اور یہ قصہ اسوقت کا ہے کہ جب موسیٰؑ مدین سے مصر کے ارادہ سے چلے) بیشک میں نے دیکھی ہے آگ شاید میں تمہارے پاس اس کا شعلہ اور چنگاری لاؤں یا آگ کے پاس مجھے کوئی راہ بتانے والا مل جائے (اندھیری رات کی وجہ سے موسیٰ راستہ بھول گیا تھا) اور لَعَلَّ جو یقین کے لئے نہیں اس لئے کہا کہ موسیٰ کو پورا بھروسہ نہ تھا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ طرد کر دوں گا۔

(۱۱) سو جب موسیٰ آگ کے پاس آیا اور وہ ایک درخت تھا کانٹے دالا، اس کو پکارا گیا کہ اے موسیٰ!

تشریح

(۱۰) حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں | مدین سے واپس ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ صحرائے سینا میں کوہِ طور کے پاس سے گزر رہے تھے۔ ٹھنڈی رات تھی اندھیرا تھا راستہ کا پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ انہیں دور سے آگ دکھائی دی انہوں نے گھر والوں سے کہا تم لوگ ذرا ٹھہرو مجھے سامنے دور آگ نظر آرہی ہے میں تمہارے لئے آگ لیکر آتا ہوں تاکہ تم آگ سے تاپ سکو ممکن ہے وہاں سے کچھ راستہ کا بھی پتہ لگ جائے۔

(۱۱) اللہ کے ساتھ شرف ہم کلامی | دور سے جو چیز روشن نظر آرہی تھی جب حضرت موسیٰ اس کے پاس پہنچے تو وہاں سے آواز آئی کہ اے موسے!

إِنِّيْٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

إِنِّيْٓ	أَنَا	رَبُّكَ	فَاخْلَعْ	نَعْلَيْكَ	إِنَّكَ	بِالْوَادِ	الْمُقَدَّسِ
بیشک میں	میں	تمہارا رب	سو اُتار لو	اپنی جوتیاں	بیشک تم	میدان	پاک

بیشک میں ہی تمہارا رب ہوں، سو اپنی جوتیاں اُتار لو، بیشک تم طوٰے کے پاک میدان میں

طُوًى ۟ ﴿۱۲﴾ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ﴿۱۳﴾ إِنَّنِيْٓ أَنَا اللّٰهُ

طُوًى	وَ	أَنَا	اخْتَرْتُكَ	فَاسْتَمِعْ	لِمَا + يُوحٰى	إِنَّنِيْ	أَنَا	اللّٰهُ
طوٰی	اور	میں	تمہیں پسند کیا	پس کان لگا کر سنو	اسکی طرف جو وحی کیجائے	بیشک میں	میں	اللہ

ہو اور میں نے تمہیں پسند کیا، پس جو وحی کیجائے اسکی طرف کان لگا کر سُنو بیشک میں ہی اللہ ہوں

لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾

لَآ إِلٰهَ	إِلَّآ أَنَا	فَاعْبُدْنِيْ	وَأَقِمِ	الصَّلٰوةَ	لِذِكْرِيْ
نہیں کوئی معبود	میرے سوا	پس میری عبادت کرو	اور قائم کرو	نماز	میری یاد کے لئے

میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

﴿۱۲﴾ إِنِّيْٓ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ بِتَاوِيْلِ نُوْدِيَ بِقِيْلَ وَبِفَتْحِهَا بِتَقْدِيْرِ الْبَاءِ أَنَا تَوْكِيْدٌ لِيَاءِ الْمُتَكَلِّمِ رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ الْمُطَهَّرِ أَوِ الْمُبَارَكِ طُوًى ○ بَدَلٌ أَوْ عَطْفُ بَيَانٍ بِالتَّنْوِيْنِ وَتَرْكِهِ مَصْرُوْفٌ بِاعْتِبَارِ الْمَكَانِ وَغَيْرُ مَصْرُوْفٍ لِلتَّانِيْثِ بِاعْتِبَارِ الْبُقْعَةِ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ

﴿۱۲﴾ بیشک میں ہی ہوں تیرا رب۔ سو نکال تو جوتیاں اپنی کہ بیشک تو ایک پاک برکت والے جنگل میں ہے جس کا نام طوٰی ہے۔

﴿۱۳﴾ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ مِنْ قَوْمِكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى ○ إِلَيْكَ مِنِّيْ

﴿۱۳﴾ اور میں نے تیری قوم میں سے تجھ کو برگزیدہ کیا پس سُن تو جو کچھ میں تجھ پر وحی کرتا ہوں۔

إِنَّنِيْٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا

﴿۱۴﴾ بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○ فیہا

سو تو میری ہی عبادت کر اور نماز پڑھا رہ کہ اس میں مجھے یاد کرے۔

تشریح

(۱۲) موسیٰ میں تمہارا رب تم سے ہم کلام ہوں | حضرت موسیٰ جب وادی طویٰ میں پہنچے جو ایک مقدس روشنی سے بقعۂ نور بنی ہوئی تھی، اس میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو، تم اس وقت کوہ طور کی طویٰ وادی میں ہو جو اللہ کے نور سے پاکیزگی میں نہائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر کسی واسطے کے براہ راست حضرت موسیٰ ؑ سے ہمکلام تھے۔ اگرچہ موسیٰ ؑ کو اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر نہیں آیا مگر اللہ تعالیٰ براہ راست حضرت موسیٰ سے ہم کلام تھے کیونکہ خاص اہتمام کے ساتھ آدابِ حضوری بجالانے کا حکم ہوا تھا اسلئے ارشاد ہوا کہ اپنی جوتیاں اتار دو کیونکہ اسوقت طویٰ کی سرزمین اللہ کے نور سے منور ہے اسلئے ادب وتعظیم کے تقاضوں کا لحاظ رکھنے کی تعلیم دی گئی۔ ہدایت کا باطنی راستہ ملنے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ کو سفر کی گمشدہ راہ بھی مل گئی اللہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ اس وقت وہ وادیٔ طویٰ میں ہیں۔

(۱۳) حضرت موسیٰ کا پیغمبری کے لئے انتخاب | حضرت موسیٰ کو خلعتِ رسالت سے سرفراز کیا گیا۔ بارگاہِ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ہم نے تمہیں اپنی پیغمبری کے لئے چن لیا ہے اب جو تمہاری طرف وحی کی جائے اسے توجہ سے سنو۔

رسالت ایک منصب ہے یہ عبادت و ریاضت اور بندے کی جدوجہد سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو رسالت کے لئے منتخب کر لیتے ہیں "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ" (اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس کو رسالت دینی ہے۔) اور پھر اس پر اپنی وحی نازل فرماتے ہیں خواہ کتاب کی شکل میں ہو یعنی وحی متلو (جس کی تلاوت کی جائے) یا وحی غیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے)۔ وحی ایک یقینی ذریعہ علم ہے جس کا تعلق پروردگار اور پیغمبر کے ساتھ ہے۔ وحی انسان کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔ اسلئے کہ اللہ کی ہدایت کے بغیر نہ انسان کو اپنے مقصد زندگی کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ مقصد تک پہونچنے کا راستہ معلوم ہو سکتا ہے۔ جس طرح وحی و رسالت کا واقعہ حضرت موسیٰ ؑ کے ساتھ اچانک پیش آیا بالکل اسی طرح یہ معاملہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوا۔ چالیس سال تک آپ ایک عام انسان کی طرح زندگی گزار رہے ہیں آپ کو کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ غارِ حرا کی خلوتوں میں بیٹھا ہوا یہ انسان غور کر رہا ہے کہ آخر راستہ کون سا ہے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا (اور تم کو ناواقف پایا) پس اللہ نے منزل بھی بتادی اور راستہ کی بھی رہنمائی کردی فَهَدٰى (آپ کو ہدایت مل گئی)۔

(۱۴) حضرت موسیٰ کو توحید اور عبادت کی تعلیم | منصبِ رسالت پر حضرت موسیٰ ؑ کی تقرری کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو خطاب کر کے سب سے پہلے توحید کی تعلیم دی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے — توحید اسلام کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے یہی وہ مستحکم عقیدہ ہے جس پر عمل کی عمارت بنائی جاتی ہے۔ یہی وہ نور ہے جو انسانوں کی پوری زندگی کو منور کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سب سے پہلے اسی کی تعلیم دی توحید کے عقیدے کے بعد عمل کا نمبر آتا ہے اور عمل میں سب سے افضل عمل اللہ کی عبادت ہے۔ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ایسی تعظیم اور اس کے سامنے ایسی عاجزی جس کی مستحق صرف اسی کی ذات ہے جب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو عبادت بھی صرف اسی کی ہے۔ عبادت کی بہترین شکل نماز ہے جس کا اہتمام اللہ کو یاد کرنے کے لئے کیا جاتا ہے نماز بندے کا تعلق اپنے رب کے ساتھ قائم کرتی ہے اور انسان کی ساری کامیابی اسکی شخصیت کا ارتقا اس بات پر ہے کہ وہ اپنے رب سے تعلق قائم کرے۔ نماز زبان اور دل سے اللہ کو یاد کرنے کیلئے ہے۔ دل بھی اللہ کے سامنے حاضر ہو اور زبان پر بھی اس کا ذکر ہو

إِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ⑮ فَلَا

إِنَّ	السَّاعَةَ	اٰتِيَةٌ	أَكَادُ	أُخْفِيهَا	لِتُجْزٰى	كُلُّ نَفْسٍ	بِمَا تَسْعٰى	فَلَا
بیشک	قیامت	آنیوالی	میں چاہتا ہوں	میں اسے پوشیدہ رکھوں	تاکہ بدلہ دیا جائے	ہر شخص	اس کا جو وہ کوشش کرے	پس نہ

بیشک قیامت آنے والی ہے، میں چاہتا ہوں کہ اُسے پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص کو بدلہ دیا جائے اس کوشش کا جو وہ کرے۔ پس تجھے

يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ⑯ وَمَا تِلْكَ

يَصُدَّنَّكَ	عَنْهَا	مَنْ	لَّا يُؤْمِنُ	بِهَا	وَاتَّبَعَ	هَوٰىهُ	فَتَرْدٰى	وَمَا	تِلْكَ
تجھے روک دے	اس سے	جو	ایمان نہیں رکھتا	اس پر	اور وہ پیچھے پڑا	اپنی خواہش	پھر تو ہلاک ہوجائے	اور کیا	یہ

اس سے وہ نہ روک دے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا، اور اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے، پھر تو ہلاک ہوجائے۔ اور اے

بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ⑰ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا

بِيَمِينِكَ	يٰمُوسٰى	قَالَ	هِيَ	عَصَايَ	أَتَوَكَّؤُا	عَلَيْهَا	وَأَهُشُّ	بِهَا
تیرے دہنے ہاتھ میں	اے موسیٰ	اس نے کہا	یہ	میرا عصا	میں ٹیک لگاتا ہوں	اس پر	اور میں پتے جھاڑتا ہوں	اس سے

موسیٰ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا عصا ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے پتے جھاڑتا ہوں

عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَاٰرِبُ أُخْرٰى ⑱

عَلٰى	غَنَمِي	وَلِيَ	فِيهَا	مَاٰرِبُ	أُخْرٰى	
پر	اپنی بکریاں	اور میرے لئے	اس میں	ضرورتیں (فائدے)	اور بھی	

اپنی بکریوں پر، اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں۔

⑮ إِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا عَنِ
النَّاسِ وَيَظْهَرُ لَهُمْ قُرْبُهَا بِعَلَامَاتِهَا لِتُجْزٰى
فِيهَا كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ○ بِهِ مِنْ
خَيْرٍ وَشَرٍّ
⑯ فَلَا يَصُدَّنَّكَ يَصْرِفَنَّكَ عَنْهَا أَيْ
عَنِ الْإِيمَانِ بِهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فِي إِنْكَارِهَا فَتَرْدٰى ○
فَتَهْلِكُ إِنْ صَدَدْتَ عَنْهَا
⑰ وَمَا تِلْكَ كَائِنَةً بِيَمِينِكَ يٰا
مُوسٰى ○ الْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيرِ لِيُرَتِّبَ
عَلَيْهِ الْمُعْجِزَةَ فِيهَا

⑮ بے شک قیامت آنے والی ہے میں اسکو چھپاتا ہوں لوگوں
سے اس کا نزدیک ہونا ان کو اس کی علامات سے ظاہر ہوتا
ہے کہ اسمیں ہر آدمی کی کمائی بُرے بھلے کاموں کا بدلہ
دیا جائے گا۔
⑯ سو تجھ کو اس پر ایمان لانے سے وہ شخص نہ روکے جو اس
پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار میں اپنی خواہش کا
پیرو ہے اگر تو اس پر ایمان لانے سے رُکے گا تو ہلاک ہوجاویگا۔

⑰ اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے (یہ پوچھنا تقریرًا
ہے تاکہ اس سوال پر مرتب ہو وہ معجزہ جو لاٹھی میں ہونیوالا ہے

(۱۸) قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا اَعْتَمِدُ عَلَيْهَا عِنْدَ الْوُثُوْبِ وَالْمَشْيِ وَاَهُشُّ اَخْبِطُ وَرَقَ الشَّجَرِ بِهَا لِيَسْقُطَ عَلٰى غَنَمِيْ فَتَاْكُلُهُ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ جَمْعُ مَاْرِبَةٍ مُثَلَّثُ الرَّاءِ اَيْ حَوَائِجُ اُخْرٰى ○ كَحَمْلِ الزَّادِ وَالسِّقَاءِ وَطَرْدِ الْهَوَامِّ زَادَ فِي الْجَوَابِ بَيَانَ حَاجَاتِهِ بِهَا

(۱۸) موسیٰ نے کہا یہ میری لاٹھی ہے، اس پر میں سہارا کرتا ہوں، چلتے وقت۔ اور جب مزدرت کودنے کی ہوتی ہے اسکے سہارے سے کودتا ہوں۔ اور اپنی بکریوں کے واسطے اس سے پتے درخت سے جھاڑتا ہوں اور اسمیں میرے اور کام ہیں جیسے توشہ کا اٹھانا اور مشک پانی کی لٹکانا اور موذی جانوروں کو دفع کرنا (موسیٰ نے جواب میں اپنی حاجتیں بھی زیادہ بیان کر دیں۔)

تشریح

(۱۵) عقیدۂ آخرت کی تعلیم | اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو توحید کے بعد آخرت اور معاد کی تعلیم دی۔ آخرت کا عقیدہ اس حقیقت میں سے ایک ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے یعنی انسان اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے اس کے امتحان کے لئے عمل کی ایک مہلت ہے اسکو مرنا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور جو کچھ اس نے اس دنیا میں عمل کیا ہے اس کا حساب کتاب ہونا ہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ قیامت قائم فرمائیں گے اور دنیا کا یہ موجودہ نظام سب درہم برہم ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت سے قیامت کی گھڑی کو مخفی رکھا ہے مگر اس کی علامتیں بتا دی گئی ہیں۔ قیامت کی گھڑی کو اسلئے مخفی رکھا گیا ہے کہ آزمائش کا مقصد پورا ہو سکے جسکو اپنے انجام کی فکر ہو اسے ہر وقت کھٹکا لگا رہے اور بے راہ روی سے بچتا رہے۔

(۱۶) دیکھو آخرت سے غافل مت رہنا | انسان کو ہر وقت اپنے انجام کی فکر رہنی چاہیئے دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہو کر ایسا نہ ہو کہ آدمی اپنی غلط خواہشات میں مبتلا ہو جائے اور آخرت کو بھول کر ہلاکت میں پڑ جائے۔ آخرت کی جوابدہی کی فکر انسان کو دنیا میں بھی ٹھیک رکھتی ہے برائی سے بچاتی ہے انسان کو یہ خیال دامنگیر رہتا ہے کہ مجھے اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے انسان غلط باتوں سے بچتا ہے اور یہ چیز اس کو دنیا میں بھی ترقی [illegible] ہو جاتی ہے۔ آخرت سے بے فکر ہو کر انسان اپنے آپ کو آزاد سمجھتا ہے خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں مجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس طرح انسان غلط راہوں پر چل پڑتا ہے اور اپنی آخرت کے ساتھ اپنی دنیا بھی برباد کر لیتا ہے اس آیت میں اشارہ ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیئے جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے، اور اپنی خواہشات کے بندے بنے ہوئے ہیں ایسی صحبت اور ماحول سے انسان متاثر ہوتا ہے اسلئے انسان کو نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔

(۱۷) منصب رسالت کی تمہید | کیونکہ حضرت موسیٰ کو منصب رسالت پر مقرر کیا گیا تھا اور ان کو کچھ معجزے دیکر فرعون کے پاس بھیجنا تھا اسلئے حضرت موسیٰ کو انکی لاٹھی کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ وہ خوب سمجھ لیں کہ ان کے ہاتھ میں جو چیز ہے ان کا دی عصا ہے جسکو وہ لئے ہوئے ہیں، اسلئے اللہ تعالےٰ نے پوچھا موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ یہ سوال اس طرف متوجہ کرنے کے لئے تھا کہ وہ خوب سمجھ لیں کہ ان کے ہاتھ میں اپنی ہی لاٹھی ہے۔

(۱۸) حضرت موسیٰ کا جواب، حضور یہ میری لاٹھی ہے | حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ رب العلمین یہ میری وہ لاٹھی ہے جسے میں ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہوں اور اس سے بہت سے کام لیتا ہوں ٹیک لگا کر چلتا ہوں، بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، اس کے علاوہ اور بھی اس سے کام لیتا ہوں۔ یہاں حضرت موسیٰ اللہ کی ہمکلامی سے لطف اندوز ہونے کیلئے اتنی بات کہہ کر چپ نہیں ہوئے کہ یہ میری لاٹھی ہے بلکہ بات کو ذرا طول دینے کے لئے لاٹھی کے کاموں اور فائدوں کے بارے میں عرض کرتے ہیں۔ جب حضرت وثوق و یقین کیساتھ کہہ دیتے ہیں کہ یہ میری اپنی ہی لاٹھی ہے اور اس سے میں فلاں فلاں کام لیتا ہوں تو اب حکم ہوتا ہے کہ:۔۔۔۔۔۔

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ

قَالَ	اَلْقِهَا	يٰمُوْسٰى	فَاَلْقٰهَا	فَاِذَا	هِيَ	حَيَّةٌ
اس نے فرمایا	اسے ڈال دے	اے موسیٰ	پس اس نے اسے ڈال دیا	تو ناگاہ	وہ	سانپ

اس نے فرمایا اے موسیٰ! اسے زمین پر ڈال دے، پس اس نے ڈال دیا تو ناگاہ وہ دوڑتا ہوا

تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة سَنُعِيْدُهَا

تَسْعٰى	قَالَ	خُذْهَا	وَلَا تَخَفْ	سَنُعِيْدُهَا
دوڑتا ہوا	فرمایا	اسے پکڑ لے	اور نہ ڈر	ہم جلد اسے لوٹا دیں گے

سانپ (بن گیا) فرمایا اسے پکڑ لے اور نہ ڈر، ہم جلد اسے اس کی پہلی

سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ

سِيْرَتَهَا	الْاُوْلٰى	وَ	اضْمُمْ	يَدَكَ	اِلٰى	جَنَاحِكَ
اس کی حالت	پہلی	اور	ملا (لگا)	اپنا ہاتھ	تک سے	اپنی بغل

حالت پر لوٹا دیں گے اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں لگا لے، وہ کسی عیب

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾

تَخْرُجْ	بَيْضَآءَ	مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ	اٰيَةً	اُخْرٰى
وہ نکلے گا	سفید	بغیر کسی عیب	نشانی	دوسری

کے بغیر سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا (یہ) دوسری نشانی ہے۔

(۱۹) قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ○

(۱۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس لاٹھی کو ڈال۔

(۲۰) فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ ثُعْبَانٌ عَظِيْمٌ تَسْعٰى ○ تَمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهَا سَرِيْعًا كَسُرْعَةِ الثُّعْبَانِ الصَّغِيْرِ الْمُسَمّٰى بِالْجَانِّ الْمُعَبَّرِ بِهٖ عَنْهَا فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى

(۲۰) سو اس نے ڈالا ناگاہ وہ ایک بڑا اژدہا ہو گیا جو اپنے پیٹ کے بل دوڑتا تھا جیسے پتلا چھوٹا سانپ دوڑے چنانچہ اسی وجہ سے دوسری آیت میں اسکو باریک چھوٹا سانپ فرمایا ہے۔

(۲۱) قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ مِنْهَا سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا مَنْصُوْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ اَيْ اِلٰى حَالَتِهَا الْاُوْلٰى ○ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْ فَمِهَا

(۲۱) اللہ تو نے فرمایا پکڑ اسکو اور اس سے نہ ڈر، نزدیک ہے کہ ہم اسکو ویسا ہی کر دیں گے جیسے یہ پہلے تھے۔

پس موسیٰ نے اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈالا۔

فَعَادَتْ عَصًا وَتَبَيَّنَ أَنَّ مَوْضِعَ
الْاِدْخَالِ مَوْضِعُ مَسْكِهَا بَيْنَ شُعْبَتَيْهَا
وَأُرِيَ ذٰلِكَ السَّيِّدُ مُوسٰى لِئَلَّا يَجْزَعَ
إِذَا انْقَلَبَتْ حَيَّةً لَدٰى فِرْعَوْنَ وَاضْمُمْ
يَدَكَ الْيُمْنٰى بِمَعْنَى الْكَفِّ إِلٰى
جَنَاحِكَ أَيْ جَنْبِكَ الْأَيْسَرِ تَحْتَ الْعَضُدِ
إِلَى الْإِبْطِ وَأَخْرِجْهَا تَخْرُجْ خِلَافَ
مَا كَانَ عَلَيْهَا مِنَ الْأُدْمَةِ بَيْضَاءَ مِنْ
غَيْرِ سُوْءٍ أَيْ بَرَصٍ تُضِيْءُ كَشُعَاعِ
الشَّمْسِ تَغْشَى الْبَصَرَ آيَةً أُخْرٰى ○
وَهِيَ وَبَيْضَاءُ حَالَانِ مِنْ ضَمِيْرِ تَخْرُجْ

وہ لاٹھی ہوگئی اور ظاہر ہوا کہ ہاتھ اس جگہ داخل کیا گیا تھا جو لاٹھی کے پکڑنے کی جگہ ہوتی ہے درمیان دونوں جانبوں کے (اور یہ امر حضرت موسیٰ ؑ کو اسلئے دکھلایا گیا تاکہ وہ اس وقت نہ ڈریں جب فرعون کے سامنے وہ اژدہا بنیگی۔ اور اپنی داہنی ہتھیلی کو بائیں اپنی بائیں بغل کے نیچے ملاکر نکال

وہ ہاتھ سفید ہوکر نکلے گا برخلاف اپنے پہلے رنگ گندم گوں کے اور یہ سفیدی کسی مرض وغیرہ مثل برص وغیرہ کے نہ ہوگی اور سفیدی اس کی اس درجہ چمکتی ہوگی جیسے آفتاب کی شعاع جسکو دیکھ نہ سکیں یہ دوسری نشانی ہے۔

تشریح

(۱۹) اے موسیٰ ذرا اپنی لاٹھی پھینکو تو | اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیتے ہیں کہ ذرا اپنی لاٹھی زمین پر تو پھینکو۔ لاٹھی وہی ہے جو ہاتھ میں رہتی ہے اب ذرا اسکو زمین پر پھینک کر دیکھو۔

(۲۰) لاٹھی سانپ بن گئی | حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے لاٹھی کو زمین پر پھینکتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی لاٹھی جو انکے ہاتھ میں رہتی تھی اور جس سے وہ بکریوں کو ہنکاتے تھے سانپ بنکر لہرا رہی ہے اور تیزی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہی ہے۔ بشری تقاضے کے مطابق حضرت موسیٰ ڈر گئے۔

(۲۱) موسیٰ ڈرو نہیں اس کو پکڑلو | اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ڈرو نہیں اسکو پکڑلو جیسے ہی تم اس کو پکڑوگے یہ سانپ پھر اپنی اصلی حالت پر آکر لاٹھی بن جائیگا۔ حضرت موسیٰ کے اس معجزے کا ذکر قرآن مجید کے علاوہ تورات میں بھی ہے۔

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے کہا لاٹھی پھر اس نے کہا کہ اسے زمین پر ڈال دے۔ اس نے اسے زمین پر ڈالا اور وہ سانپ بن گئی اور موسیٰ اس کے سامنے سے بھاگا۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا ہاتھ بڑھا کر اس کی دُم پکڑلے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑلیا وہ اس کے ہاتھ میں لاٹھی بن گیا۔" (خروج ۴:۔ ۲ تا ۴)

(۲۲) دوسرا معجزہ ید بیضا | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں دوسری نشانی اور معجزہ ہماری طرف سے یہ عطا ہے کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالکر بغل میں دباؤگے تو جب نکالوگے وہ بغیر کسی عیب اور تکلیف کے سورج کیطرح روشن ہوکر نکلے گا اور اس میں ایسی چمک اور روشنی ہوگی جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوجائیں۔

مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ (بغیر کسی عیب یا تکلیف کے) بائیبل میں حضرت موسیٰ کے اس معجزے کا ذکر کرتے ہوئے اسکو کوڑھ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جب موسیٰ بغل میں سے ہاتھ نکالتے تھے اور آناً فاناً برص کا مرض پیدا ہوجاتا تھا اور وہ ختم بھی ہوجاتا تھا (ملاحظہ ہو خروج ۴-۶) یہی تعبیر تلمود میں بھی کی گئی ہے۔

قرآن کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفیدی برص کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ معجزہ تھا کہ ہاتھ روشن ہوجاتا تھا۔ معجزہ لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں عیب کا پہلو ہونا معجزے کے خلاف ہے۔

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ

اِذْهَبْ	الْكُبْرٰى	اٰيٰتِنَا	مِنْ	لِنُرِيَكَ
تو جا	بڑی	اپنی نشانیاں	سے	تاکہ ہم تجھے دکھائیں

تاکہ ہم تجھے دکھائیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے۔ تو فرعون کی

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ ع

	طَغٰى	اِنَّهٗ	فِرْعَوْنَ	اِلٰى
	سرکش ہوگیا	بیشک وہ	فرعون	طرف

طرف جا، بیشک وہ سرکش ہوگیا ہے

﴿۲۳﴾ لِنُرِيَكَ بِهَا اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ لِاِظْهَارِهَا مِنْ اٰيٰتِنَا اٰيَةَ الْكُبْرٰى ○ اَيِ الْعُظْمٰى عَلٰى رِسَالَتِكَ وَاِذَا اَرَادَ عَوْدَهَا اِلٰى حَالَتِهَا الْاُوْلٰى ضَمَّهَا اِلٰى جَنَاحِهٖ كَمَا تَقَدَّمَ وَاَخْرَجَهَا

﴿۲۴﴾ اِذْهَبْ رَسُوْلًا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَنْ مَّعَهٗ اِنَّهٗ طَغٰى ○ جَاوَزَ الْحَدَّ فِىْ كُفْرِهٖ اِلٰى اِدِّعَاءِ الْاُلُوْهِيَّةِ

﴿۲۳﴾ تاکہ جس وقت تو اس نشانی کو ظاہر کرے اس وقت ہم تجھکو تیری پیغمبری کی بڑی نشانی اپنی نشانیوں میں سے دکھلاویں اور جب موسیٰ چاہتا وہ ہاتھ ویسا ہی ہو جائے جیسا تھا تو اسکو پھر بغل میں داخل کرتا اور نکال لیتا۔

﴿۲۴﴾ جا تو اے موسیٰ پیغمبر ہوکر طرف فرعون اور اس کی قوم کے بیشک وہ اپنے کفر میں حد سے بڑھا اور دعویٰ خدائی کا کیا۔

تشریح

﴿۲۳﴾ اور دوسری بڑی نشانیاں بھی | ان دو معجزوں کے علاوہ ہم تمہیں اپنی بڑی بڑی اور نشانیاں بھی دکھانے والے ہیں چنانچہ اسی عصائے موسیٰ کے ذریعہ دوسری بڑی نشانیاں بھی ظاہر ہوئیں جیسے سمندر پر مارنے سے بنی اسرائیل کے لئے راستہ بن گیا، لاٹھی کے پتھر پر مارنے سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔

﴿۲۴﴾ حضرت موسیٰ کو حکم کہ فرعون کے پاس جاؤ | عصا اور ید بیضا یہ دو معجزے عطا فرما کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس کو سیدھا کرو وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے۔

مصر کے قدیم بادشاہوں کا لقب فرعون ہے جو بادشاہ بھی تخت نشین ہوتا تھا اسکو فرعون (PHARAOH) کہا جاتا تھا حضرت موسیٰ کا جس فرعون سے معاملہ پیش آیا وہ سنہ [illegible] ق م میں مصر کا حکمران تھا۔ فرعون "ربِ اعلیٰ" ہونے کا دعویدار تھا اپنے آپکو خدا کا بندہ سمجھنے کے بجائے بندوں کا خدا سمجھتا تھا اس کی حکومت اللہ سے سرکشی اور بغاوت پر قائم تھی اللہ کے بندوں پر ظلم و ستم ڈھاتا تھا اور اس وقت کی مسلم قوم بنی اسرائیل پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ تم اپنی پیغمبرانہ حیثیت میں فرعون کو ہدایت کی دعوت دو۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾

قَالَ	رَبِّ	اشْرَحْ	لِيْ	صَدْرِيْ	وَ يَسِّرْ لِيْ		اَمْرِيْ
اس نے کہا	اے میرے رب	کشادہ کردے	میرے لئے	میرا سینہ	اور میرے لئے آسان کردے		میرا کام

موسیٰؑ نے کہا اے میرے رب! میرے لئے کشادہ کردے میرا سینہ اور میرے لئے میرا کام آسان کردے

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا

وَاحْلُلْ	عُقْدَةً	مِّنْ	لِّسَانِيْ	يَفْقَهُوْا
اور کھول دے	گرہ	سے۔ کی	میری زبان	وہ سمجھ لیں

اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھ لیں۔

قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾

قَوْلِيْ	وَ اجْعَلْ	لِّيْ	وَزِيْرًا	مِّنْ	اَهْلِيْ
میری بات	اور بنا دے	میرے لئے	میرا وزیر	سے	میرا خاندان

اور میرے لئے میرے خاندان سے میرا وزیر (معاون) بنا دے

هٰرُوْنَ اَخِيْ ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾

هٰرُوْنَ	اَخِيْ	اشْدُدْ بِهٖ	اَزْرِيْ
ہارون	میرا بھائی	مضبوط کر اس سے	میری قوت

میرا بھائی ہارونؑ اس سے میری قوت (کمر) مضبوط کردے۔

﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○
وَسِّعْهُ لِتَحَمُّلِ الرِّسَالَةِ
﴿۲۶﴾ وَيَسِّرْ سَهِّلْ لِيْ اَمْرِيْ ○ لِاُبَلِّغَهَا
﴿۲۷﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○
حَدَثَتْ مِنْ اِحْتِرَاقِهٖ بِجَمْرَةٍ وَضَعَهَا وَ
هُوَ صَغِيْرٌ بِفِيْهِ
﴿۲۸﴾ يَفْقَهُوْا يَفْهَمُوْا قَوْلِيْ ○ عِنْدَ تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ
﴿۲۹﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مُعِيْنًا عَلَيْهَا مِّنْ
اَهْلِيْ ○
﴿۳۰﴾ هٰرُوْنَ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ اَخِيْ ○ عَطْفُ بَيَانٍ
﴿۳۱﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ○ ظَهْرِيْ

﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اور موسیٰ نے کہا اے میرے رب کھول دے تو میرا سینہ یعنی اسکو وسیع کر پیغمبری کا بوجھ اٹھانیکو۔
﴿۲۶﴾ اور میرے لئے میرا کام آسان کرتا کہ میں رسالت کو پہنچاؤں۔
﴿۲۷﴾ اور میری زبان کی گرہ کھول تاکہ جب میں احکام رسالت پہونچاؤں وہ لوگ میری بات سمجھ لیں (موسیٰ کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی تھی بسبب جلنے کے اس چنگاری سے جو موسیٰ نے لڑکپن میں اپنے منہ میں رکھی تھی
﴿۲۸﴾ تاکہ جب میں احکام رسالت پہنچاؤں وہ میری بات سمجھ لیں۔
﴿۲۹﴾ اور میرے کنبہ میں سے میرے
﴿۳۰﴾ بھائی ہارون کو میرا مددگار رسالت میں بنا۔
﴿۳۱﴾ اسکی امانت سے میری پشت قوی فرما۔

تشریح

(۲۵) حضرت موسیٰؑ کی دعا' مجھے حوصلہ مندی عطا فرما دے | حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اسلام کی دعوت کے کارِ عظیم کی انجام دہی کے لئے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے شرح صدر یعنی حوصلے کی فراخی، جرأت، ہمت اور طمانینتِ قلب، کشادہ دلی، صبر و ثبات، تحمل و بے خوفی اور ارادے کی پختگی جو اس کام کے لئے درکار ہے وہ عطا فرما دیجئے۔ کیونکہ آپکی قوت کے بغیر یہ کارِ عظیم انجام نہیں پا سکتا۔

(۲۶) میرے لئے اس مشکل کام کو آسان فرما دیجئے | اے اللہ ایسے اسباب پیدا فرما دیجئے کہ یہ عظیم الشان کام جو آپ نے میرے سپرد کیا اس کا انجام دینا میرے لئے آسان ہو جائے کیونکہ اللہ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ کسی مشکل کو کسی بندے کے لئے آسان فرما دے۔ اس وقت کی سپر پاور فرعون کے پاس جاکر سیدھے سیدھے اس سے کہنا کہ تو بندوں کا خدا نہیں ہے بلکہ تو بھی اور بندوں کی طرح خدا کا ایک بندہ ہے اور تجھے بھی اپنے ربِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کرنی چاہیئے۔ یہ آسان نہ تھا۔ اسلئے اللہ کے جلیل القدر پیغمبر اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے اللہ کی مدد کے خواہاں ہیں اور دعا کر رہے ہیں کہ یہ کام آسان ہو جائے۔

(۲۷) اے اللہ میری زبان میں روانی پیدا فرما دیجئے | حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی کہ میری زبان کی گرہ کھول دیجئے میری زبان میں روانی پیدا فرما دیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں اور میں آپکے دین کی دعوت کو خطابت کی پوری قوت کیساتھ مؤثر انداز میں پیش کر سکوں۔ جس کو خطابت کی مشق نہیں ہوتی اسمیں تھوڑی سی جھجک ہوتی ہے جب وہ جھجک دور ہو جاتی ہے تو اسکی خطابت کے جوہر کھلنے لگتے ہیں۔ چنانچہ اس جھجک کے دور ہونیکے بعد حضرت موسیٰؑ کمالِ فصاحت کے ساتھ دین کو پیش فرماتے تھے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ جسکو اپنا نمائندہ مقرر فرماتے ہیں وہ ذہنی صلاحیت اور شخصیت کے اعتبار سے اس زمانے کا سب سے بہتر انسان ہوتا ہے۔ شروع شروع میں حضرت موسیٰؑ نے ایسا محسوس کیا کہ دین کو پیش کرنیکے لئے جس خطیبانہ صلاحیت کی ضرورت ہے شاید انہیں اس کی کچھ کمی ہے اسلئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے بڑے بھائی ہارون کو اس کام میں میرا مددگار بنا دیں وہ مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں۔ سورۂ قصص میں ہے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا (میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ زبان کے اعتبار سے فصیح ہے اسکو میرے ساتھ مددگار کے لئے بھیج دیجئے)

(۲۸) فصاحت لسانی عطا فرما تاکہ لوگ میری بات اچھی سمجھ سکیں | دین کی دعوت کے لئے قوت ادائیگی کی خاص صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے اچھے الفاظ میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ اور خاص طریقے پر اپنی بات پیش کی جاسکے چنانچہ حضور نبی کریمؐ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو جَوَامِعُ الْکَلِم کی صفت عطا فرمائی تھی کم لفظوں میں زیادہ بات کو سمیٹ دینا جسکو دریا بہ کوزہ کہا جاتا ہے کہ پیالے میں پورا سمندر سما جائے۔ مخاطب کے اعتبار سے الفاظ نپے تلے ہوں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے زبان کی وہ صلاحیت عطا فرما دیجئے کہ لوگ میری بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

(۲۹) میرے خاندان میں سے ہی مجھے ایک معاون عطا فرما دیجئے | حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ رب العلمین یہ کارِ دعوت بڑا عظیم کام ہے مخالف زور آور ہے اس لئے میرے خاندان میں سے ہی ایک شخص کو بطور معاون اور وزیر مقرر فرما دیجئے جو اس ذمہ داری کی ادائیگی میں میرا ہاتھ بٹا سکے۔ اور میری نیابت کر سکے۔

(۳۰) میرا بھائی، میرے بھائی ہارون کو ہی بنا دیجئے | حضرت موسیٰؑ کے بڑے بھائی حضرت ہارون تھے۔ بائیبل کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ سے تین سال بڑے تھے (خروج ۷: ۷)

میرے لئے بطور معاون اور وزیر ہارون بہتر ہیں کیونکہ وہ صالح اور نیک ہیں اور خطیبانہ صلاحیتیں رکھتے ہیں اسلئے دعوت کے کام کے لئے ان کو میرے ساتھ بطور نبی مقرر فرما دیجئے۔

(۳۱) ہارون کے ذریعہ میرے ہاتھ مضبوط کر دیجئے | ہارون میرے ساتھ ہوں گے اور دونوں ملکر دین کی دعوت کا کام انجام دینگے تو وہ پشت پناہ ہونگے اور اس سے میرے ہاتھ مضبوط ہونگے۔

وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾

كَثِیْرًا	نُسَبِّحَكَ	كَیْ	اَمْرِیْ	فِیْ	اَشْرِكْهُ	وَ
کثرت سے	ہم تیری تسبیح کریں	تاکہ	میرے کام	میں	شریک کردے اُسے	اور

اور اسے شریک کردے میرے کام میں تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں

وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾

بِنَا + بَصِیْرًا	كُنْتَ	اِنَّكَ	كَثِیْرًا	وَ نَذْكُرَكَ
ہمیں خوب دیکھتا ہے	تو ہے	بیشک تو	کثرت سے	اور تجھے یاد کریں

اور کثرت سے تجھے یاد کریں بے شک تو ہمیں خوب دیکھتا ہے۔

﴿۳۲﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ○ ای الرِّسَالَةِ وَالْفِعْلَانِ بِصِیْغَتَیِ الْاَمْرِ وَالْمُضَارِعِ الْمَجْزُوْمِ وَهُوَ جَوَابُ لِلطَّلَبِ

﴿۳۲﴾ اور اُس کو امرِ رسالت میں میرا شریک کر

﴿۳۳﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ تَسْبِیْحًا كَثِیْرًا ○

﴿۳۳﴾ تاکہ ہم دونوں تیری بہت پاکی بیان کریں۔

﴿۳۴﴾ وَّنَذْكُرَكَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ○

﴿۳۴﴾ اور بکثرت تیرا ذکر کریں۔

﴿۳۵﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ○ عَالِمًا فَاَنْعَمْتَ بِالرِّسَالَةِ

﴿۳۵﴾ بیشک تو ہمارے حال کو جانتا ہے کہ تو نے یہ انعام فرمایا کہ پیغمبر بنایا۔

تشریح

﴿۳۲﴾ ہارون کو کارِ نبوت میں شریک فرما دیجئے | ہارون صرف معاون ہی نہ ہوں بلکہ کارِ نبوت میں برابر کے شریک رہیں تاکہ دعوت و تبلیغ کے کام میں ایک دوسرے کے معین و مددگار رہوں۔

﴿۳۳﴾ تاکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کریں۔ | حضرت موسیٰ ؑ کو..... اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مقرر کیا اور رسول کو نبوت کے ساتھ حقائق کا علم دیا جاتا ہے تاکہ وہ اللہ کے عطا کردہ علم کی روشنی میں کارِ دعوت کو انجام دے۔ اللہ کی تسبیح و تقدیس وہ بنیادی چیز ہے جو انسان کی سیرت کو اللہ کی اطاعت کے سانچے میں ڈھالتی ہے اسلئے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ ہارون ؑ کو میرے کام میں شریک کردیں تاکہ ایک دوسرے کی معیت سے دل کو تقویت ملے اور سکون قلب کے ساتھ آپکا بکثرت ذکر کریں جو کارِ دعوت میں ہمارے لئے معین ہو۔

﴿۳۴﴾ اور خوب آپکا ذکر کریں | تسبیح و تقدیس کے ساتھ ساتھ بکثرت آپکا ذکر کرتے رہیں آپکی شایانِ شان آپکی عبادت کریں اللہ کا ذکر اور اس کی یاد وہ قوت عطا کرتی ہے جو اللہ کے دین کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔

﴿۳۵﴾ پروردگار آپ ہمارے حال پر نگراں ہیں | پروردگار آپ ہمارے حال کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں جو دُعا ہم آپ سے کر رہے ہیں اُس کا قبول کرنا نہ کرنا کہاں تک بہتر ہے یہ بھی آپ خوب جانتے ہیں ہمارے حال اور استعداد سے آپ باخبر ہیں آپ کو خوب پتہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہیں یا نہیں۔ اسلئے ہماری درخواست آپ ہی سے ہے اور آپ ہی کے ساتھ ہمارا معاملہ ہے۔

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا

قَالَ	قَدْ ۔ اُوْتِيْتَ	سُؤْلَكَ	يٰمُوْسٰى	وَلَقَدْ	مَنَنَّا
اللہ نے فرمایا	تحقیق تجھے دیدیا گیا	جو تو نے مانگا	اے موسیٰ	اور تحقیق	ہم نے احسان کیا

اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! جو تو نے مانگا تحقیق تجھے دے دیا گیا اور تحقیق ہم نے تجھ پر ایک بار

عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

عَلَيْكَ	مَرَّةً	اُخْرٰى	اِذْ	اَوْحَيْنَآ	اِلٰٓى	اُمِّكَ	مَا يُوْحٰٓى
تجھ پر	ایک بار	اور بھی	جب	ہم نے الہام کیا	طرف کو	تیری والدہ	جو الہام کرنا تھا

اور بھی احسان کیا تھا جب ہم نے تیری والدہ کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا۔

﴿۳۶﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ○
مَنَنَّا عَلَيْكَ
﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ○
﴿۳۸﴾ اِذْ لِلتَّعْلِيْلِ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ
مَنَنَّا مَنًّا اَوْ اِلْهَامًا لَمَّا وَلَدَتْكَ وَخَافَتْ
اَنْ يَّقْتُلَكَ فِرْعَوْنُ فِيْ جُمْلَةِ مَنْ
يُّوْلَدُ مَا يُوْحٰٓى ○ فِيْ اَمْرِكَ
وَيَبْدُلُ مِنْهُ

﴿۳۶﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جو تو نے مانگا ہم نے ازراہِ انعام واحسان تجھ کو وہ عطا کیا
﴿۳۷﴾ اور بیشک ہم نے تجھ پر ایک اور مرتبہ احسان کیا تھا۔
﴿۳۸﴾ کہ جب تیری ماں نے تجھ کو جنا اور اس کو خوف ہوا کہ فرعون تجھ کو اور بچوں کے ساتھ مار ڈالے گا تو ہم نے اسکو خواب میں حکم کیا یا الہام کیا تیرے بارے میں جو کچھ حکم کیا گیا۔

تشریح

﴿۳۶﴾ تمہاری دعا قبول کر لی گئی | منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل کر گئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جو تم نے ہم سے مانگا وہ سب ہم نے تم کو دے دیا۔

﴿۳۷﴾ ہم نے تم پر ہمیشہ نوازشیں کی ہیں | تمہاری دعاؤں کو ہم نے قبول کر لیا اسکے علاوہ بھی بے مانگے ہماری عنایات اور نوازشیں تمہارے اوپر رہی ہیں تم نے جو مانگا وہ بھی تمہیں دیا اور بے مانگے بھی تم کو بہت کچھ دے چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کا ذکر اسلئے فرمایا تاکہ حضرت موسیٰ کو احساس ہو جائے کہ جب پیدائش کے وقت سے ہی قدم قدم پر اللہ تعالیٰ انکی دستگیری کرتا رہا ہے تو پھر اس کٹھن مہم میں ان کو اکیلا کیسے چھوڑ دے گا۔

﴿۳۸﴾ پہلا احسان۔ جب تمہاری ماں کو بذریعہ وحی وہ بات بتائی گئی جو بتانے والی تھی | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ ہماری نوازشیں تمہارے اوپر اس سے پہلے بھی رہی ہیں۔ وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہاری والدہ کو بذریعہ وحی وہ بات بتائی جس کا بتانا ضروری تھا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ نبیہ نہیں تھیں۔ نبی وہ ہوتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنے احکامات وحی کے ذریعے بھیجے اور وہ انکی تبلیغ پر مامور ہو۔ حضرت موسیٰ کی طرف اللہ کی وحی کسی حکم شرعی کی بابت نہیں تھی نہ ان کو اس کا ذمہ دار بنایا جا رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس حکم کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو اسکی طرف دعوت دیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو بذریعہ وحی جو بات بتائی گئی وہ آگے آ رہی ہے۔

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

أَنِ + اقْذِفِيهِ	فِي التَّابُوتِ	فَاقْذِفِيهِ	فِي الْيَمِّ	فَلْيُلْقِهِ	الْيَمُّ	بِالسَّاحِلِ
کہ اُسے ڈال	صندوق میں	پھر اُسے ڈالدے	دریا میں	پھر اُسے ڈالدیگا	دریا	ساحل پر

کہ تو اسے صندوق میں ڈال، پھر صندوق دریا میں ڈال دے۔ پھر دریا اسے ساحل پر ڈال دیگا

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ

يَأْخُذْهُ	عَدُوٌّ + لِي	وَعَدُوٌّ لَهُ	وَأَلْقَيْتُ	عَلَيْكَ	مَحَبَّةً	مِنِّي	وَلِتُصْنَعَ
اُسے لے لیگا	میرا دشمن	اور اس کا دشمن	اور میں نے ڈالدی	تجھ پر	محبت	اپنی طرف سے	تاکہ تو پرورش پائے

میرا اور اس کا دشمن اس کو لے لیگا (دریا سے نکال لیگا) اور میں نے ڈال دی تجھ پر محبت اپنی طرف سے (کہ مخلوق تجھ سے محبت کرے)

عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ

عَلَىٰ عَيْنِي	إِذْ	تَمْشِي	أُخْتُكَ	فَتَقُولُ	هَلْ أَدُلُّكُمْ	عَلَىٰ	مَنْ	يَكْفُلُهُ
میری آنکھوں کے (میرے سامنے)	جب	جارہی تھی	تیری بہن	تو وہ کہہ رہی تھی	کیا میں تمہیں بتاؤں	پر	جو	اسکی پرورش کرے؟

تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے۔ اور (یاد کر) جب تیری بہن جارہی تھی تو (فرعون سے) کہہ رہی تھی کیا میں تمہیں (اس کا پتہ) بتاؤں جو اسکی پرورش کرے؟

فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ

فَرَجَعْنَاكَ	إِلَىٰ	أُمِّكَ	كَيْ + تَقَرَّ	عَيْنُهَا	وَلَا تَحْزَنَ	وَقَتَلْتَ
پس ہمنے تجھے لوٹادیا	طرف	تیری ماں	تاکہ ٹھنڈی ہو	اسکی آنکھ	اور وہ غم نہ کرے	اور تونے قتل کردیا

پس ہم نے تجھے تیری ماں کی طرف لوٹادیا، تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے۔ اور تونے ایک شخص کو قتل

نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

نَفْسًا	فَنَجَّيْنَاكَ	مِنَ + الْغَمِّ	وَفَتَنَّاكَ	فُتُونًا	فَلَبِثْتَ	سِنِينَ	فِي
ایک شخص	تو ہم نے تجھے نجات دی	غم سے	اور تجھے آزمایا	کئی آزمائشیں	پھر تو ٹھہرا رہا	کئی سال	میں

کردیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے کئی آزمائشوں سے آزمایا، پھر تو کئی سال مدین والوں میں ٹھہرا

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾

أَهْلِ + مَدْيَنَ	ثُمَّ	جِئْتَ	عَلَىٰ + قَدَرٍ	يَا مُوسَىٰ
مدین والے	پھر	تو آیا	وقت مقرر پر	اے موسیٰ

رہا، پھر اے موسیٰ ؑ! تو وقتِ مقررہ پر (مطابق تقدیر الٰہی) آیا۔

(۳۹) اَنِ اقْذِفِیْهِ اَلْقِیْهِ فِی التَّابُوْتِ
فَاقْذِفِیْهِ بِالتَّابُوْتِ فِی الْیَمِّ
بَحْرِ النِّیْلِ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ اَیْ
شَاطِئِهٖ وَالْاَمْرُ بِمَعْنَی الْخَبَرِ یَاْخُذْهُ
عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۚ وَهُوَ فِرْعَوْنُ
وَاَلْقَیْتُ بَعْدَ اَنْ اَخَذَكَ عَلَیْكَ
مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ لِتُحَبَّ مِنَ النَّاسِ فَاَحَبَّكَ
فِرْعَوْنُ وَكُلُّ مَنْ رَّاٰكَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی
عَیْنِیْ ○ تُرَبّٰی عَلٰی رِعَایَتِیْ وَحِفْظِیْ لَكَ

(۴۰) اِذْ لِلتَّعْلِیْلِ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ مَرْیَمُ
لِتَعْرِفَ خَبَرَكَ وَقَدْ اُحْضِرُوْا مَرَاضِعَ
وَاَنْتَ لَا تَقْبَلُ ثَدْیَ وَاحِدَةٍ مِّنْهَا
فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ
فَاُجِیْبَتْ فَجَاءَتْ بِاُمِّهٖ فَقَبِلَ ثَدْیَهَا
فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا
بِلِقَائِكَ وَلَا تَحْزَنَ ؕ حِیْنَئِذٍ وَ
قَتَلْتَ نَفْسًا هُوَ الْقِبْطِیُّ بِمِصْرَ فَاغْتَمَمْتَ
لِقَتْلِهٖ مِنْ جِهَةِ فِرْعَوْنَ فَنَجَّیْنٰكَ
مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ؕ اَخْتَبَرْنَاكَ
بِالْاِیْقَاعِ فِیْ غَیْرِ ذٰلِكَ وَخَلَّصْنَاكَ مِنْهُ
فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ عَشْرًا فِیْۤ اَهْلِ
مَدْیَنَ ۙ بَعْدَ مَجِیْئِكَ اِلَیْهَا
مِنْ مِّصْرَ عِنْدَ شُعَیْبِ النَّبِیِّ
وَتَزَوُّجِكَ بِابْنَتِهٖ ثُمَّ جِئْتَ
عَلٰی قَدَرٍ فِیْ عِلْمِیْ بِالرِّسَالَةِ
وَهُوَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً مِّنْ
عُمُرِكَ یٰمُوْسٰی ○

(۳۹) وہ یہ کہ ڈالدے تو موسیٰ کو صندوق میں پھر ڈال دے صندوق
کو دریائے نیل میں سو ڈال دیگا اسکو دریا اپنے
کنارہ پر۔
وہاں سے اٹھالے گا اس کو میرا اور اس کا
دشمن یعنی فرعون۔
اور بعد اس کے کہ فرعون نے تجھکو اٹھالیا میں نے تجھ پر اپنی طرف سے
محبت ڈالی کہ سب آدمی تجھ سے محبت کرتے تھے۔ پس فرعون
کو اور جس نے تجھکو دیکھا اسکو تو پیارا معلوم ہوا اور تاکہ تیری پرورش
ہو میری حفاظت میں۔

(۴۰) جبکہ تیری بہن مریم چلی تیرا حال دریافت کرنے اور حال یہ کہ
فرعون کے لوگوں نے بہت دایہ جمع کر رکھی تھیں اور تو انمیں
سے کسی کی پستان کو قبول نہ کرتا تھا۔
تو تیری بہن نے جاکر کہا کہ میں تم کو بتلاؤں ایسی عورت جو اسکی پرورش
کرے اور اپنے پاس رکھے اسکی بات قبول کی گئی سو وہ لائی موسیٰ
کی ماں کو، موسیٰ نے اس کی پستان منہ میں لیلی پس لوٹا دیا ہم نے
تجھکو تیری ماں کے پاس تاکہ تجھ سے مل کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور
اس وقت وہ غمگین نہ ہو۔ اور تو نے اے موسیٰ مصر میں ایک قبطی کو مار
ڈالا تجھ کو فرعون کی طرف سے ڈر ہوا اور اس سبب سے تو رنجیدہ خاطر
ہوا پس ہم نے تجھ کو غم سے نجات دی اور ہم نے تجھ کو بہت مواقع
میں آزمایا یعنی اس کے سوا اور مواقع میں تجھ پر آزمائش بھیجی اور
پھر تجھکو اس سے نجات دی۔ پھر ٹھہرا تو مدین کے لوگوں میں دس
برس یعنی جب تو مصر سے مدین پہنچا وہاں دس برس شعیب پیغمبر
کے پاس رہا اور اس نے اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کر دیا پھر آیا تو
اے موسیٰ اوپر ایک مقدار کے اپنی عمر سے جو میری پیغمبری کے
لئے معین ہے یعنی چالیس برس۔

تشریح

ف ۳۹ | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بتایا کہ بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو جو بات وحی کی زبان اور اشارے میں بتائی وہ یہ تھی کہ اس بچے کو ایک صندوق میں رکھ دو اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دو، دریا اس صندوق کو کنارے پر ڈال دیگا، اور اس صندوق کو وہ

شخص اٹھائے گا جو اللہ کا اور اس بچے کا دشمن ہے۔
یہ پورا واقعہ سورۂ قصص میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ صورتِ حال یہ تھی کہ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں بنی اسرائیل فلسطین سے آکر مصر میں آباد ہو گئے تھے۔ چند صدیوں میں بنی اسرائیل کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور جب مصر کی بادشاہت فرعون کو ملی تو اس نے ان کی بڑھتی ہوئی آبادی سے خطرہ محسوس کیا کیونکہ بنی اسرائیل اسلام کے پیروکار تھے اور مصری مشرکانہ مذہب رکھتے تھے اسلئے مصر کے حکمراں بنی اسرائیل کے بارے میں بڑے حساس تھے اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے تھے فرعون نے بنی اسرائیل کی نسل کشی کے لئے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ کو خطرہ تھا کہ جیسے ہی فرعونیوں کو پتہ لگے گا وہ اس بچے کو بھی قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ کی حفاظت اور پرورش کے لئے ان کی والدہ کو بصورت وحی ہدایت دی کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں چھوڑ دے اور دریا کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ وہ اس صندوق کو کنارے پر ڈالدے۔ صندوق ایسی جگہ آکر کنارے پر لگا جہاں فرعون اپنی بیوی کے ساتھ موجود تھا، اس نے صندوق کو حاصل کیا اور اس طرح موسیٰ اس شخص کے پاس پہنچ گئے جو اللہ کا بھی دشمن تھا اور موسےٰؑ کا بھی۔

اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو ایسی موہنی صورت عطا کی تھی کہ لاکھ سنگدل ہونے کے باوجود فرعون اپنے آپ کو اس کے لئے تیار نہ کر سکا کہ وہ موسیٰؑ کو قتل کر سکے۔ ان نازک حالات میں اللہ نے موسیٰ کی اپنی نگرانی میں پرورش کا عجیب و غریب انتظام فرمایا۔ اللہ نے حضرت موسیٰ کو یاد دلایا کہ دیکھو ہم نے پہلے بھی تم پر کیسی نوازش کی ہے۔

(۴۰) حضرت موسیٰ پھر ماں کی آغوش میں | حضرت موسیٰ کی والدہ نے اللہ کے حکم کے مطابق بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالدیا۔ دریا کے کنارے کنارے صندوق کے پیچھے پیچھے موسیٰ کی بہن خاموشی کے ساتھ چلتی رہیں تاکہ دیکھیں صندوق کا کیا حال ہوتا ہے۔
آگے یہ ہوا کہ صندوق فرعون کے گھر پہنچ گیا اور فرعون کی بیوی آسیہ اس بچے کو دیکھ کر ایسی خوش ہوئیں کہ انھوں نے فرعون کو بچے کی پرورش کے لئے آمادہ کر لیا مگر بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا تھا بہت سی آیائیں لائی گئیں مگر موسیٰ تھے کسی کی چھاتی منھ کو لگانے کو تیار نہ ہوئے۔ موسیٰ کی بہن دور سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں، انہوں نے پاس آکر کہا کہ فلاں گھر میں ان کی پرورش کا انتظام ہو سکتا ہے۔ موسیٰ نے اپنی والدہ کی چھاتی سے دودھ پینا شروع کیا اور اس طرح پھر دوبارہ اپنی ماں کی آغوش میں پہنچ گئے تاکہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ بچے کی جدائی سے غمگین نہ ہوں۔ اسطرح اللہ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ ہم تمہارے بچے کو تمہارے پاس لوٹا دیں گے۔
حضرت موسیٰ جوان ہو گئے پھر ایک دن ایسا قصہ پیش آیا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے جن میں ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا مصر کا قبطی تھا۔ قبطی اسرائیلی پر زیادتی کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ مظلوم کا ساتھ دینے کے لئے آگے بڑھے اور انھوں نے قبطی کے گھونسہ مارا تو بلا ارادہ اچانک وہ ایسی جگہ لگا کہ اس کی موت ہو گئی جب فرعون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے موسیٰ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ سزا سے بچنے کے لئے بھاگ کر مصر سے مدین چلے گئے جہاں حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہو گئی اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس پریشانی سے نجات دی۔
حضرت موسیٰؑ کی پوری زندگی آزمائش سے گزرتی رہی۔ ہر آزمائش میں وہ کھرے اُترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام بلند عطا فرمایا اور نبوت عطا کرنے کے لئے جو وقت اور جو جگہ مقرر تھی حضرت موسیٰ ٹھیک وقت پر ٹھیک جگہ پہنچ گئے۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا

وَلَا	بِاٰيٰتِيْ	وَاَخُوْكَ	اَنْتَ	اِذْهَبْ	لِنَفْسِيْ	وَاصْطَنَعْتُكَ
اور نہ	میری نشانیوں کے ساتھ	اور تیرا بھائی	تو	تو جا	خاص اپنے لئے	اور ہم نے تجھے بنایا

اور ہم نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا، تم اور تمہارا بھائی دونوں جاؤ میری نشانیوں کے ساتھ اور

تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾

طَغٰى	اِنَّهٗ	فِرْعَوْنَ	اِلٰى	اِذْهَبَا	فِيْ ذِكْرِيْ	تَنِيَا
سرکش ہو گیا	بیشک وہ	فرعون	طرف۔ پاس	تم دونوں جاؤ	میری یاد میں	سستی کرنا

میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ سرکش ہو گیا

۴۱ وَاصْطَنَعْتُكَ اَخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ ○ بِالرِّسَالَةِ

۴۱ اور میں نے تجھ کو اپنی رسالت کے لئے پسند کیا۔

۴۲ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ اِلَى النَّاسِ بِاٰيٰتِيْ التِّسْعَ وَلَا تَنِيَا تَفْتُرَا فِيْ ذِكْرِيْ ○ بِتَسْبِيْحٍ وَغَيْرِهٖ

۴۲ جاؤ تو اور تیرا بھائی لوگوں کی طرف میری نو نشانیاں لے کر اور تم دونوں میری یاد سے غافل نہ ہو اور تسبیح و تہلیل میں سستی نہ کرو۔

۴۳ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ بِادِّعَاءِ الرُّبُوْبِيَّةِ

۴۳ جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس بیشک وہ حد سے بڑھ کر اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

تشریح

۴۱ میں نے تمہارا انتخاب اپنی خصوصی خدمت کے لئے کیا ہے | اپنی نگرانی میں جسطرح چاہا اے موسیٰ ہم نے تمہاری پرورش کی تمہیں رسالت کے لئے تیار کیا اور اپنے خاص کام کے مطابق تمہیں تیار کیا۔

۴۲ اب تم دونوں اس کام میں کوتاہی مت کرنا | اب تم اے موسیٰ اور تمہارے بھائی ہارون جس کام کے لئے تیار کئے گئے ہو اس کام کا وقت آگیا ہے۔ وہ نشانیاں جو تم کو دی گئی ہیں ان کو لیکر نکلو اور ضرورت کے وقت ان کو ظاہر کرو مجھے دل سے بھی یاد رکھو زبان سے بھی میرا ذکر کرو، لوگوں میں میرا چرچا کرو ان کو دین کی دعوت دو اور اس فریضے کی ادائیگی میں کوئی کسر اٹھا کر نہ رکھو ـــــ حضرت موسیٰؑ نے اپنی دعا میں اظہار کیا تھا کہ " كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا " (تاکہ ہم خوب آپ کی تسبیح کریں اور بکثرت آپکا ذکر کریں) اسلئے ارشاد ہوا کہ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (دیکھو میری یاد میں سستی مت کرنا) اللہ کا ذکر اس کی یاد اور عبادت دین کے کام میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے بشرطیکہ یہ شعور ہو کہ ذکر الٰہی سے قوت حاصل کر کے اس کا ذکر دنیا میں بلند کرنا ہے۔

۴۳ اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ | اپنے کام کا آغاز فرعون سے کرو۔ اس کے پاس جاکر دین کی دعوت دو وہ سرکش ہو گیا ہے۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ

فَقُوْلَا	لَهٗ	قَوْلًا	لَّيِّنًا	لَّعَلَّهٗ	يَتَذَكَّرُ	اَوْ
تم کہو	اس کو	بات	نرم	شاید وہ	نصیحت پکڑے	یا

تم اس کو نرم بات کہو شاید وہ نصیحت پکڑے / یا

يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ

يَخْشٰى	قَالَا	رَبَّنَآ	اِنَّنَا	نَخَافُ	اَنْ	يَّفْرُطَ
وہ ڈر جائے	دونوں بولے	اے ہمارے رب	بیشک ہم	ڈرتے ہیں	کہ	وہ زیادتی کرے

ڈر جائے۔ وہ بولے اے ہمارے رب! بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر

عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ

عَلَيْنَآ	اَوْ	اَنْ + يَّطْغٰى	قَالَ	لَا + تَخَافَا	اِنَّنِيْ
ہم پر	یا	وہ حد سے بڑھے	اس نے فرمایا	تم ڈرو نہیں	بیشک میں

زیادتی (نہ) کرے یا حد سے (نہ) بڑھے۔ اس نے فرمایا تم ڈرو نہیں بیشک میں

مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾

مَعَكُمَآ	اَسْمَعُ	وَاَرٰى	
تمہارے ساتھ ہوں	میں سنتا ہوں	اور میں دیکھتا ہوں	

تمہارے ساتھ ہوں، میں سنتا اور دیکھتا ہوں

﴿۴۴﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا فِيْ رُجُوْعِهٖ عَنْ ذٰلِكَ لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ يَتَّعِظُ اَوْ يَخْشٰى ○ اللّٰهَ فَيَرْجِعُ وَالتَّرَجِّيْ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِمَا لِعِلْمِهٖ تَعَالٰى بِاَنَّهٗ لَا يَرْجِعُ۔

﴿۴۴﴾ سو تم دونوں جا کر اس سے کہو نرمی سے کہ وہ اپنے اس دعوی باطل سے رجوع کرے۔
شاید تمہاری نصیحت اس پر اثر کرے یا اللہ سے ڈر کر اپنے دعوی سے رجوع کرے۔

(یہ امید بہ نسبت موسیٰ و ہارون کے ہے ورنہ اللہ تعالٰی کو یقیناً معلوم تھا کہ وہ اپنے دعوی سے نہ لوٹے گا۔)

(۴۵) قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَآ اَوۡ اَنۡ يَّطۡغٰى ۝	(۴۵) موسیٰ و ہارون نے کہا اے ہمارے رب بیشک ہم کو ڈر ہے کہ فرعون ہم پر زیادتی کرے اور جلدی سے ہم پر کوئی مصیبت ڈالے یا ہماری بات سننے سے تکبر کرے۔
(۴۶) قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىۡ مَعَكُمَآ اَسۡمَعُ وَاَرٰى ۝	(۴۶) اللہ تعالےٰ نے فرمایا تم خوف نہ کرو بیشک میری مدد تمہارے ساتھ ہے میں سنتا ہوں جو کچھ وہ کہتا ہے اور دیکھتا ہوں میں جو کچھ وہ کرتا ہے۔

تشریح

(۴۴) دعوت میں نرمی ملحوظ رہے | اور دیکھو دین کی دعوت میں ان باتوں کا خیال رہے کہ لہجہ نرم ہو، آسان بات ہو، دل کو چھونے والی اور بلند بات ہو اگرچہ اس کی سرکشی اور غرور کی وجہ سے قبول کرنے کی امید نہیں تاہم تم یہ خیال رکھو کہ شاید وہ تفہیم وتلقین سے متاثر ہو کر صحیح راستہ اختیار کرلے اور تمہاری نصیحت کو قبول کرلے یا پھر برے انجام سے ڈر کر سیدھا ہو جائے۔ بہر صورت تمہاری بات قابل قبول ہونی چاہئیے۔

ایک داعی اور مبلغ کے لئے حکمت، ہمدردی اور گفتگو کا پُراثر ہونا بڑی اہمیت رکھتا ہے جیسا کہ سورۂ نحل میں ارشاد ہوتا ہے، اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ (آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴)

(اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو یعنی حکمت، عمدہ نصیحت، اور شیریں کلامی ایک داعی کے سب سے بڑے ہتھیار ہیں۔)

ؔ نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

(۴۵) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا اندیشہ | حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون دونوں نے اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کے تعلق سے عرض کیا۔ رب العالمین! فرعون ہماری بات پر غور کریگا یا نہیں اور اس کو کچھ ڈر اور خوف ہوگا یا نہیں مگر ہمیں اپنی بے سروسامانی اور اس کے جاہ وجلال کو دیکھتے ہوئے اندیشہ ہے کہ وہ ہماری بات سننے کے لئے تیار ہوگا یا نہیں ہو سکتا ہے کہ پوری بات سُنے بغیر ہی وہ بھبک پڑے یا غصے میں آکر ہم پر زیادتی کر بیٹھے یا آپ کی شان میں اور زیادہ گستاخی کرنے لگے جس سے سمجھانے بجھانے کا مقصد بھی حاصل نہ ہو سکے۔ ایسا ہوتا ہے کہ شرح صدر کا مل یقین اور حوصلے اور ہمت کے باوجود کسی کام سے پہلے کچھ اندیشے ابھرتے ہیں کچھ خیالات آتے ہیں، یہ انسانی فطرت ہے۔

(۴۶) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں | اللہ تعالیٰ نے دونوں کی ہمت بڑھائی کہ تم گھبراؤ مت اپنے آپ کو بے سروسامان اور اکیلا مت سمجھو میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ میرے علم میں ہے۔ میں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

فَأْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ

فَاْتِيٰهُ	فَقُوْلَآ	اِنَّا + رَسُوْلَا	رَبِّكَ	فَاَرْسِلْ	مَعَنَا	بَنِيْٓ
پس جاؤ اسکے پاس	اور تم کہو	بیشک ہم دونوں بھیجے ہوئے	تیرا رب	پس بھیج دے	ہمارے ساتھ	بنی

پس اسکے پاس جاؤ اور کہو بیشک ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ

اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

اِسْرَآءِيْلَ	وَلَا تُعَذِّبْهُمْ	قَدْ جِئْنٰكَ	بِاٰيَةٍ
اسرائیل	اور انہیں سزا نہ دے	ہم تیرے پاس آئے ہیں	نشانی کے ساتھ

بھیجدے اور انہیں سزا نہ دے، ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی کے ساتھ

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾

مِّنْ	رَّبِّكَ	وَالسَّلٰمُ	عَلٰى	مَنِ	اتَّبَعَ	الْهُدٰى
سے	تیرا رب	اور سلام	پر	جو۔جس	اس نے پیروی کی	ہدایت

آئے ہیں اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ

اِنَّا	قَدْ + اُوْحِيَ	اِلَيْنَآ	اَنَّ	الْعَذَابَ	عَلٰى	مَنْ	كَذَّبَ
بیشک	وحی کی گئی	ہماری طرف	کہ	عذاب	پر	جس نے	جھٹلایا

بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ عذاب ہے اس پر جس نے جھٹلایا اور

وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾

وَتَوَلّٰى	قَالَ	فَمَنْ	رَّبُّكُمَا	يٰمُوْسٰى
اور منہ پھیرا	اس نے کہا	پس کون	تمہارا رب	اے موسیٰ

منہ پھیرا۔ اس نے کہا اے موسیٰ پس تمہارا رب کون ہے؟

﴿٤٧﴾ فَأْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَى الشَّامِ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اَيْ خَلِّ عَنْهُمْ مِنْ اِسْتِعْمَالِكَ اِيَّاهُمْ فِيْ اَشْغَالِكَ الشَّاقَّةِ كَالْحَفْرِ

﴿٤٧﴾ سو آؤ تم دونوں اس کے پاس پس کہو کہ بیشک ہم تیرے رب کے پیغامبر ہیں پس بھیج تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو شام کی طرف اور ان کو تکلیف نہ دے یعنی ان سے دشوار کام نہ لے جیسے قبور وغیرہ کا کھودنا اور مکان بنانا اور بوجھ اُٹھانا۔

وَالْبُنَاءِ وَحَمْلِ الثَّقِيْلِ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ بِحُجَّةٍ مِّنْ رَّبِّكَ عَلٰى صِدْقِنَا بِالرِّسَالَةِ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○ اَىِ السَّلَامَةُ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ۔

بیشک ہم تیرے پاس تیرے رب کی دلیل لائے ہیں جو ہمارے سچے ہونے کی علامت ہے پیغامبری میں اور سلام اس پر جو پیروی کرے ہدایت کی یعنی وہ عذاب سے سلامت رہے گا۔

(۴۸) اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ بِمَا جِئْنَا بِهٖ وَتَوَلّٰى ○ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاَتَيَاهُ وَقَالَا لَهٗ جَمِيْعَ مَاذُكِرَ

(۴۸) بیشک ہماری طرف وحی بھیجی گئی کہ بالیقین اس شخص کو عذاب ہونے والا ہے جو جھٹلا دے ان احکام کو جو ہم لائے اور ان سے منہ پھیرے۔ سو موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس آئے اور اس سے یہ تمام امور جو مذکور ہوئے کہے۔

(۴۹) قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ○ اِقْتَصَرَ عَلَيْهِ لِاَنَّهُ الْاَصْلُ وَلِاِدْلَالِهٖ عَلَيْهِ بِالتَّرْبِيَةِ

(۴۹) فرعون نے کہا تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ (فرعون نے صرف موسیٰ سے خطاب کیا کیونکہ موسیٰ اصل تھے اور ہارون انکے تابع اور دوسری وجہ ہے کہ فرعون کو موسیٰ پر یہ ناز تھا کہ فرعون نے موسیٰ کی تربیت کی تھی۔

تشریح

(۴۷) بے فکر ہو کر جاؤ اور فرعون کو دعوت دو | جب میں تمہارے ساتھ ہوں اور ہمہ وقت تم میری نگرانی میں ہو تو اب بے فکر ہو کر فرعون کے پاس جاؤ اور اسکو ان باتوں کی دعوت دو۔

(۱) اسکو بتاؤ کہ فرعون کا اور ساری مخلوقات کا ایک رب ہے۔

(۲) رب اپنے رسول بھیجتا ہے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور ہم دونوں اسی رب کے فرستادہ ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔

(۳) ہمارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ کے رسول ہیں بے دلیل نہیں ہے بلکہ ہم تیرے رب کی وہ نشانیاں تیرے پاس لیکر آئے ہیں جن سے معلوم ہو جائے کہ ہم واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(۴) ایمان اور اطاعتِ رب کی دعوت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا گیا کہ عبادت صرف رب کی کرنی چاہیئے، اور رسول کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت ہے۔ ایمان و اطاعت کی اس دعوت کے ساتھ یہ مطالبہ بھی پہلے مرحلہ پر پیش کر دیا گیا کہ بنی اسرائیل کو غلامی اور ذلت سے نجات دے کر ہمارے ساتھ بھیجا جائے۔

(۵) متنبہ کیا گیا کہ جو ہماری بات مان کر ہدایت کی سیدھی راہ اختیار کرے گا اسکے لئے دونوں جہاں کی سلامتی ہے۔

◎

بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ دراصل اللہ تعالیٰ کے اس بڑے منصوبے کا حصہ تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے اقتدار سے آزاد کرایا جائے وہ مصر چھوڑ کر باہر نکلیں اور کچھ عرصہ صحرائے سینا میں ان کی تربیت کی جائے اس کے بعد انہیں فلسطین میں بسایا جائے تاکہ فلسطین اسلام کی دعوت کا مرکز بن جائے اور اس کی وہ حیثیت بحال ہو جائے جو حضرت ابراہیم نے اسے دی تھی۔ اسلئے حضرت موسیٰ نے پہلے ہی حلے میں بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

حضرت موسیٰ کے اس طریقہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک میں مسلمان غالب حیثیت میں نہ ہوں تو غیر مسلم حضرات کو دعوتِ دین کے ساتھ ان مسائل پر بھی نظر رکھنی چاہیئے جن کا تعلق مسلمانوں کی جان و مال اور ان کے دین و شریعت کے تحفظ سے ہو۔

۴۸ سرکشی کرنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے سزا ہے | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے کہا کہ تم دونوں جب فرعون کے پاس جاؤ اسکو سمجھانا کہ جو اللہ کی طرف سے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلے گا اس کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اور اس کو یہ بھی کہنا کہ ہم کو اللہ کی طرف سے بذریعۂ وحی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو اللہ کی ہدایت سے منہ موڑے گا اور اللہ کی ہدایت کو جھٹلائیگا اس کے لئے اللہ کی طرف سے سزا اور عذاب ہے دنیا میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیگا اور آخرت میں بھی سزا کا سزاوار ہوگا۔

اللہ کی طرف سے اس ہدایت میں دو باتیں بڑی قابل توجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کے پیغمبر یہ بات جو کہہ رہے ہیں وہ انہیں بذریعۂ وحی اللہ کی طرف سے بتائی گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ براہِ راست فرعون کو یہ نہیں کہنا ہے کہ اگر تو جھٹلائیگا کشی کریگا تو ایسا ایسا ہوگا بلکہ ایک عمومی بات کہ جو بھی ایسا کریگا اس کے ساتھ ایسا ہوگا۔ دعوت کا یہ اسلوب بڑا حکیمانہ ہے اس میں مخاطب یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کا نشانہ نہیں ہوں بلکہ ایک اصولی بات سامنے رکھ کر غور وفکر کے لئے آمادہ کرنا ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ کو رسول مقرر کیا جانا اور پھر ان کی فرمائش پر حضرت ہارون ؑ کو ان کی مدد کے لئے ان کا معاون بنانا پھر حضرت موسیٰ ؑ سے اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس اس طرح دعوت دو، قرآن مجید کا یہ پورا بیان ایک پیغمبر کی شان کے بالکل مطابق ہے۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ بائیبل اور تلمود میں اس واقعہ کو عجیب وغریب انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ایک ہفتے تک حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑا ہوتا رہا۔ ردّ وکد ہوتی رہی اللہ تعالیٰ موسیٰ کو پیغمبر بنا کر فرعون کے پاس بھیج رہے تھے اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکلوانے کیلئے کہہ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ ؑ اس پر راضی نہ تھے، آخر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگئے اور ان کے ساتھ رسالت میں حضرت ہارون کو ساتھ کردیا اور موسیٰ کی اولاد کو محروم کرکے کہانت کا منصب ہارون ؑ کی اولاد کو دے دیا وغیرہ وغیرہ (ملاحظہ ہو بائیبل خروج ۴)

صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابوں میں کس طرح تحریف کرکے پیغمبروں کی زندگی کو غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے قرآن کا بیان بالکل واضح اور شفاف ہے جسمیں کوئی بات پیغمبر کی شان کے خلاف نہیں ہے۔

۴۹ تمہارا رب کون ہے؟ | حضرت موسیٰ حضرت ہارون اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق بحیثیتِ رسول فرعون کے پاس پہنچے اور سب سے پہلے اس کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت پیش کی۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے۔ فرعون خود کو سورج دیوتا کے اوتار کی حیثیت سے بادشاہ بننے کا حق جتاتا تھا۔ مصر میں اگرچہ بہت سے دیوی دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی مگر فرعون اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا تھا کہ دینی وسیاسی ربوبیت اور خداوندی کا۔ سورج دیوتا اوتار کی حیثیت سے مستحق ہے۔ اور وہ یہ ماننے کے تیار نہ تھا کہ اس کے اوپر کوئی دوسری ہستی حکمران ہو جس کا کوئی نمائندہ آکر اس سے اطاعت کا مطالبہ کرے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو رب اعلیٰ کی حیثیت سے پیش کرتا تھا۔ سورۂ نازعات میں اس کا قول منقول ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (آیت ۲۴ پارہ ۳۰) (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) یعنی اقتدار اعلیٰ کا مالک میں ہوں میرے سوا کسی کو میری مملکت میں قلم چلانے کا حق نہیں ہے اور میرے اوپر کوئی بالاتر طاقت نہیں ہے جس کا فرمان یہاں جاری ہوسکتا ہو ——— قرآن مجید میں متعدد جگہ فرعون کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے۔ قرآن ہی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خود فرعون بھی دوسرے معبودوں کی پرستش کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو سورۂ اعراف آیت ۱۲۷ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ۔ (فرعون سے اسکی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اسکی قوم کو یونہی چھوڑ دیگا کہ ملک میں فساد پھیلائیں اور وہ تیری اور تیرے معبودوں کی بندگی چھوڑ بیٹھے) معلوم ہوا کہ خود فرعون بھی دوسرے معبودوں کی پرستش کرتا تھا لیکن دینی وسیاسی معنی میں وہ اپنے آپ کو رب اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا مالک سمجھتا تھا۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (۵۰)

قَالَ	رَبُّنَا	الَّذِیْٓ	اَعْطٰی	كُلَّ + شَیْءٍ	خَلْقَهٗ	ثُمَّ	هَدٰی
اس نے کہا	ہمارا رب	جس نے	عطا کی	ہر چیز	اس کی شکل و صورت	پھر	رہنمائی کی

موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت عطا کی پھر اس کی رہنمائی کی

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی (۵۱)

قَالَ	فَمَا	بَالُ	الْقُرُوْنِ	الْاُوْلٰی	
اس نے کہا	پھر کیا	حال	جماعتیں	پہلی	

اس نے کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا حال؟

(۵۰) قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ مِنَ الْخَلْقِ خَلْقَهُ الَّذِیْ هُوَ عَلَیْهِ مُتَمَیِّزٌ بِهٖ عَنْ غَیْرِهٖ ثُمَّ هَدٰی ○ الْحَیَوَانَ مِنْهُ اِلٰی مَطْعَمِهٖ وَمَشْرَبِهٖ وَمَنْكَحِهٖ وَغَیْرِ ذٰلِكَ

(۵۰) موسیٰ نے جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے ہر چیز کو مخلوقات میں سے اس کی صورت عطا کی جس سے وہ جُدے ہو جاوے اور پہچانی جاوے پھر ان میں سے جانداروں کو کھانے پینے اور نکاح کا راہ بتلایا۔

(۵۱) قَالَ فِرْعَوْنُ فَمَا بَالُ حَالُ الْقُرُوْنِ الْاُمَمِ الْاُوْلٰی ○ كَقَوْمِ نُوْحٍ وَهُوْدٍ وَلُوْطٍ وَصَالِحٍ فِیْ عِبَادَتِهِمُ الْاَوْثَانَ

(۵۱) فرعون نے کہا پس کیا حال تھا پہلی امتوں کا جیسے قوم نوح کی اور ہود کی اور لوط کی اور صالح کی کہ انہوں نے بتوں کی پرستش کی

تشریح

(۵۰) موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے جو ہر چیز کا خالق ہے | فرعون کے اس سوال پر کہ تمہارا رب کون ہے؟ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا اور پھر اس پر راہ کھول دی یعنی ہم ہر اعتبار سے خالق کائنات کو اپنا رب مانتے ہیں وہی پروردگار ہے وہی آقا ہے وہی مالک و حاکم ہے کسی بھی معنیٰ میں اس کے سوا کوئی اور رب نہیں ہے۔ اس نے ہر چیز کو وجود بھی بخشا ہے اور پھر اس کے مناسب حال اس پر راہ عمل بھی کھولی ہے چنانچہ ہر مخلوق اسی کی دکھائی ہوئی راہ پر چل رہی ہے اسی طرح انسان جبلی ہدایت سے اشارہ پاکر اپنی راہ عمل طے کرتا ہے۔ انسان کا خالق بھی وہی ہے اور ہادی و رہنما بھی وہی۔ اسی کی ہدایت انسانی زندگی کے لئے حقیقت میں رہنما ہے۔

(۵۱) کیا ہمارے باپ دادا گمراہ تھے؟ | فرعون نے کہا اگر بات یہی ہے جو تم کہہ رہے ہو کہ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور کام کرنے کا راستہ بتایا وہی ہر معنیٰ میں رب ہے وہی معبود ہے اور وہ اکیلا ہی آقا اور حاکم ہے تو پہلے جو نسلیں گزر چکی ہیں ہمارے باپ دادا جو تمہارے رب کے سوا دوسروں کی اطاعت کرتی رہی ہیں ان کے بارے میں کیا کہا جائے؟ کیا وہ سب کے سب گمراہ تھے؟ اور آج تم سچائی لیکر آئے ہو۔

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى (۵۲)

وَلَا يَنْسَى	رَبِّيْ	لَا يَضِلُّ	فِيْ كِتٰبٍ	رَبِّيْ	عِنْدَ	عِلْمُهَا	قَالَ
اور نہ وہ بھولتا ہے	میرارب	وہ نہ غلطی کرتا ہے	کتاب میں	میرارب	پاس	اس کا علم	اس نے کہا

موسیٰؑ نے کہا اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرارب نہ غلطی کرتا ہے، اور نہ بھولتا ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ

لَكُمْ	وَّسَلَكَ	مَهْدًا	الْاَرْضَ	لَكُمُ	جَعَلَ	الَّذِيْ
تمہارے لئے	اور چلائیں	بچھونا	زمین	تمہارے لئے	بنایا	وہ جس نے

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے چلائیں

فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا

اَزْوَاجًا	بِهٖ	فَاَخْرَجْنَا	مَآءً	السَّمَآءِ	مِنَ	وَّاَنْزَلَ	سُبُلًا	فِيْهَا
جوڑے (اقسام)	اس سے	پھر ہم نے نکالے	پانی	آسمان	سے	اور اتارا	راہیں	اسمیں

اس میں راہیں اور آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس سے سبزی کی مختلف

مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى (۵۳) كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ

اَنْعَامَكُمْ	وَارْعَوْا	كُلُوْا	شَتّٰى	نَّبَاتٍ	مِّنْ
اپنے مویشی	اور چراؤ	تم کھاؤ	مختلف	سبزی	سے

اقسام نکالیں تم کھاؤ اور اپنے مویشی چراؤ

ع ۲ / ۱۱

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (۵۴)

	النُّهٰى + لِّاُولِي	لَاٰيٰتٍ	ذٰلِكَ + فِيْ	اِنَّ
	عقل والوں کے لئے	نشانیاں	اس میں	بیشک

بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں

(۵۲) قَالَ مُوْسٰى عِلْمُهَا اَيْ عِلْمُ حَالِهِمْ مَحْفُوْظٌ عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ يُجَازِيْهِمْ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَضِلُّ يَغِيْبُ رَبِّيْ عَنْ شَيْءٍ وَلَا يَنْسٰى ○ رَبِّيْ شَيْئًا

(۵۳) هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ فِيْ جُمْلَةِ الْخَلْقِ

(۵۲) موسیٰؑ نے جواب دیا انکی خبر میرے رب کی کتاب میں محفوظ ہے مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے۔ الله ان کو بدلہ دیگا اس بت پرستی کا قیامت میں۔ میرے رب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور نہ میرارب کسی چیز کو بھولتا ہے۔

(۵۳) وہ وہ ذات ہے کہ اس نے تمام مخلوق میں سے تمہارے

الْاَرْضَ مَهْدًا اِفْرَاشًا وَّسَلَكَ سَهَّلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا طُرُقًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مَطَرًا قَالَ تَعَالٰى تَتْمِيْمًا لِمَا وَصَفَهٗ بِهٖ مُوْسٰى وَخِطَابًا لِاَهْلِ مَكَّةَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا اَصْنَافًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ صِفَةُ اَزْوَاجًا اَيْ مُخْتَلِفَةَ الْاَلْوَانِ وَالطُّعُوْمِ وَغَيْرِهِمَا وَشَتّٰى جَمْعُ شَتِيْتٍ كَمَرِيْضٍ وَّمَرْضٰى مِنْ شَتَّ الْاَمْرُ تَفَرَّقَ

زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے آسان کئے اور آسمان سے پانی اتارا۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے واسطے پورا کرنے ان نعمتوں کے جو موسیٰ نے بیان کیں اہل مکہ کو خطاب کرکے۔ کہ ہم نے اس پانی سے طرح طرح کے درخت اور میوے مختلف رنگ کے اور مختلف مزوں وغیرہ کے پیدا کئے
(شتیٰ جمع شتیت کی ہے جیسے مرضیٰ جمع مریض کی اس کے معنیٰ متفرق کرنے کے ہیں۔)

(۵۴) كُلُوْا مِنْهَا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ فِيْهَا جَمْعُ نَعَمٍ هِيَ الْاِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ يُقَالُ رَعَتِ الْاَنْعَامُ وَرَعَيْتُهَا وَالْاَمْرُ لِلْاِبَاحَةِ وَتَذْكِيْرِ النِّعْمَةِ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ اَخْرَجْنَا اَيْ مُبِيْحِيْنَ لَكُمُ الْاَكْلَ وَرَعْيَ الْاَنْعَامِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ هُنَا لَاٰيٰتٍ لَعِبَرًا لِّاُولِي النُّهٰى ○ لِاَصْحَابِ الْعُقُوْلِ جَمْعُ نُهْيَةٍ كَغُرْفَةٍ وَغُرَفٍ سُمِّيَ بِهِ الْعَقْلُ لِاَنَّهٗ يَنْهٰى صَاحِبَهٗ عَنْ اِرْتِكَابِ الْقَبَائِحِ

(۵۴) کھاؤ تم اس سے اور چراؤ اپنے جانوروں کو (انعام جمع نعم کی ہے وہ شامل ہے اونٹ گائے بیل اور بکری کو باب رعیٰ یرعی لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے اور امر اباحت کا ہے اور نعمت کی یاد دلانے کو اور یہ جملہ حال ہے ضمیر اخرجنا سے) بیشک اس مذکور میں نصیحتیں ہیں ہماری طرف سے عقل والوں کو۔ نُہٰی جمع نہیہ کی ہے جیسے غرفہ کی جمع غرف۔ عقل کو نہیہ اسلئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے صاحب کو منع کرتی ہے برے کاموں کے کرنے سے۔

تشریح

(۵۲) حضرت موسیٰ نے کہا ان کا معاملہ ان کے ساتھ ہے | حضرت موسیٰ نے نہایت حکیمانہ جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جیسے بھی کچھ تھے اپنا کام کرکے رب کے پاس جاچکے ہیں ان کا پورا اعمال نامہ رب کے پاس محفوظ ہے اور رب کا نوشتہ ایسا ہے جس میں رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے اس لئے ان کا جو بھی معاملہ ہے وہ رب کے ساتھ ہے۔

(۵۳) رب وہی ہے جس نے تمہیں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا | اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں تمہارا رب تو وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے کہ ــــــــ وادیوں، دریاؤں اور پہاڑوں کو پار کرتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ چل سکتے ہو۔ وہی رب جس نے اوپر سے پانی برسایا اور اس پانی سے طرح طرح کی پیداوار سبزیاں، غلے، پھل، پھول پیدا کردئے۔ وہی رب تو ہے جس نے ہر چیز عطا کی اور عطا ہی نہیں کی بلکہ ہر چیز کو اس کی ساخت کے مطابق کام لینے کا طریقہ بتایا۔ مچھلی کو تیرنا چڑیا کو اڑنا، درختوں کو پھل پھول دینا سب اسی کی رہنمائی سے ہے

(۵۴) مخلوق کے ذریعے خالق کی معرفت | ان مخلوقات کو دیکھو اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ، خود بھی کھاؤ جانوروں کو بھی چراؤ۔ یہ سارے نشانات تمہیں بتائیں گے کہ اس کائنات کا ایک رب ہے اور وہی اکیلا رب ہے۔ اس کائنات کے نظام میں کسی دوسرے رب کی گنجائش ہی نہیں ہے عقل رکھنے والے اس طرح مخلوق کے ذریعے خالق کی معرفت حاصل کرسکتے ہیں۔

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ﴿۵۵﴾

مِنۡهَا	خَلَقۡنٰكُمۡ	وَفِيۡهَا	نُعِيۡدُكُمۡ	وَمِنۡهَا	نُخۡرِجُكُمۡ	تَارَةً ۔ اُخۡرٰى
اس سے	ہم نے تمہیں پیدا کیا	اور اسی میں	ہم لوٹا دیں گے تمہیں	اور اس سے	ہم نکالیں گے تمہیں	دوسری بار

اس (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے، اور اسی سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے

وَلَقَدۡ اَرَيۡنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾

وَلَقَدۡ ۔ اَرَيۡنٰهُ	اٰيٰتِنَا	كُلَّهَا	فَكَذَّبَ	وَاَبٰى
اور ہم نے اسے دکھائیں	اپنی نشانیاں	تمام	تو اس نے جھٹلایا	اور انکار کیا

اور ہم نے اسے (فرعون کو) اپنی تمام نشانیاں دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور انکار کیا

﴿۵۵﴾ مِنۡهَا اَيِ الۡاَرۡضِ خَلَقۡنٰكُمۡ بِخَلۡقِ اَبِيۡكُمۡ اٰدَمَ مِنۡهَا وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ مَقۡبُوۡرِيۡنَ بَعۡدَ الۡمَوۡتِ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ عِنۡدَ الۡبَعۡثِ تَارَةً مَرَّةً اُخۡرٰى ○ كَمَا اَخۡرَجۡنٰكُمۡ عِنۡدَ اِبۡتِدَاءِ خَلۡقِكُمۡ

﴿۵۵﴾ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ الخ زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا کہ تمہارے باپ آدم کو اس سے بنایا اور اسی میں ہم تم کو مرنے کے بعد لوٹا دیں گے یعنی تم کو قبر میں رہنا ہوگا۔ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى اور وقت حشر کے اس میں سے تم کو دوبارہ نکالیں گے جیسے اول پیدا کرنے کے وقت زمین ہی سے ہم نے تم کو نکالا تھا۔

﴿۵۶﴾ وَلَقَدۡ اَرَيۡنٰهُ اَيۡ اَبۡصَرۡنَا فِرۡعَوۡنَ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا التِّسۡعَ فَكَذَّبَ بِهَا وَزَعَمَ اَنَّهَا سِحۡرٌ وَاَبٰى ○ اَنۡ يُّوَحِّدَ اللّٰهَ تَعَالٰى

﴿۵۶﴾ اور بے شبہ ہم نے فرعون کو اپنی تمام آیتیں یعنی نو نشانیاں دیں سو فرعون نے انکو جھٹلایا اور کہا یہ جادو ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار کیا۔

تشریح

﴿۵۵﴾ انسان اپنے آغاز اور انجام پر غور کرے | انسان ذرا اپنے آغاز اور انجام کو دیکھے۔ نسل انسانی کے باپ حضرت آدمؑ کو اللہ نے مٹی سے بنایا اس کے بعد جو اُن کی نسل چلی کہ انسان نطفے سے پیدا ہوتا ہے وہ نطفہ جن غذاؤں سے بنتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں آدمی مٹی سے نکلنے والی غذائیں کھاتا ہے اس سے خون بنتا ہے بدن پرورش پاتا ہے اور نطفہ بھی اسی سے بنتا ہے اس کے بعد آدمی مرتا ہے تو مرنے کے بعد آدمی پھر مٹی میں مل جاتا ہے پھر جب حشر ہوگا تو انسان کے جو اجزاء مٹی میں مل گئے تھے ان کو دوبارہ جمع کرکے پھر پیدا کر دیا جائیگا انسان خواہ سمندر میں مرا ہو یا ہوا میں اس کا حشر بہرحال اسی زمین پر ہوگا غرض تینوں مرحلے جن سے انسان گزرتا ہے پیدائش سے موت، موت سے قیامت اور قیامت کے بعد دوبارہ زندگی اسی زمین پر گزرنے والے ہیں۔

﴿۵۶﴾ ساری نشانیوں کے باوجود فرعون کا انکار | انفس و آفاق کی ساری نشانیاں، وہ نشانیاں بھی جو باہر کی آنکھوں سے نظر آتی ہیں اور وہ نشانیاں بھی جو انسان کے اندر اس کی بناوٹ کے لحاظ سے موجود ہیں اور وہ سارے معجزے جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی رسالت کو ثابت کرنے کیلئے ضروری تھے اور جن سے حق پوری طرح واضح ہو رہا تھا ان سب کے باوجود فرعون جھٹلاتا گیا اور مان کر نہ دیا۔

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

قَالَ	اَجِئْتَنَا	لِتُخْرِجَنَا	مِنْ	اَرْضِنَا	بِسِحْرِكَ	يٰمُوْسٰى
اُسنے کہا	کیاتو آیا ہمارے پاس	تو نکالدے ہمیں	سے	ہماری زمین	اپنے جادو کے ذریعہ	اے موسیٰ

اس نے کہا اے موسیٰؑ کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ تو ہمیں اپنے جادو کے ذریعہ ہماری زمین (ملک) سے نکال دے۔

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

فَلَنَاْتِيَنَّكَ	بِسِحْرٍ	مِّثْلِهٖ	فَاجْعَلْ	بَيْنَنَا	وَ	بَيْنَكَ
پس ضرور ہم تیرے مقابل لائینگے	ایک جادو	اس جیسا	پس مقرر کر	ہمارے درمیان	اور	اپنے درمیان

پس ہم تیرے مقابل ضرور لائیں گے اس جیسا ایک جادو، پس ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلے کہ نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو ایک ہموار میدان میں (مقابلہ ہوگا)

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾

مَوْعِدًا	لَا + نُخْلِفُهٗ	نَحْنُ	وَلَآ	اَنْتَ	مَكَانًا + سُوًى
ایک وعدہ (وقت)	ہم اسکے خلاف نہ کریں	ہم	اور نہ	تو	ایک ہموار میدان

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

قَالَ	مَوْعِدُكُمْ	يَوْمُ + الزِّيْنَةِ	وَاَنْ	يُّحْشَرَ	النَّاسُ	ضُحًى
اس نے کہا	تمہارا وعدہ	زینت (میلے) کا دن	اور یہ کہ	جمع کئے جائیں	لوگ	دن چڑھے

موسیٰؑ نے کہا تمہارا وعدہ میلے کے دن کا ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائیں۔

﴿۵۷﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا مِصْرَ وَيَكُوْنُ لَكَ الْمُلْكُ فِيْهَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ○

﴿۵۸﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ يُعَارِضُهٗ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لِذٰلِكَ لَا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا مَنْصُوْبٌ بِنَزْعِ الْخَافِضِ فِيْ سُوًى ○

﴿۵۷﴾ فرعون نے کہا کیا تو آیا ہے اے موسیٰ ہمارے پاس اسلئے کہ ہم کو ہماری زمین یعنی مصر سے نکالدے اور مصر کی بادشاہت تجھ کو مل جاوے تیرے جادو سے۔

﴿۵۸﴾ سو تیرے جادو کے مقابلہ میں ہم بھی تیرے پاس ایسا ہی جادو لادینگے تو اپنے اور ہمارے بیچ میں اس کام کے لئے ایک وقت مقرر کردے جس کا نہ ہم خلاف کریں نہ تو وہ ایک جگہ درمیان میں ہونی چاہیئے کہ جہاں سے دونوں طرف کے آنیوالوں کی مسافت برابر ہو۔

بِكَثْرَةِ أَهْلِهِ وَضَمَّةٍ أَيْ وَسْطًا يَسْتَوِيْ إِلَيْهِ مَسَافَةُ الْجَانِبَيْنِ مِنَ الطَّرَفَيْنِ

(۵۹) قَالَ مُوسٰى مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ يَوْمُ عِيْدٍ لَّهُمْ يَتَزَيَّنُوْنَ فِيْهِ وَيَجْتَمِعُوْنَ وَأَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ يَجْمَعُ أَهْلُ مِصْرَ ضُحًى ○ وَقْتُهُ لِلنَّظَرِ فِيْمَا يَقَعُ

(۵۹) موسیٰ نے کہا تمہارے اس وعدہ کیلئے عید کا دن مقرر کیا (عید کے دن کو یوم الزینۃ فرمایا اسلئے کہ اس دن میں آدمی زینت کرتے ہیں اور اکٹھے ہوتے ہیں) اور سب مصر والے چاشت کے وقت جمع ہوں (یہ وقت اسلئے مقرر کیا کہ جو کچھ ہو نظر آوے۔

تشریح

(۵۷) فرعون نے کہا تم اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتے ہو۔ | حضرت موسیٰ ؑ کی گفتگو اتنی مدلل اتنی پُراثر اور اتنی معقول تھی کہ فرعون حضرت موسیٰ ؑ کی بات کا کوئی مناسب جواب نہ دے سکا۔ اسکو اندازہ ہوگیا کہ موسیٰ ؑ جو بات کہہ رہے ہیں اس کا اثر یقیناً اہل دربار اور مصر کی رعایا پر پڑیگا۔ جس بے باکی، جرأت اور پُراعتماد انداز میں حضرت موسیٰ نے حق کی دعوت دی اس سے فرعون کو اپنا سنگھاسن ڈولتا ہوا معلوم ہوا اور اس نے قبطی قوم کے قومی جذبات ابھارنے کے لئے حضرت موسیٰ پر الزام لگایا کہ تم جو یہ معجزے دکھا رہے ہو یہ حقیقت میں کوئی معجزے نہیں ہیں اور نہ تمہیں کسی نے پیغمبر بنایا ہے بلکہ تم تو اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دینا چاہتے ہو تاکہ پھر دوبارہ یوسف کے زمانے کی طرح مصر پر بنی اسرائیل کی حکومت قائم ہو جائے۔ حالانکہ یہ الزام بالکل کھوکھلا اور بے بنیاد تھا۔ دنیا کی تاریخ میں آج تک کسی قوم نے جادو کے زور سے کوئی ملک فتح نہیں کیا۔ خود مصر میں کتنے جادوگر تھے کیا وہ جادوگر اپنے جادو کے زور پر فرعون کا تختہ الٹ سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ نے پہلے ہی یہ مطالبہ رکھ دیا تھا کہ میں بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ مصر سے باہر لیجانا چاہتا ہوں تو پھر کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ قبطیوں کی حکومت ختم کر کے مصر پر دوبارہ بنی اسرائیل کا راج لانا چاہتے تھے۔ اسلئے فرعون کا یہ کہنا کہ اے موسیٰ تم جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے باہر نکالنا چاہتے ہو صرف قبطی قوم کو حضرت موسیٰ کے خلاف بھڑکانے کے لئے تھا۔

(۵۸) معجزے اور جادو کا مقابلہ | فرعون یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ موسیٰ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ نے انکو پیغمبری کی دلیل کے طور پر معجزہ عطا کیا ہے بلکہ وہ ان کو جادوگر قرار دے رہا تھا۔ اس نے کہا موسیٰ ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائینگے۔ طے کرلو کب اور کہاں مقابلہ ہونا ہے، نہ ہم اپنی بات سے پھریں گے اور نہ تم اپنی بات سے پھرو اور مقابلہ کھلے میدان میں ہوگا تاکہ سب دیکھ لیں جہاں سب لوگ بلا تکلف آسکیں کسی پر کوئی پابندی نہ ہو جس دن جس جگہ مقابلہ کرنا چاہو مقرر کرلو۔

(۵۹) حضرت موسیٰ نے کہا جشن کا دن اور دن چڑھے کا وقت | حضرت موسیٰ نے فرعون کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے فرمایا جشن کا دن قریب ہے جسمیں تمام ملک کے لوگ دار الحکومت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ بس میلے کے مقام پر مقابلہ ہو جائے اور مقابلے کا وقت دن چڑھے ہو تاکہ دن کی روشنی میں سب لوگ دیکھ سکیں جس دن فرعون کی سالگرہ ہوتی تھی وہ دن مصر کے سارے شہروں میں جشن کا دن "یوم الزینۃ" ہوتا تھا اور بڑی تعداد میں لوگ مصر کے دار السلطنت میں جمع ہوتے تھے اور بہت بڑا میلہ لگا کرتا تھا اسلئے حضرت موسیٰ ؑ نے کہا کہ اس سے بہتر دن اور وقت کونسا ہو سکتا ہے۔ بس اسی دن ہو جائے مقابلہ۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ

فَتَوَلّٰى	فِرْعَوْنُ	فَجَمَعَ	كَيْدَهٗ	ثُمَّ	اَتٰى	قَالَ	لَهُمْ
پھر لوٹ گیا	فرعون	اس نے جمع کیا	اپنا داؤ	پھر	آیا	اس نے کہا	ان سے

پھر لوٹ گیا فرعون اس نے اپنا داؤ (جادو کا سامان) جمع کیا پھر آیا۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا تم پر

مُوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

مُوْسٰى	وَيْلَكُمْ	لَا تَفْتَرُوْا	عَلَى	اللّٰهِ	كَذِبًا
موسیٰ	خرابی تم پر	نہ گھڑو	پر	اللہ	جھوٹ

خرابی ہو، اللہ پر نہ گھڑو جھوٹ کہ وہ تمہیں عذاب

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا

فَيُسْحِتَكُمْ	بِعَذَابٍ	وَقَدْ خَابَ	مَنِ ۔ افْتَرٰى	فَتَنَازَعُوْٓا
کہ وہ ہلاک کردے تمہیں	عذاب سے	اور وہ نامراد ہوا	جس نے جھوٹ باندھا	تو وہ جھگڑنے لگے

سے ہلاک کردے اور جس نے جھوٹ باندھا وہ نامراد ہوا۔ تو وہ (جادوگر) باہم

اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾

اَمْرَهُمْ	بَيْنَهُمْ	وَاَسَرُّوْا	النَّجْوٰى	
اپنے کام میں	باہم	اور انہوں نے چھپ کر کیا	مشورہ	

اپنے کام میں جھگڑنے [illegible] انہوں نے چھپ کر مشورہ کیا۔

﴿٦٠﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ اَدْبَرَ
فَجَمَعَ [illegible] كَيْدَهٗ اَيْ ذَوِيْ
كَيْدِهٖ مِنَ السَّحَرَةِ ثُمَّ
اَتٰى ○ بِهِمُ الْمَوْعِدَ
﴿٦١﴾ وَقَالَ لَهُمْ مُوْسٰى وَهُمْ
اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ
كُلِّ وَاحِدٍ حَبْلٌ وَعَصًا وَيْلَكُمْ
اَيْ اَلْزَمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْوَيْلَ

﴿٦٠﴾ سو فرعون وہاں سے گیا اور اپنے مکر والوں یعنی جادوگروں کو جمع کیا۔
پھر ان کو لیکر وعدہ گاہ میں پہونچا۔

﴿٦١﴾ وہ جادوگر بہتر ہزار تھے ہر ایک کے ساتھ رسّی اور لاٹھی تھی موسیٰ نے ان سے کہا تم پر خرابی ہو۔

لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا بِاِشْرَاكِ اَحَدٍ مَّعَهٗ فَيُسْحِتَكُمْ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الْحَاءِ وَبِفَتْحِهِمَا اَيْ يُهْلِكَكُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ وَقَدْ خَابَ خَسِرَ مَنِ افْتَرٰى ○ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ

اللہ پر جھوٹ نہ باندھو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو وہ تم کو ہلاک کر ڈالے گا اپنے عذاب سے۔ اور بیشک ٹوٹے میں پڑا وہ شخص جس نے اللہ پر جھوٹ بولا۔

(۶۲) فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ فِيْ مُوْسٰى وَاَخِيْهِ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ○ اَيِ الْكَلَامَ بَيْنَهُمْ فِيْهِمَا

(۶۲) سو انہوں نے آپس میں موسیٰ اور اس کے بھائی کے بارے میں مختلف رائے کی اور پوشیدہ مشورہ کیا کہ کوئی نہ سنے۔

تشریح

(۶۰) فرعون کی طرف سے مقابلے کی تیاری | مقابلے کا دن اور وقت طے ہونے کے بعد مجلس برخواست ہوئی، فرعون مجلس سے اٹھا اور مقابلے کی تیاری شروع کردی۔ اس نے ملک بھر سے جادو کے ماہرین کو اکٹھا کرنے کی تیاری کی۔ عوام کو بھی اس مقابلے میں شرکت کے لئے ابھارا جادوگروں سے بڑے بڑے انعامات کے وعدے کئے اور موسیٰ کو شکست دینے کی مکمل تیاری کے ساتھ ٹھیک وقت پر مقابلے کے میدان میں آگیا۔ فرعون کی گھبراہٹ بلاوجہ نہیں تھی۔ اصل میں مصر کے شاہی خاندان اور امراء کا ایک خاص طبقہ تھا اس کے مذہب اور عوام کے مذہب میں کافی فرق تھا۔ شاہی خاندان کے دیوتا اور مندر الگ الگ جبکہ عوام کے دیوی دیوتا اور عبادت گاہیں شاہی خاندان سے مختلف تھیں۔ مصر میں مذہبی انقلابات کے نتیجے میں ایسا اچھا خاصا عنصر موجود تھا جو توحیدی مذہب کیطرف جھکاؤ رکھتا تھا اور انسانی فطرت بھی اس کا تقاضہ کرتی ہے۔ اسرائیل اور ان کے ہم مذہب لوگوں کی آبادی بھی اچھی خاصی تھی یہ مصر کی آبادی کا تقریباً ۱۵/۱۰۰ حصہ تھے ——— اگرچہ فرعون اَمِینُوفِس یا اَخْنَاتُونُ (۱۳۷۷۔ ۱۳۶۰ قبل مسیح) نے حکومت کے زور پر انقلاب برپا کیا تھا مگر ابھی اس انقلاب کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا اسلئے فرعون کو گھبراہٹ تھی کہ کہیں عوامی حمایت موسیٰ کے ساتھ نہ ہوجائے اس نے انکی دعوت اور عصائے موسوی کے رعب کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کیلئے پورے ملک سے ماہر جادوگروں کو جمع کیا، اسکو یقین تھا کہ اس مقابلے پر ہی ہمارے مستقبل کا مدار ہے۔

(۶۱) حضرت موسیٰ ؑ کی فرعونیوں اور جادوگروں کو نصیحت | جب سب لوگ مقابلے کے میدان میں جمع ہو گئے تو حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی پیغمبرانہ ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے فرعون کے درباریوں اور جادوگروں کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو خود اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، اللہ کی نشانیوں اور پیغمبروں کے معجزوں کو جو اللہ کیطرف سے انکو انکی سچائی کی دلیل کے طور پر عطا کئے جاتے ہیں، سحر اور جادو بتانا اور ایسی بے حقیقت چیز کو جو صرف ایک نظربندی ہے سچائی کے مقابلے پر لانا یہ نعوذباللہ اللہ پر تہمت باندھنا ہے۔ معجزہ سحر نہیں ہے اور جس پیغمبر کو معجزہ دیا جاتا ہے وہ ساحر و کذاب نہیں ہوتا۔ جھوٹ باندھنے والوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا بلکہ ڈر ہے کہ تہمت باندھنے والوں پر کوئی آسمانی عذاب ٹوٹ پڑے جو اُن کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر پھینک دے۔

(۶۲) جادوگروں کی سرگوشیاں | سو دلوں میں ڈوبی ہوئی حضرت موسیٰ ؑ کی اس نصیحت کا اگرچہ بظاہر فرعونیوں پر تو کوئی اثر نظر آیا مگر جادوگروں میں کھلبلی سی مچ گئی اصل میں جادوگر اپنی کمزوری کو خود محسوس کر رہے تھے وہ جانتے تھے کہ سحر اور جادو کیا ہوتا ہے اور ساحروں کی باتیں کیسی ہوتی ہیں ان میں سے کچھ لوگ سرگوشیوں میں کہنے لگے کہ مقابلہ کیا جائے یا نہیں حضرت موسیٰ ؑ کی بروقت نصیحت نے انکو شش و پنج میں ڈالدیا تھا اور وہ جان رہے تھے کہ موسیٰ کی باتیں جادوگری والی نہیں ہیں۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ

قَالُوْٓا	اِنْ	هٰذٰىنِ	لَسٰحِرٰنِ	يُرِيْدٰنِ	اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ	مِّنْ
وہ کہنے لگے	تحقیق	یہ دونوں	البتہ جادوگر	یہ چاہتے ہیں	کہ تمہیں نکال دیں	سے

وہ کہنے لگے تحقیق یہ دونوں جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے

اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾

اَرْضِكُمْ	بِسِحْرِهِمَا	وَيَذْهَبَا	بِطَرِيْقَتِكُمُ	الْمُثْلٰى
تمہاری سرزمین	اپنے جادو کے ذریعہ	اور وہ لے جائیں	تمہارا طریقہ	اچھا

نکال دیں اپنے جادو کے ذریعہ اور تمہارا اچھا طریقہ لے جائیں (نابود کردیں)

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ

فَاَجْمِعُوْا	كَيْدَكُمْ	ثُمَّ	ائْتُوْا	صَفًّا	وَقَدْ	اَفْلَحَ
لہذا اکٹھا کرلو	اپنے داؤ	پھر	تم آؤ	صف باندھ کر	اور تحقیق	کامیاب ہوگیا

لہذا اپنے داؤ اکٹھے کرلو، پھر صف باندھ کر آؤ اور تحقیق آج وہی کامیاب

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ

الْيَوْمَ	مَنِ	اسْتَعْلٰى	قَالُوْا	يٰمُوْسٰٓى	اِمَّآ	اَنْ تُلْقِيَ
آج	جو	غالب رہا	وہ بولے	اے موسیٰ	یا کہ	یہ کہ تو ڈالے

ہوگا جو غالب رہا۔ وہ بولے اے موسیٰ یا تو (پہلے اپنا داؤ) ڈال

وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ

وَاِمَّآ	اَنْ	نَّكُوْنَ	اَوَّلَ	مَنْ	اَلْقٰى	قَالَ	بَلْ
اور یا	یہ کہ	ہم ہوں	پہلے	جو	ڈالیں	اس نے کہا	بلکہ

اور یا ہم پہلے ڈالیں۔ اس نے کہا (نہیں) بلکہ تم

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ

اَلْقُوْا	فَاِذَا	حِبَالُهُمْ	وَعِصِيُّهُمْ	يُخَيَّلُ	اِلَيْهِ	مِنْ
تم ڈالو	تو ناگہاں	ان کی رسیاں	اور ان کی لاٹھیاں	خیال میں آئیں	اس کے	سے

ڈالو تو ناگہاں ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں اس (موسیٰ ؑ) کے خیال میں آئیں (ایسے نمودار ہوئیں)

سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً

سِحۡرِهِمۡ	اَنَّهَا	تَسۡعٰى	فَاَوۡجَسَ	فِىۡ ۔ نَفۡسِهٖ	خِيۡفَةً
ان کا جادو	کہ وہ	دوڑ رہی ہیں	تو پایا (محسوس کیا)	اپنے دل میں	کچھ خوف

ان کے جادو سے گویا کہ وہ دوڑ رہی ہیں تو موسیٰؑ نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس

مُّوۡسٰى ﴿۶۷﴾ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ﴿۶۸﴾

مُّوۡسٰى	قُلۡنَا	لَا تَخَفۡ	اِنَّكَ	اَنۡتَ	الۡاَعۡلٰى	
موسیٰ	ہم نے کہا	تم ڈرو نہیں	بیشک تم	تم (ہی)	غالب	

کیا ہم نے کہا تم ڈرو نہیں، بیشک تم ہی غالب رہو گے۔

﴿۶۳﴾ قَالُوۡۤا لِاَنۡفُسِهِمۡ اِنَّ هٰذٰنِ لِاَبِىۡ عَمۡرٍو
وَلِغَيۡرِهٖ هٰذَانِ وَهُوَ مُوَافِقٌ لِلُغَةِ مَنۡ
يَاۡتِىۡ فِى الۡمُثَنّٰى بِالۡاَلِفِ فِىۡ اَحۡوَالِهِ
الثَّلٰثِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ
يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا
وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى ○
مُؤَنَّثُ اَمۡثَلَ بِمَعۡنَى اَشۡرَفَ اَىۡ
بِاَشۡرَافِكُمۡ بِمَيۡلِهِمۡ اِلَيۡهِمَا لِغَلَبَتِهِمَا
﴿۶۴﴾ فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ مِنَ السِّحۡرِ
بِهَمۡزَةِ وَصۡلٍ وَفَتۡحِ الۡمِيۡمِ مِنۡ
جَمَعَ اَىۡ لَمَّ وَبِهَمۡزَةِ قَطۡعٍ وَكَسۡرِ
الۡمِيۡمِ مِنۡ اَجۡمَعَ اَحۡكَمَ ثُمَّ
ائۡتُوۡا صَفًّا حَالٌ اَىۡ مُصۡطَفِّيۡنَ
وَقَدۡ اَفۡلَحَ فَازَ الۡيَوۡمَ مَنِ
اسۡتَعۡلٰى ○ غَلَبَ
﴿۶۵﴾ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِمَّاۤ اَنۡ
تُلۡقِىَ عَصَاكَ اَىۡ اَوَّلًا وَاِمَّاۤ
اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ○
عَصَاهُ
﴿۶۶﴾ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا فَاَلۡقَوۡا فَاِذَا حِبَالُهُمۡ

﴿۶۳﴾ پھر آپس میں کہا کہ بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں تم کو نکالنا چاہتے ہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو سے اور چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ کو کھودیں یعنی رئیسوں اور شریفوں کو اپنی طرف مائل کرلیں اپنے غلبہ سے۔
(ابو عمرو قاری نے "اِنَّ ہٰذَیۡنِ" پڑھا ہے جو موافق قاعدہ مشہورہ کے ہے اور ابو عمرو کے سوا اور قاریوں نے "اِنَّ ہٰذَانِ لَسٰحِرٰنِ" پڑھا ہے یہ اس کا لغت ہے جو ہذان کو ہر حالت میں الف کے ساتھ پڑھتا ہے۔
﴿۶۴﴾ سو تم بھی اپنا مکر جادو کا درست کرلو۔

پھر آؤ تم صف باندھ کر۔

اور بیشک نجات پائی آج اس شخص نے جو غالب ہوا۔

﴿۶۵﴾ وہ جادوگر بولے کہ اے موسیٰ تو پسند کرلے ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات کو۔ یا تو اپنی لاٹھی پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالیں

﴿۶۶﴾ موسیٰؑ نے کہا بلکہ تم ہی پہلے ڈالو سو انھوں نے ڈالا ناگاہ

وَعَصِيُّهُمْ أَصْلُهُ عَصُوُّ وَقُلِبَتِ الْوَاوَانِ يَائَيْنِ وَكُسِرَتِ الْعَيْنُ وَالصَّادُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا حَيَّاتٌ تَسْعَىٰ ○ عَلَىٰ بُطُونِهَا

انکی لاٹھیاں اور رسیاں موسیٰ کو ان کے جادو سے یہ معلوم ہوتی تھیں کہ بیشک یہ سانپ ہیں جو اپنے پیٹوں پر دوڑتے ہیں۔

(۶۷) فَأَوْجَسَ أَحَسَّ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ○ أَيْ خَافَ مِنْ جِهَةِ أَنَّ سِحْرَهُمْ مِنْ جِنْسِ مُعْجِزَتِهِ أَنْ يَلْتَبِسَ أَمْرُهُ عَلَى النَّاسِ فَلَا يُؤْمِنُوا بِهِ

(۶۷) پس موسیٰ اپنے دل میں ڈرا (یہ ڈر موسیٰ کو اس وجہ سے ہوا کہ ان کا جادو بھی اسی قسم سے ہے جس قسم کا میرا معجزہ ہے پس اب لوگوں کو شبہ ہو جاوے گا اسلئے وہ ایمان نہ لاوینگے)

(۶۸) قُلْنَا لَهُ لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ○ عَلَيْهِمْ بِالْغَلَبَةِ

(۶۸) ہم نے موسیٰ سے کہا کہ تو خوف نہ کر تو ہی غالب رہے گا

تشریح

(۶۳) فرعونیوں کی اشتعال انگیزی | فرعونیوں نے لوگوں کو مشتعل کرنے کے لئے کہا کہ یہ دونوں یعنی موسیٰ اور ہارون کوئی پیغمبر و پیمبر نہیں ہیں محض جادوگر ہیں اصل میں یہ چاہتے ہیں کہ جادو کے زور سے تمہیں تمہارے وطن سے نکال دیں اور یہ تمہاری شاندار زندگی ختم ہو جائے اس کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

(۶۴) سب ملکر ان دونوں کا مقابلہ کرو | فرعونیوں نے جادوگروں کو بھی اس بات کے لئے ابھارا کہ آج ایک ایک کر کے میدان میں آجاؤ اور اپنا سارا فن اور تدبیریں اکٹھی کر لو، یہ سمجھ لو کہ آج جو غالب رہا وہی جیت جائیگا۔ اس طرح ان لوگوں نے اشتعال اور تعصب پیدا کر کے جادوگروں کو جوش و خروش کے ساتھ مقابلے کے لئے ابھارا آخر کار جادوگر مقابلے کیلئے آمادہ ہو گئے۔

(۶۵) پہل کون کریگا؟ | آخر پورے اعتماد اور اتحاد کے ساتھ مقابلے کا آغاز ہوا۔ جادوگروں نے کہا پہل کون کرے گا؟ موسیٰ تم پہلے پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں۔

(۶۶) جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ نظر آنے لگیں | جب حضرت موسیٰ ؑ نے کہا کہ نہیں پہلے تم ہی پھینکو، تو جادوگروں نے اپنا جادو شروع کیا، مقابلے کے میدان میں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں۔ اور اب ان کے سحر کا یہ اثر ہوا کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپ نظر آنے لگیں اور ایسا لگتا تھا کہ پورے میدان میں سانپ اور اژدہے دوڑتے اور پھنکارتے پھر رہے ہیں۔ خود حضرت موسیٰ کو بھی ایسا ہی لگا کہ جیسے سارے میدان میں سانپ دوڑ رہے ہیں۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے کہ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ (اعراف آیت ۱۱۶) (جب انہوں نے اپنے انچھر پھینکے تو لوگوں کی نگاہوں کو مسحور کر دیا اور انہیں دہشت زدہ کر دیا۔) یعنی جادوگروں کے جادو کا اثر عام لوگوں پر اور حضرت موسیٰ پر یہ ہوا کہ انکی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ نظر آنے لگیں اور ان کے خیال پر بھی اس کا لمحاتی اثر پڑا جس سے وہ تھوڑی دیر کے لئے ڈر سے گئے۔

(۶۷) حضرت موسیٰ دل ہی دل میں ڈر گئے | خوف ایک انسانی فطرت ہے اس فطرت کے مطابق حضرت موسیٰ کو بھی اچانک یہ منظر دیکھ کر دل میں تھوڑی دیر کے لئے خوف محسوس ہوا لیکن یہ ایک لمحاتی کیفیت تھی جو تھوڑی دیر میں ختم ہو گئی۔ حضرت موسیٰ کو یہ بھی ڈر ہوا کہ کہیں لوگ جادوگروں کے جادو سے متاثر ہو کر ان کو غلط نہ سمجھ لیں۔

(۶۸) موسیٰ! ڈر کو دل سے نکال دے | حضرت موسیٰ ؑ کو اندیشہ تھا کہ کہیں یہ لوگ دھوکے میں نہ پڑ جائیں اور جادوگروں کے جھانسے میں نہ آجائیں بلکہ تم نے حضرت موسیٰ سے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! اپنے دل سے ڈر کو نکال دو اسطرح کے وسوسوں میں مت پڑو، اللہ تعالیٰ تم کو ہی سربلند رکھنے والا ہے۔

وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا

وَاَلْقِ	مَا	فِیْ یَمِیْنِكَ	تَلْقَفْ	مَا صَنَعُوْا	اِنَّمَا
اور ڈالو	جو	تمہارے دائیں ہاتھ میں	وہ نگل جائے گا	جو انہوں نے بنایا	بیشک

اور جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے ڈالو وہ نگل جائے گا جو انہوں نے بنایا۔ بے شک

صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿۶۹﴾

صَنَعُوْا	كَیْدُ	سٰحِرٍ	وَلَا یُفْلِحُ	السّٰحِرُ	حَیْثُ	اَتٰی
انہوں نے بنایا	فریب	جادوگر	اور کامیاب نہیں ہوگا	جادوگر	جہاں کہیں	وہ آئے

(جو کچھ) انہوں نے بنایا ہے وہ جادو کا فریب ہے اور جادوگر کہیں آئے وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ پس

فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ﴿۷۰﴾

فَاُلْقِیَ	السَّحَرَةُ	سُجَّدًا	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِرَبِّ	هٰرُوْنَ	وَمُوْسٰی
پس ڈالدیے گئے	جادوگر	سجدہ میں	وہ بولے	ہم ایمان لائے	رب پر	ہارون	اور موسیٰ

جادوگر سجدہ میں ڈال دیے گئے (گر پڑے) وہ بولے ہم ایمان لائے ہارون اور موسیٰ کے رب پر،

(۶۹) وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ وَهِیَ عَصَاهُ تَلْقَفْ تَبْتَلِعْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّ مَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ اَیْ جِنْسِهٖ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ○ بِسِحْرِهٖ. فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاهُ فَتَلَقَّفَتْ كُلَّ مَا صَنَعُوْهُ

(۷۰) فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا خَرُّوْا سَاجِدِیْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ○

(۶۹) اور ڈال جو کچھ تیرے داہنے ہاتھ میں ہے یعنی اپنی لاٹھی کو کہ وہ نگل لے گی اس چیز کو جو ان جادوگروں نے مکر سے ظاہر کی ہے بیشک جو کچھ انہوں نے کیا ہے جادوگر کا مکر ہے اور جادوگر جہاں کہیں اپنا جادو ظاہر کرے اس کو بھلائی اور نجات نہیں۔
سو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی وہ نگل گئی ان تمام لاٹھیوں وغیرہ کو جو جادوگر نے ڈالی تھی۔

(۷۰) یہ دیکھ کر وہ جادوگر اللہ کے لئے سجدہ میں گر کر کہنے لگے

ہم ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔

تشریح

(۶۹) اللہ کا حکم کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی سچائی کی جو نشانیاں عطا کی تھیں ان میں ایک نشانی یہ بھی کہ ان کے ہاتھ کی لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو اس طرح کی نشانیاں یا معجزے ان کی صداقت کی دلیل کے طور پر عطا کرتے ہیں۔

اصل میں اللہ کے پیغمبر عالم انسانی کو جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ ایک ایسا عالم ہے جو محسوس نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کو عقل و فہم سے سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ یہ بتلاتے ہیں کہ اس نظر آنے والی دنیا سے اوپر ایک اور نظر نہ آنے والا عالم ہے جو اس دنیا سے کہیں زیادہ وسیع کہیں زیادہ پائیدار اور طرح طرح کے عجائبات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ دنیا اور سارے جہان ایک ایسی ہستی کی مخلوق ہیں جو ان سب جہانوں سے ماورا ہے جسکے قبضے میں تمام جہانوں کا ذرہ ذرہ ہے اسکو وجود میں لانا اور معدوم کرنا سب اسکے قبضے میں ہے۔ اُس عالم کی طرف دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی اور رسول یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ اس خالق کائنات کی طرف سے بھیجے گئے پیغمبر ہیں اور اب انسانوں کے لئے دونوں جہان کی فلاح کا راستہ صرف انکی پیروی میں ہے۔

کیونکہ انسان ہمیشہ اس بات کا عادی رہا ہے کہ جو چیز اس کو نظر آئے اور جس چیز کا وہ تجربہ کرلے اسی کا یقین کرے اور اگر کسی عقلی بات کا انسان یقین کرتا ہے تو اسی کا جو اسکے مشاہدے اور تجربے کا نتیجہ ہوتی ہے اسلئے رسولوں کی بات پر یقین کرنے کے لئے وہ کوئی سائنٹفک طریقہ چاہتا ہے۔ انبیاء کرام اللہ کے حکم سے جو نشانی یا معجزہ پیش کرتے ہیں وہ ایک جدید طریقۂ استدلال ہے جس کا تعلق مشاہدے سے ہے۔ جب ایک انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ چیزوں میں تاثیر کا جو اصول اس نے اپنے ذہن میں تیار کر رکھا تھا وہ ٹوٹ پھوٹ گیا ہے تو اسمیں ایسی بالاتر طاقت کے تسلیم کرلینے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جو اِن تمام خاصیتوں کا پیدا کرنے والا ہے اسطرح وہ آنکھوں سے نظر نہ آنے والی چیزوں پر یقین کرلینے کے قابل ہوجاتا ہے۔

اصل میں معجزے کا تعلق نظام فطرت سے نہیں بلکہ نظام قدرت سے ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے زمین پر ڈال دو انھوں نے جو کچھ بنایا ہے اس سارے سوانگ کا یہ لاٹھی ایک دم لقمہ کر جائیگی۔ یہ جادوگر جو کچھ بنا کر لائے ہیں صرف نظر کا فریب ہے اور جادوگر خواہ کسی شان سے آئے وہ حق کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی نے سانپ بن کر ان کے سحر کو ختم کردیا۔

(۷۰) جادوگروں کی شکست وہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ جادوگروں کا فریب ختم ہوچکا تھا، جادوگر سمجھ گئے کہ موسیٰؑ کوئی ساحر اور جادوگر نہیں ہیں اور نہ ان کی لاٹھی کا سانپ بننا جادوگری ہے یہ یقیناً سحر سے اوپر کوئی اور حقیقت ہے، وہ دل سے ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدہ ریز ہوکر کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ مقابلہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ اس بات کی دعوت دے رہے تھے کہ اس کائنات کا ایک رب ہے جسے ہم سب کو ماننا چاہیئے۔ اور یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ میں اسی رب کائنات کا مقرر کردہ رسول ہوں اور اس نے مجھے اپنی نشانیاں دے کر لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے جس کا مظاہرہ مجمع عام میں ہوا۔ حضرت موسیٰ کی جیت یہ نہیں تھی کہ ایک جادو نے دوسرے جادو کو توڑ دیا بلکہ یہ حق کی فتح اور حضرت موسیٰ کی دعوت کی صداقت کا اظہار تھا۔ اس لئے جادوگروں نے اعلان کردیا کہ ہم بھی اسی رب پر ایمان لے آئے جو ہارون و موسیٰ اور ساری کائنات کا پروردگار ہے۔ فرعونیوں کی یہ شرمناک شکست تھی۔

قفس کو توڑ کے پھر گل کو چومنا میرا
شکستِ فاش ہے صیاد و باغباں کے لئے

جادوگروں کا سحر ہی نہیں ٹوٹا بلکہ فرعونیوں کا سارا دعویٰ مجمع عام میں بکھر کر رہ گیا فرعون تلملا اُٹھا۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُ

قَالَ	اٰمَنْتُمْ	لَهٗ	قَبْلَ	اَنْ اٰذَنَ	لَكُمْ	اِنَّهٗ	لَكَبِيْرُ
اس نے کہا	تم ایمان لائے	اس پر	پہلے	کریں اجازت دوں	تمہیں	بیشک وہ	بڑا

فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے (اس سے) پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ (موسیٰ) تمہارا بڑا

كُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ

كُمُ	الَّذِيْ	عَلَّمَكُمُ	السِّحْرَ	فَلَاُقَطِّعَنَّ	اَيْدِيَكُمْ
تمہارا	وہ جس نے	تمہیں سکھایا	جادو	پس میں ضرور کاٹوں گا	تمہارے ہاتھ

ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے پس میں ضرور کاٹ ڈالوں گا تمہارے ہاتھ

وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

وَاَرْجُلَكُمْ	مِّنْ خِلَافٍ	وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ	فِيْ	جُذُوْعِ النَّخْلِ
اور تمہارے پاؤں	دوسری طرف سے	اور میں تمہیں ضرور سولی دوں گا	میں پر	کھجور کے تنے

پاؤں (جانب) خلاف سے (ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں) اور میں ضرور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا۔

وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ

وَلَتَعْلَمُنَّ	اَيُّنَآ	اَشَدُّ	عَذَابًا	وَّ اَبْقٰى	قَالُوْا	لَنْ
اور تم خوب جان لوگے	ہم میں کون	زیادہ سخت	عذاب میں	اور تادیر رہنے والا	انھوں نے کہا	ہرگز نہ

اور تم خوب جان لوگے ہم میں کون عذاب میں سخت ہے اور تادیر رہنے والا ہے۔ انھوں نے کہا ہم تجھے ہرگز نہ

نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا

نُّؤْثِرَكَ	عَلٰى	مَا جَآءَنَا	مِنَ الْبَيِّنٰتِ	وَالَّذِيْ فَطَرَنَا
ہم تجھے ترجیح دینگے	پر	جو ہمارے پاس آئے	واضح دلائل	اور وہ جس نے ہمیں پیدا کیا

ترجیح دیں گے ان واضح دلائل پر جو ہمارے پاس آئے ہیں اور اس پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ

فَاقْضِ	مَآ	اَنْتَ	قَاضٍ	اِنَّمَا	تَقْضِيْ	هٰذِهِ	الْحَيٰوةَ
پس تو کرگزر	جو	تو	کرنے والا	اسکے سوا نہیں	تو کرے گا	اس	زندگی

پس تو کر گزر جو تو کرنے والا ہے، اس کے سوا نہیں کہ تو (صرف) اس دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ

الدُّنْيَا	اِنَّآ اٰمَنَّا	بِرَبِّنَا	لِيَغْفِرَ لَنَا	خَطٰيٰنَا	وَمَا
دنیا	بیشک ہم ایمان لائے	اپنے رب پر	کہ وہ بخش دے	ہماری خطائیں	اور جو

میں کرے گا۔ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور اس کے بھی

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾

اَكْرَهْتَنَا	عَلَيْهِ	مِنَ	السِّحْرِ	وَاللّٰهُ	خَيْرٌ	وَّ اَبْقٰى
تو نے ہمیں مجبور کیا	اس پر	سے	جادو	اور اللہ	بہتر	اور ہمیشہ باقی رہنے والا

جو تو نے ہمیں جادو سے مجبور کیا اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

﴿۷۱﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ ءَاٰمَنْتُمْ
بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ
وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا
لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ اَنَا
لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
مُعَلِّمُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
خِلَافٍ حَالٌ بِمَعْنٰى مُخْتَلِفَةً
اَيِ الْاَيْدِي الْيُمْنٰى وَالْاَرْجُلَ
الْيُسْرٰى وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ
فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۖ اَيْ
عَلَيْهَا وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ
يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَبَّ مُوْسٰى
اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ○
اَدْوَمُ عَلٰى مُخَالَفَتِهٖ

﴿۷۱﴾ فرعون نے کہا کیا تم ایمان لائے پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دوں۔

بیشک موسیٰ تمہارا بڑا استاد جادوگر ہے کہ جس نے تم کو جادو سکھایا۔
سو بیشک میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹوں گا

اور تم سب کو کھجور کی شاخوں پر سولی دوں گا۔

اور تم جان لوگے کہ ہم سے کون زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور مخالفت پر ہمیشگی کرنے والا ہے۔ یعنی میں یا رب موسیٰ کا

﴿۷۲﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ نَخْتَارَكَ
عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ الدَّالَّةِ عَلٰى
صِدْقِ مُوْسٰى وَالَّذِيْ فَطَرَنَا خَلَقَنَا قَسَمٌ
اَوْ عَطْفٌ عَلٰى مَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اَيِ
اصْنَعْ مَا قُلْتَهٗ اِنَّمَا تَقْضِيْ

﴿۷۲﴾ وہ بولے ہم تجھ کو پسند نہیں کر سکتے ان ظاہر دلیلوں پر جو موسیٰؑ کے سچے ہونے کی ہمارے پاس آئیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے ہم کو بنایا۔
سو تو کر جو تو نے کہا ہے بات یہ ہے کہ جو تو کرے گا وہ اس

هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اَلنَّصْبُ عَلَى الْاِتِّسَاعِ
اَیْ فِيْهَا وَيُجْزٰى عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ
(۷۳) اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا مِنَ
الْاِشْرَاكِ وَغَيْرِهٖ وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ
السِّحْرِ تَعَلُّمًا وَّعَمَلًا لِمُعَارَضَةِ مُوْسٰى وَ
اللّٰهُ خَيْرٌ مِّنْكَ ثَوَابًا اِذَا اُطِيْعَ وَّاَبْقٰى ۝
مِنْكَ عَذَابًا اِذَا عُصِيَ

دنیاوی زندگی میں کرے گا اور بعد اس کے آخرت میں تجھ کو سزا ملے گی۔
(۷۳) بیشک ہم ایمان لائے اپنے رب پر تاکہ وہ ہمارے گناہ بخشے جو ہم نے شرک وغیرہ کیا تھا اور تو نے مجبور کر کے جادو سکھلایا موسیٰ سے مقابلہ کے لئے اللہ اگر اطاعت ہوگی تو اس کا ثواب تجھ سے بہتر ہے اور اس کا عذاب بہت باقی رہنے والا ہے اگر نافرمانی کی جائے۔

تشریح

(۷۱) فرعون کی تلملاہٹ | اتنے بڑے مجمع میں فرعون کی یہ شکست معمولی بات نہ تھی وہ غصے سے تلملا رہا تھا اس نے جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم موسیٰ پر میری اجازت کے بغیر ہی ایمان لے آئے ایسا لگتا ہے کہ یہ تم جادوگروں کی ٹولی ہے اور یہ موسیٰ تمہاری ٹولی کا گورو ہے۔ موسیٰ نے جو نشانی دکھائی وہ کوئی معجزہ وغیرہ نہیں ہے یہ تم سب نے مل بھگت کر کے جادوگری میں شکست دکھائی ہے تاکہ تم سب مل کر یہاں کے لوگوں کو ان کے وطن سے نکال دو اور اپنا راج پاٹ قائم کرلو۔ اب میں تمہیں ایسی دردناک سزا دونگا جس سے دنیا تھرا اٹھے گی، تمہارے ہاتھ اور پاؤں مختلف سمتوں سے کٹواؤنگا یعنی ایک طرف کا ہاتھ کٹے گا اور دوسری طرف کا پاؤں اور تمہیں کھجوروں کے تنوں پر سولی دونگا۔ اس زمانے میں جو سولی دینے کا طریقہ تھا وہ بڑا ہولناک تھا۔ کسی درخت کا تنا زمین میں گاڑ دیتے تھے اور اس کے اوپر ایک تختہ آڑا کر کے باندھ دیتے تھے پھر مجرم کو اس تختے کے ساتھ کیلیں ٹھونک کر لٹکا دیتے تھے اس طرح مجرم سسک سسک کر جان دیتا تھا اور لوگ اس سزا کو دیکھ کر تھرا اٹھتے تھے۔ اس سزا کے بعد تمہیں پتہ لگے گا۔ میرا عذاب تمہارے رب کے عذاب سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرعون اگرچہ بازی ہار چکا تھا مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ جادوگروں کو اس خوفناک سزا سے ڈرا کر ان سے اقبالِ جرم کرالے کہ واقعی یہ ان سب کی ملی بھگت تھی۔

(۷۲) جادوگروں کی استقامت | جادوگروں نے پوری استقامت کے ساتھ جواب دیا کہ ہمارے سامنے جو روشن نشانیاں آچکی ہیں ان کو دیکھنے کے بعد ہم اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے تجھے ترجیح نہیں دینگے جو تو کرنا چاہتا ہے کرلے، تو زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے کہ ہماری دنیاوی زندگی کو ختم کردے مگر نہ تو ہم سے ہمارا ایمان چھین سکتا ہے اور نہ ہماری آخرت بگاڑ سکتا ہے۔ ایمان کی طاقت نے جادوگروں میں وہ حوصلہ پیدا کردیا کہ فرعون جیسے جابر و قاہر کے سامنے کھلے عام انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا اور اس پر جمے رہے "اَلَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا" (جنہوں نے دل کی گہرائیوں سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ نہ تم ڈرو اور نہ گھبراؤ)

یہی وہ سکینت ہے جو اہل ایمان کے قلوب پر اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔

(۷۳) جادوگروں کی اللہ کے حضور میں طلب مغفرت | جادوگر حق کو پہچان چکے تھے اگرچہ فرعون کی زور زبردستی پر انہوں نے بے دلی کے ساتھ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کیا مگر ان کی نشانی کو دیکھ کر وہ خوب سمجھ گئے کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں واقعۃً اللہ کے مقرر کردہ پیغمبر ہیں اس لئے وہ دل کی گہرائیوں کے ساتھ ایمان لے آئے اور انہوں نے فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں صاف صاف کہہ دیا کہ تو زیادہ سے زیادہ ہماری دنیوی زندگی کا خاتمہ کرسکتا ہے مگر حق کے ظاہر ہونے کے بعد ہمیں اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے وہ تو جانی ہی ہے اب تو ایمان لانے کے بعد ہم اپنے رب سے اپنی خطاؤں کے لئے معافی کے خواستگار ہیں۔ تیری مجبوری میں ہم نے جو جادو کا عمل کیا اور حق کا مقابلہ کر بیٹھے پروردگار ہمیں اس کے لئے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کا انعام تیری بخشش سے کہیں زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ اسکی ذات پاک ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اس کا دیا ہوا اجر اور انعام و اکرام پائیدار ہے ہمارا بھروسہ اسی پر ہے۔

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ

إِنَّهُ	مَن يَأْتِ	رَبَّهُ	مُجْرِمًا	فَإِنَّ	لَهُ	جَهَنَّمَ	لَا يَمُوتُ
بیشک وہ	جو آیا	اپنے رب کے سامنے	مجرم بن کر	تو بیشک	اسکے لئے	جہنم	نہ وہ مرے گا

بیشک وہ جو اپنے رب کے سامنے آیا مجرم بن کر تو بیشک اس کے لئے جہنم ہے نہ وہ اسمیں مرے گا

فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ

فِيهَا	وَ	لَا يَحْيَىٰ	وَمَن	يَأْتِهِ	مُؤْمِنًا	قَدْ عَمِلَ	الصَّالِحَاتِ
اسمیں	اور	نہ جیئے گا	اور جو	اسکے پاس آیا	مومن بنکر	اس نے کئے عمل	اچھے

اور نہ جیئے گا۔ اور جو اس کے پاس مومن بن کر آیا اور اس نے اچھے عمل کئے

فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ

فَأُولَٰئِكَ	لَهُمُ	الدَّرَجَاتُ	الْعُلَىٰ	جَنَّاتُ	عَدْنٍ
پس یہی لوگ	انکے لئے	درجے	بلند	باغات	ہمیشہ رہنے والے

پس یہی لوگ ہیں جن کے درجے بلند ہیں، ہمیشہ رہنے والے باغات

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ

تَجْرِي	مِن تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خَالِدِينَ	فِيهَا	وَذَٰلِكَ
جاری ہیں	ان کے نیچے	نہریں	ہمیشہ رہیں گے	اسمیں	اور یہ

جاری ہیں ان کے نیچے نہریں، ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ

جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ ع ۲۲ ۱۲

جَزَاءُ	مَن	تَزَكَّىٰ	وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا	إِلَىٰ	مُوسَىٰ	أَنْ
جزا ہے	جو	پاک ہوا	اور تحقیق ہم نے وحی کی	طرف۔کو	موسیٰ	کہ

جزا ہے (اس کی) جو پاک ہوا۔ اور تحقیق ہم نے وحی کی موسےٰ ؑ کو کہ

أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا

أَسْرِ	بِعِبَادِي	فَاضْرِبْ	لَهُمْ	طَرِيقًا	فِي الْبَحْرِ	يَبَسًا
راتوں رات لیجا	میرے بندے	پس بنا لینا	انکے لئے	راستہ	دریا میں	خشک

راتوں رات میرے بندوں کو (نکال) لے جا۔ ان کے لئے دریا میں (عصا مار کر) خشک راستہ بنا لینا۔

لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾

لَا	تَخٰفُ	دَرَكًا	وَّ	لَا	تَخْشٰى
نہ	خوف ہوگا	پکڑنا	اور	نہ	ڈر

نہ پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر ہوگا

﴿۷۴﴾ قَالَ تَعَالٰى اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا كَافِرًا كَفِرْعَوْنَ فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا فَيَسْتَرِيْحَ وَلَا يَحْيٰى ۝ حَيَاةً تَنْفَعُهٗ

﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک بات یہ ہے کہ جو شخص کفر کر کے اپنے رب کے پاس جاوے جیسے فرعون پس بالیقین اس کے واسطے دوزخ ہے نہ اس میں مرے گا کہ آرام پاوے اور نہ زندہ رہے ایسا زندہ رہنا جو اسکو نفع دے۔

﴿۷۵﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ اَلْفَرَائِضَ وَالنَّوَافِلَ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَمْعُ عُلْيَا مُؤَنَّثُ اَعْلٰى

﴿۷۵﴾ اور جو شخص اپنے رب سے ایمان کے ساتھ ملے اس حال میں کہ اس نے نیک عمل کئے ہوں یعنی فرائض و نوافل ادا کئے سو وہی لوگ ہیں کہ ان کے واسطے بلند درجے ہیں۔

﴿۷۶﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ اَيْ اِقَامَةٍ بَيَانٌ لَهٗ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَزَكّٰى ۝

﴿۷۶﴾ ان کے رہنے کو وہاں باغ ہیں کہ ان کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں وہ ایس ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ عوض ہے اس کا جو گناہوں سے پاک ہوا۔

﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ بِهَمْزَةِ قَطْعٍ مِنْ اَسْرٰى اَوْ هَمْزَةِ وَصْلٍ وَكَسْرِ النُّوْنِ مِنْ سَرٰى لُغَتَانِ اَيْ سِرْ بِهِمْ لَيْلًا مِنْ اَرْضِ مِصْرَ فَاضْرِبْ اِجْعَلْ لَهُمْ بِالضَّرْبِ بِعَصَاكَ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۝ اَيْ يَابِسًا فَامْتَثَلَ مَا اُمِرَ بِهٖ وَاَيْبَسَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَمَرُّوْا فِيْهَا لَا تَخٰفُ دَرَكًا اَيْ اَنْ يُّدْرِكَكَ

﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ الخ اور بیشک ہم نے وحی کی طرف موسیٰ کے کہ لیجا میرے بندوں کو مصر سے رات میں، پس کر تو ان کے لئے راستہ دریا میں اپنی لاٹھی مار کر

کہ وہ جگہ خشک ہو جاوے گی سو موسیٰ نے اپنے رب کے حکم سے ایسا ہی کیا اور اللہ نے زمین کو خشک کر دیا پس وہ اس جگہ کو اتر گئے۔

اے موسیٰ تو اس سے نہ ڈر کہ فرعون تجھ کو پکڑ لے گا اور نہ

فِرْعَوْنُ وَلَا تَخْشٰی ○ غَرَقًا ڈوبنے کا خوف کر۔

تشریح

(۷۴) مجرم اللہ کا سخت عذاب بھگتے گا | جو دنیا میں لوگوں کا فرماں بردار بن کر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ سخت نادانی کرتا ہے اسلئے کہ اللہ کے سامنے جو مجرم کی حیثیت سے پیش ہوگا اسکے لئے جہنم کا سخت عذاب ہوگا وہاں نہ وہ جئے گا نہ مرے گا۔ یعنی نہ تو اسے موت آئے گی جس سے اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوجائے اور نہ وہ زندگی ملے گی جس زندگی کا وہ لطف اٹھا سکے وہ موت و حیات کے درمیان لٹکتا رہیگا

شعر

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

(۷۵) مومن صالح کے لئے بلند درجات ہوں گے | ایک مجرم کے مقابلے پر ایک مومن اور ایک نافرمان کے مقابلے پر فرماں بردار یعنی مومن صالح کا معاملہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کے انعامات سے سرفراز ہوگا۔ اس کو جنت کے بلند درجات عطا کئے جائیں گے۔ مومن کا وہ ایمان جو عمل صالح کے تقاضوں کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکو سرخرو کردیگا۔ قرآن مجید میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا مطالبہ ہے اور جن حدیثوں میں ایمان کا تذکرہ ہے وہاں بھی مراد یہی ہے کہ ایمان بھی ہو اور ایمان کے تقاضے کے مطابق عمل صالح بھی ہو اور عمل صالح سے مراد صرف عبادات ہی نہیں ہیں بلکہ عبادات کے ساتھ اخلاق معاشرت، معیشت، سیاست، زندگی کے تمام گوشے مراد ہیں کہ ان سب میں اللہ کی فرماں برداری کا رویہ اختیار کرے۔

(۷۶) مومنین صالحین جنت کے باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے | وہ اللہ کے نیک بندے جنھوں نے اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھا، پاکیزگی اختیار کی۔ اپنے اخلاق اور اعمال کو سنوارا، گندے خیالات فاسد عقیدوں سے دور رہے انکو جنت کے وہ باغات عطا کئے جائیں گے جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی ہر طرح سے ان کے لئے عیش و راحت اور روحانی کیف کے سامان ہوں گے اور وہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۷۷) حضرت موسیٰ کو مصر سے ہجرت کرنے کا حکم | جادوگری کے مقابلہ میں فرعونیوں کی شکست کوئی معمولی واقعہ نہ تھی ادھر جادوگر بھی حقیقت کو سمجھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ حضرت موسیٰ ؑ کی دعوت کے لئے ماحول کافی سازگار تھا مگر جہاں تک فرعون اور اس کے پیروکاروں کا تعلق تھا آنکھوں سے سب کچھ دیکھنے کے باوجود وہ اللہ کی ہدایت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ حضرت موسیٰ نے اپنی طرف سے سمجھانے بجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جن لوگوں کو حق قبول کرنا تھا کرلیا اور جنھوں نے نہیں کرنا تھا وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ آخر اتمام حجت کے بعد اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے ہجرت کر جاؤ اسکے لئے اللہ نے ایک رات مقرر فرمادی کہ تمام پیروانِ حق کو جس میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی دونوں شامل تھے ان کو مصر کے ہر حصے سے ایک طے شدہ مقام پر جمع کرکے قافلے کی صورت میں مصر چھوڑ کر نکل جاؤ۔ حضرت موسیٰ ؑ نے حفاظت کی غرض سے بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا یہ راستہ ذرا طویل تھا مگر محفوظ تھا اس علاقے میں فوجی چھاؤنیاں نہیں تھیں۔ حضرت موسیٰ ؑ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جانا چاہتے تھے لیکن ابھی یہ قافلہ سمندر کے ساحل پر ہی تھا کہ ادھر سے فرعون ایک بہت بڑا لشکر لیکر پیچھا کرتا ہوا آپہنچا۔ حضرت موسیٰ ؑ اور ان کا قافلہ فرعون اور سمندر کے درمیان گھر گیا۔ ایک طرف سمندر تھا دوسری طرف فرعون کا لشکر سر پر آپہنچا تھا۔ "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" والا معاملہ تھا۔ ٹھیک اس وقت جب خطرہ سر پر پہونچ چکا تھا اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ تم اپنی لاٹھی سمندر کے پانی پر مارو۔ حضرت موسیٰ نے سمندر کے پانی پر لاٹھی ماری تو سمندر دونوں طرف سے پھٹ گیا۔ سمندر کا پانی ادھر اور ادھر ایک بڑے ٹیلے کی طرح کھڑا ہوگیا اور بیچوں بیچ سڑک کی طرح خشک راستہ بن گیا۔ اللہ کی طرف سے تسلی دی گئی کہ تمہیں کسی کے پیچھا کرنے سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ بلا خوف و خطر اس راستے سے گزرتے ہوئے چلے جاؤ۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا

فَاَتْبَعَهُمْ	فِرْعَوْنُ	بِجُنُوْدِهٖ	فَغَشِيَهُمْ	مِّنَ الْيَمِّ	مَا
پھر انکا پیچھا کیا	فرعون	اپنے لشکر کیساتھ	انہیں ڈھانپ لیا	دریا سے	جیسا

پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تو انہیں دریا (کی موجوں) نے ڈھانپ لیا جیسا کہ

غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾

غَشِيَهُمْ	وَ	اَضَلَّ	فِرْعَوْنُ	قَوْمَهٗ	وَمَا	هَدٰى
کہ انکو ڈھانپ لیا	اور	گمراہ کیا	فرعون	اپنی قوم	اور نہ	ہدایت دی

ڈھانپ لیا (بالکل غرق کر دیا) اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ دی۔

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ	قَدْ	اَنْجَيْنٰكُمْ	مِّنْ	عَدُوِّكُمْ	وَوٰعَدْنٰكُمْ
اے بنی اسرائیل	تحقیق	ہم نے تمہیں نجات دی	سے	تمہارا دشمن	اور ہم نے تم سے وعدہ کیا

اے بنی اسرائیل (اولادِ یعقوب) تحقیق ہم نے تمہارے دشمن سے تمہیں نجات دی اور کوہِ طور کے دائیں جانب

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾

جَانِبَ	الطُّوْرِ	الْاَيْمَنَ	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكُمُ	الْمَنَّ	وَالسَّلْوٰى
جانب	کوہ طور	دائیں	اور ہم نے اتارا	تم پر	مَنّ	اور سلویٰ

تم سے (توریت عطا کرنے کا) وعدہ کیا اور ہم نے تم پر اُتارا "مَنّ" اور "سلویٰ"

(٧٨) فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ وَهُوَ مَعَهُمْ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ اَيِ الْبَحْرِ مَا غَشِيَهُمْ ○ مَا اَغْرَقَهُمْ

(٧٨) پس پیچھا کیا فرعون نے اس کا مع اپنے لشکر کے یعنی فرعون بھی فوج کے ساتھ تھا سو ان کو دریا نے یعنی غرق کر دیا۔

(٧٩) وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ بِدُعَائِهِمْ اِلٰى عِبَادَتِهٖ وَمَا هَدٰى ○ بَلْ اَوْقَعَهُمْ فِى الْهَلَاكِ خِلَافَ قَوْلِهٖ وَمَا اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ

(٧٩) اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا کہ انکو اپنی پرستش کی طرف بلایا اور اس نے ان کو سیدھا راستہ نہ دکھلایا بلکہ ان کو ہلاکی میں ڈالا برخلاف اپنے دعوی کے جو وہ کہتا تھا کہ میں تم کو محض راہِ ہدایت بتلاتا ہوں۔

(٨٠) يَا بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ فِرْعَوْنَ بِاِغْرَاقِهٖ

(٨٠) اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو نجات دی تمہارے دشمن فرعون سے اس کو غرق کر کے۔

وَوَعَدْنٰکُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ نُؤْتِیْ مُوْسَی التَّوْرٰىةَ لِلْعَمَلِ بِهَا وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ۝ هُمَا التَّرَنْجَبِیْنُ وَالطَّیْرُ السَّمَانٰیُ بِتَخْفِیْفِ الْمِیْمِ وَالْقَصْرِ وَالْمُنَادٰی مَنْ وُجِدَ مِنَ الْیَهُوْدِ زَمَنَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ صلعم وَخُوْطِبُوْا بِمَا اُنْعِمَ بِهٖ عَلٰی اَجْدَادِهِمْ زَمَنَ النَّبِیِّ مُوْسٰی ؑ تَوْطِیَةً لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی لَهُمْ

فیصل

اور ہم نے تمہارے لئے وعدہ گاہ بنایا طور کے داہنی جانب کو کہ وہاں ہم موسیٰ کو توریت دینگے عمل کرنے کو اور ہم نے تم پر ترنجبین اور بٹیر نازل کی (مخاطب اور منادی اس آیت میں وہ یہودی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے ان کو خطاب فرمایا ساتھ ان نعمتوں کے جو اُن کے دادوں پر کی تھیں حضرت موسیٰ ؑ کے زمانہ میں واسطے تمہید اس قول اللہ تعالےٰ کے۔

تشریح

(۷۸) بیچ سمندر کے فرعون کی ہلاکت | فرعون اپنے لشکر کے ساتھ پیچھا کرتا ہوا حضرت موسیٰ ؑ اور بنی اسرائیل کے قریب آپہونچا ادھر حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ کے حکم سے اپنی لاٹھی سمندر کے پانی پر ماری تو بیچ سمندر کے خشک راستہ بن گیا۔ پیچھا کرتے ہوئے فرعون نے بھی اُسی راستے کے ذریعے سمندر کو پار کر کے بنی اسرائیل تک پہنچنا چاہا۔ جیسے ہی فرعون مع لشکر کے بیچ سمندر کے پہنچا دونوں طرف سے سمندر کی موجیں آپس میں مل گئیں اور فرعون مع اپنے لشکر کے سمندر کی آغوش میں تھا۔ موجوں نے ان سب کو ہمیشہ کے لئے ڈھانپ لیا۔ سمندر کے دوسرے کنارے پر بنی اسرائیل اپنی آنکھوں سے فرعون اور اس کے لشکر کے ڈوبنے کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ڈوبتے وقت فرعون کی زبان سے نکلا،

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (آیت ۹۰ پارہ ۱۱)

(میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اور میں بھی سر اطاعت جھکانے والوں میں سے ہوں۔)

بائبل میں اس واقعہ کا تذکرہ نہیں ملتا مگر تلمود میں فرعون کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ فرعون نے ڈوبتے ہوئے کہا کہ "میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں، اے خداوند تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔" ــــــ مگر موت کے آثار شروع ہونے کے بعد آخری لمحے کا یہ ایمان قابل قبول نہ تھا ارشاد ہوا:- آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ (پارہ ۱۱ آیت ۹۱، ۹۲) جواب دیا گیا، اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے نشانِ عبرت بنے۔

(۷۹) فرعون نے اپنی قوم کو گمراہی میں ڈالا | رہبر و رہنما کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو صحیح راستہ دکھائے لیکن خود غرض اور بھٹکے ہوئے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور پوری قوم کو گمراہی میں ڈالدیتے ہیں۔ رہنما وہ ہونا چاہئے جو صحیح راستہ بتائے جسکو خود ہی صحیح راستے کا پتہ نہ ہو وہ دوسروں کی رہنمائی کیا کریگا۔ "او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔"

فرعون خود بھی بھٹکا ہوا تھا اور اس نے اپنی قوم کو بھی گمراہ کر دیا اور آخر انجام یہ ہوا کہ "ہم تو ڈوبیں گے صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔"

(۸۰) بنی اسرائیل پر اللہ کی عنایتیں | بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نوازشیں رہی ہیں۔ پوری قوم کو ایسے ظالم کے پنجے سے نکال کر آزادی کی نعمت عطا کرنا، پھر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ مصر سے شام کو جاتے ہوئے طور سینا کے مبارک دامن میں تمہیں شریعت کی نعمت عطا کی جائیگی۔ پھر تیہہ کے لق و دق میدان میں اتنی بڑی آبادی کے لئے رہنے کا اور کھانے کا غیبی انتظام یہ کیا گیا کہ اللہ کی طرف سے من وسلویٰ اترتا تھا جس سے پوری آبادی پیٹ بھر کر کھاتی تھی۔ رہنے کیلئے میدان تھا لیکن پورے میدان میں بادل کا سایہ رہتا تھا نہ دھوپ ہوتی تھی نہ گرمی ہوتی تھی۔ یہ میدان دراصل بنی اسرائیل کے لئے ایک تربیتی کیمپ تھا تاکہ آئندہ چل کر ان کو اللہ کے دین کی خدمت اور دنیا کی امامت کے لئے تیار کیا جائے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ

كُلُوْا	مِنْ	طَيِّبٰتِ	مَا رَزَقْنٰكُمْ	وَلَا تَطْغَوْا	فِيْهِ	فَيَحِلَّ
تم کھاؤ	سے	پاکیزہ چیزیں	جو ہم نے تمہیں دیا	اور نہ سرکشی کرو	اسمیں	کہ اترے گا تم پر

جو ہم نے تمہیں دیا اسمیں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اسمیں سرکشی نہ کرو کہ تم پر اُترے

عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ

عَلَيْكُمْ	غَضَبِيْ	وَمَنْ	يَّحْلِلْ	عَلَيْهِ	غَضَبِيْ	فَقَدْ
تم پر	میرا غضب	اور جو	اُترا	اس پر	میرا غضب	تو وہ گرا

میرا غضب اور جس پر میرا غضب اُترا تو وہ نیست و نابود

هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

هَوٰى	وَاِنِّيْ	لَغَفَّارٌ	لِّمَنْ	تَابَ	وَاٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا
(نیست و نابود ہوا)	اور بیشک میں	بڑا بخشنے والا	اسکو جو جس	توبہ کی	اور وہ ایمان لایا	اور اس نے عمل کیا	نیک

ہوا اور بیشک میں بڑا بخشنے والا ہوں اسکو جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا اور اس نے عمل کیا نیک

ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾

ثُمَّ	اهْتَدٰى	وَمَآ	اَعْجَلَكَ	عَنْ	قَوْمِكَ	يٰمُوْسٰى
پھر	ہدایت پر رہا	اور کیا (چیز)	تجھے جلد لائی	سے	اپنی قوم	اے موسیٰ

پھر ہدایت پر رہا اور اے موسیٰ! اور کیا چیز تجھے اپنی قوم سے جلد لائی (کیوں جلدی کی)

قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ

قَالَ	هُمْ	اُولَآءِ	عَلٰٓى ، اَثَرِيْ	وَعَجِلْتُ	اِلَيْكَ
اس نے کہا	وہ	یہ ہیں	میرے پیچھے	اور میں نے جلدی کی	تیری طرف

اس نے کہا وہ یہ میرے پیچھے (آرہے ہیں) میں نے تیری طرف (آنے میں) جلدی کی تاکہ

رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

رَبِّ	لِتَرْضٰى	قَالَ	فَاِنَّا	قَدْ	فَتَنَّا	قَوْمَكَ
اے میرے رب	تاکہ تو راضی ہو	اس نے کہا	پس ہم نے	تحقیق	آزمائش میں ڈالا	تیری قوم

اے میرے رب تو راضی ہو۔ اس نے کہا پس ہم نے تحقیق تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا

مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

السَّامِرِيُّ	وَاَضَلَّهُمُ	مِنْۢ بَعْدِكَ
سامری	اور انہیں گمراہ کیا	تیرے بعد

تیرے بعد اور انہیں سامری نے گمراہ کیا۔

(۸۱) كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ اَيِ الْمُنْعَمِ بِهٖ عَلَيْكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ بِاَنْ تَكْفُرُوا الْمُنْعِمَ بِهٖ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ج بِكَسْرِ الْحَاءِ اَيْ يَجِبُ وَبِضَمِّهَا يَنْزِلُ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ بِكَسْرِ اللَّامِ وَضَمِّهَا فَقَدْ هَوٰى ○ سَقَطَ فِي النَّارِ

(۸۱) کہ کھاؤ تم ان عمدہ پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تم پر انعام کی اور حد سے نہ بڑھو
یعنی ان نعمتوں کی ناشکری نہ کرو، ایسا کرو گے تو تم پر میرا غصہ نازل ہوگا
اور جس پر میرا غصہ نازل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاوے گا۔

(۸۲) وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ مِنَ الشِّرْكِ وَاٰمَنَ وَحَّدَ اللّٰهَ وَعَمِلَ صَالِحًا يُصَدِّقُ بِالْفَرْضِ وَالنَّفْلِ ثُمَّ اهْتَدٰى ○ بِاسْتِمْرَارِهٖ عَلٰى مَا ذُكِرَ اِلٰى مَوْتِهٖ

(۸۲) اور بیشک میں بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو شرک سے توبہ کرے اور اللہ کو واحد جانے
اور نیک عمل کرے یعنی فرض زکوٰۃ ادا کرے اور صدقہ نفل دیوے۔
پھر ہدایت پر رہے یعنی مرنے تک انہی باتوں پر قائم رہے جو مذکور ہوئی۔

(۸۳) وَمَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ لِمَجِيْءِ مِيْعَادِ اَخْذِ التَّوْرٰىةِ يٰمُوْسٰى ○

(۸۳) وَمَا اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى الخ اور تو اے موسیٰ ؑ تورات کے لینے کو اپنی قوم سے پہلے کیوں آیا۔؟

(۸۴) قَالَ هُمْ اُولَاءِ اَيْ بِالْقُرْبِ مِنِّيْ يَاْتُوْنَ عَلٰى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○ عَنِّيْ اَيْ زِيَادَةً عَلٰى رِضَاكَ وَقَبْلَ الْجَوَابِ اَتٰى بِالْاِعْتِذَارِ بِحَسَبِ ظَنِّهٖ وَتَخَلَّفَ الْمَظْنُوْنُ كَمَا قَالَ تَعَالٰى

(۸۴) موسیٰ ؑ نے عرض کیا وہ لوگ بھی میرے قریب ہیں پیچھے سے آتے ہیں۔
اور میں نے تیرے پاس آنے میں اسلئے جلدی کی کہ تو مجھ سے اور زیادہ خوش ہو جائے۔ موسیٰ نے جواب بیان کرنے سے پہلے عذر ظاہر کر دیا یعنی یہ کہ وہ بھی میرے پیچھے آتے ہیں نزدیک ہی ہیں۔ یہ عرض کرنا موسیٰ کا موافق اپنے گمان کے تھا تقدیر الٰہی سے ان کے گمان کے خلاف ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

(۸۵) فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ اَیْ بَعْدَ فِرَاقِكَ لَهُمْ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ○ نَعْبُدُوْا الْعِجْلَ

(۸۵) بیشک ہم نے تیری قوم کو تیرے جدا ہونے کے بعد فتنہ میں ڈالا اور انکو سامری نے گمراہ کر دیا کہ وہ بچھڑے کو پوجنے لگے۔

تشریح

(۸۱) اے بنی اسرائیل اللہ کی نعمتوں کا حق ادا کرو | جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتنے احسانات فرمائے تو بنی اسرائیل کا بھی فرض تھا کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا حق ادا کریں۔ اللہ نے جو حلال وطیب لذیذ اور پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں انہیں شوق سے استعمال کریں لیکن حد سے نہ گزریں بلکہ ان نعمتوں کا حق پہچانیں اور نعمت دینے والے کا شکر ادا کریں اگر سرکشی کی اور حد سے گزرے تو اللہ کے غضب کے مستحق ہوں گے اور جس پر اللہ کا غضب نازل ہو جائے وہ کہاں بچ سکتا ہے وہ تو ذلت کے گڑھے میں گر کر رہتا ہے۔

(۸۲) اللہ کی مغفرت کا وعدہ کن لوگوں سے ہے | اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو سرکشی، نافرمانی اور شرک وکفر سے باز آکر توبہ کرنے والے ہیں۔ دوسرے اللہ اور اس کے رسولؐ پر نازل کی ہوئی کتاب اور آخرت کے دن پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں تیسرے اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نیک عمل کرتے ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ اللہ کے دین اور اس کی نازل کی ہوئی شریعت پر مرتے دم تک قائم رہیں۔ ان لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے۔ اللہ کے اس وعدے کا تعلق نہ کسی رنگ ونسل کے ساتھ ہے اور نہ کسی خاص قوم کے ساتھ۔ بلکہ جو بھی اللہ کے بتائے ہوئے اس راستے پر صدق دل کے ساتھ قدم بڑھاتا چلتا رہیگا وہ اللہ کی رحمت کے دامن میں جگہ پا لیگا۔

(۸۳) حضرت موسیٰ کی بعجلت طور پر حاضری | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تم اپنی قوم کے نقیبوں کو لیکر طور کی داہنی جانب پہنچو چالیس دن کی مدت گزرنے پر تمہیں شرعی ہدایات عطا کی جائیں گی۔ حضرت موسیٰ قوم کو راستے ہی میں چھوڑ کر رب سے ملاقات کے شوق میں آگے چلے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی؟ کہ قوم کو پیچھے چھوڑ آئے۔

(۸۴) پروردگار کی خوشنودی کے لئے حضرت موسیٰ کی عجلت | حضرت موسیٰ نے عرض کیا رب العلمین! آپ کی خوشنودی کے لئے جلد حاضر ہو گیا اور قوم بھی کچھ زیادہ دور نہیں بس میرے پیچھے پیچھے چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا منشا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ایک طرف تو ان کے ذوق وشوق کا یہ عالم ہے کہ وہ شرعی ہدایات حاصل کرنے کے لئے وقت سے پہلے ہی طور پر آگئے۔ دوسری طرف ان کی قوم کا یہ حال ہے کہ وہ احکام الٰہی سے بالکل بے پرواہ ہیں یہاں تک کہ انہیں شرک کرنے سے بھی پرہیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی حاضری کے لئے پہلے ایک مہینے کی مدت مقرر کی تھی۔ بعد میں دس دن کا اضافہ کرکے اسے چالیس دن کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ مقررہ وقت سے کچھ دن پہلے ہی طور پر پہنچ گئے تھے۔ جب ایک مہینہ گذر گیا اور حضرت موسیٰ واپس نہیں لوٹے تو ان کی غیر حاضری میں فساد پھیلانیوالوں کو فتنہ کھڑا کرنے کا موقعہ مل گیا۔

(۸۵) سامری کی فتنہ پردازی | اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ادھر تو تم ہمارے پاس شرعی ہدایات کیلئے ذوق وشوق کے ساتھ آئے دوسری طرف تمہاری غیر موجودگی میں ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈالدیا جس کا سبب عالم اسباب میں فتنہ پرداز منافق سامری بنا۔

اہل مصر کی غلامی نے بنی اسرائیل کی ذہنیت کو ایسا بگاڑ دیا تھا کہ حضرت موسیٰ کے بار بار سمجھانے کے باوجود توحید کی ڈگر سے ہٹ ہٹ جاتے تھے۔ سامری نے حضرت موسیٰ کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل کو سنہری بچھڑے کی پرستش میں مبتلا کر دیا اس نے سونے کے زیور جمع کرکے ایک سنہرا بچھڑا بنایا اور ایسی کاریگری دکھائی کہ ہوا کے گذرنے سے ایسی آواز نکلتی تھی۔ اور اسطرح بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مبتلا کر دیا۔

فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

فَرَجَعَ	مُوْسٰى	اِلٰى + قَوْمِهٖ	غَضْبَانَ	اَسِفًا	قَالَ	يٰقَوْمِ
پس لوٹا	موسیٰ	اپنی قوم کی طرف	غصہ میں بھرا ہوا	افسوس کرتا	اس نے کہا	اے میری قوم

پس موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف لوٹے غصہ میں بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے، کہا اے میری قوم

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ

اَلَمْ + يَعِدْكُمْ	رَبُّكُمْ	وَعْدًا + حَسَنًا	اَفَطَالَ	عَلَيْكُمُ
کیا تم سے وعدہ نہیں کیا تھا	تمہارا رب	اچھا وعدہ	کیا طویل ہوگئی	تم پر

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔؟ کیا طویل ہوگئی تم پر (میری جدائی کی)

الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ

الْعَهْدُ	اَمْ	اَرَدْتُّمْ	اَنْ	يَّحِلَّ	عَلَيْكُمْ	غَضَبٌ
مدت	یا	تم نے چاہا	کہ	اترے	تم پر	غضب

مدت؟ یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اُترے؟

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ (۸٦) قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا

مِّنْ	رَّبِّكُمْ	فَاَخْلَفْتُمْ	مَّوْعِدِىْ	قَالُوْا	مَاۤ + اَخْلَفْنَا
سے۔کا	تمہارا رب	پھر تم نے خلاف کیا	میرا وعدہ	وہ بولے	ہم نے خلاف نہیں کیا

پھر تم نے خلاف کیا میرے وعدہ کے (وعدہ خلافی کی) وہ بولے ہم نے اپنے اختیار سے

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

مَوْعِدَكَ	بِمَلْكِنَا	وَلٰكِنَّا	حُمِّلْنَا	اَوْزَارًا	مِنْ	زِيْنَةِ الْقَوْمِ
تمہارا وعدہ	اپنے اختیار سے	اور لیکن (بلکہ)	ہم پر لادا گیا	بوجھ	سے۔کا	قوم کا زیور

تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا بلکہ ہم پر بوجھ لادا گیا (فرعون) کی قوم کے زیور کا۔

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ (۸۷) فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

فَقَذَفْنٰهَا	فَكَذٰلِكَ	اَلْقَى	السَّامِرِىُّ	فَاَخْرَجَ	لَهُمْ	عِجْلًا	جَسَدًا لَّهٗ
توہم نے اسے ڈالدیا	پھر اسی طرح ڈالا	ڈالا	سامری	پھر اس نے نکالا	انکے لئے	ایک بچھڑا	ایک قالب اسکے لئے

توہم نے اسے (آگ) میں ڈال دیا، پھر اسی طرح سامری نے ڈالا۔ پھر اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا نکالا (بنایا) گویا ایک قالب جسکی

خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

خُوَارٌ	فَقَالُوْا	هٰذَا	اِلٰهُكُمْ	وَاِلٰهُ	مُوْسٰى	فَنَسِيَ
گائے کی آواز	پھر انہوں نے کہا	یہ	تمہارا معبود	اور معبود	موسیٰ	پھر وہ بھول گیا

گائے کی آواز تھی، پھر انہوں نے کہا یہ تمہارا معبود ہے، اور موسیٰؑ کا معبود ہے، وہ (موسیٰ) تو بھول گیا ہے

(۸۶) فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ مِنْ جِهَتِهِمْ اَسِفًا ۚ شَدِيْدَ الْحُزْنِ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ○ اَیْ صِدْقًا اَنَّهٗ يُعْطِيْكُمُ التَّوْرٰىةَ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ مُدَّةُ مُفَارَقَتِيْ اِيَّاكُمْ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ يَجِبَ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بِعِبَادَتِكُمُ الْعِجْلَ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ○ وَتَرَكْتُمُ الْمَجِيْءَ بَعْدِيْ

(۸۶) یہ سنکر انکی وجہ سے موسیٰ غصہ میں بھرا ہوا رنجیدہ اپنی قوم کی طرف واپس ہوا۔
آکر یہ کہا کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے یہ سچا وعدہ نہ کیا تھا کہ وہ تم کو تورات دیگا؟ کیا میری جدائی کا زمانہ تم سے زیادہ ہوگیا تھا؟ یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر بوجہ بچھڑے کی پرستش کے تمہارے رب کا غصہ اترے اسلئے تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا اور جو تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اسکو پورا نہ کیا اور میرے پیچھے نہ آئے۔

(۸۷) قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا مُثَلَّثُ الْمِيْمِ اَیْ بِقُدْرَتِنَا اَوْ بِاَمْرِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا بِفَتْحِ الْحَاءِ مُخَفَّفًا وَبِضَمِّهَا وَكَسْرِ الْمِيْمِ مُشَدَّدًا اَوْزَارًا اَثْقَالًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ اَیْ حُلِيِّ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِسْتَعَارَهَا مِنْهُمْ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ بِعِلَّةِ الْعُرْسِ فَبَقِيَتْ عِنْدَهُمْ فَقَذَفْنٰهَا طَرَحْنَاهَا فِي النَّارِ بِاَمْرِ السَّامِرِيِّ فَكَذٰلِكَ كَمَآ اَلْقَيْنَا اَلْقَى السَّامِرِيُّ ○ مَا مَعَهٗ مِنْ حُلِيِّهِمْ وَمِنَ التُّرَابِ الَّذِيْ اَخَذَهٗ مِنْ اَثَرِ حَافِرِ فَرَسِ جِبْرَئِيْلَ عَلَى الْوَجْهِ الْاٰتِيْ

(۸۷) انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تیرے وعدہ کا خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا۔
ولیکن بات یہ ہے کہ ہمارے پاس قوم کا زیور تھا سو ہم نے اسکو سامری کے حکم سے آگ میں ڈال دیا (اس زیور کے آنے کا قصہ یوں ہوا تھا کہ بنی اسرائیل نے کسی شادی کے حیلہ سے قوم فرعون سے زیور مستعار مانگا پھر وہ انہیں پاس رہا)

پھر جس طرح ہم نے اپنا زیور آگ میں ڈالا اسی طرح سامری نے آگ میں ڈالا جو اس کے پاس تھا اس کا زیور اور وہ مٹی جو اس نے جبرئیل کے گھوڑے کے نشان قدم سے اٹھائی تھی اس کیفیت سے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(۸۸) فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا صَاغَهٗ لَهُمْ مِنَ الْحُلِيِّ جَسَدًا لَحْمًا وَدَمًا لَهٗ

(۸۸) سو ڈھالا سامری نے انکے واسطے ایک بچھڑا جس کا جسم خون اور گوشت سے تھا اور وہ ایک آواز کرتا تھا

خُوَارٌ اَیْ صَوْتٌ یُسْمَعُ اَیْ اِنْقَلَبَ كَذٰلِكَ بِسَبَبِ التُّرَابِ الَّذِیْ اَثَرُهُ الْحَیَاةُ فِیْمَا یُؤَثِّرُ فِیْهِ وَوَضَعَهُ بَعْدَ صَوْغِهٖ فِیْ فَمِهٖ فَقَالُوْا اَیِ السَّامِرِیُّ وَاَتْبَاعُهٗ هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی ۵ فَنَسِیَ مُوْسٰی رَبَّهٗ هُنَا وَذَهَبَ یَطْلُبُهٗ

جس کو لوگ سُنتے تھے۔ جان اس میں اس مٹی کے سبب پڑی جو سامری نے جبرئیل کے گھوڑے کے نشانِ قدم سے اٹھائی تھی اس کی خاصیت یہ تھی کہ جس چیز میں وہ رکھی جاوے وہ زندہ ہوجاوے اور سامری نے یہ مٹی کو بچھڑا ڈھال کر اس کے منہ میں رکھ دی تھی پھر سامری کا اور اس کے اتباع نے کہا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے جسکو موسیٰ یہاں بھول گیا اور معبود کی تلاش میں وہاں گیا۔

تشریح

(۸۶) حضرت موسیٰ کا غیض وغضب | حضرت موسیٰ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل پھر گمراہی کی طرف چل پڑے تو انتہائی غصے اور رنج کی حالت میں قوم کے پاس پہنچے اور کہا اے میری قوم کے لوگو! کیا تمہارے رب نے تم سے جتنے اچھے اچھے وعدے کئے، کیا وہ پورے نہیں ہوئے اور کیا ان کے پورا ہونے میں بہت لمبی مدت گذر گئی؟ تمہیں بخیر وعافیت مصر سے نکالا فرعونوں کی غلامی سے نجات دی، تمہارے دشمن کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے، تمہارے لئے تیہ کے میدان میں سائے کا اور کھانے پینے کا بندوبست کیا اور تمہاری ہدایت کے لئے شریعت کا قانون عطا کرنے کا وعدہ، یہ بھی تمہاری فلاح کے لئے تھا، تو کیا اس وعدے کے پورا ہونے میں کونسی ایسی دیر لگ گئی کہ تم بے صبرے ہوگئے۔ کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تمہارے رب کا غضب تمہارے اوپر نازل ہو کہ تم نے مجھ سے اللہ کی بندگی اور اس کی دی ہوئی ہدایت پر چلنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی پر اتر آئے۔

(۸۷) قوم کا موسیٰ کو جواب کہ یہ سب کچھ بے اختیاری میں ہوا | حضرت موسیٰ کی اس بات کے جواب میں کہ تم نے ہدایت الٰہی پر قائم رہنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کی تم نے خلاف ورزی کی۔ قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ یہ جو کچھ ہوا جان بوجھ کر نہیں بلکہ ایک غیر اختیاری صورت اچانک پیش آگئی۔ وہ یہ کہ بنی اسرائیل جب مصر چھوڑ کر نکلے تو ان کے پاس سونے چاندی کے بہت سے زیورات تھے مگر صحرا کی زندگی میں بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے ان زیورات کے استعمال کا کوئی موقعہ نہ تھا اور ہر وقت ان کی حفاظت کرنی بھی مشکل تھی اسلئے انہوں نے یہ زیورات بطور امانت چند معتمد اشخاص کو سونپ دئے تھے مگر ان لوگوں نے لئے ان زیورات کا سنبھالنا اور لق ودق صحرا میں ان کی حفاظت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

ادھر سامری نے لوگوں کو بہکایا کہ دیکھو موسیٰ تمہیں جنگل میں چھوڑ کر خود غائب ہوگئے ہیں اگر تمہیں اپنے سچے رب کی تلاش ہے تو اپنے زیورات مجھے دیدو۔ میں تمہیں ایک عجیب وغریب چیز دکھا دُونگا۔

لوگ اس کے بہکائے میں آگئے اور قوم کے سردار جن کے پاس ان کے زیورات بطور امانت تھے ان سے کہا کہ یہ زیورات سامری کو دے دیں۔ ان کے لئے ان زیورات کا سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا انہوں نے یہ زیورات لوگوں کے لئے کہنے پر سامری کے سامنے چندے میں پھینک دئے۔ سامری نے ان زیورات کو جمع کرکے آگ میں پگھلایا۔

(۸۸) سامری کا زیورات کو بچھڑے کی شکل میں ڈھالنا | سامری نے زیورات کو پگھلا کر بچھڑے کی مورت میں ڈھال لیا جس میں سے ہوا کے داخل ہونے سے بچھڑے یا بیل کی سی آواز نکلتی تھی۔ وہ کوئی زندہ بچھڑا نہیں تھا بس ایک بچھڑے کی سی مورت تھی جس میں سے ہوا کے گزرنے سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ لوگ اس کو دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہی ہے تمہارا اور موسیٰ کا خدا۔ موسیٰ اسے بھول گئے یعنی اصل خدا تو یہی تھا موسیٰ بھول کر کسی اور خدا کی تلاش میں نکل گئے۔

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ

أَفَلَا يَرَوْنَ	أَلَّا يَرْجِعُ	إِلَيْهِمْ	قَوْلًا	وَلَا يَمْلِكُ	لَهُمْ
بس کیا وہ نہیں دیکھتے	کہ وہ نہیں پھیرتا	انکی طرف	بات(جواب)	اور اختیار نہیں رکھتا	انکے لئے

بھلا کیا وہ نہیں دیکھتے ؟ کہ وہ (بچھڑا) انکی طرف بات نہیں پھیرتا (انکو جواب نہیں دیتا) نہ ان کے نقصانات کا اختیار

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ ع ۱۲

ضَرًّا	وَّلَا نَفْعًا	وَ	لَقَدْ قَالَ	لَهُمْ	هٰرُوْنُ	مِنْ قَبْلُ
نقصان	اور نہ نفع	اور	تحقیق کہا	ان سے	ہارون	اس سے پہلے

رکھتا ہے اور نہ نفع کا ۔ اور تحقیق ان سے ہارونؑ نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم

يٰقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ

يٰقَوْمِ	إِنَّمَا	فُتِنْتُمْ	بِهٖ	وَإِنَّ	رَبَّكُمُ	الرَّحْمٰنُ
اے میری قوم	اسکے سوا نہیں	تم آزمائے گئے	اس سے	اور بیشک	تمہارا رب	"رحمٰن" ہے

اس کے سوا نہیں کہ تم آزمائے گئے ہو اس سے اور بیشک تمہارا رب "رحمٰن" ہے

فَاتَّبِعُوْنِيْ وَأَطِيْعُوْا أَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ

فَاتَّبِعُوْنِيْ	وَأَطِيْعُوْا	أَمْرِيْ	قَالُوْا	لَنْ نَّبْرَحَ
سو میری پیروی کرو	اور اطاعت کرو (مانو)	میری بات	انہوں نے کہا	ہم ہرگز جُدا نہ ہوں گے

سو میری پیروی کرو اور میری بات مانو ، انہوں نے کہا ہم ہرگز اس سے جُدا نہ ہوں گے

عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ

عَلَيْهِ	عٰكِفِيْنَ	حَتّٰى	يَرْجِعَ	إِلَيْنَا	مُوْسٰى	قَالَ
اس پر	جمے ہوئے	یہانتک کہ	لوٹے	ہماری طرف	موسیٰ	اس نے کہا

جمے ہوئے (بیٹھے رہیں گے) یہاں تک کہ موسیٰؑ ہماری طرف لوٹے ۔ اس (موسیٰؑ) نے کہا

يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوْا ﴿۹۲﴾ لا

يٰهٰرُوْنُ	مَا مَنَعَكَ	إِذْ	رَأَيْتَهُمْ	ضَلُّوْا
اے ہارون	تجھے کس چیز نے روکا	جب	تو نے دیکھا انہیں	وہ گمراہ ہو گئے

اے ہارونؑ ! جب تو نے دیکھا وہ گمراہ ہو گئے ہیں ۔

(۸۹) قَالَ تَعَالٰی اَفَلَا یَرَوْنَ اَ مُخَفَّفَۃٌ مِنَ الثَّقِیْلَۃِ وَاِسْمُھَا مَحْذُوْفٌ اَیْ اَنَّہٗ اَلَّا یَرْجِعُ الْعِجْلُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا اَیْ لَا یَرُدُّ لَھُمْ جَوَابًا وَّلَا یَمْلِکُ لَھُمْ ضَرًّا اَیْ دَفْعَہٗ وَّلَا نَفْعًا ○ اَیْ جَلْبَہٗ اَیْ فَکَیْفَ یُتَّخَذُ اِلٰھًا

(۸۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس کیا وہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ یقیناً وہ بچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دیتا۔

اور نہ ان سے نقصان دفع کرسکتا ہے اور نہ انکو نفع پہنچا سکتا ہے یعنی پھر ایسی چیز کو کیونکر معبود بنا لیا گیا۔

(۹۰) وَلَقَدْ قَالَ لَھُمْ ھٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ اَیْ قَبْلَ اَنْ یَّرْجِعَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِہٖ وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ فِیْ عِبَادَتِہٖ وَاَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ ○ فِیْھَا

(۹۰) وَلَقَدْ قَالَ لَھُمْ ھٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِہٖ
اور بیشک انکو ہارون نے موسیٰ کے واپس آنے سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یہ تم پر آزمائش ڈالی گئی ہے یعنی تم اس کے دھوکے میں نہ آؤ اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے سو تم میرا کہنا مانو اسکی پرستش نہ کرو اور اس بارے میں میرا کہنا مانو۔

(۹۱) قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ نَزَالُ عَلَیْہِ عٰکِفِیْنَ عَلٰی عِبَادَتِہٖ مُقِیْمِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی ○

(۹۱) وہ بولے ہم اسکی عبادت نہ چھوڑیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس آوے۔

(۹۲) قَالَ مُوْسٰی بَعْدَ رُجُوْعِہٖ یٰھٰرُوْنُ مَا مَنَعَکَ اِذْ رَاَیْتَھُمْ ضَلُّوْٓا ○ بِعِبَادَتِہٖ

(۹۲) موسیٰؑ نے وہاں سے واپس ہو کر کہا کہ اے ہارون جب تو نے دیکھا کہ یہ لوگ بچھڑے کو پوج کر گمراہ ہوئے۔

تشریح

(۸۹) بچھڑے کی مورت میں الوہی صفت کونسی ہے؟ | جب انسان کی مت ماری جاتی ہے اور وہ ہدایت کے صحیح راستے کو چھوڑ کر گمراہی کی طرف چل پڑتا ہے تو اتنی سی بات بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ بچھڑے کی ایک مورت جو صرف ایک بھاں بھاں کی آواز نکالتی ہے۔ وہ کسی بات کا جواب دے سکتا ہے نہ کسی کی سن سکتا ہے نہ اسمیں نفع نقصان کی صلاحیت ہے بھلا اسمیں کونسی الوہی صفت ہے کہ اسکو معبود تسلیم کیا جائے۔

(۹۰) حضرت ہارون نے قوم کو خبردار کیا | حضرت موسیٰؑ کے طور سے واپس آنے سے پہلے ہی حضرت ہارون جو حضرت موسیٰ کے جانشین اور نبی تھے قوم کو خبردار کر چکے تھے کہ دیکھو اس بچھڑے کی صورت میں صرف تمہاری آزمائش ہے کہ تم اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہتے ہو یا نہیں حقیقت میں تمہارا معبود وہ رب کائنات ہے وہ عظیم ہستی ہے جس کو تم رحمٰن خدائے مہربان کے نام سے پکارتے ہو جس نے تم پر اپنی نوازشوں کی بارش کی ہے لہذا تم میری پیروی کرو اور جو بات میں تم سے کہہ رہا ہوں اس کو مانو اسی میں تمہارا بھلا ہے۔

(۹۱) بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی | حضرت ہارونؑ کی اس تنبیہ کے باوجود بنی اسرائیل نے ان کی بات ماننے سے انکار کردیا اور صاف کہہ دیا کہ موسیٰ کے واپس آنے کے بعد دیکھا جائے گا جو مناسب ہوگا کریں گے۔

حضرت موسیٰؑ کی حضرت ہارونؑ سے باز پرس | جب موسیٰ کوہِ طور سے واپس آئے اور قوم کو اس حال میں دیکھا تو لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد انھوں نے اپنے بھائی ہارون سے باز پرس کی کہ میں تمہیں اپنا جانشین بنا کر گیا تھا اور کہہ کر گیا تھا کہ اصلاح کا کام کرتے رہنا، خیال رکھنا کہ قوم راہِ راست سے پھر نہ جائے۔ تم نے کیا اصلاح کی؟ جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو تم نے فتنے کو مٹانے کے لئے میری ہدایت پر کیا عمل کیا اور ایسے لوگوں کے خلاف کیا قدم اٹھایا؟۔

أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي

أَلَّا تَتَّبِعَنِ	أَفَعَصَيْتَ	أَمْرِي	قَالَ	يَبْنَؤُمَّ	لَا تَأْخُذْ	بِلِحْيَتِي
کہ تو نہ میری پیروی کرے	تو کیا تو نے نافرمانی کی	میرا حکم	اس نے کہا	اے میرے ماں جائے	نہ پکڑیں	میری داڑھی

مجھے کس چیز نے میری پیروی کرنے سے روکا؟ تو کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟ اس نے کہا اے میرے ماں جائے! میری داڑھی اور سر کے

وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ

وَلَا بِرَأْسِي	إِنِّي	خَشِيتُ	أَنْ تَقُولَ	فَرَّقْتَ	بَيْنَ	بَنِي إِسْرَاءِيلَ
اور نہ سر	بیشک میں	ڈرا	کہ تم کہو گے	تو نے تفرقہ ڈال دیا	درمیان	بنی اسرائیل

بال نہ پکڑیں بیشک میں ڈرا کہ تم کہو گے کہ تو نے تفرقہ ڈال دیا بنی اسرائیل کے درمیان

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾

وَلَمْ	تَرْقُبْ	قَوْلِي	قَالَ	فَمَا	خَطْبُكَ	يَسَامِرِيُّ
اور نہ	خیال رکھا	میری بات	اس نے کہا	پس کیا	تیرا حال	اے سامری

اور میری بات کا خیال نہ رکھا (پھر موسیٰ نے سامری سے کہا اے سامری! تیرا کیا حال ہے۔؟

﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ط لَا زَائِدَةٌ أَفَعَصَيْتَ
أَمْرِي ○ بِإِقَامَتِكَ بَيْنَ مَنْ
﴿٩٤﴾ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ قَالَ هٰرُوْنُ
يَابْنَ أُمَّ بِكَسْرِ الْمِيمِ وَفَتْحِهَا
أَرَادَ أُمِّي وَذِكْرُهَا أَعْطَفُ
لِقَلْبِهِ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي
وَكَانَ أَخَذَهَا بِشِمَالِهِ
وَلَا بِرَأْسِي ج وَكَانَ أَخَذَ
شَعْرَهُ بِيَمِيْنِهِ غَضَبًا
إِنِّي خَشِيتُ لَوِ اتَّبَعْتُكَ
وَلَا بُدَّ أَنْ يَتْبَعَنِي جَمْعٌ
مِمَّنْ لَمْ يَعْبُدِ الْعِجْلَ
أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ
بَنِي إِسْرَائِيلَ وَتَغْضَبُ
عَلَيَّ وَلَمْ تَرْقُبْ تَنْتَظِرْ

﴿٩٣﴾ تو تو نے میری پیروی کیوں نہ کی۔ کیا تو نے میرے حکم کا خلاف
کیا کہ ایسے لوگوں میں ٹھہرا رہا جنھوں نے غیر اللہ کی پرستش
﴿٩٤﴾ کی ——— ہارون نے جواب دیا اے میری ماں کے
بیٹے (ماں کا ذکر اسلئے کیا کہ یہ سنکر موسیٰ کو رحم آئے)

میری ڈاڑھی نہ پکڑ (موسیٰ ؑ نے ہارون ؑ کی داڑھی بائیں ہاتھ سے پکڑ رکھی تھی) اور نہ میرا سر پکڑ (موسیٰ نے ہارون کا سر پکڑ رکھا تھا داہنے ہاتھ میں بسبب غصہ کے)۔

میں اس سے ڈرا کہ اگر میں نے تیری پیروی کی اور میرے ساتھ ضرور وہ لوگ بھی ہوتے جو بچھڑے کی پرستش میں شریک نہ تھے

تو اس پر تو یہ کہتا کہ تو نے تفریق کردی بنی اسرائیل میں اور تو مجھ پر غصہ ہوتا کہ تو نے میری بات کا انتظار کیوں نہ کیا۔

قَوْلِیْ ○ فِیْمَا رَاَیْتَهٗ فِیْ ذٰلِكَ | اس بارے میں میری کیا رائے ہوئی۔
(۹۵) قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ ○ | (۹۵) موسیٰ ؑ نے کہا اے سامری تیرا کیا حال ہے تو نے کیوں ایسا کیا۔

تشریح

(۹۲) تم نے میری بات پر عمل کیوں نہیں کیا | حضرت موسیٰ ؑ جب کوہ طور پر جا رہے تھے تو انھوں نے اپنے بھائی ہارون کو اپنا جانشین مقرر کرتے ہوئے تاکید کی تھی کہ دیکھو قوم کے حال سے غافل مت ہو جانا۔ سورۂ اعراف میں ہے۔ وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (موسیٰ ؑ نے جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم میں میری جانشینی کرو اور دیکھو اصلاح کرنا مفسدوں کے طریقے کی پیروی نہ کرنا)۔
میری اس ہدایت کے باوجود تم نے میری پیروی کیوں نہیں کی کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ تم نے اپنے موافقین کو ساتھ لیکر ان لوگوں کا سختی سے مقابلہ کیوں نہ کیا؟ اگر تم سے مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا تو تم میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے۔

(۹۴) حضرت ہارون کی طرف سے معذرت | حضرت موسیٰ ؑ نے غصہ میں آکر پتھر کی وہ تختیاں جو پیشی خداوندی سے لائے تھے پھینک دیں اور بھائی کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا۔ حضرت ہارون نے جواب دیا اے میرے ماں جائے میری ڈاڑھی نہ پکڑو نہ میرے سر کے بال کھینچو۔ اصل میں مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ اگر میں کوئی ایسا کام کردوں جس سے قوم میں پھوٹ پڑ جائے تو کہیں تم یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈالدی، کچھ لوگ مخالف ہو گئے کچھ موافق رہے اور کہیں تم یہ نہ کہو کہ تم نے میرا انتظار کیوں نہ کیا۔
کیونکہ حضرت موسیٰ ؑ چلتے وقت حضرت ہارون ؑ کو یہ نصیحت کر گئے تھے کہ دیکھو سب کو متحد و متفق رکھو۔ میں نے ان کو زبان سے سمجھایا مگر یہ نہ سمجھے بلکہ مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت ہارون نے دور اندیشی سے کام لیکر معاملے کو کچھ دن کے لئے ٹال دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بنی اسرائیل میں دو پارٹیاں بن جائیں اور ان دونوں میں جنگ و جدال کی نوبت آجائے۔ حضرت موسیٰ کا غصہ غیرت ایمانی کی وجہ سے تھا اس لئے ان کے وہ تختیاں پھینکنے پر جن پر توراۃ لکھی ہوئی تھی اور اپنے بھائی کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے پر کوئی باز پرس نہیں ہوئی کیونکہ یہ بات اگرچہ ظاہری آداب کے خلاف معلوم ہو رہی تھی مگر حقیقت میں ایمان کے جوش اور غیرت کی وجہ سے یہ ناراضگی تھی۔
حضرت موسیٰ ؑ کے جوش غضب سے پوری قوم مرعوب ہو گئی اور جب انہوں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی کے ساتھ بھی اسی طرح سختی سے پیش آرہے ہیں تو پھر بنی اسرائیل کی ہمت نہیں پڑی کہ وہ سامری کی حمایت میں آواز اٹھائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے بنی لاوی کو جمع کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ جن لوگوں نے شرک کا عظیم کیا ہے اور گئو سالہ پرستی میں مبتلا ہوئے ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ہر مومن اپنے ہاتھ سے مشرک بھائی اور ساتھی کو قتل کرے۔ چنانچہ بقول بائبل ایک دن میں تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا۔

(۹۵) فتنے کے سرغنہ سامری سے باز پرس | حضرت موسیٰ ؑ نے پورے حوصلے اور ہمت اور جوش کے ساتھ قوم کو قابو کرنے کے بعد اس فتنہ کے اصل سرغنہ سامری کو طلب کیا اور اس کو بلا کر پوچھا کہ بتا تیرا کیا معاملہ ہے؟ یہ حرکت تم نے کس وجہ سے کی؟ اور کیا اسباب پیش آئے کہ بنی اسرائیل تیری طرف جھک پڑے۔؟

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ

قَالَ	بَصُرْتُ	بِمَا	لَمْ يَبْصُرُوْا	بِهٖ	فَقَبَضْتُ	قَبْضَةً	مِّنْ
وہ بولا	میں نے دیکھا	وہ جو کہ	انہوں نے نہ دیکھا	اسکو	پس میں نے مٹھی بھرلی	ایک مٹھی	سے

وہ بولا میں نے وہ دیکھا جسکو انھوں نے نہیں دیکھا پس میں نے فرشتے کے نقشِ قدم سے ایک مٹھی بھرلی

اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾

اَثَرِ الرَّسُوْلِ	فَنَبَذْتُهَا	وَكَذٰلِكَ	سَوَّلَتْ	لِيْ	نَفْسِيْ
فرشتہ کا نقشِ قدم	تو میں نے وہ ڈالدی	اور اسی طرح	پھسلایا	مجھے	میرا نفس

تو میں نے وہ (بچھڑے کے قالب میں) ڈالدی اور اسی طرح میرے نفس نے مجھے پھسلایا ۔

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

قَالَ	فَاذْهَبْ	فَاِنَّ + لَكَ	فِي + الْحَيٰوةِ	اَنْ	تَقُوْلَ	لَا مِسَاسَ
اسنے کہا	پس تو جا	بیشک تیرے لئے	زندگی میں	کہ	تو کہے	نہ چھونا (ہاتھ لگانا)

موسیٰؑ نے کہا پس تو جا بیشک تیرے لئے زندگی میں (یہ سزا) ہے کہ تو یہ کہتا پھرے کہ نہ چھونا مجھے

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ

وَاِنَّ	لَكَ	مَوْعِدًا	لَّنْ تُخْلَفَهٗ	وَانْظُرْ	اِلٰٓى	اِلٰهِكَ	الَّذِيْ
اور بیشک	تیرے لئے	ایک وقت مقرر	ہرگز تجھ سے کوئی خلاف نہ ہوگا	اور دیکھ	طرف	اپنے معبود	وہ جس

اور بیشک تیرے لئے ایک وقت مقرر ہے، ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا (نہ ٹلے گا) اور اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو

ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ

ظَلْتَ	عَلَيْهِ	عَاكِفًا	لَنُحَرِّقَنَّهٗ	ثُمَّ + لَنَنْسِفَنَّهٗ	فِي الْيَمِّ	نَسْفًا	اِنَّمَآ
تو رہتا تھا	اس پر	جما ہوا	ہم اسے البتہ جلائینگے	پھر البتہ اُسے بکھیر دینگے	دریا میں	اُڑا کر	اسکے سوا نہیں

(بیٹھا) رہتا تھا جما ہوا، ہم اسے البتہ جلادیں گے پھر (اسکی راکھ) اُڑا کر دریا میں ضرور بکھیر دینگے اسکے سوا نہیں

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

اِلٰهُكُمُ	اللّٰهُ	الَّذِيْ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا + هُوَ	وَسِعَ	كُلَّ + شَيْءٍ	عِلْمًا
تمہارا معبود	اللہ	وہ جو	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا	وسیع (محیط)	ہر شے	علم

تمہارا معبود اللہ ہے وہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر شے پر محیط ہے ۔

(۹۶) قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا
بِهٖ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ أَيْ عَلِمْتُ
مَا لَمْ يَعْلَمُوْهُ فَقَبَضْتُ
قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ تُرَابِ أَثَرِ حَافِرِ
فَرَسِ الرَّسُوْلِ جِبْرَئِيْلَ
فَنَبَذْتُهَا أَلْقَيْتُهَا فِيْ صُوْرَةِ
الْعِجْلِ الْمُصَاغِ وَكَذٰلِكَ
سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ لِيْ نَفْسِيْ ○
وَأُلْقِيَ فِيْهَا أَنْ أَخُذَ قَبْضَةً
مِنْ تُرَابِ مَا ذُكِرَ وَأُلْقِيَهَا
عَلٰى مَا لَا رُوْحَ لَهٗ يَصِيْرُ لَهٗ
رُوْحٌ وَرَأَيْتُ قَوْمَكَ طَلَبُوْا
مِنْكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ إِلٰهًا
فَحَدَّثَتْنِيْ نَفْسِيْ أَنْ يَكُوْنَ
ذٰلِكَ الْعِجْلُ إِلٰهَهُمْ.
(۹۷) قَالَ لَهٗ مُوْسٰى فَاذْهَبْ
مِنْ بَيْنِنَا فَإِنَّ لَكَ فِي
الْحَيٰوةِ أَيْ مُدَّةَ حَيَاتِكَ
أَنْ تَقُوْلَ لِمَنْ رَأَيْتَهٗ
لَا مِسَاسَ أَيْ لَا تَقْرَبْنِيْ
فَكَانَ يَهِيْمُ فِي الْبَرِّيَّةِ وَإِذَا
مَسَّ أَحَدًا أَوْ مَسَّهٗ أَحَدٌ حُمَّا
جَمِيْعًا وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لِعَذَابِكَ
لَنْ تُخْلَفَهٗ بِكَسْرِ اللَّامِ أَيْ لَنْ
تَغِيْبَ عَنْهُ وَبِفَتْحِهَا أَيْ بَلْ تُبْعَثُ
إِلَيْهِ وَانْظُرْ إِلٰى إِلٰهِكَ الَّذِيْ
ظَلْتَ أَصْلُهٗ ظَلِلْتَ بِلَامَيْنِ أُوْلَاهُمَا
مَكْسُوْرَةٌ حُذِفَتْ تَخْفِيْفًا أَيْ دُمْتَ
عَلَيْهِ عَاكِفًا أَيْ مُقِيْمًا تَعْبُدُهٗ
لَنُحَرِّقَنَّهٗ بِالنَّارِ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ
فِي الْيَمِّ نَسْفًا ○ لَنُذْرِيَنَّهٗ فِيْ هَوَاءِ

(۹۶) وہ بولا میں نے دیکھی اور جانی وہ چیز جو بنی اسرائیل کو معلوم نہ ہوئی پس بھر لی میں نے ایک مٹھی مٹی کی جبرئیل کے گھوڑے کے نشانِ قدم سے۔

پھر میں نے اسکو ڈالدیا۔ بچھڑے کی تصویر میں جو ڈھالا گیا تھا اور مجھے یہی اچھا معلوم ہوا
اور یہ بات میرے جی میں آئی کہ اس کی مٹی اٹھاکر اس تصویر میں ڈالوں جس میں روح نہ تھی اس کے سبب اس میں جان پڑجاوے گی۔

اور میں نے دیکھا تیری قوم کو کہ وہ تجھ سے یہ چاہتے تھے کہ تو ان کے لئے کوئی معبود بنا دے، سو میرے جی میں آیا کہ اس بچھڑے کو ان کا معبود بناؤں۔

(۹۷) موسیٰؑ نے اس سے کہا جا تو ہمارے پاس سے تیری یہ سزا ہے کہ اپنی زندگی بھر جسکو تو دیکھے اس سے یہ کہے کہ میرے پاس نہ آؤ

اس کے بعد وہ جنگل میں حیران پھرتا تھا اور اگر وہ کسی کو ہاتھ لگا دیتا یا کوئی اس کو چھو لیتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا۔
اور بیشک تیرے عذاب کے لئے ایک وقت مقرر ہے کہ تو اس سے غائب نہ ہو سکے گا بلکہ اسکی طرف اٹھایا جائیگا

اور دیکھ تو اپنے اس معبود کو جس کی عبادت پر تو جم رہا تھا

کہ ہم اسکو آگ میں جلا دیں گے پھر اسکو دریا میں اُڑا دینگے

البَحْرِ وَ فَعَلَ مُوسىٰ بَعْدَ ذِبْحِهٖ مَاذَكَرَهٗ

اور موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا کہ اول اسکو ذبح کیا پھر جلا کر اس کی راکھ کو دریا میں اڑا دیا

(۹۸) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ○ تَمْيِيْزٌ مُحَوَّلٌ مِنَ الْفَاعِلِ اَیْ وَسِعَ عِلْمُهٗ كُلَّ شَیْءٍ

(۹۸) بیشک بات یہ ہے کہ تمہارا معبود اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

تشریح

(۹۶) **سامری کا گول مول جواب** سامری بنی اسرائیل کا ایک منافق شخص تھا جو بظاہر تو حضرت موسیٰ پر ایمان لے آیا تھا اور اپنے آپ کو ان کا پیروکار ظاہر کرتا تھا مگر حقیقت میں وہ دل سے صاحبِ ایمان نہیں تھا جب اس نے دیکھا کہ پوری قوم پر حضرت موسیٰ کی گرفت مضبوط ہے اور وہ خود بھی حضرت موسیٰ کی پکڑ میں ہے تو اگرچہ وہ کھل کر اپنے گناہ کا اقرار نہیں کر سکا مگر دبے لفظوں میں اپنی شکست کا اظہار کرتے ہوئے اس نے حضرت موسیٰؑ کے سامنے تین باتیں رکھیں۔ ایک تو یہ کہ مجھے وہ بات سوجھ گئی جو دوسروں کو نہیں سوجھی۔ میرے ذہن میں ایک منصوبہ آیا کہ کیوں نہ اسطرح زیورات جمع کرکے سونے کا بچھڑا بنایا جائے اور اس طرح لوگوں کو گمراہی میں ڈالا جائے۔ دوسری بات یہ کہ چونکہ میرے ذہن میں اس طرح کی تجویز تھی اس لئے میں نے رسول کی پیروی میں تھوڑا بہت حصہ لیا اور بعد میں اس کو بھی چھوڑ دیا۔ تیسری بات یہ کہ میرے نفس نے میری نظر میں میرے اس کام کو خوشنما بنا دیا ——— اس طرح کے گول مول الفاظ میں سامری نے اس بات کا اقرار کیا کہ بس یہ میری ذہنی اُپج اور میرے نفس کا ایک فریب تھا جس نے مجھے اس میں الجھا دیا۔ اور ایک کہانی بھی گھڑ کر حضرت موسیٰ کے سامنے رکھ دی کہ میں نے یہ دیکھا وہ دیکھا۔

(۹۷) **سامری کو عبرت ناک سزا اور بچھڑے کو آگ میں جلایا جانا** سامری جو بنی اسرائیل میں ایک زبردست منافق تھا اور اپنی سرداری کے خواب دیکھ رہا تھا اور اس کے لئے اس نے سونے کا بچھڑا بنا کر لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر دیا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو ایسی عبرت ناک سزا ملی کہ زندگی بھر کے لئے سب سے الگ تھلگ کرکے اسے اچھوت بنا دیا گیا اب وہ نہ کسی کو چھو سکتا تھا اور نہ کوئی اس کے پاس آسکتا تھا حضرت موسیٰؑ نے اس کے لئے اس سزا کا اعلان کرتے ہوئے اسے بتایا کہ دنیا میں تیری یہ سزا ہے اور آخرت میں تیرے لئے باز پرس کا ایک وقت مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلے گا۔ سامری کو یہ سزا سنانے کے بعد اب سونے کا بنا ہوا بچھڑا جس کو لوگوں نے آواز نکالنے کی وجہ سے معبود بنا لیا تھا اسکو توڑ پھوڑ کر آگ میں جلایا گیا اور پھر اس کی راکھ دریا میں بہا دی گئی تاکہ وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو معبود سمجھا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ان کا معبود دوسروں کی حفاظت اور حاجت روائی تو کیا کرتا خود اپنی حفاظت کے قابل بھی نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ سونے کو ضائع کرنا تھا مگر لوگوں کی نصیحت کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔

(۹۸) **معبود حقیقی اللہ ہے** اے لوگو خوب سمجھ لو کہ تمہارا حقیقی معبود ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ معبود وہی ہو سکتا ہے جو ہر ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہو جس کا علم لامحدود ہو ذرے ذرے کا احاطہ کئے ہوئے ہو اور یہ صفت اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہے اس لئے وہی حقیقت میں معبود ہے اور سب اس کے عبد یعنی بندے ہیں۔ وہ خالق ہے اور سب اس کی مخلوق ہیں۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ

كَذٰلِكَ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	مِنْ	اَنْۢبَآءِ	مَا	قَدْ سَبَقَ	وَ
اسی طرح	ہم بیان کرتے ہیں	تجھ پر ۔ سے	سے	خبریں، احوال	جو	گزر چکا	اور

اسی طرح ہم تم سے (وہ) احوال بیان کرتے ہیں جو گزر چکے اور

قَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ

قَدْ اٰتَيْنٰكَ	مِنْ + لَّدُنَّا	ذِكْرًا	مَنْ	اَعْرَضَ	عَنْهُ
تحقیق ہم نے تمہیں دیا	اپنے پاس سے	کتاب (نصیحت)	جس	منہ پھیرا	اس سے

تحقیق ہم نے تمہیں اپنے پاس سے کتاب نصیحت (قرآن) دیا جس نے اس سے منہ پھیرا

فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ

فَاِنَّهٗ	يَحْمِلُ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	وِزْرًا	خٰلِدِيْنَ	فِيْهِ
تو بیشک وہ	لادے گا	دن	قیامت	(بھاری) بوجھ	وہ ہمیشہ رہیں گے	اس میں

وہ بیشک لادے گا قیامت کے دن بھاری بوجھ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾

وَسَآءَ	لَهُمْ	يَوْمَ ۔ الْقِيٰمَةِ	حِمْلًا	
اور برا ہے	ان کے لئے	قیامت کے دن	بوجھ	

اور برا ہے ان کے لئے قیامت کے دن بوجھ

(۹۹) كَذٰلِكَ اَیْ كَمَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ اَخْبَارِ مَا قَدْ سَبَقَ مِنَ الْاُمَمِ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ اَعْطَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا مِنْ عِنْدِنَا ذِكْرًا ۝ قُرْاٰنًا

(۹۹) اے محمد جس طرح ہم نے تم کو یہ قصہ سنایا اسی طرح ہم تم سے پہلی امتوں کے قصے بیان کرتے ہیں اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے قرآن دیا۔

(۱۰۰) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا حِمْلًا ثَقِيْلًا مِنَ الْاِثْمِ

(۱۰۰) جو اس سے منہ پھیرے کہ اس پر ایمان نہ لاوے پس بے شبہ وہ قیامت میں بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا اٹھاوے۔

(۱۰۱) خٰلِدِيْنَ فِيْهِ اَیْ فِیْ عَذَابِ الْوِزْرِ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ تَمْيِيْزٌ مُفَسِّرٌ لِلضَّمِيْرِ فِیْ سَاءَ وَالْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ مَحْذُوْفٌ تَقْدِيْرُهُ وِزْرُهُمْ وَاللَّامُ لِلْبَيَانِ وَيُبْدَلُ مِنْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(۱۰۱) اور یہ لوگ اس کی مصیبت میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ قیامت میں یہ بوجھ ان کے لئے برا بوجھ ہے۔

تشریح

(۹۹) ہم نے تمہیں قرآن دیا جو خدا کو یاد دلانیوالی کتاب ہے | اے محمد ہم نے تمہارے اوپر اپنی یہ کتاب نازل کی ہے جو خدا کو یاد دلانے والی عمدہ نصیحتوں سے بھری ہوئی انسان کی رہبری کرنے والی کتاب ہے۔ یہ قرآن ان باتوں کی یاددہانی کراتا ہے جن سے انسانی فطرت پہلے ہی سے آشنا ہے۔ یہ کتاب اسلئے نہیں اتاری گئی کہ تمہیں مشقت میں مبتلا کیا جائے، یہ تو ایک یاددہانی ہے ہر اس شخص کے لئے جس کے دل میں اپنے رب کا خوف ہو اس کو پڑھنے والا رب کی یاد میں ڈوب جاتا ہے اور زندگی کا صحیح راستہ پالیتا ہے اسکے لئے قرآن پچھلی قوموں کے واقعات کا بھی تذکرہ کرتا ہے تاکہ گذشتہ قوموں کے حالات و واقعات سن کر ان سے نصیحت حاصل کی جائے۔ پچھلی قوم کے حالات بھی معلوم ہوں اور اس کے روشن اور تاریک دونوں پہلو سامنے آئیں۔ جس مضمون سے سورت کا آغاز ہوا تھا اسی کے خاتمے پر اس کو پھر دہرایا جا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس سورت کا اصل موضوع توحید کی طرف لوگوں کو بلانا ہے اور اسی کو کھول کر بتلانے کے لئے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱۰۰) قرآن مجید فرمان الٰہی | قرآن مجید کوئی معمولی کتاب نہیں ہے اور نہ اس کا درجہ ایک مقدس مذہبی کتاب کا ہے بلکہ یہ شہنشاہِ کائنات اللہ رب العالمین کی طرف سے بندوں کے نام اس کا فرمان ہے جس میں اس نے حق و باطل کو کھول کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اور اس میں کسی طرح کی کوئی پیچیدگی نہیں رکھی ہے جس کو سمجھنا مشکل ہو۔ اس فرمان الٰہی اور درس و نصیحت سے جو منہ موڑے گا وہ قیامت کے روز سخت بارِ گناہ اٹھائیگا اصل میں قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد راستے صرف دو ہیں یا تو مانو یا نہ مانو جو اس کی ہدایت اور رہنمائی قبول کرنے سے انکار کرتا ہے وہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے یہ گویا خود اپنے ساتھ دشمنی ہے جو اس کو قبول کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے وہ نہ اللہ کا کچھ بگاڑتا ہے اور نہ ان کا جن پر قرآن نازل ہوا ہے ایسا شخص آخرت میں سزا پانے سے بچ نہیں سکتا۔ یہ کتاب نہ کسی ملک کے لئے خاص ہے اور نہ کسی قوم اور زمانے کے ساتھ۔ جہاں جہاں جس جس کو یہ قرآن پہونچے گا اسکے لئے دو ہی راستے ہونگے یا تو وہ اسکو مانے اور اسکی پیروی اختیار کرے ماننے والے کو جو انعام ملے گا وہ آگے کی آیت میں بیان ہو رہا ہے اور نہ ماننے والے کا جو انجام ہوگا وہ اس سے اگلی آیت میں بتایا جا رہا ہے۔

(۱۰۱) قرآن کو نہ ماننے والے کا انجام | قرآن مجید سے منہ موڑنا اور اس کے پیغام کو جھٹلانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قیامت کے دن ان گناہوں کا بوجھ جو ان پر لادا جائیگا وہ کبھی ہلکا نہ ہوگا اور ہمیشہ اس بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے۔ اس گناہ کا بوجھ اٹھانا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے اسکی سزا کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے کیوں کہ یہ رب کائنات کے ساتھ بغاوت ہے اور بغاوت ایسا جرم ہے جسکو کوئی حکومت معاف نہیں کرتی اس کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حکومت برحق ہے اور اس حکومت کا باغی ناقابل معافی ہے اسلئے شرک اور کفر کے علاوہ ہر گناہ کی معافی کا امکان ہے مگر یہ گناہ ناقابلِ معافی ہے۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ

يَوْمَ	يُنْفَخُ	فِي	الصُّوْرِ	وَنَحْشُرُ	الْمُجْرِمِيْنَ	يَوْمَئِذٍ
جس دن	پھونک ماری جائیگی	میں	صور	اور ہم اکٹھا کرینگے	مجرموں کو	اس دن

جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مجرموں کو اکٹھا کریں گے اس دن (انکی)

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾

زُرْقًا	يَتَخَافَتُوْنَ	بَيْنَهُمْ	اِنْ	لَبِثْتُمْ	اِلَّا	عَشْرًا
نیلی آنکھیں	آہستہ آہستہ کہیں گے	آپس میں	نہیں	تم رہے	مگر	دس دن

آنکھیں نیلی (بے نور ہونگی) آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے تم (دنیا میں) صرف دس دن رہے ہو۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

نَحْنُ	اَعْلَمُ	بِمَا	يَقُوْلُوْنَ	اِذْ	يَقُوْلُ	اَمْثَلُهُمْ
ہم	خوب جانتے ہیں	وہ جو	وہ کہتے ہیں	جب	کہے گا	سب سے اچھی

وہ جو کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ جب ان کا سب سے اچھی راہ والا (ہوشمند)

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۵ ۱۵ ۱۴

طَرِيْقَةً	اِنْ	لَبِثْتُمْ	اِلَّا	يَوْمًا
راہ	نہیں	رہے تم	مگر (صرف)	ایک دن

کہے گا تم صرف ایک دن رہے ہو۔

﴿۱۰۲﴾ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ اَلْقَرْنِ اَلنَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ الْكٰفِرِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ○ عُيُوْنُهُمْ مَعَ سَوَادِ وُجُوْهِهِمْ

﴿۱۰۲﴾ وہ دن کہ جس میں دوسرا نفخہ صور میں پھونکا جائیگا۔ اور ہم کافروں کو اٹھاویں گے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نیلی ہونگیں اور چہرے سیاہ ہوں گے۔

﴿۱۰۳﴾ يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ يَتَسَارُّوْنَ اِنْ مَا لَبِثْتُمْ فِي الدُّنْيَا اِلَّا عَشْرًا ○ مِنَ اللَّيَالِيْ بِاَيَّامِهَا

﴿۱۰۳﴾ وہ آپس میں آہستہ باتیں کریں گے کہ تم دنیا میں دس رات دن سے زیادہ نہیں ٹھیرے۔

﴿۱۰۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ بِهٖ ذٰلِكَ اَيْ لَيْسَ كَمَا قَالُوْا اِذْ يَقُوْلُ

﴿۱۰۴﴾ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ اس دن کہیں گے یعنی بات یہ نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ جبکہ وہ کہے گا وہ شخص جو اُن میں

امثلھم اَعۡدَ لُهُمۡ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ۝ | زیادہ ٹھیک ہوگا ازروئے طریقہ کے کہ تم نہیں ٹھیرے مگر ایک دن۔ وہ لوگ اپنے دنیا میں ٹھہرنے کو تھوڑا سمجھیں گے بسبب قیامت کی دہشت کے جنکو وہ دیکھیں گے۔

تشریح

(۱۰۲) حشر کے میدان میں مجرموں کی حالت | ایک وقت آئیگا کہ دنیا کا یہ نظام درہم برہم کردیا جائیگا۔ اس دن کا نام قیامت ہے۔ قیامت کے دو مرحلے ہوں گے۔ پہلا مرحلہ قیامت کا یہ ہوگا کہ جب قیامت کا سائرن بجے گا تو زمین کی ساری مخلوق ختم ہوجائے گی اور کائنات کا یہ نظام درہم برہم ہوجائیگا اس کے بعد قیامت کا دوسرا مرحلہ ہوگا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا تو سارے انسان دوبارہ جی اٹھیں گے اور زمین کے گوشے گوشے سے نکل کر میدان حشر کی طرف جمع ہونے کے لئے دوڑنے لگیں گے اس وقت مجرمین کی یہ حالت ہوگی کہ خوف کی شدت سے ان کے دیدے پتھرا جائیں گے ایسا لگے گا کہ آنکھیں بے نور ہوگئی ہیں۔ پھر آنکھیں کھلیں گی تو وہ اپنی آنکھوں سے دوزخ کو دیکھ سکیں گے جیسا کہ سورۂ کہف میں ہے وَرَاَی الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ آیت ۵۳ (اور مجرم آگ کو دیکھ لیں گے)

(۱۰۳) گزرے ہوئے وقت کے بارے میں احساس | اس دنیا میں ہماری زندگی گنتی کے حساب سے چاہے کچھ بھی ہو اور مرنے کے بعد قبر اور برزخ میں چاہے کتنا بھی وقت گزرا ہو مگر قیامت کے روز اپنی گزری ہوئی زندگی کے بارے میں یہ احساس ہوگا کہ وہ بہت تھوڑی تھی ؎

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

بہرحال دنیا کی زندگی اور برزخ کی زندگی دونوں ہی اس وقت بہت کم معلوم ہونگی جیسا کہ سورۂ مومنون میں ہے:۔

قَالَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِیۡنَ قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ فَسۡـَٔلِ الۡعَآدِّیۡنَ (آیت ۱۱۲، ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم زمین میں کتنے سال رہے؟ وہ جواب دیں گے ایک دن یا دن کا ایک حصہ رہے ہوں گے شمار کرنیوالوں سے پوچھ لیجیے) ـــ سورۂ روم میں ہے وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَةٍ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِیۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوۡمِ الۡبَعۡثِ فَهٰذَا یَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَلٰکِنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (اور جس روز قیامت قائم ہوجائیگی تو مجرم لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم (موت کی حالت میں) ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں پڑے رہے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں بھی دھوکے کھاتے رہتے تھے اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ کتاب اللہ کی رُو سے تو تم یوم البعث تک پڑے رہے ہو اور یہ وہی یوم البعث ہے مگر تم جانتے نہ تھے) آیت ۵۵، ۵۶

اپنی امیدوں کے برخلاف جب آنکھیں کھلیں گی تو بڑی حسرت ہوگی کہ کچھ بھی تیاری کرکے نہیں آئے اب سامنے آخرت کی ابدی زندگی ہے اور پیچھے لطف و مسرت کے چار دن تو آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کریں گے کہ دنیا میں ہم مشکل سے ہی کوئی دس دن رہے ہونگے۔ اس وقت ندامت ہوگی مگر وہ ندامت کام نہ آئے گی۔

(۱۰۴) میدانِ حشر میں گزرے ہوئے وقت کا احساس | دنیا کی زندگی اور موت کے بعد حشر تک برزخ کی زندگی کے بارے میں جو آپس میں سرگوشیاں اور چپکے چپکے باتیں ہونگی وہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہیں۔ وقت کے بارے میں احساس یہ ہوگا کہ بس دس دن گزرے ہونگے اور انمیں جو زیادہ سمجھدار ہوگا وہ دنیا کے زوال اور فنا اور آخرت کی بقا اور دوام کے بارے میں یہ کہے گا کہ بھائی دس بھی کہاں بس ایک ہی دن سمجھو۔ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وقت کی طوالت کا احساس عام طور پر نہیں ہوتا، گھنٹوں سونے کے بعد جب ہم اٹھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ بس ابھی سوئے تھے ابھی اٹھ گئے۔ اسی طرح اپنا گزرا ہوا وقت دنیا میں بھی ایسا لگتا ہے کہ ابھی تو بچپن تھا اور ابھی جوانی گزر کے بڑھاپا آگیا۔

"جھپکی ذرا جو آنکھ جوانی گزر گئی۔"

اسوقت آخرت میں بھی گزرے ہوئے زمانے کا احساس ایسا ہی کچھ ہوگا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنِ الْجِبَالِ	فَقُلْ	يَنْسِفُهَا	رَبِّيْ	نَسْفًا
اور وہ آپ سے دریافت کرینگے	پہاڑ کے متعلق	تو کہہ دیں	اُنہیں بکھیر دیگا	میرا رب	اُڑا کر

اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دیں میرا رب انہیں اُڑا کر بکھیر دے گا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾

فَيَذَرُهَا	قَاعًا	صَفْصَفًا	
اسے چھوڑ دیگا	میدان	ہموار	

اسے (زمین کو) ایک ہموار میدان کر چھوڑے گا۔

۱۰۵ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ
كَيْفَ تَكُوْنُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَقُلْ لَهُمْ
يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ○
بِاَنْ يُفَتِّتَهَا كَالرَّمْلِ
السَّائِلِ ثُمَّ يُطَيِّرُهَا
بِالرِّيَاحِ
۱۰۶ فَيَذَرُهَا قَاعًا مُنْبَسِطًا
صَفْصَفًا ○ مُسْتَوِيًا

۱۰۵ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا الخ اور وہ تم سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کا حال کہ قیامت کو ان کا کیا حال ہوگا؟ سو کہو ان سے کہ میرا رب انکو ریزہ ریزہ کرکے مثل ریت بہنے والے کے ہواؤں میں اُڑا دیگا۔

۱۰۶ پس کردے گا ان کو زمین برابر۔

تشریح

۱۰۵ قیامت میں پہاڑوں کی حالت | جب قیامت کا پہلا سائرن بجے گا تو زمین کی حالت اور موجودہ نظام میں بڑی زبردست تبدیلیاں واقع ہونگی بڑے بڑے پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اُڑتے ہوئے ہوں گے۔ انسانوں کی بنائی ہوئی بڑی بڑی عمارتیں زمین بوس ہو جائیں گی۔ لوگ حیرت کے ساتھ پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان عظیم الشان پہاڑوں کا کیا ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟۔ اے پیغمبر آپ ان کو بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذروں کیطرح اڑا دیا جائیگا جیسا کہ سورۂ کہف میں ارشاد ہوا۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً (آیت ۴۷) (وہ دن کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم دیکھو گے کہ زمین بالکل بے نقاب ہوگئی ہے)

قیامت میں زمین چٹیل میدان ہوجائیگی | قیامت کے پہلے سائرن کے ساتھ جہاں پہاڑ ریت کے ذروں کیطرح بکھر جائینگے زمین کے سارے نشیب و فراز ختم ہوکر وہ ایک چٹیل صاف میدان ہوجائیگی۔

لَاتَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَاعِوَجَ

لَاتَرٰی	فِیْهَا	عِوَجًا	وَّلَا	اَمْتًا	یَوْمَئِذٍ	یَّتَّبِعُوْنَ	الدَّاعِیَ	لَاعِوَجَ
نہ دیکھے گا تو	اسمیں	کوئی کجی	اور نہ	کوئی بلندی	اس دن	سب پیچھے چلیں گے	ایک پکارنے والا	نہیں کوئی کجی

اور تو نہ دیکھے گا اس میں کوئی کجی (ناہمواری) اور نہ کوئی بلندی۔ اس دن سب پیچھے چلیں گے ایک پکارنے والے کے۔ اسکے لئے کوئی

لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

لَهٗ	وَخَشَعَتِ	الْاَصْوَاتُ	لِلرَّحْمٰنِ	فَلَا تَسْمَعُ	اِلَّا	هَمْسًا
اسکے لئے	اور پست ہوجائینگی	آوازیں	اللہ کے لئے۔سامنے	پس تو نہ سُنے گا	مگر (صرف)	آہستہ آوازیں

نہ ہوگی اور اللہ کے سامنے آوازیں پست ہوجائینگی۔ بس تو صرف پست آواز سُنے گا۔

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾

یَوْمَئِذٍ	لَا تَنْفَعُ	الشَّفَاعَةُ	اِلَّا	مَنْ	اَذِنَ لَهُ	الرَّحْمٰنُ	وَرَضِیَ	لَهٗ	قَوْلًا
اس دن	نہ نفع دیگی	کوئی شفاعت	مگر	جس	اجازت دے اسکو	اللہ	اور پسند کرے	اسکی	بات

اس دن کوئی شفاعت نفع نہ دیگی مگر جس کو اللہ اجازت دے اور اس کی بات پسند کرے

(۱۰۷) لَاتَرٰی فِیْهَا عِوَجًا اِنْخِفَاضًا وَّلَاۤ اَمْتًا ○
اِرْتِفَاعًا

(۱۰۷) کہ نہ دیکھو گے تم اس میں پستی اور بلندی۔

(۱۰۸) یَوْمَئِذٍ اَیْ یَوْمَ اِذَا نُسِفَتِ الْجِبَالُ یَتَّبِعُوْنَ اَیِ
النَّاسُ بَعْدَ الْقِیَامِ مِنَ الْقُبُوْرِ الدَّاعِیَ اِلَی الْمَحْشَرِ
بِصَوْتِهٖ وَهُوَ اِسْرَافِیْلُ یَقُوْلُ هَلُمُّوْا اِلٰی عَرْضِ
الرَّحْمٰنِ لَاعِوَجَ لَهٗ اَیْ لِاتِّبَاعِهِمْ اَیْ لَا
یَقْدِرُوْنَ اَنْ لَّا یَتَّبِعُوْا وَخَشَعَتِ
سَكَنَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ صَوْتُ وَطْیِ
الْاَقْدَامِ فِیْ نَقْلِهَا اِلَی الْمَحْشَرِ كَصَوْتِ اَخْفَافِ
الْاِبِلِ فِیْ مَشْیِهَا

(۱۰۸) جس دن پہاڑ اڑائے جائینگے اس دن آدمی قبروں سے اٹھکر اسرافیل کی آواز کے پیچھے ہولیں گے جو ان کو بلاوے گا اپنی آواز سے محشر کی طرف یہ کہہ کر کہ آؤ رحمٰن کے سامنے پیش ہونے کو، وہ اِدہر اُدہر کو نہ جاسکیں گے۔
اور پست ہو جاویں گی آوازیں رحمٰن کی ہیبت سے پس نہ سُنے گا تو مگر پیروں کے چلنے کی آواز محشر میں جیسے اونٹوں کے چلنے میں اُن کے پیروں کی آواز نکلتی ہے۔

(۱۰۹) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اَحَدًا
اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ اَنْ یَّشْفَعَ
لَهٗ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ○ بِاَنْ
یَّقُوْلَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۱۰۹) اس دن نہ نفع دیگی سفارش کسی کو مگر جس کی سفارش کے لئے رحمٰن اجازت دیگا اور اس کے قول سے خوش ہوگا۔یعنی اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔

تشریح

(۱۰۷) زمین کی حالت میں تبدیلی | اس کرۂ ارض کی حالت ایسی بدل دی جائیگی کہ اس میں کوئی کجی اور کوئی بلندی باقی نہیں رہیگی جغرافیائی تبدیلی ایسی عمل میں آئے گی کہ کسی بھی ملک کا نشان باقی نہیں رہے گا۔ ہموار اور چٹیل میدان کی شکل یہ زمین اختیار کرلے گی جیسا کہ سورۂ انشقاق میں فرمایا اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ (جب زمین پھیلادی جائے گی) سورۂ انفطار میں ہے، اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے) یعنی سمندر کی تہیں پھٹ کر سارا پانی زمین کے اندر اُتر جائے گا۔ سورۂ تکویر میں ہے اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (جب سمندر پاٹ دیئے جائیں گے) اس کا مطلب یہ ہے سمندروں کو بھر کر پہاڑوں کو توڑ کر نشیب و فراز ختم کرکے سارے جنگل صاف کرکے زمین کو ہموار شکل میں بنادیا جائیگا یہی وہ شکل ہے جسکے متعلق سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا ہے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ (آیت ۴۸) (وہ دن جب زمین بدل کر کچھ سے کچھ کردی جائے گی) زمین کی یہی آخری شکل ہوگی جس میں حشر قائم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی۔ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کرۂ ارضی جنت بنادیا جائیگا اور اللہ کے نیک بندے اس کے وارث ہونگے جیسا کہ سورۂ زمر میں ارشاد ہے:۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ آیت ۷۴ (یعنی متقی لوگ کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے اپنے وعدے پورے کئے اور ہم کو زمین کا وارث بنادیا ہم اس جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لئے)

(۱۰۸) میدانِ حشر کا پرہیبت سماں | میدانِ حشر میں لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ پکارنے والا فرشتہ جدھر بلائیگا تیر کی طرح سیدھے وہیں مقررہ جگہ پر چلے جائیں گے کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ اس سے انحراف کرکے ذرا بھی اِدھر اُدھر چلا جائے۔ کاش دنیا میں بھی یہ لوگ داعی کی پکار پر اسی طرح سیدھے سیدھے چلتے۔ میدانِ حشر میں جہاں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوگا اس کا ماحول اتنا پرہیبت ہوگا کہ سرسراہٹ کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دے گی۔ چلنے والوں کے قدموں کی آواز بھی ہلکی آہٹ کی طرح ہوگی باتیں چپکے چپکے کھسر پھسر میں کریں گے نہ کسی کو بولنے کی مجال ہوگی اور نہ کوئی اور حرکت کرنے کی۔ اللہ کا خوف ایسا طاری ہوگا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ خوف کے مارے کانپتا ہوگا۔

(۱۰۹) میدانِ حشر میں رحمٰن کی اجازت کے بغیر سفارش کارگر نہ ہوگی۔ | اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نجات اور مغفرت کے لئے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ بندوں کی نجات جبھی ہوسکے گی جب وہ دنیا میں ایمان کی بنیاد پر صالحانہ زندگی گزار کر آئیں، اللہ کے حضور میں شفاعت اسکی مغفرت کی ایک استثنائی صورت ہے۔ میدانِ حشر میں اسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہوگی جس کے حق میں رحمٰن کی اجازت ہوجائے اور وہ اس کی بات سننے پر راضی ہو ورنہ کوئی شفاعت کارگر نہ ہوگی اور نہ کسی کو اس کے حضور میں دم مارنے کی اجازت ہوگی۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (آیت ۲۵۵) کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور میں سفارش کرسکے۔

سورۃ النبا میں ہے:۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (آیت ۳۸) وہ دن جب کہ روح اور ملائکہ سب صف بستہ کھڑے ہونگے ذرا بات نہ کریں گے صرف وہی بول سکیگا جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے ــ یعنی شفاعت کرنا صرف انہیں کے لئے ممکن ہوگا جنھوں نے رحمٰن سے فرمان حاصل کرلیا ہو۔ اور یہ اعزاز انہی کو بخشا جائیگا جو حق کی گواہی دینے والے ہونگے اور جانتے ہونگے کہ کون اس بات کا اہل ہے جس کے حق میں سفارش کی جائے ان میں انبیاء کرام سب اول ہوں گے آیت میں لفظ رحمٰن لاکر اللہ کی شانِ رحمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس کی رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ

يَعْلَمُ	مَا	بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ	وَلَا يُحِيْطُوْنَ	بِهٖ	عِلْمًا	وَعَنَتِ
وہ جانتا ہے	جو	ان کے ہاتھوں کے درمیان (آگے)	اور جو	انکے پیچھے	اور وہ احاطہ نہیں کر سکتے	اسکا	علم کے اندر	اور جھک جائینگے

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور ان کے پیچھے ہے اور وہ (اپنے علم میں) اس کا احاطہ نہیں کر سکتے اور چہرے جھک

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

الْوُجُوْهُ	لِلْحَيِّ	الْقَيُّوْمِ	وَقَدْ خَابَ	مَنْ	حَمَلَ	ظُلْمًا
چہرے	سامنے "حی"	"قیوم"	اور نامراد ہوا	جو جس	بوجھ اٹھایا	ظلم

جائیں گے "حی و قیوم" (زندہ و قائم) کے سامنے اور نامراد ہوا وہ جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا۔

﴿١١٠﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ○ لَا يَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ

﴿١١٠﴾ اللہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے آنے والے ہیں امورِ آخرت اور جو اُن کے پیچھے ہیں امورِ دنیا۔ اور اس کی معلومات کا علم کسی کو نہیں۔

﴿١١١﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ خَضَعَتْ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اَيِ اللّٰهِ وَقَدْ خَابَ خَسِرَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ شِرْكًا۔

﴿١١١﴾ اور پست ہو جاویں گے چہرے واسطے اللہ کے جو زندہ قائم رہنے والا ہے اور بے شک ٹوٹے میں پڑا جو مشرک ہوا۔

تشریح

﴿١١٠﴾ سفارش کی عام اجازت کیوں نہ ہوگی | سفارش کے لئے جو یہ شرط لگائی گئی ہے کہ انہی کے حق میں سفارش کی جائے جن کے بارے میں سفارش سننا اللہ کو پسند ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ہی کو ماضی، حال، مستقبل ہر چیز کا علم ہے اللہ تعالیٰ ہر ہر شخص کی نیت اس کے احوال اور اعمال سے پوری طرح باخبر ہیں اسلئے عام اجازت نہیں دی جائے گی کہ جو چاہے جس کے حق میں سفارش کردے اور اس کو بخشوا لے۔ اللہ کے سوا کسی کو بھی بندے کے مکمل حالات کا اور نیت کا پورا علم نہیں ہے کوئی نہیں جانتا کہ یہ معافی کے قابل ہے یا نہیں، پوری سزا کا مستحق ہے یا اس کے ساتھ رعایت بھی کی جا سکتی ہے اس لئے سفارش کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ پہلے وہ اللہ سے اجازت طلب کرے اور جس کے حق میں اللہ تعالیٰ بولنے کی اجازت دیں اسی کے حق میں سفارش کرے اور وہ سفارش بھی مناسب اور مبنی برحق ہو۔

﴿١١١﴾ میدان حشر میں بڑے بڑے متکبرین کے سر جھکے ہوں گے | حشر کے میدان میں جب اللہ کے سامنے پیشی ہوگی تو وہ لوگ جنھوں نے کبھی اللہ کو سجدہ نہیں کیا تھا کبھی اس کے آگے سر نہ جھکایا تھا اور بڑے بڑے سرکش اور متکبر، قیدیوں کی طرح اس حی و قیوم کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور وہ لوگ جن کا رویہ ایمان اور عمل صالح کے خلاف رہا وہ نامراد ظلم کا بارِ گناہ اٹھائے ہوئے ذلت کے ساتھ سامنے ہوں گے۔ دنیا کی زندگی میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنا کر انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا آج وہ اس ظلم کا بارِ گناہ اٹھائے ہوئے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ

وَمَنْ	يَّعْمَلْ	مِنَ	الصّٰلِحٰتِ	وَهُوَ	مُؤْمِنٌ	فَلَا يَخٰفُ
اور جو	کرے	سے۔ کوئی	نیکی	اور (بشرطیکہ) وہ	مومن	تو نہ اسے خوف ہوگا

اور جو کوئی نیکی کرے، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو نہ اسے کسی ظلم کا خوف ہوگا اور نہ کسی

ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ

ظُلْمًا	وَّلَا هَضْمًا	وَكَذٰلِكَ	اَنْزَلْنٰهُ	قُرْاٰنًا	عَرَبِيًّا	وَّ
کسی ظلم کا	اور نہ کسی نقصان کا	اور اسی طرح	ہم نے اس پر نازل کیا	قرآن	عربی	اور

نقصان کا۔ اور اسی طرح ہم نے اس پر عربی قرآن نازل کیا اور

صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

صَرَّفْنَا + فِيْهِ	مِنَ	الْوَعِيْدِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ	اَوْ	يُحْدِثُ
ہم نے طرح طرح سے بیان کئے اس میں	سے	ڈراوے	تاکہ وہ	پرہیزگار ہو جائیں	یا	وہ پیدا کر دے

ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈراوے بیان کئے تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں یا وہ ان کے لئے کوئی

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ

لَهُمْ	ذِكْرًا	فَتَعٰلَى + اللّٰهُ	الْمَلِكُ	الْحَقُّ	وَلَا تَعْجَلْ
ان کے لئے	کوئی نصیحت	سو بلند و برتر ہے اللہ	بادشاہ	سچا	اور نہ جلدی کرو

نصیحت پیدا کر دے سو اللہ بلند و برتر ہے سچا بادشاہ، اور تم قرآن (پڑھنے) میں

بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ

بِالْقُرْاٰنِ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	يُّقْضٰٓى	اِلَيْكَ	وَحْيُهٗ	وَقُلْ
قرآن میں	اس سے قبل	کہ	پوری کی جائے	تمہاری طرف	اسکی وحی	اور کہئے

جلدی نہ کرو، اس سے قبل کہ تمہاری طرف پوری کی جائے اسکی وحی اور کہئے

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ

رَّبِّ	زِدْنِيْ	عِلْمًا	وَلَقَدْ + عَهِدْنَآ	اِلٰٓى	اٰدَمَ	مِنْ قَبْلُ
اے میرے رب	زیادہ دے مجھے	علم	اور ہم نے حکم بھیجا	طرف۔ کو	آدم ؑ	اس سے قبل

اے میرے رب! مجھے اور زیادہ علم دے۔ اور ہم نے اس سے قبل آدم ؑ کی طرف حکم بھیجا

ع ۶ ۱۱ ۱۵

فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع

فَنَسِیَ	وَلَمْ + نَجِدْ	لَهٗ	عَزْمًا
تو وہ بھول گیا	اور ہم نے نہ پایا	اسمیں	پختہ ارادہ

تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختہ ارادہ نہ پایا

﴿۱۱۲﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ الطَّاعَاتِ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا
بِزِیَادَةٍ فِیْ سَیِّاٰتِهٖ وَّلَا هَضْمًا ○
بِنَقْصٍ مِّنْ حَسَنَاتِهٖ

﴿۱۱۲﴾ اور جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اور وہ ایمان والا ہے سو وہ نہ ڈرے گا ظلم سے یعنی اس کے گناہ زیادہ نہ لکھے جاویں گے اور نہ اس کی نیکیاں کم کی جاویں گی۔

﴿۱۱۳﴾ وَكَذٰلِكَ مَعْطُوْفٌ عَلٰى كَذٰلِكَ نَقُصُّ
اَیْ مِثْلَ اِنْزَالِ مَا ذُكِرَ اَنْزَلْنٰهُ
اَیِ الْقُرْاٰنَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّ
صَرَّفْنَا كَرَّرْنَا فِیْهِ مِنَ
الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ
الشِّرْكَ اَوْ یُحْدِثُ الْقُرْاٰنُ
لَهُمْ ذِكْرًا ○ بِهَلَاكِ مَنْ تَقَدَّمَهُمْ
مِنَ الْاُمَمِ فَیَعْتَبِرُوْنَ

﴿۱۱۳﴾ اور جسطرح ہمنے یہ اتارا جو مذکور ہوا اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا۔

اس میں بار بار عذاب سے ڈرایا تاکہ وہ لوگ شرک سے بچیں یا قرآن کو سنکر وہ نصیحت پکڑیں کہ ان سے پہلی امتیں کیوں کر ہلاک ہوئیں۔ اس سے ان کو عبرت ہو۔

﴿۱۱۴﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ عَمَّا
یَقُوْلُ الْمُشْرِكُوْنَ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ
اَیْ بِقِرَاءَتِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى
اِلَیْكَ وَحْیُهٗ اَیْ یَفْرُغُ جِبْرِیْلُ
مِنْ اِبْلَاغِهٖ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ
عِلْمًا ○ اَیْ بِالْقُرْاٰنِ فَكُلَّمَا
اُنْزِلَ عَلَیْهِ شَیْءٌ مِّنْهُ زَادَ بِهٖ
عِلْمُهٗ

﴿۱۱۴﴾ سو بلند ہے اللہ بادشاہ سچا اس چیز سے جو مشرک کہتے ہیں اور اے محمدؐ قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کر پہلے اس سے کہ اسکی وحی تمام ہو یعنی جبریل اس کے سنانے سے فراغت پاوے۔

اور کہہ دے کہ اے رب قرآن سے میرا علم زیادہ کر (سو جب آپ پر کوئی آیت اترتی تھی آپ کا علم زیادہ ہوتا تھا)

﴿۱۱۵﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ وَصَّیْنَاهُ
اَنْ لَّا یَاْكُلَ مِنَ الشَّجَرَةِ مِنْ
قَبْلُ اَیْ قَبْلَ اَكْلِهٖ
مِنْهَا فَنَسِیَ تَرَكَ
عَهْدَنَا وَلَمْ نَجِدْ

﴿۱۱۵﴾ اور بیشک ہم نے آدم کو نصیحت کی کہ اس درخت سے نہ کھاوے اور کھانے سے پہلے اس کو منع کر دیا

سو وہ بھولا اور اس نے ہمارا عہد توڑا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔

لَهٗ عَزْمًا ○ جَزْمًا
وَصَبْرًا عَمَّا نَهَيْنَاهُ
عَنْهُ

اور جس چیز کو ہم نے اس کو منع کیا اس سے رکنے والا
پایا۔

تشریح

(۱۱۲) اس روز مومنین صالحین فکرمند نہ ہونگے | فیصلے کے اس دن میں جہاں ظالموں کی حالت انتہائی خستہ ہوگی اس کے مقابلے میں مومنین صالحین جنہوں نے ایمان کی بنیاد پر دنیا میں پاکیزہ زندگی گذاری تھی اور اپنے رب کے فرماں بردار اور وفادار رہے تھے انہیں کسی زیادتی یا حق تلفی کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ جانتے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انتہائی منصفانہ ہوگا۔ خواہ مخواہ بے قصوروں کو سزا نہیں دی جائے گی جنہوں نے اللہ سے ڈر کر سب کے حقوق ادا کئے اللہ کے بھی اور بندوں کے بھی آج پروردگار ان پر ضرور مہربانی فرمائیگا۔

(۱۱۳) قرآن کی تنبیہ بالکل واضح ہے | جیسے میدانِ حشر کے حالات صاف صاف سنا دئے اور یہ بھی بتا دیا کہ اچھے اور بروں کا انجام کیا ہوگا اُدا سی طرح ہوگا اسی طرح پورا قرآن ایسی عربی زبان میں نازل کیا جسکی زبان بالکل واضح ہے تاکہ وہ لوگ جو قرآن کے اولین مخاطب ہیں قرآن کو پڑھ کر اور سن کر خدا سے ڈریں اور نیکی کا راستہ اختیار کریں اور کم سے کم اپنے انجام کی کچھ فکر کریں۔ ہوسکتا ہے کہ یہی فکر ان کو ہدایت کے راستے پر لے آئے اور وہ کجروی سے بچ جائیں اور ان کے ذریعے سے دوسرے لوگوں کو ہدایت ہو۔ اسلئے قرآن اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات کو پیش کر کے ان کو تنبیہ کرتا ہے اور اللہ کے غیظ و غضب سے ڈراتا ہے قرآن گذری ہوئی سرکش قوموں کے واقعات کو یاد دلاتا ہے تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی قوموں کا انجام کیا ہوا۔ قرآن موت کی سختیوں کا ذکر کر کے تنبیہ کرتا ہے کہ انسان کو اپنی آخرت پر ... نی چاہیئے وہ قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کر کے انسان کو جگاتا ہے کہ وہ صحیح روش اختیار کرے کیونکہ قرآن کے نازل ہونے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ سے ڈریں اور پاکیزہ زندگی اختیار کریں۔ قرآن لوگوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر حجت قائم کرتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔

(۱۱۴) شہنشاہِ حقیقی کا رتبہ بلند، آپ اسی سے علم کی دعا کریں | وہ شہنشاہِ حقیقی جس کی سلطنت یہ ساری کائنات ہے اور جس نے ایسی عظیم کتاب اتاری ہے اور اپنے بندوں کو ایسی اچھی باتیں بتائی ہیں اسکا رتبہ بہت بلند ہے۔ جب قرآن لوگوں کی ہدایت کیلئے ایسی مفید چیز ہے جسکو ہم تھوڑا تھوڑا کر کے آپ پر نازل کرتے ہیں آپ اسکو لینے میں جلدی نہ کیا کریں جسوقت فرشتہ وحی پڑھ کر سنائے اسوقت خود جلدی جلدی پڑھنے کی کوشش نہ کریں جب تک کہ وہ وحی پوری نہ کرلے۔ آپ اسکی فکر نہ کیا کریں کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں آپ تو بس اپنے رب سے یہ دعا کیا کریں کہ وہ آپکو بیش از بیش علوم و معارف عطا فرمائے جہاں تک قرآن کا تعلق ہے اسکو آپکے سینے میں اتار دینا اور اسکو آپ کے دل میں محفوظ کر دینا یہ ہمارا کام ہے۔ اس بات کو سورۃ القیامہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ، لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (اسے یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو بار بار حرکت نہ دو اسے یاد کرا دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے لہذا جب ہم اسے سنا رہے ہوں تو غور سے سنتے رہو پھر اس کا مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے)۔ سورۂ اعلیٰ میں ... تسلی دی گئی تھی کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (ہم اسے پڑھوا دیں گے اور آپ بھولیں گے نہیں۔)

(۱۱۵) بھول جانا اور ارادہ کا پختہ نہ ہونا انسان کی بنیادی کمزوری ہے | انسان کی بنیادی اور فطری کمزوری یہ ہے کہ وہ بھول جاتا ہے اور اس کے ارادے میں پختگی نہیں رہتی اسلئے اسکو بار بار یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی بات سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ کے ساتھ ہوئی کہ اللہ نے ان کو ایک حکم دیا تھا اور ان سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ارادے کی کمزوری سامنے آئی کہ شیطان کے بہکاوے کا مقابلہ نہ کر سکے انسان کی فطرت میں بھول کا ہونا، عزم کی کمی، ارادے کی کمزوری یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے انسان کو بار بار یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور قرآن بھی اسی تذکیر اور یاد دہانی کو لیکر آیا ہے تاکہ انسان کو بتایا جائے اور اس کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے کہ اس نے اپنے پروردگار کے ساتھ کیا عہد کیا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

وَاِذْ قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ
اذ (یاد کرو) جب ہم نے کہا	فرشتوں کو	تم سجدہ کرو	آدم کو	تو سب نے سجدہ کیا	سوائے

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے

اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

اِبْلِيْسَ	اَبٰى	فَقُلْنَا	يٰٓاٰدَمُ	اِنَّ	هٰذَا	عَدُوٌّ	لَّكَ
ابلیس	اُسنے انکار کیا	پس ہم نے کہا	اے آدم	بیشک	یہ	دشمن	تمہارا

ابلیس کے اس نے انکار کیا۔ پس ہم نے کہا اے آدمؑ بیشک یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

وَلِزَوْجِكَ	فَلَا + يُخْرِجَنَّكُمَا	مِنَ	الْجَنَّةِ	فَتَشْقٰى
اور تمہاری بیوی کا	سو تمہیں نہ نکلوا دے	سے	جنت	پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ

کھلا دشمن ہے سو تمہیں نکلوا نہ دے جنت سے پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ

اِنَّ	لَكَ	اَلَّا + تَجُوْعَ	فِيْهَا	وَلَا	تَعْرٰى	وَاَنَّكَ
بیشک	تمہارے لئے	یہ کہ نہ بھوکے رہو	اس میں	اور نہ	ننگے	اور یہ کہ تم

بیشک تمہارے لئے (جنت میں) یہ ہے کہ اس میں نہ بھوکے رہو، اور نہ ننگے۔ اور یہ کہ تم

لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

لَا تَظْمَؤُا	فِيْهَا	وَلَا	تَضْحٰى
نہ پیاسے رہوگے	اس میں	اور نہ	دھوپ میں تپوگے

نہ پیاسے رہوگے، اور نہ دھوپ میں تپوگے

﴿۱۱۶﴾ وَ اذْكُرْ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ وَهُوَ اَبُو الْجِنِّ كَانَ يَصْحَبُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَيَعْبُدُ اللّٰهَ مَعَهُمْ اَبٰى عَنِ السُّجُوْدِ لِاٰدَمَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ

﴿۱۱۶﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ
اور یاد کر کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے (ابلیس جنوں کا باپ ہے جو فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا اور انہیں کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا تھا) اسے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا

(۱۱۷) مِنْهُ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هٰذَا
عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ حَوَّاءَ
بِالْمَدِّ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ
فَتَشْقٰى ○ تَتْعَبُ بِالْحَرْثِ وَالزَّرْعِ
وَالْحَصْدِ وَالطَّحْنِ وَالْخُبْزِ وَغَيْرِهِ لِكَ
وَاقْتَصَرَ عَلٰى شَقَاهُ لِأَنَّ الرَّجُلَ يَسْعٰى عَلٰى
زَوْجَتِهِ
(۱۱۸) إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرٰى ○
(۱۱۹) وَأَنَّكَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِهَا عَطْفًا
عَلٰى اِسْمِ إِنَّ وَجُمْلَتِهَا لَا تَظْمَؤُا
فِيهَا تَعْطَشُ وَلَا تَضْحٰى ○
لَا يَحْصُلُ لَكَ حَرُّ شَمْسِ
الضُّحٰى لِانْتِفَاءِ الشَّمْسِ
فِي الْجَنَّةِ

(۱۱۷) کہ میں اس سے بہتر ہوں. پس ہم نے کہا کہ اے آدم بیشک یہ تیرا اور
تیری بیوی حوا کا دشمن ہے. ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو جنت سے نکالدے
جس کی وجہ سے تجھ کو کھیتی اور بونے اور کاٹنے اور پیسنے
اور روٹی پکانے وغیرہ کی مشقت پڑے (اللہ تعالٰے نے
صرف آدم ؑ کی مشقت بیان فرمانے پر اکتفا فرمائی اسلئے کہ
خاوند کماتا ہے بیوی کے لئے)

(۱۱۸) بیشک جنت میں تجھ کو یہ راحت ہے کہ یہاں نہ تو بھوکا ہوگا نہ ننگا ہوگا.
(۱۱۹) اور بیشک یہاں تجھ کو نہ پیاس لگے گی اور نہ دوپہر کی دھوپ کی
گرمی

تشریح

(۱۱۶) جب ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا | آدم کی فطرت کو سمجھنے کیلئے اب ذرا اس قصے کو یاد کرو کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر گئے مگر ایک ابلیس تھا کہ سجدہ سے انکار کر بیٹھا ابلیس نے سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان کی کہ آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے جبکہ مجھے آگ سے بنایا گیا ہے اور آگ مٹی کے مقابلے میں برتر ہے اسلئے آدم کی تکریم اور اسکی عظمت کو تسلیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حالانکہ یہ سجدہ اسی آزمائش کے لئے تھا کہ خاکی مخلوق کے سامنے جھکنے کا جو حکم دیا جارہا ہے اسکی تعمیل ہوتی ہے یا نہیں. یہ سجدہ اس حقیقت کا اظہار تھا کہ اللہ تعالٰی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک خاکی وجود کو وہ صلاحیت عطا کی ہے جس کی وجہ سے وہ خلافتِ ارضی کی مستحق بنی ہے اللہ تعالٰی نے تو آدم کو مسجودِ ملائکہ بنا کر انسان کو یہ عظیم رتبہ عطا کیا ہے اب اگر انسان ہی اس عظمت کا لحاظ نہ رکھ سکے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے.

(۱۱۷) انسان کی کمزوری کہ وہ بہکاوے میں آجاتا ہے | اللہ تعالٰی نے فرشتوں سے سجدہ کرانے کے بعد اور خلافتِ ارضی سے سرفراز کرنے کے بعد حضرت آدم کو زمین پر بھیجنے سے پہلے جنت میں رکھا. حضرت آدم ؑ نے جنت میں تنہائی کی شکایت کی تو انکی رفاقت کے لئے حضرت حوا کو پیدا کیا اور ان کو بتایا کہ جنت میں جہاں چاہے تم رہو سہو مگر اس خاص درخت کا پھل مت کھانا اور انکو یہ فہمائش بھی کردی کہ دیکھو ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے اور خود آدم اسکی دشمنی کا مظاہرہ دیکھ چکے تھے. دیکھو یہ کہیں تمہیں جنت سے نہ نکلوادے اور کہیں تم مصیبت میں نہ پڑجاؤ کہ جنت کی ساری نعمتیں تم سے چھن جائیں مگر انسان کی کمزوری ہے کہ وہ بہکاوے میں آجاتا ہے.

(۱۱۸) جنت کی آسائشیں | انسان کی بڑی بڑی ضرورتیں ہیں کہ اسکو کھانے پینے کو مل جائے پہننے کے لئے لباس اور رہنے کیلئے آرام کی جگہ ہو جس میں دھوپ بارش وغیرہ سے بچاؤ ہو. اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ دیکھو جنت میں تمہیں ساری آسائشیں حاصل ہیں نہ یہاں بھوکے ننگے رہتے ہو نہ تمہیں پیاس اور دھوپ ستاتی ہے ان چیزوں کے حاصل کرنے کیلئے تمہیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی بلکہ ان سب چیزوں کا انتظام اعلٰی درجے میں اللہ کی طرف سے ہے جنت سے نکل کر یہ ساری آسائشیں ختم ہو جائیں گی.

(۱۱۹) جنت میں نہ پیاس تھی اور نہ دھوپ | یہ عارضی جنت یا جس میں آدم و حوا کو رکھا گیا تھی ایسی راحت کی جگہ تھی کہ نہ وہاں پیاس لگتی تھی کہ آدمی کو پانی کی تلاش کرنی پڑے اور نہ وہاں دھوپ ستاتی تھی کہ انسان کو سایہ دار جگہ ڈھونڈنی پڑے.

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

فَوَسْوَسَ	إِلَيْهِ	الشَّيْطٰنُ	قَالَ	يٰۤاٰدَمُ	هَلْ	أَدُلُّكَ	عَلٰى	شَجَرَةِ
پھر وسوسہ ڈالا	اسکی طرف (دل میں)	شیطان	اس نے کہا	اے آدم	کیا	میں تیری رہنمائی کروں	پر	درخت

پھر شیطان نے اسکے دل وسوسہ ڈالا، اس نے کہا اے آدمؑ! کیا میں تیری رہنمائی کروں ہمیشگی کے

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

الْخُلْدِ	وَمُلْكٍ	لَّا يَبْلٰى	فَأَكَلَا	مِنْهَا	فَبَدَتْ
ہمیشگی	اور بادشاہت	نہ پرانی (زوال پذیر) ہو	پس دونوں نے کھایا	اس سے	تو ظاہر ہوگئیں

درخت پر اور وہ بادشاہت جو زوال پذیر نہ ہو؟ پس ان دونوں نے اس سے کھایا تو ان پر ان کی شرمگاہیں

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

لَهُمَا	سَوْاٰتُهُمَا	وَطَفِقَا ۔ يَخْصِفٰنِ	عَلَيْهِمَا	مِنْ	وَّرَقِ
ان پر	ان کی شرمگاہیں	اور وہ دونوں لگے جوڑنے (ڈھانپنے)	اپنے اوپر	سے	پتے

ظاہر ہو گئیں اور اپنے (جسم کے) اوپر جنت کے پتے ڈھانپنے لگے

الْجَنَّةِ ز وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ صلے ثُمَّ اجْتَبٰهُ

الْجَنَّةِ	وَعَصٰۤى	اٰدَمُ	رَبَّهٗ	فَغَوٰى	ثُمَّ	اجْتَبٰهُ
جنت	اور نافرمانی کی	آدم	اپنا رب	تو وہ بہک گیا	پھر	اسکو چن لیا

اور آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ بہک گیا۔ پھر اس کے ربّ نے

رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

رَبُّهٗ	فَتَابَ	عَلَيْهِ	وَ	هَدٰى
اس کا رب	توجہ فرمائی	اس پر	اور	اسے راہ دکھائی

اسے رحمت سے چن لیا پھر اس پر (رحمت سے) توجہ فرمائی (توبہ قبول کی) اور اسے راہ دکھائی۔

﴿۱۲۰﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ أَيِ الشَّيْءِ يَخْلُدُ مَنْ يَّأْكُلُ مِنْهَا وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○ لَا يَفْنٰى وَهُوَ لَازِمُ الْخُلُوْدِ

﴿۱۲۰﴾ سو شیطان نے آدم کے جی میں وسوسہ ڈالا کہا کہ اے آدم میں تجھ کو بتلاؤں ہمیشگی کا درخت کہ جو اس کو کھا دے وہ ہمیشہ جنت میں رہے اور ایسا ملک جو کبھی پرانا نہ ہو یعنی اسکو ہمیشہ رہنا لازم ہے

(۱۲۱) فَاَكَلَا اٰدَمُ وَحَوَّاءُ مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا
سَوْاٰتُهُمَا اَیْ ظَهَرَ لِكُلٍّ مِّنْهُمَا قُبُلُهُ
وَقُبُلُ الْاٰخَرِ وَدُبُرُهٗ وَسُمِّیَ كُلٌّ مِّنْهُمَا
سَوْاَةً لِاَنَّ اِنْكِشَافَهٗ یَسُوْءُ
صَاحِبَهٗ وَطَفِقَا یَخْصِفَانِ
اَخَذَا یَلْزِقَانِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ
الْجَنَّةِ لِیَسْتَتِرَا بِهٖ وَعَصٰۤی
اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ○ بِالْاَكْلِ
مِنَ الشَّجَرَةِ
(۱۲۲) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ قَرَّبَهٗ فَتَابَ
عَلَیْهِ قَبِلَ تَوْبَتَهٗ وَهَدٰی ○
اَیْ هَدَاهُ اِلَى الْمُدَاوَمَةِ عَلَى التَّوْبَةِ

(۱۲۱) پس آدم وحوا نے اس درخت کو کھایا اس سے ظاہر ہوئی ان پر انکی شرمگاہ یعنی ظاہر ہوئی ہر ایک پر اپنی پیشاب گاہ اور پاخانہ کی جگہ (انہیں سے ہر ایک کو سوءۃ اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا کھلنا اس شخص کو برا معلوم ہوتا ہے۔
اور چپکانے لگے وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے درخت کے پتے تاکہ اس سے اپنی شرمگاہ چھپا دیں اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو وہ بہک گیا بسبب اس درخت کے کھانے کے۔

(۱۲۲) پھر اسکو اسکے رب نے اپنا مقرب اور برگزیدہ کر لیا اور اس کی توبہ قبول فرمائی اور اسکو ہدایت کی کہ وہ توبہ پر ہمیشہ قائم رہے۔

تشریح

(۱۲۰) شیطان کا بہکاوا | اللہ تعالیٰ کی اس تنبیہ کے باوجود اور یہ جاننے کے باوجود کہ ابلیس حسد کرتا ہے اور کھلا دشمن ہے انسانی فطرت کی کمزوری سامنے آئی اور شیطان نے حضرت آدم کو پھسلایا اور ان کے دل میں وسوسہ اندازی کی کہ کیا میں تمہیں ایسا درخت نہ بتلاؤں جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوسکتی ہے اور حضرت آدمؑ کے ساتھ ابلیس نے حضرت حوّا کو بھی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے اس درخت سے تمہیں صرف اسلئے روک دیا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا تمہیں حیاتِ ابدی نہ مل جائے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ (اعراف آیت ۲۰) اور اس نے کہا کہ تمہارے رب نے تم کو اس درخت سے صرف اس لئے روک دیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔

(۱۲۱) آدم وحوا کی بھول | آدم اور حوا شیطان کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئے اور دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے منع کیا گیا تھا۔ خلاف ورزی ہوتے ہی وہ تمام آسائشیں چھن گئیں جو اللہ کی طرف سے ان کو میسر تھیں جس کا پہلا ظہور یہ ہوا کہ اللہ کا عطا کیا ہوا لباس چھن گیا دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ بشری کمزوری کی وجہ سے آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی لیکن یہ نافرمانی بھول کر تھی سرکشی کے ارادے سے نہ تھی وہ بھٹکے ضرور اور اس کا نقصان بھی اٹھانا پڑا مگر یہ محض ایک بھول تھی اللہ کے تاکیدی حکم کا خیال نہ رہا یہ بھول عزم کی کمزوری تھی نہ کہ بغاوت وسرکشی۔

(۱۲۲) آدم کی توبہ اور اللہ کی طرف سے توبہ کی قبولیت | کیونکہ یہ صرف ایک بھول تھی ارادے کی کمزوری تھی اسلئے جیسے ہی حضرت آدم وحوا کو اپنی بھول کا احساس ہوا فوراً اللہ کے سامنے توبہ کرنے لگے کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اعراف آیت ۲۳) (اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر آپ نے ہم سے درگذر نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم تو برباد ہو جائیں گے) — اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی ان کو معاف کر دیا آئندہ کے لئے راہِ راست بھی بتائی اور اس پر چلنے کا طریقہ بھی سکھایا اور ان کو اٹھا کر پھر اپنے پاس بلا لیا اور اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

قَالَ	اهْبِطَا	مِنْهَا	جَمِيْعًا	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ	عَدُوٌّ	فَاِمَّا	يَاْتِيَنَّكُمْ
فرمایا	تم دونوں اتر جاؤ	یہاں سے	سب	تم میں سے بعض	بعض کے	دشمن	پس اگر	تمہارے پاس آئے

فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ۔ تمہاری (اولاد میں سے) بعض بعض کے دشمن ہونگے۔ پس اگر (جب بھی) میری

مِّنِّیْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی ﴿۱۲۳﴾

مِنِّیْ	هُدًى	فَمَنِ	اتَّبَعَ	هُدَایَ	فَلَا یَضِلُّ	وَلَا یَشْقٰی
میری طرف	ہدایت	توجس نے	پیروی کی	میری ہدایت	تو نہ وہ گمراہ ہوگا	اور نہ بدبخت ہوگا

طرف سے تمہارے پاس میری ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا

وَمَنْ	اَعْرَضَ	عَنْ	ذِكْرِیْ	فَاِنَّ	لَهٗ	مَعِيْشَةً	ضَنْكًا
اور جس	منہ موڑا	سے	میری یاد (نصیحت)	تو بیشک	اسکے لئے	گزران	تنگ

اور جس نے میری یاد (نصیحت) سے منہ موڑا تو بیشک اس کی معیشت (گزران) تنگ ہو گی۔

وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ

وَّنَحْشُرُهٗ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	اَعْمٰى	قَالَ	رَبِّ	لِمَ
اور ہم اسے اٹھائیں گے	دن	قیامت	اندھا	وہ کہے گا	اے میرے رب	کیوں

اور ہم اسے اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! تو نے مجھے

حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

حَشَرْتَنِیْ	اَعْمٰى	وَقَدْ - كُنْتُ	بَصِيْرًا
تو نے مجھے اٹھایا	اندھا	اور تھا میں تو	دیکھتا بینا

اندھا کیوں اٹھایا؟ میں تو (دنیا میں) بینا (دیکھتا) تھا۔

﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا اَیْ اٰدَمُ وَحَوَّاءُ بِمَا اشْتَمَلْتُمَا عَلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمَا مِنْهَا مِنَ الْجَنَّةِ جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ بَعْضُ الذُّرِّيَّةِ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج

﴿۱۲۲﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نکلو تم اے آدم اور حوا مع اپنی ذریت کے جو تم میں شامل ہے جنت سے سب کے سب اس حال میں کہ تمہاری بعض اولاد بعض کی دشمن ہوگی ایک دوسرے پر زیادتی کرے گی۔

مِنْ ظُلْمِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا فَإِمَّا فِيهِ إِدْغَامُ نُونِ إِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِي مَا الزَّائِدَةِ يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى ۚ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ أَيِ الْقُرْآنَ فَلَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَىٰ ۝ فِي الْآخِرَةِ

پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آوے تو جو کوئی قرآن کی پیروی کرے گا وہ نہ دنیا میں بے راہ ہوگا اور نہ آخرت میں بے نصیب ہوگا

۱۲۴ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي أَيِ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُؤْمِنْ بِهِ فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا بِالتَّنْوِينِ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى ضَيِّقَةٍ وَفُسِّرَتْ فِي حَدِيثٍ بِعَذَابِ الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ وَنَحْشُرُهُ أَيِ الْمُعْرِضَ عَنِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ أَيْ أَعْمَى الْبَصَرِ أَوِ الْقَلْبِ

۱۲۴ اور جو کوئی قرآن سے منہ پھیریگا اور اس پر ایمان نہ لاویگا

پس بالیقین اس کی عیش تنگ ہوگی (حدیث شریف میں اس عیش تنگ کی یہ تفسیر آئی ہے کہ مراد اس سے کافر پر قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

اور ہم اس کو جو قرآن سے منہ پھیرے قیامت میں نابینا اٹھائیں گے (مراد نابینا سے یا آنکھوں کا اندھا یا دل کا اندھا ہے)

۱۲۵ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ فِي الدُّنْيَا وَعِنْدَ الْبَعْثِ

۱۲۵ وہ کہے گا اے میرے رب مجھ کو نابینا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں دنیا میں اور اٹھنے سے پہلے بینا تھا۔

تشریح

۱۲۳ **اللہ تعالیٰ کا حکم کہ تم سب جنت سے نکلو** اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کی توبہ قبول کرلی، ان کی چوک کو معاف کردیا لیکن حکم دیا کہ اب تم دونوں فریق آدم و ابلیس یہاں سے نکلو۔ تمہاری آدم و ابلیس اور خود انسانوں کی باہمی مخالفت چلتی رہے گی شیطان انسان کا دشمن اسی طرح صحیح انسان بھی کبھی شیطان کو اپنا دوست نہیں بناسکتا۔ اب تمہیں میری طرف سے ہدایت اور رہنمائی ملے گی جو میری ہدایت پر عمل کریگا نہ وہ دنیا میں بھٹکے گا اور نہ آخرت میں بدبختی میں مبتلا ہوگا۔ اب تمہارے روشن مستقبل کا مدار اس بات پر ہے کہ تم کہاں تک میری ہدایت پر چلتے ہو اور میری فرماں برداری کرکے اس جنت تک پہنچتے ہو۔

۱۲۴ **اللہ کی ہدایت سے منہ موڑنے کا انجام** اللہ تعالیٰ نے آدم و ابلیس کو چلے جانے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب میری ہدایت تم تک پہونچے گی جو اس پر عمل کریگا وہ نہ تو راستے سے بھٹکے گا اور نہ آخرت میں اسکو بدنصیبی کا سامنا کرنا پڑیگا لیکن جو دنیا میں میری ہدایت سے اعراض کریگا وہ فکر و الم میں مبتلا رہے گا اسکو دل کا سکون اور قلب کی راحت حاصل نہ ہوسکیگی اور کیونکہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کی نشانیوں کو نہ دیکھ سکا اور دل کا اندھا بنا رہا اسلئے آخرت میں بھی وہ اندھا ہی بنا رہیگا اور انہیں اندھا بہرہ گونگا بنا کر اسکے منہ دوزخ کی طرف ہنکایا جائیگا۔

۱۲۵ **آخرت میں اندھا ہونے پر اس کی حیرانی** جب آخرت میں اس کی بینائی چھین لی جائے گی جو دنیا میں آنکھیں ہوتے ہوئے بھی دیکھ نہ سکا تو وہ حیرت سے سوال کریگا کہ دنیا میں تو میں اندھا نہیں تھا پھر مجھے آنکھوں سے محروم کیوں کردیا گیا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

قَالَ	كَذٰلِكَ	اَتَتْكَ	اٰيٰتُنَا	فَنَسِيْتَهَا	وَكَذٰلِكَ	الْيَوْمَ
وہ فرمائیگا	اسی طرح	تیرے پاس آئیں	ہماری آیات	تو نے انہیں بھلا دیا	اور اسی طرح	آج

وہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج ہم تجھے

تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ

تُنْسٰى	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِيْ	مَنْ	اَسْرَفَ	وَلَمْ يُؤْمِنْ
ہم تجھے بھلا دینگے	اور اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	جو	حد سے نکل جائے	اور نہ ایمان لائے

بھلا دیں گے اور اسی طرح ہم (اس کو) بدلہ دیتے ہیں جو حد سے نکل جائے اور اپنے رب کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ

بِاٰيٰتِ	رَبِّهٖ	وَلَعَذَابُ	الْاٰخِرَةِ	اَشَدُّ	وَاَبْقٰى	اَفَلَمْ
آیتوں پر	اپنا رب	اور البتہ عذاب	آخرت	شدید ترین	اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے	کیا نہ

آیتوں پر ایمان نہ لائے اور البتہ آخرت کا عذاب شدید ترین ہے اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔ کیا

يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ

يَهْدِ	لَهُمْ	كَمْ	اَهْلَكْنَا	قَبْلَهُمْ	مِّنَ - الْقُرُوْنِ	يَمْشُوْنَ	فِيْ
ہدایت دی	انہیں	کتنی ہی	ہم نے ہلاک کردیں	ان سے قبل	قومیں - جماعتیں	وہ چلتے پھرتے ہیں	میں

(اس حقیقت نے بھی) انہیں ہدایت نہ دی کہ ان سے قبل ہم نے کتنی ہی جماعتیں ہلاک کر دیں۔ وہ ان کے مساکن میں چلتے پھرتے

مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع ۷ / ۱۶

مَسٰكِنِهِمْ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّاُولِي - النُّهٰى
انکے مساکن	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں ہیں	عقل والوں کے لئے

ہیں۔ البتہ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿۱۲۶﴾ قَالَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا تَرَكْتَهَا وَلَمْ تُؤْمِنْ بِهَا وَكَذٰلِكَ مِثْلَ نِسْيَانِكَ اٰيٰتِنَا الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ تُتْرَكُ فِي النَّارِ

﴿۱۲۷﴾ وَكَذٰلِكَ وَمِثْلَ جَزَائِنَا مَنْ اَعْرَضَ عَنِ الْقُرْاٰنِ نَجْزِيْ

﴿۱۲۶﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیگا بات یہ ہے جو تو کہتا ہے۔ تو بھی اسی طرح جب تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں ان کو بھولا اور ایمان نہ لایا اور جیسا تو ہماری آیتوں کو بھولا اسی طرح آج تو آگ میں چھوڑا جاویگا۔

﴿۱۲۷﴾ اور جیسے ہم نے قرآن سے منہ پھیرنے والے کو سزا دی اسی طرح سزا دیں گے اسکو جو شرک کرے

مَنْ اَسْرَفَ اَشْرَكَ وَلَمْ
يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا
وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاَبْقٰى ۝ اَدْوَمُ
(۱۲۸) اَفَلَمْ يَهْدِ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ لِكُفَّارِ
مَكَّةَ كَمْ خَبَرِيَّةٌ مَفْعُوْلٌ اَهْلَكْنَا
اَيْ كَثِيْرًا اِهْلَاكُنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ اَيِ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ
بِتَكْذِيْبِ الرُّسُلِ يَمْشُوْنَ حَالٌ
مِنْ ضَمِيْرِ لَهُمْ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ
فِيْ سَفَرِهِمْ اِلَى الشَّامِ وَغَيْرِهَا
فَيَعْتَبِرُوْا وَمَا ذُكِرَ مِنْ اَخْذِ
اِهْلَاكٍ مِنْ فِعْلِهٖ الْخَالِيْ
عَنْ حَرْفٍ مَصْدَرِيٍّ لِرِعَايَةِ
الْمَعْنٰى لَامَانِعَ مِنْهُ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝
لِذَوِي الْعُقُوْلِ

اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور بے شبہ آخرت کا عذاب دنیا اور قبر کے عذاب سے سخت تر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

(۱۲۸) سو کیا کفار مکہ پر یہ امر ظاہر نہیں ہوا کہ ہم نے بہت جماعتوں کو جو ان سے پہلے گزریں بسبب پیغمبروں کے جھٹلانے کے ہلاک کیا۔

حالانکہ چلتے ہیں یہ کفار مکہ ان کے گھروں میں جبکہ شام وغیرہ کی طرف سفر میں جاتے ہیں تاکہ ان کو دیکھ کر نصیحت حاصل کریں (اہلکنا جو فعل ہے اور اس میں کوئی حرف معنی مصدری کر دینے والا موجود نہیں ہے مگر بسبب لحاظ معنی کے اس فعل سے معنی مصدری مراد لئے گئے اسمیں کچھ حرج نہیں۔

بیشک اسمیں بڑی نصیحتیں ہیں عقل والوں کو۔

تشریح

(۱۲۶) دنیا میں تو نے بھلایا تھا آج تجھے بھلایا جا رہا ہے | جواب ملے گا کہ دنیا میں تو اللہ کی ہدایت کو بھول گیا تھا اسکی نشانیاں دیکھ کر بھی اندھا بنا ہوا تھا جسطرح تو نے ہماری آیتوں کو بھلایا تھا اور ان سے بے پروائی برتی تھی آج اسیطرح تجھے بھی بھلایا جا رہا ہے یہ سب تیرے کئے کا ہی پھل ہے۔

(۱۲۷) دنیا کی تنگ زندگی اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت | اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات حق کے ساتھ بنائی ہے اس کا ایک قانون ہے جو فطرت پر قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادے اور عمل کی آزادی ضرور دی ہے لیکن اگر وہ اپنی آزادی کو صحیح طور پر استعمال کرکے اپنے عمل و کردار کو قانونِ فطرت سے ہم آہنگ رکھے تو اسکو دنیا میں بھی سکونِ قلب کی وہ دولت حاصل ہوتی ہے جو کسی اور طریقے سے اسکو نہیں مل سکتی لیکن جب وہ نفس کی بیجا خواہشات پر چلتے ہوئے قانونِ فطرت کو پامال کرتا ہے اور بندگی کی حدوں سے تجاوز کرکے اپنے آپ کو خود مختار سمجھ کر من مانی کرتا ہے تو دنیا میں بھی سکون قلب کی دولت سے محروم ہو کر گھٹن کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اور مرنے کے بعد آخرت کا عذاب دنیا سے بھی زیادہ سخت اور نہ ختم ہونے والا عذاب ہے۔ دنیا کی پریشانیاں تو موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں لیکن آخرت کی پریشانی ختم ہونے کا نام نہ لے گی اور اس کو مر کر بھی چین نہیں ملتا۔

(۱۲۸) دنیا کی تاریخ عبرت کے لئے ہے | اگر تاریخ کے واقعات سے سبق لو اور اس سے عبرت حاصل کرو تو تم جیسی کتنی قومیں دنیا میں گزری ہیں آج انکی تباہ شدہ بستیاں نشانِ عبرت بنی ہوئی ہیں۔ ثمود و ارم کی بستیوں سے تم گزرتے رہتے ہو کیا اس کے کھنڈرات پکار پکار کر نہیں کہہ رہے ہیں کہ یہ دنیا اندھیر نگری چوپٹ راج نہیں ہے بلکہ اس دنیا پر اس ہستی کی حکومت ہے جو انتہائی تدبر اور عدل و انصاف کے ساتھ دنیا کو چلا رہا ہے وہ انسانوں کی رہنمائی کے لئے رسولوں کو بھیجتا ہے تاکہ اسکی ہدایت پر عمل کرکے انسان دونوں جہاں کی صلاح حاصل کر سکے۔ اہل دانش کے لئے تاریخ کے اوراق میں کتنی ہی نشانیاں موجود ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا

وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ	رَّبِّكَ	لَكَانَ	لِزَامًا
اور اگر نہ	ہوتی ایک بات	ہو چکی	سے	تمہارا رب	تو ضرور آجاتا	عذاب

اور اگر تمہارے رب (کی طرف) سے ایک بات (طے) نہ ہو چکی ہوتی اور میعاد مقرر (نہ ہوتی) تو عذاب

وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

وَّاَجَلٌ	مُّسَمًّى	فَاصْبِرْ	عَلٰى	مَا يَقُوْلُوْنَ	وَ	سَبِّحْ
اور میعاد	مقرر	پس صبر کریں	پر	جو وہ کہتے ہیں	اور	تسبیح کریں

ضرور (نازل) ہو جاتا۔ پس وہ جو کہتے ہیں اس پر صبر کریں تعریف کے ساتھ اپنے رب

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا

بِحَمْدِ	رَبِّكَ	قَبْلَ	طُلُوْعِ	الشَّمْسِ	وَقَبْلَ	غُرُوْبِهَا
تعریف کے ساتھ	اپنا رب	پہلے	طلوع	آفتاب	اور پہلے	اس کے غروب

کی تسبیح کریں (پاکیزگی بیان کریں) طلوع آفتاب سے پہلے، اور غروب آفتاب سے پہلے

وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

وَمِنْ	اٰنَآئِ + الَّيْلِ	فَسَبِّحْ	وَاَطْرَافَ	النَّهَارِ	لَعَلَّكَ
اور کچھ	رات کی گھڑیاں	پس تسبیح کریں	اور کنارے	دن	تاکہ تم

اور کچھ رات کی گھڑیوں میں، پس اسکی تسبیح کریں اور دن کے کنارے (دوپہر ظہر کے وقت) تاکہ تم

تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا

تَرْضٰى	وَلَا تَمُدَّنَّ	عَيْنَيْكَ	اِلٰى	مَا + مَتَّعْنَا	بِهٖ	اَزْوَاجًا
خوش ہو جاؤ	اور نہ پھیلانا	اپنی آنکھیں	طرف	جو ہم نے برتنے کو دیا	اسے	جوڑے

خوش ہو جاؤ اور اپنی آنکھیں (ان چیزوں کی) طرف نہ پھیلانا جو ہم نے برتنے کو دیں ہیں انکے جوڑوں

مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ

مِّنْهُمْ	زَهْرَةَ	الْحَيٰوةِ + الدُّنْيَا	لِنَفْتِنَهُمْ	فِيْهِ	وَرِزْقُ	رَبِّكَ
ان سے۔ کے	آرائش	دنیا کی زندگی	تاکہ ہم انہیں آزمائیں	اسمیں	اور عطیہ	تیرا رب

کو دنیا کی زندگی کی آرائش وزیبائش (بنا کر) تاکہ ہم اسمیں انہیں آزمائیں اور تیرے رب کا عطیہ

خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

خَيْرٌ	وَّ اَبْقٰى	وَاْمُرْ	اَهْلَكَ	بِالصَّلٰوةِ	وَاصْطَبِرْ	عَلَيْهَا
بہتر	اور تادیر رہنے والا	اور حکم دو	اپنے گھر والے	نماز کا	اور قائم رہو	اس پر

بہتر ہے اور سب سے زیادہ تادیر رہنے والا ہے اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور اس پر قائم رہو

لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

لَا نَسْئَلُكَ	رِزْقًا	نَحْنُ	نَرْزُقُكَ	وَالْعَاقِبَةُ	لِلتَّقْوٰى
ہم تجھ سے نہیں مانگتے	رزق	ہم	تجھے رزق دیتے ہیں	اور انجام	اہل تقویٰ کے لئے

ہم تجھ سے نہیں مانگتے رزق (بلکہ) ہم تجھے رزق دیتے ہیں اور انجام (بخیر) اہل تقویٰ کے لئے ہے۔

﴿١٢٩﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
بِتَاخِيْرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ اِلَى الْاٰخِرَةِ
لَكَانَ الْاِهْلَاكُ لِزَامًا لَازِمًا
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ○
مَضْرُوْبٌ لَهٗ مَعْطُوْفٌ عَلَى الضَّمِيْرِ
الْمُسْتَتِرِ فِيْ كَانَ وَقَامَ الْفَصْلُ بِخَبَرِهَا
مَقَامَ التَّاكِيْدِ

﴿١٢٩﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا الخ اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات پہلے نہ مقرر ہو لیتی کہ دنیا میں ان پر عذاب نہ آوے گا بلکہ آخرت میں ہوگا، تو دنیا ہی میں ان کو ہلاک کر دیا جاتا اور نیز اگر ان کی ہلاکی کا وقت پہلے سے معین نہ ہو لیتا تو عذاب ان پر لازم ہوتا۔

﴿١٣٠﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ
الْقِتَالِ وَسَبِّحْ صَلِّ بِحَمْدِ رَبِّكَ
حَالٌ اَيْ مُتَلَبِّسًا بِهٖ قَبْلَ طُلُوْعِ
الشَّمْسِ صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا
صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَمِنْ اٰنَآءِ الَّيْلِ
سَاعَاتِهٖ فَسَبِّحْ صَلِّ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ عَطْفٌ عَلٰى مَحَلِّ مِنْ
اٰنَاءِ الْمَنْصُوْبِ اَيْ صَلِّ الظُّهْرَ لِاَنَّ
وَقْتَهَا يَدْخُلُ بِزَوَالِ الشَّمْسِ فَهُوَ طَرَفُ
النِّصْفِ الْاَوَّلِ وَطَرَفُ النِّصْفِ الثَّانِيْ
لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○ بِمَا تُعْطٰى مِنَ الثَّوَابِ

﴿١٣٠﴾ سو تو صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں (یہ حکم منسوخ ہے آیت قتال سے) اور نماز پڑھ تو درآں حالیکہ اپنے رب کی حمد کرنے والا ہو سورج کے نکلنے سے پہلے نماز صبح کی اور سورج کے ڈوبنے سے پہلے یعنی نماز عصر کی اور رات کی بعض گھڑیوں میں نماز پڑھ مغرب اور عشاء کی اور نماز پڑھ دن کے کناروں میں یعنی ظہر کی، کیونکہ، وقت ظہر کا سورج کے ڈھلنے پر ہوتا ہے پس وہ وقت کنارہ ہے نصف اول کا اور نصف ثانی کا۔

تاکہ تو خوش ہو اس ثواب سے جو تجھ کو عطا کیا جاوے۔

﴿١٣١﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ
اَزْوَاجًا اَصْنَافًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ

﴿١٣١﴾ اور نہ دراز کر تو اپنی دونوں آنکھیں اس اسباب اور زینتِ زندگانی دنیا کی طرف جو ہم نے انکو اقسام اقسام

الدُّنْيَا ۵ زِیْنَتَھَا وَبَہْجَتَھَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْهِ بِاَنْ یَّطْغَوْا وَرِزْقُ رَبِّكَ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّمَّا اُوْتُوْہُ فِی الدُّنْیَا وَّ اَبْقٰی ○ اَدْوَمُ

کا دیا تاکہ اس کے سبب ہم ان کو فتنہ میں ڈالیں کہ وہ اترا کر سرکشی اور لذت اختیار کریں۔ اور تیرے رب کی عطا جنت میں بہتر ہے اس مال واسباب سے جو انکو دنیا میں دیا گیا اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

(۱۳۲) وَاْمُرْ اَھْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ اِصْبِرْ عَلَیْھَا، لَا نَسْئَلُكَ نُكَلِّفُكَ رِزْقًا لِنَفْسِكَ وَلَا لِغَیْرِكَ نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ اَلْجَنَّةُ لِلتَّقْوٰی ○ لِاَھْلِھَا۔

(۱۳۲) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور اس پر ہمیشگی کر ہم تجھ کو یہ تکلیف نہیں دیتے کہ اپنے لئے اور دوسروں کیلئے روزی پیدا کر۔ ہم تجھے رزق دینگے اور جنت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

تشریح

(۱۲۹) اللہ کی طرف سے ڈھیل میں بھی مصلحت ہے۔ | جسطرح پچھلی قوموں کو ہلاک کر دیا گیا، موجودہ قوموں کو بھی سزا دی جا سکتی ہے مگر اللہ کی طرف سے جو ڈھیل دی جاتی ہے اسمیں بھی اس کی حکمت اور مصلحت چھپی ہوئی ہے وہ موقع دینا چاہتا ہے اپنے آپ کو سدھارنے کا لیکن یہ موقعہ بھی ایک حد تک ہوتا ہے جب وہ مقررہ وقت آجاتا ہے تو لگام کھینچ لی جاتی ہے۔

(۱۳۰) صبر اور نماز سے مدد لو | کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنی مصلحت کے مطابق مہلت کے لئے ایک وقت مقرر کر چکا ہے اور جو کچھ ہونا ہے وہ اپنے وقت پر ہونا ہے اسلئے اے پیغمبر آپ ان کی الٹی سیدھی باتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ فرمائیں اور اپنا فریضۂ دعوت و تبلیغ ادا کرتے رہیں اور اس کے لئے صبر اور نماز سے مدد لیں۔ کیونکہ تحمل و برداشت اور صبر کی طاقت نماز اور ذکر الٰہی سے ملے گی۔ سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز اور سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز، رات کے اوقات میں عشا اور تہجد کی نماز، اسی طرح دن کے کناروں میں صبح کے بعد زوال آفتاب جس سے مراد ظہر کی نماز ہے یہ طرزِ عمل تمہیں دنیا اور آخرت میں راضی رکھے گا۔ آخرت میں اس کا بھاری اجر ملیگا۔

(۱۳۱) دنیا پرستوں کے اسباب عیش پر نظر نہ کیجئے | آپکی نگاہ اعلیٰ مقصد پر رہے یہ دولت جو آپکے حصے میں آئی ہے ساری دولتوں سے بڑھ کر ہے دنیا پرستوں کے اسبابِ عیش اور شان وشوکت کی طرف بالکل دھیان نہ دیں یہ سب چیزیں ان کے لئے زبردست آزمائش ہیں آپ کے لئے دنیا میں رزقِ حلال اور آخرت کی نعمتیں کہیں بہتر اور پائیدار ہیں جن کا آپ سے اللہ نے وعدہ کیا ہے آپکی یہ روش جیسا کہ شروع سے ہے تمام اہل ایمان کو اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔

(۱۳۲) خود بھی نماز کے پابند رہو اور اہل وعیال کو تاکید کرو رزق دینے والے ہم ہیں | اپنے اہل وعیال کے زاویہ نظر اور معیار قدر کو اللہ کی عبادت اور فرماں برداری کی طرف رکھو ان کا مرکز توجہ یہ ہونا چاہیئے کہ پاک رزق پر صابر اور قانع رہتے ہوئے اللہ کی عبادت اور فرماں برداری کو اہم سمجھیں ہم نے رزق کا وعدہ کیا ہے وہ ہم دیتے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے وہ بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرو جو ایمان اور تقویٰ کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ نماز واطاعت کی تاکید تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے اس سے تم میں وہ تقویٰ پیدا ہوگا جو دنیا اور آخرت میں آخری اور مستقل کامیابی کا ذریعہ ہوگا جیسا کہ سورۂ طلاق میں ہے، وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (آیت ۲، ۳ پارہ ۲۸)
(جو اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے راستے سے رزق دیگا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔)

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ

وَقَالُوْا	لَوْ	لَا يَاْتِيْنَا	بِاٰيَةٍ	مِّنْ	رَّبِّهٖ	اَوَلَمْ + تَاْتِهِمْ	بَيِّنَةُ
اور وہ کہتے ہیں	کیوں	نہیں لاتے	کوئی نشانی	سے	اپنا رب	کیا نہیں ان کے پاس آئی	واضح نشانی

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ اپنے رب کی طرف سے، کیا ان کے پاس (وہ) واضح نشانی

مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ

مَا	فِي	الصُّحُفِ	الْاُوْلٰى	وَلَوْ	اَنَّآ	اَهْلَكْنٰهُمْ	بِعَذَابٍ
جو	میں	صحیفے	پہلے	اور اگر	ہم	انہیں ہلاک کر دیتے	کسی عذاب سے

نہیں آئی جو پہلے صحیفوں میں ہے اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے (رسولوں کے) آنے سے قبل کسی عذاب سے

مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

مِّنْ قَبْلِهٖ	لَقَالُوْا	رَبَّنَا	لَوْ	لَآ اَرْسَلْتَ	اِلَيْنَا	رَسُوْلًا
اس سے قبل	تو وہ کہتے	اے ہمارے رب	کیوں	تونے نہ بھیجا	ہماری طرف	کوئی رسول

تو وہ کہتے اے ہمارے رب! تونے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ تو ہم

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ

فَنَتَّبِعَ	اٰيٰتِكَ	مِنْ + قَبْلِ	اَنْ + نَّذِلَّ	وَنَخْزٰى	قُلْ
تو ہم پیروی کرتے	تیرے احکام	اس سے قبل	کہ ہم ذلیل ہوں	اور ہم رسوا ہوں	کہہ دیں

اس سے قبل کہ ذلیل اور رسوا ہوں ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے۔ آپ کہہ دیں

كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ

كُلٌّ	مُّتَرَبِّصٌ	فَتَرَبَّصُوْا	فَسَتَعْلَمُوْنَ	مَنْ	اَصْحٰبُ
سب	منتظر ہیں	سو تم انتظار کرو	سو عنقریب تم جان لوگے	کون	والے

سب منتظر [illegible] (ابھی) انتظار کرو، سو عنقریب تم جان لوگے کون ہیں سیدھے

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

الصِّرَاطِ	السَّوِيِّ	وَمَنِ	اهْتَدٰى
راستہ	سیدھا	اور کون	اس نے ہدایت پائی

راستے والے اور کون ہے جس نے ہدایت پائی۔

وَقَالُوْا اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ لَوْلَا هَلَّا يَاْتِيْنَا مُحَمَّدٌ بِاٰيَةٍ

(۱۳۳) اور مشرکوں نے کہا کہ محمد ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی جو ہم چاہتے ہیں کیوں نہ لایا۔ اور کیا

مِّنْ رَّبِّهٖ مِمَّا يَقْتَرِحُوْنَهُ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ بَيِّنَةُ بَيَانُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ○ الْمُشْتَمِلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ مِنْ اَنْبَاءِ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَاِهْلَاكِهِمْ بِتَكْذِيْبِ الرُّسُلِ

نہیں ان کے پاس دلیل ظاہر اور بیان ان خبروں کا جو پہلی کتابوں میں ہیں. کیونکہ قرآن میں سب مذکور ہیں گذشتہ امتوں کے قصے اور ان کا ہلاک کرنا بسبب ان کے پیغمبروں کی تکذیب کے ۔

(۱۳۴) وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ قَبْلَ مُحَمَّدٍ الرَّسُوْلِ لَقَالُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَبَّنَا لَوْلَا هَلَّا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ الْمُرْسَلَ بِهَا مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ فِي الْقِيٰمَةِ وَنَخْزٰى ○ فِيْ جَهَنَّمَ

(۱۳۴) اور اگر ہم ان کو عذاب بھیج کر ہلاک کر دیتے پہلے آنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تو وہ قیامت کے دن کہتے کہ اے ہمارے رب ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کے جو وہ لاتا پیروی کرتے پہلے اس سے کہ ہم قیامت میں ذلت اور دوزخ میں رسوائی اٹھاتے ۔

(۱۳۵) قُلْ لَّهُمْ كُلٌّ مِّنَّا وَمِنْكُمْ مُّتَرَبِّصٌ مُنْتَظِرٌ مَا يَؤُوْلُ اِلَيْهِ الْاَمْرُ فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ فِي الْقِيٰمَةِ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ الطَّرِيْقِ السَّوِيِّ الْمُسْتَقِيْمِ وَمَنِ اهْتَدٰى ○ مِنَ الضَّلٰلَةِ اَنَحْنُ اَمْ اَنْتُمْ

(۱۳۵) ان سے کہدو کہ ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک منتظر ہے اس امر کا جو پیش آوے سو تم انتظار کرو کہ عنقریب قیامت میں جان لوگے کہ سیدھے راستے والے اور گمراہی سے ہدایت پانے والے کون ہیں؟ ہم یا تم!

تشریح

(۱۳۳) کھلی نشانی کا مطالبہ | یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں کہ کوئی ایسی حسی کھلی نشانی لے کر آؤ کہ اس کے بعد انکار کی گنجائش نہ رہے۔ کیا یہ قرآن کھلی نشانی نہیں ہے جس میں پچھلی کتابوں کے ضروری مضامین محفوظ ہیں اور یہ کتاب حضرت محمدؐ کی صداقت کے لئے سب سے بڑی دلیل اور گواہ ہے۔ ایک اُمّی پر ایسی کتاب کا نازل ہونا جس میں شروع سے اب تک کی تمام کتابوں کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے اور انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے وہ دستورِ حیات پیش کیا ہے جو دنیا کے بڑے سے بڑے مفکرین بھی پیش کرنے سے

قائم ہیں جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں ہے ،

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (عنکبوت آیت ۵۰، ۵۱ پ ۲۱)

(یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے کہو نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر۔ اور کیا ان لوگوں کے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے، درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔)

یعنی قرآن جیسی کتاب کا نازل ہونا بجائے خود اتنا بڑا معجزہ ہے جو حضرت محمدؐ کی رسالت پر یقین کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۱۳۴) حضرت محمدؐ کی رسالت نہ ماننے والوں کے لیے حجت ہے | جو لوگ آج حضرت محمدؐ کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں ان کے لیے قرآن کا نازل ہونا اور حضرت محمدؐ کا رسول بنایا جانا ایک حجت ہے۔ اگر قرآن کے نازل ہونے سے پہلے اور حضرت محمدؐ کے رسول بنائے جانے سے پہلے ان کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا تو اس وقت لوگ یہی کہتے کہ اے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی سمجھانے والا کیوں نہ بھیجا اور کوئی کتاب نازل کیوں نہ کی کہ ہم اسکی پیروی کر کے ذلیل اور رسوا ہونے سے بچ جاتے لیکن جب کتاب بھی آگئی ہے اور رسول بھی تو اب حجت باقی نہیں رہی اور اب نہ ماننا انکے حیلے بہانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۱۳۵) انجام جلد ہی سامنے آنے والا ہے | جلد ہی تم دیکھ لوگے کہ جس نتیجے کا لوگوں کو انتظار ہے وہ سامنے آجائیگا اور سب دیکھ لیں گے کہ جس راہ کی طرف حضرت محمدؐ دعوت دے رہے ہیں وہ خیر و فلاح کا ـــــ راستہ ہے کہ نہیں۔ ہدایت پانے والے اور سیدھے راہ پر چلنے والے کون لوگ ہیں۔ یہ تمہارے سامنے بہت جلد آجائے گا۔

پارہ ۱۷

الانبیاء

۲۱

ترتیب تلاوت ——— ۲۱	ترتیب نزول ——— ۷۲
مکی / مدنی ——— مکی	تعدادِ رکوعات ——— ۷
تعدادِ آیات ——— ۱۱۲	تعدادِ الفاظ ——— ۱۱۸۷
تعدادِ حروف ——— ۵۱۵۴	

- اس سورت کا نام "الانبیاء" اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں بہت سے نبیوں کا ذکر آیا ہے۔ یہ نام محض علامت ہے، سورت کا موضوع یا عنوان نہیں ہے۔
- اس سورت کے مضمون سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں یہ سورت مکے کے متوسط دور میں نازل ہوئی ہے۔
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکے کے لوگوں کو اسلام کے بنیادی اصولوں کی دعوت دی جس میں توحید و آخرت کا عقیدہ اور آپ کا یہ دعویٰ کہ آپ کو اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے یہ تینوں چیزیں شامل تھیں، اس دعوت سے ہی آپ کے اور مکے کے لوگوں کے درمیان کش مکش کا آغاز ہو گیا جس میں قریش کے سردار پیش پیش تھے۔ اس سورت میں حق و باطل کی اس کشمکش پر بحث کی گئی ہے۔
- توحید اور شرک کے درمیان جو کش مکش ہے اس میں توحید کے تعلق سے بڑے وزنی اور دل نشین

دلائل سے سمجھایا گیا ہے کہ اس کائنات کے نظام میں ایک سے زیادہ معبود کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ دنیا کے آغاز سے لیکر جتنے بھی نبی اور رسول اللہ کی طرف سے آئے ہیں وہ سب عام انسانی اوصاف سے متصف تھے۔ انسانوں کی طرح پیدا ہوئے، انسانوں کی طرح زندگی بسر کی، اور انسانوں کی طرح دُنیا سے رخصت ہوئے۔ بشری صفات کے باوجود ان کا امتیاز یہ تھا کہ اللہ نے ان کو اپنا پیغمبر منتخب کیا تھا اور وہ اپنے اخلاق اور کردار کے اعتبار سے قطعی بے غبار تھے۔

دنیا میں کامیابی اور آخرت کی فلاح اور نجات اب اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ حضرت محمدؐ کو اللہ کا سچا رسول مان کر اُن پر نازل کی گئی اللہ کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اس کو چھوڑ کر باقی سارے نظریات قطعی باطل اور ناقابل التفات ہیں۔

○ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی یہ زندگی آخرت کی بنیاد ہے۔ یہ زندگی کوئی کھیل نہیں ہے کہ جو یوں ہی چند روز کھیل کر ختم ہو جائے۔ بلکہ یہاں جو بھی عمل کیا جائے گا آخرت میں اس کا حساب کتاب ہوگا اور اس کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

○ دعوتِ حق کو ثابت کرنے کے لئے انبیاء کرام کے مختلف واقعات بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اگرچہ انبیاء کرام پر طرح طرح کے مصائب آئے ہیں اور مخالفین نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ اللہ کے دین کا راستہ روک سکیں مگر اللہ کی نصرت سے کامیابی پیغمبروں ہی کو ملی ہے

○ یہ بات خاص طور پر واضح کی گئی ہے کہ اللہ کا دین شروع سے ایک تھا، ایک ہے اور نوع انسانی کا اصل دین یہی ہے جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں۔

آیاتها ۱۱۲	۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْبِیَاۗءِ مَکِّیَّةٌ ۷۳	رُکُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ①

مُّعْرِضُوْنَ	فِیْ غَفْلَةٍ	وَهُمْ	حِسَابُهُمْ	لِلنَّاسِ	اِقْتَرَبَ
منہ پھیر رہے ہیں	غفلت میں	اور وہ	ان کا حساب	لوگوں کے لئے	قریب آگیا

لوگوں کے لئے ان کے حساب (کا وقت) قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِیَاۗءِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی اَوِاثْنَتَا عَشَرَةَ اٰیَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① اِقْتَرَبَ قَرُبَ لِلنَّاسِ اَهْلِ مَکَّةَ مُنْکِرِی الْبَعْثِ حِسَابُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ عَنْهُ مُّعْرِضُوْنَ ○ عَنِ التَّاَهُّبِ لَهٗ بِالْاِیْمَانِ۔

سورۃ انبیاء مکی ہے اور اسمیں ایک سو گیارہ یا بارہ آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش والا مہربان ہے

① اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ نزدیک آگیا اہل مکہ کا حساب، دن قیامت میں جو انکار کرنے والے ہیں قیامت کا اور حال یہ ہے کہ وہ اس سے غافل اور اسکی تیاری سے منہ پھیرنے والے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے۔

تشریح

① اب قیامت دور نہیں ہے | قیامت آنے کا وقت اب زیادہ دور نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری دنیا کی تاریخ کے آخری دور کی علامت ہے۔ اس کو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ (مسلم کتاب الفتن) میں ایسے وقت میں مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ اور آپ نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے سمجھایا کہ جس طرح یہ دو انگلیاں پاس پاس ہیں اسی طرح میرے بعد بیچ میں کسی اور نبی کو آنا نہیں ہے میرے بعد بس قیامت ہی آنے والی ہے۔

آدمی کی زندگی اور موت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے اور موت کے ساتھ ہی حسابی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے، اس تنبیہ کے باوجود لوگ اپنے انجام سے بے خبر ہیں اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، ان کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ ہمیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

جواب دہی کا تصور انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے اور اس میں یہ آمادگی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے احکامات و ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرے۔

مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا

اِلَّا	مُّحۡدَثٍ	مِّنۡ رَّبِّہِمۡ	ذِکۡرٍ	مِّنۡ	مَا یَاۡتِیۡہِمۡ
مگر	نئی	اُن کے رب سے	نصیحت	کوئی	انکے پاس نہیں آتی

ان کے پاس اُن کے رب (کی طرف) سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اُسے

اسۡتَمَعُوۡہُ وَ ہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

	یَلۡعَبُوۡنَ	وَ ہُمۡ	اسۡتَمَعُوۡہُ
	کھیلتے ہیں (کھیلتے ہوئے)	اور وہ	وہ اسے سُنتے ہیں

کھیلتے ہوئے (بے پرواہ ہو کر) سُنتے ہیں۔

۲ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ مُّحۡدَثٍ شَیۡئًا فَشَیۡئًا اَیۡ لَفۡظِ قُرۡاٰنٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡہُ وَ ہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۙ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ

۲ جو کچھ انکے پاس انکے رب کی طرف سے نیا ذکر آتا ہے یعنی قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا ہے وہ اس کو ہنسی کی راہ سے سُنتے ہیں (محدث جسکے معنی حادث کے ہیں۔ لفظ قرآن کو فرمایا کہ وہ حادث ہیں اور کلام نفسی قدیم ہے۔)

تشریح

۲ قرآن مجید کی تذکیر سے لاپروائی | قرآن کی ہر نصیحت ایک نئی تذکیری شان لئے ہوئے ہوتی ہے مگر لوگ اتنے لاپرواہ اور غیر سنجیدہ واقع ہوئے ہیں کہ اس کی یاد دہانی سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس وقت جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس کے اولین مخاطبوں کا بھی یہی حال تھا کہ وہ قرآن کی نصیحتوں پر پوری توجہ دینے کے بجائے اس کو کھیل تماشے کے انداز میں دیکھتے تھے۔

آج بھی نام نہاد دانشوروں کا ایک بڑا طبقہ ہے جو خدا' مذہب' آخرت، جنت اور دوزخ کی باتوں کو سنجیدگی سے سُننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جس پر انسان کی دنیا اور آخرت کی فلاح کا مدار ہے۔ آج دنیا قانون سازی کے کتنے تجربوں سے گزر رہی ہے اور کتنے ازم آزما چکی ہے۔ انسانی مسائل کے حل میں ان کی ناکامی کی بنیادی وجہ خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کا نہ ہونا ہے۔ اس لئے تمام پیغمبروں کی تعلیم کی بنیادی اینٹ یہی رہی ہے جہاں سے انسان انسان بنتا ہے اور اللہ کے قانون کی پاسداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ

لَاهِيَةً	قُلُوْبُهُمْ	وَاَسَرُّوا	النَّجْوَى	الَّذِيْنَ + ظَلَمُوْا	هَلْ	هٰذَآ
غفلت میں ہیں	انکے دل	اور چپکے چپکے بات کی	سرگوشی	(وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا (ظالم)	کیا	یہ

ان کے دل غفلت میں ہیں اور ظالموں نے چپکے چپکے سرگوشی کی کہ یہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) کیا ہیں !

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③

اِلَّا	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	اَفَتَاْتُوْنَ	السِّحْرَ	وَاَنْتُمْ	تُبْصِرُوْنَ	
مگر	ایک بشر	ہی جیسا	کیا پس تم آؤگے	جادو	اور (جبکہ) تم	دیکھتے ہو	

مگر ایک بشر تم ہی جیسے، کیا تم (پھر بھی) تم جادو کے پاس آؤگے؟ جبکہ تم دیکھتے ہو۔

③ لَاهِيَةً غَافِلَةً قُلُوْبُهُمْ عَنْ مَعْنَاهُ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى اَيْ اَلْكَلَامَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بَدَلٌ مِنْ وَاوِ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى هَلْ هٰذَا اَيْ مُحَمَّدٌ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ فَمَا يَاْتِيْ بِهٖ سِحْرٌ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ تَتَّبِعُوْنَهٗ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ سِحْرٌ

③ درآں حالیکہ ان کے دل قرآن کے معنی سمجھنے سے غافل ہیں اور ظالمین آپس میں آہستہ باتیں کرتے ہیں کہ یہ محمدؐ بھی تم جیسا ایک آدمی ہے۔

سو جو کچھ یہ بیان کرتا ہے وہ جادو ہے پس کیا تم پیروی کروگے جادو کی حالانکہ تم واقف ہو کر یہ جادو ہے۔

تشریح

③ غفلت کی وجہ دنیا سے رغبت ـــــ نبیؐ کے کردار کی جاذبیت | کیونکہ ان لوگوں کے دل دنیا کی طرف راغب ہیں اور یہ انہی فکروں میں منہمک رہتے ہیں، اس لئے یہ لوگ آخرت سے غافل ہیں اور قرآن کی دعوت کو سنجیدگی سے نہیں لیتے اور آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم جیسا ایک انسان ہی تو ہے۔ کیا تم دیکھتی آنکھوں اس کے جادو کے پھندوں میں پھنس جاؤگے۔

ان کا خیال تھا کہ جب یہ ہم ہی جیسا انسان ہے کھاتا پیتا ہے، اس کے بیوی بچے ہیں تو یہ نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ حالانکہ نبی کے لئے انسان ہونا ہی ضروری ہے کیونکہ وہ انسانوں

کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ نبی ص کے کردار میں اور آپ کی شخصیت میں جو غیر معمولی جاذبیت تھی کہ جو شخص آپ سے ملتا تھا آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا، اس کو وہ جادو سے تعبیر کرتے تھے۔ حالانکہ وہ جادو اخلاق کا تھا حسن کردار وعمل کا تھا اور آپ اپنی دعوت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ اس کی بہت سی مثالیں آپ کی زندگی میں ملتی ہیں کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ایک مرتبہ عتبہ بن ربیعہ جو ابوسفیان کے خسر اور ہندہ کے باپ تھے انہوں نے قریش کے سرداروں سے مشورہ کر کے کہا کہ اگر تم لوگوں کی رائے ہو تو میں جا کر محمد ص سے بات کروں اور ان کو سمجھانے کی کوشش کروں۔ قریش کے سرداروں نے کہا ابوالولید! ہمیں تمہارے اوپر بھروسہ ہے تم جا کر ضرور بات کرو۔ کیونکہ یہ لوگ اس بات سے بڑے پریشان تھے کہ حضرت حمزہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد لوگوں کے حوصلے کھل گئے تھے اور اسلام لانے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جاری تھی ——— عتبہ نے جا کر حضرت محمد ص سے بات کی اور سمجھایا کہ بھتیجے! تم ایک شریف گھرانے کے شریف انسان ہو، یہ تم نے کیا جھگڑا کھڑا کر دیا جس سے قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ ہم تمہارے لئے وہی کرنے کو تیار رہیں۔ اگر تم بادشاہی چاہتے ہو تو تمہیں بادشاہ مان لیتے ہیں، دولت چاہتے ہو تو تمہارے لئے دولت جمع کر دیتے ہیں، اگر کوئی تکلیف ہے تو تمہارا علاج کروا دیتے ہیں۔

ابوالولید عتبہ کی باتیں سنکر نبی ص نے اس کے جواب میں سورۃ حم سجدہ کی تلاوت فرمائی۔ اس سورۃ کی آیت نمبر ۳۸ پر پہونچ کر آپ نے سجدہ کیا۔ اور سجدہ سے اٹھ کر فرمایا۔ ابوالولید، جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ آپ نے سن لیا، ابوالولید جب آپ کے پاس سے اٹھ کر قریش کے سرداروں کے پاس پہنچا تو اس کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم آج میں نے ایسا کلام سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا ——— (یہ واقعہ محمد ابن اسحق متوفی ۱۵۲ھ نے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۱۳-۳۱۴)

بیہقی کی روایت میں اس واقعہ کے تعلق سے یہ اضافہ ہے کہ جب حضور ص سورۂ حم سجدہ کی اس آیت پر پہنچے:
فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ـــ تو عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا خدا کے لئے رحم کرو۔

ایک مرتبہ قبیلہ آراش کا ایک شخص اپنے اونٹ فروخت کرنے کے لئے مکہ آیا۔ ابوجہل نے اسکے اونٹ خرید لئے مگر اسکے پیسے دینے میں لیت ولعل کرنے لگا۔ اس شخص نے مجبور ہو کر حرم کعبہ میں جب قریش کے سردار جمع تھے اپنا معاملہ انکے سامنے رکھا کہ ابوجہل نے میرے اونٹ لے لئے ہیں مگر قیمت نہیں دے رہا ہے ——— وہاں لوگوں نے بطور مذاق حضرت محمد ص کی طرف اشارہ کیا کہ ان صاحب سے کہو وہ تمہارے پیسے دلوادیں گے۔ اس نے جا کر آپکو بتایا۔ آپ فوراً اسکی مدد کے لئے تیار ہو گئے اور اس کو لے کر ابوجہل کے مکان پر پہنچے۔ حرم کعبہ میں موجود لوگوں نے ایک آدمی کو آپکے پیچھے لگا دیا کہ بتانا وہاں کیا ہوا ہے۔ حضرت محمد ص نے ابوجہل کے مکان پر پہنچ کر ابوجہل کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم نے اس کے اونٹ لئے ہیں، قیمت فوراً ادا کردو۔ ابوجہل گھر میں گیا اور بغیر کچھ کہے سنے پوری قیمت اسکو ادا کر دی۔ قریش کے سرداروں نے جس آدمی کو پیچھے پیچھے بھیجا تھا جب اس نے آکر بتایا کہ یہ معاملہ ہوا ہے تو لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ ابوجہل سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جب حضرت محمد ص نے مجھ سے کہا کہ انکے پیسے دیدو تو مجھے ایسا لگا جیسے میرے بدن میں جان نہیں ہے اور میں انکی بات ماننے کے لئے مجبور ہوں۔ (ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۹-۳۰)

اصل میں یہی وہ حسن کردار کا اثر تھا جسکو لوگ جادو سمجھتے تھے۔ حق و صداقت میں خود ایک قوت ہوتی ہے اور وہ جاذبیت ہوتی ہے جو دشمن کو بھی جھکنے پہ مجبور کر دیتی ہے، کردار کی تلوار دلوں کو جھکا دیتی ہے۔ یہ الفاظ کی نہیں کردار کی جادوگری تھی۔

قَلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ

قَلَ	رَبِّیْ	یَعْلَمُ	الْقَوْلَ	فِی السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	وَهُوَ	السَّمِیْعُ
فرمایا	میرارب	جانتا ہے	بات	آسمانوں میں	اور زمین	اور وہ	سُننے والا

آپؐ نے فرمایا میرارب جانتا ہے ہر بات جو آسمانوں میں اور زمین میں (ہوتی ہے) اور وہ سُننے والا

الْعَلِیْمُ ﴿٤﴾ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ

الْعَلِیْمُ	بَلْ	قَالُوْٓا	اَضْغَاثُ	اَحْلَامٍ	بَلِ	افْتَرٰىهُ	بَلْ هُوَ
جاننے والا	بلکہ	انھوں نے کہا	پریشان	خواب	بلکہ	اس نے گھڑ لیا ہے	بلکہ وہ

جاننے والا ہے۔ بلکہ انھوں نے کہا (یہ) پریشان خواب ہیں، بلکہ اس نے گھڑ لیا ہے، بلکہ وہ تو

شَاعِرٌ ۚۖ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٥﴾

شَاعِرٌ	فَلْیَاْتِنَا	بِاٰیَةٍ	كَمَآ	اُرْسِلَ	الْاَوَّلُوْنَ	
ایک شاعر	پس وہ ہمارے پاس لے آئے	کوئی نشانی	جیسے	بھیجے گئے	پہلے	

ایک شاعر ہے۔ پس وہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے (نبی نشانیاں دیکر) بھیجے گئے تھے۔

(٤) قَلَ لَهُمْ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ
كَائِنًا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ السَّمِیْعُ لِمَا اَسَرُّوْهُ
الْعَلِیْمُ ○ بِهٖ
(٥) بَلْ لِلْاِنْتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ
اِلٰی اٰخَرَ فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ
قَالُوْٓا اَنَّمَا اَتٰی بِهٖ مِنَ
الْقُرْاٰنِ هُوَ اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍ اَخْلَاطٌ رَاٰهَا فِی
النَّوْمِ بَلِ افْتَرٰىهُ اِخْتَلَقَهٗ
بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج فَمَا
اَتٰی بِهٖ شِعْرٌ فَلْیَاْتِنَا
بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○
كَالنَّاقَةِ وَالْعَصَا وَالْیَدِ

(٤) ان سے کہدو کہ میرارب جانتا ہے بات جو ہونے والی ہے آسمان میں اور زمین میں اور اللہ سنتا ہے جو وہ آہستہ باتیں کرتے ہیں جانتا ہے اس کو۔

(٥) بلکہ وہ کہتے ہیں قرآن کی نسبت جسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے کہ یہ خواب کے جھوٹے خیالات ہیں۔

بلکہ محمد نے اس کو اپنے جی سے بنا لیا ہے بلکہ محمد شاعر ہے جو کچھ وہ کہتا ہے شعر ہے (لفظ بل تینوں جگہ ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنے کے لئے ہے) پس محمد اگر سچا پیغمبر ہے تو چاہیئے کہ لادے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے پہلے پیغمبر لائے مثل ناقہ کے اور عصار موسیٰ اور ید بیضا کے

تشریح

(۴) اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتے ہیں | ان ساری تہمتوں کے جواب میں رسول نے کہا کہ تم کچھ بھی کہتے رہو اللہ تعالیٰ ہر بات کو جانتے ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی ان سے چھپی نہیں ہے وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے اس لئے میں اپنا معاملہ اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ جو کچھ تم باتیں بناتے ہو اور سرگوشیوں میں جو کچھ کہتے سنتے ہو ان سے وہ بے خبر نہیں ہے۔

(۵) منکرین کے الجھے ہوئے الزامات | جو لوگ اس بات کا انکار کرتے تھے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں یا یہ کہ جو کلام آپ پیش کر رہے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے، وہ آپ کے اوپر طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ اجی یہ قرآن کیا ہے؟ کچھ پراگندہ خوابوں کا مجموعہ ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ اس کی یہ من گھڑت باتیں ہیں۔ کبھی کہتے تھے کہ یہ شاعر ہے اور قرآن اس کی شاعرانہ تخیل کی پرواز ہے ——— غرض طرح طرح کے الزامات لگا کر لوگوں کو حق سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ یہ کوئی نشانی لے کر کیوں نہیں آتے جس طرح پرانے رسول نشانیاں لے کر آئے تھے۔ غرض اس طرح کے اُلجھے ہوئے الزامات لگاتے تھے جس سے ان کی اپنی الجھی ہوئی ذہنیت کا پتہ لگتا تھا۔ مکے کے ان سرکردہ لوگوں نے جب دیکھا کہ لاکھ الزامات کے باوجود اللہ کا یہ دین لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنا رہا ہے۔ تو ان لوگوں نے طے کیا کہ آپ کے خلاف منظم طور پر پروپیگنڈہ کیا جائے اور جو شخص بھی مکے میں زیارت کے لئے آئے اس کو حضرت محمدؐ کے بارے میں اتنا بدظن کر دیا جائے کہ وہ آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہو۔ خاص طور پر حج کے زمانے میں اس کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے اور جگہ جگہ اپنے آدمی پھیلا دئے جائیں جو لوگوں سے مل مل کر ان کو بتائیں کہ یہ شخص کتنا بڑا جادوگر ہے اور خود ہی یہ کلام گھڑ کے اسے اللہ کا کلام کہتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ ابن اسحٰق نے طفیل بن عمرو داوسی کا نقل کیا ہے۔ طفیل کہتے ہیں کہ میں قبیلہ داوس کا رہنے والا تھا اور ایک شاعر تھا، میں کسی کام کے لئے مکہ گیا تو لوگوں نے مجھے گھیر لیا اور حضرت محمدؐ کے خلاف مجھے اتنی باتیں بتائیں کہ میں واقعی بدگمان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ میں آپ سے ملاقات نہ کرونگا۔ دوسرے دن میں حرم میں آیا تو حضرت محمدؐ کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے کانوں میں کچھ جملے پڑے تو میں نے محسوس کیا کہ یہ تو کوئی بڑا اچھا کلام معلوم ہوتا ہے جب آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے گھر پہنچا اور آپ کو ساری بات بتا کر فرمائش کی کہ جو کلام آپ پڑھ رہے تھے وہ مجھے سنائیں۔ جب آپ نے مجھے قرآن مجید کی کچھ آیتیں سُنائیں تو میں بڑا متاثر ہوا اور آپ پر ایمان لایا اور اپنے گھر واپس آ کر اپنے والد اور بیوی کو بھی مسلمان کیا اور اپنے قبیلے داوس میں اسلام کی تبلیغ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ غزوۂ خندق کے زمانے تک میرے قبیلے کے ستر، اسّی گھرانے اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔
(ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۲ - ۲۴)۔

○ قریش کے ان سرداروں کی مجلس میں ایک مرتبہ نضر بن حارث نے کہا کہ محمد کا مقابلہ اس طرح نہ ہو سکے گا کیونکہ نہ وہ ساحر ہے، نہ شاعر ہے، نہ مجنون ہے۔ اس نے تجویز پیش کی کہ ایسی داستانیں لوگوں کو سنائی جائیں جو قرآن سے زیادہ دلچسپ ہوں اور لوگ قرآن کو چھوڑ کر اس کو سُننے لگیں۔
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود بھی اپنی کمزوری کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں وہ سچ نہیں ہے۔

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ

مَآ اٰمَنَتْ	قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْيَةٍ	اَهْلَكْنٰهَا	اَفَهُمْ
نہ ایمان لائی	ان سے قبل	کوئی بستی	ہم نے اسے ہلاک کیا	اور کیا یہ

ان سے قبل کوئی بستی جس کو ہم نے ہلاک کیا (نشانیاں دیکھ کر بھی) ایمان نہیں لائی، تو کیا یہ

يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا

يُؤْمِنُوْنَ	وَمَآ	اَرْسَلْنَا	قَبْلَكَ	اِلَّا	رِجَالًا
ایمان لائیں گے	اور نہیں	بھیجے ہم نے	تم سے پہلے	مگر	مرد

ایمان لے آئیں گے؟ اور ہم نے (رسول) نہیں بھیجے تم سے پہلے مگر مرد

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ

نُّوْحِيْٓ	اِلَيْهِمْ	فَسْئَلُوْٓا	اَهْلَ + الذِّكْرِ	اِنْ
ہم وحی بھیجتے تھے	ان کی طرف	پس پوچھ لو	یاد رکھنے والے	اگر

ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے، پس یاد رکھنے والوں سے پوچھ لو اگر تم

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا

كُنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ	وَمَا جَعَلْنٰهُمْ	جَسَدًا	لَّا
تم ہو	تم نہیں جانتے	اور ہم نے نہیں بنائے ان کے	ایسے جسم	نہ

نہیں جانتے۔ اور ہم نے ان کے لئے ایسے جسم نہیں بنائے کہ وہ

يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ

يَاْكُلُوْنَ	الطَّعَامَ	وَ	مَا كَانُوْا	خٰلِدِيْنَ	ثُمَّ
کھاتے ہوں	کھانا	اور	وہ نہ تھے	ہمیشہ رہنے والے	پھر

کھانا نہ کھاتے ہوں، اور وہ نہ تھے ہمیشہ رہنے والے پھر

صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ

صَدَقْنٰهُمُ	الْوَعْدَ	فَاَنْجَيْنٰهُمْ	وَمَنْ	نَّشَآءُ
ہم نے سچا کر دیا ان سے	وعدہ	پس ہم نے بچا لیا انھیں	اور جس کو	ہم نے چاہا

ہم نے ان سے اپنا وعدہ سچا کر دیا پس ہم نے انہیں بچا لیا، اور جس کو ہم نے چاہا،

وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا

كِتٰبًا	اِلَيْكُمْ	لَقَدْ اَنْزَلْنَآ	الْمُسْرِفِيْنَ	وَ اَهْلَكْنَا
ایک کتاب	تمہاری طرف	تحقیق ہم نے نازل کی	حد سے بڑھنے والے	اور ہم نے ہلاک کردیا

اور ہم نے ہلاک کردیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ تحقیق ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی

فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑩ ع

ع ۱

	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	ذِكْرُكُمْ	فِيْهِ
	تو کیا تم سمجھتے نہیں ؟	تمہارا ذکر	اسمیں

اس میں تمہارا ذکر ہے، تو کیا تم سمجھتے نہیں ؟۔

⑥ قَالَ تَعَالٰى مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَىْ اَهْلِهَا اَهْلَكْنٰهَا بِتَكْذِيْبِهَا مَا اَتَاهَا مِنَ الْاٰيَاتِ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ لَا

⑥ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں ایمان لائے اہل قریہ ان سے پہلے جن کو ہم نے ہلاک کیا اس وجہ سے کہ انھوں نے ان نشانیوں کو جھٹلایا جو ان کے پیغمبر لائے سو کیا یہ لوگ ایمان لاویں گے ہرگز نہیں۔

⑦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا يُّوْحٰى وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالنُّوْنِ وَكَسْرِ الْحَاءِ اِلَيْهِمْ لَا مَلَائِكَةً فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ الْعُلَمَاءَ بِالتَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ذٰلِكَ فَاِنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهٗ وَاَنْتُمْ اِلٰى تَصْدِيْقِهِمْ اَقْرَبُ مِنْ تَصْدِيْقِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

⑦ اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بنا کر انکی طرف آدمیوں کو بھیجا ہے نہ کہ فرشتوں کو۔

پس پوچھ لو توریت وانجیل کے جاننے والوں سے اگر تم اس کو نہیں جانتے کہ بے شک وہ اس کو جانتے ہیں اور تم کو انکی بات زیادہ ماننی چاہیئے بہ نسبت مسلمانوں کے جو محمد پر ایمان لائے اور ان کے احکام کو سچا سمجھتے ہیں۔

⑧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ اَىِ الرُّسُلَ جَسَدًا بِمَعْنٰى اَجْسَادًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ بَلْ يَاْكُلُوْنَهٗ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ فِى الدُّنْيَا

⑧ اور ہم نے پیغمبروں کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاویں بلکہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ دنیا میں ہمیشہ نہیں رہے۔

⑨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ بِاِنْجَائِهِمْ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ اَىِ الْمُصَدِّقِيْنَ لَهُمْ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ○

⑨ پھر جو کچھ ہم نے ان سے وعدہ کیا انکو نجات دینے کا وہ سچا کیا کہ انکو ہم نے نجات دی اور ان کے ساتھ ہم نے جسکو چاہا یعنی انکی تصدیق کرنیوالوں کو اور ہلاک کیا ہم نے انکو جنھوں نے اسے جھٹلایا۔

الْمُكَذِّبِينَ لَهُمْ
(۱۰) لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۚ لِأَنَّهُ بِلُغَتِكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ فَتُؤْمِنُونَ بِهِ

(۱۰) اے جماعتِ قریش ہم نے تمہارے پاس ایسی کتاب بھی کہ اسمیں تمہارے لئے نصیحت ہے اور اسکو سمجھ سکتے ہو. کیونکہ وہ تمہاری زبان میں ہے سو کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ایمان لاؤ۔

تشریح

(۶) نشانیوں کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ کا جواب | منکرین کا مطالبہ یہ تھا کہ پرانے زمانے کے رسولوں کی طرح کوئی حسّی نشانی اور معجزہ ایسا ہو کہ اس کے بعد انکار کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اس مطالبے کا اللہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ پچھلے رسولوں کو جو حسّی نشانیاں اور معجزے دیئے گئے تھے ان کو دیکھنے کے بعد بھی جنھوں نے نہیں ماننا تھا نہ مانا۔ مثلاً حضرت موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا مگر کیا اس کو دیکھ کر فرعونی ایمان لے آئے؟ اصل میں ہٹ دھرمی ایک ایسی بیماری ہے کہ لاکھ معجزے سامنے ہوں انکار کرنے والے انکار ہی کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم رسول سے معجزے کا مطالبہ کرتی ہے اور اس کی فرمائش پر وہ معجزہ دکھادیا جاتا ہے تو پھر دو ہی باتیں ہوتی ہیں یا تو مان کر اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ ورنہ ہلاکت، جیسے قوم ثمود نے حضرت صالحؑ سے معجزے کا مطالبہ کیا اللہ تعالےٰ نے ان کی فرمائش کے مطابق پہاڑ ہی سے اونٹنی پیدا کردی مگر جب اس فرمائشی معجزے کے باوجود قوم صالح نے صداقت کو تسلیم نہیں کیا تو پھر ان کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو مکّے والوں کی عام تباہی منظور نہیں ہے اسلئے اللہ کی حکمت یہی ہے کہ ان کی فرمائش کے مطابق معجزے نہ دکھائے جائیں۔ باقی جہاں تک حق و صداقت کا معاملہ ہے قرآن کا معجزہ سامنے ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مجسم صداقت کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے بعد بھی سچائی تک پہونچنے کے لئے کسی اور معجزے کی ضرورت ہے؟ اور اگر ان کی فرمائش پر معجزہ دکھادیا جائے تو کیا وہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔

(۷) رسول کا بشر ہونا | اب رہی یہ بات کہ یہ رسول عام انسانوں کی طرح ایک انسان اور بشر ہیں تو اس سے پہلے جو رسول مقرر کئے گئے وہ سب بشر تھے یا نہیں؟ اہل کتاب سے پوچھو کہ حضرت موسیٰ بشر تھے، کچھ اور نہ تھے، جب ہمیشہ سے رسول بشر ہی ہوتے آئے ہیں تو آج رسول کے بشر ہونے پر حیرت کس لئے؟

(۸) پچھلے رسول میں بھی بشری خصوصیات موجود تھیں | حضرت محمدؐ سے پہلے جتنے بھی نبی اور رسول مقرر ہوئے ان میں سے کوئی بھی فوق البشر - (Super Human) - نہ تھا انمیں وہی ساری باتیں تھیں جو انسانوں میں ہوتی ہیں۔ انکو کوئی ایسا بدن نہیں دیا گیا تھا جسے کھانے کی ضرورت نہ ہو اور نہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے انکو بھی دوسرے انسانوں کیطرح موت آئی البتہ پیغمبر کو جو چیز دوسرے عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی وحی نازل کرتے ہیں۔

(۹) پچھلی تاریخ کا سبق | پچھلی تاریخ جہاں یہ بتاتی ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ تمام نبی اور رسول بشر تھے اور ان کا امتیاز یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی وحی نازل کرتا تھا۔ پچھلی تاریخ کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ بے سروسامانی کے باوجود اللہ کی مدد سے ان کو کامیابی حاصل ہوئی۔ بڑے بڑے متکبر جو ان سے ٹکرائے ان کی طاقت چور چور ہو کر رہ گئی۔ اللہ نے جو ان سے وعدے کئے تھے وہ سب پورے ہوئے اب اس تاریخ کی روشنی میں تم اپنے انجام پر بھی غور کرلو۔

(۱۰) قرآن کی اہمیت کو سمجھو | اگر تم قرآن کی اہمیت پر غور و فکر کروگے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس میں حقیقت کی نشاندہی کرنے والی وہ نشانیاں موجود ہیں جن کا تعلق تمہارے اپنے ہی ماحول سے ہے اسمیں کوئی چیز نہ پیچیدہ ہے نہ الجھی ہوئی ہے نہ گنجلک ہے، تمہاری اپنی زبان میں ہے۔ اسمیں تمہارے اپنے معاملاتِ زندگی پر بحث ہے جسمیں تمہارے صحیح سمتِ سفر کی نشاندہی کی گئی ہے پھر اسکو سمجھانے والا اور بتانے والا اور عمل کر کے دکھانے والا تمہارا وہ محسن ہے جس کو تم سے کوئی غرض نہیں ہے۔ آخر تم اس بات کو سمجھتے کیوں نہیں ہو؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا

وَ كَمْ قَصَمْنَا	مِنْ	قَرْيَةٍ	كَانَتْ	ظَالِمَةً	وَّ اَنْشَاْنَا
اور ہم نے کتنی ہلاک کردیں	سے	بستیاں	وہ تھیں	ستمگار	اور پیدا کئے ہم نے

اور ہم نے ہلاک کردیں کتنی ہی بستیاں کہ وہ ستم گار تھیں اور ہم نے ان کے بعد

بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ

بَعْدَهَا	قَوْمًا	اٰخَرِيْنَ	فَلَمَّآ	اَحَسُّوْا	بَاْسَنَآ	اِذَا هُمْ
ان کے بعد	گروہ۔ لوگ	دوسرے	پھر جب	انہوں نے آہٹ پائی	ہمارا عذاب	اس وقت وہ

دوسرے گروہ (اور لوگ) پیدا کئے۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو اس وقت

مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى

مِّنْهَا	يَرْكُضُوْنَ	لَا تَرْكُضُوْا	وَ	ارْجِعُوْٓا	اِلٰى
اس سے	بھاگنے لگے	مت بھاگو	اور	لوٹ جاؤ	طرف

اس سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ اس طرف جہاں

مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ⑬

مَآ	اُتْرِفْتُمْ	فِيْهِ	وَمَسٰكِنِكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْـَٔلُوْنَ
جو	تم آسائش دیئے گئے	اس میں	اور اپنے گھر	تا کہ تم	تمہاری پوچھ گچھ ہو

تمہیں آسائش دی گئی تھی اور اپنے گھروں کی طرف تا کہ تمہاری پوچھ گچھ ہو

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭

قَالُوْا	يٰوَيْلَنَآ	اِنَّا كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ	
وہ کہنے لگے	ہائے ہماری شامت	ہم بیشک تھے	ظالم	

وہ کہنے لگے ہماری شامت! بیشک ہم ظالم تھے۔

⑪ وَكَمْ قَصَمْنَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اَىْ اَهْلُهَا كَانَتْ ظَالِمَةً كَافِرَةً وَّ اَنْشَاْنَا

⑪ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ الخ اور ہم نے بہت سے اہل قریہ کو ہلاک کیا کہ جو کافر تھے اور ان کے بعد دوسری قوم

بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ — کو پیدا کیا

(۱۲) فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اَیْ شَعَرَ اَهْلُ الْقَرْيَةِ بِالْاِهْلَاكِ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ يَهْرُبُوْنَ مُسْرِعِيْنَ — (۱۲) پس جب اہل قریہ نے معلوم کیا کہ اب عذاب الٰہی آیا اور ہم ہلاک ہوئے اس وقت وہ دوڑتے تھے جلدی کرنے والے

فَقَالَتْ لَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِسْتِهْزَاءً ا — فرشتوں نے ان سے ازراہ استہزاء کہا کہ

(۱۳) لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ نُعِّمْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝ شَيْئًا مِّنْ دُنْيَاكُمْ عَلَى الْعَادَةِ — (۱۳) جلدی نہ کرو اور لوٹو طرف اس چیز کے جو تم پر نعمت کی گئی اور لوٹو اپنے گھروں کی طرف تاکہ تم سے لوگ کچھ دنیا مانگیں موافق عادت کے۔

(۱۴) قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ هَلَاكَنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ بِالْكُفْرِ — (۱۴) وہ بولے اے خرابی ہماری بیشک ہم تھے ظلم کرنے والے بسبب کفر کے۔

تشریح

(۱۱) کتنی ظالم بستیاں اجڑیں کتنی آباد ہوئیں | ایک اکیلے تم ہی نہیں ہو۔ تم سے پہلے کتنی قومیں اس زمین پر آباد ہوئیں جب ان کے ظلم حد سے آگے بڑھ گئے تو ان کو ختم کر دیا گیا۔ ان کے نہ رہنے سے دنیا کی رونق میں کوئی کمی نہیں آئی ان کی جگہ دوسری قوموں کو بسا دیا گیا اور اس طرح دنیا آگے بڑھتی رہی۔ اگر تم بھی نہیں رہو گے تو اللہ کی زمین غیر آباد نہیں رہے گی تمہاری جگہ دوسری تازہ دم قوم لے لیگی۔

(۱۲) عذاب کے وقت قوموں کا پچھتاوا | جب ان ظالم قوموں پر اللہ کی پکڑ آئی اور انہیں محسوس ہوا کہ ہم پھنس رہے ہیں تو چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے کہ کہیں اور جا کر جان بچالیں مگر اب پچھتاوے کا وقت نکل چکا تھا۔

(۱۳) ٹھہرو! اب کہاں بھاگے جاتے ہو | اللہ کے عذاب کو دیکھ کر پناہ تلاش کرنے والو، اب کہاں بھاگے جاتے ہو۔ تم تو اللہ کے عذاب کا انکار کرتے تھے پھر اپنے عشرت کدوں کی طرف جاؤ، عیش و عشرت کی پھر وہی مجلس سجاؤ۔ اب وہ مال و دولت اور زر و قوت کا نشہ کہاں گیا۔ پھر وہی ٹھاٹھ باٹ سجا کر اپنی مجلس گرم کرو، وہ تمہارے نوکر چاکر جو ہاتھ باندھ کر تمہارے سامنے کھڑے رہتے تھے، وہی لوگ جو تمہاری غلامی کا دم بھرتے تھے تمہیں بڑا عقلمند اور مدبر سمجھتے تھے شاید پوچھیں کہ حضور کیا حکم ہے؟ اس عذاب کو خوب دیکھ لو کل کو کوئی پوچھے تو بتا سکو کیا دیکھا ہے۔؟!

(۱۴) عذاب کو دیکھ کر اپنے خطا کار ہونے کا اعتراف | جب اللہ کا عذاب سر پہ آگیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو اپنے کیے پر پچھتائے اور کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی۔ بے شک ہم ہی خطا کار تھے۔

فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ وَمَا

وَمَا	خٰمِدِيْنَ	حَصِيْدًا	جَعَلْنٰهُمْ	حَتّٰى	دَعْوٰىهُمْ	تِلْكَ	فَمَا زَالَتْ
اور نہیں	بجھی ہوئی آگ	کٹی ہوئی کھیتی	ہم نے انہیں کردیا	یہاں تک کہ	انکی پکار	یہ	پس رہی

پس (برابر) انکی یہ پکار رہی، یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ڈھیر کردیا۔ اور ہم

خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯

	لٰعِبِيْنَ	بَيْنَهُمَا	وَمَا	وَالْاَرْضَ	السَّمَآءَ	خَلَقْنَا
	کھیلتے ہوئے	ان کے درمیان	اور جو	اور زمین	آسمان (جمع)	ہم نے پیدا کیا

نے نہیں پیدا کیا آسمان کو اور زمین کو اور جو اُن کے درمیان میں ہے کھیلتے ہوئے۔ (نعل عبث)

⑮ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ الْكَلِمَاتُ
دَعْوٰىهُمْ يَدْعُوْنَ بِهَا
وَيُرَدِّدُوْنَهَا حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ
حَصِيْدًا اَیْ كَالزَّرْعِ الْمَحْصُوْدِ
بِالْمَنَاجِلِ بِاَنْ قُتِلُوْا
بِالسَّيْفِ خٰمِدِيْنَ ○ مَيِّتِيْنَ
كَخُمُوْدِ النَّارِ اِذَا طُفِيَتْ

⑮ سو بار بار انہیں کلمات کے ساتھ ہمیشہ چلاتے رہے۔

یہاں تک کہ ہم نے انکو مثل کھیتی کٹی ہوئی کے درانتیوں سے کردیا بایں طور کہ وہ تلوار سے مارے گئے حال یہ کہ بجھ گئی وہ جیسے آگ بجھ جاوے۔

⑯ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
لٰعِبِيْنَ ○ عَابِثِيْنَ بَلْ دَالِّيْنَ عَلٰى قُدْرَتِنَا
وَنَافِعِيْنَ عِبَادِنَا

⑯ اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے کھیل کی راہ سے نہیں بنایا بلکہ یہ چیزیں ہماری قدرت پر دلالت کرنیوالی ہیں اور ہمارے بندوں کو ان سے نفع پہنچتا ہے۔

تشریح

⑮ عذاب کے آخر تک اپنے جرم کا اقرار | اور عذاب کے آخر تک ان کی یہی پکار تے رہے کہ ہم ہی ظالم تھے یہاں تک کہ وہ اللہ کے عذاب میں گھر کر کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہو گئے اور زندگی کی حرارت ختم ہو کر بے حس و بے حرکت ہو گئے جیسے آگ میں جلتی ہوئی لکڑی جلتے جلتے بجھ کر راکھ ہو جاتی ہے۔

⑯ زمین و آسمان کی تخلیق کوئی کھیل تماشا نہیں ہے | ہم نے یہ کائنات زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے یہ سب ایک بڑے مقصد کے لئے بنائی ہیں نہ یہ کوئی کھیل تماشا ہے نہ بہلا دے کے سامان ہیں۔ ان سب کے پیدا کرنے کا مقصد انسان کی آزمائش ہے۔ اسلام کا نظریۂ حیات یہ ہے کہ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی آخرت کے لئے جزا اور سزا کی بنیاد ہیں۔ جو جیسا یہاں کریگا آخرت میں اس کو ویسا ہی بدلہ ملیگا۔ آخرت کا انکار کرنے کے بعد اس کائنات کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی کہ آخر اللہ نے اس کو کیوں بنایا ہے۔ آخرت کو تسلیم کرنے کے بعد تخلیقِ کائنات کی صحیح بنیادیں مل جاتی ہیں کہ دنیا کو آخرت کے لئے بنایا گیا ہے۔

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا

لَوْ اَرَدْنَآ	اَنْ	نَّتَّخِذَ	لَهْوًا	لَّاتَّخَذْنٰهُ	مِنْ لَّدُنَّآ		اِنْ كُنَّا
اگر ہم چاہتے	کہ	ہم بنائیں	کوئی کھلونا	تو ہم اس کو بنا لیتے	اپنے پاس سے		اگر ہم ہوتے

اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے تو ہم اس کو اپنے پاس سے بنا لیتے ، اگر ہم کرنے والے

فٰعِلِيْنَ ﴿١٧﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا

فٰعِلِيْنَ	بَلْ	نَقْذِفُ	بِالْحَقِّ	عَلَى	الْبَاطِلِ	فَيَدْمَغُهٗ	فَاِذَا
کرنے والے	بلکہ	ہم پھینک مارتے ہیں	حق کو	پر	باطل	پس وہ اسکا بھیجا نکال دیتا ہے	تو اس وقت

ہوتے (اگر ہمیں یہ کرنا ہوتا) بلکہ ہم پھینک مارتے ہیں حق کو باطل پر پس وہ اس کا بھیجا (کچومر) نکال دیتا ہے تو وہ اسی

هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ

هُوَ	زَاهِقٌ	وَلَكُمُ	الْوَيْلُ	مِمَّا	تَصِفُوْنَ	وَلَهٗ	مَنْ	فِى السَّمٰوٰتِ	وَ
وہ	نابود ہو جاتا ہے	اور تمہارے لئے	خرابی	اس سے جو	تم بناتے ہو	اور اسی کیلئے	جو	آسمانوں میں	اور

وقت نابود ہو جاتا ہے ۔ اور تمہارے لئے اس (بات) سے خرابی ہے جو تم بناتے ہو ۔ اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ ۗ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

الْاَرْضِ	وَمَنْ	عِنْدَهٗ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	عَنْ	عِبَادَتِهٖ
زمین میں	اور جو	اسکے پاس	وہ تکبر (سرکشی) نہیں کرتے	سے	اس کی عبادت

زمین میں ہے اور جو اس کے پاس ہیں وہ سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾

وَ	لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ	
اور	نہ وہ تھکتے ہیں ۔	

اور نہ وہ تھکتے ہیں ۔

﴿١٧﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا مَا يُلْهٰى بِهٖ مِنْ زَوْجَةٍ اَوْ وَلَدٍ لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا مِنْ عِنْدِنَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ ذٰلِكَ لٰكِنَّا لَمْ نَفْعَلْهُ فَلَمْ نُرِدْهُ

﴿١٧﴾ اگر ہم چاہتے کوئی کھیل یعنی بیوی یا اولاد بنا دیں تو فرشتے اور حور عین میں سے بناتے جو ہمارے پاس ہیں اگر ہم ایسا کرنے

لیکن ہم نے یہ نہیں کیا تو ارادہ بھی نہیں کیا۔

(۱۸) بَلْ نَقْذِفُ نرمی بِالْحَقِّ بالایمان عَلَى الْبَاطِلِ الکفر فَيَدْمَغُهُ يذهبه فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ذاهب ودمغه فی الاصل اصاب دماغه بالضرب وهو مقتل وَلَكُمُ یا کفار مکة الْوَيْلُ العذاب الشدید مِمَّا تَصِفُونَ ○ الله به من الزوجة او الولد

(۱۸) بلکہ ہم ایمان کو کفر پر ڈالتے ہیں سو وہ اس کو زائل کر دیتا ہے اور دفعتًا باطل جاتا رہتا ہے (دمغ کے معنی اصل میں دماغ میں مارنے کے ہیں جس سے وہ مضروب مر جائے) اور اے کفارِ مکہ تم کو سخت عذاب ہونے والا ہے اس امر میں کہ تم اللہ کے لئے بیوی یا اولاد ثابت کرتے ہو

(۱۹) وَلَهُ تعالیٰ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ملکًا وَمَنْ عِنْدَهُ ای الملٰئکة مبتدأ خبره لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ○ لا یعیون

(۱۹) اور اللہ ہی کی مِلک ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں اور فرشتے اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں ۔

تشریح

(۱۷) اگر دنیا کھیل ہوتی تو انسان جیسی ذی شعور مخلوق کو کیوں پیدا کیا جاتا | کھلونوں سے کھیلنا بچوں کا کھیل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی شانِ اقدس کے خلاف ہے کہ وہ ایسے کام کرے جس کا نہ کوئی مقصد ہو اور نہ اس کی کوئی حکمت ہو اگر لیلا ہی رچانی ہوتی تو کیا ضرورت تھی کہ انسان جیسی ذی شعور اور ذمے دار مخلوق پیدا کی جائے اس کو علم عطا کیا جائے اور اس پر ذمہ داریاں ڈالی جائیں اس کا امتحان لیا جائے اور اس کی کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کیا جائے ۔ کیا یہ دنیا کوئی اکھاڑہ ہے کہ لطف و تفریح کے لئے انسان کو کش مکش اور آزمائش کے لئے مبتلا کیا جائے ۔

(۱۸) دنیا امتحان گاہ ہے | حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور دار الامتحان ہونے کی وجہ سے ہی یہاں حق و باطل کی کشمکش برپا ہے تاکہ آزمایا جائے کون حق کی طرف چلتا ہے اور کون باطل کو اختیار کرتا ہے ۔ اس دنیا میں حق و باطل کی کش مکش میں جب باطل زیادہ سر اٹھاتا ہے اور اپنی حدوں سے آگے نکل جاتا ہے تو حق کے ذریعہ جو اللہ کے رسول لے کر آتے ہیں باطل کی سرکوبی کی جاتی ہے ۔ دنیا کی تاریخ اس طرح کے واقعات سے بھری ہوئی ہے ۔ پھر جب آخرت میں آخری نتیجے کا ظہور ہوگا تو باطل ختم ہو جائے گا اور حق ہی حق باقی رہیگا ۔ اب یہ سوچنا چاہیئے کہ باطل نظریات پر چلنا اور حقیقت سے منہ موڑنا کہاں کی عقلمندی ہے اور جب اپنے ہی کرتوتوں کے نتائج اللہ کے عذاب کی صورت میں سامنے آجائیں تو پچھتانا اور گڑگڑانا کہ ہائے ہماری کم بختی واقعی خطا ہماری ہی تھی ۔

(۱۹) ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے | حقیقتِ حال یہ ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے ۔ اللہ ان کا خالق اور مالک حقیقی ہے وہی ان کا معبود ہے نہ اس کے ساتھ کوئی شریک ہے نہ ساجھی ہے اور نہ ہو سکتا ہے ۔ جب حقیقت یہ ہے تو اگر وہ گرفت کرنا چاہے تو کون اس کی پکڑ سے بچا سکتا ہے ۔ اللہ کی مخلوق فرشتے جن کو خدا کی اولاد یا اس کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں خود ان کا حال یہ ہے کہ وہ نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ کی بندگی میں لگے ہوئے ہیں بے چون و چرا اسکے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ، نہ اس کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ اس کی بندگی سے ملول ہوتے ہیں بلکہ وہ شب و روز اس کی تسبیح و ذکر میں لگے رہتے ہیں ۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنے پروردگار حقیقی کے احکام کی تعمیل خوشدلی سے کرے اس کا عبادتگذار بنکر رہے ۔ اسکی عبدیت کا تقاضہ یہی ہے اور اسی آزمائش کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اللہ کا عبادتگذار اور فرماں بردار بنکر دنیا میں زندگی گزارے اور آخرت کے رتبے حاصل کرے ۔

يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿۲۰﴾ أَمِ اتَّخَذُوٓا

اتَّخَذُوٓا	أَمِ	لَا يَفْتُرُونَ	وَالنَّهَارَ	الَّيْلَ	يُسَبِّحُونَ
انہوں نے بنا لیا	کیا	وہ سستی نہیں کرتے	اور دن	رات	وہ تسبیح کرتے ہیں

اور رات دن تسبیح (اس کی پاکیزگی) بیان کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین سے

اٰلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ﴿۲۱﴾

	يُنْشِرُونَ	هُمْ	مِّنَ - الْأَرْضِ	اٰلِهَةً
	انہیں اٹھا کھڑا کریں گے	وہ	زمین سے	کوئی معبود

کوئی اور معبود بنا لیئے ہیں کہ وہ انہیں (مرنے کے بعد) دوبارہ اٹھا کھڑا کریں گے۔

(۲۰) يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ○ عَنْهُ فَهُوَ مِنْهُمْ كَالنَّفَسِ مِنَّا لَا يَشْغَلُنَا عَنْهُ شَاغِلٌ

(۲۱) أَمْ بِمَعْنٰى بَلْ لِلْاِنْتِقَالِ وَهَمْزَةُ الْاِنْكَارِ اتَّخَذُوٓا اٰلِهَةً كَائِنَةً مِّنَ الْأَرْضِ كَحَجَرٍ وَذَهَبٍ وَفِضَّةٍ أَهُمْ يُنْشِرُونَ ○ أَيْ يُحْيُوْنَ الْمَوْتٰى لَا وَلَا يَكُوْنُ اِلٰهًا اِلَّا مَنْ يُحْيِي الْمَوْتٰى

(۲۰) رات دن تسبیح کرتے ہیں اس سے سستی نہیں کرتے بلکہ تسبیح وغیرہ ان کے واسطے ایسی جیسے ہمیں سانس لینا کہ ہم کسی کام میں ہوں برابر سانس لیتے رہتے ہیں ایسے ہی فرشتے ہر وقت ذکر و تسبیح کرتے ہیں۔

(۲۱) آیا کافروں نے زمین کے پتھروں اور سونے چاندی کے بت بنائے انکو پوجتے ہیں۔

آیا وہ زندہ کریں گے مُردوں کو ہرگز نہیں اور معبود وہی ہوتا ہے جو مردوں کو زندہ کرے۔

تشریح

(۲۰) فرشتے شب و روز اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں | جن فرشتوں کو تم معبود سمجھتے ہو یا خدائی میں شریک کرتے ہو، خود ان کا یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت بغیر دم لیئے شب و روز اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں اور ذرا بھی تھکتے نہیں ہیں جس طرح انسان سانس لینے سے تھکتا نہیں ہے بلکہ قوت محسوس کرتا ہے اسی طرح اللہ کے فرشتے اللہ کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں اور اللہ کی شانِ عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

(۲۱) کیا زمین پر اللہ کے بالمقابل کوئی ہستی ہو سکتی ہے؟ | آسمان کی خدائی ہو یا زمین کی اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے زمین و آسمان کے تنہا معبود ہیں۔ کیا تمہیں زمین پر کوئی ایسی ہستی نظر آتی ہے جو بے جان مادے کو زندگی عطا کردے جب ایسا نہیں ہے اور ایک اللہ کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں ہے تو پھر تم کس طرح دوسری ہستیوں کو اللہ کے نظام میں شریک سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو جو بطور کارندے مقرر کر رکھا ہے وہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ صرف اللہ کے احکامات بجا لانے پر مامور ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ

فَسُبْحٰنَ	لَفَسَدَتَا	اللّٰهُ	اِلَّا	اٰلِهَةٌ	فِيْهِمَآ	لَوْ كَانَ
پس پاک ہے	البتہ دونوں درہم برہم ہوجاتے	اللہ	سوائے	اور معبود	ان دونوں میں	اگر ہوتے

اگر ان دونوں (آسمان و زمین) میں اور معبود ہوتے اللہ کے سوا تو البتہ (زمین و آسمان) درہم برہم ہوجاتے۔ پس عرش عظیم

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾

	يَصِفُوْنَ	عَمَّا	الْعَرْشِ	رَبِّ	اللّٰهِ
	وہ بیان کرتے ہیں	اس سے جو	عرش	رب	اللہ

کا رب اللہ اس سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

(۲۲) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اَیِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ اَیْ غَیْرُہٗ لَفَسَدَتَا خَرَجَتَا عَنْ نِظَامِهِمَا الْمُشَاهَدِ لِوُجُوْدِ التَّمَانُعِ بَیْنَهُمْ عَلٰی وَفْقِ الْعَادَةِ عِنْدَ تَعَدُّدِ الْحَاكِمِ مِنَ التَّمَانُعِ فِی الشَّیْءِ وَعَدَمِ الْاِتِّفَاقِ عَلَیْهِ فَسُبْحٰنَ تَنْزِیْهٌ اللّٰهِ رَبِّ الْخَالِقِ الْعَرْشِ الْكُرْسِیِّ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ اَیِ الْكُفَّارُ اللّٰهَ بِهٖ مِنَ الشَّرِیْكِ لَهٗ وَغَیْرِہٖ

(۲۲) اگر آسمانوں اور زمینوں میں کئی معبود ہوتے اللہ کے سوا تو آسمانوں اور زمینوں میں فساد آجاتا یعنی وہ اس انتظام اور ترتیب سے نہ رہتے جو اب دیکھا جاتا ہے بلکہ ٹوٹ پھوٹ جاتے کیونکہ دنیا میں یہی عادت ہے کہ جب کئی حاکم ایک جگہ ہوتے ہیں تو ان میں باہم خلاف ہوتا ہے اور ہر ایک دوسرے کو روکتا ہے اسلئے کوئی انتظام اور بندوبست نہیں ہوسکتا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ سو پاک ہے اللہ جو پیدا کرنے والا ہے عرش یعنی کرسی کا، اس چیز سے جو کافر اللہ کیلئے شریک وغیرہ ٹھیراتے ہیں۔

تشریح

(۲۲) اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام بگڑ جاتا | ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ زمین و آسمان کے پورے نظام میں حد درجہ تناسب، توازن اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف قوتوں میں ایسا تعاون اور تناسب قائم کیا ہے کہ پورا نظام باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے اس پورے نظام میں ایک سے زیادہ خدا کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اگر کہیں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو یہ نظم باقی نہیں رہ سکتا تھا۔

مثال کے طور پر بارش کے برسنے کیلئے ضروری ہے کہ سمندر، سورج، ہوا اور زمین ان سب میں موافقت ہو۔ اگر زمین کا خدا کوئی اور ہوتا، ہوا کا دیوتا کوئی اور، اور سورج کو چلانے والا کوئی اور ہو، تو الگ الگ خداؤں کے تصرفات میں ہونے سے بارش کا انتظام ممکن نہیں ہے۔ ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک گھر کا منتظم ایک ہی ہو سکتا ہے۔ دو صاحب خانہ ہوں تو گھر کا نظام بکھر جائے گا۔ ایک شہر کا حاکم ایک ہی ہوتا ہے اگر ایک شہر کے دو حاکم ہوں تو شہر کا انتظام چل نہیں سکتا۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو مطلق العنان مکمل اختیارات کے مالک فرماں رواؤں میں اس درجہ ہم آہنگی ہو کہ پورا سسٹم صحیح چلتا رہے اس لئے کائنات کا یہ نظم پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ زمین و آسمان کے نظام کو چلانے والا صرف اور صرف ایک اللہ ہے وہ پاک ہے، کائنات کے تحتِ سلطنت کا مالک ہے۔ ان باتوں سے جو یہ بنا رہے ہیں بَری ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

لَا يُسْـَٔلُ	عَمَّا	يَفْعَلُ	وَهُمْ	يُسْـَٔلُوْنَ	اَمِ	اتَّخَذُوْا	مِنْ
اس سے بازپرس نہیں کی جاتی	اس سے جو	وہ کرتا ہے	اور (بلکہ) وہ	بازپرس کیے جائیں گے	کیا	انہوں نے بنائے ہیں	اللہ کے

اس سے بازپرس نہیں اس کے (متعلق) جو وہ کرتا ہے بلکہ وہ بازپرس کیے جائیں گے۔ کیا انھوں نے اس کے سوا اور

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ

دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً	قُلْ	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	هٰذَا	ذِكْرُ	مَنْ
سوا	اور معبود	فرمادیں	لاؤ (پیش کرو)	اپنی دلیل	یہ	کتاب	جو

معبود بنائے ہیں؟ فرمادیں، پیش کرو اپنی دلیل، یہ کتاب ہے (ان کی) جو میرے

مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ

مَّعِيَ	وَذِكْرُ	مَنْ	قَبْلِيْ	بَلْ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ	الْحَقَّ	فَهُمْ
میرے ساتھ	اور کتاب	جو	مجھ سے پہلے	بلکہ (البتہ)	انمیں اکثر	نہیں جانتے ہیں	حق	بس وہ

ساتھ ہیں، اور کتاب (ان کی) جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں البتہ ان میں اکثر نہیں جانتے حق کو، پس وہ

مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ

مُّعْرِضُوْنَ	وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	نُوْحِيْٓ
روگردانی کرتے ہیں	اور نہیں بھیجا ہم نے	تم سے پہلے	کوئی رسول	مگر	ہم نے وحی بھیجی

روگردانی کرتے ہیں۔ اور تم سے پہلے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم نے وحی بھیجی اس

اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾

اِلَيْهِ	اَنَّهٗ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّآ اَنَا	فَاعْبُدُوْنِ	
اسکی طرف	کہ بیشک وہ	نہیں کوئی معبود	میرے سوا	پس میری عبادت کرو	

کی طرف کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کرو۔

(٢٣) لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ عَنْ اَفْعَالِهِمْ

(٢٣) اللہ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا جو وہ کرتا ہے اور آدمی اپنے افعال سے پوچھے جاویں گے۔

(٢٤) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ تعالےٰ اَیْ سِوَاہُ اٰلِهَةً ؕ فِیْهِ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِیْخٍ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ عَلٰی

(٢٤) ایا بنائے کافروں نے اللہ کے سوا معبود (یہ استفہام توبیخی ہے)

کہدو کہ لاؤ اس پر کوئی اپنی طرف سے دلیل، وہ لا نہیں

ذٰلِكَ وَلَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ
مَّعِيَ اَيْ اُمَّتِيْ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ وَ
ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ مِنَ الْاُمَمِ وَهُوَ
التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ وَغَيْرُهُمَا مِنْ
كُتُبِ اللّٰهِ لَيْسَ فِيْ وَاحِدٍ مِنْهَا اَنَّ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا مِمَّا قَالُوْا تَعَالٰى عَنْ
ذٰلِكَ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
الْحَقَّ اَيْ تَوْحِيْدَ اللّٰهِ فَهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ○ عَنِ النَّظَرِ الْمُوْصِلِ اِلَيْهِ
(۲۵) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا يُوْحِيْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
بِالنُّوْنِ وَكَسْرِ الْحَاءِ اِلَيْهِ اَنَّهُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○
اَيْ وَحِّدُوْنِيْ

سکتے۔ یہ قرآن نصیحت ہے ان لوگوں کو جو میرے ساتھ ہیں یعنی میری امت کے لئے۔ اور توریت وانجیل وغیرہ کتابیں اللہ کی نصیحت ہیں ان کے لئے جو مجھ سے پہلے امتیں گزریں ان کتابوں میں سے کسی میں یہ نہیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہے جیسا وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے۔
بلکہ اکثر ان میں سے اللہ کی توحید کو نہیں جانتے۔ سو وہ منہ پھیرتے ہیں فکر اور غور کرنے سے جو توحید کی طرف پہنچادے۔
(۲۵) اور ہم نے نہیں بھیجا تم سے پہلے کوئی پیغمبر مگر اس کی طرف یہی وحی کی گئی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری پرستش کرو اور مجھ کو واحد جانو۔

تشریح

(۲۳) وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے | اللہ تعالیٰ پورے طور پر با اختیار اور پوری کائنات کے فرمانروا ہیں وہ اپنے کاموں کے لئے کسی کے آگے جوابدہ نہیں ہیں۔ وہ مختارِ کل ہے اللہ کے علاوہ سب اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں اور ہر شخص اس کے حضور میں جوابدہ ہے۔ بندے کا یہی مقام ہے اور مخلوق کی یہی حیثیت ہے کہ وہ اپنے معبود اور خالق کے سامنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے کیونکہ خدا تو اس ہستی کا نام ہے جو قادرِ مطلق اور مختار کل ہو وہ ہر ایک سے مواخذہ کرسکے اور کوئی اس سے بازپرس نہیں کرسکتا۔

(۲۴) عقل کے بعد نقل سے توحید پر استدلال | عقل سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ اگر اس کائنات کے ایک سے زیادہ خدا ہوتے، تو کائنات کا یہ نظم چل نہیں سکتا تھا کیونکہ خدا وہ ہے جو پورے طور پر مختارِ کل ہے۔ اب اگر اس بڑے خدا کے ساتھ کچھ لوگوں نے کچھ چھوٹے نائبین خدا تصور کر لئے ہیں تو ان کے پاس اس کی کیا دلیل ہے۔ بغیر دلیل اور سند کے کسی بات کا یقین کرنا عقلمند کی شان نہیں ہے۔ عقل کے بعد اگر نقلی دلائل کو سامنے رکھو تو جو کتابیں اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ وہ اللہ ہی کی کتابیں ہیں انہیں سے کسی بھی معتبر کتاب میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوسکتا ہے یا اللہ کے سوا کسی کو بھی بندگی اور عبادت کا حق پہنچتا ہے۔ تمام نبیوں کی تعلیم میں توحید کی تعلیم ملتی ہے پھر نبی کی بات پر توجہ نہ کرنا جبکہ وہ توحید کی دعوت دے رہے ہیں کونسی سمجھداری ہے؟ اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور دوسروں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جبکہ توحید کی تعلیم اور دعوت تمام انبیاء میں مشترک رہی ہے۔

(۲۵) تمام انبیاء نے توحید کی دعوت دی ہے | حضرت محمدؐ اور ان سے پہلے جتنے نبی اور رسول آئے ہیں ان سب کی مشترک دعوت یہی رہی ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور صرف اسی کی بندگی ہونی چاہیے۔ غرض یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کی دعوت کا جو نقل اور فطرت سے ثابت ہے یہی نکتہ رہا ہے کہ اس کائنات کا ایک ہی خالق ہے ایک ہی پروردگار ہے جو یکتا اور بے مثال ہے اور اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

وَقَالُوْا	اتَّخَذَ	الرَّحْمٰنُ	وَلَدًا	سُبْحٰنَهٗ	بَلْ	عِبَادٌ
اور انہوں نے کہا	بنالیا	اللہ	ایک بیٹا	وہ پاک ہے	بلکہ	بندے

ان (مشرکوں) نے کہا اللہ نے ایک بیٹا بنالیا ہے وہ اس (تہمت) سے پاک ہے بلکہ (فرشتے)

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

مُكْرَمُوْنَ	لَا يَسْبِقُوْنَهٗ	بِالْقَوْلِ	وَهُمْ	بِاَمْرِهٖ
معزز	وہ اس سے سبقت نہیں کرتے	بات میں	اور وہ	اس کے حکم پر

معزز بندے ہیں وہ بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے، اور وہ اس کے حکم پر عمل

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

يَعْمَلُوْنَ	يَعْلَمُ	مَا	بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ	وَ	مَا خَلْفَهُمْ
عمل کرتے ہیں	وہ جانتا ہے	جو	اُن کے ہاتھوں میں (سامنے)	اور	جو اُن کے پیچھے

کرتے ہیں وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے اور ان کے پیچھے ہے۔ اور

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

وَ	لَا يَشْفَعُوْنَ	اِلَّا	لِمَنِ	ارْتَضٰى	وَهُمْ	مِّنْ
اور	وہ سفارش نہیں کرتے	مگر	جس کے لئے	اس کی رضا ہو	اور وہ	سے

وہ سفارش نہیں کرتے مگر جس کے لئے اس کی رضا ہو اور وہ اس

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

خَشْيَتِهٖ	مُشْفِقُوْنَ	
اس کے خوف	ڈرتے ہیں	

کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

﴿۲۶﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ سُبْحَانَهٗ ، بَلْ
هُمْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ عِنْدَهٗ
وَالْعُبُوْدِيَّةُ تُنَافِي الْوِلَادَةَ
﴿۲۷﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ لَا يَاْتُوْنَ

﴿۲۶﴾ اور کافروں نے کہا کہ رحمن کے اولاد ہے یعنی فرشتے اس کی اولاد ہیں. وہ پاک ہے بلکہ فرشتے اس کے بندے ہیں اللہ کے نزدیک بزرگ۔ اور بندہ ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے

﴿۲۷﴾ وہ اس کے حکم سے پہلے کوئی بات کہنے اور بعد حکم کے وہ اس

بِقَوْلِهِمْ اِلَّا بَعْدَ قَوْلِهٖ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ اَیْ بَعْدَہٗ — پر عمل کرتے ہیں۔

(۲۸) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ اَیْ مَا عَمِلُوْا وَمَا هُمْ عَامِلُوْنَ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى تَعَالٰى اَنْ يُّشْفَعَ لَهٗ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ تَعَالٰى مُشْفِقُوْنَ ○ اَیْ خَائِفُوْنَ

(۲۸) اللہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے یعنی جو انھوں نے کیا اور جو وہ کرنے والے ہیں۔
اور وہ نہیں سفارش کرتے مگر جس کی سفارش ہونے کو اللہ تعالیٰ پسند کرے اور وہ اس خوف سے ڈرتے ہیں

تشریح

(۲۶) اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے | جس طرح اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح اس کے کوئی اولاد بیٹا یا بیٹی نہیں ہے فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں نہ کہ اس کی بیٹیاں۔ وہ اللہ کی کائنات کے کارکن ہیں اور اس کا فرمان بجا لاتے ہیں۔ وہ خود بھی اللہ کی بندگی اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں اور اسی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کو عزت دی گئی ہے۔

(۲۷) وہ اللہ کی اولاد نہیں بلکہ اس کے فرماں بردار بندے ہیں | جن برگزیدہ ہستیوں کو، چاہے وہ حضرت عیسیٰ ہوں یا حضرت عزیر یا اللہ کے معصوم فرشتے، یہ سب اللہ کے برگزیدہ معزز اور مقبول و مقرب بندے ہیں ان کے ادب اور اللہ کی اطاعت کا حال یہ ہے کہ اللہ کی مرضی اور اجازت کے بغیر لب تک نہیں ہلاتے اور بلا چون و چرا اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں ان کا یہ کمال عبدیت ان کا طغرائے امتیاز ہے۔

(۲۸) اللہ تعالیٰ اپنے غیر محدود علم کے مطابق خود فیصلہ فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود ہے وہ سامنے کی بات بھی جانتا ہے اور اس بات کا بھی اس کو علم ہے جو بندوں کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اس لئے اس کے مقرب بندے اس بات کو سمجھ کر اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہیں کہ کوئی کام حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو جائے۔ اللہ کے تقرب کے باوجود کیونکہ ان کا علم محدود ہے چاہے وہ فرشتے ہوں یا انبیاء ہوں یا اللہ کے نیک بندے ہوں، وہ ہر شخص کے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر جملہ حالات اور نیتوں سے واقف نہیں ہیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اللہ کی مرضی معلوم کئے بغیر سفارش بھی نہیں کرتے، اسلئے جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسری ہستیوں کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ خوش ہو کر ہماری، اللہ کے یہاں سفارش کریں گے اور ہمیں بخشوا دیں گے ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر ان ہستیوں کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر یہ کہ شفاعت کا سننا یا نہ سننا اس کا ماننا یا نہ ماننا قطعی اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس لئے ان ہستیوں کا اس لحاظ سے احترام کرنا تو درست ہوگا کہ اللہ کے یہ نیک بندے، یا اس کے فرشتے، اللہ کو ماننے والے بندوں کے حق میں استغفار کریں گے۔ مگر یہ سمجھ کر انکی عبادت کرنا یا ان کو سفارشی سمجھنا کہ وہ بھی کچھ اختیارات رکھتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۂ یونس میں ہے، وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (آیت ۱۸) (اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہونگے)۔ سورۂ زمر میں ہے، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (آیت ۳)۔ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اسلئے کہ ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل ہو۔) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ یعنی یہ بزرگ ہستیاں ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچا دیں اسلئے ہم انکی عبادت کرتے ہیں
مذکورہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے اس لئے اس تک اپنی التجائیں پہنچانے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے وہ براہِ راست سب کی سنتا ہے اور ہر بات کو جانتا ہے۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ

فَذٰلِكَ	مِّنْ دُوْنِهٖ	اِلٰهٌ	اِنِّيْٓ	مِنْهُمْ	يَّقُلْ	وَمَنْ
پس وہ شخص	اس کے سوا	معبود	بیشک میں	ان میں سے	کہے	اور جو

اور جو کوئی یہ کہے کہ بیشک اس کے سوا میں معبود ہوں پس اس شخص کو

۲ ع ۱۹ ۲۰ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَ

اَوَ	الظّٰلِمِيْنَ	نَجْزِي	كَذٰلِكَ	جَهَنَّمَ	نَجْزِيْهِ
کیا	ظالم (جمع)	ہم سزا دیتے ہیں	اسی طرح	جہنم	ہم اسے سزا دینگے

ہم سزائے جہنم دیں گے، اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔ کیا کافروں

لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ

وَ	السَّمٰوٰتِ	اَنَّ	كَفَرُوْٓا	الَّذِيْنَ	لَمْ يَرَ
اور	آسمان (جمع)	کہ	انہوں نے کفر کیا	وہ لوگ جو	نہیں دیکھا

نے نہیں دیکھا؟ کہ آسمان اور زمین دونوں (بارش اور روئیدگی سے)

الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ

مِنَ	وَجَعَلْنَا	فَفَتَقْنٰهُمَا	رَتْقًا	كَانَتَا	الْاَرْضَ
سے	اور ہم نے کیا	پس ہم نے دونوں کو کھول دیا	بند	دونوں تھے	زمین

بند تھے پس ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے

الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

اَفَلَا + يُؤْمِنُوْنَ	حَيٍّ	شَيْءٍ	كُلَّ	الْمَاۗءِ
کیا پس تم ایمان نہیں لاتے ہو	زندہ	شے	ہر	پانی

ہر شے کو زندہ کیا تو کیا (پھر بھی) تم ایمان نہیں لاتے۔

(۲۹) وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ اَيْ اللّٰهِ اَيْ غَيْرُهٗ وَهُوَ اِبْلِيْسُ دَعَا اِلٰى عِبَادَةِ نَفْسِهٖ وَاَمَرَ بِطَاعَتِهَا فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ كَمَا نَجْزِيْهِ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ()

(۲۹) اور جو کوئی ان میں سے کہے کہ میں معبود ہوں اللہ کے سوا یہ ابلیس کے حق میں فرمایا کہ اس نے لوگوں کو اپنی پرستش کی طرف بلایا اور اپنی اطاعت کا حکم کیا، سو اس شخص کو ہم دوزخ کی سزا دینگے جیسے ہم اس کو سزا دیں گے اسی طرح مشرکوں

أَيِ الْمُشْرِكِيْنَ
(۳۰) أَوَلَمْ بِوَاوٍ وَتَرْكِهَا يَرَ يَعْلَمِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا أَيْ سَدًّا بِمَعْنٰى مَسْدُوْدَةً فَفَتَقْنٰهُمَا أَيْ جَعَلْنَا السَّمَاءَ سَبْعًا وَالْأَرْضَ سَبْعًا أَوْ فَتْقُ السَّمَاءِ أَنْ كَانَتْ لَا تُمْطِرُ فَأَمْطَرَتْ وَفَتْقُ الْأَرْضِ أَنْ كَانَتْ لَا تُنْبِتُ فَأَنْبَتَتْ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ النَّازِلِ مِنَ السَّمَاءِ وَالنَّابِعِ مِنَ الْأَرْضِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ نَبَاتٌ وَغَيْرُهُ أَيْ فَالْمَاءُ سَبَبٌ لِحَيٰوتِهٖ أَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ○ بِتَوْحِيْدِيْ

(۳۰) أَوَلَمْ يَرَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ الخ کیا وہ لوگ جو کافر ہوئے یہ نہیں جانتے کہ تحقیق آسمان اور زمین بند تھے سو ہم نے انکو کھولدیا یعنی آسمانوں کو سات کردیا اور زمین کو سات کیا (یا مراد آسمان کے کھلنے سے یہ ہے کہ آسمان سے بارش نہ ہوتی تھی بارش ہونے لگی اور زمین میں سبزہ نہ جمتا تھا سبزہ جمنے لگا۔ اور ہم نے اس پانی سے جو آسمان سے اُترتا ہے اور زمین سے ابلتا ہے ہر جاندار چیز کو پیدا کیا (شَيْءٍ حَيٍّ میں نبات وغیرہ سب داخل ہیں کہ پانی ان کی زندگی کا سبب ہے) پس کیا وہ میری توحید پر ایمان نہیں لاتے۔

تشریح

(۲۹) اللہ کا اقتدار سب پر غالب ہے | اللہ کا اقتدار کائنات کی ایک ایک چیز پر غالب ہے کوئی اس کے اقتدارِ اعلیٰ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ جن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں یا جن بیٹیوں کو خدا کی اولاد یا خدا کا شریک سمجھا جارہا ہے اگر ان میں سے کوئی بالفرض یہ کہہ بھی دے کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک خدا ہوں تو اس کو بھی وہی سزا ملے گی جو ہر ظالم کو ملتی ہے۔ اس لئے نہ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا ہوں یا میں خدائی میں شریک ہوں یا میں خدا کی اولاد ہوں کیونکہ وہ جانتے ہیں ایسی بیہودہ بات کہنے والا اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا، اس کا اقتدار ہر چیز پر غالب اور حاوی ہے۔ اس سے کون باہر جا سکتا ہے۔

(۳۰) اللہ کی خلاقیت اور قدرت پر دعوتِ فکر | اللہ تعالیٰ کی کاری گری اس کی قدرت اور خلاقیت پر غور کیا جائے تو خود بخود اس کی عظمت کے سامنے سر جھک جاتا ہے کہ واقعی اس جیسا نہ کوئی خالق ہوسکتا ہے اور نہ اس جیسا کوئی قدرت والا۔ یہ زمین و آسمان ہیں جس شکل میں نظر آرہے ہیں یہ ہمیشہ ایسے ہی نہ تھے تخلیق کی ابتداء دُخان جیسے ایک مادے سے ہوئی جو ایک تودے — (Mass) — کی شکل میں تھا۔ پھر قدرت نے ان کو جُدا جُدا کیا جس سے زمین و آسمان اور مختلف طبقات بنے۔ قرآن کے اس بیان کی صحت پر یہ بات بھی گواہ ہے کہ کائنات کے مختلف اجزاء میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ سورج اپنی شعاعیں زمین پر ڈالتا ہے اور زمین اس کی روشنی اور حرارت کو قبول کرتی ہے۔ یہ ہم آہنگی بتا رہی ہے کہ کبھی یہ سب چیزیں ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔ اور پھر تمام اجرام فلکی ایک دوسرے سے الگ الگ ہوئے اور زمین و آسمان کی یہ موجودہ شکل بنی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے بند کھولے، بارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے روئیدگی ہوئی ہر چیز کی زندگی کے لئے پانی کو اصل بنایا گیا اور اسی سے انسان اور حیوان کی تخلیق ہوتی ہے۔ ہر چیز کے اندر پانی کا ایک خلیہ جس کو پروٹون پلازم — (Proton Plasm) — کہتے ہیں پایا جاتا ہے۔ یہی مادۂ حیات ہے قدرت کے ایسے کھلے نشان اور انتظامات کو دیکھ کر اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر مکمل یقین پیدا ہوتا ہے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا

وَجَعَلْنَا	فِي	الْأَرْضِ	رَوَاسِيَ	أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ	وَجَعَلْنَا
اور ہم نے بنائے	میں	زمین	پہاڑ	کہ جھک پڑے انکے ساتھ	اور ہم نے بنائے

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ وہ ان لوگوں کیساتھ جھک نہ پڑے اور ہم نے ایسی

فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا

فِيهَا	فِجَاجًا	سُبُلًا	لَعَلَّهُمْ	يَهْتَدُونَ	وَجَعَلْنَا
اس میں	کشادہ	راستے	تاکہ وہ	راہ پائیں	اور ہم نے بنائے

کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ راہ پائیں اور ہم نے بنائے

السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾

السَّمَاءَ	سَقْفًا	مَحْفُوظًا	وَهُمْ	عَنْ	آيَاتِهَا	مُعْرِضُونَ
آسمان	ایک چھت	محفوظ	اور وہ	سے	اسکی نشانیاں	روگردانی کرتے ہیں

آسمان ایک محفوظ چھت اور وہ اس کی نشانیوں سے روگردانی کرتے ہیں۔

(۳۱) وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ جِبَالًا
ثَوَابِتَ لِ أَنْ لَا تَمِيدَ تَتَحَرَّكَ بِهِمْ وَ
جَعَلْنَا فِيهَا أَيِ الرَّوَاسِيَ فِجَاجًا
مَسَالِكَ سُبُلًا بَدَلٌ أَيْ طُرُقًا نَافِذَةً
وَاسِعَةً لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ○ إِلَى
مَقَاصِدِهِمْ فِي الْأَسْفَارِ

(۳۱) اور ہم نے زمین میں پہاڑوں کو ثابت کیا کہ اس کو مع آدمیوں کے حرکت نہ ہو۔ اور ہم نے پہاڑوں میں راستے وسیع بنائے تاکہ لوگ راہ پاویں سفروں میں طرف اپنے مقاصد کے

(۳۲) وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا لِلْأَرْضِ كَالسَّقْفِ
لِلْبَيْتِ مَحْفُوظًا عَنِ الْوُقُوعِ وَهُمْ عَنْ
آيَاتِهَا مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ
مُعْرِضُونَ ○ لَا يَتَفَكَّرُونَ فِيهَا فَيَعْلَمُونَ
أَنَّ خَالِقَهَا لَا شَرِيكَ لَهُ

(۳۲) اور ہم نے آسمان کو زمین کی چھت بنایا جیسے گھر کی چھت ہوتی ہے جو گرنے سے محفوظ ہے اور یہ لوگ آسمان کی نشانیوں میں یعنی سورج چاند اور ستاروں میں غور اور فکر نہیں کرتے۔ اگر کرتے تو جان لیتے کہ ان اشیاء کا بنانے والا ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔

تشریح

(۳۱) **اللہ کی قدرت کی مزید نشانیاں** | اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین کی حرکت ٹھیک رہے۔ پھر پہاڑوں میں کشادہ راستے اور درّے بنا دئیے تاکہ لوگ ایک دوسرے سے مل سکیں۔ اور اپنا راستہ معلوم کر سکیں۔ یہ قدرتی راستے انسانوں کی منزلوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(۳۲) **آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا** | زمین کی ان نشانیوں کے ساتھ ذرا آسمان کیطرف دیکھو ایسی محفوظ چھت اور اتنی بلند اور وسیع بغیر کسی ستون اور کھمبے کے کھڑی ہوئی ہے۔ نہ چھت بوسیدہ ہوتی ہے اور نہ اس کے گرنے کا کوئی ڈر ہے۔ یہ سب دیکھ کر بھی لوگ اسکی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ

وَهُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَ	الَّیْلَ	وَالنَّهَارَ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ
اور وہ	جس نے	پیدا کیا	رات	اور دن	اور سورج	اور چاند	سب

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن کو، اور سورج اور چاند کو سب

فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝۳۳ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فِیْ	فَلَكٍ	یَسْبَحُوْنَ	وَ	مَا جَعَلْنَا	لِبَشَرٍ	مِّنْ + قَبْلِكَ
میں	دائرہ (مدار)	تیر رہے ہیں	اور	ہم نے نہیں کیا	کسی بشر کیلئے	آپ سے قبل

(اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لئے، ہمیشہ رہنا نہیں

الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ

الْخُلْدَ	اَفَاۡئِنْ	مِّتَّ	فَهُمُ	الْخٰلِدُوْنَ	كُلُّ	نَفْسٍ
ہمیشہ رہنا	کیا پس اگر	آپ نے انتقال کرلیا	پس وہ	ہمیشہ رہیں گے	ہر	جی

(تجویز) کیا پس اگر آپ انتقال کرگئے تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے؟ ہر جی (متنفس) کو

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَ

ذَآئِقَةُ	الْمَوْتِ	وَنَبْلُوْكُمْ	بِالشَّرِّ	وَالْخَیْرِ	فِتْنَةً	وَ
چکھنا	موت	اور ہم تمہیں مبتلا کریں گے	برائی سے	اور بھلائی	آزمائش	اور

موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمائش میں مبتلا کریں گے اور ہماری

اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵

اِلَیْنَا	تُرْجَعُوْنَ
ہماری ہی طرف	تم لوٹ کر آؤ گے

طرف ہی تم لوٹ کر آؤ گے۔

(۳۳) وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ تَنْوِیْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَیْهِ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَ تَابِعِهٖ وَهُوَ النُّجُوْمُ فِیْ فَلَكٍ اَیْ مُسْتَدِیْرٍ كَالطَّاحُوْنَةِ فِی السَّمَاءِ یَسْبَحُوْنَ ۝ یَسِیْرُوْنَ بِسُرْعَةٍ كَالسَّابِحِ فِی الْمَاءِ وَ

(۳۳) اور اللہ وہ ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو بنایا ہر ایک انہیں سے اپنے آسمان میں جلد جلد چلتا ہے جیسے تیرنے والا پانی میں تیرے۔ اور چونکہ سورج چاند وغیرہ کے چلنے کو تیرنے سے تشبیہ دی جو کام عقل والے کا ہے اس لیے یَسْبَحُوْنَ کو جمع عقل والوں کے صیغے سے کیا گیا۔

لِلتَّشْبِيْهِ بِهٖ اَیْ بِصَهِيْرِ جَمْعٍ مَنْ يَّعْقِلُ
وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ الْكُفَّارُ اِنَّ مُحَمَّدًا سَيَمُوْتُ
(۳۴) وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ
اَیْ اَلْبَقَاءُ فِی الدُّنْيَا اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ
الْخٰلِدُوْنَ ○ فِيْهَا لَا فَالْجُمْلَةُ الْاَخِيْرَةُ
مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيْ
(۳۵) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ فِی الدُّنْيَا
وَنَبْلُوْكُمْ نَخْتَبِرُكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ كَفَقْرٍ وَّغِنًى
وَسُقْمٍ وَّصِحَّةٍ فِتْنَةً مَفْعُوْلٌ لَهٗ اَیْ لِنَنْظُرَ
اَتَصْبِرُوْنَ وَتَشْكُرُوْنَ اَوْلَا وَاِلَيْنَا
تُرْجَعُوْنَ ○ فَنُجَازِيْكُمْ

اور جب کافروں نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرجاوے گا۔ اس پر یہ آیت
(۳۴) نازل ہوئی۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں ہمیشہ رہنا مقرر نہیں کیا۔ سو کیا اگر اے محمد تم مرجاؤ گے تو وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں گے ہرگز ایسا نہیں (استفہام انکاری جملہ اخیرہ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ سے متعلق ہے۔
(۳۵) ہر جان دنیا میں موت کو چکھنے والی ہے۔ ہم تم کو آزماتے ہیں برائی اور بھلائی سے جیسے افلاس اور تونگری اور بیماری اور تندرستی تاکہ ہم آزمادیں کہ آیا تم صبر اور شکر کرتے ہو یا نہیں اور تم کو ہماری طرف آنا ہے سو ہم تم کو اس کا عوض دینے والے ہیں

تشریح

(۳۳) دن اور رات، چاند اور سورج کی گردش اللہ کی نشانیاں ہیں | انسان ذرا غور کرے، کس طرح دن کے بعد رات اور رات کے پیچھے دن آتے جاتے ہیں، کس طرح چاند اور سورج اپنے اپنے مدار اور محور پر گردش کر رہے ہیں ہر ایک کی گردش کا ایک دائرہ مقرر ہے کوئی ایک دوسرے سے ٹکراتا نہیں ہے۔ فضائے بسیط میں تیرتے ہوئے یہ اجرام سماوی ان کی حرکت اور ان کا نظام انکی باقاعدگی بتا رہی ہے کہ ان سب کی باگ ڈور ایک قادر مطلق ہستی کے ہاتھ میں ہے جو ہر چیز پر اقتدار اعلیٰ رکھتا ہے اور کوئی چیز اس کی پکڑ سے باہر نہیں ہے۔ یہ تمام دلیلیں اللہ کی توحید کو ثابت کرتی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ نظام ایک سے زیادہ خداؤں کے ہوتے ہوئے جاری رہ سکے۔ یہ نظام پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کائنات میں ایک سے زیادہ خداؤں کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

(۳۴) موت وحیات اللہ کے قبضے میں ہے | اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان میں مختلف مخلوقات کو وجود عطا کیا ہے۔ انسانوں کی زندگی بھی اللہ ہی کی دی ہوئی ہے۔ جب چاہے گا موت طاری کر دیگا۔ عام انسان ہی نہیں پیغمبروں کو بھی موت سے دوچار ہونا پڑا ہے دوام کسی کو نہیں ہے سوائے ذات باری کے۔ اگر حضرت محمدؐ کو موت آتی ہے تو ان سے پہلے جو پیغمبر تھے ان کو بھی موت آئی ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی موت آتی ہے۔ جب حیات دائمی کسی کے لئے نہیں ہے تو جا ہے وہ امام ہو پیغمبر ہو سبھی کو موت سے دوچار ہونا ہے۔ عیسیٰ جو آسمانوں پر زندہ ہیں قیامت کے قریب وہ زمین پر اتریں گے اور سب انسانوں کی طرح انکو بھی موت آئے گی۔

(۳۵) موت کا قانون اٹل ہے اور دنیا میں خیر وشر آزمائش کے لئے ہیں | موت کا قانون اللہ کا بنایا ہوا ایسا دستور ہے جو ٹلنے والا نہیں ہے جو بھی دنیا میں آیا ہے اسے دنیا سے جانا ہے۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ÷ ز جام دہر مئے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

جو بھی پیدا ہوا ہے اُسے زمانے کے جام سے "کل من علیہا فان" کی شراب پینی پڑے گی۔ یہ جام فنا ہر ایک کے لئے مقدر ہے موت کا اسلامی تصور یہ ہے کہ موت انتقال مکانی کا نام ہے۔ انسان اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہوجاتا ہے جہاں اس کے سامنے اسکے اعمال کا نتیجہ آئیگا اور جیسے عمل ہیں اسکے مطابق اسکو بدلہ ملیگا۔ اس دنیا میں خیر وشر کا وجود انسان کی آزمائش کیلئے ہے راحت وغم، امیری غریبی صحت اور بیماری مختلف حالات ہیں جن سے انسان اس دنیا کی زندگی سے گزرتا ہے۔ راحت وآرام جذبۂ شکر کا امتحان ہے جبکہ رنج وغم انسان کے صبر کی آزمائش کیلئے ہے اور ایک پیغمبر کو بحیثیت انسان ان مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ آخر انسان کو اللہ کے حضور میں ہی پیش ہونا ہے جہاں صبر وشکر اور ہر نیک و بد عمل کا بدلہ ملیگا۔

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا

وَ اِذَا	رَاٰكَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَتَّخِذُوْنَكَ	اِلَّا	هُزُوًا
اور جب	تمہیں دیکھتے ہیں	وہ جنھوں نے کفر کیا (کافر)	نہیں	ٹھہراتے تمہیں		مگر صرف	ایک ہنسی مذاق

اور جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں صرف ایک ہنسی مذاق ٹھہراتے ہیں

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ

اَهٰذَا	الَّذِيْ	يَذْكُرُ	اٰلِهَتَكُمْ	وَ	هُمْ	بِذِكْرِ
کیا یہ ہے	وہ جو	یاد کرتا ہے	تمہارے معبود	اور	وہ	ذکر کے

کیا یہ ہے؟ وہ جو تمہارے معبودوں کو (برائی سے) یاد کرتا ہے۔ اور وہ اللہ کے

الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ

الرَّحْمٰنِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ	خُلِقَ	الْاِنْسَانُ	مِنْ
رحمٰن (اللہ)	وہ	منکر (جمع)	پیدا کیا گیا	انسان	سے

ذکر کے منکر ہیں۔ انسان کو پیدا کیا گیا ہے

عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

عَجَلٍ	سَاُورِيْكُمْ	اٰيٰتِيْ	فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ	وَيَقُوْلُوْنَ
جلدی (جلدباز)	عنقریب میں دکھاتا ہوں تمہیں	اپنی نشانیاں	تم جلدی نہ کرو	اور وہ کہتے ہیں

جلدباز، عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہوں سو تم جلدی نہ کرو۔ اور وہ کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾

مَتٰى	هٰذَا	الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے

کہ یہ (وعدۂ عذاب) کب آئے گا؟ اگر تم سچے ہو۔

۳۶ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اِنْ مَا يَتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا
هُزُوًا اَيْ مَهْزُوًّا بِهٖ يَقُوْلُوْنَ
اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

﴿٣٦﴾ اور جب تم کو کافر دیکھتے ہیں استہزا ہی کرتے ہیں کہتے ہیں کیا وہ شخص ہے جو تمہارے بتوں کا برائی سے نام لیتا ہے یعنی ان پر عیب لگاتا ہے۔

أَٰلِهَتَكُمْ ج أَيْ يَعِيبُهَا وَهُمْ
بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ لَهُمْ
هُمْ تَأْكِيدٌ كَافِرُونَ ○
بِهِ إِذْ قَالُوا مَا نَعْرِفُهُ
وَنَزَلَ فِي اسْتِعْجَالِهِمُ الْعَذَابَ
(۳۷) خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ
أَيْ أَنَّهُ لِكَثْرَةِ عَجَلِهِ
فِي أَحْوَالِهِ كَأَنَّهُ خُلِقَ مِنْهُ
سَأُورِيكُمْ آيَاتِي مَوَاعِيدِي
بِالْعَذَابِ فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ○
فِيهِ فَأَرَاهُمُ الْقَتْلَ بِبَدْرٍ
(۳۸) وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ
بِالْقِيَامَةِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○
فِيهِ

اور جب ان سے رحمٰن کا ذکر کیا جاتا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔
اور کافروں نے جب عذاب کے آنے میں جلدی کی یہ آیت نازل ہوئی۔
(۳۷) آدمی جلدی سے بنایا گیا ہے یعنی بیشک آدمی تمام امور میں ایسا جلد باز ہے کہ گویا جلدی ہی سے پیدا کیا گیا ہے۔
عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤنگا یعنی عذاب کے ڈراوں گا پس تم اس میں جلدی نہ کرو۔ سو اللہ تعالیٰ نے انکو یہ عذاب دکھلایا کہ بدر میں قتل کیا۔
(۳۸) اور وہ کہتے ہیں کہ قیامت کے آنے کا وعدہ کب ہوگا اگر تم اس میں سچے ہو۔

تشریح

(۳۶) منکرین حق کی مذاق بازی | اپنے انجام سے بے خبر ہو کر یہ منکرین حق حضرت محمد کی ہنسی اڑاتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کی برائیاں کرتا ہے۔ اپنے جھوٹے معبودوں کی برائی تو اتنی ناپسند ہے لیکن خود سچے معبود کی تعریف اور رحمٰن کے نام سے بھی چڑتے ہیں۔ جھوٹے معبودوں کی برائی سن کر چیں بہ جبیں ہونے والے سچے معبود کا ذکر بھی پسند نہیں کرتے اور پیغمبر کے خلاف دشمنی پر اُتر آتے ہیں۔

(۳۷) جلد بازی انسان کی فطرت ہے | عجلت اور جلد بازی اللہ تعالیٰ نے انسان کی سرشت اور اس کی بناوٹ میں شامل کی ہے۔ انسان کے اندر اس جذبے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں جوش عمل پیدا ہو۔ عجلت کے اس داعیے ——(Motive)—— سے صحیح کام لیا جائے تو انسان خیر کی طرف تیزی سے بڑھ سکتا ہے اور اگر اس داعیے کا غلط استعمال کیا جائے تو انسان شر کی طرف تیزی سے بڑھے گا۔ حق کے انکار کے نتیجے میں عذاب کی خبر اسلئے دی گئی کہ انسان شر کے راستے کو چھوڑ کر خیر کا راستہ اختیار کرے مگر اس جذبے کا الٹا استعمال کرتے ہوئے منکرینِ حق نے کہنا شروع کر دیا کہ جس عذاب کی خبر دی جاتی ہے آخر وہ جلدی سے آ کیوں نہیں جاتا۔ فرمایا جلدی مت مچاؤ۔ عذاب کی جن نشانیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ بھی تمہیں دکھا دی جائیں گی۔ اور وہ نشانیاں جنگوں کی صورت میں سامنے آئیں جنہیں باطل کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کا زور ٹوٹ گیا اور سارا غرور خاک میں مل گیا۔

(۳۸) جلد بازی کی مثال ۔ آخر وعدہ کب پورا ہوگا۔ | انسان کی طبیعت میں کتنی جلد بازی ہے اور اس جلد بازی کا غلط استعمال انسان کو کہاں پہونچا دیتا ہے۔ اس کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ حق کا انکار کرنے والے باربار تقاضہ کرتے تھے کہ آخر قیامت کب آئے گی اور دوزخ میں ڈالے جانے کی دھمکی کب پوری ہوگی اگر تم واقعی سچے ہو تو اسے کر کے دکھاؤ۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ

لَوْ يَعْلَمُ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	حِيْنَ	لَا يَكُفُّوْنَ	عَنْ
کاش وہ جان لیتے	جنھوں نے کفر کیا (کافر)	وہ گھڑی	نہ روک سکیں گے	اپنے

کاش کافر اس گھڑی کو جان لیتے جب وہ نہ روک سکیں گے (دوزخ کی) آگ کو

وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾

وُجُوْهِهِمُ	النَّارَ	وَلَا	عَنْ	ظُهُوْرِهِمْ	وَلَا هُمْ	يُنْصَرُوْنَ
اپنے چہرے	آگ	اور نہ	سے	انکی پیٹھ (جمع)	اور نہ ان کی	مدد کی جائے گی

اپنے چہروں سے، اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

بَلْ	تَأْتِيْهِمْ	بَغْتَةً	فَتَبْهَتُهُمْ	فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	رَدَّهَا	وَلَا هُمْ
بلکہ	آئیگی اُن پر	اچانک	تو حیران کردیگی انھیں	پس نہ انھیں سکت ہوگی	اس کو لوٹانا	اور نہ انہیں

بلکہ (قیامت) ان پر اچانک آئیگی تو انھیں حیران (بدحواس) کردیگی۔ پس انہیں اس کو لوٹانے کی سکت نہ ہوگی اور نہ انہیں

يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

يُنْظَرُوْنَ	وَلَقَدِ	اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ	مِّنْ + قَبْلِكَ	فَحَاقَ
مہلت دیجائے گی	اور البتہ	مذاق اڑائی گئی	رسولوں کی	آپ سے پہلے۔	آگھیرا (پکڑلیا)

مہلت دیجائیگی۔ اور البتہ مذاق اڑائی گئی آپؐ سے پہلے رسولوں کی، پس ان میں سے جنھوں نے

ع ۴/۳ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

بِالَّذِيْنَ	سَخِرُوْا	مِنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا	بِهٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ
انکو جنھوں نے	مذاق اڑایا	انہیں سے	جو	تھے	اس کے ساتھ (کا)	مذاق اڑاتے تھے

مذاق اڑایا انہیں اس (عذاب نے) آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

۴۰) قَالَ تَعَالٰى لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ
بَدْ فَعُوْنَ عَنْ وُجُوْهِهِمُ
النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ
وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ يَمْنَعُوْنَ

﴿۳۹﴾ اگر کافر جانتے اس وقت کو کہ جب وہ اپنے چہروں سے اور پُشتوں سے عذاب دوزخ کا دفع نہ کرسکیں گے اور نہ وہ قیامت کے دن آنے سے بچ سکیں گے تو وہ ایسا نہ کہتے۔

مِنْهَا فِي الْقِيٰمَةِ وَجَوَابُ لَوْ مَا فَاتَا لَوْا اِذًا لَكَ

(۴۰) بَلْ تَاْتِيْهِمْ الْقِيٰمَةُ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ تُحَيِّرُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ يُمْهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ

(۴۰) بلکہ قیامت ان پر ناگاہ آجادیگی جواُن کو حیران کردے گی۔ سو وہ اس کو لوٹا نہ سکیں گے اور نہ ان کو توبہ یا عذر کی مہلت دی جائے گی۔

(۴۱) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فِيْهِ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَاقَ نَزَلَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ وَهُوَ الْعَذَابُ فَكَذَا يَحِيْقُ بِمَنِ اسْتَهْزَءَ بِكَ

(۴۱) اور بے شک ہنسی کیے گئے تم سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ، (اس میں تسلّی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) پس اُترا ہنسی کرنے والوں پر وہ عذاب جسکو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔ سو اسی طرح ان پر عذاب آوے گا جو تمہارے ساتھ ہنسی کرتے ہیں۔

تشریح

(۳۹) دوزخ دوزخ کہنے والوں کو پتہ بھی ہے کہ دوزخ کیا ہے | یہ حق کا انکار کرنے والے جو آج جلد بازی کر رہے ہیں جانتے بھی ہیں کہ قیامت کیا ہے اور دوزخ کا عذاب کیسا ہوتا ہے اگر ان پر قیامت کی حقیقت منکشف ہو جائے اور دوزخ کی حقیقت کو سمجھ لیں تو کبھی ایسی باتیں نہ کریں وہ وقت جب سامنے آئیگا تو انکے آگے اور پیچھے ہر طرف سے آگ انکو گھیرے ہوئے ہوگی اور ان کو کہیں سے مدد بھی نہیں پہنچ سکے گی۔

(۴۰) قیامت اچانک آئیگی | قیامت کی وہ گھڑی اچانک آئے گی اور ان کو اس طرح دبوچ لے گی کہ نہ وہ اس کو دفع کرسکیں گے اور نہ انکو لمحے بھر کی مہلت ملے گی، اس وقت توبہ کرنے کا اور اپنے آپ کو سدھارنے کا کوئی موقع نہ رہے گا۔ وہ اچانک اس طرح آئے گی کہ ان کو احساس بھی نہ ہوگا تب پتہ لگے گا کہ جس چیز کو وہ مذاق سمجھتے تھے وہ مذاق نہیں تھی بلکہ ایک حقیقت تھی جسکو جو سامنے آکر رہی جیسا کہ سورۂ مدثر میں ارشاد ہے: كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○ (پارہ ۲۹)

(ہم قیامت (فیصلے) کے دن کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ وہ یقینی چیز سامنے آگئی) یہ اس گفتگو کا حصہ ہے جس کو قرآن نے نقل کیا اور یہ گفتگو جنت والوں اور دوزخ والوں کے درمیان ہوگی

(۴۱) تم سے پہلے رسولوں کا بھی اسی طرح مذاق اڑایا گیا تھا | آج اگر حضرت محمدؐ کا اس بات پر مذاق اڑایا جا رہا ہے کہ وہ قیامت کے آنے کی اور عذاب خداوندی کی وعید سناتے ہیں تو آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کا بھی ان کے امتیوں نے اسی طرح مذاق اڑایا ہے آج یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پچھلی قوموں نے وہ عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھا جب اللہ کی سزا نے ان کو گھیرا تو وہ ساری ہنسی دھری کی دھری رہ گئی پل بھر میں ساری خوش مزاجی خاک میں مل گئی جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے یعنی اللہ کا عذاب اسی چیز میں گھر گئے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ

قُلْ	مَنْ	يَكْلَؤُكُمْ	بِالَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	مِنَ الرَّحْمٰنِ
فرمادیں	کون	تمہاری نگہبانی کرتا ہے	رات میں	اور دن	رحمٰن سے

فرمادیں رحمٰن کے عذاب سے دن رات تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے ؟

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ

بَلْ	هُمْ	عَنْ	ذِكْرِ	رَبِّهِمْ	مُعْرِضُوْنَ	اَمْ	لَهُمْ
بلکہ	وہ	سے	یاد	اپنا رب	رُوگردانی کرتے ہیں	کیا	انکے لئے

بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے رُوگردانی کرتے ہیں، کیا ہمارے سوا

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

اٰلِهَةٌ	تَمْنَعُهُمْ	مِّنْ + دُوْنِنَا	لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
کچھ معبود	انہیں بچاتے ہیں	ہمارے سوا	وہ سکت نہیں رکھتے

ان کے کچھ اور معبود ہیں ؟ جو انہیں (مصائب سے) بچاتے ہیں۔ وہ سکت نہیں رکھتے

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ

نَصْرَ	اَنْفُسِهِمْ	وَلَا هُمْ	مِنَّا	يُصْحَبُوْنَ	بَلْ
مدد	اپنے آپ	اور نہ وہ	ہم سے	وہ ساتھی پائیں گے	بلکہ

اپنی مدد کی (بھی) اور نہ وہ ہم سے (بچانے کیلئے) ساتھی پائیں گے بلکہ ہم نے

مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ

مَتَّعْنَا	هٰٓؤُلَآءِ	وَاٰبَآءَهُمْ	حَتّٰى	طَالَ	عَلَيْهِمُ	الْعُمُرُ
ہم نے سازوسامان دیا	ان کو	اور ان کے باپ دادا	یہانتک کہ	دراز ہوگئی	ان پر۔ کی	عمر

ان کو اور اُن کے باپ دادا کو سازوسامان دیا، یہاں تک کہ ان کی عمر دراز ہوگئی

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

اَفَلَا يَرَوْنَ	اَنَّا + نَاْتِي	الْاَرْضَ	نَنْقُصُهَا	مِنْ
کیا پس وہ نہیں دیکھتے	کہ ہم آرہے ہیں	زمین	اسکو گھٹاتے ہوئے	سے

پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے (منکروں پر تنگ) کرتے آرہے ہیں

أَطْرَافِهَا ۔ أَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

الْغٰلِبُوْنَ	أَفَهُمُ	أَطْرَافِهَا
غالب آنے والے	کیا پھر وہ	اس کے کنارے (جمع)

پھر کیا وہ غالب آنے والے ہیں۔؟

(۴۲) قُلْ لَهُمْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ يَحْفَظُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ مِنْ عَذَابِهِ إِنْ نَزَلَ بِكُمْ أَيْ لَا أَحَدَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَالْمُخَاطَبُوْنَ لَا يَخَافُوْنَ عَذَابَ اللّٰهِ لِإِنْكَارِهِمْ لَهُ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ أَيِ الْقُرْاٰنِ مُعْرِضُوْنَ ○ لَا يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْهِ

(۴۲) قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ الخ
کہدو ان سے کہ اگر رحمٰن کا عذاب تم پر آجاوے تو رات میں اور دن میں تم کو اس سے کون بچا سکتا ہے یعنی کوئی حفاظت نہیں کر سکتا اللہ کی پکڑ سے

اور جو اس کے مخاطب ہیں وہ عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتے کیونکہ وہ اس کے منکر ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر یعنی قرآن سے منہ موڑنے والے ہیں کہ اس میں فکر نہیں کرتے۔

(۴۳) أَمْ فِيْهَا مَعْنَى الْهَمْزَةِ الْإِنْكَارِيّ أَ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِمَّا يَسُوْءُهُمْ مِنْ دُوْنِنَا أَيْ أَلَهُمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ مِنْهُ غَيْرُنَا لَا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَيِ الْاٰلِهَةُ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ فَلَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَا هُمْ أَيِ الْكُفَّارُ مِنَّا مِنْ عَذَابِنَا يُصْحَبُوْنَ ○ يُجَارُوْنَ يُقَالُ صَحِبَكَ اللّٰهُ أَيْ حَفِظَكَ وَأَجَارَكَ

(۴۳) کیا ان کے معبود ان کو برائی سے بچا سکتے ہیں ہمارے سوا۔ ہرگز نہیں۔

وہ اپنی جانوں کی مدد نہیں کر سکتے اور نہ کافر ہمارے عذاب سے چھوٹ سکتے ہیں۔

(۴۴) بَلْ مَتَّعْنَا هٰؤُلَاءِ وَاٰبَاءَهُمْ بِمَا أَنْعَمْنَا عَلَيْهِمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ فَاغْتَرُّوْا بِذٰلِكَ أَفَلَا

(۴۴) بلکہ ان کو اور ان کے باپ دادوں کو مہلت دی کہ وہ ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھاویں یہاں تک کہ ان کو اسی حالت میں ایک عمر گزر گئی اس سبب وہ دھوکے میں پڑے سو کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ
ذَتْعُصُلُ اَرْضَهُمْ نَنْقُصُهَا
مِنْ اَطْرَافِهَا بِالْفَتْحِ عَلَى
النَّبِيِّ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○
لَا بَلِ النَّبِيُّ وَاَصْحَابُهٗ

ہم انکی زمینوں کو ہر طرف سے کم کرتے چلے آرہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر فتح دیتے ہیں اور ان کے قبضہ سے نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں کرتے ہیں۔ پس کیا وہ کافر غالب ہونیوالے ہیں نہیں۔ بلکہ غلبہ پیغمبر صاحبؐ اور ان کے ہمراہیوں کو ہوگا۔

تشریح

(۴۲) کیا کوئی دوسرا اللہ کی پکڑ سے بچانے والا ہے | اللہ تعالیٰ جو تم پر نہایت مہربان ہیں، اگر ان کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو انسان کی زندگی دن ہو یا رات ہر وقت خطروں سے گھری رہتی ہے۔ اگر اس کی حفاظت شامل حال نہ ہو تو کون تمہاری حفاظت کرسکتا ہے، اور اگر وہ تمہیں گرفت میں لینا چاہے تو کون دوسرا اپکڑ سے بچا سکتا ہے؟ مگر تم بھی یہ پروردگار کی نصیحت سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جو ایسا رحیم اور حلیم اور بردبار ہے کہ جلدی سے پکڑ نہیں کرتا بلکہ مہلت اور ڈھیل دیتا رہتا ہے۔ شرک انسان کو اپنے رب حقیقی کے بارے میں کیسا غیر حقیقت پسند بنا دیتا ہے کہ وہ اس کی رحمت طلب کرنے کے بجائے اس کا ذکر سننا بھی پسند نہیں کرتے۔ دنیا کے عیش وعشرت نے انہیں غافل کر رکھا ہے۔

(۴۳) کیا اللہ کے سوا کوئی بچانے والا ہے | معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں وہ رحمٰن ورحیم سب کے نگہبان اور حاجت روا ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہستی ہے جو تمہاری حفاظت کرسکے؟ اور موقع آنے پر اللہ کے غضب سے بچا سکے جن کو تم اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو وہ تو خود اپنی حفاظت کے بھی قابل نہیں ہیں اور نہ ان کو اللہ کی تائید حاصل ہے کہ اللہ نے ان سے کوئی وعدہ کر رکھا ہو یا صنم جن ہستیوں کے تم نے بنائے ہیں وہ بھی اسی طرح عاجز اور بے بس ہیں جس طرح اللہ کی ہر مخلوق اللہ کے سامنے عاجز ہے۔ اس لئے ان پر بھروسہ کرنا ان کو اپنا حاجت روا اور نگہبان سمجھنا پرلے درجے کی نادانی ہے۔ معبود حقیقی وہ ایک اللہ ہے جو یکتا اور بے مثال ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے۔

(۴۴) یہ غفلت اور غرور خوشحالی کی وجہ سے ہے | ا[illegible] کے نظام پر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اس زمین پر ہر طرف ایک ایسی غالب قوت کارفرما ہے جہاں انسان کی ساری تدبیریں بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں۔ انسان اپنے بچاؤ کے کتنے بھی سامان کرلے مگر اس کی ایک نہیں چلتی کبھی اچانک کوئی سیلاب آتا ہے، کبھی طوفان آجاتے ہیں، کبھی حادثے ہوجاتے ہیں، کبھی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جس سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس زمین پر ایسی طاقت کی حکمرانی ہے جہاں انسان بے بس ہوجاتا ہے۔ خودساختہ معبودوں کی درماندگی اور بے چارگی اور اللہ کی طرف سے حفاظت کے انتظام کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکے مگر جب انسان کو خوشحالی حاصل ہوتی ہے اور دنیا میں کچھ اقتدار بھی مل جاتا ہے تو وہ اصل حقیقت سے غافل ہوجاتا ہے نسل در نسل ان کے آباء و اجداد سے بے فکری کی زندگی ہے اور کوئی جھٹکا ابھی لگا نہیں ہے۔ اس چیز نے ان کو غافل کر رکھا ہے لیکن کیا وہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ حق ہر طرف پھیلتا جا رہا ہے اور باطل کے لئے زمین تنگ ہوتی جارہی ہے کیا ان میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہمارے مقابلے پر غالب آجائیں اور ہماری پکڑ سے بچ سکیں؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ انکی طاقت لازوال اور ان کا عیش لافانی ہے۔ اگر وہ آس پاس کی بستیوں پر نظر ڈالیں تو کتنی ہی بستیاں پروردگار کی نافرمانی کی پاداش میں تباہ شدہ نظر آئیں گی۔ کیا یہ مشاہدات عبرت کے لئے کافی نہیں ہیں؟ جیسا کہ سورۂ احقاف میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (پارہ ۲۶ آیت ۲۷) (تمہارے گرد وپیش کے علاقوں میں بہت سی بستیوں کو ہم ہلاک کرچکے ہیں۔ ہم نے اپنی آیات بھیج کر بار بار طرح طرح سے ان کو سمجھایا تاکہ شاید کہ وہ باز آجائیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا

قُلْ	اِنَّمَا	اُنْذِرُكُمْ	بِالْوَحْيِ	وَلَا يَسْمَعُ	الصُّمُّ	الدُّعَآءَ	اِذَا
فرما دیں	اسکے سوا نہیں کہ	میں تمہیں ڈراتا ہوں	وحی سے	اور نہیں سنتے ہیں	بہرے	پکار	جب

فرما دیں اس کے سوا نہیں کہ میں تمہیں وحی سے ڈراتا ہوں، اور بہرے پکار نہیں سنتے جب

مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

مَا	يُنْذَرُوْنَ	وَ لَئِنْ	مَّسَّتْهُمْ	نَفْحَةٌ	مِّنْ	عَذَابِ	رَبِّكَ
بھی	انہیں ڈرایا جائے	اور اگر	انہیں چھوئے	ایک لپٹ	سے	عذاب	تیرا رب

بھی انہیں ڈرایا جائے اور اگر انہیں تیرے رب کے عذاب کی ایک لپٹ چھوئے تو

لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

لَيَقُوْلُنَّ	يٰوَيْلَنَا	اِنَّا	كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ
وہ ضرور کہیں گے	ہائے ہماری شامت	ہم	تھے	ظالم (جمع)

وہ ضرور کہیں گے ہائے ہماری شامت! ہم ظالم تھے۔

(۴۵) قُلْ لَهُمْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ مِنَ اللّٰهِ لَا مِنْ قِبَلِ نَفْسِيْ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْيَاءِ مَا يُنْذَرُوْنَ ○ اَيْ هُمْ لِتَرْكِهِمُ الْعَمَلَ بِمَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْاِنْذَارِ كَالصُّمِّ

(۴۶) وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ وَقْعَةٌ خَفِيْفَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يَا لِلتَّنْبِيْهِ وَيْلَنَا هَلَاكُنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ بِالْاِشْرَاكِ وَتَكْذِيْبِ مُحَمَّدٍ

(۴۵) ان سے کہدو کہ بات یہ ہے میں تم کو ڈراتا ہوں وحی سے جو اللہ کی طرف سے آئی، میں نے اپنے جی سے نہیں بنائی اور بہرے پکارنے کو نہیں سنتے جبکہ وہ ڈرائے جاتے ہیں کیونکہ جو کچھ سنتے ہیں حکم عذاب وغیرہ کا اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے مانند بہرے کے ہیں۔

(۴۶) اور اگر ان کو تھوڑا سا عذاب تیرے رب کا پیش آوے تو کہتے ہیں اے خرابی ہماری بیشک ہم ظلم کرنے والے تھے کہ اللہ کیلئے شریک بناتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے۔

تشریح

(۴۵) دل کے بہرے پیغمبر کی آواز کو نہیں سنتے | غفلت کی وجہ سے جنکے دل بہرے ہو چکے ہیں وہ کانوں کے ہوتے ہوئے بھی پیغمبر کی آواز کو نہیں سُنتے حالانکہ پیغمبر جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی وحی کے مطابق کہتے ہیں، وہ کوئی قیاس اور اندازہ نہیں ہوتا جس میں غلطی ہو سکے۔ اگر اس کے باوجود ان کو سنائی نہیں دیتا تو یہ انکا اپنا قصور ہے جس کا نتیجہ ان کو بھگتنا پڑے گا۔

(۴۶) ذرا سا اللہ کا عذاب آجائے ابھی چیخ پڑیں گے | یہ غفلت یہ غرور جبھی تک ہے جب تک اللہ کا عذاب نہیں آتا۔ اگر ذرا سا اللہ کا عذاب چھو بھی جائے وہی عذاب جس کیلئے یہ جلد بازی کر رہے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں تو ابھی یہ چیخ پڑیں گے اور کہہ اٹھیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی بے شک خطا ہماری ہی تھی۔ اُس وقت پچھتائیں گے اور اپنے خطا وار ہونے کا اعتراف کرنا پڑے گی۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

وَنَضَعُ	الْمَوَازِيْنَ	الْقِسْطَ	لِيَوْمِ	الْقِيٰمَةِ	فَلَا تُظْلَمُ	نَفْسٌ
اور ہم رکھینگے (قائم کرینگے)	ترازو۔ میزان	انصاف	دن	قیامت	تو ظلم نہ کیا جائیگا	کسی شخص پر

اور ہم قیامت کے دن میزانِ عدل قائم کریں گے تو کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ

شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ

شَيْئًا	وَاِنْ	كَانَ	مِثْقَالَ	حَبَّةٍ	مِّنْ خَرْدَلٍ	اَتَيْنَا ۔ بِهَا
کچھ بھی	اور اگر	ہوگا	وزن۔ برابر	ایک دانہ	رائی سے ۔ کا	ہم اُسے لے آئیں گے

کیا جائیگا۔ اور اگر (کوئی عمل) رائی کے ایک دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اُسے لے آئیں گے۔

وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

وَكَفٰى	بِنَا	حٰسِبِيْنَ	وَلَقَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	وَهٰرُوْنَ
اور کافی	ہم	حساب لینے والے	اور البتہ	ہم نے عطا کی	موسیٰ	اور ہارون

اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (حق و باطل میں) فرق کرنیوالی (کتاب)

الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

الْفُرْقَانَ	وَضِيَاۗءً	وَّذِكْرًا	لِّلْمُتَّقِيْنَ	
فرق کرنیوالی (کتاب)	اور روشنی	اور نصیحت	پرہیزگاروں کے لئے	

اور روشنی عطا کی اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت

﴿۴۷﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ ذَوَاتَ
الْعَدْلِ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَیْ فِيْهِ
فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ مِنْ
نَقْصِ حَسَنَةٍ اَوْ زِيَادَةِ سَيِّئَةٍ
وَاِنْ كَانَ الْعَمَلُ مِثْقَالَ زِنَةَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا
بِهَا اَیْ بِمَوْزُوْنِهَا وَكَفٰى
بِنَا حَاسِبِيْنَ ○ مُحْصِيْنَ
فِيْ كُلِّ شَیْءٍ

﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

﴿۴۷﴾ اور ہم قیامت میں انصاف کی ترازو قائم کرینگے سو کسی جان پر ظلم نہ کیا جاویگا نہ کسی کی نیکی کم کی جاوے گی اور نہ برائی زیادہ کی جاوے گی۔

اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کی برابر بھی ہوگا تو ہم اسکو بھی تولیں گے۔

اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو یعنی ہر چیز کا علم ہمکو ہے۔

﴿۴۸﴾ اور بے شک ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو تورات دی جو فرق

الْفُرْقَانَ اَیِ التَّوْرَاۃَ الْفَارِقَۃَ بَیْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَضِیَاۤءً بِھَا — کرنے والی ہے حق اور ناحق میں اور حلال وحرام میں اور باعث روشنی کے ہے۔

وَ ذِکْرًا اَیْ عِظَۃً بِھَا لِلْمُتَّقِیْنَ ○ — اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو۔

تشریح

(۴۷) قیامت کے دن اعمال کا پورا پورا وزن کیا جائیگا۔ حساب کے دن اللہ تبارک و تعالےٰ میدانِ حشر میں میزان قائم فرمائیں گے جسمیں ہر ایک کے عمل کا پورا پورا وزن ہوگا کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس میزانِ عدل کا تعلق آخرت کے حالات سے ہے اُس دنیا کے پیمانے اس زمین کی دنیا سے بالکل مختلف ہوں گے۔ کسی چیز کو تولنے کے لئے اس کا وزن ہلکا بھاری معلوم کرنے کے لئے کیونکہ ہماری اس دنیا میں میزان یا ترازو کا استعمال ہوتا ہے اس لئے قرآن میں بات کو سمجھانے کیلئے وہی لفظ استعمال کیا ہے جس سے انسان بات کو سمجھ سکے۔ ہماری اس دنیا میں کیفیتوں کو ناپنے کے لئے آلات ایجاد ہو چکے ہیں جسم کی گرمی کو معلوم کرنے کے لئے تھرما میٹر کا استعمال عام ہے۔ ہوا کے دباؤ معلوم کرنے کے لئے بیرومیٹر استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اعمال کو تولنے کے لئے جو آلہ استعمال کریں گے اس کو لفظ میزان سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس میزان میں وزن صرف ان اعمال کا ہوگا جو حق ہوں گے حق کی بنیاد انجام دینے کے لئے اعمال باوزن قرار پائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے، وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ (الاعراف ۔ ۸) (وزن اس روز حق کا ہوگا)

جن کے اعمال کی بنیاد باطل پر ہوگی ان کے کام چاہے بظاہر کتنے ہی شاندار نظر آتے ہوں آخرت کی میزان میں ان کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ جس طرح خلا میں جاکر وزن والی چیز بے وزن ہوجاتی ہے اسیطرح آخرت کی میزان میں بُرے اعمال کا کوئی وزن نہ رہیگا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ حساب آخری حساب ہوگا جس کے بعد کوئی دوسرا حساب نہیں ہوگا اس حساب کے لئے اللہ تعالےٰ کافی ہیں جو فیصلہ کن ہوگا انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کا الگ الگ حساب کرنے میں اللہ کو کوئی دشواری نہ ہوگی سب کیا دھرا سامنے آجائیگا۔ آج دنیا میں ایسی میزان ایجاد ہوچکی ہے کہ سو صفحات کی کتاب کا وزن جتنا ہے اگر اس کے کسی صفحے پر قلم سے ایک لکیر کھینچی جائے اور کتاب کو دوبارہ تولا جائے تو قلم کی ایک لکیر کا وزن بھی وہ ترازو بتادیگی۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی میزانِ عدل میں رائی کے برابر عمل کا بھی وزن معلوم ہوجائیگا جیسا کہ فرمایا: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ؕ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ○ (سورۂ زلزال آیت ۷۔۸ پارہ ۳۰) (توجس نے ذرہ برابر بھلائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لیگا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لیگا)۔ محمدؐ آج جن باتوں سے تمہیں باخبر کر رہے ہیں ان سے پہلے پیغمبر بھی انہی باتوں کے بارے میں بتاتے چلے آئے ہیں۔

(۴۸) موسیٰ و ہارون کو تورات عطا کی گئی۔ ان برگزیدہ پیغمبروں میں سے جن کو اللہ تعالےٰ کے بندوں کی ہدایت کے لئے نمونہ بناکر بھیجا تھا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون بھی تھے ان کو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب تورات عطا کی تھی۔ یہ کتاب حق اور باطل کو الگ الگ کرکے دکھانے والی تھی یہ کتاب ایک روشنی تھی جس سے انسان کو زندگی کے سیدھے راستے کا پتہ چلتا تھا۔ یہ کتاب اولادِ آدم کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے والی نصیحت کی کتاب تھی۔ جہالت اور غفلت کے اندھیرے کو دور کرکے روشنی پہنچانے والی یہ کتاب انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی اس سے عملاً فائدہ انھوں نے اٹھایا جو فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اللہ سے ڈرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

اَلَّذِیْنَ	یَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَیْبِ	وَهُمْ	مِنَ	السَّاعَةِ
جو لوگ	وہ ڈرتے ہیں	اپنا رب	بغیر دیکھے	اور وہ	سے	قیامت

جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں۔ اور وہ قیامت سے

مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ

مُشْفِقُوْنَ	وَهٰذَا	ذِكْرٌ	مُّبٰرَكٌ	اَنْزَلْنٰهُ	اَفَاَنْتُمْ
خوف کھاتے ہیں	اور یہ	نصیحت	بابرکت	ہم نے اسے نازل کیا	تو کیا تم

خوف کھاتے ہیں اور یہ بابرکت نصیحت ہے (جو) ہم نے نازل کی ہے تو کیا تم

لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ

لَهٗ	مُنْكِرُوْنَ	وَلَقَدْ + اٰتَیْنَآ	اِبْرٰهِیْمَ	رُشْدَهٗ	مِنْ قَبْلُ
اس کے	منکر (جمع)	اور تحقیق البتہ ہم نے دی	ابراہیم	ہدایت یابی (فہم سلیم)	اس سے قبل

اس کے منکر ہو؟ اور تحقیق البتہ ہم نے اس سے قبل ابراہیمؑ کو فہم سلیم دی تھی

وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

وَكُنَّا	بِهٖ	عٰلِمِیْنَ	اِذْ قَالَ	لِاَبِیْهِ	وَقَوْمِهٖ	مَا هٰذِهِ
اور ہم تھے	اسکے	جاننے والے	جب اس نے کہا	اپنے باپ سے	اور اپنی قوم	کیا ہیں یہ

اور ہم اسکے جاننے والے تھے۔ جب اس نے کہا اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کیا ہیں یہ

التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾

التَّمَاثِیْلُ	الَّتِیْٓ	اَنْتُمْ	لَهَا	عٰكِفُوْنَ	
مورتیں	جو کہ	تم	انکے لئے	جمے بیٹھے ہو	

مورتیاں؟ جن کے لیے تم جمے بیٹھے ہو۔

﴿۴۹﴾ اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ عَنِ النَّاسِ اَیْ فِی الْخَلَاءِ عَنْهُمْ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ اَیْ اَهْوَالِهَا مُشْفِقُوْنَ ○ اَیْ خَائِفُوْنَ

﴿۴۹﴾ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے خلوت اور تنہائی میں جہاں ان کو کوئی آدمی نہیں دیکھتا اور وہ قیامت کی دہشتوں سے خوف کرتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ وَهٰذَا اَیِ الْقُرْاٰنُ ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ

﴿۵۰﴾ اور یہ قرآن ذکرِ مبارک ہے کہ ہم نے اس کو اُتارا۔

أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ○ أَلْاِسْتِفْهَامُ فِيْهِ لِلتَّوْبِيْخِ

سو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ (استفہام توبیخ کیلئے ہے)

(۵۱) وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ أَيْ هٰذَا هُ قَبْلَ بُلُوْغِهٖ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِينَ ○ أَيْ بِأَنَّهٗ أَهْلٌ لِذٰلِكَ

(۵۱) وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِينَ ۔ اور بیشک ہم نے ابراہیم کو ہدایت دی پہلے اس کے بالغ ہونے کے اور ہم اسکو جانتے تھے کہ وہ اس کا اہل ہے۔

(۵۲) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الْأَصْنَامُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ○ أَيْ عَلٰى عِبَادَتِهَا مُقِيمُونَ

(۵۲) یاد کر جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا، یہ بتوں کی تصویریں جنکی تم پوجا کرتے ہو کیا چیز ہیں۔

تشریح

(۴۹) ہدایت سے فائدہ وہی اُٹھاتے ہیں جو رب سے ڈرنے والے ہیں | جس طرح سورج اپنی روشنی سے ساری دنیا کو منور کرتا ہے لیکن اگر کوئی شخص کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائے اور سورج کی روشنی کو اندر نہ آنے دے تو اس میں سورج کا کوئی قصور نہیں ہے اس شخص کا قصور ہے جو سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا اسیطرح وہ لوگ جنکے دل میں تقویٰ ہوتا ہے بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں جنکو یہ خیال رہتا ہے کہ ایک دن قیامت کا آنا ہے اور ہمیں حساب کتاب کیلئے رب کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہی اللہ کی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۵۰) قرآن بابرکت نصیحت ہے | سابقہ کتابوں کی طرح یہ بابرکت ذکر قرآن مجید جو ہم نے نازل کیا ہے نصیحت کی کتاب تمہارے سامنے موجود ہے۔ تورات کی طرح روشن اور کہیں زیادہ واضح ہدایت اس میں موجود ہے۔ ان دلائل سے مزین ہے جن کے انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ تو کیا تم اس کا بھی انکار کرو گے۔؟

(۵۱) ابراہیم کو روشنی طبع اور ہدایت عطا کی گئی | اسی طرح موسیٰ اور ہارون سے پہلے ہم نے ابراہیم کو انکی اعلیٰ قابلیت، روشنی طبع، فکر سلیم اور انکی شان کے مناسب رشد و ہدایت عطا کی تھی۔ ابراہیم جوانی سے پہلے بچپن میں ہی اس راہ پر پڑ گئے تھے جو انبیائی شان کے مطابق تھی انکی یہی فطری صلاحیت اور خصوصیت تھی جسکی وجہ سے پوری قوم میں سے انکا انتخاب کیا گیا تھا۔ کس کو کیا مقام دینا ہے اور کس نعمت سے نوازنا ہے اسکو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوا ہے، اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (آیت ۱۲۴) (اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ اپنی رسالت کس کے حوالے کریں) اس کا انتخاب انتہائی جچا تلا اور صحیح ہوتا ہے۔ موسیٰ اور ہارونؑ ہوں یا ابراہیمؑ اور محمدؐ جتنے بھی پیغمبر اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں ان کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے انکی صلاحیتوں اور ان کے مقام کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔

(۵۲) حضرت ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید | اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا یہ دین جس کی دعوت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مقرر کرتے رہے ہیں، اس دین کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ اس کائنات کو بنانے اور چلانے والا صرف اور صرف ایک پروردگار اللہ ہے۔ وہ یکتا، بے مثال، اور قادر مطلق پورے طور پر با اختیار اپنی اس عظیم الشان سلطنت کا واحد حاکم اور مقتدر اعلیٰ ہے۔ اس کا اقتدار جس طرح آسمانوں میں ہے اسی طرح زمین پر بھی ہے۔ یہ دین دعوت دیتا ہے کہ ایک اللہ کو اپنا معبود مان کر اس کے آگے سر جھکا دو اس کے وفادار اور اطاعت گزار بن کر زندگی گزارو اس میں کسی دوسرے کی کسی طرح کی شرکت کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ کے دین کی دعوت دینے والے اللہ کے یہ پیغمبر انسانوں کی بھلائی اور ہدایت کے لئے صاف صاف آکر بتاتے ہیں کہ ایک اللہ کو مانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ توحید کی اس دعوت میں بت پرستی کی کہیں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عرب کے لوگ حضرت ابراہیمؑ کو ماننے والے تھے۔ خانۂ کعبہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی عبادت کے لئے مرکزِ توحید کے طور پر اللہ کے حکم سے تعمیر کیا تھا انکی دعوت کا وہ حصہ نقل کیا جا رہا ہے جس کا تعلق صاف صاف توحید کے ساتھ ہے اور بت پرستی پر کاری ضرب ہے۔ فرمایا وہ موقع یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ پتھر کی یہ خود تراشیدہ مورتیاں خدا کیسے بن گئیں جن کے تم گرویدہ ہو رہے ہو۔

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ

قَالُوْا	وَجَدْنَآ	اٰبَآءَنَا	لَهَا	عٰبِدِيْنَ	قَالَ	لَقَدْ كُنْتُمْ
وہ بولے	ہم نے پایا	اپنے باپ دادا	انکے لئے کی	پوجا کرنے والے	اس نے کہا	تحقیق تم رہے

وہ بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے اُس (ابراہیم) نے کہا تحقیق تم اور

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

اَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	فِیْ	ضَلٰلٍ	مُّبِيْنٍ	قَالُوْٓا	اَجِئْتَنَا
تم	اور تمہارے باپ دادا	میں	گمراہی	صریح	وہ بولے	کیا تم لائے ہو ہمارے پاس

تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں رہے۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس حق

بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾

بِالْحَقِّ	اَمْ	اَنْتَ	مِنَ	اللّٰعِبِيْنَ
حق	یا	تم	سے	کھیلنے والے

لائے ہو؟ یا دل لگی کرنے والوں میں سے ہو۔

﴿۵۳﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ فَاقْتَدَيْنَا بِهِمْ

﴿۵۳﴾ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا کہ بتوں کو پوجتے تھے سو ہم نے بھی انہیں کی پیروی کی

﴿۵۴﴾ قَالَ لَهُمْ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ لِعِبَادَتِهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ

﴿۵۴﴾ ابراہیم نے ان سے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ انکی عبادت میں ظاہر گمراہی پر تھے۔

﴿۵۵﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ فِیْ قَوْلِكَ هٰذَا اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ○ بِهٖ

﴿۵۵﴾ وہ بولے کیا تو جو کچھ کہتا ہے یہ حق ہے یا تو ہمارے ساتھ کھیل میں ہنسی کرتا ہے۔

تشریح

﴿۵۳﴾ اندھی تقلید کا بے تکا جواب | اسکے جواب میں ابراہیم کی قوم کے لوگ عقل اور فطرت اور صحیح علم کے مطابق کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے ان کا بے تکا جواب ایک ہی تھا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

﴿۵۴﴾ حضرت ابراہیم کا ارشاد "گمراہی گمراہی ہے" | حضرت ابراہیمؑ نے کہا تمہاری اس دلیل سے نہ تو سچائی ثابت ہوتی ہے اور نہ عقلمندی معلوم ہوتی ہے اگر باپ دادا ایسا کرتے رہے ہیں تو ان کا کرنا صحیح طرزِ عمل کی دلیل نہیں ہے۔ صرف یہ بات کہ باپ دادا ایسا کرتے رہے ہیں کوری اندھی تقلید ہے عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ عقلمندی یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو جانچا اور پرکھا جائے اور پھر اسکو قبول کیا جائے۔ بے دلیل بات کا مان لینا عقلمندی نہیں جہالت اور حماقت ہے۔

﴿۵۵﴾ ابراہیم کہیں تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو | قوم کے عام عقیدے کے برخلاف یہ دوٹوک بات سنکر قوم ابراہیم کے لوگ مضطرب اور بے چین ہو گئے کہ کیا واقعی یہ بات تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو اور کیا واقعی تمہاری دعوت یہی ہے یا کہیں دل لگی تو نہیں کر رہے ہو؟ انکو یقین نہیں آتا تھا کہ یہ مسلمہ عقیدہ جو باپ دادا سے چلا آرہا ہے اس صنم پرستی کے خلاف ہم ہی میں کا کوئی آدمی کچھ کہہ سکتا ہے مگر ابراہیم کی بات مدلل، واضح اور دوٹوک تھی۔

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ

فَطَرَهُنَّ	الَّذِیْ	وَالْاَرْضِ	السَّمٰوٰتِ	رَبُّ	رَبُّكُمْ	بَلْ	قَالَ
انہیں پیدا کیا	وہ جس نے	اور زمین	آسمان (جمع)	رب (مالک)	تمہارا رب	بلکہ	اس نے کہا

اس نے کہا بلکہ تمہارا رب مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا وہ جس نے انہیں پیدا کیا

وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ

لَاَكِیْدَنَّ	تَاللّٰهِ	وَ	الشّٰهِدِیْنَ	مِنَ	عَلٰی + ذٰلِكُمْ	وَاَنَا
البتہ میں ضرور چال چلوں گا	اللہ کی قسم	اور	گواہ (جمع)	سے	اس بات پر	اور میں

اور اس بات پر میں گواہوں میں سے (گواہ) ہوں۔ اور اللہ کی قسم! البتہ میں تمہارے بتوں سے

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾

مُدْبِرِیْنَ	تُوَلُّوْا	اَنْ	بَعْدَ	اَصْنَامَكُمْ
پیٹھ پھیر کر	تم جاؤ گے	کہ	بعد	تمہارے بت (جمع)

ضرور چال چلوں گا، اس کے بعد جبکہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔

﴿۵۶﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمُ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ رَبُّ مَالِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ خَلَقَهُنَّ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمُ الَّذِیْ قُلْتُهُ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ بِهٖ

﴿۵۷﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ○

﴿۵۶﴾ ابراہیمؑ نے کہا بلکہ تمہارا رب جو مستحق عبادت کا ہے مالک ہے آسمانوں اور زمینوں کا وہ کہ جس نے انہیں بلا مثال پیدا کیا اور میں نے جو کہا میں اس پر گواہ ہوں۔

﴿۵۷﴾ اور قسم اللہ کی بالیقین میں تمہارے بتوں کے ساتھ مکر کروں گا یعنی ان کو توڑ دوں گا جبکہ تم کہیں جاؤ گے۔

تشریح

﴿۵۶﴾ **حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے توحید کی دو ٹوک دعوت** حضرت ابراہیمؑ نے کہا بالکل میرا عقیدہ اور میری دعوت یہی ہے کہ ہم سب کا معبود وہی ہے جس نے زمین آسمان بنائے ہیں اور صرف بنائے نہیں بلکہ وہ ان کی نگرانی بھی کرتا ہے۔ جب خالق بھی وہی ہے پروردگار بھی وہی ہے تو پھر کوئی دوسرا معبود کیسے ہو سکتا ہے۔

میں اسی عقیدے کا تمہارے سامنے اعلان کرتا ہوں اور اسی کی گواہی اور دعوت کے لئے پروردگار نے مجھے مامور کیا ہے۔

﴿۵۷﴾ **بتوں کی بے بسی، میں تمہیں دکھا دوں گا** اگر تم دلیل سے یہ بات نہیں سمجھتے تو یہ بات تمہارے سامنے آجائے گی کہ یہ بت بالکل بے بس اور بے اختیار ہیں۔ ابراہیمؑ جو قدم اٹھانا چاہتے تھے اس کی طرف انھوں نے ہلکا سا اشارہ کر دیا تھا مگر قوم کے لوگوں نے اس پر زیادہ توجہ نہیں دی کہ بھلا ایک نوجوان ان جودوں کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔؟

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾

فَجَعَلَهُمْ	جُذٰذًا	اِلَّا	كَبِيْرًا	لَّهُمْ	لَعَلَّهُمْ	اِلَيْهِ	يَرْجِعُوْنَ
اس نے انہیں کر ڈالا	ریزہ ریزہ	سوائے	ایک بڑا	ان کا	تاکہ وہ	اسکی طرف	رجوع کریں

پس اس نے ان کے ایک بڑے کے سوا سب کو ریزہ ریزہ کر ڈالا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾

قَالُوْا	مَنْ	فَعَلَ	هٰذَا	بِاٰلِهَتِنَآ	اِنَّهٗ	لَمِنَ	الظّٰلِمِيْنَ
کہنے لگے	کون۔کس	کیا	یہ	ہمارے معبودوں کیساتھ	بیشک وہ	سے	ظالم (جمع)

کہنے لگے کون ہے جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا؟ بیشک وہ تو ظالموں میں سے ہے۔

(۵۸) فجعلهم بعد ذهابهم الى مجتمعهم في يوم عيد لهم جذاذا بضم الجيم وكسرها فتاتا بفاس الا كبيرا لهم علق الفاس في عنقه لعلهم اليه اي الكبير يرجعون ○ فيرون ما فعل بغيره

(۵۹) قالوا بعد رجوعهم ورؤيتهم ما فعل من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظلمين ○ فيه

(۵۸) سو ابراہیمؑ نے انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کلہاڑے سے جب وہ اپنے کسی عید کے مجمع میں گئے۔

مگر بڑے بت کو نہ توڑا اس کی گردن میں کلہاڑا لٹکا دیا تاکہ وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں۔ پس دیکھیں جو کچھ کیا گیا دوسرے بتوں کے ساتھ۔

(۵۹) وہ بولے جب اس بڑے بت کی طرف لوٹے اور دیکھا جو کچھ کیا گیا بتوں کیساتھ کہ کس نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ بیشک اس نے یہ ظلم کیا۔

تشریح

(۵۸) **حضرت ابراہیمؑ کی عملی تدبیر بُت خانے کے سارے بُت توڑ ڈالے** حضرت ابراہیمؑ دلائل کی روشنی میں کافی کچھ سمجھا چکے تھے کہ ہم سب کا معبود وہی ہے جس نے زمین و آسمان بنائے اور ہم سب کو پیدا کیا۔ یہ بت جن کی تم پوجا کرتے ہو کسی طرح بھی معبود نہیں ہو سکتے۔ نہ یہ سنتے ہیں نہ یہ دیکھتے ہیں نہ یہ کسی کی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ کسی کو کیا بچائیں گے یہ خود اپنی حفاظت کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں اس بات کو عملی طور پر دکھانے کے لئے انھوں نے ایک تدبیر کی کہ ایک روز جب شہر کے لوگ تہوار منانے کے لئے بستی سے باہر گئے ہوئے تھے حضرت ابراہیمؑ ایک بہانہ بنا کر اِن لوگوں کے ساتھ نہیں گئے اور موقع پاکر انھوں نے بت خانے کے سارے بتوں کو توڑ ڈالا، ایک بڑے سے بُت کو نہیں توڑا اور کلہاڑی اس کے کندھے پر رکھ دی۔ یہ بتانے کے لئے کہ یہ حرکت ان بڑے صاحب کی معلوم ہوتی ہے۔ فرضی معبودوں کی حقیقت سمجھانے کے لئے یہ ایک عملی تدبیر تھی۔

(۵۹) **ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟** لوگ میلے سے واپس آئے اور پوجا پاٹھ کے لئے بت خانے میں گئے تو دیکھا کہ سارے بت ٹوٹے پڑے ہیں کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ جس نے بھی یہ حرکت کی ہے وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے جس نے یہ شرارت کی ہے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

قَالُوْا	سَمِعْنَا	فَتًى	يَذْكُرُهُمْ	يُقَالُ	لَهٗ	اِبْرَاهِيْمُ	قَالُوْا
بولے	ہم نے سُنا ہے	ایک جوان	وہ انکے بارہیں باتیں کرتاہے	کہا جاتا ہے	اسکو	ابراہیم	بولے

بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان ان (بتوں) کے بارہیں باتیں کرتا ہے اس کو ابراہیمؑ کہا جاتا ہے۔ بولے

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا

فَاْتُوْا	بِهٖ	عَلٰى	اَعْيُنِ	النَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَشْهَدُوْنَ	قَالُوْٓا
تم لے آؤ	اسے	سامنے	آنکھیں	لوگ	تاکہ وہ	وہ دیکھیں	انہوں نے کہا

تو اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لے آؤ۔ تاکہ وہ دیکھیں انہوں نے کہا

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ

ءَاَنْتَ	فَعَلْتَ	هٰذَا	بِاٰلِهَتِنَا	يٰٓاِبْرٰهِيْمُ	قَالَ	بَلْ
کیا تو	تو نے کیا	یہ	ہمارے معبودوں کیساتھ	اے ابراہیم	اس نے کہا	بلکہ

کہ اے ابراہیمؑ! کیا یہ تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا بلکہ

فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾

فَعَلَهٗ	كَبِيْرُهُمْ	هٰذَا	فَاسْئَلُوْهُمْ	اِنْ	كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ
یہ کیا ہے	ان کا بڑا	یہ	تو ان سے پوچھ لو	اگر	وہ بولتے ہیں

یہ ان کے اس بڑے نے کیا ہے، تو ان (ہی) سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

فَرَجَعُوْٓا	اِلٰٓى	اَنْفُسِهِمْ	فَقَالُوْٓا	اِنَّكُمْ	اَنْتُمُ	الظّٰلِمُوْنَ
پس وہ لوٹے (سوچ میں پڑگئے)	طرف میں	اپنے دل	پھر انہوں نے کہا	بیشک	تم ہی	ظالم (جمع)

پس وہ سوچ میں پڑ گئے اپنے دلوں میں، پھر انہوں نے کہا بیشک تم ہی ظالم ہو۔ (ناحق پر ہو)

﴿۶۰﴾ قَالُوْا اَیْ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ اَیْ يَعِيْبُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ ○

﴿۶۰﴾ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو سنا تھا کہ وہ بتوں پر عیب لگاتا تھا جس کا نام ابراہیم ہے۔

﴿۶۱﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ اَیْ ظَاهِرًا لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○ عَلَيْهِ

﴿۶۱﴾ انہوں نے کہا کہ لاؤ تم اس کو ظاہر سب آدمیوں کے سامنے تاکہ وہ گواہی دیں اس پر کہ اس نے یہ کام کیا ہے۔

اَنَّہٗ فَاعِلٌ

(٦٢) قَالُوْٓا لَهٗ بَعْدَ اِتْيَانِهٖ ءَ اَنْتَ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا وَتَسْهِيْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰى وَتَرْكِهٖ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○

(٦٢) جب ابراہیم آیا اس سے انہوں نے کہا کیا تونے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے اے ابراہیم۔

(٦٣) قَالَ سَاكِتًا عَنْ فِعْلِهٖ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ عَنْ فَاعِلِهٖ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○ فِيْهِ تَقْدِيْمُ جَوَابِ الشَّرْطِ وَفِيْمَا قَبْلَهٗ تَعْرِيْضٌ لَهُمْ بِاَنَّ الصَّنَمَ الْمَعْلُوْمَ عَجْزُهٗ عَنِ الْفِعْلِ لَا يَكُوْنُ اِلٰهًا۔

(٦٣) اس نے کہا اپنے فعل سے خاموش ہوکر، بلکہ کیا ہے اسکو کسی نے بڑا بت یہ ہے سو پوچھ لو تم ان سے اس کا حال جس نے یہ کیا ہے اگر وہ بت بولتے ہیں۔ (اس کلام میں اشارہ ہے اس طرف کہ بت جس کا عاجز ہونا معلوم ہے کوئی کام نہیں کرسکتا وہ معبود نہیں ہوسکتا۔

(٦٤) فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالتَّفَكُّرِ فَقَالُوْٓا لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اَيْ بِعِبَادَتِكُمْ مَنْ لَا يَنْطِقُ

(٦٤) پس متوجہ ہوئے وہ اپنی جانوں کی طرف اور فکر کرکے کہا اپنے آپ کو کہ بیشک تم بتوں کی پرستش میں جو بولنے سے بھی عاجز ہیں ناحق پر ہو۔

تشریح

(٦٠) کہیں یہ حرکت ابراہیم کی تو نہیں؟ | کچھ لوگوں نے کہا کہ ایک نوجوان ابراہیم نام کا ہے ہم نے بتوں کے بارے میں اسکو مخالفت کرتے ہوئے سنا ہے کہیں یہ حرکت اسی کی تو نہیں۔؟

(٦١) لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کو پکڑ کر سب کے سامنے لاؤ | اس شبہ کے بعد کہ یہ کام کرنے والے ابراہیم ہوسکتے ہیں رائے یہ بنی کہ لوگوں کو جمع کیا جائے اور سب کے سامنے ابراہیم سے پوچھ گچھ کی جائے اور اگر معلوم ہوجائے کہ یہ ابراہیم کی حرکت ہے تو سب کے سامنے اس معاملہ کو رکھا جائے تاکہ سب لوگ دیکھ لیں کہ ایسی غلط حرکت کرنے والے کی کس طرح خبر لی جاتی ہے۔ اس طرح یہ معاملہ چند مخصوص لوگوں میں نہ رہ کر عوام کے سامنے آگیا۔

(٦٢) ابراہیم سے سوال کیا یہ حرکت تم نے کی ہے؟ | عام مجمع میں حضرت ابراہیم کو لایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ اے ابراہیم! کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت تم نے کی ہے۔؟

(٦٣) حضرت ابراہیم کی الزامی حجت | حضرت ابراہیم نے الزامی حجت قائم کرنے کے لئے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہو اس بڑے بُت سے پوچھ لو اگر بُت بول سکتے ہوں گے تو یہ تمہیں بتادیگا۔

عام آدمی کے سامنے بتوں کی بے بسی ظاہر کرنے کا اور توحید کی دعوت کا یہ نہایت حکیمانہ انداز تھا۔ کہ فرض کرلو کہ بُت بولتے ہوں تو یہ بڑا بت ہی تم کو بتادیگا۔ نہ بت بول سکتے تھے اور نہ وہ بتاسکتا تھا پورے مجمع میں سناٹا تھا، لوگ سوچ میں پڑے ہوئے تھے۔

(٦٤) اپنی غلطی کا احساس | تھوڑی دیر کے لئے حضرت ابراہیم کی اس تدبیر نے سب کو اپنی غلطی کا احساس دلادیا۔ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ واقعی غلطی ہماری ہی ہے جو ہم ان بے بس بتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں۔

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ ج لَقَدْ عَلِمْتَ مَا

ثُمَّ	نُكِسُوا	عَلَىٰ	رُءُوسِهِمْ	لَقَدْ + عَلِمْتَ	مَا
پھر	وہ اوندھے کیے گئے	پر	اپنے سروں	تو خوب جانتا ہے	جو

پھر وہ اپنے سروں پر اوندھے کیے گئے۔ (سروں کے بل جھک گئے) تو خوب جانتا ہے یہ جو

هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ

هَٰؤُلَاءِ	يَنطِقُونَ	قَالَ	أَفَتَعْبُدُونَ	مِنْ + دُونِ
یہ	بولتے ہیں	اس نے کہا	کیا پھر تم پرستش کرتے ہو	سوائے

کچھ بولتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم پھر اللہ کے سوا ان کی پرستش

اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾

اللَّهِ	مَا	لَا يَنفَعُكُمْ	شَيْئًا	وَ	لَا يَضُرُّكُمْ
اللہ	جو	نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں	کچھ	اور	نہ نقصان پہنچا سکیں۔

کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں۔

(٦٥) ثُمَّ نُكِسُوا مِنَ اللهِ عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ
أَيْ رُدُّوا إِلَى كُفْرِهِمْ وَقَالُوا وَاللهِ
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ○
أَيْ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا بِسُؤَالِهِمْ
(٦٦) قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللهِ
أَيْ بَدَلَهُ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا
مِنْ رِزْقٍ وَغَيْرِهِ وَلَا يَضُرُّكُمْ ○
شَيْئًا إِنْ لَمْ تَعْبُدُوهُ

(٦٥) پھر اللہ نے انکو کفر کی طرف لوٹا دیا۔ اور انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک تو جانتا ہے کہ یہ بت بول نہیں سکتے پھر تو ہم کو کیونکر کہتا ہے کہ بتوں سے پوچھو۔

(٦٦) ابراہیمؑ نے کہا پھر کیا تم پوجتے ہو اللہ کے عوض اس چیز کو جو تمکو روزی وغیرہ نہیں دے سکتے اور کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم ان کو نہ پوجو تو وہ تمکو کچھ نقصان نہیں دے سکتے۔

تشریح

(٦٥) جانتے تو ہو کہ یہ بت بولتے نہیں | اللہ کی ربوبیت اور توحید انسان کی فطرت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس تدبیر سے جو انھوں نے کی تھی کچھ دیر کے لئے فطری احساس بیدار ہوا مگر پھر وہی عصبیتِ جاہلیہ لوٹ آئی عقل اوندھی ہو گئی اور کہنے لگے، جانتے تو ہو کہ یہ بت بولتے نہیں ہیں۔

(٦٦) حضرت ابراہیم کا ارشاد پھر ان کو پوجتے کیوں ہو؟ | حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جب یہ بولتے نہیں ہیں سنتے نہیں ہیں تمہیں نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں تو پھر اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے کیوں ہو؟ حضرت ابراہیم کی یہ دلیل اتنی مستحکم تھی کہ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾

اُفٍّ	لَّكُمْ	وَلِمَا	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ + دُوْنِ + اللّٰهِ	اَ	فَلَا تَعْقِلُوْنَ
تف	تم پر	اور اسپر جسے	پرستش کرتے ہو تم	اللہ کے سوا	کیا	پھر تم نہیں سمجھتے

تف ہے تم پر اور (ان بتوں پر) جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کیا تم پھر (بھی) نہیں سمجھتے؟

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾

قَالُوْا	حَرِّقُوْهُ	وَانْصُرُوْا	اٰلِهَتَكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ + فٰعِلِيْنَ
وہ کہنے لگے	تم اسے جلاڈالو	اور تم مدد کرو	اپنے معبودوں	اگر	تم ہو کرنے والے (کچھ کرنا ہے)

وہ کہنے لگے تم اسے جلاڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔

﴿٦٧﴾ اُفٍّ بِكَسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِهَا بِمَعْنٰى مَصْدَرٍ
اَیْ تَبًّا وَقُبْحًا لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَیْ غَيْرِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
اَیْ هٰذِهِ الْاَصْنَامُ لَا تَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ وَلَا
تَصْلُحُ لَهَا وَاِنَّمَا يَسْتَحِقُّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

﴿٦٧﴾ ہلاکی اور خرابی ہو تم کو اور ان کو جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سو کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ یہ بت مستحق پرستش کے نہیں اور نہ ان میں یہ لیاقت ہے بلکہ مستحق پرستش کا اللہ تعالےٰ ہے۔

﴿٦٨﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ اَیْ اِبْرٰهِيْمَ وَ
انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اَیْ بِتَحْرِيْقِهٖ
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ نُصْرَتَهَا
فَجَمَعُوْا لَهُ الْحَطَبَ الْكَثِيْرَةَ
وَاَضْرَمُوا النَّارَ فِيْ جَمِيْعِهٖ
وَاَوْثَقُوْا اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلُوْهُ فِيْ
مَنْجَنِيْقٍ وَرَمَوْهُ فِي النَّارِ

﴿٦٨﴾ وہ بولے کہ جلا دو ابراہیم کو اور اسکو جلا کر اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو ان کی مدد کرنی ہے۔ سو انہوں نے ابراہیم کے جلانے کو بہت سی لکڑیاں اکٹھی کیں اور ان تمام میں آگ لگائی اور ابراہیم کو رسیوں سے باندھ کر اور منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا۔

تشریح

﴿٦٧﴾ تف ہے تم پر کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ حضرت ابراہیم نے کہا تم پر تف ہے اور ان پر بھی جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ اس سے بڑی بے عقلی کیا ہو سکتی ہے کہ اسکو خدا بنایا جائے جو خدا بننے کے قابل نہ ہو۔

﴿٦٨﴾ حضرت ابراہیم کو آگ میں جلانے کا فیصلہ اس مجمع میں مندر کے پجاری بھی تھے اور عام لوگ بھی کسی کے پاس حضرت ابراہیم کی بات کا جواب نہیں تھا لاجواب ہو کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دیا جائے۔ اور اپنے خداؤں کی مدد کی جائے۔ واقعی انسان کی جب مت ماری جاتی ہے تو وہ ایسی ہی حرکتیں کرتا ہے جس کی کسی سمجھدار آدمی سے امید نہیں کی جاسکتی۔ وہ خدا جن سے مدد مانگتے تھے خود اپنی مدد کے بھی قابل نہ تھے۔ کیسا بے بسی کا جملہ ہے کہ ابراہیم کو جلا ڈالو اور اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اپنے خداؤں کی حمایت کرو۔ یہ صرف دھمکی نہیں تھی بلکہ انہوں نے اس کے اوپر عمل کر کے دکھا دیا۔ ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا گیا تاکہ ابراہیم کو اسمیں جلا کر خاک کر دیا جائے۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا

قُلْنَا	يٰنَارُ كُوْنِىْ	بَرْدًا	وَّسَلٰمًا	عَلٰٓى	اِبْرٰهِيْمَ	وَاَرَادُوْا
ہم نے حکم دیا	اے آگ تو ہوجا	ٹھنڈی	اور سلامتی	پر	ابراہیم ؑ	اور انہوں نے ارادہ کیا

ہم نے حکم دیا اے آگ! تو ابراہیم ؑ پر ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی۔ اور انہوں نے اسکے ساتھ

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى

بِهٖ	كَيْدًا	فَجَعَلْنٰهُمُ	الْاَخْسَرِيْنَ	وَنَجَّيْنٰهُ	وَلُوْطًا	اِلَى
اسکے ساتھ	فریب	تو ہم نے انہیں کردیا	بہت خسارہ پانے والے (زیاں کار)	اور ہم نے اسے بچالیا	اور لوط	طرف

فریب کا ارادہ کیا تو ہم نے انھیں کردیا انتہائی زیاں کار۔ اور ہم نے اُسے اور لوط ؑ کو اس سرزمین کیطرف

الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

الْاَرْضِ	الَّتِىْ + بٰرَكْنَا	فِيْهَا	لِلْعٰلَمِيْنَ	وَوَهَبْنَا	لَهٗٓ
سرزمین	وہ جس میں ہم نے برکت رکھی	اسمیں	جہانوں کے لئے	اور ہم نے عطا کیا	اس کو

پہنچا کر بچالیا جس میں ہم نے جہانوں کے لئے برکت رکھی اور اس کو عطا کیا

اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾

اِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	نَافِلَةً	وَكُلًّا	جَعَلْنَا	صٰلِحِيْنَ
اسحٰق	اور یعقوب	پوتا	اور سب	ہم نے بنایا	صالح (نیکوکار)

اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب ؑ پوتا اور ہم نے ان سب کو نیکوکار بنایا۔

(۶۹) قَالَ تَعَالٰى قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ
سَلَامًا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ ○ فَلَمْ تُحْرِقْ
مِنْهُ غَيْرَ وَثَاقِهٖ وَذَهَبَتْ حَرَارَتُهَا وَ
بَقِيَتْ اَضَاءَتُهَا وَبِقَوْلِهٖ سَلَامًا سَلِمَ
مِنَ الْمَوْتِ بِبَرْدِهَا
(۷۰) وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا اَوْهُوَ التَّحْرِيْقُ
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ○ فِىْ مُرَادِهِمْ
(۷۱) وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِبْنَ اَخِيْهِ هَارَانَ
مِنَ الْعِرَاقِ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ
بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ○ بِكَثْرَةِ

(۶۹) اللہ تعالٰی نے فرمایا ہم نے کہا کہ اے آتش تو ابراہیم پر سلامتی
اور ٹھنڈک ہوجا۔ سو آگ نے حکم الٰہی سے بجز رسیوں کے
اور کسی چیز کو ابراہیم ؑ کی نہ جلایا اور اس کی حرارت جاتی
رہی صرف روشنی باقی رہی۔ اور چونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ سلامتی
ہوجا ابراہیم پر اسلئے وہ اس کی ٹھنڈک سے مرنے سے بچا رہا۔
(۷۰) اور کافروں نے ابراہیم ؑ کے ساتھ مکر کا ارادہ کیا تھا یعنی اس کے
جلانے کا سو ہم نے ان کو ہی ٹوٹے میں ڈالا۔ اور انکا مقصد پورا نہ ہوا۔
(۷۱) اور ہم نے نجات دی ابراہیم کو اور اس کے بھائی ہاران کے بیٹے لوط ؑ
کو اور نکالا انکو عراق سے طرف اس شہر کے کہ جسمیں ہم نے برکت دی

کہ وہاں

الْأَنْهَارُ وَ الْأَشْجَارُ وَهِيَ الشَّامُ نَزَلَ إِبْرَاهِيمُ بِفِلَسْطِينَ وَلُوطًا بِالْمُؤْتَفِكَةِ وَ بَيْنَهُمَا يَوْم

نہریں اور درخت بکثرت ہیں اور مراد اس سے ملک شام ہے ابراہیمؑ فلسطین میں رہا اور لوطؑ موتفکہ میں اور ان دونوں بستیوں کے درمیان ایک دن کا راستہ ہے۔

(۷۲) وَوَهَبْنَا لَهُ لِإِبْرَاهِيمَ وَكَانَ سَأَلَ وَلَدًا كَمَا ذُكِرَ فِي الصَّافَّاتِ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً أَيْ زِيَادَةً عَلَى الْمَسْئُولِ أَوْ هُوَ وَلَدُ الْوَلَدِ وَكُلًّا أَيْ هُوَ وَ وَلَدَاهُ جَعَلْنَا صَالِحِينَ ○ أَنْبِيَاءَ

(۷۲) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ بیٹا عطا کیا کہ اس نے بیٹا مانگا تھا جیسا کہ سورۂ صافات میں مذکور ہے اور دیا اس کو پوتا یعقوبؑ اس کی طلب سے زیادہ۔

اور ہر ایک کو یعنی ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے پوتے کو ہم نے پیغمبر بنایا۔

تشریح

(۶۹) اللہ تعالیٰ کا آگ کو حکم کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا | اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں میں مختلف خاصیتیں رکھی ہیں یہ خاصیتیں اسمیں ذاتی نہیں ہیں اگر اللہ چاہتا ہے تو اس چیز سے اس خاصیت کو چھین لیتا ہے۔ آگ میں جلانے کی خاصیت اللہ نے رکھی ہے آگ بھی اس کے حکم کے تابع ہے جس طرح چاند سورج زمین آسمان سب اسی کے حکم کے فرماں بردار ہیں۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم پر سلامتی والی بن جا۔ عام معمول سے ہٹ کر یہ معجزہ سب نے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ آگ جلانے کے بجائے ابراہیم کے لئے پھولوں کا خوش گوار چمن بن گئی۔

(۷۰) ابراہیم کے خلاف سازش کرنے والے ناکام ہوئے | اللہ نے حضرت ابراہیم کی حفاظت کی ان کو آگ میں ڈال کر بھی مخالفوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا سب کے سامنے حق و صداقت کا جھنڈا بلند ہوا۔ ابراہیم کو ناکام کرنے والے خود ناکامی ذلت اور خسارے میں مبتلا ہوئے۔

(۷۱) حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کی فلسطین کی طرف ہجرت | حضرت ابراہیمؑ کے دو بھائی تھے۔ ایک کا نام نحور اور دوسرے کا نام حاران تھا۔ حضرت لوطؑ حاران کے بیٹے حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی قوم میں سے اس وقت تک حضرت لوطؑ ہی ان پر ایمان لائے تھے (سورۂ عنکبوت آیت ۲۶)

آگ میں ڈالے جانے والے اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کو ہجرت کا حکم دیا اور وہ عراق چھوڑ کر حفاظت کے ساتھ شام اور فلسطین کے علاقے کی طرف چلے گئے۔ شام اور فلسطین کی سرزمین بڑی سرسبز و شاداب اور زرخیز علاقہ ہے۔ روحانی اعتبار سے بھی یہ خطہ بڑا بابرکت ہے دو ہزار سال سے یہ سرزمین بے شمار انبیاء کرام کی جائے پیدائش رہی ہے۔ انبیاء کرام کی پاکیزہ زندگی کے بیشمار نقوش اس زمین کے چپے چپے پر موجود ہیں۔

(۷۲) بڑھاپے میں بیٹا بلکہ پوتا بھی عطا ہوا | اللہ تو کی خاص عنایتیں ابراہیمی خانوادے پر رہیں حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد پیرانہ سالی میں دوسرے بیٹے اسحاق اللہ نے عطا کئے پھر اسحاقؑ کے بیٹے یعقوب ہوئے اس طرح اللہ تو نے بیٹے اور پوتے دونوں عطا کئے اور سب کے سب صالح اور نیک ہوئے اللہ نے سب کو نبوت سے نوازا اور نبی سے بڑھ کر کون صالح ہو سکتا ہے۔ آپ کے بھتیجے لوط بھی اللہ کے نبی ہوئے اور اللہ کے دین کی خدمت میں یہ پورا گھرانہ لگ رہا۔ خاندان ابراہیمی کے یہ چشم و چراغ اپنے کرداروں کے لحاظ سے نہایت پاکیزہ اور بلند تھے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ

وَجَعَلْنٰهُمْ	اَئِمَّةً	يَّهْدُوْنَ	بِاَمْرِنَا	وَاَوْحَيْنَا	اِلَيْهِمْ
اور ہم نے انھیں بنایا	امام (جمع) پیشوا	وہ ہدایت دیتے تھے	ہمارے حکم سے	اور ہم نے وحی بھیجی	انکی طرف

اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا، وہ ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے۔ اور ہم نے انکی طرف وحی بھیجی

فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا

فِعْلَ + الْخَيْرٰتِ	وَاِقَامَ	الصَّلٰوةِ	وَاِيْتَآءَ	الزَّكٰوةِ	وَكَانُوْا
نیک کام کرنے	اور قائم کرنا	نماز	اور ادا کرنا	زکوٰۃ	اور وہ تھے

نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی اور وہ ہماری ہی

لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ

لَنَا	عٰبِدِيْنَ	وَلُوْطًا	اٰتَيْنٰهُ	حُكْمًا	وَّعِلْمًا	وَّنَجَّيْنٰهُ	مِنَ
ہمارے ہی	عبادت کرنیوالے	اور لوط	ہم نے اُسے دیا	حکم	اور علم	اور ہم نے اُسے بچا لیا	سے

عبادت کرنے والے تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو حکم دیا (حکمت و نبوت) اور علم (دیا) اور ہم نے اُسے اُس

الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ

الْقَرْيَةِ	الَّتِيْ	كَانَتْ + تَعْمَلُ	الْخَبٰٓئِثَ	اِنَّهُمْ
بستی	جو	کرتی تھی	گندے کام	بیشک وہ

بستی سے بچا لیا جو گندے کام کرتی تھی، بے شک وہ تھے

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ

كَانُوْا	قَوْمَ + سَوْءٍ	فٰسِقِيْنَ	وَ	اَدْخَلْنٰهُ	فِيْ
تھے	بُرے لوگ	بدکار	اور	ہم نے داخل کیا اُسے	میں

بُرے اور بدکار لوگ اور ہم نے اسے اپنی رحمت میں

ع ۵ ۲۵ ۵
رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾

رَحْمَتِنَا	اِنَّهٗ	مِنَ	الصّٰلِحِيْنَ	
اپنی رحمت	بیشک وہ	سے	(جمع) صالح (نیکوکار)	

داخل کیا، بے شک وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔

(۷۳) وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً بتحقیق الهمزتین
وابدال الثانیة یاءً یقتدی بهم
فی الخیر یَهْدُونَ بِأَمْرِنَا
الی دیننا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ
الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ
الزَّكَاةِ ای ان تفعل وتقام و
تؤتی منهم ومن اتباعهم و
حذف هاء اقامة تخفیفا وَكَانُوا
لَنَا عَابِدِينَ ○

(۷۳) اور ہم نے ان سب کو پیشوا بنایا کہ لوگ انکی پیروی کرتے ہیں بھلائی میں وہ لوگوں کو راہ پر لاتے ہیں ہمارے حکم سے۔
اور ہم نے انکی طرف وحی کی اچھے کاموں کے کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی یعنی یہ اور ان کے پیرو ان کاموں کو کریں اور یہ پیغمبر ہم کو ہی پوجتے تھے

(۷۴) وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا فصلا بین
الخصوم وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ
الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ ای
اهلها الْخَبَائِثَ من اللواطة
والرمی بالبندقة واللعب بالطیور وغیر
ذلک إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ مصدر ساءه نقیض سره
فَاسِقِينَ ○

(۷۴) اور دیا ہم نے لوط کو فیصلہ کرنا جھگڑوں میں اور علم دیا اور نجات دی اس کو اس شہر سے کہ وہاں کے رہنے والے بُرے کام کرتے تھے یعنی لواطت اور غلہ بازی اور کبوتر وغیرہ پرند جانوروں سے کھیلنا اور اس کے سوا اور نکمے کام

بیشک وہ لوگ تھے بُرے آدمی فاسق۔

(۷۵) وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا بان انجیناه من قومه
إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ○

(۷۵) اور ہم نے لوط کو داخل کیا اپنی رحمت میں اسطرح کہ اسکو نجات دی اسکی قوم سے بیشبہ وہ تھا نیک لوگوں میں۔

تشریح

(۷۳) خانوادۂ ابراہیمی کے ذریعہ انسانیت کی قیادت | حضرت ابراہیم کا یہ گھرانہ نہ صرف یہ کہ خود کامل تھا بلکہ دوسروں کو کامل بنانیوالا تھا۔ اللہ نے ان کو دین کی پیشوائی اور انسانیت کی قیادت کی ذمہ داری سپرد کی۔ یہ لوگ سچے قائد تھے کیونکہ وہ انسانوں کو خدا کی راہ دکھاتے تھے اور اسکے احکام کے مطابق انسانوں کی رہبری کرتے تھے۔ وہ ایسے رہنما تھے کہ جنھوں نے ان کی پیروی کی وہ کامیاب ہوگیا۔ وہ بھلائی کے کاموں کا حکم دیتے تھے نماز قائم کرتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے اس طرح عبادات کے احکام سے بھلائیاں بدورش پاتی تھیں۔ شب و روز کا مشغلہ ہی خود پروردگار کی بندگی کرنا اور دوسروں کو اس کی راہ پر لانا تھا۔

(۷۴) حضرت لوط کو حکمت و نبوت عطا کی گئی | اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کو پیغمبری عطا کی۔ علم وحی سے نوازا حکمت و دانش اور قوتِ فیصلہ دی اور انکو ہدایت کیلئے شرق اردن کے علاقے میں مقرر فرمایا اس کا صدر مقام سدوم تھا۔ یہاں جو قوم آباد تھی ان میں دوسرے اخلاقی جرائم کے علاوہ سب سے زیادہ قابلِ نفرت اس فعل کا رواج تھا جو آج بھی اسی قوم کے نام سے مشہور ہے۔ ہم جنسی جیسا گھناؤنا کام جس میں یہ قوم مبتلا تھی۔ حضرت لوط نے اس قوم کی اصلاح کی بہت کوشش کی اور آخر جب اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو اس قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ اللہ نے حضرت لوط کو اس عذاب سے بچایا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بستی سے باہر چلے گئے۔

(۷۵) لوط پر اللہ کی رحمت | قوم لوط پر جب عذاب نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط اور انکے ساتھیوں کو اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا بیشک وہ نیک بخت اور صالح لوگوں میں تھے جو ایک پیغمبر کا امتیاز ہوتا ہے اس طرح دنیا میں ہی نیکوں اور بدوں کا انجام سامنے آگیا کہ بُرے لوگوں پر انکے بُرے اطوار کی وجہ سے اللہ کا عذاب نازل ہوا اور اللہ نے اپنے پیغمبر کی مدد کی اور انکی حفاظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی نصرت فرماتے رہے ہیں۔

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

وَنُوْحًا	اِذْ	نَادٰى	مِنْ قَبْلُ	فَاسْتَجَبْنَا	لَهٗ	فَنَجَّيْنٰهُ	وَ
اور نوحؑ	جب	پکارا	اس سے پہلے	تو ہم نے قبول کرلی	اسکی	پھر ہم نے اسے نجات دی	اور

اور (یاد کرو) جب اس سے قبل نوحؑ نے پکارا تو ہم نے اُس کی (دعا) قبول کرلی، پھر ہم نے اسے اور انکے

اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

اَهْلَهٗ	مِنَ	الْكَرْبِ	الْعَظِيْمِ	وَ	نَصَرْنٰهُ	مِنَ
اسکے لوگ	سے	بے چینی	بڑی	اور	ہم نے اس کو مدد دی	سے اپر

لوگوں کو نجات دی بڑی بے چینی (سختی) سے اور ہم نے اس کو مدد دی اُن

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	اِنَّهُمْ	كَانُوْا	قَوْمَ
لوگ	جنھوں نے	جھٹلایا	ہماری آیتوں کو	بیشک وہ	وہ تھے	لوگ

لوگوں پر جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، بیشک وہ بُرے لوگ

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ

سَوْءٍ	فَاَغْرَقْنٰهُمْ	اَجْمَعِيْنَ	وَ	دَاوٗدَ	وَسُلَيْمٰنَ	اِذْ
بُرے	سو ہم نے غرق کردیا انہیں	سب	اور	داؤدؑ	اور سلیمانؑ	جب

تھے پھر ہم نے ان سب کو غرق کردیا اور (یاد کرو) جب داؤدؑ اور سلیمانؑ ایک

يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ

يَحْكُمٰنِ	فِى الْحَرْثِ	اِذْ	نَفَشَتْ	فِيْهِ	غَنَمُ الْقَوْمِ	وَكُنَّا	لِحُكْمِهِمْ
فیصلہ کررہے تھے	کھیتی (کے بارہ) میں	جب	رات میں چرگئیں	اسمیں	ایک قوم کی بکریاں	اور ہم تھے	انکے فیصلے (کے وقت)

کھیتی کے بارے میں فیصلہ کررہے تھے جب اس میں رات کے وقت ایک قوم کی بکریاں چرگئیں. اور ہم انکے فیصلے کیوقت

شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ ۙ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا

شٰهِدِيْنَ	فَفَهَّمْنٰهَا	سُلَيْمٰنَ	وَكُلًّا	اٰتَيْنَا	حُكْمًا	وَّعِلْمًا	وَّسَخَّرْنَا
موجود	پس اس کو فہم دی	سلیمانؑ	اور ہر ایک	ہم نے دیا	حکم	اور علم	اور ہم نے سخر کردیا

موجود تھے پس ہم نے سلیمانؑ کو (صحیح فیصلہ کی) فہم دی اور ہر ایک کو ہم نے حکم (حکمت و نبوت) اور علم دیا اور ہم نے

مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

مَعَ	دَاوٗدَ	الْجِبَالَ	يُسَبِّحْنَ	وَالطَّيْرَ	وَكُنَّا	فٰعِلِيْنَ	
ساتھ کا	داؤد	پہاڑ (جمع)	وہ تسبیح کرتے تھے	اور پرندے	اور ہم تھے	کرنے والے	

پہاڑوں کو داؤد کا مسخّر کر دیا، وہ تسبیح کرتے تھے اور پرندے (بھی مسخر کئے) اور کرنے والے ہم تھے۔

(۷۶) وَاذْكُرْ نُوْحًا وَمَا بَعْدَهٗ بَدَلٌ
مِنْهُ اِذْ نَادٰى اَىْ دَعَا عَلٰى قَوْمِهٖ
بِقَوْلِهٖ رَبِّ لَا تَذَرْ الخ مِنْ قَبْلُ
اَىْ قَبْلَ اِبْرَاهِيْمَ وَلُوْطٍ فَاسْتَجَبْنَا
لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الَّذِيْنَ
فِىْ سَفِيْنَتِهٖ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيْمِ ○ اَىِ الْغَرَقِ وَ
تَكْذِيْبِ قَوْمِهٖ لَهٗ
(۷۷) وَنَصَرْنٰهُ مَنَعْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا الدَّالَّةِ
عَلٰى رِسَالَتِهٖ اَنْ لَّا يَصِلُوْا
اِلَيْهِ بِسُوْءٍ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
(۷۸) وَاذْكُرْ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اَىْ
قِصَّتَهُمَا وَيُبْدَلُ مِنْهُمَا اِذْ يَحْكُمٰنِ
فِى الْحَرْثِ هُوَ زَرْعٌ اَوْ كَرْمٌ اِذْ
نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ اَىْ رَعَتْهُ
لَيْلًا بِلَا رَاعٍ بِاَنِ انْفَلَتَتْ وَكُنَّا
لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ○ فِيْهِ اسْتِعْمَالُ
ضَمِيْرِ الْجَمْعِ لِاِثْنَيْنِ قَالَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِصَاحِبِ
الْحَرْثِ رِقَابُ الْغَنَمِ وَقَالَ سُلَيْمٰنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْتَفِعُ بِدَرِّهَا وَنَسْلِهَا وَصُوْفِهَا اِلٰى اَنْ يَعُوْدَ
الْحَرْثُ كَمَا كَانَ بِاِصْلَاحِ صَاحِبِهَا فَيَرُدُّهَا اِلَيْهِ
(۷۹) فَفَهَّمْنٰهَا اَىِ الْحُكُوْمَةَ سُلَيْمٰنَ وَحُكْمُهُمَا
بِاجْتِهَادٍ وَرَجَعَ دَاوٗدُ اِلٰى سُلَيْمٰنَ وَقِيْلَ بِوَحْىٍ

(۷۶) وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ اور یاد کر نوحؑ کو جبکہ اس نے
پکارا ابراہیمؑ اور لوطؑ سے پہلے یعنی اپنی قوم پر بد دعا کی جس
کا ذکر اس آیت میں ہے ”رَبِّ لَا تَذَرْ الخ“ یعنی اے میرے رب
زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ۔ سو ہم نے اسکی دعا قبول کی پس نجات دی
ہم نے اسکو اور اس کے گھر والوں کو جو کشتی میں تھے سخت
مصیبت سے یعنی ڈوبنے سے بچایا اور اس کی قوم جو اس کو
جھٹلاتی تھی اس کلفت سے اسکو نجات دی۔
(۷۷) اور ہم نے بچایا اسکو اس کی قوم سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے
تھے جو اس کی پیغمبری پر دلالت کرتی تھیں اس طرح کہ وہ
لوگ اس کو کوئی برائی نہ پہنچا سکیں۔ بیشک وہ بری قوم
تھی سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

(۷۸) اور یاد کر داؤدؑ اور سلیمانؑ کے قصہ کو جبکہ وہ حکم کرتے
تھے کھیتی یا انگوروں میں کہ رات کے وقت اسکو کسی قوم کی
بکریاں چر گئی تھیں اور ان کے ساتھ کوئی چرانے والا نہ تھا
چھوٹ کر بھاگ آئی تھیں۔ اور ہم ان کے حکم کرنے کے وقت
حاضر تھے اور دیکھ رہے تھے
چنانچہ قصہ اس کا یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کہا کہ بکریاں کھیتی
والے کو ملنی چاہئیں اور سلیمانؑ نے کہا کہ مالک کھیتی کا ان بکریوں
کے دودھ اور اولاد اور اون سے فائدہ اٹھاوے جب تک
کہ وہ کھیتی درست ہو اور اپنی حالت پر آجاوے کہ بکریوں والا
اسکو درست کرے بعد درستی کھیتی کے بکریاں بکریوں والے کو ملجاویں۔
(۷۹) سو ہم نے سمجھا دیا فیصلہ ان کا سلیمان کو یعنی جو کچھ سلیمان نے
فیصلہ کیا وہ ٹھیک اور پسندیدہ تھا اور یہ حکم کرنا ان دونوں کا

وَالثَّانِيْ نَاسِخٌ لِلْاَوَّلِ وَ كُلًّا مِنْهُمَا اٰتَيْنَا
حُكْمًا نُبُوَّةً وَّعِلْمًا بِاُمُوْرِ الدِّيْنِ
وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ
الطَّيْرَ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَا لِلتَّسْبِيْحِ مَعَهٗ
لِاَمْرِهٖ بِهٖ اِذَا وَجَدَ فَتْرَةً لِيَنْشَطَ لَهٗ
وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ تَسْخِيْرَ تَسْبِيْحِهِمَا
مَعَهٗ وَاِنْ كَانَ عَجَبًا عِنْدَكُمْ اَيْ
مُجَاوَبَتَهٗ لِلسَّيِّدِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اجتہاد رائے سے تھا جب سلیمانؑ کا فیصلہ داؤدؑ نے سنا اسی طرف رجوع کر لیا اور بعض نے فرمایا کہ دونوں حکم وحی سے تھے اور حکم ثانی ناسخ اول کا ہے۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو ہم نے پیغمبری دی اور علم احکام دین کا عطا کیا اور داؤد کے تابع کر دیا پہاڑوں کو اور پرندوں کو کہ اس کے ساتھ تسبیح الٰہی کرتے تھے اور اسی لئے وہ اسکے تابع کئے گئے تھے کہ وہ انکو تسبیح کا حکم کرتا تھا جب خوب تھک جاتا تھا تاکہ ان کی تسبیح سنکر خوش ہو اور ہم نے بالیقین ایسا کیا۔ یعنی پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کرنے کو تابع حکم داؤد کے کیا اگرچہ تمکو یہ امر عجیب معلوم ہو کر پہاڑ اور پرند داؤد کا حکم مانیں اور اس کی بات کا جواب دیں۔

تشریح

(۷۶) حضرت نوحؑ کو سخت پریشانی سے بچایا گیا | حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ سے پہلے یہی معاملہ حضرت نوحؑ کا ہوا۔ مدت دراز تک قوم کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے ان کو سمجھاتے رہے، اصلاح کی کوشش میں سختیاں برداشت کیں۔ ایک بدکردار قوم کے درمیان رہنا ایک نیک انسان کے لئے کتنا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت نوحؑ زہرہ گداز وقت کو کسی طرح سہتے رہے اور آخر تھک ہار کر انہوں نے پروردگار سے عرض کیا کہ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (القمر آیت ۱۰) (پروردگار میں عاجز آ گیا ہوں اب آپ میری مدد فرمائیں۔) اور پروردگار سے عرض کیا کہ اب یہ قوم زمین پر رہنے کے قابل نہیں رہی ان کو تباہ و برباد ہو جانا چاہئیے۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (سورۃ نوح آیت ۲۶) (پروردگار زمین پر ایک بھی نافرمان باقی نہ رہے) ہم نے نوح کی دعا قبول کی اور اس کو اور اس کے گھر والوں کو اس کرب عظیم ذہنی اذیت اور سخت طوفان سے نجات دی۔

(۷۷) پوری قوم نوح غرقاب ہو گئی | اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے مقابلے میں جو حضرت نوحؑ کو جھٹلاتے تھے، انکی سنجیدہ دعوت کا مذاق اڑاتے تھے حضرت نوح کی مدد فرمائی۔ یہ بہت ہی برے ناقابل برداشت قسم کے لوگ تھے اور ان کی اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی اسلئے پوری قوم سوائے حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کے بارش کے طوفان میں غرق ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے دوبارہ زمین کو آباد کیا اس لئے حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

(۷۸) داؤد اور سلیمان پر اللہ کی نوازشیں۔ | دوسرے پیغمبروں کی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت داؤدؑ اور ان کے بیٹے اور اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ پر بھی اپنی خاص عنایتیں فرمائیں۔

حضرت داؤدؑ حضرت ابراہیمؑ کے پوتے حضرت یعقوبؑ کی نسل سے تھے۔ ان کا زمانہ دسویں صدی قبل مسیح کا ہے اللہ نے ان پر اپنی کتاب زبور نازل فرمائی تھی جیسا کہ ارشاد ہے: وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی)

حضرت داؤدؑ پیغمبر ہونے کے علاوہ خلیفہ اور حاکم بھی تھے۔ اللہ نے انکو حکومت کے ساتھ قوت فیصلہ اور علم و حکمت عطا فرمائی تھی حضرت سلیمانؑ حضرت داؤد کے فرزند تھے انہیں بھی نبوت کے ساتھ ایک عظیم الشان سلطنت اللہ نے عطا کی تھی حضرت سلیمانؑ بچپن سے ہی غیر معمولی سمجھدار تھے ایک مرتبہ حضرت داؤدؑ کے دربار میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک شخص کی بکریاں رات کے وقت دوسرے شخص کے کھیت میں گھس گئیں اور کھیت کو بنجر برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انکی عدالت کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔

(۷۹) اللہ تعالیٰ نے صحیح فیصلہ حضرت سلیمانؑ کو بتا دیا | اللہ تعالیٰ نے قوت فیصلہ اور علم دونوں ہی باپ بیٹوں کو عطا کیا تھا مگر اس مقدمہ میں صحیح فیصلہ کیا ہونا چاہیئے یہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت سلیمانؑ کو بتا دیا حضرت داؤد پر کچھ اور بھی عنایتیں تھیں جب وہ اللہ کی تسبیح کرتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرندے سب ملکر اسی تسبیح کو دہراتے تھے وہ ایسے خوش آواز تھے کہ جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تھے یا اللہ کی حمد و ثنا کرتے تھے تو پہاڑ اور پرندے انکی آواز سے آواز ملا کر یہی تسبیح دہراتے تھے اور انکی خوش آوازی سے ایک سماں بندھ جاتا تھا۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ

وَعَلَّمْنٰهُ	صَنْعَةَ	لَبُوْسٍ	لَّكُمْ	لِتُحْصِنَكُمْ	مِّنْ	بَاْسِكُمْ
اور ہمنے اسے سکھائی	صنعت (کاریگری)	ایک لباس	تمہارے لئے	تاکہ وہ تمہیں بچائے	سے	تمہاری لڑائی

اور ہم نے اُسے تمہارے لئے ایک لباس (بنانے) کی کاریگری سکھائی تاکہ وہ تمہیں تمہاری لڑائی سے بچائے

فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ

فَهَلْ	اَنْتُمْ	شٰكِرُوْنَ	وَلِسُلَيْمٰنَ	الرِّيْحَ	عَاصِفَةً	تَجْرِيْ
پس کیا	تم	شکر کرنیوالے	اور سلیمان کیلئے	ہوا	تیز چلنے والی	چلتی

پس کیا تم شکر کرنے والے ہو؟ اور ہم نے تیز چلنے والی ہوا سلیمانؑ کیلئے (مسخر کی) وہ اسکے

بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا

بِاَمْرِهٖ	اِلَى	الْاَرْضِ	الَّتِيْ	بٰرَكْنَا	فِيْهَا	وَ	كُنَّا
اسکے حکم سے	طرف	سرزمین	جس کو	ہم نے برکت دی ہے	اسمیں	اور	ہم ہیں

حکم سے اس سرزمین (شام) کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت دی۔ اور ہم

بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾

بِكُلِّ + شَيْءٍ	عٰلِمِيْنَ
ہر شئے	جاننے والے

ہر شئے کو جاننے والے ہیں

﴿۸۰﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ وَهِيَ
الدِّرْعُ لِاَنَّهَا تُلْبَسُ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ صَنَعَهَا
وَكَانَتْ قَبْلَهَا صَفَائِحُ لَكُمْ فِيْ جُمْلَةِ النَّاسِ
لِتُحْصِنَكُمْ بِالنُّوْنِ لِلّٰهِ وَبِالتَّحْتَانِيَّةِ
لِدَاوٗدَ وَبِالْفَوْقَانِيَّةِ لِلَّبُوْسِ مِّنْ
بَاْسِكُمْ حَرْبِكُمْ مَعَ اَعْدَائِكُمْ فَهَلْ
اَنْتُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ شٰكِرُوْنَ ۝
نِعَمِيْ بِتَصْدِيْقِ الرُّسُلِ اَيْ اُشْكُرُوْنِيْ بِذٰلِكَ

﴿۸۰﴾ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا سکھلایا تاکہ تم اور تمام آدمی اسکو پہنیں (اور داؤد نے اول زرہ بنائی اس سے پہلے زرہ کے بنانے کی یہ ترکیب تھی بلکہ بجائے زرہ کے لوہے کے پتروں سے کام لیا جاتا تھا اور زرہ کو لبوس اسلئے کہتے ہیں کہ وہ پہنی جاتی ہے تاکہ وہ زرہ تم کو دشمنوں سے لڑنے کے وقت بچاوے۔
پس کیا تم اے مکہ والو میری نعمتوں کا شکر کرنے والے ہو یعنی شکر کرو اسطرح کہ میرے پیغمبروں کی تصدیق کرو۔

﴿۸۱﴾ وَسَخَّرْنَا لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً وَ
فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى رُخَاءً اَيْ شَدِيْدَةً

﴿۸۱﴾ اور ہم نے ہوا کو تابع کیا سلیمانؑ کے جو تیز چلتی تھی دوسری آیت میں نرم ہوا فرمایا ہے۔ تطبیق دونوں میں یہ ہے کہ وہ ہوا کبھی تیز

الهُبُوبِ وَخَفِيْفَتَهُ بِحَسَبِ اِرَادَتِهِ تَجْرِي بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَهِيَ الشَّامُ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ○ مِنْ ذٰلِكَ عَلِمَهٗ تَعَالٰى بِاَنَّ مَا يُعْطِيْهِ سُلَيْمَانَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْخُضُوْعِ لِرَبِّهٖ فَفَعَلَهٗ تَعَالٰى عَلٰى مُقْتَضٰى عِلْمِهٖ

اور تیز چلتی تھی اور کبھی نرم یعنی سلیمان جیسا چاہتے تھے اسطرح چلتی تھی وہ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی طرف ملک شام کے اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں یعنی ہمکو یہ بھی علم ہے کہ جو کچھ ہم نے سلیمان کو دیا ہے وہ اپنے رب کے سامنے زیادہ تواضع اور عاجزی کریگا یکجہ زاری کریگا پس جو کچھ حق تعالیٰ نے کیا اپنے علم کے موافق کیا۔

تشریح

(۸۰) حضرت داؤد کو زرہ بنانے کا فن عطا کیا گیا | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد ع کو دیگر نعمتوں کے ساتھ یہ نعمت بھی عطا کی کہ ان کے ہاتھوں میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور وہ اس کو موڑ کر بہت ہلکی مضبوط اور نئی قسم کی زرہیں بناتے تھے جو لڑائی میں کام آتی تھیں. زرہ اس زمانے میں لڑائی میں بڑی کارآمد تھی. اللہ کی طرف سے حضرت داؤد ع کو اس فن کا بطور معجزہ عطا کیا جانا اللہ کی نعمت تھی. بعد میں یہ فن عام ہو گیا اور جنگوں میں حفاظت کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، جان کی حفاظت کا ذریعہ یہ بھی اللہ کا احسان ہے. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تم اس قسم کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو یا نہیں. تاریخی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں لوہے کے استعمال کا زمانہ بارہ سو اور ایک ہزار قبل مسیح کے درمیان شروع ہوا ہے اور یہی حضرت داؤد کا زمانہ ہے۔

(۸۱) حضرت سلیمان ع پر اللہ کی نعمتیں | حضرت سلیمان ع نے اللہ سے دعا کی تھی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ (ص آیت ۳۵ پارہ ۲۳) (اے میرے رب مجھے معاف کر دیجئے اور مجھے وہ بادشاہی دیجئے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو)

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہوا کو بھی مسخر فرمایا تھا جیسا کہ سورہ سبا میں ارشاد ہے وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (ہم نے سلیمان ع کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا ایک مہینے کی راہ تک اسکا چلنا صبح کو اور ایک مہینے کی راہ تک چلنا شام کو)

سورۂ ص میں فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ. (ہم نے اس کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا، جو اس کے حکم سے بسہولت چلتی تھی جدھر وہ جانا چاہتا.

حضرت سلیمان ع نے اپنے دور میں بڑے پیمانے پر بحری تجارت کا سلسلہ شروع کیا تھا ان کے تجارتی بیڑے یمن سے شام کو اور شام سے یمن کی طرف چلتے تھے کیونکہ اس زمانے میں بحری سفر کا سارا معاملہ ہوا کے رُخ پر تھا۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت سلیمان ع پر یہ خاص فضل تھا کہ ان کے دونوں بحری بیڑوں کو جاتے اور آتے ان کی مرضی کے رُخ پر ہوا ملتی تھی اور ان کا لمبا سفر بہت تیزی سے پورا ہو جاتا تھا۔ اس تجارت میں ادوم کے علاقے عرذی کی کانوں سے کچا لوہا اور تانبہ لایا جاتا تھا اور اُسے بھٹی میں پگھلا کر بہت سے کاموں میں لایا جاتا تھا جیسے کہ سورۂ سبا میں فرمایا وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ (اور ہم نے اس کے لئے پگھلی ہوئی دھات کا چشمہ بہا دیا)

اس لوہے سے جہاز سازی کا کام بھی لیا جاتا تھا ــــ کس کو کس قسم کا امتیاز دینا مناسب ہے اور ہوا اور دوسرے عناصر سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے۔ اسلئے جو عنایتیں ہم نے سلیمان پر کیں یہ سب ہماری قدرت کا کرشمہ ہے اللہ تعالیٰ اگر حضرت محمد ص کو راتوں رات مکے سے بیت المقدس کا سفر لمحوں میں کرا سکتے ہیں تو ہوا کے دوش پر ... حضرت سلیمان کا اپنے تخت پر آنا جانا اور ہوا کا انکے لئے مسخر ہو جانا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

وَ	مِنَ	الشَّيٰطِيْنِ	مَنْ	يَّغُوْصُوْنَ	لَهٗ	وَيَعْمَلُوْنَ	عَمَلًا
اور	سے	شیطان (جمع)	جو	غوطہ لگاتے تھے	انکے لئے	اور کرتے تھے	اور کام

اور شیطانوں میں سے (مسخر کئے) جو غوطہ لگاتے تھے اس کے لئے، اور اس کے سوا اور

دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى

دُوْنَ ذٰلِكَ	وَكُنَّا	لَهُمْ	حٰفِظِيْنَ	وَ	اَيُّوْبَ	اِذْ	نَادٰى
اس کے سوا	اور ہم تھے	انکے لئے	سنبھالنے والے	اور	ایوبؑ	جب	اسنے پکارا

کام (بھی) کرتے تھے، اور ہم ان کو سنبھالنے والے تھے۔ اور ایوبؑ کو (یاد کرو) جب اس نے

رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

رَبَّهٗٓ	اَنِّيْ	مَسَّنِيَ	الضُّرُّ	وَاَنْتَ	اَرْحَمُ	الرّٰحِمِيْنَ
اپنا رب	کہ میں	مجھے پہنچی ہے	تکلیف	اور تو	سب سے بڑا رحم کرنیوالا	رحم کرنے والے

اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

﴿۸۲﴾ وَسَخَّرْنَا مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ
لَهٗ يَدْخُلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَيُخْرِجُوْنَ مِنْهُ
الْجَوَاهِرَ لِسُلَيْمَانَ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
ذٰلِكَ ج اَیْ سِوَی الْغَوْصِ مِنَ الْبِنَاءِ وَغَيْرِهٖ
وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ○ مِنْ اَنْ يُّفْسِدُوْا
مَا عَمِلُوْا لِاَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا فَرَغُوْا مِنْ
عَمَلٍ قَبْلَ اللَّيْلِ اَفْسَدُوْهُ اِنْ لَّمْ يَشْتَغِلُوْا
بِغَيْرِهٖ

﴿۸۲﴾ اور ہم نے اس کے تابع کیا شیاطین میں سے انکو جو دریا میں گھس کر سلیمانؑ کے لئے جواہرات نکالتے تھے اور سوا غوطہ زنی کے اور کام کرتے تھے جیسے مکان بنانا وغیرہ اور ہم انکے نگہبان تھے کہ جو کچھ وہ بنا دیں اس کو توڑ نہ ڈالیں کیونکہ انکی عادت تھی کہ اگر کسی کام سے فارغ ہو جاتے رات سے پہلے تو اس کو توڑ ڈالتے تھے اگر کسی اور کام میں مشغول نہ ہوتے۔

﴿۸۲﴾ وَاذْكُرْ اَيُّوْبَ وَيُبْدَلُ مِنْهُ اِذْ نَادٰى
رَبَّهٗٓ لَمَّا ابْتُلِيَ بِفَقْدِ مَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَ
تَمَزُّقِ جَسَدِهٖ وَهَجْرِ جَمِيْعِ النَّاسِ لَهٗ اِلَّا
زَوْجَتَهٗ سِنِيْنَ ثَلَاثًا اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ
وَضِيْقِ عَيْشِهٖ اَنِّيْ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ بِتَقْدِيْرِ الْبَاءِ
مَسَّنِيَ الضُّرُّ اَيِ الشِّدَّةُ وَاَنْتَ اَرْحَمُ
الرّٰحِمِيْنَ ○

﴿۸۲﴾ اور یاد کر ایوبؑ کو اس نے اپنے رب کو پکارا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مبتلا کیا اس میں کہ اس کا تمام مال اور سب اولاد ضائع ہو گئے اور اس کا بدن پھٹ گیا اور سب لوگوں نے اسکو چھوڑ دیا مگر اس کی بیوی نے نہیں۔ اسکے ساتھ تنگی عیش پیش آئی تین برس یا سات برس یا اٹھارہ برس۔ یہی حال رہا اس وقت ایوبؑ اپنے رب کو پکار کر یہ عرض کیا کہ بیشک مجھ پر سخت مصیبت پیش آئی اور تو بڑا رحمت والا ہے۔

تشریح

(۸۲) سرکش جنات حضرت سلیمان ؑ کے تابع | اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ؑ کو ایسی عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی تھی کہ ان کا حکم انسانوں کے علاوہ پرندوں پر ہواؤں پر اور سرکش جنوں پر بھی چلتا تھا۔ وہ بھاری کام جو انسان نہیں کر سکتا وہ حضرت سلیمان ؑ جنوں سے لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پورے طور پر حضرت سلیمان ؑ کے تابع فرمان تھے۔ سورۂ سبا میں ارشاد ہوا ہے :۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ ۔ (اور جنوں میں سے ایسے جن ہم نے ان کے لئے مسخر کر دئے تھے جو اس کے رب کے حکم سے اس کے آگے کام کرتے تھے۔ اور جو ہمارے حکم سے ان میں سے کوئی انحراف کرتا تو ہم اسکو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ اور اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔ اے آل داؤد عمل کرو شکر کے طریقہ پر، میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کیا تو جنوں کو اسکی موت کا پتہ دینے والی کوئی چیز اس گھن کے سوا نہ تھی جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا۔ اس طرح جب سلیمان گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ (آیت ۱۲ ۱۳ ۱۴ پارہ ۲۲)

جس طرح مادی قوت کے ذریعہ انسان نے بہت سے حیرت انگیز کام کئے ہیں مثلاً اہرامِ مصر کی تعمیر، اسی طرح ان مخفی طاقتوں سے اللہ تعالیٰ نے ایسے کام لئے جو سخت مشقت کے بغیر نہیں ہو سکتے مثلاً سمندروں سے جواہرات کا نکالنا بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنا۔ حضرت سلیمان ؑ نے ان وسائل کو بیت المقدس کی تعمیر، جنگی ضروریات کی تکمیل اور اسلامی ریاست کی مضبوطی کے لئے استعمال کیا۔ اصل میں حضرت داؤد و حضرت سلیمان ؑ کا زمانہ بنی اسرائیل کے عروج کا زمانہ تھا۔ حضرت داؤد ؑ کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں اور حضرت سلیمان ؑ کے زمانے میں ایک وسیع اور شاندار اسلامی ریاست قائم ہوئی جو اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے بے مثال تھی۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو جو فضیلت عطا کی تھی اس کا ایک اظہار یہ بھی تھا کہ جہاں دنیا کی قوموں پر اُن کی برتری قائم ہوئی وہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اس شرف کا بھی اظہار فرمایا کہ اس کے ایک فرد کی حکومت انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی قائم ہوئی۔

(۹۳) اللہ کے نبی حضرت ایوب کی سخت آزمائش | اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ؑ کو اپنی بیشمار نعمتوں سے نوازا تھا اور وہ ان نعمتوں کو پا کر اللہ کے شکر گزار بنے رہے جس سے شکر گزاری کا ایک اعلیٰ نمونہ دنیا کے سامنے آیا کہ آدمی اللہ کی نعمتیں پا کر مغرور نہ ہو بلکہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔

اللہ کے نبی حضرت ایوب ؑ کے ساتھ ایک دوسری صورت پیش آئی حضرت ایوب حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے۔ ان کا زمانہ نویں صدی سے پہلے کا ہے وہ عوض کے رہنے والے تھے عوض فلسطین کے مشرقی جانب ادوم (Edom) کے شمال مشرق میں واقع تھا۔ اللہ نے حضرت ایوب ؑ کو خوشحالی عطا فرمائی تھی آپکے پاس کھیتی کی زمین تھی مویشی تھے نوکر چاکر تھے صالح اولاد تھی اور خدمت گزار شریکِ زندگی تھی۔ اس آسودگی کے بعد اللہ کی طرف سے آزمائش آئی کھیتی جل گئی، جانور مر گئے، ساری اولاد دب کر مر گئی، بدن میں آبلے پڑ کر اسمیں کیڑے پڑ گئے سب لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ انکی بیوی نے انکا ساتھ دیا۔ لمبی بیماری سے وہ بھی اکتانے لگیں مگر حضرت ایوب ؑ جسطرح خوشحالی میں اللہ کے شکر گزار تھے تکلیفوں میں انہوں نے مثالی صبر کا ثبوت دیا۔ جب تکلیف حد سے بڑھ گئی تو انہوں نے بڑے لطیف انداز میں اللہ کے سامنے عرض پیش کی اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (میرے رب مجھے [illegible] لگ گئی ہے اور آپ ارحم الراحمین ہیں) کوئی گلہ نہیں کوئی شکوہ نہیں کوئی عرضِ مدعا اور مطالبہ نہیں کتنے لطیف انداز میں درخواست کرتے ہیں کتنی انکساری ہے تکلیف سے بیتاب ایک شخص اس کریم النفس کے سامنے کسطرح اپنے درد کا اظہار کر رہا ہے۔ اللہ کی رحمت کو جوش آنا ہی تھا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

فَاسْتَجَبْنَا	لَهٗ	فَكَشَفْنَا	مَا	بِهٖ	مِنْ ضُرٍّ	وَّاٰتَيْنٰهُ	اَهْلَهٗ	وَمِثْلَهُمْ	مَّعَهُمْ
تو ہمنے قبول کرلی	اسکی	پس ہمنے کھولدی	جو	اسکو	تکلیف	اور ہمنے دیئے اُسے	اسکے گھر والے	اور ان جیسے	ان کے ساتھ

تو ہم نے قبول کرلی اسکی (دعا) پس اسے جو تکلیف تھی ہم نے کھول دی (دور کردی) اور ہم نے اُسے اسکے گھر والے دیئے اور اسکے ساتھ ان جیسے (اور بھی)

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾

رَحْمَةً	مِّنْ	عِنْدِنَا	وَذِكْرٰى	لِلْعٰبِدِيْنَ
رحمت (فرماکر)	سے	اپنے پاس	اور نصیحت	عبادت کرنے والوں کیلئے

رحمت فرماکر اپنے پاس سے، اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت۔

﴿۸۴﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ نِدَاءَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ اَوْلَادَهٗ الذُّكُوْرَ وَالْاُنَاثَ بِاَنْ اَحْيُوْا لَهٗ وَكُلٌّ مِنَ الصِّنْفَيْنِ ثَلَاثٌ اَوْ سَبْعٌ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ مِنْ زَوْجَتِهٖ وَزِيْدَ فِيْ شَبَابِهَا وَكَانَ لَهٗ اَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ وَاَنْدَرٌ لِلشَّعِيْرِ فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ اَفْرَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلٰى اَنْدَرِ الْقَمْحِ الذَّهَبَ وَالْاُخْرٰى عَلٰى اَنْدَرِ الشَّعِيْرِ الْوَرِقَ حَتّٰى فَاضَ رَحْمَةً مَفْعُوْلٌ لَهٗ مِنْ عِنْدِنَا صِفَةٌ وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ لِيَصْبِرُوْا فَيُثَابُوْا

﴿۸۴﴾ سو ہم نے اسکی دعا قبول کی اور دور کردی اس سے سختی اور مصیبت اور عطا کی ہم نے اس کو اس کی اولاد یعنی اس کے سب لڑکے اور لڑکیاں پھر زندہ کردیں اور ہر دو قسم کی اولاد اس کے تین تین یا سات اور اتنی ہی اولاد اس کو اور عطا کی اسکی اسی بیوی سے اور اس کی بیوی کی جوانی بڑھائی اور اس کے لئے چند ڈھیر گیہوں کے اور چند ڈھیر جو کے تھے پس بھیجے اللہ تعالیٰ نے دو بادل ایک نے گیہوں کے ڈھیر پر سونا برسایا اور دوسرے نے جو کے ڈھیر پر چاندی برسائی یہاں تک کہ سونا اور چاندی بہت ہوگیا۔ یہ ہماری رحمت ہے اور اس میں نصیحت ہے عبادت الٰہی کرنے والوں کے لئے تاکہ وہ سختیوں پر صبر کریں اس پر اُن کو ثواب عطا ہو۔

تشریح

﴿۸۴﴾ حضرت ایوبؑ کی تکلیف کے بادل چھٹ گئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا تکلیف کی نعمت کو راحت کی نعمت سے بدلنے کا وقت آگیا سورۂ ص میں ہے اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ (اپنا پاؤں مارو یہ ٹھنڈا پانی موجود ہے نہانے کو اور پینے کو) آیت ۴۲ پارہ ۲۳) اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت ایوبؑ نے زمین پر پاؤں مارا اور پاؤں مارتے ہی زمین سے ایک چشمہ پھوٹا جس کا پانی پی کر اور اسمیں نہا کر حضرت ایوبؑ کی تکلیف جاتی رہی بدن کے سارے زخم ٹھیک ہوگئے۔ بچھڑا ہوا خاندان واپس آگیا اللہ نے اور اہل و عیال مزید عطا فرمادیئے خوشحالی کا دور لوٹ آیا۔ حضرت ایوبؑ کا صبر بھی اور شکر بھی دونوں انسانیت کیلئے ایک نمونہ ہیں۔ عبادت گذاروں کیلئے اس واقعہ میں صبر کرنے کے کئی پہلو ہیں۔ حضرت ایوبؑ کے اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک آدمیوں کو بھی آزمائش میں ڈالتے ہیں لیکن ان کی آزمائش کسی معصیت کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ نصیحت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر اللہ کے مقرب اور معصوم ہونے کے باوجود خود اپنی حاجت کے لئے بھی اس حاجت روا یعنی اللہ کے محتاج ہوتے ہیں وہ چاہے خوشحالی دے چاہے شفا دے، چاہے تکلیف دے سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے وہ لوگوں کو بھی سکھاتے اور بتاتے ہیں کہ جو مانگنا ہے اللہ سے مانگو وہی سب کو دینے والا ہے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

وَاِسْمٰعِيْلَ	وَاِدْرِيْسَ	وَذَا الْكِفْلِ	كُلٌّ	مِّنَ	الصّٰبِرِيْنَ
اور اسمٰعیلؑ	اور ادریسؑ	اور ذوالکفلؑ	یہ سب	سے	صبر کرنے والے

اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ، یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے

﴿۸۵﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ، كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ وَعَنْ مَعَاصِيْهِ

﴿۸۵﴾ اور یاد کر اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذی الکفلؑ کو ہر ایک انہیں سے اللہ کی بندگی پر ثابت قدم اور گناہوں سے محترز تھا

تشریح

﴿۸۵﴾ **اللہ کے صابر بندے اسماعیلؑ، ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کی زندگی سے سبق حاصل کرو۔!** دیگر انبیاء کرام کے علاوہ جن کا تذکرہ اوپر آچکا ہے حضرت اسمٰعیل، حضرت ادریس اور حضرت ذوالکفل ان سب بندوں کو یاد کرو کہ یہ سب بڑے صابر و شاکر اور بلند اخلاق لوگ تھے۔

○ حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم کے سب سے بڑے بیٹے ہیں انہی کے سلسلے سے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خواب میں اشارہ فرمایا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کریں اور حضرت ابراہیم نے بیٹے سے مشورہ کیا کہ میں ایسا خواب دیکھ رہا ہوں تو حضرت اسماعیل فوراً تیار ہوگئے، اور بلا تامل عرض کیا کہ اباجان اللہ تعالیٰ جو حکم دے رہے ہیں آپ اس پر عمل فرمائیں آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنیوالوں سے پائینگے۔

○ حضرت ادریسؑ کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ مریم آیت ۵۶ اور ۵۷ میں بھی آیا ہے اور معراج والی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے کہ چوتھے آسمان پر حضرت محمد رسول اللہ کی ملاقات حضرت ادریس سے ہوئی۔ حضرت ادریس کی شخصیت صدق و وفا کے اعتبار سے بڑی ممتاز تھی اللہ نے ان کو بلند مرتبہ عطا کیا تھا۔ تاریخ نے ان کو بھلا دیا تھا لیکن قرآن نے ان کا ذکر کر کے ان کی شخصیت کو دوام عطا کر دیا۔

○ ذوالکفل کے لفظی معنیٰ ہیں "صاحب نصیب"۔ یہ جس شخصیت کا لقب ہے اس کا اصل نام کیا تھا اس کے بارے میں کوئی تاریخی حقیقت سامنے نہیں ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ اللہ کے نبی حزقی ایل کا لقب ہے۔ اگر یہ بزرگ حزقی ایل ہیں تو عراق میں بخت نصر نے اسرائیلی قیدیوں کی ایک نوآبادی دریائے خابود کے کنارے قائم کی تھی اس جگہ کا نام تل ابیب تھا اسی مقام پر سن ۵۹۴ قبل مسیح میں حزقی ایل نبوت کے منصب پر فائز ہوئے جبکہ ان کی عمر تیس سال تھی اور یہ سلسل اسرائیلیوں اور یروشلم کے باشندوں میں دین کی دعوت کا کام انجام دیتے رہے۔ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بڑی لگن حوصلے اور ہمت کے ساتھ اللہ کے دین کی تبلیغ کی اور اس راہ کی مشکلات کو صبر و ہمت سے برداشت کیا۔ عراق میں الحلیہ سے قریب الکفل کے نام سے ایک مقام ہے جہاں حضرت حزقی ایل کی قبر بتائی جاتی ہے۔

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿٨٦﴾ وَ

وَ	اَدْخَلْنٰهُمْ	فِیْ + رَحْمَتِنَا	اِنَّهُمْ	مِّنَ	الصّٰلِحِیْنَ	وَ
اور	ہم نے داخل کیا انہیں	اپنی رحمت میں	بیشک وہ	سے	نیکوکار (جمع)	اور

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ نیکوکاروں میں سے تھے اور (یاد کرو)

ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

ذَا النُّوْنِ	اِذْ	ذَّهَبَ	مُغَاضِبًا	فَظَنَّ	اَنْ + لَّنْ + نَّقْدِرَ	
ذوالنون (مچھلی والا)	جب	چلا وہ	غصہ میں بھر کر	پس گمان کیا اس نے	کہ ہم ہرگز تنگی نہ کریں گے	

جب مچھلی والے (یونسؑ اپنی قوم سے) غصہ میں بھر کر چل دئے، پس اس نے گمان کیا کہ ہم ہرگز اس پر تنگی (گرفت) نہ

عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

عَلَیْهِ	فَنَادٰی	فِی	الظُّلُمٰتِ	اَنْ + لَّآ	اِلٰهَ	اِلَّآ اَنْتَ	
اس پر	تو اس نے پکارا	میں	اندھیروں	کہ نہیں	کوئی معبود	تیرے سوا	

کریں گے (جب مچھلی نگل گئی) تو اس نے اندھیروں میں پکارا کہ (اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٨٧﴾ ج

سُبْحٰنَكَ	اِنِّیْ	كُنْتُ	مِنَ	الظّٰلِمِیْنَ	
تو پاک ہے	بیشک میں	میں تھا	سے	ظالم (جمع)	

تو پاک ہے بیشک میں ظالموں (قصورواروں) میں سے تھا

﴿٨٦﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ۦ مِنَ النُّبُوَّةِ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ لَهَا وَسُمِّیَ ذَا الْكِفْلِ لِاَنَّهٗ تَكَفَّلَ بِصِیَامِ جَمِیْعِ نَهَارِهٖ وَبِقِیَامِ جَمِیْعِ لَیْلِهٖ وَاَنْ یَّقْضِیَ بَیْنَ النَّاسِ وَلَا یَغْضَبُ فَوَفٰی بِذٰلِكَ وَقِیْلَ لَمْ یَكُنْ نَبِیًّا

﴿٨٧﴾ وَ اذْكُرْ ذَا النُّوْنِ صَاحِبَ الْحُوْتِ وَهُوَ یُوْنُسُ بْنُ مَتّٰی وَیُبْدَلُ مِنْهُ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا لِقَوْمِهٖ اَیْ غَضْبَانَ عَلَیْهِمْ مِمَّا قَاسٰی مِنْهُمْ وَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَیْ نَقْضِیْ عَلَیْهِ مَا قَضَیْنَا مِنْ

(۸۶) اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت میں داخل کیا یعنی پیغمبری عطا کی بیشک یہ لوگ نیک تھے پیغمبری کے لائق اور ذوالکفل یک پیغمبر کا نام اس لئے ہوا کہ اس نے یہ عہد کر لیا تھا کہ تمام دن روزہ رکھونگا اور تمام رات عبادت کروں گا اور لوگوں میں فیصلہ کرنے میں غصہ کو دخل نہ دونگا سو اس نے یہ تمام عہد پورے کئے اور بعض نے کہا کہ ذوالکفل پیغمبر نہ تھا۔

(۸۷) اور یاد کر مچھلی والے کو یعنی یونس بن متیٰ کو جبکہ وہ اپنی قوم سے رنجیدہ ہو کر گیا یعنی اپنی قوم کی ایذارسانی کی وجہ سے غصہ ہو کر وہاں سے چلا گیا اور اس کو اس بارہ میں حکم الٰہی نہ ہوا تھا سو اس نے گمان کیا کہ ہم نے اس کے لئے مچھلی کے پیٹ میں رہنا مقرر نہیں کیا یا یہ کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے

حَبَسَهٗ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ اَوْ نُضِیْقُ عَلَیْهِ بِذٰلِكَ
فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ ظُلْمَةَ اللَّیْلِ وَظُلْمَةَ
الْبَحْرِ وَظُلْمَةَ بَطْنِ الْحُوْتِ اَنْ اَیْ بِاَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّیْ كُنْتُ
مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فِیْ ذَهَابِیْ مِنْ
بَیْنِ قَوْمِیْ بِلَا اِذْنٍ

سو اس نے آواز دی چند اندھیریوں میں (یعنی رات کی اندھیری اور دریا کی اندھیری اور مچھلی کے پیٹ کی اندھیری) کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں نے ظلم کیا بدون تیرے حکم کے اپنی قوم سے علیحدہ ہوگیا۔

تشریح

(۸۶) یہ سب اللہ کی رحمت کے مستحق تھے | یہ سب وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت میں داخل کیا کیونکہ یہ یقیناً نیکوکاروں میں سے تھے اور اللہ تو اپنے نیکوکار، صالح بندوں کے ساتھ یہ معاملہ فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت خاص کے مستحق ہوتے ہیں۔

(۸۷) حضرت یونس کا واقعہ | اور یہ جن انبیاء کرام کا اور بزرگ ہستیوں کا ذکر آیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نوازشیں فرمائیں۔ اللہ کے ان نبیوں میں حضرت یونسؑ بھی تھے قرآن مجید میں کہیں آپ کا نام یونس آیا ہے اور کہیں آپ کو آپ کے لقب "ذوالنون" اور "صاحب الحوت" سے یاد کیا گیا ہے جس کے معنیٰ ہیں مچھلی والا۔ یہ ان کا لقب اس لئے پڑا ہے کہ ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا تھا اللہ نے حضرت یونس کو موصل کے مضافات اشور (اسیریا) والوں کی ہدایت کیلئے مقرر کیا تھا ــــــ شہر نینوا میں ان کا زمانہ سنہ ۸۶۰ سنہ ۷۸۴ قبل مسیح کے درمیان رہا ہے۔ حضرت یونسؑ ایک عرصے تک ان کو ایمان کی دعوت دیتے رہے۔ بہت کچھ سمجھانے کے باوجود انہوں نے اپنی گمراہی نہیں چھوڑی تو حضرت یونسؑ برہم ہو کر شہر سے چلدئے لیکن انھوں نے نینوا چھوڑنے کے لئے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا یہ پہلو ان کی نظر سے اوجھل ہوگیا جس پر اللہ نے گرفت فرمائی۔ حالات کتنے بھی خراب ہوں نبی کے لئے یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی قدم اٹھائے۔ اِدھر بستی والوں کو احساس ہوا کہ نبی کی بددعا کا اثر ضرور ہوگا وہ پچھتائے اور سچے دل سے توبہ کی ممکن ہے کچھ عذاب کے آثار بھی ظاہر ہونے لگے ہوں۔ سورۂ یونس میں ہے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِیْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ (سورۂ یونس آیت ۹۸ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰) (پھر کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی اور اس کا ایمان نفع بخش ثابت ہوا ہو یونس کی قوم کے سوا وہ قوم جب ایمان لے آئی تھی تو البتہ ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا۔ اور اسکو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا۔)

حضرت یونس جب نینوا چھوڑ کر نیلستوی سے ساحل سمندر پہنچے اور یافا جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے (اس زمانہ میں یروشلم کے لئے قریبی بندرگاہ یافا تھی جو بحر روم کے ساحل پر تھی) تو کشتی طوفان کی زد میں آگئی۔ حضرت یونس کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا سمندر کی تہہ میں تاریکی پھر مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ شیخ سعدیؒ نے تاریکی اندر تاریکی کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔

قرص خورشید در سیاہی شد ❊ یونس اندر دہانِ ماہی شد
سورج کی ٹکیہ اندھیروں میں اور یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے

ان تاریکیوں میں سے حضرت یونس نے اللہ کو پکارا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (کوئی خدا نہیں ہے تیرے سوا مگر پاک ہے تیری ذات بے شک میں نے قصور کیا۔) ــ اس مشکل وقت میں حضرت یونس کی زبان پر شکایت کا کوئی حرف نہیں آیا بلکہ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور اپنے قصور کا اعتراف کیا۔

احساسِ خطا حضرت یونسؑ کی عظمت پر دلالت کرتی ہے جس میں لوگوں کے لئے یہ سبق ہے کہ قصور پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اعتراف کرنا چاہیئے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْجِي

نُـْجِي	وَكَذٰلِكَ	الْغَمِّ	مِنَ	وَنَجَّيْنٰهُ	لَهٗ	فَاسْتَجَبْنَا
ہم نجات دیتے ہیں	اور اسی طرح	غم	سے	اور ہم نے اُسے نجات دی	اسکی	پھر ہم نے قبول کرلی

پھر ہم نے اس کی (دعا) قبول کرلی، اور ہم نے اسے غم سے نجات دی، اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا

لَا	رَبِّ	رَبَّهٗ	نَادٰى	اِذْ	زَكَرِيَّآ	وَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
نہ	اے میرے رب	اپنا رب	اُسنے پکارا	جب	زکریاء	اور	مومن (جمع)

اور (یاد کرو) جب زکریاء نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب!

تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

الْوٰرِثِيْنَ	خَيْرُ	وَّاَنْتَ	فَرْدًا	تَذَرْنِيْ
وارث (جمع)	بہتر	اور تو	اکیلا	چھوڑ مجھے

مجھے اکیلا (لاوارث) نہ چھوڑ اور تو (سب سے) بہتر وارث ہے

(۸۸) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ بِتِلْكَ الْكَلِمٰتِ وَكَذٰلِكَ كَمَا اَنْجَيْنٰهُ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○ مِنْ كَرْبِهِمْ اِذَا اسْتَغَاثُوْا بِنَا دَاعِيْنَ

(۸۹) وَاذْكُرْ زَكَرِيَّا وَيُبْدَلُ مِنْهُ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ بِقَوْلِهٖ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا اَيْ بِلَا وَلَدٍ يَرِثُنِيْ وَاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ اَلْبَاقِيْ بَعْدَ فَنَاءِ خَلْقِكَ

(۸۸) سو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور بسبب ان کلمات کے اسکو غم سے نجات دی اور جس طرح ہم نے اس کو نجات دی اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دینگے سختیوں اور مصیبتوں سے جو انکو پیش آئیں

(۸۹) اور یاد کر زکریاء کو جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا ان کلمات سے کہ اے میرے رب مجھ کو تنہا بدون لڑکے کے جو میرا وارث ہو نہ چھوڑ اور تو ہی باقی رہنے والا ہے بعد اپنی مخلوق کے فنا ہونے کے۔

تشریح

(۸۸) حضرت یونس کی دُعا کی قبولیت | دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی حضرت یونس ؑ کی یہ دُعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کے الفاظ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم نے یونس ؑ کو اس پریشانی سے نجات دی اور اسی طرح جو بھی ہم کو پکارے گا۔ ہم اسی طرح اپنے مومن بندوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔ آج بھی یہ دعا آیتِ کریمہ کے نام سے اللہ کے نیک بندوں کی زبان پر آ کر قبولیت کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہے۔

(۸۹) حضرت زکریا پر اللہ کا فضل | اور حضرت زکریاء کو بھی یاد کرو کہ وہ اللہ کے نبی اور دین کے سچے خدمتگار تھے انکی بیوی بانجھ تھیں کوئی اولاد نہ تھی حضرت زکریا بوڑھے ہونے لگے تو انہیں بڑا احساس ہوا کہ میرے کام کو آگے بڑھانے اور علوم نبوت کی وارث میرے کوئی اولاد نہیں ہے انہوں نے دل کی گہرائیوں سے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے سب سے بہتر وارث تو آپ ہی ہیں آل یعقوب کا وارث عطا فرمائیے۔ يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (مریم) بالآخر ہر چیز کے مالک آپ ہیں اور آپ سب سے اچھے مالک ہیں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ یَحْیٰی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ

فَاسْتَجَبْنَا	لَهٗ	وَوَهَبْنَا	لَهٗ	یَحْیٰی	وَ اَصْلَحْنَا	لَهٗ	زَوْجَهٗ
پھر ہم نے قبول کرلی	اسکی	اور ہم نے عطا کیا	اسے	یحیٰی ع	اور ہم نے درست کردیا	اس کیلئے	اس کی بیوی

پھر ہم نے اس کی (دعا) قبول کرلی اور ہم نے اسے عطا کیا یحیٰی ع اور ہم نے اس کے لئے اسکی بیوی کو درست (اولاد کے قابل) کردیا

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا

اِنَّهُمْ	كَانُوْا + يُسٰرِعُوْنَ	فِى	الْخَيْرٰتِ	وَ	يَدْعُوْنَنَا
بیشک وہ سب	وہ جلدی کرتے تھے	میں	نیک کام (جمع)	اور	وہ ہمیں پکارتے تھے

بیشک وہ سب نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے ۔ اور وہ ہمیں امید اور خوف میں

رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾

رَغَبًا	وَّرَهَبًا	وَ	كَانُوْا	لَنَا	خٰشِعِيْنَ	
امید	اور خوف	اور	وہ تھے	ہمارے لئے (سامنے)	عاجزی کرنے والے	

پکارتے تھے اور وہ ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے ۔

(۹۰) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ نِدَاءَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ
يَحْيٰى وَلَدًا وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ
فَاَتَتْ بِالْوَلَدِ بَعْدَ عُقْمِهَا اِنَّهُمْ
اَىْ مَنْ ذُكِرَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ كَانُوْا
يُسٰرِعُوْنَ يُبَادِرُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ
اَلطَّاعَاتِ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا فِىْ
رَحْمَتِنَا وَّرَهَبًا مِنْ عَذَابِنَا وَكَانُوْا
لَنَا خٰشِعِيْنَ ○ مُتَوَاضِعِيْنَ فِىْ عِبَادَتِهِمْ ۔

(۹۰) پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو فرزند یحیٰی عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے واسطے درست کیا بعد اسکے کہ وہ بانجھ ہوگئی تھی) بیشک یہ پیغمبر جن کا ذکر ہوا حکم الٰہی کی فرمانبرداری میں جلدی کرتے تھے ۔

اور ہم کو پکارتے تھے ہماری رحمت میں رغبت کرکے اور ہمارے عذاب سے ڈر کر اور وہ اپنی عبادت میں خشوع خضوع کرنے والے تھے ۔

تشریح

(۹۰) حضرت زکریا کی دعا قبول ہوئی ! اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لئے حضرت زکریا کی دعا قبول فرمائی ان کی بیوی کے بانجھ پن کو دور کرکے اللہ نے ان کو لڑکا عطا فرمایا جس کا نام یحیٰی رکھا گیا ۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں جدوجہد کرتے تھے ، ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے ہمارے سامنے جھکے ہوئے تھے انہوں نے ہم سے اولاد کے لئے درخواست کی ہمارے آگے ہاتھ پھیلائے ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور انکو اپنے فضل سے صالح اولاد عطا فرمائی ۔

یہ واقعہ دراصل تمہید ہے حضرت عیسیٰ ع کی ولادت کے واقعہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا ۔ اِدھر حضرت زکریا کی بیوی بانجھ تھیں انکے بانجھ پن کو دور فرمادیا ۔ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کسی بانجھ کو اولاد دیدے ، اور کسی کو بغیر باپ کے پیدا کردے ۔

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ

وَالَّتِيْٓ	اَحْصَنَتْ	فَرْجَهَا	فَنَفَخْنَا	فِيْهَا	مِنْ + رُّوْحِنَا	وَ
اور عورت جو	اس نے حفاظت کی	اپنی شرمگاہ (عفت) کی	پھر ہم نے پھونک دی	اس میں	اپنی روح	اور

اور (یاد کرو مریم کو) جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی پھر ہم نے اسمیں اپنی روح پھونک دی اور

جَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۱)

جَعَلْنٰهَا	وَابْنَهَآ	اٰيَةً	لِّلْعٰلَمِيْنَ	
ہم نے اسے بنایا	اور اس کا بیٹا	نشانی	جہانوں کے لئے	

ہم نے اُسے اور اس کے بیٹے کو جہانوں کے لئے نشانی بنایا۔

(۹۱) وَاذْكُرْ مَرْيَمَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا حَفِظَتْهُ مِنْ اَنْ يُّنَالَ فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا اَيْ جِبْرِيْلَ حَيْثُ نَفَخَ فِيْ جَيْبِ دِرْعِهَا فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰٓئِكَةِ حَيْثُ وَلَدَتْهُ مِنْ غَيْرِ فَحْلٍ

(۹۱) اور یاد کر مریم کو کہ جس نے اپنی شرمگاہ کو بُرے فعل سے محفوظ رکھا سو ہم نے اسمیں اپنی روح پھونکی یعنی جبرئیل نے اس کے کُرتے کے گریبان میں پھونک ماری جس سے اس کو عیسٰی کا حمل رہ گیا۔

اور ہم نے مریم کو اور اس کے بیٹے کو آدمیوں اور جنوں اور فرشتوں کے لئے ایک نشانی بنائی کیونکہ مریم نے بیٹے کو بغیر خاوند کے جنا۔

تشریح

(۹۱) حضرت مریم پاکدامن خاتون تھیں | حضرت زکریا حضرت مریم کے سرپرست تھے۔ یہ وہ خاتون تھیں جن کی عصمت ہر طرح سے محفوظ تھی وہ پاک دامن تھیں کسی مرد کے ذریعہ کے بغیر اللہ نے ان میں اپنی روح پھونکی۔ ماں اور بیٹے دونوں کو دنیا بھر کے لئے اللہ کی ایک نشانی بنا دیا۔ "اللہ کی روح" روح کی نسبت اللہ کی طرف ایسی ہے جیسے بیت اللہ (اللہ کا گھر) ظاہر ہے کہ وہ اللہ کی رہائش گاہ نہیں ہے اس سے صرف خانۂ کعبہ کا شرف ظاہر کرنا مقصود ہے اسی طرح "روح اللہ" اللہ کی روح۔ اس سے اس روح کے شرف کو ظاہر کرنا ہے۔ حضرت عیسٰی کی مثال اللہ تعالٰی نے حضرت آدمؑ سے دی ہے کہ حضرت آدم کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ حضرت عیسٰی کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا اگر حضرت آدم بغیر ماں باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے الوہیت کا مقام حاصل نہیں کر سکتے تو حضرت عیسٰی کو بغیر باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے الوہیت کا مقام کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ حضرت عیسٰی اللہ کا ایک کلمہ اس کا حکم اور ایک نشانی ہیں۔ اللہ کا کلام اور اس کے وجود کا کوئی حصہ نہیں ہیں۔

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (۹۲)

إِنَّ	هَٰذِهِ	أُمَّتُكُمْ	أُمَّةً	وَاحِدَةً	وَأَنَا	رَبُّكُمْ	فَاعْبُدُونِ
بیشک	یہ ہے	تمہاری اُمت	اُمت	ایک (یکتا)	اور میں	تمہارا رب	بس میری عبادت کرو

بیشک یہ ہے تمہاری امت (ملت) یکتا امت اور میں تمہارا رب ہوں بس میری عبادت کرو۔

وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ (۹۳) ع ۶/۱۸

وَتَقَطَّعُوا	أَمْرَهُمْ	بَيْنَهُمْ	كُلٌّ	إِلَيْنَا	رَاجِعُونَ
اور ٹکڑے ٹکڑے کرلیا انھوں نے	اپنا کام (دین)	باہم	سب	ہماری طرف	رجوع کرنے والے

اور انہوں نے اپنا کام (دین) باہم ٹکڑے ٹکڑے کرلیا۔ سب ہماری طرف رجوع کرنے والے (لوٹنے والے) ہیں۔

(۹۲) إِنَّ هَٰذِهِ أَيْ مِلَّةَ الْإِسْلَامِ أُمَّتُكُمْ دِيْنُكُمْ أَيُّهَا الْمُخَاطَبُوْنَ أَيْ يَجِبُ أَنْ تَكُوْنُوْا عَلَيْهَا أُمَّةً وَاحِدَةً حَالٌ لَازِمَةٌ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝ وَحِّدُوْنِ

(۹۲) بیشک یہ مذہب اسلام تمہارا دین ہے یعنی اے مخاطبین چاہیئے کہ تم اسی دین پر رہو یہ طریقہ ایک ہے کسی پیغمبر نے اسمیں خلاف نہیں کیا اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ کو واحد سمجھو

(۹۳) وَتَقَطَّعُوا أَيْ بَعْضُ الْمُخَاطَبِيْنَ أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ أَيْ تَفَرَّقُوْا أَمْرَ دِيْنِهِمْ مُتَخَالِفِيْنَ فِيْهِ وَهُمْ طَوَائِفُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى قَالَ تَعَالٰى كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝ أَيْ فَنُجَازِيْهِ بِعَمَلِهٖ

(۹۳) بعض وہ لوگ جنکو خطاب ہے اپنے دین کے بارے میں باہم مختلف ہو گئے۔ مراد ان سے چند جماعتیں یہود اور نصاریٰ کی ہیں فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ یہ سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں سو ہم ان کو عوض انکے اعمال کا دیں گے۔

تشریح

(۹۲) تمام انبیاء کے پیروکار ایک امت ہیں | حضرت آدم ؑ سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ؐ تک جتنے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ نے معبوث فرمائے سب کی تعلیم کا بنیادی نقطہ توحید رہا ہے کلمہ لا الٰہ الا اللہ تمام نبیوں اور رسولوں کی دعوت کی بنیاد ہے۔ تمام انبیاء کرام کی دعوت کیونکہ مشترک دعوت ہے اس لئے سب ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں اور ان کا لقب ملاکر الرسول —(The Prophet)— ہے ان نبیوں اور رسولوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی تعلیم بھی سب کی ایک ہے اسلئے ان تمام کتابوں کا نام الکتاب (The Book) —— ہے ان نبیوں کے پیروکار الگ الگ قومیتوں کے ہونے کے باوجود ایک امت ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ

○ خدا بھی ایک ○ دین بھی ایک ○ دین کی تعلیم بھی ایک اور ○ امت بھی ایک۔

تمام مل کر ان کا لقب ہے " امتِ مسلمہ "۔ اس طرح یہ سب چھوٹی چھوٹی نہریں مل کر ایک عظیم سمندر میں یکجا ہو جاتی ہیں۔ اور پوری دنیا ایک رب ایک دین اور ایک امت بن جاتی ہیں۔ اور عبادت کے لائق اگر کوئی ہے تو وہی ایک معبود جو سب کا خالق مالک اور آقا ہے۔

(۹۳) انسانوں نے دین کے ٹکڑے کر دیئے | اللہ کا بنایا ہوا دین تو ایک ہی تھا مگر لوگوں نے اختلاف پیدا کر کے خود ساختہ دین بنالئے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انسانوں کو آپس میں بانٹ دیا۔ یہ تفرقہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے نہ نبیوں اور رسولوں کا یہ ان انسانوں کا پیدا کیا ہوا ہے جنھوں نے اللہ کے احکام کے بجائے نفس کی پیروی کی ایک دن پلٹ کر سب کو پروردگار کے یہاں جانا ہے جہاں سارے اختلافات کا فیصلہ ہو جائیگا اور حق و باطل سب سامنے آجائیگا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ

فَلَا كُفْرَانَ	مُؤْمِنٌ	وَهُوَ	الصّٰلِحٰتِ	مِنَ	يَّعْمَلْ	فَمَنْ
تو ناقدری (اکارت) نہیں	ایمان والا	اور وہ	نیک کام	کچھ	کرے	پس جو

پس جو کچھ نیک کام کرے اور وہ ایمان والا ہو تو اکارت نہیں (جائے گی)

لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ

اَهْلَكْنٰهَآ	عَلٰى + قَرْيَةٍ	وَحَرٰمٌ	كٰتِبُوْنَ	وَاِنَّا + لَهٗ	لِسَعْيِهٖ
جسے ہم نے ہلاک کردیا	بستی پر	اور حرام	لکھ لینے والے	اور بیشک ہم اسکے	اس کی کوشش

اسکی کوشش، اور بیشک ہم اس کے لکھ لینے والے ہیں۔ اس بستی پر (دنیا میں لوٹ کر آنا) حرام ہے جسے ہم نے ہلاک کردیا

اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

وَمَاْجُوْجُ	يَاْجُوْجُ	فُتِحَتْ	اِذَا	حَتّٰى	لَا يَرْجِعُوْنَ	اَنَّهُمْ
اور ماجوج	یاجوج	کھول دیئے جائینگے	جب	یہاں تک کہ	لوٹ کر نہیں آئیں گے	کہ وہ

کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾

يَّنْسِلُوْنَ	حَدَبٍ	كُلِّ	مِّنْ	وَهُمْ
پھسلتے (دوڑتے) آئیں گے	بلندی (ٹیلہ)	ہر	سے	اور وہ

اور وہ ہر ٹیلہ سے دوڑتے آئیں گے۔

۹۴ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ
هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ اَىْ
جُحُوْدَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ
كٰتِبُوْنَ ○ بِاَنْ نَّاْمُرَ الْحَفَظَةَ
بِكَتْبِهٖ فَنُجَازِيَهٖ عَلَيْهِ
۹۵ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
اُرِيْدَ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ لَا زَائِدَةٌ
يَرْجِعُوْنَ ○ اَىْ مُمْتَنِعٌ
۹۶ رُجُوْعُهُمْ اِلَى الدُّنْيَا حَتّٰى

۹۴ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ الخ پس جو کوئی نیک عمل کرے اور حال یہ کہ وہ مومن ہو سو اسکی کوشش رائیگاں نجا دیگی اور ہم فرشتوں کو حکم کرینگے کہ اس کے اعمال لکھیں پھر اس پر اس کو بدلہ دینگے۔

۹۵ اور جن شہروں کو ہم نے ہلاک کیا یعنی انکے رہنے والوں کو وہ دنیا میں پھر نہیں آسکتے۔

یہاں تک کہ جب قرب قیامت میں یاجوج

غَايَةٌ لِامْتِنَاعِ رُجُوعِهِمْ إِذَا فُتِحَتْ بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ بِالْهَمْزَةِ وَتَرْكِهِ اِسْمَانِ أَعْجَمِيَّانِ لِقَبِيلَتَيْنِ وَيُقَدَّرُ قَبْلَهُ مُضَافٌ أَيْ سَدُّهُمَا وَذٰلِكَ قُرْبَ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ مُرْتَفِعٌ مِنَ الْأَرْضِ يَنْسِلُوْنَ ○ يُسْرِعُوْنَ

اور ماجوج کی دیوار کھول دی جائے گی۔ یاجوج اور ماجوج دو عجمی قبیلوں کے نام ہیں، اور حال یہ کہ وہ ہر ایک ٹیلہ سے جلد جلد نکلیں گے۔
اور ایسا قرب قیامت میں ہوگا۔

تشریح

(۹۴) مذاہب کی اس کش مکش میں ایمان اور عمل کی قدر کی جائیگی | لوگوں نے ایک دین کے ٹکڑے کر کے بہت سے دین الگ الگ ناموں سے بنا لئے لیکن اللہ کے یہاں مذاہب کی اس لڑائی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل دین پہلے بھی ایک تھا اور آج بھی ایک ہے نیک اعمال جس کی بنیاد میں ایمان ہو وہی قبول کئے جائیں گے۔ اور نیکی وہ نہیں ہے جسکو انسان خود نیکی سمجھ لے بلکہ نیکی وہ ہے جس پر اللہ کی شریعت کی مہر ہو۔ عبادت کا طریقہ خود ایجاد کردہ معتبر نہیں ہے۔ عبادت کا طریقہ وہی قابل اعتبار ہوگا جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سکھایا اور بتایا ہے اور انسان جو کچھ بھی کرتا ہے ان کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے ایک وقت آئیگا کہ یہ اعمالنامہ اللہ کے حضور میں پیش ہوگا اور غلط اور صحیح کا آخری فیصلہ کر دیا جائیگا۔

(۹۵) عذاب یافتہ قوموں کی محرومی | نجات پانے والے مومنین کے ذکر کے بعد اب عذاب یافتہ قوموں کا ذکر ہے جنکے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی ہے اور وہ پلٹ کر آنیوالے نہیں ہیں موت کے بعد جب وہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوں گے لیکن وہ پشیمانی اس وقت بے سود ہوگی کیونکہ جب وہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو وہ وقت قیامت کا ہوگا۔ قیامت بھی کچھ دور نہیں ہے یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کے مبادی اور آثار میں سے ہے جس کا ذکر آنے والی آیت میں ہے۔

(۹۶) ایک فتنہ پرداز قوم یاجوج ماجوج کا خروج | حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کے بعد قیامت کے قریب دنیا میں دو زبردست فساد برپا کرنے والی قومیں ابھریں گی جو اپنی زمین کے بلند حصوں (شمال) کی طرف سے نکل کر فساد برپا کرینگی ان کی یلغار عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کرلے گی یہ بہت بڑے پیمانے پر انسانی آبادیوں کو تباہ و برباد کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور اسکے بعد قیامت ہی قائم ہوگی۔

نبی ﷺ کا ارشاد حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری کی روایت سے امام مسلم نے نقل کیا ہے کہ ــــ "قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو:۔

۱۔ دھواں ۲۔ دجّال ۳۔ دابۃ الارض ۴۔ سورج کا مغرب سے نکلنا
۵۔ عیسیٰ ابن مریم کا زمین پر آنا۔ ۶۔ یاجوج و ماجوج کا خروج۔ ۷۔ تین بڑے خسوف (چاند گرہن)
۸۔ زمین کا دھنسنا (Land Slide) ایک مغرب میں، دوسرا مشرق میں، تیسرا جزیرۃ العرب میں۔
۹-۱۰ یمن سے ایک آگ کا اٹھنا جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف ہانکیگی۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد قیامت اتنی قریب ہوگی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ کب بچہ جن دے رات کو یا دن کو (کالحامل المتم لایدری اهلها متی تفجؤهم بولدها لیلاً او نهاراً) گویا اس وقت انسانیت اپنے آخری مرحلہ پر ہوگی۔

وَاقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبۡصَارُ

وَاقۡتَرَبَ	الۡوَعۡدُ	الۡحَقُّ	فَاِذَا	هِیَ	شَاخِصَةٌ	اَبۡصَارُ
اور قریب آجائیگا	وعدہ	سچا	تو اچانک	وہ	اوپر لگی (پھٹی) رہجائینگی	آنکھیں

اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو اچانک منکروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ یٰوَیۡلَنَا قَدۡ کُنَّا فِیۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا

الَّذِیۡنَ + کَفَرُوۡا	یٰوَیۡلَنَا	قَدۡ کُنَّا	فِیۡ	غَفۡلَةٍ	مِّنۡ هٰذَا
جنھوں نے کفر کیا (کافر)	ہائے ہماری شامت	تحقیق ہم تھے	میں	غفلت	اس سے

ہائے ہماری شامت! تحقیق ہم اس سے غفلت میں تھے۔

بَلۡ کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ

بَلۡ کُنَّا	ظٰلِمِیۡنَ	اِنَّکُمۡ	وَمَا	تَعۡبُدُوۡنَ	مِنۡ	دُوۡنِ
بلکہ ہم تھے	ظالم (جمع)	بیشک تم	اور جو	تم پرستش کرتے ہو	سے	سوا

بلکہ ہم ظالم تھے۔ بیشک تم اور وہ جن کی تم پرستش کرتے ہو اللہ کے

اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنۡتُمۡ لَهَا وٰرِدُوۡنَ ﴿۹۸﴾ لَوۡ کَانَ هٰۤؤُلَآءِ

اللّٰهِ	حَصَبُ	جَهَنَّمَ	اَنۡتُمۡ + لَهَا	وٰرِدُوۡنَ	لَوۡ کَانَ	هٰۤؤُلَآءِ
اللہ	ایندھن	جہنم	تم اس میں	داخل ہونے والے	اگر ہوتے	یہ

سوا، جہنم کا ایندھن ہیں، تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔ اگر یہ معبود

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوۡهَا ؕ وَکُلٌّ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۹۹﴾

اٰلِهَةً	مَّا وَرَدُوۡهَا	وَ	کُلٌّ	فِیۡهَا	خٰلِدُوۡنَ	
معبود	اس میں داخل نہ ہوتے	اور	سب	اس میں	سدا رہیں گے	

ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور وہ سب اس میں سدا رہیں گے۔

﴿۹۷﴾ وَاقۡتَرَبَ الۡوَعۡدُ الۡحَقُّ اَیۡ یَوۡمُ
الۡقِیٰمَةِ فَاِذَا هِیَ اَیِ الۡقِصَّةُ
شَاخِصَةٌ اَبۡصَارُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا
فِیۡ ذٰلِکَ الۡیَوۡمِ لِشِدَّتِهٖ یَقُوۡلُوۡنَ
یَا لِلتَّنۡبِیۡهِ وَیۡلَنَا هَلَاکُنَا قَدۡ کُنَّا

﴿۹۷﴾ اور قیامت کے آنے کا سچا وعدہ نزدیک آگیا۔
سو اس روز کافروں کی آنکھیں بوجہ شدت خوف
کے دفعتاً پھٹی رہ جاویں گی۔
وہ کہیں گے
اے خرابی اور بلا کی ہماری۔ بیشک ہم دنیا میں اس

فِی الدُّنْیَا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا الْیَوْمِ بَلْ کُنْتَا ظٰلِمِیْنَ ○ اَلْقُنَا بِشَکْلِ یٰبِنَا الرُّسُلُ

دن سے بے خبر تھے۔
بلکہ ہم اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے۔

(۹۸) اِنَّکُمْ یَا اَهْلَ مَکَّةَ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَیْ غَیْرِهٖ مِنَ الْاَوْثَانِ حَصَبُ جَهَنَّمَ وَقُوْدُهَا اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ○ دَاخِلُوْنَ فِیْهَا

(۹۸) بیشک تم اے مکہ والو اور جن بتوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، دوزخ کا ایندھن ہو۔
تم اس میں جانے والے ہو۔

(۹۹) لَوْ کَانَ هٰؤُلَآءِ الْاَوْثَانُ اٰلِهَةً کَمَا زَعَمْتُمْ مَا وَرَدُوْهَا دَخَلُوْهَا وَکُلٌّ مِّنَ الْعَابِدِیْنَ وَالْمَعْبُوْدِیْنَ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(۹۹) اگر یہ بت واقعی معبود ہوتے جیسا کہ تم سمجھتے ہو تو دوزخ میں نہ جا سکتے اور تمام معبود اور ان کے پوجنے والے سب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح

(۹۷) قیامت کی دہشت | آخر اللہ کے وعدے کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا۔ قیامت کی دہشت سے قیامت کا انکار کرنیوالوں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے اور وہ کہیں گے ہائے افسوس! جس چیز کی طرف اللہ کے نبی متوجہ کرتے تھے ہم اس سے غافل رہے، ہم خطا کار تھے اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا، ان کی بات نہ مانی۔ یہ غفلت نہیں بلکہ خطا کاری تھی وہ تو ہمیں جگاتے رہے ہمیں خبردار کرتے رہے مگر ہم ہی نے مان کر نہ دیا۔ یہی مجرمانہ غفلت ہے جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔

(۹۸) جھوٹے معبود اور ان کے پجاری سب جہنم کا ایندھن بنیں گے | قرآن مجید جس کا دوسرا نام فرقان بھی ہے جو حق اور باطل کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہے۔ دو ٹوک طریقے پر واضح کرتا ہے کہ جھوٹے معبودوں کے پرستار کسی رعایت کے مستحق نہ ہوں گے ان کو جہنم میں جھونکا جائیگا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ عبرت کے لئے وہ پتھر، لکڑی کے بت جن کی پوجا کی جا رہی تھی ان کو بھی جہنم میں دھکیل دیا جائے گا تاکہ انکی پرستش کرنے والوں کو پتہ لگ جائے کہ جن کو ہم اپنی پناہ گاہ بنائے ہوئے تھے وہ ہمیں تو کیا بچاتے خود اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے۔ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (دوزخ کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے)
اگلی آیت میں ہے، لَوْ کَانَ هٰؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا، اگر یہ واقعی خدا ہوتے تو وہاں نہ جاتے۔

اس آیت میں وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور تمہارے وہ معبود جنھیں تم پوجتے ہو) میں مَا سے مراد پتھر کے وہ بت اور اجسام ہیں جن کی وہ پرستش کرتے تھے یا وہ جنھوں نے خود کو معبود بنانے کی کوشش کی وہ بھی اپنے عابدوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔ اسی میں شیطان بھی داخل ہے۔ رہے اللہ کے وہ نیک بندے کہ انہوں نے لوگوں کو خدا پرستی کی تعلیم دی مگر لوگوں نے انہی کو معبود بنا لیا جیسے حضرت عیسیٰ ؑ یا ان کی والدہ حضرت مریم کیونکہ اس فعل میں ان کی خواہش اور مرضی کا کوئی دخل نہیں اس لئے ان کے جہنم میں جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۹۹) اگر وہ واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں کیوں جاتے | بت وغیرہ یہ جھوٹے معبود اگر حقیقت میں معبود ہوتے تو بھلا جہنم میں کیوں جاتے اللہ تعالیٰ وہاں ان کو دوزخ میں ڈال کر سب کو دکھا دیں گے کہ یہ حقیقت میں قابل پرستش تھے ہی نہیں اسلئے ان کے پرستاروں کے ساتھ ان کو بھی جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

لَهُمْ	فِيْهَا	زَفِيْرٌ	وَّهُمْ	فِيْهَا	لَا يَسْمَعُوْنَ	اِنَّ	الَّذِيْنَ
انکے لئے	وہاں	چیخ و پکار	اور وہ	اسمیں	(کچھ) نہ سُن سکیں گے	بیشک	جو لوگ

ان کے لئے وہاں چیخ و پکار ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سُن سکیں گے۔ بیشک جن لوگوں کے

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾

سَبَقَتْ	لَهُمْ	مِّنَّا	الْحُسْنٰى	اُولٰٓئِكَ	عَنْهَا	مُبْعَدُوْنَ
پہلے ٹھہر چکی	انکے لئے	ہماری طرف سے	بھلائی	وہ لوگ	اس سے	دور رکھے جائیں گے

لئے ہماری طرف سے پہلے (ہی) بھلائی ٹھہر چکی وہ لوگ اس سے دُور رکھے جائیں گے۔

(١٠٠) لَهُمْ لِلْعَابِدِيْنَ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ
هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○
شَيْئًا لِشِدَّةِ غَلَيَانِهَا وَنَزَلَ
لَمَّا قَالَ ابْنُ الزِّبَعْرٰى عُبِدَ
عُزَيْرٌ وَالْمَسِيْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فَهُمْ
فِي النَّارِ عَلٰى مُقْتَضٰى مَا تَقَدَّمَ
(١٠١) اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
الْمَنْزِلَةُ الْحُسْنٰى وَمِنْهُمْ مَنْ
ذُكِرَ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○

(١٠٠) بتوں کے پوجنے والوں کا یہ حال ہوگا کہ دوزخ میں رو دینگے چلّا دیں گے اور بوجہ شدّت جوش دوزخ اور اس کے غور کے وہاں وہ کچھ نہ سن سکیں گے۔ جب ابن الزبعری نے یہ کہا کہ پہلے جو بیان ہوا اس سے لازم آتا ہے کہ عُزیر اور مسیح بن مریم اور فرشتے جن کو کافروں نے معبود بنایا ہے دوزخ میں جاویں کیونکہ مَا تَعْبُدُوْنَ میں یہ بھی داخل ہیں اسکے رَد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(١٠١) اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ. بیشک جن لوگوں کیلئے ہماری طرف سے عمدہ مرتبہ مقرر ہو چکا اور انکے لئے بھلائی لکھی گئی وہ دوزخ سے دور رہینگے (یعنی عزیر و مسیح بھی انہیں میں سے ہیں جنکے لئے مرتبہ مقدر ہوا ہے لوگ دوزخ سے محفوظ رہینگے)

تشریح

(١٠٠) دوزخ میں چیخنے چلّانے کے سوا یہ کچھ نہ کر سکیں گے | دوزخ میں ان کے پرستاروں کا اور ان کا کہ جنھوں نے اپنے آپ کو معبود بنایا حال یہ ہوگا کہ سخت تکلیف اور عذاب کی وجہ سے پھنکاریں مارتے پھریں گے اور ان کے چیخنے چلّانے اور شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دے گی۔

(١٠١) اللہ کے نیک بندے ان سب آفتوں سے دور رہیں گے | رہے اللہ کے نیک بندے جن کے لئے اللہ تعالیٰ پہلے ہی بھلائی کا فیصلہ فرما چکے ہیں اور وعدہ کر چکے ہیں کہ میرے نیک بندے عذاب سے محفوظ رہیں گے ان کو قیامت کے دن کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ ہوگی وہ جہنم سے اتنے دور رہیں گے کہ اس کی آواز تک ان تک نہ پہنچ سکے گی۔ اللہ کے نیک بندے وہاں ایک معزز مہمان کی طرح ہوں گے جیسا کہ ارشاد ہے يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مریم آیت ۸۵)
(جس دن ہم متقیوں کو رحمن کے حضور مہمانوں کی طرح جمع کرینگے)
یہاں تک کہ پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی دوزخ کی تکلیف ان تک نہیں پہنچے گی اور وہ اس سے دور دور گذر جائیں گے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

لَا يَسْمَعُوْنَ	حَسِيْسَهَا	وَهُمْ	فِيْ	مَا اشْتَهَتْ	اَنْفُسُهُمْ	خٰلِدُوْنَ
وہ نہ سنیں گے	اس کی آہٹ	اور وہ	میں	جو چاہیں گے	ان کے دل	وہ ہمیشہ رہیں گے

وہ نہ سنیں گے اس کی آہٹ بھی اور ان کے دل جو چاہیں گے وہ اس (آرام و راحت) میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ

لَا يَحْزُنُهُمْ	الْفَزَعُ	الْاَكْبَرُ	وَتَتَلَقّٰىهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	هٰذَا	يَوْمُكُمُ
غمگین نہ کرے گی انہیں	گھبراہٹ	بڑی	اور لینے آئیں گے انہیں	فرشتے	یہ ہے	تمہارا دن

انہیں غمگین نہ کرے گی بڑی گھبراہٹ اور فرشتے انہیں لینے آئیں گے یہ ہے (وہ) دن

الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

الَّذِيْ	كُنْتُمْ ، تُوْعَدُوْنَ	يَوْمَ	نَطْوِي	السَّمَاۗءَ	كَطَيِّ	السِّجِلِّ
وہ جو	تم تھے وعدہ کئے گئے (وعدہ کیا گیا تھا)	جس دن	ہم لپیٹ لیں گے	آسمان	جیسے لپیٹا جاتا ہے	طومار

جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جس دن ہم آسمان لپیٹ دیں گے جیسے تحریر کے کاغذ کا طومار لپیٹا

لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

لِلْكُتُبِ	كَمَا ، بَدَاْنَآ	اَوَّلَ	خَلْقٍ	نُّعِيْدُهٗ	وَعْدًا	عَلَيْنَا	اِنَّا كُنَّا
تحریر کا کاغذ	جیسے ہم نے ابتدا کی	پہلی	پیدائش	ہم اُسے لوٹا دیں گے	وعدہ	ہم پر	بیشک ہم ہیں

جاتا ہے۔ جیسی ہم نے پہلی بار پیدائش کی تھی ہم اسے پھر لوٹا دیں گے۔ یہ وعدہ ہم پر (ہمارے ذمے) ہے بیشک ہم

فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

فٰعِلِيْنَ	وَ	لَقَدْ كَتَبْنَا	فِي	الزَّبُوْرِ	مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ
(پورا) کرنے والے	اور	تحقیق ہم نے لکھا	میں	زبور	نصیحت کے بعد

پورا کرنے والے ہیں۔ اور تحقیق ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھا کہ

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اَنَّ	الْاَرْضَ	يَرِثُهَا	عِبَادِيَ	الصّٰلِحُوْنَ
کہ	زمین	اس کے وارث	میرے بندے	نیک (جمع)

زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔

(۱۰۲) لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا صَوْتَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ مِنَ النَّعِيمِ خٰلِدُونَ ○

(۱۰۲) یہ لوگ دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے اور انکو ہمیشہ وہ نعمتیں ملیں گی جکو ان کا جی چاہے۔

(۱۰۳) لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَهُوَ أَنْ يُؤْمَرَ بِالْعَبْدِ إِلَى النَّارِ وَتَتَلَقّٰهُمُ تَسْتَقْبِلُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ خُرُوجِهِمْ مِنَ الْقُبُورِ يَقُولُونَ لَهُمْ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○ فِي الدُّنْيَا

(۱۰۳) بڑی گھبراہٹ سے انکو خوف نہ ہوگا یعنی جسوقت بتوں وغیرہ کے پوجنے والوں کو یہ حکم کیا جاویگا کہ دوزخ میں ڈالے جائیں اوقت ان بندوں کو جنکے لئے مرتبہ نیک مقدر ہے غم اور خوف نہ ہوگا اور جب لوگ قبروں سے نکلینگے فرشتے انکے سامنے حاضر ہوکر یہ کہیں گے یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا۔

(۱۰۴) يَوْمَ مَنْصُوبٌ بِاذْكُرْ مُقَدَّرًا قَبْلَهُ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ اسْمُ مَلَكٍ لِلْكُتُبِ صَحِيفَةِ ابْنِ آدَمَ عِنْدَ مَوْتِهِ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ أَوِ السِّجِلُّ الصَّحِيفَةُ وَالْكِتَابُ بِمَعْنَى الْمَكْتُوبِ بِهِ وَاللَّامُ بِمَعْنَى عَلَى وَفِي قِرَاءَةٍ لِلْكُتُبِ جَمْعًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ عَنْ عَدَمٍ نُعِيدُهُ بَعْدَ إِعْدَامِهِ فَالْكَافُ مُتَعَلِّقَةٌ بِنُعِيدُ وَضَمِيرُهُ عَائِدٌ إِلَى أَوَّلَ وَمَا مَصْدَرِيَّةٌ وَعْدًا عَلَيْنَا مَنْصُوبٌ بِوَعَدْنَا مُقَدَّرًا قَبْلَهُ وَهُوَ مُؤَكِّدٌ لِمَضْمُونِ مَا قَبْلَهُ إِنَّا كُنَّا فٰعِلِينَ ○ مَا وَعَدْنَا

(۱۰۴) یاد کراس دن کو کہ ہم اکٹھا کرلینگے آسمانوں کو جیسے وہ فرشتہ جس کا نام سجل ہے اولاد آدم کے نامۂ اعمال کو اسکے مرنے کیوقت لپیٹ کر اکٹھا کرلیتا ہے۔ یا سجل بمعنی نامۂ اعمال لیا جاوے اور کتاب بمعنی مکتوب اور لام بمعنیٰ علیٰ اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ جیسے نامۂ اعمال لپیٹا جاتا ہے اوپر اس عبارت کے جو اسمیں لکھی ہوئی ہے۔ اور ایک قراۃ میں کُتُب بصیغہ جمع ہے۔
جیسے ہم نے اول مرتبہ مخلوق کو عدم سے بنایا اسی طرح اسکو پھر زندہ کریں گے بعد اس کے معدوم ہونے کے۔ ہم نے یہ وعدہ کرلیا ہے اپنے اوپر بیشک ہم ضرور کریں گے جو ہم نے وعدہ کیا۔

(۱۰۵) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ بِمَعْنَى الْكِتَابِ أَيْ كُتُبِ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ بِمَعْنَى أُمِّ الْكِتَابِ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ أَنَّ الْأَرْضَ أَرْضَ الْجَنَّةِ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ○ عَامٌّ فِي كُلِّ صَالِحٍ

(۱۰۵) اور بیشک ہم نے کتب آسمانی میں جو منجانب اللہ نازل ہوئی ہیں لکھ دیا ہے بعد اس کے کہ اس کو اصل کتاب میں جو اللہ کے پاس ہے لکھ چکے ہیں کہ بیشک جنت کی زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے (یہ شامل ہے ہر ایک نیک بندے کو)

تشریح

(۱۰۲) نیک لوگوں تک دوزخ کی آہٹ بھی نہیں پہونچیگی | اللہ کے نیک بندے دوزخ کی دھیمی سی آواز بھی ان تک نہیں پہنچے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنی پسندیدہ چیزوں کے درمیان رہیں گے — عیش وعشرت کی زندگی گزاریں گے اور کبھی کوئی پریشانی ان کے پاس

تک نہ پھٹکے گی۔

(۱۰۳) نیک بندوں پر پیشی کے وقت اطمینان کی کیفیت | روز محشر کی سختیوں کے وقت اور جب خدا کے حضور میں پیشی کا وقت ہوگا تو اس وقت عام لوگ انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی محسوس کریں گے لیکن اس وقت بھی نیک بندوں پر اطمینان کی کیفیت طاری رہے گی کیونکہ جو کچھ ہوگا وہ ان کے لئے امید کے خلاف نہیں ہوگا فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ قبروں سے اٹھتے وقت بھی فرشتے انکو اطمینان دلاتے ہوں گے اور اس وقت بھی جب جنت میں داخلے کا وقت ہوگا۔ فرشتے ان سے کہہ رہے ہوں گے آج وہ دن آگیا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ دائمی مسرت وراحت تمہارے انتظار میں ہے۔ نیک بندوں کا حساب بھی بہت آسان ہوگا جیساکہ ارشاد ہے فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا (انشقاق۔ ۷-۸)۔ (تو جس کا اعمال نامہ اس کے دلہنے ہاتھ میں دیا گیا اس سے حساب آسان لیا جائیگا۔)

نبیؐ کی دعا ہے:۔ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا ۝ (اے اللہ میرا حساب آسان فرما دے)

(۱۰۴) قیامت کے دن زمین وآسمان کی بساط لپیٹ دی جائے گی | اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات کو تخلیق کیا اور یہ زمین وآسمان بنے تو جس مادے سے زمین وآسمان کی تخلیق ہوئی اس مادے میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں یہاں تک کہ اس نے موجودہ زمین کی شکل اختیار کرلی۔ زمین وآسمان کا خالق ان کی ساخت میں ایک بار پھر بڑی تبدیلی کرے گا۔ اور آسمان ایسے لپیٹ دیا جائے گا جیسے کوئی دستاویز کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس طرح زمین وآسمان میں ایسی نئی تبدیلیاں لائی جائیں گی کہ وہ ایک نئی ہیئت اور نئے نظام کے ساتھ وجود میں آئیں گے۔ حدیث میں ارشاد ہوا ہے يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ (بخاری کتاب الرقاق) (قیامت کے دن لوگوں کو سفید سرخی مائل زمین پر جمع کیا جائے گا جو میدے کی روٹی کی ٹکیہ کی طرح ہوگا اس پر کسی مکان وغیرہ کا نشان نہ ہوگا۔

دنیا میں بھی کوئی تعمیر ہوتی ہے تو شکست وریخت کے بعد نئی تعمیر کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس پرانے نظام کو ختم کرکے اللہ تعالیٰ ایک نئی دنیا نئے نظام کے ساتھ تعمیر کریں گے جسطرح اس نے آسانی کے ساتھ پہلے تخلیق کی تھی اسی طرح دوبارہ ایک نئی تخلیق ہوگی۔ اللہ تو فرماتے ہیں کہ یہ ایک وعدہ ہے ہمارے ذمے اور یہ کام ہمیں بہرحال کرنا ہے۔

(۱۰۵) جنت کے وارث اللہ کے نیک بندے ہونگے | اللہ نے اپنی کتاب زبور میں جو اللہ کے پیغمبر حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی تھی یہ بات لکھ دی تھی کہ آخر جنت کی زمین کے وارث اللہ کے نیک بندے ہونگے اور یہ زمین جو دائمی اور اپنی خصوصیات کی بنا پر بے مثال ہوگی اللہ کے بندوں کے حصے میں آئے گی جس پر ان کو بسایا جائیگا۔ قرآن مجید میں بھی سورۂ زمر میں ارشاد ہے:۔ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ (آیت ۷۴)۔ (اور ہمیں زمین کا وارث بنایا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔)

رہا اس موجودہ زمین پر حکومت اور اقتدار کی بات تو چونکہ یہ دنیا آزمائش کے لئے ہے اسلئے یہاں کی حکومت نیک بندوں کو بھی حاصل ہوتی ہے جیسے حضرت داؤدؑ کو جو پیغمبر تھے زمین کی حکومت بھی دیگئی۔ اور نیک بندوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی زمین پر اقتدار اور حکومت حاصل ہوتی ہے جیساکہ سامنے ہے ——— اوپر سے مضمون کلام آخرت سے متعلق ہے اس لئے اس آیت کا تعلق بھی آخرت کے ساتھ ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ ہے کہ حقیقت میں اس زمین پر حکومت کا حق صحیح معنیٰ میں نیک بندوں کا ہے تاکہ وہ زمین پر انصاف پھیلائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں حکومت ایسی ہی آپکو اور آپکے خلفاء کو ملی اور آخر میں بھی حق بحقدار رسید۔ اللہ کے نیک بندوں کی حکومت ہی اس زمین پر بھی قائم ہوگی۔

اِنَّ فِیۡ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً

اِنَّ	فِیۡ	هٰذَا	لَبَلٰغًا	لِّقَوۡمٍ	عٰبِدِیۡنَ	وَمَاۤ	اَرۡ	سَلۡنٰكَ	اِلَّا	رَحۡمَةً
بیشک	اس میں		پہونچا دینا	لوگوں کیلئے	عبادت گذار (جمع)	اور نہیں	ہم نے بھیجا آپکو		مگر	رحمت

بے شک اسمیں عبادت گذار لوگوں کے لئے (بشارت) پہنچا دینا ہے اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام

لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ اِنَّمَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلۡ

لِلۡعٰلَمِیۡنَ	قُلۡ	اِنَّمَا	یُوۡحٰۤی	اِلَیَّ	اَنَّمَاۤ	اِلٰـهُكُمۡ	اِلٰهٌ	وَّاحِدٌ	فَهَلۡ
تمام جہانوں کے لئے	فرمادیں	اسکے سوا نہیں	وحی کی گئی	میری طرف	کہ بس	تمہارا معبود	معبود	واحد (یکتا)	بس کیا

جہانوں کے لئے رحمت۔ فرمادیں اسکے سوا نہیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بس تمہارا معبود، معبود یکتا ہے۔ بس کیا تم

اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ

اَنۡتُمۡ	مُّسۡلِمُوۡنَ	فَاِنۡ	تَوَلَّوۡا	فَقُلۡ	اٰذَنۡتُكُمۡ	عَلٰی	سَوَآءٍ
تم	حکم بردار (جمع)	پھر اگر	وہ روگردانی کریں	تو کہدو	میں نے تمہیں خبردار کردیا	پر	برابری

حکم بردار ہو؟ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو میں نے تمہیں خبردار کر دیا ہے برابری پر (یکساں طور پر)

وَاِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ اَمۡ بَعِیۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾

وَاِنۡ	اَدۡرِیۡۤ	اَقَرِیۡبٌ	اَمۡ بَعِیۡدٌ	مَّا تُوۡعَدُوۡنَ
اور نہیں	جانتا میں	کیا قریب	یا دور	جو تم سے وعدہ کیا گیا

اور میں نہیں جانتا جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور؟

(۱۰۶) اِنَّ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَبَلٰغًا كِفَايَةً فِیۡ دُخُوۡلِ الۡجَنَّةِ لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ○ عَامِلِیۡنَ بِهٖ

(۱۰۷) وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ يَا مُحَمَّدُ اِلَّا رَحۡمَةً اَیۡ لِلرَّحۡمَةِ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ الۡاِنۡسِ وَالۡجِنِّ بِكَ

(۱۰۸) قُلۡ اِنَّمَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اَیۡ مَا یُوۡحٰی اِلَیَّ فِیۡ اَمۡرِ الۡاِلٰهِ اِلَّا وَحۡدَانِيَّتُهٗ فَهَلۡ

(۱۰۶) بیشک اس قرآن میں کفایت ہے جنت میں جانے کیلئے اس قوم کو جو اس پر عمل کرتے ہیں۔

(۱۰۷) اور ہم نے تمکو اے محمدؐ آدمیوں اور جنات کے لئے جو تم پر ایمان لاتے ہیں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۰۸) کہدو کہ بیشک میری طرف معبود کے بارے میں یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے بس کیا تم مانتے ہو اس کو

أَنتُم مُّسْلِمُونَ ○ مُنْقَادُوْنَ لِمَا يُوحىٰ اِلَيَّ مِنْ وَحْدَانِيَّتِهٖ اَلْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى الْاَمْرِ

جو میری طرف وحی ہوئی ہے کہ معبود برحق ایک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تم اس امر کو مانو۔

(۱۰۹) فَاِنْ تَوَلَّوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ اَعْلَمْتُكُمْ بِالْحَرْبِ عَلٰى سَوَآءٍ حَالٌ مِّنَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ اَيْ مُسْتَوِيْنَ فِيْ عِلْمِهٖ لَا اَسْتَبِدُّ بِهٖ دُوْنَكُمْ لِتَتَاهَّبُوْا وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○ مِنَ الْعَذَابِ اَوِ الْقِيٰمَةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا يَعْلَمُهُ اللّٰهُ

(۱۰۹) پھر اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے تم کو خبر کر دی لڑائی کی یعنی تم تیار ہو جاؤ لڑائی کیلئے میں اور تم اس علم میں برابر ہیں اور مجھ کو خبر نہیں کہ تم سے جو وعدہ عذاب یا قیامت کا جو عذاب کو مشتمل ہے کیا گیا تھا وہ نزدیک ہے یا دور یہ خبر اللہ ہی کو ہے۔

تشریح

(۱۰۶) اللہ کے پرستاروں کے لئے ایسی بڑی بشارت ہے | اللہ کے عبادت گزار اطاعت شعار نیک اور وفادار بندوں کے لئے ایسی بڑی بشارت ہے کہ وہ جنت کے حقدار ہونگے اور وہاں ہمیشہ رہینگے اور وہاں کی راحتیں دائمی ہونگی

(۱۰۷) حضرت محمدؐ اقوام عالم کے لئے باعث رحمت ہیں | اللہ کے نیک وفادار بندوں کے لئے جو اللہ کی رضا کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں حضرت محمد رسول اللہؐ کا تشریف لانا اور ایک مکمل نظام زندگی سے عالم انسانیت کو آشنا کرنا تمام اقوام عالم کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔ آپ کی بعثت کیونکہ کسی خاص قوم اور زمانے کے لئے نہیں ہوئی بلکہ تمام عالم کے لئے پوری انسانیت کیلئے رہتی دنیا تک آپ کی رسالت ہے اور آپ سب کے لئے نبیؐ رحمت ہیں تو جو لوگ اس فیضانِ رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہیں ان کے لئے آپ کا لایا ہوا دین آپکا اسوہ اور طریقہ رحمت ہی رحمت ہے جس طرح ہوا پانی اور روشنی سب کے لئے عام ہیں اور ہر ایک کی ضرورت ہیں اسی طرح رسالتِ محمدیؐ بھی سب کے لئے عام اور ہر ایک کی ضرورت ہے آپ کے اخلاق و کردار کا اعلیٰ معیار رہتی دنیا تک عالم انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ بے شک آپ سراپا رحمت کردگار کا مظہر ہیں۔

(۱۰۸) رحمت اللعالمین توحید کی دعوت کے لئے بھیجے گئے تھے | اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہؐ کو عالم انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور جو رحمتِ عظیمہ آپ کے ذریعہ آئی ہے وہ توحید کامل ہے۔ اے پیغمبرؐ آپ کہہ دیں کہ میرے پاس اللہ کی طرف سے جو وحی آتی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا پروردگار صرف ایک اللہ ہے۔ کیا تم اس حکم کو ماننے اور سر اطاعت جھکانے کے لئے تیار ہو؟ اسلئے کہ یہ اتنی صاف اور واضح بات ہے کہ اسکو ماننے میں کچھ پس و پیش نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱۰۹) دعوت حق کو نہ ماننے کی صورت میں اللہ کی پکڑ | اے پیغمبرؐ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ ان تک سچی بات پہنچا دیں۔ ان کی مرضی ہے کہ وہ اس دعوت حق کو مانیں یا اس کا انکار کر دیں نہ ماننے کا نتیجہ کیا ہوگا؟ خدا کی پکڑ کس شکل میں آئے گی؟ اس کے عذاب کی نوعیت کیا ہوگی؟ وہ پکڑ جلدی آئے گی یا دیر میں آئے گی؟ یہ میں نہیں جانتا میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں حق و صداقت کا پیغام پہنچا دوں جس کی ذمہ داری پروردگار عالم نے میرے اوپر ڈالی ہے۔ البتہ اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ جو حق سے روگردانی کریگا اس کی گرفت کی جائے گی۔

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اِنَّهٗ	یَعْلَمُ	الْجَهْرَ	مِنَ + الْقَوْلِ	وَیَعْلَمُ	مَا تَكْتُمُوْنَ
بیشک وہ	وہ جانتا ہے	پکارنا	بات کا	اور جانتا ہے	جو تم چھپاتے ہو

بیشک وہ جانتا ہے پکار کر کہی ہوئی بات کو (بھی) اور وہ (بھی) جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی

وَ اِنْ + اَدْرِیْ	لَعَلَّهٗ	فِتْنَةٌ	لَّكُمْ	وَمَتَاعٌ	اِلٰی
اور میں نہیں جانتا	شاید وہ	آزمائش	تمہارے لئے	اور فائدہ پہنچانا	تک

اور میں نہیں جانتا شاید (عذاب میں تاخیر) تمہارے لئے آزمائش ہو اور ایک مدت تک فائدہ پہنچانا

حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

حِیْنٍ	قٰلَ	رَبِّ	احْكُمْ	بِالْحَقِّ	وَرَبُّنَا	الرَّحْمٰنُ
ایک مدت	اس (نبی) نے کہا	اے میرے رب	تو فیصلہ فرما	حق کے ساتھ	اور ہمارا رب	نہایت مہربان

ہو ۔ نبیؑ نے کہا اے میرے رب! تو حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور ہمارا رب نہایت مہربان ہے

ع ۱۹

الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

الْمُسْتَعَانُ	عَلٰی	مَا	تَصِفُوْنَ	
جس سے مدد طلب کی جاتی ہے	پر	جو	تم بیان کرتے ہو۔	

اس سے مدد طلب کی جاتی ہے (ان باتوں) پر جو تم بیان کرتے (بناتے) ہو

(۱۱۰) اِنَّهٗ تَعَالٰی یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ مِنْكُمْ وَمِنْ غَیْرِكُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ○ اَنْتُمْ وَغَیْرُكُمْ مِنَ السِّرِّ

(۱۱۰) بیشک حق تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم اور تمہارے سوا سب مخلوق ظاہر کام کرتے ہو اور پکار کر کوئی بات کہتے ہو اور جو کچھ پوشید کرتے ہو یا کہتے ہو۔

(۱۱۱) وَاِنْ مَا اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ اَیْ مَا اَعْلَمْتُكُمْ بِهٖ وَلَمْ یُعْلَمْ وَقْتُهٗ فِتْنَةٌ اِخْتِبَارٌ لَّكُمْ لِیُرٰی كَیْفَ صُنْعُكُمْ وَمَتَاعٌ تَمَتُّعٌ اِلٰی حِیْنٍ ○ اَیْ اِنْقِضَاءِ اٰجَالِكُمْ وَهٰذَا مُقَابِلُ

(۱۱۱) اور میں نہیں جانتا شاید جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے تمہارے لئے آزمائش ہو تا کہ اللہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو۔ اور یہ فائدہ اٹھانا ہے تمہاری موتوں کے پورا ہونے تک

لِلْاَوَّلِ الْمُتَرَجِّيْ بِلَعَلَّ وَلَيْسَ الثَّانِيْ مَحَلًّا لِلتَّرَجِّيْ

(۱۱۲) قٰلَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مُكَذِّبِيْ بِالْحَقِّ ط بِالْعَذَابِ لَهُمْ اَوِ النَّصْرِ عَلَيْهِمْ فَعُذِّبُوْا بِبَدْرٍ وَاُحُدٍ وَالْاَحْزَابِ وَحُنَيْنٍ وَالْخَنْدَقِ وَنُصِرَ عَلَيْهِمْ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○ مِنْ كَذِبِكُمْ عَلَى اللّٰهِ فِيْ قَوْلِكُمْ اِتَّخَذَ وَلَدًا وَعَلَيَّ فِيْ قَوْلِكُمْ سَاحِرٌ وَعَلَى الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِكُمْ شِعْرٌ

(۱۱۲) کہدے اے میرے رب سچا حکم کر اور فیصلہ فرما میرے درمیان اور میرے جھٹلانے والے کے درمیان یعنی ان کو عذاب میں گرفتار فرما یا ان پر فتح دے۔ سو ان کو عذاب دیا گیا غزوہ بدر اور غزوہ احد' احزاب اور حنین اور خندق میں اور ان پر فتح ہوئی۔
اور ہمارا رب رحمت والا ہے میں اسی سے مدد چاہتا ہوں اس امر میں جو تم کہتے ہو اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہو کہ اللہ کی اولاد ہے یا یہ کہ مجھ کو ساحر بتلاتے ہو یا یہ کہ قرآن کو شعر کہتے ہو۔

تشریح

(۱۱۰) اللہ تعالیٰ ڈھکی چھپی ہر بات کو جانتا ہے | اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہیں کھلی ہوئی بات ہو یا چھپی ہوئی، سرگوشیوں میں ہو یا خلوتکدوں میں سازشیں تیار کی جائیں اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔ کس بات کی کیا جزا اور سزا ہونی چاہیئے اور کب ہونی چاہیئے یہ بھی اللہ ہی کو معلوم ہے وہ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ فرمائے گا۔

(۱۱۱) سزا کے فیصلے میں تاخیر تمہارے سنبھلنے کے لئے ہے | اگر اللہ کی طرف سے فیصلہ کرنے میں دیر ہو رہی ہے تو یہ اس کی حکمت ہے وہ تمہیں سنبھلنے کے لئے مہلت دینا چاہتا ہے اور اگر تم نہ سنبھلے تو ایک خاص وقت تک تمہیں مزے اڑانے کا موقع ملیگا اور پھر اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزریگا اسلئے کہ پاپ کی نیا جب بھر جاتی ہے تو ڈوب کر رہتی ہے۔

(۱۱۲) حق کے مطابق فیصلے کے لئے رسول کی دُعا | رسول اللہ جس حق و صداقت کی دعوت دے رہے تھے اب وہ دعوت اپنے آخری مرحلے میں پہونچ چکی تھی، اتمام حجت ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے پروردگار جسطرح ہر معاملے کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا آپ کی شان ہے اسی شان کے مطابق حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے اور یہ لوگ جو طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں اس کے لئے ہم خدائے رحمان سے ہی فریاد کرتے ہیں کہ وہ ہماری مدد کرے اور راہ حق میں ہمیں استقامت عطا فرمائے ہمارے لئے رب رحمٰن کی مدد کا ہی سہارا ہے۔ جیسا کہ دیگر انبیاء کرام سے بھی اسی طرح کی دُعا منقول ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۔ (اعراف)

انبیاء کرام کو اپنی دعوت کی حقانیت اور اللہ تعالےٰ کے انصاف پر پورا بھروسہ ہوتا ہے اسلئے انکی دعاؤں میں وہی اعتماد کا رنگ صاف جھلکتا ہے۔

۲۲

الحجّ

○ ترتیب تلاوت — ۲۲	○ ترتیب نزول — ۱۰۳
○ مکّی / مدنی — مدنی	○ تعداد رکوعات — ۱۰
○ تعداد آیات — ۷۸	○ تعداد الفاظ — ۱۲۶۴
○ تعداد حروف — ۵۴۲۲	

○ اس سورۃ کا نام "سورۂ حج" اسی سورت کی آیت ۲۷ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ میں لفظ "الحج" سے ماخوذ ہے اور جیسا کہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کے نام علامتی ہیں موضوع سے نام کا تعلق نہیں ہے۔

○ یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی، اس پر مفسرین کا اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ اس سورت میں کچھ خصوصیات مکی سورتوں کی ہیں اور کچھ مدنی سورتوں کی۔ سورت کے ابتدائی حصے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکے میں نازل ہوئی لیکن آیت ۲۵ کے بعد مضمون کا انداز بدل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورت کا آخری حصہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا ہے۔

○ سورت کے آغاز میں حج کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسجد حرام خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائی گئی تھی مگر حق کا راستہ روکنے والوں نے اللہ کی بندگی کرنے والوں کے لئے مسجد حرام کی راہیں بند کر دی ہیں حج کے ذکر کے بعد اہل حق کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ ان ظالموں کو ظلم کرنے سے روکیں جو مذہب کی آزادی میں روڑے اٹکا رہے ہیں تاکہ اللہ کی پرستش کرنے والے آزادی کے ساتھ عبادت کر سکیں۔

○ سورت میں خطاب تین طرح کے لوگوں سے ہے۔ سب سے پہلے مکے میں رہنے والے مخالفین اسلام کو خطاب

کیا گیا ہے ان کو بتایا گیا ہے کہ تم جہالت اور گمراہی کے راستہ پر چل رہے ہو۔ تم سے پہلے جن لوگوں نے یہ راہ اختیار کی ہے وہ اپنا انجام تباہی کی صورت میں دیکھ چکے ہیں اگر تم نے اپنی روش نہ چھوڑی تو تمہارا بھی انجام وہی ہوگا جو اُن کا ہو چکا ہے۔

○ دوسرا خطاب ان لوگوں سے ہے جو ابھی شک اور تردد میں مبتلا تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ اگرچہ اسلامی برادری میں داخل ہو چکے تھے مگر ابھی ان کا ایمان اتنا پختہ نہیں ہوا تھا کہ حق کے راستے میں ہر طرح کی آزمائش سے گزر جائیں۔ ان کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ قبول حق کا یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے جب آدمی کسی چیز کو تسلیم کرے تو دل کی گہرائیوں سے مانے اور ہر مشکل کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہے۔ یہ نہیں ہے کہ ذرا سی تکلیف آئی اور گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔

○ تیسرا خطاب ان مخلص اہل ایمان سے ہے جو اپنے ایمانوں پر بالکل پختہ تھے۔ اور سچائی کو غالب کرنے اور انسانی آزادی کو باقی رکھنے کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ باطل سے ٹکر لینے کے لئے تمہارا طریقہ کیا ہونا چاہئے، اور سچائی غالب آجائے تو حق و انصاف کے طریقے پر چلنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔

آیاتها ۷۸	سورة الحج مدنية ۱۲۲- ۱۰۳۱-	رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ ①

يٰۤاَيُّهَا	النَّاسُ	اتَّقُوْا	رَبَّكُمْ	اِنَّ	زَلْزَلَةَ	السَّاعَةِ	شَیْءٌ	عَظِيْمٌ
اے	لوگو !	ڈرو	اپنا رب	بےشک	زلزلہ	قیامت	چیز	بڑی بھاری

اے لوگو ! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ

يَوْمَ	تَرَوْنَهَا	تَذْهَلُ	كُلُّ + مُرْضِعَةٍ	عَمَّاۤ	اَرْضَعَتْ	وَتَضَعُ	كُلُّ
جس دن	تم دیکھوگے اسے	بھول جائیگی	ہر دودھ پلانے والی	جسکو	وہ دودھ پلاتی ہے	اور گرادیگی	ہر

جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی جس (بچہ) کو دودھ پلاتی ہے اُسے بھول جائیگی، اور ہر حاملہ

ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ

ذَاتِ + حَمْلٍ	حَمْلَهَا	وَتَرَى	النَّاسَ	سُكٰرٰى	وَمَا هُمْ	بِسُكٰرٰى	وَ
حمل والی (حاملہ)	اپنا حمل	اور تو دیکھے گا	لوگ	نشہ میں	اور حالانکہ نہیں	نشہ میں	اور

اپنا حمل گرادے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا (جیسے وہ) نشے میں ہوں حالانکہ وہ نشے میں نہ ہونگے

لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِی

لٰكِنَّ	عَذَابَ + اللّٰهِ	شَدِيْدٌ	وَمِنَ + النَّاسِ	مَنْ	يُّجَادِلُ	فِی
لیکن	اللہ کا عذاب	سخت	اور کچھ لوگ جو	جو	جھگڑا کرتے ہیں	میں

لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے اور کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں بے جانے بوجھے

اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③

اللّٰهِ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	وَّيَتَّبِعُ	كُلَّ	شَيْطٰنٍ	مَّرِيْدٍ
اللہ	بےجانے بوجھے	اور پیروی کرتے ہیں	ہر	شیطان	سرکش

جھگڑا کرتے ہیں اور وہ ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّعْبُدُ اللّٰهَ الْاٰيَتَيْنِ اَوْ اِلَّا هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الْسِّتُّ
اٰيَاتٌ فَمَدَنِيَاتٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ اَوْ سِتٌّ اَوْ
سَبْعٌ اَوْ ثَمَانٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَيْ اَهْلَ مَكَّةَ وَغَيْرَهُمْ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ
اَيْ عِقَابَهُ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ
اَيِ الْحَرْكَةَ الشَّدِيْدَةَ لِلْاَرْضِ الَّتِيْ يَكُوْنُ
بَعْدَهَا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا الَّذِيْ هُوَ قُرْبُ
السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ فِيْ اِزْعَاجِ
النَّاسِ هُوَ نَوْعٌ مِنَ الْعِقَابِ
(۲) يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ بِسَبَبِهَا كُلُّ مُرْضِعَةٍ
بِالْفِعْلِ عَمَّا اَرْضَعَتْ اَيْ تَنْسَاهُ وَتَضَعُ
كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ اَيْ حُبْلٰى حَمْلَهَا وَتَرَى
النَّاسَ سُكٰرٰى مِنْ شِدَّةِ الْخَوْفِ
وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى مِنَ الشَّرَابِ وَلٰكِنَّ
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○ فَهُمْ يَخَافُوْنَهُ
وَنَزَلَ فِي النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ وَجَمَاعَةٍ
(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ قَالُوا الْمَلٰئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ
وَالْقُرْاٰنُ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَاَنْكَرُوا
الْبَعْثَ وَاِحْيَاءَ مَنْ صَارَ تُرَابًا وَّيَتَّبِعُ فِيْ
جِدَالِهٖ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○ اَيْ مُتَمَرِّدٍ

سورۂ حج مکی ہے مگر یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ الخ یا مگر یہ چھ آیتیں هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ یہ مدنی ہیں اور اس سورۃ میں چوہتر یا پچھتر یا چھہتر یا ستتر یا اٹھتر آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا نہایت مہربان ہے۔

(۱) يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۔

اے مکہ والو اور غیر مکہ والو اپنے رب کے عذاب سے ڈرو یعنی اس کی فرمانبرداری کرو۔ بیشک زلزلہ قیامت کا بڑی چیز ہے کہ وہ لوگوں کو ہلا دے گا اور یہ ایک قسم کا عذاب ہے (مراد زلزلہ قیامت سے زمین کا سخت ہلنا ہے جس کے بعد آفتاب مغرب سے نکلے گا جو قیامت کے نزدیک ہے)

(۲) اس دن میں کہ دیکھو گے تم اس کو کہ بوجہ شدت کے بھولجاویگی ہر ایک دودھ پلانے والی اس وقت اپنے بچوں کو جنکو دودھ پلایا اور ہر ایک حاملہ عورت اپنے حمل کو گرادیگی اور دیکھو گے تم آدمیوں کو کہ بسبب شدت خوف کے گویا وہ نشہ میں ہیں حالانکہ ان کا نشہ شراب کے پینے سے نہ ہوگا ولیکن عذاب اللہ کا سخت ہے۔ پس یہ خوف ان کا اس وجہ سے ہوگا۔

اور نضر بن حارث اور اس کی جماعت کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ الخ اور بعض آدمیوں میں سے وہ ہیں کہ وہ بغیر سمجھے اللہ کی شان میں جھگڑتے ہیں کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور قرآن کو پہلے لوگوں کی کہانیاں بتلاتے ہیں اور حشر و نشر کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ جو چیز مٹی ہوگئی وہ پھر کیونکر زندہ ہو سکتے ہیں۔ اور وہ شخص اپنے اس جھگڑے میں شیطان سرکش کا تابع ہے۔

تشریح

(۱) قیامت کا ہولناک منظر | حدیث نبوی ﷺ کے مطابق قیامت کے تین مرحلے ہونگے پہلا مرحلہ جسمیں صور پھونکا جائیگا وہ ہے نفخ فزع جسمیں لوگوں کو سخت گھبراہٹ ہوگی، سراسیمگی پیدا ہوجائے گی۔ دوسرا مرحلہ ہے نفخ صعق، اس صور پھونکنے کے موقعہ پر تمام جاندار مرجائیں گے اور تیسرا مرحلہ ہے "نفخ قیام لرب العلمین" اس موقعہ پر سب لوگ زندہ ہوکر حشر کے میدان میں جمع ہوجائیں گے۔ مذکورہ آیت میں نفخ فزع کی کیفیت بتاتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہوگا۔ قرآن مجید کی مختلف آیات میں قیامت کے اس مرحلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ نازعات میں ہے۔ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ (آیت ۶ تا ۹) جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا ایک جھٹکا اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا، اس دن دل کانپ رہے ہونگے اور نگاہیں خوفزدہ ہونگی ——— سورۂ زلزال میں ارشاد ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا۔ جب کہ پوری زمین ہلا ماری جائے گی، اور وہ اپنے پیٹ کے بوجھ نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے۔

سورۂ واقعہ میں ہے :۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا (الواقعہ ۔۱)
جس روز زمین جھنجوڑ ڈالی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑنے لگیں گے۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (الحاقہ) پس جب صور میں ایک پھونک ماری جائیگی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں توڑ دئے جائیں گے تو وہ واقعہ عظیم پیش آ جائے گا۔

سورۂ مزمل میں ارشاد ہے :۔ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ۨالسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ۔ (اگر تم نے پیغمبر کی بات نہ مانی تو کیسے بچوگے اس دن کی آفت سے جو بچوں کو بوڑھا کردیگا اور جس کی شدت سے آسمان پھٹا پڑتا ہوگا۔)

حدیث میں ہے کہ اسوقت زمین کی حالت اس کشتی کی طرح ہوگی جو موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو، یا اس معلق قندیل کی سی ہوگی جو ہوا کے جھونکوں سے ڈول رہی ہو۔

زمین یکایک الٹی پھرنی شروع ہو جائیگی اور سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا

(۲) پہلا صور پھونکنے کے وقت عذاب کی حالت | اس پہلے صور کے وقت لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ اگر مائیں بچوں کو دودھ پلا رہی ہونگی تو دودھ پلاتے پلاتے بچے کو چھوڑ کر بھاگیں گی۔ اگر عورتیں حاملہ ہونگی تو خوف کی وجہ سے ان کے حمل گر جائیں گے۔ دہشت کی وجہ سے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ انکے ہوش و حواس برقرار نہ رہیں گے، نشے میں نہ ہوتے ہوئے بھی ایسا لگے گا جیسے وہ نشے میں ہیں۔

امام مسلمؒ نے کتاب الفتن میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ :۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ (قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت روئے زمین پر بُرے لوگ ہی باقی رہ گئے ہونگے۔ اور یہ روئے زمین پر اللہ کا آخری عذاب ہوگا جو قیامت کی شکل میں رونما ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت جب ہی آئیگی جب زمین پر کوئی اللہ کا نام لیوا نہ رہیگا۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالُ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ نور محمد) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت اسوقت تک نہیں آسکتی جبتک کہ دنیا میں ایک شخص بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے — تمام عالم کی روح اللہ کا پاک نام ہے جبتک یہ نام باقی ہے دنیا باقی ہے جب یہ نام دنیا سے ختم ہوا اسی دن یہ عالم بھی ختم ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے حقوق و اختیارات کے بارے میں بحث کرنیوالے شیطان کے پیروکار ہیں | اللہ تو اس بات پر قادر ہیں کہ کائنات کے اس نظام کو درہم برہم کر دیں کچھ جاہل اور بیوقوف لوگ اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور حقوق کے بارے میں بحث کرتے ہیں جہالت اور بے خبری میں طرح طرح کے شبہات پھیلاتے ہیں۔ قیامت آئیگی یا نہیں۔ آئیگی تو کیسے آئیگی، کب آئیگی۔ موت کے بعد ہم کیسے زندہ ہونگے؟ جب آدمی گل سڑ گیا ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو گئیں تو پھر وہ کیسے زندہ ہو کر اصلی حالت میں لوٹے گا؟ کیا کائنات پر صرف ایک ہی خدا کی حکومت ہے یا اس کے اقتدار میں کچھ اور بھی شریک ہیں؟ اس طرح کی فضول باتیں وہی کرتے ہیں جو شیطان کے پیروکار ہیں۔ شیطان جب ان کو اپنی طرف بلاتا ہے تو اسکی طرف چل پڑتے ہیں۔ ان میں گمراہی کی ایسی استعداد ہے کہ کوئی بھی شیطان ان کو اپنے پیچھے لگا لیتا ہے۔ حالانکہ سرکش شیطان کی پیروی کرنا گمراہی کے گڑھے میں گرنا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ

كُتِبَ + عَلَيْهِ	اَنَّهٗ	مَنْ	تَوَلَّاهُ	فَاَنَّهٗ	يُضِلُّهٗ	وَيَهْدِيْهِ
اس پر (اس کی نسبت) لکھ دیا گیا	کہ وہ	جو	دوستی کریگا اس سے	تو وہ بیشک	اُسے گمراہ کریگا	اور راہ دکھائیگا اسے

اس کی نسبت لکھ دیا گیا کہ جو اس سے دوستی کریگا تو وہ بیشک اسے گمراہ کردے گا اور اسے دوزخ

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ

اِلٰى	عَذَابِ	السَّعِيْرِ	يٰٓاَيُّهَا + النَّاسُ	اِنْ + كُنْتُمْ
طرف	عذاب	دوزخ	اے لوگو!	اگر تم ہو

کے عذاب کی طرف راہ دکھائے گا۔ اے لوگو! اگر تم (قیامت کے دن)

فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

فِيْ + رَيْبٍ	مِّنَ	الْبَعْثِ	فَاِنَّا	خَلَقْنٰكُمْ	مِّنْ + تُرَابٍ
شک میں	سے	جی اٹھنا	تو بیشک ہم	ہم نے پیدا کیا تمہیں	مٹی سے

جی اٹھنے سے شک میں ہو تو (سوچو) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا،

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

ثُمَّ	مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ	مِنْ عَلَقَةٍ	ثُمَّ	مِنْ مُّضْغَةٍ
پھر	نطفے سے	پھر	جمے ہوئے خون سے	پھر	گوشت کی بوٹی سے

پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي

مُّخَلَّقَةٍ	وَّ	غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ	لِّنُبَيِّنَ	لَكُمْ	وَنُقِرُّ	فِي
صورت بنی ہوئی	اور	بغیر صورت بنی	تاکہ ہم ظاہر کردیں	تمہارے لئے	اور ہم ٹھہراتے ہیں	میں

صورت بنی ہوئی، اور بغیر صورت بنی (ادھوری) تاکہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت) ظاہر کردیں اور ہم (ماؤں کے) رحموں

الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ

الْاَرْحَامِ	مَا نَشَآءُ	اِلٰٓى	اَجَلٍ + مُّسَمًّى	ثُمَّ	نُخْرِجُكُمْ
رحم رحم	جو ہم چاہیں	تک	ایک مدت مقررہ	پھر	ہم نکالتے ہیں تمہیں

میں جو چاہیں ایک مدت تک ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

يُتَوَفّٰى	مَنْ	وَمِنْكُمْ	اَشُدَّكُمْ	لِتَبْلُغُوْٓا	ثُمَّ	طِفْلًا
فوت ہوجاتا ہے	کوئی	اور تم میں سے	اپنی جوانی	تاکہ تم پہنچو	پھر	بچہ

بچہ (کی صورت میں) تاکہ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی (عمر طبعی سے قبل) فوت ہوجاتا ہے

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

لِكَيْلَا	الْعُمُرِ	اَرْذَلِ	اِلٰٓى	يُرَدُّ	مَنْ	مِنْكُمْ	وَ
تاکہ وہ نہ	عمر	نکمی	تک	پہنچتا ہے	کوئی	تم میں سے	اور

اور تم میں سے کوئی پہنچتا ہے نکمی عمر تک تاکہ وہ جاننے کے

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ

الْاَرْضَ	تَرَى	وَ	شَيْـًٔا	عِلْمٍ	مِنْۢ بَعْدِ	يَعْلَمَ
زمین	تو دیکھتا ہے	اور	کچھ	جاننا (علم)	بعد	جانے

بعد کچھ نہ جانے (ناسمجھ ہوجائے) اور تو زمین کو دیکھتا ہے

هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

وَرَبَتْ	اهْتَزَّتْ	الْمَاۗءَ	عَلَيْهَا	اَنْزَلْنَا	فَاِذَآ	هَامِدَةً
اور اُبھر آئی	وہ تروتازہ ہوگئی	پانی	اس پر	ہم نے اتارا	پھر جب	خشک پڑی ہوئی

خشک پڑی ہوئی، پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا تو وہ تروتازہ ہوگئی اور اُبھر آئی

وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۵

بَهِيْجٍ	زَوْجٍ	كُلِّ	مِنْ	وَ اَنْۢبَتَتْ
رونق دار	جوڑا	ہر	سے	اور اُگا لائی

اور وہ اُگا لائی ہر (قسم) کا جوڑا رونق دار (نباتات کا)

(۴) كُتِبَ عَلَيْهِ قُضِيَ عَلَى الشَّيْطَانِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ اَيْ اِتَّبَعَهٗ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ يَدْعُوْهُ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ اَيْ

(۴) شیطان کے لئے یہ امر مقرر ہوچکا ہے کہ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا وہ اس کو گمراہ کردے گا۔ اور عذاب دوزخ کی طرف بلا دیگا۔

⑤ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيْ أَهْلَ مَكَّةَ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ شَكٍّ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ أَيْ أَصْلَكُمْ آدَمَ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ خَلَقْنَا ذُرِّيَّتَهُ مِنْ نُّطْفَةٍ مَنِيٍّ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ وَهِيَ الدَّمُ الْجَامِدُ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ وَهِيَ لَحْمَةٌ قَدْرَ مَا يُمْضَغُ مُّخَلَّقَةٍ مُصَوَّرَةٍ تَامَّةِ الْخَلْقِ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ أَيْ غَيْرِ تَامَّةِ الْخَلْقِ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ كَمَالَ قُدْرَتِنَا لِتَسْتَدِلُّوا بِهَا فِي ابْتِدَاءِ الْخَلْقِ عَلَى إِعَادَتِهِ وَنُقِرُّ مُسْتَأْنَفٌ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَقْتَ خُرُوجِهِ ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ طِفْلًا بِمَعْنَى أَطْفَالًا ثُمَّ نُعَمِّرُكُمْ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ أَيِ الْكَمَالَ وَالْقُوَّةَ وَهُوَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ سَنَةً وَمِنْكُمْ مَّنْ يُتَوَفَّى يَمُوتُ قَبْلَ بُلُوغِ الْأَشُدِّ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ أَخَسِّهِ مِنَ الْهَرَمِ وَالْخَرَفِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا قَالَ عِكْرِمَةُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَصِرْ بِهَذِهِ الْحَالَةِ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً يَابِسَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ تَحَرَّكَتْ

⑤ اے اہل مکہ اگر تم کو مر کر اٹھنے میں شک ہے تو خیال کرو ہم نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا پھر اس کی اولاد کو نطفۂ منی سے بنایا پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے۔ پوری صورت بنائی گئی اور غیر پوری صورت بنائی گئی ہے تاکہ ہم تم پر ظاہر کریں اپنی پوری قدرت کہ تم اس سے دلیل پکڑو یعنی اول مرتبہ پیدا کرنے سے دوبارہ زندہ کرنے پر ایمان لاؤ

اور ہم ٹھہراتے ہیں رحم مادر میں جس کو چاہیں ایک مدت معین تک یعنی اس کے نکلنے کے وقت تک

پھر ہم تم کو نکالتے ہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے درآنحالیکہ تم بچے ہوتے ہو پھر ہم تم کو عمر دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی اور قوت کو پہنچو (مراد اس سے تیس برس سے چالیس برس تک کی عمر ہے۔

اور تم میں بعض وہ ہیں جن کی موت جوانی سے پہلے ہی آجاتی ہے اور بعض تم میں سے وہ ہیں کہ نکمی عمر یعنی زیادہ بڑھاپے تک پہنچائے جاتے ہیں۔

تاکہ وہ نہ جانے کچھ بعد اس کے کہ سب کچھ جانتے تھے۔ (عکرمہ نے کہا کہ جس نے قرآن پڑھا اس کا یہ حال نہ ہوگا۔) اور دیکھے تو زمین کو کہ وہ خشک ہے پھر جس وقت ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ حرکت کرتی ہے۔

وَرَبَتْ اِنْ نَفَعَتْ وَزَادَتْ وَاَنْبَتَتْ مِنْ زَائِدَۃٌ كُلِّ زَوْجٍ صِنْفٍ بَهِيْجٍ ○ حَسَنٍ

اور سبزہ جمتا ہے اور وہ بڑھتا ہے اور اگاتی ہے وہ زمین ہر قسم عمدہ کو۔

تشریح

(۴) شیطان کا کام ہی گمراہ کرنا ہے | حالانکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے کہ جو اس کا ساتھ دے وہ اسکو بہکائے گمراہ کرے اور دوزخ کے گڑھے تک پہنچادے ابلیس شیطانوں کے اس گروہ کا امام ہے جو انسان کا ازلی دشمن ہے۔

(۵) انسانی تخلیق کے مختلف مرحلے | قرآن مجید کی دعوت یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور دنیا میں جو اس نے کام کئے ہیں رب کے سامنے پیش ہوکر ان کا حساب کتاب ہوگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ اس کو عقیدۂ آخرت کہتے ہیں یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حساب کتاب کا ہونا۔ آخرت کے عقیدے کا دنیا کی اس مادی زندگی کے ساتھ بڑا گہرا رشتہ ہے۔ اگر آخرت کو تسلیم نہ کیا جائے تو دنیا میں انسان کا وجود بے معنیٰ ہوکر رہ جاتا ہے۔

اس عقیدے پر جو کہ ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ کیسے ہوگا کہ آدمی مرکر ریزہ ریزہ ہو جائے مٹی میں مل جائے اور پھر اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ قرآن نے اس کو ثابت کرنے کے لئے توجہ دلائی ہے کہ انسان اپنی تخلیق کے مختلف مرحلوں پر غور کرے۔

انسانی زندگی کا آغاز اس طرح ہوا کہ سب سے پہلے انسان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا اس پہلے جوڑے کے بعد نسل انسانی کا جو سلسلہ جاری ہوا وہ مادۂ منویہ جو انسان کے بدن سے نکلتا ہے وہ نطفہ یا پانی کی بوند سے انسان کی تخلیق کی جاتی ہے۔ علم الجنین (Embryology) سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے مادہ منویہ میں جو ایک مرتبہ خارج ہوتا ہے اس میں دو سو ملین زندگی کے جرثومے (Spermatozoa) ہوتے ہیں اور عورت کے مادہ منویہ سے ہر مہینے صرف ایک عدد وہ بیضہ نکلتا ہے جو مرد کے بیضے سے مل کر عورت کو باردار (Fertilize) کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔ رحم سے ملی ہوئی ایک نلی ہوتی ہے جسکو (Fallopian Tube) کہتے ہیں۔ یہ عورت کا بیضہ آہستہ آہستہ سفر کرتا ہوا بچہ دانی میں داخل ہوتا ہے۔

پھر چند دنوں کے بعد یہ جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرلیتا ہے پھر یہ جما ہوا خون کچھ دنوں میں تقریباً چالیس دن کے بعد چوتھے ہفتے میں گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ بغیر شکل وصورت کا گوشت کا یہ ٹکڑا آہستہ آہستہ ایک شکل اختیار کرلیتا ہے اور وہ شکل دھیرے دھیرے انسانی اعضاء کی صورت میں ایک مکمل انسان بن جاتی ہے۔ گویا عورت کا رحم (Womb) ایک قدرتی کارخانہ (Natural Factory) ہے جس میں انسان ڈھلتا ہے۔ کون اس کو ڈھالتا ہے وہ ہاتھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ہاتھ علیم وقدیر ہستی کا ہے جس کی قدرت سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ قرآن دعوتِ فکر دیتا ہے کہ جو قدرت انسان کو اسطرح پانی کے قطرے سے پیدا کرسکتی ہے آخر اس کے لئے کیا دشواری ہے کہ وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرکے کھڑا کردے۔

پھر دنیا میں بھی پیدائش کے بعد انسان کے اوپر مختلف مرحلے آتے ہیں۔ بچپن، جوانی، اور جوانی سے پھر بڑھاپا اور آخر وہ ماں کے پیٹ سے نکل کر زمین کے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ ان سارے مرحلوں میں قدرت اس کی زندگی کے سامان کرتی ہے اس کو پروان چڑھاتی ہے اس کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع دیتی ہے۔

اسی طرح زمین کو دیکھو۔ مردہ زمین بارش کا پانی پڑتے ہی جی اٹھتی ہے۔ تر وتازہ ہوکر سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اور پھر وہی سبزہ سوکھ کر جانوروں کا چارہ بن جاتا ہے۔ کیا انسان کی پیدائش اور زمین کے مردہ اور زندہ ہونے میں سوچنے والوں کے لئے کوئی نشانی نہیں ہے۔؟

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ

ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ الْحَقُّ	وَاَنَّهٗ	يُحْيِ	الْمَوْتٰى	وَ
یہ	اسلئے کہ	اللہ	وہی برحق	اور یہ کہ وہ	زندہ کرتا ہے	مُردوں	اور

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور

اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ

اَنَّهٗ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	وَّاَنَّ	السَّاعَةَ
یہ کہ وہ	پر	ہر	شے	قدرت رکھنے والا	اور یہ کہ	گھڑی (قیامت)

یہ کہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ قیامت آنے

اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۷

اٰتِيَةٌ	لَا رَيْبَ	فِيْهَا	وَاَنَّ	اللّٰهَ	يَبْعَثُ	مَنْ	فِيْ + الْقُبُوْرِ
آنے والی	نہیں شک	اسمیں	اور یہ کہ	اللہ	اٹھائے گا	جو	قبروں میں

والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا جو قبروں میں ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ

وَمِنَ + النَّاسِ	مَنْ	يُّجَادِلُ	فِيْ + اللّٰهِ	بِغَيْرِ + عِلْمٍ	وَّ
اور لوگوں میں سے	جو	جھگڑتا ہے	اللہ کے بارہ میں	بغیر کسی علم	اور

اور لوگوں میں کوئی (ایسا بھی ہے) جو اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے بغیر کسی علم کے، اور

لَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝۸ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ

لَا هُدًى	وَّ	لَا كِتٰبٍ	مُّنِيْرٍ	ثَانِيَ + عِطْفِهٖ	لِيُضِلَّ
بغیر کسی دلیل	اور	بغیر کسی کتاب	روشن	موڑے ہوئے اپنی گردن	تاکہ گمراہ کرے

بغیر کسی دلیل کے، اور بغیر کسی کتاب روشن کے، اپنی گردن موڑے ہوئے تاکہ اللہ کے راستہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ

عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	لَهٗ	فِي الدُّنْيَا	خِزْيٌ	وَّنُذِيْقُهٗ
سے	راستہ	اللہ	اسکے لئے	دنیا میں	رسوائی	اور ہم اسے چکھائیں گے

سے [illegible] اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور ہم اُسے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑨ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	عَذَابَ	الْحَرِيْقِ	ذٰلِكَ + بِمَا	قَدَّمَتْ
دن	قیامت	عذاب	جلتی آگ	یہ اس سبب جو	آگے بھیجی

روزِ قیامت جلتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔ یہ اس سبب سے جو تیرے ہاتھوں نے

يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ⑩

ع ۱۰ / ۸

يَدٰكَ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيْسَ	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِيْدِ
تیرے ہاتھ	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	ظلم کرنیوالا	اپنے بندوں پر

(آگے) بھیجا (تیرے اعمال) اور یہ کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں

⑥ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ مِنْ بَدْءِ خَلْقِ الْاِنْسَانِ
اِلٰى اٰخِرِ اِحْيَاءِ الْاَرْضِ بِاَنَّ بِسَبَبِ
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الثَّابِتُ الدَّائِمُ
وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

⑥ یہ جو کچھ مذکور ہوا ابتدا خلق انسان سے زمین کے زندہ کرنے تک بسبب اسکے ہے کہ اللہ ہی ہے جو ہمیشہ رہنے والا اور موجود ہے
اور بیشک وہ زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور بیشک وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

⑦ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ
شَكَّ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِى الْقُبُوْرِ ○

⑦ اور بے شبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ تردد نہیں اور بیشک اللہ زندہ کرے گا انکو جو قبروں میں ہیں۔

⑧ وَنَزَلَ فِىْ اَبِىْ جَهْلٍ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
وَّلَا هُدًى مَعَهٗ وَّلَا كِتٰبٍ
مُّنِيْرٍ ○ لَهٗ نُوْرٌ مَعَهٗ

⑧ اور نازل ہوئی ابوجہل کے بارے میں یہ آیت۔ اور بعض آدمیوں سے وہ ہے کہ جھگڑا کرتا ہے اللہ کے بارے میں بدون علم کے اور بدون ہدایت کے جو اس کے ساتھ ہو اور بدون کتاب روشن کے جو اس کے پاس ہو۔

⑨ ثَانِىَ عِطْفِهٖ حَالٌ اَىْ عُنُقَهٗ تَكَبُّرًا
عَنِ الْاِيْمَانِ وَالْعِطْفُ الْجَانِبُ عَنْ
يَمِيْنٍ اَوْ شِمَالٍ لِيُضِلَّ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دِيْنِهٖ لَهٗ فِى الدُّنْيَا
خِزْىٌ عَذَابٌ فَقُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَّنُذِيْقُهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ اَىِ
الْاِحْرَاقِ بِالنَّارِ وَيُقَالُ لَهٗ

⑨ اپنی گردن از راہِ تکبر موڑنے والا۔ عطف جانب کو کہتے ہیں دائیں یا بائیں۔ تاکہ وہ گمراہ کرے لوگوں کو اللہ کے دین سے۔ اسکو دنیا میں رسوائی یعنی عذاب ہے سو وہ مقتول ہوا غزوۂ بدر میں
اور ہم اسکو چکھاویں گے قیامت کو عذاب دوزخ میں جلنے کا۔

⑩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ اَىْ قَدَّمْتَهٗ

⑪ اور اس کو کہا جاویگا کہ یہ عذاب عوض [illegible]

عُبِّرَ عَنْهُ بِهِمَا دُوْنَ غَيْرِهِمَا لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهِمَا وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ اَىْ بِذِىْ ظُلْمٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ فَيُعَذِّبَهُمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ۔

تو نے پہلے کئے (چونکہ اکثر کام ہاتھوں سے ہوتے ہیں اس لئے جمع افعال کو ہاتھوں کی کمائی فرمایا) اور بیشک اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر کہ بغیر گناہ کے ان کو عذاب کرے۔

تشریح

(۶) اللہ قادر مطلق ہیں | پہلے انسان کو مٹی سے اور پھر پانی کی ایک بوند سے انسانوں کی پیدائش کا ایک سلسلہ چلانا، پھر انسانوں کو بچپن سے جوانی کے کمال تک اور پھر جوانی کے بعد بڑھاپے کا آنا۔ اسی طرح سوکھی زمین کا سرسبز و شاداب ہونا ایک خالق کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ انسان اور تمام چیزوں کی تخلیق میں یہ مرحلے اور منصوبہ بندی بتا رہی ہے کہ یہ ایک عظیم قادر مطلق خالق کی کاری گری ہے وہ بے جان مادوں میں جان ڈالتا ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت کے احاطے سے باہر نہیں ہے۔

(۷) قیامت کی گھڑی آکر رہیگی | اللہ تعالےٰ کی قدرت کے یہ نمونے اور یہ واقعات جو رات دن ہمارے مشاہدے میں آتے رہتے ہیں اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ایک قدرت والی ہستی ہے وہ قیامت بھی برپا کر سکتا ہے اور مُردوں کو زندہ بھی کر سکتا ہے۔ موت کے بعد زندگی اور عالمِ آخرت کا برپا ہونا ہماری اس موجودہ زندگی کے عقدے کو حل کرتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ نہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور نہ عالمِ آخرت کوئی چیز ہے تو یہ سوال اپنی جگہ باقی رہیگا کہ آخر ہماری اس دنیوی زندگی کا کیا مقصد ہے اور انسان کو دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے جب تک موت کے بعد زندگی اور آخرت کو تسلیم نہ کیا جائے یہ دنیا کی زندگی بے معنیٰ ہو کر رہ جاتی ہے اسلئے یہ بات حق ہے کہ قیامت آئیگی اور یہ بھی حق ہے کہ اللہ تو مُردوں کو انکی قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیں گے۔

(۸) علم حقیقت کے بغیر منکرین کے وہم و گمان | قرآن مجید کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حق و صداقت کو مکمل دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے اسکے لئے وہ غور و فکر اور تدبر کی دعوت دیتے ہوئے مشاہدات تجربات اور فطرت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقیقت کو نکھار کر پیش کرتا ہے۔ قرآن اپنی دعوت کی بنیاد معروضات پر رکھتا ہے اور نہ وہم اور قیاس و گمان پر۔ کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کے تین طریقے ہوتے ہیں یا تو آدمی کو ذاتی واقفیت حاصل ہو جو کسی چیز کے مشاہدہ اور تجربے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ یا پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکے علم کی بنیاد کسی مضبوط اور ٹھوس دلیل پر ہو۔ تیسرا طریقہ یہ ہیکہ کوئی جاننے والا صحیح رہنمائی کرے ان تین طریقوں سے ہٹ کر جو بھی علم ہوگا وہ محض وہم یا قیاس یا گمان ہو سکتا ہے صداقت کا انکار کرنیوالوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں لڑتے جھگڑتے ہیں لیکن نہ انکے پاس وہ علم ہے جسکی تہہ میں کوئی دلیل ہوتی ہے نہ انکے پاس کوئی ہدایت ہے اور نہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے جس سے وہ روشنی حاصل کریں۔

(۹) انکی یہ اکڑفوں اور لوگوں کو گمراہ کرنا انکے لئے دنیا و آخرت میں رسوائی کا سامان ہے | اوپر کی آیت میں ان لوگوں کا حال بیان ہوا جو خود تو گمراہ ہیں ہی لوگوں کے قائد بن کر دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں ان کا یہ متکبرانہ رویہ ان کی ہٹ دھرمی، ان کی بیجا ضد اور غرورِ نفس ان کی یہ اکڑ کہ کسی کی بات سننے کو تیار نہ ہوں ان کے لئے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا سامان بنے گی کیونکہ اس اخلاقی رویہ کے لوگ چاہے دنیا میں مال و دولت، اپنی خوشحالی اور اقتدار کی وجہ سے اپنے آپ کو کچھ بھی سمجھتے ہوں مگر لوگوں کے دلوں میں ایسے لوگوں کی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہوتی اور آخرت میں بھی یہ لوگ اللہ کے عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

(۱۰) ان کے اپنے کرتوتوں کا ہی یہ انجام ہوگا | انسان جو بھی کام کرتا ہے اس کے عمل کا ایک نتیجہ ضرور نکلتا ہے۔ جب وہ نتیجہ سامنے آتا ہے تو انسان بوکھلا جاتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ یہ اپنے ہی ہاتھوں کا کیا دھرا ہے جو سامنے آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ کسی پر کوئی ظلم و زیادتی کرے۔ اللہ تعالےٰ رحیم و شفیق ہیں مگر اس کے ساتھ منصف و عادل بھی ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ اچھے عمل کا برا نتیجہ اور برے عمل کا اچھا نتیجہ سامنے آئے۔ دراصل انسان کا اپنا ہی ماضی ہوتا ہے جو مستقبل کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ

وَ مِنَ	النَّاسِ	مَنۡ	يَّعۡبُدُ	اللّٰهَ	عَلٰى	حَرۡفٍ	فَاِنۡ
اور سے	لوگ	جو	بندگی کرتا ہے	اللہ	پر	ایک کنارہ	پھر اگر

اور لوگوں میں (کوئی ایسا بھی ہے) جو ایک کنارے پر اللہ کی بندگی کرتا ہے۔ پھر اگر

اَصَابَهٗ خَيۡرُ اِۨطۡمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ اِۨنۡقَلَبَ

اَصَابَهٗ	خَيۡرُ	اِۨطۡمَاَنَّ	بِهٖ	وَ اِنۡ	اَصَابَتۡهُ	فِتۡنَةُ	اِۨنۡقَلَبَ
اسے پہنچ گئی	بھلائی	تو اطمینان پالیا	اس سے	اور اگر	اسے پہنچی	کوئی آزمائش	تو پلٹ گیا

اسے بھلائی پہنچ گئی تو اس (عبادت) سے اطمینان پالیا۔ اور اسے اگر کوئی آزمائش پہنچی تو اپنے منھ کے بل

عَلٰى وَجۡهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ

عَلٰى	وَجۡهِهٖ	خَسِرَ الدُّنۡيَا	وَ	الۡاٰخِرَةَ	ذٰلِكَ
پر۔ بل	اپنا منھ	دنیا میں گھاٹا	اور	آخرت	یہ ہے

پلٹ گیا دنیا اور آخرت کے گھاٹے میں رہا۔ یہی ہے کھلا

هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ⑪ يَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا

هُوَ الۡخُسۡرَانُ	الۡمُبِيۡنُ	يَدۡعُوۡا	مِنۡ	دُوۡنِ اللّٰهِ	مَا
وہ گھاٹا	کھلا	پکارتا ہے وہ	سے	اللہ کے سوا	جو

گھاٹا۔ وہ اللہ کے سوا پکارتا ہے (اس کو) جو نہ اسے

يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنۡفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ⑫

لَا يَضُرُّهٗ	وَ مَا	لَا يَنۡفَعُهٗ	ذٰلِكَ	هُوَ	الضَّلٰلُ	الۡبَعِيۡدُ
نہ اسے نقصان پہنچائے	اور جو	نہ اسے نفع پہنچائے	یہ ہے	وہ	گمراہی	دور۔ انتہا درجہ

نقصان پہنچا سکے اور نہ اسے نفع پہنچا سکے۔ یہی ہے انتہا درجہ کی گمراہی۔

⑪ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى
حَرۡفٍ اَیۡ شَكٍّ فِیۡ عِبَادَتِهٖ شَبَّهَ
بِالۡحَالِ عَلٰى حَرۡفِ جَبَلٍ فِیۡ عَدَمِ
ثَبَاتِهٖ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ صِحَّةٌ وَّ
سَلَامَةٌ فِیۡ نَفۡسِهٖ وَمَالِهٖ اِطۡمَاَنَّ

⑪ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ ۔ اور بعض لوگوں
میں سے وہ ہیں جو اللہ کی عبادت تردد اور شک سے کرتا ہے یعنی
عبادت پر دل سے مستقیم اور ثابت نہیں جیسے وہ شخص جو پہاڑ
کے کنارہ پر کھڑا ہے کہ اس کے گر جانے کا اندیشہ ہے پس
اگر اس کو صحت و سلامتی ہوئی جان اور مال میں تو سے

بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ُمحنة وسُقم فِيْ نفسه وماله اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ اي رجع الى الكفر خَسِرَ الدُّنْيَا بفوات ما امّله منها وَالْاٰخِرَةَ بالكفر ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ البين

مطمئن ہو کر عبادت میں مشغول ہوا۔ اور اگر اس پر کوئی آزمائش بیماری وغیرہ کی ہوئی یا جان و مال میں کچھ نقصان پہنچا تو وہ کفر کی طرف لوٹتا ہے ایسے شخص کو دنیا کا بھی خسارہ پہنچا کہ اس کی امیدیں پوری نہ ہوئیں اور آخرت میں بھی ٹوٹا حاصل ہوا بسبب کفر کے یہ ہے خسارہ ظاہر۔

(۱۲) يَدْعُوْا يعبد مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ من الصنم مَا لَا يَضُرُّهٗ ان لم يعبده وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ان عبده ذٰلِكَ الدعاء هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ عن الحق۔

(۱۲) وہ شخص اللہ کے سوا ایسے بتوں کو پوجتا ہے جو اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر انکو نہ پوجے، اور نہ کچھ نفع دے سکتے ہیں اگر ان کو پوجے۔ یہ بتوں کا پوجنا اور ان کو پکارنا سخت گمراہی ہے حق سے بہت دُور۔

تشریح

(۱۱) نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے | دنیا میں تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو کسی نظریئے کو قبول کرتے ہیں تو اسکو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہیں اور اس نظریئے کے وفادار ہو کر اسکے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

○ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کسی نظریئے کو نہیں مانتے تو بس نہیں مانتے اور اپنے انکار پر پوری طرح قائم رہتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ اقرار میں مخلص ہوتے ہیں تو دوسری قسم کے لوگ اپنے انکار میں پوری طرح مخلص ہوتے ہیں۔

○ ان دونوں کے درمیان تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو تذبذب کا شکار رہتے ہیں جو فائدہ نظر آیا تو اقرار کرنیوالوں میں شامل ہو گئے، کوئی مشکل اور آزمائش سامنے آئی تو کھسکنے لگے۔

ایسے لوگوں کی مثال دیتے ہوئے اللہ تم فرماتے ہیں کہ ایسے بھی بندے ہیں جو بالکل کنارے پر رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان کا ایمان مشروط ہوتا ہے اگر فائدہ نظر آیا تو اقرار کرنیوالوں میں شامل اور جہاں کوئی آفت آئی ہراس در پر جانیکو تیار جہاں نقصان سے بچنے اور فائدے کی امید ہو۔ یہ لوگ کفر و اسلام کی سرحد پر کھڑے رہتے ہیں اور جہاں فائدہ ہوتا ہے ادھر کا رخ کر لیتے ہیں ـــ ایسے مذبذبین کی کیا حالت ہوتی ہے قرآن اس پر چند لفظوں میں بڑا جامع تبصرہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو انسان پورے عزم و استقلال اور صبر و ثبات کے ساتھ دل کی گہرائی اور وفاداری کیساتھ اللہ کے دین کی پیروی کرتا ہے اور مشکل حالات میں بھی اسکے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی آخر کار دنیا میں بھی کامیابی اسکے قدم چومتی ہے اور وہ شخص آخرت میں بھی بامراد رہیگا۔

دراصل کامیابی کے لئے ذہنی اور عملی یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے تذبذب کا شکار انسان دنیا میں تو اسلئے ناکام رہتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ اسلام سے بھی اپنا تعلق جوڑے رکھنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے وہ پوری طرح ایک طرف ہو کر کچھ نہیں کر پاتا۔ اس طرح وہ نہ اِدھر کا رہتا ہے نہ اُدھر کا۔

سے
نہ خُدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(۱۲) جھوٹے معبودوں کے قبضے میں نہ نفع ہے نہ نقصان | دنیا کے جن فائدوں کی امید میں آیا تھا وہ نہ ملے اور معبود برحق اللہ کا در چھوڑ کر معبودانِ باطل کے آستانے پر جا پڑے، اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا کہ اُن سے مانگتا ہے جن کے پاس دینے کو کچھ نہیں۔ نہ وہ کسی کا نقصان کر سکتے ہیں نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالٰی ہر چیز کا پیدا کرنے والا بھی ہے اور ہر چیز کا مالک بھی وہی ہے۔ نفع نقصان سب کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے۔

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى

يَدْعُوْا	لَمَنْ	ضَرُّهٗٓ	اَقْرَبُ	مِنْ	نَّفْعِهٖ	لَبِئْسَ	الْمَوْلٰى
وہ پکارتا ہے	اس کو جو	اس کا ضرر	زیادہ قریب	سے	اس کا نفع	بیشک برا	دوست

وہ پکارتا ہے اس کو جس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے بیشک برا ہے یہ دوست

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَ لَبِئْسَ	الْعَشِيْرُ	اِنَّ	اللّٰهَ	يُدْخِلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور بیشک برا	رفیق	بیشک	اللہ	داخل کریگا	وہ جو لوگ	ایمان لائے

اور برا ہے (یہ) رفیق جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے درست عمل کئے بیشک

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ

وَ	عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ
اور	انہوں نے درست عمل کئے	باغات	بہتی ہیں	انکے نیچے سے	نہریں

اللہ انہیں ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ

اِنَّ	اللّٰهَ	يَفْعَلُ	مَا يُرِيْدُ	مَنْ	كَانَ يَظُنُّ	اَنْ	لَّنْ
بیشک	اللہ	کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	جو	گمان کرتا ہے	کہ	ہرگز نہ

بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ جو شخص گمان کرتا ہے کہ اللہ اُس (رسولؐ)

يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

يَّنْصُرَهُ	اللّٰهُ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ	فَلْيَمْدُدْ	بِسَبَبٍ
اسکی مدد کریگا	اللہ	دنیا میں	اور آخرت	تو اُسے چاہیے کہ تانے	ایک رسی

کی ہرگز مدد نہ کرے گا دنیا اور آخرت میں ، تو اُسے چاہیئے کہ ایک رسی آسمان کی

اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

اِلَى	السَّمَاۗءِ	ثُمَّ	لْيَقْطَعْ	فَلْيَنْظُرْ	هَلْ	يُذْهِبَنَّ
طرف	آسمان	پھر	اسے کاٹ ڈالے	پھر دیکھے	کیا	دور کردیتی ہے

طرف تانے پھر اسے کاٹ ڈالے (اپنے گلے میں پھندا ڈال لے) پھر دیکھے کیا اسکی یہ تدبیر اُس

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

بَيِّنٰتٍ	اٰيٰتٍ	اَنْزَلْنٰهُ	كَذٰلِكَ	وَ	مَا يَغِيْظُ	كَيْدُهٗ
روشن	آیتیں	ہم نے اسکو نازل کیا	اسی طرح	اور	جو غصہ دلارہی ہے	اسکی تدبیر

چیز کو دُور کردیتی ہے جو اسے غصہ دلارہی ہے اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو اتارا روشن آیتیں

وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯

يُّرِيْدُ	مَنْ	يَهْدِيْ	اللّٰهَ	وَّ اَنَّ
وہ چاہتا ہے	جسکو	ہدایت دیتا ہے	اللہ	اور یہ کہ

اور یہ کہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

(۱۳) يَدْعُوْا لَمَنْ اَلْاٰمُ زَائِدَةٌ ضَرُّهٗ
لِعِبَادَتِهٖ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ
اِنْ نَفَعَ بِتَخَيُّلِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى
هُوَ اَيِ النَّاصِرُ وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ○
اَيِ الصَّاحِبُ هُوَ وَعَقَّبَ ذِكْرَ الشَّاكِّ
بِالْخُسْرَانِ بِذِكْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالثَّوَابِ فِيْ

(۱۴) اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ
الْفُرُوْضِ وَالنَّوَافِلِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيْدُ ○ مِنْ اِكْرَامِ مَنْ يُّطِيْعُهٗ
وَاِهَانَةِ مَنْ يَّعْصِيْهِ

(۱۵) مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ
اللّٰهُ اَيْ مُحَمَّدًا نَبِيَّهٗ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ
اِلَى السَّمَاۗءِ اَيْ سَقْفِ بَيْتِهٖ يَشُدُّهٗ
فِيْهِ وَفِيْ عُنُقِهٖ ثُمَّ لْيَقْطَعْ لِيَخْتَنِقَ
بِهٖ بِاَنْ يَقْطَعَ نَفَسَهٗ مِنَ الْاَرْضِ
كَمَا فِي الصِّحَاحِ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ
كَيْدُهٗ فِيْ عَدَمِ نُصْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۳) اس کو پکارتا ہے جس کی پرستش میں نقصان زیادہ ہے نفع سے۔ اگر بالفرض وہ نفع پہنچادے بُرا مددگار ہے وہ اور بُرا دوست ہے اور ساتھی ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے جب اس شخص کا حال بیان فرمادیا جو اپنی عبادت میں شک اور تردد میں تھا اور اس کا خسارہ ظاہر فرمادیا تو اس کے بعد ایمان والوں کے ثواب کا ذکر فرمایا اس آیت میں۔

(۱۴) اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ الخ بیشک اللہ داخل کریگا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے یعنی فرض اور نفل ادا کئے ایسے باغوں میں کہ انکے نیچے نہریں جاری ہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یعنی جو اس کے فرمانبردار ہیں ان کو بزرگی دیگا اور جو اسکی نافرمانی کرتے ہیں انکو ذلیل کریگا

(۱۵) جو کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ تعالٰی اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کرے گا۔ سو اس غصہ میں اسکو چاہئے کہ ایک رسّی اپنے گھر کی چھت میں لٹکا کر اپنی گردن میں باندھے اور اس سے اپنا گلا گھونٹ لے اسطرح کہ زمین سے اوپر لٹک جاوے اور رسّی سے اپنا گلا گھونٹ کر مرجاوے۔

پھر دیکھے کہ آیا اس کے مکر سے اس کا غصہ فرو ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ ہونے میں اس کا مکر کام آسکتا ہے حاصل یہ کہ اسکو چاہئے کہ وہ اس غصہ سے اپنی جان کو ہلاک کرڈالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَا یَغِیْظُ منھا المعنی فلیختنق غیظا منھا فلا بد منھا وَکَذٰلِکَ ای مثل انزالنا الاٰیٰت السابقۃ اَنْزَلْنٰهُ ای القرآن الباقی اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ظاھرات حال وَّاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ ۝ ھذا معطوف علی ھاء انزلناہ

کی امداد منظور ہوگی۔
اور جسطرح ہم نے پہلی آیات اتاریں اسی طرح باقی قرآن کو اتاریں گے۔ اس حال میں کہ وہ ظاہر نشانیاں ہیں اور اسی طرح ہم نے یہ امر نازل کیا کہ بیشک اللہ جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

تشریح

(۱۳) نقصان نقد نفع ادھار | معبودِ برحق اللہ کا در چھوڑ کر اس سے رشتہ توڑ کر معبودانِ باطل سے امیدیں لگانے کا انجام یہ ہوا کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ یہ نقصان تو نقد ہے جو فوراً پہنچ گیا۔ اب رہی دنیاوی فائدوں کی امید۔ یہ اُدھار ہے ملے ملے نہ ملے نہ ملے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مزید آزمائش کے لئے اس کی کوئی دنیاوی مراد پوری کردے، اور وہ یہ سمجھے کہ میرا کام یہاں سے بنا ہے اس طرح مزید گمراہی میں پڑ جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیاوی اعتبار سے بھی وہاں سے خالی ہاتھ لوٹے۔ بہرحال جس نے بھی اسے اس شیطانی راستہ پر ڈال دیا ہے وہ بدترین دوست، بدترین کارساز، بدترین سرپرست اور بدترین ساتھی ہے۔ آخرت میں جب اس کے نتیجے سامنے آئیں گے تو احساس ہوگا کہ یہ دلبر بھی ستمگر نکلے۔

(۱۴) مومنین مخلصین پر اللہ کے انعامات | وہ لوگ جو ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے، اچھے بُرے ہر طرح کے حالات میں اللہ کا دامن تھامے رکھا پوری وفاداری کے ساتھ راہ حق پر چلتے رہے۔ مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں یا انعامات کی بارشیں ہوں اللہ ورسول کے راستے پر چلتے رہے اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں اپنی بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ وہ ایسے محلات میں سکونت پذیر ہونگے جو باغوں سے گھرے ہوئے ہوں گے ان باغوں میں نہریں رواں ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ غیر محدود اختیارات کے مالک ہیں ہر چیز انکے قبضے میں ہے وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کسی میں طاقت نہیں ہے کہ اللہ کے کام میں رکاوٹ پیدا کرسکے۔

(۱۵) کائنات کا نظام اللہ کی منصوبہ بندی کے مطابق ہے | اللہ تعالےٰ اس کائنات کو بنانے والے بھی ہیں اور چلانے والے بھی۔ اس کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی کے مطابق ہے جس میں ذرا بھی کوئی چیز ادھر اُدھر نہیں ہوسکتی وہ ہر چیز پر قادر اور بہترین کارساز ہے۔ انسان کا علم کیونکہ محدود ہے وہ حالات کے صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اس سے آگے اس کی نظر نہیں جاتی کبھی حالات ناخوشگوار ہوتے ہیں اور انسان مایوس ہوکر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا گمان کرنے لگتا ہے کہ میرا کچھ بننے والا نہیں ہے حالات کے نشیب وفراز اس میں مایوسی کی کیفیت پیدا کردیتے ہیں۔ کبھی وہ دیکھتا ہے کہ باطل باطل ہونیکے باوجود پھل پھول رہا ہے۔ کبھی انسان میں حسد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے ان کی مخالفت ہے ان کی ترقی اور عزت سے وہ گھٹنے لگتا ہے۔ یہ ساری باتیں اس کا غم وغصہ اس کی ناامیدی اس کی تنگ نظری اور محدود علم کی وجہ سے ہیں۔ اللہ پر ایمان کا مطلب یہی ہے کہ انسان اللہ پر بھروسہ رکھے اور اس سے امید وابستہ رکھتے ہوئے اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بلاوجہ پیچ وتاب کھانے سے کوئی حاصل نہیں ہے اور اگر پھر بھی سکون نہیں ملتا تو انسان اپنا زور لگا کر دیکھ لے کہ کیا اس کی کوئی تدبیر اللہ کے فیصلوں کو بدل سکتی ہے؟

(۱۶) قرآن کی رہنمائی بالکل واضح ہے | قرآن جس راستے کی طرف دعوت دیتا ہے وہ بالکل واضح روشن اور صاف ہے اسکی باتیں کھلی کھلی ہیں مدلل ہیں اور ان میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہے جب انسان اس پر چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو دیدۂ بینا عطا فرمادیتے ہیں جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے۔ ہدایت کی توفیق طلب کے بغیر نہیں ملتی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِــِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَالَّذِيْنَ	هَادُوْا	وَالصّٰبِــِٕيْنَ	وَالنَّصٰرٰى
بیشک	جولوگ	ایمان لائے	اور جو	یہودی ہوئے	اور صابی (ستارہ پرست)	اور نصاری (مسیحی)

بے شک جو لوگ ایمان لائے ، اور جو یہودی ہوئے ، اور ستارہ پرست ، اور نصاری.

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

وَالْمَجُوْسَ	وَالَّذِيْنَ ۔ اَشْرَكُوْٓا	اِنَّ	اللّٰهَ	يَفْصِلُ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ
اور آتش پرست	اور وہ جنھوں نے شرک کیا (مشرک)	بیشک	اللہ	فیصلہ کردیگا	انکے درمیان	دن

اور آتش پرست ، اور مشرک بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا روزِ قیامت ان کے

الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۷ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

الْقِيٰمَةِ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰي	كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ
قیامت	بیشک	اللہ	پر	ہر شے	مطلع	کیا تونے نہیں دیکھا	کہ

درمیان ، بے شک اللہ ہر چیز پر مطلع ہے ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

اللّٰهَ	يَسْجُدُ ۔ لَهٗ	مَنْ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي
اللہ	سجدہ کرتا ہے اسکے لئے	جو	میں	آسمانوں	اور جو	میں

اللہ کیلئے سجدہ کرتا ہے جو (بھی) آسمانوں میں اور جو (بھی)

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَ

الْاَرْضِ	وَالشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ	وَالنُّجُوْمُ	وَالْجِبَالُ	وَ
زمین	اور سورج	اور چاند	اور ستارے	اور پہاڑ	اور

زمین میں ہے ۔ اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور

الشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ

الشَّجَرُ	وَالدَّوَاۗبُّ	وَكَثِيْرٌ	مِّنَ	النَّاسِ	وَكَثِيْرٌ	حَقَّ
درخت	و چوپائے	اور بہت	سے	انسان (جمع)	اور بہت سے	ثابت ہوگیا

درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان (بھی) ۔ اور بہت سے ہیں کہ ثابت ہوگیا ہے

عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۗ

مِنْ مُّكْرِمٍ	فَمَا لَهٗ	يُّهِنِ اللّٰهُ	مَنْ	وَ	الْعَذَابُ	عَلَيْهِ
کوئی عزت دینے والا	تو نہیں اسکے لئے	ذلیل کرے اللہ	جسے	اور	عذاب	اس پر

ان پر عذاب ، اور جسے اللہ ذلیل کرے تو اس کے لئے کوئی عزت دینے والا نہیں

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ ۝۱۸

مَا يَشَآءُ	يَفْعَلُ	اللّٰهَ	اِنَّ
جو وہ چاہتا ہے	کرتا ہے	اللہ	بیشک

بیشک اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَهُمُ
الْيَهُوْدُ وَالصَّابِئِيْنَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ
وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ بِاِدْخَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْجَنَّةَ وَ
غَيْرَهُمُ النَّارَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
مِنْ عَمَلِهِمْ شَهِيْدٌ ۝ عَالِمٌ بِهٖ
عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ

(۱۷) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور صابئین جو ایک جماعت ہے انہیں میں سے اور نصرانی اور آتش پرست اور اہل شرک بے شبہ اللہ انہیں فیصلہ فرما دیگا قیامت کے دن اس طرح کہ اہل ایمان کو جنت میں داخل فرما دیگا اور باقیوں کو آگ دوزخ میں ڈالے گا بیشک اللہ تو ان کے ہر ایک عمل کو جانتا ہے ظاہر۔

اَلَمْ تَرَ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ
وَالدَّوَآبُّ اَيْ يَخْضَعُ لَهٗ بِمَا يُرَادُ مِنْهُ وَ
كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِزِيَادَةٍ
عَلَى الْخُضُوْعِ فِيْ سُجُوْدِ الصَّلٰوةِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ
عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَهُمُ الْكَافِرُوْنَ لِاَنَّهُمْ
اَبَوُا السُّجُوْدَ الْمُتَوَقِّفَ عَلَى
الْاِيْمَانِ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
يُشْقِهٖ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ مُسْعِدٍ
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝
مِنَ الْاِهَانَةِ وَالْاِكْرَامِ

(۱۸) کیا تو نے نہیں جانا کہ بالتحقیق اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتی ہیں جو مخلوق کہ آسمانوں میں ہے اور جو زمین اور چاند اور سورج اور تمام ستارے اور پہاڑ اور درخت اور تمام جانور، مراد سجدہ سے یہ ہے کہ یہ تمام اشیاء امر الٰہی کی مطیع ہیں جو کچھ وہ ان سے کام کرانا چاہتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اور بہت سے آدمی یعنی ایمان والے یہ بھی حق تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں نہایت عجز و ذلت کیساتھ یعنی نماز پڑھتے ہیں اور اس میں خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ ادا کرتے ہیں اور بہت آدمی ایسے ہیں کہ ان پر عذاب لازم ہوا اور وہ مستحق عذاب کے ہوئے مراد ان سے کافر ہیں کہ انہوں نے سجدہ سے انکار کیا جو ایمان پر موقوف ہے۔ اور جس کو اللہ شقی فرما دے سو اسکے لئے کوئی سعادت اور نیکی دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ذلت دے یا عزت اور بزرگی۔

تشریح

(۱۷) مختلف مذاہب کے درمیان مذہب حق کونسا ہے | اسلام جس دین کا نام ہے اسکی بنیاد تین چیزوں پر ہے توحید، رسالت، اور آخرت۔ وحدت الٰہ کا ایک مکمل اور صاف ستھرا عقیدہ اسلام کی پہلی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور اپنی کتابوں کے ذریعہ اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتے ہیں اس لئے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کو اللہ کا سچا رسول ماننا اور پھر ان کی پیروی کرنا اس دین کی دوسری بنیاد ہے۔ مرنے کے بعد آدمی دوبارہ زندہ ہوگا دنیا میں کئے ہوئے کاموں کا حساب دینا ہوگا جس کا نام عقیدۂ آخرت ہے۔ آخرت کو تسلیم کئے بغیر اس دنیا کی زندگی بے معنیٰ اور بے مطلب رہ جاتی ہے دنیاوی زندگی کا مقصد ہی جب پورا ہوتا ہے جب اس کیساتھ آخرت کے عقیدے کو وابستہ کیا جائے۔

○ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے حضرت آدم سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ تک تمام پیغمبر اسی دین کی دعوت دیتے رہے اور اس دین کے ماننے والوں کا ایک ہی نام مُسلم رہا ہے۔ (سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ)

○ جب انسان دنیا میں آیا تو اس کا دین ایک تھا (كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً) پھر لوگوں نے کچھ نئی باتیں نکالیں اور اصل راستے سے ہٹتے چلے گئے۔ یہودیت، عیسائیت، مجوسیت سب انسانوں کے ایجاد کردہ مذہب ہیں۔ اللہ کا دین پہلے بھی ایک تھا آج بھی ایک ہے اور آئندہ بھی ایک رہے گا۔

○ کیونکہ یہ دنیا امتحان اور کش مکش کی دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی دی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی بات کو مانے یا نہ مانے اسلئے لوگ اپنے اپنے رجحان اور خیالات کے مطابق راستے اختیار کرتے رہیں گے حق و باطل کی کش مکش چلتی رہیگی کوئی کہے گا یہودیت برحق ہے، کوئی عیسائیت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہوگا، کوئی مجوسیت کا دامن تھام کر آتش پرستی میں مبتلا ہوگا کوئی ایک خدا کو چھوڑ کر سیکڑوں دیوی دیوتاؤں کے آستانوں پر سر جھکاتا ملے گا۔ ان تمام مذاہب کے جھگڑوں کا دو ٹوک اور آخری فیصلہ قیامت کے دن ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کون کس سزا کا مستحق ہے۔ قیامت کے دن سارے جھگڑے چکا دئے جائینگے آخری ڈگری دیدی جائے گی اور فیصلہ ہوجائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

(۱۸) کائنات کی ایک ایک چیز اللہ کی اطاعت گزاری کررہی ہے | نظام کائنات پر نظر ڈالو تو زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں چاند، سورج، ستارے پہاڑ، درخت، جانور یہ سب اللہ کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ ان کی فرمانبرداری غیر اختیاری ہے یعنی ان کو یہ اختیار اور آزادی نہیں ہے کہ اللہ کے حکم سے سرتابی کرسکیں جس کو جس کام پر لگایا ہوا ہے مخلوق وہ کام انجام دے رہی ہے۔ اللہ نے انسانوں کو ایک محدود دائرے میں آزادئ عمل کا اختیار دیا ہے انسانوں میں بھی بہت سے ایسے ہیں جو اللہ کے فرمانبردار اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں۔ جب اللہ کی ساری مخلوق اور بہت سے انسان اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں تو ہونا تو یہ چاہئے کہ سارے ہی انسان جو دیگر مخلوقات سے زیادہ عقل اور سمجھ رکھتے ہیں اللہ کے فرماں بردار ہوں مگر انسانوں میں کچھ انسان ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور ایسے نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ ایسے لوگوں کے غلط رویے کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ ساری کائنات مالکِ برحق کے سامنے سربسجود ہے۔ مگر انسان ہے کہ وہ پوری کائنات کے برخلاف الگ الگ راستہ اپنائے ہوئے ہے۔ جو سمجھانے والوں کی بات مان کر نہیں دیتا اور کھلے کھلے روشن حقائق کو آنکھ کھول کر نہیں دیکھتا وہ خود ہی اپنی ذلت و خواری کو دعوت دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہی چیز اس کے نصیب میں لکھ دیتا ہے جو خود اس نے مانگی ہے۔ جب اس نے اپنے آقا اور مالک کی فرمانبرداری کرکے عزت حاصل نہ کی تو اب کون ہے جو اس کو عزت دے سکتا ہے۔

اس آیت پر سجدہ کرنا لازم ہے تاکہ جسطرح ساری کائنات اور اللہ کے فرمانبردار بندے اللہ کے آگے سربسجود ہیں ہم بھی اپنے ظاہر و باطن سے حق کے روبرو اپنی اطاعت کا اظہار کریں۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا

هٰذٰنِ	خَصْمٰنِ	اخْتَصَمُوْا	فِیْ	رَبِّهِمْ	فَالَّذِیْنَ	كَفَرُوْا
یہ دو	دو فریق	وہ جھگڑے	میں	اپنے رب	پس وہ جنھوں نے	کفر کیا

یہ دو فریق اپنے رب کے بارے میں جھگڑے، پس جنھوں نے کفر کیا

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

قُطِّعَتْ	لَهُمْ	ثِیَابٌ	مِنْ + نَارٍ	یُصَبُّ	مِنْ + فَوْقِ
قطع کئے گئے	انکے لئے	کپڑے	آگ کے	ڈالا جائیگا	اوپر

ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے گئے (بیونتے گئے) ان کے سروں کے اوپر

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾

رُءُوْسِهِمُ	الْحَمِیْمُ	یُصْهَرُ	بِهٖ	مَا	فِیْ بُطُوْنِهِمْ	وَالْجُلُوْدُ
ان کے سر (جمع)	کھولتا ہوا پانی	پگھل جائیگا	اس سے	جو	ان کے پیٹوں میں	اور جلدیں (کھالیں)

کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا اس سے پگھل جائے گا جو اُن کے پیٹوں میں ہے اور (انکی) کھالیں (بھی)

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا

وَلَهُمْ	مَقَامِعُ	مِنْ + حَدِیْدٍ	كُلَّمَآ	اَرَادُوْٓا	اَنْ + یَّخْرُجُوْا
اور انکے لئے	گرز	لوہے کے	جب بھی	وہ ارادہ کرینگے	کہ وہ نکلیں

اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں جب بھی وہ غم کے مارے اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ق وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾ ع ۲ / ۱۲ / ۹

مِنْهَا	مِنْ غَمٍّ	اُعِیْدُوْا	فِیْهَا	وَ ذُوْقُوْا	عَذَابَ + الْحَرِیْقِ	
اس سے	غم سے (غم کے مارے)	لوٹا دئے جائینگے	اسمیں	اور چکھو	عذاب جلنے کا	

اسی میں لوٹا دئے جائیں گے (اور کہا جائے گا) جلنے کا عذاب چکھو۔

﴿۱۹﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اَیْ اَلْمُؤْمِنُوْنَ خَصْمٌ وَالْكُفَّارُ الْخَمْسَةُ خَصْمٌ وَهُوَ یُطْلَقُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْجَمَاعَةِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ اَیْ فِیْ دِیْنِهٖ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

﴿۱۹﴾ یہ دونوں گروہ باہم مقابل اور جھگڑنے والے ہیں اپنے رب کے دین میں ایک گروہ مسلمان ہیں اور دوسرے گروہ پانچوں قسم کے کافر جو پہلی آیت میں مذکور ہوئے۔ لفظ خصم کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر آتا ہے سو جو لوگ کافر ہوئے انکو آگ کے کپڑے قطع کرکے پہنائے جائیں گے۔

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يَلْبَسُونَهَا يَعْنِي أُحِيطَتْ بِهِمُ النَّارُ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ○ الْمَاءُ الْبَالِغُ نِهَايَةَ الْحَرَارَةِ

مطلب اس سے یہ ہے کہ آگ انکو گھیرے ہوئے ہوگی. ان کے سروں پر نہایت گرم پانی کھولتا ہوا ڈالا جائیگا۔

(۲۰) يُصْهَرُ بِهِ يُذَابُ مَا فِي بُطُونِهِمْ مِنْ شُحُومٍ وَغَيْرِهَا وَتُشْوَى بِهِ الْجُلُودُ ○

(۲۰) جس کی گرمی سے انکے پیٹ کی چربی وغیرہ گھل کر باہر آجائیگی اور کھالیں جل بھن جاویں گی.

(۲۱) وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ○ لِضَرْبِ رُءُوسِهِمْ

(۲۱) اور ان کے سروں پر مارنے کو لوہے کے گرز ہوں گے

(۲۲) كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أَيِ النَّارِ مِنْ غَمٍّ يَلْحَقُهُمْ بِهَا أُعِيدُوا فِيهَا رُدُّوا إِلَيْهَا بِالْمَقَامِعِ وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ○ أَيِ الْبَالِغِ نِهَايَةَ الْإِحْرَاقِ

(۲۲) جب وہ دوزخ سے نکلنا چاہیں گے بہ سبب شدتِ غم کے جو اُن کو وہاں لاحق ہو گا تو ان کے سروں پر گرز مار کر ان کو پھر دوزخ میں ہی لوٹا یا جاوے گا۔

اور ان کو کہا جاوے گا کہ چکھو عذاب آگ جلانے والی کا

تشریح

(۱۹) مانے والے اور نہ ماننے والے دو گروہوں میں بٹ گئے | ایک گروہ ماننے والوں کا ہے جو اللہ پر ایمان لاتا ہے رسولوں کی دعوت قبول کرتا ہے اور اللہ کی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ دوسرا گروہ نہ ماننے والوں کا ہے، اگرچہ ان میں بھی آپس میں گروہ در گروہ ہیں مگر نہ ماننے پر وہ متفق ہیں اسلئے وہ اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ نہ ماننے والوں کا گروہ کہلاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے آگ کے لباس تیار کئے جا چکے ہیں۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔ کیونکہ یہی وہ سر ہیں جن میں نافرمانی کا سودا سمایا ہوا تھا اور مالکِ حقیقی کے آگے جھکنے کو تیار نہ ہوئے۔

(۲۰) منکرین کو دوزخ کا عذاب | منکرینِ حق کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی آنتیں کٹ کٹ کر نکل پڑیں گی اور اس کھولتے ہوئے پانی سے بدن کا چمڑا گل کر گر پڑے گا۔

(۲۱) سر کو ہتھوڑوں سے کچلا جائیگا | حق کا انکار کرنے والوں پر جو دوزخ کا عذاب ہوگا اس میں ان کے سر پر لوہے کے گُرز مارے جائیں گے جس سے ان کا سر کچل جائے گا۔

(۲۲) یہ عذاب بار بار ہوتا رہیگا | اور اسی طرح کا عذاب بار بار ہوتا رہے گا. جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کرینگے اور دوزخ کی آگ کے شعلے ان کو اوپر اٹھائیں گے تو ان کو دوبارہ دھکیل دیا جائے گا کہ چکھو اب جلنے کا عذاب اس ہولناک عذاب کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں. لیکن جن کے احساس مردہ ہو چکے ہیں وہ اس کا اثر قبول نہیں کرتے اور اپنی روش بدلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

إِنَّ	اللّٰهَ	يُدْخِلُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ عَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ
بیشک	اللہ	داخل کرے گا	جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیک	باغات

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، بیشک اللہ انہیں باغات میں داخل کرے گا

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ

تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	يُحَلَّوْنَ + فِيْهَا	مِنْ + اَسَاوِرَ	مِنْ
بہتی ہیں	ان کے نیچے	نہریں	وہ پہنائے جائیں گے اسمیں	کنگن	سے

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں، اس میں انہیں سونے کے کنگن، اور

ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

ذَهَبٍ	وَّ	لُؤْلُؤًا	وَ	لِبَاسُهُمْ	فِيْهَا	حَرِيْرٌ
سونا	اور	موتی	اور	ان کا لباس	اسمیں	ریشم

موتی پہنائے جائیں گے، اور اس میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔

(۲۲) وَقَالَ فِی الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ
يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا بِالْجَرِّ
اَیْ مِنْهُمَا بِاَنْ يُرَصَّعَ اللُّؤْلُؤُ
بِالذَّهَبِ وَبِالنَّصْبِ عُطِفَ
عَلٰى مَحَلِّ مِنْ اَسَاوِرَ وَلِبَاسُهُمْ
فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ هُوَ الْمُحَرَّمُ
لُبْسُهٗ عَلَى الرِّجَالِ فِی الدُّنْيَا

(۲۲) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہل ایمان کی شان میں، بیشک اللہ داخل فرمائیگا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے باغوں میں جنکے نیچے پانی کی نہریں بہتی ہونگی ان کو سونے کے کنگن موتیوں سے جڑے ہوئے پہنائے جاویں گے۔

اور لباس ان کا ریشمی ہوگا جو دنیا میں مردوں پر حرام تھا۔

تشریح

(۲۲) اہل ایمان کا اعزاز و اکرام | دوسری طرف اہل ایمان اور اعمال صالح کرنے والوں کے ساتھ انتہائی اعزاز و اکرام کا معاملہ ہوگا۔ ان کی رہائش کے لئے اعلیٰ ترین محلات ہوں گے جن میں پائین باغ ہونگے۔ ان باغوں میں نہروں کا جال بچھا ہوگا۔ اہل دوزخ کے آتشی لباس کے مقابلہ اہل جنت کا سرتاپا ریشمی لباس، سونے کے کنگن موتیوں کے زیورات، شاہانہ انداز سے ان کا رہنا ہوگا۔

وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْا اِلٰى

وَهُدُوْا	اِلَى	الطَّيِّبِ	مِنَ	الْقَوْلِ	وَهُدُوْا	اِلٰى
اور انہیں ہدایت کی گئی	طرف	پاکیزہ	سے . کی	بات	اور انہیں ہدایت کی گئی	طرف

اور انہیں ہدایت کی گئی پاکیزہ بات کی طرف اور ہدایت کی گئی

صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ

صِرَاطِ	الْحَمِيْدِ	اِنَّ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	وَيَصُدُّوْنَ
راستہ	تعریفوں کا سزاوار	بیشک	جن لوگوں نے کفر کیا	اور وہ روکتے ہیں

تعریفوں کے سزاوار (اللہ) کے راستہ کی طرف۔ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ

عَنْ	سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	الَّذِيْ	جَعَلْنٰهُ
سے	اللہ کا راستہ	اور مسجد حرام (بیت اللہ)	وہ جسے	ہم نے مقرر کیا

اللہ کے راستہ سے اور بیت اللہ سے جسے ہم نے مقرر کیا ہے

لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ

لِلنَّاسِ	سَوَآءَ ۨ	الْعَاكِفُ	فِيْهِ	وَالْبَادِ	وَمَنْ	يُّرِدْ	فِيْهِ
لوگوں کے لئے	برابر	رہنے والا	اس میں	اور پردیسی	اور جو	ارادہ کرے	اسمیں

سب لوگوں کے لئے، اسمیں رہنے والے اور پردیسی برابر ہیں (حقوق میں) اور جو اس میں

ع ۲ ۱۰ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ ع

بِاِلْحَادٍ	بِظُلْمٍ	نُّذِقْهُ	مِنْ	عَذَابٍ	اَلِيْمٍ
گمراہی کا	ظلم سے	ہم اسے چکھائینگے	سے	عذاب	دردناک

ظلم کرے گمراہی کا ارادہ کریگا ہم اسے دردناک عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔

﴿۲۴﴾ وَهُدُوْٓا فِى الدُّنْيَا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُوَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ○ اَیْ طَرِيْقِ اللّٰهِ الْمَحْمُوْدِ وَدِيْنِهٖ

﴿۲۴﴾ اور ان کو دنیا میں کلمہ طیب یعنی "لا الٰہ الا اللہ" سکھلادیا جائے گا کہ وہ اس کلمہ کو پڑھیں گے اور ان کو اللہ تعریف کئے گئے کے دین کا راستہ بتلادیا جائیگا۔

(۲۵) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ طَاعَتِہٖ وَعَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ
جَعَلْنٰہُ مَنْسَکًا وَّمُتَعَبَّدًا لِّلنَّاسِ
سَوَآءَنِ الْعَاکِفُ الْمُقِیْمُ فِیْہِ وَ
الْبَادِ الطَّارِیْ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ
بِاِلْحَادٍ اَلْبَاءُ زَائِدَۃٌ بِظُلْمٍ اَیْ
بِسَبَبِہٖ بِاَنْ اِرْتَکَبَ مَنْھِیًّا وَلَوْ شَتَمَ الْخَادِمُ
نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ○
مُؤْلِمٍ اَیْ بَعْضَہٗ وَمِنْ
ھٰذَا یُؤْخَذُ خَبَرُ اِنَّ اَیْ
نُذِیْقُھُمْ مِنْ عَذَابٍ
اَلِیْمٍ

(۲۵) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کی اطاعت سے روکتے ہیں اور مسجد حرام سے روکنے میں کہ جس کو ہم نے لوگوں کا عبادتخانہ بنایا۔

جسمیں برابر ہے وہاں کا رہنے والا اور باہر سے آنیوالا۔ انکو ہم عذاب دردناک چکھا دیں گے۔ اور جو کوئی مسجد حرام میں ازراہِ ظلم کجروی اختیار کرے اور ممنوعاتِ شرعیہ کا مرتکب ہو یہاں تک کہ اگر وہاں کے خادم کو برا کہے گا تو ہم اسکو مبتلا سے بعض عذاب سخت کرینگے۔

تشریح

(۲۴) جنت والوں کی پاکیزہ باتیں | دنیا میں کلمہ طیبہ اور صالح عقیدہ قبول کرکے وہ مومن بنے تھے اب جنت میں بھی ان کی گفتگو نہایت پاکیزہ ہوگی۔ دنیا میں انہوں نے لوگوں کو اچھا راستہ دکھایا، ستودہ صفات پروردگار کی راہ پر چلایا۔ اب آخرت میں بھی ان کی زندگی نہایت پاکیزہ اور صاف ستھری ہوگی۔ ہر طرف سے فرشتے ان کو سلام کرتے ہوئے گزریں گے اور خود جنت والے اللہ کی نعمتوں پر شکر کرتے ہونگے اور کہتے ہوں گے کہ:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ الخ

(شکر ہے پروردگار کا کہ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں جنت کا وارث بنایا)

سورۂ فاطر میں ارشاد ہوا ہے کہ جنتیوں کا لباس شاہانہ انداز کا ہوگا اور وہ اللہ کی شکر گزاری کرتے ہوئے ہونگے۔

یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُھُمْ فِیْھَا حَرِیْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (آیت ۳۳، ۳۴ پارہ ۲۲) (وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائیگا وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا اور وہ کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے غم دور کر دیا۔)

یعنی دنیوی پریشانیاں بھی ختم ہوگئیں اب انجام کی بھی فکر نہیں ہے بس چین ہی چین ہے۔

(۲۵) وہ لوگ جو اللہ کے دین پر چلنے سے روکتے ہیں | اوپر آیت ۱۹ میں دو فریقوں کا ذکر کیا گیا ایک صاحب ایمان حق پرست دوسرے اہل باطل اور پھر اہل باطل میں وہ لوگ جو نہ صرف یہ کہ خود گمراہ ہیں بلکہ دوسروں کو گمراہ کر رہے ہیں اور اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں۔

اللہ نے مسجد حرام کو دنیا کے تمام اہل حق کا ایسا دینی مرکز بنایا ہے کہ جہاں ہر صاحب ایمان اور توحید کا متوالا آکر اپنی بندگی کی پیاس بجھا سکتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی خطے کا رہنے والا ہو اسمیں مقامی اور غیر مقامی کا کوئی فرق نہیں ہے یہاں کوئی ایسے طریقے اختیار نہیں کئے جا سکتے جن سے بیت اللہ کی زیارت کرنیوالوں کی مشکلات میں اضافہ ہو۔ اور جو شخص اس مرکز توحید میں کوئی بھی ایسا کام کریگا جو مقصد عبادت کو ختم کرنے والا ہو وہ دردناک عذاب کا مستحق ہوگا۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ

وَ اِذْ	بَوَّاْنَا	لِاِبْرٰهِيْمَ	مَكَانَ + الْبَيْتِ	اَنْ
اور جب	ہم نے ٹھیک کردی	ابراہیم کے لئے	خانۂ کعبہ کی جگہ	کہ

اور (یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ ٹھیک کردی (ہم نے حکم دیا) کہ

لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ

لَا تُشْرِكْ	بِيْ	شَيْـًٔا	وَ طَهِّرْ	بَيْتِيَ	لِلطَّآئِفِيْنَ	وَ
نہ شرک کرنا	میرے ساتھ	کسی شے	اور پاک رکھنا	میرا گھر	طواف کرنے والوں کے لئے	اور

میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اور میرا گھر پاک رکھنا طواف کرنے والوں کے لئے اور

الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ

الْقَآئِمِيْنَ	وَ	الرُّكَّعِ	السُّجُوْدِ	وَ	اَذِّنْ
قیام کرنے والے	اور	رکوع کرنیوالے	سجدہ کرنیوالے	اور	اعلان کردو

قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں، سجدہ کرنے والوں کے لئے اور لوگوں میں

فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

فِي النَّاسِ	بِالْحَجِّ	يَاْتُوْكَ	رِجَالًا	وَّ عَلٰى	كُلِّ	ضَامِرٍ
لوگوں میں	حج کا	وہ تیرے پاس آئیں	پیدل	اور پر	ہر	دُبلی اونٹنی

حج کا اعلان کردو کہ وہ تیرے پاس پیدل اور دُبلی اونٹنیوں پر (بھی) آئیں

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾

يَاْتِيْنَ	مِنْ	كُلِّ	فَجٍّ	عَمِيْقٍ
وہ آتی ہیں	سے	ہر	راستہ	دُور دراز

وہ آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔

(۲۶) وَ اذْكُرْ اِذْ بَوَّاْنَا بَيَّنَّا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ لِيَبْنِيَهٗ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ زَمَنَ الطُّوْفَانِ وَاَمَرْنَاهُ

(۲۶) وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الخ

اور یاد کرو اس وقت کو کہ ہم نے ابراہیم کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلائی تاکہ وہ اسکو بنا کرے (بیت اللہ طوفانِ نوح میں اٹھا لیا گیا تھا) اور ہمنے ابراہیم کو

أَنْ لَا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ مِنَ الْأَوْثَانِ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ الْمُقِيْمِيْنَ بِهٖ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ جَمْعُ رَاكِعٍ وَسَاجِدٍ اَيِ الْمُصَلِّيْنَ

حکم کیا کہ کسی کو میرا شریک بنا دے اور پاک میرے گھر کو بتوں سے طواف کرنے والوں اور وہاں رہنے والوں اور رکوع سجدہ کرنیوالوں یعنی نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک کر۔

(۲۷) وَ اَذِّنْ نَادِ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَنَادٰى عَلٰى جَبَلِ اَبِيْ قُبَيْسٍ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ بَنٰى بَيْتًا وَاَوْجَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ اِلَيْهِ فَاَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ وَالْتَفَتَ بِوَجْهِهٖ يَمِيْنًا وَشِمَالًا وَشَرْقًا وَغَرْبًا فَاَجَابَهٗ كُلُّ مَنْ كُتِبَ لَهٗ اَنْ يَّحُجَّ مِنْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ الْاُمَّهَاتِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَجَوَابُ الْاَمْرِ يَاْتُوْكَ رِجَالًا مُشَاةً جَمْعُ رَاجِلٍ كَقَائِمٍ وَقِيَامٍ وَّعَلٰى رُكْبَانًا عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اَيْ بَعِيْرٍ مَهْزُوْلٍ وَهُوَ يُطْلَقُ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى يَّاْتِيْنَ اَيِ الضَّوَامِرُ حَمْلًا عَلَى الْمَعْنٰى مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ○ طَرِيْقٍ بَعِيْدٍ

(۲۷) اور لوگوں کو حج کے لئے پکار (سو ابراہیم نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے اور تم پر اس گھر کا حج فرض کیا سو اپنے رب کے حکم کو مانو۔ اور ابراہیم نے اپنا منہ دائیں اور بائیں اور شرق اور غرب کی طرف کر کے آواز دی۔ بس امر الٰہی قبول کیا ان لوگوں نے کہ جن کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے پیٹ سے یہ کہا کہ لبیک اللّٰھم لبیک)

اور جواب امر کا یہ ہے کہ:۔
وہ لوگ آویں گے تیری طرف پیادہ اور سوار ہو کر ہر دبلے اونٹ پر کہ جو آویں گے راہ دور سے۔

تشریح

(۲۶) بیت اللہ کا مقام اسکی حیثیت اور اس کا مقصد | جس مقام پر بیت اللہ تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے معمار حضرت ابراہیم ؑ ہیں اس کے لئے مکے کی سرزمین اور بیت اللہ کے مقام کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اور اس پاکیزہ گھر کی حیثیت یہ ہے کہ یہ مرکز توحید ہے خالص اللہ کی عبادت کے لئے اسکو تعمیر کیا گیا ہے اول روز سے ہی اس کی تعمیر کا مقصد یہ قرار دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرنیوالوں کے لئے اس مقام کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک رکھا جائے تاکہ بیت اللہ کا طواف کرنے والے وہاں قیام رکوع اور سجود کرنیوالے اللہ کے بندوں کے لئے کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

(۲۷) بیت اللہ کے حج کے لئے حضرت ابراہیم کا اعلان | بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تم حج کا اعلان کر دو۔ لوگ پیدل لاغر اونٹنیوں پر دور دراز راہوں سے تمہاری طرف آئیں گے دشوار گزار راہوں کو طے کرتے ہوئے تمہارے پاس پہنچیں گے ان کے دلوں میں اس گھر کی زیارت کا شوق اور جذبہ موجزن ہوگا جیسا سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا ہے:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ (سورۂ ابراہیم آیت ۳۷ پارہ ۱۳)

(پس لوگوں کے دلوں کو اس کا مشتاق بنا)۔ یہ اسی دعا کی برکت ہے کہ دنیا بھر کے لوگ کھنچ کھنچ کر بیت اللہ کی زیارت کے لئے پہونچتے ہیں۔

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ

لِيَشْهَدُوْا	مَنَافِعَ	لَهُمْ	وَيَذْكُرُوا	اسْمَ اللّٰهِ	فِيْ
تاکہ وہ آموجود ہوں	فائدوں کی جگہ	اپنے	وہ یاد کریں (لیں)	اللہ کا نام	میں

تاکہ وہ اپنے فائدوں کی جگہ آموجود ہوں۔ اور وہ اللہ کا نام لیں مقررہ

اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ

اَيَّامٍ + مَّعْلُوْمٰتٍ	عَلٰى	مَا	رَزَقَهُمْ	مِّنْ	بَهِيْمَةِ	الْاَنْعَامِ
جانے پہچانے (مقررہ) دن	پر	جو	ہم نے انہیں دیا	سے	چوپائے	مویشی

دنوں میں (ذبح کرتے وقت) ان مویشی چوپاؤں پر جو ہم نے انہیں دے ہیں

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾

فَكُلُوْا	مِنْهَا	وَاَطْعِمُوا	الْبَآئِسَ	الْفَقِيْرَ
پس تم کھاؤ	اس سے	اور کھلاؤ	بدحال	محتاج

پس ان میں سے تم (خود بھی) کھاؤ اور بدحال محتاج کو (بھی) کھلاؤ

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ

ثُمَّ	لْيَقْضُوْا	تَفَثَهُمْ	وَ	لْيُوْفُوْا	نُذُوْرَهُمْ	وَ
پھر	چاہیے کہ دور کریں	اپنا میل کچیل	اور	پوری کریں	اپنی نذریں	اور

پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں (منتیں) پوری کریں اور

لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

لْيَطَّوَّفُوْا	بِالْبَيْتِ	الْعَتِيْقِ
طواف کریں	گھر	قدیم

قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔

(۲۸) لِيَشْهَدُوْا اَيْ يَحْضُرُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا بِالتِّجَارَةِ اَوْ فِي الْاٰخِرَةِ اَوْ فِيْهِمَا اَقْوَالٌ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ اَيْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ اَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ اَوْ

(۲۸) وہ لوگ اسلئے آویں گے تاکہ اپنے نفع کو پہنچیں (مراد نفع سے یا دنیا کا نفع ہے سوداگری سے، یا آخرت کا نفع ہے یا دونوں اس میں کئی قول ہیں۔ اور تاکہ اللہ کا نام لیویں ایام معینہ میں اس نعمت پر کہ اس نے انکو اونٹ گائے اور بکری عطا فرمائی۔ جو عید کے دن ذبح ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد قربانی

يَوْمَ نَحْرٍ اِلٰى اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ
اَقْوَالٌ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ
الْاَنْعَامِ ۚ اَلْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ
الَّتِيْ تُنْحَرُ فِيْ يَوْمِ الْعِيْدِ وَمَا بَعْدَهٗ
مِنَ الْهَدَايَا وَالضَّحَايَا فَكُلُوْا مِنْهَا
اِذَا كَانَتْ مُسْتَحَبَّةً وَاَطْعِمُوا
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ اَيِ الشَّدِيْدَ
الْفَقْرِ

ہدی۔ اور مراد ایام معینہ سے دس دن ذی الحج کے یا یوم عرفہ یا یوم نحر آخر ایام تشریق تک اس میں کئی قول ہیں۔

پس کھاؤ تم ان جانوروں سے جبکہ وہ کسی قصور کے عوض ذبح نہ ہوں اور واجب نہ ہوں بلکہ مستحب ہوں اور کھلاؤ فقیر سخت محتاج کو۔

(۲۹) ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ اَيْ يُزِيْلُوْا
اَوْسَاخَهُمْ وَشَعَثَهُمْ كَطُوْلِ الظُّفْرِ وَ
لْيُوْفُوْا بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ نُذُوْرَهُمْ
مِنَ الْهَدَايَا وَالضَّحَايَا وَلْيَطَّوَّفُوْا طَوَافَ
الْاِفَاضَةِ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ اَيِ
الْقَدِيْمِ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ بَيْتٍ وُّضِعَ

(۲۹) پھر چاہیئے کہ وہ دور کریں اپنا میل کچیل جیسے ناخن بڑھے ہوئے اور اپنی نذر کو پوری کریں یعنی قربان اور ہدی کا جانور جس کے ذبح کرنے کی نذر کی ہے اسکو ذبح کریں اور پرانے گھر یعنی بیت اللہ کا طواف کریں۔ مراد اس طواف سے طواف فرض ہے جو عرفات سے آکر کیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کو پرانا گھر فرمایا اسلئے کہ وہ سب میں پہلا گھر ہے جو بنایا گیا ہے لوگوں کے لئے

تشریح

(۲۸) حج کے فائدے | مرکزِ توحید بیت اللہ کی زیارت حج اور عمرے کے کیا فائدے ہیں۔ جس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مرکزِ توحید سے جُڑے رہنے کی وجہ سے ملی وحدت پیدا ہوتی ہے۔ سب سے بڑا فائدہ اللہ کی رضا، خوشنودی، اور روحانی ترقیات ہیں جو اس بابرکت سرزمین کی بدولت حاصل ہوتی ہیں جہاں قدم قدم پر اللہ کے بندوں کی بندگی کے نشانات ہیں۔ اللہ کے حضور حاضری کا یہ تصور جو لبیک کی صداؤں سے ظاہر ہوتا ہے تسلیم و رضا کا ایک انوکھا منظر پیش کرتا ہے۔

بیت اللہ کے زیرِ سایہ اہل دین کا عالمگیر اجتماع امتِ مسلمہ کے وجود کو اسکی مساوات اور فکری و عملی یکجہتی کو ظاہر کرتا ہے۔ حج سے ایسی روح بندگی پیدا ہوتی ہے جو دنیا میں متقیانہ زندگی گزارنے کی زبردست قوت پیدا کرتی ہے۔

ذی الحجہ کے پہلے عشرے اور قربانی کے تین دنوں میں اللہ کے ذکر کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے نام پر جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں ان پر بھی اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ غرض یہ دن اللہ کے ذکر اور عبادت میں گزرتے ہیں۔ اس کے ساتھ قربانی کا گوشت غریب و امیر سب کے لئے، گویا اللہ کی طرف سے اپنے مہمانوں کی میزبانی ہے۔

(۲۹) احرام سے باہر آکر بیت اللہ کا طواف | حج کے ارادے سے جب احرام باندھا جاتا ہے اور تلبیہ (لبیک) پڑھ کر احرام میں داخل ہوتے ہیں تو احرام کے ساتھ حاجی پر کچھ پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں مثلاً وہ حجامت نہیں بنوا سکتا ناخن نہیں کاٹ سکتا، بالوں میں تیل وغیرہ نہیں لگا سکتا، بدن کا میل کچیل نہا کر دُور نہیں کر سکتا۔ احرام کی یہ حالت ایک عشق و مستی کی کیفیت کا اظہار ہوتی ہے کہ عاشق کا بننے سنورنے اور زیب و زینت سے کیا کام۔ اب دس تاریخ کو سر منڈوا کر احرام سے باہر آیا۔ باطنی میل کچیل کے ساتھ نہا دھو کر ظاہری میل کچیل بھی دُور کیا۔ جانور کا ذبیحہ کر چکا ہے اب حج کے ارکان پورے کر کے اور فارغ ہو کر اس معزز و محترم قدیم اور آزاد گھر کا وہ طواف کرو جس کو طوافِ افاضہ یا طوافِ زیارت کہا جاتا ہے تاکہ مناسک و واجباتِ حج مکمل ہو جائیں۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ

ذٰلِكَ	وَمَنْ	يُّعَظِّمْ	حُرُمٰتِ + اللّٰهِ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّهٗ	عِنْدَ
یہ	اور جو	تعظیم کرے	شعائرُاللہ (اللہ کی نشانیاں)	پس وہ	بہتر	اسکے لئے	نزدیک

یہ (ہے حکم) اور جو شعائرُاللہ کی تعظیم کرے پس وہ (تعظیم) اس کے رب کے نزدیک اسکے

رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

رَبِّهٖ	وَاُحِلَّتْ	لَكُمُ	الْاَنْعَامُ	اِلَّا	مَا يُتْلٰى	عَلَيْكُمْ
اس کے رب	اور حلال قرار دئے گئے	تمہارے لئے	مویشی	سوا	جو پڑھ دیئے گئے	تم پر۔ تم کو

لئے بہتر ہے، اور تمہارے لئے مویشی حلال قرار دئے گئے ان کے سوا جو تم پر پڑھ دیئے گئے (سنادیئے گئے)

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ

فَاجْتَنِبُوا	الرِّجْسَ	مِنَ	الْاَوْثَانِ	وَاجْتَنِبُوْا	قَوْلَ
پس تم بچو	گندگی	سے	بُت (جمع)	اور بچو	بات

پس تم بچو (کنارہ کش رہو) بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات

الزُّوْرِ ۝۳۰ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ

الزُّوْرِ	حُنَفَآءَ + لِلّٰهِ	غَيْرَ	مُشْرِكِيْنَ	بِهٖ	وَمَنْ
جھوٹی	اللہ کیلئے ایک رُخ ہوکر	نہ	شریک کرنے والے	اسکے ساتھ	اور جو

سے (سب کو چھوڑکر) اللہ کے لئے یک رُخ ہوکر (کسی کو) نہ شریک کرنے والے اسکے ساتھ۔ اور جو

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ

يُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ	فَكَاَنَّمَا	خَرَّ	مِنَ + السَّمَآءِ	فَتَخْطَفُهُ
شریک کریگا	اللہ کا	تو گویا	وہ گرا	آسمان سے	پرندے اچک لیجاتے ہیں

کوئی اللہ کا شریک کرے گا تو گویا وہ آسمان سے گرا، پھر اُسے (مردار خوار) پرندے اُچک لے جاتے

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۗ

الطَّيْرُ	اَوْ	تَهْوِيْ	بِهِ	الرِّيْحُ	فِيْ	مَكَانٍ	سَحِيْقٍ	ذٰلِكَ
پرندے	یا	پھینک دیتی ہے	اسکو	ہوا	میں	کسی جگہ	دور دراز	یہ

ہیں یا پھینک دیتی ہے اسکو ہوا کسی دُور دراز کی جگہ میں۔ یہ (ہے حکم)

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾

الْقُلُوْبِ	تَقْوَى	مِنْ	فَاِنَّهَا	شَعَآئِرَ اللّٰهِ	يُعَظِّمْ	وَمَنْ
جمع قلب (دل)	پرہیزگاری	سے	تو بیشک یہ	شعائراللہ	تعظیم کریگا	اور جو

اور جو شعائراللہ کی تعظیم کرے گا تو بیشک یہ (اللہ کی نشانیوں کی تعظیم) دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

(۳۰) ذٰلِكَ خَبَرُ مُبْتَدَاِءٍ مُقَدَّرٍ اَىْ
اَلْاَمْرُ اَوِالشَّاْنُ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرُ
وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ هِىَ
مَا لَا يَحِلُّ اِنْتِهَاكُهٗ فَهُوَ اَىْ تَعْظِيْمُهَا
خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ فِى الْاٰخِرَةِ
وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اَكْلًا بَعْدَ
الذَّبْحِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ تَحْرِيْمُهٗ
فِىْ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الْاٰيَةَ
فَالْاِسْتِثْنَاءُ مُنْقَطِعٌ وَيَجُوْزُ اَنْ
يَّكُوْنَ مُتَّصِلًا وَالتَّحْرِيْمُ لِمَا عَرَضَ
مِنَ الْمَوْتِ وَنَحْوِهٖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْاَوْثَانِ مِنْ لِلْبَيَانِ اَىْ
اَلَّذِىْ هُوَ الْاَوْثَانُ وَاجْتَنِبُوْا
قَوْلَ الزُّوْرِ ○ اَىِ الشِّرْكَ فِىْ
تَلْبِيَتِهِمْ اَوْ شَهَادَةَ الزُّوْرِ

(۳۰) بات یہ ہے جو مذکور ہوئی۔

اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ بہتر ہے آخرت میں اسکے رب کے پاس۔

اور حلال کیا گیا تمہارے لئے کھانا چہارپایوں کا بعد ذبح کے مگر وہ جانور جس کی حرمت تم پر ظاہر کر دی گئی۔ آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ میں (استثناء اس صورت میں منقطع ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ استثناء متصل کہا جائے اور مطلب یہ ہو کہ تمام جانور حلال ہیں مگر مردار وغیرہ)۔
پس بچو تم پلیدی یعنی بتوں سے اور بچو جھوٹی بات سے یعنی بوقت تلبیہ کہنے کے اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ یا مراد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی سے بچو۔

(۳۱) حُنَفَاءَ لِلّٰهِ مُسْلِمِيْنَ عَادِلِيْنَ عَنْ كُلِّ
سِوٰى دِيْنِهٖ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ
تَاكِيْدٌ لِمَا قَبْلَهٗ وَهُمَا حَالَانِ مِنَ الْوَاوِ
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ سَقَطَ
مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَىْ
تَاْخُذُهٗ بِسُرْعَةٍ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ
اَىْ تُسْقِطُهٗ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ○
بَعِيْدٍ اَىْ فَهُوَ لَا يُرْجٰى خَلَاصُهٗ۔

(۳۱) سیدھے مسلمان رہو بجز دین حق تعالےٰ کے سب سے علیحدہ ہو جاؤ اس کا ساجھی کسی کو نہ بناؤ۔

اور جو کوئی اللہ کا ساجھی بناتا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ گویا وہ آسمان سے گرا جس کو پرندے جلدی سے اچک لیں یا گویا اسکو ہوا دور جگہ پھینک دے جس سے اس کے چھٹکارے کی امید نہ رہے۔

(۳۲) ذٰلِكَ يُقَدَّرُ قَبْلَهُ الْاَمْرُ مُبْتَدَاً وَمَنْ
يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا اَىْ فَاِنَّ تَعْظِيْمَهَا

(۳۲) بات یہ ہے جو مذکور ہوئی، اور جو لوگ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کریں یعنی اونٹوں وغیرہ کو جو حرم میں ذبح ہونے کو بھیجے جاتے

وَالْبُدْنَ الَّتِیْ تُهْدٰی لِلْحَرَمِ بِاَنْ تُسْتَحْسَنَ وَتُسْتَسْمَنَ مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○ مِنْهُمْ وَسُمِّیَتْ شَعَائِرَ لِاِشْعَارِهَا بِمَا یُعْرَفُ بِهٖ اَنَّهَا هَدْیٌ كَطَعْنٍ حَدِیْدَةٍ بِسَنَامِهَا

میں خوب موٹا اور خوبصورت کریں تو یہ تعظیم کرنا انکے دلوں کے خوف اور پرہیزگاری کی دلیل ہے۔ (ان اونٹوں دغیرہ کو جو حرم میں بھیجے جاتے ہیں شعائر اسلئے فرمایا کہ ان میں علامت ہوتی ہے جس سے ان کا ہدی ہونا پہچانا جاتا ہے جیسے ان کے کوہان پہ نیزہ دغیرہ مار کر خون نکالنا۔

تشریح

(۳۰) اللہ کی قائم کی ہوئی حرمتوں کا احترام اور اسکے احکام کا لحاظ دباس| مسجد حرام اور وہ مقامات جہاں حج کے ارکان دمناسک ادا کئے جاتے ہیں جیسے صفا مروہ، منی عرفات۔ پھر وہ عام مقامات جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے مسجدیں پھر اللہ کی کتابیں جیسے قرآن مجید، اسی طرح اللہ تعالےٰ کے پیغبروں کا ادب داحترام یہ سب چیزیں اللہ کے احکامات اور ان علامتوں کے تحت آتی ہیں جنکو دینی شعائر کہا جاتا ہے۔ ان سب کا اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے ادب واحترام اور اسمیں اللہ تعالےٰ کے احکامات کا لحاظ یہ خود انسان کے لئے اور اس کے قلب کی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔

اسلام نے ادب واحترام کو ایک دائرے میں رکھتے ہوئے غلو سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ اسلئے احترام احترام ہونا چاہیئے نہ کہ وہ احترام جو عبادت کی سرحد کو چھونے لگے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے جن جانوروں کی قربانی حلال کی ہے ان کے علاوہ حرام چیزوں مُردار، خون، خنزیر کا گوشت۔ یا وہ جانور جو اللہ کے علاوہ کسی اور نام پر ذبح کئے جائیں ان سب سے بچنا، شرک اور بت پرستی یہ بھی ایک طرح کی غلاظت ہے جس طرح آدمی نجس اور پلید چیز سے بچتا ہے اسی طرح ان چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ پھر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانا، اللہ کیطرف جھوٹ کی نسبت کرنا، جھوٹی گواہی یہ سب وہ چیزیں ہیں جن سے پرہیز کرنیکا حکم دیا گیا ہے مقررہ جانوروں کا ذبح حرم کی حرمت کے خلاف نہیں ہے حرم میں شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے نہ کہ حلال جانور کے ذبح کرنے سے۔

(۳۱) صرف ایک اللہ کے ہورہو اور شرک سے بچو| ہر طرف سے بالکل یکسو ہو کر ایک اللہ کے بندے بنکر رہو دل وجان سے اس کے تابعدار اور وفادار رہو۔ شرک اور دہریت والحاد انسانی فطرت کے خلاف ہیں فطرت تقاضہ کرتی ہے صرف رب کی بندگی اور اس کی تابعداری کا۔ رب کو چھوڑ کر دوسرے کا ہونا انسان کو پستی میں گرا دیتا ہے جیسے کوئی کسی کو آسمان سے دھکا دیدے اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مار رہا ہو اور کوئی سہارا اس کو نہ مل رہا ہو۔ اب یا تو پرندے اس کو اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے۔ یعنی وہ رب کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات میں ایسا پھنسے گا کہ پھر وہاں سے اس کا نکلنا مشکل ہو جائیگا۔

اللہ کی توحید کی بنیاد نہایت مضبوط اور سائنٹیفک ہے جس نے ہمیں پیدا کیا جو ہمارا خالق ہے وہی ہمارا آقا اور مالک ہے اور اسی کی فرماں برداری حق ہے۔ جو نہ کسی چیز کے بنانے پر قادر ہیں نہ اسکی حفاظت کرسکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی حفاظت نہیں کرسکتے آخر کس دلیل سے وہ بندگی کے حقدار ہیں۔

(۳۲) شعائر اللہ کا احترام خدا پرستی اور دل کی پاکیزگی کی علامت ہے| اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرنا چاہے وہ مقامات ہوں یا اعمال ہوں یہ دل کی پاکیزگی اور خدا پرستی کی علامت ہے۔ یہ ادب ہے شرک نہیں ہے۔ توحید کا تقاضہ ہے کہ اللہ کا ماننے والا ہر اس چیز (جیسے نماز وغیرہ) کی قدر کرے جو اس کے رب کیطرف منسوب ہو۔ یہ احترام کرنا اس بات کی پہچان ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی عظمت ہے اس کا خوف ہے اور اس کی محبت ہے۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

لَكُمْ	فِيْهَا	مَنَافِعُ	اِلٰٓى	اَجَلٍ + مُّسَمًّى	ثُمَّ	مَحِلُّهَآ
تمہارے لئے	اس میں	جمع نفع (فائدے)	تک	ایک مدت مقرر	پھر	انکے پہنچنے کا مقام

تمہارے لئے ان (مویشیوں) میں ایک مدت مقرر تک فائدے (حاصل کرنا جائز) ہے۔ پھر انکے پہنچنے کا مقام

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (۳۳) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا ع ۸ ۱۱

اِلَى	الْبَيْتِ + الْعَتِيْقِ	وَ	لِكُلِّ + اُمَّةٍ	جَعَلْنَا	مَنْسَكًا
تک	بیت قدیم (بیت اللہ)	اور	ہر اُمت کے لئے	ہم نے مقرر کی	قربانی

بیت قدیم (بیت اللہ) تک ہے۔ اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی۔

لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ

لِيَذْكُرُوْا	اسْمَ	اللّٰهِ	عَلٰى	مَا	رَزَقَهُمْ	مِّنْ	بَهِيْمَةِ
تاکہ وہ لیں	نام	اللہ	پر	جو	ہم نے دئے انہیں	سے	چوپائے

تاکہ وہ اللہ کا نام لیں (ذبح کرتے وقت) ان مویشیوں چوپایوں پر جو ہم نے

الْاَنْعَامِ ط فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا

الْاَنْعَامِ	فَاِلٰهُكُمْ	اِلٰهٌ	وَّاحِدٌ	فَلَهٗ	اَسْلِمُوْا
مویشی	پس تمہارا معبود	معبود	یکتا	پس اسکے	فرمانبردار ہوجاؤ

انہیں دئے ہیں۔ پس تمہارا معبود، معبود یکتا ہے پس اس کے فرمانبردار ہو جاؤ۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (۳۴)

وَ	بَشِّرِ	الْمُخْبِتِيْنَ
اور	خوشخبری دیں	عاجزی سے گردن جھکانے والے

اور (اے محمد) عاجزی سے گردن جھکانے والوں کو خوشخبری دیں

(۳۳) لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَرُكُوْبِهَا وَالْحَمْلِ عَلَيْهَا مَا لَا يَضُرُّهَا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَقْتَ نَحْرِهَا ثُمَّ مَحِلُّهَآ اَىْ مَكَانَ حِلِّ نَحْرِهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۞ اَىْ عِنْدَهٗ وَالْمُرَادُ الْحَرَمُ جَمِيْعُهٗ ۔

(۳۳) تمہارے لئے ان اونٹوں میں بہت سے نفع ہیں جیسے ان پر سوار ہونا اور ایسا بوجھ ان پر رکھنا جس سے ان کو نقصان نہ پہنچے انکے ذبح ہونے کے وقت تک پھر ان کے ذبح ہونے کی جگہ بیت اللہ کے پاس ہے یعنی تمام حرم۔

(۳۴) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَىْ جَمَاعَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
سَلَفَتْ قَبْلَكُمْ جَعَلْنَا مَنسَكًا بِفَتْحِ
السِّيْنِ مَصْدَرٌ وَبِكَسْرِهَا اِسْمُ مَكَانٍ
أَىْ ذَبْحًا قُرْبَانًا اَوْ مَكَانَهُ لِّيَذْكُرُوا
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ
الْأَنْعَامِ عِنْدَ ذَبْحِهَا فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ
وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا اِنْقَادُوْا وَ
بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ الْمُطِيْعِيْنَ
الْمُتَوَاضِعِيْنَ

(۳۴) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ الخ اور ہم نے ہر ایک مسلمان گروہ کیلئے جو تم سے پہلے گزرے قربانی یا ذبح کی جگہ مقرر کی ہے تاکہ وہ اللہ کا نام لیویں بوقت ذبح کرنے ان جانوروں کے جو اللہ نے انکو دئے۔

اور تمہارا معبود ایک ہے سو اُسی کے فرماں بردار رہو۔

اور اے محمدؐ! خوشخبری سناؤ ان لوگوں کو جو اللہ کے فرمانبردار اس کے سامنے ذلیل رہتے ہیں۔

تشریح

(۳۳) ضرورت کے وقت قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے | آیت مذکورہ میں شعائراللہ کے احترام کا حکم دیا ہے اور اس کو دل کی پرہیزگاری کی علامت بتلایا ہے۔ شعائراللہ میں ہدی یعنی قربانی کا جانور بھی شامل ہے جیسا کہ اسی سورۃ کی آیت ۳۶ میں ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّن شَعَآئِرِ اللّٰهِ ○ (اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائراللہ میں شامل کیا ہے۔) بُدْنٌ کے معنیٰ عربی میں اونٹ کے آتے ہیں مگر حدیث میں گائے کو بھی اونٹوں کے ساتھ قربانی کے حکم میں شامل فرمایا ہے۔ قربانی کا جانور جب تک قربانی کا وقت نہ آجائے اس وقت تک ضرورت کے وقت اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اس کی سواری کی جاسکتی ہے اس کا دودھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات شعائراللہ یعنی قربانی کے جانور کے احترام کے خلاف نہیں ہے۔ حج کی قربانی کی جگہ اس قدیم گھر بیتِ عتیق یعنی حرم کے پاس ہے۔ نبیؐ نے حج کے موقعہ پر منیٰ میں قربانی کی تھی اسلئے منیٰ میں قربانی کرنا سنت ہے اور منیٰ میں قربانی کرنے کی وجہ سے مسجد حرام کے اردگرد کا ماحول صاف ستھرا رہتا ہے۔ ابوداؤد نے کتاب الصیام میں روایت بیان کی ہے جس میں نبیؐ کا ارشاد ہے:۔
وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ مَنْحَرٌ۔ (یعنی منیٰ پورا قربان گاہ ہے اور مکے کے تمام راستے قربان گاہ ہیں۔

دنیا میں انسان جانوروں سے بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے کوئی سواری کے کام آتا ہے کسی کا دودھ استعمال ہوتا ہے، کسی سے اون حاصل کیا جاتا ہے، کوئی نسل بڑھانے کے کام میں آتا ہے۔ یہ ان جانوروں کے دنیوی فائدے ہیں۔ آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو اللہ کے نام پر قربان کیا جائے۔

(۳۴) قربانی کے طریقے مختلف شریعتوں میں الگ الگ رہے ہیں مگر یہ بات مشترک رہی ہے کہ قربانی صرف اللہ کے لئے ہے | قربانی بطور عبادت ہر شریعت میں رہی ہے اگرچہ مختلف شریعتوں میں قربانی کے طریقے، ان کے اوقات، ان کے مقامات کچھ مختلف تھے مثلاً اہل کتاب میں قربانی کا طریقہ یہ تھا کہ کھانے کے لائق گوشت کو الگ کر کے رکھ دیا جاتا تھا آسمان سے ایک آگ آتی تھی جو اس کو جلادیتی تھی جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ قربانی کرنے والے کی قربانی قبول ہوگئی ہے اسکو آتشی یا سوختنی قربانی کہا جاتا تھا۔ لیکن تمام شریعتوں میں یہ بات مشترک رہی ہے کہ قربانی صرف اللہ کے لئے۔ غیراللہ کے لئے قربانی کبھی بھی کسی شریعت میں جائز نہیں رہی ہے۔

قربانی کی روح یہ ہے کہ اللہ کے لئے قربانی کرتے ہوئے عاجزانہ روش اختیار کرے۔ تکبر نہ ہو، غرورِ نفس نہ ہو، اس کی بندگی پر مطمئن اور اس کے فیصلوں پر راضی ہو۔ ایسے لوگوں کو اے پیغمبرؐ! رضائے الٰہی کی بشارت دیجئے۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ

الَّذِيْنَ	اِذَا	ذُكِرَ + اللّٰهُ	وَجِلَتْ	قُلُوْبُهُمْ	وَالصّٰبِرِيْنَ
وہ جو	جب	اللہ کا نام لیا جائے	ڈر جاتے ہیں	ان کے دل	اور صبر کرنے والے

وہ (جن کی کیفیت یہ ہے) جب اللہ کا نام لیا جائے ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور وہ صبر کرنے والے ہیں

عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۳۵

عَلٰى	مَاۤ اَصَابَهُمْ	وَالْمُقِيْمِي	الصَّلٰوةِ	وَمِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ
پر	جو انہیں پہنچے	اور قائم کرنیوالے	نماز	اور اس میں سے جو	ہم نے انہیں دیا	وہ خرچ کرتے ہیں

اس پر جو انہیں پہنچے، اور نماز قائم کرنے والے ہیں، اور جو ہم نے انہیں دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں

۳۵ اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ خَافَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ مِنَ الْبَلَايَا وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ فِيْ اَوْقَاتِهَا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ يَتَصَدَّقُوْنَ

۳۵ وہ کہ جب ان کے روبرو اللہ کا نام آتا ہے تو انکے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور وہ صبر کرتے ہیں ان مصیبتوں پر جو ان کو پہونچتی ہیں۔

اور نماز کو وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔

تشریح

۳۵ اللہ کے سامنے جھکنے والوں کے اوصاف | اللہ کے آگے جھکنے والوں اور عاجزی کرنے والوں کے اوصاف یہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کے ذکر کی عظمت سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اللہ کے راستے میں ہر مشکل اور مصیبت کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ اللہ کے گھر تک پہنچنے کے لئے بھی ہر طرح کی دشواریوں کو برداشت کرتے ہیں، نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اللہ کے دین کے لئے اپنا مال خرچ کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ بیت اللہ کی زیارت کے شوق میں سفر کی دشواریاں اور مال کو خرچ کرنا ان کے لئے مشکل نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرکے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ کا دیا ہوا مال وہی ہے جو حلال راستے سے آئے۔ مالِ حرام اللہ کا عطا کیا ہوا نہیں ہے بلکہ انسان کے اپنے غلط کسب کا نتیجہ ہے۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے مراد اہل و عیال کی جائز ضرورتیں پورا کرنا بھی ہے اور حاجت مندوں اور رشتہ داروں پر صرف کرنا بھی۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ

وَالْبُدْنَ	جَعَلْنٰهَا	لَكُمْ	مِّنْ	شَعَآئِرِ
اور قربانی کے اونٹ	ہم نے مقرر کئے	تمہارے لئے	سے	شعائر

اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) مقرر کئے

اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

اللّٰهِ	لَكُمْ	فِيْهَا	خَيْرٌ	فَاذْكُرُوْا	اسْمَ + اللّٰهِ
اللہ	تمہارے لئے	اسمیں	بھلائی	پس لو	اللہ کا نام

تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے، پس اللہ کا نام لو (ذبح کرتے وقت)

عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

عَلَيْهَا	صَوَآفَّ	فَاِذَا	وَجَبَتْ	جُنُوْبُهَا	فَكُلُوْا	مِنْهَا	وَ
ان پر	قطار باندھ کر	پھر جب	گرجاویں	انکے پہلو	تو کھاؤ	ان سے	اور

ان پر قطار باندھ کر پھر جب ان کے پہلو (زمین پر) گرجائیں (ذبح ہوجائیں) تو ان میں سے (خود بھی) کھاؤ

اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

اَطْعِمُوْا	الْقَانِعَ	وَالْمُعْتَرَّ	كَذٰلِكَ	سَخَّرْنٰهَا	لَكُمْ
کھلاؤ	سوال نہ کرنیوالے	اور سوال کرنے والے	اسی طرح	ہم نے انہیں مسخر کیا	تمہارے لئے

اور کھلاؤ سوال نہ کرنے والوں کو اور سوال کرنے والوں کو، اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر (زیر فرمان) کیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ	لَنْ	يَّنَالَ	اللّٰهَ
تاکہ تم	شکر کرو	ہرگز نہیں	پہنچتا	اللہ کو

ہے تاکہ تم شکر کرو (احسان مانو) اللہ کو ہرگز نہیں پہنچتا ان کا

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى

لُحُوْمُهَا	وَ	لَا دِمَآؤُهَا	وَلٰكِنْ	يَّنَالُهُ	التَّقْوٰى
ان کا گوشت	اور	نہ ان کا خون	اور لیکن (بلکہ)	اس کو پہنچتا ہے	تقویٰ

گوشت اور نہ ان کا خون بلکہ اس کو پہنچتا ہے تقوےٰ

مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ

مِنْكُمْ	كَذٰلِكَ	سَخَّرَهَا	لَكُمْ	لِتُكَبِّرُوا	اللّٰهَ
تم سے	اسی طرح	ہم نے انہیں مسخر کیا	تمہارے لئے	تاکہ تم بڑائی سے یاد کرو	اللہ

(تمہارے دلوں کی پرہیزگاری) اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر (زیر فرمان) کیا تاکہ تم اللہ کو بڑائی سے یاد کرو

عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۷

عَلٰى	مَا	هَدٰىكُمْ	وَبَشِّرِ	الْمُحْسِنِيْنَ
پر	جو	اس نے ہدایت دی تمہیں	اور خوشخبری دیں	نیکی کرنے والے

اس پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی، اور نیکی کرنے والوں کو خوشخبری دیں۔

۳۶ وَالْبُدْنَ جَمْعُ بَدَنَةٍ وَهِيَ
الْاِبِلُ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ
شَعَآئِرِ اللّٰهِ اَعْلَامِ دِيْنِهٖ لَكُمْ فِيْهَا
خَيْرٌ نَفْعٌ فِى الدُّنْيَا كَمَا تَقَدَّمَ وَاَجْرٌ
فِى الْعُقْبٰى فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهَا عِنْدَ نَحْرِهَا صَوَآفَّ قَآئِمَةً
عَلٰى ثَلٰثٍ مَعْقُوْلَةِ الْيَدِ الْيُسْرٰى
فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا سَقَطَتْ اِلَى
الْاَرْضِ بَعْدَ النَّحْرِ وَهُوَ وَقْتُ الْاَكْلِ
مِنْهَا فَكُلُوْا مِنْهَا اِنْ شِئْتُمْ وَاَطْعِمُوا
الْقَانِعَ الَّذِىْ يَقْنَعُ بِمَا يُعْطٰى وَلَا يَسْاَلُ
وَلَا يَتَعَرَّضُ وَالْمُعْتَرَّ اَلسَّآئِلُ اَوِ
الْمُتَعَرِّضُ كَذٰلِكَ اَىْ مِثْلَ ذٰلِكَ
التَّسْخِيْرِ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ بِاَنْ تُنْحَرَ
وَتُرْكَبَ وَاِلَّا لَمْ تُطِقْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ۝ اِنْعَامِىْ عَلَيْكُمْ
۳۷ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
وَلَا دِمَآؤُهَا اَىْ لَا يُرْفَعَانِ
اِلَيْهِ وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى
مِنْكُمْ اَىْ يُرْفَعُ اِلَيْهِ

۳۶ اور ہم نے اونٹوں کو تمہارے واسطے اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے بنایا۔ تمہارے لئے انہیں بہتری ہے یعنی دنیا میں نفع جو پہلے مذکور ہوا اور آخرت میں ثواب۔

سو اللہ کا نام لو اُن کو ذبح کرتے وقت اس حال میں کہ وہ کھڑے ہونے والے ہوں تین پیر پر اور ایک پیر رسی میں بندھا ہو۔ سو جس وقت ذبح کرنے کے بعد وہ زمین پر کروٹوں پر گر جاویں جو ان کے کھانے کا وقت ہے تو کھاؤ تم اس میں سے اگر چاہو۔
اور کھلاؤ اس محتاج کو جو مانگتا نہیں پھرتا اور نہ اس نیت سے سامنے آتا ہے۔ اور جو کچھ اس کو دیا جاتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ اور اس محتاج کو جو مانگتا پھرتا ہے یا اس نیت سے سامنے آتا ہے۔ ہم نے اس طرح ان جانوروں کو تمہارا فرماں بردار کر دیا ہے کہ وہ ذبح کیے جاویں اور ان پر سواری کی جاوے ورنہ تم سے یہ نہ ہو سکتا۔ تاکہ تم شکر کرو میری نعمتوں کا جو تم پر ہے۔

۳۷ اللہ کے پاس ان جانوروں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ولیکن اس کے پاس تمہارے وہ نیک عمل جو خاص اللہ کے لئے ہوں ایمان کے ساتھ پہنچتے ہیں۔

مِنْكُمُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ الْخَالِصُ لَهُ مَعَ الْإِيمَانِ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ أَرْشَدَكُمْ لِمَعَالِمِ دِينِهِ وَمَنَاسِكِ حَجِّهِ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ○ أَيِ الْمُوَحِّدِينَ

اسی طرح ان کو تمہارے تابع کیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو اس پر جو اس نے تم کو اپنے دین کی نشانیاں اور حج کے احکام بتلائے۔

اور اے محمد اہل توحید کو بشارت دو۔

تشریح

(۳۶) قربانی کے اونٹ وغیرہ بھی شعائراللہ میں سے ہیں مذکورہ بالا آیت میں شعائراللہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے۔ قربانی کے جانور اونٹ گائے وغیرہ یہ بھی شعائراللہ میں سے ہیں جنکو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں بہت سے دینی اور دنیوی فائدے ہیں۔

○ اصل میں زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے اور ہمارا اس میں تصرف صرف امانت کے طور پر ہے۔ ہم جن جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس کو اللہ کے نام پر قربان کرنے میں اللہ کی برتری اور اس کی ملکیت کا اظہار ہے اس کی نعمت کا شکر بھی ہے۔ اللہ پر ایمان لاکر اور اس کے آگے سرتسلیم خم کرکے انسان اپنے نفس کو قربان کرتا ہے۔ نماز اور روزے کی عبادتوں کے ذریعے جسم کی طاقتوں کو قربان کرتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرکے اللہ کے دیئے ہوئے مال کی قربانی کرتا ہے۔ اسی طرح جہاد کے ذریعہ اپنے جسم کی طاقت، ذہنی صلاحیت اور وقت کو قربان کرتا ہے۔ قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اس طرح جانوروں کی قربانی کے ذریعے اللہ کی بڑائی اور عظمت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اپنے پیدا کئے ہوئے جانوروں کو ہماری خدمت پر مامور کر دیا ہے۔ ہم کسی سے سواری کا، کسی سے زراعت کا کام لیتے ہیں، کسی کا دودھ پیتے ہیں، کسی کا گوشت کھاتے ہیں۔ جانوروں کی ایک ایک چیز سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس طرح قربانی میں ہمارا دینی اور اخلاقی اور دنیوی ہر طرح کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اونٹ کی قربانی کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ نحر ہے کہ اسکو قبلہ رُخ کھڑا کرکے اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینے پر زخم لگائیں جب سارا خون نکل جائے اور گر پڑے تب اس کا گوشت کاٹ کر استعمال کریں اور بہت سے اونٹ ہوں تو ان کو قطاریں کھڑا کریں جس سے عبادت الٰہی کی شان ظاہر ہو پھر اسکا گوشت خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں خواہ وہ قناعت پسند ہوں یا سائل۔

(۳۷) روح قربانی قربانی کی اصل روح دل کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور وہی اللہ کو مطلوب ہے۔ ورنہ جہاں تک قربانی کا گوشت اور خون ہے وہ تو یہیں رہ جاتا ہے۔ قربانی کے ذریعے اللہ کی عظمت کا اعتراف بھی ہے کہ اس نے جانوروں کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ہے جبکہ ان سب چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے۔ قربانی کرتے وقت جو دُعا کی جاتی ہے وہ اسی مقصد اور روح کو ظاہر کرتی ہے کہ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ (اے اللہ یہ آپ ہی کا مال ہے اور آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہے)

جسطرح نماز روزہ فرض ہے اسی طرح صاحب استطاعت پر قربانی بھی واجب اور لازم ہے کہ وہ جبکہ صاحب مال ہے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر بعد نماز عید مقررہ جانوروں کی قربانی کرے ایسے نیکوکار لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے اجر کی بشارت ہے حدیث میں آتا ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے نہیں پاتا کہ اللہ کے یہاں قبول ہو جاتا ہے۔ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے ہر بال کے بدلے میں قربانی کرنے والے کو ایک نیکی عطا کی جائیگی۔ وہ مومن جس کو اللہ کی رضا کی فکر رہتی ہے اس موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیگا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع ۵ ع ۱۲

إِنَّ + اللّٰهَ	يُدٰفِعُ	عَنِ	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	إِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	كُلَّ	خَوَّانٍ	كَفُوْرٍ
بیشک اللہ	دور کرتا ہے	سے	جو لوگ (ایمان لائے مومن)	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	کسی تمام	دغاباز	ناشکرا

بیشک اللہ دور کرتا ہے مومنوں سے (دشمنوں کے ضرر) بیشک اللہ کسی بھی دغاباز (خائن) ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

(۳۸) إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا غَوَائِلَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ فِيْ أَمَانَتِهٖ كَفُوْرٍ ○ لِنِعْمَتِهٖ وَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ الْمَعْنٰى أَنَّهٗ يُعَاقِبُهُمْ

(۳۸) بیشک اللہ دفع کرتا ہے اہل ایمان سے مشرکین کے مکر اور ایذا رسانی کو بیشک اللہ کو پسند نہیں ہر ایک امانت میں خیانت کرنے والا اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا۔ اور مراد اس سے مشرکین ہیں حاصل یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب دیگا۔

تشریح

(۳۸) فساد نہیں اصلاح، اور یہی اللہ کو پسند ہے | اللہ کے دین کے لئے اہل ایمان مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے اہل باطل کے ظلم و ستم برداشت کرتے رہے اور آخر کار ان کو اللہ کے دین کے لئے اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کرنی پڑی مگر اہل باطل کی شرارتیں ہجرت کے بعد بھی جاری رہیں اور انھوں نے اہل ایمان کا پیچھا نہ چھوڑا یہاں تک کہ حرم مکہ جہاں سب کو چاہے وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر کا حج و زیارت کی اجازت ہے اس کے دروازے بھی اہل ایمان کے لئے بند کر دیئے گئے جیسا کہ اوپر آیت ۲۵ میں اس کا بیان گزرا ہے کہ

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ۔ (جن لوگوں نے کفر کیا اور جو آج اللہ کے راستے روک رہے ہیں اور اس مسجد حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے بنایا ہے جسمیں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں) حج کی نعمت سے محروم کرنے پر اہل ایمان میں جو اضطراب تھا اور وہ سخت بےچینی محسوس کر رہے تھے اسکو دور کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ وہ انتقام اور فساد کی نیت سے نہیں بلکہ اصلاح کی نیت سے اس صورتحال کو بدلنے کی جدوجہد کریں اور اس جدوجہد میں اللہ کی مدد اہل ایمان کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ انکی نعمتوں کی ناشکری کی جائے اس لئے وہ حق پرستوں کی تائید کرتے ہیں۔ اس بشارت اور تسلی اور اطمینان کے ساتھ قربانی کا طریقہ جاری کر کے اس کو ایک مستقل سنتِ ابراہیمی کی حیثیت دیدی تاکہ جس کو حج کا موقعہ نہ ملے وہ بھی اللہ کی نعمت کا شکر اور اس کی کبریائی کا اظہار کر سکے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ (بیشک اللہ تعالیٰ مدافعت کرتے ہیں) اہل حق کے لئے ایک بڑی بشارت اور دل کو مضبوط کرنے والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن کی تدبیروں کا اور ان کی چالاکیوں کا توڑ کرتے رہتے ہیں اور اہل حق کو ان کے ضرر سے بچاتے ہیں۔ غارِ ثور میں لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اسی تائید الٰہی کا اظہار ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرُۨ ﴿۳۹﴾

لَقَدِیْرُ	عَلٰی ۔ نَصْرِہِمْ	اللّٰہَ	وَاِنَّ	ظُلِمُوْا	بِاَنَّہُمْ	یُقٰتَلُوْنَ	لِلَّذِیْنَ	اُذِنَ
ضرور قدرت رکھتا ہے	انکی مدد پر	اللہ	اور بیشک	ان پر ظلم کیا گیا	کیونکہ وہ	جن سے لڑتے ہیں	ان لوگوں کو	اِذن دیا گیا

ان لوگوں کو اِذن (جہاد) دیا گیا جن سے (کافر) لڑتے ہیں کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بیشک اللہ ان کی مدد پر ضرور قدرت رکھتا ہے۔

(۳۹) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ اَیْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ
اَنْ یُقَاتِلُوْا وَھٰذَا اَوَّلُ اٰیَۃٍ
نُزِلَتْ فِی الْجِہَادِ بِاَنَّہُمْ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّہُمْ
ظُلِمُوْا بِظُلْمِ الْکَافِرِیْنَ اِیَّاھُمْ وَ
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ○

(۳۹) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ الخ۔ اذن دیا گیا مسلمانوں کو لڑنے کا اس وجہ سے کہ کافروں نے ان پر ظلم کیا (یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارہ میں نازل ہوئی) اور بے شک اللہ قادر ہے مسلمانوں کی مدد کرنے پر۔

تشریح

(۳۹) قتال فی سبیل اللہ کی اجازت | اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو آزادی دی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جس راہ پر چلنا چاہے چلے البتہ اس کو آگاہ کر دیا ہے کہ حق کا راستہ کونسا ہے اور کونسا راستہ ہے جو غلط ہے۔ دونوں کا انجام بھی بتا دیا ہے، انسان کو علم سمجھ اور شعور عطا کیا ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر علم کی روشنی میں اپنی راہ کا انتخاب کرے۔ اللہ کی عطا کردہ اس آزادی کو، کسی کو چھیننے کا حق نہیں ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کے راستے میں روڑے اٹکائے، مذہب اور ضمیر کی آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے، لیکن ایسا ہر دور میں ہوتا رہا ہے کہ اللہ کی دی ہوئی اس آزادی کو اپنی طاقت کے بل بوتے پر یا عیاری و مکاری سے خود انسانوں ہی کے کسی گروہ نے چھیننے کی کوشش کی۔ اس طاقتور گروہ کا مقابلہ کرنے انسانی آزادی کو بحال کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کا نام جہاد ہے۔ جہاد کا آغاز اپنے نفس سے ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو سدھارا جائے۔ پھر مرحلہ بہ مرحلہ ہوتے ہوئے ایک وقت آتا ہے کہ طاقت کا مقابلہ طاقت سے کیا جائے۔

اس آیت میں اہل ایمان کو اجازت دی جا رہی ہے کہ مکہ میں رہتے ہوئے بہت ظلم و ستم برداشت کئے جا چکے، گھر چھوڑ کر آئے تو اب بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑا جا رہا ہے اگرچہ تم بہت تھوڑے ہو گنتی میں بہت کم ہو کل ملا کر مہاجر و انصار تمام اہل ایمان کی تعداد ۱ھ کے آخیر میں زیادہ سے زیادہ ایک ہزار تک پہنچی تھی۔ ان کو اجازت دی جا رہی ہے کہ اب تم طاقت کا مقابلہ طاقت سے کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری پشت بناہی کے لئے تمہارے ساتھ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حق پرستوں کی نصرت و امداد فرماتے ہیں۔

دوسری طرف یہ فرما کر کہ ہم تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ مخالفین کو بھی ایک طرح سے وارننگ دی جا رہی ہے کہ تمہارا مقابلہ ان مٹھی بھر نہتے فاقہ مست بے سرو سامان اہل ایمان سے نہیں ہے بلکہ مقابلہ اللہ تعالیٰ سے ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔

جو کمزور کو طاقتور پر غالب کر سکتا ہے۔

إِلَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن

نِالَّذِيْنَ	اُخْرِجُوْا	مِنْ	دِيَارِهِمْ	بِغَيْرِ + حَقٍّ	اِلَّآ	اَنْ
جو لوگ	نکالے گئے	سے	اپنے گھر (جمع)	ناحق	مگر صرف	یہ

جو لوگ نکالے گئے اپنے شہروں سے ناحق صرف (اس بنا پر) کہ

يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

يَقُوْلُوْا	رَبُّنَا	اللّٰهُ	وَ + لَوْ	لَا دَفْعُ	اللّٰهِ	النَّاسَ
وہ کہتے ہیں	ہمارا رب	اللہ	اور اگر	دفع نہ کرتا	اللہ	لوگ

وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ دفع نہ کرتا لوگوں کو

بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لَهُدِّمَتْ	صَوَامِعُ	وَبِيَعٌ	وَصَلَوٰتٌ
ان کے بعض (ایک کو)	بعض (دوسرے) سے	تو ڈھا دیے جاتے	صومعے	اور گرجے	اور عبادت خانے

ایک کو دوسرے سے تو صومعے (راہبوں کے خلوت خانے) اور (نصاریٰ کے) گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے

وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ

وَ مَسٰجِدُ	يُذْكَرُ + فِيْهَا	اِسْمُ + اللّٰهِ	كَثِيْرًا	وَلَيَنْصُرَنَّ	اللّٰهُ
اور مسجدیں	ذکر کیا جاتا (لیا جاتا) ہے	اللہ کا نام	بہت بکثرت	اور البتہ ضرور مدد کریگا	اللہ

اور (مسلمانوں کی) مسجدیں ڈھا دی جاتیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ اور البتہ اللہ ضرور اسکی مدد

مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾

مَنْ	يَّنْصُرُهٗ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَقَوِيٌّ	عَزِيْزٌ	
جو	اسکی مدد کرتا ہے	بیشک	اللہ	قدرت والا (توانا)	غالب	

کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے گا بیشک اللہ توانا، غالب ہے۔

(۴۰) اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ فِي الْاِخْرَاجِ مَا اَخْرَجُوْا اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا اَيْ بِقَوْلِهِمْ رَبُّنَا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَ هٰذَا الْقَوْلُ حَقٌّ وَالْاِخْرَاجُ بِهٖ اِخْرَاجٌ بِغَيْرِ حَقٍّ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

(۴۰) وہ کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ ان کو صرف اس وجہ سے نکالا گیا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب ایک ہے سو یہ بات سچی ہے اس وجہ سے نکالنا بلاشک ناحق نکالنا ہے۔

اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے تو

بَدَلُ بَعْضٍ مِنَ النَّاسِ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ بِالتَّشْدِيْدِ لِلتَّكْثِيْرِ وَبِالتَّخْفِيْفِ صَوَامِعُ لِلرُّهْبَانِ وَبِيَعٌ كَنَائِسُ النَّصَارٰى وَصَلَوٰتٌ كَنَائِسُ لِلْيَهُوْدِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَمَسٰجِدُ لِلْمُسْلِمِيْنَ يُذْكَرُ فِيْهَا اَىِ الْمَوَاضِعُ الْمَذْكُوْرَةُ اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَتَنْقَطِعُ الْعِبَادَاتُ بِخَرَابِهَا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اَىْ يَنْصُرُ دِيْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَلٰى خَلْقِهٖ عَزِيْزٌ ○ مَنِيْعٌ فِىْ سُلْطَانِهٖ وَقُدْرَتِهٖ

عابدوں کے عبادت خانے اور نصاریٰ کے گرجا اور یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں کہ جنمیں اللہ کا بہت نام لیا جاتا ہے گرا دئے جائیں اور ان کی ویرانی سے عبادتوں میں خلل پڑجاوے۔

اور بے شبہ اللہ اسکی مدد کرتا ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرے۔ بیشک اللہ اپنی مخلوق پر غالب اپنی بادشاہت اور قدرت میں زور والا ہے۔

تشریح

(۴۰) اللہ کے وفاداروں پر زیادتی اور اس کا علاج — مکے میں اللہ کے یہ وفادار بندے جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے تھے اور ایمان لانے کے سوا ان کا کوئی اور قصور نہ تھا ان پر طرح طرح سے ظلم ڈھائے گئے اور ان کو اپنا گھر بار چھوڑ کر نکلنا پڑا۔ ان مہاجرین پر کیسے کیسے ستم ہوئے ہیں اس کے واقعات پڑھ کر دل تڑپ اٹھتا ہے۔

○ حضرت صہیب رومی مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے لگے تو دشمنوں نے ان کا سارا مال ان سے چھین لیا اور جب وہ مدینہ پہنچے تو ان کے تن کے کپڑوں کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

○ حضرت ام سلمہ اور ان کے شوہر ابوسلمہ ہجرت کرنے لگے تو ام سلمہ کے قبیلے بنی مغیرہ نے ان کو روک لیا اور ابوسلمہ سے کہا کہ تم ہماری لڑکی کو لیکر نہیں جا سکتے۔ مجبوراً بیوی کو چھوڑا اور بچے کو ساتھ لیا تھوڑا آگے چلے تو ابوسلمیٰ کے خاندان والے بنی عبدالاسد راستہ روک کر کھڑے ہو گئے کہ بچہ ہمارے قبیلے کا ہے تم اس کو نہیں لے جا سکتے۔ ام سلمیٰ ایک سال تک مکے میں شوہر اور بچے کے غم میں تڑپتی رہیں۔

اس طرح کے دل ہلا دینے والے واقعات تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ ایک گروہ کے ظلم وستم کو دوسرے گروہ کے ذریعہ ختم کرتا رہتا ہے۔ کسی ایک گروہ کو ہمیشہ اقتدار میں رہنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ ورنہ تو یہ ہوتا کہ لوگوں کا جینا دوبھر ہو جاتا اور عبادت گاہیں تک ظالم لوگوں کے ظلم سے محفوظ نہ رہتیں جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے:۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

(اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین میں فساد مچ جاتا مگر اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے) (آیت ۲۵۱ پارہ ۲) اسلئے اللہ نے دنیا کا نظام کچھ ایسا بنایا ہے کہ ہر شخص اور جماعت اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو اپنی حمایت دیکر بدی کے مقابلے میں کھڑا کرتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو شریر لوگوں کی کثرت زمین پر نیکی کا نام ونشان مٹا دیتی جہاد اسی بدی کے مقابلے کی ایک صورت ہے اور شریر لوگوں کا یہی مؤثر علاج ہے کہ طاقت کا مقابلہ طاقت سے کیا جائے ورنہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ لوگوں کو نیکی پر لانے اور اللہ کے نازل کئے ہوئے دین کی مدد جس کو اللہ تعالیٰ حوصلہ افزائی کے لئے اپنی مدد فرمارہے ہیں حالانکہ وہ کسی کی مدد کے محتاج نہیں ہیں سب انہیں کے محتاج ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے طاقت والے ہیں بڑے زبردست ہیں۔ لیکن ایسا کرنا خود انسانوں کی فلاح کے لئے بہتر ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا

اَلَّذِيْنَ	اِنْ	مَّكَّنّٰهُمْ	فِي	الْاَرْضِ	اَقَامُوا
وہ لوگ جو	اگر	ہم دسترس دیں انہیں	میں	زمین (ملک)	وہ قائم کریں

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں ملک میں دسترس (اختیار) دیں تو نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا

الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	وَاَمَرُوْا	بِالْمَعْرُوْفِ	وَنَهَوْا
نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	اور حکم دیں	نیک کاموں کا	اور وہ روکیں

قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برائی سے

عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۴۱ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

عَنِ	الْمُنْكَرِ	وَلِلّٰهِ	عَاقِبَةُ	الْاُمُوْرِ	وَاِنْ	يُّكَذِّبُوْكَ
سے	برائی	اور اللہ کیلئے	انجام کار	تمام کام	اور اگر	تمہیں جھٹلائیں

روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے لئے ہے اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝۴۲

فَقَدْ كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمُ	نُوْحٍ	وَّعَادٌ	وَّثَمُوْدُ
تو جھٹلایا	ان سے قبل	قوم	نوح	اور عاد	اور ثمود

توان سے قبل جھٹلایا نوحؑ کی قوم نے اور عاد اور ثمود نے۔

(۴۱) اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ بِنَصْرِهِمْ عَلٰى عَدُوِّهِمْ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ جَوَابُ الشَّرْطِ وَهُوَ جَوَابُهٗ صِلَةُ الْمَوْصُوْلِ وَيُقَدَّرُ قَبْلَهُ هُمْ مُبْتَدَاٌ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اَيْ اِلَيْهِ مَرْجِعُهَا فِي الْاٰخِرَةِ

(۴۱) جنکو نکالا گیا وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انکو زمین میں قدرت اور قوت دیں اسطرح کہ ان کے دشمنوں پر ان کو غلبہ دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور بھلی بات کا حکم کریں اور بُری بات سے منع کریں۔ (شرط اپنے جواب سے ملکر صلہ موصول کا ہے)

اور اللہ ہی کی طرف سب کام آخرت میں رجوع کئے جائیں گے۔

(۴۲) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ تَسْلِيَةٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ تَانِيْثُ قَوْمٍ

(۴۲) اور اگر وہ کافر تم کو جھٹلاویں تو ان سے پہلے نوح کی قوم نے

بِاعْتِبَارِ الْمَعْنٰی وَعَادٌ قَوْمُ هُوْدٍ وَّثَمُوْدُ ○ قَوْمُ صٰلِحٍ

اور عاد یعنی قوم ہود نے۔
اور ثمود یعنی قوم صالح نے۔

تشریح

(۴۱) اللہ کی زمین پر انتظام کا معاملہ | اللہ تعالیٰ نے اپنی اس زمین پر انسان کو اپنے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے بھیجا ہے اگرچہ اسے کچھ محدود معاملات میں آزادی دی ہے۔ کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا ہے مگر وہ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس کی زمین پر وہ لوگ انتظام چلانے والے ہوں جو اللہ کی بخشی ہوئی قوتوں اور قابلیتوں کو لوگوں کی بھلائی کے لئے استعمال کریں اور اس کی بنائی ہوئی دنیا کو بگاڑنے کی کوشش نہ کریں اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (اللہ تعالیٰ اپنی زمین پر فساد کو پسند نہیں کرتے۔ جب انسانوں کا کوئی گروہ تعمیر کے بجائے تخریب کی طرف چل پڑتا ہے عدل وانصاف کے بجائے اللہ کے بندوں پر زیادتیاں کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہلکے سے جھٹکے دیکر ایسے گروہ کو پہلے سنبھلنے کا موقع دیتے ہیں اور اگر وہ پھر بھی اصلاح کے بجائے فساد کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو انسانوں میں سے ہی دوسرے گروہ کو کھڑا کر دیتے ہیں جو پہلے گروہ کو ہٹا کر ان کی جگہ سنبھال لیتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں شروع سے یہی ہوتا رہا ہے اور قیامت تک یہی ہوتا رہیگا۔

مذکورہ آیت سے اوپر آیت ۴۰ میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا ہے اور ایک ہی گروہ کو ہمیشہ رہنے کا پٹہ ملجائے تو قلعے اور ایوانِ سیاست ہی نہیں اور صنعت وتجارت کے مرکز ہی نہیں بلکہ عبادت گاہیں بھی ایسے لوگوں کے دست برد سے نہ بچ پائیں۔

حضرت محمدؐ کی بعثت کے وقت دنیا کے حالات بہت زیادہ بگڑ چکے تھے شرافت وانسانیت عدل وانصاف کہیں کونے میں سر چھپائے ہوئے تھے اور ہر طرف بدکرداری بداخلاقی اور ظلم وستم کا دور دورہ تھا۔ بڑی بڑی عظیم سلطنتوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہؐ کی قیادت میں اہلِ ایمان کی ایک جماعت تیار کی جو اپنے اخلاق وکردار حسنِ عمل اور اللہ پر ایمان ان سب چیزوں کے اعتبار سے ایسی جماعت تیار ہوگئی کہ اب وہ اللہ کی زمین کے انتظام کو اسطرح سنبھال سکے کہ تخریب کے بجائے تعمیر ظلم کے بجائے انصاف اور بدامنی کے بجائے امن وامان قائم کرسکے اللہ کا ذکر کرنے والے اس حکومت کے سائے میں اطمینان وسکون کے ساتھ رہ سکیں اور کسی ظالم کو ان پر دست درازی کی جرأت نہ ہو

یہ مہاجرین کی وہ چھوٹی سی جماعت تھی جن کو گھروں سے نکالا گیا تھا۔ اب وہ اس قابل تھے کہ اگر ان کو اقتدار ملے تو وہ اللہ کے دین کا نظام اس زمین پر قائم کریں گے معروفات کو پھیلائیں گے منکرات سے روکیں گے اور اللہ کی زمین پر ایک بار پھر عدل وانصاف کی بہاریں چھا جائینگی۔ اللہ تعالیٰ اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ کمزوروں کے ذریعہ طاقت والوں کو مغلوب کردیں چنانچہ یہ مٹھی بھر اہلِ ایمان آندھی اور طوفان کی طرح اٹھے اور روم ویونان اور فارس کی سلطنتیں اجڑ کر رہ گئیں معاملات کا نتیجہ اللہ کے ہی دستِ قدرت میں ہے۔

(۴۲) باطل ہمیشہ حق کے ساتھ ٹکراتا رہا ہے | حضرت محمدؐ جس دین کی طرف لوگوں کو بلا رہے تھے اس کے ماننے میں اور اس پر چلنے میں ان کا اپنا ہی فائدہ تھا۔ رسول اللہؐ ان سے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن آپ کی ہمدردی اور خیرخواہی کے باوجود یہ لوگ مان کر نہیں دیتے تھے اس پر اللہ کے رسول کبھی دل گرفتہ بھی ہوجاتے تھے ان کو تسلی دی گئی کہ باطل کا حق کے ساتھ ٹکراؤ اور جھوٹ کا سچ کو جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر آج یہ لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ان کو جھٹلا چکی ہے ——— اسی طرح عاد اور ثمود، ان قوموں کا بھی یہی حال ہوا ہے کہ انہوں نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی تھی۔

وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ (۴۳) وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ج وَكُذِّبَ مُوْسٰى

وَقَوْمُ + اِبْرٰهِيْمَ	وَقَوْمُ + لُوْطٍ	وَ	اَصْحٰبُ + مَدْيَنَ	وَكُذِّبَ	مُوْسٰى
اور ابراہیمؑ کی قوم	اور قوم لوط	اور	مدین والے	اور جھٹلایا گیا	موسیٰؑ

اور ابراہیمؑ کی قوم نے اور قوم لوطؑ اور مدین والوں نے اور موسیٰؑ کو (بھی) جھٹلایا گیا

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (۴۴)

فَاَمْلَيْتُ	لِلْكٰفِرِيْنَ	ثُمَّ	اَخَذْتُهُمْ	فَكَيْفَ	كَانَ	نَكِيْرِ
پس میں نے ڈھیل دی	کافروں کو	پھر	میں نے انہیں پکڑ لیا	تو کیسا	ہوا	میرا انکار

پس میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا، تو کیسا ہوا میرے انکار (کا انجام)

(۴۳) وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ○
(۴۴) وَاَصْحٰبُ مَدْيَنَ قَوْمُ شُعَيْبٍ
وَكُذِّبَ مُوْسٰى كَذَّبَهُ الْقِبْطُ
لَا قَوْمُهُ بَنُوْا اِسْرَآئِيْلَ اَيْ كَذَّبَ
هٰؤُلَآءِ رُسُلَهُمْ فَلَكَ اُسْوَةٌ بِهِمْ
فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْهَلْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ
الْعِقَابِ لَهُمْ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ بِالْعَذَابِ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيْرِ ○ اَيْ اِنْكَارِيْ عَلَيْهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمْ
بِاِهْلَاكِهِمْ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ اَيْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهُ

(۴۳) اور قوم ابراہیم اور قوم لوط،

(۴۴) اور مدین کے رہنے والوں یعنی قوم شعیب نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔ اور موسیٰؑ بھی جھٹلایا گیا۔ یعنی اسکو قبطیوں نے جھٹلایا نہ کہ اس کی قوم بنی اسرائیل نے۔ حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے تم کو اس بارہ میں انہیں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ انمیں تسلی دیگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ سو میں نے کافروں کو مہلت دی کہ عذاب کو ان سے مؤخر کیا پھر میں نے انکو عذاب میں گرفتار کیا سو میرا عذاب ان پر بسبب انکی تکذیب کے باموقع ہوا کہ وہ ہلاک کیے گئے۔

تشریح

(۴۳) قوم ابراہیم اور قوم لوط نے بھی جھٹلایا | یہی حال حضرت ابراہیم کا ہوا کہ ان کی قوم نے بھی ان کی بات مان کر نہ دی یہاں تک کہ ان کو آگ میں بھی ڈال دیا اور ان کو وطن چھوڑ کر جانا پڑا۔ یہی معاملہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے اور ہاران کے بیٹے حضرت لوطؑ کے ساتھ ہوا۔ انکی قوم اپنی گندی حرکتوں سے باز نہ آئی اور آخر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

(۴۴) انمیں سے کسی بھی قوم کو فوراً نہیں پکڑا گیا | مذکورہ پیغمبروں کے علاوہ مدین والوں کا حال بھی یہی ہوا جن کی طرف حضرت شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کو مصر کے قبطیوں نے جھٹلایا اور ان پر ایمان نہیں لائے۔ ان میں سے کسی قوم کے ساتھ بھی ایسا نہیں ہوا کہ جیسے ہی انھوں نے پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کیا فوراً ان پر پکڑ آ گئی ہو بلکہ ان کو مہلت دی گئی سنبھلنے کا موقعہ دیا گیا اور گرفت اس وقت کی گئی جب انصاف کے تمام تقاضے پورے ہو گئے۔ اب یہی معاملہ مکہ والوں کا بھی ہوگا کہ ان کو مہلت دیکر سوچنے سنبھلنے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو اس سے پہلے جو انجام پچھلی قوموں کا ہو چکا ہے وہی ان کا بھی ہوگا۔ پھر دیکھ لو ان قوموں کی حالت کیا ہو گئی تھی۔ جو ہماری ڈھیل سے دھوکہ کھا کر یہ سمجھ رہے تھے کہ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ان کی اس روش پر جب اللہ کا غضب بھڑکا تو حال یہ ہو گیا کہ پہچانا بھی نہیں جاتا تھا کہ یہ وہی قوم ہے جو ایک دن زمین پر دندناتی پھرتی تھی۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

فَكَاَيِّنْ	مِّنْ + قَرْيَةٍ	اَهْلَكْنٰهَا	وَهِيَ	ظَالِمَةٌ	فَهِيَ	خَاوِيَةٌ	عَلٰى
تو کتنی	بستیاں	ہم نے ہلاک کیا انہیں	اور وہ یہ	ظالم	کر دہ یہ	گری پڑی	پر

سو کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کیا اور وہ ظالم تھیں۔ تو یہ (اب) اپنی چھتوں پر

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

عُرُوْشِهَا	وَبِئْرٍ	مُّعَطَّلَةٍ	وَّقَصْرٍ	مَّشِيْدٍ	اَفَلَمْ + يَسِيْرُوْا	فِي
اپنی چھتیں	اور کنوئیں	بے کار	اور بہت محل	گچ کاری کے	کیا وہ چلتے پھرتے نہیں	میں

گری پڑی ہیں۔ اور (کتنے ہی) کنوئیں بے کار پڑے ہیں اور بہت سے گچ کاری کے (پختہ) محل (ویران پڑے ہیں) کیا وہ زمین

الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ

الْاَرْضِ	فَتَكُوْنَ	لَهُمْ	قُلُوْبٌ	يَّعْقِلُوْنَ	بِهَآ	اَوْ	اٰذَانٌ
زمین	جو ہو جاتے	ان کے	دل	وہ سمجھنے لگتے	ان سے	یا	کان (جمع)

میں چلتے پھرتے نہیں جو اُن کے دل (ایسے) ہو جاتے کہ ان سے سمجھنے لگتے یا ان کے کان (ایسے ہو جاتے کہ)

يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى

يَّسْمَعُوْنَ	بِهَا	فَاِنَّهَا	لَا تَعْمَى	الْاَبْصَارُ	وَلٰكِنْ	تَعْمَى
سننے لگتے	ان سے	کیونکہ درحقیقت	اندھی نہیں ہوتیں	آنکھیں	اور لیکن (بلکہ)	اندھے ہو جاتے ہیں

ان سے سننے لگتے، کیونکہ درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل جو

الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

الْقُلُوْبُ	الَّتِيْ	فِي	الصُّدُوْرِ
دل (جمع)	وہ جو	میں	سینوں

سینوں میں ہیں اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

﴿۴۵﴾ فَكَاَيِّنْ اَيْ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا
وَفِيْ قِرَاءَةٍ اَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
اَيْ اَهْلُهَا بِكُفْرِهِمْ فَهِيَ خَاوِيَةٌ
سَاقِطَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا سُقُوْفِهَا
وَكَمْ مِّنْ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ مَتْرُوْكَةٍ

﴿۴۵﴾ سو بہت گاؤں ہیں کہ ہم نے انکے رہنے والوں کو بسبب ان کے کفر اور ظلم کے ہلاک کیا کہ تمام مکانات کی چھتیں گر گئیں۔

اور بہت کوئیں کہ وہ بیکار ہو گئے بسبب مرنے ان کے مالکوں کے

بِمَوْتِ اَهْلِهَا وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ رَفِيعٍ خَالٍ بِمَوْتِ اَهْلِهٖ

اور بہت سے محل بلند کہ وہ خالی ہو گئے بسبب مر نے انکے رہنے والوں کے۔

(۴۶) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا اَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ مَا نَزَلَ بِالْمُكَذِّبِيْنَ قَبْلَهُمْ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا اَخْبَارَهُمْ بِالْاِهْلَاكِ وَخَرَابِ الدِّيَارِ فَيَعْتَبِرُوْا فَاِنَّهَا اَيِ الْقِصَّةَ لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ○ تَاكِيْدٌ

(۴۶) پس کیا یہ مکہ والے زمین میں نہیں پھرے کہ ان کے دل سمجھتے در عبرت پکڑتے پہلی امتوں کا حال دیکھ کر جنھوں نے جھٹلایا یا ان کی خبریں ہلاکی کی اور گھروں کی ویرانی کی سنکر عبرت پکڑتے

سو بات یہ ہے کہ انکی آنکھیں اندھی نہیں ولیکن ان کے دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

تشریح

(۴۵) ظالموں کی ویران بستیاں عبرت کا سامان بنی ہوئی ہیں | تمہیں کتنی ہی آبادیاں ملیں گی جہاں کے رہنے والوں نے ظلم کیا تھا آج وہ ظالم بستیاں ویران پڑی ہیں ان کے کھنڈرات دیکھ کر وہاں کے رہنے والوں کی خوشحالی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے بڑے بڑے محلات عالی شان مکانات قلعی چونے کے بنے ہوئے آج ویران کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کنوئیں بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ یہ سب اسلئے ہوا کہ وہاں کے رہنے والوں نے یہ بھلا دیا کہ :- ؎

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں

ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں !

(۴۶) نصیحت کے لئے عبرت کی نظر چاہئے | جو لوگ سفر کرتے رہتے ہیں تباہ شدہ بستیوں کے آثار دیکھتے ہیں ان کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے صرف اس نظر سے نہیں کر گزری ہوئی قوموں نے کیسے کیسے مکان بنائے آرٹ کے کیسے نمونے پیش کئے ان کا رہن سہن کیسا تھا، تہذیب کیسی تھی۔ ان چیزوں کو عبرت کی نظر سے دیکھنا چاہیئے لیکن اس کے لئے سمجھنے والا دل اور سننے والے کان ہونے چاہئیں۔ مگر جب آدمی دیکھتا ہے مگر عبرت کی نظر سے نہیں۔ سنتا ہے مگر نصیحت کے خیال سے نہیں محسوس کرتا ہے مگر آخرت کے نقطہ نظر سے نہیں تو اس کی رسائی حقیقت تک نہیں ہو پاتی۔

اصل میں آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔ بصارت نہیں بصیرت سے آدمی محروم ہو جاتا ہے۔ اصل میں ہر چیز کا مرکز انسان کا دل ہے اگر دل میں احساس ہو تو آنکھیں بھی کام کرتی ہیں اور کان بھی۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے نبی ﷺ نے فرمایا، اَلَا وَاِنَّ فِى الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ (بخاری کتاب الایمان) (اچھی طرح سمجھ لو کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو پورا بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے آگاہ رہو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔

عقیدے اور عمل کا محرک دل ہے اسلئے اللہ کے رسولوں نے سب سے پہلے دل کی اصلاح کی ہے جس سے انسان درست ہوئے اور پھر پورا سماج اور معاشرہ ٹھیک ہوتا چلا گیا۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ

وَ	يَسْتَعْجِلُوْنَكَ	بِالْعَذَابِ	وَلَنْ	يُّخْلِفَ	اللّٰهُ	وَعْدَهٗ	وَ
اور	وہ تم سے جلدی مانگتے ہیں	عذاب	اور ہرگز نہیں	خلاف کریگا	اللہ	اپنا وعدہ	اور

اور وہ تم سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور ہرگز اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا اور

اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ

اِنَّ	يَوْمًا	عِنْدَ + رَبِّكَ	كَاَلْفِ + سَنَةٍ	مِّمَّا	تَعُدُّوْنَ	وَكَاَيِّنْ
بیشک	ایک دن	تمہارے رب کے ہاں	ہزار سال کے مانند	اس سے جو	تم گنتے ہو	اور کتنی ہی

بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ہزار سال کے مانند ہے اس سے جو تم گنتے ہو (تمہارے حساب میں) اور کتنی ہی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ج

مِنْ + قَرْيَةٍ	اَمْلَيْتُ	لَهَا	وَهِيَ	ظَالِمَةٌ	ثُمَّ	اَخَذْتُهَا
بستیاں	میں نے ڈھیل کی	ان کو	اور وہ	ظالم	پھر	میں نے پکڑا انہیں

بستیاں ہیں، میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ ظالم تھیں۔ پھر میں نے انہیں پکڑا

ع ۶ ۱۲ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا

وَاِلَيَّ	الْمَصِيْرُ	قُلْ	يٰاَيُّهَا	النَّاسُ	اِنَّمَآ	اَنَا
اور میری طرف	لوٹ کر آنا	فرمادیں	اے لوگو	لوگو!	اس کے سوا نہیں	میں

اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ فرمادیں اے لوگو! اس کے سوا نہیں کہ میں تمہارے

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ ج فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

لَكُمْ	نَذِيْرٌ	مُّبِيْنٌ	فَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا
تمہارے لئے	ڈرانے والا	آشکارا	پس جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

لئے آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

الصّٰلِحٰتِ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّ	رِزْقٌ	كَرِيْمٌ	
اچھے	ان کے لئے	بخشش	اور	روزی	باعزت	

ان کے لئے بخشش اور باعزت روزی ہے۔

﴿۴۷﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ بِاِنْزَالِ الْعَذَابِ

﴿۴۷﴾ اور کافر تم سے عذاب آنے میں جلدی کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدہ عذاب بھیجنے کا کیا اس میں خلاف نہ کرے گا

فَاَنْجَزَهُ يَوْمَ بَدْرٍ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ
رَبِّكَ مِنْ اَيَّامِ الْاٰخِرَةِ بِالْعَذَابِ
كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ بِالتَّاءِ
وَالْيَاءِ فِي الدُّنْيَا.

(۴۸) وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا اَلْمُرَادُ اَهْلُهَا وَاِلَيَّ
الْمَصِيْرُ ○ اَلْمَرْجِعُ

(۴۹) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ وَاَنَا بَشِيْرٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

(۵۰) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ مِّنَ الذُّنُوْبِ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ هُوَ الْجَنَّةُ

سو اللہ نے عذاب کا وعدہ پورا کیا بدر کے دن۔ اور بیشک آخرت
میں کافروں کے عذاب کے لئے ایک دن مثل ہزار برس کے ہے
تیرے رب کے نزدیک اس حساب سے کہ تم دنیا میں شمار کرتے
ہو۔

(۴۸) اور بہت سے گاؤں ہیں کہ ہم نے ان کے رہنے والوں کو مہلت
دی باوجود انکی زیادتی اور ظلم کے پھر ہم نے انکو پکڑا اور میری
طرف ہی سب کو آنا ہے۔

(۴۹) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ الخ کہدو کہ اے لوگو یہ
بات ہے کہ میں صرف تمہارے لئے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اور اہل ایمان کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

(۵۰) سو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے لئے مغفرت ہے گناہوں
سے اور عمدہ روزی ہے یعنی جنت۔

تشریح

(۴۷) اللہ کے پیمانے ہمارے پیمانوں سے مختلف ہیں | حق کا انکار کرنے والے جلد بازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کے بارے میں تم بتا رہے ہو وہ آ کیوں نہیں جاتا۔ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ وقت کے جو پیمانے انسانوں نے قائم کئے ہیں اللہ کے پیمانے اس سے مختلف ہیں۔ وہ ہر کام اپنی مصلحت اور حکمت کے ساتھ کرتا ہے۔ مجرم پر اسکی گرفت پورے طور پر ہے ہزار سال بھی گزر جائیں تو وہ اللہ کی گرفت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا۔ اس دنیا میں امروز و فردا کے جو پیمانے ہیں دوسری دنیا میں وہ اس سے بالکل مختلف ہیں۔ دنیا میں ہزار سال اللہ کے ایک دن کے برابر ہیں۔ جو ہزار سال کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ اللہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو گا۔ مصیبت کو بلانے کے لئے جلدبازی کیوں کرتے ہو قیامت آئے گی اور ذرّے ذرّے کا حساب ہو جائے گا۔

(۴۸) اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو ڈھیل دیتے ہیں | اللہ تعالیٰ کا یہ دستور چلا آرہا ہے کہ وہ مجرم اور گناہگاروں کو مہلت دیتے ہیں اگر وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر سنبھلنا چاہیں تو ان کو موقع دیا جاتا ہے۔ پچھلی قوموں کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ کیا ڈھیل دینے سے وہ ادھر ادھر بھاگ سکیں گے۔ آخر ان کو لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا پڑا۔ اور سب کو آنا ہی رب کے پاس ہے اس کے علاوہ کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

(۴۹) اے پیغمبر کہہ دو میرا کام برائی کے نتیجے سے آگاہ کرنا ہے | اے پیغمبر آپ صاف صاف بتا دیں کہ میں تمہاری قسمتوں کے فیصلے کرنیوالا نہیں ہوں۔ میرا کام اتنا ہی ہے کہ پروردگار کی نافرمانی کے نتائج سے تمہیں آگاہ کر دوں ماننا یا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ فیصلہ پروردگار کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کس کو کتنی سزا دے؟ کب تک مہلت دے اور سزا کس صورت میں دے۔

(۵۰) نیک بندوں سے اللہ کے وعدے | البتہ فرمانبردار صاحب ایمان نیک وفادار بندوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وعدہ تو یہ ہے کہ انجانے میں ان سے جو لغزشیں ہونگی اللہ تعالیٰ ان کو درگزر فرما کر چشم پوشی سے کام لیں گے اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کی مغفرت فرمائیں گے دنیا میں بھی انکو عزت کی روزی ملے گی اور آخرت میں بہترین نعمتیں عطا کی جائیں گی اور سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ انہیں حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا جو بڑی سرفرازی اور عزت کی بات ہے۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

وَالَّذِيْنَ	سَعَوْا	فِيْٓ	اٰيٰتِنَا	مُعٰجِزِيْنَ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ + الْجَحِيْمِ
اور جن لوگوں نے	کوشش کی	میں	ہماری آیات	عاجز کرنے (ہرانے)	وہی ہیں	دوزخ والے

اور جن لوگوں نے کوشش کی (اپنے زعم میں) ہماری آیات کے ہرانے میں، وہی ہیں دوزخ والے.

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى

وَمَآ - اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	مِنْ	رَّسُوْلٍ	وَّلَا	نَبِيٍّ	اِلَّآ	اِذَا	تَمَنّٰٓى	اَلْقَى
اور نہیں بھیجا ہم نے	تم سے پہلے	سے کوئی	رسول	اور نہ	نبی	مگر	جب	اس نے آرزو کی	ڈالا

اور ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ نبی مگر جب اس نے آرزو کی تو شیطان نے اس کی

الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ

الشَّيْطٰنُ	فِيْٓ	اُمْنِيَّتِهٖ	فَيَنْسَخُ	اللّٰهُ	مَا يُلْقِي	الشَّيْطٰنُ	ثُمَّ	يُحْكِمُ
شیطان	میں	اس کی آرزو	پس ہٹا دیتا ہے	اللہ	جو ڈالتا ہے	شیطان	پھر	مضبوط کر دیتا ہے

آرزو میں (وسوسہ) ڈالا۔ پس شیطان جو ڈالتا ہے اللہ مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیات کو

اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ

اللّٰهُ	اٰيٰتِهٖ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	لِيَجْعَلَ	مَا يُلْقِي	الشَّيْطٰنُ
اللہ	اپنی آیات	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا	تاکہ بنائے	جو ڈالا	شیطان

مضبوط کر دیتا ہے ۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ (اس وسوسہ کو) جو شیطان نے ڈالا

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ

فِتْنَةً	لِلَّذِيْنَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	وَ	الْقَاسِيَةِ	قُلُوْبُهُمْ
ایک آزمائش	ان لوگوں کیلئے	ان کے دلوں میں	روگ	اور	سخت	اُن کے دل

ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں روگ ہے اور ان کے دل سخت ہیں.

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

وَاِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	لَفِيْ - شِقَاقٍ	بَعِيْدٍ
اور بیشک	ظالم (جمع)	البتہ سخت ضد میں	دور بڑی

اور بیشک ظالم البتہ سخت ضد میں ہیں۔

٥١ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا الْقُرْاٰنِ بِاِبْطَالِهَا
مُعٰجِزِيْنَ مَنِ اتَّبَعَ النَّبِيَّ اَيْ يَنْسُبُوْنَهُمْ اِلَى
الْعَجْزِ وَيُثَبِّطُوْنَهُمْ عَنِ الْاِيْمَانِ اَوْ مُقَدِّرِيْنَ
عَجْزَنَا عَنْهُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ مُعَاجِزِيْنَ مُسَابِقِيْنَ
لَنَا يَظُنُّوْنَ اَنْ يَفُوْتُوْنَ بِاِنْكَارِهِمُ الْبَعْثَ
وَالْعِقَابَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○
٥٢ النَّارِ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ هُوَ نَبِيٌّ اُمِرَ بِالتَّبْلِيْغِ وَّلَا نَبِيٍّ اَيْ
لَمْ يُؤْمَرْ بِالتَّبْلِيْغِ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى قَرَاَ
اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ قِرَاءَتِهٖ
مَا لَيْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مِمَّا يَرْضَاهُ الْمُرْسَلُ
اِلَيْهِمْ وَقَدْ قَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ بِمَجْلِسِ قُرَيْشٍ بَعْدَ اَفَرَاَيْتُمُ
اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى
بِاِلْقَاءِ الشَّيْطٰنِ عَلٰى لِسَانِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ
تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ
لَتُرْتَجٰى فَفَرِحُوْا بِذٰلِكَ ثُمَّ اَخْبَرَهُ
جِبْرِيْلُ بِمَآ اَلْقَاهُ الشَّيْطٰنُ عَلٰى لِسَانِهٖ
مِنْ ذٰلِكَ فَحَزِنَ فَسُلِّيَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ
لِيَطْمَئِنَّ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ يُبْطِلُ مَا يُلْقِى
الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ
يُثْبِتُهَا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِاِلْقَاءِ الشَّيْطٰنِ
مَا ذُكِرَ حَكِيْمٌ ○ فِيْ تَمْكِيْنِهٖ مِنْهُ
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ.
٥٣ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً
مِحْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
شَكٌّ وَنِفَاقٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ
اَيِ الْمُشْرِكِيْنَ عَنْ قَبُوْلِ الْحَقِّ وَاِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ الْكَافِرِيْنَ لَفِيْ
شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ○ خِلَافٍ طَوِيْلٍ

٥١ اور جن لوگوں نے قرآن کی آیتوں کے باطل کرنے میں سعی کی درآں
حالیکہ وہ ذلیل وعاجز سمجھتے ہیں ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیرو ہوئے۔ اور ان کو ایمان سے روکتے ہیں یا ہمکو
انکے پکڑنے سے عاجز سمجھتے ہیں (اور ایک قرأۃ میں معاجزین ہے یعنی
یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ قیامت اور عذاب کا انکار کرکے ہم سے بچ جائینگے۔
وہی ہیں دوزخی۔
٥٢ اور ہم نے تم سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا (رسول وہ پیغمبر ہے
جسکو تبلیغ کا حکم ہوا اور نبی وہ پیغمبر ہے جسکو تبلیغ کا حکم نہیں ہوا)
انکا یہی حال رہا کہ جب اس نے پڑھا شیطان نے اسکی قرأۃ
میں وہ الفاظ ملا دیئے جو قرآن میں نہیں موافق مرضی ان لوگوں
کے جنکی طرف قرآن بھیجا گیا۔ اور بالتحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی یہ قصہ پیش آیا کہ آپ نے مجلس قریش میں سورۂ نجم
پڑھی جب آپنے یہ آیت یعنی "اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ
الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی پڑھی اس کے بعد القاء شیطانی سے آپ کی
زبان پر یہ الفاظ جاری ہوگئے " تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ
شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی " جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بت پرند بلند
پرواز اور عالی مرتبہ ہیں جنکی شفاعت کی امید ہے) آپکو ان کلمات
کی خبر نہ ہوئی، کفار یہ سنکر خوش ہوئے کہ ہمارے بتوں کی تعریف قرآن میں
نازل ہوئی۔ اس وقت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاء
شیطانی کی خبر دی۔ آپ اسوجہ سے غمگین و متفکر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی تسلی
اس آیت یعنی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ سے فرمائی۔ پس
باطل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو جو شیطان القاء کرتا ہے پھر ثابت کرتا ہے
اپنی آیتوں کو۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ شیطان نے القاء کیا حکمت
والا ہے کہ شیطان کو ان کلمات کے القاء کی قدرت دی۔ اللہ جو چاہتا
ہے کرتا ہے۔
٥٣ تاکہ القاء شیطان کو باعث آزمائش ان لوگوں کا کرے جنکے دلوں
میں شک اور نفاق ہے اور جن کے دل سخت ہیں قبول حق
سے یعنی مشرکین۔
اور بیشک کافر سخت خلاف پر ہیں رسول اللہ اور مومنین
کے ساتھ کہ ان کے بتوں کا ذکر خیر موافق انکی مرضی کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا۔ پھر اس کو حق تعالے

مَعَ النَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِيْنَ حَيْثُ جَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ ذِكْرُ اٰلِهَتِهِمْ بِمَا يُرْضِيْهِمْ ثُمَّ اَبْطَلَ ذٰلِكَ

نے باطل کردیا۔ یہ امر باعث ان کے زیادہ خلاف کا ہوا۔

تشریح

(۵۱) احکام الٰہی کو نیچا دکھانے کی کوشش کرنے والے عذاب کے مستحق ہونگے | اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو عمل کی آزادی دی ہے چاہے وہ مانے یا نہ مانے اگرچہ اللہ تعو نے اپنی آیات اور احکام کو واضح طور پر بیان کردیا ہے اور ان میں کسی طرح کی کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں ہے تاہم اللہ نے کسی کو ماننے پر مجبور نہیں کیا لیکن جو لوگ اللہ کے احکام اور آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے اور اس کے لئے سردھڑ کی بازی لگاکر یہ دکھائیں گے کہ اللہ کی تعلیمات حق نہیں ہیں ان کا طرزِ عمل قابل مواخذہ ہوگا اور ان کو عذاب دوزخ بھگتنا پڑیگا۔

(۵۲) پیغمبر کی بات میں شکوک وشبہات پیدا کرنا یہ شیطانی عمل کوئی نئی بات نہیں ہے | ہر نبی اور رسول کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے کہ جب اس نے اللہ کے دین کی دعوت دی اور اللہ کے احکام اور اس کی آیات لوگوں کو سنائیں تو اس کی بیان کی ہوئی بات میں طرح طرح کے وسوسے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور ایسی ایسی باتیں نکالی گئیں کہ دوسرے لوگ چکر میں پڑجائیں مثلاً اللہ کے نبی نے اللہ کا حکم بیان کیا کہ مردار حرام ہے (حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ) شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ کیا عجیب بات ہے ہم ماریں تو حلال اور اللہ مارے تو حرام۔ اسی طرح آپ نے حق تعالیٰ کا ارشاد سنایا کہ تم اور وہ چیزیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا تمہارے معبود تم اور سب دوزخ کا ایندھن بنو گے (اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ) اب شیطان نے شک پیدا کیا کہ عبادت حضرت مسیحؑ حضرت عزیزؑ کی بھی ہوئی ہے تو کیا یہ بھی جہنم میں جائیں گے؟ حالانکہ آیت کا مطلب صاف ہے کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت ہوتی ہے اور وہ اس عبادت سے راضی ہیں وہ جہنم میں جائیں گے۔ یا پتھر لکڑی کے وہ بت ان کو بھی ان کے پجاریوں کے ساتھ جہنم میں جھونک دیا جائیگا تاکہ وہ دیکھ لیں کہ جن کی پوجا پاٹھ کرتے تھے وہ اپنے آپ کو کیا بچاتے ہم کو بھی نہ بچاسکے، اور دوزخ کا ایندھن بن گئے۔

اس طرح کے بیہودہ شکوک وشبہات پیدا کرکے وہ اللہ کی دعوت کے راستے میں روڑے اٹکاتے تھے جس سے نبیوں اور رسولوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ہر نبی اور رسول کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بات لوگ مانیں اور اسکی دعوت کامیابی سے ہمکنار ہو۔ اس میں بھی اللہ کی حکمت ہوتی ہے اور اس طرح اللہ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ جن میں واقعی طلبِ حق ہے وہ ایسی بیکار باتوں میں نہیں پڑتے وہ شیطان کے جال میں نہیں پھنستے اور اللہ کی باتیں ان کے دلوں میں مضبوطی کے ساتھ اترجاتی ہیں اور شیطان کے اس شر سے بھی خیر کا پہلو نکل آتا ہے۔

◎ رسول اور نبی میں عام خاص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر نبی رسول نہیں ہوتا مگر ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ جس کو مستقل کتاب اور شریعت دی جاتی ہے وہی اصطلاح میں رسول کہلاتا ہے رسول کی ذمہ داریاں نبی سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔

(۵۳) حق کی مخالفت میں اللہ کی حکمت | اور یہ جو حق کی مخالفت ہوتی ہے اور اللہ کے رسولوں کو بھی اس کش مکش سے گزرنا پڑتا ہے اسمیں بھی اللہ کی بڑی حکمت ہے وہ لوگ جنکے دلوں میں پہلے سے ہی تعصب کی بیماری ہے انکی ذہنیت مجرمانہ ہے اور سچائی کو ماننے کے لئے انکے دل سخت ہوچکے ہیں ایسے لوگ شیطان کے ان فتنوں کا شکار ہوجاتے ہیں اور ان کے دلوں میں چھپا ہوا کھوٹ اُبھر کر سامنے آجاتا ہے۔ اصل میں یہ لوگ حق کی مخالفت میں اتنے دور چلے جاتے ہیں کہ پھر ان کی واپسی ممکن نہیں رہتی۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

وَلِيَعْلَمَ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ	اَنَّهُ	الْحَقُّ	مِنْ
اور تاکہ جان لیں	وہ لوگ جنہیں	دیا گیا	علم	کہ یہ	حق	سے

اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے

رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ

رَبِّكَ	فَيُؤْمِنُوا	بِهٖ	فَتُخْبِتَ	لَهٗ	قُلُوْبُهُمْ	وَاِنَّ	اللّٰهَ
تمہارے رب	تو وہ ایمان لے آئیں	اس پر	تو جھک جائیں	اسکے لئے	ان کے دل	اور بیشک	اللہ

حق ہے تو اس پر ایمان لے آئیں اور اس کے لئے جھک جائیں ان کے دل اور بیشک اللہ

لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۵۴

لَهَادِ	الَّذِيْنَ - اٰمَنُوْٓا	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ
ہدایت دیتا ہے	وہ لوگ جو ایمان لائے	طرف	راستہ	سیدھا

ان لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے جو ایمان لائے۔

۵۴ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ التَّوْحِيْدَ وَالْقُرْاٰنَ اَنَّهُ اَيِ الْقُرْاٰنُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ تَطْمَئِنَّ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ اَيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ

۵۴ اور تاکہ جان لیویں وہ لوگ جنکو علم توحید اور علم قرآن حاصل ہے کہ بے شبہ قرآن سچی کتاب ہے تیرے رب کی طرف سے، یہ سمجھ کر وہ قرآن پر ایمان لا دیں جس سے ان کے دل مطمئن ہوں اور بیشک اللہ راہ دکھلاتا ہے ایمان والوں کو سیدھی راہ یعنی دین اسلام کی راہ۔

تشریح

۵۴ حق و باطل کی کشمکش سے اہل حق اور مضبوط ہوتے ہیں | اس کش مکش سے گزرنے کے بعد اہل حق اور زیادہ حق کے اوپر جم جاتے ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اس میں بندے کا دخل نہیں ہے ورنہ بندے کے کلام کی طرح اس میں بھی کبھی کوئی بات غلط ہوتی کبھی صحیح ہوتی۔ صاف ذہن لوگوں کے لئے یہی باتیں نبی کے اور اللہ کی کتاب کے برحق ہونے کا یقین دلاتی ہیں۔ علم سے بہرہ مند لوگ خوب جانتے ہیں کہ سچ اور جھوٹ کی کش مکش کوئی نئی بات نہیں ہے تاریخ کے ہر دور میں ہر نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے وہ شیطانی طاقتوں کی تلملاہٹ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ رکاوٹوں کے باوجود حق کی دعوت کامیاب ہوتی ہے وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے جھوٹے لوگوں کو سزا ملنے کا ایک مقررہ وقت ہے وہ وقت جب آئیگا تو اللہ کا عذاب ایسے لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ تاخیر اور مہلت جو اللہ کی طرف سے ہے اسمیں ضرور اللہ کی حکمت ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنا یہ نبی کے ہاتھ میں نہیں ہے اللہ کے قبضے میں ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دعوتِ حق ہمیشہ کش مکش کے درمیان ہی فروغ پاتی رہی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو صحیح راستہ دکھا دیتے ہیں۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ

وَلَا يَزَالُ	الَّذِينَ + كَفَرُوا	فِي	مِرْيَةٍ	مِّنْهُ	حَتَّىٰ
اور ہمیشہ رہیں گے	جن لوگوں نے کفر کیا	میں	شک	اس سے	یہاں تک

اور وہ ہمیشہ رہیں گے اس سے شک میں جن لوگوں نے کفر کیا یہاں تک کہ

تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

تَأْتِيَهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	أَوْ	يَأْتِيَهُمْ	عَذَابُ	يَوْمٍ
آئے اُن پر	قیامت	اچانک	یا	آجائے ان پر	عذاب	دن

اُن پر اچانک قیامت آجائے یا ان پر آجائے منحوس دن کا

عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

عَقِيمٍ	الْمُلْكُ	يَوْمَئِذٍ	لِّلَّهِ	يَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ
منحوس	بادشاہی	اس دن	اللہ کیلئے	فیصلہ کریگا	ان کے درمیان

عذاب اس دن بادشاہی اللہ کے لئے ہے وہ ان کے درمیان فیصلہ کریگا

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾

فَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	فِي	جَنَّاتِ	النَّعِيمِ
پس جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	میں	باغات	نعمت

پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے وہ نعمت کے باغات میں ہونگے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ

وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	وَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	فَأُولَٰئِكَ
اور جن لوگوں نے	کفر کیا	اور	جھٹلایا	ہماری آیات کو	پس وہی لوگ

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا انہی کے لئے ہے

ع

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ ع ۹ ۱۴

لَهُمْ	عَذَابٌ	مُّهِينٌ
انکے لئے	عذاب	ذلت

ذلت کا عذاب

۵۵ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ شَكٍّ مِّنْهُ اَيِ الْقُرْاٰنِ بِمَا اَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَبْطَلَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَيْ سَاعَةُ مَوْتِهِمْ اَوِ الْقِيٰمَةِ فُجْاَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ○ هُوَ يَوْمُ بَدْرٍ لَا خَيْرَ فِيْهِ لِلْكُفَّارِ كَالرِّيْحِ الْعَقِيْمِ الَّتِيْ لَا تَاْتِيْ بِخَيْرٍ اَوْ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ لَا لَيْلَ لَهٗ

۵۵ اور کافرین ہمیشہ قرآن کے بارہ میں شک میں رہیں گے بسبب القارِ شیطانی کے یعنی بسبب ان کلمات کے جو شیطان نے آپ کی زبان پر جاری کردئے پھر وہ باطل کئے گئے۔ یہاں تک کہ ناگاہ قیامت یا ان کی موت کا وقت آجائے گا یا عذاب اس دن کا کہ جس میں کچھ خیر نہیں مراد اس سے بدر کا دن ہے کہ جسمیں کافروں کے لئے کچھ خیر نہ تھی جیسے ریح عقیم، اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں خیر نہ ہو یا مراد روزِ قیامت ہے کہ اس کے لئے رات نہیں۔

۵۶ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ اَيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِّلّٰهِ وَحْدَهٗ وَمَا تَضَمَّنَهٗ مِنَ الْاِسْتِقْرَارِ نَاصِبٌ لِلظَّرْفِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ بِمَا بَيَّنَ بَعْدَهٗ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ فَضْلًا مِّنَ اللهِ

۵۶ قیامت کے دن بادشاہت اللہ اکیلے کی ہے اللہ تعالیٰ مومنین اور کافرین میں فیصلہ فرمادے گا جو آگے مذکور ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ سو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ اللہ کے فضل سے جنت کی نعمتوں میں رہیں گے۔

۵۷ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ شَدِيْدٌ بِسَبَبِ كُفْرِهِمْ

۵۷ اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا انکے لئے سخت عذاب تیار ہے بسبب ان کے کفر کے۔

تشریح

۵۵ ہٹ دھرم لوگ ماننے والے نہیں ہیں | رہے وہ لوگ جو اپنے انکار پر اڑے رہتے ہیں ایسے ہٹ دھرم اور ضدی لوگ کسی دلیل سے ماننے والے نہیں ہیں وہ تو اسی طرح شکوک و شبہات میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت کا دن آجائے یا دنیا میں ہی ایسا عذاب نازل ہوجائے جس سے چھٹکارا نہ مل سکے وہ ان کے لئے محرومی اور ہلاکت کا دن ہوگا. ایسا منحوس دن جب امید مایوسی میں بدل جائے جیسے بانجھ عورت اولاد سے مایوس ہوجاتی جسکو عربی میں عقیم کہتے ہیں اسی طرح ان انکار کرنیوالوں کی ساری امیدیں مایوسی میں بدل جائیں گی اور کوئی ان کی بگڑی قسمت بنانے والا نہ ہوگا۔

۵۶ قیامت کے دن فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے | یہ آخری فیصلے کا دن قیامت کا دن ہوگا اس دن ساری ظاہری بادشاہتیں ختم ہوجائینگی اور صرف اللہ کی بادشاہی ہوگی وہی حق و باطل کا فیصلہ کرے گا اس دن ایمان لانے والے اور نیکی پر چلنے والوں کو نعمت بھری جنتیں عطا کی جائیں گی۔

۵۷ اہل باطل پر عذاب | جہاں صاحب ایمان نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازیں گے وہاں حق کا انکار کرنے والے اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والے اہل باطل کو رسوا کن عذاب ہوگا۔

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ

وَالَّذِیْنَ ۔ هَاجَرُوْا	فِیْ	سَبِیْلِ	اللّٰهِ	ثُمَّ	قُتِلُوْٓا	اَوْ مَاتُوْا	لَیَرْزُقَنَّهُمُ
اور جن لوگوں نے ہجرت کی	میں	راستہ	اللہ	پھر	مارے گئے	یا وہ مر گئے	البتہ وہ انہیں دیگا

اور جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی، پھر مارے گئے (شہید ہو گئے) یا مر گئے اللہ البتہ انہیں اچھا رزق

اَللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۵۸﴾

اللّٰهُ	رِزْقًا	حَسَنًا	وَ اِنَّ	اللّٰهَ	لَهُوَ	خَیْرُ	الرّٰزِقِیْنَ	
اللہ	رزق	اچھا	اور بیشک	اللہ	البتہ وہ	سب سے بہتر	رزق دینے والا۔	

دے گا۔ اور اللہ بے شک سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

﴿۵۸﴾ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَیْ طَاعَتِهٖ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا هُوَ رِزْقُ الْجَنَّةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ اَفْضَلُ الْمُعْطِیْنَ

﴿۵۸﴾ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا الخ اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی یعنی اسکی فرماں برداری میں مکہ سے نکل کر مدینہ میں آئے پھر شہید ہوئے یا مر گئے ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں عمدہ روزی عطا فرمائے گا اور بیشک اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

تشریح

﴿۵۸﴾ مہاجرین کے لئے خصوصی انعامات | اللہ پر ایمان لانے والوں اور اس کے راستے میں تکلیفیں اٹھانیوالوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جنکو مہاجرین کہتے ہیں۔ ہجرت ایک مخصوص اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اپنے وطن میں اللہ کے دین پر عمل کرنا اور اس پر چلنا ممکن نہ ہو تو اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر اس جگہ چلا جانا جہاں اللہ کے دین پر عمل کرنا آسان ہو۔ یہ ترکِ وطن اگر خالص اللہ کے لئے ہو تو اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے جسمیں اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ (بخاری کتاب الایمان والنذر)

(اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ آدمی کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اس چیز کی طرف ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔)

ایسے مہاجرین کا رتبہ اللہ کی نظر میں بہت بلند ہے ایسے مہاجر اگر قتل کئے گئے لڑائی میں شہید ہو گئے یا طبعی موت سے ان کا انتقال ہوا دونوں ہی صورتوں میں آخرت میں انکی خاص مہمانی ہوگی اور اللہ سے بڑھ کر مہمان نوازی کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

لَيُدْخِلَنَّهُمْ	مُّدْخَلًا	يَّرْضَوْنَهٗ	وَاِنَّ	اللّٰهَ	لَعَلِيْمٌ	حَلِيْمٌ
وہ البتہ انہیں ضرور داخل کریگا	ایسے مقام میں	وہ اسے پسند کرینگے	اور بیشک	اللہ	البتہ علم	[illegible]

وہ البتہ انہیں ضرور ایسے مقام میں داخل کریگا جسے وہ پسند فرمائیں گے اور اللہ بیشک علم والا حلم والا ہے

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

ذٰلِكَ	وَمَنْ	عَاقَبَ	بِمِثْلِ	مَا عُوْقِبَ	بِهٖ	ثُمَّ	بُغِيَ عَلَيْهِ
یہ	اور جو جس	ستایا	جیسے	اسے ستایا گیا	اس سے	پھر	زیادتی کی گئی اس پر

یہ (تو ہوا) اور جس نے (بدلہ میں) اتنا ہی ستایا جیسے اسے ستایا گیا تھا پھر اس پر زیادتی کی گئی

لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

لَيَنْصُرَنَّهُ	اللّٰهُ	اِنَّ اللّٰهَ	لَعَفُوٌّ	غَفُوْرٌ	ذٰلِكَ	بِاَنَّ
ضرور مدد کریگا اسکی	اللہ	بیشک اللہ	البتہ معاف کرنیوالا	بخشنے والا	یہ	اسلئے کہ

تو اللہ ضرور اس کی مدد کریگا بیشک اللہ البتہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یہ اسلئے ہے کہ

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

اللّٰهَ	يُوْلِجُ	الَّيْلَ	فِي النَّهَارِ	وَيُوْلِجُ	النَّهَارَ	فِي الَّيْلِ
اللہ	داخل کرتا ہے	رات	دن میں	اور داخل کرتا ہے	دن	رات میں

اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو داخل کرتا ہے رات میں

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾

وَاَنَّ	اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	بَصِيْرٌ
اور یہ کہ	اللہ	سننے والا	دیکھنے والا

اور یہ کہ اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿۵۹﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِهَا
اَيْ اِدْخَالًا اَوْ مَوْضِعًا يَّرْضَوْنَهٗ وَهُوَ
الْجَنَّةُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ بِنِيَّاتِهِمْ
حَلِيْمٌ ○ عَنْ عِقَابِهِمْ

﴿۵۹﴾ بے شبہ وہ انکو داخل کریگا ایسی جگہ میں جو پسندیدہ ہے
اُن کو، یعنی جنت میں اور بالیقین اللہ جانتا ہے انکی نیتوں
کو بردبار ہے کہ ان کو عذاب نہیں کرتا۔

﴿۶۰﴾ اَلْاَمْرُ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمَنْ
عَاقَبَ جَازٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمِثْلِ مَا

﴿۶۰﴾ بات یہ ہے جو ہم نے تجھ سے بیان کی اور جس مسلمان
نے مشرکین سے جنگ و جدال کی جیسے کہ انہوں نے

عُوْقِبَ بِهٖ ظُلْمًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَیْ قَاتَلَهُمْ كَمَا قَاتَلُوْهُ فِي الشَّهْرِ الْمُحَرَّمِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ اَیْ ظُلِمَ بِاِخْرَاجِهٖ مِنْ مَنْزِلِهٖ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ غَفُوْرٌ ○ لَهُمْ عَنْ قِتَالِهِمْ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ

اس سے کی حرمت کے مہینے میں۔

پھر مشرکین نے اس پر ظلم کیا کہ اس کو اس کے گھر سے نکالا تو اللہ اس کی مدد کریگا بیشک اللہ مسلمانوں کے گناہ معاف فرماتا ہے اور انہوں نے جو حرمت کے مہینہ میں لڑائی کی اسکو بخشتا ہے۔

(۶۱) ذٰلِكَ النَّصْرُ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اَیْ يُدْخِلُ كُلًّا مِنْهُمَا فِي الْاٰخَرِ بِاَنْ يَزِيْدَ بِهٖ وَذٰلِكَ مِنْ اَثَرِ قُدْرَتِهِ الَّتِيْ بِهَا النَّصْرُ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ دُعَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَصِيْرٌ ○ بِهِمْ حَيْثُ جَعَلَ فِيْهِمُ الْاِيْمَانَ فَاَجَابَ دُعَاءَهُمْ

(۶۱) یہ مدد کرنا اس طور سے ہے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اس طرح کہ کبھی دن بڑھ جاتا ہے اور کبھی رات اور یہ اللہ کی قدرت کاملہ کی علامت ہے جس سے اسکی قدرت مومنین کی مدد پر معلوم ہوتی ہے اور بیشک اللہ سننے والا ہے دعا مومنین کو انکے حال کو دیکھتا ہے کہ انکو ایمان کی توفیق دی اور انکی دعا قبول فرمائی۔

تشریح

(۵۹) مہاجرین کی مہمان نوازی ان کی مرضی کے مطابق ہوگی | ان مہاجرین کا کھانا پینا، رہنا سہنا ان کی مرضی کے موافق ہوگا جس سے یہ خوش ہوجائینگے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ کس چیز سے راضی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے ہیں ان کو معلوم ہے کہ کس نے اللہ کے راستے میں اپنا گھر بار چھوڑا ہے وہ دلوں میں چھپی ہوئی نیتوں کو خوب جانتے ہیں علیم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حلیم و بردبار بھی ہیں جنھوں نے اہل حق کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا ان کو اپنی بردباری کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتے۔

(۶۰) مظلوموں کو بدلہ لینے کا حق ہے لیکن ذہنیت انتقامی نہ ہو | جن لوگوں نے اللہ کے دین کے لئے اپنے گھر بار چھوڑے ان کی یہ قربانی ضائع نہ ہوگی اللہ تعالیٰ آخرت میں ان پر خصوصی انعامات فرمائیں گے۔ دنیا میں ان کی مظلومانہ زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے اور جو آج مظلوم ہیں وہ کل مظلوم نہ رہیں گے۔ ان کو یہ بھی اجازت ہے کہ وہ ظالموں سے ان کے ظلم کا بدلہ لے سکتے ہیں اس کا ان کو حق ہے مگر ان کی ذہنیت انتقامی نہ ہو بلکہ صرف ظلم کو دفع کرنے اور آئندہ کے لئے اس کا راستہ روکنے کے لئے وہ بدلہ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں مگر ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ حلیمی اعلیٰ ظرفی اور بلند اخلاق کا نمونہ پیش کرتے ہوئے عفو و درگذر سے کام لیں اللہ تعالیٰ بھی بہت معاف کرنیوالے اور درگذر کرنیوالے ہیں اور ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ کی صفات اختیار کرنے کی کوشش کرے۔ اصل میں کشت و خون، انسانی خون بہانا اللہ کے یہاں بہت ناپسندیدہ ہے مگر ظالم کے ظلم کا زور توڑنے کیلئے حسب ضرورت طاقت کا استعمال بھی ضروری ہوجاتا ہے اور اس وقت رحم یہی ہے کہ مظلوموں کو ظالم کے ظلم سے نجات دلائی جائے ورنہ یہ دنیا ظالموں کی دنیا بنکر رہجائیگی مظلوم کا اس دنیا میں جینا مشکل ہوجائیگا۔

(۶۱) اللہ تعالیٰ ظالموں کو سزا دینے اور وفاداروں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہیں | اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں وہ رات میں سے دن کو اور دن میں سے رات کو نکالتے ہیں وہ ہر بات سننے اور دیکھنے والے ہیں ان کی ذات کوئی اندھی بہری نہیں ہے وہ اس بات پر قادر ہیں کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا دیں مظلوم اہل حق کی مدد کریں۔ وہ پروردگار جو رات کی تاریکی میں سے دن کی روشنی نکالتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ آج جن کے اقتدار کا سورج چمک رہا ہے کل وہ سورج غروب ہوجائے۔ حالات کی ہر کروٹ پر اس کی پوری نظر ہے وہ ہر چیز دیکھتا ہے اور ہر بات سنتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ

ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ الْحَقُّ	وَ + اَنَّ	مَا	يَدْعُوْنَ	مِنْ
یہ	اسلئے کہ	اللہ	وہی حق	اور یہ کہ	جو۔ جسے	وہ پکارتے ہیں	سے

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ جسے وہ اس کے سوا پکارتے

دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾

دُوْنِهٖ	هُوَ	الْبَاطِلُ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	الْعَلِيُّ	الْكَبِيْرُ
اس کے سوا	وہ	باطل	اور یہ کہ	اللہ	وہ	بلند مرتبہ	بڑا

ہیں وہ باطل ہے اور یہ کہ اللہ ہی بلند مرتبہ، بڑا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز فَتُصْبِحُ

اَلَمْ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ	اَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَتُصْبِحُ
کیا تونے نہیں دیکھا	کہ اللہ	اُتارا	سے	آسمان	پانی	تو ہوگئی

کیا تونے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ نے آسمانوں سے پانی اُتارا تو زمین سرسبز

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٣﴾ لَهٗ

الْاَرْضُ	مُخْضَرَّةً	اِنَّ	اللّٰهَ	لَطِيْفٌ	خَبِيْرٌ	لَهٗ
زمین	سرسبز	بیشک	اللہ	نہایت مہربان	خبر رکھنے والا	اسی کے لئے

ہو گئی۔ بے شک اللہ نہایت مہربان خبر رکھنے والا ہے۔ اسی کیلئے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنَّ اللّٰهَ

مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي	الْاَرْضِ	وَ اِنَّ	اللّٰهَ
جو کچھ	آسمانوں میں	اور جو کچھ	میں	زمین	اور بیشک	اللہ

ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک اللہ

ع ۸ ۱۵

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦٤﴾ ع

لَهُوَ	الْغَنِيُّ	الْحَمِيْدُ
البتہ وہی	بے نیاز	تمام خوبیوں والا

وہی ہے بے نیاز، تمام خوبیوں والا ہے

﴿٦٢﴾ ذٰلِكَ النَّصْرُ اَيْضًا بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الثَّابِتُ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ بِالْيَاءِ

﴿٦٢﴾ اور نیز یہ مدد اس سبب سے ہے کہ بیشک اللہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور بے شک جن بتوں کو کافر اللہ کے سوا پکارتے

وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَهُوَ الْاَصْنَامُ هُوَ الْبَاطِلُ الزَّائِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ اَیِ الْعَالِیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ بِقُدْرَتِهٖ الْكَبِیْرُ ۝ اَلَّذِیْ یَصْغُرُ کُلُّ شَیْءٍ سِوَاهُ

ہیں وہ باطل ہیں زائل ہونے والے۔ اور بالیقین اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے عالی مرتبہ بلند صفات والا ہے کہ اسکے مقابلہ میں ہر چیز چھوٹی ہے۔

(۶۳) اَلَمْ تَرَ تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مَطَرًا فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً بِالنَّبَاتِ وَهٰذَا مِنْ اٰثَرِ قُدْرَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ فِیْ اِخْرَاجِ النَّبَاتِ بِالْمَآءِ خَبِیْرٌ ۝ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ عِنْدَ تَاْخِیْرِ الْمَطَرِ

(۶۳) کیا تو نہیں جانتا کہ بیشک اللہ نے آسمان سے بارش برسائی جس سے زمین سبز ہو گئی نباتات کے جمنے سے اور یہ امر آثار قدرت الٰہی سے ہے بیشک اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر کہ اس نے پانی سے سبزہ جما یا وہ جانتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں خیالات آتے ہیں بارش کی تاخیر پر۔

(۶۴) لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ عَلٰی جِهَةِ الْمِلْكِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ عَنْ عِبَادِهٖ الْحَمِیْدُ ۝ لِاَوْلِیَآئِهٖ

(۶۴) اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور بےشبہ اللہ بے پرواہ ہے اپنے بندوں سے اپنے دوستوں کی تعریف کرنے والا۔

تشریح

(۶۲) سچا معبود اللہ ہی ہے بڑائی کی شان اسی کی ہے | یہ انقلابات کہ حق باوجود مظلومیت کے باطل پر غالب آتا ہے اللہ کے سوا کس سے ممکن ہے سچا اور حقیقی معبود تو وہی ہے اس کو چھوڑ کر باقی سب پاکھنڈ غلط اور جھوٹ ہیں وہی بڑائی کی شان والا بالادست اور بزرگ ہے اس سے منہ موڑنے والا کبھی حقیقی فلاح اور کامرانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

(۶۳) اللہ تو بڑی قدرت والے ہیں اور ان کی تدبیر بہت گہری ہوتی ہے | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے، سوکھی زمین پر بارش کا چھینٹا پڑتے ہی اس پر سبزہ لہلہانے لگتا ہے اگر انسان بصیرت کی نظر سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے یہ ایک ہی منظر کافی ہے جس طرح سوکھی زمین رحمت کی بارش سے سرسبز ہو جاتی ہے کیا عجب ہے کہ عرب کی یہ بنجر زمین تہذیب کا چمن بن جائے اور اس کا فیض ساری دنیا میں پہنچے۔ اس کی تدبیریں بڑی لطیف اور بڑی گہری ہوتی ہیں۔ اس کے آغاز میں کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا کہ اس کا انجام کیا سامنے آئے گا وہ اندر اندر ایسی تدبیر کرتا ہے جس کا ادراک کوئی نہیں کر سکتا اور جب اس کے منصوبے کی تکمیل ہوتی ہے تب پتہ لگتا ہے کہ کیسے غیر محسوس طریقے سے اللہ تعالیٰ کا یہ منصوبہ سامنے آیا ہے

اس دین کا آغاز جن حالات میں ہوا کون سمجھ سکتا تھا کہ ایک دن قیصر و کسریٰ کے تاج ان اَن پڑھ بدو اور غیر مہذب لوگوں کے قدموں میں ہوں گے اور کل یہی لوگ دنیا کو تہذیب کا درس دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اپنی تدبیروں کو اللہ تعالے خود ہی سمجھتے ہیں بے شک وہ بڑی قدرت والے۔ آگاہی والے اور باریک بین ہیں۔

(۶۴) اقتدار کامل اللہ کا ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے | اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے مالک ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب انہی کا ہے ہر ہر چیز اللہ کی محتاج ہے اور وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں وہ تمام ضرورتوں سے بے نیاز ہیں۔ اپنی ملکیت میں وہ جس طرح چاہیں تصرف کریں کوئی اس میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا اقتدار کامل کے باوجود وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں اسمیں سراپا حکمت اور مصلحت ہوتی ہے ان کی ذات عالی تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ

اَلَمْ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	سَخَّرَ	لَكُمْ	مَّا	فِى الْاَرْضِ	وَ	الْفُلْكَ
کیا تونے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	مسخر کیا	تمہارے لئے	جو	زمین میں	اور	کشتی

کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کیا جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی

تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

تَجْرِىْ	فِى الْبَحْرِ	بِاَمْرِهٖ	وَيُمْسِكُ	السَّمَآءَ	اَنْ تَقَعَ	عَلَى الْاَرْضِ
چلتی ہے	دریا میں	اسکے حکم سے	اور روکے ہوئے ہے وہ	آسمان	کہ وہ گر پڑے	زمین پر

اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہے، اور وہ آسمانوں کو روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر گر نہ پڑے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۶۵)

اِلَّا	بِاِذْنِهٖ	اِنَّ اللّٰهَ	بِالنَّاسِ	لَرَءُوْفٌ	الرَّحِيْمٌ
مگر	اسکے حکم سے	بیشک اللہ	لوگوں پر	بڑا شفقت کرنیوالا	نہایت مہربان

مگر اس کے حکم سے بےشک اللہ لوگوں پر بڑا شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

(۶۵) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ
مِنَ الْبَهَآئِمِ وَالْفُلْكَ السُّفُنَ تَجْرِىْ فِى
الْبَحْرِ لِلرُّكُوْبِ وَالْحَمْلِ بِاَمْرِهٖ بِاِذْنِهٖ
وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ مِنْ اَنْ اَوْ لِئَلَّا تَقَعَ
عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَتَهْلِكُوْا اِنَّ
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ ○ فِى
التَّسْخِيْرِ وَالْاِمْسَاكِ

(۶۵) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ الخ کیا تو نہیں جانتا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابع کئے وہ جو زمین میں ہیں چار پائے اور تابع کیا کشتیوں کو سوار ہونے اور بوجھ لادنے کو وہ چلتی ہیں دریا میں اس کے حکم سے اور اللہ نے روکا ہے آسمان کو اس سے کہ وہ زمین پر گرے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ لیکن اگر گرے تو اس کے حکم سے بیشک اللہ لوگوں پر مہربان رحمت والا ہے کہ اس نے جانوروں اور کشتیوں کو انکے تابع کیا اور آسمان کو گرنے سے روکا۔

تشریح

(۶۵) خشکی تری میں انسان کو تصرف کی اجازت ہے | اس کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں اور ہر چیز سے بے نیاز ہیں یہ اس کی شفقت اور اپنے بندوں پر اس کی مہربانی کہ اس نے خشکی اور تری میں بر و بحر میں انسان کو تصرف کی آزادی دی۔ زمین پر جو کچھ ہے وہ اس کے بس میں کر دیا اس کے حکم سے انسان کے لئے دریا میں کشتی اور جہاز رواں دواں ہیں ہر چیز انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔ اجرام سماوی چاند سورج سارا عالم بالا ہر چیز اپنی جگہ تھمی ہوئی ہے کیا مجال ہے کہ سورج چاند یا یہ ستارے اور سیارے بغیر اللہ کے حکم اور اجازت کے زمین پر گریں یہ اس کی شفقت اور رحمت ہے جو ان سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے کیا مجال ہے کہ ان کا کوئی ٹکڑا نیچے گر جائے یا بال برابر ادھر ادھر سرک جائیں جب تک اس کا حکم ہوگا یہ چیزیں اسی طرح قائم رہیں گی اور جب اس کا حکم ہوگا ایک دوسرے سے ٹکرا کر قیامت برپا ہو جائیگی۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

وَهُوَ	الَّذِيْ	اَحْيَاكُمْ	ثُمَّ	يُمِيْتُكُمْ	ثُمَّ	يُحْيِيْكُمْ
اور وہی	جس نے	زندہ کیا تمہیں	پھر	مارے گا تمہیں	پھر	زندہ کرے گا تمہیں

اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا

اِنَّ	الْاِنْسَانَ	لَكَفُوْرٌ	لِكُلِّ اُمَّةٍ	جَعَلْنَا	مَنْسَكًا
بیشک	انسان	بڑا ناشکرا	ہر امت کے لئے	ہم نے مقرر کیا	ایک طریق عبادت

بیشک انسان بڑا ناشکر ہے۔ ہم نے ہر امت کے لئے ایک طریق عبادت مقرر کیا ہے

هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى

هُمْ	نَاسِكُوْهُ	فَلَا يُنَازِعُنَّكَ	فِيْ + الْاَمْرِ	وَادْعُ	اِلٰى
وہ	اس پر بندگی کرتے ہیں	سو چاہیے کہ تم سے جھگڑا نہ کریں	اس معاملہ میں	اور بلاؤ	طرف

وہ اس پر (اسی کے مطابق) بندگی کرتے ہیں، سو چاہیے کہ اس معاملہ میں نہ جھگڑیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾

رَبِّكَ	اِنَّكَ	لَعَلٰى	هُدًى	مُّسْتَقِيْمٍ	
اپنا رب	بیشک تم	پر	راہ	سیدھی	

بے شک تم ہو سیدھی راہ پر۔

٦٦ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ
بِالْاِنْشَاءِ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
عِنْدَ اِنْتِهَاءِ اٰجَالِكُمْ
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ عِنْدَ الْبَعْثِ
اِنَّ الْاِنْسَانَ اَيِ الْمُشْرِكَ
لَكَفُوْرٌ ○ لِنِعَمِ اللّٰهِ بِتَرْكِهِ
تَوْحِيْدَهٗ

(٦٦) اور وہی ہے کہ اس نے تم کو بنا کر زندہ کیا پھر تم کو مارے گا۔ جو وقت تمہاری موت کا وقت آجائے گا۔ پھر تم کو قبروں سے اٹھا دیگا زندہ کرکے

بیشک ... آدمی اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار نہیں۔ کہ اس کے واحد ہونے کی تصدیق نہیں کرتا۔

٦٧ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا

(٦٧) اور ہم نے ہر ایک گروہ کے لئے ایک مذہب مقرر کر دیا

بِفَتْحِ السِّیْنِ وَكَسْرِهَا شَرِیْعَةً هُمْ نَاسِكُوْهُ عَامِلُوْنَ بِهٖ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ یُرَادُ بِهٖ لَا تُنَازِعْهُمْ فِی الْاَمْرِ اَمْرِ الذَّبِیْحَةِ اِذْ قَالُوْا مَاقَتَلَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَاْكُلُوْهُ مِمَّا قَتَلْتُمْ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ اَیْ اِلٰی دِیْنِهٖ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی دِیْنٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

کہ وہ اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ سو نہ جھگڑو تم ان سے ذبیحہ کے بارے میں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ جو جانور اللہ نے مارا یعنی اپنی موت مرا وہ بدرجہ اولی کھانے کے لائق ہے اس جانور سے جسکو تم مارو یعنی ذبح کرو۔ اور اپنے رب کے دین کی طرف لوگوں کو بُلا بیشک تو سچے دین پر ہے۔

تشریح

(۶۶) موت کے بعد زندگی برحق ہے | اللہ تعالٰی کے نبی اپنی اپنی امتوں کو اس سچائی سے آگاہ کرتے رہے ہیں کہ جس پروردگار نے تمہیں یہ دنیا کی زندگی دی ہے اور یہ دنیا کی زندگی بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ۔ وہی تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریگا اور جیسے کام تم اس زندگی میں کروگے اس کے مطابق تمہیں جزا اور سزا ملے گی۔ انسان اپنی آنکھوں سے اس دنیا کی زندگی اور موت کو دیکھتا ہے لیکن بڑا ناشکرا ہے پھر بھی اس حقیقت کا انکار کئے جاتا ہے اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے سر جھکانے لگتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالٰی موت کے بعد دوبارہ زندگی دیتے ہیں اسی طرح جو حق کا طلبگار ہوتا ہے اسکے مردہ دل کو ایمان و معرفت کی زندگی دیتے ہیں۔ اس دنیا کی زندگی کی بھی قدر کرنی چاہئے اور اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اللہ کو راضی کرنا چاہئے تاکہ دوسری زندگی جو اللہ کی کمل نعمت ہے اس میں اللہ کے انعامات سے سرفراز ہو سکے۔ موت کو تو بس یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اس دنیا کی عارضی زندگی اور آخرت کی ابدی زندگی کے درمیان ایک عبوری مرحلہ ہے گویا ایک پل ہے جسکو پار کر کے انسان حیاتِ ابدی میں قدم رکھتا ہے۔

(۶۷) روح عبادت اللہ کی فرماں برداری ہے نہ کہ بندگی کے مختلف طریقے | اللہ تعالٰی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری رسول حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر مقرر کئے ہیں وہ سب اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ دین کے بنیادی اصول توحید، رسالت آخرت۔ یہ سب ہر پیغمبر کی دعوت میں یکساں طور پر رہے ہیں۔ البتہ شریعت کے بعض احکام وقت کے مطابق جزوی طور پر مختلف بھی ہوئے ہیں۔ شریعت کے اختلاف کو دین کا اختلاف سمجھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سب شریعتوں کا سرچشمۂ احکام ایک ہی ہے شریعتوں کے اختلاف میں اللہ تعٰ کی ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ جو لوگ اصل دین کو سمجھتے ہیں وہ کسی تعصب میں مبتلا نہ ہوں۔ جب حق انکے سامنے آئے تو اس کو بلا تامل قبول کریں جیسے اللہ تعالٰی نے پہلے نماز کے لئے قبلہ بیت المقدس کو قرار دیا اور پھر اس کو بدل کر مسجد حرام کو قبلہ قرار دے دیا گیا۔ جو لوگ روحِ دین کو سمجھتے ہیں ان کے لئے اللہ کے حکم کی پیروی میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ اسی بات کو سورۂ مائدہ آیت ۴۸ میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے:۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (پارہ ۶) (ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی)

سورۂ جاثیہ میں ارشاد ہوا ہے:۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (آیت ۱۸ پارہ ۲۵)۔ (پھر انبیاء بنی اسرائیل کے بعد اے محمدؐ! ہم نے تم کو دین کے معاملے میں ایک شریعت (طریقے) پر قائم کیا پس تم نے اسی کی پیروی کی۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے)

پس تم اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہو۔ جب ہر امت کے لئے اللہ نے جداگانہ دستور العمل مقرر کیا ہے تو انہیں خواہ مخواہ جھگڑنے کی کیا بات ہے بے شک آپ صراطِ مستقیم پر قائم ہیں۔

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ

وَ اِنْ	جٰدَلُوْكَ	فَقُلِ	اللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ	اَللّٰهُ
اور اگر	وہ تم سے جھگڑیں	تو آپ کہدیں	اللہ	خوب جانتا ہے	جو تم کرتے ہو	اللہ

اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو آپ کہدیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

يَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	كُنْتُمْ	فِيْهِ	تَخْتَلِفُوْنَ	
فیصلہ کریگا	تمہارے درمیان	روزِ	قیامت	جسمیں	تم تھے	اسمیں	اختلاف کرتے	

روزِ قیامت تمہارے درمیان اس بات کا فیصلہ کریگا جس میں تم اختلاف کرتے تھے

﴿۶۸﴾ وَاِنْ جَادَلُوْكَ فِيْ اَمْرِ
الدِّيْنِ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ فَيُجَازِيْكُمْ
عَلَيْهِ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ
بِالْقِتَالِ

﴿۶۸﴾ اور اگر کافر تجھ سے دین کے بارہ میں جھگڑیں تو کہہ دے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو سو وہ تم کو اس کا عوض دیگا۔
(یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلا ہے)

﴿۶۹﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَ
الْكَافِرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ بِاَنْ يَقُوْلُ كُلٌّ
مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ خِلَافُ قَوْلِ الْاٰخَرِ

﴿۶۹﴾ اے مسلمانوں اور کافرو' اللہ تم میں فیصلہ کر دیگا قیامت میں یا جس امر میں تم اختلاف کرتے تھے کہ ہر ایک دونوں فریق میں دوسرے فریق کے خلاف کہتا ہے۔

تشریح

﴿۶۸﴾ جبکہ دین ایک ہے تو شریعت کا جزوی فرق جھگڑنے کی بات نہیں | اگر وہ تم سے شریعت کے جزوی اختلاف کیوجہ سے جھگڑنے لگیں جبکہ اللہ کا دین شروع سے ایک رہا ہے اور ایک رہے گا اور تمام انبیاء کرام دین کے اصولوں میں متفق رہے ہیں تو تم ان سے زیادہ بحث مباحثہ نہ کرو۔ یہ نزاع اور جھگڑنے کی بات نہیں ہے اور تم ان سے یہ کہہ دو کہ تمہاری ان سب ترکتوں سے اللہ واحد خوب واقف ہے یعنی حقیقت میں کوئی حق کی طلب تمہیں مقصود نہیں ہے یہ جھگڑا برائے جھگڑا ہے۔

﴿۶۹﴾ قیامت کے دن ہر اختلاف کا فیصلہ ہو جائیگا | آخری فیصلے کا دن قیامت ہوگا جس میں ہر اختلاف کا فیصلہ ہو جائیگا اور حق سامنے آجائیگا اصل میں بحث اور مذاکرہ وہی نتیجہ خیز ہوتا ہے جہاں آدمی حق کا طلبگار ہو اور جہاں طلب حق مقصود نہ ہو اسمیں بحث و مباحثے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اسلئے اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تربیت دیتا ہے کہ نہ بے تکی قسم کی بحثوں میں پڑ کر اپنا وقت برباد نہ کریں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

اَلَمْ تَعْلَمْ	اَنَّ	اللّٰہ	یَعْلَمُ	مَا	فِی السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ
کیا تجھے معلوم نہیں	کہ	اللہ	جانتا ہے	جو	آسمانوں میں	اور زمین

کیا تجھے معلوم نہیں ؟ کہ اللہ جانتا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے ۔

اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ﴿۷۰﴾

اِنَّ	ذٰلِکَ	فِیْ	کِتٰبٍ	اِنَّ	ذٰلِکَ	عَلٰی + اللّٰہِ	یَسِیْرٌ
بیشک	یہ	میں	کتاب	بیشک	یہ	اللہ پر	آسان

بے شک یہ کتاب میں ہے ۔ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا

وَیَعْبُدُوْنَ	مِنْ + دُوْنِ + اللّٰہِ	مَا	لَمْ یُنَزِّلْ	بِہٖ	سُلْطٰنًا
اور وہ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے سوا	جو	نہیں اتاری اس نے	اسکی	کوئی سند

وہ اللہ کے سوا (اس کی) بندگی کرتے ہیں جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری

وَّمَا لَیْسَ لَھُمْ بِہٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۷۱﴾

وَّمَا	لَیْسَ	لَھُمْ	بِہٖ	عِلْمٌ	وَمَا	لِلظّٰلِمِیْنَ	مِنْ نَّصِیْرٍ
اور جو جس	نہیں	انکے لئے (انہیں)	اسکا	کوئی علم	اور نہیں	ظالموں کیلئے	کوئی مددگار

اور اس کی جس کا (خود) انہیں کوئی علم نہیں اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْہِ الَّذِیْنَ

وَاِذَا + تُتْلٰی	عَلَیْھِمْ	اٰیٰتُنَا	بَیِّنٰتٍ	تَعْرِفُ	فِیْ	وُجُوْہِ	الَّذِیْنَ
اور جب پڑھی جاتی ہیں	ان پر	ہماری آیات	واضح	تم پہچانو گے	میں پر	چہرے	جن لوگوں نے

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو تم کافروں کے چہروں پر ناخوشی (کے آثار)

کَفَرُوا الْمُنْکَرَ ؕ یَکَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ

کَفَرُوْا	الْمُنْکَرَ	یَکَادُوْنَ	یَسْطُوْنَ	بِالَّذِیْنَ
کفر کیا	ناخوشی	قریب ہے	وہ حملہ کر دیں	ان پر جو

پہچان لوگے ۔ قریب ہے کہ وہ ان پر حملہ کر دیں جو اُن پر ہماری

يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا ؕ قُلۡ اَفَاُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ

يَتۡلُوۡنَ	عَلَيۡهِمۡ	اٰيٰتُنَا	قُلۡ	اَفَا	نَبِّئُكُمۡ	بِشَرٍّ
پڑھتے ہیں	ان پر	ہماری آیتیں	فرمادیں	کیا میں تمہیں بتلادوں		بدتر

آیتیں پڑھتے ہیں، فرمادیں، کیا میں تمہیں بتلاؤں ؟ اس سے

مِّنۡ ذٰلِكُمۡ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيۡنَ

مِّنۡ	ذٰلِكُمۡ	اَلنَّارُ	وَعَدَهَا	اللّٰهُ	الَّذِيۡنَ
سے	اس	وہ دوزخ	جس کا وعدہ کیا	اللہ	جن لوگوں نے

بدتر ہے وہ دوزخ جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ

ع ۹ / ۸ / ۱۶

كَفَرُوۡا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۚ ﴿۷۲﴾ ع

كَفَرُوۡا	وَبِئۡسَ	الۡمَصِيۡرُ
کفر کیا	اور برا	ٹھکانا

کیا ہے اور برا ہے (وہ) ٹھکانا۔

(۷۰) اَلَمۡ تَعۡلَمۡ الاستفهام فيه للتقرير
اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ
اِنَّ ذٰلِكَ اى ما ذكر فِىۡ كِتٰبٍ ؕ
هو اللوح المحفوظ اِنَّ ذٰلِكَ اى
علم ما ذكر عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۝ سهل

(۷۰) کیا تو نہیں جانتا یعنی جانتا ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔
بیشک یہ جو مذکور ہوا لوح محفوظ میں ہے بیشک اس کا جاننا اللہ کو آسان ہے۔

(۷۱) وَيَعۡبُدُوۡنَ اى المشركون مِنۡ
دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ هو
الاصنام سُلۡطٰنًا حجة وَّمَا لَيۡسَ
لَهُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ انها الهة وَمَا
لِلظّٰلِمِيۡنَ بالاشراك مِنۡ نَّصِيۡرٍ ۝ يمنع
عنهم عذاب الله

(۷۱) اور مشرکین اللہ کے سوا ان بتوں کو پوجتے ہیں کہ اللہ نے انکی پرستش پر کوئی دلیل نہیں بھیجی اور ان کا معبود ہونا کافروں کو بھی معلوم نہیں۔ اور شرک و ظلم کرنے والوں کے لئے کوئی عذاب سے بچانے والا نہیں۔

(۷۲) وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا من القرآن
بَيِّنٰتٍ ظاهرات حال تَعۡرِفُ فِىۡ وُجُوۡهِ
الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡمُنۡكَرَ ؕ اى الانكار لها
اى اثره من الكراهة والعبوس يَكَادُوۡنَ

(۷۲) اور جس وقت کافروں کے سامنے قرآن کی ظاہر بیّن پڑھی جاتی ہیں تب تو دیکھتا پہچانتا ہے کافروں کے چہروں پر انکار یعنی اثر انکار کا برا سمجھنے اور ترش روئی وغیرہ سے ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ نزدیک ہے کہ وہ

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

حملہ کریں اور پکڑیں اور ماریں ان لوگوں کو جو ہماری آیتیں انکو سناتے ہیں۔ کہدے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں قرآن کی آیتوں سے بھی زیادہ مکروہ تمہارے حق میں اور وہ آگ ہے یعنی قرآن کی آیتیں جو تم کو بری معلوم ہوتی ہیں اس سے زیادہ برائی یہ درحقیقت آگ دوزخ کی ہے جس کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوئے کہ رجوع ان کا اس آگ کی طرف ہے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

تشریح

(۷۰) اللہ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے | ایک تمہارے اعمال اور اس کے پیچھے کارفرما تمہاری نیتیں ہی کیا؟ اللہ تعالیٰ کا علم زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے. کائنات کے ذرّے ذرّے کا اس کو علم ہے اس نے کائنات کی تمام چیزوں اور تمام واقعات کا ریکارڈ محفوظ کرنے کا سامان کیا ہوا ہے اور یہ بات بے شمار چیزوں کا ٹھیک ٹھیک جاننا لکھ دینا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والے بتائیں کہ معبود حقیقی کے سوا وہ فرضی معبود جن کو اس درجہ ذرّے ذرّے کا علم ہو آخر کائنات کے کس گوشے میں چھپے ہوئے ہیں۔

(۷۱) غیر اللہ کی عبادت کے لئے کوئی دلیل و حجت ہی موجود نہیں ہے | اصل میں تو اللہ کے سوا سارے معبود فرضی اور گھڑے ہوئے ہیں نہ تو اللہ کی کتاب میں یہ کہا گیا ہے کہ فلاں فلاں بھی معبود ہیں نہ کوئی عقلی اور فطری دلیل ہے جس کو علم کہا جائے کسی عقلی اور نقلی دلیل کے بغیر غیر اللہ کی عبادت، باپ دادا کی کورانہ تقلید کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایسے لوگ، خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں، یہ فرضی معبود مصیبت کے وقت کچھ کام نہیں آئیں گے اور ایسے بے انصاف اور ظالم لوگوں کی مدد نہ یہ فرضی معبود کریں گے اور نہ اللہ کی طرف سے مدد ہوگی کیونکہ یہ اللہ کو پہلے ہی چھوڑ چکے ہیں اور اس کے ساتھ دوسرے معبود گھڑ لئے ہیں جن کی صفات اور اختیارات کے افسانے بنائے ہوئے ہیں۔ جب ان کے پاس طاقت اور اختیار ہی نہیں ہے تو یہ مدد کیسے کریں گے اور جس کے پاس طاقت و اختیار ہے اس کو تم اپنا معبود مان نہیں رہے ہو اس کے ساتھ ساجھی بنانا بھی نہ ماننا ہی سمجھا جائیگا۔

ماننا تو یہ ہے کہ جیسا وہ ہے ویسا ہی اسکو مانو کہ وہ یکتا اور بے مثال ہے اور تمام اختیارات کا مالک ہے ہر چیز پر قادر ہے اور ذرّے ذرّے کا علم رکھتا ہے۔

(۷۲) قرآن حق و باطل کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور کسی کی ناگواری کی پرواہ نہیں کرتا | اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اس کو فرقان بھی کہا جاتا ہے یعنی جو حق اور باطل کو الگ الگ کر کے رکھ دے۔ قرآن کا انداز بیان یہ ہے کہ وہ حق کو حق کہنے اور باطل کو باطل کہنے میں کسی کی ناگواری کی پرواہ نہیں کرتا۔ جب ان کے سامنے جو معبودانِ باطل کے پیرو ہیں اللہ کے کلام کی وہ آیتیں سنائی جاتی ہیں تو ان کے چہرے بدل جاتے ہیں لگتا ہے غصے میں پاگل ہو رہے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آج تو تم حق بات سنکر ناراض ہو رہے ہو لیکن اس سے بڑھ کر بھی ایک اور ناگوار چیز جو حق کے منکرین کا مقدر ہے اور وہ ہے دوزخ کی آگ جس کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکوگے۔ یہ انتہائی برا ٹھکانا ہے۔ آج جو ناگواری کی کیفیت تمہیں محسوس ہو رہی ہے دوزخ میں ناگواری کی کیفیت محسوس کرو گے جو اس ناگواری سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ

ٱلَّذِينَ	إِنَّ	لَهُۥ	فَٱسْتَمِعُوا۟	مَثَلٌ	ضُرِبَ	يَٰٓأَيُّهَا ۔ ٱلنَّاسُ
وہ جنہیں	بیشک	اسکو	پس سنو	ایک مثال	بیان کیجاتی ہے	اے لوگو

اے لوگو! ایک مثال (کہاوت) بیان کی جاتی ہے پس اس کو (کان کھول کر) سنو۔ بیشک جنہیں

تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ

وَلَوِ	ذُبَابًا	لَن يَخْلُقُوا۟	مِن ۔ دُونِ ۔ ٱللَّهِ	تَدْعُونَ
خواہ	ایک مکھی	ہرگز نہ پیدا کرسکیں گے	اللہ کے سوا	تم پکارتے ہو

تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی (بھی) نہ پیدا کرسکیں گے خواہ اسکے لئے

ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ

لَّا يَسْتَنقِذُوهُ	شَيْـًٔا	ٱلذُّبَابُ	يَسْلُبْهُمُ	وَإِن	لَهُۥ	ٱجْتَمَعُوا۟
نہ چھڑا سکیں گے اُسے	کچھ	مکھی	ان سے چھین لے	اور اگر	اسکے لئے	وہ جمع ہوجائیں

وہ سب جمع ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے نہ چھڑا سکیں گے

مِنْهُ ۚ ضَعُفَ ٱلطَّالِبُ وَٱلْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾

	وَٱلْمَطْلُوبُ	ٱلطَّالِبُ	ضَعُفَ	مِنْهُ
	اور جس کو چاہا۔	چاہنے والا	کمزور (بودا ہے)	اس سے

(کتنا) بودا ہے چاہنے والا اور جس کو چاہا (وہ بھی)

۷۳ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَيْ أَهْلِ مَكَّةَ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَهُوَ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَيْ غَيْرَهُ وَهُمُ ٱلْأَصْنَامُ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا اسْمُ جِنْسٍ وَاحِدُهُ ذُبَابَةٌ

(۷۳) يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ الخ اے مکہ والو تمہارے لئے ایک مثال بیان کی گئی ہے سو تم اسکو سنو اور وہ یہ ہے کہ بیشک جن کی تم لوگ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی۔

وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے۔

يَقَعُ عَلَى الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ
وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اَيْ لِخَلْقِهٖ — اگرچہ وہ سب اس کام کے لئے اکٹھے ہوجائیں۔
وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا مِمَّا عَلَيْهِمْ مِنَ الطِّيْبِ وَالزَّعْفَرَانِ الْمُلَطَّخُوْنَ بِهٖ لَا يَسْتَنْقِذُوْهُ يَسْتَرِدُّوْهُ مِنْهُ لِعَجْزِهِمْ فَكَيْفَ يَعْبُدُوْنَ شُرَكَاءَ لِلّٰهِ تَعَالٰى هٰذَا اَمْرٌ مُسْتَغْرَبٌ عُبِّرَ عَنْهُ بِضَرْبِ مَثَلٍ — اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جیسے خوشبو اور زعفران جو اُن پر لگائی جاتی ہے تو وہ اس مکھی سے اس کو واپس نہیں لے سکتے۔ سو یہ کافر کیونکر ایسی چیزوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں یہ امر عجیب ہے۔ اسلئے اس کو ضرب مثل سے تعبیر فرمایا گیا۔
ضَعُفَ الطَّالِبُ الْعَابِدُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ الْمَعْبُوْدُ — عبادت کرنے والا اور معبود دونوں ضعیف ہیں

تشریح

(۲۳) **معبودانِ باطل کی کمزوری کی مثال** معبودِ برحق اللہ تعالیٰ اس عظیم کائنات کے تنہا بلا مدد غیرے خالق و مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اس کائنات کو پیدا فرمایا بلکہ وہ تن تنہا اس عظیم کائنات کا انتظام بھی سنبھالے ہوئے ہے وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا (زمین و آسمان کی حفاظت و انتظام میں اللہ تعالیٰ کو کسی طرح کی کوئی تھکن محسوس نہیں ہوتی) کیونکہ وہ طرح کی کمزوری سے پاک ہے اور اس کی ذاتِ والاقدر تمام خوبیوں سے مزین ہے وَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى (اور اس کے پیارے پیارے نام اور بہترین صفات ہیں۔)

اس کے مقابلہ میں معبودانِ باطل جن کو کسی نہ کسی انداز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے ان کے آگے پیشانی جھکائی جاتی ہے اور ان سے حاجتیں طلب کی جاتی ہیں ان کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت کمزور اور چھوٹی سی مخلوق مکھی ہے۔ یہ سارے معبودانِ باطل اکٹھے ہوکر اگر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔

ان معبودانِ باطل دیوی دیوتاؤں پر عرب کے لوگ شہد اور زعفران ملا کرتے تھے۔ ہندوستان میں ان کے پجاری ان پر مٹھائیاں چڑھاتے ہیں۔

ان معبودوں کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ مکھی پیدا کرنا تو درکنار اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اس سے وہ چیز چھڑا بھی نہیں سکتے۔

دونوں طرف کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ جن کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں وہ بھی کمزور، ہاتھ پھیلانے والے بھی کمزور۔ پوجنے والے کی کمزوری یہ ہے کہ اس نے ایسی حقیر اور کمزور چیز کو اپنا معبود اور حاجت روا بنالیا۔

موجودہ دور کا انسان اپنی عقل پر نازاں ہے کیا وہ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾

عَزِیْزٌ	لَقَوِیٌّ	اِنَّ ۔ اللّٰهَ	حَقَّ ۔ قَدْرِهٖ	اللّٰهَ	مَا قَدَرُوا
غالب	قوت والا	بیشک اللہ	اس کے قدر کرنے کا حق	اللہ	نہ قدر جانی انہوں نے

انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی (جیسے) اسکی قدر کرنیکا حق تھا، بیشک اللہ قوت والا غالب ہے۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ

اِنَّ	وَّمِنَ ۔ النَّاسِ	رُسُلًا	مِنَ ۔ الْمَلٰٓئِكَةِ	یَصْطَفِیْ	اَللّٰهُ
بیشک	اور لوگوں میں سے	پیغام پہنچانوالے	فرشتوں میں سے	چن لیتا ہے	اللہ

اللہ فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والا چن لیتا ہے۔ بے شک

اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ ج یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

خَلْفَهُمْ	وَمَا	بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ	مَا	یَعْلَمُ	بَصِیْرٌ	سَمِیْعٌ	اللّٰهَ
انکے پیچھے	اور جو	انکے ہاتھوں کے درمیان (آگے)	جو	وہ جانتا ہے	دیکھنے والا	سننے والا	اللہ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے اور جو اُن کے پیچھے ہے

وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

	الْاُمُوْرُ	تُرْجَعُ	وَ اِلَی ۔ اللّٰهِ
	سارے کام	لوٹنا (بازگشت)	اور اللہ کی طرف

اور اللہ (ہی) کی طرف سارے کاموں کی بازگشت ہے۔

﴿۷۴﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ عَظَّمُوْهُ حَقَّ قَدْرِهٖ عَظَمَتِهٖ اِذْ اَشْرَكُوْا بِهٖ مَا لَمْ یَمْتَنِعْ مِنَ الذُّبَابِ وَلَا یَنْتَصِفُ مِنْهُ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ غَالِبٌ

﴿۷۴﴾ مشرکین نے اللہ کی بڑائی جیسی چاہیے نہ کی کہ ایسی ضعیف چیز کو اس کا شریک بنایا جو مکھی سے بھی نہیں بچ سکتا اور اس سے بدلہ نہیں لے سکتا۔ بیشک اللہ قوت والا غالب ہے

﴿۷۵﴾ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ رُسُلًا نَزَلَ لَمَّا قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَیْنِنَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ لِمَقَالَتِهِمْ بَصِیْرٌ ○ بِمَنْ یَتَّخِذُهٗ رُسُلًا كَجِبْرِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِبْرَاهِیْمَ

﴿۷۵﴾ اللہ پسند فرماتا ہے فرشتوں میں سے پیغامبر اور آدمیوں میں سے یعنی فرشتوں کو پیغامبر بناتا ہے اور آدمیوں کو۔ یہ آیت اس پر نازل ہوئی کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہا کہ ہم میں سے خاص محمد پر قرآن اتارا گیا یعنی کیا وجہ کہ ہم پر نہ اتارا گیا اسی کو کیوں کام کیلئے خاص کیا گیا۔ غرض اس سے یہ تھی کہ یہ دعویٰ محمد کا غلط ہے۔ بیشک اللہ سنتا ہے انکی بات کو دیکھتا ہے انکو جنکو وہ اپنا پیغمبر بناتا ہے

وَعُمَمَدًا اَوْغَيْرَهُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ
(۷۶) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ اَىْ مَاقَدَّمُوْا وَمَا خَلَّفُوْا اَوْ مَا عَمِلُوْا وَمَا هُمْ عَامِلُوْنَ بَعْدُ وَاِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

جیسے جبرئیل و میکائیل اور ابراہیم اور محمد اور انکے سوا اور پیغمبران سب انکی زبان پر
(۷۶) وہ جانتا ہے جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا یا جو عمل کیا اور جو آگے کو کریں گے۔
اور اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔

تشریح

(۷۴) قوت و غلبہ صرف اللہ کے لئے ہے | حقیقت تو یہ ہے کہ طاقت، عظمت، غلبہ اور رفعت یہ سب اللہ کے لئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا قائل ہوگا وہ نہ کسی دوسرے کو معبود مان سکتا ہے اور نہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کر سکتا ہے۔ انسان بھٹک گئے اور اللہ تعالیٰ کی جو قدر پہچاننی چاہئے تھی جو معرفت حاصل کرنا چاہئے تھی اس کا حق ادا نہیں کیا ورنہ اس کائنات کے اور اس کے نظام میں ایک سے زیادہ معبود کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس کائنات کی ایک ایک مخلوق اپنے خالق کی خلاقیت کی گواہی دے رہی ہے۔ ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روئید
وحدہٗ لاشریک می گوئید

ایک گھاس بھی زمین سے اُگتی ہے تو زبان حال سے یہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ (وہ اکیلا ہے اسکے ساتھ کوئی نہیں ہے)۔

(۷۵) فرشتے اور انبیاء محض اس کی پیغام رسانی کے لئے ہیں | اللہ کی مخلوقات میں سے جن جن ہستیوں کو عام طور پر اللہ کی معبودیت میں شریک کیا گیا ہے ان میں اللہ کی ایک بزرگ اور معصوم مخلوق ملائکہ اور فرشتے ہیں یا پھر انسانوں میں سے اللہ کے پیغمبر ہیں جیسے حضرت عیسیٰؑ پھر کچھ لوگوں نے انہی کو معبود بنا ڈالا۔ ان ملائکہ اور انبیاء کی بھی حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ فرشتے اللہ کا پیغام لیکر رسولوں کے پاس آتے ہیں اور رسول وہ پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو چن لیا ہے کہ وہ اللہ کی وحی لیکر نبیوں اور رسولوں کے پاس آتے رہے ہیں۔ بے شک یہ ایک فضیلت ہے لیکن اس فضیلت کی وجہ سے انکو خدائی میں شریک تو نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو سمیع و بصیر ہیں تمام احوال پر نظر رکھتے ہیں وہ استعداد دیکھ کر جسکو چاہتے ہیں اپنا رسول منتخب کر لیتے ہیں جیسا کہ سورۂ انعام میں فرمایا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام رکوع ۱۵ پارہ ۸ آیت ۱۲۴)
(اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغامبری کا کام کس سے لے اور کس طرح لے)

(۷۶) اللہ کے یہاں کوئی سفارشی نہیں ہے۔ ہر معاملے کا فیصلہ وہ خود فرماتے ہیں۔ | اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ وہ ہر اس بات کو جانتا ہے جو سامنے ہے اور جو کچھ اوجھل ہے اس سے بھی وہ خوب واقف ہے۔ ظاہر اور مخفی کھلے اور چھپے ہر چیز سے صرف اللہ ہی واقفیت رکھتے ہیں۔ یہ علم نہ فرشتوں کو ہے اور نہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کو کسی مخلوق کو بھی یہ وسیع علم حاصل نہیں ہے۔ اسلئے یہ سمجھنا کہ اللہ کے علاوہ جن کو معبود یا دیوی دیوتا سمجھ کر انکی عبادت اسلئے کی جارہی ہے کہ وہ ہمارے لئے اللہ کے حضور میں سفارشی بنیں گے۔ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کیسے کر سکتا ہے جبکہ اس کو انسان کے جملہ حالات اور معاملات کا علم نہیں ہے اسی طرح ہر معاملہ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کوئی کسی کی حاجت روائی کرنے پر قادر نہیں ہے جملہ معاملات کی تدبیر کائنات کے چھوٹے یا بڑے کام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے خود فرماتے ہیں۔

اسلئے جو مانگنا ہے اس سے مانگو جو کہنا ہے اس سے کہو جن کا خود پر بھی اختیار نہیں ہے ان سے کہنا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ نے اپنی مقرب ترین مخلوق کو بھی اپنے اختیارات میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

يَاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	ارْكَعُوْا	وَاسْجُدُوْا	وَاعْبُدُوْا
اے	وہ لوگ	جو ایمان لائے	تم رکوع کرو	اور سجدہ کرو	اور عبادت کرو

اے ایمان والو ! تم رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۷۷) ح السجدة

رَبَّكُمْ	وَافْعَلُوْا	الْخَيْرَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ
اپنا رب	اور کرو	اچھے کام	تاکہ تم	فلاح (دو جہاں میں کامیابی) پاؤ

اپنے رب کی اور اچھے کام کرو تاکہ تم دو جہان میں کامیابی پاؤ

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ

وَجَاهِدُوْا	فِي + اللّٰهِ	حَقَّ	جِهَادِهٖ	هُوَ	اجْتَبٰىكُمْ
اور کوشش کرو	اللہ میں	حق	کوشش کرنا	وہ۔اُس	اس نے تمہیں چُنا

اور (اللہ کی راہ میں) کوشش کرو (جیسے) کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں چنا

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ

وَمَا	جَعَلَ	عَلَيْكُمْ	فِي + الدِّيْنِ	مِنْ + حَرَجٍ	مِلَّةَ
اور نہ	ڈالی	تم پر	دین میں	کوئی تنگی	دین

اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں ڈالی (یعنی) تمہارے

اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۥ

اَبِيْكُمْ	اِبْرٰهِيْمَ	هُوَ	سَمّٰىكُمُ	الْمُسْلِمِيْنَ
تمہارے باپ	ابراہیم	وہ۔اس	تمہارا نام کیا	مسلم (جمع)

باپ ابراہیمؑ کا دین اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے

مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا

مِنْ قَبْلُ	وَفِيْ + هٰذَا	لِيَكُوْنَ	الرَّسُوْلُ	شَهِيْدًا
اس سے قبل	اور اس میں	تاکہ ہو	رسول	تمہارا گواہ، نگران

قبل (بھی) اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول اکرمؐ تمہارے نگران

عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖ فَاَقِيْمُوا

عَلَيْكُمْ	وَ تَكُوْنُوْا	شُهَدَآءَ	عَلَى + النَّاسِ	فَ اَقِيْمُوْا
تم پر	اور تم ہو	گواہ ۔ نگراں	لوگوں پر	پس قائم کرو

(گواہ ہوں اور تم نگراں (گواہ ہو لوگوں پر۔ پس نماز قائم کرو

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ

الصَّلٰوةَ	وَ اٰتُوْا	الزَّكٰوةَ	وَ اعْتَصِمُوْا	بِاللّٰهِ	هُوَ
نماز	اور ادا کرو	زکوٰۃ	اور مضبوطی سے تھام لو	اللہ کو	وہ

اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوطی سے تھام لو ۔ وہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾ ع

ع ۱۰ / ۱۷

مَوْلٰىكُمْ	فَنِعْمَ	الْمَوْلٰى	وَ نِعْمَ	النَّصِيْرُ
تمہارا مولیٰ (کارساز)	سو اچھا ہے	مولیٰ	اور اچھا ہے	مددگار

تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا ہے کارساز اور کیا ہی اچھا ہے مددگار

﴿٧٧﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا
وَاسْجُدُوْا اَیْ صَلُّوْا وَاعْبُدُوْا
رَبَّكُمْ وَحْدَهٗ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ
كَصِلَةِ الرَّحِمِ وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تَفُوْزُوْنَ
بِالْبَقَاءِ فِي الْجَنَّةِ

(۷۷) اے ایمان والو نماز پڑھو اور اپنے رب کو اکیلا جانو اور بھلائی کے کام کرو جیسے صلہ رحمی اور عمدہ اخلاق تاکہ تم کو فلاح ہو کر ہمیشہ کو جنت میں رہو۔

﴿٧٨﴾ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ لِاِقَامَةِ
دِيْنِهٖ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ بِاسْتِفْرَاغِ
الطَّاقَةِ فِيْهِ وَنَصْبُ حَقَّ
عَلَى الْمَصْدَرِ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ
اِخْتَارَكُمْ لِدِيْنِهٖ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
مِنْ حَرَجٍ اَیْ ضِيْقٍ بِاَنْ

(۷۸) اور اللہ کا دین قائم کرنے کو جہاد کر دو پوری طاقت سے۔

اسی نے تم کو اپنے دین کے قائم کرنے کے لئے پسند فرمایا۔ اور دین میں تم پر کچھ تنگی نہیں کی کہ بوقت ضرورتوں کے آسانی کر دی۔

سَبْقَلَۀُ عِنْدَ الضَّرُوْرَاتِ
كَالْقَصْرِ وَالتَّيَمُّمِ وَاَكْلِ الْمَيْتَةِ
وَالْفِطْرِ لِلْمَرَضِ وَالسَّفَرِ
مِلَّةَ اَبِيْكُمْ مَنْصُوْبٌ
بِنَزْعِ الْخَافِضِ اَلْكَافِ
اِبْرٰهِيْمَ ط عَظُمَتْ بِسَبَابِ
هُوَ اَيِ اللّٰهُ سَمّٰكُمُ
الْمُسْلِمِيْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ
اَيْ قَبْلَ هٰذَا الْكِتَابِ
وَفِيْ هٰذَا اَيِ الْقُرْاٰنِ
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا
عَلَيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَّهُ
بَلَّغَكُمْ وَتَكُوْنُوْا اَنْتُمْ
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج
اَنَّ رُسُلَهُمْ بَلَّغَتْهُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ دَاوِمُوْا عَلَيْهَا
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ ثِقُوْا بِهٖ هُوَ مَوْلٰىكُمْ
نَاصِرُكُمْ وَمُتَوَلِّيْ اُمُوْرَكُمْ
فَنِعْمَ الْمَوْلٰى هُوَ وَنِعْمَ
النَّصِيْرُ ۝ اَيِ النَّاصِرُ
هُوَ لَكُمْ

جیسے سفر میں نماز قصر کرنا اور پانی نہ ملے تو تیمم کرنا اور اضطرار کے وقت مردار کا کھا لینا اور بسبب مرض اور سفر کے روزہ کا افطار کرلینا۔ جیسا کہ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب میں آسانی تھی۔

اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا قرآن کے اترنے سے پہلے اور قرآن میں تاکہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو تم پر اس امر کی گواہی دیں کہ اس نے تم کو احکام الٰہی پہنچا دئے۔
اور تم تمام لوگوں پر اس امر کی گواہی دو کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو احکام پہنچا دئے۔
سو تم نماز ہمیشہ پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

وہی تمہارا مددگار اور کاموں کا سنوارنے والا ہے۔ سو وہ اچھا مالک اور اچھا مددگار نے والا ہے۔

تشریح

(۷۷) ایمان والو! فلاح کا راستہ یہ ہے کہ اپنی زندگی اللہ کے لئے خاص کرلو۔

ایمان والوں کی کامیابی اس میں ہے کہ وہ اپنی تمام عبادتوں کا رُخ صرف اللہ کی طرف کرلیں۔ ان کا رکوع سجدہ، ان کی نمازیں، ان کی قربانی، ان کا حج اور تمام بھلائی کے کام جن کا تعلق عبادت سے ہے وہ صرف اللہ کے لئے ہوں انہیں

اللہ کے فضل کا امیدوار رہنا چاہئے اور اس کی رحمت سے فلاح کی توقع رکھنی چاہئے۔

○ سورۂ حج کی مذکورہ آیت ۷۷ اس کے بارے میں امام شافعی رح اور ان کے علاوہ امام محمد رح، عبداللہ بن مبارک رح اور اسحق بن راہویہ کا قول یہ ہے کہ اس آیت پر سجدۂ تلاوت کرنا چاہئے۔

(۷۸) امت محمدیہ کی فضیلت اور اس کی ذمہ داریاں | اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس دنیا میں بے شمار مخلوقات ہیں۔ ان تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص مقام عطا کیا ہے۔ انسان کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس دنیا کی زندگی میں کچھ کرنے یا نہ کرنے کا ایک محدود اختیار دیا ہے اس کے ساتھ اس کو علم اور فطرت سلیمہ عطا کی ہے اور کارگاہِ حیات میں امتحان کے لئے چھوڑ دیا ہے اس دنیا میں خیر و شر کی طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھی ہوئی ہیں اور انسان اپنے علم و فہم اور شعور کے ذریعے خیر و شر کے درمیان سے ہوتا ہوا زندگی کا سفر طے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شروع سے انسان کی رہبری کا خارجی اور داخلی ہر طرح کا بندوبست کیا ہے اور اس کو بتا دیا ہے کہ اس کے رب کی رضا کا راستہ کون سا ہے جس پر چل کر وہ اپنے پروردگار کے انعامات سے سرفراز ہو سکتا ہے انسان کی ذمہ داریاں بہت بڑی اور اہم ہیں۔ وہ سعادت مند انسان جنھوں نے اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اس کی اطاعت کے لئے سر جھکا دیا ہے ان کو اللہ کی طرف سے ایک خاص لقب " مسلم " کا عطا ہوا ہے۔ مُسلم کی ذمہ داریاں اور بھی زیادہ ہیں کہ وہ خود بھی راہ راست پر چلے اور دوسروں کو بھی سیدھا راستہ دکھائے ہر پیغمبر کی امت میں یہ مسلم ہوتے رہے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ جب انسانی تہذیب ایک خاص مرحلے پر پہونچ گئی تو اللہ کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا کہ اب تمام دنیا کے انسانوں کے لئے جو موجود ہیں بلکہ تا قیامت اب جو بھی انسان دنیا میں آئیں ان سب کی ہدایت اور رہبری کے لئے ایک کتاب ایک پیغمبر اور ایک قانون ہو۔

ظاہر ہے انسان کوئی جامد چیز نہیں ہے۔ علم و فن تہذیب و تمدن کے اعتبار سے انسان ترقی کرتا چلا آرہا ہے اور آگے بھی ترقی کرتا رہے گا اس کے لئے ایسا مکمل اور جامع قانون طریقۂ زندگی جو زمانے کی مختلف کروٹوں میں اس کی رہبری کرتا رہے خالقِ کائنات کی قدرتِ کاملہ کا ایک نادر نمونہ ہے۔ اسی طریقۂ ہدایت کا نام پہلے بھی اسلام تھا اور آج بھی اس کا نام اسلام ہے۔ اس طریقہ کے ماننے والوں کا نام پہلے بھی مسلم تھا اور آج بھی پروردگار کا دیا ہوا یہ نام مُسلم ہے۔

○ امت مسلمہ کی ذمہ داری کا دائرہ بہت وسیع ہے پوری دنیا میں ہدایت کا چراغ روشن رکھنا اور اس کے لئے جان و مال سب کچھ کھپا دینا۔ اس لئے اللہ کی طرف سے ان کو ہدایت کی جارہی ہے کہ دیکھو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا جیسا حق ہے وہ کرتے رہنا۔ اپنے نفس سے اس کا آغاز کر کے پورے ماحول کو ظلم و جبر سے پاک رکھنا انسانی حرمت کی بقا اور اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتے رہنا چاہے وہ زبان سے ہو، قلم سے ہو، مال سے ہو اور آخر میں شوق شہادت سے ہو۔ غرض ہر طرح کا مجاہدہ اور ہر طرح کا جہاد اور حق کے لئے کھلا ماحول۔ یہ امتِ مسلمہ کی مجموعی ذمہ داری ہے۔

○ امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ خاص جماعت ہے جس کے پیغمبر پیغمبروں میں سے اعلیٰ اور افضل ہیں اور شریعتِ محمدی تمام شریعتوں میں سب سے آسان، سب سے جامع اور سب سے مکمل ہے جس میں ہر طرح کے حالات کا لحاظ

رکھتے ہوئے ہر تنگی سے بچاتے ہوئے آسان راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جہاں پانی نہ ملے تو تیمم کی بھی رخصت ہے۔ مسجد نہ ہو تو تمام روئے زمین اس کے لئے مسجد ہے۔ غرض ہر طرح کے حالات میں اس دین و شریعت پر عمل کی راہیں موجود ہیں۔

○ یہ ملتِ ابراہیمی ہے حضرت ابراہیم کی ملت جن کی شخصیت پر یہودی، عیسائی، صابئی، مکے کے لوگ غرض سب جمع ہیں۔ انہی کے مشن کو آگے لیکر یہ امت آگے بڑھ رہی ہے۔ حضرت محمدؐ کا ظہور انہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

○ اس امت کا نام مُسلِم اسکے کام اور مشن کو بتاتا ہے۔ پہلے بھی اس کا نام یہی رہا ہے اور آج بھی اس کا نام یہی ہے۔ حضرت نوحؑ نے جو حضرت ابراہیمؑ سے بہت پہلے ہو چکے تھے اپنے مسلم ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ فرمایا۔ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔سورۂ یونس آیت ۷۲ (اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم بن کر رہوں)

○ اس امت کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ میدان قیامت میں سارے انبیاء پر اس امت کی شہادت لیں گے اور جب ان سے پوچھا جائے گا کہ یہ انبیاء تو پہلے گزر چکے تھے تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا پورا ادا کیا ہے تو وہ کہیں گے کہ ہمیں یہ بات حضرت محمدؐ سے معلوم ہوئی۔

○ لہٰذا اس امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں سرگرم رہے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے اور پوری طرح اللہ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ ہدایت بھی اسی سے حاصل کرے، اطاعت بھی اسی کی کرے۔ امید اور خوف ہر حال میں اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے، مدد اسی سے مانگے، اسی پر بھروسہ رکھے، اسی سے محبت کرے اور اس کو اپنا با اعتماد سہارا سمجھے۔

(مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعرات شبِ جمعہ میں سورۃ الحج کی الحمدللہ تکمیل ہوئی۔)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲۳)

اَلۡمُؤۡمِنُوۡن

○ ترتیبِ تلاوت	۲۳	○ ترتیب نزول	۷۴
○ مکی / مدنی	مکی	○ تعداد رکوعات	۶
○ تعدادِ آیات	۱۱۸	○ تعداد الفاظ	۱۰۷۰
○ تعداد حروف	۴۵۲۴		

○ - اس سورۃ کا نام اَلۡمُؤۡمِنُوۡن اسی سورت کی پہلی آیت "قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ" سے لیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی سورتوں کے نام صرف علامت کے طور پر ہیں۔ سورت کے موضوع سے نام کا تعلق نہیں ہے۔

○ - سورت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے جب کہ حق و باطل کی کش مکش تو شروع ہو چکی تھی مخالفت کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن باطل کے ظلم و ستم نے ابھی پوری شدت نہیں پکڑی تھی۔

اس سورت کی آیت ۷۵ اور آیت ۷۶ کے مضمون کو اگر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مکہ مکرمہ قحط سالی کی لپیٹ میں تھا۔ اس سورت کی آیت ۷۵ اور ۷۶ یہ ہیں ا۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

(اگر ہم ان پر رحم کریں اور وہ تکلیف جس میں یہ مبتلا ہیں دُور کر دیں تو یہ اپنی سرکشی میں بالکل ہی بہک جائیں گے ، ان کا حال تو یہ ہے کہ ہم نے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا پھر بھی یہ اپنے رب کے یہاں نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں ۔)

- حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ سورت ان کے سامنے نازل ہوئی ہے وہ خود وحی کے نازل ہونے کی کیفیت کو آنحضرت ﷺ پر طاری ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے ۔
جب یہ سورت نازل ہو چکی تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر اس وقت دس آیتیں ایسی نازل ہوئی ہیں کہ اگر کوئی ان پر عمل کرلے تو یقیناً جنت میں جائے گا ۔ اور پھر آپ نے اس سورت کی شروع کی دس آیتیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ تک تلاوت فرمائیں ۔

- اسلام میں اللہ کی اطاعت کا ذریعہ رسول کی اطاعت ہے اور رسول اسی لئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے ۔ اس سورت کا اصل موضوع اطاعتِ رسول ہے ۔ رسول کی فرماں برداری کی دعوت اس پوری سورت کا مرکزی نقطہ ہے ۔
بتایا گیا ہے کہ جو لوگ حضرت محمدؐ کی پیروی کریں گے ان کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے اندر مطلوبہ صفات پیدا کریں گے ۔ وہ یقیناً دنیا و آخرت دونوں جگہ کامیاب رہیں گے ۔

- یہ بھی سمجھایا گیا کہ حضرت محمدؐ کی تعلیم ان سے پہلے آنیوالے نبیوں سے مختلف نہیں ہے اللہ کو ایک ماننے اور آخرت پر یقین رکھنے کی جو دعوت حضرت محمدؐ پیش کر رہے ہیں وہ کوئی نرالی چیز نہیں ہے ان سے پہلے انبیاء بھی یہی دعوت دیتے رہے ہیں ۔
- تاریخ کی سچائی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ جن قوموں نے نبیوں اور رسولوں کی مخالفت کی اور انکی بات مان کر نہ دی وہ قومیں آخر کار تباہ ہو کر رہیں جن کی تباہی کے بہت سے آثار تم آج بھی دیکھ سکتے ہو ۔
- اس بات پر توجہ دلائی گئی کہ دنیاوی خوشحالی اور مال و دولت کا ہونا اللہ کی رضا کا معیار نہیں ہے ۔ اس غلط فہمی میں نہ رہا جائے کہ آج جن لوگوں پر دنیاوی نعمتوں کی بارش ہو رہی ہے یہ اللہ کے یہاں ان کی مقبولیت کی دلیل ہے ۔ اللہ کی رضا کا معیار اسکی اطاعت و فرماں برداری ہے دنیاوی خوشحالی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔
- آخر میں نبی ﷺ کو متوجہ کیا گیا ہے کہ مخالفین کے بُرے رویتے کے مقابلے میں آپ اپنی اخلاقی روش ہرگز نہ چھوڑیں برائی کا جواب برائی سے نہیں بھلائی سے دیں ۔
- خاتمۂ کلام میں مخالفین کو آخرت کی بازپرس سے ڈرایا گیا ہے اور ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دعوتِ حق کے مقابلے میں تمہارا یہ مخالفانہ رویّہ تمہارے لئے سخت آزمائش کا باعث بنے گا ۔

آیاتہا ۱۱۸	۲۳ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۷۴	رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے!

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②

قَدْ اَفْلَحَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِيْنَ	هُمْ	فِيْ صَلَاتِهِمْ	خٰشِعُوْنَ
فلاح پائی (کامیاب ہوئے)	مومن (جمع)	جو	وہ	اپنی نمازوں میں	خشوع (عاجزی کرنیوالے

(دوجہاں میں) کامیاب ہوئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	عَنِ - اللَّغْوِ	مُعْرِضُوْنَ
اور وہ جو	وہ	لغو (بیہودہ باتوں) سے	منہ پھیرنے والے

اور وہ جو بیہودہ باتوں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّۃٌ وَهِيَ مِائَۃٌ وَثَمَانُ اَوْتِسْعَ عَشَرَةَ اٰيَۃً

سورۃ المؤمنون مکی ہے اور اسمیں ایک سو اٹھارہ یا انیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

① قَدْ لِلتَّحْقِيْقِ اَفْلَحَ فَازَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

② الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○

③ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مِنَ الْكَلَامِ وَغَيْرِهٖ مُعْرِضُوْنَ ○

① "قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خشعون": بیشک نجات پائی ایمان والوں نے۔

② جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنیوالے ہیں۔

③ اور وہ لوگ جو بیہودہ کلام وغیرہ سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

تشریح

① اسلام میں فوز و فلاح کا حقیقی تصور | اسلام کی نظر میں حقیقی کامیابی آخرت کی ہے کیونکہ آخرت ابدی اور پائیدار ہے اور وہاں کی نعمتیں لازوال ہیں اس لئے اسلام کی نظر میں حقیقی کامیابی یہ ہے کہ انسان حساب کتاب کے وقت دوزخ سے نجات پاکر جنت کا حقدار ہو جائے۔ رہی دنیا میں کسی خاص مقصد کو حاصل کرلینا۔ اگرچہ اسلام کسی پاکیزہ اور صحیح مقصد کے لئے جدوجہد کے خلاف نہیں ہے مگر وہ اس کو منزل نہیں سمجھتا کیونکہ تمام کامرانیوں کے باوجود یہ دنیا بہرحال ناپائیدار اور ختم ہونے والی ہے۔

دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان کا دل مطمئن ہو۔ دل کا سکون اور اطمینان دنیا کی حقیقی کامیابی ہے تو حساب کتاب سے گزر کر جنت کے انعامات کا پالینا آخرت کی کامیابی ہے۔ اس طرح ایک مومن مطلوبہ صفات اپنے اندر پیدا کرکے دونوں جہان کی حقیقی کامیابی حاصل کرلیتا ہے۔ واضح رہے کہ اس کامیابی کے لئے پہلی شرط

ایمان ہے۔ ایمان کے بعد وہ اوصاف ہیں جن کی تفصیل آگے کی آیتوں میں آرہی ہے۔ اسلام کے ساتھ ہمارا تعلق اوصاف کی بنیاد پر ہونا چاہیئے نہ کہ صرف رسمی تعلق۔

(۲) اہل ایمان کا پہلا وصف نماز میں عاجزی | خشوع کا مطلب ہے کسی صاحبِ عظمت وجلال ہستی کی ہیبت سے مرعوب ہو کر جھک جانا، دب جانا، انکساری اور عاجزی کے ساتھ پست اور ساکن ہو جانا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس "خاشعون" کا مطلب خائفون ساکنون، کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی خوف و ہیبت سے ساکن ہو جانا۔

○ خشوع کی اصل کیفیت کا تعلق دل سے ہے۔ قرآن مجید میں خشوع کو دل کی صفت بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہے: "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ" (سورۂ حدید آیت ۱۶ پارہ ۲۷)
(کیا ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے آگے جھک جائیں۔)

○ تو خشوع اصل میں دل کی صفت ہے اور دل میں عاجزی انکساری اور ہیبت کی کیفیت کا نام خشوع ہے۔ بدن چونکہ دل کے تابع ہے تو جب دل میں خشوع ہوگا تو جسم پر بھی اس کے آثار معلوم ہوں گے۔ جسم پر یہ آثار ہونگے کہ آدمی بلا وجہ حرکت نہیں کرے گا، پرسکون رہے گا، سر اس کا جھک جائیگا۔ جسم کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں گے، نگاہ پست ہو جائے گی آواز دب جائیگی اور دیکھنے والوں کو بھی معلوم ہوگا کہ یہ کسی باعظمت اور باجبروت ہستی کے حضور میں حاضر ہے۔

○ خشوع کی کیفیت گھٹتی بڑھتی ہے۔ شریعت نے ایک معیار مقرر کیا ہے جس سے نماز میں ظاہری حیثیت سے ایک خاص معیار قائم رہتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اِدھر اُدھر اور سر اٹھا کر اوپر نہ دیکھے، نماز میں ادھر ادھر نہ جھکے، کپڑوں کو بار بار نہ سمیٹے، کپڑوں سے، داڑھی سے بدن کے حصوں سے شغل نہ کرے، زور زور سے جمائیاں نہ لے۔ ڈکاریں نہ مارے۔ غرض نماز میں سکون، اطمینان اور وقار کی ایک کیفیت ہونی چاہیئے۔

○ جلدی جلدی نماز پڑھنا بھی خشوع کے خلاف ہے۔ جب تک نماز کا ایک فعل مکمل نہ ہو جائے اور اس کو اطمینان سے ادا نہ کرلے دوسرا فعل شروع نہ کرے۔ جلدی جلدی کوّے کی طرح ٹھونگیں مارلینا نماز کے آداب اور خشوع کے خلاف ہے۔

○ اس کے ساتھ یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ آدمی نماز میں غیر متعلق باتیں نہ سوچے، بلا ارادہ ذہن میں کوئی خیال آجائے تو یہ انسانی نفس کی کمزوری ہے لیکن پوری کوشش کرے کہ نماز کے وقت اسکا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو اور جو زبان سے کہہ رہا ہو وہی دل سے بھی اللہ کے حضور عرض کرے جب نماز میں قلب خشوع کی حالت میں ہوگا اللہ کی ہیبت محسوس کریگا دل اللہ کی طرف جھکا ہوا ہوگا اور بدن ساکن ہوگا تو خیالات بھی ادھر ادھر نہ بھٹکیں گے اور ایک ہی مقصود پر جمے رہینگے پھر بھی اگر بے اختیار دوسرے خیالات آجائیں تو جیسے ہی احساس ہو اپنی توجہ نماز کی طرف پھیر لینی چاہیئے حسنِ قبول کیلئے نماز میں خشوع ہونا چاہیئے، اور اعلیٰ کامیابی انہیں مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع اور پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرینگے۔

(۳) مومن کی دوسری صفت لغویات سے بے تعلقی | یہ دنیا کی زندگی کیا ہے ایک امتحانگاہ ہے ایک نپی تلی مدت ہے۔ مومن ایک طالب العلم کی طرح یہ محسوس کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ میں امتحان کا پرچہ ہے اور اسے ایک مقررہ مدت میں اس پرچے کو حل کرنا ہے وہ اپنے اس وقت کو آنیوالی زندگی کیلئے فیصلہ کن سمجھتا ہے اسلئے وہ ہر اس کام سے کتراتا ہے جو اس کے مقصد سے ہٹا ہوا ہو۔ بیشک مومن خوش مزاج اور خوش ذوق انسان ہوتا ہے وہ لطیف مذاق بھی کرتا ہے مگر اسکے ہر کام کا رُخ اپنے مقصد کی طرف رہتا ہے اسلئے وہ کسی بھی فضول کام میں اپنا وقت برباد کرنا نہیں چاہتا۔ دنیا میں بھی جو لوگ کسی خاص مقصد کیلئے زندگی گذارتے ہیں وہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے ایک مومن کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ لغویات سے دور رہتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حُسْنُ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ (آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول شغلوں سے دور رہے۔) جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا۔ (وہاں کوئی فضول بات اور جھوٹ بات نہیں سنیں گے)۔ دوسری جگہ ارشاد ہے، لَا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً ۝ (وہاں کوئی لغو بات نہیں سنے گا۔)۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾

فٰعِلُوْنَ	لِلزَّكٰوةِ	هُمْ	وَالَّذِيْنَ
ادا کرنے والے	زکوٰۃ (کو)	وہ	اور وہ جو

اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾

حٰفِظُوْنَ	لِفُرُوْجِهِمْ	هُمْ	وَالَّذِيْنَ
حفاظت کرنے والے	اپنی شرمگاہوں کی	وہ	اور وہ جو

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ مُؤَدُّوْنَ — ﴿۴﴾ اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ عَنِ الْحَرَامِ — ﴿۵﴾ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کو حرام سے بچاتے ہیں۔

تشریح

﴿۴﴾ **اہل ایمان کی تیسری صفت زکوٰۃ کی ادائیگی** | وہ اہلِ ایمان جو دونوں جہاں میں کامیاب ہیں ان کی پہلی صفت پوری لگن کے ساتھ نماز کی ادائیگی اور دوسری صفت لغویات سے بے تعلقی بتائی گئی۔ اہل ایمان کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ بدنی عبادت کے علاوہ مالی عبادت زکوٰۃ کے بھی ادا کرنے کے عادی ہیں جس سے ان کا دل مال کی محبت سے پاک ہوتا ہے ان کے اخلاق بلند ہوتے ہیں ان کے نفس میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے اس عمل سے دوسروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے اور وہ بھی اس راستے پر چل کر پورے ماحول کو صاف ستھرا بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بھی پاک ہوتا ہے قلب کو بھی پاکیزگی ملتی ہے اور اخلاقی طہارت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں زکوٰۃ کو مال کی تطہیر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اخلاق کی پاکیزگی سے بھی۔

سورۂ توبہ میں ارشاد ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ (آیت ۱۰۳ پارہ ۱۱) (اے نبی ؐ تم ان کے اموال میں سے صدقہ لیکر پاک کرو اور نیکی کی راہ میں انہیں بڑھاؤ۔)

کیونکہ زکوٰۃ ہر سال پابندی سے دینی چاہیئے اسلئے یہاں آیتِ مذکورہ میں یُؤَدُّوْنَ الزَّكٰوةَ کے بجائے لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ارشاد فرمایا۔ دوسرے مقامات پر بھی زکوٰۃ کے فائدوں میں ارشاد ہوا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورۃ اعلیٰ آیت ۱۴) (بیشک کامیاب ہوا جس نے پاک کرلیا) اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (سورۃ الشمس پ۳۰ آیت ۹) (کامیاب ہوا جس نے نفس کو پاک کرلیا)۔

﴿۵﴾ **مومنین کی چوتھی صفت شرمگاہوں کی حفاظت** | مومنین کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں عریانی اور ننگے پن سے بچتے ہوئے حیاداری کی صفت اختیار کرتے ہیں اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرتے ہیں جنسی معاملات میں آزادی نہیں برتتے اور اپنی قوت شہوانی پر قابو رکھتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں حیا اور شرم ایمان کا ایک حصہ ہے اور بہترین انسانی صفت ہے۔ حیا کا تقاضہ ہے کہ چھپانے والے حصوں کو دوسروں کے سامنے بے پردہ نہ کیا جائے اسیطرح صنفی تعلقات میں شریعت کی حدود کا لحاظ رکھا جائے شریعت کی حدود کیا ہیں ان کا بیان اگلی آیت میں آرہا ہے۔

إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

إِلَّا	عَلَىٰٓ	أَزْوَاجِهِمْ	أَوْ	مَا مَلَكَتْ	أَيْمَانُهُمْ
مگر	پر سے	اپنی بیویاں	یا	جو مالک ہوئے	انکے دائیں ہاتھ

مگر اپنی بیویوں سے یا جن کے مالک ہوئے انکے دائیں ہاتھ (کنیزوں)

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ⑥ ج

فَإِنَّهُمْ	غَيْرُ مَلُومِينَ	
پس بیشک وہ	کوئی ملامت نہیں	

بے شک ان پر کوئی ملامت نہیں

⑥ إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَاجِهِمْ أَيْ مِنْ زَوْجَاتِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ أَيْ السَّرَارِي فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ○ فِي إِتْيَانِهِنَّ

⑥ صرف اپنی بیویوں کی طرف نظر کرتے ہیں یا اپنی مملوکہ باندیوں کی طرف یعنی ان سے صحبت کرتے ہیں سو ان سے صحبت کرنے میں ان پر کچھ ملامت نہیں۔

تشریح

⑥ منکوحہ بیویوں اور باندیوں سے جنسی تعلق کی اجازت | اللہ تعالٰی نے انسان میں دوسری قوتوں کی طرح جنسی قوت رکھی ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں نسل انسانی کو آگے بڑھانے کے لئے بھی اور رشتے اور تعلقات اور خاندان بڑھانے کے لئے اس قوت کا ہونا ضروری ہے۔ مگر اس قوت کو اگر بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ انسانی معاشرے میں تباہی بھی لا سکتی ہے۔ اس لئے مرد و عورت کے لئے، اس کے لئے جائز طریقہ نکاح کا تعلق ہے۔ اس فطری طریقے پر جنسی تعلق قائم کرنا مذہب کے دائرے میں آتا ہے اور اسکو انبیاء کی سنت اور تکمیل دین کا ذریعہ بتایا گیا ہے بلکہ اس تعلق کو مذہب کی نگاہ میں فعلِ عبادت سمجھا گیا ہے۔

○ اس زمانے میں غلامی کا عام رواج تھا۔ عورتوں کو کنیز بنا لیا جاتا تھا اور وہ باقاعدہ ملکیت کے طور پر گھروں میں رہتی تھیں۔ اسلام نے آہستہ آہستہ غلامی کو ختم کیا ہے۔ اس وقت کے حالات کا تقاضہ تھا کہ مملوکہ باندی سے جنسی تعلق کی اجازت دی جائے۔ باندی سے جنسی تعلق کے لئے نکاح کے بجائے ملکیت کو کافی سمجھا گیا۔

اسلام کی نظر میں غلام اور باندی وہ ہے جو جہاد میں گرفتار ہو کر آئے اور خلیفۃ المسلمین مصلحت اور حالات کے مطابق ان کو کسی مسلمان کی ملکیت میں دیدے تو ایسی باندی جو باقاعدہ خلیفۃ المسلمین کے ذریعہ ملکیت میں دی گئی ہو، اس کے ساتھ صرف اس کے مالک کو جنسی تعلق قائم کرنے کی اجازت ہے۔ ویسے ہی کسی عورت کو خرید کر لے آنا کنیز کے حکم میں نہیں ہے۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ ج

فَمَنِ	ابْتَغٰى	وَرَآءَ	ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْعٰدُوْنَ
پس جو	چاہے	سوا	اس	تو وہی	وہ	حد سے بڑھنے والے

پس جو ان کے سوا چاہے تو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ لا

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	لِاَمٰنٰتِهِمْ	وَعَهْدِهِمْ	رٰعُوْنَ
اور وہ جو	وہ	اپنی اناتیں	اور اپنے عہد	رعایت کرنے والے

اور (کامیاب ہیں وہ مومن) وہ جو اپنی اانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں۔

⑦ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ اَىْ مِنَ الزَّوْجَاتِ وَالسَّرَارِىْ كَالْاِسْتِمْنَاءِ بِيَدِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ الْمُتَجَاوِزُوْنَ اِلٰى مَا لَا يَحِلُّ لَهُمْ

⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ جَمْعًا وَمُفْرَدًا وَعَهْدِهِمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةٍ وَغَيْرِهَا رٰعُوْنَ ○ حٰفِظُوْنَ

⑦ پس جو کوئی بیویوں اور باندیوں کے سوا اور کوئی طریق شہوت رانی کا ڈھونڈے جیسے اپنے ہاتھ سے منی نکالنا سو یہی لوگ بڑھنے والے ہیں اس چیز کی طرف جو انکو حلال نہیں۔

⑧ اور نجات پائی ان لوگوں نے جو امانتوں میں خیانت نہیں کرتے اور جو کچھ وہ آپس میں یا اللہ سے عہد کرتے ہیں جیسے نماز وغیرہ کا اسکو پورا کرتے ہیں۔

تشریح

⑦ منکوحہ بیوی اور باندی کے علاوہ جنسی تعلق اللہ کی حد سے آگے کی بات ہے | اسلام نے جنسی تعلق کے لئے دو ہی صورتیں جائز رکھی ہیں یا تو باقاعدہ نکاح ہو اور عورت اس کی بیوی ہو یا پھر وہ شرعی طور پر لونڈی یا کنیز ہو۔

تیسری صورت یہ کہ کسی عورت کی مرضی سے مقررہ وقت کے لئے کوئی معاہدہ کرلیا جائے جس کو مُتعہ کہتے ہیں یہ قطعی حرام ہے۔ حدیث میں ہے:۔

عَنْ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍؓ. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ۔ (بخاری کتاب المغازی)

(حضرت علی بن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا تھا) غزوۂ خیبر ۶ھ میں ہوا ہے اس کے علاوہ جنسی تسکین کی دوسری غیر فطری صورتیں بھی جائز نہیں ہیں۔

⑧ مومنین کی پانچویں صفت۔ امانتداری اور عہد و پیمان کی پاسداری | سچے اہل ایمان کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ امانت اور قول و قرار کی حفاظت کرتے ہیں۔ نہ وہ خیانت کرتے ہیں اور نہ بدعہدی کرتے ہیں۔ نہ اللہ کے معاملہ میں اور نہ بندوں کے معاملہ میں۔ اللہ تو نے انسان کو جتنی چیزیں دی ہیں وہ سب انسان کے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تو ہے انسان بطور امین کے اس میں جائز تصرف کا اور صحیح استعمال کا حق رکھتا ہے اگر وہ کسی چیز کو بیجا استعمال کرتا ہے تو یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ اسی طرح عہد و پیمان کی پاسداری اور جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہنا یہ بھی سچے اہل ایمان کی صفت ہے۔ نبیؐ کا ارشاد ہے لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ (جس میں امانت نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے اور جو وعدے کا پاس نہیں رکھتا وہ دین نہیں رکھتا)۔ نبیؐ نے منافق کی علامت بتائی کہ جب اسکے سپرد امانت کیجائے تو وہ خیانت کرتا اور جب عہد کرتا ہے تو اسکو توڑتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے، اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (وعدے کو پورا کرو اسلئے کہ وعدے کے بارے میں اللہ کے یہاں سوال کیا جائیگا۔)

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ هُمُ

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	عَلٰى	صَلَوٰتِهِمْ	يُحَافِظُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	هُمْ
اور وہ جو	وہ	پر۔کی	اپنی نمازیں	حفاظت کرنیوالے	یہی لوگ	وہ

اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو

الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا

الْوٰرِثُوْنَ	الَّذِيْنَ	يَرِثُوْنَ	الْفِرْدَوْسَ	هُمْ	فِيْهَا
وارث (جمع)	جو	وارث ہونگے	جنت	وہ	اس میں

وارث ہوں گے (جنت) فردوس کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

خٰلِدُوْنَ ۝١١ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢

خٰلِدُوْنَ	وَلَقَدْ خَلَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنْ	سُلٰلَةٍ	مِّنْ طِيْنٍ
ہمیشہ رہیں گے	اور البتہ ہم نے پیدا کیا	انسان	سے	خلاصہ (چنی ہوئی)	مٹی سے

اور البتہ ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

٩ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ جَمْعًا
وَّمُنْفَرِدًا يُحَافِظُوْنَ ○ يُقِيْمُوْنَهَا
فِيْ اَوْقَاتِهَا

٩ اور وہ لوگ جو نمازوں کو انکے اوقات میں ادا کرتے ہیں۔

١٠ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○
لَاغَيْرُهُمْ

١٠ وہی ہیں جنت الفردوس کے وارث

١١ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُوَ جَنَّةٌ اَعْلَى الْجِنَانِ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○
فِيْ ذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلَى الْمَعَادِ
وَيُنَاسِبُهُ ذِكْرُ الْمَبْدَأِ بَعْدَهُ

١١ (فردوس جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام ہے)

یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔
(چونکہ اسمیں ذکر ہے انسان کے معاد کا اس لئے اس کی مناسبت سے ذکر آدمی کی ابتدائی حالت کا فرمایا اگلی آیت میں۔)

١٢ وَاللّٰهِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
اٰدَمَ مِنْ سُلٰلَةٍ هِيَ مِنْ
سَلَلْتُ الشَّيْءَ مِنَ الشَّيْءِ اَيْ
اِسْتَخْرَجْتُهُ مِنْهُ وَهُوَ خُلَاصَتُهُ مِنْ
طِيْنٍ ○ مُتَعَلِّقٌ بِسُلٰلَةٍ

١٢ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ الخ قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے آدم کو خلاصہ مٹی سے بنایا۔

تشریح

(۹) اہل ایمان کی چھٹی صفت ۔ نمازوں کے اوقات، آداب و حقوق کی رعایت | صاحبِ ایمان کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، نماز کے اوقات، نماز کے آداب، اس کے ارکان غرض ہر ہر چیز کی پوری رعایت کرتے ہیں۔ نماز کے لئے وضو، جسم اور پاکی کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ وضو بھی پورے آداب کے ساتھ ٹھیک طرح سے کرتے ہیں نماز کے اوقات کی رعایت کرتے ہوئے وقت پر نماز پڑھتے ہیں اس کو ٹال کر نہیں پڑھتے۔ نماز کے تمام ارکان پورے سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ غرض نماز کا ان کی زندگی میں ایک مرکزی مقام ہے اور اس کی خاص اہمیت ہے۔ اہل ایمان کی صفات کا ذکر نماز سے ہی شروع ہوا تھا اور نماز ہی پر ختم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن میں جو اوصاف پیدا ہوتے ہیں وہ اس نماز کا ثمرہ ہیں جو حسن و خوبی کے ساتھ اور اہتمام کے ساتھ ادا کی جائے۔

(۱۰) مذکورہ صفات والے مومنین ہی جنت کے حق دار ہیں۔ | جن ایمان والے لوگوں میں مذکورہ چھ صفتیں ہونگی وہی جنت کے وارث ہونگے حقیقت میں جنت انہیں کا حق ہے۔ ایسی بلند صفات والے صاحبِ ایمان لوگوں کو کونسی جنت ملے گی اس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔

(۱۱) اہل ایمان کو اعلیٰ درجے کی جنت فردوس عطا ہوگی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے | جنت کا سب سے اعلیٰ مقام فردوس ہے یعنی ایسی قیامگاہ جس میں بڑے بڑے کشادہ باغات ہوں، وسیع ہو اور اس میں ہر طرح کے پھل پائے جاتے ہوں، نہریں رواں دواں ہوں۔ جنت کا وہ مقام جو سب سے اعلیٰ اور نہایت وسیع ہے ان اہل ایمان کے حصے میں آئے گا جن میں وہ صفات پائی جائیں گی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ سورۂ کہف میں اللہ تعالیٰ نے فردوس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝ (ان کی میزبانی کے لئے جنت کے باغ ہوں گے)۔ (آیت ۱۰۷ پارہ ۱۶)

یہ ان کی ابدی قیامگاہ ہوگی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ مذکورہ آیات سے یہ چند باتیں سامنے آتی ہیں کہ :۔

- ○ قرآن کی نظر میں فلاح محض خوشحالی یا دنیوی کامیابی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا ایک وسیع مفہوم ہے جس میں دنیا اور آخرت دونوں جگہ کی زندگی شامل ہے۔
- ○ دوسری بات یہ کہ جن کے اندر یہ مذکورہ اوصاف ہونگے وہ دارین کی فلاح حاصل کریں گے چاہے ان کا تعلق کسی بھی قوم یا نسل یا علاقے کے ساتھ ہو۔
- ○ تیسری بات یہ کہ دونوں جہان کی یہ کامیابی ایمان اور عمل صالح دونوں کے مجموعے پر مرتب ہوگی
- ○ چوتھی بات یہ سامنے آتی ہے کہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں اور اوصاف پائے جاتے ہیں وہ معاشرے کے بہترین فرد بنجاتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہی طریقہ جسکو حضرت محمدؐ پیش کررہے ہیں صحیح اور برحق ہے۔

(۱۲) سب سے پہلے انسان کی تخلیق مٹی کے جوہر سے ہوئی | اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم ؑ کو جب اپنی قدرت سے پیدا کیا تو ان کی تخلیق کے لئے مٹی کے جوہر کو استعمال کیا۔ کیونکہ حضرت آدم ؑ کی تخلیق مٹی کے جوہر سے ہوئی اسلئے انسان کی فطرت میں زمین کے تمام خطوں کی خصوصیات جمع ہوگئی ہیں۔ کوئی زمین سخت ہوتی ہے کوئی نرم ہوتی ہے۔ مٹی کے رنگ بھی کئی ہوتے ہیں کہیں مٹی سرخ رنگ ہوتی ہے کہیں مٹیالی ہوتی ہے کہیں سفید ہوتی ہے اسی طرح انسان کی طبیعت کسی کی نرم ہوتی ہے کسی کا مزاج سخت ہوتا ہے۔ انسانوں کی رنگتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کی جلد کا رنگ کالا، کسی کا گورا اور کسی کا گندمی۔ مٹی میں صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں اسی طرح انسانوں میں بھی مختلف صلاحیتیں پائی جاتی ہیں کسی میں فرماں برداری ہوتی ہے کسی میں نافرمانی اور تکبر کا جذبہ ہوتا ہے۔ غرض مٹی کے مختلف انداز کی طرح انسانوں کے بھی الگ الگ انداز ہیں۔ اوپر کی آیت میں "معاد" (انجام) کا ذکر اور اس آیت میں انسان کی ابتدائی حالت کا بیان ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

ثُمَّ	جَعَلْنٰهُ	نُطْفَةً	فِيْ	قَرَارٍ مَّكِيْنٍ	ثُمَّ	خَلَقْنَا	النُّطْفَةَ	عَلَقَةً
پھر	ہم نے اسے ٹھہرایا	نطفہ	میں	مضبوط جگہ	پھر	ہم نے بنایا	نطفہ	جما ہو خون

پھر ہم نے اسے مضبوط جگہ میں نطفہ ٹھہرایا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا

فَخَلَقْنَا	الْعَلَقَةَ	مُضْغَةً	فَخَلَقْنَا	الْمُضْغَةَ	عِظٰمًا	فَكَسَوْنَا
پس ہمنے بنایا	جما ہوا خون	بوٹی	پھر ہمنے بنایا	بوٹی	ہڈیاں	پھر ہمنے پہنایا

پھر ہم نے جمے ہوئے خون (لوتھڑے) کو بوٹی بنایا۔ پھر ہم نے بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں

الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

الْعِظٰمَ	لَحْمًا	ثُمَّ	اَنْشَاْنٰهُ	خَلْقًا	اٰخَرَ	فَتَبٰرَكَ	اللّٰهُ
ہڈیاں	گوشت	پھر	ہمنے اسے اٹھایا	صورت	نئی	پس برکت والا	اللہ

کو گوشت پہنایا۔ پھر ہم نے اسے نئی صورت میں اٹھا کر کھڑا کیا۔ پس اللہ بابرکت ہے

اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ

اَحْسَنُ	الْخٰلِقِيْنَ	ثُمَّ	اِنَّكُمْ	بَعْدَ ذٰلِكَ	لَمَيِّتُوْنَ	ثُمَّ
بہترین	پیدا کرنے والا	پھر	بیشک تم	اسکے بعد	ضرور مرنے والے	پھر

بہترین پیدا کرنے والا پھر بیشک اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو پھر

اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

اِنَّكُمْ	يَوْمَ + الْقِيٰمَةِ	تُبْعَثُوْنَ
بیشک تم	روزِ قیامت	اٹھائے جاؤ گے

بلاشبہ تم روزِ قیامت اٹھائے جاؤ گے۔

(۱۳) ثُمَّ جَعَلْنٰهُ اَيِ الْاِنْسَانَ نَسْلَ اٰدَمَ نُطْفَةً مَنِيًّا فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ هُوَ الرَّحِمُ

(۱۳) پھر اولاد آدم کو رحم مادر میں نطفہ منی بنایا۔

(۱۴) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً دَمًا جَامِدًا فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً لَحْمَةً قَدْرَمَا يُمْضَغُ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ عَظْمًا فِي الْمَوْضِعَيْنِ

(۱۴) پھر لطفہ کو خون کیا۔
پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کا ٹکڑا بنایا۔ پھر اس ٹکڑہ گوشت کو ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں میں گوشت پہنایا۔

وَخَلَقْنَا فِی الْمَوَاضِعِ الثَّلٰثَةِ بِمَعْنٰی صَیَّرْنَا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ بِنَفْخِ الرُّوْحِ فِیْهِ

پھر اس میں روح ڈال کر نئی پیدائش میں لائے

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ○ اَیِ الْمُقَدِّرِیْنَ مُمَیِّزُ اَحْسَنَ مَحْذُوْفٌ لِلْعِلْمِ بِهٖ اَیْ خَلْقًا۔

سو برکت والا ہے اللہ جو بہت اچھا پیدا کرنے والا ہے۔ (احسن کا ممیز محذوف ہے کیونکہ معلوم ہے یعنی اصل یہ تھی احسن خلقا، حاصل یہ ہے کہ حق تم اچھا، باعتبار پیدا کرنے کے سب بنانیوالوں سے اگرچہ فرض کوئی بنانے والا ہو۔

(۱۵) ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ○

(۱۵) "ثم انکم بعد ذلک لمیتون الخ" پھر بیشک تم اسکے بعد مرنے والے ہو۔

(۱۶) ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ○ لِلْحِسَابِ وَالْجَزَآءِ

(۱۶) پھر بالضرور تم کو قیامت میں حساب اور بدلے کے لئے اٹھانا ہے۔

تشریح

(۱۳) پہلے انسان کے بعد پھر نسلِ انسانی کا سلسلہ نطفہ سے چلا | پہلے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کرنے کے بعد پھر جب اس کی نسل کا سلسلہ آگے چلا تو اس کی تخلیق کا ذریعہ عورت اور مرد سے نکلنے والا پانی یعنی نطفہ بنا۔ اس نطفے کو عورت کے رحم جیسی محفوظ جگہ میں پروردگار نے ٹھہرانے کا سامان کیا۔

(۱۴) انسانی تخلیق کا اگلا مرحلہ | انسانی تخلیق کا اگلا مرحلہ یہ تھا کہ بیس دن میں جنین جمے ہوئے خون (علقہ) کی شکل اختیار کرتا ہے پھر علقہ سے مُضغہ (گوشت کا ٹکڑا) بنتا ہے۔ پھر گوشت کا لوتھڑا ہڈیوں کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ ان مرحلوں سے گزر کر جب انسان کے بچے کا پورا بدن تیار ہو جاتا ہے تو پھر اس جنین میں روح پھونک دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ دیکھنے سننے والا انسان بن جاتا ہے۔ نطفے کی ایک بوند سے لیکر اس مرحلے تک پہنچنا اللہ تعالیٰ کی خلاقی اور اس کی شان کمال کا اظہار ہے۔ کوئی انتہا ہے اس کے فیضان کرم کی کہ نطفے کی بوند سے بننے والے انسان کو زمین کی خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

انسانی زندگی کے مرحلوں پر غور کیا جائے تو بچپن پھر جوانی پھر پختہ عمر کو پہنچ کر انسان کی قابلیتیں، کہاں وہ ایک بوند جو ٹپک کر رحم مادر میں گری تھی اور کہاں یہ باکمال انسان۔ واقعی بڑا بابرکت ہے اللہ بہترین پیدا کرنے والا۔

(۱۵) پیدائش کے بعد موت کا مرحلہ | اللہ تبارک و تعالےٰ جو پانی کے ایک قطرے سے انسان جیسی مخلوق پیدا کرکے اس کو زندگی کی نعمت عطا فرماتے ہیں پھر انسان کو موت کے مرحلے سے بھی گزرنا ہوگا۔ کیونکہ انسان کا یہ وجود ذاتی نہیں ہے اللہ کا عطیہ ہے وہ جب چاہے اپنی دی ہوئی حیات کو واپس لے سکتا ہے۔ انسان کا اس میں کوئی بس نہیں ہے۔ زندگی اور موت جو انسان کو اس کی مرضی کے بغیر دی جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔

(۱۶) موت کے بعد اللہ تعالےٰ پھر زندہ کریں گے | زندگی ایک مسلسل عمل ہے بیچ میں موت کا مرحلہ آتا ہے اور انسان اس دنیا سے عالم برزخ میں چلا جاتا ہے۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس نظام عالم کی بساط الٹ دیں گے اور سب لوگوں کو دوبارہ اسی بدن کے ساتھ زندہ کیا جائیگا اس وقت اعمال کے نتائج اپنی کامل ترین صورتوں میں ظاہر ہو کر ثابت کر دیں گے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ بے کار اور بے نتیجہ نہیں بنایا گیا تھا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا

وَ	لَقَدْ خَلَقْنَا	فَوْقَكُمْ	سَبْعَ	طَرَآئِقَ	وَ مَا كُنَّا
اور	تحقیق ہم نے بنائے	تمہارے اوپر	سات	راستے	اور ہم نہیں

اور تحقیق ہم نے تمہارے اوپر بنائے سات راستے اور ہم پیدائش سے

عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ⑰

عَنِ	الْخَلْقِ	غٰفِلِيْنَ
سے	خلق (پیدائش)	غافل

غافل نہیں ۔

⑰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ اَىْ سَمٰوَاتٍ جَمْعُ طَرِيْقَةٍ لِاَنَّهَا طُرُقُ الْمَلٰئِكَةِ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ تَحْتَهَا غٰفِلِيْنَ ○ اَنْ تَسْقُطَ عَلَيْهِمْ فَتُهْلِكَهُمْ بَلْ نُمْسِكُهَا كَاٰيَةِ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

⑰ اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے (آسمانوں کو طرائق جو جمع ہے طریقہ کی اسلئے فرمایا کہ آسمان بھی طریقہ اور راستہ فرشتوں کا ہے۔

اور ہم آسمانوں کے نیچے رہنے والی مخلوق سے بے خبر نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ آسمان ان پر گرجائے جس سے سب مخلوق ہلاک ہوجائے بلکہ ہم نے آسمانوں کو روک رکھا ہے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے ویمسک السمآء ان تقع علی الارض الخ

تشریح

⑰ نظامِ کائنات میں ہم آہنگی اور مقصدیت | ہم نے انسان کے علاوہ سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے جیسا کہ سورۂ نوح میں ارشاد ہے۔ كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ اور سورۂ ملک میں ہے۔ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ (آیت ۳) سات آسمان تہہ بر تہہ۔ سورۂ مومن میں ارشاد ہے:۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ ○ (آیت ۵۷) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے۔

اس پورے نظامِ کائنات میں تم دیکھو گے کہ زبردست ہم آہنگی اور مقصدیت پائی جاتی ہے جو یہ بتا رہی ہے کہ اللہ نے جتنی بھی چیزیں پیدا کی ہیں وہ بڑی حکمت سے پیدا کی ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق سے ذرا بھی غافل نہیں ہے ذرّے ذرّے، پتّے پتّے کی حالت سے باخبر ہیں اور کسی چیز کی فطری ضرورت پورا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کے احاطے سے باہر نہیں ہے جیسا کہ سورۂ حدید میں ارشاد ہے:۔ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا (رکوع ۱ پارہ ۲۷)۔ (اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے) یعنی اس کو ایک ایک جزء ایک ایک دانے اور ایک ایک پتّی کا علم ہے۔ پھر بھلا بتاؤ عبادت اور اطاعت کے لائق کون ہے۔ باخبر یا بے خبر؟

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ ۖ

وَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	بِقَدَرٍ	فَاَسْكَنّٰهُ	فِى الْاَرْضِ
اور ہم نے اتارا	آسمانوں سے	پانی	اندازہ کیساتھ	ہم نے لے ٹھہرایا	زمین میں

اور ہم نے آسمانوں سے پانی اُتارا ایک اندازہ کے ساتھ پھر اس کو ہم نے زمین میں ٹھہرایا

وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ ۚ ﴿۱۸﴾

وَاِنَّا	عَلٰى	ذَهَابٍ	بِهٖ	لَقٰدِرُوْنَ
اور بیشک ہم	پر	لے جانا	اس کا	قادر

اور بے شک ہم اس کو لے جانے پر (بھی) قادر ہیں

﴿۱۸﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ مِّنْ كِفَايَتِهِمْ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَيَمُوْتُوْنَ مَعَ دَوَابِّهِمْ عَطَشًا

﴿۱۸﴾ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا بقدر انکی کفایت کے پھر اس پانی کو روکا زمین میں اور بیشک ہم چاہتے تو اس کو لے جاتے جس سے آدمی اور ان کے جانور پیاسے مرجاتے۔

تشریح

﴿۱۸﴾ زمین پر پانی کا نظام اسکے ذخیرے اللہ کی معرفت کے لئے ہی کافی ہیں! پانی انسانی زندگی کی ایک ایسی ... ہے جسکے بغیر زمین پر زندگی ممکن نہیں ہے۔ ذرا انسان پانی کے اس نظام پر غور کرے تو اللہ کی قدرت کا اور اسکی حکمت کا عجیب ... سامنے آتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو بنایا اور اس پر انسان کے رہنے کا فیصلہ فرمایا تو ہائیڈروجن اور آکسیجن دو گیسوں کے مجموعے ... پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ تیار کردیا جو آغاز آفرینش سے لیکر قیامت تک انسان کی ضرورت کے لئے کافی ہوسکے۔ پانی کا یہ ذخیرہ زمین کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا جس سے سمندر اور بحیرے وجود میں آئے اور اسی ... سے زمین کے نیچے پانی کے ذخیرے پیدا ہوئے۔ اب وہی پانی جو اللہ نے آغاز میں پیدا فرمایا تھا اسی کا الٹ پھیر بارشوں کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ بارشیں ہوتی ہیں تو پہاڑوں پر برف جمتی ہے۔ گرمیوں میں برف پگھلتی ہے تو اس سے دریا اور چشمے رواں ہو جاتے ہیں۔ زمین کے نیچے کے پانی سے کنوؤں کے ذریعے اور اب آجکل ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ پانی کا یہ ذخیرہ اتنے صحیح اندازے پر ہے کہ نہ ضرورت سے زیادہ ہے اور نہ ضرورت سے کم۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس پانی کو غائب بھی کرسکتے ہیں اور انسان زندگی کے وسیلہ سے محروم بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ سورۂ ملک میں ارشاد ہوا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ (آیت ۳۰ پارہ ۲۹) (ان سے کہو کبھی تم نے سوچا اگر تمہارا یہ پانی زمین میں بیٹھ جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتے چشمے لا دے گا۔)

کیا انسان کو پھر بھی مالکِ حقیقی کا شکر گزار نہ ہونا چاہیئے؟ اپنے ضمیر سے پوچھو کیا وہ خدائے واحد اور قادرِ مطلق حقیقی معبود ہے یا نہیں؟

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ

فَاَنْشَاْنَا	لَكُمْ	بِهٖ	جَنّٰتٍ	مِّنْ	نَّخِيْلٍ	وَّاَعْنَابٍ
پس ہمنے پیدا کئے	تمہارے لئے	اس سے	باغات	سے۔ کے	کھجور (جمع)	اور انگور (جمع)

پس ہم نے پیدا کئے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات

لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾

لَكُمْ	فِيْهَا	فَوَاكِهُ	كَثِيْرَةٌ	وَّ	مِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ	
تمہارے لئے	اس میں	میوے	بہت	اور	اس سے	تم کھاتے ہو	

تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں اور اس سے تم کھاتے ہو۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ

وَشَجَرَةً	تَخْرُجُ	مِنْ	طُوْرِ سَيْنَآءَ	تَنْۢبُتُ	بِالدُّهْنِ
اور درخت	نکلتا ہے	سے	طور سینار	اُگتا ہے	تیل کے ساتھ۔ لئے

اور درخت (زیتون) جو نکلتا ہے طور سینار سے وہ اُگتا ہے تیل اور سالن لئے

وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ

وَصِبْغٍ	لِّلْاٰكِلِيْنَ	وَ	اِنَّ	لَكُمْ	فِى الْاَنْعَامِ
اور سالن	کھانے والوں کے لئے	اور	بیشک	تمہارے لئے	چوپایوں میں

ہوئے کھانے والوں کے لئے اور بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں مقام

لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ

لَعِبْرَةً	نُسْقِيْكُمْ	مِّمَّا	فِىْ	بُطُوْنِهَا	وَلَكُمْ
عبرت۔ غور کا مقام	ہم تمہیں پلاتے ہیں	اس سے جو	میں	ان کے پیٹوں	اور تمہارے لئے

عبرت ہے ہم تمہیں ان سے پلاتے ہیں (دودھ) جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ

فِيْهَا	مَنَافِعُ	كَثِيْرَةٌ	وَّ	مِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ	وَ
ان میں	فائدے	بہت	اور	ان سے	تم کھاتے ہو	اور

ان میں (اور) بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے (بعض) تم کھاتے ہو، اور

عَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

ع ۲۲

عَلَيْهَا	وَعَلَى الْفُلْكِ	تُحْمَلُوْنَ	
ان پر	اور کشتی پر	سوار کئے جاتے ہو	

اُن پر اور کشتی پر سوار کئے جاتے ہو

(۱۹) فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ هُمَا اَكْثَرُ فَوَاكِهِ الْعَرَبِ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ صَيْفًا وَشِتَاءً

(۱۹) پھر ہم نے اس پانی سے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے (عرب میں زیادہ تر انہیں میووں کی کثرت ہے اسلئے انکو ذکر کیا) تمہارے لئے ان درختوں میں بہت سے میوہ ہیں جسکو تم جاڑوں گرمیوں میں کھاتے ہو۔

(۲۰) وَّ اَنْشَاْنَا شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۤءَ جَبَلٌ بِكَسْرِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا وَمُنِعَ الصَّرْفُ لِلْعَلَمِيَّةِ وَالتَّاْنِيْثُ لِلْبُقْعَةِ تَنْۢبُتُ مِنَ الرُّبَاعِيِّ وَالثُّلَاثِيِّ بِالدُّهْنِ اَلْبَاءُ زَائِدَةٌ عَلَى الْاَوَّلِ وَمُعَدِّيَةٌ عَلَى الثَّانِيْ وَهِيَ شَجَرَةُ الزَّيْتُوْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○ عُطِفَ عَلَى الدُّهْنِ اَيْ اِدَامٌ يُصْبَغُ اللُّقْمَةُ بِغَمْسِهَا فِيْهِ وَهُوَ الزَّيْتُ.

(۲۰) اور ہم نے ایک درخت بنایا جو طور سینا سے نکلتا ہے جس میں سے تیل نکلتا ہے۔

اور اس تیل کو کھانے والے روٹی سے کھاتے ہیں مراد اس درخت سے زیتون کا درخت ہے اور اس کا تیل روغن زیتون ہے جو کھایا جاتا ہے۔

(۲۱) وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ لَعِبْرَةً عِظَةً تَعْتَبِرُوْنَ بِهَا نُسْقِيْكُمْ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَضَمِّهَا مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا اَيِ اللَّبَنِ وَلَكُمْ فِيْهَا

(۲۱) وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً الخ اور بیشک تمہارے لئے جانوروں یعنی اونٹ گائے اور بکری میں نصیحت ہے جس سے تم عبرت پکڑو۔ ہم تم کو پلاتے ہیں ان کے پیٹوں سے دودھ
اور ان میں تمہیں طرح طرح کے نفع ہیں۔

مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ مِنَ الْاَصْوَافِ وَالْاَوْبَارِ وَالْاَشْعَارِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

ان کے بال اور اون وغیرہ تمہارے کام میں آتے ہیں اور ان کا گوشت تم کھاتے ہو۔

(۲۲) وَعَلَيْهَا اَىِ الْاِبِلِ وَعَلَى الْفُلْكِ اَىِ السُّفُنِ تُحْمَلُوْنَ ○

(۲۲) اور اونٹوں پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔

تشریح

(۱۹) پانی سے پھل اور دوسری چیزوں کی پیداوار | پھر یہی پانی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کھجور اور انگور کے باغ پیدا کرتے ہیں۔ طرح طرح کے لذیذ پھل کھانے کو ملتے ہیں جن کی بہاریں دیکھ کر تمہارا دل خوش ہوتا ہے اور یہی باغات اور پیداوار ہیں جن سے غلے لکڑی اور دوسری چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور تمہارے لئے روٹی روزی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

(۲۰) اسی پانی سے زیتون کا درخت پیدا ہوتا ہے | دوسری پیداوار اور درختوں کے علاوہ یہی پانی ہے جس سے طور سینار سے نکلنے والا زیتون کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ زیتون سے تمہیں کھانے کا تیل بھی ملتا ہے اور زیتون بطور سالن بھی استعمال ہوتا ہے۔ بحر روم کے علاقے میں پیدا ہونے والا یہ درخت اپنے فائدوں اور خوبیوں کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے یہ اتنا مضبوط درخت ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو ہزار سال تک قائم رہتا ہے۔ بعض درختوں کے پھیلاؤ کو دیکھ کر اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ درخت حضرت عیسیٰؑ کے زمانے سے چلے آرہے ہیں اگرچہ یہ درخت بحر روم کے آس پاس پیدا ہوتا ہے مگر اس کا وطن اصلی طور سینار ہے جو اس علاقے کا سب سے مشہور اور نمایاں مقام ہے۔ سورہ والتین میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھا کر اس کے شرف اور خصوصیات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور جبل طور کی طرف اس کی نسبت کر کے اس کی برکت کو ظاہر کیا ہے۔ آج کے دور میں بھی زیتون اور اس کے تیل کو بہت زیادہ مفید تسلیم کیا گیا ہے۔

(۲۱) نباتات کے بعد حیوانات بھی اللہ کی نعمت ہیں | اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے نباتات کا ذکر فرمایا کہ پانی سے طرح طرح کے پھل، درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حیوانات کی صورت میں بھی اپنی نعمتیں بندوں کو عطا فرمائی ہیں۔ پیٹ کی آلائشوں کے درمیان دودھ جیسی خالص چیز حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ (سورۂ نحل آیت ۶۶ پارہ ۱۴)

(ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہے۔)

مویشی غذا جو کھاتے ہیں اس سے ایک طرف تو خون بنتا ہے دوسری طرف فضلہ۔ مگر مادہ مویشیوں میں ایک تیسری چیز بھی پیدا ہوتی ہے جو اپنی خصوصیت، رنگ و بو اور فائدوں میں لاجواب ہے پھر یہ اتنی زیادہ مقدار میں ہوتی ہے کہ مویشی اپنے بچوں کو پلا کر انسان کے لئے بھی غذا فراہم کرتے ہیں۔ پھر کچھ مویشی ایسے بھی ہیں کہ ان کا گوشت کھانا بھی اللہ نے حلال کر دیا ہے اس طرح انسان ان مویشیوں سے ان کی کھالوں سے انکی ہڈیوں سے بہت سے فائدے حاصل کرتا ہے اللہ کے سوا کوئی ہے جو انسان کیلئے یہ سب سامان فراہم کر سکے۔

(۲۲) جانوروں اور کشتیوں کی سواری یہ بھی اللہ کی نعمت ہے | یہی حیوانات اور مویشی ان میں سے بہت سے تمہارے لئے باربرداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اسی طرح سمندر میں کشتی اور جہاز تمہارے لئے سواری اور باربرداری دونوں خدمت انجام دیتے ہیں۔ کیا یہ سب نعمتیں دیکھ کر بھی تم اللہ کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے؟ کیا اس کی قدرت کے یہ نشانات تمہیں متوجہ نہیں کرتے کہ اس کے سوا کوئی اور اس کائنات کو بنانے والا اور چلانے والا نہیں ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

وَ	لَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰى قَوْمِهٖ	فَقَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوْا	اللّٰهَ
اور	البتہ ہم نے بھیجا	نوح ؑ	اسکی قوم کی طرف	پس اس نے کہا	اے میری قوم	تم عبادت کرو	اللہ

اور البتہ ہم نے نوح ؑ کو اسکی قوم کی طرف بھیجا ، پس اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾

مَا لَكُمْ	مِنْ اِلٰهٍ	غَيْرُهٗ	اَفَلَا + تَتَّقُوْنَ	
تمہارے لئے نہیں	کوئی معبود	اس کے سوا	کیا تو تم ڈرتے نہیں ؟	

اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں ، تو کیا تم ڈرتے نہیں ؟

۲۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى
قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ اَطِيْعُوْهُ وَوَحِّدُوْهُ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
وَهُوَ اِسْمُ مَا وَمَا قَبْلَهٗ
الْخَبَرُ وَمِنْ زَائِدَةٌ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ○ تَخَافُوْنَ عُقُوْبَتَهٗ
بِعِبَادَتِكُمْ غَيْرَهٗ

۲۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اور بیشک ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم کیطرف سو اس نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کو اکیلا جانو اور اس کی اطاعت کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں۔
پس کیا تم کو ڈر نہیں اس کے عذاب کا کہ تم اس کے سوا بتوں کو پوجتے ہو۔

تشریح

۲۳ کشتئ نوح کا ذکر بھی سُن لو دریا اور سمندر میں چلنے والی کشتیوں کا ذکر آیا تو کشتئ نوح کو بھی یاد کر لو جو پروردگار تمہارے لئے جسمانی ضروریات کا انتظام کرتا ہے وہ تمہاری روحانی اور اُخروی ضروریات سے بھی بے خبر نہیں ہے۔ وہ تمہاری رہنمائی کے لئے ہر دور میں اپنے پیغمبر مقرر کرتا رہا ہے۔ انہی پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر حضرت نوح ؑ بھی تھے۔ حضرت آدم ؑ جس صالح نظامِ زندگی پر اپنی اولاد کو چھوڑ کر گئے تھے ان میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح ؑ کے زمانے میں ہوا جس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو مقرر کیا۔ قومِ نوح عراق کے علاقے میں رہتی تھی اور اس وقت دنیا کی آبادی بہت محدود تھی۔ یہ قوم شرک میں مبتلا ہو گئی اور شرک کی وجہ سے دوسری گمراہیاں ان کے اندر آتی چلی گئیں۔ حضرت نوح نے ان کو بہت سمجھایا بجھایا صدیوں تک وہ ان کو تبلیغ کرتے رہے۔ آخر جب وہ راہ پر نہیں آئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو عذاب دینے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت نوح ؑ کو حکم ہوا کہ تم ایک کشتی تیار کرو اللہ نے اس کشتی کے ذریعے طوفان سے حضرت نوح اور انکے ساتھیوں کو نجات دی اور باقی پوری قوم یہاں تک کہ ان کا بیٹا بھی غرقاب ہو گئے۔

حضرت نوح ؑ کی دعوت ایک ہی تھی کہ تم صرف اللہ کی بندگی کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی حاکم اور معبود نہیں ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو کیا تم اس سے ڈرتے نہیں کہ اگر تم نے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کی تو اللہ تمہیں سخت سزا دیگا۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ

فَقَالَ	الْمَلَؤُا	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	مِنْ	قَوْمِهٖ	مَا هٰذَآ	اِلَّا	بَشَرٌ
تو بولے	سردار	جنھوں نے کفر کیا	سے۔کے	اسکی قوم	یہ نہیں	مگر	ایک بشر

تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ (کچھ بھی) نہیں مگر تم جیسا ایک

مِّثْلُكُمْ لا يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ

مِّثْلُكُمْ	يُرِيْدُ	اَنْ يَّتَفَضَّلَ	عَلَيْكُمْ	وَلَوْ	شَآءَ + اللّٰهُ
تم جیسا	وہ چاہتا ہے	کہ بڑا بن بیٹھے	تم پر	اور اگر	اللہ چاہتا

بشر ہے، وہ چاہتا ہے کہ تم پر بڑا بن بیٹھے۔ اور اگر اللہ چاہتا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ

لَاَنْزَلَ	مَلٰٓئِكَةً	مَّا سَمِعْنَا	بِهٰذَا	فِيْٓ اٰبَآئِنَا	الْاَوَّلِيْنَ	اِنْ هُوَ
تو اتارتا	فرشتے	نہیں سنا ہم نے	یہ	اپنے باپ دادا سے	پہلے	نہیں وہ۔یہ

تو اُتارتا فرشتے، ہم نے اپنے پہلے باپ دادا سے یہ (کبھی) نہیں سنا وہ (کچھ بھی) نہیں

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾

اِلَّا	رَجُلٌ	بِهٖ	جِنَّةٌ	فَتَرَبَّصُوْا	بِهٖ	حَتّٰى حِيْنٍ	
مگر	ایک آدمی	جسکو	جنون	سوتم انتظار کرو	اس کا	ایک مدت تک	

مگر ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے سو تم اس کا ایک مدت تک انتظار کرو۔

﴿۲۴﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِاَتْبَاعِهِمْ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ يَتَشَرَّفَ عَلَيْكُمْ بِاَنْ يَّكُوْنَ مَتْبُوْعًا وَاَنْتُمْ اَتْبَاعَهٗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ لَّا يُعْبَدَ غَيْرُهٗ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً بِذٰلِكَ لَا بَشَرًا مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا الَّذِيْ دَعَا اِلَيْهِ نُوْحٌ مِنْ

﴿۲۴﴾ سو ان لوگوں نے جو اس کی قوم میں سے کافر تھے اپنے تابعین سے کہا کہ یہ نوح بھی تم جیسا ایک آدمی ہے یہ چاہتا ہے کہ تم پر بڑا بنے یعنی وہ سردار ہو اور تم اس کے مطیع اور خادم ہو۔

اور اگر اللہ کو یہ منظور ہوتا کہ اسکے سوا کسی کی پرستش نہ ہو تو وہ اس کام کے لئے فرشتوں کو بھیجتا آدمی کو نہ بھیجتا یہ جو نوح توحید بیان کرتا ہے ہم نے پہلی امتوں میں اس کا ذکر نہیں سنا۔

التَّوْحِيدِ فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ○
أَيِ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ

(۲۵) إِنْ هُوَ مَا نُوحٌ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ
حَالَةُ جُنُونٍ فَتَرَبَّصُوا بِهِ انْتَظِرُوهُ
حَتَّىٰ حِينٍ ○ إِلَى زَمَنِ مَوْتِهِ

(۲۵) یہ نوح ایک آدمی دیوانہ ہے سو تم اس کے مرنے تک ٹھیرے رہو۔

تشریح

(۲۴) **رسول بشری ہوتا ہے** | اللہ کے پیغمبر اپنا کام اس دعوے سے شروع کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے پیغمبر ہیں ہمیں اللہ نے اپنا نبی یا رسول مقرر کیا ہے اور پھر اپنے اس دعوے کو اپنی پاکیزہ زندگی اور اللہ کے پیغام کی قوت سے ثابت کرتے ہیں۔ حضرت نوح ؑ نے جب یہ دعویٰ کیا کہ اللہ نے انہیں اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے تو قوم کے چودھریوں اور سرداروں نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ ان میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہے کہ اللہ اسی کو اپنا پیغمبر بنائے۔ یہ تو صرف اپنی بڑائی چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے پیغمبری کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو رسول بنانا ہی چاہتے تو کسی فرشتے کو بناتے کیا اس کام کے لئے یہی شخص رہ گیا تھا۔ ہم نے تو کبھی اپنے باپ دادا سے یہ باتیں نہیں سنیں کہ کسی انسان کو رسول بنایا جائے اور وہ یہ کہے کہ سارے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

○ جہاں تک اس دعوے کا تعلق ہے کہ صرف اللہ ہی بلا شرکت غیرے ہمارا معبود ہے یہ بات انسانی فطرت کے بالکل مطابق ہے اس کائنات کا ذرہ ذرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ معبود حقیقی صرف ایک ہے اسلئے کسی دوسرے کی ساجھے داری کی کوئی گنجائش ہی نہیں جو خالق ہے وہی معبود ہے اور جو معبود ہے وہی اطاعت و فرماں برداری کے لائق ہے۔

○ رسول اس کام کے لئے بھیجے جاتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دیں اور اس پر خود عمل کر کے دکھائیں تاکہ وہ انسانوں کے لئے عملی نمونہ بن جائیں۔ ظاہر ہے انسانوں کے لئے نمونۂ عمل انسان ہی ہو سکتا ہے نہ کہ کوئی دوسری مخلوق۔ جو کوئی خود دردمند دل نہ رکھتا ہو وہ دوسرے کے درد کو کیسے سمجھ سکتا ہے انسانی جذبات کو ایک انسان ہی سمجھ سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ رسول صرف بشر ہو کسی اور مخلوق کا رسول مقرر ہونا انسانی شرف کے خلاف ہوتا۔

○ رہی قیادت رہنمائی اور پیشوائی کی بات تو جو شخص بھی اٹھے گا اس کا رائج الوقت نظریات سے ٹکراؤ ہوگا اور کامیابی کی صورت میں اس کو پیشوائی کا مقام بھی ملیگا۔ پیشوائیت کا مل جانا ایک دوسری بات ہے اور اس کا مطلوب ہونا بالکل دوسری بات ہے۔ خدمت کے نتیجے میں مخدومیت ملتی ہے لیکن مخدوم بننا مقصود نہیں ہوتا۔ " ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"۔ (جو خدمت کرتا ہے وہ لوگوں کی نظروں میں خود بخود مخدوم بن جاتا ہے۔)

(۲۵) **پاگل پن کا الزام** | الزام تراشی میں یہ قوم یہاں تک آگے بڑھ گئی کہ کہنے لگی کہ یہ ایک آدمی ہے ایسا لگتا ہے اس غریب کا دماغ چل گیا ہے ورنہ ساری قوم اور آباء و اجداد کے خلاف ایسی بے تکی باتیں کرنا جنون اور پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے کچھ دن اور دیکھ لو شاید ٹھیک ہو جائے۔

کیسی عجیب بات ہے کہ حضرت نوح ؑ جو آدم کے بعد پہلے پیغمبر ہیں جو الزام انکی قوم نے ان پر لگائے وہی الزامات ہر دور میں اللہ کے پیغمبروں پر لگائے جاتے رہے۔ آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی جنون کا بے تکا الزام لگایا گیا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (تمہارے ساتھی مجنون نہیں ہیں) کسی زمانے میں بھی اللہ کے رسولوں کے خلاف کوئی معقول بات نہیں کہی گئی بس ایسی ہی الٹی سیدھی باتوں کا سہارا لیا گیا۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ

قَالَ	رَبِّ	انْصُرْنِيْ	بِمَا	كَذَّبُوْنِ	فَاَوْحَيْنَآ	اِلَيْهِ	اَنِ
اسنے کہا	اے میرے رب	میری مدد فرما	اس پر	انہوں نے مجھے جھٹلایا	تو ہم نے وحی بھیجی	اسکی طرف	کہ

اس نے کہا اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے وحی بھیجی اسکی طرف کہ

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ

اصْنَعِ	الْفُلْكَ	بِاَعْيُنِنَا	وَوَحْيِنَا	فَاِذَا	جَآءَ	اَمْرُنَا	وَفَارَ
تم بناؤ	کشتی	ہماری آنکھوں کے سامنے	اور ہمارا حکم	پھر جب	آجائے	ہمارا حکم	اور ابلنے لگے

ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے حکم سے کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلنے

التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

التَّنُّوْرُ	فَاسْلُكْ	فِيْهَا	مِنْ	كُلٍّ	زَوْجَيْنِ	اثْنَيْنِ	وَاَهْلَكَ	اِلَّا	مَنْ
تنور	تو چلالے (رکھ لے)	اسمیں	ہر (قسم)	سے	جوڑا	دو	اور اپنے گھر والے	بوا	جو جس

لگے تو اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑوں میں دو (ایک نر ایک مادہ) رکھ لو اور اپنے گھر والے بھی سوار کر لو، اسکے سوا اسکے غرق

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

سَبَقَ	عَلَيْهِ	الْقَوْلُ	مِنْهُمْ	وَ	لَا تُخَاطِبْنِيْ	فِيْ	الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	اِنَّهُمْ
پہلے ہو چکا	اس پر	حکم	ان میں سے	اور	نہ کرنا مجھ سے بات	میں بارے	وہ جنہوں نے ظلم کیا	بیشک وہ

ہونے پر) حکم ہو چکا ہے ان میں سے اور مجھ سے ان کے بارے میں بات نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا ہے بیشک

مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ

مُّغْرَقُوْنَ	فَاِذَا	اسْتَوَيْتَ	اَنْتَ	وَمَنْ	مَّعَكَ	عَلَى	الْفُلْكِ	فَقُلِ
غرق کئے جانے والے ہیں	پھر جب	بیٹھ جاؤ	تم	اور جو	تیرے ساتھ (ساتھی)	پر	کشتی	تو کہنا

وہ غرق کئے جانے والے ہیں پھر جب بیٹھ جاؤ کشتی پر تم اور تیرے ساتھی تو کہنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِيْ	نَجّٰىنَا	مِنَ	الْقَوْمِ	الظّٰلِمِيْنَ	
تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	وہ جس نے	ہمیں نجات دی	سے	قوم	ظالم (لوگ)	

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں وہ جس نے ہمیں ظالموں کی قوم سے

(۲۶) قَالَ نُوحٌ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَيْهِمْ
بِمَا كَذَّبُونِ ○ أَيْ بِسَبَبِ تَكْذِيبِهِمْ
إِيَّايَ بِأَنْ تُهْلِكَهُمْ. قَالَ تَعَالَى مُجِيبًا
دُعَاءَهُ
(۲۷) فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ
السَّفِينَةَ بِأَعْيُنِنَا بِمَرْأًى مِنَّا وَ
وَحِفْظِنَا وَوَحْيِنَا أَمْرِنَا فَإِذَا جَاءَ
أَمْرُنَا بِإِهْلَاكِهِمْ وَفَارَ التَّنُّورُ
لِلْخَبَّازِ بِالْمَاءِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَامَةً
لِنُوحٍ فَاسْلُكْ فِيهَا أَيْ أَدْخِلْ فِي
السَّفِينَةِ مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ ذَكَرٍ وَ
أُنْثَى أَيْ مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِهِمَا اثْنَيْنِ
ذَكَرًا وَأُنْثَى وَهُوَ مَفْعُولٌ وَمِنْ مُتَعَلِّقٌ
بِاسْلُكْ وَفِي الْقِصَّةِ أَنَّ
اللهَ حَشَرَ لِنُوحٍ السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ
وَغَيْرَهُمَا فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِيَدَيْهِ
فِي كُلِّ نَوْعٍ فَيَقَعُ يَدُهُ الْيُمْنَى عَلَى
الذَّكَرِ وَالْيُسْرَى عَلَى الْأُنْثَى
فَيَحْمِلُهُمَا فِي السَّفِينَةِ وَفِي قِرَاءَةٍ
كُلٍّ بِالتَّنْوِينِ فَزَوْجَيْنِ مَفْعُولٌ
وَاثْنَيْنِ تَأْكِيدٌ لَهُ وَأَهْلَكَ أَيْ
زَوْجَتَهُ وَأَوْلَادَهُ إِلَّا مَنْ سَبَقَ
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ بِالْإِهْلَاكِ
وَهُوَ زَوْجَتُهُ وَوَلَدُهُ كَنْعَانُ
بِخِلَافِ سَامٍ وَحَامٍ وَيَافِثَ فَحَمَلَهُمْ
وَزَوْجَاتِهِمْ ثَلَاثَةً وَفِي سُورَةِ هُودٍ
وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ
قِيلَ كَانُوا سِتَّةَ رِجَالٍ وَنِسَاءَهُمْ
وَقِيلَ جَمِيعُ مَنْ كَانَ فِي السَّفِينَةِ
ثَمَانِيَةٌ وَسَبْعُونَ نِصْفُهُمْ
رِجَالٌ وَنِصْفُهُمْ نِسَاءٌ وَلَا

(۲۶) نوح نے کہا اے میرے رب ان پر مجھ کو مدد دے یعنی چونکہ وہ مجھ کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہلاک فرما. اللہ تعالیٰ نے نوح کی دعا قبول فرماکر فرمایا،

(۲۷) سو ہم نے وحی بھیجی نوح کی طرف کہ کشتی بنا ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے ہم اس کے نگہبان رہیں گے. پس جس وقت آجاویگا ہمارا حکم انکی ہلاکی کا اور روٹی پکانیوالی کا تنور جوش مارے گا ساتھ پانی کے (یہ تنور کا ابلنا نوح کے واسطے علامت بتلائی گئی تھی) پس داخل کر تو کشتی میں ہر قسم کے جوڑے سے دو دو یعنی نر اور مادہ (لفظ اِثنین مفعول ہے اور مِن متعلق ہے اُسلک کے.

اور قصہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح کے پاس اکٹھے کردئے درندے اور پرند اور ان کے سوا سب جانور سو حضرت نوح ہر قسم میں ہاتھ ڈالتے تھے ان کے داہنے ہاتھ میں نر اور بائیں ہاتھ میں مادہ آتی تھی سو نوح انکو کشتی میں ڈالتے تھے اور ایک قراۃ میں کُلٍّ پر تنوین ہے اس صورت میں زَوْجَین مفعول اُسلک کا ہے اور اِثنین تاکید اسکی ہے.

اور اپنی بیوی اور اولاد کو بھی کشتی میں سوار کر سوا ان کے جن کی ہلاکی مقدر ہوچکی ہے یعنی اس کی بیوی اور ایک بیٹا کنعان. بخلاف سام حام اور یافث کے اور ان تینوں کی بیویوں کے کہ انکو سوار کر. اور ہود میں مذکور ہے کہ جو لوگ ایمان لائے انکو بھی کشتی میں سوار کر. اور نوح پر صرف چند لوگ ایمان لائے تھے بعض نے کہا وہ چھ مرد اور انکی عورتیں تھیں اور بعض نے کہا کہ کل کشتی میں سوار ہونے والے اٹھتر آدمی تھے آدھے مرد اور آدھی عورتیں.

اور کافروں کے بارے میں مجھ سے خطاب نہ کر

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ إِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○

کہ بے شبہ وہ غرق ہوں گے۔

(۲۸) فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

(۲۸) سو جس وقت تو اور تیرے ہمراہی کشتی پر برابر ہو جائیں یعنی اطمینان سے سب بیٹھ جاؤ تو کہہ کہ جمیع حمد اس اللہ کو جس نے ہمکو نجات دی کافروں سے اور ان کو ہلاک کیا۔

الکافرین و اہلاکہم

تشریح

(۲۶) حضرت نوح کی اللہ سے فریاد | جب حضرت نوح ساڑھے نو سو سال تک سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے اور قوم پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ ان کو پاگل اور مجنون کہنے لگے تو انھوں نے اللہ سے فریاد کی کہ پروردگار جب ان پر میری دعوت واضح ہو گئی اور حجت قائم ہو گئی لیکن یہ اپنے انکار کی روش سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو آپ میری اس طرح مدد فرمائیں کہ باطل مٹ جائے اور حق غالب ہو جائے۔ جیسا کہ سورۂ قمر میں ہے: فَدَعَا رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (آیت ۱۰) (پس نوح نے اپنے رب کو پکارا کہ میں عاجز ہوں اب آپ میری مدد فرمائیں۔) دوسری جگہ سورۂ نوح میں ہے، وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ (آیت ۲۶، ۲۷ پارہ ۲۹)۔ (اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار اس زمین پر کافروں میں سے ایک بسنے والا بھی نہ چھوڑ اگر تونے ان کو رہنے دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کردینگے اور ان کی نسل سے بدکار منکرین ہی پیدا ہوں گے۔

(۲۷) حضرت نوح کی قوم پر عذاب کا فیصلہ اور حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم | جب قوم نوح پر حجت پوری ہو گئی اور وہ کسی طرح حق کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوئے تو حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار اب اس قوم سے کوئی امید باقی نہیں رہی اور اگر ان سے آگے نسل چلے گی تو وہ بھی ان ہی جیسی ہوگی اس لئے زمین پر کافر کوئی حق کا انکار کرنے والا باقی نہ رہے۔ حضرت نوح کی اس دعا کے بعد اللہ کی طرف سے قوم نوح پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ وہ ایک کشتی تیار کریں اور اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا رکھ لیں اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کشتی پر سوار کرلیں مگر جن کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے ان کو کشتی میں جگہ نہ دیں چاہے وہ گھر کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں اور نہ ان کے بارے میں ہم سے کوئی سفارش کریں اسلئے کہ ان کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہ عذاب پانی کے طوفان کی صورت میں ہوگا اور اسکی پہچان یہ ہوگی کہ جب کھانا پکانے کے تندور سے پانی پھوٹنے لگے تو سمجھ لو کہ عذاب شروع ہو چکا چنانچہ کھانا پکانے کا وہ تندور جس کی نشاندہی کی گئی تھی اسکے نیچے سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اوپر سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور زمین سے جگہ جگہ سے پانی کے چشمے پھوٹنے لگے۔ سورۂ قمر میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے فَفَتَحْنَآ أَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (ہم نے آسمان کے دروازے کھول دئے جن سے لگاتار بارش برسنے لگی اور زمین کو پھاڑ دیا کہ ہر طرف چشمے ہی چشمے پھوٹنے لگے اور یہ دونوں طرح کے پانی اس کام کو پورا کرنے کیلئے مل گئے جو مقدر کر دیا گیا تھا۔ (آیت ۱۱، ۱۲)

(۲۸) حضرت نوح کو ہدایت کہ نجات پانے پر ہمارا شکر ادا کرنا | اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو ہدایت فرمائی کہ جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی پر سوار ہو جاؤ اور ایسی ظالم قوم سے چھٹکارا پا لو تو ہمارا شکر ادا کرنا اور کہنا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ (اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی) نیک انسانوں کا گندی سوسائٹی میں رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیکی کے لئے پاکیزہ ماحول اور صاف ستھرا معاشرہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قوم نوح کی بداطواری کی انتہا ہے کہ اس کی تباہی پر اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

وَ قُلْ	رَبِّ	اَنْزِلْنِیْ	مُنْزَلًا	مُّبٰرَكًا	وَّ اَنْتَ	خَیْرُ	الْمُنْزِلِیْنَ
اور کہو	اے میرے رب	مجھے اتار	منزل	مبارک	اور تو	بہترین	اتارنے والے

اور کہو اے میرے رب! مجھے مبارک منزل (جگہ) پر اتار، اور تو بہترین اتارنے والا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا

اِنَّ	فِیْ + ذٰلِكَ	لَاٰیٰتٍ	وَّاِنْ كُنَّا	لَمُبْتَلِیْنَ	ثُمَّ	اَنْشَاْنَا
بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	اور بیشک ہم ہیں	آزمائش کرنے والے	پھر	ہم نے پیدا کیا

بے شک البتہ اس میں نشانیاں ہیں، اور بے شک ہم آزمائش کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے انکے بعد

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قَرْنًا	اٰخَرِیْنَ	فَاَرْسَلْنَا	فِیْهِمْ	رَسُوْلًا	مِّنْهُمْ
ان کے بعد	گروہ	دوسرا	پھر بھیجے ہم نے	انکے درمیان	رسول (جمع)	انہیں سے

پیدا کیا دوسرا گروہ پھر ہم نے ان کے درمیان انہی میں سے رسول بھیجے کہ تم اللہ کی

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع ۲ ۱۰ ۲

اَنْ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	مَا لَكُمْ	مِّنْ ۔ اِلٰهٍ	غَیْرُهٗ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ
کہ	تم عبادت کرو	اللہ	نہیں تمہارے لئے	کوئی معبود	اسکے سوا	کیا پھر تم ڈرتے نہیں

عبادت کرو، تمہارے لئے اسکے سوا کوئی معبود نہیں پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟

(۲۹) وَقُلْ عِنْدَ نُزُوْلِكَ مِنَ الْفُلْكِ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا بِضَمِّ الْمِیْمِ وَفَتْحِ الزَّاىِ مَصْدَرًا وَّاِسْمُ مَكَانٍ وَبِفَتْحِ الْمِیْمِ وَكَسْرِ الزَّاىِ مَكَانَ النُّزُوْلِ مُبٰرَكًا ذٰلِكَ الْاِنْزَالُ اَوِ الْمَكَانُ وَاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ○ مَا ذُكِرَ

(۲۹) اور جس وقت تو کشتی سے اترے یہ کہہ کہ اے میرے رب مجھ کو اتار ساتھ خیر و برکت کے یا برکت والی جگہ میں

اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔

(۳۰) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الْمَذْكُوْرِ مِنْ اَمْرِ نُوْحٍ وَّالسَّفِیْنَةِ وَاِهْلَاكِ الْكُفَّارِ لَاٰیٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰی قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِیْلَةِ وَاسْمُهَا ضَمِیْرُ الشَّاْنِ

(۳۰) بیشک اس میں جو مذکور ہوا نوح اور کشتی کا قصہ اور کافروں کو ہلاک کرنا بڑی نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی۔ اور بے شبہ ہم نے قوم نوح کو آزمایا نوح کو ان کے پاس بھیج کر اور ان کو

كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ○ مختبرین قوم نوح بارسالہ الیھم ووعظہ

نصیحت کراکر۔

(۳۱) ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ ھم عاد

(۳۱) پھر پیدا کیا ہم نے انکے بعد دوسری قوم کو یعنی عاد کو

(۳۲) فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ھودًا اَنِ ای بان اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ عقابہ فتؤمنون

(۳۲) پس بھیجا ان میں ایک پیغمبر ان میں سے یعنی ہود کو یہ پیغام دیکر کہ تم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سو کیا تم اسکے عذاب سے نہیں ڈرتے جو باعث تمہارے ایمان کا ہو۔

تشریح

(۲۹) منزل پر پہونچ کر بھی ہمارا شکر ادا کر | اور جب منزل پر پہنچ جاؤ تو ہم سے دعا کرو کہ اے پروردگار زمین پر ہمارا قدم رکھنا باعث خیر ہو جو کام میری رہنمائی میں انجام پائے وہ بھی کار خیر ہو۔ میرا وجود زمین پر باعث خیر ہو اور جب آپ منزل پر ہمیں اتاریں تو اپنی عنایتوں اور نوازشوں کے ساتھ ہمیں منزل پر پہنچائیں۔

(۳۰) حضرت نوح کے قصے میں اللہ کی نشانیاں | قوم نوح کے واقعہ میں نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں۔ انسانی تاریخ کا یہ پہلا باب جو حضرت نوح سے شروع ہوتا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ اس کائنات کی سب سے بڑی سچائی توحید ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سب سے بڑا ظلم اور قطعی باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت رسولوں کے واسطے سے ملتی ہے، رسول کی مخالفت آخر تباہی لاکر رہتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے تو حق باقی رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے، قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (حق آکر رہتا ہے باطل مٹ جاتا ہے اور باطل تو ہے ہی مٹنے کے لئے)

حق اس روشنی کی طرح ہے جو تاریکی کا سینہ چیرتی ہوئی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ رہی یہ دنیا تو اسمیں آزمائش کا سلسلہ جاری ہے۔ رسولوں کا آنا بھی آزمائش ہے تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھے کون عقل و سمجھ سے کام لیکر سچائی کو پہچانتا ہے اور رسول کے ذریعے آنے والی ہدایت کو قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اقتدار دیکر بھی آزماتا ہے کہ وہ اپنی قوت کا استعمال کس طرح کرتی ہے۔ قوم نوح کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اللہ کے اسی قانون کے مطابق ہوا اور یہ اللہ کا ایسا قانون ہے جس سے لازماً ہر قوم کو گزرنا پڑتا ہے۔

(۳۱) قوم نوح کے بعد ایک اور قوم | قوم نوح کی تباہی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے دور کی قوم اٹھائی قرآن میں اگرچہ اس کی صراحت نہیں ہے مگر سورۂ اعراف کی آیت سے یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم عاد کا ذکر ہو سکتا ہے سورۂ اعراف میں ہے کہ:—
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (آیت ۶۹ پارہ ۸) (بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح کی قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا۔)

قوم عاد عرب کی قدیم قوموں میں سے ایک تھی اور اس قوم کے واقعات سے عرب اچھی طرح واقف تھے۔ ان کی شوکت و حشمت کے افسانے لوگوں میں جانے پہچانے تھے۔ یہ قوم احقاف کے علاقے میں رہتی تھی جو حجاز یمن اور یمامہ کے درمیان اور الربع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔

قوم عاد کو بندگی رب کی دعوت | اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر حضرت ہود کو مقرر فرمایا جو انہی کی قوم کے ایک فرد تھے اور انہوں نے قوم کو بندگی رب کی دعوت دی اور سمجھایا کہ ایک اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو کہ تمہیں ایک دن اس رب کے سامنے پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ

وَقَالَ	الْمَلَأُ	مِنْ قَوْمِهِ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَكَذَّبُوا	بِلِقَاءِ	الْآخِرَةِ
اور کہا	سرداروں	اسکی قوم کے	وہ جنھوں نے	کفر کیا	اور جھٹلایا	حاضری کو	آخرت

اور اس کی قوم کے ان سرداروں نے کہا جنھوں نے کفر کیا ، اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا

وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ

وَأَتْرَفْنَاهُمْ	فِي	الْحَيَاةِ + الدُّنْيَا	مَا هَٰذَا	إِلَّا	بَشَرٌ	مِثْلُكُمْ	يَأْكُلُ
اور جنہے انہیں عیش دیا	میں	دنیا کی زندگی	یہ نہیں	مگر	ایک بشر	تمہیں جیسا	وہ کھاتا ہے

اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں عیش دیا تھا ، یہ نہیں ہے مگر تمہیں جیسا ایک بشر ہے ، وہ اسی میں سے کھاتا

مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ (۳۳) وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ

مِمَّا	تَأْكُلُونَ	مِنْهُ	وَيَشْرَبُ	مِمَّا	تَشْرَبُونَ	وَلَئِنْ	أَطَعْتُمْ
اس سے جو	تم کھاتے ہو	اس سے	اور پیتا ہے	اس سے جو	تم پیتے ہو	اور اگر	تم نے اطاعت کی

ہے جو تم کھاتے ہو اور اسی میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے جیسے ایک بشر

بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ (۳۴) أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا

بَشَرًا	مِثْلَكُمْ	إِنَّكُمْ	إِذًا	لَخَاسِرُونَ	أَيَعِدُكُمْ	أَنَّكُمْ	إِذَا
ایک بشر	اپنے جیسا	بیشک تم	اس وقت	گھاٹے میں رہوگے	کیا وہ وعدہ دیتا ہے تمہیں	کہ تم	جب

کی اطاعت کی تو بیشک تم اس وقت گھاٹے میں رہوگے ۔ کیا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم

مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ (۳۵)

مِتُّمْ	وَكُنْتُمْ	تُرَابًا	وَعِظَامًا	أَنَّكُمْ	مُخْرَجُونَ
مرگئے	اور تم ہوگئے	مٹی	اور ہڈیاں	تو تم	نکالے جاؤ گے

مرگئے اور تم مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو تم (پھر) نکالے جاؤ گے۔

(۳۳) وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ أَيْ بِالْمَصِيرِ
إِلَيْهَا وَأَتْرَفْنَاهُمْ أَنْعَمْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ
مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ
(۳۴) وَاللَّهِ لَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ

(۳۳) وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ
اور کہا ہود کی قوم سے ان لوگوں نے جو کافر ہوئے اور آخرت
کی طرف جانے کا انکار کیا اور ہم نے انکو زندگی دنیا میں بڑی بڑی
نعمتیں دیں۔ کہ نہیں ہے یہ نوح مگر ایک آدمی جیسا جو تم کھاتے
ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے قسم اللہ کی اگر
(۳۴) تم نے اپنے مثل آدمی کی بات مانی تو تم نہایت خسارہ میں

فِيْهِ قَسَمٌ وَّ شَرْطٌ وَّ جَوَابٌ لَّا دَلَهُمَا وَهُوَ
مُغْنٍ عَنْ جَوَابِ الثَّانِيْ اِنَّكُمْ اِذًا اَيْ
اِنْ اَطَعْتُمُوْهُ لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَيْ مَغْبُوْنُوْنَ

رہو گے۔

(۳۵) اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ
وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا
اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هُوَ
خَبَرُ اَنَّكُمُ الْاُوْلٰى وَاَنَّكُمْ
الثَّانِيَةُ تَاْكِيْدٌ لَهَا لَمَّا
طَالَ الْفَصْلُ

(۳۵) کیا وہ کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو زمین سے زندہ ہو کر نکالے جاؤ گے۔

تشریح

(۳۳) قوم کے سرداروں کا سچائی کے ماننے سے انکار | اللہ تعالیٰ کا خالق و پروردگار ہونا ایک ایسی صداقت ہے جس کو ہر انسان کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ زمین و آسمان اور خود یہ انسان اس کو بنانے والا اور پرورش کرنے والا سوائے اللہ کے کوئی اور نہیں ہے وہ اکیلا اس نظام کو چلانے والا ہے اور اسی کا حق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس کھلی حقیقت کے باوجود انسان دنیا کے عیش و آرام میں پڑ کر اس سچائی کا انکار کرتا رہا ہے اور اس سے بچتا رہا ہے کہ اسے مرنے کے بعد اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس انکار کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل تو نہیں ہے بس اس بات کا سہارا لیتا رہا ہے کہ وہ رسول جو یہ دعوت دے رہا ہے ہم ہی میں سے ایک انسان ہے وہ بشر رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ہودؑ کی قوم کے سرداروں نے بھی یہی راگ الاپا اور اپنی دنیا کی خوشحالی سے فریب کھا کر اسی بودی دلیل کا سہارا لیا کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر تمہیں جیسا ایک شخص ہے جو تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے جو تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے اس میں اور تم میں کیا فرق ہے کہ اس کو اللہ کا رسول مانا جائے۔ اصل میں وہ خوشحالی اور آسودگی جو اُن کو حاصل تھی اسی کی وجہ سے وہ مادی فلاح و بہبود سے اوپر اٹھ کر کچھ سوچنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔

(۳۴) قوم کے سرداروں کی دلیل کہ اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت گھاٹے کا سودا ہے | جب قوم کے سرداروں نے دیکھا کہ پیغمبر کی باتوں سے ان کی دعوت سے اور ان کی شخصیت اور کردار سے لوگ متاثر ہو رہے ہیں تو انہیں اپنی چودھراہٹ کو خطرہ محسوس ہوا اور انہوں نے دلیل دی کہ تم ہی جیسا ایک آدمی جس میں کوئی بات تم سے سوا نہیں ہے آخر اس کی اطاعت کیوں کی جائے یہ تو ایک گھاٹے کا سودا ہوگا کہ ہم میں سے کا ایک عام آدمی ہمارے اوپر اپنی بات چلانے لگے۔

سچائی کا انکار کرنے والوں کا یہ انداز تقریباً مشترک رہا ہے۔ فرعون نے بھی جب اس کو اپنا سنگھاسن ڈولتا نظر ہوا نظر آیا، یہی دلیل دی تھی کہ یہ لوگ تمہارے اوپر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نوح کے معاملے میں بھی قوم نوح نے یہی بات کہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اندازِ فکر کے لوگوں کا ذہن ہر دور میں ایک ہی جیسا رہا ہے۔

(۳۵) رسول کی آخرت کی طرف دعوت | قوم کے سرداروں نے کہا کہ یہ شخص جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے تمہیں یہ بتاتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی میں مل جاؤ گے اور تمہارا بدن ہڈیوں کا پنجر بن جائے گا اس وقت تمہیں قبروں سے نکالا جائے گا۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

هَيْهَاتَ	هَيْهَاتَ	لِمَا	تُوْعَدُوْنَ	اِنْ هِيَ	اِلَّا	حَيَاتُنَا	الدُّنْيَا
بعید ہے	بعید ہے	وہ جو	تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے	نہیں	مگر	ہماری زندگی	دنیا

بعید ہے، بعید ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (اور کچھ) نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ اِفْتَرٰى

نَمُوْتُ	وَنَحْيَا	وَمَا	نَحْنُ	بِمَبْعُوْثِيْنَ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	رَجُلُ	اِفْتَرٰى
ہم مرتے ہیں	اور ہم جیتے ہیں	اور نہیں	ہم	پھر اٹھائے جانے والے	نہیں	وہ	مگر	ایک آدمی	اس نے جھوٹ باندھا

ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہم نہیں ہیں پھر اٹھائے جانے والے۔ وہ (کچھ) نہیں مگر ایک آدمی ہے، اس نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	وَّمَا	نَحْنُ	لَهٗ	بِمُؤْمِنِيْنَ	قَالَ	رَبِّ	انْصُرْنِيْ
اللہ پر	جھوٹ	اور نہیں	ہم	اس پر	ایمان لانے والے	اس نے عرض کیا	اے میرے رب	میری مدد فرما

جھوٹ باندھا ہے اور ہم نہیں ہیں اس پر ایمان لانے والے۔ اس نے عرض کیا اے میرے رب میری مدد فرما

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

بِمَا	كَذَّبُوْنِ	قَالَ	عَمَّا ٠ قَلِيْلٍ	لَيُصْبِحُنَّ	نٰدِمِيْنَ
اس پر جو	انہوں نے مجھے جھٹلایا	اس نے فرمایا	بہت جلد	وہ ضرور رہ جائیں گے	پچھتانے والے

اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے، اس نے فرمایا وہ بہت جلد ضرور پچھتاتے رہ جائیں گے۔

﴿۳۶﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ اِسْمُ فِعْلٍ مَاضٍ بِمَعْنَى مَصْدَرٍ اَىْ بُعْدَ بُعْدَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○ مِنَ الْاِخْرَاجِ مِنَ الْقُبُوْرِ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ لِلْبَيَانِ

﴿۳۶﴾ ہرگز نہیں بہت دور ہے یہ امر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یعنی قبروں سے دوبارہ نکلنا ممکن نہیں۔

﴿۳۷﴾ اِنْ هِيَ اَىْ مَا الْحَيٰوةُ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا بِحَيٰوةِ اَبْنَائِنَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○

﴿۳۷﴾ بات یہ ہے کہ زندگی صرف یہ..... دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں یعنی ہمارے بیٹے ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں اور ہم پھر نہ اٹھائے جائیں گے۔

﴿۳۸﴾ اِنْ هُوَ اَىْ مَا الرَّسُوْلُ اِلَّا رَجُلُ اِفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ اَىْ مُصَدِّقِيْنَ

﴿۳۸﴾ یہ پیغمبر ایک آدمی ہے جس نے اللہ پر بہتان باندھا اور ہم اس امر میں کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھیں گے اس کا یقین نہیں کر سکتے۔

فِی الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

(۳۹) قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ ○

(۴۰) قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَمَا زَائِدَةٌ لَّیُصْبِحُنَّ یَصِیْرُوْنَ نَادِمِیْنَ ○ عَلٰی کُفْرِهِمْ وَتَکْذِیْبِهِمْ

(۳۹) ہود نے کہا اے میرے رب میری مدد فرما انکے مقابلے میں کہ یہ مجھکو جھٹلاتے ہیں۔

(۴۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا نزدیک ہے کہ یہ لوگ اپنے کفر اور تکذیب پر پشیمان ہونگے۔

تشریح

(۳۶) مرکر دوبارہ زندہ ہونا، کیا یہ احمقانہ بات نہیں ہے؟ | لو بھلا بتاؤ جب تم مرکر مٹی میں مل جاؤ گے تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا یہ بات بالکل عقل سے بعید ہے ہڈیوں کے ریزے مٹی میں جانے کے بعد بھلا قبروں سے آدمی بن کر اٹھیں گے؟ ایسی مہمل بات ماننے کے لئے کون تیار ہوگا؟ یہ کیسا احمقانہ وعدہ ہے جو تم سے کیا جا رہا ہے۔؟

اگر عقلی طور پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا وجود دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک تو اس کا مادّی بدن ہے دوسرا اس کا اخلاقی وجود ہے۔ پروردگار نے ہر انسان میں نیکی اور بدی کا شعور اور اس کی تمیز عطا کی ہے انسان کی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ برائی کا نتیجہ بُرا اور نیکی کا نتیجہ اچھا سامنے آئے لیکن اس دنیا میں ایسا ممکن نہیں ہے کہ نیکی کا نتیجہ اور بدی کا مکمل نتیجہ سامنے آسکے اس لئے لامحالہ ایک ایسے عالم کی ضرورت ہماری عقل کا تقاضہ ہے کہ جہاں نیکی اور بدی کے پورے پورے نتیجے سامنے آسکیں اسلئے ایک ایسے عالم کا ہونا عین عقل کے مطابق ہے۔ رہا مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا تو جس پروردگار نے انسان کو پہلی بار اپنی قدرت سے پیدا کیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے اسلئے یہ کہنا کہ مرنے کے بعد آدمی کیسے دوبارہ زندہ ہوگا اور اس کا حساب کتاب کیونکر ہوگا یہ خود بے عقلی کی بات ہے اللہ کے پیغمبر جس عالم کے ماننے کی دعوت دیتے ہیں وہ نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود عالم برحق ہے۔

(۳۷) آخرت کا انکار کرنیوالے | عالم آخرت کا انکار کرنیوالوں کا یہ کہنا تھا کہ بس دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہے یہیں ہم پیدا ہوئے یہیں مرینگے اور مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے، آج کی مادہ پرست دنیا بھی اسی پر چل رہی ہے اور دنیا کی زندگی کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس دنیا کا امن و سکون بھی اور یہاں کے مسائل کا حل بھی عقیدۂ آخرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ آج جتنے قانون بنتے ہیں ان پر عمل کرنیوالے بہت کم لوگ ہیں اور قانون شکنی کے چور دروازے کھلے رکھتے ہیں لیکن اگر انسان اس عقیدے کو اپنا لے کہ اللہ تو علیم و خبیر ہیں ہمارے ہر کام سے باخبر ہیں اور ہمیں انکے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے تو انسان چھپ کر بھی قانون شکنی سے بچے گا کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے بلکہ اللہ تو دیکھ رہا ہے اور ہم اس بالاتر ہستی کے سامنے جوابدہ ہیں جوابدہی اور فکر آخرت کا یہ عقیدہ انسان کو صحیح معنی میں انسان بناتا ہے اسلئے توحید اور آخرت ہر پیغمبر کی دعوت کی بنیاد رہی ہے۔

(۳۸) رسالت اور آخرت کے دعووں کی تکذیب | دنیا کی خوشحالی پر فریفتہ قوم کے سرداروں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس شخص کا یہ دعویٰ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہنا کہ آدمی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگا اور اسکو عذاب و ثواب ہوگا رسالت اور آخرت کے یہ دونوں دعوے قطعی جھوٹے ہیں اور ہم انکو کبھی تسلیم نہیں کرسکتے۔

(۳۹) قوم سے مایوس ہوکر پیغمبر کی دعا | جب قوم کا انکارِ حق اس حد تک پہونچ گیا اور پیغمبر مایوس ہو گئے کہ اب ان میں کوئی سچائی کو ماننے والا نہیں ہے تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے اور یہ سچائی کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اب آپ ہی میری مدد فرمائیں۔

(۴۰) اللہ کی طرف سے دعا کی قبولیت اور عذاب کی خبر | اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے اور عذاب آنا ہی چاہتا ہے یہ لوگ اس وقت پچھتائیں گے مگر اس وقت پچھتانا فائدہ مند نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ایک حد تک سنبھلنے کا موقعہ دیتا ہے یعنی جب پاپ کی ہنڈیا بھر جاتی ہے اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی تو آخر اللہ کا فیصلہ آکر رہتا ہے اور اس کے بعد بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَۃُ بِالۡحَقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ

لِلۡقَوۡمِ	فَبُعۡدًا	غُثَآءً	فَجَعَلۡنٰهُمۡ	بِالۡحَقِّ	الصَّیۡحَۃُ	فَاَخَذَتۡهُمُ
قوم کیلئے	دوری (مار)	خس وخاشاک	سو ہم نے انہیں کر دیا	(وعدہ) حق کے مطابق	چنگھاڑ	پس انہیں آ پکڑا

پس انہیں چنگھاڑ نے وعدۂ حق کے مطابق آ پکڑا - سو ہم نے انہیں خس وخاشاک کی طرح کر دیا . پس مار ہو ظالموں کی

الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِیۡنَ ﴿۴۲﴾

اٰخَرِیۡنَ	قُرُوۡنًا	مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ	اَنۡشَاۡنَا	ثُمَّ	الظّٰلِمِیۡنَ
دوسری - اور	اُمتیں	ان کے بعد	ہم نے پیدا کیں	پھر	ظالم (جمع)

قوم کے لئے . پھر ہم نے ان کے بعد اور اُمتیں پیدا کیں -

(۴۱) فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَۃُ صَیۡحَۃُ الۡعَذَابِ وَالۡهَلَاکِ کَائِنَۃٍ بِالۡحَقِّ فَمَاتُوۡا فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً وَهُوَ نَبۡتُ یَبِسٍ اَیۡ صَیَّرۡنَاهُمۡ مِثۡلَهٗ فِی الۡیُبۡسِ فَبُعۡدًا مِّنَ الرَّحۡمَۃِ لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ○ الۡمُکَذِّبِیۡنَ۔

(۴۱) سو ان کو پکڑا عذاب اور ہلاکی کی آواز نے جو حق تھی سو اس آواز سے وہ سب مر گئے پس کر دیا ہم نے انکو نیست ونابود مثل سوکھی گھاس کے ۔

سو دور ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں ۔

(۴۲) ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اَیۡ اَقۡوَامًا اٰخَرِیۡنَ ○

(۴۲) پھر ہم نے پیدا کیا انکے بعد دوسری قوموں کو۔

تشریح

(۴۱) قوم پر عذاب کا نزول | آخر وہ وقت آگیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو باخبر کیا تھا - ایک ہولناک آواز کے ساتھ اللہ کا عذاب ایسا آیا کہ پوری قوم کوڑے کرکٹ کی طرح بکھر کر رہ گئی جیسے کوئی کچرا ہوتا ہے جو سیلاب کے ساتھ بہتا ہوا کناروں پر لگ جاتا ہے اور وہیں پڑا ہوا سڑتا رہتا ہے رسول نے جو وعدہ کیا تھا وہ حق سامنے آگیا اور یہ نافرمان قوم دنیا سے دفع ہو گئی - کیونکہ آیت میں فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَۃُ جس کا مطلب چنگھاڑ ہے آیا ہے اس لفظ سے بعض حضرات نے اشارہ سمجھا ہے کہ یہ واقعہ قوم ثمود کا ہے جس میں حضرت صالح ؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا. بہرحال قوم عاد ہو یا قوم ثمود نافرمان قوموں کے حالات ہر زمانے کے لئے عبرت ونصیحت کا سامان ہیں کہ انسان جب اپنی گمراہی میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تو اس کا انجام یہی ہوتا ہے جو ایسی قوموں کا ہو چکا ہے ۔

(۴۲) اس قوم کے بعد پھر دوسری قوم آئی | قوم عاد اور ثمود کے بعد پھر دوسری قوم آگئی .قوموں کے آنے جانے کا سلسلہ شروع سے جاری ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا. جب تک کوئی قوم تعمیر کا کام کرتی ہے اور اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو صحیح رخ پر لگاتی ہے اللہ تعالیٰ انکو موقع دیتے ہیں اکی صلاحیتوں سے اللہ کے بندوں کو فائدہ پہونچتا ہے اور جب اس قوم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور... وہ بگاڑ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی رسّی کھینچ لی جاتی ہے ۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا

مَا تَسْبِقُ	مِنْ اُمَّةٍ	اَجَلَهَا	وَمَا	يَسْتَاْخِرُوْنَ	ثُمَّ	اَرْسَلْنَا	رُسُلَنَا
نہیں سبقت کرتی ہے	کوئی امت	اپنی میعاد	اور نہ	پیچھے رہ جاتی ہے	پھر	ہم نے بھیجے	رسول (جمع)

کوئی امت اپنی (مقررہ) میعاد سے اور نہ سبقت کرتی ہے اور پیچھے رہ جاتی ہے۔ پھر ہم نے پے در پے رسول

تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ

تَتْرَا	كُلَّمَا	جَآءَ	اُمَّةً	رَّسُوْلُهَا	كَذَّبُوْهُ	فَاَتْبَعْنَا	بَعْضَهُمْ	بَعْضًا	وَّ
پے در پے	جب بھی	آیا	کسی امت میں	اس کا رسول	انھوں نے اسے جھٹلایا	تو ہم پیچھے لائے	انہیں سے ایک	دوسرے	اور

بھیجے۔ جب بھی کسی اُمت میں اسکا رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم (ہلاک کرنے کیلئے) پیچھے لائے (بھولی بسری باتیں) انہیں سے ایک کو دوسرے کے

جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

جَعَلْنٰهُمْ	اَحَادِيْثَ	فَبُعْدًا	لِقَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ	ثُمَّ	اَرْسَلْنَا
انہیں بنادیا ہم نے	افسانے	سو دُور (مار)	لوگوں کیلئے	جو ایمان نہیں لائے	پھر	ہم نے بھیجا

اور ہم نے انہیں افسانے بنایا۔ سو (اللہ کی مار) ان لوگوں کے لئے جو ایمان نہیں لائے ۔ پھر ہم نے بھیجا

مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾

مُوْسٰى	وَاَخَاهُ	هٰرُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	وَ	سُلْطٰنٍ	مُّبِيْنٍ
موسیٰ	اور ان کا بھائی	ہارون	ساتھ اپنی نشانیاں	اور	دلائل	کھلے

موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور کھلے دلائل کے ساتھ۔

(۴۳) مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا بِاَنْ تَمُوْتَ
قَبْلَهٗ وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○ عَنْهُ ذُكِرَ
الضَّمِيْرُ بَعْدَ تَانِيْثِهٖ رِعَايَةً لِلْمَعْنٰى
(۴۴) ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا بِالتَّنْوِيْنِ
وَعَدَمِهٖ اَىْ مُتَتَابِعِيْنَ بَيْنَ كُلِّ
اِثْنَيْنِ زَمَانٌ طَوِيْلٌ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً
بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْوَاوِ رَسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ
فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا فِى الْهَلَاكِ
وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا

(۴۳) کوئی جماعت اپنی موت کے وقت سے پہلے نہیں مرسکتی اور نہ اس وقت سے پیچھے ہوسکتی ہے۔ (وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ کو بصیغہ جمع مذکر لایا گیا حالانکہ پہلے اس سے وَمَا تَسْبِقُ بصیغہ مونث ذکر کیا گیا تھا وہ رعایت معنے کے [illegible])

(۴۴) ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا الخ پھر ہم نے پے در پے آگے پیچھے پیغمبر بھیجے یعنی ہر دو پیغمبر کے درمیان ایک زمانہ طویل تھا۔ جب کسی قوم میں اس کا پیغمبر آیا انھوں نے اسکو جھٹلایا سو ہم نے یکے بعد دیگرے ان کو ہلاک کیا۔ کہ بجز باتوں کے ان کا نشان باقی نہ رہا یعنی انکی کہانیاں ہی رہ گئیں وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔

سو دوری ہو اس قوم کو جو ایمان نہ لائے۔

يُؤْمِنُوْنَ ○

(۴۵) ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ حُجَّۃٍ بَیِّنَۃٍ وَهِیَ الْیَدُ وَالْعَصَا وَغَیْرُهُمَا مِنَ الْاٰیَاتِ

(۴۵) پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور حجت ظاہرہ یعنی ید بیضا اور عصا وغیرہ دیگر نشانیاں دے کر بھیجا۔

تشریح

(۴۳) افراد کی طرح قوموں کی موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے | جس طرح اللہ کے قانون موت وحیات کے مطابق افراد کی موت ہوتی ہے کہ ایک مقررہ وقت پر آدمی پیدا ہوتا ہے اور مقررہ وقت پر مر جاتا ہے اسی طرح قوموں کے لئے بھی موت وحیات کا ایک قانون ہے نہ وقت سے پہلے کوئی قوم پیدا ہوئی اور نہ وقت کے بعد ٹھہر سکی۔ اسی طرح قوموں کے آنے جانے کا سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

(۴۴) قوموں کے ساتھ رسولوں کی آمد کا سلسلہ | پہلے دنیا کی آبادی بہت مختصر تھی پھر جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی قومیں بنتی گئیں ان قوموں کے لئے رسولوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ دنیا میں اس وقت ایسے وسائل نہیں تھے کہ ایک رسول کی بات دوسری قوموں تک پہونچ سکے اسلئے قوموں کی کثرت کے ساتھ رسولوں کا تانتا بندھا رہا یکے بعد دیگرے رسول آتے رہے اللہ کی دعوت، اس کا پیغام پہنچاتے رہے اور یہ ہوتا رہا کہ قوموں نے رسولوں کی بات بہت کم مانی ان کو جھٹلایا اور آخر ان جھٹلانے والوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہوتے گئے اور ان کی داستانیں افسانہ بنتی گئیں۔ پھٹکار ہے ان لوگوں پر جو گذری ہوئی قوموں کے انجام سے نصیحت حاصل نہیں کرتے اور رسولوں کی بات نہیں مانتے جس طرح دنیا میں طبعی قوانین ہیں موسم کا آنا جانا سورج کا نکلنا، ڈوبنا۔ اسی طرح اس دنیا میں اللہ کا ایک اخلاقی قانون بھی کام کر رہا ہے۔ وہ اخلاقی قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بگاڑ کو پسند نہیں فرماتے۔ ہر قوم کو موقع ملتا ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دنیا کی تعمیر کرے۔ جب تک وہ قوم تعمیر کا کام جاری رکھتی ہے اللہ کی طرف سے اسکو موقع ملتا رہتا ہے اور جب اس کا رُخ بگاڑ کی طرف ہوتا ہے اور دھیرے دھیرے وہ بگاڑ بڑھنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ تعمیر کے بجائے تخریب پر آمادہ ہو جاتی ہے تو پھر اس کا وجود مٹا دیا جاتا ہے اس کی جگہ اور تازہ دم توانا قوم آتی ہے اور اللہ کی مرضی کو پورا کرتی ہے۔ قوموں کے عروج وزوال کی یہ داستانیں تاریخ کے صفحات پر عبرت کا نشان ہیں فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔ (اے عقل والو عبرت حاصل کرو)

(۴۵) قوم فرعون کے لئے حضرت موسیٰ اور ہارون کی بعثت | پیغمبروں کے اس سلسلۂ زریں میں حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون ؑ کو قوم فرعون کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون جس دعوت و پیغام کو لیکر آئے تھے اس پیغام کی قوت اور پھر ان دونوں کی شخصیتیں یہ ایک کھلی سند تھی کہ وہ واقعی اللہ کے مقرر کردہ رسول ہیں اس کے ساتھ ان کو ایسی کھلی نشانیاں دی گئی تھیں جن کا انکار ممکن نہ تھا۔ ان کھلی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی حضرت موسیٰ کے عصا کا سانپ بن جانا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے معجزات بھی انکو دئے گئے تھے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ان کو اللہ کی تائید حاصل ہے۔ پیغمبر کی زندگی اور اس کا کردار بذاتِ خود اللہ کی حجت ہوتا ہے اور پھر اس کی تائید کے لئے دوسری نشانیاں بھی ساتھ ہوتی ہیں جن سے پوری طرح رسول کی صداقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا

قَوْمًا	وَكَانُوا	فَاسْتَكْبَرُوا	وَمَلَائِهِ	فِرْعَوْنَ	إِلَىٰ
لوگ	اور وہ تھے	تو انہوں نے تکبر کیا	اور اس کے سردار	فرعون	طرف

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ

عَالِينَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ

وَ	مِثْلِنَا	لِبَشَرَيْنِ	أَنُؤْمِنُ	فَقَالُوا	عَالِينَ
اور	اپنے جیسے	دو آدمیوں پر	کیا ہم ایمان لے آئیں	پس انہوں نے کہا	سرکش

تھے پس انہوں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے (ان) دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور

قَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿۴۷﴾

عَابِدُونَ	لَنَا	قَوْمُهُمَا
بندگی (خدمت) کرنے والے	ہماری	ان کی قوم

ان کی قوم (کے لوگ) ہماری خدمت کرنے والے تھے۔

(۴۶) إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَاسْتَكْبَرُوا عَنِ الْإِيمَانِ بِهِمَا وَبِاللّٰهِ وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ○ قَاهِرِينَ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِالظُّلْمِ

(۴۷) فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ○ مُطِيعُونَ خَاضِعُونَ

(۴۶) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا)، سو انہوں نے تکبر کیا اور ان پر ایمان نہ لائے اور اللہ کی توحید کا اقرار نہ کیا اور وہ لوگ متکبر اور بنی اسرائیل پر ظلم کرنے والے تھے۔

(۴۷) پھر وہ کہنے لگے کیا ہم ایمان لادیں دو آدمیوں پر جو ہم جیسے ہیں اور انکی قوم ہمارے سامنے ذلیل و خوار ہیں۔

تشریح

(۴۶) **فرعونیوں کی ڈھٹائی** ان کھلی نشانیوں کے باوجود وہی ہوا کہ فرعونیوں نے ڈھٹائی سے کام لیتے ہوئے اور اپنے آپ کو یہ سمجھتے ہوئے کہ بھلا پوری قوم بنی اسرائیل جب ہماری مملوک اور غلام ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان دو آدمیوں کو ہم اپنا سردار مان لیں وہ تو اپنے آپ کو بڑا اونچا سمجھتے تھے۔

(۴۷) **فرعون کا تکبر کہ غلام قوم کے دو فرد ہمارے قائد کیسے بن سکتے ہیں** فرعونیوں کے دماغ میں یہ بڑائی تھی کہ بنی اسرائیل کی پوری قوم ہماری غلام ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایک موقع پر فرعون سے کہا تھا کہ:۔ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (شعراء - ۲۲) (یہی وہ تیرا احسان ہے جو تو جتا رہا ہے اس بات پر کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا۔)

حضرت موسیٰ اور ہارون کی اس حیثیت کا ذکر کر کے فرعونیوں نے لوگوں کو شہ دی کہ وہ قوم جو ہماری غلامی کر رہی ہے اس کے دین کو کیسے قبول کرلیں اور اس کے قائدوں کو اپنا قائد کیسے مان لیں۔؟

فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾

فَكَذَّبُوْهُمَا	فَكَانُوْا	مِنَ	الْمُهْلَكِيْنَ
پس انہوں نے جھٹلایا دونوں کو	تو وہ ہو گئے	سے	ہلاک ہونے والے

پس انھوں نے دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

وَلَقَدْ	اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	لَعَلَّهُمْ	يَهْتَدُوْنَ
اور تحقیق	ہم نے دی	موسیٰ	کتاب	تاکہ وہ لوگ	ہدایت پالیں

اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو دی کتاب تاکہ وہ لوگ ہدایت پا لیں۔ اور

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ

وَجَعَلْنَا	ابْنَ + مَرْيَمَ	وَاُمَّهٗٓ	اٰيَةً	وَّاٰوَيْنٰهُمَآ
اور ہم نے بنایا	مریم کے بیٹا (عیسیٰ)	اور انکی ماں	ایک نشانی	اور ہم نے انہیں ٹھکانا دیا

ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) اور ان کی ماں کو ایک نشانی بنایا اور ہم نے انہیں ٹھکانا دیا،

اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ ۲ ع ۱۸ ۲

اِلٰى	رَبْوَةٍ	ذَاتِ + قَرَارٍ	وَّمَعِيْنٍ	يٰٓاَيُّهَا	الرُّسُلُ
طرف۔ پر	ایک بلند ٹیلہ	ٹھہرنے کا مقام	اور جاری پانی	اے	رسول (جمع)

ایک بلند ٹیلہ پر جو ٹھہرنے کا مقام اور جاری پانی کی (شاداب) جگہ تھی۔ اے رسولو!

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ

كُلُوْا	مِنَ	الطَّيِّبٰتِ	وَ	اعْمَلُوْا	صَالِحًا	اِنِّيْ
کھاؤ	سے	پاکیزہ چیزیں	اور	عمل کرو	نیک	بیشک میں

پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل کرو نیک بے شک جو تم

بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ ط

بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ
اسے جو	تم کرتے ہو	جاننے والا

کرتے ہو میں اسے جاننے والا ہوں (جانتا ہوں)

(۴۸) فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ○

(۴۸) سو فرعون وغیرہ نے ان دونوں کو جھٹلایا بس ہو گئے وہ ہلاک ہونے والوں سے۔

(۴۹) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اَلتَّوْرٰىةَ لَعَلَّهُمْ اَىْ قَوْمَهٗ بَنِىْ اِسْرَاۗءِيْلَ يَهْتَدُوْنَ ○ بِهٖ مِنَ الضَّلَالَةِ وَاٰوْتِيَهَا بَعْدَ هَلَاكِ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ جُمْلَةً وَّاحِدَةً

(۴۹) اور بے شبہ ہم نے موسیٰ کو توریت دی تاکہ موسیٰ کی قوم یعنی بنی اسرائیل اس سے ہدایت پا دیں گمراہی سے بچیں۔ اور موسے تورات اس وقت دیئے گئے جب فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگئی اور توریت ایک مرتبہ اکٹھی نازل ہوئی۔

(۵۰) وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ عِيْسٰى وَاُمَّهٗ اٰيَةً لَمْ يَقُلْ اٰيَتَيْنِ لِاَنَّ الْاٰيَةَ فِيْهِمَا وَاحِدَةٌ وِلَادَتُهٗ مِنْ غَيْرِ فَحْلٍ وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ وَهُوَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ اَوْ دِمَشْقُ اَوْ فِلَسْطِيْنُ اَقْوَالٌ ذَاتِ قَرَارٍ اَىْ مُسْتَوِيَةٍ يَسْتَقِرُّ عَلَيْهَا سَاكِنُوْهَا وَّمَعِيْنٍ ○ اَىْ مَاءٍ جَارٍ ظَاهِرٍ تَرَاهُ الْعُيُوْنُ

(۵۰) اور ہم نے ان دونوں کو بلند جگہ یعنی بیت المقدس یا دمشق یا فلسطین میں (اسمیں چند قول ہیں) ٹھکانا دیا جو برابر جگہ تھی۔
کہ اس میں رہنے والے اطمینان سے رہیں۔
اور وہاں پانی بکثرت جاری ہے۔

(۵۱) يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ الْحَلَالَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا مِنْ فَرْضٍ وَّنَفْلٍ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○ فَاُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ

(۵۱) يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا الخ
اے پیغمبرو کھاؤ حلال پاکیزہ کھانے اور عمل نیک کرو یعنی فرض اور نفل ادا کرو بیشک میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو۔ سو میں تم کو اس کا عوض دوں گا۔

تشریح

(۴۸) فرعونیوں کا جھٹلانا اور انکی ہلاکت | اس تکبر اور غرور میں آکر فرعونیوں نے ہمارے رسول کو جھٹلایا اور حق کو ماننے سے انکار کیا حالانکہ حق ان کے سامنے بالکل واضح اور صاف تھا اور آخر وہ ہلاک ہو کر رہے۔

(۴۹) حضرت موسیٰ کو توریت عطا کی گئی | ہم نے اپنے پیغمبر موسیٰ کو توریت عطا کی جو طویل عرصے تک لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنی رہی تاکہ لوگ اس پر عمل کر کے رضائے الٰہی کی منزل حاصل کر سکیں۔

(۵۰) ابن مریم کو اللہ نے اپنی نشانی بنا کر ان کی حفاظت فرمائی | اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بغیر باپ کے صرف ماں کے ذریعہ پیدا

کیا۔ یہ اللہ کی ایک خاص نشانی تھی کہ عام طریقے سے ہٹ کر بطورِ معجزہ حضرت عیسیٰ ؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کا نام لئے بغیر فرمایا کہ ابن مریم اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ یعنی وہ مریم کے بیٹے تھے نہ کہ نعوذ باللہ، اللہ کے بیٹے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ ؑ اور ان کی والدہ دونوں ملکر ہی اللہ کی نشانی ہیں۔ حضرت مریم حاملہ ہوئیں بغیر شوہر کے اور حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے بغیر باپ کے۔ اس طرح دونوں مل کر اللہ کی قدرت کی ایک نشانی کے طور پر سامنے آئے۔ جب حضرت مریم کو پیدائش کی تکلیف ہوئی تو انھوں نے بیت المقدس سے دُور بیت اللحم میں پناہ لی تاکہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے بچ کر طعن وتشنیع سے محفوظ رہیں۔ دردِ زہ کی تکلیف ان کو ایسی جگہ لے گئی جو ایک ٹیلے کی شکل میں پُرسکون جگہ تھی جس کے نیچے اللہ نے چشمہ جاری کر دیا تھا جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ (آیت ۲۴، ۲۵ پارہ ۱۶) فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا، غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔) ـــــ ان پریشان کن حالات میں اللہ نے ان کے لئے سکون وراحت کا ایک ٹھکانہ دے دیا۔

(۵۱) پاکیزہ رزق اور عمل صالح کا حکم | اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں اپنے پیغمبر بھیجے ہیں یہ سارے پیغمبر حضرت آدم سے لیکر پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ؐ تک الگ الگ شخصیت ہونے کے باوجود ایک ہی مقصد اور ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں اور تمام پیغمبروں کی تعلیم میں یہ بات مشترک ہے کہ انسان کے جسم میں جو غذا جائے وہ پاکیزہ ہو، شرعاً حلال ہو اور اس کو جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔ پاکیزہ غذا اور عمل صالح میں خاص تعلق ہے آدمی جو غذا کھاتا ہے اس کا اثر اس کے اخلاق اور کردار پر بھی پڑتا ہے اسلئے انسان حلال اور پاکیزہ غذا کھائے اور عمل صالح کرے تبھی عمل صالح کے خوشگوار نتائج سامنے آتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔ وَقَالَ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِىَ بِالْحَرَامِ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (مسلم کتاب الزکوٰۃ احمد۔ ترمذی)

(نبی ؐ نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے ان ہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے۔ پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے اے رسولو تم کھاؤ پاک اور حلال غذا اور عمل کرو صالح میں خوب جانتا ہوں تمہارے اعمال۔ اہل ایمان کو مخاطب کر کے اس نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ اور حرام سے بچو۔ اسکے بعد حضور ؐ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اسکے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے اور آسمان کیطرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اے میرے رب اے میرے پروردگار اور حالت یہ ہے کہ اسکا کھانا حرام ہے اسکا پینا حرام ہے، اسکا لباس بھی حرام ہے اور حرام غذا سے اسکی نشوونما ہوئی ہے پھر اسکی دعا کیسے قبول ہوگی) حلال کھانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو یہی خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انکے تمام کھلے چھپے اعمال سے باخبر ہے اسلئے ان کا ہر عمل اللہ کے لئے ہونا چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے متصل پاکیزہ روزی کا بیان ایک لطیف اشارہ ہے کہ رہبانیت اور ترکِ دنیا دین میں نہیں ہے، جسکو بعد میں عیسائی حضرات نے اپنا لیا۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

وَاِنَّ	هٰذِهٖٓ	اُمَّتُكُمْ	اُمَّةً + وَّاحِدَةً	وَّاَنَا	رَبُّكُمْ	فَاتَّقُوْنِ
اور بیشک	یہ	تمہاری امت	ایک اُمّت اُمّتِ واحدہ	اور میں	تمہارا رب	مجھ سے ڈرو

اور بے شک یہ تمہاری اُمّت ایک امتِ واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ

فَتَقَطَّعُوْٓا	اَمْرَهُمْ	بَيْنَهُمْ	زُبُرًا	كُلُّ حِزْبٍ	بِمَا	لَدَيْهِمْ
پھر انہوں نے کاٹ لیا	اپنا کام	آپس میں	ٹکڑے ٹکڑے	ہر گروہ	اس پر جو	ان کے پاس

پھر انہوں نے آپس میں اپنا کام ٹکڑے ٹکڑے کاٹ لیا (پھر) ہر گروہ والے اس پر جو ان کے پاس ہے

فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ

فَرِحُوْنَ	فَذَرْهُمْ	فِيْ + غَمْرَتِهِمْ	حَتّٰى	حِيْنٍ	اَيَحْسَبُوْنَ
خوش	پس چھوڑ دے انہیں	ان کی غفلت میں	تک	ایک مدت مقررہ	کیا وہ گمان کرتے ہیں

خوش ہیں پس انہیں ان کی غفلت میں ایک مدت مقررہ تک چھوڑ دے کیا وہ گمان کرتے ہیں ؟

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾

اَنَّمَا	نُمِدُّهُمْ	بِهٖ	مِنْ	مَّالٍ	وَّبَنِيْنَ	
کہ جو	ہم مدد کر رہے ہیں انکی	اسکے ساتھ	سے	مال	اور اولاد	

کہ ہم جو کچھ ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور اولاد کے ساتھ ۔

﴿۵۲﴾ وَاعْلَمُوْا اَنَّ هٰذِهٖٓ اَیْ مِلَّةَ
الْاِسْلَامِ اُمَّتُكُمْ دِیْنُكُمْ اَیُّهَا
الْمُخَاطَبُوْنَ اَیْ یَجِبُ اَنْ تَكُوْنُوْا
عَلَیْهَا اُمَّةً وَّاحِدَةً حَالٌ
لَازِمَةٌ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِتَخْفِیْفِ النُّوْنِ
وَفِیْ اُخْرٰی بِكَسْرِهَا مُشَدَّدَةً
اِسْتِیْنَافًا وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○
فَاحْذَرُوْنِ

﴿۵۲﴾ اور جان لو کہ یہ مذہب اسلام تمہارا مذہب ہے یعنی اے مخاطبین تم کو لازم ہے کہ تم اسی مذہب پر قائم رہو جو موافق ہے اصول میں تمام مذاہب الٰہیہ کے۔

اور میں تمہارا رب ہوں پس ڈرو مجھ سے۔

﴿۵۳﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَیِ الْاَتْبَاعُ اَمْرَهُمْ

﴿۵۳﴾ پھر مختلف ہوئے پیغمبروں کے تابعین باہم اپنے مذہب میں یعنی

دِيْنَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا حَالٌ مِنْ فَاعِلِ تَقَطَّعُوْا اَيْ اَحْزَابًا مُخَالِفِيْنَ كَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَغَيْرِهِمَا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ اَيْ عِنْدَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ فَرِحُوْنَ ○ مَسْرُوْرُوْنَ — چند فرقہ ہو گئے جیسے یہود اور نصاریٰ وغیرہ ہر ایک جماعت اپنے مذہب سے خوش ہیں جس پر وہ ہیں۔

(۵۴) فَذَرْهُمْ اُتْرُكْ كُفَّارَ مَكَّةَ فِيْ غَمْرَتِهِمْ ضَلَالَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ اَيْ حِيْنَ مَوْتِهِمْ — (۵۴) بس چھوڑ ان کفار مکہ کو انکی گمراہی میں انکی موت کے وقت تک

(۵۵) اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ نُعْطِيْهِمْ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ○ فِي الدُّنْيَا — (۵۵) آیا وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم انکو دنیا میں مال اور بیٹے دیتے ہیں۔

تشریح

(۵۲) اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانے والے سب ایک امت ہیں | کیونکہ اللہ کا دین شروع سے ایک رہا ہے اور تمام انبیاء کرام نے توحید ہی کی دعوت دی ہے تو چاہے انکا زمانہ کوئی بھی ہو اور وہ کسی بھی علاقے میں مقرر کئے گئے ہوں ان سب میں قدر مشترک وہ بنیاد ہے جس پر پورے دین کا مدار ہے یعنی اللہ کو اپنا رب ماننا اسلئے یہ سب مل کر ایک امت ہیں دین و ملت کی یہ وحدت زمان و مکان کے اختلاف کے باوجود اہل ایمان کو ایک امت بناتی ہے۔ رب پر ایمان لانے والے سب لوگوں کو رب کی نافرمانی سے ڈرنا چاہیئے۔

(۵۳) ایک مذہب سے بہت سے مذہب نکال لئے | اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا اور وہ اپنے ساتھ اللہ کی ہدایت لے کر آئے تو سب کا دین ایک ہی تھا یعنی دین اسلام۔ اسی دین کی تعلیم حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبر دیتے رہے اور اسی دین کی مکمل تعلیم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دینے کیلئے تشریف لائے۔ غرض یہ کہ پیغمبروں کے واسطے سے جو دین لوگوں کو ملا تھا وہ ایک ہی دین تھا جس کی بنیاد توحید اور عقیدۂ آخرت پر ہے جس سے معلوم ہوا کہ نوع انسانی کا اصل دین یہی اسلام ہے۔ لیکن اس دین میں لوگوں نے اپنے حاشیئے چڑھائے اپنے اپنے خیالات داخل کرلئے اور اصل دین کو پارہ پارہ کر کے جدا جدا راہیں نکال لیں اس طرح بہت سے فرقے اور مذہب بنتے چلے گئے۔ یہ بہت سارے مذاہب اصل میں نہیں تھے بلکہ لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے اور گھڑے ہوئے ہیں اور ہر گروہ اپنی مذہب پرستی میں ایسا گم ہے کہ یہ بھلا بیٹھا ہے کہ اللہ کا اصل دین کونسا ہے اس عصبیت کی وجہ سے بڑے بڑے دانشور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور اصل حقیقت کے بارے میں سوچنے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں۔

(۵۴) غافل لوگوں کو اپنی غفلت میں پڑے رہنے دو | ایسے لوگوں کو جھنجھوڑا جا رہا ہے جو اپنی غفلت سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اسی بے خبری میں ڈوبے ہوئے ہیں اور داعی کی بات سننا نہیں چاہتے عنقریب انکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کاغذ کی ناؤ میں سفر کر رہے تھے موت یا عذاب الٰہی جب انکے سروں پر منڈلانے لگے گا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور وہ اپنی جہالت اور غفلت پر پچھتاتے نظر آئینگے لیکن اس وقت کا پچھتاوا بے فائدہ ہوگا۔ کیا ستم ہے کہ ایک خدا کا بندہ بغیر کسی اپنی غرض کے سچائی کی طرف بلا رہا ہے اس کے بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہوگا اسکی دعوت کے نتائج بھی سامنے آرہے ہیں کہ جو ایمان لے آتا ہے اسکی زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ کیا اس داعی اور ایسے لوگوں کی زندگیوں کو دیکھ کر بھی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہی دین حق ہے پیغمبروں کا طریق یہی ہے اور کامیابی کا راستہ بھی یہی ہے۔

(۵۵) مادی خوشحالی پر اترانے کی ضرورت نہیں ہے | دنیا میں اللہ تعالیٰ اگر کسی کو خوشحالی دیدے یا اسے معاشرے میں نام و نمود حاصل ہو جائے یا اس کا سماج میں کوئی اثر و رسوخ قائم ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسکو اولاد عطا کردیں تو دنیا کی ان چیزوں پر اترانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

لَا يَشْعُرُوْنَ	بَلْ	فِي الْخَيْرٰتِ	لَهُمْ	نُسَارِعُ
وہ شعور (سمجھ) نہیں رکھتے	بلکہ	بھلائی میں	انکے لئے	ہم جلدی کر رہے ہیں

ہم ان کے لئے بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ وہ سمجھ نہیں رکھتے

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾

مُّشْفِقُوْنَ	رَبِّهِمْ	خَشْيَةِ	مِّنْ	هُمْ	الَّذِيْنَ	اِنَّ
ڈرنے والے (سہمے ہوئے)	اپنا رب	ڈر	سے	وہ	جو لوگ	بیشک

بیشک جو لوگ اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں۔

(۵۶) نُسَارِعُ نُعَجِّلُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ لَا بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ اَنَّ ذٰلِكَ اِسْتِدْرَاجٌ لَهُمْ

(۵۶) انکے لئے بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں نہیں بلکہ انکو خبر نہیں کہ ان کے مال اور بیٹے انکے لئے استدراج یعنی مہلت پکڑنے کیلئے ہے

(۵۷) اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ خَوْفِهِمْ مِنْهُ مُّشْفِقُوْنَ ○ خَائِفُوْنَ مِنْ عَذَابِهٖ

(۵۷) بیشک جو لوگ اپنے رب کے خوف اور عذاب سے ڈرتے ہیں۔

تشریح

(۵۶) <u>حقیقی کامیابی کچھ اور ہی چیز ہے</u> مادی خوشحالی حقیقی کامیابی کی دلیل نہیں ہے بلکہ اصل فلاح آخرت میں بامراد ہونا ہے اس لئے کہ دنیا ایک عارضی چیز ہے، دارالامتحان ہے۔ اللہ تو خوشحالی میں بھی آزماتے ہیں اور تنگ دستی میں بھی۔ حق و باطل اور خیر و شر کا معیار یہ دنیا کی عارضی چیزیں نہیں ہیں۔ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مال و اولاد دیکر انہیں ساری بھلائیاں مل گئی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ سبا میں ارشاد ہے: وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (آیت ۳۵) انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ ہم تم سے زیادہ مال و اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز سزا پانے والے نہیں ہیں۔

دراصل دنیا میں رزق کی تقسیم کا نظام اللہ کی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے، کتنے ہی بدکردار لوگ دنیا میں خوشحال اور نیک لوگ بدحال نظر آئینگے اللہ کو پاکیزہ اخلاق پسند ہیں نہ کہ بدکردار۔ اللہ سے قریب کرنیوالی چیز مال و اولاد نہیں ایمان و عمل صالح ہے۔ اور یہی حقیقی کامیابی ہے۔

(۵۷) <u>مومن اللہ کے خوف سے ڈرتا رہتا ہے</u> اللہ پر ایمان لانیوالے اور نیک لوگوں کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ نیکی کر کے بھی ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالے دنیا میں جو انعامات عطا فرماتے ہیں ان کو پا کر وہ بے فکر نہیں ہو جاتے بلکہ ہر وقت خوف خدا سے لرزاں رہتے ہیں۔ حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ مومن نیکی کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کر کے بھی بے فکر رہتا ہے اہل ایمان کا یہ خوف ہی ان کو بدی سے روکتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ لا

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	بِاٰيٰتِ	رَبِّهِمْ	يُؤْمِنُوْنَ	
اور جو لوگ	وہ	آیتوں پر	اپنا رب	ایمان رکھتے ہیں	

اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ لا

وَالَّذِيْنَ	هُمْ	بِرَبِّهِمْ	لَا يُشْرِكُوْنَ	
اور جو لوگ	وہ	اپنے رب کے ساتھ	شریک نہیں کرتے	

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ

وَالَّذِيْنَ	يُؤْتُوْنَ	مَآ اٰتَوْا	وَّقُلُوْبُهُمْ	وَجِلَةٌ
اور جو لوگ	دیتے ہیں	جو وہ دیتے ہیں	اور ان کے دل	ڈرتے ہیں

اور جو لوگ دیتے ہیں، جو کچھ وہ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں

اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ لا

اَنَّهُمْ	اِلٰى	رَبِّهِمْ	رٰجِعُوْنَ	
کہ وہ	طرف	اپنا رب	لوٹنے والے	

کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اَلْقُرْاٰنِ يُؤْمِنُوْنَ ○ يُصَدِّقُوْنَ

﴿۵۸﴾ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیتوں یعنی قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ○ مَعَهٗ غَيْرَهٗ

﴿۵۹﴾ اور وہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

﴿۶۰﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ يُعْطُوْنَ مَآ اٰتَوْا اَعْطَوْا مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَّقُلُوْبُهُمْ

﴿۶۰﴾ اور وہ لوگ جو دیتے ہیں خدائے تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ دیتے ہیں یعنی صدقہ کرتے ہیں اور اچھے عمل بجا لاتے ہیں۔ اور ان کے دل ڈرتے ہیں

وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ○ خَائِفَةٌ اَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْهُمْ اَنَّهُمْ يُقَدِّمُ قَبْلَهُ لَا مُ الْخَيْرَاتِ

کہ ایسا نہ ہو ہمارا صدقہ اور عمل قبول نہ ہوں اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

تشریح

(۵۸) مومن اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہتا ہے | مومن کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے پیش آئے اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی اور جو اللہ کی طرف سے عمل کرنے کے لئے کہا جائے وہ بالکل برحق ہوگا اسلئے وہ اللہ کی تمام نشانیوں پر پورا یقین رکھتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ پروردگار کا ہر حکم حکیمانہ ہے اور اس کے ہر فیصلے میں بندے کی مصلحت ہے۔

(۵۹) اہل ایمان ہر طرح کے شرک سے دور رہتے ہیں | اہل ایمان کی یہ بھی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ خالص ایمان اور توحید پر قائم رہتے ہوئے اللہ کے ہر حکم کی تعمیل پوری صداقت اور اخلاص سے کرتے ہیں جلی یا خفی کسی طرح کے شرک کا شائبہ بھی آنے نہیں دیتے اپنی بندگی اور عبودیت کو صرف اللہ کے لئے خالص کر لیتے ہیں جسمیں کسی اور کی بندگی کا ہلکا سا شبہ تک لگا نہیں رکھتے۔

(۶۰) اہل ایمان نیکی کرکے اتراتے نہیں | اہل ایمان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی فرماں برداری میں جو بھی نیکیاں کرتے ہیں جو بھی قربانیاں کرتے ہیں جو بھی مالی اور بدنی عبادتیں کرتے ہیں ان پر وہ اتراتے نہیں ان میں غرورِ تقویٰ نہیں ہوتا بلکہ اپنی بس بھر سب کچھ کرکے بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ نہ جانے جو ہم نے عمل کیا ہے وہ قبول ہوا یا نہیں۔ ان کے دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے پتہ نہیں یہ نیکی وہاں کام آئے گی یا نہیں۔ وہ اپنی خطاؤں کی گرفت سے بچ سکیں گے یا نہیں۔ وہ اس پر مطمئن نہیں ہوتے کہ ہم نیکی کرکے اپنی ذمہ داری سے بری ہوگئے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور جوابدہی کے تصور سے ڈرتے رہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے حضور نبی کریمؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص چوری، زنا اور شراب نوشی کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے یعنی حضرت عائشہ رضؓ یہ سمجھ رہی تھیں کہ اس آیت میں یہ لفظ ہے يَأْتُوْنَ مَا اَتَوْا (وہ کرتے ہیں جو کچھ بھی کرتے ہیں) وہ يُؤْتُوْنَ کی قرأت يَأْتُوْنَ سے کر رہی تھیں، اس لئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کیا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص گناہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَا تُقْبَلَ مِنْهُمْ (ترمذی، کتاب التفسیر۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ (ابن جریر)

(نہیں اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں اور اس کے باوجود اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ قبول نہ کیا جائے۔)

یہ آیت بتلاتی ہے کہ مومن کس قلبی کیفیت کے ساتھ اللہ کی بندگی کرتا ہے خاص طور پر اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے میں نمائش اور فخر کے جذبے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ جنکی جلیل القدر خدماتِ دین کے معاملے میں بے نظیر ہیں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آخرت میں اگر برابر سرابر بھی چھوٹ جاؤں تو غنیمت ہے یہ دراصل ایک مومن کی اس قلبی کیفیت کا اظہار ہے کہ وہ سب کچھ لٹا کر بھی یہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ نہیں کرسکا۔ وہ نیکی کے پندار میں مبتلا نہیں ہوتا۔

أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾

سٰبِقُوْنَ	لَهَا	وَهُمْ	فِي الْخَيْرٰتِ	يُسٰرِعُوْنَ	اُولٰٓئِكَ
سبقت لیجاتے ہیں	انکی طرف	اور وہ	بھلائیوں میں	جلدی کرتے ہیں	یہی لوگ

یہی لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور وہ ان کی طرف سبقت لیجانے والے ہیں

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ

بِالْحَقِّ	يَنْطِقُ	كِتٰبٌ	وَلَدَيْنَا	وُسْعَهَا	اِلَّا	نَفْسًا	وَلَا نُكَلِّفُ
ٹھیک ٹھیک	بتلاتا ہے	ایک کتاب (رجسٹر)	اور ہمارے پاس	اسکی طاقت کے مطابق	مگر	کسی کو	اور ہم تکلیف نہیں دیتے

اور ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور ہمارے پاس (اعمال کا) ایک رجسٹر ہے ٹھیک ٹھیک بتلاتا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا

مِنْ هٰذَا	فِي غَمْرَةٍ	قُلُوْبُهُمْ	بَلْ	لَا يُظْلَمُوْنَ	وَهُمْ
اس سے	غفلت میں	ان کے دل	بلکہ	ظلم نہ کئے جائیں گے (ظلم نہ ہوگا)	اور وہ (ان)

ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے دل اس (حقیقت) سے غفلت میں ہیں۔

وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾

عٰمِلُوْنَ	هُمْ لَهَا	ذٰلِكَ	مِنْ دُوْنِ	اَعْمَالٌ	وَلَهُمْ
کرتے رہتے ہیں۔	وہ انہیں	اس	علاوہ	اعمال (جمع)	اور ان کے

اور ان کے اس کے علاوہ (اور بھی برے عمل ہیں) جو وہ کرتے رہتے ہیں۔

﴿٦١﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝ فِي عِلْمِ اللهِ

﴿٦١﴾ وہی لوگ ہیں بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور علم الٰہی میں پہلے سے انکے لئے بھلائیاں لکھی گئی ہیں۔

﴿٦٢﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أَيْ طَاقَتَهَا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا فَلْيُصَلِّ جَالِسًا وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَأْكُلْ وَلَدَيْنَا عِنْدَنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ

﴿٦٢﴾ اور ہم کسی جان کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے سو جو کوئی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور جو شخص روزہ نہ رکھ سکے وہ افطار کرے اور روزہ نہ رکھے۔

اور ہمارے پاس لوح محفوظ میں جمیع اعمال لکھے ہوئے ہیں ہر ایک جان کے عمل اس سے صاف صاف معـ

بِمَا عَمِلَتْهُ وَهُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ تُسْطَرُ فِيهِ الْأَعْمَالُ وَهُمْ أَيِ النُّفُوسُ الْعَامِلَةُ لَا يُظْلَمُونَ ○ شَيْئًا مِنْهَا فَلَا يَنْقُصُ مِنْ ثَوَابِ أَعْمَالِ الْخَيْرِ وَلَا يُزَادُ فِي السَّيِّئَاتِ۔

ہوتے ہیں اور وہ ظلم نہ کئے جاویں گے یعنی ان کے نیک عملوں کا ثواب کم نہ کیا جاوے گا اور گناہوں میں زیادتی نہ کی جائے گی۔

(۶۳) بَلْ قُلُوبُهُمْ أَيِ الْكُفَّارِ فِي غَمْرَةٍ جَهَالَةٍ مِّنْ هَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ الْمَذْكُورِ لِلْمُؤْمِنِينَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ○ فَيُعَذَّبُونَ عَلَيْهَا

(۶۳) بلکہ کافروں کے دل اس قرآن سے غافل اور جاہل ہیں اور ان کے اعمال مسلمانوں کے اعمال کے غیر ہیں وہ اپنے برے افعال ہی سے خوش ہیں سو ان کو ان افعال کے سبب عذاب کیا جائے گا۔

تشریح

(۶۱) بازی جیتنے والے کون لوگ ہیں | بازی جیتنے والے وہ لوگ ہیں جو خیر کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں اور ان کی سرگرمی کا حال یہ ہے کہ وہ نیکی کے مقابلہ میں تیز دوڑ کر آگے نکل جانے والوں کو پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل میں خیر اور بھلائی اچھے اخلاق نیک اعمال اور پاکیزہ جذبات میں ہے ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں بامراد رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ (پارہ ۴ آیت ۱۴۸) (اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثوابِ آخرت بھی عطا کیا)۔ یعنی ایسے خدا پرستوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ان کے صبر و استقامت کا بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں اس سے اور بہتر ان کو عطا کرے گا۔

(۶۲) دین پر چلنا مشکل نہیں جیسا کرو گے ویسا بھرو گے | اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے یہ دین، دینِ اسلام پسند کیا ہے اسمیں جو بھلائیاں مطلوب ہیں ان پر عمل کرنا بندوں کیلئے مشکل نہیں ہے کتنے ہی انسان ہیں جو اس دین پر چل کر بہترین اخلاق اور روشن کردار والے بن چکے ہیں اللہ تم کی عادت نہیں ہے کہ کسی پر اسکی طاقت سے بڑھکر بوجھ ڈالے ان معیاری اور کامل انسانوں کی راہ پر چلنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ جنھوں نے وفاداری کا معیاری نمونہ بنکر دکھایا ہے۔ البتہ اس پر چلنا یا نہ چلنا ہر انسان کی اپنی مرضی پر ہے وہ جیسا بھی کریگا اور جس نیت سے کریگا اس کا مکمل اعمالنامہ اور اسکا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے جو بالکل جوں کا توں سامنے آجائیگا اور کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی ٹھیک ٹھیک فیصلہ اس کے عمل کے مطابق ہوگا جب روزِ قیامت وہ اعمال نامہ سامنے آئیگا تو انسان حیران ہو جائیگا کہ جو میں نے کیا وہ سب اسمیں ہر چھوٹی بڑی بات موجود ہے۔ یہی بات سورۂ کہف میں ارشاد ہوئی ہے:- وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (پارہ ۱۵ آیت ۴۹) (اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائیگا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہونگے اور کہہ رہے ہونگے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اسمیں درج نہ ہو گئی ہو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائینگے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہیں کرے گا)۔

(۶۳) روزِ حساب سے غفلت | لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اور جو بات ان کی زبان سے نکل رہی ہے اور جو کچھ ان کا دماغ سوچ رہا ہے اور جو اُن کے دل میں نیت اور ارادہ ہے یہ سب ریکارڈ کیا جا رہا ہے گویا پوری زندگی کی فلم کی طرح ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور ایک دن ایسا آئیگا کہ پروردگار کے سامنے حساب کتاب ہوگا اور یہ سب کچھ سامنے رکھ دیا جائے گا مگر اس پر توجہ کرنے کے بجائے وہ دوسری ہی دھندوں میں پڑے ہوئے ہیں اور بجائے اپنی آخرت کو بنانے کے انکی دلچسپی دوسرے ہی معاملات میں ہے انکے دل غفلت کی موجوں میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں اور یہی انداز ان کو لے ڈوبے گا۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا

اِذَا	بِالْعَذَابِ	مُتْرَفِیْهِمْ	اَخَذْنَا	اِذَاۤ	حَتّٰۤى
اسوقت	عذاب میں	انکے خوش حال لوگ	ہم نے پکڑا	جب	یہانتک کہ

یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے خوش حال لوگوں کو پکڑا عذاب میں ، تو اس وقت

هُمْ یَجْــَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْــَٔرُوا الْیَوْمَ قف اِنَّكُمْ مِّنَّا

مِنَّا	اِنَّكُمْ	الْیَوْمَ	لَا تَجْــَٔرُوْا	یَجْــَٔرُوْنَ	هُمْ
ہم سے	بیشک تم	آج	تم فریاد نہ کرو	فریاد کرنے لگے	وہ

وہ فریاد کرنے لگے آج فریاد نہ کرو تم ہماری (طرف) سے مدد

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى

تُتْلٰى	اٰیٰتِیْ	كَانَتْ	قَدْ	لَا تُنْصَرُوْنَ
پڑھی جاتی تھیں	میری آیتیں	تمہیں	البتہ	تم مدد نہ دیے جاؤ گے

نہ دیے جاؤ گے (مطلق مدد نہ پاؤ گے) البتہ تم پر میری آیتیں پڑھی جاتی تھیں ،

عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ لا

تَنْكِصُوْنَ	عَلٰى + اَعْقَابِكُمْ	فَكُنْتُمْ	عَلَیْكُمْ
پھر جاتے	اپنی ایڑیوں کے بل	تو تم تھے	تم پر

تو تم اپنی ایڑیوں کے بل (الٹے) پھر جاتے تھے

مُسْتَكْبِرِیْنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

تَهْجُرُوْنَ	سٰمِرًا	بِهٖ	مُسْتَكْبِرِیْنَ
بیہودہ بکواس کرتے ہوئے	افسانہ گوئی کرتے ہوئے	اسکے ساتھ	تکبر کرتے ہوئے

تکبر کرتے ہوئے اس کے ساتھ افسانہ گوئی کرتے ، بیہودہ بکواس کرتے ہوئے

﴿۶۴﴾ حَتّٰۤى اِبْتِدَائِیَّةٌ اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ اَغْنِیَائِهِمْ وَرُؤَسَائِهِمْ بِالْعَذَابِ اَیِ السَّیْفِ یَوْمَ بَدْرٍ

﴿۶۴﴾ یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے رئیسوں اور دولتمندوں کو گرفتار عذاب کیا یعنی بدر کے دن تلوار کی مار ان پر پڑی .

إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ○ يضجون

ناگاہ وہ فریاد اور شور کرنے لگے۔

(۶۵) لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ○ يقال لهم لا تمنعون

(۶۵) ان سے کہا جائیگا کہ آج کے دن تم فریاد اور شور نہ کرو ہماری طرف سے تمہاری امداد نہ ہوگی اور کسی طرح عذاب سے نہیں چھوٹ سکتے۔

(۶۶) قَدْ كَانَتْ آيَاتِي من القرآن تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ○ ترجعون قهقرای

(۶۶) بیشک تمہارے سامنے ہماری آیتیں یعنی قرآن کے احکام پڑھے جاتے تھے سو تم اس سے پیچھے کو ہٹتے تھے۔

(۶۷) مُسْتَكْبِرِينَ عن الایمان بِهِ ای بالبیت او الحرم بانهم اهله فی امن بخلاف سائر الناس فی مواطنهم سَامِرًا حال ای جماعة یتحدثون باللیل حول البیت تَهْجُرُونَ ○ من الثلاثی تترکون القرآن ومن الرباعی ای تقولون غیر الحق فی النبی والقرآن

(۶۷) ازراہ تکبر ایمان نہیں لاتے تھے کیوں کہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں ہم کو کچھ خوف نہیں بخلاف اور تمام لوگوں کے اپنے اپنے مقامات میں کہ ان کو وہاں یہ امن نصیب نہیں سو اس خیال سے تم ایمان سے تکبر کرتے ہو اور رات کو جمع کر کے گرد بیت اللہ کے قصہ گوئی میں مشغول ہوتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارہ میں جھوٹی باتیں کہتے ہو یا یہ معنی کہ قرآن کو چھوڑتے ہو اس پر عمل نہیں کرتے

تشریح

(۶۴) عیش کوش لوگوں پر بگڑا آئیگی تو ان کو دیکھ کر لوگ بلبلائیں گے | اللہ تعالٰی نے جن لوگوں کو دنیا میں مال و دولت عطا کیا بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کو اللہ کے راستے میں خرچ کریں خلق خدا کے حقوق پہچانیں وہ اس مال و دولت کو اپنی عیش کوشی میں لگا رہے ہیں اور اس طرح پوری سوسائٹی کو فساد میں مبتلا کر رہے ہیں اور اپنی دولت کو راہ حق پر لگانے کے بجائے حق کے راستے میں روکاوٹیں پیدا کرنے میں استعمال کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جو سوسائٹی کی بربادی کا سامان کر رہے ہیں جب ان پر پکڑ آئے گی تو بلبلا اٹھیں گے اور اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھیں گے۔

(۶۵) رونا چلانا بیکار ہے اب تمہیں کہیں سے کوئی مدد نہیں ملے گی | وہ لوگ جو اپنی آسودہ حالی میں پڑ کر غفلت میں مبتلا تھے جب ان پر دنیا یا آخرت کا عذاب آئے گا اور وہ شور مچائیں گے کہ ہمیں بچاؤ، اسوقت ان سے کہا جائے گا یہ تمہاری چیخ پکار بیکار ہے اب کوئی کہیں سے تمہاری مدد نہیں ہو سکتی تمہیں اللہ کے عذاب سے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔

(۶۶) یاد کرو تم اللہ کی بات سننے تک کے لئے تیار نہ تھے | اس وقت تو تمہارے اندر اتنی اکڑ تھی کہ اللہ کے دین کی بات سننے تک کے لئے تیار نہ تھے۔ جب اللہ کے پیغمبر اللہ کا کلام سناتے تھے تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے۔ تمہیں یہ گوارا نہ تھا کہ اللہ کی آیتوں کی آواز تمہارے کانوں میں پڑے۔

(۶۷) چوپالوں پر بیٹھ کر باتیں بنایا کرتے تھے | رات کو جب لوگ چوپالوں پر جمع ہوتے تھے تو وہاں بیٹھ کر بیہودہ بکواس کرتے تھے طرح طرح کے قصے گھڑتے تھے غرور نفس کے ساتھ قرآن کو جھٹلاتے تھے۔ کوئی پیغمبر کو جادوگر کہتا کوئی کاہن اور کوئی شاعر بتاتا تمہیں چوپالوں کی یہ بکواس پسند تھی اور پیغمبر کی مجلس سے ایسے بھاگتے تھے جیسے کوئی فضول کا قصہ ہو آج اپنی حرکتوں کا مزا چکھو۔

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ

أ	فَلَمْ يَدَّبَّرُوا	الْقَوْلَ	أَمْ	جَاءَهُمْ	مَا	لَمْ يَأْتِ	آبَاءَهُمُ
کیا	پس انہوں نے غور نہیں کیا	کلام	یا	ان کے پاس آیا	جو	نہیں آیا	انکے باپ دادا

پس کیا انہوں نے (اس کلام (حق) پر غور نہیں کیا ؟ یا ان کے پاس وہ آیا جو نہیں آیا تھا ان کے پہلے باپ دادا

الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٦٩﴾

الْأَوَّلِينَ	أَمْ	لَمْ يَعْرِفُوا	رَسُولَهُمْ	فَهُمْ	لَهُ	مُنْكِرُونَ
پہلے	یا	انہوں نے نہیں پہچانا	اپنے رسول	تو وہ	انکے	منکر ہیں

(بڑوں) کے پاس، یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا تو اس کے لئے ان کے منکر ہیں۔

(٦٨) قَالَ تَعَالَى أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا أَصْلُهُ يَتَدَبَّرُوا
فَأُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي الدَّالِ الْقَوْلَ أَيِ الْقُرْآنَ
الدَّالَّ عَلَى صِدْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ
جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ○
(٦٩) أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ
مُنْكِرُونَ ○

(٦٨) سو اہل مکہ نے قرآن میں غور نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یا ان کے پاس آیا وہ امر جو انکے پہلے باپ دادوں کو نصیب نہیں ہوا تھا۔

(٦٩) یا وہ اپنے اپنے رسولوں کو نہیں پہچانتے اس کے منکر ہیں

تشریح

(٦٨) مخالفین نے قرآن مجید پر غور کیوں نہ کیا' کیا رسولوں کا آنا کوئی نئی بات ہے | پہلے سے ہی ایک متعصبانہ رائے قائم ہو جائے تو یہ بات آدمی کو سچائی تک پہنچنے نہیں دیتی اسلام کے مخالفین اگر قرآن پر غور کرتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ قرآن کی دعوت انکی زبان اور اسکی باتیں ناقابل فہم نہیں ہیں بلکہ ہر انسان تھوڑے سے غور و فکر سے اسکو سمجھ سکتا ہے۔

رہا رسولوں کا آنا کیا یہ ایک ایسی انوکھی بات ہے جو آج دنیا میں پہلی بار ہوئی ہے۔ اللہ کی طرف سے نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ کتابیں اترتی رہی ہیں خود انکی سرزمین میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں جنکو یہ لوگ بھی اللہ کا فرستادہ مانتے ہیں پیغمبروں کی تعلیم خدائے واحد کی بندگی کی تعلیم تھی۔ کیا اللہ کی بندگی کی دعوت کوئی نرالی بات ہے جو اس سے پہلے سنی نہ گئی ہو۔ جنھوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی وہ بھی اللہ کے پیغمبر تھے پھر آخر وحی اور رسالت کو نہ سمجھنے کی وجہ تعصب اور تنگ نظری کے سوا کیا ہے۔ ؟

(٦٩) کیا رسول انکے لئے جانے پہچانے نہیں ہیں ؟ | حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم مکے والوں کے لئے اجنبی نہیں ہیں وہیں پیدا ہوئے وہیں بچپن سے جوان ہوئے انکی پوری زندگی لوگوں کے سامنے ہے انکے کردار سے اچھی طرح واقف ہیں انکی صداقت اور امانت کے قائل ہیں انکی پاکیزہ سیرت کے انکے دشمن بھی معترف ہیں۔ ابو سفیان جسوقت اسلام نہیں لائے تھے انہوں نے قیصر روم کے دربار میں حضرت محمدؐ کی خوبیوں کا اعتراف کیا تھا حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے کسریٰ کے نائب کے سامنے آپکے کردار کی بلندی کا اعتراف کیا تھا اور حضرت جعفر نے حبشہ کے بادشاہ کے سامنے آپ کی سیرت کی خوبیاں بیان کی تھیں۔ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کے قول و عمل میں کبھی کوئی تضاد دیکھنے میں نہیں آیا آپ نے جو کہا پہلے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ ایسی جانی پہچانی شخصیت کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک نیا آدمی اچانک آ کر ایک دعوے کر رہا ہے اسلئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا نہیں۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلۡ جَآءَهُمۡ بِالۡحَقِّ

بِالۡحَقِّ	جَآءَهُمۡ	بَلۡ	جِنَّةٌ	بِهٖ	يَقُوۡلُوۡنَ	اَمۡ
ساتھ حق بات	وہ آیا ان کے پاس	بلکہ	دیوانگی	اس کو	وہ کہتے ہیں	یا

یا وہ کہتے ہیں اس کو دیوانگی ہے؟ بلکہ وہ ان کے پاس حق بات کے ساتھ آیا ہے

وَاَكۡثَرُهُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ﴿۷۰﴾

	كٰرِهُوۡنَ	لِلۡحَقِّ	اَكۡثَرُهُمۡ	وَ
	نفرت رکھنے والے	حق سے	انہیں سے اکثر	اور

اور ان میں سے اکثر حق بات سے نفرت رکھنے والے ہیں۔

﴿۷۰﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ اَلۡاِسۡتِفۡهَامُ فِيۡهِ لِلتَّقۡرِيۡرِ بِالۡحَقِّ مِنۡ صِدۡقِ النَّبِيِّ وَمَجِيۡءِ الرُّسُلِ لِلۡاُمَمِ الۡمَاضِيَةِ وَمَعۡرِفَتِهِمۡ رَسُوۡلَهُمۡ بِالصِّدۡقِ وَالۡاَمَانَةِ وَاَنۡ لَّا جُنُوۡنَ بِهٖ بَلۡ لِلۡاِنۡتِقَالِ جَآءَهُمۡ بِالۡحَقِّ اَيِ الۡقُرۡاٰنِ الۡمُشۡتَمِلِ عَلَى التَّوۡحِيۡدِ وَشَرَائِعِ الۡاِسۡلَامِ وَاَكۡثَرُهُمۡ لِلۡحَقِّ كٰرِهُوۡنَ ○

﴿۷۰﴾ یا یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون ہے (استفہام اسمیں اقرار کرانے کے لئے ہے اس بات کا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانیں اور گذشتہ امتوں میں پیغمبروں کے آنے کا اقرار کریں اور اپنے نبی کو پہچاننے کا اقرار کریں جس کو انہوں نے پہچانا ساتھ صدق اور امانت کے اور اس بات کا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کا پیغمبر ان کے پاس قرآن لایا جو سچی کتاب ہے اور مشتمل ہے توحید اور احکام اسلام پر۔

اور ان میں اکثر حق سے کراہت کرتے ہیں۔

تشریح

۷۰) حضرت محمدؐ حق کے داعی ہیں | جو لوگ حضرت محمدؐ کو اللہ کا پیغمبر نہیں مان رہے ہیں ان کے انکار کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو مجنون سمجھتے ہیں اگرچہ یہ لوگ زبان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شخص پر جنون کا اثر ہے مگر ان کے دل خوب جانتے ہیں کہ ایسا شخص جو صدق وامانت، عفت و پاکیزگی، دانائی وزیر کی میں اتنا اونچا درجہ رکھتا ہو وہ مجنون نہیں ہو سکتا۔ اصل میں انکار کی وجہ یہ ہے کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں اور یہ حق بات بہت سے لوگوں کی اغراض اور خواہشات کے مطابق نہیں ہے اس لئے وہ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ہے اصل وجہ ان کے انکار کی۔ اس بات کو چھپا کر وہ الٹے سیدھے الزامات لگاتے رہتے ہیں جبکہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ سارے الزامات بے تکے ہیں جس کی زبان سے قرآن جیسا کلام نکلے جو شخص ایسی تعلیم و تربیت دے جس کو قبول کرنے سے لوگوں کی زندگیاں بدل جائیں۔ ایسا کامیاب رہنما جو ملک کی ہی نہیں دنیا کی تقدیر بدل دے کیا وہ جنون زدہ ہو سکتا ہے۔ اسلام کی دعوت قبول نہ کرنیکی جو وجہ اسوقت تھی آپ غور کریں تو یہی سبب آج بھی نظر آئے گا۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ

وَ لَوِ	اتَّبَعَ	الْحَقُّ	اَهْوَآءَهُمْ	لَفَسَدَتِ	السَّمٰوٰتُ
اور اگر	پیروی کرتا	حق	ان کی خواہشات	البتہ درہم برہم ہو جاتا	آسمان (جمع)

اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو البتہ زمین و آسمان اور جو کچھ

وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

وَالْاَرْضُ	وَ	مَنْ	فِيْهِنَّ	بَلْ	اَتَيْنٰهُمْ
اور زمین	اور	جو	ان کے درمیان	بلکہ	ہم لائے ہیں انکے پاس

ان کے درمیان ہے درہم برہم ہو جاتا۔ بلکہ ہم ان کے پاس ان کی نصیحت

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۱ اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ

بِذِكْرِهِمْ	فَهُمْ	عَنْ + ذِكْرِهِمْ	مُّعْرِضُوْنَ	اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ
ان کی نصیحت	پھر وہ	اپنی نصیحت سے	روگردانی کرنے والے ہیں	کیا تم ان سے مانگتے ہو

لائے ہیں پھر وہ اپنی نصیحت (کی بات سے) روگردانی کرنے والے ہیں۔ کیا تم ان سے اجر

خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۷۲

خَرْجًا	فَخَرَاجُ	رَبِّكَ	خَيْرٌ	وَّهُوَ	خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ
اجر	تو اجر	تمہارا رب	بہتر	اور وہ	بہترین روزی دہندہ ہے

مانگتے ہو؟ تو تمہارے رب کا اجر بہتر ہے اور وہ بہتر روزی دہندہ ہے۔

۷۱ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَيِ الْقُرْاٰنُ اَهْوَآءَهُمْ بِاَنْ جَآءَ بِمَا يَهْوُوْنَهُ مِنَ الشَّرِيْكِ وَالْوَلَدِ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَيْ خَرَجَتْ عَنْ نِظَامِهَا الْمُشَاهَدِ لِوُجُوْدِ التَّمَانُعِ فِي الشَّيْءِ عَادَةً عِنْدَ تَعَدُّدِ الْحَاكِمِ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ اَيْ بِالْقُرْاٰنِ الَّذِيْ فِيْهِ ذِكْرُهُمْ وَشَرَفُهُمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

۷۱ اور اگر قرآن انکی خواہشوں کی پیروی کرتا یعنی جو وہ چاہتے ہیں اللہ کا شریک اور اولاد وہ قرآن میں اترتا (پاک اور بلند ہے اللہ تعالیٰ اس سے) تو بے شبہ ٹوٹ پھوٹ جاتے آسمان اور زمین اور جو انمیں ہیں یعنی کوئی چیز اپنے انتظام کے ساتھ نہ رہتی جو اب دیکھا جاتا ہے کیونکہ عادۃ کے موافق جب کئی حاکم ایک جگہ ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے حکم کو روکتا ہے اور اسکی بنائی چیز کو بگاڑنا چاہتا ہے اسی طرح سب ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ بلکہ ہم نے انکے پاس انکی نصیحت کیلئے قرآن اتارا جو بات انکی بزرگی کا ہے سو وہ اپنی نصیحت سے منہ پھیرنے والے ہیں

(۷۲) اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا اَجْرًا عَلٰى مَاجِئْتَهُمْ بِهٖ مِنَ الْاِيْمَانِ فَخَرَاجُ رَبِّكَ اَجْرُهٗ وَثَوَابُهٗ وَرِزْقُهٗ خَيْرٌ وَفِىْ قِرَاءَةٍ خَرْجًا فِى الْمَوْضِعَيْنِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ اُخْرٰى خَرَاجًا فِيْهِمَا وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ اَفْضَلُ مَنْ اَعْطٰى وَاَجَرَ

(۷۲) کیا تم ان سے ایمان اور اس کے احکام پہنچانے پر مزدوری مانگتے ہو جو وہ اس طرح بھاگتے ہیں یعنی یہ نہیں تم کو انکی مزدوری کی حاجت نہیں کیونکہ تیرا رب جو ثواب اور مزدوری عطا فرمائے گا وہ بہتر ہے اور حق تعالیٰ افضل ثواب دینے والوں کا ہے۔

تشریح

(۷۱) حق خواہشات کے تابع نہیں ہو سکتا۔ خواہشات کو حق کے تابع بنانا ہوگا | حق وہ ہے جو حقیقت اور واقعہ کے مطابق ہو۔ حق وہ نہیں جو کسی کی خواہش کے مطابق ہو اگر حقائق خواہشات کے تابع ہو جائیں تو زمین و آسمان کا یہ سارا نظام ہی درہم برہم ہو جائیگا۔ حق اور سچائی چاہے کسی کو اچھی لگے یا بُری مگر وہ کسی کی خوشی ناخوشی کے تابع نہیں بن سکتی۔ اگر ایک بستی کا نظام ہی لوگوں کی خواہشات کے تابع کر دیا جائے تو وہ چند دن بھی چل نہیں سکتا۔ اللہ تو اپنی حکمت اور مصلحت کے ساتھ کائنات کا نظام بھی چلا رہے ہیں اور اسی حکمت و مصلحت کے ساتھ انہوں نے یہ دین بھی بھیجا ہے جس میں لوگوں کے لئے دونوں جہان کے فائدے ہیں یہ دین وہی ہے جس کی وہ تمنا کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ (صافات آیت ۱۶۹ پارہ ۲۳) (کاش ہمارے پاس وہ ذکر ہوتا جو پچھلی قوموں کو ملا تھا تو ہم بھی اللہ کے چیدہ بندے ہوتے) دوسری جگہ فرمایا:۔ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ (سورۂ فاطر آیت ۴۲ پارہ ۲۲)۔ (اور یہ لوگ کڑی کڑی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی خبردار کرنے والا ان کے یہاں آگیا ہوتا تو یہ دنیا کی ہر قوم سے بڑھ کر راست رو ہوتے، مگر خبردار کرنے والا ان کے یہاں آگیا تو اس کی آمد نے ان کے اندر حق سے فرار کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کیا۔)

وہ دین جس کی تمنا تھی جو حقیقت اور فطرت کے مطابق ہے اور جس میں ان کے لئے بہترین نصیحت اور دین و دنیا کی بھلائی ہے اور جس کو قبول کر کے وہ دین و دنیا کی سرفرازی حاصل کر سکتے ہیں تو آج وہ صرف اسلئے اس کا انکار کر رہے ہیں کہ یہ صداقت ان کی خواہش کے مطابق نہیں ہے۔

(۷۲) حضرت محمدؐ دین کی دعوت میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں رکھتے | حضرت محمدؐ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں بے لوث ہیں وہ اس دعوت کے بدلے کسی سے کچھ مانگ نہیں رہے ہیں انکے لئے اللہ کی عنایتیں ہی بہت ہیں۔ دونوں جہان کی دولت جو اللہ ان کو عطا کر رہا ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ کوئی شخص آپ کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ دین کے اس کام کے سلسلے میں آپکو اپنی کوئی غرض پیش نظر ہے۔ بلکہ اس کام کے نتیجے میں وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے۔ پوری قوم میں انکی عزت تھی ہر شخص انکی تعریف کرتا تھا۔ آج ساری قوم ان کی جان کی دشمن بن گئی ہے۔ آرام کے ساتھ اپنے بیوی بچوں میں رہتے تھے اور اب انکے سامنے ہر وقت کی کش مکش ہے خود ان کے کنبے کے لوگ بھی انکے دشمن ہیں۔ اگر کوئی خود غرض آدمی ہوتا تو اُسے یہ سارے نقصانات برداشت کرنے اور اتنا جوکھم اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ بلاشبہ وہ نہایت سچے اور مخلص اور انسانیت کے ہمدرد انسان ہیں۔

وَاِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ

وَاِنَّكَ	لَتَدۡعُوۡهُمۡ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسۡتَقِيۡمٍ	وَاِنَّ
اور بیشک تم	انہیں بلاتے ہو	طرف	راستہ	سیدھا۔ راستہ	اور بیشک

اور بیشک تم انہیں بلاتے ہو راہ راست کی طرف ، اور جو لوگ

الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ﴿۷۴﴾

الَّذِيۡنَ	لَا يُؤۡمِنُوۡنَ	بِالۡاٰخِرَةِ	عَنِ	الصِّرَاطِ	لَنٰكِبُوۡنَ
جو لوگ	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	سے	راہ (حق)	البتہ ہٹے ہوئے ہیں

آخرت پر ایمان نہیں لاتے بے شک وہ راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔

﴿۷۳﴾ وَاِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ طَرِيۡقٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ○ اَىۡ دِيۡنُ الۡاِسۡلَامِ

﴿۷۴﴾ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ بِالۡبَعۡثِ وَالثَّوَابِ وَالۡعِقَابِ عَنِ الصِّرَاطِ اَىۡ الطَّرِيۡقِ لَنٰكِبُوۡنَ ○ عَادِلُوۡنَ

﴿۷۳﴾ اور بیشک تم اے محمدؐ انکو سیدھی راہ یعنی دین اسلام کیطرف بلاتے ہو۔

﴿۷۴﴾ اور بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی حشر ونشر ثواب وعذاب کے معتقد نہیں وہ راستے سے بہکے ہوئے ہیں۔

تشریح

﴿۷۳﴾ حضرت محمدؐ کی دعوت صراطِ مستقیم کی دعوت ہے | حضرت محمدؐ جہاں نہایت مخلص اور انسانیت کے خیر خواہ ہیں وہاں آپ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں وہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے وہ سیدھا راستہ جس پر چل کر انسان دونوں جہان کی مرادیں حاصل کرسکتا ہے ان کی دعوت بالکل سیدھی اور صاف ہے اس میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہے کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں ہے ان کی دعوت کا خلاصہ اسکے سوا کیا ہے کہ پروردگار ہی سب کا خالق وحاکم ہے اسلئے وہی معبود حقیقی ہے بلاشرکت غیرے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ یہ ایسی سیدھی اور صاف بات ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر اس پر چلنے کیلئے ایک شرط ہے جو اگلی آیت میں بیان کی جارہی ہے۔

﴿۷۴﴾ آخرت پر یقین | اس صراطِ مستقیم پر وہی قدم رکھے گا جو آخرت پر یقین رکھتا ہو۔ جو انسان غیر ذمہ دار ہو اور اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتا ہو اور جسے یہ فکر نہ ہو کہ زندگی کا نتیجہ کیا ہوگا اور نہ اس بات کا خیال ہو کہ اُسے کسی ہستی کے سامنے جواب دینا ہے اسے کیا پرواہ جو حق اور باطل کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

جو لوگ جانوروں کی طرح کھانے پینے اور اپنے جسم کی ضروریات کو پورا کرنے کو ہی زندگی سمجھتے ہوں ان کے لئے یہ دنیا ہی سب کچھ ہو وہ اس دین کی حقانیت اور آخرت کی ضرورت پر کیا غور کریں گے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے تصور کو نکالنے کے بعد یہ دنیا بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے اور نیکی اور بدی اچھائی اور برائی یہ ساری باتیں لایعنی اور بے کار نظر آنے لگتی ہیں۔ آخر کوئی انسان نیکی کرے تو کیوں؟ اور بدی سے بچے تو کیوں؟ اگر آخرت پیش نظر نہ ہو اور اس دنیا کا فائدہ اور نقصان ہی سب کچھ ہو تو پھر نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کے کوئی معنیٰ ہی نہیں رہتے سچائی یہی ہے کہ آخرت پر یقین کے بغیر یہ دنیا بھی بالکل ادھوری ہے۔ اسلئے وہی لوگ اس سیدھے راستے کو اختیار کریں گے جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِىْ

وَلَوْ	رَحِمْنٰهُمْ	وَكَشَفْنَا	مَا بِهِمْ	مِّنْ ضُرٍّ	لَّلَجُّوْا	فِىْ
اور اگر	ہم ان پر رحم کریں	اور ہم دور کریں	جو اُن پر	جو تکلیف	اَڑے رہیں	میں، پر

اور اگر ہم ان پر رحم کریں، اور جو اُن پر تکلیف ہے وہ دور کر دیں، تو وہ اپنی سرکشی پر

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ	وَ	لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ	بِالْعَذَابِ
اپنی سرکشی	بھٹکتے رہیں	اور	البتہ ہم نے انہیں پکڑا	عذاب میں

اَڑے رہیں، بھٹکتے پھریں اور البتہ ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا۔

فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰىٓ اِذَا

فَمَا اسْتَكَانُوْا	لِرَبِّهِمْ	وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ	حَتّٰىٓ	اِذَا
پھر انہوں نے عاجزی نہ کی	اپنے رب کے سامنے	اور وہ نہ گڑگڑائے	یہاں تک کہ	جب

پھر نہ انہوں نے عاجزی کی اپنے رب کے سامنے اور نہ وہ گڑگڑائے۔ یہاں تک کہ جب ہم نے

ع ۴ / ۲۷ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع

فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَابًا	ذَا عَذَابٍ	شَدِيْدٍ	اِذَا هُمْ	فِيْهِ	مُبْلِسُوْنَ
ہم نے کھولدیا	ان پر	دروازہ	عذاب والا	سخت	تو اسوقت وہ	اسمیں	مایوس ہوئے

ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو اس وقت وہ اس میں مایوس ہوئے۔

﴿۷۵﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ
مِّنْ ضُرٍّ اَىْ جُوْعٌ اَصَابَهُمْ بِمَكَّةَ
سَبْعَ سِنِيْنَ لَلَجُّوْا تَمَادُوْا فِىْ
طُغْيَانِهِمْ ضَلَالَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○
يَتَرَدَّدُوْنَ

﴿۷۵﴾ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر مصیبت پیش آرہی ہے (یعنی شدت بھوک کی جو انکو مکہ میں سات برس رہی) اسکو دُور کر دیں تو اس سے انکو کچھ نفع نہ ہو، بلکہ وہ تردد اور گمراہی میں زیادہ بڑھیں۔

﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ
الْجُوْعِ فَمَا اسْتَكَانُوْا تَوَاضَعُوْا
لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ○
يَرْغَبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ فِى الدُّعَاءِ

﴿۷۶﴾ اور بالتحقیق ہم نے انکو بھوک میں گرفتار کیا سو اس سے وہ اپنے رب کے سامنے ذلیل نہ ہوئے اور نہ عاجزی کے ساتھ اللہ سے دعا کی۔

﴿۷۷﴾ حَتّٰىٓ اِبْتِدَائِيَّةٌ اِذَا فَتَحْنَا

﴿۷۷﴾ یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھو

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ هُوَ يَوْمُ بَدْرٍ بِالْقَتْلِ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○ آئِسُونَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ

دیا یعنی بدر کے دن وہ مقتول ہونے لگے اور اس وقت وہ اس مصیبت کو دیکھ کر ہر بھلائی سے ناامید ہو گئے۔

تشریح

(۷۵) اللہ تعالیٰ تنبیہ کے لئے دنیاوی تکلیفوں میں بھی مبتلا کرتے ہیں | اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بندے میری فرماں برداری اور نیکی کا راستہ اختیار کر کے میرے انعامات سے سرفراز ہوں اس لئے وہ بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے نبیوں کو بھیجتے ہیں۔ ان کے سمجھانے بجھانے کے باوجود اگر لوگ نہ مانیں تو تنبیہ کے لئے اور ان کو گمراہی کی غفلت سے جگانے کے لئے دنیوی تکلیفوں میں بھی مبتلا کرتے ہیں چنانچہ نبی ؐ نے جب اہل مکہ کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور اس میں سب سے پہلے قریش نے مخالفت کی اور اپنے انکار پر ڈٹے رہے تو حضور نبی کریم ؐ نے دعا فرمائی کہ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ (بخاری و مسلم بروایت حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ) (خدایا، ان کے مقابلے میں میری مدد یوسف کے ہفت سالہ قحط جیسے سات برسوں سے کر۔)۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ؐ کی دعا قبول فرمائی، اور ایسا قحط ہوا کہ مردار تک کھانے کی نوبت آگئی۔ پھر نبی ؐ کی دعا سے ہی قحط دور ہوا اسلئے ارشاد فرمایا کہ اگر ہم ان پر رحم کریں اور وہ تکلیف جس میں آج کل یہ مبتلا ہیں دور کر دیں تو چونکہ انہیں حق کو قبول کرنے کی استعداد نہیں رہی تب بھی یہ قرآن کو سمجھنے کے باوجود ماننے والے نہیں ہیں کیونکہ جب انسان اپنے دل و دماغ کے دروازے بند کر لے اور حق و صداقت کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر ہدایت کی کوئی صورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ بھی انہی کو ہدایت دیتے ہیں جو خود بھی ہدایت کے طلبگار ہوں۔

(۷۶) حق کے منکرین تنبیہ کے باوجود بھی گمراہی سے نہ ہٹے | اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ گمراہی کا راستہ چھوڑ کر حق کو قبول کریں جب کسی قوم میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بھیجتے ہیں اور لوگ انکی بات ماننے سے انکار کرتے ہیں تو آخری پکڑ سے پہلے اللہ تعالیٰ انکو تنگی اور تکلیف میں مبتلا کر کے سنبھلنے کا موقع دیتے ہیں جیسا کہ سورہ اعراف میں ارشاد ہوا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ (اعراف ۹۴)۔ (اور ہم نے جس بستی میں بھی کوئی نبی بھیجا اس کے باشندوں کو تنگی اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں) — مگر اہل مکہ کو جب اللہ تعالیٰ نے قحط کے عذاب میں مبتلا کیا اور پھر وہ قحط نبی ؐ کی دعا سے ہی ختم ہوا۔ تب بھی ان کا حال یہ ہے کہ نہ وہ رب کے آگے جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

(۷۷) حق کے منکرین بڑے عذاب کے موقع پر دنگ رہ جائیں گے | یہ دنیا میں تنگی اور قحط کی مصیبت اس بڑے عذاب کے مقابلے میں بہت کم ہے جو اُن کو اپنی گرفت میں لے لیگا اسلئے اللہ تعالیٰ عذاب اکبر سے پہلے ان کو عذاب ادنیٰ میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ وہ اب بھی سنبھل جائیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے:۔ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ (سورہ حٰم السجدہ)

(ہم انھیں عذاب اکبر سے پہلے عذاب ادنیٰ کا مزہ چکھائیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔)

لیکن اس قحط کی مصیبت کے باوجود وہ گمراہی سے نہیں ہٹے اور جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولیں گے تو تم یکایک دیکھو گے کہ وہ مایوسی کی وجہ سے دنگ ہو کر رہ گئے ہیں۔ خوف و دہشت کی وجہ سے دم بخود ہیں۔ ہر طرف سے ناامید ہمت توڑے دل شکستہ اور نامراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا وہ تکبر جس کی وجہ سے وہ اپنی روش بدلنے کے لئے تیار نہیں تھے وہ تکبر آج زخم خوردہ اور شکستہ ہو چکا ہے۔ دائمی محرومی کے احساس سے وہ بکھر کر رہ گئے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

وَهُوَ	الَّذِیْٓ	اَنْشَاَ	لَکُمُ	السَّمْعَ	وَ	الْاَبْصَارَ	وَ
اور وہ	جس نے	بنائے	تمہارے لئے	کان	اور	آنکھیں	اور

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل

الْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

الْاَفْئِدَةَ	قَلِیْلًا	مَا	تَشْکُرُوْنَ	وَ	هُوَ	الَّذِیْ
دل (جمع)	بہت ہی کم	جو	تم شکر کرتے ہو	اور	وہ	وہی جس نے

بنائے۔ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور وہی ہے جس نے

ذَرَاَکُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾

ذَرَاَ	کُمْ	فِی الْاَرْضِ	وَاِلَیْهِ	تُحْشَرُوْنَ	
پھیلایا	تمہیں	زمین میں	اور اسکی طرف	تم جمع ہو کر جاؤ گے	

تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم جمع ہو کر جاؤ گے۔

﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ خَلَقَ لَکُمُ السَّمْعَ بِمَعْنَی الْاَسْمَاعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ الْقُلُوْبَ قَلِیْلًا مَّا تَاکِیْدٌ لِلْقِلَّةِ تَشْکُرُوْنَ ○

﴿۷۸﴾ اور اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے تم لوگ بہت ہی کم شکر گزار ہو۔

﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ خَلَقَکُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ تُبْعَثُوْنَ

﴿۷۹﴾ اور اللہ وہ ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور پھیلایا اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

تشریح

﴿۷۸﴾ پروردگار کی دی ہوئی قوتوں کا غلط استعمال | پروردگار نے تمہیں سننے کے لئے کان دیئے۔ تمہیں دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں تمہیں سوچنے کے لئے دل دیا۔ اللہ کی ان نعمتوں کی شکرگزاری یہ تھی کہ ان طاقتوں سے وہ کام لیتے جو تمہیں لینا چاہیئے تھا۔ کانوں سے بھلائی کو سنتے، آنکھوں سے حقیقت کو دیکھتے اور دماغ سے سوچتے کہ مجھے یہ وجود دینے والا کون ہے اور میری زندگی کا کیا مقصد ہے۔ جانوروں کی طرح جلد از نفس کے مطالبات پورے کرنے میں لگے رہنا اور ہر وقت دنیا کی آسائش کی فکر میں رہنا اور انسان سے حیوان بنجانا اللہ کی ان نعمتوں کا غلط استعمال ہے۔ تم میں کم ہی لوگ ہیں جو اللہ کی دی ہوئی ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال کر کے اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔

(ت) ایک دن پروردگار کے سامنے پیش کئے جاؤ گے | پھر ایک دن آئے گا کہ تم سب کو سمیٹ کر رب کے سامنے پیش کیا جائیگا اس وقت کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اللہ کے سامنے حاضری سے بچ سکے، کوئی عمل ایسا نہ ہوگا جو اللہ کی آنکھوں سے اوجھل ہوجائے۔ ہر ایک کو اس کی شکر گزاری کی جزا اور ناشکری کا بدلہ مل جائے گا۔ جس پروردگار نے تمہیں زمین پر پھیلایا تمہاری بستیاں بسائیں اس کے لئے تمہیں جمع کر لینا اور تمہارا حساب کتاب لینا کیا مشکل ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ

وَهُوَ	الَّذِیْ	یُحْیٖ	وَیُمِیْتُ	وَلَهُ	اخْتِلَافُ	الَّیْلِ
اور وہ	وہی جو	زندہ کرتا ہے	اور مارتا ہے	اور اسی کیلئے	آنا جانا	رات

اور وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے لئے ہے رات اور دن کا

وَالنَّهَارِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾

وَالنَّهَارِ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	بَلْ قَالُوْا	مِثْلَ	مَا قَالَ	الْاَوَّلُوْنَ
اور دن	کیا پس تم سمجھتے نہیں ؟	بلکہ انہوں نے کہا	جیسے	جو کہا	پہلوں نے

آنا جانا پس کیا تم سمجھتے نہیں ؟ بلکہ انہوں نے (وہی) کہا جیسے (ان سے) پہلے (کافر) کہتے تھے ۔

﴿۸۰﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ بِنَفْخِ الرُّوْحِ فِی النُّطْفَةِ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ بِالسَّوَادِ وَالْبَیَاضِ وَالزِّیَادَةِ وَالنُّقْصَانِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ صَنِیْعَهٗ تَعَالٰی فَتَعْتَبِرُوْنَ

﴿۸۱﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ○

﴿۸۰﴾ اور اللہ وہ ہے جو ٹکڑاء گوشت کو روح پھونک کر زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے ۔ اور وہی مختلف کرنے والا ہے دن اور رات کو کہ اس نے رات کا رنگ سیاہ اور دن کا سفید کیا اور کبھی رات بڑھ جاتی ہے دن کم ہو جاتا ہے کبھی اس کا عکس سو کیا تم لوگ حق تعالیٰ شانہ کی کاریگری کو نہیں سمجھتے جس سے تم کو عبرت ہو ۔

۸۱ بلکہ وہ پھر بھی وہی کہتے ہیں جو پہلوں نے کہا ۔

تشریح

﴿۸۰﴾ آنکھیں کھول کر دیکھو تو حق تک پہنچ سکتے ہو | پروردگار نے تمہیں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان، حواس اور قوتِ فکر دی اگر تم کھلی آنکھوں سے دیکھو تو اللہ کی نشانیوں میں تم سچائی کو پا سکتے ہو۔ ذرا دیکھو رات اور دن کا آنا، یہ موت و زندگی کا نظام، کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ محض کھیل اور تماشا ہے ۔ کیا نہیں اس میں انتہائی حکمت نظر نہیں آتی ؟ انسانوں کو یہ تمام قوتیں اور صلاحیتیں دینے کا کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جانوروں کی طرح پیدا ہو کر مر جائیں اور کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہوں ۔ ؟

تمہاری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ اس پورے نظام کو چلانے والا ایک اور صرف ایک ہے اور تمہیں آخر اس کے سامنے پیش ہونا ہے ۔

﴿۸۱﴾ ان کی تو وہی پرانی رٹ ہے | اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہیں ۔ موت اور زندگی کے مالک ہیں ۔ پانی کے ایک قطرے سے جیتا جاگتا انسان پیدا کر دیتے ہیں ۔ ان کے لئے موت کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کرنا کونسا مشکل کام ہے ۔ مگر موت کے بعد زندگی کا انکار کرنے والے اپنی وہی پرانی رٹ لگائے ہوئے ہیں جو ان سے پہلے بھی لوگ کہتے رہے ہیں پہلے بھی آخرت کے منکرین وہی کہتے تھے جو آج یہ کہہ رہے ہیں ۔ وہ کیا کہہ رہے ہیں اگلی آیت میں دیکھئے ۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ

لَقَدْ	لَمَبْعُوْثُوْنَ	ءَاِنَّا	وَّعِظَامًا	وَكُنَّا ۔ تُرَابًا	مِتْنَا	ءَاِذَا	قَالُوْٓا
البتہ	پھر اٹھائے جائیں گے	کیا ہم	اور ہڈیاں	اور ہم ہو گئے مٹی	ہم مر گئے	کیا جب	وہ بولے

وہ بولے، کیا جب ہم مر گئے، اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو گئے، کیا ہم پھر (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے؟ البتہ ہم سے

وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

اَسَاطِيْرُ	اِلَّآ	اِنْ هٰذَآ	مِنْ قَبْلُ	هٰذَا	وَاٰبَآؤُنَا	نَحْنُ	وُعِدْنَا
کہانیاں	مگر (صرف)	یہ نہیں	اس سے قبل	یہ	اور ہمارے باپ دادا	ہم	ہم سے وعدہ کیا گیا

وعدہ کیا گیا اور اس سے قبل ہمارے باپ دادا سے (یہ وعدہ کیا گیا) یہ تو صرف پہلے لوگوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

كُنْتُمْ	اِنْ	فِيْهَا	وَمَنْ	الْاَرْضُ	لِّمَنِ	قُلْ	الْاَوَّلِيْنَ
تم ہو	اگر	اسمیں	اور جو	زمین	کس کیلئے	فرمادیں	پہلے لوگ

کہانیاں ہیں۔ آپ فرمادیں کس کے لئے ہے زمین اور جو کچھ اسمیں ہے؟ اگر تم جانتے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ

قُلْ	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ	قُلْ	لِلّٰهِ	سَيَقُوْلُوْنَ	تَعْلَمُوْنَ
فرمادیں	کیا پس تم غور نہیں کرتے	فرمادیں	اللہ کیلئے	جلدی (ضرور) وہ کہیں گے	جانتے

ہو وہ ضرور کہیں گے اللہ کے لئے ہے، آپ فرمادیں پس کیا تم غور نہیں کرتے؟ آپ فرمادیں

مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾

الْعَظِيْمِ	الْعَرْشِ	وَرَبُّ	السَّبْعِ	السَّمٰوٰتِ	رَبُّ	مَنْ
عظیم	عرش	اور رب	سات	آسمان (جمع)	رب	کون

کون ہے سات آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب؟

﴿۸۲﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا: اَلْاَوَّلُوْنَ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ لا وَفِي الْهَمْزَتَيْنِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ التَّحْقِيْقُ وَتَسْهِيْلُ الثَّانِيَةِ وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ

﴿۸۲﴾ وہ یہ کہ کیا ہم جب وقت مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے اسوقت زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ نہیں یہ محض غلط ہے (ءَاِذَا کی دونوں ہمزہ میں ہر ایک کو بجا لہا ثابت رکھنا اور دوسری ہمزہ کو بین بین پڑھنا اور دونوں حالتوں میں ان کے درمیان میں الف داخل کرنا اور بناسب جائز ہے)

(۸۳) لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا اَيِ الْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ اَكَاذِيْبُ الْاَوَّلِيْنَ ○ كَالْاَضَاحِيْكِ وَالْاَعَاجِيْبِ جَمْعُ اُسْطُوْرَةٍ بِالضَّمِّ

(۸۳) بیشک ہم سے اور ہم سے پہلوں سے، پہلے سے حشر ونشر کا وعدہ چلا آتا ہے یہ محض پہلے لوگوں کی جھوٹی باتیں ہیں (اساطیر جمع ہے اُسطورہ کی جیسے اضاحیک جمع اضحوکہ کی اور اعاجیب جمع اعجوبہ کی).

(۸۴) قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ مِنَ الْخَلْقِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ خَالِقُهَا وَمَالِكُهَا.

(۸۴) ان سے پوچھو زمین اور جو مخلوق اس میں ہے کس کی بنائی ہوئی ہے اگر تم اس کے بنانے والے اور مالک کو جانتے ہو.

(۸۵) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الذَّالِ تَتَعَلَّمُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلَى الْخَلْقِ اِبْتِدَاءً قَادِرٌ عَلَى الْاِحْيَاءِ بَعْدَ الْمَوْتِ

(۸۵) نزدیک ہے کہ وہ کہیں گے کہ یہ سب اللہ کی بنائی ہوئی ہے پس کیا تم کو اس سے نصیحت نہیں ہوتی کہ جو ذاتِ پاک زمین وغیرہ کو اول مرتبہ بنانے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے.

(۸۶) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ اَلْكُرْسِيِّ

(۸۶) کہو کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے تخت اور کرسی کا.

تشریح

(۸۲) جب ہم مٹی میں مل جائینگے تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا | وہی بے تکی پرانی رٹ کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائینگے ہماری ہڈیاں بھی بوسیدہ پنجر بن جائینگی تو کیا ہم کو پھر سے زندہ کر کے اٹھایا جائیگا. بھلا سوچا جائے اس بات میں کیا وزن ہے؟ کیا یہ کوئی عقل و فہم کی بات ہے جو پروردگار مردے سے زندہ کو نکالتا ہے کیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے.

(۸۳) یہ دوبارہ زندہ کرنے کی بات ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی تھی | یہ باتیں جو ہمیں سنائی جا رہی ہیں کہ ہم موت کے بعد پھر زندہ ہوں گے اور ہمیں اپنے اعمال کا جواب دینا پڑیگا. یہ باتیں ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی تھیں. یہ وعدے ہم بھی سن رہے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں ـــ گویا موت کے بعد زندگی ایسی بات نہیں ہے جو پہلی مرتبہ سنی جا رہی ہو بلکہ ہر پیغمبر جس میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل سب شامل ہیں نسلاً بعد نسلٍ بتائی جاتی رہی ہیں. یہ خدا کی قدرت اور حکمت کا انکار ہے کہ جو پروردگار ہر چیز پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہے اور جس پروردگار نے بڑی حکمت کیساتھ یہ دنیا بنائی ہے آخرت کے بغیر اس دنیا کا ہونا کتنا ادھورا رہ جاتا ہے اگر انسان اپنے کاموں کیلئے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے تو پھر نیکی کرنے برائی سے بچنے کے کیا معنیٰ رہ جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کے بعد دوسری دنیا کو بھی مانا جائے ورنہ یہ سارا کاروبارِ حیات ایک بے معنیٰ شغل بنکر رہجاتا ہے جو اللہ کی حکمتِ کاملہ سے بعید ہے.

(۸۴) بتاؤ اس زمین اور اسمیں جو کچھ ہے اسکا مالک کون ہے | اے پیغمبر ان سے پوچھو کہ یہ زمین اس کے سارے سامان اس میں بسنے والی مخلوق اور یہ ساری آبادیاں اور اس میں رہنے والے لوگ ان سب کا مالک اور حاکم کون ہے جس کا قبضہ ساری زمین اور زمین کی ساری چیزوں پر ہے. کیا تمہاری مشت خاک اس کے قبضہ سے باہر ہوگی؟

(۸۵) ہوش کے ناخن لو یہ سب کچھ اللہ کا ہے | زمین پر بسنے والے سب اللہ کی پیدائشی رعیت ہیں. ان سے پوچھو گے کہ بتاؤ یہ سب کچھ کس کا ہے؟ تو یہ انکار کرنے والے بھی یہی کہیں گے کہ ہاں یہ اللہ کا ہے. ان سے کہو جب تم یہ بات مانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک و حاکم اللہ ہے تو پھر یہ بات کیوں نہیں سمجھ پاتے کہ اس کے سوا بندگی کا مستحق کوئی اور نہیں ہے اور اس کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ جب چاہے جس کو چاہے مرنے کے بعد پھر زندہ کر دے.

(۸۶) بتاؤ آسمانوں پر حکومت کس کی ہے؟ | جسطرح زمین اور انسانوں کا حاکم اللہ ہے اسی طرح آسمانوں پر بھی اللہ کی حکومت ہے وہی ان سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی کا حکم ان سب چیزوں پر چلتا ہے. عرشِ عظیم پر اقتدارِ اعلیٰ اسکا ہے اور ساتوں آسمان پر اسکی حکومت ہے.

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ ۢ

سَيَقُوْلُوْنَ	لِلّٰهِ	قُلْ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ	قُلْ	مَنْ ۢ
جلد (ضرور) وہ کہیں گے	اللہ کا	فرمادیں	کیا پس تم نہیں ڈرتے ؟	فرمادیں	کون

وہ ضرور کہیں گے (یہ سب) اللہ کا ہے، آپ فرمادیں پس کیا تم نہیں ڈرتے ؟ آپ فرمادیں کس کے ہاتھ میں

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ

بِيَدِهٖ	مَلَكُوْتُ	كُلِّ شَيْءٍ	وَهُوَ	يُجِيْرُ	وَلَا يُجَارُ
اسکے ہاتھ میں	بادشاہت (اختیار)	ہر چیز	اور وہ	پناہ دیتا ہے	اور پناہ نہیں دیا جاتا

ہے ہر چیز کا اختیار اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں (کوئی) پناہ نہیں دیا جاتا!۔

عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

عَلَيْهِ	اِنْ	كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	سَيَقُوْلُوْنَ
اسکے خلاف	اگر	تم جانتے ہو۔	جلد (ضرور) وہ کہیں گے

اگر تم جانتے ہو وہ ضرور کہیں گے (ہر اختیار)

لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

لِلّٰهِ	قُلْ	فَاَنّٰى	تُسْحَرُوْنَ	بَلْ	اَتَيْنٰهُمْ
اللہ کیلئے	فرمادیں	پھر کہاں سے	تم جادو میں پھنس گئے ہو	بلکہ	ہم لائے ہیں انکے پاس

اللہ کیلئے، آپ فرمادیں پھر تم کہاں سے جادو میں پھنس گئے ہو۔ بلکہ ہم انکے پاس لائے ہیں

بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾

بِالْحَقِّ	وَاِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ
سچی بات	اور بیشک وہ	البتہ جھوٹے ہیں

سچی بات، اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

---

(٨٧) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ تَتَّخِذُوْنَ عِبَادَةَ غَيْرِهٖ

(٨٧) نزدیک ہے کہ وہ کہیں گے اللہ مالک ان سب کا ہے۔ کہہ دو پھر تم کو کیونکر دھوکا ہوتا ہے اور حق سے پھرتے ہو

(٨٨) قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ مِنْهُ كُلِّ شَيْءٍ [illegible]

(٨٨) کہو کس کے اختیار میں ہے ہر ایک شے۔

وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ
يَحْمِيْ وَلَا يُحْمٰى عَلَيْهِ إِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور وہ پناہ دیتا ہے لیکن اسکے مقابلے میں (اگر وہ عذاب یا سزا دے) کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ اگر تم جانتے اور سمجھتے ہو۔

(۸۹) سَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
لِلّٰهِ بِلَامِ الْجَرِّ فِي الْمَوْضِعَيْنِ
نَظْرًا إِلٰى أَنَّ الْمَعْنٰى مَنْ
لَهُ مَا ذُكِرَ قُلْ فَأَنّٰى
تُسْحَرُوْنَ ○ تُخْدَعُوْنَ وَ
تُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ عِبَادَةِ
اللّٰهِ وَحْدَهُ أَيْ كَيْفَ يُخَيَّلُ
لَكُمْ أَنَّهُ بَاطِلٌ

(۸۹) نزدیک ہے کہ وہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔

کہو کہ پھر کیونکر تم کو دھوکا ہوتا ہے حق سے پھرتے ہو اللہ اکیلے کی پرستش چھوڑتے ہو یعنی تم کیونکر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ باطل ہے۔

(۹۰) بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ وَ
إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ فِيْ نَفْيِهٖ.

(۹۰) بلکہ ہم ان کے پاس سچی بات لائے اور بیشک وہ اس کے انکار میں جھوٹے ہیں۔

تشریح

(۸۷) جب یہ سب اللہ کا ہے تو تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟ | جب تم ان سے پوچھو گے کہ بتاؤ آسمانوں کا مالک کون ہے۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ یہ سب اللہ کا ہے وہی مالک و حاکم ہے ان سے کہو کہ جب تم یہ بات جانتے ہو اور مانتے بھی ہو تو پھر اس سے ڈرتے کیوں نہیں کہ وہ شہنشاہ عظیم تمہاری نافرمانیوں پر اور تمہاری گستاخیوں پر تمہیں دھر گھسیٹے۔ کیا یہ گستاخی نہیں کہ اس شہنشاہ کو جو ہر چیز کا خالق مالک اور حاکم ہے عاجز سمجھنے لگے۔ کیا یہ اس کے حاکمانہ اقتدار کے خلاف بغاوت نہیں ہے۔ آخر تم سمجھتے کیوں نہیں ہو اور ڈرتے کیوں نہیں ہو۔

(۸۸) اقتدار کس کا ہے؟ پناہ کون دیتا ہے؟ | اے پیغمبر! آپ ان سے پوچھئے کہ ہر چیز پر اقتدار اعلیٰ کس کا ہے، کس کا اختیار چلتا ہے، پناہ دینے والا کون ہے؟ وہی ہے جو پناہ دیتا ہے اور بچاتا ہے اس کے مقابلے میں کون پناہ دینے والا ہے؟

(۸۹) وہ کہیں گے کہ اختیار اللہ ہی کا ہے | جب ان سے تم پوچھو گے کہ ہر چیز پر کس کا اختیار ہے، اور حفاظت کرنے والا، پناہ دینے والا کون ہے؟ تو وہ یہی جواب دینگے کہ ہر چیز پر اختیار اللہ کا ہے اور وہی پناہ دینے والا ہے۔ جب بات یہ ہے تو پھر تم پر کس کا جادو چل جاتا ہے جس سے مسحور ہو کر تم ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہو۔ کیا بات ہے جو مالک نہیں ہے وہ تمہیں مالک یا ملکیت میں شریک نظر آنے لگتے ہیں۔ جسکے بارے میں تم خود جانتے ہو کہ اسکے مقابلہ میں کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے تو پھر اس سے بیوفائی کیوں کرتے ہو؟ تمہیں کس چیز نے دھوکے میں ڈالدیا ہے؟ کہ وہ جو ہر چیز کا مالک ہے تم سے تمہارے کاموں کے بارے میں سوال نہیں کریگا جب وہ ہر چیز کا مالک ہے تو تمہارے بدن کے اجزاء اسکے اختیار سے باہر کیسے ہو جائینگے آخر کیوں وہ تمہارے بدن کے ریزوں کو جمع کر کے تمہیں دوبارہ بنا نہیں سکتا۔

(۹۰) شرک اور انکارِ آخرت دونوں ہی جھوٹی باتیں ہیں | حق بات یہی ہے کہ اللہ تو تنہا بلا شرکت غیرے ہر چیز کے مالک اور مکمل با اختیار ہیں اور یہ بھی حق ہے کہ موت کے بعد اللہ تو دوبارہ زندہ کریں گے اور انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو یہ منکرین حق یہ مانتے ہیں کہ زمین و آسمان اور کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ ہے دوسری طرف اللہ ہی کی مخلوق میں سے کسی کو اس کے ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ لوگ یہ مانتے ہیں کہ اس عظیم الشان کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ہے دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ اپنی ہی پیدا کی ہوئی مخلوق کو وہ پیدا نہیں کر سکتا صحیح بات یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ان کی باتوں میں تضاد ہے اور جو امر حق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سامنے رکھ دیا ہے قرآن کی دعوت بالکل سچی ہے۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَھَبَ كُلُّ اِلٰہٍۭ

مَا اتَّخَذَ	اللّٰہُ	مِنۡ وَّلَدٍ	وَّمَا كَانَ	مَعَہٗ	مِنۡ اِلٰہٍ	اِذًا - لَّذَھَبَ	كُلُّ اِلٰہٍ	
نہیں بنایا	اللہ	کسی کو بیٹا	اور نہیں ہے	اسکے ساتھ	کوئی اور خدا	اس صورت میں لے جاتا	ہر خدا	

اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا، اور نہیں ہے اس کے ساتھ کوئی اور خدا اس صورت میں ہر خدا لے جاتا جو

بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُھُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۹۱﴾

بِمَا خَلَقَ	وَلَعَلَا	بَعۡضُھُمۡ	عَلٰى بَعۡضٍ	سُبۡحٰنَ اللّٰہِ	عَمَّا	يَصِفُوۡنَ	
جو اس نے پیدا کیا	اور چڑھائی کرتا	ان کا ایک	دوسرے پر	پاک ہے اللہ	اس سے جو	وہ بیان کرتے ہیں	

اس نے پیدا کیا ہوتا اور انہیں سے ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔ پاک ہے اللہ ان (باتوں) سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

(۹۱) مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ اِذًا اَیۡ لَوۡ كَانَ مَعَہٗ اِلٰہٌ لَّذَھَبَ كُلُّ اِلٰہٍۭ بِمَا خَلَقَ اَیۡ اِنۡفَرَدَ بِہٖ وَمَنَعَ الۡاٰخَرَ مِنَ الۡاِسۡتِيۡلَاءِ عَلَيۡہِ وَلَعَلَا بَعۡضُھُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۚ مُغَالَبَۃً كَفِعۡلِ مُلُوۡكِ الدُّنۡيَا سُبۡحٰنَ اللّٰہِ تَنۡزِيۡھًا لَہٗ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝ بِہٖ مِمَّا ذُكِرَ

(۹۱) وہ یہ کہ اللہ نے کسی کو فرزند نہیں بنایا اور نہ کوئی معبود اس کا شریک ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی مخلوق کو علیحدہ کر لیتا اور دوسرے معبود کا تصرف اس میں نہ ہونے دیتا۔
اور ان میں سے بعض بعض پر غلبہ چاہتا جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کا حال ہے۔
اللہ پاک ہے اس سے جو کچھ کافر اس کی شان میں بیان کرتے ہیں۔ یعنی اولاد وغیرہ کا ہونا۔

تشریح

(۹۱) کائنات کے نظام کی باقاعدگی وحدتِ الٰہ اور اس کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے | اس ساری کائنات زمین و آسمان اور اس میں کل موجودات کا تنہا خالق مالک اور مختارِ کل اللہ تعالٰی ہے نہ اسے بیٹے اور بیٹیوں کی ضرورت ہے اور نہ کسی مددگار کی۔ اس کی فرمانروائی میں کسی کو ایک ذرے پر بھی مستقل اختیار نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر ایک با اختیار حاکم اپنی اپنی مخلوق اور رعایا کو لیکر الگ الگ ہو جاتا آپس میں ٹکراؤ ہوتا اور یہ نظامِ عالم قائم نہ رہتا۔ نظام کائنات کی باقاعدگی اور اس کی ہم آہنگی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کائنات کا مالک اور اس کو چلانے والا صرف ایک ہے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں ارشاد ہوا ہے:۔

لَوۡ كَانَ فِيۡھِمَاۤ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (آیت ۲۲ پارہ ۱۷)

(اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام بگڑ جاتا۔)

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے:۔ لَوۡ كَانَ مَعَہٗۤ اٰلِھَۃٌ كَمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذًا لَّابۡتَغَوۡا اِلٰى ذِی الۡعَرۡشِ سَبِيۡلًا (آیت ۴۲ پارہ ۱۵)۔ (اے نبی ان سے کہو اگر اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالکِ عرش کے مقام کو پہنچنے کی ضرور کوشش کرتے) یعنی وہ خود مالکِ عرش بننے کی کوشش کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان سب باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں بالکل پاک ہے۔ کوئی ذرہ اس کے حکم سے باہر نہیں ہے۔

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۵ ۱۵ ۵

يُشْرِكُوْنَ	عَمَّا	فَتَعٰلٰى	وَالشَّهَادَةِ	عٰلِمِ الْغَيْبِ
وہ شریک سمجھتے ہیں	اس سے جو	پس برتر	اور آشکارا	جاننے والا پوشیدہ

وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اور آشکارا پس برتر ہے (وہ ہر) اس سے جس کو وہ شریک سمجھتے ہیں۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ لا

	مَا يُوْعَدُوْنَ	اِمَّا + تُرِيَنِّيْ	رَّبِّ	قُلْ
	جو ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	اگر تو مجھے دکھا دے	اے میرے رب	فرما دیں

آپ فرما دیں اے میرے رب! جو ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اگر تو مجھے دکھا دے۔

﴿۹۲﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ مَا غَابَ وَمَا شُوْهِدَ بِالْجَرِّ صِفَةٌ وَالرَّفْعُ خَبَرُ هُوَ مُقَدَّرًا فَتَعٰلٰى تَعَظَّمَ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ مَعَهٗ

﴿۹۲﴾ وہ جاننے والا ہے ظاہر اور پوشیدہ امور کو

سو اللہ بلند ہے اس سے جو کافر اس کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

﴿۹۳﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِيْ مَا الزَّائِدَةِ تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ○ مِنَ الْعَذَابِ هُوَ صَادِقٌ بِالْقَتْلِ بِبَدْرٍ

﴿۹۳﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ الخ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دے کہ اے میرے رب اگر تو مجھ کو دکھلا دے وہ عذاب جس کا کافروں سے وعدہ کیا گیا ہے (جنگ بدر میں یہ وعدہ پورا ہوا)

تشریح

﴿۹۲﴾ اس لامحدود کا ان محدود مخلوقات سے کیا مقابلہ | اللہ تعالیٰ جن کی قدرت کا حال یہ ہے کہ کوئی ذرہ ان کے حکم سے باہر نہیں ہے اور جس کا علم ساری کائنات کو اس طرح گھیرے ہوئے ہے کہ کوئی ڈھکی چھپی ظاہر و باطن غائب اور موجود اس سے پوشیدہ نہیں ہے کیا اسکی فرماں روائی میں وہ ادنیٰ مخلوق شریک ہو سکتی ہے جس کی قدرت بھی محدود اور علم بھی محدود۔ تھوڑا بہت جو اختیار ہے وہ بھی اسی خالق و مالک کا دیا ہوا، اور تھوڑا بہت جو علم ہے وہ بھی اسی علیم و خبیر کا عطا کیا ہوا۔ بھلا اس لامحدود کا ان محدود سے کیا مقابلہ ہے۔ اسکی شان عالی ان چیزوں سے جو یہ لوگ تجویز کر رہے ہیں بہت بلند و بالا ہے۔

﴿۹۳﴾ کہیں وہ عذاب نازل نہ ہو جائے جسکی دھمکی دی جا رہی ہے | جب بندہ اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے اور اسکی نافرمانیاں حد سے گزر جاتی ہیں یہاں تک کہ معصوم اور مظلوم لوگوں کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ظالم و جابر لوگوں کی سرکوبی کے لئے اپنا عذاب نازل فرماتے ہیں۔ کہیں وہ عذاب جس کے بارے میں متنبہ کیا جا رہا ہے نازل نہ ہو جائے ۔ ایک مومن کو ڈرتے رہنا چاہیے۔

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓی

رَبِّ	فَلَا تَجْعَلْنِیْ	فِی	الْقَوْمِ	الظّٰلِمِیْنَ	وَاِنَّا	عَلٰٓی
اے میرے رب	تو مجھے نہ کرنا	میں	لوگ	ظالم (جمع)	اور بیشک ہم	پر

اے میرے رب! پس تو مجھے ظالم لوگوں میں (شامل) نہ کرنا اور بیشک ہم اس پر

اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

اَنْ نُّرِیَكَ	مَا نَعِدُهُمْ	لَقٰدِرُوْنَ	اِدْفَعْ	بِالَّتِیْ	هِیَ	اَحْسَنُ
کہ ہم تمہیں دکھادیں	جو ہم وعدہ کررہے ہیں اُن سے	البتہ قادر ہیں	دفع کرو	اس سے جو	وہ	سب سے اچھی بھلائی

قادر ہیں کہ ہم ان سے جو وعدہ کررہے ہیں تمہیں دکھادیں۔ سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع

السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ

السَّیِّئَةَ	نَحْنُ	اَعْلَمُ	بِمَا	یَصِفُوْنَ	وَقُلْ	رَّبِّ ـ اَعُوْذُ
برائی	ہم	خوب جانتے ہیں	اسکو جو	وہ بیان کرتے ہیں	اور آپ فرمادیں	اے میرے رب میں پناہ چاہتا ہوں

کرو، ہم خوب جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں۔ اور آپ فرمادیں اے میرے رب میں تیری پناہ

بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ لا وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ

بِكَ	مِنْ	هَمَزٰتِ	الشَّیٰطِیْنِ	وَ	اَعُوْذُ	بِكَ	رَبِّ
تیری	سے	وسوسے	شیطان (جمع)	اور میں پناہ چاہتا ہوں		تیری	اے میرے رب

چاہتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ

اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

اَنْ ـ یَّحْضُرُوْنِ
کہ وہ آئیں میرے پاس

وہ میرے پاس آئیں۔

(۹۴) رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَاُهْلِكَ بِهَلَاكِهِمْ

(۹۵) وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ○

(۹۶) اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اَیِ الْخَصْلَةُ

(۹۴) تو اے میرے رب تو مجھے قوم نا انصاف میں سے نہ کرایا نہ ہو کر میں بھی انکے ساتھ ہلاک ہوجاؤں۔

(۹۵) اور بے شبہ ہم تجھ کو وہ عذاب دکھلانے پر جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے قدرت رکھتے ہیں۔

(۹۶) تو ان کی برائی اور ایذا رسانی کو دفع کر اس خصلت سے

مِنَ الصَّفْحِ وَالْإِعْرَاضِ عَنْهُمُ السَّيِّئَةَ
إِذَا هُمْ إِيَّاكَ وَهٰذَا قَبْلَ الْأَمْرِ
بِالْقِتَالِ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝
أَيْ يَكْذِبُونَ وَيَقُولُونَ فَنُجَازِيهِمْ عَلَيْهِ

جو بہتر ہے یعنی ان سے اعراض کرو (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلا ہے) ہم زیادہ جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں سو ہم اس کا عوض ان کو دیں گے

(۹۷) وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ أَعْتَصِمُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ
الشَّيَاطِينِ ۝ نَزَغَاتِهِمْ بِمَا يُوَسْوِسُونَ بِهِ

(۹۷) اور کہہ کہ اے میرے رب میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے۔

(۹۸) وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ ۝ فِي
أُمُورِيْ لِأَنَّهُمْ إِنَّمَا يَحْضُرُونَ بِسُوءٍ

(۹۸) اور اے میرے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیاطین میرے کاموں میں حاضر ہوں کیونکہ وہ برائی کیساتھ ہی حاضر ہوتے ہیں۔

تشریح

(۹۴) دعا کرو کہ ہم اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آئیں | اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمدؐ کے ذریعے دعا سکھائی کہ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے یہ دعا کیا کرو کہ اگر کہیں عذاب آ ہی جائے تو ہم اس عذاب کی لپیٹ میں نہ آئیں۔ جیسا کہ سورۂ انفال میں ارشاد ہوا ہے:۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً (آیت ۲۵ پارہ ۹ رکوع ۱۳)

(اور بچو اس فتنہ سے جس کی شامت خاص طور پر انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنھوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو)

اجتماعی فتنے وبائے عام کی طرح سب کو لپیٹ لیتے ہیں جیسے کسی شہر میں گندگی عام ہو جاتی ہے تو ایسی وبا پھوٹتی ہے کہ سبھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

نبیؐ کی یہ دعا حدیث میں منقول ہے جس میں آپنے فرمایا کہ:۔

وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ (کہ اے اللہ جب ظالموں پر عذاب آئے تو مجھ کو اس میں شامل نہ کرنا۔)

یعنی ہمیں ایمان و احسان کی راہِ مستقیم پر قائم رکھیو اور ہم سے کوئی ایسی تقصیر نہ ہو کہ ہم تیرے عذاب کی لپیٹ میں آجائیں۔

(۹۵) ہم دنیا میں ہی ان کو سزا دینے پر قادر ہیں | ان کے ظلم و زیادتی کی سزا آخرت میں جو ملے گی وہ تو ملے گی ہی ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ آپکی آنکھوں کے سامنے انکو دنیا میں سزا دیدیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ صرف دھمکی ہے اور اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا اسکو عملی جامہ پہنانے میں ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

(۹۶) آپ کے بلند اخلاق کا تقاضا | مگر اے پیغمبر! آپکے بلند اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ آپ برائی کو بھلائی سے دفع کریں۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ آپکے متعلق کیسی کیسی بے ہودہ باتیں بناتے ہیں مگر آپ ذرا بھی مشتعل نہ ہوں کیونکہ آپکی نرمی اور چشم پوشی اور آپکے بلند اخلاق کا اثر یہ ہوگا کہ دوسرے بہت سے لوگ آپ کی طرف مائل ہونگے کہ ایک طرف تو یہ بداخلاق اور کمینہ صفت لوگ ہیں، دوسری طرف آپکے اعلیٰ اخلاق اور برائی کے جواب میں بھلائی، نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ آپ کی طرف جھکیں گے اور اس سے ان کو دین کی دعوت مؤثر طور پر پہنچائی جا سکے گی۔ وقت آنے پر خطا کاروں کو سزا بھی ملے گی۔

(۹۷) شیطان کی اکساہٹوں سے اللہ کی پناہ مانگیے | آپکے خلاف مخالفتوں کا یہ طوفان شیطان کی شرانگیزی کی وجہ سے ہے جو انسان کا ازلی دشمن ہے اور نہیں چاہتا کہ انسان سعادت کے اس مرتبہ کو پہنچ سکے جہاں پروردگار اسکو لیجانا چاہتے ہیں۔ وہ انسان کو حق کے خلاف اکساتا رہتا ہے۔ آپ اللہ سے دعا کیا کریں کہ وہ شیطان کی اکساہٹوں سے محفوظ رکھے اسلئے کہ شیطان کی شرارتوں سے اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ انسان نما شیطانوں سے چشم پوشی کرکے بچا جا سکتا ہے مگر جن شیطانوں سے بچنے کا طریقہ صرف اللہ کی پناہ میں آنا ہے۔

(۹۸) شیطان کے وار سے مجھے بچائیے | آپ یہ بھی دعا کیا کریں کہ شیطان میرے پاس نہ آئے اور نہ مجھ پر اپنا وار کرسکے۔ بندۂ مومن جب پوری شوق کیساتھ رب کے سامنے یہ عرض کرتا ہے تو وہ اپنے آپکو رب کی حفاظت میں دیدیتا ہے پروردگار شیطانی چالوں سے اسکی حفاظت فرماتے ہیں اسکے وسوسوں سے بچاتے ہیں اور وہ نظر آنے والے اور نظر نہ آنے والے شیطانوں سے مامون ہو جاتا ہے۔

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ

رَبِّ	قَالَ	الْمَوْتُ	اَحَدَهُمُ	جَآءَ	اِذَا	حَتّٰىٓ
اے میرے رب	کہتا ہے	موت	ان میں کسی کو	آئے	جب	یہانتک کہ

(وہ غفلت میں رہتے ہیں) یہانتک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے اے میرے رب!

ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّىٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ

تَرَكْتُ	فِيْمَا	صَالِحًا	اَعْمَلُ	لَعَلِّىٓ	ارْجِعُوْنِ
میں چھوڑ آیا ہوں	اسمیں	کوئی اچھا کام	کام کرلوں	شاید میں	مجھے واپس بھیج دے

مجھے (پھر دنیا میں) واپس بھیجدے شاید میں اس میں کوئی اچھا کام کرلوں جو چھوڑ آیا ہوں۔

كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ

وَمِنْ + وَّرَآئِهِمْ	قَآئِلُهَا	هُوَ	كَلِمَةٌ	اِنَّهَا	كَلَّا
اور ان کے آگے	کہہ رہا ہے	وہ	ایک بات	یہ تو	ہرگز نہیں

ہرگز نہیں، یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور اُن کے آگے ایک

بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

	يُبْعَثُوْنَ	اِلٰى + يَوْمِ	بَرْزَخٌ
	وہ اٹھائے جائیں گے	اس دن تک	ایک برزخ

برزخ (آڑ) ہے جس دن (قیامت) تک کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔

(۹۹) حَتّٰىٓ اِبْتِدَائِيَّةٌ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ وَرَاٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اٰمَنَ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ اَلْجَمْعُ لِلتَّعْظِيْمِ

(۹۹) یہاں تک کہ جب کافروں میں سے کسی کی موت آجاوے گی اور وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سے دیکھ لیوے گا اور جنت کی وہ جگہ بھی دیکھیگا جسیں وہ داخل ہوتا اگر ایمان لاتا تو اسوقت کہیگا اے میرے رب مجھ کو دنیا میں لوٹاؤ۔

(۱۰۰) لَعَلِّىٓ اَعْمَلُ صَالِحًا

(۱۰۰) شاید میں وہاں جاکر اچھے عمل کروں۔

بِاَنْ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ يَكُوْنُ فِيْمَا
تَرَكْتُ ضَيَّعْتُ مِنْ عُمُرِيْ
اَيْ فِيْ مُقَابِلَتِهٖ قَالَ
تَعَالٰى كَلَّا اَيْ لَا
رُجُوْعَ اِنَّهَا اَيْ رَبِّ
ارْجِعُوْنِ كَلِمَةٌ هُوَ
قَآئِلُهَا وَلَا فَائِدَةَ
لَهٗ فِيْهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ
اَمَامِهِمْ بَرْزَخٌ
حَاجِزٌ يَصُدُّهُمْ
عَنِ الرُّجُوْعِ
اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○
وَلَا رُجُوْعَ بَعْدَهٗ

اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کروں
بعوض اس کے جو میں نے وہاں اپنی عمر ضائع کی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
پھر دنیا میں جانا ہرگز ممکن نہیں اسکی یہ تمنا کہ مجھ کو دنیا
میں لوٹاؤ ایک بات ہے جو وہ زبان سے کہتا ہے
اس میں کچھ نفع نہیں۔

اور ان کے آگے برزخ ہے یعنی ایک مانع جو قیامت
تک ان کو لوٹنے سے روکتا ہے۔

پھر بعد قیامت کے لوٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

تشریح

(۹۹) موت کے وقت پچھتاوا | حق کا انکار کرنے والوں کی شرارتوں اور سازشوں کو آپ بھلے طریقے سے دفع کرتے رہیں اپنے بلند اخلاق پر قائم رہیں، برا بھلا کہنے والوں سے چشم پوشی کرتے رہیں آپ ان کو ہمارے حوالے کردیں کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آئے گا جان کنی کی تکلیف شروع ہوگی اور اس وقت وہ دیکھے گا کہ اللہ کا عذاب اسکی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ پچھتائے گا اور تمنا کریگا کہ عالم برزخ کیطرف لیجانے کے بجائے ہمیں دنیا میں واپس بھیجے جو میں چھوڑ آیا ہوں۔

(۱۰۰) اب پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا | مگر اب موت کے وقت اس پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا کہ میں آئندہ نیک عمل کروں گا۔ اس کا یہ کہنا یہ خالی خولی بات ہے ورنہ بالفرض اگر اس کو دنیا میں بھیج بھی دیا جائے تب بھی وہی کام کرے گا جو پہلے کرتا رہا ہے جیسا کہ سورۂ منافقون میں ارشاد ہے کہ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (آیت ۱۰ پارہ ۲۸)

(جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اسوقت وہ کہے کہ اے میرے رب کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی مہلت اور دیدی کہ میں صدقہ کرتا اور صالح لوگوں میں شامل ہوجاتا۔)

موت کا وقت آنے کے بعد پھر اس کو ٹالا نہیں جاسکتا اور واپس کیا بھی جائے تب بھی کہاں یہ لوگ شرارتوں سے باز آنے والے ہیں جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوا ہے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (آیت ۲۸ پارہ ۷)

(ورنہ اگر انہیں سابق زندگی کی طرف بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔) موت کو دیکھکر اتنا گھبرا گیا ہے موت کے بعد عالم برزخ ہے جہاں قیامت تک رہنا ہے۔ عالم برزخ میں پہنچ کر دنیا والوں سے پردہ ہوجاتا ہے اور وہاں عذاب آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آجاتا ہے۔

موت کے بعد روحیں عالم برزخ میں منتقل ہوجاتی ہیں لاش کو چاہے جلایا گیا ہو چاہے دفنایا گیا ہو برزخ کے احوال روح پر گزرتے ہیں اور روز قیامت پھر انسان کو جسم سمیت اٹھایا جائیگا۔ حساب کتاب ہوگا جزا سزا ہوگی۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا

فَإِذَا ، نُفِخَ	فِي الصُّورِ	فَلَا أَنسَابَ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَئِذٍ	وَلَا
پھر جب پھونکا جائیگا	صور میں	تو نہ رشتے	انکے درمیان	اس دن	اور نہ

پھر جب پھونکا جائے گا صور میں تو نہ رشتے رہیں گے اس دن ان کے درمیان اور نہ کوئی

يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾

يَتَسَاءَلُونَ	فَمَن	ثَقُلَتْ	مَوَازِينُهُ	فَأُولَٰئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُونَ
وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے	پس۔ جو۔ جس	بھاری ہوئی	اسکا تول (پلہ)	پس وہ لوگ	وہ	فلاح پانے والے

ایک دوسرے کو پوچھے گا۔ پس جس (کے اعمال) کا پلہ بھاری ہوا پس وہی لوگ فلاح (نجات) پانے والے ہونگے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ

وَمَنْ	خَفَّتْ	مَوَازِينُهُ	فَأُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	خَسِرُوا	أَنفُسَهُمْ
اور جو جس	ہلکی ہوئی	اسکا تول (پلہ)	تو وہی لوگ	جنھوں نے	خسارہ میں ڈالا	اپنی جانیں

اور جس (کے اعمال) کا پلہ ہلکا ہوا تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالا

فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا

فِي ، جَهَنَّمَ	خَالِدُونَ	تَلْفَحُ	وُجُوهَهُمُ	النَّارُ	وَهُمْ	فِيهَا
جہنم میں	ہمیشہ رہینگے	جھلس دیگی	ان کے چہرے	آگ	اور وہ	اس میں

وہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے آگ ان کے چہرے جھلس دے گی اور وہ اس میں

كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

كَالِحُونَ	أَلَمْ	تَكُنْ	آيَاتِي	تُتْلَىٰ	عَلَيْكُمْ
تیوری چڑھائے ہوئے	کیا نہ	تھیں	میری آیتیں	پڑھی جاتیں	تم پر

تیوری چڑھائے ہوئے ہونگے۔ کیا میری آیتیں تم پر نہ پڑھی جاتی (سنائی جاتی) تھیں۔

فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾

فَكُنتُمْ	بِهَا	تُكَذِّبُونَ
پس تم تھے	انہیں	تم جھٹلاتے تھے

پس تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

(۱۰۱) فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ الْقَرْنِ
النَّفْخَةُ الْأُوْلٰى أَوِ الثَّانِيَةُ
فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ
يَتَفَاخَرُوْنَ بِهَا وَلَا
يَتَسَاءَلُوْنَ ○ عَنْهَا
خِلَافَ حَالِهِمْ فِي الدُّنْيَا
لِمَا يَشْغَلُهُمْ مِنْ عِظَمِ الْأَمْرِ
عَنْ ذٰلِكَ فِي بَعْضِ مَوَاضِعِ الْقِيٰمَةِ
وَفِي بَعْضِهَا يُفِيْقُوْنَ وَفِي آيَةٍ
أُخْرٰى وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَتَسَاءَلُوْنَ

(۱۰۱) پھر جب صور میں پہلا یا دوسرا نفخہ پھونکا جائے گا اس وقت ان میں کوئی نسب باقی نہیں رہے گا جس پر وہ باہم فخر کریں اور نہ ایک دوسرے سے نسب کے بارے میں کچھ سوال کریں گے۔

بخلاف دنیا کے احوال کے کہ وہاں باہم ایک دوسرے سے نسب کو پوچھتے تھے اور فخر کرتے تھے۔
قیامت کے بعض موقع میں ان کا یہ حال ہوگا کہ ہول قیامت کی وجہ سے باہم کچھ کلام نہ کرسکینگے اور بعض اوقات جب انکو ہوش آوے اور دہشت کم ہوگی اس وقت باہم سوال جواب کریں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ

(۱۰۲) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ بِالْحَسَنَاتِ
فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
الْفَائِزُوْنَ

(۱۰۲) سو اس وقت جنکے اعمال نامہ نیکیوں سے بھاری ہونگے وہی لوگ نجات پائیں گے۔

(۱۰۳) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ بِالسَّيِّئَاتِ
فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ
فَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○

(۱۰۳) اور جس کے اعمال نامہ ہلکے ہوں گے ساتھ برائیوں کے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو ٹوٹے میں ڈالا سو یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۱۰۴) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ تُحْرِقُهَا
وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○
شُمِّرَتْ شَفَتَاهُمُ الْعُلْيَا
وَالسُّفْلٰى عَنْ أَسْنَانِهِمْ
وَيُقَالُ لَهُمْ

(۱۰۴) انکے چہروں کو آگ جلا دیگی اور یہ لوگ اس حال میں ہونگے کہ انکے اوپر کے ہونٹ سمٹ کر اوپر چڑھ جائیں گے اور نیچے کے ہونٹ دانتوں سے نیچے لٹک جائیں گے جس سے ان کے دانت کھلے رہ جائیں گے
اور ان کو کہا جائیگا،

(۱۰۵) أَلَمْ تَكُنْ آيٰتِيْ مِنَ
الْقُرْآنِ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
تُخَوَّفُوْنَ بِهَا فَكُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُوْنَ ○

(۱۰۵) کیا میری آیتیں تم پر نہ پڑھی جاتی تھیں جن سے تم ڈرائے جاتے تھے۔
سو تم ان آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔

تشریح

(۱۰۱) برزخ کے بعد قیامت کا مرحلہ | موت کے بعد انسان عالم برزخ میں چلا جاتا ہے جہاں دنیا والوں سے پردہ ہوجاتا ہے اور آخرت کا تھوڑا سا نمونہ بھی سامنے آجاتا ہے۔ موت سے لیکر قیامت تک عالم برزخ روحوں کا ٹھکانا اور ان کی قبر ہے اس کے بعد قیامت کا مرحلہ ہے۔ قیامت کے پہلے مرحلے میں جب صور پھونکا جائیگا تو سب کچھ ختم ہوجائیگا اس کے بعد دوسری مرتبہ صور پھونکا جائیگا اور سارے انسان اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ حشر میں جمع ہوجائیں گے۔ حشر کے میدان

کامنظر ایسا ہولناک ہوگا کہ لوگ رشتے ناطے بھول جائیں گے ہرشخص کو اپنی فکر پڑی ہوگی۔ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آسکے گا۔ ہرایک کو اپنی نجات کی فکر ہوگی اور نجات کا ذریعہ ایمان اور اعمال صالحہ ہونگے۔ نسل و نسب کے رشتے اور سارے تعلقات بیکار ہوجائیں گے، کوئی کسی کے ساتھ ہمدردی نہ کرسکے گا اور نہ کوئی کسی کے کام آسکے گا جیسا کہ ارشاد ہے لَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا (المعارج آیت ۱۰)۔ (کوئی جگری دوست اپنے دوست کو نہ پوچھے گا۔)

دوسری جگہ فرمایا۔ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُؤْوِیْهِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ (المعارج آیت ۱۱ تا ۱۴) (اس روز مجرم کا دل چاہے گا کہ اپنی اولاد اور بیوی اور بھائی اور اپنی حمایت کرنے والے قریب ترین کنبے اور دنیا بھر کے سب لوگوں کو فدیے میں دیدے اور اپنے آپ کو عذاب سے بچالے۔)

اور ارشاد ہوا ہے۔ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ (سورۂ عبس آیت ۳۴ تا ۳۷)۔(وہ دن کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور بیوی اور اولاد سے بھاگے گا۔ اس روز ہرشخص اپنے حال سے ایسا مبتلا ہوگا کہ اسے کسی کا ہوش نہ رہیگا۔

میدانِ حشر کی اس ہولناک گھڑی کے بعد ممکن ہے دوسرے وقت بعض قرابتوں سے کچھ فائدہ پہونچ جائے جیسا کہ سورۂ طور میں ارشاد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ (سورۂ طور آیت ۲۱ پارہ ۲۷ رکوع ۱)۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکی اولاد بھی کسی درجۂ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم جنت میں انکے ساتھ ملادیں گے اور انکے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ دیں گے۔) ۔ یعنی اگر کوئی اولاد ایمان کے کسی درجے میں اپنے آبار کے طریقے پر چلتی رہی ہو چاہے وہ عمل میں اس مرتبے کی مستحق نہ ہو جو ان کے آبا، واجداد کو بہترین ایمان اور عمل کی وجہ سے حاصل ہوگا پھر بھی اس اولاد کو اپنے آبار کے ساتھ ملادیا جائیگا یعنی آبار کا درجہ نہیں گھٹایا جائیگا بلکہ اولاد کا درجہ بڑھا کر اوپر پہنچا دیا جائیگا۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سارے رشتے نسب کے اور دامادی کے ختم ہوجائیں گے مگر ایک میرا رشتہ ہے جو اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس حدیث کو سنکر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم سے چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح کیا۔

حاصل یہ ہے کہ نجات کیلئے رشتے ناطے کافی نہیں ہیں ہرایک سے اس کے عمل کا حساب ہوگا۔ البتہ نجات کے بعد مراتب کی بلندی میں نسبی اور صہری رشتوں کا فائدہ پہونچ سکتا ہے جیسا کہ سورۂ طور کی آیت میں اس کی صراحت آچکی ہے

(۱۰۲) وہی فلاح یاب ہونگے جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا۔| جب میدانِ قیامت میں ہرایک کا حساب اس کے ایمان اور عمل کے مطابق ہوگا وہاں نسل و نسب کا کوئی اعتبار نہ ہوگا و جنکے اعمال قابل قدر ہونگے اور جن کی نیکیوں کا پلڑا برائیوں کے پلڑے سے بھاری ہوگا وہی فلاح یاب سمجھے جائیں گے۔

(۱۰۳) جن کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ گھاٹے میں رہیں گے۔| آخرت کی کامیابی جو کہ اصل کامیابی ہے اس کو پانے کے لئے اصل چیز ایمان ہے اور پھر ایمان کے تقاضے کے مطابق نیک اعمال ہیں میدانِ حشر میں حساب کتاب کے وقت جن کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہوگا سمجھو کہ انہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں مبتلا کرلیا۔ اور اگر دل ایمان سے خالی ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

(۱) دوزخ کا ہولناک عذاب| دوزخ کا عذاب ایسا ہولناک اور رسوا کن ہوگا کہ آگ منہ کو جھلس دیگی جس سے کھال الگ ہوجائیگی اور دانت باہر آجائیں گے ایسی بری شکل ہوجائیگی جیسے بکرے کی سری کو آگ پر بھون دیا گیا ہو۔

(۱۰) کیا تم دنیا میں ہماری آیتوں کو جھٹلاتے نہیں تھے| جب دنیا میں ہماری کتابیں اور ہمارے رسول تمہیں حق کی دعوت دیتے تھے اور ساری نشانیاں تمہارے سامنے پیش کرتے تھے اسوقت تم انکو جھٹلایا کرتے تھے تم سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور دنیا میں کیے گئے کاموں کی کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی جن باتوں کو تم مانتے نہیں تھے اور ساری دلیلوں کو بیکار سمجھتے تھے آج وہی سب باتیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا

قَالُوْا	رَبَّنَا	غَلَبَتْ	عَلَيْنَا	شِقْوَتُنَا	وَكُنَّا	قَوْمًا
وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	غالب آگئی	ہم پر	ہماری بدبختی	اور ہم تھے	لوگ

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم راستے سے بھٹکے ہوئے

ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا

ضَآلِّيْنَ	رَبَّنَآ	اَخْرِجْنَا	مِنْهَا	فَاِنْ	عُدْنَا	فَاِنَّا
راستے سے بھٹکے ہوئے	اے ہمارے رب	ہمیں نکال لے	اس سے	پھر اگر	دوبارہ کیا	تو بیشک ہم

لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال لے۔ پھر اگر ہم نے دوبارہ (وہی) کیا تو بیشک

ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾

ظٰلِمُوْنَ	قَالَ	اخْسَـُٔوْا فِيْهَا	وَلَا تُكَلِّمُوْنِ
ظالم (جمع)	فرمائے گا	پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اس میں	اور کلام نہ کرو مجھ سے

ہم ظالم ہونگے۔ فرمائیگا پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اسمیں اور مجھ سے کلام نہ کرو

(١٠٦) قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَفِي قِرَاءَةٍ شَقَاوَتُنَا بِفَتْحِ اَوَّلِهٖ وَاَلِفٍ
وَهُمَا مَصْدَرَانِ بِمَعْنًى وَكُنَّا قَوْمًا
ضَآلِّيْنَ ○ عَنِ الْهِدَايَةِ
(١٠٧) رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا
اِلَى الْمُخَالَفَةِ فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○
(١٠٨) قَالَ لَهُمْ بِلِسَانِ مَالِكٍ بَعْدَ قَدْرِ
الدُّنْيَا مَرَّتَيْنِ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا اُقْعُدُوْا
فِي النَّارِ اَذِلَّاءَ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○ فِي
رَفْعِ الْعَذَابِ عَنْكُمْ فَيَنْقَطِعُ رَجَاؤُهُمْ

(١٠٦) وہ بولیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدنصیبی غالب ہوئی اور ہم ہدایت سے بہکے ہوئے رہے۔

(١٠٧) اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال پھر اگر ہم دوبارہ تیرے احکام نہ مانیں تو بیشک ہم ناانصاف ہیں۔

(١٠٨) اللہ تعالیٰ نے ان سے بعد دوگنی مقدار دنیا کے مالک خازنِ دوزخ کی زبان پر جواب دیا کہ تم لوگ دوزخ میں ہی رہو ذلیل ہو کر اور مجھ سے عذاب کے دفع ہونے کے بارے میں کلام نہ کرو اسوقت کفار کی امید منقطع ہو جائیگی۔

تشریح

(١٠٦) منکرینِ حق اپنی گمراہی کا اعتراف کرینگے | جب اپنی آنکھوں سے جہنم کے عذاب کو دیکھ لیں گے تو وہ لوگ جو دنیا میں حق کا انکار کرتے تھے اپنی گمراہی کا اعتراف کرینگے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہماری بدقسمتی ہم پر غالب آگئی ہم سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور اس ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے

(١٠٧) گڑگڑائینگے کہ ہمیں یہاں سے نکال لیجئے | گڑگڑا کر عرض معروض کرینگے کہ پروردگار ایک دفعہ ہمیں یہاں سے نکال دیجئے دوبارہ اگر ایسا کریں تو پھر آپ جو چاہیں ہمیں سزا دے لیں۔

(١٠٨) حکم ہوگا کہ اب عذرت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں | اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ اب جو ہو چکا اس کی نہ گفتگو، بک بک کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اب رہائی کیلئے عرض معروض کر بیکار ہے اب کوئی معذرت قابل قبول نہیں ہے اسلئے کہ ہر حجت تمام ہو چکی ہے امتحان کی مدت ختم ہو گئی ہے اب جو کچھ ہے نتیجہ سامنے ہے۔

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ

فَاغْفِرْ	آمَنَّا	رَبَّنَا	يَقُولُونَ	مِّنْ عِبَادِي	فَرِيقٌ	كَانَ	إِنَّهُ
سو بخش دے	ہم ایمان لائے	اے ہمارے رب	وہ کہتے تھے	میرے بندوں کا	ایک گروہ	تھا	بیشک وہ

بیشک ہمارے بندوں کا ایک گروہ تھا ، وہ کہتے تھے اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے سو ہمیں بخش

لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى

حَتَّى	سِخْرِيًّا	فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ	خَيْرُ الرَّاحِمِينَ	وَأَنْتَ	وَارْحَمْنَا	لَنَا
یہاں تک کہ	ٹھٹھا	پس تم نے انہیں بنا لیا	بہترین رحم کرنے والا	اور تو	اور ہم پر رحم فرما	ہمیں

دے اور ہم پر رحم فرما ، اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے . پس تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک کہ

أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾

تَضْحَكُونَ	مِّنْهُمْ	وَكُنْتُمْ	ذِكْرِي	أَنْسَوْكُمْ
ہنسی کیا کرتے تھے	ان سے	اور تم تھے	میری یاد	انہوں نے بھلا دیا تمہیں

انھوں نے تمہیں میری یاد بھلادی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے .

(۱۰۹) إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي هُمُ
الْمُهَاجِرُونَ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ
الرَّاحِمِينَ ○
(۱۱۰) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا بِضَمِّ السِّينِ وَكَسْرِهَا
مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الْهَزْءِ مِنْهُمْ بِلَالٌ وَصُهَيْبٌ وَعَمَّارٌ
وَسَلْمَانُ حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي فَتَرَكْتُمُوهُ
لِاشْتِغَالِكُمْ بِالِاسْتِهْزَاءِ بِهِمْ فَهُمْ
سَبَبُ الْإِنْسَاءِ فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ
وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ○

(۱۰۹) بیشک بات یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک جماعت یعنی مہاجرین دنیا میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما اور تو بہتر ہے رحم فرمانے والا۔

(۱۱۰) سو اے کافرو تم نے ان سے مذاق کیا اور ان کو ذلیل سمجھ کر ان سے مسخرا پن کیا انہیں میں سے ہیں بلال اور صہیب اور عمار اور سلمان فارسی یہاں تک کہ انہوں نے تم کو میری یاد سے غافل کیا یعنی تم نے ان سے ہنسی مذاق کرنے کے شغل میں میرا ذکر چھوڑ دیا تو وہ سبب بھلانے کے ہوئے اسلئے انکی طرف نسبت بھلانے کی کردی گئی اور تم ان سے ہنستے تھے۔

تشریح

(۱۰۹) مجھ سے رحم طلب کرنے والے بندوں کیساتھ تمہارا رویہ | تم وہی تو ہو کہ جب میرے کچھ بندے مجھ سے رحم کی دعائیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے ہمیں معاف کردے اور ہم پر رحم فرما آپ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالے ہیں. تو بجائے اسکے کہ اس دردبھری دعا سے تمہارا دل پسیجے کہ وہ تمہاری ایذارسانی سے تنگ آکر مجھ سے رحم کی درخواست کررہے ہیں تو تمہارا رویہ کیا ہوتا تھا۔

(۱۱۰) تم ان کا مذاق اڑاتے تھے اور یہ بھی بھول گئے تھے کہ میں سب کا رب ہوں | مجھ سے ان کی فریاد پر تمہارا رویہ یہ ہوتا تھا کہ تم ان مظلوموں کا مذاق اڑاتے تھے اور ایسے ضد میں تم یہ بھی بھول گئے کہ تمہارے اوپر کوئی اور حاکم بھی ہے جو تمہیں سزا دے سکتا ہے۔ بجائے یہ محسوس کرنے کے الٹا تم ان پر ہنستے تھے۔

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوٓا ۙ أَنَّهُمْ هُمُ

إِنِّي	جَزَيْتُهُمُ	الْيَوْمَ	بِمَا	صَبَرُوٓا	أَنَّهُمْ	هُمُ
بیشک میں	میں نے جزا دی انہیں	آج	اسکے بدلے	انہوں نے صبر کیا	بیشک وہ	وہی

بے شک میں نے آج انہیں جزا دی اس کے بدلے کہ انہوں نے صبر کیا بیشک وہی

الْفَآئِزُونَ ﴿١١١﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ

الْفَآئِزُونَ	قٰلَ	كَمْ	لَبِثْتُمْ	فِي	الْأَرْضِ
مراد کو پہنچنے والے	فرمائے گا	کتنی مدت	رہے تم	میں	زمین (دنیا)

مراد کو پہونچنے والے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تم دنیا میں سالوں کے حساب سے کتنی

عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ

عَدَدَ	سِنِينَ	قَالُوا	لَبِثْنَا	يَوْمًا	أَوْ	بَعْضَ
شمار (حساب)	سال (جمع)	وہ کہیں گے	ہم رہے	ایک دن	یا	کچھ حصہ

مدت رہے؟ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ

يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّينَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا

يَوْمٍ	فَسْئَلِ	الْعَآدِّينَ	قٰلَ	إِنْ	لَبِثْتُمْ	إِلَّا
دن	پس پوچھ لے	شمار کرنے والے	فرمائے گا	نہیں	تم رہے	مگر (صرف)

رہے پس شمار کرنے والوں سے پوچھ لے۔ فرمائے گا تم صرف تھوڑا عرصہ

قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾

قَلِيلًا	لَوْ	أَنَّكُمْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُونَ	
تھوڑا (عرصہ)	کاش	تم	ہوتے	جانتے	۔

رہے کاش تم (یہ حقیقت دنیا میں) جانتے ہوتے۔

﴿١١١﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ بِمَا صَبَرُوا عَلَى اسْتِهْزَائِكُمْ بِهِمْ وَأَذَاكُمْ إِيَّاهُمْ إِنَّهُمْ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ○ بِمَطْلُوبِهِمْ اسْتِئْنَافٌ وَبِفَتْحِهَا

﴿١١١﴾ بیشک میں آج کے دن انکو عوض اسکے ہمیشہ کے رہنے کی جنت اور نعمت دونگا بسبب اسکے کہ انہوں نے تمہارے استہزاء اور ایذا رسانی پر صبر کیا بیشک وہی لوگ ہیں مقصد کو پہنچنے والے

(۱۱۲) مَفْعُوْلٌ ثَانٍ لِجَزَيْتُهُمْ قَالَ تَعَالٰى
لَهُمْ بِلِسَانِ مَالِكٍ وَفِيْ قِرَاءَةٍ قُلْ
كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ فِي الدُّنْيَا وَ
فِيْ قُبُوْرِكُمْ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ تَمْيِيْزٌ

(۱۱۳) قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ
يَوْمٍ شَكُّوْا فِيْ ذٰلِكَ وَاسْتَقْصَرُوْهُ
لِعَظْمِ مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ
فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ○ اَيِ الْمَلٰئِكَةِ
الْمُحْصِيْنَ اَعْمَالَ الْخَلْقِ

(۱۱۴) قٰلَ تَعَالٰى بِلِسَانِ مَالِكٍ وَفِيْ
قِرَاءَةٍ قُلْ اِنْ اَيْ مَا لَبِثْتُمْ
اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ○ مِقْدَارَ
لَبْثِكُمْ مِنَ الطُّوْلِ كَانَ
قَلِيْلًا بِالنِّسْبَةِ اِلٰى
لَبْثِكُمْ فِي النَّارِ

(۱۱۲) اللہ تعالیٰ انکو مالک کی زبان سے فرمادیگا اور ایک قراۃ میں قُل بصیغۂ امر ہے یعنی کہدے اے محمد تم زمین میں یعنی دنیا میں یا اپنی قبروں میں کتنے برسوں تھہرے

(۱۱۳) وہ جواب دیںگے کہ ہم ایک دن یا اس سے بھی کم ٹھہرے (اسمیں انکو شک ہے اسلئے تردید کے ساتھ کہینگے اور وجہ کم سمجھنے اس قدر مدت کے جسمیں وہ دنیا میں رہے ہوں قیامت اور عذاب کی مصیبت ہوگی جسمیں وہ مبتلا ہیں) سو پوچھ لیجئے ان سے جو گنتے ہیں یعنی فرشتوں سے جو خلقت کے اعمال کو نگہ رکھتے ہیں.

(۱۱۴) اے محمد ان سے کہدے کہ تم واقعی دنیا میں تھوڑی مدت ٹھہرے بیشک اگر تم جانتے درازی قیام دنیا کو تو وہ کم ہے بہ نسبت دوزخ میں رہنے کے.

تشریح

(۱۱۱) آج ان کے صبر کا بدلہ ان کو مل رہا ہے | ان مظلوموں نے تمہاری زیادتیوں پر صبر کیا حق پر جمے رہے آج میں نے ان کو ان کے صبر کا یہ پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں ہر قسم کی مسرتوں سے ہم کنار ہیں اور آج تم خسارے میں مبتلا ہو.

(۱۱۲) بتاؤ زمین پر کتنا عرصہ رہے | انسان دنیا کی زندگی میں اتنا مگن ہوجاتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے بس ہمیشہ یہیں رہنا ہے بھول جاتا ہے کہ ایک دن مرنا ہے، دوسری دنیا میں جانا ہے اور وہاں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے. اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں حساب کتاب کے وقت سوال کریں گے کہ بتاؤ تم زمین میں کتنے سال رہے؟ کتنا عرصہ تم نے وہاں گزارا.؟

(۱۱۳) دنیا کی چندروزہ زندگی | اس وقت احساس یہی ہوگا کہ دنیا میں ہم نے جو زندگی گزاری ہے وہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم تھی. ایسا لگے گا کہ دنیا کی زندگی چندروزہ تھی. کیونکہ عالمِ آخرت کے معاملات یہاں سے بالکل مختلف ہوں گے. وہ یہ کہیں گے کہ گنتی کرنے والے فرشتوں سے بھی پوچھ لیں کہ دنیا اور برزخ کی زندگی ہم نے کتنی گزاری ہے. خود صحیح اندازہ لگانا مشکل ہوگا دنیا میں شور مچاتے تھے کہ سچے ہو تو لے آؤ جلدی سے عذاب تو وہ عذاب جلدی ہی آگیا.

(۱۱۴) تھیں تو وہ گنتی کی چند گھڑیاں | آج جو تمہیں دنیا کی زندگی چندروزہ نظر آرہی ہے تو بیشک آخرت کے مقابلے میں وہ گنتی کی چند گھڑیاں تھیں جو تمہارے امتحان کیلئے تمہیں دی گئی تھیں لیکن اگر یہ بات تم پہلے سمجھ لیتے جب ہمارے پیغمبر تمہیں بتایا کرتے تھے کہ دنیا متاعِ فانی ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے وقتی فائدوں اور عارضی لذتوں کے لئے وہ کام نہ کرو جو آخرت کو برباد کرنے والے ہیں تو آج تمہیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا. تم اپنے انجام سے غافل رہے اور اس وقت ہوش میں آئے جب ہوش میں آنے کا وقت تھا.

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا

أَفَحَسِبْتُمْ	أَنَّمَا	خَلَقْنٰكُمْ	عَبَثًا	وَّ + أَنَّكُمْ	إِلَيْنَا	لَا
کیا تم خیال کرتے ہو	کہ	ہم نے تمہیں پیدا کیا	بیکار	اور یہ کہ تم	ہماری طرف	نہیں

کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا؟ اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ

تُرْجَعُوْنَ	فَتَعٰلَى	اللّٰهُ	الْمَلِكُ	الْحَقُّ	لَآ	إِلٰهَ	إِلَّا هُوَ
لوٹائے جاؤ گے	پس بلند تر	اللہ	بادشاہ	حقیقی	نہیں	کوئی معبود	اسکے سوا

لوٹائے جاؤ گے۔ پس بلند تر ہے اللہ حقیقی بادشاہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

رَبُّ	الْعَرْشِ	الْكَرِيْمِ	وَمَنْ	يَّدْعُ	مَعَ اللّٰهِ	إِلٰهًا اٰخَرَ
مالک	عرش	عزت والا	اور جو	پکارے	اللہ کے ساتھ	کوئی اور معبود

عزت والا عرش کا مالک۔ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ

لَا بُرْهَانَ	لَهٗ	بِهٖ	فَإِنَّمَا	حِسَابُهٗ	عِنْدَ + رَبِّهٖ
نہیں کوئی سند	اسکے لئے	اسکے پاس	سو تحقیق	اس کا حساب	اس کے رب کے پاس

اسکے پاس اس کے لئے کوئی سند نہیں، سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے

إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

إِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الْكٰفِرُوْنَ	
بیشک وہ	فلاح (کامیابی) نہیں پائینگے	کافر (جمع)	

بیشک کامیابی نہیں پائینگے کافر۔

﴿۱۱۵﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا لَا لِحِكْمَةٍ وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَلِلْمَفْعُوْلِ لَا بَلْ لِنَتَعَبَّدَكُمْ بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَتُرْجَعُوْا إِلَيْنَا

﴿۱۱۵﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ الخ

سو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو محض بے فائدہ بنایا کوئی حکمت تمہارے پیدا کرنے میں نہیں اور یہ کہ تم کو ہماری طرف آنا نہیں۔ یہ ہرگز نہیں بلکہ ہم نے تم کو اسلئے پیدا کیا کہ تم ہماری عبادت کرو ہمارے اوامر و نواہی کو مانو اور تم ہمارے پاس آؤ گے اد

وَنُجَازِیْ عَلٰی ذٰلِكَ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

(۱۱۶) فَتَعَالَى اللّٰهُ عَنِ الْبَعْثِ وَغَيْرِهٖ مِمَّا لَا يَلِيْقُ بِهِ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ اَلْكُرْسِيُّ هُوَ السَّرِيْرُ الْحَسَنُ

(۱۱۷) وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ صِفَةٌ كَاشِفَةٌ لَا مَفْهُوْمَ لَهَا فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ جَزَاؤُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَا يَسْعَدُوْنَ

ہم تم کو اس کا عوض دینگے جیسا کہ اس آیت میں یہ مضمون ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ:

(۱۱۶) فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الخ سو برتر ہے اللہ سچا بادشاہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

وہ مالک ہے عرش بزرگ کا (عرش کرسی کو کہتے ہیں اور اس کے معنے عمدہ تخت کے ہیں۔)

(۱۱۷) اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بناوے کہ جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں (لَا بُرْهَانَ لَهٗ یہ صفت کاشفہ اِلٰهًا اٰخَرَ کی ہے اسلئے مفہوم مخالف اسمیں معتبر نہیں) سو بات یہی ہے کہ اس کا حساب اور بدلہ اس کے رب کے پاس موجود ہے بیشک کافروں کو فلاح نہیں۔

تشریح

(۱۱۵) آخرت کے بغیر یہ دنیا بے مقصد ہے | اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسمیں ایک اخلاقی حس رکھی کہ وہ اچھائی اور برائی کو سمجھتا ہے اسکو شعور دیا۔ تمیز دی عقل و فہم عطا کی اور علم کی صلاحیت دی اور اسکو ایک ذمہ دار ہستی بنایا۔ قابلِ غور یہ ہے کہ آخر انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اگر اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے تو پھر یہ قوتیں اور صلاحیتیں انسان کو کیوں دی گئی ہیں؟ اور اس کو ایک ذمہ دار ہستی کیوں بنایا گیا ہے اور زندگی کی یہ ساری ہماہمی پھر آخر کس لئے ہے؟ یہی سوال ہے جو قرآن دنیا کے سامنے رکھ رہا ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار ہی بنایا ہے اور یہ ایک کھیل اور تماشہ ہے اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اور تم ہمارے سامنے پیش نہ ہوگے۔ دنیا میں انسان کیسے کیسے حالات سے گزرتا ہے تکلیفیں اٹھاتا ہے دکھ سہتا ہے کیا اس کے صبر کا کوئی بدلہ کہیں نہ دیا جائیگا۔

یہ انسان اپنے ہی جیسے انسانوں پر ظلم و ستم کرتا ہے فتنہ فساد پھیلاتا ہے کیا اس کے جرم کی کوئی سزا اسکو نہیں ملے گی۔ اس دنیا میں تو پورا پورا بدلہ اچھائی یا برائی کا ممکن نہیں ہے پھر آخر ایسا عالم تو ہونا چاہیئے جہاں ہر ایک کو اس کے کیئے کا پھل ملے۔

(۱۱۶) اللہ کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کوئی بے مقصد کام کرے | اللہ تبارک و تعالیٰ جو نہایت حکمت والے ہیں ان کا کوئی کام مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہے اس کی ذات عالی اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کوئی بے مقصد اور فضول کام کریں وہ سچے بادشاہ ہیں شہنشاہِ حقیقی ہیں ان کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں ہے۔ وہ عرشِ کریم، شان و عزت والے عرش کے مالک ہیں پوری شانِ خدائی کے ساتھ کائنات پر حکومت کر رہے ہیں ان کی سلطنت میں اندھیر نگری کیسے ہو سکتی ہے۔

(۱۱۷) شرک بے دلیل ہے، مشرک کو حساب دینا ہوگا، منکرینِ حق فلاح یاب نہیں ہو سکتے | اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ایسی بات ہے جو بالکل بے دلیل ہے۔ مشرک اللہ کے محاسبے اور باز پرس سے بچ نہیں سکتا اس کو اس کی سزا بھگتنی ہوگی حق کا انکار کرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ فلاح یاب اور کامیاب و کامراں وہی ہیں جو سچائی کے آگے سر جھکاتے ہیں حق کو مانتے ہیں اور معبودِ حقیقی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ	وَأَنْتَ	وَارْحَمْ	اغْفِرْ	رَّبِّ	وَقُلْ
بہترین رحم کرنے والا ہے	اور تو	اور رحم فرما	بخش دے	اے میرے رب	اور آپ کہیں

اور آپ کہیں اے میرے رب! بخشدے اور رحم فرما اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے۔

﴿۱۱۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الرَّحْمَةِ زِيَادَةً عَلَى الْمَغْفِرَةِ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ أَفْضَلُ رَاحِمَةٍ

﴿۱۱۸﴾ اور کہدے کہ اے میرے رب بخش دے اور ایمان والوں پر رحم فرما۔

اور تو بہتر رحمت والا ہے۔

تشریح

﴿۱۱۸﴾ **فلاح وسعادت کا دروازہ کھولنے والی دعا** فلاح وسعادت کا دروازہ کھولنے والی اس دعا کی تلقین کی جارہی ہے کہ جس کے ذریعے اللہ کی رحمت اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہو کہ اے پروردگار ہماری خطاؤں سے درگزر فرما، دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے سرفراز فرما۔ تیری بے انتہا رحمت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔ انہی سے ملتے جلتے الفاظ اس دعا کے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو سکھائی تھی۔ کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

الجمعۃ المبارکۃ ۱۴ صفر ۱۴۲۹ھ
22-2-08

۲۴

اَلنُّوْرُ

○ ترتیبِ تلاوت ـــــــ ۲۴	○ ترتیبِ نزول ـــــــ ۱۰۲
○ مکی / مدنی ـــــــ مدنی	○ تعدادِ رکوعات ـــــــ ۹
○ تعدادِ آیات ـــــــ ۶۴	○ تعدادِ الفاظ ـــــــ ۱۴۲
○ تعدادِ حروف ـــــــ ۶۴۱	

اسی سورت کی آیت ۳۵ میں ارشاد ہے:۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔) اس آیت کے لفظ "النّور" کو لے کر اس سورت کا نام "سورۃ النور" ہے

○ یہ سورۃ غزوۂ احزاب کے بعد ۶ھ کے نصف آخر میں نازل ہوئی ہے۔

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں اہل حق کی شاندار کامیابی کے بعد مختلف حالات سے گزرتا ہوا اہل حق کا یہ کارواں اب اس منزل پر پہنچ چکا تھا کہ غزوۂ خندق میں مختلف جماعتوں کا ایک متحدہ محاذ قائم کیا گیا جس نے یہ طے کیا کہ یہ نوخیز طاقت جس نے تقریباً پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اب اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ یہ لوگ متحد ہو کر دس ہزار افراد کا لشکر جرار لے کر چھوٹی سی آبادی مدینے پر حملہ آور ہوا۔ مگر

ایک مہینے تک گھیرابندی کرنے کے باوجود یہ لوگ ناکام ہوکر واپس چلے گئے۔ ان کی ناکامی پر نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب اس کے بعد قریش تم پر چڑھائی کی ہمت نہیں کریں گے۔ ان کی اقدامی پوزیشن ختم ہو چکی ہے۔ اب تم اقدامی پوزیشن میں ہو اور تم ان پر چڑھائی کرو گے۔

(لَنْ تَغْزُوْكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا ، وَلٰكِنَّكُمْ تَغْزُوْنَهُمْ۔ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)

○ اہلِ اسلام کی اس برتری اور ان کے عروج کا راز نہ ان کی تعداد میں تھا نہ انکی معاشی طاقت میں تھا اور نہ اسلحہ کے اعتبار سے ان کو برتری حاصل تھی بلکہ انکی کامیابی کا راز تھا اخلاقی برتری ـــ اہلِ اسلام کی اخلاقی برتری ان کا اتحاد اور نظم و ضبط ان کی بے داغ سیرتیں، انکی پاکیزگی، ایمان کی مضبوطی دھیرے دھیرے لوگوں کے دل جیتتی جا رہی تھی۔

اسکے مقابلے کے لئے کینہ خصلت لوگوں کے پاس ایک ہی ہتھیار تھا کہ ان کے اندر اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی جائے فتنے اٹھائے جائیں اور انکی صفوں میں منافقین گھس کر ان میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

○ ان سازشوں کا آغاز اس واقعہ سے ہوا تھا جب حضور نبی کریمؐ نے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی جگہ دینے کی رسم کا خاتمہ کرنے کیلئے اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ کی مطلقہ بیوی زینب بنتِ جحش سے نکاح کیا تھا۔ یہ ذیقعدہ ۵ھ کی بات ہے۔

○ اندرونی خلفشار پیدا کرنے کی دوسری کڑی وہ واقعہ ہے جبکہ شعبان میں غزوہ بنی مصطلق (یا غزوۂ مریسیع) سے واپسی کے موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔ یہ بھی بڑا زبردست فتنہ تھا جس پر اگر قابو نہ پایا جاتا تو یہ چنگاری اسلامی معاشرے کو جلا کر خاک کر دیتی اس کا مقصد یہ تھا کہ اہلِ اسلام کے بلند ترین اخلاقی وقار کو لوگوں کی نگاہوں میں گرایا جائے۔

○ یہ ہے وہ پس منظر کہ پردے کے جو احکام سورۂ احزاب میں غزوۂ خندق شوال ۵ھ کے بعد نازل ہوئے تھے ان کی تکمیل سورۂ النور میں کر دی گئی ـــ نبیؐ کے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ کی مطلقہ زینب بنتِ جحش سے نکاح کرنے پر جو فتنہ برپا کیا گیا تھا اس حملے کے موقعہ پر سورۂ احزاب کے چھ رکوع نازل ہوئے۔ اور دوسرا حملہ جو حضرت عائشہ پر تہمت کی صورت میں کیا گیا اس موقعہ پر یہ سورت (سورۂ النور) نازل ہوئی۔

○ ان دونوں سورتوں کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اہلِ حق کا جو امتیازی میدان تھا ان کی اخلاقی برتری اور اونچے درجے کا کردار مخالفین اس میدان میں اہلِ اسلام کو شکست دینا چاہتے تھے مگر اس نازک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں مخالفین پر جوابی حملہ کرنے کے بجائے خود مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ تمہارے اخلاقی محاذ میں جہاں جہاں کمزوریاں موجود ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرو اور اپنا اخلاقی محاذ اتنا مضبوط کر لو کہ وہ ہر طوفان کا مقابلہ کر سکے۔

○ اِفک کے واقعہ سے حضرت صدیقہؓ پر بے جا تہمت کے بعد جو اسلامی معاشرے میں ایک بکھراؤ کی صورت پیدا ہوئی تو اس کے لئے ہدایت فرمائی گئی کہ کوشش یہ کی جائے کہ اہلِ اسلام کا پاکیزہ سماج اخلاقی برائیوں سے پاک رہے اور اگر کوئی ناگوار صورت پیدا ہو جائے تو ایسی صورت اختیار کی جائے کہ اس برائی کا بھرپور مقابلہ ہو سکے اور آئندہ کے لئے یہ ناگوار صورت پیدا نہ ہو۔ اسکے لئے ہر طرح سے اخلاقی، معاشرتی، قانونی تجویزیں پیش کی گئیں۔ آنے والی اس سورت میں اس کی تفصیلات سامنے آتی رہیں گی۔

ایاتہا ۶۴	سُوْرَۃُ النُّوْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۲۴- :- ۱۰۲	رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَضْنٰہَا وَاَنْزَلْنَا فِیْہَآ اٰیٰتٍ

سُوْرَۃٌ	اَنْزَلْنٰہَا	وَفَرَضْنٰہَا	وَاَنْزَلْنَا	فِیْہَا	اٰیٰتٍ
ایک سورۃ	جو ہم نے نازل کی	اور لازم کیا اس کو	اور ہم نے نازل کیں	اس میں	آیتیں

یہ ایک سورۃ ہے جو ہم نے نازل کی، اور اس کے احکام کو لازم کیا اور ہم نے اس میں واضح آیتیں

بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ①

بَیِّنٰتٍ	لَعَلَّکُمْ	تَذَکَّرُوْنَ
واضح	تاکہ تم	یاد رکھو

نازل کیں، تاکہ تم یاد رکھو (دھیان دو)

سُوْرَۃُ النُّوْرِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ ثِنْتَانِ اَوْ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰیَۃً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① هٰذِهٖ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَضْنٰہَا مُخَفَّفًا وَّمُشَدَّدًا
لِکَثْرَۃِ الْمَفْرُوْضِ فِیْہَا وَاَنْزَلْنَا فِیْہَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ
وَّاضِحَاتِ الدَّلَالَۃِ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○
بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِیَۃِ فِی
الذَّالِ تَتَّعِظُوْنَ

سورۂ نور مدنی ہے اور اس میں بہتر یا چونسٹھ آیتیں ہیں

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

① سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَضْنٰہَا وَاَنْزَلْنَا فِیْہَآ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ

یہ ایک سورۃ ہے کہ ہم نے اسکو اتارا اور اس پر عمل فرض کیا اور اسمیں آیتیں ظاہر اتاریں تاکہ تم کو نصیحت اور عبرۃ ہو۔

تشریح

① واضح رہے کہ یہ احکم الحاکمین کے نازل کردہ احکامات ہیں انداز کلام شاہانہ اور حاکمانہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ ایک ایسی سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے یعنی اس پروردگار کا نازل کردہ کلام ہے جو تمہارا خالق بھی ہے اور حاکم بھی جس کے قبضے میں تمہاری جانیں بھی ہیں اور قسمتیں بھی۔ اس میں جو احکام ہیں وہ صرف سفارشات نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل کرنا اور ان کو نافذ کرنا لازم ہے پھر اس میں جو احکام دیئے جا رہے ہیں وہ بالکل واضح ہیں ان میں کسی طرح کا ابہام نہیں ہے جس کے سمجھنے میں دشواری پیش آئے بڑی صاف صاف کھلی کھلی باتیں ہیں۔ اور یہ احکام عبرت پذیری کے لئے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو سبق ملے اور وہ آئندہ قانون شکنی کی جرأت نہ کرسکیں۔

فرمان شاہی کی اس تمہید کے بعد جو بذاتِ خود نہایت اہمیت رکھتی ہے اب اصل فرمان کا آغاز آنے والی آیت سے ہو رہا ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

اَلزَّانِيَةُ	وَالزَّانِىْ	فَاجْلِدُوْا	كُلَّ وَاحِدٍ	مِّنْهُمَا
بدکار عورت	اور بدکار مرد	تو تم کوڑے مارو	ہر ایک کو	ان دونوں میں سے

بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے

مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ

مِائَةَ	جَلْدَةٍ	وَّ	لَا تَاْخُذْكُمْ	بِهِمَا	رَاْفَةٌ	فِىْ	دِيْنِ
سو	کوڑے	اور	نہ پکڑو (نہ کھاؤ)	ان پر	مہربانی (ترس)	میں	حکم

مارو اور اُن پر ترس نہ کھاؤ اللہ کا حکم (چلانے)

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ

اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ
اللہ	اگر	تم ایمان رکھتے ہو	اللہ پر	اور یوم	آخرت	اور

میں اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور

لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۲

لْيَشْهَدْ	عَذَابَهُمَا	طَآئِفَةٌ	مِّنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
چاہیے کہ حاضر ہو	ان کی سزا	ایک جماعت	سے۔ کی	مومن (جمع) مسلمان

چاہیے کہ ان کی سزا (کے وقت) حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت

(۲) اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ اَىْ غَيْرُ الْمُحْصَنَيْنِ
لِرَجْمِهِمَا بِالسُّنَّةِ وَ اَلْ فِيْهِمَا
ذُكِرَ مَوْصُوْلَةٌ وَهُوَ مُبْتَدَاٌ
وَلِشِبْهِهٖ بِالشَّرْطِ دَخَلَتِ الْفَاءُ فِىْ
خَبَرِهٖ وَهُوَ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ اَىْ ضَرْبَةٍ
يُقَالُ جَلَدَهٗ ضَرَبَ جِلْدَهٗ
وَيُزَادُ عَلٰى ذٰلِكَ بِالسُّنَّةِ تَغْرِيْبُ
عَامٍ وَالرَّقِيْقُ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا ذُكِرَ

(۲) بدکار عورت اور بدکار مرد یعنی جو احصان والے نہیں کیونکہ محصنوں کے لئے حدیث شریف میں زنا کی حد رجم کرنا وارد ہو چکی ہے اور الزانیۃ و زنی میں الف لام موصول ہے اور یہ دونوں معطوف علیہ اور معطوف مبتد ہیں چونکہ یہ مشابہ شرط کے ہوا اسلئے انکی خبر میں فا ء لائی گئی۔
پس مارو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے (یہ حد زنا کی ہے اور حدیث سے اسمیں یہ زیادتی ثابت ہوئی کہ ایک برس انکو جلا وطن کیا جاوے اور غلام کی حد نصف اس کی ہے یعنی پچاس کوڑے اور چھ ماہ جلا وطن کرنا۔

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَيْ حُكْمِهٖ بِاَنْ تَتْرُكُوْا شَيْئًا مِّنْ حَدِّهِمَا اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَيْ يَوْمِ الْبَعْثِ فِيْ هٰذَا تَحْرِيْضٌ عَلٰى مَاقَبْلَ الشَّرْطِ وَهُوَ جَوَابُهٗ اَوْ دَالٌّ عَلٰى جَوَابِهٖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا اَيِ الْجَلْدَ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ قِيْلَ ثَلَاثَةٌ وَقِيْلَ اَرْبَعَةٌ عَدَدَ شُهُوْدِ الزِّنَا

اور تم کو چاہیے کہ زانی اور زانیہ پر حکم الٰہی میں رحم نہ کرو یعنی یہ ان کی حد میں سے کچھ چھوڑ دو اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور آخرت کے دن پر۔

اور چاہیے کہ ان کے حد لگتے وقت ایک جماعت مسلمانوں کی موجود ہو (بعض علماء نے فرمایا کہ تین آدمی موجود ہونے چاہئیں اور بعض نے فرمایا چار ہونے چاہئیں جیسا کہ زنا کے گواہ بھی چار ہوتے ہیں۔

تشریح

(۲) اسلام میں بدکاری کی سزا | اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام شریعتوں میں بدکاری ایک زبردست جرم سمجھی گئی ہے۔ بدکاری سے حفاظت کے لئے اسلام نے بہت سے حفاظتی انتظامات کئے ہیں جیسے بجلی کے پاور گھر کو محفوظ رکھنے کے لئے اور اس سے بچانے کے لئے کہ یہ بجلی کسی حادثے کا سبب نہ بن جائے پاور گھر کی جگہ پر دُور دُور تک تار لگا دیئے جاتے ہیں اور اس سے حفاظت کا کام کیا جاتا ہے اسی طرح مرد وعورت کو بدکاری سے بچانے کے لئے اسلام نے پردے کا اور غض بصر یعنی نگاہوں کو نیچا رکھنے کا اور دل کو پاکیزہ رکھنے کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ عورت کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ مردوں سے باتیں کرتے وقت ایسا لہجہ اختیار نہ کرے جس سے مرد کو غلط فہمی ہو اور اس کے دل میں رغبت پیدا ہو۔

جس طرح بجلی ایک بہت کارآمد چیز ہے جس سے کارخانے چلتے ہیں، روشنیاں پھیلتی ہیں اور طرح طرح کے مفید کام اس سے لئے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ بجلی خطرناک بھی ہے جان لیوا بھی ہے اس سے فائدہ اٹھانا اور خطرے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح مرد وعورت کا تعلق انسانی تمدن کے لئے ضروری ہے اور اس تعلق کے لئے دونوں میں ایک دوسرے کے لئے کشش بھی ہونی چاہیے ورنہ اس کے بغیر تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ حفاظت بھی ضروری ہے کہ یہ تعلق جائز حدوں سے آگے بڑھ کر مسلم معاشرے کو گدلا نہ کر دے۔ اس لئے اسلام نے پردے کے مفصل احکام بتائے ہیں۔ عورت مرد کے تعلقات کو جائز حدوں میں رکھنے کے لئے نکاح کی تاکید کی ہے اور یہ بھی گنجائش رکھی ہے کہ اگر ضرورت ہو تو عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ایک مرد ایک سے زیادہ عورتوں سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔

ان تمام انتظامات کے باوجود اگر کوئی مرد یا عورت بدکاری میں مبتلا ہو جائے تو اس کی سخت سزا مقرر کی جائے ایسی سخت سزا جو عبرت ناک ہو، برسر عام دی جائے تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو اور وہ اس حرکت سے دور رہیں ۔ چونکہ سزا سخت ہے اسلئے اس کو ثابت کرنے کے لئے بھی ایسی شرطیں رکھی ہیں کہ صرف شک وشبہ کی بنیاد پر یہ سزا نہ دی جا سکے۔

ارشاد ہوا ہے کہ اگر زانی اور زانیہ اپنی مرضی سے یہ غلط حرکت کریں اور وہ دونوں عاقل، بالغ آزاد ہوں غلام

پابندی نہ ہوں، نکاح کئے ہوئے نہ ہوں اور نکاح کے بعد میاں بیوی کے جنسی تعلقات قائم نہ ہو چکے ہوں تو یہ جرم ثابت ہونے پر ان کے تو سو سو درّے یا کوڑے لگائے جائیں ۔ وہ کوڑے یا بید جسم کے نازک حصے پر نہ ہوں اور اتنی شدت سے نہ مارے جائیں کہ چمڑی ادھڑ جائے ۔ مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے مارے جائیں۔ سزا لوگوں کے سامنے دی جائے اور اللہ کے دین کی سزا نافذ کرنے میں کوئی نرمی نہ برتی جائے ۔

اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جرم کے دواعی سے روکتا ہے یعنی ایسی صورت پیدا کرتا ہے کہ وہ جرم نہ ہونے پائے ۔ اور اگر ہو جائے تو ایسی سزا دیتا ہے کہ آئندہ کے واسطے اس جرم کا دروازہ بند ہو جائے ۔

واضح رہے کہ یہ سزا اس وقت ہے جب مرد و عورت دونوں نے اپنی مرضی سے یہ حرکت کی ہو۔ اور اگر زنا بالجبر ہے تو جس پر جبر کیا گیا ہے وہ قصور وار نہ ہوگا ۔

اور اگر شادی شدہ مرد و عورت یہ حرکت کریں تو حدیثِ نبوی میں اسکی سزا رجم بتائی گئی ہے یعنی ان دونوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے ۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ :

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ (بخاری کتاب الدیات)

(کسی مسلمان کا جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ گواہی دیتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون بہانا جائز نہیں ہے اِلّا یہ کہ تین صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آجائے ۔ اس نے کسی کا خون کیا ہو یا شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہوا ہو یا دین سے نکل گیا ہو اور مرتد ہو کر ملت کو چھوڑ دیا ہو۔

اسلام کے دیگر احکام کی طرح زنا کی سزا میں بھی تدریج ہے ۔ پہلے مرحلے پر بدکاری کرنے والے مرد و عورت چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، ان کو گھروں میں نظر بند کرنے کا حکم ہوا اور ان کو تادیب کرنے کا اور تنبیہ کرنے کا ایک اجمالی حکم دیا گیا ۔ اس کا بیان سورۂ النساء کی آیت ۱۵، ۱۶ میں ہے ۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ○ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○
(پارہ ۴ سورۃ النسآء)

(تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لے لو۔ اور اگر چار آدمی گواہی دیدیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو۔ یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ نکالدے ۔ اور تم میں سے جو اس فعل کا ارتکاب کریں ان دونوں کو تکلیف دو پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو انہیں چھوڑ دو کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے ۔

اس کے بعد دوسرے مرحلے میں ہر قسم کے بدکار کے لئے چاہے وہ مرد ہو یا عورت شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ سو کوڑوں

کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ (النور آیت ۲)
کہ (زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو۔)
اس دوسرے مرحلے کے بعد ان عورتوں کے لئے رہائی کی شکل نکل آئی جن کو نظر بند کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور نظر بندی کے حکم کے بعد ارشاد ہوا تھا۔ کہ

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا (النساء آیت ۱۵)
(یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ نکالے۔)

چنانچہ ان کے لئے قید و بند کی رہائی کی یہ سبیل پیدا ہو گئی کہ ان کو سو کوڑوں کی سزا دیدی جائے۔
تیسرے مرحلے میں غالبًا ۵ھ میں زنا کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی کہ شادی شدہ زانی مرد اور عورت کو رجم کی سزا دی جائے۔ اس سزا کی طرف قرآن مجید کی اسی سورت یعنی سورۂ النور کی آیت ۲۱ میں اشارہ موجود ہے ارشاد ہوا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

(جو لوگ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں انکے لئے دنیا میں بھی دردناک ہے اور آخرت میں بھی)

ظاہر ہے قرآن کا منشا ان سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے جن پر یہ قرآن نازل ہوا ہے۔ چنانچہ نبی ؐ کی خدمت میں زنا کے جو مقدمات پیش ہوئے آپؐ نے ان مقدمات میں شادی شدہ زانی مرد اور عورت کو رجم کی سزا دی۔
یہی حکم توراۃ میں بھی موجود ہے اور آپؐ نے یہود کے مقدمات میں بھی یہی سزا دی ہے۔
اس لئے یہ بات متعین ہو گئی کہ سورۂ النور کی مذکورہ آیت ۲ میں زانی مرد و عورت کے لئے سو کوڑوں کی سزا غیر شادی شدہ کے لئے ہے۔ اور شادی شدہ مرد و عورت کے لئے زنا کی سزا رجم ہے۔
جن لوگوں کی نظر اسلام کے اخلاقی نظام پر ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ اسلام کس طرح کا پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے ان کو اس سخت سزا پر قطعی کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیئے۔ انکی نگاہ اس پر بھی جانی چاہیئے کہ اسلام بدکرداری پر روک لگانے کے لئے جہاں عورت اور مرد کے آزادانہ میل جول پر پابندی لگاتا ہے اور ان کو پردے کا حکم دیتا ہے وہ فطری تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک سے زیادہ نکاح کی بھی گنجائش دیتا ہے۔ فطرت کے تقاضوں کا لحاظ رکھنے کے بعد اب یہ کیسے ممکن ہے کہ جا ہے دونوں کی مرضی سے ہی سہی اسلام بدکرداری کا دروازہ کھولنے کی اجازت دیدے۔ پھر یہ بھی خیال رہے کہ جہاں سزا سخت ہے وہاں اس کا ثبوت بھی آسان نہیں تاکہ کسی پر شبہ میں کوئی الزام نہ لگایا جا سکے اس لئے وہ چار عینی گواہوں کی شرط لگاتا ہے۔ یعنی وہ ذرا بھی اس کی گنجائش نہیں رکھتا کہ کوئی سازش کسی پاکباز کے دامن آبرو پر کوئی داغ لگا سکے۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ۫ وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَآ

اَلزَّانِیْ	لَا یَنْکِحُ	اِلَّا	زَانِیَۃً	اَوْ	مُشْرِکَۃً	وَّالزَّانِیَۃُ	لَا یَنْکِحُهَا
بدکار مرد	نکاح نہیں کرتا	سوا	بدکار عورت	یا	مشرک	اور بدکار عورت	نکاح نہیں کرتی

بدکار مرد، بدکارہ عورت یا مشرک کے سوا نکاح نہیں کرتا، اور بدکار عورت (بھی) بدکار یا شرک کرنے

اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾

اِلَّا زَانٍ	اَوْ مُشْرِکٌ	وَحُرِّمَ	ذٰلِکَ	عَلَی	الْمُؤْمِنِیْنَ
سوا بدکار مرد	یا شرک کرنے والا مرد	اور حرام کیا گیا	یہ	بر	مومن (جمع)

والے مرد کے سوا (کسی سے) نکاح نہیں کرتی اور یہ (ایسا نکاح) مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔

(۳) اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ یَتَزَوَّجُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ اَیِ الْمُنَاسِبُ لِکُلٍّ مِّنْهُمَا مَا ذُکِرَ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ اَیْ نِکَاحُ الزَّوَانِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ اَلْاَخْیَارُ نَزَلَ ذٰلِکَ لَمَّا هَمَّ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ اَنْ یَّتَزَوَّجُوْا بَغَایَا الْمُشْرِکِیْنَ وَهُنَّ مُوْسِرَاتٌ یُنْفِقْنَ عَلَیْهِمْ فَقِیْلَ التَّحْرِیْمُ خَاصٌّ بِهِمْ وَقِیْلَ عَامٌّ وَنُسِخَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ

(۳) زانی کے مناسب ہے کہ زانیہ یا مشرکہ عورت سے نکاح کرے اور زانیہ عورت کو مناسب ہے کہ اسکو زانی یا مشرک مرد اپنے نکاح میں لاوے

اور زانیہ عورتوں سے نکاح کرنا مسلمان مردوں کو حرام ہے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی کہ فقراء مہاجرین نے ارادہ کیا تھا کہ زانیہ کافر عورتوں سے نکاح کریں کیونکہ وہ دولتمند تھیں اہل اسلام فقراء کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر ان سے نکاح کرینگے تو ہم پر کچھ خرچ کرینگی۔ پس کہا گیا کہ یہ حرمت خاص انہیں لوگوں کو ہے جنھوں نے ایسا ارادہ کیا تھا اور بعض نے فرمایا کہ اس آیت میں سب کو نکاح سے منع کیا گیا اور یہ حکم منسوخ ہو گیا اس آیت سے وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ

تشریح

(۳) بدکاری ایک گندا عمل اوپر کی آیت میں بدکاری کی خرابیاں بیان کی گئیں۔ اب اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ بدکاری ایک ایسا گندا عمل ہے کہ کوئی پاکباز مرد یا عورت ایسے مرد یا عورت سے نکاح کے لئے تیار نہیں ہو سکتے جو زنا میں مبتلا ہوں اور اس گندے عمل سے توبہ نہ کریں۔ ایسے گندے مرد و عورت کے لئے گندے مرد و عورت ہی تعلق کے لائق ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ

(سورۂ نور آیت ۲۶) (خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔)

زنا ایک ایسا گندہ فعل ہے کہ ایک صاحب ایمان اس کے قریب بھی نہیں جا سکتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی صاحب ایمان زنا نہیں کر سکتا اسلئے زنا کرتے ہوئے ایمان دل سے نکل کر اس کے اوپر سایہ فگن ہو جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا

وَالَّذِيْنَ	يَرْمُوْنَ	الْمُحْصَنٰتِ	ثُمَّ	لَمْ	يَاْتُوْا
اور جو لوگ	تہمت لگائیں	پاکدامن عورتیں	پھر	وہ نہ	لائیں

اور جو لوگ تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں پر پھر وہ (اس پر) چار

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

بِاَرْبَعَةِ	شُهَدَآءَ	فَاجْلِدُوْهُمْ	ثَمٰنِيْنَ	جَلْدَةً
چار (۴)	گواہ	تو تم انہیں کوڑے مارو	اَسّی ۸۰	کوڑے

گواہ نہ لائیں تو تم انہیں اَسّی (۸۰) کوڑے مارو

وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وَّلَا تَقْبَلُوْا	لَهُمْ	شَهَادَةً	اَبَدًا	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ
اور تم نہ قبول کرو	ان کی	گواہی	کبھی	یہی لوگ	وہ

اور تم قبول نہ کرو کبھی ان کی گواہی یہی نافرمان

الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

الْفٰسِقُوْنَ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِ + ذٰلِكَ
نافرمان	مگر	جن لوگوں نے	توبہ کرلی	اس کے بعد

لوگ ہیں مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کرلی

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

وَاَصْلَحُوْا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
اور انہوں نے اصلاح کرلی	تو بیشک	اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان

اور انہوں نے اصلاح کرلی تو بیشک اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے

(۴) وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
اَلْعَفِيْفَاتِ بِالزِّنَا ثُمَّ لَمْ
يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

(۴) اور جو لوگ ان عورتوں کو جو زنا سے پاک ہیں تہمت زنا کی لگاتے ہیں پھر ان کے زنا کے چار گواہ جو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی گواہی دیں نہیں لاتے، سو ان میں سے ہر ایک کے اَسّی کوڑے

عَلَى زِنَاهُنَّ بِرُؤْيَتِهِمْ فَاجْلِدُوهُمْ أَيْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً فِي شَيْءٍ أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ لِإِتْيَانِهِمْ كَبِيرَةً

مارو۔

اور کسی امر میں ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور یہی لوگ بدکار کیونکہ ایسا کبیرہ گناہ ان سے سرزد ہوا۔

(۵) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا ۚ عَمَلَهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ لَهُمْ قَذْفَهُمْ رَحِيمٌ ○ بِهِمْ بِإِلْهَامِهِمُ التَّوْبَةَ فِيهَا يَنْتَهِي فِسْقُهُمْ وَتُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ وَقِيلَ لَا تُقْبَلُ رُجُوعًا بِالِاسْتِثْنَاءِ إِلَى الْجُمْلَةِ الْأَخِيرَةِ

(۵) مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنے عمل درست کئے پس بے شبہ اللہ ان کو بخشنے والا اور ان کو تہمت لگانے کا معاف فرمانے والا ہے ان پر رحم فرمانے والا ہے کہ ان کے دل میں توبہ القاء فرمائی سو توبہ سے ان کا فسق دور ہو جاتا ہے اور انکی گواہی بھی معتبر ہوتی ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ انکی گواہی معتبر نہیں ہوتی وہ اس استثناء کو صرف جملہ اخیرہ یعنی واولٰئک ہم الفسقون کی طرف پھیرتے ہیں۔

تشریح

(۴) زنا کی تہمت لگانے کی سزا | اسلام کی نظر میں زنا ایک بدترین گناہ ہے اور اسکی سزا بھی بہت سخت رکھی گئی ہے تاکہ بدکاری کا دروازہ بند رہے۔ جہاں سخت سزا ہے وہاں اس الزام کا ثابت کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ تمام جرائم کے مقابلے میں زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہوں کی شرط رکھی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص خواہ مرد ہو یا عورت کسی پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ مرد یا عورت ایسے پاکباز ہوں کہ کسی دلیل یا شرعی قرینے سے یہ ثابت نہ ہو کہ یہ لوگ ایسی بری حرکت میں مبتلا ہوئے ہیں عام خیال انکے بارے میں پاکردار ہونیکا ہو تو انکے کردار کو داغدار کرنے والے مرد وعورت کو جو اپنے الزام کو ثابت نہ کرسکے تو جس پر تہمت لگائی گئی اسکے مطالبے پر الزام لگانے والے کو اسی درّے لگائے جائینگے۔ یہ حدِ قذف ہے۔ یعنی تہمت زنا کی سزا۔ اسکے علاوہ ایسے مرد وعورت کو ہمیشہ کیلئے مردود الشہادت قرار دیدیا جائیگا یعنی اسکی گواہی آئندہ کسی معاملے میں قابل قبول نہ ہوگی ایسی تہمت لگانے والے اگر اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسکیں تو وہ فاسق وگناہ گار ہیں انہوں نے ایک مسلمان کی آبروریزی کرکے اسکو بدنام کیا ہے اسکو چاہیئے تھا کہ جب وہ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کرسکتا تو وہ ان کی پردہ داری کرے تاکہ اسلامی معاشرے میں گندی باتوں کا چرچا نہ ہو معاشرے کی پاکیزگی کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ بیہودہ الزام تراشیوں کا موقع نہ دیا جائے اور گندگی کو اچھالا نہ جائے کیونکہ گندگی کو جتنا کریدا جاتا ہے اسکی بدبو پھیلتی ہے گندگی کو پھیلانا نہیں چاہیئے بلکہ دبانا چاہیئے اسلئے جھوٹے الزام کی اتنی سخت سزا مقرر کی گئی ہے یہ سزا دینا اسلامی عدالت کا کام ہے۔

(۵) فاسق مسلمان توبہ کے بعد فاسق نہیں رہیگا | کسی مسلمان نے جان بوجھ کر کسی پاکباز مرد یا عورت پر زنا کی جھوٹی تہمت لگائی اور وہ اپنا الزام ثابت نہیں کرسکا تو وہ فاسق وگنہگار ہے لیکن اگر اس نے توبہ کرلی تو نافرمانی سے اس کا دامن پاک ہوگیا اور وہ نافرمان بندوں میں شامل نہ رہا مگر آئندہ اسکی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ

لَمْ يَكُنْ	وَ	اَزْوَاجَهُمْ	يَرْمُوْنَ	وَالَّذِيْنَ
نہ ہوں	اور	اپنی بیویاں	تہمت لگائیں	اور جو لوگ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور خود ان کے

لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ

اَرْبَعُ	اَحَدِهِمْ	فَشَهَادَةُ	اَنْفُسُهُمْ	اِلَّآ	شُهَدَآءُ	لَّهُمْ
چار	انہیں سے ایک	پس گواہی	انکی جانیں (خود)	سوا	گواہ	ان کے

سوا ان کے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی گواہی یہ ہے

شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥

	الصّٰدِقِيْنَ	لَمِنَ	اِنَّهٗ	بِاللّٰهِ	شَهٰدٰتٍ
	سچ بولنے والے	بیشک سے	کہ وہ	اللہ کی قسم	گواہیاں

کہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار بار گواہی دے کہ وہ سچ بولنے والوں میں سے ہے (سچا ہے)

⑥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ بِالزِّنَا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ عَلَيْهِ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ وَقَعَ ذٰلِكَ لِجَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ مُبْتَدَأٌ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ نَصْبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فِيْمَا رَمٰى بِهٖ زَوْجَتَهٗ مِنَ الزِّنَا

⑥ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور ان کے گواہ بجز انکی جانوں کے اور کوئی نہیں (یہ قصہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پیش آیا) سو ایسے شخص کی گواہی یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بیشبہ میں نے جو اپنی بیوی کی نسبت زنا کا اقرار کیا ہے اسمیں میں سچا ہوں

تشریح

⑥ لعان یعنی بیوی پر زنا کا الزام | کسی غیر مرد یا عورت کی بدچلنی دیکھ کر تو آدمی صبر کرسکتا ہے اور گواہ نہ ہونے کی وجہ سے چپ رہ سکتا ہے لیکن اگر اپنی بیوی کی بدچلنی خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو کیا کرے؟ اس آیت میں اسی کا حکم بیان ہوا ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر صاف لفظوں میں زنا کا الزام لگائے یا اپنی اولاد کے متعلق کہے کہ یہ اس کی نہیں ہے اور اسلامی عدالت میں مقدمہ پیش ہو تو حاکم شرعی پہلے ان دونوں کو موقع دیگا کہ انمیں سے کوئی اپنے جرم کا اقرار کرلے یا تو مرد اپنا الزام واپس لے لے یا عورت اپنی خطا کا اقرار کرلے۔ اگر دونوں اپنی اپنی بات پر اصرار کریں تو پھر ان پر لعان کا حکم جاری کیا جائیگا یعنی پہلے مرد سے کہا جائیگا کہ تم چار گواہ پیش کرو اگر چار گواہ مل گئے اور انکی گواہی عدالت نے قبول کرلی تو عورت پر زنا کی حد جاری کردی جائے گی اور اگر مرد چار گواہ پیش نہ کرسکا تو اس سے کہا جائیگا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ کہے کہ اس نے اپنی بیوی پر جو الزام لگایا ہے وہ صحیح ہے۔

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ

وَالْخَامِسَةُ	أَنَّ	لَعْنَتَ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	إِنْ	كَانَ
اور پانچویں	یہ کہ	اللہ کی لعنت	اس پر	اگر	ہے

اور پانچویں بار یہ کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹ بولنے والوں

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ

مِنَ	الْكٰذِبِيْنَ	وَ	يَدْرَؤُا	عَنْهَا	الْعَذَابَ	أَنْ
سے	جھوٹ بولنے والے	اور	ٹل جائے گی	اس عورت سے	سزا	اگر

میں سے (جھوٹا ہے) اور اس عورت سے ٹل جائے گی سزا اگر

تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞

تَشْهَدَ	أَرْبَعَ	شَهٰدٰتٍ	بِاللّٰهِ	إِنَّهٗ	لَمِنَ	الْكٰذِبِيْنَ
گواہی دے	چار بار	گواہی	اللہ کی قسم	کہ وہ	البتہ سے	جھوٹے لوگ

وہ چار بار اللہ کی قسم کیساتھ گواہی دے کہ وہ (مرد) البتہ جھوٹوں میں سے ہے (جھوٹا ہے)

۷ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ فِي ذٰلِكَ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَأ أَيْ يَدْفَعُ عَنْهُ حَدَّ الْقَذْفِ

۷ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

۸ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَيْ حَدَّ الزِّنَا الَّذِيْ ثَبَتَ بِشَهَادَاتِهٖ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ فِيْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

۸ اور عورت سے زنا کی حد جو اس کے خاوند کے گواہوں سے ثابت ہوئی جب دفع ہو کہ وہ چار مرتبہ اللہ کے واسطے سے گواہی دے کہ میرا خاوند بالضرور جھوٹا ہے تہمت زنا میں جو اس نے مجھ کو لگائی۔

تشریح

۷ لعان میں پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت چار مرتبہ اپنی صداقت کی قسم کھا کر پانچویں مرتبہ مرد کو یہ کہنا ہوگا کہ اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار۔ مذکورہ چار قسمیں گویا چار حلفیہ شہادتیں ہو جائیں گی اور پانچویں مرتبہ اپنے اوپر جھوٹا ہونے کی صورت میں خود ہی اپنے اوپر اللہ کی پھٹکار اور لعنت ڈالنی ہوگی۔ اگر مرد پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہنے سے انکار کر دے تو قانونِ شریعت کے مطابق اس کو قید کر دیا جائے گا اور حاکم اس کو مجبور کرے گا کہ یا تو اپنے آپ کو جھوٹا ہونے کا اقرار کرے یا لعنت کے الفاظ ادا کرے۔ اگر اس نے اپنے جھوٹا ہونے کا اقرار کر لیا تو اس پر زنا کی تہمت کی سزا حدِ قذف جاری ہوگی۔

۸ عورت سے بھی چار قسمیں لی جائیں گی اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص یعنی میرا شوہر اپنے الزام میں جھوٹا ہے۔ اس نے میرے اوپر جھوٹی تہمت لگائی ہے۔

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْ

وَالْخَامِسَةَ	أَنَّ	غَضَبَ اللّٰهِ	عَلَيْهَا	إِنْ كَانَ	مِنَ	الصّٰدِقِيْنَ	وَلَوْ
اور پانچویں بار	یہ کہ	اللہ کا غضب	اس پر	اگر وہ ہے	سے	سچے لوگ	اور اگر

اور پانچویں بار یہ کہ اس عورت پر (مجھ پر) اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچوں میں سے ہے (سچا ہے) اور اگر تم پر

لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

لَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَرَحْمَتُهٗ	وَأَنَّ	اللّٰهَ	تَوَّابٌ	حَكِيْمٌ
نہ	اللہ کا فضل	تم پر	اور اس کی رحمت	اور یہ کہ	اللہ	توبہ قبول کرنے والا	حکمت والا

نہ ہوتا اللہ کا فضل اور اس کی رحمت (تو یہ مشکل حل نہ ہوتی) اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا، حکمت والا ہے

﴿۹﴾ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فِيْ ذٰلِكَ

﴿۱۰﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ بِالسَّتْرِ فِيْ ذٰلِكَ وَ أَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ بِقَبُوْلِهِ التَّوْبَةَ فِيْ ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ حَكِيْمٌ ○ فِيْمَا حَكَمَ بِهٖ فِيْ ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ لَبَيَّنَ الْحَقَّ فِيْ ذٰلِكَ وَ عَاجَلَ بِالْعُقُوْبَةِ مَنْ يَّسْتَحِقُّهَا

﴿۹﴾ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غصہ ہو اگر میرا خاوند اس تہمت میں سچا ہو۔

﴿۱۰﴾ اور اگر اے لوگو تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی اور وہ تمہاری پردہ پوشی نہ فرماتا اور اس امر میں اور اسکے سوا دیگر امور میں تمہاری توبہ قبول نہ فرماتا تو اس بارہ میں جو امر حق ہے وہ ظاہر فرما دیتا اور جو مستحق سزا ہے اس کو سزا دیتا۔

تشریح

﴿۹﴾ پانچویں مرتبہ عورت اپنے اوپر لعنت کرے | چار مرتبہ اللہ کی قسم کھانے نے بعد پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ میرے اوپر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ یعنی میرا شوہر اپنے الزام میں سچا ہو۔

واضح رہے کہ لعان کی صورت میں نکاح فسخ ((DISSOLVE)) ہو جاتا ہے چنانچہ بخاری کتاب الطلاق میں ہے کہ نبیؐ نے انصار کے ایک مرد اور عورت کے درمیان لعان کرایا اور ان دونوں کو جدا کر دیا۔

﴿۱۰﴾ گھریلو مسائل میں اللہ کی رہنمائی تمہارے لئے رحمت ہے | میاں بیوی کے مسائل بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں اور انمیں بڑی نزاکت ہوتی ہے کوئی غیر آدمی غلط حرکت کر رہا ہو تو آدمی نظر انداز کر سکتا ہے مگر خود اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھ کر صبر کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اگر محض شوہر کے قسمیں کھانے پر زنا ثابت ہو جاتا تو بھی مشکل تھی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بیوی سچی ہو اور اس پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہو۔ اور اگر صرف عورت کے قسمیں کھانے پر عورت کو سچا سمجھ لیا جاتا تو مرد پر جھوٹا الزام لگانے کی سزا حدِ قذف جاری ہو جاتی۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ مرد سچا ہو۔ ان حالات میں لعان کے قانون میں ہر طرح کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا اثر ہے کہ دونوں فریقین میں سے جو سچا ہے وہ بے جا سزا سے بچ گیا اور دنیا میں جھوٹے کی پردہ پوشی کر کے اسکو توبہ کی مہلت دیگئی کہ وہ گناہ گار توبہ کر کے اپنی اصلاح کر سکتا ہے اور اس کی رحمت کا مستحق بن سکتا ہے وہ بڑی حکمت والا ہے اور اس کے احکام حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں

إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ

إِنَّ	الَّذِيْنَ	جَآءُوْا	بِالْاِفْكِ	عُصْبَةٌ	مِّنْكُمْ	لَا تَحْسَبُوْهُ
بیشک	جو لوگ	لائے	بڑا بہتان	ایک جماعت	تم میں سے	تم اُسے گمان نہ کرو

بیشک جو لوگ بڑا بہتان لائے تم (ہی) میں سے ایک جماعت ہیں۔ تم اسے اپنے لئے

شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ

شَرًّا	لَّكُمْ	بَلْ هُوَ	خَيْرٌ لَّكُمْ	لِكُلِّ امْرِئٍ	مِّنْهُمْ	مَّا اكْتَسَبَ	مِنَ
برا	اپنے لئے	بلکہ وہ	بہتر ہے تمہارے لئے	ہر ایک آدمی کے لئے	انہیں سے	جو اس نے کمایا (کیا)	سے

بُرا کرو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے، ان میں سے ہر آدمی کے لئے جتنا اس نے کیا (اُتنا)

الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

الْاِثْمِ	وَالَّذِيْ	تَوَلّٰى	كِبْرَهٗ	مِنْهُمْ	لَهٗ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ
گناہ	اور وہ جس	اٹھایا	بڑا اسکا	انہیں سے	اسکے لئے	عذاب	بڑا

گناہ ہے اور جس نے اس کا بڑا (طوفان) اٹھایا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

(۱۱) إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ

أَسْوَءِ الْكَذِبِ عَلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِقَذْفِهَا عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ، جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ وَمِسْطَحٌ وَحِمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ لَا تَحْسَبُوْهُ أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ غَيْرَ الْعُصْبَةِ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ يَأْجُرُكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُظْهِرُ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَمَنْ جَآءَ مَعَهَا مِنْهُ وَهُوَ صَفْوَانُ فَإِنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَفَرَغَ مِنْهَا وَرَجَعَ وَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ

(۱۱) إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الخ

بیشک جن لوگوں نے عائشہ ام المومنین کو تہمت لگائی اور جھوٹ بولا وہ ایک جماعت تم میں سے ہیں یعنی مسلمانوں کی ہی ایک جماعت ہے جیسے حسان بن ثابت اور عبداللہ بن ابی اور مسطح اور حمنہ بنت جحش۔

تم اے مسلمانوں اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو (یہ خطاب ہے ان مسلمانوں کو جو تہمت میں شریک نہ تھے) بلکہ یہ امر تمہارے لئے بہتر ہے تم کو اللہ تعالےٰ اس کا اجر عطا فرماوے اور عائشہ کا پاک ہونا ظاہر فرماویگا اور اس مرد کی پاکی اور برارۃ بھی ظاہر فرماویگا جو عائشہ رض کے ساتھ آیا تھا یعنی صفوان جس کی نسبت تہمت لگائی گئی تھی۔ تفصیل اس قصہ کی یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک غزوہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھی بعد اسکے کہ حکم پردہ کا نازل ہوچکا تھا سو جب جناب رسول اللہ صلعم اس غزوہ

وَاٰذِنَ بِالرَّحِيْلِ لَيْلَةً فَمَشَيْتُ وَقَضَيْتُ شَانِيْ وَاَقْبَلْتُ اِلَى الرَّحْلِ فَاِذَا عِقْدِيْ اِنْقَطَعَ هُوَ بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ اَلْقِلَادَةُ فَرَجَعْتُ اَلْتَمِسُهُ وَحَمَلُوْا هَوْدَجِيْ هُوَ مَا يَرْكَبُ فِيْهِ عَلٰى بَعِيْرِيْ يَحْسَبُوْنَنِيْ فِيْهِ وَكَانَتِ النِّسَاءُ خِفَافًا اِنَّمَا يَاكُلْنَ الْعُلْقَةَ وَهُوَ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ اللَّامِ مِنَ الطَّعَامِ اَيِ الْقَلِيْلِ وَوَجَدْتُ عِقْدِيْ وَجِئْتُ بَعْدَمَا سَارُوْا فَجَلَسْتُ فِي الْمَنْزِلِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ وَظَنَنْتُ اَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُوْنَنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَغَلَبَتْنِيْ عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ قَدْ عَرَّسَ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ هُمَا بِتَشْدِيْدِ الرَّاءِ وَالدَّالِ اَيْ نَزَلَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ لِلْاِسْتِرَاحَةِ فَسَارَ مِنْهُ فَاَصْبَحَ فِيْ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ اَيْ شَخْصَهُ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ اَيْ قَوْلُهٗ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ اَيْ غَطَّيْتُهٗ بِالْمُلَاءَةِ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اِسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ وَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ اَيْ مِنْ اَوْغَرَ اَيْ وَاقِفِيْنَ فِيْ مَكَانٍ وَغِرٍ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ

سے فارغ ہوئے اور واپس ہوکے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے اور بوقت شب روانگی کی تیاری فرمائی اور اطلاع فرمائی کہ سب لوگ تیار ہوجائیں۔ سو میں یہ سنکر اٹھی اور حاجت پوری کرکے اپنی منزل کی طرف واپس ہوئی ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے اس لئے میں اسی جگہ لوٹی جہاں قضاء حاجت کی تھی تاکہ ہار کو تلاش کروں۔ اتنے میں قافلہ روانہ ہوگیا اور لوگوں نے میرا کجاوہ جسمیں میں بیٹھتی تھی اٹھا کر میرا اونٹ پر رکھدیا وہ یہ سمجھتے رہے کہ میں اپنے کجاوہ میں ہوں کیونکہ اس زمانے میں عورتیں ہلکی تھیں زیادہ بوجھ نہیں نہ ہوتا تھا کہ کھانا بہت تھوڑا کھاتی تھیں۔ اور مجھے میرا ہار مل گیا میں اسکو لیکر اسوقت آئی کہ اہل قافلہ روانہ ہوچکے تھے۔ پھر میں اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں میرا اونٹ اور کجاوہ تھا یہ سمجھ کر کہ اہل قافلہ مجھ کو نہ پائینگے تو اسی جگہ واپس ہوکر دیکھیں گے۔ اسی حالت میں مجھ کو نیند کا غلبہ ہوا میں سوگئی۔ اور صفوان رات کو قافلے سے پیچھے رہے تھا۔ اندھیرے سے وہ وہاں سے واپس ہوکر چلا صبح ہوتے وقت جہاں میں تھی وہاں آگیا اس نے دیکھا کہ ایک آدمی پڑا سورہا ہے جب میرے قریب آیا اور مجھ کو دیکھا پہچان لیا کیونکہ وہ پردہ کے حکم سے پہلے مجھ کو دیکھتا تھا سو اس نے مجھے دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اس کے اس کلمہ سے میری آنکھ کھل گئی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ چھپا لیا۔ بخدا اس نے سوا کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے کوئی بات مجھ سے نہیں کی اور نہ میں نے کوئی بات بجز اس کے اس کی زبان سے سنی جبکہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے اگلے پیر کو دبایا تاکہ اٹھ کھڑا نہ ہو۔ میں اس اونٹ پر سوار ہوگئی صفوان پیادہ پا اس اونٹ کی رسی پکڑ کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے بعد اس کے کہ اہل قافلہ دوپہر کے وقت آرام کرنے کو ٹھہر گئے تھے سو جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا وہ مجھ کو تہمت لگا کر خراب و تباہ ہوا۔

فِی وَ کَانَ الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ ابْنُ سَلُوْلَ اِنْتَهٰی تَوَلُّهَا رَوَاهُ الشَّیْخَانِ قَالَ تَعَالٰی لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ اَیْ عَلَیْهِ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ فِیْ ذٰلِكَ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ اَیْ تَحَمَّلَ مُعْظَمَهٗ فَبَدَءَ بِالْخَوْضِ فِیْهِ وَ اَشَاعَهٗ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَیٍّ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ هُوَ النَّارُ فِی الْاٰخِرَةِ

اور ان میں بڑا تہمت لگانے والا اور زیادہ اسکو پھیلانے والا عبداللہ بن ابی بن سلول منافق تھا۔ ختم ہوا قول عائشہ صدیقہ کا روایت کیا اس قصہ کو بخاری و مسلم نے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ان میں سے ہر ایک شخص پر اسکی کمائی کا گناہ ہے اور ان میں جو بڑا تہمت لگانے والا اور زیادہ ذکر و اشاعت کرنے والا ہے اس کو سخت عذاب ہے یعنی آخرت میں اسکے لئے دوزخ ہے۔

تشریح

(۱۱) افک کا واقعہ ــــ اس شر میں خیر کے بہت سے پہلو تھے۔ افک کے معنی ہیں بات کو الٹ دینا یعنی بات کا کچھ سے کچھ بنا دینا جو حقیقت کے خلاف ہو۔ یہ لفظ جھوٹ، افترا اور بہتان کے معنی میں بولا جاتا ہے آیت مذکورہ میں اشارہ ہے بہتان تراشی کے اس واقعہ کی طرف جس نے مسلم معاشرہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

نبی ؐ اور آپ کے ساتھیوں کی کامیابی کا راز "اخلاقی برتری" تھی جس نے ان میں کامل درجہ کا اتحاد اور نظم و ضبط پیدا کر دیا تھا۔ یہ وہ طاقت تھی جس کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ مشرکین میں تھی نہ یہود و منافقین میں۔

مخالفین کی افرادی اور فوجی برتری کے باوجود "ناکامی" کی اصل وجہ یہی تھی۔ کھلے میدان میں زک پر زک اٹھانے کے بعد انہوں نے لڑائی کا میدان بدل دیا ــــ جھوٹے پروپیگنڈے اور غلط الزامات کے ذریعے مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

ذیقعدہ ۵ھ میں نبی ؐ کے حضرت زینب کے ساتھ نکاح پر وہ افسانے تراشے گئے کہ کمزور ایمان کے مسلمان بھی ان کی باتوں کے جال میں پھنسنے لگے ــــ حضرت عائشہ رضؓ کے پاک دامن کو داغدار کرنے کی کوشش بھی اسی گندی ذہنیت کا ایک حصہ تھی۔

واقعہ یہ ہوا کہ :-

بنی المصطلق قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک شاخ تھی جو ساحل بحر احمر پر جدے اور رابغ کے درمیان قُدَید کے علاقے میں رہتی تھی اس کے چشمے کا نام مریسیع تھا جس کے آس پاس اس قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ اسی مناسبت سے احادیث میں اس مہم کا نام غزوۂ مریسیع بھی آیا ہے۔

شعبان ۶ھ میں نبی ؐ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور دوسرے قبائل کو بھی جمع کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی آپؐ ایک لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ فتنے کے سر اٹھانے سے پہلے ہی اسے کچل دیا جائے۔ اس مہم میں عبداللہ بن ابی بھی منافقوں کی ایک بڑی تعداد لے کر آپؐ کے ساتھ ہو گیا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ اس سے پہلے کسی جنگ میں منافقین اس کثرت سے شامل نہ ہوئے تھے۔

مریسیع کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک دشمن کو جا لیا اور تھوڑی سی زد و کوب کے بعد سارے قبیلے کو مال و متاع سمیت گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر ابھی مریسیع ہی پر لشکر اسلام پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ ایک روز حضرت عمر کے ایک ملازم (جہجاہ بن مسعود غفاری) اور قبیلۂ خزرج کے ایک حلیف (سنان بن وبر جہنی) کے درمیان پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے انصار کو پکارا، دوسرے نے مہاجرین کو آواز دی۔ لوگ دونوں طرف جمع ہو گئے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن عبداللہ بن ابی نے جو انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا، بات کا بتنگڑ بنا دیا اس نے انصار کو یہ کہہ کر بھڑکانا شروع کیا کہ یہ مہاجرین ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں اور ہمارے حریف بن بیٹھے ہیں ہماری اور ان قریشی کنگالوں کی مثال ایسی ہے کہ کتے کو پال تاکہ تجھے ہی بھنبھوڑ کھائے۔ یہ سب کچھ تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔ تم لوگوں نے خود ہی ان کو لا کر اپنے ہاں بسایا ہے اور ان کو اپنے مال و جائداد میں حصہ دار بنایا ہے۔ آج اگر تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ چلتے پھرتے نظر آئیں۔

پھر اس نے قسم کھا کر کہا کہ " مدینے واپس پہنچنے کے بعد جو ہم میں عزت والا ہے وہ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کرے گا"۔ اس کی ان باتوں کی اطلاع جب نبی ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ اس شخص کو قتل کرا دیا جائے۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

" فَكَيْفَ يَا عُمَرُ إِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ "

(عمر! دنیا کیا کہے گی کہ محمد خود اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔)

پھر آپؐ نے فوراً ہی اس مقام سے کوچ کا حکم دے دیا اور دوسرے دن دوپہر تک کسی جگہ پڑاؤ نہ کیا تاکہ لوگ خوب تھک جائیں اور کسی کو بیٹھ کر چہ میگوئیاں کرنے اور سننے کی مہلت نہ ملے۔ راستہ میں اُسید بن حُضیر نے عرض کیا:۔ یا نبی اللہ! آج آپ نے اپنے معمول کے خلاف ناوقت کوچ کا حکم دیدیا؟

آپؐ نے جواب دیا۔ تم نے سنا نہیں کہ تمہارے صاحب نے کیا باتیں کیں ہیں؟

انہوں نے پوچھا کون صاحب؟

آپؐ نے فرمایا:۔ عبداللہ بن ابی۔

انھوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! اس شخص سے رعایت فرمائیے۔ آپ جب مدینہ تشریف لائے ہیں تو ہم لوگ اسے اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اور اس کے لئے تاج تیار ہو رہا تھا۔ آپ کی آمد سے اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اسی کی جلن وہ نکال رہا ہے۔"

یہ شوشہ ابھی تازہ ہی تھا کہ اس سفر میں ایک اور خطرناک فتنہ اٹھا دیا اور فتنہ بھی ایسا کہ اگر نبی ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کمال درجہ ضبط و تحمل اور حکمت و دانائی سے کام نہ لیتے تو مدینے کی نوخیز مسلم سوسائٹی میں سخت خانہ جنگی برپا ہو جاتی۔ یہ حضرت عائشہ رضؓ پر تہمت کا فتنہ تھا۔

اس کا واقعہ خود انہی کی زبان سے سنئے جس سے پوری صورتِ حال سامنے آجائیگی۔ بیچ بیچ میں جو امور تشریح طلب ہونگے انہیں ہم دوسری معتبر روایات کی مدد سے قوسین میں بڑھاتے جائیں گے تاکہ جناب صدیقہ کے تسلسل بیان میں خلل واقع نہ ہو۔ فرماتی ہیں:۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپؐ سفر پر جانے لگتے تو قرعہ ڈال کر فیصلہ فرماتے کہ آپ کی بیویوں میں سے کون آپ کے ساتھ جائیگی

غزوۂ بنی المصطلق کے موقعہ پر قرعہ میرے نام نکلا اور میں آپؐ کے ساتھ گئی۔ واپسی پر جب ہم مدینہ کے قریب

ایک منزل پر رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا اور ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاریاں شروع ہو گئیں میں اُٹھ کر رفع حاجت کے لئے گئی اور جب پلٹنے لگی تو قیام گاہ کے قریب پہنچ کر مجھے محسوس ہوا کہ میرے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر پڑا ہے۔ میں اسے تلاش کرنے لگ گئی اور اتنے میں قافلہ روانہ ہو گیا۔ قاعدہ تھا کہ میں کوچ کے وقت اپنے ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور چار آدمی اٹھا کر اسے اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ ہم عورتیں اس زمانے میں غذا کی کمی کے سبب بہت ہلکی پھلکی تھیں میرا ہودہ اٹھاتے وقت لوگوں کو یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں اس میں نہیں ہوں۔ وہ بے خبری میں خالی ہودہ اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ میں جب ہار لیکر پلٹی تو وہاں کوئی نہ تھا۔ آخر اپنی چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ گئی اور دل میں سوچ لیا کہ آگے چل کر جب یہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو خود ہی ڈھونڈتے ہوئے آجائیں گے اسی حالت میں مجھے نیند آگئی۔ صبح کے وقت صفوان بن معطل سُلمی اس جگہ سے گذرے جہاں میں سو رہی تھی اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کیونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے وہ مجھے بارہا دیکھ چکے تھے (یہ صاحب بدری صحابیوں میں سے تھے) ان کو صبح دیر تک سونے کی عادت تھی اسلئے یہ بھی لشکر گاہ میں کہیں پڑے سوتے رہ گئے تھے اور اب اُٹھ کر مدینے جا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر انھوں نے اونٹ روک لیا اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ہ" رسول اللہ کی بیوی یہیں رہ گئیں ——— اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے فوراً اپنے منہ پر چادر ڈال لی۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی لاکر اپنا اونٹ میرے پاس بٹھا دیا اور الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ نکیل پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ دوپہر کے قریب ہم نے لشکر کو جا لیا جب کہ وہ ابھی ایک جگہ جا کر ٹھہرا ہی تھا اور لشکر والوں کو ابھی پتہ نہ چلا تھا کہ میں پیچھے چھوٹ گئی ہوں۔ اس پر بہتان اٹھانے والوں نے بہتان اٹھا دیئے۔ اور ان میں سب سے پیش پیش عبداللہ بن ابی تھا مگر میں اس سے بے خبر تھی کہ مجھ پر کیا باتیں بن رہی ہیں۔

دوسری روایات میں آیا ہے کہ جس وقت صفوان کے اونٹ پر حضرت عائشہ رضی لشکر گاہ پہنچیں اور معلوم ہوا کہ آپ اس طرح پیچھے چھوٹ گئی تھیں۔ اسی وقت عبداللہ بن اُبی پکار اُٹھا کہ "خدا کی قسم یہ بچ کر نہیں آئی ہے۔ لو دیکھو تمہارے نبی کی بیوی نے رات ایک اور شخص کے ساتھ گزاری اور اب وہ اسے علانیہ لئے چلا آرہا ہے۔

"مدینے پہنچ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک مہینے کے قریب پلنگ پر پڑی رہی۔ شہر میں اس بہتان کی خبریں اُڑ رہی تھیں رسول اللہ ﷺ کے کانوں تک بات پہنچ چکی تھی، مگر مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ البتہ جو چیز مجھے کھٹکتی تھی وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ توجہ میری طرف نہ تھی جو بیماری کے زمانے میں ہوا کرتی تھی۔ آپ گھر میں آتے تو بس گھر والوں سے یہ پوچھ کر رہ جاتے (کَیۡفَ تِیۡکُمۡ)۔ (کیسی ہیں یہ؟) خود مجھ سے کوئی کلام نہ کرتے۔ اس سے مجھے شبہ ہوتا کہ کوئی بات ہے فرد آخر آپ سے اجازت لے کر میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی تاکہ وہ میری تیمار داری اچھی طرح کر سکیں۔ (عدم التفات کی وجہ بدگمانی نہیں، بلکہ آپ کی شدید ذہنی پریشانی بھی ہو سکتی ہے۔ جو فطری طور پر سازش کے اس طوفان کی وجہ سے تھی)

ایک روز رات کے وقت حاجت کے لئے مدینے سے باہر گئی۔ اس وقت تک ہمارے گھروں میں بیت الخلانہ تھے اور ہم لوگ جنگل ہی جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ مسطح بن اثاثہ کی ماں بھی تھیں جو میرے والد کی خالہ زاد بہن تھیں (دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پورے خاندان کی کفالت حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اپنے ذمے لے رکھی تھی، مگر اس احسان کے باوجود مسطح بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے تھے جو حضرت عائشہ رضہ کے خلاف اس بہتان کو پھیلا رہے تھے)۔ راستہ میں ان کے ٹھوکر لگی اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا "غارت ہو مسطح"۔ میں نے کہا اچھی ماں

ہو جو بیٹے کو کوستی ہو اور بیٹا بھی وہ جس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے کہا، بیٹا کیا تجھے اس کی باتوں کی کچھ خبر ہے ؟" پھر انھوں نے سارا قصہ سنایا کہ افترا پرداز لوگ میرے متعلق کیا باتیں اُڑا رہے ہیں (منافقین کے سوا خود مسلمانوں میں سے جو لوگ اس فتنے میں شامل ہو گئے تھے ان میں مسطح، حسان بن ثابت مشہور شاعر اسلام اور حمنہ بنت جحش، حضرت زینب کی بہن کا حصہ سب سے نمایاں تھا) یہ داستان سنکر میرا خون خشک ہو گیا وہ حاجت بھی بھول گئی جس کے لئے آئی تھی سیدھی گھر گئی اور رات بھر رو رو کر کاٹی۔

آگے چل کر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میرے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا۔ اسامہ رضؓ نے میرے حق میں کلمۂ خیر کہا اور عرض کیا یا رسولؐ بھلائی کے سوا آپؐ کی بیوی میں کوئی چیز ہم نے نہیں پائی۔ یہ سب کذب اور باطل ہے جو اُڑایا جا رہا ہے۔ رہے علی رضؓ تو انہوں نے کہا " یا رسول اللہؐ عورتوں کی کمی نہیں ہے آپ اس کی جگہ دوسری بیوی کر سکتے ہیں۔ (حضرت علی رضؓ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی طور پر مطمئن کرنے کے لئے فرمائی نہ کہ حضرت صدیقہ رضؓ کے خلاف) اور تحقیق کرنا چاہیں تو خدمت گار لونڈی کو بلا کر حالات دریافت فرمائیں۔ چنانچہ خدمت گار کو بلایا گیا اور پوچھ گچھ کی گئی اس نے کہا: " اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی جس پر حرف رکھا جا سکے۔ بس اتنا عیب ہے کہ میں آٹا گوندھ کر کسی کام کو جاتی ہوں اور کہہ جاتی ہوں کہ بی بی ذرا آٹے کا خیال رکھنا۔ مگر وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے۔"

اسی روز رسول اللہؐ نے خطبہ فرمایا:۔

" مسلمانو ! کون ہے جو اس شخص کے حملوں سے میری عزت بچائے، جس نے میرے گھر والوں پر الزامات لگا کر مجھے اذیت پہنچانے کی حد کر دی ہے۔ میں نے نہ تو اپنی بیوی ہی میں کوئی برائی دیکھی ہے اور نہ اس شخص میں جس کے متعلق تہمت لگائی جاتی ہے۔ وہ تو کبھی میری غیر موجودگی میں گھر آیا بھی نہیں۔"

اس پر اُسید بن حُضیر (بعض روایات میں سعد بن معاذ رضؓ) نے اٹھ کر کہا: یا رسول اللہ، اگر وہ ہمارے اس قبیلے کا آدمی ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں۔ اور اگر ہمارے خزرجیوں میں سے ہے تو آپ حکم دیں ہم تعمیل کے لئے حاضر ہیں یہ سنتے ہی سعد بن عُبادہ، رئیس خزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، " جھوٹ کہتے ہو، تم ہرگز اُسے نہیں مار سکتے۔ تم اس کی گردن مارنے کا نام صرف اس لئے لے رہے ہو کہ وہ خزرج میں سے ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے کا آدمی ہوتا تو تم کبھی یہ نہ کہتے کہ ہم اس کی گردن مار دیں گے۔"

اُسید بن حُضیر نے جواب میں کہا:۔ "تم منافق ہو، اسی لئے منافقوں کی حمایت کرتے ہو۔" (حضرت سعدؓ میں بہت سی خوبیوں کے باوجود قبیلہ کی حمیت ایک کمزوری تھی۔)

اس پر مسجد نبویؐ میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، حالانکہ رسول اللہؐ منبر پر تشریف رکھتے تھے قریب تھا کہ اوس اور خزرج مسجد میں لڑ پڑتے مگر رسول اللہؐ نے ان کو ٹھنڈا کیا اور پھر منبر سے اُتر آئے۔

آگے چل کر حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ، اس بہتان کی افواہیں کم و بیش ایک مہینے تک شہر میں اڑتی رہیں۔ نبیؐ سخت اذیت میں مبتلا رہے۔ میں روتی رہی۔ میرے والدین انتہائی پریشانی اور غم و رنج میں مبتلا رہے۔ آخر کار ایک روز حضورؐ تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھے۔ اس پوری مدت میں آپ میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکر رضؓ اور ام رومان رضؓ (حضرت عائشہ رضؓ کی والدہ) نے محسوس کیا کہ آج کوئی فیصلہ کن بات ہونے والی ہے۔ اس لئے وہ دونوں بھی پا

آکر بیٹھ گئے۔ حضور ص نے فرمایا۔

عائشہ! مجھے تمہارے متعلق یہ خبریں پہنچی ہیں۔ اگر تم بے گناہ ہو تو امید ہے کہ اللہ تمہاری برأت ظاہر فرمادے گا۔ اور اگر واقعی تم کسی گناہ میں مبتلا ہوئی ہو تو اللہ سے توبہ کرو اور معافی مانگو۔ بندہ جب اپنے گناہ کا معترف ہو کر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ یہ سنکر میرے آنسو خشک ہو گئے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا آپ رسول اللہ ص کی بات کا جواب دیں۔ انہوں نے فرمایا بیٹی میری کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کہوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ ہی کچھ کہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں حیران ہوں کیا کہوں ——— اس پر میں بولی:-

" آپ لوگوں کے کانوں میں ایک بات پڑ گئی اور دلوں میں بیٹھ چکی ہے۔ اب اگر میں کہوں کہ میں بے گناہ ہوں ——— اور اللہ گواہ ہے کہ میں بے گناہ ہوں ——— تو آپ لوگ نہ مانیں گے اور اگر خواہ مخواہ ایک ایسی بات کا اعتراف کروں جو میں نے نہیں کی ——— اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کی ——— تو آپ لوگ مان لیں گے۔" میں نے اس وقت حضرت یعقوبؑ کا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر یاد نہ آیا۔ آخر میں نے کہا۔ اس حالت میں میرے لئے اسکے سوا اور کیا چارہ ہے کہ وہی بات کہوں جو حضرت یوسف ع کے والد نے کہی تھی کہ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ۔ (اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جبکہ حضرت یعقوب ع کے سامنے ان کے بیٹے بن یمین پر چوری کا الزام بیان کیا گیا تھا۔) (سورۂ یوسف، رکوع ۱۰)

یہ کہہ کر میں لیٹ گئی اور دوسری طرف کروٹ لے لی۔ میں اس وقت اپنے دل میں کہہ رہی تھی کہ اللہ میری بے گناہی سے واقف ہے اور وہ ضرور حقیقت کھول دے گا۔ اگرچہ یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ میرے حق میں وحی نازل ہوگی جو قیامت تک پڑھی جائے گی۔ میں اپنی ہستی کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ خود میری طرف سے بولے۔ مگر میرا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ص کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ تعالےٰ میری برأت ظاہر فرمادے گا ——— اتنے میں یکایک حضور ص پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو وحی نازل ہوتے وقت ہوا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ سخت جاڑے کے زمانے میں بھی موتی کی طرح آپ ص کے چہرے سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے۔ ہم سب خاموش ہو گئے۔ میں تو بالکل بے خوف تھی۔ مگر میرے والدین کا حال یہ تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ ڈر رہے تھے کہ دیکھئے اللہ کیا حقیقت کھولتا ہے۔

جب وہ کیفیت دُور ہوئی تو حضور ص بے حد خوش تھے۔ آپ ص نے ہنستے ہوئے پہلی بات جو فرمائی وہ یہ تھی کہ مبارک ہو عائشہ، اللہ نے تمہاری برارت نازل فرمادی ——— اور اس کے بعد حضور ص نے دس آیتیں سُنائیں (جو سورۂ نور میں ۱۱ ——— تا ——— ۲۱ ہیں)

میری والدہ نے کہا کہ اٹھو اور رسول اللہ ص کا شکریہ ادا کرو۔

میں نے کہا " میں نہ ان کا شکریہ ادا کروں گی نہ آپ دونوں کا بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ آپ لوگوں نے تو اس بہتان کا انکار تک نہ کیا۔"

منافقین نے یہ شوشہ اس لئے چھوڑا تھا کہ مسلمانوں کو اس میدان میں شکست دیں جو اُن کے تفوق کا اصل میدان تھا۔ یعنی اخلاق جس میں فائق ہونے ہی کی وجہ سے وہ ہر میدان میں اپنے حریفوں سے بازی لے جارہے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اسں کو بھی مسلمانوں کے لئے سببِ خیر بنا دیا۔

اس موقعہ پر ایک طرف نبی ﷺ نے، دوسری طرف حضرت ابو بکر رض اور ان کے خاندان والوں نے اور تیسری طرف عام اہلِ ایمان نے جو طرزِ عمل اختیار کیا اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ یہ لوگ برائی سے کس قدر پاک، کیسے ضابط و متحمل، کیسے انصاف پسند اور کس درجہ کریم النفس واقع ہوئے تھے۔ ——— نبی ﷺ کا ایک اشارہ ان لوگوں کی گردنیں اڑا دینے کے لئے کافی تھا جنھوں نے آپ کی عزت پر حملہ کیا تھا۔ مگر مہینہ بھر تک آپ صبر سے سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ اور اللہ کا حکم آگیا تو صرف اُن تین مسلمانوں کو جن پر جرمِ قذف ثابت تھا، حد لگوادی۔ منافقین کو پھر بھی کچھ نہ کہا۔

حضرت ابو بکر رض کا رشتہ دار جس کی اور جس کے گھر بھر کی وہ کفالت بھی فرماتے تھے، انکے دل و جگر پر وہ تیر چلاتا رہا مگر اللہ کے اس نیک بندے نے اس پر بھی نہ برادری کا تعلق منقطع کیا نہ اس کی اور اس کے خاندان کی مدد ہی بند کی۔

ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے بھی سوکن کی بدنامی میں ذرّہ برابر حصہ نہ لیا، بلکہ کسی نے ادنیٰ درجے میں بھی اپنی رضا یا پسند کا یا کم از کم قبولیت کا اظہار تک نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضرت زینب کی سگی بہن حمنہ بنت جحش، محض ان کی خاطر ان کی سوکن کو بدنام کر رہی تھیں مگر خود انہوں نے سوکن کے حق میں کلمۂ خیر ہی کہا۔

حضرت عائشہ رض کی اپنی روایت ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ میرا مقابلہ زینب رض سے ہی رہتا تھا مگر واقعہ اِفک کے سلسلے میں جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ رض کے متعلق تم کیا جانتی ہو؟۔

تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم میں اس کے اندر بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔

حضرت عائشہ رض کی اپنی شرافتِ نفس کا حال یہ تھا کہ حضرت حسان بن ثابت نے انہیں بدنام کرنے میں نمایاں حصہ لیا مگر وہ ہمیشہ ان کے ساتھ عزت و تواضع ہی سے پیش آتی رہیں۔ لوگوں نے یاد دلایا کہ یہ تو وہ شخص ہے جس نے آپ کو بدنام کیا تھا،۔ تو یہ جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیا کہ یہ وہ شخص ہے جو دشمنِ اسلام شعراء کو رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی طرف سے منہ توڑ جواب دیا کرتا تھا۔

یہ تھا ان لوگوں کا حال جن کا اس معاملہ سے براہِ راست تعلق تھا۔

اور عام مسلمانوں کی پاکیزہ نفسی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رض سے ان کی بیوی نے جب افواہوں کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے،

ایوب کی ماں! اگر تم عائشہ رض کی جگہ اس موقعہ پر ہوتیں تو کیا ایسا فعل کرتیں؟

وہ بولیں "خدا کی قسم یہ حرکت ہرگز نہ کرتی۔"

حضرت ابو ایوب رض نے کہا، "تو عائشہ تم سے بدرجہا بہتر ہیں۔" اور میں کہتا ہوں کہ اگر صفوان کی جگہ میں ہوتا تو اس طرح کا خیال تک نہ کر سکتا تھا، صفوان تو مجھ سے اچھا مسلمان ہے۔"

اس طرح منافقین جو کچھ چاہتے تھے نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا۔ اور مسلمانوں کا اخلاقی تفوق پہلے سے زیادہ نمایاں ہوگیا۔

پھر اس میں خیر کا ایک اور پہلو بھی تھا، اور وہ یہ کہ یہ واقعہ اسلام کے قوانین واحکام اور تمدنی ضوابط میں بڑے اہم اضافوں کا موجب بن گیا۔ اس کی بدولت مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی ہدایات حاصل ہوئیں جن پر عمل کر کے مسلم معاشرے کو ہمیشہ کے لئے برائیوں کی پیداوار اور ان کی اشاعت سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور پیدا ہو جائیں تو بروقت ان کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔

مزید برآں اس میں خیر کا پہلو یہ بھی تھا کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ نبی عالم غیب نہیں ہیں، جو کچھ اللہ بتاتا ہے وہی کچھ جانتے ہیں۔ اس کے ماسوا آپ کا علم اتنا ہی کچھ ہے جتنا ایک بشر کا ہو سکتا ہے۔ ایک مہینہ تک آپ حضرت عائشہ رضؓ کے معاملے میں سخت پریشان رہے۔ کبھی خادمہ سے پوچھتے، کبھی ازواج مطہرات سے، کبھی حضرت علی رضؓ سے اور کبھی اسامہ رضؓ سے۔ آخر کار حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا تو یہ فرمایا کہ اگر تم نے یہ گناہ کیا ہے تو توبہ کرو اور نہیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بے گناہی ثابت کر دے گا۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو پریشانی اور یہ پوچھ گچھ اور یہ تلقینِ توبہ کیوں ہوتی؟ البتہ جب وحی خداوندی نے حقیقت بتا دی تو آپ کو وہ علم حاصل ہو گیا جو مہینہ بھر تک حاصل نہ تھا۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے براہِ راست تجربے اور مشاہدے کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اس غلو اور مبالغے سے بچانے کا انتظام فرمایا جس میں عقیدت کا اندھا جوش بالعموم اپنے پیشواؤں کے معاملے میں لوگوں کو مبتلا کر دیتا ہے۔ بعید نہیں کہ مہینہ بھر وحی نہ بھیجنے میں اللہ تعالےٰ کے پیش نظر یہ بھی مصلحت رہی ہو، اول روز ہی وحی آجاتی تو یہ فائدہ حاصل نہ ہو سکتا۔

(تفہیم القرآن جلد سوم سے ماخوذ و مستفاد)

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ

بِاَنْفُسِهِمْ	وَالْمُؤْمِنٰتُ	الْمُؤْمِنُوْنَ	ظَنَّ	سَمِعْتُمُوْهُ	اِذْ	لَوْلَآ
(اپنوں کے) بارہ میں	اور مسلمان عورتوں	مسلمان مردوں	گمان کیا	تم نے وہ سنا	جب	کیوں نہ

جب تم نے وہ (بہتان) سنا تو کیوں نہ گمان کیا مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کے بارہ میں

خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

خَيْرًا	وَّقَالُوْا	هٰذَآ	اِفْكٌ	مُّبِيْنٌ	
نیک	اور انہوں نے کہا	یہ	بہتان	صریح	

(گمان) نیک اور انہوں نے (کیوں نہ) کہا ؟ یہ صریح بہتان ہے۔

(۱۲) لَوْلَا هَلَّا اِذْ حِيْنَ سَمِعْتُمُوْهُ
ظَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
بِاَنْفُسِهِمْ اَیْ ظَنَّ بَعْضُهُمْ
بِبَعْضٍ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ
اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ○ كِذْبٌ بَيِّنٌ
فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ
اَیْ ظَنَنْتُمْ اَيُّهَا الْعُصْبَةُ
وَقُلْتُمْ

(۱۲) مسلمانوں نے جب اس قصہ کو سنا تو اپنے بھائیوں پر نیک گمان کیوں نہ کیا یعنی تہمت کا یقین کیوں کر لیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ ظاہر جھوٹ ہے۔

تشریح

(۱۲) اسلامی معاشرہ ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ ظن پر قائم ہونا چاہیئے | اسلامی معاشرہ کی خصوصیت یہ ہونی چاہیئے کہ مسلمان مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ اچھا گمان رکھیں۔ جس معاشرے میں تعلقات کی بنیاد بدگمانی پر ہوتی ہے وہ معاشرہ کبھی مستحکم نہیں ہو سکتا۔ ایک مضبوط سماج کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے لئے دلوں میں اچھے خیالات ہوں اور اگر کوئی پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرے تو دوسرا بھائی فوراً اس کو رد کر دے۔ ایک اچھے سماج میں بغیر تحقیق کے تہمتیں نہیں تراشی جاتیں، الزامات نہیں لگائے جاتے اور کسی کی آبرو سے کھلواڑ نہیں کی جاتی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ سے ایک روز ان کی اہلیہ نے کہا کہ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے بارے میں ایسا ایسا کہہ رہے ہیں تو حضرت ابو ایوبؓ نے سنتے ہی فرمایا: وہ جھوٹے ہیں، بتاؤ کیا تم ایسا کام کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو ایوب نے فرمایا کہ صدیق کی بیٹی اور نبی کی بیوی تم سے بڑھ کر پاک و صاف ہیں ان کی نسبت ایسا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو جو ہونا تھا ہو گیا مگر اس بات کا خیال رکھو کہ صاحب ایمان مرد و عورت ایک دوسرے کے ساتھ اچھا گمان رکھیں اور ایسی بیہودہ باتیں سنیں تو فوراً اسکو رد کر دیں کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا

لَوْلَا	جَآءُوْ	عَلَيْهِ	بِاَرْبَعَةِ	شُهَدَآءَ	فَاِذْ	لَمْ يَاْتُوْا
کیوں نہ	وہ لائے	اس پر	چار	گواہ	پس جب	وہ نہ لائے

وہ کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ، پس جب وہ گواہ نہ

بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

بِالشُّهَدَآءِ	فَاُولٰٓئِكَ	عِنْدَ اللّٰهِ	هُمُ	الْكٰذِبُوْنَ
گواہ	تو وہی لوگ	اللہ کے نزدیک	وہی	جھوٹے

لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

(۱۳) لَوْلَا هَلَّا جَآءُوْ اَیْ الْعُصْبَةُ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ شَاهَدُوْهُ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ اَیْ فِیْ حُكْمِهٖ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○ فِيْهِ

(۱۳) جنہوں نے تہمت لگائی وہ اس کے دیکھنے کے چار گواہ کیوں نہ لائے۔
پس جب وہ لوگ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہ جھوٹے ہیں۔

تشریح

(۱۳) بدکاری کے الزام کے لئے چار گواہ ہونے ضروری ہیں۔ ایک انسان کی عزت و آبرو ایسی بے قیمت نہیں ہے کہ کوئی شخص صرف بدگمانی کرے، اس کے اوپر الزام لگا دے اور اس کی عزت کو مٹی میں ملا دے۔ حضرت عائشہ رض کے ساتھ جو صورتِ حال پیش آئی وہ خود بتا رہی ہے کہ اُمّ المومنین اور صفوان بن معطل جن کے تعلق سے الزام لگا قطعی معصوم اور پاک وصاف تھے۔ بات اتنی ہی تو ہوئی کہ کسی وجہ سے ام المومنین رض پیچھے رہ گئیں اور صفوان رض ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا کر قافلے میں لے آئے۔ تو کیا صرف اتنی سی بات کی وجہ سے اتنا بڑا الزام ان کے سر منڈھ دیا جائے۔ کہنے والے اگر سچے ہوتے تو گواہ پیش کرتے۔

اللہ کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی کسی پر الزام لگائے اور اپنے الزام کو گواہوں سے ثابت نہ کر سکے تو وہ جھوٹا ہے اور اس پر جھوٹا الزام لگانے کی سزا حدِ قذف جاری کی جائے گی۔ تاکہ آئندہ کوئی انسان کسی کی آبرو سے کھلواڑ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا

الدُّنْيَا	فِى	وَرَحْمَتُهٗ	عَلَيْكُمْ	فَضْلُ اللّٰهِ	وَلَوْلَا
دنیا	میں	اور اس کی رحمت	تم پر	اللہ کا فضل	اور اگر نہ

اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس

وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

عَظِيْمٌ	عَذَابٌ	فِيْهِ	اَفَضْتُمْ	فِىْ مَاۤ	لَمَسَّكُمْ	وَالْاٰخِرَةِ
بڑا	عذاب	اسمیں	تم پڑے	اسمیں جو	ضرور تم پر پڑتا	اور آخرت

(شغل میں) تم پڑے تھے تم پر ضرور پڑتا بڑا عذاب۔

﴿۱۴﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ اَيُّهَا الْعُصْبَةُ اَىْ خُضْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ فِى الْاٰخِرَةِ

﴿۱۴﴾ اور اگر اے لوگو تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو جو امر تم نے مشہور کیا اس کے سبب تم کو آخرت میں سخت عذاب ہوتا۔

تشریح

﴿۱۴﴾ **اللہ کے فضل نے تمہیں عذاب سے بچا لیا** عبداللہ بن اُبی اور دوسرے منافقین نے بڑی زبردست سازش کرکے حضرت عائشہ رضؓ کی پاکدامنی پر داغ لگانے کی کوشش کی تھی اور چند مسلمان بھی اپنی سادگی کی وجہ سے منافقین کے ساتھ لگ گئے تھے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہوا کہ اس نے بر وقت تمہیں متنبہ کرکے عذاب سے بچا لیا اور تمہیں توبہ کی توفیق دے کر تمہاری خطاؤں کو معاف کردیا۔ ورنہ منافقین کی طرح تم بھی اللہ کے عذاب میں پکڑے جاتے۔ اس تنبیہ میں یہ بات شامل ہے کہ ایک صاحبِ ایمان کو ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیئے اور مخالفین کی سازش سے بچتے رہنا چاہیئے۔

جب سبائی فتنہ اٹھا تو اس نے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچایا اور وہ خلافت جیسی نعمت سے محروم ہوگئے اس لئے یہ تنبیہ ایک خاص واقعہ سے متعلق ہوتے ہوئے بھی عام نوعیت کی ہے جس میں مسلمانوں کو بیدار رہنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ خاص طور پر وہ فتنہ جس کا جال ہم رنگِ زمین ہو۔ مسلمان اپنی سادگی کی وجہ سے مذہب کے نام پر بہت جلدی مائل ہوجاتا ہے۔ ایسے فتنوں کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ

مَّا لَيْسَ	بِأَفْوَاهِكُمْ	وَتَقُولُونَ	بِأَلْسِنَتِكُمْ	إِذْ تَلَقَّوْنَهُ
جو نہیں	اپنے منہ سے	اور تم کہتے تھے	اپنی زبان پر	جب تم لاتے تھے اُسے

جب تم (ایک دوسرے سے سن کر) اسے اپنی زبان پر لاتے تھے ، اور تم اپنے منہ سے کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی

لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾

عَظِيمٌ	عِندَ اللَّهِ	وَهُوَ	هَيِّنًا	وَتَحْسَبُونَهُ	عِلْمٌ	بِهِ	لَكُم
بہت بڑی بات	اللہ کے نزدیک	حالانکہ وہ	ہلکی بات	اور تم اُسے گمان کرتے تھے	کوئی علم	اسکا	تمہیں

علم نہ تھا اور تم اسے ہلکی بات گمان کرتے تھے حالاں کہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے

(۱۵) إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ أَيْ
يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ
وَحُذِفَ مِنَ الْفِعْلِ إِحْدَى
التَّائَيْنِ وَإِذْ مَنْصُوبٌ
بِمَسَّكُمْ أَوْ بِأَفَضْتُمْ وَ
تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا
لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ
هَيِّنًا لَا إِثْمَ فِيهِ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ
عَظِيمٌ ○ فِي الْإِثْمِ

(۱۵) تم نے اس قصے کو پھیلایا اس طرح کہ تم میں بعض بعض سے اسکو نقل کرتے تھے اور تم اپنے منہ سے وہ بات کہتے تھے جس کی تم کو خبر نہیں۔

اور تم اس کو آسان سمجھتے تھے کہ اس میں کچھ گناہ نہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے اور گناہ میں بہت زیادہ ہے۔

تشریح

(۱۵) بلا تحقیق بہتان کا چرچا معمولی بات نہیں ہے | کسی کے بارے میں کوئی منفی بات ہو کسی کی یا کوتاہی کا ذکر ہو تو لوگ بغیر کسی تحقیق کے اس کو پھیلانے میں زبانوں پر لانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ ان کے لئے یہ معمولی سی بات ہوتی ہے لیکن دوسرے کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔ یہ کوئی ہلکی اور معمولی بات نہیں ہے کہ حضرت محمد کے پاکیزہ گھرانے کی ایک باعصمت خاتون اور اہلِ ایمان کی روحانی ماں سے متعلق ایک بات ہو اور یوں ہی بلا تحقیق اس کو پھیلایا جائے۔ یہ بات اللہ کے یہاں بڑا جرم ہے اور انتہائی اخلاقی غیر ذمہ داری کا ثبوت ہے سُنی سنائی بات کو بیان کرنا غلط اور مسلم معاشرے کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ جو بات زبان سے نکالی جائے خوب سوچ سمجھ کر کہی جائے پوری تحقیق سے کہی جائے۔ کسی کے عیب کو ظاہر کرنا یہ خود انسان کی اپنی اخلاقی کمزوری کی دلیل ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا

وَلَوْلَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْهُ	قُلْتُمْ	مَّا يَكُوْنُ	لَنَآ	اَنْ نَّتَكَلَّمَ	بِهٰذَا
اور کیوں نہ	جب	تم نے وہ سنا	تم نے کہا	نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ ہم کہیں	ایسی بات

جب تم نے وہ سنا کیوں نہ کہا کہ ہمارے لئے (زیبا) نہیں ہے کہ ہم ایسی بات کہیں۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ

سُبْحٰنَكَ	هٰذَا	بُهْتَانٌ	عَظِيْمٌ	يَعِظُكُمُ	اللّٰهُ	اَنْ
تو پاک ہے	یہ	بہتان	بڑا	تمہیں نصیحت کرتا ہے	اللہ	کہ

(اے اللہ) تو پاک ہے، یہ بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ (مبادا)

تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾

تَعُوْدُوْا	لِمِثْلِهٖ	اَبَدًا	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
تم پھر کرو	ایسا کام	کبھی بھی	اگر	تم ہو	ایمان والے

ایسا کام پھر کبھی کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔

(۱۶) وَلَوْلَآ هَلَّا اِذْ حِيْنَ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ مَا يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ق سُبْحٰنَكَ هُوَ لِلتَّعَجُّبِ هُنَا هٰذَا بُهْتَانٌ كَذِبٌ عَظِيْمٌ ○
(۱۷) يَعِظُكُمُ اللّٰهُ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ تَتَّعِظُوْا بِذٰلِكَ

(۱۶) اور تم نے جب اسکو سنا یہ کیوں نہ کہا کہ ہم کو یہ لائق نہیں کہ ہم ایسی بات زبان سے نکالیں۔ سبحان اللہ، یہ نہایت عظیم بات اور بہتانِ عظیم ہے۔

(۱۷) اللہ تم کو منع فرماتا ہے کہ پھر کبھی تم ایسی بات کہو اگر تم ایمان والے ہو تو نصیحت قبول کرو۔

تشریح

(۱۶) اس کو بیان کرنا تو کیا دل میں بھی بدگمانی نہیں ہونی چاہیئے | یہ بات زبان سے کہنے کے لائق تو تھی ہی نہیں، ہونا یہ چاہیئے تھا کہ دل میں بھی بدگمانی پیدا نہ ہوتی۔ سنتے ہی کہہ دینا چاہیئے تھا کہ یہ بہتانِ عظیم ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کردے (كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ - مسلم)

(۱۷) آئندہ محتاط رہنے کی وصیت | اللہ تم نصیحت کرتے ہیں کہ آئندہ مومنین کو پوری طرح چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیئے اور آئندہ پھر ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیئے۔ منافقوں کی سازش سے بچتے رہنا چاہیئے اور پیغمبر اور آپ کے گھر والوں کی عظمت شان کا ہمیشہ لحاظ رہنا چاہیئے۔

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑱ اِنَّ

وَ يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ	وَ اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	اِنَّ
اور بیان کرتا ہے	اللہ	تمہارے لئے	آیتیں (احکام)	اور اللہ	بڑا جاننے والا	حکمت والا	بیشک

اور اللہ تمہارے لئے احکام (صاف صاف) بیان کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک

الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ

الَّذِيْنَ	يُحِبُّوْنَ	اَنْ	تَشِيْعَ	الْفَاحِشَةُ	فِي الَّذِيْنَ
جو لوگ	پسند کرتے ہیں	کہ	پھیلے	بے حیائی	میں جو

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے

اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

اٰمَنُوْا	لَهُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	فِي الدُّنْيَا	وَ الْاٰخِرَةِ	وَاللّٰهُ
ایمان لائے (مومن)	انکے لئے	عذاب	دردناک	دنیا میں	اور آخرت میں	اور اللہ

ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑲ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

يَعْلَمُ	وَ اَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ	وَ لَوْلَا	فَضْلُ	اللّٰهِ
جانتا ہے	اور تم	نہیں جانتے	اور اگر نہ	فضل	اللہ

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑳ ع — النصف ع ۸/۲

عَلَيْكُمْ	وَ رَحْمَتُهٗ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ
تم پر	اور اس کی رحمت	اور یہ کہ	اللہ	شفقت کرنیوالا	نہایت مہربان

اور رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہو جاتا) اور یہ کہ اللہ شفقت کرنیوالا، نہایت مہربان ہے۔

⑱ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ فِي الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَاْمُرُ بِهٖ وَيَنْهٰى عَنْهُ

(۱۸) اور اللہ تم پر اپنا امر اور نہی ظاہر فرماتا ہے اور وہ جو کچھ حکم فرماتا ہے اور جس چیز سے منع کرتا ہے اس کو خوب جانتا ہے۔

حَكِيمٌ ○ فيه

(۱۹) إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ بِاللِّسَانِ فِي الَّذِينَ آمَنُوا بِنِسْبَتِهَا إِلَيْهِم وَهُمُ الْعُصْبَةُ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحَدِّ لِلْقَذْفِ وَالْآخِرَةِ بِالنَّارِ لِحَقِّ اللهِ وَاللهُ يَعْلَمُ انْتِفَاءَهَا عَنْهُمْ وَأَنتُمْ أَيُّهَا الْعُصْبَةُ لَا تَعْلَمُونَ ○ وُجُودَهَا فِيهِمْ

(۲۰) وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْعُصْبَةُ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ بِكُمْ لَعَاجَلَكُمْ بِالْعُقُوبَةِ

حکمت والا ہے۔

(۱۹) بیشک جو لوگ اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ ان کی زبان پر مسلمانوں کی نسبت تہمت پھیلے اور مسلمانوں کو تہمت لگانا انکو پسند ہے ان کو دنیا میں یہ سزا ملے گی کہ تہمت کی حد ان پر جاری کیجائے گی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس تہمت سے بَری ہیں۔ اور تم کو اس کا وجود انمیں محقق اور ثابت نہیں محض بدخیالی سے تہمت لگاتے ہو۔

(۲۰) اور اگر اے تہمت لگانے والو تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو دنیا میں ہی تم پر عذاب آتا بیشک اللہ تم پر مہربان اور رحمت والا ہے۔

تشریح

(۱۸) اگر تم تمہیں کھول کھول کر ہر بات بتا رہے ہیں | اللہ تعالیٰ صاف صاف ہدایات دیتا ہے اور کھول کھول کر بتاتا ہے کہ یہ حرکت کرنے والے کون لوگ ہیں وہ یہ بھی جانتا ہے کہ مخلص اہل ایمان جو اپنے کئے پر شرمندہ ہیں انہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ حکمت والے ہیں اس لئے اسطرح کے فتنوں میں بھی اللہ کی حکمت چھپی ہوتی ہے اور اس طرح کی آزمائشوں سے کھرا کھوٹا الگ ہو جاتا ہے۔ اصل میں مسلم معاشرے میں معاملات کی بنیاد حسن ظن پر ہونی چاہئے جب تک کوئی ثبوت نہ ہو اور کوئی معقول وجہ نہ ہو اس وقت تک بدگمانی کو موقع ملنا نہیں چاہئے کیونکہ ہر شخص بے گناہ ہے جب تک اس کا جرم ثابت نہ ہو جائے۔

(۱۹) مسلم معاشرہ بے حیائی سے پاک ہونا چاہئے | اسلامی معاشرے کی بنیاد اعلیٰ اخلاق اور حیاداری پر ہے کوئی بھی ایسا کام جو فحش اور بے حیائی کو پھیلانے والا ہو وہ اسلامی معاشرہ میں آنا نہیں چاہئے فحش اور بے حیائی ان تمام صورتوں پر بولی جائیگی جو سفلی جذبات کو ابھارنے والی، اخلاق کو بگاڑنے والی اور بدکاری کیطرف مائل کرنے والی ہو چاہے وہ تصویروں اور فلموں کی صورت میں ہو، چاہے کتابوں اور ناولوں کی شکل میں، چاہے وہ کلب، ہوٹل، رقص و تفریح اور عریاں لباس کی شکل میں ہو۔ ایک فرض اسلامی حکومت کا فرض ہوگا کہ فواحشات پھیلانے والی ہر چیز پر پابندی لگائے اور جو لوگ ایسا کریں گے ان کو دنیا میں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ حرکتیں کس طرح معاشرے کو متاثر کرتی ہیں اور ان کا نقصان کس طرح اٹھانا پڑتا ہے تم نہیں جانتے کہ یہ باتیں چھوٹی چھوٹی نہیں ہیں جن کو نظرانداز کیا جائے بلکہ یہ بہت بڑی باتیں ہیں اور ان کو سختی سے روکنا چاہئے۔

(۲۰) اگر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو یہ چیز تمہیں لے ڈوبتی | تہمت اور الزام کا یہ اتنا بڑا طوفان تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر رحم و کرم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بہت شفیق و کریم ہیں تو تمہیں بدترین نتائج کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کیا، سچی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کی، جن پر شرعی حد جاری ہونی چاہئے تھی ان کو سزا دی اور کچھ کو آئندہ کے لئے مہلت دی کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اور اس طرح یہ طوفان ختم ہوگیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لَا تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ	الشَّيْطٰنِ
اے	وہ لوگ جو ایمان لائے (مؤمنو)	تم نہ پیروی کرو	قدم (جمع)	شیطان

اے مؤمنو! تم شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

وَمَنْ	يَّتَّبِعْ	خُطُوٰتِ	الشَّيْطٰنِ	فَاِنَّهٗ	يَاْمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ
اور جو	پیروی کرتا ہے	قدم (جمع)	شیطان	تو بیشک وہ	حکم دیتا ہے	بے حیائی کا

اور جو شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے تو وہ (شیطان) حکم دیتا ہے بے حیائی کا

وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

وَالْمُنْكَرِ	وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَ	رَحْمَتُهٗ
اور بُری بات	اور اگر نہ	اللہ کا فضل	تم پر	اور	اسکی رحمت

اور بُری بات کا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ

مَا زَكٰى	مِنْكُمْ	مِّنْ اَحَدٍ	اَبَدًا	وَّلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يُزَكِّيْ
نہ پاک ہوتا	تم سے	کوئی آدمی	کبھی بھی	اور لیکن	اللہ	پاک کرتا ہے

تو تم میں سے کوئی آدمی کبھی بھی پاک نہ ہو اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

مَنْ يَّشَآءُ	وَ	اللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
جسے وہ چاہتا ہے	اور	اللہ	سُننے والا	جاننے والا

پاک کرتا ہے اور اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

(۲۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ای تزیینہ ۔ خطوات طرق الشیطن

(۲۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ الخ اے ایمان والو شیطان کے طریقوں کی پیروی نہ کرو۔

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ اَيِ الْمُتَّبِعَ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَيِ الْقَبِيْحِ وَالْمُنْكَرِ شَرْعًا بِاتِّبَاعِهَا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ اَيُّهَا الْعُصْبَةُ بِمَا قُلْتُمْ مِنَ الْاِفْكِ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا اَيْ مَا صَلَحَ وَمَا طَهُرَ مِنْ هٰذَا الذَّنْبِ بِالتَّوْبَةِ مِنْهُ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ يُطَهِّرُ مَنْ يَّشَآءُ مِنَ الذَّنْبِ بِقَبُوْلِ تَوْبَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ لِمَا قُلْتُمْ عَلِيْمٌ ۝ بِمَا قَصَدْتُمْ

اور جو کوئی شیطان کی راہ پر چلے تو وہ گناہوں اور بری باتوں کے کرنے کا حکم کرتا ہے۔

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں کوئی کبھی اس تہمت کے گناہ سے پاک نہ ہو سکتا یعنی اسکو کبھی توبہ کی توفیق نہ ہوتی۔

ولیکن اللہ جسکو چاہتا ہے گناہوں سے پاک کرتا ہے اور اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ سنتا ہے جو تم کہتے ہو جانتا ہے تمہارے ارادہ کو۔

تشریح

(۲۱) بے حیائی شیطان کا بہت بڑا ہتھیار ہے | شیطان جن راستوں سے انسان کو گمراہ کرتا ہے ان میں ایک بہت بڑا ہتھیار انسان کو بے حیائی کی طرف لے جانا ہے۔

اللہ تعالٰی نے مرد و عورت میں جنسی قوت رکھی ہے وہ ایک دوسرے کے لئے کشش رکھتے ہیں۔ یہ جنسی قوت اور ایک دوسرے کی طرف جاذبیت تمدن کے قیام، خاندان کے بنانے اور نسل انسانی کی افزائش کے لیئے ضروری ہے۔ اگر یہ قوت اپنی جائز حدود کے اندر رہے تو بہت کارآمد ہے اور جائز حد سے ذرا بھی نکل جائے تو اس میں بڑی آفت بھی ہے۔ اللہ تعالٰی نے عورت اور مرد کے آزادانہ میل ملاپ سے اسی لئے روکا ہے پردے کا حکم دیا ہے کہ شیطان کو اس راستے سے بھٹکانے کا موقع نہ مل سکے۔ اسلام ان تمام راستوں کو بند کرتا ہے جہاں سے منکرات و فواحش انسانی زندگی میں داخل ہو سکتے ہوں۔ وہ خیالات کی پاکیزگی، ماحول کی صفائی، اخلاق کی بلندی اور سب سے بڑھ کر خدا خوفی کی تعلیم دیتا ہے تاکہ انسان شیطان کی اس چال سے بچا رہے۔ بے حیائی شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اگر اللہ کا فضل و کرم نہ ہو تو کسی نیک نفس انسان کا اس میں مبتلا ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے۔ شہوت ایک ضرورت بھی ہے اور ایک فتنہ بھی۔ اگر انسان ارادہ مضبوط رکھے تو اللہ تعالٰی بھی اس کی مدد کرتے ہیں اور اس کی پاکیزگی کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی سب کچھ سنتے ہیں اور جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھلائی کی طلب کس میں ہے۔ اور خلوتوں میں انسان جو سوچتا ہے اور کہتا ہے اللہ تعالٰی اس سے بھی باخبر ہیں۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ

وَلَا يَأْتَلِ	أُولُوا الْفَضْلِ	مِنْكُمْ	وَالسَّعَةِ	أَنْ
اور قسم نہ کھائیں	فضیلت والے	تم میں سے	اور وسعت والے	کہ (نہ)

اور قسم نہ کھائیں تم میں سے فضیلت والے اور (مال میں) وسعت والے کہ

يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ

يُؤْتُوا	أُولِي الْقُرْبَىٰ	وَالْمَسَاكِينَ	وَ	الْمُهَاجِرِينَ
دیں	قرابت دار	اور مسکینوں	اور	ہجرت کرنے والے

وہ قرابت داروں کو، مسکینوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَلْيَعْفُوا	وَلْيَصْفَحُوا	أَلَا تُحِبُّونَ
اللہ کے راستہ میں	اور چاہیے کہ وہ معاف کردیں	اور وہ درگزر کریں	کیا تم نہیں چاہتے ؟

اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں، اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے

أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾

أَنْ	يَغْفِرَ اللَّهُ	لَكُمْ	وَاللَّهُ	غَفُورٌ	رَحِيمٌ
کہ	اللہ بخش دے	تمہیں	اور اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان

کہ اللہ تمہیں بخش دے ؟ اور اللہ بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

﴿٢٢﴾ وَلَا يَأْتَلِ يَحْلِفْ أُولُوا الْفَضْلِ أَيْ أَصْحَابُ الْغِنَىٰ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ لَا يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ حَلَفَ أَنْ لَا يُنْفِقَ

(۲۲) اور تم میں سے جو صاحبان دولت و وسعت ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ داروں اور مساکین کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے راہِ خدا میں وطن کو چھوڑا کچھ نہ دینگے (یہ آیت ابوبکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی کہ انھوں نے قسم کھائی تھی کہ میں مسطح کو کچھ نہ دونگا۔

عَلٰى مِسْطَحٍ وَهُوَ ابْنُ خَالَتِهٖ
مِسْكِيْنٌ مُهَاجِرٌ بَدْرِيٌّ
لِمَا خَاضَ فِى الْاِفْكِ
بَعْدَ اَنْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ
وَنَاسٌ مِنَ الصَّحَابَةِ
اَقْسَمُوْا اَنْ لَا يَتَصَدَّقُوْا
عَلٰى مَنْ تَكَلَّمَ بِشَىْءٍ مِنَ
الْاِفْكِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا
عَنْهُمْ فِىْ ذٰلِكَ اَلَا تُحِبُّوْنَ
اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى اَنَا
اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ
وَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ مَا كَانَ
يُنْفِقُهٗ عَلَيْهِ

حالانکہ پہلے اسکو دیا کرتے تھے کیونکہ مسطح بھی اس تہمت کے فتنہ میں شریک تھا اور یہ مسطح ابوبکر صدیق رض کی خالہ کا بیٹا تھا محتاج مہاجر جو غزوۂ بدر میں شریک تھا۔ اور بھی چند لوگوں نے صحابہ میں سے یہ قسم کھائی تھی کہ جو تہمت میں شریک ہے اسے کچھ نہ دینگے)

اور ان کو چاہیئے کہ معاف کریں اور اس بارہ میں قصوواروں سے چشم پوشی کریں۔ کیا تم کو یہ محبوب نہیں کہ اللہ تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بہت بخشنے والا مسلمانوں پر مہربان ہے۔ ابوبکر صدیق نے یہ آیت سنکر عرض کیا کہ بیشک مجھ کو محبوب ہے یہ کہ اللہ مجھ کو بخشے اور پھر مسطح کو دینے لگے جو کچھ دیا کرتے تھے۔

تشریح

(۲۲) اسلام کی اعلیٰ درجے کی اخلاقی تعلیم | اسلام انسانوں کی اخلاقی تربیت کا جو بلند معیار بناتا ہے۔ اس کے سلسلے میں یہ بڑی اہم ہدایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کے خلاف جو جھوٹی تہمت کی ایک سازش منافقین نے تیار کی تھی اس میں کچھ سادہ لوح مسلمان بھی شریک ہو گئے تھے انہی میں سے ایک حضرت مسطح بھی تھے جو مہاجر تھے غریب تھے اور حضرت ابوبکر کے قریبی عزیز غالبًا بھائی یا خالہ زاد بھائی ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکر رض برابر انکی مدد کیا کرتے تھے مگر جب افک کے واقعہ میں ان کا نام آیا تو حضرت ابوبکر نے ان کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اسی طرح کچھ اور لوگ بھی تھے انہوں نے بھی ایسے لوگوں کی مدد کرنی بند کردی جنہوں نے حضرت صدیقہ رض کی اس سازش میں کسی طرح کا حصہ لیا تھا۔ اب اسلام کی اعلیٰ درجے کی اخلاقی تربیت دیکھیئے کہ برائی کے بدلے میں بھلائی کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو لوگ مالی استطاعت رکھتے ہیں وہ اس قسم کی قسم کھا کر نہ بیٹھ جائیں کہ اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہیں کریں گے۔ بیشک انھوں نے غلطی کی ہے، مگر جب انہوں نے توبہ کرلی ہے تو انہیں معاف کردینا چاہیئے اور انکی خطا سے درگذر کرنا چاہیئے۔ پھر اپنے رحم وکرم کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد ہوا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ جو غفور ورحیم ہے وہ تمہیں معاف کرے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر نے مدد نہ کرنیکی جو قسم کھائی تھی وہ توڑدی اور عرض کیا کہ بیشک پروردگار! ہم آپکی مغفرت کے طلبگار ہیں اور پہلے سے بھی زیادہ انکی امداد کرنی شروع کردی ـــ اسطرح مسلمانوں میں دوری پیدا کرنیکی جو سازش منافقین نے رچائی تھی وہ بری طرح ناکام ہوگئی اور مسلمانوں کا اخلاقی اثر اور زیادہ بڑھ گیا۔
تعلیم یہ ہے کہ اَحْسِنْ مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ (جو تمہارے ساتھ برا کرے تم اس کے ساتھ اچھا کرو۔)

إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا

لُعِنُوْا	الْمُؤْمِنٰتِ	الْغٰفِلٰتِ	الْمُحْصَنٰتِ	يَرْمُوْنَ	الَّذِيْنَ	إِنَّ
لعنت ہے	مومن عورتیں	بھولی بھالی انجان	پاکدامن (جمع)	تہمت لگاتے ہیں	جو لوگ	بیشک

بے شک جو لوگ پاکدامن، انجان مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾

عَظِيْمٌ	عَذَابٌ	وَلَهُمْ	وَالْآخِرَةِ	فِي + الدُّنْيَا
بڑا۔	عذاب	اور ان کیلئے	اور آخرت	دنیا میں

اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

﴿۲۳﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ بِالزِّنَا الْمُحْصَنٰتِ الْعَفَائِفِ الْغٰفِلٰتِ عَنِ الْفَوَاحِشِ بِأَنْ لَا يَقَعَ فِيْ قُلُوْبِهِنَّ فِعْلُهَا الْمُؤْمِنٰتِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

﴿۲۳﴾ بے شک جو لوگ پاک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں جو زنا سے بری ہیں گناہوں سے بے خبر کہ انکے جی میں بھی وسوسہ گناہوں کا نہیں گذرتا اللہ اور اس کے رسول پر انکو ایمان ہے۔ ایسے لوگ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور انکو عذاب سخت ہونے والا ہے۔

تشریح

﴿۲۳﴾ شریف عورتوں پر تہمت لگانے والے اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں | کسی پر جھوٹا الزام لگانا وہ بھی بدکاری کا ـــــ پھر ان عورتوں پر جو پاک دامن مومن سیدھی سادی شریف خاتون ہیں جن کے کبھی حاشیۂ خیال میں بھی یہ گندی بات نہیں آئی اور پھر امہات المومنین جو رسول اللہ ﷺ کی پاک بیویاں اور مومنین کی پاک مائیں ہیں ان پر اس طرح کی تہمت اللہ کے سخت عذاب کا سبب ہے۔ ان پر دنیا اور آخرت میں دونوں جہان میں لعنت ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ:۔ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ۔ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبٰوا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔

معلوم ہوا کہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا ان تباہ کن چیزوں میں سے ایک ہے جو کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

قَذْفُ الْمُحْصِنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ (طبرانی۔ راوی حضرت حذیفہ رض)

(ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگانا سو سال کے اعمال کو غارت کر دینے کے لئے کافی ہے۔)

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

يَوْمَ	تَشْهَدُ	عَلَيْهِمْ	اَلْسِنَتُهُمْ	وَاَيْدِيْهِمْ	وَاَرْجُلُهُمْ
دن	گواہی دینگی	اُن پر (خلاف)	انکی زبانیں	اوران کے ہاتھ	اور اُن کے پاؤں

جس دن ان کی زبانیں، اور ان کے ہاتھ اور انکے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

بِمَا	كَانُوْا + يَعْمَلُوْنَ	
اسکی جو	وہ کرتے تھے۔	

اس کی جو وہ کرتے تھے۔

﴿۲۴﴾ يَوْمَ نَاصِبَةٌ الْاِسْتِقْرَارُ الَّذِيْ تَعَلَّقَ بِهٖ لَهُمْ تَشْهَدُ بِالْفَوْقَانِيَّةِ وَالتَّحْتَانِيَّةِ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ مِنْ قَوْلٍ وَفِعْلٍ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

﴿۲۴﴾ اس دن میں کہ انکے قول وفعل پر انکی زبانیں اور ہاتھ اور پیر گواہی دیں گے (مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے)

تشریح

﴿۲۴﴾ قیامت کے دن انسان کے اعضاء گواہی دیں گے | عالم آخرت جہاں جاکر انسان کے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا حساب ہوگا وہ صرف ایک روحانی عالم ہی نہیں ہوگا بلکہ انسان اپنی روح اور موجودہ بدن کے ساتھ زندہ کرکے بارگاہ رب العزت میں پیش کئے جائیں گے۔ بعض ہیکڑ اور ضدی قسم کے مجرم ایسے بھی ہوں گے جو اپنے جرم کا اقرار کریں گے ساری گواہیوں کو جھٹلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ نامۂ اعمال جو تیار کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اس کے بدن کے اعضاء کو حکم دیں گے اور وہ انسان کے کرتوتوں کی ساری روئیداد بیان کریں گے جیسا کہ سورۂ نور میں ارشاد ہے۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (آیت ۲۴)

(کہ انکی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو انہوں نے کام کئے ہیں۔)

یعنی انسان کی زبان یہ خود داستان سنانی شروع کردیگی کہ انہوں نے کیا کیا کام کئے تھے۔ سورۂ حٰم سجدہ میں ارشاد ہے:

حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (آیت ۲۰)

(یہانتک کہ جو انہوں نے کیا اس پر انکے کان انکی آنکھیں اور انکی کھالیں گواہی دیں گی۔) —— سورۂ یٰسٓ میں ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (آیت ۶۵)

(آج ہم ان کے منہ بند کئے دیتے ہیں (یعنی انکی زبانیں اپنی مرضی کے مطابق بات نہ کرسکیں گی) ان کے ہاتھ ہم سے بولیں اور ان کے پاؤں گواہی دینگے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔)

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ

يَوْمَئِذٍ	يُوَفِّيْهِمُ	اللّٰهُ	دِيْنَهُمُ	الْحَقَّ	وَيَعْلَمُوْنَ	اَنَّ
اس دن	پوری دیگا انہیں	اللہ	انکی سزا	سچ (ٹھیک ٹھیک)	اور وہ جان لیں گے	کہ

اس دن اللہ انہیں ان کی سزا ٹھیک ٹھیک پوری دے گا اور وہ جان لیں گے کہ

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ

اللّٰهَ	هُوَ	الْحَقُّ	الْمُبِيْنُ	اَلْخَبِيْثٰتُ	لِلْخَبِيْثِيْنَ	وَ
اللہ	وہی	برحق	ظاہر کرنے والا	ناپاک (گندی) عورتیں	گندے مردوں کے لئے	اور

اللہ ہی برحق ہے (حق کو) ظاہر کرنے والا ہے۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور

الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

الْخَبِيْثُوْنَ	لِلْخَبِيْثٰتِ	وَالطَّيِّبٰتُ	لِلطَّيِّبِيْنَ	وَالطَّيِّبُوْنَ
گندے مرد	گندی عورتوں کیلئے	اور پاک عورتیں	پاک مردوں کے لئے	اور پاک مرد (جمع)

گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ

لِلطَّيِّبٰتِ	اُولٰٓئِكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِمَّا	يَقُوْلُوْنَ
پاک عورتوں کیلئے	یہ لوگ	مبرا ہیں	اس سے جو	وہ کہتے ہیں

پاک عورتوں کے لئے ہیں، یہ لوگ اس سے مُبّرا (بری) ہیں جو وہ کہتے ہیں۔

ع ۳

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ	كَرِيْمٌ
انکے لئے	مغفرت	اور روزی	عزت کی

ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

۱۲۵ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ
يُجَازِيْهِمْ جَزَاءَهُ الْوَاجِبَ عَلَيْهِمْ وَ
يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
الْمُبِيْنُ ○ حَيْثُ حَقَّقَ لَهُمْ جَزَاءَهُ
الَّذِيْ كَانُوْا يَشُكُّوْنَ فِيْهِ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ

(۲۵) اس دن ان کو اللہ پورا بدلا انکے اعمال کا دیگا جو اُن پر لازم ہے اور اس دن وہ جان لینگے کہ بیشک اللہ سچا ہے ظاہر کہ ان کو ٹھیک بدلہ دیا اور پورا فرمایا وہ عذاب کو جسمیں ان کو شک تھا انہیں میں سے ہے عبداللہ بن ابی منافق۔

بْنُ اُبَیِّ وَالْمُحْصَنٰتُ هُنَا اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلْعَمُ لَمْ یُذْکَرْ فِیْ قَذْفِهِنَّ تَوْبَةٌ وَمَنْ ذُکِرَ فِیْ قَذْفِهِنَّ اَوَّلَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ غَیْرُهُنَّ

اور مراد پاک عورتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں یہاں ان کے تہمت لگانے میں توبہ کو ذکر نہیں فرمایا اور جن کی تہمت میں توبہ ذکر فرمائی ہے شروع سورۃ میں وہ ازواج مطہرات کے سوا اور عورتیں ہیں۔

(۲۶) اَلْخَبِیْثٰتُ مِنَ النِّسَاءِ وَمِنَ الْکَلِمٰتِ لِلْخَبِیْثِیْنَ مِنَ النَّاسِ وَالْخَبِیْثُوْنَ مِنَ النَّاسِ لِلْخَبِیْثٰتِ مِمَّا ذُکِرَ وَالطَّیِّبٰتُ مِمَّا ذُکِرَ لِلطَّیِّبِیْنَ مِنَ النَّاسِ وَالطَّیِّبُوْنَ مِنْهُمْ لِلطَّیِّبٰتِ مِمَّا ذُکِرَ اَیِ اللَّائِقُ بِالْخَبِیْثِ مِثْلُهٗ اُولٰٓئِکَ الطَّیِّبُوْنَ وَالطَّیِّبَاتُ مِنَ النِّسَاءِ وَمِنْهُمْ عَائِشَةُ وَصَفْوَانُ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ اَیِ الْخَبِیْثُوْنَ وَالْخَبِیْثَاتُ مِنَ النِّسَاءِ فِیْهِمْ لَهُمْ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ النِّسَاءِ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ فِی الْجَنَّةِ وَقَدِ افْتَخَرَتْ عَائِشَةُ بِاَشْیَاءَ مِنْهَا اَنَّهَا خُلِقَتْ طَیِّبَةً وَّوُعِدَتْ مَغْفِرَةً وَّرِزْقًا کَرِیْمًا۔

(۲۶) ناپاک عورتیں اور گندی باتیں ناپاک لوگوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک باتوں اور ناپاک عورتوں کے مناسب ہیں۔

اور پاک عورتیں اور عمدہ باتیں پاک مردوں کے مناسب ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں اور پاک باتوں کے مناسب ہیں۔

یہ لوگ یعنی پاک مرد اور پاک عورتیں جنمیں سے عائشہ صدیقہ اور صفوان ہیں بری اور پاک ہیں ان باتوں سے جو ناپاک مرد اور ناپاک عورتیں کہتی ہیں

پاکوں کے لئے بخشش اور عمدہ روزی ہے جنت میں

اور بے شبہ ان آیتوں کے نازل ہونے سے عائشہ صدیقہ نے چند امور سے فخر کیا کہ اس سے عائشہ کا پاک و طیبہ ہونا ثابت ہوا اور حق تعالٰی کی طرف سے اسکو بخشش اور عمدہ روزی کا وعدہ ہوا۔

تشریح

(۲۵) قیامت کے دن حقیقت کھل کر سامنے آجائیگی | دنیا میں بہت سی باتوں پر پردہ پڑا رہتا ہے اور سچائی سامنے نہیں آتی، اس دن سب کو معلوم ہو جائیگا کہ حقیقت کیا ہے اللہ تعالٰی ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائیں گے اور سب پر یہ بات واضح ہو جائیگی کہ واقعی اللہ تعالٰی ہی صحیح معنی میں انصاف کرنے والے اور سچ کو سچ کر دکھانے والے ہیں۔

(۲۶) بُرے کا جوڑ بُرے کے ساتھ اور اچھے کا جوڑا اچھے کے ساتھ لگتا ہے | ایک انسان اگر پاکیزہ نفس اور خوش اطوار ہے تو اس کا جوڑا اپنے ہی جیسے کے ساتھ لگتا ہے۔ بدکار مرد پاکیزہ نفس عورت کے ساتھ چل نہیں سکتا اسی طرح ایک بدکار عورت صاف ستھرے کردار کے مرد کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتی۔ آدمی جیسا ہوتا ہے اپنے ہی جیسے کے ساتھ تعلق قائم کر لیتا ہے مشہور ہے کہ۔

؎ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ؛ کبوتر با کبوتر باز با باز

ایک قسم کا دوسری قسم کے ساتھ جوڑ نہیں ہوتا، باز باز کے ساتھ اور کبوتر کبوتر کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرے میں جہاں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں اچھے بھی بُرے بھی وہاں اچھوں کا تعلق بُروں کے ساتھ اور بروں کا تعلق اچھوں کیساتھ دیرپا نہیں ہو سکتا آدمی خود اچھا ہے تو اسکے خیالات اور زبان سے نکلنے والی بات بھی اچھی ہوگی، خود بُرا ہے تو بری باتیں نکالے گا برے خیالات رکھے گا جب یہ اصولی بات ہے تو ایک پاک نفس خاتون اور ایک پاکباز مرد کے تعلق سے بدگمانیاں کیوں قائم کر لی گئیں۔ باتیں بنانے والوں کی باتوں سے انکا دامن پاک ہے۔ اللہ کی طرف سے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ برا کہنے والوں کے کہنے سے وہ برے نہیں ہو جاتے وہ ایسی الزام تراشیوں پر صبر کر کے اللہ کے یہاں عزت کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ	حَتّٰى
اے	جو لوگ	ایمان لائے (مومن)	تم نہ داخل ہو	گھر (جمع)	اپنے گھروں کے سوا	یہانتک کہ

اے مومنو! تم اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ

تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَسْتَاْنِسُوْا	وَتُسَلِّمُوْا	عَلٰٓى	اَهْلِهَا	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	لَعَلَّكُمْ
تم اجازت لے لو	اور تم سلام کرلو	پر۔کو	انکے رہنے والے	یہ	بہتر ہے	تمہارے لئے	تاکہ تم

تم اجازت لے لو، اور ان کے رہنے والوں کو سلام کر لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا

تَذَكَّرُوْنَ	فَاِنْ	لَّمْ تَجِدُوْا	فِيْهَآ	اَحَدًا	فَلَا تَدْخُلُوْهَا
نصیحت پکڑو	پھر اگر	تم نہ پاؤ	اسمیں	کسی کو	توتم نہ داخل ہو اس میں

نصیحت پکڑو پھر اگر اس (گھر) میں تم کسی کو نہ پاؤ تو اس میں داخل نہ ہو۔

حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ

حَتّٰى	يُؤْذَنَ	لَكُمْ	وَاِنْ	قِيْلَ + لَكُمُ	ارْجِعُوْا	فَارْجِعُوْا	هُوَ
یہانتک کہ	اجازت دیجائے	تمہیں	اور اگر	تمہیں کہا جائے	تم لوٹ جاؤ	توتم لوٹ جایا کرو	یہی

یہاں تک کہ تمہیں اجازت دیجائے اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جایا کرو یہی

اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾

اَزْكٰى	لَكُمْ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ
زیادہ ستھرا	تمہارے لئے	اور اللہ	وہ جو	تم کرتے ہو	جاننے والا

تمہارے لئے زیادہ ستھرا ہے۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ جاننے والا ہے۔

(۲۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ
بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا اَیْ تَسْتَاْذِنُوْا وَتُسَلِّمُوْا
عَلٰٓى اَهْلِهَا فَيَقُوْلُ الْوَاحِدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ءَاَدْخُلُ
كَمَا وَرَدَ فِیْ حَدِيْثٍ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنَ
الدُّخُوْلِ بِغَيْرِ اِسْتِيْذَانٍ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ○ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ
فِی الذَّالِ خَيْرِيَّتَهٗ فَتَعْمَلُوْنَ بِهٖ.

(۲۷) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ الخ
اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ گھسو بدون
اجازت کے اور بدون اس کے کہ ان گھروں کے رہنے والوں پر سلام کرو
پس چاہئے کہ جب کوئی کسی کے گھر جائے تو یوں کہے السلام علیکم
کیا میں آجاؤں ایسا ہی حدیث شریف میں آیا ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہے
بغیر اجازت داخل ہونے سے۔ یہ اسلئے بتا دیا کہ تم اسکی خوبی کو جانو اور
اس پر عمل کرو۔

۲۸ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ بَعْدَ الْاِسْتِیْذَانِ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَیِ الرُّجُوْعُ اَزْكٰى اَیْ خَیْرٌ لَّكُمْ مِنَ الْقُعُوْدِ عَلَى الْبَابِ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مِنَ الدُّخُوْلِ بِاِذْنٍ وَّغَیْرِ اِذْنٍ عَلِیْمٌ ○ فَیُجَازِیْكُمْ عَلَیْهِ

۲۸ پھر جہاں اگر تم کو جانا ہے وہاں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جو تمکو اجازت دے تو تم ان گھروں میں نہ جاؤ یہاں تک کہ کوئی تمکو اجازت دے اور اگر اجازت چاہنے کے بعد کوئی تم سے کہے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس آجاؤ یہ واپس آجانا تمہارے لئے دروازہ پر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اجازت سے جانا اور بغیر اجازت کے جانا وہ اس پر تمکو عوض دیگا۔

تشریح

۲۷ برائی کی جڑ ختم کرنے کے لئے دینی اور اخلاقی اعتبار سے احتیاط کا حکم | اسلام کے نظامِ تعلیم و تربیت میں دو باتیں بڑی اہم ہیں ایک تو یہ کہ جہاں سے کوئی برائی جنم لیتی ہے اسکی پیدائش سے پہلے ہی اس کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ اخلاق و عادات کو ایسے سانچے میں ڈھالا جائے کہ برائی کو سر اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔ دوسرے یہ کہ،

○ ہر انسان کو اپنی خلوت اور تنہائی کی حفاظت کا حق ہے یہ حق خلوت (RIGHT OF PRIVACY) ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ ان دو چیزوں کے لئے تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل مت ہو۔ اور جب تمہیں داخلے کی اجازت مل جائے تو پہلے گھر والوں کو سلام کرو یہ طریقہ تمہارے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہے توقع ہے کہ تم ان باتوں کا خیال رکھو گے۔ اچانک کسی کے گھر میں بلا اجازت چلے جانا بہت سے فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ پھر دوسرے کی خلوت بھی متاثر ہوتی ہے۔ بلکہ حکم تو یہ ہے کہ غیر تو غیر خود اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بھی کوئی ایسی صورت اختیار کرو کہ گھر والوں کو تمہارے آنے کا احساس ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ گھر میں ہی کوئی بہو بیٹی بے تکلفی سے لیٹی بیٹھی ہو اور آپ اچانک گھر میں پہونچ جائیں یا ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسری عورت تمہارے گھر میں آپ کے گھر والوں سے ملنے کے لئے آئی ہوئی ہو، تو کوئی ایسی شائستہ شکل اختیار کریں جس سے آپ کے گھر والوں کو آپکی آمد کا احساس ہو جائے اور وہ سنبھل کر بیٹھ جائیں۔

○ واضح رہے کہ حق خلوت میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جسکو آدمی نہیں چاہتا کہ دوسروں پر ظاہر ہوں۔ مثلاً بغیر اجازت کے کسی کا خط پڑھنا، کسی کے سامان کو ٹٹولنا یا اندر جھانکنا وغیرہ۔

○ البتہ کوئی اچانک ایسی صورت پیش آجائے جسمیں آپ کی فوری مدد کی ضرورت ہو مثلاً گھر میں آگ لگ گئی، اچانک کوئی پریشانی آگئی اور گھر والے مدد کے لئے پکار رہے ہیں تو اس صورت میں بغیر اجازت کے مدد کے لئے داخل ہونا جائز ہے۔

۲۸ دوسرے کے گھر میں داخلے کے آداب | جب تم کسی سے ملاقات کے لئے جاؤ تو اسلام یہ ادب سکھاتا ہے کہ اول تو بغیر کسی حاجت کے ایسے وقت میں مت جاؤ جو عام طور پر آرام کرنے یا کھانے وغیرہ کے اوقات ہوں۔ پھر اپنے آنے کی اطلاع کرو۔ اگر گھر میں کوئی مرد نہ ہو تو واپس چلے جاؤ یا صاحب خانہ کسی وجہ سے اس وقت ملنا نہیں چاہتا تو اس بات کا برا مت مانو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا عذر ہو جو ملاقات میں مانع ہو اور ایسی صورت میں دروازے پر ڈٹ کر مت کھڑے ہو جاؤ بلکہ اس کی معذرت کو قبول کرو اور واپس جانے کے لئے کہے تو واپس ہو جاؤ۔ یہ طریقہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ اور با اخلاق ہے۔ اللہ تمہارے ظاہری اور دل کے حالات سے خوب واقف ہے جس نیت سے کرو گے اللہ اس کے مطابق تمہارے اعمال کی جزا دیں گے۔ اس نے اپنے کامل علم کے مطابق تمام چیزوں کی رعایت کرکے یہ معاشرتی احکام تمہارے لئے نازل کئے ہیں ان پر عمل کرنا تمہاری معاشرت کے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ

لَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ
نہیں	تم پر	کوئی گناہ	اگر	تم داخل ہو	ان گھروں میں	جہاں کسی کی سکونت نہیں

تم پر (اس میں) کوئی گناہ نہیں اگر تم ان گھروں میں داخل ہو جنہیں کسی کی سکونت (رہائش) نہیں

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا

فِيْهَا	مَتَاعٌ	لَّكُمْ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا تُبْدُوْنَ	وَمَا
جن میں	کوئی چیز	تمہاری	اور اللہ	جانتا ہے	جو تم ظاہر کرتے ہو	اور جو

جس میں تمہاری کوئی چیز ہو اور اللہ (خوب) جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم

تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ

تَكْتُمُوْنَ	قُلْ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	يَغُضُّوْا	مِنْ
تم چھپاتے ہو	آپ فرمادیں	مومن مردوں کو	وہ نیچی رکھیں	سے

چھپاتے ہو۔ آپ فرمادیں مومن مردوں کو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی

اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

اَبْصَارِهِمْ	وَيَحْفَظُوْا	فُرُوْجَهُمْ	ذٰلِكَ	اَزْكٰى	لَهُمْ
اپنی نگاہیں	اور وہ حفاظت کریں	اپنی شرم گاہیں	یہ	زیادہ ستھرا	انکے لئے

رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے زیادہ ستھرا ہے

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

اِنَّ	اللّٰهَ	خَبِيْرٌ	بِمَا	يَصْنَعُوْنَ
بیشک	اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	وہ کرتے ہیں۔

بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔

(۲۹) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ اَىْ مَنْفَعَةٌ لَّكُمْ بِاسْتِكْنَانٍ وَّغَيْرِهٖ كَبُيُوْتِ الرُّبُطِ وَالْخَانَاتِ

(۲۹) کچھ گناہ نہیں ان گھروں میں جانا جنہیں کوئی نہیں رہتا وہ صرف گرمی سردی کے آرام کو ہیں جیسے سواریوں کے باندھنے کے مکانات اور مسافروں کے اترنے کے رباط۔

الْمُسَبَّلَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ
تُظْهِرُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○ تُخْفُوْنَ
فِيْ دُخُوْلِ غَيْرِ بُيُوْتِكُمْ مِنْ قَصْدِ
صَلَاحٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَسَيَاْتِيْ اَنَّهُمْ اِذَا دَخَلُوْا
بُيُوْتَهُمْ يُسَلِّمُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو یعنی یہ کہ غیروں کے گھروں میں جانے سے تمہاری نیت درستی کی ہے یا فساد کی۔ اور آگے یہ مضمون بھی آتا ہے کہ جب اپنے گھروں میں جاویں تو اپنے گھروالوں کو سلام کریں۔

(۳۰) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا
مِنْ اَبْصَارِهِمْ عَمَّا
لَا يَحِلُّ لَهُمْ نَظْرُهٗ وَ
مِنْ زَائِدَةٌ وَيَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ عَمَّا لَا يَحِلُّ
لَهُمْ فِعْلُهٗ بِهَا ذٰلِكَ
اَزْكٰى اَيْ خَيْرٌ لَهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا
يَصْنَعُوْنَ ○ بِالْاَبْصَارِ
وَالْفُرُوْجِ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَيْهِ

(۳۰) قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ
مسلمانوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی کریں ان چیزوں کے دیکھنے سے جس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور اپنی شرمگاہوں کو نگہہ رکھیں ان افعال سے جو جائز نہیں۔ یہ ان کے لئے بہتر ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اپنی نگاہوں سے اور شرمگاہوں سے سو اس کا عوض پائینگے۔

تشریح

(۲۹) وہ جگہیں جن میں داخل ہونے کیلئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے | سرائے، ہوٹل، مہمان خانے، دوکانیں، مسافرخانے، مسجد، مدرسے خانقاہیں، کھلے دفتر یا سائے کے لئے بنی ہوئی جگہیں، وہ مقامات جہاں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا اور وہاں داخلے کی عام اجازت ہوتی ہے ایسی جگہوں پر جانے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ان جگہوں پر آدمی کس نیت سے جارہا ہے کوئی تخریب کا ارادہ تو نہیں ہے دل میں کیا چھپا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ ظاہر کو بھی جانتے ہیں اور جو آدمی چھپاتا ہے اس کی بھی اللہ کو خبر ہے۔ اس لئے ان مقامات پر بھی کسی تخریب کاری کی نیت سے جانا نہیں چاہیئے۔

(۳۰) نظریں بچانے اور شرم گاہ کی حفاظت کا حکم | آنکھوں کا آنکھوں سے ملنا یہ پہلا مرحلہ ہے جہاں سے تعلق کا دروازہ کھلتا ہے۔ پھر جسم کے وہ حصے جن کو ستر کہتے ہیں ان پر نگاہ پڑتی ہے تو یہ بھی بد نگاہی کے لئے ایک موقع مل جاتا ہے اس لئے حکم یہ ہے کہ غیر عورتوں کو باقاعدہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پردے کے باوجود اتفاقاً نظر پڑ جائے تو نگاہ بچالو پہلی نگاہ جو اچانک پڑے معاف ہے اور دوبارہ جان بوجھ کر دیکھنا اس کی اجازت نہیں ہے۔ عورتیں حجاب میں ہوں تاکہ غیر مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ ایک پاکیزہ معاشرہ کے لئے یہ بڑی اہم ہدایت ہے انسان جو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہیں وہ نگاہوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور دل کے جذبات کو بھی اسلئے اللہ تعالےٰ حکم دے رہے ہیں کہ اے نبی آپ مومنین کو ہدایت کریں کہ وہ اپنی نگاہیں بچاکر رکھیں۔ وہ چیزیں جن کا دیکھنا مناسب نہیں ہے ان پر جان بوجھ کر نظر نہ ڈالیں اپنے ستر کو چھپائیں برہنگی شیطان کا فتنہ ہے۔ یہ حفاظتی تدبیریں ہی زیادہ مناسب ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

وَقُلْ	لِّلْمُؤْمِنٰتِ	يَغْضُضْنَ	مِنْ	اَبْصَارِهِنَّ	وَيَحْفَظْنَ
اور فرما دیں	مومن عورتوں کو	وہ نیچی رکھیں	سے	اپنی نگاہیں	اور وہ حفاظت کریں

اور آپ فرما دیں مومن عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں، اور اپنی شرمگاہوں کی

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

فُرُوْجَهُنَّ	وَلَا يُبْدِيْنَ	زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا	مَا ظَهَرَ - مِنْهَا
اپنی شرمگاہیں	اور وہ ظاہر نہ کریں	اپنی زینت	مگر	جو اس میں سے ظاہر ہوا

حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہوا (جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہے)

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

وَلْيَضْرِبْنَ	بِخُمُرِهِنَّ	عَلٰى	جُيُوْبِهِنَّ	وَلَا يُبْدِيْنَ
اور ڈالے رہیں	اپنی اوڑھنیاں	پر	اپنے سینے (گریبان)	اور وہ ظاہر نہ کریں

اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، اور اپنی زینت (کے مقام) ظاہر

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا	لِبُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ	اٰبَآئِهِنَّ	اَوْ	اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اپنی زینت	مگر	اپنے خاوندوں پر	یا	اپنے باپ	یا	اپنے شوہر کے باپ (خسر)

نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے خسر

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ

اَوْ	اَبْنَآئِهِنَّ	اَوْ	اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ	اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ
یا	اپنے بیٹے	یا	اپنے شوہروں کے بیٹے	یا	اپنے بھائی	یا

یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں پر یا

بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ

بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ	بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ	اَوْ	نِسَآئِهِنَّ
اپنے بھائی کے بیٹے (بھتیجے)	یا	اپنی بہنوں کے بیٹے (بھانجے)	یا	اپنی (مسلمان) عورتیں

اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں یا اپنی مسلمان عورتوں پر

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ

أَوْ مَا مَلَكَتْ	أَيْمَانُهُنَّ	أَوِ	التّٰبِعِيْنَ	غَيْرِ
یا جن کے مالک ہوئے	انکے دائیں ہاتھ (کنیزیں)	یا	خدمت گار مرد	نہ

یا اپنی کنیزوں پر، یا وہ خدمت گار مرد جو (عورتوں

أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ

أُولِي الْإِرْبَةِ	مِنَ	الرِّجَالِ	أَوِ	الطِّفْلِ
غرض رکھنے والے	سے	مرد	یا	لڑکے

سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو

الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

الَّذِيْنَ	لَمْ يَظْهَرُوْا	عَلٰى	عَوْرٰتِ
وہ جو کہ	وہ واقف نہیں ہوئے	پر	پردے

ابھی واقف نہیں ہوئے عورتوں کے پردے (کے معاملات

النِّسَآءِ ص وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ

النِّسَآءِ	وَلَا يَضْرِبْنَ	بِأَرْجُلِهِنَّ	لِيُعْلَمَ
عورتوں	اور وہ نہ ماریں	اپنے پاؤں	کہ جان (پہچان) لیا جائے

سے) اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) نہ ماریں کہ جو اپنی زینت

مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا

مَا يُخْفِيْنَ	مِنْ	زِيْنَتِهِنَّ	وَتُوْبُوْٓا	إِلَى اللّٰهِ	جَمِيْعًا
جو چھپائے ہوئے ہیں	سے	اپنی زینت	اور تم توبہ کرو	اللہ کی طرف (آگے)	سب

چھپائے ہوئے ہیں پہچان لی جائیں۔ اے ایمان والو! تم سب اللہ کے

أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

أَيُّهَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ	
اے	ایمان والو	تاکہ تم	فلاں (دوجہان کی کامیابی) پاؤ	

آگے توبہ کرو تاکہ تم دوجہان کی کامیابی پاؤ۔

(٣١) وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ
مِنْ أَبْصَارِهِنَّ عَمَّا لَا يَحِلُّ
لَهُنَّ نَظَرُهُ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ
عَمَّا لَا يَحِلُّ فِعْلُهُ بِهَا وَلَا يُبْدِينَ
يُظْهِرْنَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَهُوَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ
فَيَجُوزُ نَظَرُهُ لِأَجْنَبِيٍّ إِنْ لَمْ
يَخَفْ فِتْنَةً فِي أَحَدِ الْوَجْهَيْنِ
وَالثَّانِي يَحْرُمُ لِأَنَّهُ مَظِنَّةُ
الْفِتْنَةِ وَرُجِّحَ حَسْمًا لِلْبَابِ
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ
جُيُوبِهِنَّ أَيْ يَسْتُرْنَ الرُّءُوسَ
وَالْأَعْنَاقَ وَالصُّدُورَ بِالْمَقَانِعِ
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ الْخَفِيَّةَ
وَهِيَ مَا عَدَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ
إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ جَمْعُ بَعْلٍ أَيْ
زَوْجٍ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ
أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ
أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ
أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ فَيَجُوزُ
لَهُمْ نَظَرُهُ إِلَّا مَا بَيْنَ السُّرَّةِ
وَالرُّكْبَةِ فَيَحْرُمُ نَظَرُهُ لِغَيْرِ
الْأَزْوَاجِ وَخَرَجَ بِنِسَائِهِنَّ
الْكَافِرَاتُ فَلَا يَجُوزُ لِلْمُسْلِمَاتِ
الْكَشْفُ لَهُنَّ وَشَمِلَ مَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الْعَبِيدَ
أَوِ التَّابِعِينَ فِي فُضُولِ
الطَّعَامِ غَيْرِ بِالْجَرِّ صِفَةٌ
وَالنَّصْبِ اسْتِثْنَاءٌ أُولِي الْإِرْبَةِ
أَصْحَابِ الْحَاجَةِ إِلَى النِّسَاءِ

(٣١) اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں ان اشیاء سے جنکی طرف نظر کرنا حلال نہیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچاویں ان افعال سے جو جائز نہیں اور انکی چاہیئے کہ اپنی زینت کی جگہیں ظاہر نہ کریں مگر وہ اعضاء جو کھلے رہتے ہیں جیسے چہرہ اور ہاتھ سو اجنبی مرد کو ان مواضع کا دیکھنا درست ہے اگر خوف فتنہ کا نہیں اور یہ ایک قول شافعی کا ہے. دوسرا یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ یہ مواضع محل فتنہ ہیں اسی قول کو ترجیح ہے تاکہ دروازہ فتنوں کا بند ہو جائے.

اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنی چادریں اوڑھیں جن سے ان کے سر اور گردنیں اور سینہ چھپے رہیں اور اپنی پوشیدہ زینت کو ظاہر نہ کریں (مراد اس سے ماسوا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے ہیں) مگر اپنے خاوندوں کے سامنے یا اپنے باپ یا خاوندوں کے باپ۔

یا اپنے بیٹے یا اپنے خاوندوں کے بیٹے۔
یا اپنے بھائی یا بھتیجوں
یا بھانجوں یا مسلمان عورتوں
یا اپنے غلام باندیوں کے سامنے۔ کہ ان سب کو چہرہ و ہاتھوں کے سوا اور اعضاء پر نظر کرنا بھی حلال ہے مگر مابین گھٹنوں کے اور ناف کے بجز خاوندوں کے دوسروں کو دیکھنا حلال نہیں۔ اور مسلمان عورتوں کی قید سے کافر عورتیں نکل گئیں پس مسلمان عورتوں کو کافر عورتوں کے سامنے بدن کھولنا جائز نہیں اور مَا مَلَكَتْ میں غلام بھی داخل ہو گئے۔)

اور وہ بیوقوف لوگ جو زائد کھانے میں آکر شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو رغبت اور شہوت عورتوں کی طرف نہیں۔

مِنَ الرِّجَالِ بِأَنْ لَمْ يَنْتَشِرْ ذَكَرُهُمْ أَوِ الطِّفْلِ بِمَعْنَى الْأَطْفَالِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا يَطَّلِعُوْا عَلَى عَوْرٰتِ النِّسَاءِ لِلْجِمَاعِ فَيَجُوْزُ أَنْ يُّبْدِيْنَ لَهُمْ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ مِنْ خَلْخَالٍ يَتَقَعْقَعُ وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِمَّا وَقَعَ لَكُمْ مِنَ النَّظَرِ الْمَمْنُوْعِ مِنْهُ مِنْ غَيْرِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ تَنْجُوْنَ مِنْهُ لِقَبُوْلِ التَّوْبَةِ مِنْهُ وَفِي الْآيَةِ تَغْلِيْبُ الذُّكُوْرِ عَلَى الْإِنَاثِ

یا وہ لڑکے جو عورتوں سے صحبت و ہم بستری کے لائق نہیں کہ انکو بھی ماسوا ناف اور گھٹنوں کے درمیان کے اعضاء اور اعضاء پر نظر کرنا درست ہے۔

اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے پیروں کو زمین پر نہ ماریں جس سے انکی پوشیدہ زینت یعنی جھانجن اور پازیب وغیرہ کی آواز ظاہر ہو جائے
اور اے مسلمانوں تم سب اللہ سے توبہ کرو ان افعال سے جو تم سے سرزد ہوئے جیسے نظر حرام کرنا وغیرہ تاکہ تم نجات پاؤ۔
بوجہ قبول ہونے توبہ کے

(یہ خطاب عورتوں اور مردوں سب کو ہے مگر تغلیباً جمع مذکر کا صیغہ ذکر فرمایا)

تشریح

(۳۱) عورتیں اپنی زیبائش کا اظہار نہ کریں | جس طرح مومن مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہیں بچائیں اسی طرح مومن عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اپنی زینت اور زیبائش کا اظہار نہ کریں اپنے ستر کو ڈھانکے رکھیں بدن کا اتنا ہی حصہ کھولنے کی اجازت ہے کہ جس کی ضرورت ہے مثلاً چہرہ، ہتھیلیاں یا پاؤں۔ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینے پر ڈالیں اور ان حصوں کو کسی کے سامنے نہ کھولیں سوائے ان محرم کے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ باہر نکلتے وقت چادر یا برقعہ سے اپنا بدن چھپائیں۔

○ رشتے کے وہ محرم لوگ مراتب کے فرق کے مطابق عورت ان کے سامنے آ سکتی ہے جیسے خاوند کہ اس کا رشتہ اور نوعیت کا ہے اس کے سامنے بدن کو کھولنے کی اجازت ہے۔

○ دوسرے وہ رشتے ہیں کہ عورت ان کے سامنے آ سکتی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ بدن کا ہر حصہ ان کے سامنے کھولا جا سکتا ہو۔ جیسے چچا، ماموں، وغیرہ۔ پھر حکم یہ ہے کہ چال ڈھال ایسی نہ ہو جو حیا کے خلاف ہو۔ جو پہلے ان احکام کے خلاف ہو چکا ہے اس سے توبہ کرو اور یہ طریقہ جو تمہیں معاشرت کا بتایا جا رہا ہے تمہاری فلاح کے لئے یہی بہتر ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ

وَ	اَنْكِحُوا	الْاَيَامٰى	مِنْكُمْ	وَالصّٰلِحِيْنَ	مِنْ
اور	تم نکاح کرو	بیوہ عورتیں	اپنے میں سے (اپنی)	اور نیک	سے

اور تم نکاح کرو اپنی بیوہ عورتوں کا، اور اپنے نیک غلاموں اور

عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ

عِبَادِكُمْ	وَاِمَآئِكُمْ	اِنْ	يَّكُوْنُوْا	فُقَرَآءَ	يُغْنِهِمُ
اپنے غلام	اور اپنی کنیزیں	اگر	وہ ہوں	تنگدست (جمع)	انہیں غنی کردیگا

اپنی کنیزوں کا، اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ انہیں غنی کردیگا

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ

اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ	وَلْيَسْتَعْفِفِ	الَّذِيْنَ
اللہ	اپنے فضل سے	اور اللہ	وسعت والا	علم والا	اور چاہیے کہ بچے رہیں	وہ لوگ جو

اپنے فضل سے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اور چاہیے کہ بچے رہیں (پاکدامن

لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ

لَا يَجِدُوْنَ	نِكَاحًا	حَتّٰى	يُغْنِيَهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَالَّذِيْنَ
نہیں پاتے	نکاح	یہاں تک کہ	انہیں غنی کردے	اللہ	اپنے فضل سے	اور جو لوگ

رہیں) وہ جو کہ نکاح (مقدور) نہیں پاتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے اور انہیں جو تمہارے

يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

يَبْتَغُوْنَ	الْكِتٰبَ	مِمَّا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ	فَكَاتِبُوْهُمْ	اِنْ عَلِمْتُمْ
چاہتے ہیں	مکاتبت	انہیں جو	مالک ہوں	تمہارے دائیں ہاتھ (غلام)	تو تم ان سے مکاتبت (آزادی کی تحریر) کرو	اگر تم جانو (پاؤ)

غلام ہوں مکاتبت (کچھ لے دیکر آزادی کی تحریر) چاہتے ہوں تو ان سے مکاتبت (آزادی کی تحریر) کرلو، اگر تم اُن میں

فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا

فِيْهِمْ	خَيْرًا	وَّاٰتُوْهُمْ	مِّنْ	مَّالِ اللّٰهِ	الَّذِيْٓ + اٰتٰىكُمْ	وَلَا
ان میں	بہتری	اور تم ان کو دو	سے	اللہ کا مال	جو اس نے تمہیں دیا	اور نہ

بہتری پاؤ۔ اور اس مال میں سے ان کو دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔ اور اپنی

تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا

تُكْرِهُوا	فَتَيٰتِكُمْ	عَلَى الْبِغَآءِ	إِنْ	أَرَدْنَ	تَحَصُّنًا	لِتَبْتَغُوا
تم مجبور کرو	اپنی کنیزیں	بدکاری پر	اگر	وہ چاہیں	پاکدامن رہنا	تاکہ تم حاصل کرنا

کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو، اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں (محض اسلئے کہ) تم دنیا کی

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ

عَرَضَ	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَمَنْ	يُّكْرِهْهُّنَّ	فَإِنَّ	اللّٰهَ
سامان	زندگی	دنیا	اور جو	انہیں مجبور کریگا	تو بیشک	اللہ

زندگی کا سامان حاصل کرلو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان (بیچاریوں کے)

مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

مِنْ بَعْدِ	إِكْرَاهِهِنَّ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	
بعد	ان کے مجبوری	بخشنے والا	نہایت مہربان	—

مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

(۳۲) وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ جَمْعُ
أَيِّمٍ وَهُوَ مَنْ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ
بِكْرًا كَانَتْ أَوْ ثَيِّبًا وَمَنْ
لَيْسَ لَهُ زَوْجَةٌ وَهٰذَا
فِي الْأَحْرَارِ وَالْحَرَائِرِ
وَالصّٰلِحِيْنَ أَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ وَعِبَادُ
مِنْ جُمُوْعِ عَبْدٍ إِنْ يَكُوْنُوْا
أَيِ الْأَحْرَارُ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ
اللّٰهُ بِالتَّزَوُّجِ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ لِخَلْقِهٖ عَلِيْمٌ ○ بِهٖ
(۳۳) وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا
يَجِدُوْنَ نِكَاحًا أَيْ مَا
يَنْكِحُوْنَ بِهٖ مِنْ مَهْرٍ وَنَفَقَةٍ

(۳۲) اور نکاح کرو بے خاوند والی عورت کا اور بے نکاحے مردوں کا (ایامیٰ جمع ہے ایم کی وہ وہ عورت ہے جس کے خاوند نہ ہو باکرہ ہو یا ثیبہ۔ اور وہ مرد ہے جس کی بیوی نہ ہو یہ حکم آزاد مردوں اور عورتوں کا ہے

اور نکاح کرو اپنے غلام باندیوں مسلمان کا۔

اگر آزاد آدمی محتاج ہیں اور اس وجہ سے نکاح سے رکتے ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے بعد نکاح کے دولتمند غنی کردیگا اور اللہ اپنی خلقت پر وسعت کرنے والا انکو جاننے والا ہے۔

(۳۳) اور وہ لوگ جنہیں نکاح کی طاقت نہیں یعنی مہر اور نفقہ نہیں دے سکتے اس وجہ سے نکاح نہیں کرتے انکو چاہیے کہ زنا سے بچتے رہیں۔

مِنَ الزِّنَا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ
يُوَسِّعَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَضْلِهٖ
فَيَنْكِحُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ
الْكِتٰبَ بِمَعْنَى الْمُكَاتَبَةِ مِمَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنَ
الْعَبِيْدِ وَالْاِمَاءِ فَكَاتِبُوْهُمْ
اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا اَيْ
اَمَانَةً وَقُدْرَةً عَلَى الْكَسْبِ
لِاَدَاءِ مَالِ الْكِتَابَةِ وَصِيْغَتُهَا
مَثَلًا كَاتَبْتُكَ عَلَى اَلْفَيْنِ
فِيْ شَهْرَيْنِ كُلَّ شَهْرٍ
اَلْفٌ فَاِذَا اَدَّيْتَهَا فَاَنْتَ
حُرٌّ فَيَقُوْلُ قَبِلْتُ ذٰلِكَ
وَاٰتُوْهُمْ اَمْرٌ لِلسَّادَةِ
مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ
اٰتٰىكُمْ مَا تَسْتَعِيْنُوْنَ
بِهٖ فِيْ اَدَاءِ مَا الْتَزَمُوْهُ
لَكُمْ وَفِيْ مَعْنَى الْاِيْتَاءِ
حَطُّ شَيْءٍ مِمَّا الْتَزَمُوْهُ
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ اَيْ اِمَائِكُمْ
عَلَى الْبِغَاءِ اَيِ الزِّنَا اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
تَعَفُّفًا عَنْهُ وَهٰذِهِ الْاِرَادَةُ مَحَلُّ
الْاِكْرَاهِ فَلَا مَفْهُوْمَ لِلشَّرْطِ
لِتَبْتَغُوْا بِالْاِكْرَاهِ عَرَضَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ اُبَيٍّ كَانَ يُكْرِهُ جَوَارِيَ
لَهٗ عَلَى الْكَسْبِ بِالزِّنَا
وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ
اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ
غَفُوْرٌ لَهُنَّ رَحِيْمٌ ○
بِهِنَّ

یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے وسعت دے اس وقت وہ نکاح کریں۔

اور وہ لوگ جو اپنے غلام باندیوں سے کتابت کرنا چاہیں سو اگر تم ان میں امانت داری اور کمانے کی طاقت دیکھو جس سے وہ مال کتابت ادا کر سکیں تو ان سے عقد کتابت کرلو اور الفاظ کتابت کرنے کے یہ ہیں جیسے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے معاملہ کتابت کا کیا بعوض دو ہزار کے دو مہینے کے وعدہ پر ہر ماہ میں ایک ہزار دینا جب تو یہ ادا کر چکے تو اس وقت آزاد ہے اس پر غلام یہ کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ اس طرح معاملہ کتابت کا پورا ہو جائے گا۔

اور اے مالکو اپنے غلاموں کو دو اس مال میں سے جو تم کو اللہ نے دیا ہے تاکہ انکو ادائے مال کتابت میں مدد ملے۔ اور دینے ہی کے حکم میں ہے ان سے کچھ عوض کتابت میں سے کم کر دینا۔

اور اپنی باندیوں پر زناکاری پر زبردستی نہ کرو جبکہ وہ اس سے بچنا چاہیں (چونکہ بوقت ارادہ بچنے کے ہی زبردستی ہو سکتی ہے اسلئے مضمون مخالف یہاں معتبر نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر وہ ارادہ عفت نہ کریں تو پھر زبردستی کرنا درست ہے کیونکہ پھر زبردستی ممکن نہیں اور غرض تمہاری زبردستی سے یہ ہے کہ تم کو کچھ دنیا کی دولت ملے یہ آیت عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی باندیوں کو زنا کی کمائی پر مجبور کرتا تھا) اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے سو بے شبہ ان باندیوں کو زبردستی کرنے پر بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح

(۳۲) نکاح کرنے کا حکم | اوپر کی آیات میں بیان چل رہا تھا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل مت ہو۔ عورتوں مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں، جان بوجھ کر ایک دوسرے کو بری نگاہ سے نہ دیکھیں اور جسم کے ان حصوں کو ڈھانکے رکھیں جن سے نفسانی جذبات بھڑکنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس طرح ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا معاشرہ قائم کرنے کے لئے مختلف ہدایات دی گئیں انہی ہدایات میں سے ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ کوئی مرد یا عورت جو شادی کے قابل ہو وہ غیر شادی شدہ نہ رہے۔ چاہے پہلی شادی ہو یا عورت بیوہ ہو گئی ہو اور دوسری شادی کا معاملہ ہو، یا وہ مرد ہو جس کی بیوی فوت ہو گئی ہو۔ غرض جہاں تک ہو سکے شادی کے قابل مرد اور عورت مجرد نہ رہیں۔ تاکہ ان کا نفس انہیں برائی کی طرف مائل نہ کر سکے۔ حدیث میں آتا ہے نبیؐ نے ارشاد فرمایا "اگر کسی مرد کی نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے اور اس کے دل میں برے وسوسے پیدا ہونے لگیں تو وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اپنی ضرورت پوری کر لے کیونکہ اس کی بیوی کے پاس بھی وہی کچھ ہے جو دوسری عورت کے پاس ہے۔ اس طرح شادی انسان کو برائی سے روک دیتی ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا:۔ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرو۔ فرض نماز میں جب اس کا وقت آجائے۔ جنازہ جب تیار ہو جائے تو اس کی تدفین میں دیر نہ کرو، اور لڑکا یا لڑکی غیر شادی ہو اور مناسب رشتہ مل جائے تو ان کی شادی میں دیر مت کرو۔ آیت کے مضمون سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ بیوہ عورت کا نکاح بھی جلد سے جلد کر دینا چاہیئے۔ نکاح بیوگاں اگر عیب ہوتا تو خود نبیؐ بیوہ عورتوں سے نکاح نہ فرماتے۔ اسطرح تمہارے پاس جو غلام یا باندی یا نوکر چاکر وغیرہ ہوں اور وہ پاکیزہ زندگی گزار رہے ہوں تو ان کا بھی مناسب رشتہ دیکھ کر شادی کی کوشش کرو۔ بعض اوقات آمدنی کے ذرائع محدود ہوتے ہیں اور آدمی یہ سوچتا ہے کہ میں اس تھوڑی سی آمدنی میں بیوی بچوں کی ذمہ داریاں کیسے پوری کرونگا۔ اس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ آدمی محنت اور حلال روزی کے لئے جد و جہد کرتا رہے مگر زندگی کا بلند معیار کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکے لئے شادی کو ٹالا جائے۔ بارہا ہوتا ہے کہ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ روزی میں برکت دیدیتے ہیں اور خود آدمی بھی یہ محسوس کرکے کہ اب میرے اوپر ذمہ داری کا بوجھ زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ محنت کرنے لگتا ہے جس کا اچھا نتیجہ سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ (رکوع ۴ آیت ۲۸)

(اگر تمہیں تنگدستی کا خوف ہے تو بعید نہیں کہ اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے)

(۳۳) پاکدامنی اور غلاموں کی امداد کا حکم | اگر فی الحال نکاح کرنے کی پوزیشن نہیں ہے تو جب تک نکاح کا موقع نہ ہو پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے روزی کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ نفس کو قابو میں رکھنے کے لئے روزہ رکھنا یہ بھی ایک تدبیر ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ جب آدمی پاک دامن رہنے کے لئے نکاح کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی کہیں نہ کہیں سے مدد فرماتے ہیں۔ دوسرا حکم غلام یا لونڈی کے ساتھ مکاتبت کا معاہدہ کرنے کے بارہ میں ہے۔ مکاتبت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی غلام یا باندی یہ معاہدہ کرنا چاہے کہ میں اتنے عرصے میں اتنا مال کما کر تمہیں دیدوں تو تم مجھے آزاد کر دوگے ایسے غلاموں یا لونڈیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان کا یہ معاہدہ قبول کر لیا جائے اور زکوٰۃ یا صدقات سے ہی سہی (زکوٰۃ و صدقات کی مدمیں سے یہ بھی ایک مد ہے) ان کی مالی مدد کی جائے یا مال کا کچھ حصہ معاف کر دیا جائے تاکہ وہ آزاد ہو کر خانگی زندگی بسر کر سکیں اور سماج میں کسی گندگی کے پھیلنے کا اندیشہ نہ رہے اسی کے ذیل میں یہ بھی حکم ہے کہ لونڈیوں سے بدکاری کرا کر پیسہ کمانا قطعی حرام ہے کیونکہ اللہ کی نظر میں زنا خواہ برضا و رغبت ہو یا بجبر و اکراہ ہر حال میں نہایت ہی برا کام ہے جو پورے سماج کو اس طرح گندہ کر دیتا ہے جس طرح ایک مچھلی سے تالاب سڑ جاتا ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ

وَلَقَدْ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكُمْ	اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ	وَّمَثَلًا	مِّنَ	الَّذِيْنَ
اور تحقیق	ہم نے نازل کئے	تمہاری طرف	احکام	واضح	اور مثالیں	سے	وہ لوگ جو

اور تحقیق ہم نے تمہاری طرف نازل کئے واضح احکام ۔ اور ان لوگوں کی مثالیں جو تم

ع ۴ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۳۴ اَللّٰهُ نُوْرُ

خَلَوْا	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِيْنَ	اَللّٰهُ	نُوْرُ
گزرے	تم سے پہلے	اور نصیحت	پرہیزگاروں کے لئے	اللہ	نور

سے پہلے گزرے ہیں اور نصیحت پرہیزگاروں کے لئے اللہ نور ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	مَثَلُ	نُوْرِهٖ	كَمِشْكٰوةٍ	فِيْهَا	مِصْبَاحٌ
آسمانوں	اور زمین	مثال	اسکا نور	جیسے ایک طاق	اسمیں	ایک چراغ

زمین اور آسمانوں کا ، اس کے نور کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک طاق ہو، اسمیں ایک چراغ ہو

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

اَلْمِصْبَاحُ	فِيْ ۔ زُجَاجَةٍ	اَلزُّجَاجَةُ	كَاَنَّهَا	كَوْكَبٌ ۔ دُرِّيٌّ
چراغ	ایک شیشہ میں	وہ شیشہ	گویا وہ	ایک ستارہ چمکدار

چراغ ایک شیشہ کی (قندیل میں) ہو وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہے ۔ وہ

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا

يُّوْقَدُ	مِنْ	شَجَرَةٍ	مُّبٰرَكَةٍ	زَيْتُوْنَةٍ	لَّا شَرْقِيَّةٍ	وَّلَا
روشن کیا جاتا ہے	سے	درخت	مبارک	زیتون	نہ مشرق کا	اور نہ

روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت زیتون سے (جس کا رخ) نہ مشرق ہے اور نہ

غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ

غَرْبِيَّةٍ	يَّكَادُ	زَيْتُهَا	يُضِيْۗءُ	وَلَوْ	لَمْ تَمْسَسْهُ	نَارٌ	نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ
مغرب کا	قریب ہے	تیل	روشن ہوجائے	خواہ	اسے نہ چھوئے	آگ	روشنی پر روشنی

مغرب، قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہوجائے خواہ اسے آگ نہ چھوئے ۔ نور علی نور (روشنی پر روشنی ہے)

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

لِلنَّاسِ	الْاَمْثَالَ	اللّٰهُ	وَيَضْرِبُ	مَنْ يَّشَآءُ	لِنُوْرِهٖ	يَهْدِى اللّٰهُ
لوگوں کیلئے	مثالیں	اللہ	اور بیان کرتا ہے	وہ جس کو چاہتا ہے	اپنے نور کی طرف	رہنمائی کرتا ہے اللہ

اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

	عَلِيْمٌ	بِكُلِّ شَیْءٍ	وَاللّٰهُ
	جاننے والا	ہر شے کو	اور اللہ

اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

(۳۴) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَكَسْرِهَا فِىْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ بُيِّنَ فِيْهَا مَا ذُكِرَ اَوْ بَيِّنَةٍ وَّمَثَلًا اَىْ خَبَرًا عَجِيْبًا وَهُوَ خَبَرُ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ اَىْ مِنْ جِنْسِ اَمْثَالِهِمْ اَىْ اَخْبَارِهِمُ الْعَجِيْبَةِ كَخَبَرِ يُوْسُفَ وَمَرْيَمَ وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ الخ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ الخ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا الخ وَتَخْصِيْصُهَا بِالْمُتَّقِيْنَ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا۔

(۳۴) اور بیشک ہم نے تمہاری طرف ظاہر آیتیں اتاریں اور جن پر عجیب یعنی عائشہ صدیقہ کا قصہ مثل خبروں ان لوگوں کے جو تم سے پہلے گزرے جیسے یوسف کا قصہ اور مریم کا حال اور ہم نے اتاری تمہاری طرف نصیحت پرہیزگاروں کے لئے وہ نصیحت اس آیت میں مذکور ہوئی وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ الخ اور اس آیت میں لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ الخ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا الخ

اور تخصیص پرہیزگاروں کی اسلئے کہ نفع ان آیتوں سے انہیں کو ہوتا ہے۔

(۳۵) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَىْ مُنَوِّرُهُمَا بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مَثَلُ نُوْرِهٖ اَىْ صِفَتُهٗ فِىْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ هِىَ الْقِنْدِيْلُ وَالْمِصْبَاحُ السِّرَاجُ اَىِ الْفَتِيْلَةُ الْمَوْقُوْدَةُ وَالْمِشْكٰوةُ الطَّاقَةُ غَيْرُ النَّافِذَةِ اَىِ الْاُنْبُوْبَةُ فِى الْقِنْدِيْلِ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا وَالنُّوْرُ فِيْهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ اَىْ

(۳۵) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اللہ روشن کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا چاند اور سورج سے اس کی روشنی کی مثال مومن کے دل میں ایسی ہے جیسے ایک طاق میں قندیل اور قندیل میں چراغ روشن ہو وہ قندیل اس چراغ کی روشنی سے ایسا چمکتا ہے جیسے ستارہ روشن۔

مُضِيءٌ بِكَسْرِ الدَّالِ وَضَمِّهَا
مِنَ الدَّرْءِ بِمَعْنَى الدَّفْعِ
لِدَفْعِهِ الظَّلَامَ وَبِضَمِّهَا وَتَشْدِيدِ
الْيَاءِ مَنْسُوبٌ إِلَى الدُّرِّ اللُّؤْلُؤِ
يُوقَدُ الْمِصْبَاحُ بِالْمَاضِي
وَفِي قِرَاءَةٍ بِمُضَارِعِ أَوْقَدَ
مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُولِ بِالتَّحْتَانِيَّةِ
وَفِي أُخْرَى بِالْفَوْقَانِيَّةِ أَيِ
الزُّجَاجَةُ مِنْ زَيْتِ شَجَرَةٍ
مُبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ
وَلَا غَرْبِيَّةٍ بَلْ بَيْنَهُمَا فَلَا
يَتَمَكَّنُ مِنْهَا حَرٌّ وَلَا بَرْدٌ مُضِرَّيْنِ
يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ لِصَفَائِهِ
نُورٌ بِهِ عَلَى نُورٍ بِالنَّارِ
وَنُورُ اللّٰهِ أَيْ هُدَاهُ لِلْمُؤْمِنِ
نُورٌ عَلَى نُورِ الْإِيمَانِ
يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ أَيْ دِينِ
الْإِسْلَامِ مَنْ يَشَاءُ وَ
يَضْرِبُ يُبَيِّنُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ
لِلنَّاسِ تَقْرِيبًا لِأَفْهَامِهِمْ
لِيَعْتَبِرُوا فَيُؤْمِنُوا
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ مِنْهُ
ضَرْبُ الْأَمْثَالِ

وہ چراغ روشن ہو درخت مبارک ،

زیتون کے تیل سے جو نہ شرقی ہو اور نہ غربی بلکہ شرق و غرب کے درمیان میں ہے تاکہ نہ زیادہ گرمی اس پر پہنچے نہ سردی جن سے اس کو مضرت ہو

وہ ایسا درخت ہے کہ اس کا تیل بوجہ صفائی کے بدون آگ کے ہی جلنے لگے تو عجب نہیں اس چراغ میں ایک روشنی آگ کی اور دوسری تیل کی ایسے ہی اللہ کی ہدایت مومن کے لئے نور ہے علاوہ نور ایمان کے اور جس کو اللہ چاہتا ہے اپنے نور کی یعنی دین اسلام کی ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ انکی سمجھ میں آجائے جس سے انکو عبرت ہو، پس وہ ایمان لادیں۔

اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے مثالوں کا بیان کرنا اللہ کے علم میں داخل ہے یعنی ہر مثال حکمت کے ساتھ بیان کی جاتی ہے ۔

تشریح

(۳۴) **اللہ کے صاف صاف احکام اور عبرت کے واقعات تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہیں** اللہ تعالےٰ نے تمہاری معاشرت کو صاف ستھرا بنانے اور تمہاری زندگی کی بہترائی کے لئے صاف صاف احکام نازل فرما دیئے ہیں ۔ زنا کے احکام ، کسی پر جھوٹی تہمت لگانا ، اسی طرح لعان کا قانون ۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ بیاہ شادی کے معاملے میں نیکی اور دینداری کا خیال رکھا جائے ۔ معاشرے میں بے حیائی کی باتیں نہ پھیلائی جائیں ۔ شریف لوگوں کی بے آبروئی نہ کی جائے ۔ مردوں اور عورتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی آنکھوں کو بچا کر رکھیں ، شرمگاہوں کی حفاظت کریں ، عورتوں کے لئے پردے کے احکام نازل کئے گئے ۔ اسی طرح شادی کے قابل لوگوں کو نکاح کی ترغیب دی گئی غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے

مکاتبت کی ایک شکل بتائی گئی جس سے غلامی سے چھٹکارا آسان ہوجائے اور ہمارے معاشرے کا یہ حصہ بھی آزاد اور گھریلو زندگی گذار سکے۔ اسیطرح یہ ہدایت کی گئی کہ معاشرے میں قحبہ گری کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ تمہیں یہ بھی بتادیا گیا کہ جن قوموں نے تم سے پہلے ان چیزوں کو نظرانداز کیا انکا انجام کیا ہوا۔ پچھلی قوموں نے حضرت مریمؑ کی پاکدامنی کو گدلا کرنے کی کوشش کی جسطرح آج حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ واقعہ پیش آیا اسی طرح حضرت مریمؑ پر بھی انگلیاں اٹھائی گئیں، حضرت یوسفؑ پر بھی الزام تراشی کی گئی لیکن جسطرح ان دونوں پاک ہستیوں کی عظمت آج بھی لوگوں کے دلوں میں موجود ہے اسیطرح ام المومنینؓ کی بزرگی بھی لوگوں کے دلوں میں قائم رہیگی۔ اگر پھر بھی تم ان باتوں پر عمل نہیں کرتے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم ان قوموں کے انجام کی کوئی فکر نہیں کرتے اور وہی غلط راستہ اختیار کرتے ہو جن پر چلکر وہ قومیں تباہ ہوچکی ہیں ڈرنیوالوں کیلئے ہماری یہ نصیحتیں کافی ہیں۔

(۳۵) اللہ کائنات کا نور ہیں | اللہ تعالیٰ جیسی کوئی دوسری چیز نہیں ہے (لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ شوریٰ ۱۱) اسکی صفات کو سمجھانے کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو انسان کی سمجھ میں آسکیں۔ نور سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے چیزوں کا ظہور ہوتا ہے جو خود روشن ہو اور دوسرے کو روشنی دے، اندھیرے میں آدمی کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور روشنی میں وہ چیز ظاہر ہوجاتی ہے اسلئے علم کو روشنی اور جہالت کو اندھیرا کہا جاتا ہے۔ جسطرح علم کے ذریعے کسی چیز کا پتہ لگتا ہے۔ اسطرح حقیقت کا علم اللہ ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اس کے فیض کے بغیر جہالت کی تاریکی ہے اور آبادی اللہ ہی سے ہے اسکی مدد نہ ہو تو سب چیزیں ویران ہوجائیں تمام مخلوق کو وجود اسی کے وجود سے ملا ہے۔ چاند سورج، ستارے سب اس کے نور سے منور ہیں، ہدایت اور معرفت کی جو روشنی کسی کو ملی ہے وہ اسی سے ملی ہے۔ حسن وجمال، خوبی وکمال سب اسی کے کمال کا پرتو ہے۔ جب حضورؐ طائف تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں نے آپکو پتھر مار مار کر زخمی کردیا تو آپ کی زبان مبارک پر جو دعا تھی وہ یہی تھی کہ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ اَضَاءَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَاَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ۔ (ابن ہشام ۴ج۶/) (میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور سے جو اندھیرے میں اُجالا کرتا ہے)۔ نبیؐ اللہ تعالیٰ کو زمین وآسمان کا نور کہہ کر پکارتے۔ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، آپ اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ میرے ہر حصے کو نور سے منور فرمادے، اور فرماتے وَاجْعَلْنِىْ نُوْرًا۔ (اے اللہ مجھے نوری نور بنادے) نبیؐ کی ایک حدیث ہے جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِىْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُّوْرِهٖ يَوْمَئِذٍ اِهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ (فتح الباری ص۲۲۰/۸)

یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور توفیق سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا وہ گمراہ رہا۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ نور کی صحیح کیفیت بیان کرنا ممکن نہیں ہے اس کی صفات کو ممکنات کی صفات پر قیاس کرنا نہیں چاہیئے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کو روشنی ملتی ہے لیکن ان مومنین کو جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی ہے ان کو نور الٰہی سے عرفان کا خاص حصہ ملتا ہے جس کو شاعر نے ایک مصرعہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ع فیضانِ محبت عام سہی، عرفانِ محبت عام نہیں۔

جب مومن کو یہ عرفان حاصل ہوتا ہے تو اس کا قلب نور الٰہی اور معرفت وہدایت سے اس قندیل کی طرح روشن ہوجاتا ہے جس کو صاف وشفاف نہایت روشن زیتون کے تیل سے روشنی مل رہی ہو۔ مومن کا شیشۂ دل ایک شفاف شیشے کی طرح ہوتا ہے اور اسمیں حق کو قبول کرنے کی ایسی صلاحیت پائی جاتی ہے کہ بغیر دیا سلائی کے دکھائے جل اٹھنے کو تیار رہتا ہے۔ جہاں قرآن کی روشنی نے اس کو مس کیا اس کی فطری روشنی جگمگا اٹھتی ہے اور وہ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہوجاتا ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ

فِیْ بُیُوْتٍ	اَذِنَ	اللّٰهُ	اَنْ تُرْفَعَ	وَیُذْكَرَ	فِیْهَا	اسْمُهٗ
ان گھروں میں	حکم دیا	اللہ	کہ بلند کیا جائے	اور لیا جائے	ان میں	اس کا نام

(یہ روشنی ہے) ان گھروں میں (جنکی نسبت) اللہ نے حکم دیا کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے

یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ

یُسَبِّحُ	لَهٗ	فِیْهَا	بِالْغُدُوِّ	وَالْاٰصَالِ	رِجَالٌ	لَّا تُلْهِیْهِمْ
تسبیح کرتے ہیں	اسکی	انہیں	صبح	اور شام	وہ لوگ	انہیں غافل نہیں کرتی

وہ انہیں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ لوگ (جنہیں) غافل نہیں کرتی

تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ

تِجَارَةٌ	وَّلَا بَیْعٌ	عَنْ	ذِكْرِ	اللّٰهِ	وَاِقَامِ	الصَّلٰوةِ	وَ
تجارت	اور نہ خرید و فروخت	سے	اللہ کی یاد		اور قائم رکھنا	نماز	اور

کوئی تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے، نماز قائم رکھنے اور

اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ

اِیْتَآءِ	الزَّكٰوةِ	یَخَافُوْنَ	یَوْمًا	تَتَقَلَّبُ	فِیْهِ
ادا کرنا	زکوٰۃ	وہ ڈرتے ہیں	اس دن سے	الٹ جائیں گے	اس میں

زکوٰۃ ادا کرنے سے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے

الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙ

الْقُلُوْبُ	وَ	الْاَبْصَارُ
دل (جمع)	اور	آنکھیں

دل اور آنکھیں

﴿۳۶﴾ فِیْ بُیُوْتٍ مُتَعَلِّقٌ بِیُسَبِّحُ الْاٰتِیْ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ تُعْظَمَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ بِتَوْحِیْدِهٖ یُسَبِّحُ بِفَتْحِ الْمُوَحَّدَةِ وَكَسْرِهَا اَیْ یُصَلِّیْ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ مَصْدَرٌ بِمَعْنَی الْغَدَوَاتِ

﴿۳۶﴾ اللہ کی تسبیح بیان کی جاتی ہے صبح اور شام ان گھروں میں جنکی تعظیم کا اللہ نے حکم فرمایا اور یہ کہ انہیں اس کا نام لیا جائے۔

أَيِ الْبُكْرِ وَالْأَصَالِ ○ أَلْعَشَايَا مِنْ بَعْدِ الزَّوَالِ۔

(۳۷) رِجَالٌ فَاعِلٌ يُسَبِّحُ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَعَلَى فَتْحِهَا نَائِبُ الْفَاعِلِ لَهُ وَرِجَالٌ فَاعِلٌ فِعْلٍ مُقَدَّرٍ جَوَابُ سُؤَالٍ مُقَدَّرٍ كَأَنَّهُ قِيلَ مَنْ يُسَبِّحُهُ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ أَيْ شِرَاءٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ حُذِفَ هَاءُ إِقَامَةٍ تَخْفِيفًا وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ تَضْطَرِبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ○ مِنَ الْخَوْفِ أَلْقُلُوبُ بَيْنَ النَّجَاةِ وَالْهَلَاكِ وَالْأَبْصَارُ بَيْنَ نَاحِيَتَيِ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

(۳۷) ان گھروں میں تسبیح کرتے ہیں وہ لوگ جنکو بیع و شراء ذکر الٰہی، اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اسمیں دل اور آنکھیں مضطرب ہونگی بوجہ خوف کے دلوں میں یہ خوف ہوگا کہ نجات پاویں گے یا ہلاک ہونگے اور آنکھیں دائیں اور بائیں حیران ہو کر دیکھیں گی مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے۔

تشریح

(۳۶) نورالٰہی سے منور قلوب جو صبح و شام اللہ کی بندگی سے مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں | نورمعرفت سے منور اور روشن مومنین کے یہ قلوب جو ہدایت کی روشنی سے جگمگاتے رہتے ہیں ان سے ہی اللہ کی عبادتگاہیں آباد ہیں۔ اللہ نے حکم دیا ہے کہ عبادت گاہوں کی تعظیم کی جائے ان کو پاک وصاف رکھا جائے انکی خبرگیری کی جائے ان کو اللہ کی بندگی سے آباد رکھا جائے ہر قسم کی گندگی اور لغو باتوں سے پاک رکھا جائے۔ مسجد کی تعظیم میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا یہ بھی مسجد کی عظمت کا اظہار ہے۔ صبح کی نماز سے لیکر رات تک پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنا یہ بھی مسجد کی آبادی کا حق ہے۔ مسجد کی طرح اپنے گھروں میں بھی اللہ کے احکام کی پابندی رہن سہن کی پاکیزگی اور گھروں میں بھی نمازوں کا پڑھنا یہ بھی مومنین کی ذمہ داری ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے نبی ؐ نے فرمایا کہ ؓ اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، یعنی مرد اگر فرض نماز مسجد میں پڑھتے ہیں تو سنتیں اور نفلیں گھروں میں ادا کریں اسی طرح عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھیں تاکہ ایک مومن کا گھر اللہ کے ذکر سے آباد رہے اور اسکے گھر میں اللہ کے احکام کی تعمیل نظر آئے۔

(۳۷) کاروباری مصروفیات میں بھی اللہ کی یاد | ایک مومن۔ جس نے نورمعرفت سے کسبِ فیض کیا ہے کی پوری زندگی سراپا بندگی ہوتی ہے

؎ زندگی آمد برائے بندگی ٭ زندگی بے بندگی شرمندگی

کاروباری مصروفیات بھی اسے اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی وہ کاروبار میں بھی احکام شریعت کو نظرانداز نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ حلال طریقے سے کاروبار بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ کاروباری مشغولیات اس کی نماز کی ادائیگی میں حارج نہیں ہوتیں وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں ہوتا ایسے مومن اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جب وہ ہولناک واقعات سامنے آئیں گے جس میں دل اور آنکھیں الٹ کر رہ جائیں گی کبھی دلوں میں نجات کی توقع پیدا ہوگی کبھی ہلاکت کا ڈر ہوگا کبھی آنکھیں دائیں دیکھیں گی کبھی بائیں کہ دیکھو کس طرف سے پکڑے جائیں، اعمال نامہ دائیں طرف سے آئے یا بائیں طرف سے آئے۔ غرض وہ آخرت کا خیال رکھتے ہوئے دنیا کے اندر ڈوب نہیں جاتے بلکہ ان کی نگاہیں ہمہ وقت آخرت کی طرف لگی رہتی ہیں۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ

لِيَجْزِيَهُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ	مَا عَمِلُوْا	وَيَزِيْدَهُمْ	مِّنْ فَضْلِهٖ	وَ
تاکہ انہیں جزا دے	اللہ	بہتر سے بہتر	جو انہوں نے کیا (اعمال)	اور وہ انہیں زیادہ دے	اپنے فضل سے	اور

تاکہ اللہ ان کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے، اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے اور

اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۳۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اللّٰهُ	يَرْزُقُ	مَنْ يَّشَآءُ	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا
اللہ	رزق دیتا ہے	جسے چاہتا ہے	بے حساب	اور جن لوگوں نے	کفر کیا

اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى

اَعْمَالُهُمْ	كَسَرَابٍ	بِقِيْعَةٍ	يَّحْسَبُهُ	الظَّمْاٰنُ	مَآءً	حَتّٰٓى
ان کے عمل	سراب کی طرح	چٹیل میدان میں	گمان کرتا ہے	پیاسا	پانی	یہاں تک کہ

اعمال سراب (چمکتے ریت کے دھوکے) کی طرح ہیں چٹیل میدان میں، پیاسا اُسے پانی گمان کرتا ہے یہاں تک

اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ

اِذَا جَآءَهٗ	لَمْ يَجِدْهُ	شَيْـًٔـا	وَّوَجَدَ	اللّٰهَ	عِنْدَهٗ	فَوَفّٰىهُ
جب وہ وہاں آتا ہے	اسکو نہیں پایا	کچھ بھی	اور اس نے پایا	اللہ	اپنے پاس	تو اس اللہ نے اسے پورا کر دیا

کہ جب وہ وہاں آتا ہے تو اُسے کچھ بھی نہیں پاتا، اور اس نے اللہ کو اپنے پاس پایا تو اللہ نے اسکا حساب

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۳۹

حِسَابَهٗ	وَاللّٰهُ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ
اس کا حساب	اور اللہ	جلد حساب کرنے والا۔

پورا کر دیا، اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

(۳۸) لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا اَیْ ثَوَابَهٗ وَاَحْسَنَ بِمَعْنٰی حَسَنَ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ

(۳۸) تاکہ اللہ انکو عمدہ عوض دے انکے عملوں کا اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ ثواب عطا فرماوے۔

اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے

يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ يُقَالُ
فُلَانٌ يُنْفِقُ بِغَيْرِ حِسَابٍ أَيْ
يُوَسِّعُ كَأَنَّهُ لَا يَحْسُبُ مَا يُنْفِقُهُ

(۳۹) وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ
بِقِيعَةٍ جَمْعُ قَاعٍ أَيْ فِي فَلَاةٍ وَهُوَ
شُعَاعٌ يُرَى فِيهَا نِصْفَ النَّهَارِ فِي
شِدَّةِ الْحَرِّ يُشْبِهُ الْمَاءَ الْجَارِيَ
يَحْسَبُهُ يَظُنُّهُ الظَّمْآنُ أَيِ
الْعَطْشَانُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ
لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا مِمَّا حَسِبَهُ كَذَلِكَ
الْكَافِرُ يَحْسَبُ أَنَّ عَمَلَهُ كَصَدَقَةٍ
تَنْفَعُهُ حَتَّى إِذَا مَاتَ وَقَدِمَ
عَلَى رَبِّهِ لَمْ يَجِدْ عَمَلَهُ أَيْ لَمْ
يَنْفَعْهُ وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِنْدَ
عَمَلِهِ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ أَيْ أَنَّهُ
جَازَاهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَاللّٰهُ سَرِيعُ
الْحِسَابِ ○ أَيِ الْمُجَازَاةِ

دیتا ہے (عرفاً یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص بغیر حساب دیتا ہے مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ فراخت سے خرچ کرتا ہے گویا کہ وہ جو کچھ دیتا ہے اس کا حساب نہیں کرتا۔

(۳۹) اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے اعمال مثل سراب کے ہیں جو صاف میدان میں نظر آئے (سراب وہ شعاع ہے جو شدۃ گرمی کے وقت دوپہر میں جنگل میں دور سے نظر آتی ہے اور ایسی معلوم ہوتی ہے گویا پانی چل رہا ہے)

اور سراب کو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچتا ہے اس کو کوئی چیز نہیں پاتا یعنی جو کچھ سمجھا تھا اس کے خلاف پاتا ہے۔ اسی طرح کافر یہ سمجھتا ہے کہ اس کے عمل از قسم صدقہ وغیرہ اسکو نفع دیں گے یہاں تک کہ جب وہ مرجاتا ہے اور اپنے رب کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اس کے اعمال اسکو کچھ نفع نہیں دیتے۔

اور اللہ کو اپنے اعمال کے پاس پاتا ہے کہ وہ اس کا بدلہ اس کو دنیا ہی میں دے چکا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

تشریح

(۳۸) نیک بندوں کو انکی نیکیوں کا بہترین ثمرہ ملے گا | اللہ کے وہ نیک بندے جن میں یہ بہترین صفات ہیں کہ وہ دنیا پرستی میں گم نہیں ہیں ساری مصروفیتوں کے باوجود ان کے دل میں خدا کی یاد بسی رہتی ہے۔ وہ چندروزہ زندگی کے فائدوں کے طلب گار نہیں ہیں بلکہ ان کی نگاہ آخرت کی ابدی زندگی پر جمی ہوئی ہے ان کے اعمال کا بہترین ثمرہ اللہ تعالے عطا فرمائیں گے اور اپنے فضلِ خاص سے نوازیں گے وہ اپنے مخلص بندوں کو ایسا نوازیگا جس کا تصور بھی اس دنیا میں نہیں کیا جا سکتا۔

(۳۹) نمائشی اعمال ریگستان میں سراب کی طرح ہیں | ریگستان میں سفر کرتے ہوئے دور سے ریت ایسا چمکتا ہے جیسے پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہو پیاسا آدمی یہ سمجھ کر کہ سامنے لہریں مارتا ہوا پانی بہہ رہا ہے اس کی طرف بڑھتا ہے اور جیسے جیسے اسکی طرف بڑھتا ہے وہ سراب اور آگے کو چلا جاتا ہے قریب پہنچ کر دیکھتا ہے تو وہ پانی نہیں ہے بس چمکتی ہوئی ریت ہے جو سورج کی کرنوں سے پانی کی لہریں معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ لوگ جو دنیا میں اپنے خیال اور عقیدے کے مطابق کچھ ایسے کام کرتے ہیں نہ اس کی تہہ میں ایمان ہوتا ہے اور نہ وہ اس وقت کے رسول پر ایمان لاکر اس کی پیروی کرتے ہیں انکی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو چمکتی ہوئی ریت کے سراب سے دھوکا کھا کر پیاس بجھانے کے لئے قریب پہنچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانی نہیں ہے صرف چمکتی ہوئی ریت ہے ایسے لوگوں کی زندگی کی مہلت جب ختم ہوگی اور تلافیٔ مافات کا موقعہ بھی نہیں رہے گا اور وہ اللہ کے حضور میں پیش ہونگے تو معلوم ہوگا کہ وہ سارے اعمال اکارت چلے گئے اور وہ نمائشی اعمالِ خیر کچھ بھی کام نہ آئے ان کا کفر اور نفاق انکو لے ڈوبا۔ اللہ تعہ حساب لینے میں دیر نہیں کرتے جلدی وہ وقت آجائیگا جب سب کیا دھرا سامنے ہوگا۔

اَوۡ کَظُلُمٰتٍ فِیۡ بَحۡرٍ لُّجِّیٍّ یَّغۡشٰہُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِہٖ مَوۡجٌ

اَوۡ	کَظُلُمٰتٍ	فِیۡ	بَحۡرٍ	لُّجِّیٍّ	یَّغۡشٰہُ	مَوۡجٌ	مِّنۡ + فَوۡقِہٖ	مَوۡجٌ
یا	جیسے اندھیرا	میں	دریا	گہرا پانی	اُسے ڈھانپ لیتی	موج	اس کے اوپر سے	ایک (دوسری) موج

یا (انکے اعمال ایسے ہیں) جیسے گہرے دریا میں اندھیرے، جنہیں ڈھانپ لیتی ہے موج اس کے اوپر ایک دوسری موج

مِّنۡ فَوۡقِہٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُہَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ

مِّنۡ + فَوۡقِہٖ	سَحَابٌ	ظُلُمٰتٌ	بَعۡضُہَا	فَوۡقَ + بَعۡضٍ	اِذَاۤ
اس کے اوپر سے	بادل	اندھیرے	اسکے بعض (ایک)	بعض (دوسرے) کے اوپر	جب

اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر دوسرا جب وہ

اَخۡرَجَ یَدَہٗ لَمۡ یَکَدۡ یَرٰىہَا ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَہٗ

اَخۡرَجَ	یَدَہٗ	لَمۡ یَکَدۡ	یَرٰىہَا	وَمَنۡ	لَّمۡ یَجۡعَلِ	اللّٰہُ	لَہٗ
وہ نکالے	اپنا ہاتھ	نزدیک نہیں (توقع نہیں)	تو وہ اسے دیکھے	اور جسے	نہ بنائے (نہ دے)	اللہ	(اسکے لئے)

اپنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ اسے دیکھ سکے، اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے

ع ۶ ۱۱ نُوۡرًا فَمَا لَہٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ

نُوۡرًا	فَمَا لَہٗ	مِنۡ نُّوۡرٍ	اَلَمۡ تَرَ	اَنَّ اللّٰہَ	یُسَبِّحُ + لَہٗ
نور	تو نہیں اسکے لئے	کوئی نور	کیا تونے نہیں دیکھا	کہ اللہ	پاکیزگی بیان کرتا ہے اسکی

تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ کیا تونے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے

مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدۡ

مَنۡ	فِی السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ	وَالطَّیۡرُ	صٰٓفّٰتٍ	کُلٌّ	قَدۡ
جو	آسمانوں میں	اور زمین	اور پرندے	پر پھیلائے ہوئے	ہر ایک	تحقیق

جو (بھی) آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور پر پھیلائے ہوئے پرندے (بھی) ہر ایک نے

عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَ تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَ لِلّٰہِ

عَلِمَ	صَلَاتَہٗ	وَتَسۡبِیۡحَہٗ	وَاللّٰہُ	عَلِیۡمٌ	بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ	وَلِلّٰہِ
جان لی	اپنی دعا	اور اپنی تسبیح	اور اللہ	جانتا ہے	وہ جو وہ کرتے ہیں	اور اللہ کے لئے

جان لی ہے اپنی دعا اور اپنی تسبیح، اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اللہ (ہی) کی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾

مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَاِلَى	اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ
بادشاہت	آسمانوں	اور زمین	اور طرف	اللہ	لوٹ کر جانا

بادشاہت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ (ہی) کی طرف لوٹ کر جانا ہے

﴿۴۰﴾ اَوْ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمُ السَّيِّئَةُ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ عَمِيْقٍ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ اَيِ الْمَوْجِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ اَيِ الْمَوْجُ الثَّانِيْ سَحَابٌ اَيْ غَيْمٌ هٰذِهٖ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ظُلْمَةُ الْبَحْرِ وَظُلْمَةُ الْمَوْجِ الْاَوَّلِ وَظُلْمَةُ الْمَوْجِ الثَّانِيْ وَظُلْمَةُ السَّحَابِ اِذَآ اَخْرَجَ النَّاظِرُ يَدَهٗ فِيْ هٰذِهِ الظُّلُمٰتِ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا اَيْ لَمْ يَقْرُبْ مِنْ رُؤْيَتِهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ اَيْ مَنْ لَّمْ يَهْدِهِ اللّٰهُ لَمْ يَهْتَدِ

﴿۴۰﴾ یا مثال کافروں کے اعمال کی ایسی ہے جیسے گہرے دریا کی اندھیریاں کہ اس پر موج چھا رہی ہو اور اس موج پر دوسری موج اس موجِ ثانی کے اوپر ابر۔

یہ چند اندھیریاں تو بتو ہیں۔ یعنی دریا کی اندھیری اور موج اول اور ثانی کی اندھیری اور ابر کی اندھیری

اگر دیکھنے والا اپنا ہاتھ نکالے تو دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ نے نورِ ہدایت نہیں دیا

اس کے لئے کہیں ہدایت کی روشنی نہیں۔

﴿۴۱﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِنَ التَّسْبِيْحِ صَلٰوةٌ وَّالطَّيْرُ جَمْعُ طَائِرٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ صٰٓفّٰتٍ ۖ حَالٌ بَاسِطَاتٍ اَجْنِحَتَهُنَّ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ اللّٰهُ صَلَاتَهٗ

﴿۴۱﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ الخ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں (نماز بھی تسبیح میں داخل ہے) اور پرندجانور ما بین آسمان اور زمین کے اپنے بازو پھیلائے ہوئے تسبیح کرتے ہیں۔

ہر ایک کی نماز اور تسبیح کو اللہ جانتا ہے

وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○ فِيْهِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

(۴۲) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ خَزَائِنُ الْمَطَرِ وَالرِّزْقِ وَالنَّبَاتِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ الْمَرْجِعُ

(۴۲) اور اللہ کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں اور زمینوں کی یعنی خزانہ بارش رزق اور روئیدگی کی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ کی طرف جانا ہے۔

تشریح

(۴۰) علم حقیقت سے بے بہرہ گمراہیوں کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے لوگ | سچائی کا انکار کرنے والے ہوں یا نمائشی نیکیاں کرنے والے اگر وہ علم حقیقت سے نا آشنا ہیں تو چاہے دنیوی اعتبار سے وہ کتنے بھی صاحب علم کیوں نہ سمجھے جاتے ہوں مگر انکی گمراہی کی مثال ایسی ہے جیسے گہرا سمندر اس میں پھیلا ہوا اندھیرا پھر ایک موج کے اوپر دوسری موج تہہ در تہہ تاریکی پھر اوپر سے بادل کا اندھیرا اندھیروں کی اتنی دبیز چادر کہ اگر خود اپنا ہاتھ بھی باہر نکال کر دیکھنا چاہے تو اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آئے۔ ہائے جہالت اور گمراہیوں کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا انسان جو اپنے آپ کو فلسفی دانشور اور نہ جانے کیا کیا سمجھے بیٹھا ہے علم حقیقت سے نا آشنا۔ اللہ جس کو علم کا نور نہ دے اور ہدایت کی روشنی عطا نہ کرے تو پھر کوئی اسے اندھیرے سے روشنی میں لانے والا نہیں ہے اس لئے کہ اس کائنات میں کوئی نور درحقیقت اللہ کے نور کے سوا نہیں ہے اور حقیقتوں کا سارا ظہور اسی نور الٰہی کی بدولت ہے۔ یہ روشنی کا وہ خزانہ ہے جہاں سے انسان کو اپنی اور اپنے رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۴۱) اللہ کی معرفت کی نشانیاں | کائنات میں ہر طرف وہ نشانیاں بکھری ہوئی جو دل کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اس کائنات کے نظام پر غور کرو تو چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے اپنے عمل سے بھی وہ مسلم ہے اور اپنی زبان سے بھی اللہ کے گن گا رہی ہیں۔

آسمانوں کی مخلوق ہو یا زمین کی فرشتے ہوں یا کوئی اور جاندار مخلوق سب اللہ کی حمد کے ترانے پڑھ رہے ہیں۔ فضا میں پر پھیلائے ہوئے پرندے، درختوں کی شاخوں پر کوکتی ہوئی کوئل، چمن میں نغمہ سرا بلبل، گلستاں میں چڑیوں کی چہچہاہٹ، صبح کے سناٹے میں مرغ کی اذان یہ سب اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے انداز میں اپنے پروردگار کی حمد و ستائش کر رہے ہیں۔ مخلوق کے اس پورے قافلے میں ایک اس انسان کو دیکھو جو سب سے الگ ہو کر اس کے آگے جھک رہا ہے جو نہ اس کا خالق ہے نہ اس کا مالک۔ پروردگار حقیقی کی نافرمانی کرتا ہوا یہ ناشکرا انسان، کوئی اس سے پوچھے کہ کیا تو اپنے پروردگار کو پہچانتا ہے؟ انسان جو کچھ کر رہا ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے۔

(۴۲) اللہ کی حاکمانہ حیثیت ہر چیز پر غالب ہے | جس طرح اللہ تعالیٰ کا علم ایک ایک چیز پر محیط ہے وہ علیم و خبیر ہے کائنات کا کوئی ذرہ اسکے علم سے باہر نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمانہ حیثیت اور اپنی حکومت میں اسکے تصرفات ہر چیز پر غالب و حاوی ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے اسلئے اس کی ہر چیز پر حکومت اور مالکانہ اقتدار بالکل برحق ہے اور سب کو لوٹ کر اسی کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ

أَلَمْ تَرَ	أَنَّ	اللّٰهَ	يُزْجِي	سَحَابًا	ثُمَّ	يُؤَلِّفُ	بَيْنَهُ	ثُمَّ	يَجْعَلُهُ
کیا تونے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	چلاتا ہے	بادل (جمع)	پھر	ملاتا ہے	آپس میں	پھر	وہ اسکو کرتا ہے

کیا تونے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل چلاتا ہے پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر وہ انہیں تہہ بہ تہہ

رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ

رُكَامًا	فَتَرَى	الْوَدْقَ	يَخْرُجُ	مِنْ خِلَالِهِ	وَيُنَزِّلُ	مِنَ
تہہ بہ تہہ	پھر تو دیکھے	بارش	نکلتی ہے	اس کے درمیان سے	اور وہ اتارتا ہے	سے

کرتا ہے پھر تو دیکھے ان کے درمیان سے بارش نکلتی ہے اور وہ آسمانوں میں (جو اولوں کے)

السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ

السَّمَاءِ	مِنْ	جِبَالٍ	فِيهَا	مِنْ	بَرَدٍ	فَيُصِيبُ	بِهِ	مَنْ
آسمانوں	سے	پہاڑ	اس میں	سے	اولے	پھر وہ ڈال دیتا ہے	اسے	جس پر

پہاڑ ہیں ان سے اتارتا ہے اولے پھر وہ جس پر چاہے اُسے ڈال دیتا

يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ

يَشَاءُ	وَيَصْرِفُهُ	عَنْ	مَنْ يَشَاءُ	يَكَادُ	سَنَا	بَرْقِهِ	يَذْهَبُ
چاہے	اور اسے پھیر دیتا ہے	سے	جس سے چاہے	قریب ہے	چمک	اسکی بجلی	لے جائے

ہے اور جس سے چاہے وہ اُسے پھیر دیتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے

بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي

بِالْأَبْصَارِ	يُقَلِّبُ	اللّٰهُ	اللَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	إِنَّ	فِي
آنکھوں کو	بدلتا ہے	اللہ	رات	اور دن	بیشک	میں

آنکھوں (کی بینائی) اللہ رات اور دن کو بدلتا ہے بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

ذٰلِكَ	لَعِبْرَةً	لِأُولِي + الْأَبْصَارِ
اس	عبرت ہے	آنکھوں والے (عقل مند)

عبرت ہے عقل مندوں کے لئے۔

﴿٤٣﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا يَسُوقُهُ بِرِفْقٍ ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ يَضُمُّ بَعْضَهُ إِلَى

(۴۳) کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ابر کو بہ نرمی چلاتا ہے پھر ابر کے مختلف ٹکڑوں کو ایک کرتا ہے پھر اسکو

بَعْضٍ ثُمَّ يَجْعَلُ الْقِطَعَ الْمُتَفَرِّقَةَ قِطْعَةً
وَاحِدَةً ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا بَعْضَهٗ فَوْقَ
بَعْضٍ فَتَرَى الْوَدْقَ الْمَطَرَ يَخْرُجُ مِنْ
خِلٰلِهٖ مَخَارِجَهٗ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
زَائِدَةٌ جِبَالٍ فِيْهَا فِى السَّمَاءِ بِاِعَادَةِ
الْجَارِ مِنْۢ بَرَدٍ اَىْ بَعْضَهٗ فَيُصِيْبُ بِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَمَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ
يَقْرُبُ سَنَا بَرْقِهٖ لَمَعَانَهٗ يَذْهَبُ
بِالْاَبْصَارِ ۞ اَلنَّاظِرَةُ لَهٗ اَنْ يَّخْطَفَهَا
۴۴ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَىْ
يَاْتِىْ بِكُلٍّ مِّنْهُمَا بَدَلَ الْاٰخَرِ اِنَّ
فِىْ ذٰلِكَ التَّقْلِيْبِ لَعِبْرَةً دَلَالَةً
لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۞ لِاَصْحَابِ
الْبَصَائِرِ عَلٰى قُدْرَةِ
اللّٰهِ

تو تو کرتا ہے۔

پھر تو دیکھے کہ اس میں سے بارش نکلتی ہے اور آسمان کے پہاڑوں سے بعض اولے برساتا ہے سو جس پر چاہتا ہے اس کو پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس کو دور کرتا ہے۔
نزدیک ہے کہ اس کی بجلی کی چمک بینائیوں کو جو اس طرف کو دیکھیں اُچک لے۔

۴۴ اللہ دن اور رات کو ایک دوسرے کی جگہ بدلتا رہتا ہے۔ بے شک اس دن رات کے بدلنے میں نصیحت اور ہدایت ہے بینائی والوں کے لئے اور وہ اس سے اللہ کی قدرت پہچانتے ہیں۔

تشریح

۴۳ بادلوں کے نظام میں اللہ کی حکومت کی نشانیاں | اللہ کا حاکمانہ اقتدار کس طرح ہر چیز پر قائم ہے اس کا ایک نمونہ تمہیں بادلوں کے نظام میں بھی نظر آئے گا۔ کس طرح آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بادل اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آپس میں مل کر بڑے بادل بن جاتے ہیں پھر بادلوں کے اوپر بادلوں کی تہیں چڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اگر ہوائی جہاز سے بادلوں کو دیکھو تو ایسا لگتا ہے کہ بادلوں کا ایک سمندر ہے جو زمین پر چھایا ہوا ہے۔ پھر ان بادلوں سے اللہ تعالیٰ پانی برساتے ہیں بلندی پر جا کر یہ پانی کے بادل ٹھنڈی ہوا کی شدت سے برف سے بھر جاتے ہیں اور یہ برف کے تودے ایسے ہوتے ہیں جیسے برف کے پہاڑ ہوں۔ پھر برف کے ان تودوں سے اولوں کی شکل میں برفباری ہوتی ہے کبھی کبھی بڑے بڑے اولے برف کے گولوں کی شکل میں نیچے گرتے ہیں۔ ژالہ باری کا ایک طوفان آجاتا ہے اور اس سے جانی اور مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔ بادلوں کے بیچ میں سے بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں غرض یہ آسمانی نظام اللہ کے اقتدار اس کی حکومت اور قدم قدم پر اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس پر انسان غور کرے تو اسے ماننا پڑتا ہے کہ بے شک پوری کائنات پر اسی مالک ارض و سما کی حکومت ہے۔

۴۴ شب و روز کے آنے میں اللہ کی نشانی | دن کے بعد رات آتی ہے اور رات کے بعد پھر دن ہو جاتا ہے۔ کبھی رات گھٹ جاتی ہے دن بڑھ جاتا ہے اسی طرح موسم بدلتے ہیں سردی گرمی برسات، علم فلکیات کی رُو سے زمین اپنے محور پر اللہ کے حکم سے گردش کر رہی ہے جو دن اور رات کے ہونے کا سبب بنتی ہے یہ نظام اتنا ایکوریٹ (ACCURATE) اور باقاعدہ ہے کہ کیا مجال ہے ہزاروں سال گزرنے پر ذرا سا فرق آ جائے آپ سو سال آگے تک کا کیلنڈر تیار کر سکتے ہیں کہ سورج کس وقت نکلے گا اور کس وقت ڈوبے گا۔ نظام کی یہ باقاعدگی پکار پکار کر کہہ رہی ہے اور آنکھیں والوں کو سبق دے رہی ہے کہ اس نظام کا چلانے والا کس قدر علیم و خبیر اور حکیم و دانا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ

وَاللّٰهُ	خَلَقَ	كُلَّ + دَآبَّةٍ	مِّنْ مَّآءٍ	فَمِنْهُمْ	مَّنْ يَّمْشِيْ	عَلٰى بَطْنِهٖ	وَ
اور اللہ	پیدا کیا	ہر جانور	پانی سے	پس انہیں سے	جو کوئی چلتا ہے	اپنے پیٹ پر	اور

اور اللہ نے ہر جانور پانی سے پیدا کیا، پس ان میں سے کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى

مِنْهُمْ	مَّنْ يَّمْشِيْ	عَلٰى رِجْلَيْنِ	وَمِنْهُمْ	مَّنْ يَّمْشِيْ	عَلٰٓى
ان میں سے	کوئی چلتا ہے	دو پاؤں پر	اور انہیں سے	کوئی چلتا ہے	پر

ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے، اور ان میں سے کوئی چار (پاؤں) پر چلتا

اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اَرْبَعٍ	يَخْلُقُ اللّٰهُ	مَا يَشَآءُ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ
چار	اللہ پیدا کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے	بیشک اللہ	پر	ہر شے

ہے اللہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، بیشک اللہ ہر شے پر قدرت

قَدِيْرٌ ۝۴۵ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

قَدِيْرٌ	لَقَدْ اَنْزَلْنَآ	اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ	وَاللّٰهُ	يَهْدِيْ	مَنْ
قدرت رکھنے والا	تحقیق ہم نے نازل کیں	آیتیں	واضح	اور اللہ	ہدایت دیتا ہے	جسے

رکھنے والا ہے۔ تحقیق ہم نے واضح آیتیں نازل کیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۶ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

يَّشَآءُ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ	وَيَقُوْلُوْنَ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	وَبِالرَّسُوْلِ
وہ چاہتا ہے	طرف	راستہ	سیدھا	اور وہ کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اللہ پر	اور رسول پر

راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے

وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ

وَاَطَعْنَا	ثُمَّ	يَتَوَلّٰى	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ + ذٰلِكَ
اور ہم نے حکم مانا	پھر	پھر گیا	ایک فریق	انہیں سے	اس کے بعد

اور ہم نے حکم مانا پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق پھر گیا

وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ

وَمَآ اُولٰٓئِكَ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ	وَ اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى + اللّٰهِ	وَ
اور وہ نہیں	ایمان والے	اور جب	وہ بلائے جاتے ہیں	اللہ کی طرف	اور

اور وہ ایمان والے نہیں اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے

رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾

رَسُوْلِهٖ	لِيَحْكُمَ	بَيْنَهُمْ	اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ
اس کا رسول	تاکہ وہ فیصلہ کر دیں	انکے درمیان	ناگہاں	ایک فریق	انہیں سے	منہ پھیر لیتا ہے

جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ناگہاں ان میں سے ایک فریق منہ پھیر لیتا ہے۔

﴿۴۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ اَىْ حَيَوَانٍ مِّنْ
مَّآءٍ اَىْ نُطْفَةٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ
كَالْحَيَّاتِ وَالْهَوَامِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى
رِجْلَيْنِ كَالْاِنْسَانِ وَالطَّيْرِ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ كَالْبَهَائِمِ وَالْاَنْعَامِ يَخْلُقُ
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○

﴿۴۵﴾ اور اللہ نے ہر ایک جاندار کو نطفۂ منی سے پیدا کیا۔ سو بعض انہیں سے وہ جانور ہیں جو اپنے پیٹ پر چلتے ہیں جیسے سانپ اور حشرات الارض اور بعض ان میں سے دو پیروں پر چلتے ہیں جیسے آدمی اور پرند اور بعض انہیں سے چار پیروں پر چلتے ہیں جیسے چہارپایہ مثل اونٹ گائے بکری وغیرہ کے اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے بیشک

﴿۴۶﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ اَىْ بَيِّنَاتٍ هِىَ
الْقُرْاٰنُ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى
صِرَاطٍ طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ اَىْ دِيْنِ
الْاِسْلَامِ

﴿۴۶﴾ بے شبہ ہم نے ظاہر آیتیں اتاریں یعنی قرآن اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ یعنی دین اسلام کی ہدایت فرماتا ہے۔

﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَىْ اَلْمُنَافِقُوْنَ اٰمَنَّا صَدَّقْنَا
بِاللّٰهِ بِتَوْحِيْدِهٖ وَبِالرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ
وَاَطَعْنَا هُمَا فِيْمَا حَكَمَا بِهٖ ثُمَّ يَتَوَلّٰى
يُعْرِضُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ ۭ عَنْهُ وَمَآ اُولٰٓئِكَ الْمُعْرِضُوْنَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلْمَعْهُوْدِيْنَ
الْمُوَافِقِ قُلُوْبُهُمْ لِاَلْسِنَتِهِمْ

﴿۴۷﴾ اور منافقین کہتے ہیں کہ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک لہ پر ایمان لائے اور محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر برحق سمجھا اور جو کچھ وہ حکم فرماویں اسکو ہم نے مانا۔ پھر بعد اس اقرار کے ان میں سے ایک جماعت اس سے اعراض کرتی ہے اور وہ جو اقرار سے پھرتے ہیں پکے مسلمان نہیں یعنی جن کے دل اور زبان موافق ہیں اور جب وہ بلائے جاتے ہیں

﴿۴۸﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اَلْمُبَلِّغِ عَنْهُ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ عَنِ الْمَجِىْءِ اِلَيْهِ

﴿۴۸﴾ اور جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور رسول کی طرف جو انکو احکام الٰہی سناتا ہے (ذکر کرنا اللہ کا تعظیماً ہے اور مراد یہ ہے کہ جس وقت ان کو رسول اللہ بلاتے ہیں تاکہ انہیں فیصلہ کریں اسوقت ایک جماعت انہیں سے آنے سے منہ پھیرتی ہے۔

تشریح

(۴۵) اللہ تعالیٰ کا حیرت انگیز نظام تخلیق | اللہ تعالیٰ کے نظام تخلیق پر غور کیا جائے تو بڑی حیرت انگیز حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے ایک قطرے میں زندگی کا جرثومہ پیدا کر دیا ہے۔ حیاتیات کا ایک طالب علم حیرت میں رہ جاتا ہے کہ ہر ذی حیات میں پانی کا ایک خلیہ (پروٹوپلازم) (Proto Plasam) ہر جاندار مخلوق میں زندگی کا ایک ذریعہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے پھر جانداروں میں قسم قسم کی مخلوقات ہیں وہ بھی ہیں جو پیٹ کے بل چلتی ہیں جیسے سانپ وغیرہ اور پانی میں تیرنے والی مچھلی دو پاؤں سے چلنے والے جاندار بھی ہیں جس میں انسان اور پرندے چار پاؤں پر چلنے والے جانور جنمیں مویشی بھی ہیں اور وحشی جنگلی جانور بھی۔ غرض مخلوقات کی یہ نیرنگی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

(۴۶) اللہ کی کھلی کھلی نشانیاں | اللہ کی نشانیاں کھلی کھلی سامنے ہیں جو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ان کا پیدا کرنے والا ان کا پروردگار اور اس نظام کو سنبھالنے والا ایک اور صرف ایک ہے مگر اللہ کی مشیت کا حکیمانہ فیصلہ یہ ہے کہ جو ہدایت کے طلبگار ہونگے انہیں کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔ زبردستی ہدایت کسی پر تھوپی نہیں جاتی ہدایت کی توفیق جبھی ملتی ہے جب آدمی ہدایت مانگتا ہے اور اللہ کے سوا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ "اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں۔"

(۴۷) ایمان کے ساتھ اطاعت بھی مطلوب ہے | اسلام صرف زبانی ایمان کے دعوے کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے اور اللہ اور رسول کی مکمل اطاعت اور فرماں برداری کے لئے تیار ہو جائے۔ ایمان کا تقاضا عمل ہے اگر ایمان ہوگا تو عمل پر اس کے اثرات ضرور ظاہر ہونگے۔ کسی گناہ کا سرزد ہو جانا یہ ایک دیگر بات ہے۔ مومن سے اگر خطا ہو جاتی ہے تو وہ فوراً واپس آتا ہے توبہ کرتا ہے اور آئندہ کے لئے اپنے عمل کو درست کرنے کا دوبارہ عہد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے اور اطاعت کا عہد بھی کر لیتے ہیں لیکن پھر اللہ اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ان لوگوں کا ایمان قابلِ اعتبار نہیں ہے زبان سے عقیدت کا اظہار کرتے رہنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا اگر اس عقیدت کے ساتھ جذبۂ اطاعت موجود نہ ہو۔

(۴۸) اتباعِ ہویٰ نہ کہ اطاعتِ ہُدیٰ | اسلام لانے کے بعد مطالبہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول جو بھی فیصلہ کریں چاہے وہ ہمارے نفس کی خواہش کے کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو اس فیصلے کے آگے سر جھکا دیا جائے اور نہ صرف یہ کہ سر جھکایا جائے بلکہ بلکہ اس فیصلے کے خلاف دل میں ذرا سی کھٹک بھی محسوس نہ ہو مکمل جذبۂ اطاعت کے ساتھ خوش دلی سے اس فیصلے کو قبول کیا جائے۔ یہ بات جس طرح رسول اللہ ؐ کی حیات مبارکہ میں تھی کہ رسول کے فیصلے کے بعد اب کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ تسلیم اور مکمل طور پر تسلیم کرنا بھی ایمان کا تقاضا ہے اگر ایسا نہیں ہے تو یہ نفاق ہے اس کے ساتھ ایمان کا دعویٰ چلنے والا نہیں ہے اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جب انہیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے مقدمات کا فیصلہ ہو تو ان میں سے ایک فریق کترا جاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ رسول کا فیصلہ یا شریعتِ محمدی کا فیصلہ جو آج بھی موجود ہے اس کے خلاف ہوگا تو وہ شریعت کی عدالت کو چھوڑ کر طاغوت کی عدالت کا رُخ کرتا ہے تاکہ وہاں اس کی منشاء کے مطابق فیصلہ مل سکے۔

یہ نمونے آج ہمیں نام نہاد سیکولر ملکوں کی عدالتوں میں رات دن نظر آتے ہیں کہ شریعت ہمارے عمل سے بھی اور عدالت کے فیصلوں سے بھی پامال ہو رہی ہے مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ وہ ہو جو ہمارے منشاء کے مطابق ہو۔ گویا پیروی ہدایت کی نہیں ہویٰ اور خواہش نفسانی کی ہے اس کو اتباعِ ہدیٰ نہیں اطاعتِ ہویٰ کہا جائے گا اسکو ایمان نہیں نفاق کا نام دیا جائیگا۔

وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ

وَ اِنْ	یَّكُنْ	لَّهُمُ	الْحَقُّ	یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ	مُذْعِنِیْنَ	اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ
اور اگر	ہو	انکے لئے	حق	وہ آتے ہیں اسکی طرف	گردن جھکائے	کیا ان کے دلوں میں

اور اگر انکے لئے حق (پہونچتا) ہو تو وہ اسکی طرف گردن جھکائے (خوشی سے چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں کوئی

مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ

مَّرَضٌ	اَمِ	ارْتَابُوْۤا	اَمْ	یَخَافُوْنَ	اَنْ	یَّحِیْفَ	اللّٰهُ	عَلَیْهِمْ	وَ
کوئی روگ	یا	وہ شک میں پڑے ہیں	یا	وہ ڈرتے ہیں	کہ	ظلم کریگا	اللہ	ان پر	اور

روگ ہے یا وہ شک میں پڑے ہیں یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے

رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ ع ۶ ۱۰ ۱۲

رَسُوْلُهٗ	بَلْ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الظّٰلِمُوْنَ	اِنَّمَا	كَانَ	قَوْلَ
اس کا رسول	بلکہ	وہ	وہی	ظالم (جمع)	اسکے سوا نہیں	ہے	بات

(نہیں) بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات اس کے سوا

الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ

الْمُؤْمِنِیْنَ	اِذَا ، دُعُوْۤا	اِلَى	اللّٰهِ	وَ رَسُوْلِهٖ	لِیَحْكُمَ	بَیْنَهُمْ	اَنْ
مومن (جمع)	جب وہ بلائے جاتے ہیں	طرف	اللہ	اور اس کا رسول	تاکہ وہ فیصلہ کردیں	انکے درمیان	کہ تو

نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردیں

یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

یَّقُوْلُوْا	سَمِعْنَا	وَ اَطَعْنَا	وَ اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ
وہ کہتے ہیں	ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی	اور وہ	وہی	فلاح پانے والے

وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور وہی ہیں فلاح (دوجہاں کی کامیابی) پانے والے

﴿۴۹﴾ وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ○ مُسْرِعِیْنَ طَائِعِیْنَ

﴿۵۰﴾ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ كُفْرٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَیْ شَكُّوْا فِیْ نُبُوَّتِهٖ اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ

﴿۴۹﴾ اور اگر ان کا حق ہو تو فوراً مطیع ہو کر آجاویں۔

﴿۵۰﴾ آیا ان کے دلوں میں کفر کا مرض ہے یا وہ لوگ پیغمبر صاحب کی پیغمبری میں تردد کرتے ہیں۔ یا ان کو یہ خوف ہے کہ اللہ اور

اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَرَسُوْلُہٗ فِی الْحُکْمِ اَیْ یُظْلَمُوْا فِیْہِ لَا بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ بِالْاِعْرَاضِ عَنْہُ

اس کا رسول حکم کرنے میں ان پر ظلم کریں گے۔ نہیں بلکہ وہ ہی ظلم کرتے ہیں اس سے منہ پھیرنے میں۔

(۵۱) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَيْ بِالْقَوْلِ اللَّائِقِ بِهِمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا بِالْاِجَابَةِ وَاُولٰٓئِكَ حِيْنَئِذٍ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَلنَّاجُوْنَ

(۵۱) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا بات یہ ہے کہ ایمان والوں کا حال ہونا چاہیئے کہ جس وقت انکو کسی حکم سنانے کے لئے اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اسکو قبول کیا اور اس وقت وہ نجات پانے کے مستحق ہونگے۔

تشریح

(۴۹) معاملہ اپنے حق میں ہو تو بڑے شریعت والے بن جاتے ہیں | ہاں معاملہ اپنے حق میں ہو تو بڑے اطاعت شعار بن کر آئیں گے شریعت کی وہ باتیں جو اُن کے مطلب کے لئے مفید ہوں تو فوراً احکامِ شریعت کے پابند بن جائیں گے اور احکامِ الٰہی کی پابندی کا دعویٰ کرتے نظر آئیں گے۔ یہ مفاد پرستی ہے نہ کہ شریعت کی پابندی۔ اللہ تعالٰی خوب جانتے ہیں جو کچھ ہمارے دلوں میں ہے۔

(۵۰) یہ دوغلی روش کیوں ہے ؟ | اسلام کا مطالبہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے واضح طور پر یہ ہے کہ جو شخص فرماں بردار بن کر رہے گا اللہ اور رسول کا حکم اسکے مفاد سے ٹکراتا بھی ہو تب بھی وہ اپنے مفاد کو پس پشت ڈال کر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے سر جھکا دے اور پوری خوش دلی سے ان کے فیصلے کو قبول کرے۔

پھر یہ روش ایک طرف ایمان کا دعویٰ بھی ہے۔ دوسری طرف عمل یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کے بجائے اپنے چند دنیوی حقیر فائدے زیادہ عزیز ہیں اس روش کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟

○ ایک وجہ تو یہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی دل سے ایمان ہی نہ لایا ہو اور صرف زبانی جمع خرچ کر کے مسلم سماج میں شامل ہو گیا ہو تاکہ جو فائدہ وہاں اٹھایا جا سکتا ہو اٹھائے۔ جو بدترین قسم کا نفاق ہے اور منافقین کے بارے میں آیا ہے کہ وہ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہونگے۔

○ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اگرچہ ایمان لے آیا ہے مگر اس کے دل میں ابھی تک شک ہو کہ رسولِ خدا برحق ہیں یا نہیں، قرآن خدا کی کتاب ہے یا نہیں اور کیا واقعی عالمِ آخرت... حقیقت ہے بلکہ خدا کے بارے میں بھی اسکو شک ہو کہ وہ حقیقت میں موجود ہے یا لوگوں نے خیال قائم کر رکھا ہے اور اس کامل یقین نہ ہونے کی وجہ سے وہ احکام شریعت پر چلنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

○ تیسری بات یہ ممکن ہے کہ وہ احکام شریعت میں تفریق کرتا ہو کہ فلاں حکم تو بڑا مشکل ہے یا بڑا نقصاندہ ہے۔ اس طرح کے خیالات رکھ کر جو شخص اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کرتا ہے وہ دوسروں پر بھی اور خود اپنے پر بھی ظلم کرتا ہے۔ اللہ اور اسکے رسول ظالم نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں کہ ہدایت کے اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر جس میں فلاحِ دارین کی ضمانت ہے ادھر اُدھر بھٹک رہے ہیں۔

(۵۱) مخلص اہلِ ایمان کا طرزِ عمل | اسلام نام ہی اللہ اور اسکے رسول کی سچی فرمانبرداری کا ہے جو لوگ سچے دل سے ایمان لاتے ہیں ان کا طریقہ یہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے کہ جب انکو کسی معاملے میں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جائے خواہ بظاہر اسمیں فائدہ نظر آئے یا نقصان بلا تامل فوراً حکم ماننے کیلئے تیار ہو جائیں۔ یہ ہے مخلص اہلِ ایمان کا طرزِ عمل۔ انکے بارے میں ارشاد ہے کہ یہی لوگ دونوں جہان میں کامیاب ہیں۔ دنیا کی کامیابی تو اسلئے ہے کہ انسان جب خود ساختہ طریقے کے بجائے اللہ اور رسول کے بتلائے ہوئے طریقے کو اختیار کرتا ہے تو وہ بالکل صحیح راستہ پکڑ لیتا ہے جس میں بھٹکنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا جبکہ خود ساختہ ازم اور طریقے کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ کامیاب ہوں آخرت میں کامیابی اسلئے ہے کہ جو اللہ اور اسکے رسول کے احکام پر عمل کریگا وہی اللہ کو راضی کرنیوالا بنیگا۔ اسلئے ایک مخلص مسلمان کا طرزِ عمل یہ ہونا چاہیئے کہ وہ زبان و عمل سے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتا ہوا اللہ اور رسول کے طریقے کو اختیار کر لے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

وَمَنْ	يُّطِعِ اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَيَخْشَ	اللّٰهَ	وَيَتَّقْهِ	فَاُولٰٓئِكَ		هُمُ	الْفَآئِزُوْنَ
اور جو	اطاعت کرے اللہ	اور اس کا رسول	اور ڈرے	اللہ	اور پرہیزگاری کرے	پس	وہ	وہی	کامیاب ہونے والے

اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

وَاَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ + اَيْمَانِهِمْ	لَئِنْ	اَمَرْتَهُمْ	لَيَخْرُجُنَّ	قُلْ	لَّا تُقْسِمُوْا		طَاعَةٌ
اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی زور دار قسمیں	البتہ اگر	آپ حکم دیں انہیں	تو وہ ضرور نکل کھڑے ہونگے	فرمادیں	تم قسمیں	نہ کھاؤ	اطاعت

اور انہوں نے اللہ کی زور دار قسمیں کھائیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور (جہاد کیلئے) نکل کھڑے ہونگے، آپ فرمادیں تم قسمیں نہ کھاؤ

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

مَّعْرُوْفَةٌ	اِنَّ اللّٰهَ	خَبِيْرٌ	بِمَا تَعْمَلُوْنَ	قُلْ	اَطِيْعُوا اللّٰهَ	وَاَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ
پسندیدہ	بیشک اللہ	خبر رکھتا ہے	وہ جو تم کرتے ہو	فرمادیں	تم اطاعت کرو اللہ کی	اور اطاعت کرو	رسول کی

پسندیدہ اطاعت (مطلوب ہے) بیشک اللہ اسکی خبر رکھتا ہے وہ جو تم کرتے ہو۔ آپ فرمادیں تم اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ

فَاِنْ تَوَلَّوْا	فَاِنَّمَا	عَلَيْهِ	مَا حُمِّلَ	وَعَلَيْكُمْ	مَّا حُمِّلْتُمْ	وَاِنْ	تُطِيْعُوْهُ	تَهْتَدُوْا
پھر اگر تم پھر گئے	تو اسکے سوا نہیں	اس پر	جو بوجھ ڈالا گیا (ذمے)	اور تم پر	جو بوجھ ڈالا گیا تم پر (ذمے)	اور اگر	تم اطاعت کروگے	تو ہدایت پالوگے

تم پھر گئے تو اس کے سوا نہیں کہ رسول پر اسی قدر ہے جو اسکے ذمہ کیا گیا ہے اور تم پر (لازم ہے) جو تمہارے ذمہ کیا گیا ہے۔ اگر تم اسکی اطاعت کروگے تو

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

وَمَا	عَلَى	الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ	الْمُبِيْنُ
اور نہیں	پر	رسول	مگر صرف	پہنچا دینا	صاف صاف

ہدایت پالوگے۔ اور رسول پر صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

(۵۲) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَى اللّٰهَ
يَخَافَهٗ وَيَتَّقْهِ بِسُكُوْنِ الْهَاءِ وَكَسْرِهَا
بِاَنْ يُّطِيْعَهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ
بِالْجَنَّةِ

(۵۲) اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اللہ سے
ڈرے اور اس کا حکم مانے
سو یہی لوگ ہیں جنت میں جانے والے

(۵۳) وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ غَايَتَهَا
لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ بِالْجِهَادِ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَهُمْ

(۵۳) اور وہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں نہایت مبالغے کہ اگر
محمدؐ توان کو جہاد کا حکم کرے تو وہ بالضرور جہاد کے لئے نکلیں
گے۔ ان سے کہدے کہ :

لَا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ للنَّبِیِّ
خَیْرٌ مِنْ قَسَمِکُمُ الَّذِی لَا تُصَدِّقُوْنَ
فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○
مِنْ طَاعَتِکُمْ بِالْقَوْلِ وَمُخَالَفَتِکُمْ بِالْفِعْلِ
(۵۴) قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ج
فَاِنْ تَوَلَّوْا عَنْ طَاعَتِهٖ بِحَذْفِ اِحْدَی
التَّائَیْنِ خِطَابٌ لَهُمْ فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ
مِنَ التَّبْلِیْغِ وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ مِنْ
طَاعَتِهٖ وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا
عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ اَیِ
التَّبْلِیْغُ الْبَیِّنُ

قسمیں نہ کھاؤ۔ فرمانبرداری مناسب تمہاری ان قسموں سے بہتر
ہے جنہیں تم جھوٹ بولتے ہو۔
بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو کہ زبان سے فرمانبرداری کا اقرار
کرتے ہو اور فعل میں اس کا خلاف کرتے ہو۔
(۵۴) کہدو کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم اسکی اطاعت سے
منہ موڑ دو گے تو بات یہ ہے کہ
پیغمبر کے ذمہ پہنچا دینا ہے۔
اس کا ماننا اور تعمیل کرنا تمہارے ذمہ ہے۔
اور اگر تم پیغمبر صاحب کی پیروی کروگے تو راہِ راست پر رہو گے اور
پیغمبر پر صرف ظاہر پہنچا دینا ہے۔

تشریح

(۵۲) فرمانبرداروں کے لئے دونوں جہانوں کی کامیابی | پچھلی کوتاہیوں پر نادم ہو کر اللہ کے خوف سے تمام گناہوں سے توبہ کرکے جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری اختیار کریں گے وہ یقیناً دونوں جہان میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت اس طرح کی جائے کہ دل میں اللہ کا ڈر ہو اور اسکی نافرمانی سے بچنے کا جذبہ ہو اور یہ یقین ہو کہ یہ طریقۂ زندگی ہی صحیح طریقہ ہے تو وہ یقیناً دنیا اور آخرت میں بامراد رہیں گے۔

(۵۳) زبانی دعوے نہیں سچی فرماں برداری | اگر واقعی کوئی انسان دل سے وفادار اور فرماں بردار ہو تو اسکو اپنی سچائی یقین دلانے کے لئے قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کا مطلب تو یہ ہوا کہ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے اور اپنی اطاعت کا یقین دلانے کے لئے قسمیں کھانے کی ضرورت پیش آرہی ہے تاکہ دل میں چھپی ہوئی منافقت کو قسموں کے پردے میں چھپایا جاسکے اسلئے فرمایا کہ یہ منافق اللہ کے نام کی بڑی بڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ جب آپ حکم دیں گے تو ہم سب گھروں سے نکل کھڑے ہونگے، آپ اشارہ فرمادیں تو مال و دولت سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دیں گے۔ یہ زیادہ قسمیں کھانا ہی بتلا رہا ہے کہ ان لوگوں کا کردار قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ فرمایا قسمیں کھانے کے بجائے سیدھی سادی اطاعت کا طریقہ اختیار کرو، ان فریب کاریوں سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالے تمہارے دلوں میں چھپے ہوئے ارادوں اور خیالات سے خوب واقف ہے۔

(۵۴) رسول کی ذمہ داری دعوت اور تمہاری ذمہ داری اس پر عمل | رسول کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائے اس کے لئے اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری ضروری ہے کہ اس کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اللہ کی اطاعت کیساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے کہ اسکی سنت کو اپنا طریقۂ زندگی بنایا جائے۔ یہ رسول کی وہ ذمہ داری ہے جو اللہ نے اس کے کاندھوں پر ڈالی ہے۔ اور امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کتاب وسنت پر پوری طرح عمل کریں۔ اگر کتاب وسنت پر عمل کروگے تو صحیح راستہ پالو گے اگر عمل نہیں کرو گے تو تمہارے عمل نہ کرنے کی ذمہ داری رسول پر نہیں ہے۔ رسول کا کام تو یہ ہے کہ وہ صاف صاف دین کے احکام پہنچادے۔ اگر اس کی بات نہیں مانوگے تو رسول کا کوئی نقصان نہیں ہے وہ اپنی ذمہ داری ادا کرکے اللہ کے یہاں سبکدوش ہو چکے۔ شرارت اور سرکشی کرو گے تو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا ہوگا۔ فرماں بردار ہوگے تو کامیابی کی راہ پاؤ گے جس کا کچھ منظر تمہیں دنیا میں بھی نظر آئے گا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

وَعَدَ اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
اللہ نے وعدہ کیا	ان لوگوں سے	جو ایمان لائے	تم میں سے	اور کام کئے	نیک	ضرور انہیں خلافت دیگا

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ضرور خلافت (سلطنت)

فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ

فِي الْاَرْضِ	كَمَا	اسْتَخْلَفَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	وَلَيُمَكِّنَنَّ
زمین میں	جیسے	اس نے خلافت دی	وہ لوگ جو	ان سے پہلے	اور ضرور قوت دیگا

دیگا زمین میں جیسے ان کے پہلوں کو خلافت دی اور البتہ ان کے لئے ان کا دین ضرور

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ

لَهُمْ	دِيْنَهُمُ	الَّذِي	ارْتَضٰى	لَهُمْ	وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ	مِّنْ
انکے لئے	ان کا دین	جو	اس نے پسند کیا	انکے لئے	اور البتہ وہ ضرور بدل دیگا انکے لئے	سے

قوت (استحکام) دے گا جو اس نے ان کے لئے پسند کیا اور البتہ انکے لئے خوف کے بعد ضرور امن بدل

بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ

بَعْدِ	خَوْفِهِمْ	اَمْنًا	يَعْبُدُوْنَنِيْ	لَا يُشْرِكُوْنَ	بِيْ	شَيْـًٔا	وَمَنْ
بعد	ان کا خوف	امن	وہ میری عبادت کرینگے	وہ شریک نہ کریں گے	میرا	کوئی شے	اور جس

دے گا ، وہ میری عبادت کریں گے ، میرا شریک نہ کریں گے کسی شے کو اور جس نے

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

كَفَرَ	بَعْدَ + ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْفٰسِقُوْنَ
ناشکری کی	اس کے بعد	پس وہی لوگ	وہ	نافرمان ، جمع

اس کے بعد ناشکری کی پس وہی لوگ نافرمان ہیں .

(۵۵) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ بَدَلًا عَنِ الْكُفَّارِ كَمَا اسْتَخْلَفَ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ بَدَلًا عَنِ الْجَبَابِرَةِ وَلَيُمَكِّنَنَّ

(۵۵) اللہ کے وعدے، کیا تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اس امر کے کہ بیشک اللہ انکو زمین میں بادشاہت دیگا کافروں کی جگہ جیسا کہ ان سے پہلوں کو خلیفہ اور بادشاہ بنایا (یعنی بنی اسرائیل کو قوم ظالمین کے عوض خلیفہ اور بادشاہ کیا۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ بالضرور ان کو قدرت دے گا

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَهُوَ الْاِسْلَامُ بِاَنْ يُّظْهِرَهٗ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَلَيُوَسِّعَ لَهُمْ فِي الْبِلَادِ فَيَمْلِكُوْهَا وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ مِنَ الْكُفَّارِ اَمْنًا وَقَدْ اَنْجَزَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ لَهُمْ بِمَا ذَكَرَهٗ وَاَثْنٰى عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهٖ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا هُوَ مُسْتَاْنَفٌ فِيْ حُكْمِ التَّعْلِيْلِ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْاِنْعَامِ مِنْهُمْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَاَوَّلُ مَنْ كَفَرَ بِهٖ قَتَلَةُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَارُوْا يَقْتُلُوْنَ بَعْدَ اَنْ كَانُوْا اِخْوَانًا

دین اسلام کے پھیلانے کی جس کو اس نے انکے لئے پسند کیا اور مستحکم کر دے گا اس دین کو انکے لئے اسطرح کہ ان کے دین کو تمام مذاہب پر غلبہ اور قوت دیگا اور تمام شہروں میں انکے لئے وسعت فرمائیگا کہ وہ انکے مالک ہو جائینگے اور البتہ انکو امن اور اطمینان دیگا بعد انکے کہ وہ کافروں سے ڈرتے تھے (اور بیشک اللہ نے پورا کیا جو وعدہ کہ ان سے کیا تھا اور انکی مدح فرمائی اس اگلی آیت میں، يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وہ لوگ میری عبادت کرینگے کسی کو میرا شریک نہ بنا دیں گے اور جو کوئی انمیں سے بعد اس انعام کے انکی ناشکری کریگا پس وہی لوگ بندگی سے نکلے ہوئے ہیں۔ اسب میں پہلے جنھوں نے اس نعمت کی ناشکری کی وہ حضرت عثمان رضؓ کے قاتلین ہیں سو انکی سزا میں انیں ہمیشہ قتل و قتال ہوا بعد انکے کہ وہ باہم متفق بھائی بھائی تھے):

تشریح

(۵۵) اللہ کا وعدہ جو پورا ہو کر رہا | اسلام کا آغاز یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی پوری زندگی میں نبی ؐ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر طرح طرح کی زیادتیاں کی جاتی تھیں اور آپ انکو برداشت کرتے تھے آخر مجبور ہو کر وطن چھوڑنا پڑا اور مدینہ طیبہ میں بھی حالات کی کشمکش گھیرے رہی اسوقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ نوخیز پودا ایک دن تناور درخت بنے گا اور اسکے سائے میں انسانیت کی راحت اور امن کا سامان ہوگا اس کس مپرسی کی حالت میں اللہ تعالیٰ وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم عنقریب اپنے ان نیک بندوں کو زمین میں اقتدار بخشیں گے اور اس سرزمین پر جہاں سے ان کو نکالا جا رہا ہے ایک دن ان اہل حق کا غلبہ ہوگا چنانچہ اللہ کا یہ وعدہ پورا ہوا رمضان ۸ھ مطابق ۶۳۰ء میں مکہ مکرمہ فتح ہوا اور وہ اقتدار جس کی بشارت دی گئی تھی اس کا آغاز ہو گیا۔ یہاں تک کہ نبی ؐ کی زندگی میں ہی پورے عرب پر اسلام کا اقتدار قائم ہوگیا۔ پھر خلفائے راشدین کے زمانے میں فارس اور روم کی دو بڑی طاقتیں اسلام کے قدموں پر آگئیں اور خلافتِ اسلامیہ کے حدود ایران، عراق، شام اور مصر تک وسیع ہوتے چلے گئے اب اسلامی ریاست اتنی طاقتور ہو گئی کہ کوئی اسکی طرف ترچھی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اسلامی ریاست کا پورا نظام قرآن کے مطابق قائم ہوگیا اور پورے عرب میں توحید کی صدائیں گونجنے لگیں۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی ؛ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اہلِ ایمان کو اقتدار دیا تھا اپنے نبی حضرت نوح ؑ ان کے بعد حضرت صالح ؑ اور پھر بنی اسرائیل کو ارضِ مقدس دی گئی۔ حضرت داؤد ؑ حضرت سلیمان ؑ کے ذریعہ ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم کی گئی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو زمین پر اقتدار عطا کیا تاکہ وہ اللہ کے دین کو جاری و ساری کر سکیں اسکے بعد جو لوگ اس نعمت کی ناقدری کریں گے یہ بھی ناقدری ہے کہ ایسے فتنے اٹھائیں۔ سبائی فتنہ جس نے حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کو اور اس کے بعد حضرت علی رضؓ کی امارت کو لپیٹ میں لیا وہ یقیناً کھلے فاسق ہیں اللہ کی دی ہوئی نعمت کی ناقدری کرنے والے ہیں۔

اللہ کا یہ وعدہ آج بھی دہرایا جا سکتا ہے اگر اہلِ ایمان دین کے اس منشار کو سمجھ لیں کہ یہ دین صرف انفرادی معاملہ نہیں ہے بلکہ اجتماعی تقاضوں کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اللہ کی مخلوق کے لئے اللہ کی ایک نعمت ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَاَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ	لَعَلَّكُمْ
اور تم قائم کرو	نماز	اور ادا کرو	زکوٰۃ	اور اطاعت کرو	رسول	تاکہ تم پر

اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي

تُرْحَمُوْنَ	لَا تَحْسَبَنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مُعْجِزِيْنَ	فِي
رحم کیا جائے	ہرگز گمان نہ کریں	وہ جنہوں نے	کفر کیا (کافر)	عاجز کرنے والے ہیں	میں

رحم کیا جائے ہرگز گمان نہ کرنا کہ کافر زمین میں عاجز کرنے والے

ع ۱۲ الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

الْاَرْضِ	وَمَاْوٰىهُمُ	النَّارُ	وَلَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ	
زمین	اور ان کا ٹھکانا	دوزخ	اور البتہ برا	ٹھکانہ	

ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (وہ) برا ٹھکانا ہے۔

﴿۵۶﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ اَيْ رِجَاءَ الرَّحْمَةِ

﴿۵۶﴾ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور پیغمبر کی فرماں برداری کرو تاکہ تم امیدوار رحمت کے ہو۔

﴿۵۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ بِالْفَوْقَانِيَةِ وَالتَّحْتَانِيَةِ وَ الْفَاعِلُ الرَّسُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ لَنَا فِي الْاَرْضِ بِاَنْ يَفُوْتُوْنَا وَمَاْوٰىهُمْ مَرْجِعُهُمْ النَّارُ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ اَلْمَرْجِعُ هِيَ

﴿۵۷﴾ جو لوگ کافر ہوئے تو ان کو یہ نہ سمجھ کہ وہ زمین میں ہم سے چھوٹ کر بھاگ جاویں گے۔
اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور بیشک دوزخ برا ٹھکانا ہے۔

تشریح

﴿۵۶﴾ اللہ کی رحمت متوجہ کرنے کا ایک طریقہ | اللہ کے وہ مقبول بندے جنہوں نے اللہ کی ذات کو اپنا شعار بنایا سچے دل سے رسول اللہ ؐ کی پیروی کی۔ اللہ نے انکو زمین پر بھی اپنے اقتدار کی نعمت عطا کی اگر تم بھی اللہ کی نعمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو ان مقبول بندوں کا طریقہ اختیار کرو۔ نمازیں قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی کرو۔ امید ہے کہ اللہ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہوگی اور دونوں جہان کی نعمتیں تمہیں عطا کی جائیں گی۔

﴿۵۷﴾ مغضوب لوگوں کا انجام | جو لوگ اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ زمین پر ان کو عاجز کر دیں گے۔ جب اللہ نیک بندوں کی حکومت قائم کرتا ہے اور انہیں زمین کی خلافت عطا کی جاتی ہے تو بدکاروں کی سب مکاریاں دھری رہ جاتی ہیں اللہ کے ارادے کو کوئی روک نہیں سکتا اگر وہ اللہ کی زمین میں ادھر اُدھر بھاگتے پھریں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی سزا سے بچ جائیں گے اور اللہ کی گرفت میں نہیں آسکیں گے اور وہ اللہ کی زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے وہ اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ

يَاَيُّهَا	الَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	لِيَسْتَاْذِنْكُمُ	الَّذِيْنَ	مَلَكَتْ
اے	جو لوگ ایمان لائے (ایمان والو)	چاہیے کہ اجازت لیں تم سے	وہ جو کہ	مالک ہوئے

اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے غلام تم سے اجازت لیں۔

اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ

اَيْمَانُكُمْ	وَ الَّذِيْنَ	لَمْ يَبْلُغُوْا	الْحُلُمَ	مِنْكُمْ	ثَلٰثَ
تمہارے دائیں ہاتھ (غلام)	اور وہ لوگ جو	نہیں پہنچے	احتلام۔شعور	تم میں سے	تین

اور وہ جو نہیں پہنچے تم میں سے (حدِ) شعور کو تین وقت

مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ

مَرّٰتٍ	مِنْ قَبْلِ	صَلٰوةِ	الْفَجْرِ	وَحِيْنَ	تَضَعُوْنَ	ثِيَابَكُمْ
بار۔وقت	پہلے	نماز	فجر	اور جب	اتار کر رکھ دیتے ہو	اپنے کپڑے

(یعنی) نماز فجر سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو

مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف ثَلٰثُ

مِنَ	الظَّهِيْرَةِ	وَ	مِنْ بَعْدِ	صَلٰوةِ	الْعِشَآءِ	ثَلٰثُ
سے۔کو	دوپہر	اور	بعد	نماز	عشاء	تین

دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد تمہارے لئے (یہ) تین

عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ

عَوْرٰتٍ	لَكُمْ	لَيْسَ	عَلَيْكُمْ	وَلَا عَلَيْهِمْ	جُنَاحٌ	بَعْدَهُنَّ	طَوّٰفُوْنَ
پردہ	تمہارے لئے	نہیں	تم پر	اور نہ ان پر	کوئی گناہ	انکے بعد۔سوا	پھیرا کرنے والے

پردے (کے اوقات) ہیں۔ نہیں تم پر اور نہ ان پر ان کے بعد کوئی گناہ تم میں سے بعض

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ط

عَلَيْكُمْ	بَعْضُكُمْ	عَلٰى	بَعْضٍ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ
تمہارے پاس	تم میں سے بعض (ایک)	پر۔پاس	بعض (دوسرے)	اسی طرح	واضح کرتا ہے اللہ	تمہارے لئے	احکام

بعض کے پاس پھیرا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام واضح کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ	وَاِذَا	بَلَغَ	الْاَطْفَالُ	مِنْكُمُ	الْحُلُمَ	فَلْيَسْتَاْذِنُوْا
اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا	اور جب	پہنچیں	لڑکے	تم میں سے	حدِ شعور کو	پس چاہیئے کہ وہ اجازت لیں

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں سے لڑکے پہنچیں حدِ شعور کو، چاہیئے کہ وہ اجازت لیں جیسے

كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

كَمَا	اسْتَاْذَنَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ اللّٰهُ	لَكُمْ	اٰيٰتِهٖ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
جیسے	اجازت لیتے تھے	وہ جو	ان سے پہلے	اسی طرح	اللہ واضح کرتا ہے	تمہارے لئے	اپنے احکام	اور اللہ	جاننے والا	حکمت والا

ان سے پہلے اجازت لیتے تھے۔ اسی طرح اللہ واضح کرتا ہے تمہارے لئے اپنے احکام اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

﴿۵۸﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنَ الْعَبِيْدِ وَالْاِمَاءِ وَالَّذِيْنَ
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ مِنَ الْاَحْرَارِ وَعَرَفُوْا
اَمْرَ النِّسَاءِ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ فِيْ ثَلٰثَةِ اَوْقَاتٍ
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ
تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ اَيْ
وَقْتَ الظُّهْرِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ
الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ بِالرَّفْعِ
خَبَرُ مُبْتَدَاءٍ مُقَدَّرٍ بَعْدَهُ مُضَافٌ وَقَامَ
الْمُضَافُ اِلَيْهِ مَقَامَهُ اَيْ هِيَ اَوْقَاتٌ
وَبِالنَّصَبِ بِتَقْدِيْرِ اَوْقَاتٍ مَنْصُوْبًا
بَدَلًا مِنْ مَحَلِّ مَا قَبْلَهُ قَامَ الْمُضَافُ
اِلَيْهِ مَقَامَهُ وَهِيَ لِاِلْقَاءِ الثِّيَابِ
فِيْهَا تَبْدُوْ فِيْهَا الْعَوْرَاتُ لَيْسَ
عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ اَيِ الْمَمَالِيْكُ
وَالصِّبْيَانُ جُنَاحٌ فِي الدُّخُوْلِ
عَلَيْكُمْ بِغَيْرِ اِسْتِيْذَانٍ بَعْدَهُنَّ
اَيْ بَعْدَ الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثَةِ هُمْ طَوّٰفُوْنَ
عَلَيْكُمْ لِلْخِدْمَةِ بَعْضُكُمْ طَائِفٌ عَلٰى
بَعْضٍ وَالْجُمْلَةُ مُؤَكِّدَةٌ لِمَا قَبْلَهَا

﴿۵۸﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ

اے ایمان والو چاہیئے کہ تم سے اجازت لیکر گھروں میں آویں تمہارے غلام باندیاں اور وہ آزاد لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے ولیکن قریب البلوغ ہیں اور عورتوں کی طرف انکو رغبت ہے تین وقت. صبح کی نماز سے پہلے اور جبکہ تم دوپہر کو سونے کے واسطے کپڑے اتارو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرمگاہوں کے کھلنے کے ہیں۔

ان اوقات کے سوا اور وقتوں میں اگر وہ آجائیں تو تم پر اور ان پر کچھ گناہ نہیں۔

کیونکہ وہ خدمت کے لئے تمہارے پاس آتے جاتے ہیں بالکل منع کر دینے میں حرج ہے۔

كَذٰلِكَ كَمَا بَيَّنَ مَا ذُكِرَ يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اَيِ الْاَحْكَامُ وَ
اللّٰهُ عَلِيْمٌ بِاُمُوْرِ خَلْقِهٖ حَكِيْمٌ ○
بِمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ وَاٰيَةُ الْاِسْتِيْذَانِ قِيْلَ
مَنْسُوْخَةٌ وَقِيْلَ لَا وَلٰكِنْ تَهَاوَنَ النَّاسُ
فِيْ تَرْكِ الْاِسْتِيْذَانِ
(۵۹) وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمْ اَيُّهَا الْاَحْرَارُ
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْقَاتِ كَمَا
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَيِ
الْاَحْرَارُ الْكِبَارُ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

جس طرح اللہ نے یہ بیان کیا جو مذکور ہوا اسی طرح وہ تمہارے لئے اپنے احکام ظاہر فرماتا ہے اور اللہ اپنی مخلوق کے کاموں سے واقف ہے جو کچھ اس نے ان کے لئے کیا سوچ کر کیا (یہ آیت جس میں تین وقت اجازت لے کر آنے کا حکم ہے بعض علماء نے فرمایا منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ولیکن لوگوں نے لاپرواہی اور سستی سے اس پر عمل چھوڑ رکھا ہے

(۵۹) اور اے آزاد مردو جب تم میں سے لڑکے بالغ ہو جائیں تو چاہئے کہ ہر وقت اجازت لیکر آویں جیسا کہ پہلے سے اور بڑے مرد یعنی بالغ اجازت لیکر آتے جاتے ہیں۔
اللہ تعالےٰ اسی طرح اپنے احکام سناتا ہے اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

تشریح

(۵۸) پھر معاشرتی احکام کی طرف | چار رکوع پہلے معاشرتی احکام کا بیان چل رہا تھا۔ درمیان میں خاص مناسبت سے دوسرے مضامین بیان ہوئے اب پھر اسی سلسلۂ کلام کو جاری کرتے ہوئے معاشرت رہنے سہنے اور خاص طور پر گھر میں آنے جانے والوں کے لئے اجازت لیکر آنے کا حکم بیان ہو رہا ہے

وہ لوگ جو گھر میں غلام لونڈی اور نوکروں کی طرح کام کرتے ہیں گھر کے اندر ان کا آنا جانا ہوتا ہے، وہ بچے اور بچیاں جنمیں ابھی صنفی شعور پیدا نہیں ہوا اور وہ عورت اور مرد کے تعلقات کی خاص نوعیت کو ابھی اپنی کم عمری کی وجہ سے نہیں سمجھتے وہ تین وقتوں کو چھوڑ کر بلا اجازت گھر میں آ جا سکتے ہیں کیونکہ ان کے آنے جانے سے کسی خرابی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لیکن تنہائی کے تین وقت ایسے ہیں کہ ان بچوں کو بھی اجازت لئے بغیر خلوت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ تین اوقات ہیں:
۱۔ نماز فجر سے پہلے۔ ۲۔ دوپہر کو آرام کے وقت جب کہ عام طور پر آدمی اپنے باہر کے کپڑے اُتار دیتا ہے اور صرف فردی کپڑے بدن پر رہ جاتے ہیں۔ ۳۔ نماز عشاء کے بعد جب آدمی سونے کیلئے بستر پر چلا جاتا ہے۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں باقی اور اوقات میں اگر کوئی شخص اپنی مصلحت کی وجہ سے اجازت کی پابندی نہ لگائے تو یہ نو عمر بچے، بچیاں بلا اجازت گھر کے اندر آ جا سکتے ہیں۔
شریعت نے چونکہ پابندیوں کے ساتھ آسانی اور سہولت کے پہلو بھی سامنے رکھے ہیں اس لئے اجازت دی ہے کہ ان تین اوقات کے علاوہ بچے اور بچیوں کو بلا روک ٹوک گھر میں آنے جانے کی اجازت ہونی چاہئے کیونکہ ہر مرتبہ اجازت لینے میں تنگی اور پریشانی پیش آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ارشادات تمہارے فائدے کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تمہاری معاشرت صاف ستھری بے غبار اور پاکیزہ ہو۔
" اللہ تعالےٰ سب چیز کو جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔ "

(۵۹) بچے جب بڑے ہو جائیں تو بڑوں کی طرح ہی اجازت لیکر اندر آئیں | اور جب تمہارے بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں بالغ ہو جائیں اور ان میں صنفی تعلقات کا شعور پیدا ہو جائے تو پھر ان کا حکم وہی ہے جو بڑوں کا ہے کہ وہ اجازت لیکر گھروں میں آیا کریں جس طرح ان کے بڑے اجازت لے کر آتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے وہ علیم و حکیم ہے اس کے ہر حکم میں کتنی ہی حکمتیں ہیں اور اس پر عمل کرنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

وَالْقَوَاعِدُ	مِنَ النِّسَآءِ	الّٰتِيْ	لَا يَرْجُوْنَ	نِكَاحًا	فَلَيْسَ	عَلَيْهِنَّ
اور خانہ نشین بوڑھی	عورتوں میں سے	وہ جو	آرزو نہیں رکھتی ہیں	نکاح	تو نہیں	ان پر

اور جو خانہ نشین بوڑھی عورتیں نکاح کی آرزو نہیں رکھتیں تو ان پر کوئی گناہ

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ

جُنَاحٌ	اَنْ يَّضَعْنَ	ثِيَابَهُنَّ	غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ	بِزِيْنَةٍ	وَاَنْ
کوئی گناہ	کہ وہ اتار رکھیں	اپنے کپڑے	نہ ظاہر کرتے ہوئے	زینت کو	اور اگر

نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار رکھیں، زینت (سنگھار) ظاہر نہ کریں، اور اگر وہ

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾

يَّسْتَعْفِفْنَ	خَيْرٌ	لَّهُنَّ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
وہ بچیں	بہتر	انکے لئے	اور اللہ	سننے والا	جاننے والا

(اس سے بھی) بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

(۶۰) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ تَعُدْنَ عَنِ الْحَيْضِ وَالْوَلَدِ لِكِبَرِهِنَّ اللَّاتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا لِذٰلِكَ فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ مِنَ الْجِلْبَابِ وَالرِّدَاءِ وَالْقِنَاعِ فَوْقَ الْخِمَارِ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ مُظْهِرَاتٍ بِزِيْنَةٍ خَفِيَّةٍ كَقِلَادَةٍ وَسِوَارٍ وَخَلْخَالٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ بِاَنْ لَا يَضَعْنَهَا خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ لِقَوْلِكُمْ عَلِيْمٌ ﴿﴾ بِمَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ

(۶۱) اور وہ عورتیں جو بوجہ بڑھاپے کے حیض کے آنے اور اولاد کے ہونے سے ناامید ہیں اور اسی سبب سے اب نکاح کی منتظر نہیں تو انکو گناہ نہیں اگر وہ گھروں میں اپنے کپڑے چادر وغیرہ اتار رکھیں درآنحالیکہ انکی نیت زینت پوشیدہ مثل ہار اور کنگن اور پازیب وغیرہ کے ظاہر کرنے کی نہ ہو۔

اور اس سے بچنا یعنی کپڑے نہ اتارنا انکے لئے بہتر ہے اور اللہ تمہاری باتوں کو سنتا ہے تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

تشریح

(۶) معاشرتی احکام کے سلسلے میں بوڑھی عورتوں کا حکم | اللہ تعالیٰ نے عورت کی جسمانی بناوٹ ایسی دل کش بنائی ہے کہ وہ مردوں کے لئے جاذب توجہ رہتی ہے اسلئے انکو اپنی زینت اور اپنے جسم کے حصوں کو مکمل لباس کے علاوہ سینے پر اوڑھنی اور باہر نکلنے پر جسم کو چادر میں چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن جب عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ اس کے صنفی جذبات میں کوئی حرارت اور کوئی چنگاری باقی نہ رہے تو حیاداری کے ساتھ ساتھ اگر وہ گھر میں دوپٹے اور باہر چادر یا برقعے کے استعمال میں پریشانی محسوس کرتی ہو تو اسکو اجازت ہے کہ وہ بلا چادر یا برقعے کے ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر جا سکتی ہے۔ پھر بھی وہ حیاداری برتیں تو ان کے لئے بہتر ہے کہ اسمیں ان کا وقار ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے اور سنتے ہیں۔ اسمیں فتنے کی روک تھام کے لئے ظاہری انتظامات کئے ہیں باقی پردے کے اندر جو کچھ ہوتا ہے اللہ سب کچھ سنتے اور جانتے ہیں اور اسی کے مطابق وہ معاملہ فرمائیں گے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

لَيْسَ	عَلَى الْاَعْمٰى	حَرَجٌ	وَّلَا	عَلَى الْاَعْرَجِ	حَرَجٌ	وَّلَا	عَلَى
نہیں	نابینا پر	کوئی گناہ	اور نہ	لنگڑے پر	کوئی گناہ	اور نہ	پر

کوئی گناہ نہیں نابینا پر اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ

الْمَرِيْضِ	حَرَجٌ	وَّلَا	عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	اَنْ	تَاْكُلُوْا	مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ
بیمار	کوئی گناہ	اور نہ	خود تم پر	کہ	تم کھاؤ	اپنے گھروں سے

بیمار پر کوئی گناہ ہے اور نہ خود تم پر کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

اَوْ	بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ
یا	اپنے باپوں کے گھروں سے	یا	اپنی ماؤں کے گھروں سے	یا	گھروں سے

یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے

اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ

اِخْوَانِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ	اَوْ
اپنے بھائیوں	یا	اپنی بہنوں کے گھروں سے	یا	اپنے چچاؤں کے گھروں سے	یا

گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا

بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ

بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ	اَوْ	بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ
اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے	یا	اپنے ماموؤں کے گھروں سے	یا	اپنی خالاؤں کے گھروں سے

اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

اَوْ	مَا مَلَكْتُمْ + مَفَاتِحَهٗٓ	اَوْ	صَدِيْقِكُمْ	لَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ
یا	جس (گھر) کی تمہارے قبضہ میں ہوں کنجیاں اس کی	یا	اپنے دوست (کے گھر سے)	نہیں	تم پر	کوئی گناہ

یا جس گھر کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے، تم پر کوئی گناہ نہیں

أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ

أَنْ	تَأْكُلُوا	جَمِيعًا	أَوْ	أَشْتَاتًا	فَإِذَا	دَخَلْتُمْ	بُيُوتًا	فَسَلِّمُوا	عَلَىٰ
کر	تم کھاؤ	اکٹھے مل کر	یا	جُدا جُدا	پھر جب	تم داخل ہو	گھروں میں	تو سلام کرو	پر

کرتم اکٹھے مل کر کھاؤ یا جُدا جُدا پھر جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو

أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ

أَنْفُسِكُمْ	تَحِيَّةً	مِنْ	عِنْدِ اللَّهِ	مُبَارَكَةً	طَيِّبَةً	كَذَٰلِكَ
اپنے لوگ	دعائے خیر	سے	اللہ کے یہاں	بابرکت	پاکیزہ	اسی طرح

سلام کرو، دعائے خیر اللہ کے یہاں سے بابرکت، پاکیزہ، اسی طرح اللہ

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ ع ۸ ۱۴

يُبَيِّنُ + اللَّهُ	لَكُمُ	الْآيَاتِ	لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُونَ	
اللہ واضح کرتا ہے	تمہارے لئے	احکام	تاکہ تم	سمجھو	

تمہارے لئے احکام واضح کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

(۶۱) لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى
الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ
حَرَجٌ فِي مُوَاكَلَةِ مُقَابِلِيهِمْ وَلَا
حَرَجَ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا
مِنْ بُيُوتِكُمْ أَيْ بُيُوتِ أَوْلَادِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ
أَيْ خَزَنْتُمُوهُ لِغَيْرِكُمْ أَوْ
صَدِيقِكُمْ وَهُوَ مَنْ صَدَقَكُمْ
فِي مَوَدَّتِهِ الْمَعْنَىٰ يَجُوزُ
الْأَكْلُ مِنْ بُيُوتِ مَنْ ذُكِرَ وَ
إِنْ لَمْ يَحْضُرُوا أَيْ إِذَا عَلِمَ

(۶۱) اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں کہ اندھا آدمی بینا کے ساتھ اور لنگڑا تندرست کے ساتھ اور بیمار غیر بیمار کے ساتھ کھانا کھاوے اور نہ تم پر اسمیں کچھ حرج ہے کہ اپنی اولاد کے گھروں میں کھانا کھاؤ یا

اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماؤں کے گھر
یا اپنے بھائیوں کے گھر
یا اپنی بہنوں کے گھر یا اپنے
تایا چچا کے گھر یا اپنی پھوپھیوں کے گھر۔
یا اپنے ماموؤں یا
خالہ کے گھر یا جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہیں یعنی تم نے اس کھانے کو کسی دوسرے کے لئے رکھا ہے یا اپنے دوستوں کے گھر۔ حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں میں سے کھانا درست ہے اگرچہ وہ موجود نہ ہوں۔

مگر بشرطیکہ ان کی رضا اس کو معلوم ہو۔

رِضَاءِهِمْ بِهٖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا مُجْتَمِعِيْنَ اَوْ اَشْتَاتًا مُنْفَرِقِيْنَ جَمْعُ شَتٍّ نَزَلَ فِيْمَنْ تَحَرَّجَ اَنْ يَّاْكُلَ وَحْدَهٗ وَاِذَا لَمْ يَجِدْ مَنْ يُّوَاكِلُهٗ يَتْرُكُ الْاَكْلَ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا لَكُمْ لَا اَهْلَ فِيْهَا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَىْ قُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَرُدُّ عَلَيْكُمْ وَاِنْ كَانَ بِهَا اَهْلٌ فَسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ تَحِيَّةً مَصْدَرُ حَيَّى مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً يُثَابُ عَلَيْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اَىْ يُفَصِّلُ لَكُمْ مَعَالِمَ دِيْنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ لِكَىْ تَفْهَمُوْا ذٰلِكَ

تم پر کچھ گناہ نہیں اسمیں کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ یا تنہا تنہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اکیلے کھانے میں حرج سمجھتا تھا اور جب وقت اس کو کوئی دوسرا ساتھ کھانے والا نہ ملتا تھا تو کھانا ہی ترک کر دیتا تھا۔
پس جب وقت تم اپنے گھروں میں جاؤ کہ وہاں کوئی اور موجود نہیں تو اپنے آپ کو سلام کرو یعنی یہ کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ کیونکہ فرشتے تم کو سلام کا جواب دینگے۔ اور اگر ان گھروں میں تمہارے گھر والے موجود ہوں تو انکو سلام کرو یہ سلام کرنا اللہ کیطرف سے تحیۃ مبارکہ ہے کہ اس پر تم کو ثواب حاصل ہوگا۔
اللہ اسی طرح اپنی آیتیں تم کو کھول کر سناتا ہے اور تمہارے مذہب کے احکام تمکو بتلاتا ہے تاکہ تم اسکو سمجھو۔

تشریح

(۶۱) **کھانے پینے کے سلسلے میں معاشرتی احکام** معاشرت کے احکام کے سلسلے میں ایک دوسرے کے یہاں کھانے پینے آنے جانے کے احکامات بتلائے جارہے ہیں کہ اپنے عزیزوں دوستوں، قریبی رشتہ داروں کے یہاں جانا اور ان کی پیشکش پر بلا تکلف ان کے یہاں کھانا پینا چاہے اکیلے ہو چاہے ساتھ مل کر بیٹھ کر ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح وہ معذور لوگ جیسے نابینا یا جو چلنے سے معذور لنگڑے ہیں یا بیمار لوگ وہ کسی کے گھر جائیں اور وہاں جا کر کھائیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں جو حلال وحرام کے احکام آئے ہیں اور جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے انکی اخلاقی تربیت فرمائی تھی اس سے وہ جائز ناجائز حلال وحرام کی تمیز کے تعلق سے بہت حساس ہو گئے تھے۔
جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ حکم دیا کہ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ)۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد لوگ ایک دوسرے کے یہاں کھانے پینے میں بڑا تکلف برتنے لگے تھے اسلئے ان کو بتایا جارہا ہے کہ معاشرے کے یہ کمزور لوگ جو اپنی معذوری اور لاچارگی کی وجہ سے کام کرنے سے مجبور ہیں اگر یہ کسی کے گھر جا کر کھاتے پیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے معذوری کی وجہ سے معاشرے پر ان لوگوں کا حق ہے۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر میں یا اپنے باپ دادا کے گھر میں کھانے پینے میں کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہ اپنے ہی گھر ہیں۔ اپنی ماں کا گھر، اپنی ماں کی ماں نانی کا گھر، اپنے بہن بھائیوں کا گھر اپنے چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ کا گھر اسی طرح اپنے دوستوں کا گھر یا وہ گھر کہ جس کی چابیاں تمہاری تحویل میں ہوں اور وہاں کچھ کھانے پینے کا سامان رکھا ہو.... یہ وہ گھر ہیں جنمیں بلا تکلف ساتھ یا الگ الگ کھایا جا سکتا ہے اسمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ اس کا خیال رکھو کہ جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ سلام کی صورت میں دعائے خیر جو اللہ نے سکھائی ہے یہ بڑی بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اللہ تم تمہارے سامنے اسی طرح اپنی آیات اور احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو اور احکام شریعت کی حکمتوں کو سمجھو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

إِنَّمَا	الْمُؤْمِنُونَ	الَّذِينَ + آمَنُوا	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ
اس کے سوا نہیں	مؤمن (جمع)	جو ایمان لائے (یقین کیا)	اللہ پر	اور اس کے رسول پر

اس کے سوا نہیں کہ مؤمن وہ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ پر یقین کیا۔

وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا

وَإِذَا	كَانُوا	مَعَهُ	عَلَىٰ	أَمْرٍ جَامِعٍ	لَمْ يَذْهَبُوا
اور جب	وہ ہوتے ہیں	اسکے ساتھ	پر، میں	جمع ہونے کا کام	وہ نہیں جاتے

اور جب وہ کسی جمع ہو کر کرنے کے کام میں (شرکت کیلئے) اسکے ساتھ (رسول کے پاس) ہوتے ہیں تو جب تک

حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ

حَتَّىٰ	يَسْتَأْذِنُوهُ	إِنَّ	الَّذِينَ	يَسْتَأْذِنُونَكَ	أُولَٰئِكَ
جب تک	وہ اس سے اجازت لیں	بیشک	جو لوگ	اجازت مانگتے ہیں آپ سے	یہی لوگ

وہ اس سے اجازت نہ لیں چلے نہیں جاتے۔ بیشک جو لوگ آپ سے اجازت مانگتے ہیں یہی لوگ

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ

الَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ	فَإِذَا	اسْتَأْذَنُوكَ
وہ جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور اس کے رسول پر	پس جب	وہ تم سے اجازت مانگیں

ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پس جب وہ تم سے اپنے کسی کام

لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

لِبَعْضِ	شَأْنِهِمْ	فَأْذَن	لِّمَن	شِئْتَ	مِنْهُمْ	وَاسْتَغْفِرْ
کسی کے لئے	اپنے کام	تو اجازت دیدیں	جس کو	آپ چاہیں	ان میں سے	اور بخشش مانگیں

کے لئے اجازت مانگیں تو اجازت دیدیں جس کو ان میں سے آپ چاہیں، اور ان کے لئے

لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

لَهُمُ + اللَّهَ	إِنَّ	اللَّهَ	غَفُورٌ	رَّحِيمٌ
ان کے لئے اللہ	بیشک	اللہ	بخشنے والا	نہایت مہربان

اللہ سے بخشش مانگیں، بیشک اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے

(۶۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ اَیْ الرَّسُوْلُ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ کخطبۃ الجمعۃ لَّمْ يَذْهَبُوْا لِعُرُوضِ عُذْرٍ لَهُمْ حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ اَمْرِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ بِالانصراف وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(۶۲) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ الخ

بات یہ ہے کہ ایمان لانے والے وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ پیغمبر کے پاس کسی کام کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو بوجہ لاحق ہو جانے کسی عذر کے ان کے پاس سے نہیں جاتے یہاں تک کہ ان سے اجازت لے لیں بے شبہ جو لوگ تم سے پوچھ کر جاتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاتے ہیں سو جب وہ تم سے اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اجازت چاہیں تو ان میں سے جس کو چاہو جانے کی اجازت دو۔

اور اللہ سے ان کے گناہوں کی بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

تشریح

(۶۲) نظم و ضبط کے تعلق سے اجازت کے احکام | معاشرتی احکام کے سلسلے میں بیان ہو رہا تھا کہ گھروں میں اجازت لے کر جانا چاہیئے اور جو اپنے قریبی لوگوں کے گھر ہیں وہاں اکیلے یا ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کا خیال رکھا جائے کہ داخل ہونے سے پہلے گھر والوں کو سلام کریں جس سے باہمی محبت میں اضافہ ہو۔

معاشرت میں نظم و ضبط کی بڑی اہمیت ہے اور دل میں اللہ اور رسول کی وقعت ہو اور ان کی عظمت کا احساس ہو تو قدم قدم پر اس کا خیال رکھنا ہوتا ہے کہ اجتماعی معاملات میں اپنے امیر اور سردار کے حکم پر پورا پورا عمل ہو، اگر مشورے کے لئے بلایا جائے چاہے وہ جہاد کے تعلق سے ہو یا کسی اور معاملے میں تو امیر کی اجازت کے بغیر منتشر نہ ہوں اور اگر کوئی اہم ضرورت پیش آجائے اور وہ ضرورت واقعی قابل غور ہو تو امیر کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اجازت دیدے اور چاہے تو اجازت نہ دے اور اگر اجازت دیں تو اللہ کے رسول ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تاکہ اسکی برکت سے اگر کوئی کمی ہو تو دور ہو جائے۔ اس ہدایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں اپنی انفرادی ضرورت اور خواہشات کو قربان کر دینا جذبۂ ایمانی کا تقاضہ ہے۔

لَاتَجۡعَلُوۡادُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ

لَا تَجۡعَلُوۡا	دُعَآءَ	الرَّسُوۡلِ	بَيۡنَكُمۡ	كَدُعَآءِ	بَعۡضِكُمۡ
تم نہ بنالو	بلانا	رسول کو	اپنے درمیان	جیسے بلانا	اپنے بعض (ایک)

تم نہ بنالو اپنے درمیان رسولؐ کو بلانا جیسے تم ایک دوسرے کو

بَعۡضًا ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ

بَعۡضًا	قَدۡ يَعۡلَمُ	اللّٰهُ	الَّذِيۡنَ	يَتَسَلَّلُوۡنَ	مِنۡكُمۡ	لِوَاذًا
بعض (دوسرے) کو	تحقیق جانتا ہے	اللہ	جو لوگ	چپکے سے کھسک جاتے ہیں	تم میں سے	نظر بچا کر

بلاتے ہو ، تحقیق اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو تم میں نظر بچا کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں

فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ

فَلۡيَحۡذَرِ	الَّذِيۡنَ	يُخَالِفُوۡنَ	عَنۡ اَمۡرِهٖۤ	اَنۡ	تُصِيۡبَهُمۡ
پس چاہیے کہ وہ ڈریں	جو لوگ	خلاف کرتے ہیں	اس کے حکم سے	کہ	پہنچے ان پر

جو لوگ اس کے حکم کے خلاف کرتے ہیں چاہیئے کہ وہ ڈریں کہ ان پر کوئی آفت

فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا

فِتۡنَةٌ	اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ	عَذَابٌ	اَلِيۡمٌ	اَلَآ + اِنَّ + لِلّٰهِ	مَا
کوئی آفت	یا پہنچے اُن کو	عذاب	دردناک	یاد رکھو بیشک اللہ کیلئے	جو

پہنچے یا ان کو دردناک عذاب پہونچے ۔ یاد رکھو! بیشک اللہ کے لئے ہے جو

فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ ؕ وَيَوۡمَ

فِى السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ	قَدۡ يَعۡلَمُ	مَاۤ اَنۡتُمۡ	عَلَيۡهِ	وَيَوۡمَ
آسمان میں	اور زمین	تحقیق وہ جانتا ہے	جو جس تم	اس پر	اور جس دن

کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے تحقیق وہ جانتا ہے جس (حال) پر تم ہو اور اس دن کو

يُرۡجَعُوۡنَ اِلَيۡهِ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ وَاللّٰهُ

يُرۡجَعُوۡنَ	اِلَيۡهِ	فَيُنَبِّئُهُمۡ	بِمَا	عَمِلُوۡا	وَاللّٰهُ
وہ لوٹائے جائینگے	اس کی طرف	پھر وہ انہیں بتائے گا	جو کچھ	انھوں نے کیا	اور اللہ

جب اس کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ انھوں نے کیا اور اللہ

ع ۹ ۲ ۱۵

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

عَلِیْمٌ	شَیْءٍ	بِكُلِّ
جاننے والا	شے کو	ہر

ہر شے کو جاننے والا ہے۔

﴿۶۳﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط بِاَنْ تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ لِیْنٍ وَّتَوَاضُعٍ وَخَفْضِ صَوْتٍ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ج اَیْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ فِی الْخُطْبَةِ مِنْ غَیْرِ اِسْتِیْذَانٍ خُفْیَةً مُسْتَتِرِیْنَ بِشَیْءٍ وَقَدْ لِلتَّحْقِیْقِ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ بَلَاءٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ فِی الْاٰخِرَةِ

﴿۶۳﴾ اے لوگو تم باہم پیغمبر صاحب کو اس طرح نہ پکارو جیسا ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو کہ یہ کہو اے محمد۔ نہیں بلکہ اس طرح آواز دو نرمی اور پستی سے آواز کو پست کر کے اے پیغمبر اللہ کے، اے رسول اللہ کے

بیشک اللہ جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو بوقت خطبہ وغیرہ کے مسجد سے چپکے سے بدون پوچھے نکل جاتے ہیں۔

سو چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ جو اللہ کے اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں اس سے کہ ان پر کوئی مصیبت آجائے
یا وہ آخرت میں عذاب سخت چکھیں۔

﴿۶۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مُلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ اَیُّهَا الْمُكَلَّفُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالنِّفَاقِ وَیَعْلَمُ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فِیْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ اَیْ مَتٰی یَكُوْنُ فَیُنَبِّئُهُمْ فِیْهِ بِمَا

﴿۶۴﴾ آگاہ رہو کہ اللہ ہی کی ملک ہے اور اسی کی مخلوق اور بندے ہیں۔ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔
بیشک وہ جانتا ہے تمہارے حال کو جس پر تم ہو یعنی یہ کہ تم میں نفاق ہے یا ایمان۔
اور اس دن کو بھی جانتا ہے جس میں تمام مخلوق کو اس کے پاس جانا ہے۔

سو اس دن وہ تم کو خبر دے گا ان کے اچھے اور

عَمِلُوْا مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مِّنْ اَعْمَالِهِمْ وَغَيْرِهَا عَلِيْمٌ ○

بُرے کاموں کی جوانہوں نے کئے اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے یعنی ان کے اعمال اور تمام امور سے واقف ہے

تشریح

(۶۳) **آنحضرت ﷺ کے بلاوے پر حاضر ہونا اور آپؐ سے مخاطب ہونے کے آداب** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ کے رسول ہیں آپ کا ایک خاص مقام ہے اس لئے اگر وہ مسلمانوں کو بلائیں تو ان کے بلانے پر حاضر ہونا فرض ہو جاتا ہے کیونکہ آپ کا بلانا اور لوگوں کے بلانے کی طرح نہیں ہے کہ چاہے تو آئے چاہے نہ آئے اگر حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر نہ ہو آپ کی بددعا سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ آپ کی دُعا دوسرے انسانوں جیسی دعا نہیں ہے وہ خوش ہو کر کسی کو دعا دیں تو اس سے بڑھکر کوئی سعادت نہیں ہے اور ناراض ہو کر کسی کے لئے بددعا کریں تو اس سے بڑھ کر کوئی بدبختی نہیں ہے۔

جب تم رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا کرو تو بڑے ادب سے خطاب کیا کرو عام لوگوں کی طرح نام لیکر بلند آواز سے مت پکارا کرو، تمہاری آواز رسول کی آواز سے بلند نہیں ہونی چاہیئے۔ ادب واحترام کے ساتھ یانبی اللہ اور یارسول اللہ جیسے تعظیمی الفاظ سے خطاب کیا کرو ایسا نہ ہو کہ ذراسی بھی بے ادبی پر اللہ کی پکڑ آجائے۔

منافقین کو آپ کی مجلس میں بیٹھنا اور آپ کی باتیں سُننا ناگوار ہوتا تھا مجبور ہو کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کرنے کے لئے بیٹھے رہتے تھے اگر کوئی مسلمان آپ سے اجازت لیکر اٹھتا تو یہ منافق انکے ساتھ چپکے سے آنکھ بچا کر کھسک جاتے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان کے دلوں میں کفر و نفاق کا فتنہ جڑ نہ پکڑ لے، اللہ اور رسول کے احکام کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر وہ فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں ان پر ظالم مسلط نہ کر دئے جائیں۔ یہ آپس کے تفرقے اور انتشار میں مبتلا نہ ہو جائیں یا دنیا کی کسی آفت اور آخرت کے عذاب میں نہ گھر جائیں۔

(۶۴) **کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے** ممکن ہے کہ تم مخلوق سے بچا کر کوئی کام کرو لیکن اللہ سے تمہارا حال چھپ نہیں سکتا۔ زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ان سب پر اللہ کی حکومت ہے اس سے نکل کر کہاں بھاگ سکتے ہو جس طرح وہ تمہارے موجودہ حالات سے باخبر ہے اسی طرح جب اس کے سامنے تمام مخلوق کے اعمال حساب کے لئے پیش ہوں گے ذرے ذرے کا اسے علم ہوگا ایسے علیم و خبیر اور مالک الملک کی پکڑ سے کون مجرم اپنے آپ کو بچا سکے گا اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے پوری طرح باخبر ہے۔

۲۵

اَلْفُرْقَانْ

ترتیبِ تلاوت	۲۵	ترتیبِ نزول	۴۲
مکّی / مدنی	مکّی	تعدادِ رکوعات	۶
تعدادِ آیات	۷۷	تعدادِ الفاظ	۹۰۶
تعدادِ حروف	۳۹۱۹		

- فرقان کے معنی ہیں حق کو باطل سے الگ کرنے والی چیز۔ سورت کا نام "سورۂ فرقان" سورت کے مضمون سے کافی مناسبت رکھتا ہے لیکن قرآن کی دوسری سورتوں کی طرح یہ نام بھی سورت کی علامت ہے یہ مضمون کا عنوان نہیں ہے۔ سورت کا نام اس سورت کی پہلی آیت " تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ " سے ماخوذ ہے۔
- اس سورت میں قرآن مجید اور حضرت محمدؐ کی نبوت اور رسالت پر اور آپ کی تعلیمات پر جو شکوک و شبہات اور اعتراضات کیے جاتے تھے ان کو دُور کرتے ہوئے قرآن کی حقانیت، رسول اللہؐ کی صداقت اور آپ کی تعلیمات کی سچائی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
- اس کے ساتھ اس بات کو نمایاں کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو قرآن پر اور حضرت **محمدؐ** پر ایمان لا کر اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ذرا ان کی اخلاقی زندگی پر نظر ڈالو اور ان لوگوں کو بھی دیکھو جو اس پر نہیں چل رہے ہیں، کیا دونوں

میں نمایاں فرق نظر آتا ہے یا نہیں ؟ ایک طرف آپ کے ماننے والے لوگ ہیں قدم قدم پر ان کے کردار کی بلندی نمایاں ہے ۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو بلاوجہ اس صداقت کا انکار کر رہے ہیں ان کے دامن ان تمام خوبیوں سے خالی ہیں جو اچھے انسانوں میں ہونی چاہئیں۔ کیا یہی اک بات یہ سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے روشنی اور اندھیرے کی طرح دونوں کا فرق اتنا نمایاں ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔

اس پوری سورت کے مضامین میں ایک طرف فرقان نازل کرنے والی ہستی یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کو نمایاں کیا گیا ہے ۔

اس کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ خود قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی ہے ۔ اس سورت میں وحی اور رسالت پر تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور یہ جواب اس انداز میں ہے کہ اعتراض کرنے والے اللہ سے ڈریں اور بلاوجہ اعتراض کرنے سے بچیں ۔ ان قوموں کی مثالیں دی گئی ہیں جنھوں نے انبیاء کرام کو جھٹلایا اور ان کا انجام بھی بتلایا گیا ہے ۔ یہ تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے سارے پیغمبر سچے ہیں ان سب پر ایمان لانا لازم ہے ایک کا انکار کرنا گویا سارے نبیوں کا انکار کرنا ہے ۔ ان لوگوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی بندگی میں دے دیا ہے ۔ کائنات کی آیات چاند سورج کا نکلنا، دن رات کا آنا جانا، بارش کا ہونا ان سب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ اللہ کی معرفت کی نشانیاں ہیں ۔ آخر میں ان قوموں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جو صرف قرآن اور پیغمبر کو جھٹلانے میں لگے ہوئے تھے اور ان کی تعلیمات پر غور نہیں کر رہے تھے ان سے کہا گیا ہے کہ یہ تمہارا جھٹلانا تمہارے ہی حق میں برا انجام لے کر آئے گا ۔

ایاتها ۷۷	سُورَةُ الفُرقَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ - ۴۲	رُكُوعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

تَبٰرَكَ	الَّذِىْ	نَزَّلَ + الْفُرْقَانَ	عَلٰى عَبْدِهٖ	لِيَكُوْنَ
بڑی برکت والا	وہ جو۔جس	نازل کیا فرق کرنیوالی کتاب (قرآن)	اپنے بندہ پر	تاکہ وہ ہو

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر فرقان (اچھے اور برے میں فرق کرنیوالی کتاب قرآن) کو نازل کیا تاکہ وہ سارے

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۞۱ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

لِلْعٰلَمِيْنَ	نَذِيْرًا	اِلَّذِىْ	لَهٗ مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ
سارے جہانوں کیلئے	ڈرسنانے والا	وہ جس کے لئے	بادشاہت	آسمانوں

جہانوں کے لئے ڈرسنانے والا ہو۔ وہ جس کی بادشاہت ہے آسمانوں کی اور

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

وَالْاَرْضِ	وَلَمْ يَتَّخِذْ	وَلَدًا	وَّلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	شَرِيْكٌ
اور زمین	اور اس نے نہیں بنایا	کوئی بیٹا	اور نہیں ہے	اس کا	کوئی شریک

زمین کی اور اس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور اس کا کوئی شریک نہیں،

فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۞۲

فِى الْمُلْكِ	وَخَلَقَ	كُلَّ	شَىْءٍ	فَقَدَّرَهٗ	تَقْدِيْرًا
سلطنت میں	اور اُسنے پیدا کیا	ہر	شے	پھر اس کا اندازہ ٹھہرایا	ایک اندازہ

سلطنت میں، اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا، پھر اس کا ایک (مناسب) اندازہ کیا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

وَاتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖ	اٰلِهَةً	لَا يَخْلُقُوْنَ	شَيْئًا	وَّهُمْ
اور انہوں نے بنالئے	اس کے علاوہ	اور معبود	وہ نہیں پیدا کرتے	کچھ	بلکہ وہ

اور انہوں نے اس کے علاوہ بنالئے ہیں اور معبود، وہ کچھ نہیں پیدا کرتے بلکہ وہ (خود)

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

وَلَا نَفْعًا	ضَرًّا	لِاَنْفُسِهِمْ	وَلَا يَمْلِكُوْنَ	يُخْلَقُوْنَ
اور نہ کسی نفع کا	کسی نقصان کا	اپنے لئے	اور وہ اختیار نہیں رکھتے	پیدا کئے گئے ہیں

پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنے لئے اختیار نہیں رکھتے کسی نقصان کا اور نہ کسی نفع کا

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ③

	وَّلَا نُشُوْرًا	وَّلَا حَيٰوةً	مَوْتًا	وَّلَا يَمْلِكُوْنَ
	اور نہ پھر اٹھنے کا	اور نہ کسی زندگی کا	کسی موت کا	اور نہ وہ اختیار رکھتے ہیں

اور نہ وہ اختیار رکھتے ہیں کسی موت کا اور نہ کسی زندگی کا اور نہ پھر (جی) اٹھنے کا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَالَّذِيْنَ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِلٰى
رَحِيْمًا فَمَدَنِيٌّ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① تَبٰرَكَ تَعَالَى الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ
الْقُرْاٰنَ لِاَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ
عَلٰى عَبْدِهٖ مُحَمَّدٍ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ اَيِ
الْاِنْسِ وَالْجِنِّ دُوْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ نَذِيْرًا ○
مُخَوِّفًا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔

② اِلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ
شَانِهٖ اَنْ يُخْلَقَ فَقَدَّرَهٗ
تَقْدِيْرًا ○ سَوَّاهُ تَسْوِيَةً

وَاتَّخَذُوْا اَيِ الْكُفَّارُ مِنْ
دُوْنِهٖ اَيِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرَهٗ
اٰلِهَةً هِيَ الْاَصْنَامُ
لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ
يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

سورۃ فرقان مکی ہے مگر یہ آیت مدنی ہے " وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ " " رَحِيْمًا " تک۔ اور اس سورۃ میں ستتر (۷۷) آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمت والا اور بہت مہربان ہے

① تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا الخ بلند اور برکت والا ہے اللہ جس نے اپنے بندہ محمدؐ پر قرآن اتارا (قرآن شریف کو فرقان اسلئے فرمایا کہ وہ فرق کرتا ہے حق اور باطل میں) تاکہ آدمیوں اور جنات کو اللہ کے عذاب سے ڈراوے (فرشتہ اسمیں داخل نہیں۔

② وہ اللہ جس کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمینوں میں اس کی اولاد نہیں اور نہ اسکی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور اس نے پیدا کیا ہر ایک اس چیز کو جسکی شان سے مخلوق ہونا ہے۔ سو اس کو برابر کردیا اچھی طرح ۔

③ اور کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا جو کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے

اور وہ خود مخلوق ہیں اور نہ وہ اپنی جانوں سے

لَا نَفْعًا اَیْ دَفْعَهٗ وَّلَا نَفْعًا اَیْ جَرَّهٗ وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً اَیْ اِمَاتَةً لِاَحَدٍ وَّ اَحْیَاءً لِاَحَدٍ وَّلَا نُشُوْرًا ۝ اَیْ بَعْثًا لِلْاَمْوَاتِ

نقصان دفع کرسکتے ہیں اور نہ نفع حاصل کرسکتے ہیں اور نہ کسی کو مار سکیں نہ زندہ کرسکیں اور نہ مُردوں کو زندہ کرکے اٹھا سکیں۔

تشریح

(۱) قرآن حق و باطل کے لئے فیصلہ کن اور سارے جہان کے لئے خبردار کرنے والا۔ یہ قرآن فرقان یعنی فیصلے کی کتاب ہے جو حق کو باطل سے اور حلال کو حرام سے کھلے طور پر ایک دوسرے سے الگ الگ کرتا ہے، یہی کتاب ہے جس نے اپنے نازل کرنیوالے کی عظمتِ شان، اعلیٰ صفات اسکی حکمت ورافت کو مکمل صورت میں پیش کیا اور اس کتاب کو سارے عالم کی ہدایت اور نہ ختم ہونے والی خیروبرکت کا ذریعہ بنایا۔ یہ کتاب اس نے اپنے عبدِ کامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی جن کا لقب عبودیت کے کمال کی وجہ سے اللہ کا بندہ ہوگیا یہ کتاب سارے عالم کو نافرمانی کے بُرے انجام سے آگاہ کرنے والی ہے۔ یہ کتاب سارے عالم کے لئے ہے کسی خاص قوم اور خاص علاقے کیلئے نہیں ہے۔ یہ آخری اور فیصلہ کن کتاب ہے جس میں ہر بات کو کھول کھول کر بتادیا گیا ہے۔

(۲) اللہ کی تخلیق میں فطری موزونیت۔ اس کتاب فرقان کا نازل کرنے والا وہ فرماں روائے کائنات ہے جس کے قبضے میں زمین وآسمان کی بادشاہی ہے۔ نہ اس نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا یا نہ اس کا کسی سے نسبی تعلق ہے نہ کوئی اس کا متبنیٰ ہے کائنات میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جس کو کسی طرح شرکت کی وجہ سے معبودیت کا حق پہنچتا ہو وہ یکتا اور بے مثال ہے اس کے اقتدارِ اعلیٰ میں کوئی شریک نہیں ہے اس نے ہر چیز کو ایسی منصوبہ بندی سے بنایا ہے کہ اس کی بنائی ہوئی ہر چیز اپنے خالق کے بنائے ہوئے منصوبے کو پورا کرنے میں سرگرم عمل ہے ہر چیز میں ایسی فطری موزونیت رکھی ہے کہ اس سے وہی خواص اور افعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لئے اسکو پیدا کیا گیا ہے ہر چیز اتنی نپی تلی ہے کہ ذرا سی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ (اللہ کی کاریگری جس نے ہر چیز کو عمدگی سے بنایا) تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (بڑی بابرکت ذاتِ الٰہی اعلیٰ درجہ کا تخلیق کار)

(۳) اللہ کے علاوہ کسی کو معبود بنانا فطرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہر چیز کو ناپ تول کر بنایا ہے اس کی تخلیق میں جو حکمتیں کارفرما ہیں اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں اور اپنی مخلوق پر مکمل اختیار اور قدرت رکھتے ہیں ان کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود تجویز کرنا فطرت کے خلاف ہے۔ لوگ جن چیزوں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں جیسے فرشتے یا اللہ کے نبی یا اللہ کے ولی یا جنات یا چاند سورج، ستارے، درخت، دریا یہاں تک کہ جانور یہ سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ان کو نہ اپنے اوپر کوئی قدرت ہے اور نہ دوسروں پر۔ اس طرح انسان جو لکڑی یا پتھر کے بت تراشتا ہے وہ بھی ان چیزوں کے بنے ہوئے ہیں جن کو اللہ نے پیدا کیا ہے وہ نہ خود پیدا ہوتے ہیں نہ کسی پر کوئی قدرت رکھتے ہیں اور نہ وہ کسی کو موت دے سکتے ہیں نہ زندگی دے سکتے ہیں بھلا ایسی عاجز مجبور ہستیوں کو معبود ماننا یا اللہ کے ساتھ اسکی خدائی میں شریک کرنا کس درجہ حماقت اور فطرت کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ جس نے قرآن مجید نازل کیا یہ اسکی قدرت اور صفات کا بیان تھا۔ اب آگے قرآن اور جن پر قرآن نازل ہوا ان پر بے جا نکتہ چینیوں کا جواب دیا جارہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ

عَلَيْهِ	وَاَعَانَهٗ	ۨافْتَرٰىهُ	اِفْكُ	اِلَّآ	اِنْ هٰذَآ	الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	وَقَالَ
اس پر	اور اسکی مدد کی	اس نے اسے گھڑ لیا ہے	بہتان من گھڑت	مگر صرف	نہیں یہ	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر)	اور کہا

اور کافروں نے کہا یہ (کچھ بھی) نہیں، صرف بہتان ہے اس (نبی) نے اسے گھڑ لیا ہے اور اس پر

قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝۴

	وَزُوْرًا	ظُلْمًا	فَقَدْ جَآءُوْ	قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ
	اور جھوٹ	ظلم	تحقیق وہ آگئے	دوسرے لوگ (جمع)

دوسرے لوگوں نے اسکی مدد کی ہے۔ تحقیق وہ آگئے (اتر آئے) ہیں ظلم اور جھوٹ پر۔

(۴) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اَيْ مَا الْقُرْاٰنُ اِلَّآ اِفْكُ كِذْبٌ ۨافْتَرٰىهُ مُحَمَّدٌ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ وَهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ قَالَ تَعَالٰى فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ كُفْرًا وَكِذْبًا اَيْ بِهِمَا

(۴) اور کافر کہتے ہیں کہ یہ قرآن جھوٹ ہے محمدؐ کا بنایا ہوا اور محمدؐ کو اس کے بنانے میں اہل کتاب سے امداد ملی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس بے شبہ وہ لوگ مرتکب ہوئے ظلم اور جھوٹ کے۔

تشریح

(۴) **انکار کرنیوالوں کا دعویٰ کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے:** حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان پر اپنا کلام قرآن مجید نازل کیا تو اس عجیب و غریب اور انتہائی بلیغ کلام کو سنکر اہل عرب حیران رہ گئے۔ قرآن خود اپنی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے جو اس کو سنتا تھا حیران رہ جاتا تھا لیکن انکار کرنے والے جن کے دلوں میں حق کے قبول کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی انہوں نے الزام لگا دیا کہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے یہ تو نعوذ باللہ محمدؐ نے چند لوگوں کی مدد سے یہ کلام تیار کر لیا ہے اور اس کو اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ یہ ایسا بے بنیاد الزام اور حقیقت سے دُور کی بات تھی کہ اگر اس میں ذرا سی بھی صداقت ہوتی تو بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی مگر کوئی ایک شخص بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکا کہ قرآن میری لکھی ہوئی کتاب ہے یا اسکو لکھنے میں میں نے مدد کی ہے۔ اس سلسلے میں چند لوگوں کے نام بھی لئے جاتے تھے مگر وہ سب غلام تھے اور قبائلی زندگی میں غلام اپنے آقا کے تابع رہتے ہیں۔ پھر یہ چند لوگ خود بھی ایمان لے آئے۔ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ ان کو کوئی ممتاز مقام دیا گیا ہو اسلئے یہ اعتراض ہی بالکل قابل توجہ نہ تھا۔

یہ انتہائی ناانصافی اور ظلم ہے اور سخت جھوٹ ہے جس کو یہ برملا بول رہے ہیں قرآن بلاشبہ اللہ کا کلام ہے اور آج تک پوری دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوا جو قرآن کا جواب دے سکے۔ جس نے کوشش بھی کی اس نے منہ کی کھائی۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلٰى عَلَيْهِ

وَقَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ	الْاَوَّلِيْنَ	اكْتَتَبَهَا	فَهِىَ + تُمْلٰى	عَلَيْهِ
اور انہوں نے کہا	کہانیاں	پہلے لوگ	اس نے انہیں لکھ لیا ہے	پس وہ پڑھی جاتی ہیں	اس پر

اور انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اس نے انہیں لکھ لیا ہے پس وہ پڑھی جاتی ہیں (سنائی جاتی ہیں)

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِىْ يَعْلَمُ السِّرَّ ۵

بُكْرَةً	وَّ اَصِيْلًا	قُلْ	اَنْزَلَهُ	الَّذِىْ	يَعْلَمُ	السِّرَّ
صبح	اور شام	فرمادیں	اس کو نازل کیا ہے	وہ جو	جانتا ہے	راز

اس پر صبح اور شام۔ آپ فرمادیں اس کو نازل کیا ہے اس نے جو آسمانوں اور زمینوں کے راز

فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۞ ۶

فِى + السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	اِنَّهٗ + كَانَ	غَفُوْرًا	رَّحِيْمًا
آسمانوں میں	اور زمین	بیشک وہ ہے	بخشنے والا	نہایت مہربان

جانتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى

وَقَالُوْا	مَالِ	هٰذَا	الرَّسُوْلِ	يَاْكُلُ	الطَّعَامَ	وَيَمْشِىْ	فِى
اور انہوں نے کہا	کیا ہے	یہ	رسول	وہ کھاتا ہے	کھانا	اور چلتا (پھرتا) ہے	میں

اور انہوں نے کہا کیسا ہے یہ رسول! جو کھانا کھاتا ہے، اور چلتا پھرتا ہے

الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۞ ۷

الْاَسْوَاقِ	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِ	مَلَكٌ	فَيَكُوْنَ	مَعَهٗ	نَذِيْرًا
بازار (جمع)	کیوں نہ	اُتارا گیا	اسکے ساتھ	کوئی فرشتہ	کہ ہوتا	اسکے ساتھ	ڈرانے والا

بازاروں میں۔ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ اُتارا گیا کہ وہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔

۵ وَقَالُوْٓا اَيْضًا هُوَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اَكَاذِيْبُهُمْ جَمْعُ اُسْطُوْرَةٍ بِالضَّمِّ اكْتَتَبَهَا انْتَسَخَهَا مِنْ ذٰلِكَ الْقَوْمِ بِغَيْرِهٖ فَهِىَ تُمْلٰى تُقْرَاُ عَلَيْهِ لِيَحْفَظَهَا بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞ غُدْوَةً وَّعَشِيًّا

۵ اور نیز وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن پہلوں کے جھوٹے قصے ہیں کہ محمد نے اکو ان سے لے لیا ہے سو وہ قصے اس پر صبح شام پڑھے جاتے ہیں تاکہ یاد ہو جاویں۔

۶ قَالَ تَعَالٰى رَدًّا عَلَيْهِمْ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِىْ يَعْلَمُ

۶ اللہ تعالیٰ نے انکے رد میں فرمایا اے محمد کہدو قرآن کو اتارا ہے

السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ○ ۶
ذات نے جو آسمانوں زمینوں کی چھپی باتوں کو جانتا ہے بیشک وہ بخشنے والا ہے مسلمانوں کو ان پر مہربان ہے۔

۷ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ○ ۷
اور کافر یہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر کو کیا ہوا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے اس کے پاس فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ جو اس کے ساتھ ہو کر ڈراتا جس سے پیغمبر کا سچا ہونا معلوم ہوتا۔

تشریح

۵ قرآن پر دوسرا الزام - یہ تو پرانے زمانے کے کچھ قصے ہیں | پہلا الزام قرآن پر یہ تھا کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ حضرت محمدؐ نے کچھ لوگوں کی مدد سے اسکو تیار کر لیا ہے اور اسکو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ دوسرا الزام یہ کہ قرآن میں پرانے واقعات کے سوا اور ہے کیا؟ ادھر ادھر سے سن کر کچھ قصے یاد کر لئے ہیں انہیں کو الٹ پھیر کر کے مختلف انداز میں بیان کرتے رہتے ہیں۔

حضرت محمدؐ انہی لوگوں کے درمیان رہتے تھے۔ تجارت کی غرض سے جو سفر آپؐ نے کئے وہ بھی مختلف لوگوں کے ساتھ کئے اگر انکو کچھ معلومات اہل کتاب وغیرہ سے حاصل ہو گئیں تھیں تو کیا وجہ ہے کہ چالیس برس کی عمر تک یہ ساری باتیں چھپی رہیں اور ان میں سے کوئی بات آپ نے لوگوں کے سامنے بیان نہیں کی۔ آپ نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا کہ کچھ مطالعہ کے ذریعہ آپ کچھ معلومات حاصل کر لیتے اور لوگوں کو سنا سنا کر اپنی معلومات کا رعب جماتے کیونکہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی تھی اور جتنا قرآن نازل ہوتا رہتا تھا اسی کو نماز میں پڑھا جاتا تھا تو اعتراض کرنے والے یہ کہنے لگے کہ یہ تو انہیں باتوں کو بار بار دہراتے رہتے ہیں۔

۶ قرآن خود اپنی صداقت کی دلیل ہے | "آفتاب آمد دلیل آفتاب"۔ سورج کو ثابت کرنے کے لئے باہر سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں ہوتی خود سورج ہی دلیل ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن اللہ کا کلام ہے اسکو ثابت کرنے کے لئے خود قرآن ہی کافی ہے۔ قرآن کی معجزانہ فصاحت و بلاغت اسمیں بیان کئے گئے علوم و معارف اور زندگی کے وہ احکام و قوانین جو آج تک بڑے بڑے قانون داں مل کر تیار نہیں کر سکے وہ حکمت و گہرائی جن تک ایک صاحب علم ہی پہنچ سکتا ہے۔ پھر غیب کی وہ خبریں جو قرآن نے بیان کی ہیں اور آج تک ان میں سے ایک خبر بھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ قرآن اسی پروردگار کی اتاری ہوئی کتاب ہے جس کا علم بے پناہ ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے۔

قرآن کا نازل کرنے والا ان اعلیٰ صفات سے متصف ہے اس میں اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ بڑا غفور الرحیم ہے ــ جو لوگ حق کو نیچا دکھانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں ان کو بھی فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔ قرآن کا نازل کرنا بھی اس کی بخشش اور مہربانی کا مظہر ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے زندگی کے اس بہترین راستے کو اختیار کریں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

۷ رسول پر اعتراض کہ یہ تو عام انسانوں کی طرح ہیں | حق کا انکار کرنے والوں کا ایک اعتراض آنحضرتؐ کی نبوت پر یہ تھا کہ ایک انسان کا جو ہماری ہی طرح کھاتا پیتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا ہے رسول ہونا بڑی عجیب سی بات ہے۔ اللہ کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے کوئی فرشتہ منتخب کرنا چاہیئے یا پھر انسان کو ہی رسول بنانا تھا تو اس میں بادشاہوں کی طرح کروفر ہوتا تاکہ لوگ اس سے مرعوب ہوتے۔ یا پھر آدمی کو ہی نبی بنانا تھا تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ رہنا چاہیئے تھا جو ہاتھ میں کوڑا لے کر لوگوں کو ڈراتا رہتا۔ یہ کیا کہ ایک شخص کو نبوت کا اتنا بڑا منصب دیا جائے اور وہ یوں ہی عام آدمیوں کی طرح جوتے چٹخارتا گلیاں کھاتا پھرے۔

اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

اَوْ يُلْقٰٓى	اِلَيْهِ	كَنْزٌ	اَوْ تَكُوْنُ	لَهٗ جَنَّةٌ	يَّاْكُلُ	مِنْهَا	وَقَالَ	الظّٰلِمُوْنَ
یا ڈالا (اتارا) جاتا	اسکی طرف	کوئی خزانہ	یا ہوتا	اسکے لئے کوئی باغ	وہ کھاتا	اس سے	اور کہا	ظالم (جمع)

یا اس کی طرف اتارا جاتا کوئی خزانہ یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس سے کھاتا۔ اور ظالموں نے کہا

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ⑧

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	رَجُلًا	مَّسْحُوْرًا
نہیں تم پیروی کرتے	مگر صرف	ایک آدمی	جادو کا مارا ہوا

تم پیروی کرتے ہو صرف جادو کے مارے ہوئے آدمی کی

⑧ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ مِنَ السَّمَاءِ يُنْفِقُهٗ وَلَا يَحْتَاجُ اِلَى الْمَشْىِ فِى الْاَسْوَاقِ لِطَلَبِ الْمَعَاشِ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ بُسْتَانٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا اَىْ مِنْ ثِمَارِهَا فَيَكْتَفِىْ بِهَا وَفِىْ قِرَاءَةٍ نَاْكُلُ بِالنُّوْنِ اَىْ نَحْنُ فَيَكُوْنُ لَهٗ مَزِيَّةٌ عَلَيْنَا بِهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اَىِ الْكَافِرُوْنَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ مَا تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ مَخْدُوْعًا مَغْلُوْبًا عَلٰى عَقْلِهٖ

⑧ یا آسمان سے اس کے پاس خزانہ اتارا جاتا جس کو یہ خرچ کرتا۔ اور روزی کی تلاش کو بازاروں میں چلنے پھرنے کا محتاج نہ ہوتا

یا اس کے پاس باغ ہوتا کہ اس کے پھلوں کو یہ کھاتا اور وہ اس کو کافی ہوتا۔ (ایک قراۃ میں بجائے یاکل کے ناکل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر محمد کے پاس باغ ہوتا تو ہم اس کے پھل کھاتے پس اس صورت میں انکو فضیلت اور ہم پر زیادتی ہوتی۔

اور کافرین اہل ایمان کو کہتے ہیں کہ تم محض ایک مغلوب العقل آدمی، دھوکہ میں پڑے ہوئے کی پیروی کرتے ہو۔

تشریح

⑧ رسول پر اعتراض کہ اس کے پاس بڑا خزانہ ہونا چاہئے تھا ایک اعتراض رسول پر یہ بھی تھا کہ اس کے پاس کوئی بڑا خزانہ ہوتا تاکہ وہ خوب مال و دولت لٹا کر لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا۔ چلو بڑا خزانہ نہ سہی عام رئیسوں کی طرح کچھ باغ داغ ہی ہوتے کہ اس کے ذریعہ اس کے لئے کھانے پینے کا کوئی انتظام ہو جاتا۔ اب حال یہ ہے کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے پیغمبر ہیں اور خرچ کرنے کے لئے مال تک نہیں ہے کسطرح مانا جائے کہ اس بڑے رتبے پر ایسے معمولی حیثیت والے کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے سوا کیا کہا جائے کہ یا تو اس شخص کی عقل چلی گئی ہے یا پھر کسی نے جادو کے زور سے اس کا دماغ ہی خراب کر دیا ہے۔ جو یہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک سحر زدہ کے پیچھے لگ گئے ہو۔ یہ تھیں ان کی وہ باتیں جو وہ رسول اللہ کے بارے میں کہتے تھے۔

أُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

أُنْظُرْ	كَيْفَ	ضَرَبُوْا	لَكَ	الْأَمْثَالَ	فَضَلُّوْا	فَلَا
دیکھو	کیسی	انہوں نے بیان کیں	تمہارے لئے	مثالیں (باتیں)	سو وہ بہک گئے	لہذا نہ

(اے نبی ص) دیکھو تو انہوں نے تمہارے لئے کیسی باتیں بیان کیں ہیں۔ سو وہ بہک گئے ہیں لہذا وہ

ع ۹ ۱۶ يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ⑨ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ

يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَبِيْلًا	تَبٰرَكَ	الَّذِيْ	اِنْ شَآءَ
پاسکتے ہیں	کوئی راستہ	بڑی برکت والا	وہ جو	اگر چاہے

کوئی راستہ نہیں پاسکتے۔ بڑی برکت والا ہے وہ، اگر وہ چاہے تو

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

جَعَلَ	لَكَ	خَيْرًا	مِّنْ ذٰلِكَ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ
وہ بنادے	تمہارے لئے	بہتر	اس سے	باغات	بہتی ہیں	سے

تمہارے لئے اس سے بہتر بنادے (ایسے) باغات جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩ بَلْ كَذَّبُوْا

تَحْتِهَا	الْأَنْهٰرُ	وَيَجْعَلْ	لَّكَ	قُصُوْرًا	بَلْ	كَذَّبُوْا
جن کے نیچے	نہریں	اور بنادے	تمہارے لئے	محل (جمع)	بلکہ	انہوں نے جھٹلایا

بہتی ہوں، اور تمہارے لئے محل بنادے بلکہ انہوں نے جھٹلایا

بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ⑪

بِالسَّاعَةِ	وَاَعْتَدْنَا	لِمَنْ كَذَّبَ	بِالسَّاعَةِ	سَعِيْرًا
قیامت کو	اور ہم نے تیار کیا	اسکے لئے جس نے جھٹلایا	قیامت کو	دوزخ

قیامت کو اور جس نے قیامت کو جھٹلایا ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کیا ہے

⑨ قَالَ تَعَالٰى اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ بِالْمَسْحُوْرِ وَالْمُحْتَاجِ اِلٰى مَا يُنْفِقُهُ وَاِلٰى مَلَكٍ يَقُوْمُ مَعَهُ بِالْاَمْرِ فَضَلُّوْا بِذٰلِكَ عَنِ الْهُدٰى فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ طَرِيْقًا اِلَيْهِ

⑩ تَبٰرَكَ تَكَاثَرَ خَيْرُ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ

⑨ اللہ تعالٰی نے فرمایا، دیکھو اے محمد ص یہ لوگ کس طرح تمہاری شان میں مثالیں بیان کرتے ہیں تمکو مغلوب العقل کہتے ہیں اور محتاج طرف نفقہ کے بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کوئی فرشتہ اسکے ساتھ اترتا جو اس الامر

⑩ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ اَلَّذِیْ قَالُوْا مِنَ الْكَنْزِ وَ الْبُسْتَانِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اَیْ فِی الدُّنْیَا لِاَنَّهٗ شَاءَ یُعْطِیْهِ اِیَّاهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ اَیْضًا وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ اِسْتِیْنَافًا

بہت خیر و برکت والی ہے وہ ذات پاک یعنی حق تبارک و تعالیٰ وہ اگر چاہتا تو تیرے لئے اس سے بہتر پیدا کر دیتا جو کافر کہتے ہیں یعنی خزانہ اور باغ سے بہتر عطا کرتا ایسے باغ جنکے نیچے نہریں پانی کی بہتی دنیا میں بھی اور آخرت میں تو ایسے باغ ملیں گے ہی اور اگر حق تعالیٰ چاہتا تو تجھ کو محل عطا فرماتا۔

(۱۱) بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ الْقِیَامَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۝ نَارًا مُسْعَرَةً اَیْ مُشْتَعِلَةً

(۱۱) بلکہ کافروں نے قیامت کو جھٹلایا اور جو قیامت کو جھٹلا دے ہم نے اس کے لئے دوزخ بھڑکنے والی تیار کی ہے۔

تشریح

(۹) حقیقت کو چھوڑ کر غلط سلط باتیں | یہ تھیں وہ غلط سلط باتیں جو حق کا انکار کرنیوالے کہتے تھے کبھی کہتے تھے کہ دوسروں سے سیکھ لیا ہے، کبھی کہتے تھے کہ یونہی پرانے قصے الٹ پھیر کر کے بیان کرتے رہتے ہیں کبھی آپ کو سحر زدہ بتاتے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ واقعی یہ عقلمندی کا ثبوت دیتے اور حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے کہ رسالت کیا ہے رسول کی ذمہ داریاں کیا ہیں، اسکا کردار کیسا ہونا چاہیئے تو انکو معلوم ہو جاتا کہ ایک شخص جو چالیس سال کی لمبی مدت انکے درمیان گزار چکا ہے جسکی صداقت امانت معاملہ فہمی ان سب کے درمیان جانی پہچانی رہی ہے وہ ایک دم بہکی بہکی باتیں کیسے کرسکتا ہے۔ کوئی ٹھکانے کی بات تو انکو سوجھتی نہیں کہ انکی تعلیم اور دعوت پر غور کرتے جس کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ سچ تو یہ ہے کہ مخالفین کا دامن معقول دلائل سے بالکل خالی تھا اور انہیں خود کوئی ٹھکانے کی بات نہیں سوجھ رہی تھی۔

(۱۰) اللہ کی قدرت سے کچھ بھی باہر نہیں | حق کا انکار کرنیوالے کہتے ہیں کہ رسول کے پاس خزانے ہونے چاہئیں محلات اور باغ ہونے چاہئیں۔ یاد رکھو اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے وہ چاہے تو سونے چاندی کے ڈھیر لگا سکتا ہے۔ ایک باغ تو کیا بہت سے باغ دے سکتا ہے کتنے ہی محلات عطا کرسکتا ہے لیکن حکمت الہٰی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ سب چیزیں ابھی عطا نہ کی جائیں کیونکہ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اس لئے سب لوگوں کو اور خود رسول کو بھی اس آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے اور اگر بالفرض انکے مطالبات پورے بھی کر دئیے جائیں تب بھی یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں۔ باقی جہاں تک پیغمبر کی صداقت کا تعلق ہے اسکے لئے خود انکی زندگی، ان پر نازل کیا ہوا کلام اور انکو عطا کئے ہوئے معجزات انکی صداقت کی دلیل کے لئے کافی ہیں۔

(۱۱) سچائی کو جھٹلانے کی اصل وجہ | سچائی کو جھٹلانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنا نہیں چاہتے یہ نہیں چاہتے کہ ہمیں آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی پڑے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہم مادر پدر آزاد رہیں ہم پر کوئی پابندی نہ ہو ہم جو چاہیں کریں ہم سے پوچھ گچھ نہ ہو۔ مذہب سے انکار کی اصل وجہ اسکی پابندیوں سے دامن چھڑانا ہے اس لئے وہ رسالت کو تسلیم نہیں کرتے۔ رسول کو مانتے ہیں تو قیامت کو ماننا پڑیگا آخرت پر ایمان لانا ہوگا۔ اگر قیامت کا انکار کرتے ہیں تو یہ اللہ کی صفت عدل کا انکار ہے اسلئے وہ قیامت کو جھٹلاتے ہیں رسول کو جھٹلاتے ہیں لیکن جو قیامت کو جھٹلائے گا اس کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ ان کے جھٹلانے سے کچھ نہیں ہوتا قیامت آکر رہے گی اور حق و باطل کا فیصلہ ہو کر رہیگا۔

آیت میں لفظ "اَلسَّاعَةُ" استعمال ہوا ہے جس کے لفظی معنیٰ گھڑی اور وقت کے ہیں۔ الف لام لگا کر اَلسَّاعَةُ کا مطلب ہے وہ مخصوص گھڑی جو آنے والی ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخصوص وقت جب اگلے پچھلے سب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور سب کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ حساب لیں گے اور ہر ایک کو اس کے عقیدے اور عمل کے اعتبار سے جزا یا سزا ملے گی۔ آخرت کا عقیدہ ایک سائنٹفک عقیدہ ہے۔ اگر اس عقیدے کو نکال دیا جائے تو اس دنیا اور اس کے اعمال کی نہ کوئی حقیقت رہتی ہے نہ ضرورت۔ اسلام جس اخلاقی ضابطے کی دعوت دیتا ہے وہ عقیدہ آخرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسلئے آخرت پر ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح توحید و رسالت پر۔

قیامت آکر رہے گی اور جھٹلانے والوں کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾

إِذَا	رَأَتْهُم	مِّنْ	مَّكَانٍ	بَعِيدٍ	سَمِعُوا	لَهَا	تَغَيُّظًا	وَزَفِيرًا
جب	وہ دیکھیگی انہیں	سے	جگہ	دُور	وہ سُنیں گے	اُسے	جوش مارتا	اور چنگھاڑتا

جب وہ (دوزخ) انہیں دیکھے گی دور جگہ سے، وہ اُسے جوش مارتا، چنگھاڑتا سُنیں گے۔

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ

وَإِذَا	أُلْقُوا	مِنْهَا	مَكَانًا	ضَيِّقًا	مُقَرَّنِينَ	دَعَوْا	هُنَالِكَ
اور جب	وہ ڈالے جائینگے	اس سے کی	کسی جگہ	تنگ	جکڑے ہوئے	وہ پکاریں گے	وہاں

اور جب وہ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے (باہم زنجیروں سے) جکڑے ہوئے تو وہ وہاں موت کو

ثُبُورًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا

ثُبُورًا	لَا تَدْعُوا	الْيَوْمَ	ثُبُورًا	وَاحِدًا	وَادْعُوا	ثُبُورًا
موت	تم نہ پکارو	آج	موت کو	ایک	بلکہ پکارو	موتیں

پکاریں گے، (کہا جائیگا) آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ تم پکارو بہت سی

كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ

كَثِيرًا	قُلْ	أَذَٰلِكَ	خَيْرٌ	أَمْ	جَنَّةُ الْخُلْدِ	الَّتِي	وُعِدَ
بہت سی	فرمادیں	کیا یہ	بہتر	یا	ہمیشگی کے باغ	جو جس	وعدہ کیا گیا

موتوں کو۔ فرمادیں کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشگی کے باغ، جن کا وعدہ پرہیزگاروں سے

الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾

الْمُتَّقُونَ	كَانَتْ	لَهُمْ	جَزَاءً	وَمَصِيرًا
پرہیزگار (جمع)	وہ ہے	ان کیلئے	جزا (بدلہ)	اور لوٹ کر جانے کی جگہ

کیا گیا ہے وہ ان کے لئے جزا اور لوٹ کر جانے کی جگہ ہے۔

﴿١٢﴾ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا غَلَيَانًا كَالْغَضْبَانِ إِذَا غَلَا صَدْرُهُ مِنَ الْغَضَبِ وَزَفِيرًا صَوْتًا

﴿١٢﴾ جبکہ دوزخ انکو دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کے جوش کو سنیں گے جیسے غضبناک آدمی جب غصہ میں بھرے اور اس کے سینے میں غصہ کا جوش ہوا۔ اور دوزخ کی آواز سخت کو سُنینگے (مراد جوش کے سننے سے اس کا دیکھنا اور جانتا ہے۔

شَدِيدًا أَوْ سَمَاعَ التَّغَيُّظِ رُؤْيَتَهُ وَعِلْمَهُ

۱۳ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ بِأَنْ يَضِيقَ عَلَيْهِمْ وَمِنْهَا حَالٌ مِنْ مَكَانًا لِأَنَّهُ فِي الْأَصْلِ صِفَةٌ لَهُ مُقَرَّنِينَ مُصَفَّدِينَ قَدْ قُرِنَتْ أَيْدِيهِمْ إِلَى أَعْنَاقِهِمْ فِي الْأَغْلَالِ وَالتَّشْدِيدُ لِلتَّكْثِيرِ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ○ هَلَاكًا فَيُقَالُ لَهُمْ

۱۳ اور جبکہ وہ لوگ دوزخ کی تنگ جگہوں میں ڈالے جائینگے، اس حال میں کہ ہاتھ ہیران کے طوقوں سے جکڑے ہوئے ہونگے تو اس وقت ہلاکی کو پکاریں گے اور یاد کریں گے. سو اُن سے کہا جائیگا،

۱۴ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ○ لِعَذَابِكُمْ

۱۴ کہ آج تم ایک ہلاکی کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکیوں کو پکارو۔ جو تمہارے عذاب کے لئے موجود ہیں

۱۵ قُلْ أَذَٰلِكَ الْمَذْكُورُ مِنَ الْوَعِيدِ وَصِفَةِ النَّارِ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَهَا الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ فِي عِلْمِهِ تَعَالَى جَزَاءً ثَوَابًا وَمَصِيرًا ○ مَرْجِعًا لَهُمْ

۱۵ کہدو آیا یہ عذاب اور حال دوزخ کا جو مذکور ہوا بہتر ہے یا ہمیشہ کے رہنے کی جنت جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے لئے جو علم الٰہی میں انکے لئے ثابت ہو چکی باعتبار ثواب اور ٹھکانا ہونے کے۔

تشریح

۱۲ دوزخ کی دھاڑیں دور سے ہی سنائی دینگی | جہنم کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہیں ہے۔ دوزخ کے جوش کا یہ عالم ہے کہ اسکی غضب ناک آوازیں اور اس کی پھنکاریں دور سے ہی سنائی دینگی جنکو سنکر اچھے اچھوں کا پتہ پانی ہو جائیگا۔

۱۳ دوزخ کے مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونگے | دوزخ کے حقدار یہ مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونگے ہر مجرم کیلئے ایک خاص جگہ مقرر ہوگی جہاں سے وہ ہل نہ سکیں گے اور اس وقت مصیبت سے گھبرا کر موت کو پکاریں گے کہ کاش موت آجائے اور ہماری ان تکلیفوں کا خاتمہ ہو جائے۔ ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے ٭ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

۱۴ ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو | اس وقت ان سے کہا جائیگا کہ ایک موت کو پکارنے سے کیا ہوتا ہے اس میں تو ایک مرتبہ آدمی مر کر تکلیفوں سے چھٹکارا پالیتا ہے۔ اس لئے ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔ بار بار مرتے رہو جیتے رہو وہ موت نہیں آئے گی جو چھٹکارا دلانے والی ہو۔ اس لئے بہت سی موتوں کو پکارو

۱۵ بتاؤ دوزخ بہتر ہے یا جنت | سچائی کو جھٹلانے والوں کا انجام تم نے سن لیا۔ اب بتاؤ یہ عذاب بہتر ہے یا وہ جنت جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے پرہیزگاروں، نیک عمل کرنے والے اہل ایمان سے کیا ہے۔ جو ان کے عمل کی جزا اور ان کے سفر کی آخری منزل ہے۔

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خَٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

لَهُمْ	فِيهَا	مَا يَشَآءُونَ	خَٰلِدِينَ	كَانَ	عَلَىٰ + رَبِّكَ
انکے لئے	اسمیں	جو وہ چاہیں گے	ہمیشہ رہیں گے	ہے	تمہارے رب کے ذمہ

اسمیں انکے لئے جو وہ چاہیں گے (موجود ہوگا) ہمیشہ رہیں گے یہ ایک وعدہ ہے تیرے رب کے

وَعْدًا مَّسْـُٔولًا ⑯ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ

وَعْدًا	مَسْـُٔولًا	وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	وَمَا	يَعْبُدُونَ
ایک وعدہ	مانگا ہوا	اور جس دن	وہ انہیں جمع کریگا	اور جنہیں	وہ پرستش کرتے ہیں

ذمہ مانگا ہوا (مانگنے کے لائق ہے) اور جس دن وہ انہیں جمع کرے گا اور جنکی وہ پرستش کرتے ہیں

مِن دُونِ ٱللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِى

مِنْ	دُونِ + ٱللَّهِ	فَيَقُولُ	ءَ أَنتُمْ	أَضْلَلْتُمْ	عِبَادِى
سے	اللہ کے سوا	تو وہ کہے گا	کیا تم	تم نے گمراہ کیا	میرے بندے

اللہ کے سوا تو وہ کہے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ

هَٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا ٱلسَّبِيلَ ⑰

هَٰٓؤُلَآءِ	أَمْ هُمْ	ضَلُّوا	ٱلسَّبِيلَ	
یہ ہیں - ان	یا وہ	بھٹک گئے	راستہ	

کیا؟ یا وہ خود راستہ سے بھٹک گئے۔

⑯ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خَٰلِدِينَ حَالٌ لَازِمَةٌ كَانَ وَعْدُهُمْ مَا ذُكِرَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔولًا ۝ فَيَسْأَلُهُ مَنْ وَعَدَ بِهِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ أَوْ يَسْأَلُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ

⑰ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ بِالنُّونِ وَالتَّحْتَانِيَةِ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَيْ غَيْرِهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَعِيسَىٰ وَعُزَيْرٍ وَالْجِنِّ فَيَقُولُ بِالتَّحْتَانِيَةِ وَالنُّونِ لِلْمَعْبُودِينَ إِثْبَاتًا

⑯ اس میں انکے لئے وہ ہے جو وہ چاہیں وہاں وہ ہمیشہ کو رہینگے ان سے جو کچھ وعدہ مذکور ہوا یہ تیرے رب کا سچا وعدہ ہے جس کا وہ بندے جن سے وعدہ ہوا سوال کریں گے اور اس کو طلب کرینگے جیسے اس آیت میں مذکور ہوا ''رَبَّنَا آتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ'' یعنی اے ہمارے رب دے ہم کو وہ جو تو نے ہم سے وعدہ فرمایا۔ یا فرشتے ان کے لئے حق تعالیٰ سے اس وعدے کے پورا کرنے کا سوال کرینگے جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے ''رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ'' یعنی اے ہمارے رب ان کو داخل فرما ہمیشہ کے رہنے کی جنتوں میں جنکا تو نے ان سے وعدہ فرمایا۔

⑰ اور جس دن اللہ تعالیٰ انکو اور انکے معبودوں کو جنکو وہ کافر اللہ کے سوا پوجتے تھے جیسے ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر اور جنات اکٹھا کریگا

پھر فرمادیگا ان معبودوں سے تاکہ عبادت کرنیوالوں پر حجت قائم ہو کر آیا تم

لِلْحُجَّةِ عَلَى الْعَابِدِيْنَ ءَ اَنْتُمْ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالُ الثَّانِيَةِ اَلِفًا وَتَسْهِيْلِهَا وَاِدْخَالُ اَلِفٍ بَيْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰى وَ تَرْكُهٗ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَوْقَعْتُمُوْهُمْ فِي الضَّلَالِ بِاَمْرِكُمْ اِيَّاهُمْ بِعِبَادَتِكُمْ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ○ طَرِيْقَ الْحَقِّ بِاَنْفُسِهِمْ

نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا اپنی عبادت کا حکم کرکے

یا وہ خود راہِ حق کو بھولے۔

تشریح

(۱۶) اہل جنت کی ہر خواہش پوری کی جائے گی | جنت کا وعدہ اللہ کا ایسا پکا وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وعنایت سے اپنے ذمے لے لیا ہے اور بندوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اس وعدے کے پورا کرنے کا سوال کریں جو یقیناً پورا کیا جائیگا جیسا کہ ارشاد ہے:

" رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ "

بندہ اپنے رب سے دعا کرتا ہوا عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب وہ عطا فرمائیں جس کا وعدہ آپ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ فرمایا ہے۔

(۱۷) میدانِ حشر میں معبودانِ باطل سے سوال | اللہ تعالیٰ حشر کے میدان میں جب حق کا انکار کرنے والوں کو جمع فرمائیں گے اور ان کا حساب کتاب ہوگا تو ان لوگوں کے ساتھ ان لوگوں کو بھی بلایا جائے گا جن کو ان لوگوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے جیسے فرشتے انبیاء کرام، اولیاء اللہ، شہداء اور وہ نیک بندے جنہیں مختلف قوموں نے اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ان گھڑے ہوئے معبودوں کو بھی سامنے لایا جائیگا اور ان سے پوچھا جائیگا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا اور انہیں اپنی پوجا اور پرستش کی ترغیب دی تھی یا یہ خود اپنی حماقت اور جہالت کی وجہ سے سیدھے راستے سے بھٹک گئے تھے۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر یہ مضمون بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان معبودوں کو بھی بلائینگے جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں۔ مثلاً سورۂ سبا آیت ۴۰، ۴۱ میں ہے:

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○

(جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری بندگی کر رہے تھے؟ وہ کہیں گے پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان سے، یہ لوگ تو جنوں یعنی شیطان کی بندگی کر رہے تھے ان میں سے اکثر ان پر ایمان لانے والے تھے)

اسی طرح سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ..... مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج

(اور جب اللہ پوچھے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ خدا کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ وہ عرض کریگا پاک ہے آپکی ذات، میرے لئے یہ کب زیبا تھا کہ وہ بات کہتا جسکے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ میں نے تو بس ان سے وہی کہا تھا جس کا آپنے مجھے حکم دیا تھا۔ یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ (آیت ۱۱۶ پ ۷)

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

مِنْ دُوْنِكَ	نَّتَّخِذَ	اَنْ	لَنَآ	يَنْۢبَغِيْ	مَا كَانَ	سُبْحٰنَكَ	قَالُوْا
تیرے سوا	ہم بنائیں	کہ	ہمارے لئے	سزاوار۔ لائق	نہ تھا	تو پاک ہے	وہ کہیں گے

وہ کہیں گے تو پاک ہے، ہمارے لئے سزاوار نہ تھا کہ ہم بناتے تیرے سوا

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ

الذِّكْرَ	نَسُوا	حَتّٰى	وَاٰبَآءَهُمْ	مَّتَّعْتَهُمْ	وَلٰكِنْ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ
یاد	وہ بھول گئے	یہاں تک کہ	اور ان کے باپ دادا	تو نے آسودگی دی انہیں	اور لیکن	مددگار	کوئی

اوروں کو مددگار، لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو آسودگی دی یہاں تک کہ وہ بھول گئے تیری یاد

وَكَانُوْا قَوْمًاۢ بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ

بِمَا + تَقُوْلُوْنَ	فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ	قَوْمًا + بُوْرًا	وَكَانُوْا
وہ جو تم کہتے تھے (تمہاری بات)	پس انہوں نے تمہیں جھٹلایا	ہلاک ہونے والے لوگ	اور وہ تھے

اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ پس انہوں نے تمہاری بات جھٹلا دی۔

فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ

يَّظْلِمْ	وَمَنْ	وَّلَا نَصْرًا	صَرْفًا	فَمَا + تَسْتَطِيْعُوْنَ
وہ ظلم کریگا	اور جو	اور نہ مدد کرنا	پھیرنا	پس اب تم نہیں کرسکتے ہو

پس اب نہ تم (عذاب) پھیر سکتے ہو اور نہ اپنی مدد کرسکتے ہو، اور جو تم میں ظلم کرے گا

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

كَبِيْرًا	عَذَابًا	نُذِقْهُ	مِّنْكُمْ
بڑا	عذاب	ہم چکھائیں گے اُسے	تم میں سے

ہم اُسے بڑا عذاب چکھائیں گے۔

۱۸ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ تَنْزِيْهًا لَكَ عَمَّا لَا
يَلِيْقُ بِكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ يَسْتَقِيْمُ
لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ اَيْ
غَيْرِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ وَ
مِنْ زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ النَّفْيِ وَمَاقَبْلَهُ الثَّانِيْ

۱۸ وہ جواب دیں گے کہ تو پاک ہے اس امر سے جو تیری شان کے لائق نہیں ہم کو یہ کب سزاوار تھا کہ ہم تیرے سوا دوست بناتے پھر ہم کس طرح اپنی پرستش کا حکم کرسکتے تھے۔

نَکَیْفَ نَامُرُ بِعِبَادَتِنَا وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَهُمْ
وَاٰبَاءَهُمْ مِنْ قَبْلِهِمْ بِاِطَالَةِ الْعُمُرِ
وَسَعَةِ الرِّزْقِ حَتّٰى نَسُوا الذِّکْرَ
تَرَکُوا الْمَوْعِظَةَ وَالْاِیْمَانَ بِالْقُرْاٰنِ وَکَانُوْا
قَوْمًا بُوْرًا ○ هَلْکٰی
(۱۹) قَالَ تَعَالٰی فَقَدْ کَذَّبُوْکُمْ
اَیْ کَذَّبَ الْمَعْبُوْدُوْنَ بِمَا
تَقُوْلُوْنَ بِالْفَوْقَانِیَّةِ اَنَّهُمْ
اٰلِهَةٌ" فَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ بِالْفَوْقَانِیَّةِ
وَالتَّحْتَانِیَّةِ اَیْ لَاهُمْ وَلَا اَنْتُمْ
صَرْفًا دَفْعًا لِلْعَذَابِ عَنْکُمْ
وَّلَا نَصْرًا مَنْعًا لَکُمْ مِنْهُ
وَمَنْ یَّظْلِمْ یُشْرِکْ مِّنْکُمْ نُذِقْهُ
عَذَابًا کَبِیْرًا ○ شَدِیْدًا فِی الْاٰخِرَةِ

ولیکن بات یہ ہے کہ تو نے ان کو اور ان کے باپ دادوں
کو دنیا میں نفع حاصل کرنے کی مہلت دی انکی عمریں دراز کیں اور
انکی روزی فراخ کی یہاں تک کہ وہ نصیحت اور یاد دہانی کو
بھول گئے اور قرآن پر ایمان لانے سے بے خبر رہے اور تھی وہ
قوم ہلاکی میں پڑی ہوئی۔
(۱۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو بالضرور اے عابدین تمہارے معبودوں
نے تمہارے دعوی کو جھوٹا کیا تم جو کچھ کہتے تھے کہ وہ معبود ہیں
اس کو انھوں نے خود رد کر دیا۔
سو تم اپنے اوپر سے عذاب دفع نہیں کر سکتے اور نہ اس سے
بچ سکتے ہو یا وہ تم سے عذاب دفع نہیں کر سکتے اور نہ
تم کو بچا سکتے ہیں۔

اور جو کوئی تم میں سے شرک کریگا اس کو ہم آخرت میں عذاب
سخت چکھاویں گے۔

تشریح

(۱۸) یہ خود ہی غفلت میں معبود حقیقی کو بھلا بیٹھے | جب اللہ تعالیٰ ان انبیاء اور اولیاء وغیرہ کو طلب کر کے سوال کریں گے کہ بتاؤ کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ پروردگار آپ کی ذات پاک ہے ہماری کیا مجال تھی کہ آپ کے سوا کسی اور کو اپنا مولا اور کارساز بنائیں پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم لوگوں سے یہ کہتے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر ہماری پرستش کریں ہمیں حاجت روا سمجھیں ہمیں اپنا کارساز بنائیں۔ جب ہم اپنے نفس کے لئے تیرے سوا کوئی سہارا نہیں رکھتے تو دوسروں کو کیسے کہتے کہ وہ ہمیں اپنا حاجت روا سمجھیں اصل وجہ یہ ہے کہ عیش و آرام میں پڑ کر غفلت کے نشے میں چور ہو کر یہ لوگ آپ کا بتایا ہوا سبق بھول گئے۔ یہ ان کی کم ظرفی اور کمینگی تھی کہ آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے نمک حرام بن بیٹھے اور انبیاء نے جو تعلیم دی تھی اس کو بھلا بیٹھے اور آخر شامت زدہ ہو کر رہے۔

(۱۹) تمہارے خود ساختہ معبود تم سے برأت کا اظہار کریں گے | جن اولیاء اللہ انبیاء کرام فرشتوں وغیرہ کو لوگوں نے اپنا خود ہی معبود بنا کر اپنا کارساز اور حاجت روا سمجھ رکھا ہے وہ میدان حشر میں صاف کہدیں گے کہ ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ تم ہمیں اپنا معبود بناؤ ہم نے ان کو کب بھروسہ دلایا تھا کہ ہم تمہاری حاجت روائی کر سکتے ہیں ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ ہم تمہیں نجات دلا سکتے ہیں۔ ہم تو خود اللہ کی مدد کے محتاج ہیں اور اسی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ جن پر بھروسہ تھا جب وہ ہی پلو جھاڑ لیں گے تو نہ اب یہ لوگ عذاب الٰہی کو پھیر سکیں گے نہ اپنی بات کو پلٹ سکیں گے اب اس کے سوا کوئی صورت نہ ہو گی کہ جو سزا ملے اسے بھگتیں اور جو زیادتی خود انھوں نے اپنے اوپر کی تھی اس کا مزہ چکھیں۔ جن کو اللہ کا شریک بنایا تھا آج وہ کسی کام نہیں آسکتے۔ خوب سمجھ لو کہ جو بھی حق و صداقت پر ظلم کریگا سچائی کا انکار کریگا اسے سخت عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ

وَمَآ	اَرۡسَلۡنَا	قَبۡلَكَ	مِنَ	الۡمُرۡسَلِيۡنَ	اِلَّاۤ	اِنَّهُمۡ	لَيَاۡكُلُوۡنَ
اور نہیں	بھیجے ہم نے	تم سے پہلے	سے	رسول (جمع)	مگر	وہ یقیناً	البتہ کھاتے تھے

اور ہم نے تم سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر یقیناً وہ کھاتے تھے

الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ

الطَّعَامَ	وَيَمۡشُوۡنَ	فِى الۡاَسۡوَاقِ	وَجَعَلۡنَا	بَعۡضَكُمۡ	لِبَعۡضٍ
کھانا	اور چلتے پھرتے تھے	بازاروں میں	اور ہم نے کیا (بنایا)	تم میں سے بعض کو (کسی کو)	بعض (دوسروں) کیلئے

کھانا، اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں سے کسی کو بنایا دوسروں کیلئے

فِتۡنَةً ؕ اَتَصۡبِرُوۡنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا ۝۲۰ ع ۱۱ ۱۷

فِتۡنَةً	اَتَصۡبِرُوۡنَ	وَكَانَ	رَبُّكَ	بَصِيۡرًا
آزمائش	کیا تم صبر کرو گے	اور ہے	تمہارا رب	دیکھنے والا

آزمائش، کیا تم صبر کرو گے؟ اور تمہارا رب دیکھنے والا ہے۔

(۲۰) وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ وَاَنۡتَ مِثۡلُهُمۡ فِىۡ ذٰلِكَ وَقَدۡ قِيۡلَ لَهُمۡ كَمَا قِيۡلَ لَكَ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً بَلِيَّةً اُبۡتُلِىَ الۡغَنِىُّ بِالۡفَقِيۡرِ وَالصَّحِيۡحُ بِالۡمَرِيۡضِ وَالشَّرِيۡفُ بِالۡوَضِيۡعِ يَقُوۡلُ الثَّانِىۡ فِىۡ كُلِّ مَالِىۡ لَاۤ اَكُوۡنُ كَالۡاَوَّلِ فِىۡ كُلِّ اَتَصۡبِرُوۡنَ ۚ عَلٰى مَا تَسۡمَعُوۡنَ مِمَّنۡ اُبۡتُلِيۡتُمۡ بِهِمۡ اِسۡتِفۡهَامٌ بِمَعۡنَى الۡاَمۡرِ اَىۡ اِصۡبِرُوۡا وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا ۝ بِمَنۡ يَصۡبِرُ وَبِمَنۡ يَجۡزَعُ

(۲۰) اور ہم نے اے محمدؐ تم سے پہلے جو پیغمبر بھیجے وہ سب بے شبہ کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے سو تم بھی اس بارہ میں انکی مانند ہو اور جیسا کہ تم کو کہا گیا ان کو بھی کہا گیا۔

اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے آزمائش اور امتحان کا سبب بنایا دولتمند کو ساتھ محتاج کے اور تندرست کو ساتھ بیمار کے اور شریف کو ساتھ کمینہ کے اس طرح کہ دوسرا ہر بات میں یہ کہتا ہے کہ کیا وجہ میں ہر چیز میں اول کے برابر نہ ہوا تم صبر کرو اس بات پر جو تم سنتے ہو ان لوگوں سے جنکے ساتھ تمہاری آزمائش کی گئی۔

اور تیرا رب دیکھتا ہے اس شخص کو جو صبر کرتا ہے اور جو گھبراتا ہے۔

تشریح

(۲۰) نبی کا بشر ہونا کوئی نئی بات تو نہیں ہے | آج جو لوگ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ ایک ایسا رسول ہے جو عام آدمیوں کی طرح کھاتا پیتا

ہے، بازاروں میں آتا جاتا ہے۔ وہ بتائیں کہ نوح، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ اور دوسرے نبی اور رسول کیا یہ سب انسان نہیں تھے؟ کیا وہ عام انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے؟ کیا ان کو سب انسانوں کی طرح موت نہیں آئی؟ کیا وہ کھاتے پیتے نہیں تھے۔ خود عیسیٰ ابن مریم جن کو عیسائیوں نے خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے انجیل کے بیان کے مطابق کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے۔ حاجاتِ بشریہ کا ہونا یا ضرورت کے لئے بازار جانا شانِ تقدس اور بزرگی کے خلاف نہیں ہے بلکہ اگر تکبر اور خود بینی کی وجہ سے بازار نہ جائے تو یہ بزرگی کے خلاف ہے۔

اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ اللہ کے نبیوں رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے وہ لوگ آزمائش کا باعث ہیں جو ان کی رسالت کے ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان پر ایمان لانے والوں کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ستاتے ہیں۔ منکرین نے ظلم و ستم اور جاہلانہ عداوت کی جو مہم چھیڑ رکھی ہے وہی ذریعہ ہے جس سے ثابت ہوگا کہ رسول اور ان کے ماننے والے سچے اہلِ ایمان کتنے مخلص ہیں اور کس طرح ہر آزمائش میں کھرے اترتے ہیں۔

اسی طرح رسول کا انکار کرنے والوں اور اہلِ ایمان کو ستانے والوں کے لئے رسول اور ان کے پیروکار آزمائش کا باعث ہیں۔ ایک انسان جو عام انسانوں کی طرح ہے اس کا اپنی ہی برادری کے درمیان سے یکایک نبی بنا کر اٹھا دیا جانا جبکہ اس کے پاس نہ کوئی مال و دولت ہے اور نہ کوئی فوج اور طاقت ہے اس کے پاس جو چیز ہے وہ اللہ کا کلام اور اس کی اپنی پاکیزہ زندگی۔ اب یہ آزمائش ہے کہ پہچاننے والے ان حقیقی چیزوں کے ذریعے اس کی صداقت کو پہچانتے ہیں یا نہیں یہ ان کے لئے آزمائش ہے۔ غرض یہ کہ رسول اور اہلِ ایمان منکرین کے لئے اور منکرینِ رسول اللہ اہلِ ایمان کے لئے آزمائش کا سامان ہیں۔ اس مصلحت کو سمجھنے کے بعد کیا تم اب بھی ان مخالف حالات میں صبر کرتے ہو سچائی پر قائم رہتے ہو اور ایک بلند مقصد کے لئے وہ سب سہنے کے لئے تیار ہو جس سے گزر کر ہی اصلی سونے کا کھرا ہونا دنیا کے سامنے آتا ہے۔ تمہارا رب سب کچھ دیکھتا ہے اس کی حکومت اندھیر نگری چوپٹ راج نہیں ہے تمہارا خلوص بھی اس کی نگاہ میں ہے اور زیادتی کرنے والوں کی زیادتیاں بھی اس سے چھپی نہیں ہیں۔

۳ رجمادی الاول ۱۴۲۹ھ
۱۰ رمئی ۲۰۰۸ء بروز شنبہ

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ نَرٰی

وَقَالَ	الَّذِیْنَ	لَا یَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَیْنَا	الْمَلٰٓئِکَةُ		اَوْ نَرٰی
اور کہا	وہ لوگ جو	وہ امید نہیں رکھتے	ہم سے ملنا	کیوں نہ	اُتارے گئے	ہم پر	فرشتے		یا ہم دیکھ لیتے

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انھوں نے کہا ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے

رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا (۲۱)

رَبَّنَا	لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا	فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ	وَعَتَوْا	عُتُوًّا + کَبِیْرًا	
اپنا رب	تحقیق انھوں نے بڑا کیا	اپنے دلوں میں	اور انہوں نے سرکشی کی	بڑی سرکشی	

رب کو دیکھ لیتے، تحقیق انھوں نے اپنے دلوں میں (اپنے زعم میں اپنے آپکو) بڑا سمجھا اور بڑی سرکشی کی۔

(۲۱) وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَا یَخَافُوْنَ الْبَعْثَ لَوْلَا هَلَّا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ فَکَانُوْا رُسُلًا اِلَیْنَا اَوْ نَرٰی رَبَّنَا فَیُخْبِرُنَا بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ تَعَالٰی لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا تَکَبَّرُوْا فِیْ شَاْنِ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا طَغَوْا عُتُوًّا کَبِیْرًا ○ بِطَلَبِهِمْ رُؤْیَةَ اللّٰهِ فِی الدُّنْیَا وَعَتَوْا بِالْوَاوِ عَلٰی اَصْلِهِ بِخِلَافِ عُتِیَ بِالْاِبْدَالِ فِیْ مَرْیَمَ

(۲۱) وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں کرتے یعنی حشر ونشر کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے پیغمبر بنا کر کیوں نہیں بھیجے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھیں تاکہ وہ ہم کو خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اللہ نے فرمایا: بیشک ان لوگوں نے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا اور بڑی سرکشی کی کہ دنیا میں ہی اللہ کی رویت طلب کی۔

تشریح

(۲۱) اللہ تعالیٰ کی حکمت کو نہ سمجھنے والوں کے بیجا اعتراضات | جو لوگ رسالت کے منکر ہیں۔ آخرت کے حساب کتاب سے بے فکر ہیں جن کو یہ امید نہیں کہ ایک دن وہ اپنے رب کے سامنے پیش ہونگے اور ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا وہ بجائے اس کے کہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے جس کی وجہ سے انسانوں کی ہدایت کے لئے رسولوں کو بھیجا جاتا ہے وہ خدائی حکمت کو سمجھنے کے بجائے بے تکے اعتراضات کرنے شروع کر دیتے ہیں کہ اگر رسول پر فرشتے اتارے جاتے ہیں تو ہم پر کیوں نہیں اُتارے جاتے ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ درمیان سے غیب کے پردے اٹھا دیئے جائیں اور ہم کھلی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیں یعنی وہ سچائی کو بصیرت اور دل کی آنکھ کے بجائے ظاہری آنکھ (بصارت) سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انسان کا سارا امتحان اسی میں ہے کہ وہ اپنی بصیرت سے حقیقت تک پہنچے مگر کچھ لوگ اس گھمنڈ میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کا مقام بندہ ہونے کا نہیں بلکہ آزاد اور خود مختار ہونے کا ہے وہ اللہ اور رسول کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرنے لگتے ہیں اور اپنی سرکشی میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد ہے:۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ (آیت ۱۲۴ پارہ ۸)

(وہ کہتے ہیں ہم نہ مانیں گے جب تک کہ وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی ہے۔)

سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) میں ہے:۔

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ قَبِیْلًا۔ (آیت ۹۲ پارہ ۱۵)

(اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے)

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ

يَوْمَ	يَرَوْنَ	الْمَلٰٓئِكَةَ	لَا بُشْرٰى	يَوْمَئِذٍ	لِّلْمُجْرِمِيْنَ	وَيَقُوْلُوْنَ
جس دن	وہ دیکھیں گے	فرشتے	نہیں خوشخبری	اس دن	مجرموں کے لئے	اور وہ کہیں گے

جس دن وہ دیکھیں گے فرشتوں کو اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہوگی اور وہ کہیں گے

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

حِجْرًا	مَّحْجُوْرًا	وَقَدِمْنَآ	اِلٰى	مَا عَمِلُوْا	مِنْ عَمَلٍ
کوئی آڑ ہو	روکی ہوئی	اور ہم آئے (متوجہ ہونگے)	طرف	جو انہوں نے کئے	کوئی کام

کوئی آڑ ہو، روکی ہوئی ہو (پناہ ہو، پناہ) اور ہم متوجہ ہونگے ان کے کئے ہوئے کاموں کی طرف تو

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

فَجَعَلْنٰهُ	هَبَآءً	مَّنْثُوْرًا	
توہم کردیں گے انہیں	غبار	بکھرا ہوا (پراگندہ)	

ہم انہیں پراگندہ غبار کی طرح کردیں گے

﴿۲۲﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ فِىْ جُمْلَةِ الْخَلَائِقِ
هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَنَصَبُهٗ بِاذْكُرْ مُقَدَّرٍ
لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ اَىْ
اَلْكَافِرِيْنَ بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمُ
الْبُشْرٰى بِالْجَنَّةِ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا
مَّحْجُوْرًا ○ عَلٰى عَادَتِهِمْ فِى الدُّنْيَا
اِذَا نَزَلَتْ بِهِمْ شِدَّةٌ اَىْ عَوْذًا مَعَاذًا
يَسْتَعِيْذُوْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ. قَالَ تَعَالٰى
﴿۲۳﴾ وَقَدِمْنَآ عَمَدْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ
عَمَلٍ مِنَ الْخَيْرِ كَصَدَقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ
وَقِرٰى ضَيْفٍ وَاِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ فِى
الدُّنْيَا فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ هُوَ مَا يُرٰى
فِى الْكُوٰى الَّتِىْ عَلَيْهَا الشَّمْسُ كَالْغُبَارِ الْمُفَرَّقِ
اَىْ مِثْلَهٗ فِىْ عَدَمِ النَّفْعِ بِهٖ اِذْ لَا ثَوَابَ
فِيْهِ لِعَدَمِ شَرْطِهٖ وَيُجَازُوْنَ عَلَيْهِ فِى
الدُّنْيَا

﴿۲۲﴾ یاد کر اس دن کو کہ جب کافرین فرشتوں کو دیکھیں گے تمام مخلوق
میں (مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے) اس دن کافروں کے
لئے خوشخبری نہیں بخلاف ایمان والوں کے
کہ ان کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔
اور کافرین موافق اپنی عادت کے دنیا میں یہ کہیں گے
کہ پناہ ہو ان سے یعنی فرشتوں کو دیکھ کر پناہ مانگیں گے کہ ہم
ان سے پناہ میں رہیں۔
اللہ تعالےٰ نے فرمایا،
﴿۲۳﴾ اور ہم متوجہ ہونگے کافروں کے اعمال خیر کی طرف جو انھوں نے دنیا
میں کئے جیسے صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا اور مہانداری کرنا اور
مظلوم کی فریاد کو پہنچنا۔ سو ہم ان اعمال کو مثل غبار متفرق کے
کردینگے یعنی جیسے وہ غبار کسی کام کا نہیں ہوتا ایسے ہی انکے اعمال
انکو کچھ نفع نہ دینگے کیونکہ وہاں ان پر کچھ ثواب مرتب نہ ہوگا
بوجہ معدوم ہونے ایمان کے جو شرط ہے اعمال کے قبولیت کی اور
ان اعمال کا عوض انکو دنیا ہی میں مل جاوے گا۔

تشــریح

(۲۲) فرشتوں کی آمد کا مطالبہ کرتے ہو! انکی آمد بھی دُور نہیں | آج یہ لوگ مطالبہ کر رہے ہیں کہ فرشتے ہمارے سامنے کیوں نہیں آتے مگر وہ دن دُور نہیں جب فرشتے ان کے سامنے نمودار ہونگے اور وہ ان کو دیکھ کر پکار اٹھیں گے کہ ہماری شامت آگئی اور پناہ بخدا کہتے ہوئے یہ چاہیں گے کہ ہمارے اور فرشتوں کے درمیان کوئی رکاوٹ کھڑی ہو جائے۔ مجرمین کے لئے فرشتوں کا آنا کوئی مسرت کی بات نہ ہوگی جبکہ اہل ایمان کے لئے فرشتوں کی آمد ان کیلئے بشارت کا سامان ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (آیت ۳۰ پارہ ۲۴ حم السجدہ)

(جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے)

فرشتے موت کے وقت بھی اہل ایمان کا استقبال کرنے آتے ہیں۔ قبر اور عالم برزخ میں بھی ان کی پذیرائی کرتے ہیں۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز بھی ابتدائے حشر سے جنت میں پہنچنے تک وہ برابر ان کے ساتھ لگے رہیں گے اس دنیا میں ضروری نہیں کہ فرشتوں کا نزول کسی محسوس صورت میں ہو۔ اہل ایمان پر خصوصاً سخت وقتوں میں ان کا نزول غیر محسوس طریقے سے ہوتا ہے۔ سکینت کا احساس فرشتوں کے نزول کی دلیل ہوتا ہے۔ جبکہ مجرمین کے لئے فرشتوں کی آمد ان کی شامت کا باعث ہوتی ہے۔ سورۂ انفال میں ہے کہ:۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَدْبَارَہُمْ (آیت ۵۰ پارہ ۱۰)

(کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جبکہ فرشتے کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے اور انکے چہروں اور کولھوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے)

سورۂ انعام میں ہے۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْہِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْہُوْنِ (آیت ۹۳ پارہ ۷)

(کاش تم ظالموں کو اس حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ سکراتِ موت میں ڈبکیاں کھا رہے ہوتے اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے کہ نکالو اپنی جان، آج تمہیں ان باتوں کی پاداش میں ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔)

(۲۳) آخرت کا انکار کرنے والوں کے اعمال راکھ کا ڈھیر ثابت ہونگے | یہ لوگ جو آخرت کا انکار کرتے رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ مرنے کے بعد ہمارا کوئی حساب کتاب نہ ہوگا تو ان کے سارے اعمال ایسے بیکار اور بے حقیقت ہونگے جیسے خاک کے ذرّے ہوا میں اُڑ جاتے ہیں یا راکھ کا ڈھیر جو ہوا سے غبار کی طرح اِدھر اُدھر بکھر جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے اعمال حق کے طریقے سے ہٹے ہوئے ہونگے اور ان میں ایمان اور اخلاص کی روح نہ ہوگی۔ اپنے جھوٹے خیال میں جو انھوں نے کچھ بھلے کام کئے تھے انکی بھی ایمان اور اخلاص کے بغیر کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی جیسا کہ ارشاد ہوا ہے

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ اَعْمَالُہُمْ کَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ (سورۂ ابراہیم آیت ۱۸ پارہ ۱۳ رکوع ۳)

(جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے انکے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو)۔ یعنی جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ سرکشی اور بے وفائی کی روش اختیار کی اور اطاعت کا وہ طریقہ اختیار کرنے سے انکار کر دیا جس کی دعوت اللہ کے پیغمبر لے کر آتے رہے ہیں۔ ان کا زندگی بھر کا سرمایہ ایسا بے کار ثابت ہوگا جیسے راکھ کا ایک ڈھیر اکھٹے ہوتے ہوتے ایک ٹیلہ بن گیا تھا مگر ایک ہی دن کی آندھی نے اُسے ایسا اُڑا دیا کہ سب منتشر ہو کر رہ گیا۔ ان کے سارے رفاہی کارنامے راکھ کا ایک ڈھیر ثابت ہوں گے۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	يَوْمَئِذٍ	خَيْرٌ	مُّسْتَقَرًّا	وَّ اَحْسَنُ	مَقِيْلًا	وَ
بہشت والے	اس دن	بہت اچھا	ٹھکانا	اور بہترین	آرام گاہ	اور

اس دن بہشت والے بہت اچھے ٹھکانے میں اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے - اور

يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ

يَوْمَ	تَشَقَّقُ	السَّمَآءُ	بِالْغَمَامِ	وَنُزِّلَ	الْمَلٰٓئِكَةُ	تَنْزِيْلًا	اَلْمُلْكُ
جس دن	پھٹ جائیگا	آسمان	بادل سے	اور اتارے جائینگے	فرشتے	بکثرت اترنا	بادشاہت

جس دن بادل سے آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے بکثرت اس دن

يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾

يَوْمَئِذِ	الْحَقُّ	لِلرَّحْمٰنِ	وَكَانَ	يَوْمًا	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	عَسِيْرًا
اس دن	سچی	رحمٰن کیلئے	اور ہے۔ ہوگا	وہ دن	کافروں پر	سخت

سچی بادشاہی رحمٰن (اللہ) کے لئے ہے اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا

﴿۲۴﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خَيْرٌ
مُّسْتَقَرًّا مِنَ الْكٰفِرِيْنَ فِي الدُّنْيَا
وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ○ مِنْهُمْ اَيْ مَوْضِعُ
قَائِلَةٍ فِيْهَا وَهِيَ الْاِسْتِرَاحَةُ نِصْفَ
النَّهَارِ فِي الْحَرِّ وَاُخِذَ مِنْ ذٰلِكَ انْقِضَاءُ
الْحِسَابِ فِيْ نِصْفِ نَهَارٍ كَمَا وَرَدَ فِيْ
حَدِيْثٍ

﴿۲۴﴾ اہل جنت اس دن اس سے بہتر ٹھکانے اور آرامگاہ میں ہونگے جو کفار کے واسطے دنیا میں تھا اور اچھے ہوں گے باعتبار خوابگاہ کے یعنی اہل جنت کے قیلولہ کی جگہ بہتر ہوگی کفار کے قیلولہ کی جگہ سے جو انکو دنیا میں حاصل تھی قیلولہ گرمی میں دوپہر کے وقت آرام اٹھانے کو کہتے ہیں اور اسی سے ثابت ہوا پورا ہونا حساب کا نصف یوم میں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

﴿۲۵﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ اَيْ كُلُّ سَمَاءٍ
بِالْغَمَامِ اَيْ مَعَهُ وَهُوَ غَيْمٌ اَبْيَضُ
وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ
تَنْزِيْلًا ○ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَنَصْبُهُ
بِاذْكُرْ مُقَدَّرًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ
شِيْنِ تَشَّقَّقُ بِاِدْغَامِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي
... فِيْهَا وَفِيْ اُخْرٰى نُنْزِلُ بِنُوْنَيْنِ
... وَضَمِّ اللَّامِ وَنَصْبِ الْمَلٰٓئِكَةِ

﴿۲۵﴾ اور یاد کر اس دن کو کہ سب آسمان سعہ سفید ابر کے پھٹ جاوینگے اور ہر ایک آسمان سے فرشتے اُتارے جاوینگے

(۲۶) اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ لِلرَّحۡمٰنِ ؕ لَا يُشْرِكُهٗ فِيهِ اَحَدٌ ۙ وَكَانَ الْيَوْمُ يَوۡمًا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ عَسِيۡرًا ۝ بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(۲۶) اس دن بھی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی کوئی اسمیں شریک نہ ہوگا اور وہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا بخلاف اہل ایمان کے۔

تشریح

(۲۴) جنت کے مستحق میدانِ حشر میں بھی عمدہ مقام پائینگے | جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار اور یقین و خلوص کے ساتھ اس کے وفادار بن کر زندگی گزاریں گے ان کے لئے جنت کی راحتیں تو ہونگی ہی میدانِ حشر میں بھی جبکہ یہ دن مجرمین کے لئے خوفناک دن ہوگا وہاں بھی اہل جنت عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے۔ حشر کے دن کی سختیوں سے ان کو بچایا جائے گا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے جس کو مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَتّٰی یَکُوْنَ اَخَفَّ عَلَیْہِ مِنْ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا (قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ قیامت کا ہولناک دن ایک مومن کے لئے اتنا ہلکا کر دیا جائیگا جتنا ہلکا دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے۔)

(۲۵) میدانِ حشر میں فرشتوں کا نزول | میدان حشر میں آسمانوں کو چیرتا ہوا ایک بادل نمودار ہوگا جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی اور فرشتوں کے پرے کے پرے بیشمار ہجوم کی شکل میں حشر کے میدان میں اترتے ہوئے ہوں گے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے:۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ (آیت ۲۱۰)۔ (کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ فرشتوں کو لئے ہوئے ابر کے سائبانوں میں انکے سامنے نمودار ہو اور فیصلہ ہی کر ڈالا جائے۔)

(۲۶) فرماں روائے کائنات کی فرماں روائی | اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر امتحان کے لئے بھیجا ہے اور اس کو تصرف کا اختیار بھی دیا ہے۔ اس لئے دنیا میں انسانی حکومتیں بنتی ہیں ریاستیں قائم ہوتی ہیں اور اس سے انسان دھوکے میں پڑجاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ میرا اختیار ہے اور یہ چیز جو میرے قبضے میں ہے میری ہے۔ یہ مجازی حکومت انسان کو فریب میں مبتلا کرتی ہے۔ میدان حشر میں جب سارے لوگ جمع ہونگے اللہ تبارک و تعالیٰ اس عظیم الشان عدالت کے تخت پر جلوہ افروز ہونگے اور یہ ساری مجازی بادشاہتیں ختم ہو کر صرف فرمانروائے حقیقی رحمٰن کی بادشاہت ہوگی۔ وہ دن ان لوگوں کے لئے بڑا سخت ہوگا جو دنیا کی زندگی میں سچائی کا انکار کرتے رہے۔ سورۂ مومن میں ارشاد ہوا ہے:۔

يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آیت ۱۶)

(وہ دن جبکہ یہ سب لوگ بے نقاب ہونگے۔ اللہ سے ان کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہوگی، پوچھا جائیگا آج بادشاہی کس کی ہے؟ ہر طرف سے جواب آئیگا اکیلے اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔)

حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہاتھ میں آسمانوں اور دوسرے ہاتھ میں زمینوں کو لیکر فرمائیگا:۔

اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الدَّیَّانُ، اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ، اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ، اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ۔

(میں ہوں بادشاہ، میں ہوں فرماں روا۔ اب کہاں ہیں وہ زمین کے بادشاہ۔ کہاں ہیں وہ جبار، کہاں ہیں متکبر لوگ؟)

(مسند احمد بخاری و مسلم۔ الفاظ کے قدرے فرق کے ساتھ)

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ

وَيَوْمَ	يَعَضُّ	الظَّالِمُ	عَلٰى يَدَيْهِ	يَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِى	اتَّخَذْتُ	مَعَ
اور جس دن	کاٹ کھائیگا	ظالم	اپنے ہاتھوں کو	وہ کہے گا	اے کاش! میں	پکڑ لیتا	ساتھ

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا۔ اور کہے گا اے کاش! میں نے رسول کے ساتھ

الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

الرَّسُوْلِ	سَبِيْلًا	يٰوَيْلَتٰى	لَيْتَنِىْ	لَمْ اَتَّخِذْ	فُلَانًا	خَلِيْلًا
رسول	راستہ	ہائے میری شامت	کاش میں	نہ بناتا	فلاں کو	دوست

راستہ پکڑ لیا ہوتا۔ ہائے میری شامت! کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا

لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ

لَقَدْ اَضَلَّنِىْ	عَنِ الذِّكْرِ	بَعْدَ اِذْ	جَآءَنِىْ	وَكَانَ
البتہ اس نے مجھے بہکایا	نصیحت سے	اس کے بعد جب	میرے پاس پہونچ گئی	اور ہے

البتہ اس نے مجھے نصیحت سے بہکایا، اس کے بعد جبکہ وہ میرے پاس پہونچ گئی اور شیطان

الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

الشَّيْطٰنُ	لِلْاِنْسَانِ	خَذُوْلًا
شیطان	انسان کو	کھلا چھوڑ جانے والا

انسان کو (عین وقت پر) تنہا چھوڑ جانے والا ہے

﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ الْمُشْرِكُ عُقْبَةُ بْنُ اَبِىْ مُعَيْطٍ كَانَ نَطَقَ بِالشَّهَادَتَيْنِ ثُمَّ رَجَعَ رِضَاءً لِاُبَىِّ بْنِ خَلَفٍ عَلٰى يَدَيْهِ نَدَمًا وَتَحَسُّرًا فِىْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ يَا لِلتَّنْبِيْهِ لَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ مُحَمَّدٍ سَبِيْلًا ۝ طَرِيْقًا اِلَى الْهُدٰى

﴿۲۷﴾ اور اس دن میں ظالم یعنی شرک کرنے والا ندامت وحسرت میں اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا۔ یہ حال عقبہ بن معیط کا ہے جو اول اسلام لایا پھر مرتد ہوگیا ابی بن خلف کے خوش کرنے کو۔

اس دن وہ یہ کہے گا اے کاش میں محمد رسول اللہ کے ساتھ راہ ہدایت ڈھونڈتا۔

﴿۲۸﴾ يٰوَيْلَتَا اَلِفُهٗ عِوَضٌ عَنْ يَاءِ الْاِضَافَةِ اَىْ وَيْلَتِىْ وَمَعْنَاهُ هَلَكَتِىْ

﴿۲۸﴾ اے خرابی میری۔

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا اَىْ اُبَيًّا خَلِيْلًا ○ — کاش میں فلاں شخص یعنی ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا۔

(۲۹) لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ اَىِ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ بِاَنْ رَدَّنِىْ عَنِ الْاِيْمَانِ بِهٖ قَالَ تَعَالٰى وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ الْكَافِرِ خَذُوْلًا ○ بِاَنْ يَّتْرُكَهٗ وَيَتَبَرَّاُ مِنْهُ عِنْدَ الْبَلَاءِ

(۲۹) کہ بیشک اس نے مجھے بے راہ کیا قرآن سے، بعد اس کے کہ مجھ کو راہ ہدایت مل گئی تھی یعنی اس شخص نے مجھ کو قرآن پر ایمان لانے سے روکا بعد اسکے کہ مجھ کو اس پر ایمان نصیب ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور شیطان انسان کافر کو انجام کار چھوڑ دینے والا ہے اور مصیبت کے وقت اس سے جدا ہو جانے والا ہے۔ اسوقت ساتھ اسکا نہیں دیتا۔

تشریح

(۲۷) حق کا انکار کرنے والوں کی حسرت و ندامت | آج جو لوگ رسول کو جھٹلا رہے ہیں اور ایمان نہ لانے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رہے ہیں کہ ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں ہوئے، ان کے پاس سونے چاندی کے خزانے کیوں نہیں ہیں۔ یہ عام آدمیوں کی طرح سب کے ساتھ گھلے ملے کیوں رہتے ہیں یہ انکا ایمان نہ لانا اور اللہ کے احکام سے سرتابی کے لئے بہانے بنانا قیامت کے دن سخت حسرت اور ندامت کا باعث بنے گا اور شرمندگی کی وجہ سے یہ اپنے ہاتھ کاٹیں گے اور کہیں گے کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا اور شیطان کے بہکائے میں نہ آیا ہوتا جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

(۲۸) غلط آدمی کی دوستی پر ندامت | انسان کی فطرت ہے کہ وہ اکیلا نہیں رہتا مختلف قسم کے رشتے قائم کرتا ہے جنہیں نسب کے رشتے بھی ہوتے ہیں، شادی کے ذریعے بھی رشتے بنتے ہیں اور رضاعت کے ذریعے بھی ایک دوسرے سے رشتہ قائم ہوتا ہے۔ اسی طرح دو انسانوں میں دوستی اور مودت کا بھی رشتہ ہوتا ہے جس سے طبیعت مانوس ہوتی ہے وہ اس سے اپنے دل کی بات کہتا ہے اور اپنے معاملات میں اس سے مشورہ لیتا ہے۔ دوست کا انتخاب بہت دیکھ بھال کر کرنا چاہیئے اسی کو دوست بنانا چاہیئے جو مخلص اور خیر خواہ ہو۔ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر میری دوستی کے لئے لائق تھے۔ اسی طرح حدیث میں ایک دعا آتی ہے جس میں نبی ﷺ نے ایسے دوست سے اللہ کی پناہ مانگی ہے جو اوپر سے تو کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ خَلِيْلٍ مَاكِرٍ عَيْنُهٗ تَرَانِىْ وَقَلْبُهٗ يَرْعَانِىْ) قیامت کے دن آدمی کو بڑا پچھتاوا ہوگا کہ اس نے ایسے غلط دوست کا انتخاب کیا جس نے اسکو گمراہ کر دیا اور فسق و فجور کے راستے پر ڈال دیا۔

(۲۹) غلط آدمی کی دوستی نے مجھے گمراہی میں مبتلا کر دیا | اللہ کی نصیحت جو اس نے بندوں کی اصلاح کے لئے اتاری ہے کتاب اور رسول کی شکل میں وہ مجھ تک پہنچ چکی تھی قریب تھا کہ میں اس کو قبول کر لیتا اور ہدایت کا راستہ اختیار کر لیتا مگر اس شیطان نما انسان کی دوستی نے مجھے اس طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ دیا غلط رہنمائی کر کے مجھے گمراہی کے راستے پر ڈال دیا۔ شیطان یا شیطان نما انسانوں کا یہی کام ہے کہ وہ سنہرے خوابوں میں الجھائے رکھتے ہیں اور جب نتیجہ ظاہر ہونے کا وقت آتا ہے تو ساتھ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں عین وقت پر دھوکا دینا دغاباز شیطان کا کام ہے اور قیامت کے دن شیطان کی یہ حرکت سب کے سامنے آجائے گی لیکن اس وقت پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔ انسان اپنی عقل علم و فطرت کی روشنی میں اپنے لئے صحیح راستہ اختیار کرے تاکہ قیامت کے دن پچھتانا نہ پڑے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا

وَقَالَ	الرَّسُوْلُ	يٰرَبِّ	اِنَّ	قَوْمِي	اتَّخَذُوْا	هٰذَا
اور کہے گا	رسول	اے میرے رب	بیشک	میری قوم	ٹھہرالیا انھوں نے	اس

اور رسول فرمائے گا اے میرے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے

الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

الْقُرْاٰنَ	مَهْجُوْرًا	وَ	كَذٰلِكَ	جَعَلْنَا	لِكُلِّ
قرآن کو	متروک (چھوڑنے کے قابل)	اور	اسی طرح	ہم نے بنائے	ہر نبی

کے قابل ٹھہرالیا (متروک کر رکھا) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے

نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى

نَبِيٍّ	عَدُوًّا	مِّنَ	الْمُجْرِمِيْنَ	وَ	كَفٰى
کے لئے	دشمن	سے	گنہگار (جمع)	اور	کافی ہے

دشمن بنائے گنہگاروں میں سے اور تمہارا رب کافی ہے

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

بِرَبِّكَ	هَادِيًا	وَّ	نَصِيْرًا	
تمہارا رب	ہدایت کرنے والا	اور	مددگار	

ہدایت کرنے والا اور مددگار

﴿۳۰﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ مُحَمَّدٌ يَا
رَبِّ اِنَّ قَوْمِي قُرَيْشًا اتَّخَذُوْا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○
مَتْرُوْكًا

﴿۳۰﴾ اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے میرے رب بیشک میری قوم قریش نے اس قرآن کو چھوڑ دیا۔

﴿۳۱﴾ قَالَ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ كَمَا
جَعَلْنَا لَكَ عَدُوًّا مِنْ مُشْرِكِي
قَوْمِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ قَبْلَكَ
عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ
اَلْمُشْرِكِيْنَ فَاصْبِرْ كَمَا
صَبَرُوْا وَكَفٰى بِرَبِّكَ

﴿۳۱﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جیسا ہم نے تیری قوم کے مشرکوں کو تیرا دشمن بنایا اسی طرح تجھ سے پہلے ہر ایک پیغمبر کا دشمن بنایا مشرکین میں سے۔ سو تو بھی صبر کر جیسا پہلے پیغمبروں نے صبر کیا۔

اور تیرا رب تجھ کو ہدایت کرنے والا اور تیرے دشمنوں

هَادِيًا لَّكَ وَنَصِيْرًا ○ کے مقابلہ میں تیری مدد فرمانے والا کافی ہے۔
نَاصِرًا لَّكَ عَلٰى اَعْدَائِكَ

تشریح

(۳۰) اللہ کی عدالت میں رسول کی فریاد | اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں اپنا کلام اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ اللہ کے رسول نے اپنے قول وعمل سے اس کی تشریح کی اس پر عمل کر کے دکھایا عرب کے لوگ نبی ص کے سب سے پہلے مخاطب تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا وہ مکمل صورت میں آپ نے لوگوں تک پہنچادیا یہاں تک کہ دین ہر طرح سے مکمل ہو گیا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وہ آیت بھی نازل ہوگئی جس میں تکمیل دین کی بشارت دے دی گئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

عرب کے لوگوں تک قرآن براہِ راست پہنچا اور ان پر حجت پوری ہو گئی۔ جن لوگوں نے اس صداقت کو تسلیم نہیں کیا اللہ کی عدالت میں سب سے پہلے ان پر گرفت ہو گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن اور اس کا پیغام آپؐ کے پیروں کے ذریعہ لوگوں تک پہنچا اور اس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ جن لوگوں نے قرآن کے پیغام کو قبول نہیں کیا اور اس کو اپنی زندگی کا اصول نہیں بنایا اور قرآن کے سانچے میں اپنی زندگی کو نہیں ڈھالا، ان سب پر اللہ کی عدالت میں گرفت ہو گی۔ رسول کی یہ فریاد سنی جائے گی کہ میری قوم نے اس قرآن کو قابل التفات نہیں سمجھا۔ رسول کی بعثت کا مقصد تمام دنیا کو خبردار کرنا ہے اور بتادینا ہے کہ قرآن کی صورت میں وہ نظام حیات تمہارے سامنے ہے جو دونوں جہان کی فلاح کا باعث ہے۔

قرآن اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ یہ اسکا حکم نامہ ہے جسکی حکومت ذرّے ذرّے پر ہے۔ قرآن کی حیثیت سفارش کی نہیں ہے کہ چاہو تو مان لو اور چاہو تو نہ مانو۔ اسکی حیثیت اس فرمان شاہی کی ہے کہ اسکے بعد "نہ" کہنے کا انجام "نہ" کہنے والوں کو بھگتنا ہو گا۔

اللہ کی دی ہوئی آزادی کا صحیح استعمال یہ ہے کہ انسان اس فرمان کو سمجھ کر اور مان کر زندگی گذارے۔ ورنہ اس کی دی ہوئی آزادی کے غلط استعمال کا نتیجہ تو سامنے آئے گا ہی۔

(۳۱) حق کی مخالفت ہر دور میں ہوئی ہے تمہاری مدد کے لئے اللہ کافی ہے۔ | حق کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں ہے ہر دور میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ کہ جب بھی کوئی نبی سچائی کی دعوت لیکر اٹھا تو اس وقت کے وہ لوگ جو ذہنی طور پر بیمار تھے نبی کی دعوت میں روکاوٹیں ڈالنے اور لوگوں کو حق کے قبول کرنے سے روکنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آج اسی طرح کے لوگ حضرت محمد ص کی مخالفت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اللہ کی اس مشیت پر صبر کرو اور مشکلات کا مقابلہ پختہ ارادے کے ساتھ کرو۔ سچ اور جھوٹ کی یہ کش مکش فطرت کا ایک قانون سمجھو۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ادھر تم نے سچائی پیش کی اور ادھر اس کے قبول کرنے کے لئے لوگ آگے بڑھنے لگے۔ بلکہ حق ہمیشہ مشکل حالات میں اپنی راہ نکالتا رہا ہے۔

آپ یہ نہ سمجھیں کہ ان جاں گسل حالات میں آپ اکیلے ہیں اہل حق اگر اللہ پر اعتماد رکھیں اور سرگرمی کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرتے رہیں تو حق تعالیٰ کی طرف سے جس طرح کی مدد کی ضرورت ہوگی وہ آپ کو ملتی رہیگی اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں گے ہدایت عطا فرماتے رہیں گے۔ تم اپنا کام کرتے رہو منزل تک پہنچانا ہمارا کام ہے تمہاری رہنمائی اور حمایت کے لئے اللہ کافی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	لَوْلَا	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الْقُرْاٰنُ	جُمْلَةً وَّاحِدَةً
اور کہا	جن لوگوں نے کفر کیا / کافر	کیوں نہ	نازل کیا گیا	اس پر	قرآن	ایک ہی بار

اور کافروں نے کہا کیوں نہ اس پر قرآن ایک ہی بار نازل کیا گیا ؟

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾

كَذٰلِكَ	لِنُثَبِّتَ	بِهٖ	فُؤَادَكَ	وَرَتَّلْنٰهُ	تَرْتِيْلًا	
اسی طرح	تاکہ ہم قوی کریں	اس سے	تمہارا دل	اور ہم نے اسکو پڑھا	ٹھہر ٹھہر کر	

اسی طرح (ہم نے بتدریج نازل کیا) تاکہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اس کو پڑھ کر (سنایا) ٹھہر ٹھہر کر

(۳۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا هَلَّا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَالتَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ قَالَ تَعَالٰى نَزَّلْنَاهُ كَذٰلِكَ ۚ اَىْ مُتَفَرِّقًا لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ نُقَوِّىْ قَلْبَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ اَىْ اَتَيْنَا بِهٖ شَيْئًا بَعْدَ شَىْءٍ بِتَمَهُّلٍ وَتُؤَدَةٍ لِيَتَيَسَّرَ فَهْمُهٗ وَحِفْظُهٗ

(۳۲) اور کافروں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن ایک دفعہ کیوں نہ اتارا گیا جسطرح توریت اور انجیل اور زبور اترے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے قرآن کو اسی طرح بتدریج اتارا تاکہ ہم اس سے تیرے دل کو قوی کریں اور اس کو ہم نے آہستگی سے تھوڑا تھوڑا اتارا تاکہ اس کا سمجھنا اور یاد کرنا آسان ہو۔

تشریح

(۳۲) مکمل قرآن ایک ہی مرتبہ نازل نہ کرنے کی حکمت | جو لوگ قرآن مجید کو اللہ کا کلام نہیں مانتے تھے، ان کا ایک اعتراض یہ تھا کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو پچھلی کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ یہ تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں اُتارا جاتا ہے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ تھوڑا تھوڑا قرآن نازل کرنے کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ ہر موقع پر بروقت رہنمائی حاصل ہونے سے قلب وذہن کو قوت ملتی ہے یعنی جس وقت رہنمائی کی ضرورت ہے ٹھیک اسی وقت اللہ کی طرف سے ہدایت کی روشنی مل گئی جس سے بڑی قوت بروقت محسوس ہوتی ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کے باوجود کہیں بھی کلام غیر مربوط نہیں ہے بلکہ کلام میں حسن ترتیب ہے اور جو لوگ قرآن پر غور کرتے ہیں وہ اس کی ترتیب کے حُسن اور تالیف کے کمال کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ واقعی یہ معجزانہ کلام ہے۔ کسی انسان کے بس میں یہ بات نہیں ہے کہ تھوڑا تھوڑا کلام نازل ہو اور پھر بھی انتہائی درجے کا مرتب ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے۔ پھر یہ کہ تھوڑا تھوڑا نازل ہونے میں کلام محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اگر عمل میں تدریج ہو تو وہ بہت آسان رہتا ہے۔ اور اگر سارے احکام بیک وقت بتا کر عمل کا مطالبہ کیا جائے تو عمل کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اس لئے تھوڑا تھوڑا نازل ہونے میں عمل میں پختگی آجاتی ہے کلام اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتا ہے جو بیک وقت نازل ہونے میں ممکن نہیں ہے۔

وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ؕ

وَلَا یَاْتُوْنَکَ	بِمَثَلٍ	اِلَّا جِئْنٰکَ	بِالْحَقِّ	وَاَحْسَنَ	تَفْسِیْرًا
اور وہ نہیں لاتے تمہارے پاس	کوئی بات	مگر ہم پہنچا دیتے ہیں تمہیں	ٹھیک جواب	اور بہترین	وضاحت

اور وہ تمہارے پاس کوئی بات نہیں لاتے مگر ہم تمہیں ٹھیک جواب اور بہترین وضاحت پہنچا دیتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِکَ

اَلَّذِیْنَ	یُحْشَرُوْنَ	عَلٰی	وُجُوْهِهِمْ	اِلٰی جَهَنَّمَ	اُولٰٓئِکَ
جو لوگ	جمع کیے جائیں گے	کے بل	اپنے منہ	جہنم کی طرف	وہی لوگ

جو لوگ اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے۔ وہی لوگ ہیں

شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی

شَرٌّ	مَّکَانًا	وَّاَضَلُّ	سَبِیْلًا	وَلَقَدْ اٰتَیْنَا	مُوْسَی
بدترین	مقام	اور بہت بہکے ہوئے	راستے سے	اور البتہ ہم نے دی	موسیٰ ؑ

بدترین مقام میں اور بہت بہکے ہوئے راستے سے، اور البتہ ہم نے موسیٰ ؑ کو

الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾

الْکِتٰبَ	وَجَعَلْنَا	مَعَهٗٓ	اَخَاهُ	هٰرُوْنَ	وَزِیْرًا
کتاب	اور ہم نے بنایا	اسکے ساتھ	اسکا بھائی	ہارون ؑ	وزیر، معاون

کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو معاون بنایا۔

﴿۳۳﴾ وَلَا یَاْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ فِیْ اِبْطَالِ
اَمْرِکَ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ
الدَّافِعِ لَهٗ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ○
بَیَانًا لَهُمْ

﴿۳۴﴾ اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی
وُجُوْهِهِمْ اَیْ یُسَاقُوْنَ
اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ
مَّکَانًا هُوَ جَهَنَّمُ وَّ
اَضَلُّ سَبِیْلًا ○ اَخْطَاُ
طَرِیْقًا مِّنْ غَیْرِهِمْ وَهُوَ

﴿۳۳﴾ اور جب وہ تیرے پاس کوئی مثال تیرے دین کو باطل کرنے کو لاتے ہیں ہم اس کے مقابلے میں تیرے پاس امر حق لاتے ہیں جو اسکو دفع کر دیتا ہے اور باعتبار تفسیر و بیان کے عمدہ ہوتا ہے۔

﴿۳۴﴾ وہ لوگ وہ ہیں جو دوزخ کیطرف اپنے چہروں کے بل کھینچے جاویں گے ان کے لئے دوزخ میں بدتر جگہ تیار کی گئی ہے اور وہ بہ نسبت اوروں کے زیادہ تر راہ کو بھولے ہوئے ہیں۔ کہ طریق ان کا کفر ہے۔

كُفُورًا هُمْ

(۳۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ التَّوْرٰىةَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ مُعِيْنًا

(۳۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا
اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو تورات دی اور اس کے بھائی ہارون کو اس کا مددگار بنایا۔

تشریح

(۳۲) قرآن کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کی ایک اور حکمت | قرآن مجید کے نازل کرنے میں تدریج کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب بھی مخالفین کوئی اعتراض یا الجھن پیش کریں تو اس کا مناسب جواب دیا جائے۔ اور اگر وہ کسی بات کو غلط معنی پہنائیں تو اس کی صحیح تشریح وتفصیل کر دی جائے اس لئے قرآن کے جواب میں کوئی ہیر پھیر نہیں ہوتی بلکہ ہر بات بالکل صاف واضح اور بے غل وغش ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن باطل کے مقابلے میں سچائی کی دعوت دیتا ہے اور گمراہی کے مقابلے میں ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے اس لئے سچائی کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خطابات ہیں ان کے مجموعے کا نام قرآن ہے۔ قرآن کا اصل موضوع انسان ہے اور اس کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ انسان اس حقیقت کو سمجھے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ بناتے وقت بتادی تھی اور اس کے لئے وہی صحیح رویہ اختیار کرے جس کا نام پروردگار کی مکمل وفاداری اور اس کی غیر مشروط اطاعت گذاری ہے۔ قرآن اسی بات کو ہر موقع پر مختلف انداز میں سمجھاتا ہے اور "صحیح رویہ" اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(۳۴) الٹی سوچ اوندھی عقل | اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین سمجھ عطا کی ہے اگر وہ فہم سے کام لے اور صحیح طریقے سے سوچے تو اس کے لئے حقیقت کو سمجھنا اور صحیح نتیجے تک پہونچنا مشکل نہیں ہے مگر جو لوگ سیدھی بات کو الٹی طرح سمجھتے ہیں ان کی عقل اوندھی ہو گئی ہے وہ باتیں جو قرآن کی حقانیت کو بتاتی ہیں وہ ان کو قرآن کے باطل ہونے پر لے جاتے ہیں سیدھی بات کو ٹیڑھا سمجھتے ہیں اعلیٰ اور بلند اخلاق کو چھوڑ کر سطحی خواہشات کی طرف چل پڑے ہیں ایسے لوگوں کو ان کی اوندھی عقل کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائیگا۔ ایسی اوندھی قوموں کا تاریخ میں جو حشر ہوا ان میں سے کچھ لوگوں کا بیان آگے آرہا ہے۔

(۳۵) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کا تقرر | ایسی ہی سرکش قوموں میں سے ایک قوم کی ہدایت کے لئے ہم نے موسیٰؑ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا اور ان کے بھائی ہارون کو ان کا معاون بنایا۔ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے بڑے بھائی تھے وہ صالح اور باصلاحیت انسان تھے۔ بات کہنے کا سلیقہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر ان کو حضرت موسیٰؑ کا معاون بنایا جو ان کی ذمہ داریوں میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں اور ان کی نیابت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی دعوتی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے ان کو ہدایات عطا کیں۔ ان ہدایات میں تورات کے نام سے جو کتاب نازل ہوئی ہے ان میں وہ احکام عشر (دس احکام) ہیں جو خروج کے بعد طور سینا پر پتھر کی تختیوں کی شکل میں لکھ کر دیئے گئے تھے۔

باقی وحی کا نزول پیغمبر پر آغاز نبوت سے ہی ہونے لگتا ہے اور نبوت کے منصب پر مامور ہونے کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے چاہے وحی متلو ہو (جس کی تلاوت کی جاتی ہے) یا غیر متلو (جس کی تلاوت نہیں کیجاتی)

فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ

فَقُلْنَا	اذْهَبَآ	اِلَى + الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ + كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	فَدَمَّرْنٰهُمْ
پس ہم نے کہا	تم دونوں جاؤ	قوم کی طرف	جنھوں نے جھٹلایا	ہماری آیتیں	تو ہم نے تباہ کر دیا انہیں

پس ہم نے کہا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں بُری طرح

تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ

تَدْمِيْرًا	وَقَوْمَ	نُوْحٍ	لَمَّا + كَذَّبُوا	الرُّسُلَ	اَغْرَقْنٰهُمْ	وَجَعَلْنٰهُمْ
بری طرح ہلاک	اور قوم	نوح	جب انھوں نے جھٹلایا	رسول (جمع)	ہم نے غرق کردیا انہیں	اور ہم نے بنایا انہیں

ہلاک کرکے تباہ کر دیا۔ اور قوم نوح نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا، اور ہم نے انہیں

لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ ۚ وَّعَادًا وَّ

لِلنَّاسِ	اٰيَةً	وَاَعْتَدْنَا	لِلظّٰلِمِيْنَ	عَذَابًا	اَلِيْمًا	وَّعَادًا	وَّ
لوگوں کے لئے	ایک نشانی	اور تیار کیا ہم نے	ظالموں کے لئے	ایک عذاب	دردناک	اور عاد	اور

لوگوں کیلئے ایک نشانی (عبرت) بنایا اور ہم نے ظالموں کے لئے تیار کیا ہے ایک دردناک عذاب۔ اور عاد اور

ثَمُوْدَاۡ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾

ثَمُوْدَا	وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ	وَقُرُوْنًا	بَيْنَ - ذٰلِكَ	كَثِيْرًا
ثمود	اور کنوئیں والے	اور جماعتیں	ان کے درمیان	بہت سی

ثمود اور کنوئیں والے اور ان کے درمیان بہت سی جماعتیں۔

﴿۳۶﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ اَىْ اَلْقِبْطِ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَذَهَبَا اِلَيْهِمْ بِالرِّسَالَةِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ○ اَهْلَكْنَاهُمْ اِهْلَاكًا

﴿۳۶﴾ پھر ہم نے ان دونوں کو کہا کہ جاؤ اس قوم کی طرف جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں یعنی قبط کیطرف کہ مراد اس سے فرعون اور اس کی جماعت ہے سو وہ دونوں انکی طرف پیغام الٰہی لیکر گئے پس جھٹلایا انہوں نے ان دونوں کو سو ہم نے انکو بالکل ہلاک کر ڈالا۔

﴿۳۷﴾ وَاذْكُرْ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ بِتَكْذِيْبِهِمْ نُوْحًا لِطُوْلِ لُبْثِهٖ فِيْهِمْ فَكَاَنَّهٗ رُسُلٌ اَوْ لِاَنَّ تَكْذِيْبَهٗ تَكْذِيْبٌ لِبَاقِي

﴿۳۷﴾ اور یاد کر قوم نوحؑ کو جبکہ انہوں نے تمام پیغمبروں کو جھٹلایا (بسبب نوح کے جھٹلانے کے انکو تمام پیغمبروں کا جھٹلانیوالا فرمایا کیونکہ نوح انمیں مدت دراز تک رہے اسلئے وہ اکیلے بجائے بہت سے پیغمبروں کے ہوگئے۔ یا اس لئے کہ نوح کا جھٹلانا س

الرُّسُلِ لِاشْتِرَاکِهِمْ فِی الْمَجِیْءِ
بِالتَّوْحِیْدِ اَغْرَقْنٰهُمْ
جَوَابُ لَمَّا وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
بَعْدَهُمْ اٰیَةً عِبْرَةً وَاَعْتَدْنَا
فِی الْاٰخِرَةِ لِلظّٰلِمِیْنَ الْکَافِرِیْنَ
عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ مُؤْلِمًا سِوٰی مَا
(۳۸) یَحُلُّ بِهِمْ فِی الدُّنْیَا وَ اذْکُرْ
عَادًا قَوْمَ هُوْدٍ وَّثَمُوْدَ قَوْمَ
صَالِحٍ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ اِسْمُ
بِئْرٍ وَنَبِیُّهُمْ قِیْلَ شُعَیْبٌ وَقِیْلَ
غَیْرُهٗ کَانُوْا قُعُوْدًا حَوْلَهَا
فَانْهَارَتْ بِهِمْ وَبِمَنَازِلِهِمْ وَ
قُرُوْنًا اَقْوَامًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا ۝
اَیْ بَیْنَ عَادٍ وَّ اَصْحٰبِ الرَّسِّ

پیغمبروں کا جھٹلانا ہے کیونکہ توحید کے بیان کرنے میں سب شریک ہیں۔ الغرض جب قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو غرق کردیا اور انکو پچھلے لوگوں کے لئے عبرت بنادیا۔ اور آخرت میں ہم نے ظالموں کے واسطے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے بجز اس عذاب کے جو ان کو دنیا میں پیش آتا ہے۔

(۳۸) اور یاد کر عاد قوم ہودؑ کو اور ثمود قوم صالحؑ کو اور اصحاب رس کو (رس نام کوئیں کا ہے اور ان کا پیغمبر بعض نے کہا کہ شعیب تھا اور بعض نے کہا کوئی اور تھا الغرض ان کا یہ حال ہوا کہ یہ اس کوئیں کے گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ہر طرف سے اس کے کنارے گرے جس سے وہ اور انکے گھر سب گر کر ہلاک ہو گئے اور یاد کر اور بہت سی قوموں کو جو ان کے درمیان میں گذریں یعنی عاد اور اصحاب رس کے درمیان میں۔

تشریح

(۳۶) قوم فرعون کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کے بڑے بھائی حضرت ہارون کو قوم فرعون کی ہدایت کے لئے مقرر کیا اور ان دونوں سے کہا کر جاؤ اور اس قوم کو سمجھاؤ جس نے اللہ کی وحدانیت پر قائم ہونے والی نشانیوں کو جو انسان کے اندر اور باہر موجود ہیں ان کو جھٹلایا ہے اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کے ذریعہ سے جو تعلیم ان کو دی گئی تھی اسکو بھلا بیٹھے ہیں۔ جاؤ اس قوم کو جاکر سمجھاؤ مگر وہ قوم نہیں مانی اللہ کی حجت پوری ہو گئی۔ فرعون اور اس کے لشکر کو ڈبو دیا گیا اور مصر میں بھی جو اس کی قوم تھی وہ تباہ ہو گئی اور ان کی خدائی کے جھوٹے دعوے خاک میں مل گئے یہ حال ہوا اس قوم کا جس کی اوندھی عقل نے اوندھے فیصلے کئے۔

(۳۷) قوم نوح کا انجام | یہی حال قوم نوح کا ہوا انہوں نے حضرت نوحؑ کو اللہ کا نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ رسولوں کی تکذیب کی۔ یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ کوئی انسان رسول بن کر آسکتا ہے۔ حضرت نوح پر ایمان نہ لانا اور ان کو اللہ کا رسول نہ ماننا منصب نبوت کی تکذیب تھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو پانی میں غرق کر دیا۔ دنیا کے لئے ایک نشان عبرت بنادیا اور ایسے ظالم لوگوں کے لئے ہم نے آخرت کا عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔

(۳۸) جھٹلانے والی دوسری قوموں کا بھی یہی حال ہوا | وہ قومیں جنہوں نے اللہ کے سچے رسولوں کو جھٹلایا جیسے قوم عاد جہاں حضرت ہودؑ کو ہدایت کے بھیجا گیا تھا اور قوم ثمود جن کی ہدایت کے لئے اللہ نے اپنا رسول بنایا تھا۔ اسی طرح کنویں والے جن کی طرف اللہ نے اپنے ایک بندے کو رسول بنا کر بھیجا تھا اس ظالم قوم نے اللہ کے اس رسول کے ساتھ یہ زیادتی کی تھی کہ ان کو ایک پرانے کنویں میں لٹکا دیا، ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ تب یہ رسول ان کی قید سے آزاد ہوئے۔ اسی طرح اس درمیان میں اور بھی بہت سی قومیں گذری ہیں جن کو اسی لئے ہلاک کیا گیا کہ انہوں نے اللہ کے سچے رسولوں کی بات نہیں مانی اور ان کے ساتھ زیادتیاں بھی کیں۔

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ز وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿۳۹﴾

وَكُلًّا	ضَرَبْنَا	لَهُ	الْأَمْثَالَ	وَكُلًّا	تَبَّرْنَا	تَتْبِيرًا
اور ہر ایک کو	ہم نے بیان کیں	اس کو	مثالیں	اور ہر ایک کو	ہم نے مٹا دیا	تباہ کرکے

اور ہم نے ہر ایک کو مثالیں بیان کیں (مگر انھوں نے نصیحت نہیں پکڑی) اور ہم نے ہر ایک کو تباہ کرکے مٹا دیا

وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ

وَلَقَدْ + أَتَوْا	عَلَى	الْقَرْيَةِ	الَّتِي	أُمْطِرَتْ	مَطَرَ
اور تحقیق وہ آئے	پر	بستی	وہ جس پر	برسائی گئی	بارش

تحقیق وہ (قوم لوطؑ) کی اس بستی پر آئے جس پر (پتھروں کی) بری بارش برسائی

السَّوْءِ ط أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ج بَلْ كَانُوا لَا

السَّوْءِ	أَفَلَمْ + يَكُونُوا	يَرَوْنَهَا	بَلْ	كَانُوا + لَا
بری	تو کیا وہ نہ تھے	اسکو دیکھتے	بلکہ	وہ امید نہیں

گئی، تو کیا وہ اسے دیکھتے نہیں رہتے؟ بلکہ وہ (دوبارہ) جی اٹھنے

يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿۴۰﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ

يَرْجُونَ	نُشُورًا	وَ + إِذَا	رَأَوْكَ	إِنْ	يَتَّخِذُونَكَ
رکھتے	جی اٹھنا	اور جب	وہ دیکھتے ہیں تمہیں	نہیں	وہ نہیں بناتے تمہیں

کی امید نہیں رکھتے اور جب وہ تمہیں دیکھتے ہیں تو وہ تمہارا صرف

إِلَّا هُزُوًا ط أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾

إِلَّا	هُزُوًا	أَهَٰذَا	الَّذِي + بَعَثَ	اللَّهُ	رَسُولًا
مگر صرف	تمسخر (ٹھٹھا)	کیا یہ	وہ جسے بھیجا	اللہ	رسول

ٹھٹھا اڑاتے ہیں (کہتے ہیں) کیا یہ ہے وہ جسے اللہ نے رسول (بناکر) بھیجا۔

﴿۳۹﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ
فِي إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ
فَلَمْ نُهْلِكْهُمْ إِلَّا بَعْدَ الْإِنْذَارِ
وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ○ أَهْلَكْنَا
إِهْلَاكًا بِتَكْذِيبِهِمْ أَنْبِيَاءَهُمْ

﴿۳۹﴾ اور ہر ایک کے لئے ہم نے از راہ اتمام حجت مثالیں بیان کیں۔
پس ہم نے ان کو ہلاک نہیں کیا مگر بعد ڈرانے کے
اور ان سب کو بوجہ جھٹلانے پیغمبروں کے ہلاک کر ڈالا

(۴۰) وَلَقَدْ اَتَوْا مَرُّوْا اَیْ کُفَّارِ مَکَّۃَ عَلَی الْقَرْیَۃِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ مَصْدَرُ سَاءَ اَیْ بِالْحِجَارَۃِ وَہِیَ عُظْمٰی قُرٰی قَوْمِ لُوْطٍ فَاَہْلَکَ اللّٰہُ اَہْلَہَا لِفِعْلِہِمُ الْفَاحِشَۃَ اَفَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرَوْنَہَا فِیْ سَفَرِہِمْ اِلَی الشَّامِ فَیَعْتَبِرُوْنَ وَالْاِسْتِفْہَامُ لِلتَّقْرِیْرِ بَلْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ یَخَافُوْنَ نُشُوْرًا ۝ بَعْثًا فَلَا یُؤْمِنُوْنَ

(۴۰) اور بیشک کفار مکہ گذرے ہیں اس شہر پر جس پر بری طرح برسائے (مراد اس شہر سے بڑا شہر قوم لوط کا ہے کہ ہم نے اس کے رہنے والوں کو ہلاک کیا بسبب ان کے مرتکب فعل ہونے کے بدکاری میں۔

سو کیا یہ مکہ والے شام کی طرف جاتے ہوئے اسکو نہیں دیکھتے جو عبرت پکڑتے بلکہ وہ لوگ حشرونشر سے ناامید ہیں اس لئے ڈر کر ایمان نہیں لاتے۔

(۴۱) وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ مَا یَتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ہُزُوًا مَہْزُوًّا بِہٖ یَقُوْلُوْنَ اَہٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلًا ۝ فِیْ دَعْوَاہُ مُحْتَقِرِیْنَ لَہٗ عَنِ الرِّسَالَۃِ

(۴۱) پس جس وقت وہ تمکو اے محمد دیکھتے ہیں مذاق کرکے کہتے ہیں کیا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا اسکے دعوے کے موافق (یہ کلمہ وہ ازراہ تحقیر کے کہتے تھے کہ محمد رسالت کے لائق نہیں۔

تشریح

(۳۹) تباہ شدہ قوموں کو سمجھایا گیا تھا | تباہ شدہ قوموں کو ایسے ہی ہلاک نہیں کیا گیا۔ انہیں پچھلی تباہ شدہ قوموں کی مثالیں دے دیکر اچھی طرح سمجھایا گیا تھا۔ اور جب انھوں نے کسی طرح بات نہیں مانی تو ان کا تختہ الٹ دیا گیا۔

(۴۰) قوم لوط کی بستی کے عبرتناک کھنڈرات | حضرت لوطؑ کی قوم کا جرم اتنا ہی نہیں تھا کہ اس نے اللہ کے رسول کو ماننے سے انکار کر دیا تھا بلکہ وہ انتہائی گندی حرکت کی مرتکب بھی ہوتی تھی۔ دنیا میں یہ پہلی قوم ہے جس نے ہم جنس پرستی جیسے ذلیل فعل کو اختیار کیا اسلئے اس کو ایسی ذلت آمیز سزا ملی کہ پتھروں کی بارش کے ذریعہ پوری قوم کو سنگسار کر دیا گیا۔ مکے کے لوگ شام کا سفر کرتے ہوئے اس قوم کی بستی کے کھنڈرات کو دیکھتے تھے اور آس پاس کے لوگوں سے ان کے واقعات سنتے تھے لیکن انھوں نے ان تباہ شدہ بستیوں کو عبرت کی اس نظر سے نہیں دیکھا کہ جو قوم آخرت کا انکار کرتی ہے اور دنیا ہی کو آخری منزل سمجھ کر زندگی گزارتی ہے اور رب کی نافرمانی کرکے اس کے غضب کو دعوت دیتی ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ کسی چیز کو تماشائی کی نظر سے دیکھنا یا مورخ کی حیثیت سے اس کا مشاہدہ کرنا ایک دوسری چیز ہے، اور عبرت کی نظر سے دیکھ کر اخلاقی سبق لینا اور اس زندگی سے ماوراء حقیقت تک پہونچنے کی کوشش کرنا ایک دوسری چیز ہے۔ ایک خدا پرست ان چیزوں کو عبرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اللہ کے خوف سے کانپ کر رہ جاتا ہے

(۴۱) عبرت کے بجائے مذاق اڑانا | ایسے واقعات کو دیکھ کر عبرت تو کیا حاصل کرتے الٹا رسول کو دیکھ کر مذاق بناتے ہیں کہ کیا یہی صاحب ہیں جنہیں اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ بھلا ان میں کیا ایسی خاص بات ہے کہ ان کو رسالت کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا	عَنْ اٰلِهَتِنَا	لَوْلَآ	أَنْ + صَبَرْنَا	عَلَيْهَا	وَسَوْفَ
قریب تھا کہ وہ ہمیں بہکا دیتا	ہمارے معبودوں سے	اگر نہ	ہم جمے رہتے	اس پر	اور جلد

قریب تھا کہ وہ ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دیتا، اگر ہم اس پر جمے نہ رہتے، اور وہ جلد

يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

يَعْلَمُوْنَ	حِيْنَ	يَرَوْنَ	الْعَذَابَ	مَنْ أَضَلُّ	سَبِيْلًا
وہ جان لیں گے	جس وقت	وہ دیکھیں گے	عذاب	کون بدترین گمراہ	راستہ سے

جان لیں گے، جب وہ عذاب دیکھیں گے، کون ہے راہ (راست) سے بدترین گمراہ!

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ

أَرَءَيْتَ	مَنِ اتَّخَذَ	إِلٰهَهٗ	هَوٰىهُ	أَفَأَنْتَ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِ
کیا تم نے دیکھا؟	جس نے بنایا	اپنا معبود	اپنی خواہش	تو کیا تم	ہو جاؤ گے	اس پر

کیا تم نے اسے دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان

وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ

وَكِيْلًا	أَمْ + تَحْسَبُ	أَنَّ	أَكْثَرَهُمْ	يَسْمَعُوْنَ	أَوْ يَعْقِلُوْنَ
نگہبان؟	کیا تم سمجھتے ہو	کہ	انکے اکثر	سنتے ہیں	یا عقل سے کام لیتے ہیں

ہو جاؤ گے؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر سنتے یا عقل سے کام لیتے ہیں؟

ع ۴ / ۲ — إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع

إِنْ + هُمْ	إِلَّا	كَالْأَنْعَامِ	بَلْ هُمْ	أَضَلُّ	سَبِيْلًا	
نہیں وہ	مگر	چوپایوں جیسے	بلکہ وہ	بدترین گمراہ	راہ سے	

وہ نہیں ہیں مگر چوپایوں جیسے بلکہ وہ راہِ (راست) سے بدترین گمراہ ہیں

﴿۴۲﴾ إِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَإِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ أَيْ
أَنَّهٗ كَادَ لَيُضِلُّنَا يَصْرِفُنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ
أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ لَصَرَفَنَا عَنْهَا قَالَ تَعَالٰى
وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
عِيَانًا فِي الْاٰخِرَةِ مَنْ أَضَلُّ سَبِيْلًا ○
أَخْطَأُ طَرِيْقًا أَهُمْ أَمِ الْمُؤْمِنُوْنَ

﴿۴۲﴾ بیشک نزدیک تھا کہ یہ ہمکو ہمارے معبودوں سے بہکا کر جدا کر دے اگر ہم ان کی عبادت پر صبر نہ کرتے تو یہ ہم کو ان سے پھیر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور عنقریب وہ جان لیں گے جبکہ آخرت میں کھلم کھلا عذاب کو دیکھیں گے کہ کون زیادہ راستہ سے بہکا ہوا ہے آیا وہ یا مسلمان۔

(۴۳) اَرَءَيْتَ اَخْبِرْنِيْ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَيْ مَهْوِيَّهٗ قُدِّمَ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِيْ لِاَنَّهٗ اَهَمُّ وَجُمْلَةُ مَنِ اتَّخَذَ مَفْعُوْلٌ اَوَّلُ لِرَاَيْتَ وَالثَّانِيْ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ حَافِظًا تَحْفَظُهٗ عَنْ اِتِّبَاعِ هَوٰهُ لَا

(۴۳) مجھے خبر کر کہ جس شخص نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا تو اس پر نگہبان ہو سکتا ہے کہ اس کو اس کی خواہش کی پیروی سے روکے۔ نہیں۔

(۴۴) اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ سِمَاعَ تَفَهُّمٍ اَوْ يَعْقِلُوْنَ مَا تَقُوْلُ لَهُمْ اِنْ مَا هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَخْطَأُ طَرِيْقًا مِنْهَا لِاَنَّهَا تَنْقَادُ لِمَنْ يَتَعَهَّدُهَا وَهُمْ لَا يُطِيْعُوْنَ مَوْلَاهُمُ الْمُنْعِمَ عَلَيْهِمْ

(۴۴) کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ انہیں کے اکثر آدمی سنکر سمجھتے ہیں یا انکو عقل ہے کہ جس سے وہ سمجھیں وہ بات جو تو ان کو کہتا ہے، نہیں ہیں وہ مگر مانند چارپایوں کے بلکہ وہ جانوروں سے بھی زیادہ راہ بھولے ہوئے ہیں کیونکہ جانور تابع ہوتے ہیں اس شخص کے جو انکی خبر گیری کرتا ہے اور کافر ین اپنے سردار انعام فرمانے والے کے حکم کو نہیں مانتے۔

تشریح

(۴۳) اپنی گمراہی کا انجام جلد ہی دیکھ لیں گے | نبی ﷺ جو توحید کی دعوت دے رہے ہیں آج اس دعوت کو یہ لوگ اپنے لئے خطرہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر ہم جمے نہ رہتے تو انھوں نے ہمیں اپنے معبودوں سے برگشتہ کر دیا ہوتا جب وہ اپنی گمراہی کا انجام دیکھیں گے تب انہیں معلوم ہوگا کہ ہدایت کا صحیح راستہ وہی تھا کہ جسکی طرف اللہ کے رسول دعوت دے رہے تھے لیکن اسوقت وہ گمراہی میں اتنی دور نکل چکے ہوں گے کہ ان کے اس احساس کا کوئی فائدہ ان کو نہ ہوگا۔

(۴۳) ہوا پرستی ان کا معبود ہے | اصل میں یہ خواہشات نفس کے بندے بن چکے ہیں ان کے نفس کی خواہش ان کو جدھر لے جاتی ہے ادھر کو چلے جاتے ہیں۔ نفس کی خواہشات ان کا معبود بن گئی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: مَا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ مِنْ اِلٰهٍ يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هَوًى يُتَّبَعُ (طبرانی۔ رواہ ابو امامہؓ)

(اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جسکی پیروی کیجا رہی ہو)

جو انسان نفس کا بندہ بن جاتا ہے وہ اس شتر بے مہار کی طرح ہے جسے نفس کی خواہش جہاں چاہے لیجائے وہ صحیح اور غلط حق اور باطل میں تمیز کر ہی نہیں سکتا۔ وہ فطرت کی پکار اور عقل سلیم سے کام لینے کے بجائے خواہشات نفس کا پرستار بن جاتا ہے۔ جو اپنی خواہشات کے پیچھے اندھا ہو گیا ہو اُسے کون راہ راست پر لا سکتا ہے۔

(۴۴) خواہشاتِ نفس کے بندے جانوروں سے بدتر ہیں | جیسے بھیڑ بکری جانور ہوتے ہیں کہ ہنکانے والا جدھر کو چاہے انہیں ہنکا کرے جاتا ہے ان جانوروں کو خبر نہیں ہوتی کہ ہنکانے والا ہمیں ہنکا کر کسی چراگاہ کی طرف لے جا رہا ہے یا بوچڑ خانے کی طرف۔ یہ جانور آنکھیں بند کر کے ہانکنے والے کے اشاروں پر چلتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ جو اپنے نفس اور شیطان کے غلام ہیں گمراہ کرنے والے لیڈروں کے اشاروں پر چلتے رہتے ہیں انہیں خبر نہیں کہ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ جانور بھی کم سے کم اپنے محسن کو تو پہچانتے ہیں۔ تھوڑا بہت نفع نقصان کا اتنا پتہ رکھتے ہیں کہ کھلا چھوڑ دو تو چرنے کی جگہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں لیکن ان نفس اور شیطان کے بندوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق کو پہچانتے ہیں اور نہ اس کے احسانات کا احساس کرتے ہیں۔ اگر ذرا بھی عقل اور سمجھ سے کام لیتے تو اللہ کے اس کارخانے میں بے شمار نشانیاں ہیں جن سے آدمی مالک حقیقی تک پہنچ سکتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا

سَاكِنًا	لَجَعَلَهُ	وَلَوْ شَاءَ	مَدَّ الظِّلَّ	كَيْفَ	رَبِّكَ	إِلَىٰ	أَلَمْ تَرَ
ساکن	تو اسے بنا دیتا	اور اگر وہ چاہتا	دراز کیا سایہ	کیسے	اپنا رب	طرف	کیا تم نے نہیں دیکھا

کیا تم نے اپنے رب کی (قدرت کی) طرف نہیں دیکھا، اس نے کیسے سایہ دراز کیا۔ اور اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن بنا دیتا

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿۴۵﴾

	دَلِيلًا	عَلَيْهِ	الشَّمْسَ	جَعَلْنَا	ثُمَّ
	ایک رہنما	اس پر	سورج	ہم نے بنایا	پھر

پھر ہم نے سورج کو اس پر ایک رہنما بنایا۔

﴿۴۵﴾ أَلَمْ تَرَ تَنظُرْ إِلَىٰ فِعْلِ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ مِنْ وَقْتِ الْإِسْفَارِ إِلَىٰ وَقْتِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا مُقِيمًا لَا يَزُولُ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ أَيِ الظِّلِّ دَلِيلًا ○ فَلَوْلَا الشَّمْسُ مَا عُرِفَ الظِّلُّ

﴿۴۵﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا الخ
تو نے دیکھا اپنے رب کی صنعت کو کہ اس نے کس طرح سے سایہ پھیلایا (مراد اس سایہ پھیلانے سے صبح کے چاندنے سے آفتاب کے نکلنے تک ہے اور اگر اللہ چاہتا تو اسکو ٹھیرا لیتا کہ وہ آفتاب کے نکلنے سے زائل نہ ہوتا پھر ہم نے آفتاب کو سایہ پر دلیل بنایا کہ اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ نہ پہچانا جاتا۔

تشریح

﴿۴۵﴾ سائے اور روشنی میں اللہ کی قدرت | اب ذرا دیکھو کہ روزانہ سورج نکلنے سے پہلے ہر جگہ سایہ رہتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے سورج نکلتا ہے سایہ سمٹ جاتا ہے اور روشنی پھیل جاتی ہے۔ سایہ انسان کا اپنا بھی پڑتا ہے مکانوں اور درختوں کا بھی سایہ پڑتا ہے۔ سایہ پھیلتا بھی ہے سکڑتا بھی ہے۔ اس کا پھیلنا اور سکڑنا سورج کے نکلنے ڈوبنے، بلند ہونے اور زوال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ گویا سورج سائے کے لئے دلیل راہ ہے۔ اگر پھیلے ہوئے سائے کو اللہ تعالیٰ دائمی بنا دیتا تو درختوں وغیرہ کے ایک رُخ پر ہی سایہ پڑتا اور دوسرا رُخ سورج کی گرمی میں رہتا۔ لیکن سائے کے متحرک ہونے اور کم زیادہ ہونے کی وجہ سے گرمی اور ٹھنڈک میں ایک توازن پیدا ہو گیا۔ کیا یہ ایک ہستی کی کارفرمائی نہیں ہے جو اعلیٰ درجے کی تدبیر رکھنے والا ہے۔

نور و ظلمت کے اس منظر سے انسان بہت کچھ سمجھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے۔ اگر ہدایت کی روشنی نہ ہوتی تو انسان ہمیشہ جہالت کے اندھیروں میں مبتلا رہتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ (قصص رکوع ۷ آیت ۷۱ پارہ ۲۰)

(ان سے کہو کبھی تم نے غور کیا کہ اگر اللہ قیامت تک ان پر ہمیشہ کے لئے رات طاری کردے تو وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے۔

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

ثُمَّ	قَبَضْنٰهُ	اِلَيْنَا	قَبْضًا	يَّسِيْرًا	وَهُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمُ
پھر	ہم نے سمیٹا اسکو	اپنی طرف	کھینچنا	آہستہ آہستہ	اور وہ	جس نے	بنایا	تمہارے لئے

پھر ہم نے اس (سایہ) کو سمیٹا اپنی طرف آہستہ آہستہ کھینچ کر۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات

الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَ

الَّيْلَ	لِبَاسًا	وَّالنَّوْمَ	سُبَاتًا	وَّجَعَلَ	النَّهَارَ	نُشُوْرًا	وَ
رات	پردہ	اور نیند	راحت	اور بنایا	دن	اٹھنے کا وقت	اور

کو پردہ اور نیند کو راحت بنایا۔ اور دن کو اُٹھ (کھڑے ہونے) کا وقت بنایا۔ اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ

هُوَ	الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ الرِّيٰحَ	بُشْرًا	بَيْنَ ۔ يَدَيْ	رَحْمَتِهٖ
وہی	جس نے	بھیجیں ہوائیں	خوشخبری	آگے	اپنی رحمت

وہی ہے جس نے اپنی رحمت کے آگے ہوائیں خوشخبری (سُناتی ہوئی) بھیجیں

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾

وَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	طَهُوْرًا
اور ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی	پاک

اور ہم نے آسمان سے پاک پانی اُتارا

﴿۴۶﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اَيِ الظِّلَّ الْمَمْدُوْدَ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ○ خَفِيًّا بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ

﴿۴۶﴾ پھر ہم نے اس سایہ دراز کو آفتاب کے نکلنے پر بآہستگی اپنی طرف کو کھینچا۔

﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا سَاتِرًا كَاللِّبَاسِ وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا رَاحَةً لِّلْاَبْدَانِ بِقَطْعِ الْاَعْمَالِ وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ○ مَنْشُوْرًا فِيْهِ لِابْتِغَاءِ الرِّزْقِ وَغَيْرِهٖ

﴿۴۸﴾ اور اللہ وہ ہے کہ جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ پوش بنایا جیسے لباس اور نیند کو باعثِ آرام یا بی بدنوں کا بنایا کہ اس وقت کوئی کاروبار آدمی نہیں کرتا۔
اور دن کو اسلئے بنایا کہ اسمیں روزی وغیرہ کی تلاش میں آدمی وغیرہ منتشر ہوں۔

﴿۴۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ وَفِيْ

﴿۴۸﴾ اور اللہ وہ ہے جس نے ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجا متفرق

قِرَاءَةٍ الرِّيْحُ بُشْرًى بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ اَيْ مُتَفَرِّقَةً قُدَّامَ الْمَطَرِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِ الشِّيْنِ تَخْفِيْفًا وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِسُكُوْنِهَا وَفَتْحِ النُّوْنِ مَصْدَرٌ وَفِيْ اُخْرٰى بِسُكُوْنِهَا وَضَمِّ الْمُوَحَّدَةِ بَدَلَ النُّوْنِ اَيْ مُبَشِّرَاتٌ وَمُفْرَدُ الْاُوْلٰى نُشُوْرٌ كَرَسُوْلٍ وَالْاَخِيْرَةِ بَشِيْرٌ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝ مُطَهِّرًا

کرکے اور ایک قراءۃ میں بجائے نشرًا کے بُشرًا بضم بادو سکون شین ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ وہ ہے جس نے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لئے بارش سے پہلے بھیجا۔ نشرًا جمع ہے نشور کی جیسے رسول کی جمع رُسُل اور بُشْرًا جمع ہے بشیر کی،

اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی پاک کرنے والا۔

تشریح

(۴۶) سائے کا سمٹنا دنیا کے فنا ہونے کی دلیل ہے صبح کے وقت سایہ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے جیسے سورج اونچا ہوتا ہے سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ دوپہر زوال کے بعد سایہ پھر بڑھنے لگتا ہے یہاں تک کہ سورج ڈوبنے پر سایہ غائب ہوجاتا ہے سایہ کا سمٹنا اس کا غائب ہونا ہر چیز کے فنا ہونے کی دلیل ہے۔ جو چیز فنا ہوتی ہے وہ اللہ ہی کی طرف پلٹتی ہے ہر چیز اُس کی طرف آتی ہے اور اسی کی طرف کو جاتی ہے اس طرح ہم سائے کے پھیلنے اور سمٹنے سے بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں۔

(۴۷) دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی نشانی ہر رات کے بعد دن آتا ہے رات انسان کو سکون و آرام دیتی ہے۔ دن میں آدمی کام کے لئے بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا ہے جس طرح لباس بدن کو چھپاتا ہے اسی طرح رات بھی پردہ پوشی کرتی ہے۔ رات نیند کا سکون لیکر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں نیند بھی عجیب نعمت ہے۔ انسان سوجاتا ہے تو ساری تکان دور ہوجاتی ہے۔ صبح کو تازہ دم اٹھتا ہے۔ یہ رات کا سونا ایک طرح سے آدھی موت ہے اور دن میں اُٹھ کر کھڑا ہونا قیامت کے دن کھڑے ہونے کی دلیل اور یاددہانی ہے۔ پروردگار جو نیند طاری کرنے کے بعد پھر بیدار کرتا ہے وہ موت طاری کرنے کے بعد دوبارہ زندگی بھی عطا کرسکتا ہے۔ صبح کے اٹھنے میں قیامت کے دن اٹھنے کی یاددہانی ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ سوتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے کہ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا (اے اللہ! میں آپ کے لئے مرتا ہوں اور آپ کے لئے جیتا ہوں) — اور صبح کو اٹھ کر یہ دعا کرنے کی ہدایت ملتی ہے:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (بخاری، مشکوٰۃ کتاب الدعوات)

(تعریف اور شکر اس پروردگار کے لئے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے)

نیند آدھی موت ہے جو روزانہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ نیند کے بعد تازہ دم ہوکر اٹھنا یہ بتاتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان بالکل اس طرح تازہ دم اٹھیگا جس طرح روزانہ سونے کے بعد تازہ دم بستر سے اٹھتا ہے۔ حدیث میں ہے نبیؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کیا جنت میں نیند آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا نیند موت کی چھوٹی بہن ہے اور جنت میں موت نہیں آئے گی۔

(۴۸) تازہ ہوا اور پاکیزہ پانی اللہ کی نشانی ہے اور ذرا غور کرو کہ تازہ برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر بارانِ رحمت ہوتی ہے بارش کا صاف ستھرا پانی جو ساری گندگی کو دھوکر پاک و صاف کردیتا ہے ان ہواؤں کے چلنے اور پانی کے برسنے میں اللہ کی کتنی نشانیاں ہیں۔

لِنُحۡیِۦَ بِهِۦ بَلۡدَةً مَّیۡتًا وَنُسۡقِیَهُۥ مِمَّا خَلَقۡنَآ أَنۡعَٰمًا وَأَنَاسِیَّ كَثِیرًا ﴿۴۹﴾

لِنُحۡیِۦَ بِهِۦ	بَلۡدَةً مَّیۡتًا	وَنُسۡقِیَهُۥ	مِمَّا	خَلَقۡنَآ	أَنۡعَٰمًا	وَأَنَاسِیَّ	كَثِیرًا
تاکہ ہم زندہ کریں اس سے	شہر مردہ	اور ہم پلائیں اسے	اس جو	ہم نے پیدا کیا	چوپائے	اور آدمی	بہت سے

تاکہ ہم اس سے مُردہ شہر کو زندہ کردیں اور ہم اس سے پلائیں (انہیں) جو ہم نے پیدا کیے ہیں بہت سے چوپائے اور آدمی

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَٰهُ بَیۡنَهُمۡ لِیَذَّكَّرُواْ فَأَبَىٰٓ أَكۡثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿۵۰﴾

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَٰهُ	بَیۡنَهُمۡ	لِیَذَّكَّرُواْ	فَأَبَىٰ	أَكۡثَرُ ٱلنَّاسِ	إِلَّا	كُفُورًا
اور تحقیق ہم نے اُسے تقسیم کیا	انکے درمیان	تاکہ وہ نصیحت پکڑیں	پس قبول نہ کیا	اکثر لوگ	مگر	ناشکری

اور تحقیق ہم نے اسے انکے درمیان تقسیم کیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں، پس اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا مگر ناشکری کو۔

(۴۹) لِنُحۡیِیَ بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا بِالتَّخۡفِیۡفِ
یَسۡتَوِیۡ فِیۡهِ الۡمُذَکَّرُ وَالۡمُؤَنَّثُ ذَکَرَهٗ
بِاعۡتِبَارِ الۡمَکَانِ وَنُسۡقِیَهٗ اَیِ الۡمَاءَ
مِمَّا خَلَقۡنَآ اَنۡعَامًا اِبِلًا وَبَقَرًا وَغَنَمًا
وَاَنَاسِیَّ کَثِیۡرًا ۝ جَمۡعُ اِنۡسَانٍ
وَاَصۡلُهٗ اَنَاسِیۡنُ فَاُبۡدِلَتِ النُّوۡنُ
یَاءً وَاُدۡغِمَتۡ فِیۡهَا الۡیَاءُ اَوۡ جَمۡعُ اِنۡسِیٍّ
(۵۰) وَلَقَدۡ صَرَّفۡنٰهُ اَیِ الۡمَاءَ بَیۡنَهُمۡ
لِیَذَّکَّرُوۡا اَصۡلُهٗ یَتَذَکَّرُوۡا اُدۡغِمَتِ
التَّاءُ فِی الذَّالِ وَفِیۡ قِرَاءَةٍ لِیَذۡکُرُوۡا
بِسُکُوۡنِ الذَّالِ وَضَمِّ الۡکَافِ اَیۡ نِعۡمَةَ
اللّٰهِ بِهٖ فَاَبٰۤی اَکۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوۡرًا ۝
جُحُوۡدَ النِّعۡمَةِ حَیۡثُ قَالُوۡا مُطِرۡنَا بِنَوۡءِ کَذَا

(۴۹) تاکہ ہم زندہ کریں اس سے شہر مُردہ کو اور تاکہ پلادیں وہ پانی اپنی مخلوق میں سے اونٹ اور گائے اور بکری اور بہت سے آدمیوں کو۔

(۵۰) اور ہم نے پانی کو لوگوں میں پھیلایا تاکہ انکو نصیحت ہو اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرکے شکر کریں

سو اکثر لوگوں نے ناشکری کی اور کفرانِ نعمت کیا جانچ۔ بارش کو دیکھکر وہ کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کے نکلنے سے بارش ہوئی۔

تشریح

(۴۹) **پانی جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے** | بارش کا صاف ستھرا پانی برستا ہے جو سارے جراثیم اور نجاستوں کو دھو دیتا ہے۔ مردہ زمین پانی پڑتے ہی زندہ ہوجاتی ہے کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔ جہاں خاک اڑ رہی تھی وہاں سبزہ لہلہانے لگتا ہے جانور اور انسان بارش کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔

(۵۰) **پانی کی تقسیم میں اللہ کی حکمت** | بارش کے پانی کی تقسیم میں بھی اللہ کی حکمت نظر آتی ہے کہیں کم بارش ہوتی ہے کہیں زیادہ ہوتی ہے، کہیں جلدی ہوتی ہے کہیں دیر میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ یہی حال روحانی بارش یعنی ہدایت کا ہوتا ہے استعداد اور ظرف کے مطابق جتنا حصہ جس کو ملنا ہے مل جاتا ہے۔ مگر بہت سے لوگ اللہ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے الٹے ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ

فَلَا تُطِعِ	نَّذِیْرًا	کُلِّ قَرْیَةٍ	فِیْ	لَبَعَثْنَا	شِئْنَا	وَلَوْ
پس نہ کہا مانیں	ایک ڈرانے والا	ہر بستی	میں	تو ہم بھیج دیتے	ہم چاہتے	اور اگر

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے پس آپ کافروں

الْکٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا ﴿۵۲﴾

جِهَادًا + کَبِیْرًا	بِهٖ	وَجَاهِدْهُمْ	الْکٰفِرِیْنَ
بڑا جہاد	اسکے ساتھ	اور جہاد کریں اُن سے	کافروں

کا کہا نہ مانیں اور اس (حکمِ الٰہی) کے ساتھ ان سے بڑا جہاد کریں

۵۱ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ
نَّذِیْرًا ○ یُخَوِّفُ اَهْلَهَا
وَ لٰکِنْ بَعَثْنَاکَ اِلٰی اَهْلِ الْقُرٰی کُلِّهَا
۵۲ نَذِیْرًا لِیُعْظِمَ اَجْرَکَ فَلَا تُطِعِ
الْکٰفِرِیْنَ فِیْ هَوَاهُمْ وَجَاهِدْهُمْ
بِهٖ اَیِ الْقُرْاٰنِ جِهَادًا کَبِیْرًا ○

۵۱ اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک گاؤں میں ڈرانے والا بھیجتے جو وہاں کے رہنے والوں کو ڈراتا۔ ولیکن ہم نے تجھ کو اے محمدؐ تمام شہروں میں ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ تمہارا اجر زیادہ ہو۔

۵۲ تو کفار کی خواہش کی پیروی نہ کر اور ان سے بڑا جہاد کر قرآن کی آیات سنا کر۔

تشریح

۵۱ سارے جہان کے لئے ایک آخری پیغمبر/نبی کا آنا تعجب کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ بھی کوئی مشکل بات نہ تھی کہ ہر بستی کے لئے ایک ایک پیغمبر مقرر کردیتا لیکن اس کی حکمت کا تقاضہ یہ ہوا کہ ایک پیغمبر اس شان کا مقرر کیا جائے جو پورے عالم کے لئے کافی ہو چنانچہ حضرت محمدؐ کو سارے جہان کے لئے پیغمبر بنا کر قرآن جیسے زندہ معجزے کے ساتھ ایسی مرکزی جگہ مبعوث کیا کہ ساری دنیا کے لئے آپکی رسالت کافی ہوگئی۔ بارانِ رحمت کی طرح یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے سارے جہان کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۂ انبیاء)

۵۲ کسی کی پروا کئے بغیر قرآن کے ذریعے دعوتِ حق کو پیش کریں| حق کا انکار کرنے والوں کی احمقانہ باتوں اور انکی بیجا نکتہ چینیوں کی طرف آپ بالکل توجہ نہ کریں اور قرآن کے ذریعے پوری سرگرمی کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت پیش کریں۔ اس دعوتی جہاد میں قرآن آپ کا ہتھیار ہے ان کے شبہات کی تردید میں قرآن پیش کیا جائے۔ قرآن کی تنبیہات سنا کر ان کو خبردار کیا جائے۔ بغرض پورے جوش اور قوت سے قرآن ہاتھ میں لیکر زور شور سے ان کا مقابلہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو کامیاب کرنے والا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دلوں کو مسخر کرنے کی بے پناہ قوت رکھی ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے الفاظ میں کہ مدینے کو قرآن نے فتح کیا۔ آج بھی قرآنی جہاد دلوں کو فتح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

جہاد اور مجاہدے کا مطلب ہے دشمن کے مقابلے میں پوری طاقت لگا دینا۔ مخالفین کے تیروں کے مقابلے میں قرآن کو ڈھال بنانا بہت بڑا جہاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا

وَهُوَ	الَّذِیْ	مَرَجَ	الْبَحْرَیْنِ	هٰذَا	عَذْبٌ	فُرَاتٌ	وَّهٰذَا
اور وہی	جس نے	ملایا	دو دریا	یہ	شیریں	خوشگوار	اور یہ

اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا (ملا کر چلایا) یہ (اس طرف کا پانی) خوش گوار شیریں ہے اور یہ

مِلْحٌ اُجَاجٌ وَّجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

مِلْحٌ + اُجَاجٌ	وَجَعَلَ	بَيْنَهُمَا	بَرْزَخًا	وَّحِجْرًا	مَّحْجُوْرًا
تلخ بدمزہ	اور اس نے بنایا	ان دونوں کے درمیان	ایک پردہ	اور آڑ	مضبوط آڑ

(دوسرا) تلخ بدمزہ ہے، اور اس نے ان دونوں کے درمیان (ایک غیر محسوس) پردہ اور آڑ بنائی

﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ اَرْسَلَهُمَا مُتَجَاوِرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ شَدِيْدُ الْعُذُوْبَةِ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ شَدِيْدُ الْمُلُوْحَةِ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا حَاجِزًا لَا يَخْتَلِطُ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخَرِ وَحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ اَیْ سِتْرًا مَمْنُوْعًا بِهٖ اِخْتِلَاطُهُمَا

﴿۵۳﴾ اور اللہ وہ ہے جس نے دو طرح کے دریاؤں کو پاس پاس جاری کیا ایک انہیں سے نہایت شیریں اور دوسرا نہایت تلخ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان میں ایک حجاب اور روک رکھ دی، کہ ایک دوسرے سے نہ ملے اور ان میں اختلاط نہ ہو۔

تشریح

﴿۵۳﴾ **میٹھے اور کھارے پانی کا سنگم** زمین میں دن اور رات کی آمد بارش کا برسنا اور دوسری بہت سی نشانیاں جو اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی دلیل ہیں انہی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ میٹھے اور کھاری پانی کے دو دریا برابر برابر بہتے ہیں مگر ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں ان کے درمیان میں ایک آڑ رہتی ہے جو میٹھے پانی کو کھاری پانی سے الگ رکھتی ہے۔ چاٹگام (بنگلہ دیش) سے لیکر ارکان (برما) تک دو دریا مل کر بہتے ہیں۔ ایک طرف کا پانی میٹھا ہے دوسری طرف کا کھاری ہے۔ دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے۔ اسی طرح الٰہ آباد میں گنگا اور جمنا کے سنگم پر دونوں دریا ملنے کے باوجود الگ الگ بہتے ہوئے نظر آتے ہیں اور درمیان میں ایک لکیر دونوں کو الگ کرتی ہوئی مسلسل چلی گئی ہے۔ سمندر کے ساحلی مقامات پر جو دریا بہتے ہیں ان میں سمندر کے اثر سے جوار بھاٹا آتا رہتا ہے۔ جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا پانی ندی میں آجاتا ہے۔ سمندر کے کھاری پانی کی سطح میٹھے پانی کی سطح پر زور سے چڑھ جاتی ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی ملتے نہیں ہیں اوپر کھاری رہتا ہے نیچے میٹھا پانی ہوتا ہے۔ جب سمندر اترتا ہے تو اوپر سے کھاری پانی اتر جاتا ہے اور دریا کا میٹھا پانی جوں کا توں رہتا ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک تو مذکورہ آیت سورۂ فرقان ۵۳ میں اور دوسری جگہ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (الرحمٰن) (اس نے چلائے دو دریا ملتے ہوئے۔ دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے)

میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان یہ آڑ کیا ہے۔ جدید تحقیق سے پتہ لگا ہے کہ سیّال چیزوں کے درمیان ایک سطحی تناؤ ہوتا ہے۔ یہ تناؤ دونوں قسم کے پانی کو الگ الگ رکھتا ہے جس کو قرآن نے لفظ برزخ یا آڑ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ طبعی قانون نافذ کرنے والی وہ ہستی ہے جس کے بغیر کوئی چیز عمل میں نہیں آتی۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّ

وَهُوَ	الَّذِي	خَلَقَ	مِنَ الْمَآءِ	بَشَرًا	فَجَعَلَهُ	نَسَبًا	وَّ
اور وہی	جس نے	پیدا کیا	پانی سے	بشر	پھر بنائے اسکے	نسب	اور

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے بشر پھر بنائے اس کے نسب (نسبی رشتے)

صِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ

صِهْرًا	وَ	كَانَ	رَبُّكَ	قَدِيرًا	وَيَعْبُدُونَ	مِنْ
سسرال	اور	ہے	تیرا رب	قدرت والا	اور وہ بندگی کرتے ہیں	سے

اور سسرال اور تیرا رب قدرت والا ہے۔ اور وہ بندگی کرتے ہیں

دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

دُونِ	اللّٰهِ	مَا	لَا يَنفَعُهُمْ	وَلَا	يَضُرُّهُمْ	وَكَانَ	الْكَافِرُ
سوا	اللہ	جو	نہ انہیں نفع پہنچائے	اور نہ	ان کا نقصان کرسکے	اور ہے	کافر

اللہ کے سوا اسکی جو انہیں نہ نفع پہنچائے اور نہ ان کا نقصان کرسکے، اور کافر اپنے

عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا

عَلَىٰ	رَبِّهِ	ظَهِيرًا	وَ	مَآ	أَرْسَلْنَا	كَ	إِلَّا
برخلاف	اپنا رب	پشت پناہی کرنیوالا	اور	نہیں	بھیجا ہم نے	آپ کو	مگر

رب کے خلاف پشت پناہی کرنے والا ہے اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر (صرف) خوشخبری

مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿۵۶﴾

مُبَشِّرًا	وَّ	نَذِيرًا
خوشخبری دینے والا	اور	ڈرانے والا

دینے والا اور ڈرانے والا

﴿۵۴﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا مِنَ الْمَنِيِّ إِنْسَانًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا ذَا نَسَبٍ وَّ صِهْرًا ذَا صِهْرٍ بِأَنْ يَتَزَوَّجَ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَىٰ طَلَبًا لِلتَّنَاسُلِ

﴿۵۴﴾ اور اللہ وہ ہے جس نے منی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو ناتے والا اور صاحب نکاح کیا

کہ وہ نکاح کرے مرد ہو یا عورت

جس سے اولاد پیدا ہو۔

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ○ قَادِرًا عَلَىٰ مَا يَشَاءُ

اور تیرا رب قدرت والا ہے جو چاہے بنا دے

۵۵ وَيَعْبُدُونَ أَيِ الْكُفَّارُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ بِعِبَادَتِهِ وَلَا يَضُرُّهُمْ بِتَرْكِهَا وَهُوَ الْأَصْنَامُ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا مُعِينًا لِلشَّيْطَانِ بِطَاعَتِهِ

۵۵ اور کفار اللہ کے سوا ان بتوں کو پوجتے ہیں جن کی پرستش سے ان کو کچھ نفع نہیں اور انکی پرستش نہ کرنے سے ان کو کچھ نقصان پہنچے۔ اور کافر آدمی اپنے رب کو چھوڑ کر شیطان کا مددگار اور فرماں بردار ہوتا ہے۔

۵۶ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ وَنَذِيرًا ○ مُخَوِّفًا مِنَ النَّارِ

۵۶ اور اے محمدؐ! ہم نے تجھ کو صرف جنت کی خوشخبری اور دوزخ سے ڈرانے کو بھیجا۔

تشریح

۵۴ پانی کے قطرے سے مرد و عورت کی پیدائش | اللہ کی قدرت کاملہ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے پانی کے ایک قطرے یعنی نطفے سے انسان کی تخلیق کی۔ حقیر پانی کی بوند سے انسان جیسی حیرت انگیز مخلوق کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کرشمہ ہے۔ پھر اسی پانی کے قطرے سے دو نمونے الگ الگ مرد و عورت کے بنائے جو انسان ہونے میں ایک جیسے ہیں مگر نفسیاتی اور جسمانی خصوصیات میں الگ الگ ہیں۔ الگ الگ ہونے کے باوجود وہ مل کر ایک جوڑا بنتے ہیں پھر اس جوڑے سے اولاد کا سلسلہ چلتا ہے اور اس طرح ایک گھر، گھرے خاندان، خاندان سے ایک اجتماعیت ایک نسل اور ایک تمدن بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک قطرے سے عظیم اجتماعیت کو وجود میں لانا کیا اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں ہے۔

۵۵ قدرت والے رب کو چھوڑ کر قدرت نہ رکھنے والوں کی پرستش | پروردگار کی اس قدرت کی نشانیوں کو دیکھ کر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انسان اپنے رب حقیقی سے بندگی اور وفاداری کا تعلق قائم کرتا مگر وہی انسان جسکو پروردگار نے ایک قطرۂ ناچیز سے بنا کر کیا سے کیا کر دیا اور کہاں سے کہاں پہونچا دیا اپنی اصل کو بھول کر اسی پروردگار کے مقابل کھڑا ہو گیا جس نے اس کو پیدا کیا۔ اور اس کا سر نیاز اس کے سامنے جھک رہا ہے جو نفع نقصان کسی چیز پر قادر نہیں۔ اور اس رب کی سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے جس نے ان کو وجود بخشا۔ ہائے وہ انسان جو اپنے ہی رب کا مدمقابل اور حریف بن کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے مقرر کئے ہوئے رسول کی مخالفت کرنے لگا اور رب کا حق پہچاننے کے بجائے شیطان کی صف میں شامل ہو گیا۔

۵۶ انسان کی سرکشی کے باوجود رسول کا کام رب کا پیغام پہونچانا ہے | انسان کتنا بھی سرکش ہو جائے کتنا بھی بغاوت پر آمادہ ہو مگر رسول کا کام یہ ہے کہ وہ ایک بے غرض مصلح کی طرح ماننے والوں کو بشارت اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا رہے نیک و بد سمجھاتا رہے۔ نبی بشیر و نذیر بھی ہے اور معلم اور نمونۂ عمل بھی۔ اس کی بات ماننا اللہ کی بات ماننا ہے۔ وہ انجام نیک کا مژدہ بھی سناتا رہے گا اور اللہ کے عذاب سے ڈراتا بھی رہیگا وہ تعلیم و تزکیہ کی ذمہ داری بھی ادا کرتا رہیگا وہ امت کا حاکم اور قاضی بھی ہے اس کا امیر و سردار بھی۔ دل کی پوری رضامندی سے اس کے فیصلے کے آگے سر جھکانا لازمی ہے البتہ وہ کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ دین میں کسی طرح کا جبر اور زبردستی نہیں ہے (لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ) مگر حق اور باطل کو واضح کر دینا، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دینا یہ اس کی ذمہ داری ہے۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى

قُلْ	مَآ اَسْـَٔلُكُمْ	عَلَيْهِ	مِنْ اَجْرٍ	اِلَّا	مَنْ شَآءَ	اَنْ يَّتَّخِذَ	اِلٰى
فرمادیں	نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی اجر	مگر	جو چاہے	کر اختیار کرلے	تک

آپ فرمادیں میں اس پر تم سے نہیں مانگتا کوئی اجر مگر جو شخص چاہے کر اپنے رب تک راستہ

رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ

رَبِّهٖ	سَبِيْلًا	وَتَوَكَّلْ	عَلَى الْحَيِّ	الَّذِيْ + لَا يَمُوْتُ	وَسَبِّحْ
اپنا رب	راستہ	اور بھروسہ کر	پر ہمیشہ زندہ رہنے والا	جسے موت نہیں	اور پاکیزگی بیان کر

اختیار کرلے اور اس ہمیشہ رہنے والے پر بھروسہ کر جسے موت نہیں اور اس کی تعریف کے

بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ج ۨ لا الَّذِيْ خَلَقَ

بِحَمْدِهٖ	وَكَفٰى + بِهٖ	بِذُنُوْبِ	عِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	الَّذِيْ	خَلَقَ
اس کی تعریف کیساتھ	اور کافی ہے وہ	گناہوں سے	اپنے بندے	خبر رکھنے والا	اور جس نے	پیدا کیا

ساتھ پاکیزگی بیان کر، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے والا کافی ہے۔ وہ جس نے آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا	فِيْ	سِتَّةِ اَيَّامٍ	ثُمَّ اسْتَوٰى	عَلَى
آسمان (جمع)	اور زمین	اور جو ان دونوں کے درمیان	میں	چھ دن	پھر قائم ہوا	پر

پیدا کیا اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے چھ دن میں پھر عرش پر قائم ہوا

الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾

الْعَرْشِ	اَلرَّحْمٰنُ	فَسْـَٔلْ	بِهٖ	خَبِيْرًا	
عرش	جو رحم کرنے والا	تو پوچھو	اس کے متعلق	کسی باخبر	

جو رحم کرنے والا ہے اس کے متعلق کسی باخبر سے پوچھو۔

﴿۵۷﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَیْ عَلٰی تَبْلِیْغِ
مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا لٰکِنْ
مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ
سَبِيْلًا ○ طَرِیْقًا بِاِنْفَاقِ مَالِهٖ
فِیْ مَرْضَاتِهٖ تَعَالٰی فَلَا اَمْنَعُهٗ مِنْ ذٰلِكَ

﴿۵۷﴾ کہدے کہ میں تم سے احکام الٰہی کے پہنچانے پر اجرت نہیں مانگتا لیکن بات یہ ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے رب کا راستہ پکڑے اور اپنا مال خرچ کرکے اس کی رضا کا طالب ہو۔ اس سے میں کسی کو نہیں روکتا۔

۵۸ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ
وَسَبِّحْ مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِهٖ اَیْ قُلْ سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ
عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝ عَالِمًا تَعَلَّقَ بِهٖ
بِذُنُوْبِ هُوَ

۵۸ اور اے محمدؐ! بھروسہ کر اس ذات پر جو زندہ ہے کبھی نہ مریگا۔ اور کہہ اللہ پاک ہے وہی تعریف کے لائق ہے اور اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا واقف ہے۔

۵۹ اِلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِنْ
اَيَّامِ الدُّنْيَا اَیْ فِيْ قَدْرِهَا لِاَنَّهٗ
لَمْ يَكُنْ ثَمَّ شَمْسٌ وَلَوْشَاءَ لَخَلَقَهُنَّ فِيْ
لَمْحَةٍ وَالْعُدُوْلُ عَنْهُ لِتَعْلِيْمِ خَلْقِهِ التَّثَبُّتَ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ هُوَ فِي اللُّغَةِ سَرِيْرُ
الْمَلِكِ الرَّحْمٰنُ بَدَلٌ مِنْ ضَمِيْرِ اِسْتَوٰى
اَیْ اِسْتِوَاءً يَلِيْقُ بِهٖ فَاسْئَلْ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ
بِهٖ بِالرَّحْمٰنِ خَبِيْرًا ۝ يُخْبِرُكَ بِصِفَاتِهٖ

۵۹ وہ، وہ ذات ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں جیسے دنیا کے دن ہوتے ہیں پیدا کیا (مراد چھ دن سے اس قدر مدت ہے کیونکہ وہاں سورج نہ تھا جس سے دنوں کی تعداد معلوم ہوتی اور اگر اللہ چاہتا تو ایک لمحہ میں سب کو پیدا کرتا مگر یہ اس نے اسلئے کیا کہ اپنی مخلوق کو آہستگی اور تامل سے کام کرنا سکھلاوے۔ پھر مستوی ہوا عرش پر رحمٰن (عرش کے معنی لغت میں تخت شاہی کے ہیں) ایسا مستوی ہونا جو لائق اس کی شان کے ہے۔ پس اے آدمی رحمٰن کا حال خبردار سے پوچھ جو تجھ کو اس کی خبر دے۔

تشریح

۵۷ پیغمبر اپنی ذمہ داری میں مخلص ہوتے ہیں | پیغمبر اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں سراپا اخلاص ہوتے ہیں وہ کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے، لوگوں سے ہمدردی، خیرخواہی، دل سوزی کے جذبے سے وہ یہی چاہتے ہیں کہ اس کے بندے اس کی توفیق پاکر اس کا راستہ اختیار کریں وہ اللہ کے روشن راستے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ انکی اپنی کوئی غرض شامل حال نہیں ہوتی۔ اگر کوئی انکی بات دمانے تو انکا کچھ نہیں بگڑتا۔ جو نہیں مانتا وہ اپنا نقصان کرتا ہے اور جو مانتا ہے وہ اللہ کے انعام کا مستحق بنتا ہے۔

۵۸ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے اللہ پر بھروسہ رکھیں | اس پروردگار پر بھروسہ رکھیں جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا اور اسے کبھی موت نہیں آئیگی اس کے گن گاتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں اسکے اوپر بھروسہ رکھیں۔ مخالفت کرنے والوں کا مقابلہ اللہ کے سپرد کردیں وہ اپنے بندوں کے ہر حال سے باخبر ہے آپکے لئے اسی کا سہارا کافی ہے جو خود زندہ ہے اور دوسروں کو زندگی دینے والا ہے وہ مخالفوں سے خود نمٹ لیگا۔ آپ تو بس اس کو یاد کرتے رہیئے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیئے۔ اس کے گن گاتے رہیئے۔

۵۹ اہل علم پروردگار کی خوبیوں کو جانتے ہیں | آپ کے پروردگار کی شان ہی نرالی ہے اسکی خوبیاں خود خدا سے اور ان لوگوں سے پوچھو جو جاننے والے ہیں کہ وہ بہترین اعلیٰ صفات کا مالک ہے اسکی قدرت کا عالم یہ ہے کہ یہ زمین و آسمان اور اس کے اندر جو کچھ ہے وہ سب اس نے اپنی حکمت کے تحت چھ دن میں پیدا کئے ان تمام چیزوں پر اس کی حکومت ہے جو عرش پر جلوہ گری کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اسکی قدر کرنے والے اور اس کی شان کو سمجھنے والے اللہ کے رسول خاص طور پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہؐ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے تمام علوم عطا کئے ہیں اس کے باوجود اپنے کمالات کا پورا پورا علم خود اس کے علاوہ کسی کو نہیں ہے نہ اس کے شایان شان کوئی تعریف کرسکتا ہے اور نہ اس کے اعلیٰ رتبے کو کوئی پوری طرح سمجھ سکتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اللہ کی قدرت کو اور اس کے کمالات کو کوئی پورے طور پر نہیں سمجھ سکتا اور نہ اسکی تعریف کا کوئی حق ادا کرسکتا ہے اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ لیکن مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ کی شان کو جاننے والے حضرت محمدؐ ہیں۔ اس کا نام رحمٰن بھی ہے وہ بڑی رحمت والا ہے اسکی رحمت کا حال باخبر ہی جانتے ہیں

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ

وَإِذَا	قِيلَ	لَهُمُ	اسْجُدُوا	لِلرَّحْمٰنِ	قَالُوا	وَمَا	الرَّحْمٰنُ
اور جب	کہا جائے	ان سے	تم سجدہ کرو	رحمٰن کو	وہ کہتے ہیں	اور کیا ہے	رحمٰن

اور جب ان سے کہا جائے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کیا ہے رحمٰن ؟

أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ (٦٠) تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي

أَنَسْجُدُ	لِمَا • تَأْمُرُنَا	وَزَادَهُمْ	نُفُورًا	تَبَارَكَ	الَّذِي • جَعَلَ	فِي
کیا ہم سجدہ کریں	جسے تو سجدہ کرنے کو کہے	اس نے بڑھا دیا ان کا	بدکنا	بڑی برکت والا ہے	وہ جس نے بنائے	میں

کیا تو جسے سجدہ کرنے کو کہے ہم اسے سجدہ کریں ؟ اس (بات) نے ان کا بدکنا اور بڑھا دیا. بڑی برکت والا ہے وہ جس نے برج

السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا (٦١)

السَّمَاءِ	بُرُوجًا	وَجَعَلَ	فِيهَا	سِرَاجًا	وَقَمَرًا	مُنِيرًا
آسمانوں	برج (جمع)	اور بنایا	اس میں	چراغ (سورج)	اور چاند	روشن

بنائے آسمانوں میں اور بنایا اس میں سورج اور روشن چاند .

(٦٠) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ اسْجُدُوا
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ
أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا بِالْفَوْقَانِيَةِ
وَالتَّحْتَانِيَةِ وَالْآمِرُ مُحَمَّدٌ
وَلَا نَعْرِفُهُ لَا وَزَادَهُمْ هٰذَا
الْقَوْلُ لَهُمْ نُفُورًا ۝ عَنِ
الْإِيمَانِ قَالَ تَعَالٰى
(٦١) تَبَارَكَ تَعَظَّمَ الَّذِي جَعَلَ
فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا اِثْنَيْ عَشَرَ
اَلْحَمَلُ ، وَالثَّوْرُ ، وَالْجَوْزَاءُ ،
وَالسَّرَطَانُ ، وَالْأَسَدُ ، وَالسُّنْبُلَةُ
وَالْمِيزَانُ ، وَالْعَقْرَبُ ، وَ
الْقَوْسُ ، وَالْجَدْيُ ، وَالدَّلْوُ
وَالْحُوتُ . وَهِيَ مَنَازِلُ
الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ السَّيَّارَةِ

(٦٠) اور جب کفار مکہ کو کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کون ہے کیا ہم سجدہ کریں اسکو جس کو تو کہتا ہے اور ہم اس کو جانتے بھی نہیں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ اور یہ بات انکی نفرت ایمان سے زیادہ کرتی ہے

اللہ تعالٰے نے فرمایا

(٦١) تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا الخ

بڑی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں بارہ برج بنائے حمل اور ثور اور جوزا اور سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان اور عقرب اور قوس اور جدی اور دلو اور حوت

اور یہ بارہ برج ساتوں کواکب سیارہ کی منزلیں ہیں. مریخ کے لئے حمل اور عقرب.

الْمِرِّيخُ وَلَهُ الْحَمَلُ وَالْعَقْرَبُ وَ الزُّهَرَةُ وَلَهَا الثَّوْرُ وَالْمِيزَانُ وَعُطَارِدُ وَلَهُ الْجَوْزَاءُ وَالسُّنْبُلَةُ وَ الْقَمَرُ وَلَهُ السَّرَطَانُ وَالشَّمْسُ وَ لَهُ الْأَسَدُ وَالْمُشْتَرِي وَلَهُ الْقَوْسُ وَالْحُوتُ وَزُحَلُ وَلَهُ الْجَدْيُ وَالدَّلْوُ

اور زہرہ کے لئے ثور اور میزان۔ اور عطارد کے لئے جوزا اور سنبلہ اور چاند کے لئے سرطان اور سورج کے لئے اسد اور مشتری کے لئے قوس اور حوت اور زحل کے لئے جدی اور دلو

وَجَعَلَ فِيهَا أَيْضًا سِرَاجًا هُوَ الشَّمْسُ وَقَمَرًا مُّنِيرًا ۝ وَفِي قِرَاءَةٍ سُرُجًا بِالْجَمْعِ أَيْ نَيِّرَاتٍ وَخُصَّ الْقَمَرُ مِنْهَا بِالذِّكْرِ لِنَوْعِ فَضِيلَةٍ

اور بنا یا اللہ نے آسمان میں چراغ یعنی سورج اور چاند روشن (ایک قرأۃ میں سراجا کی جگہ سُرُجاہے جو جمع ہے سراج کی اس صورت میں مراد اس سے روشن چمکدار ستارے ہیں پھر انہیں سے خاص چاند کو بوجہ بعض فضیلت کے ذکر کیا۔

تشریح

(۶۰) رحمٰن کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ | قرآن مجید میں اللہ کا ذاتی نام "اللہ" ہے اور رحمٰن بھی ذاتی نام کے طور پر استعمال ہوا ہے رحمٰن رحم کرنیوالا اس کا صفاتی نام بھی ہے۔ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے وہی اللہ ہے وہی رحمٰن ہے۔ لیکن انکار کرنے والوں کی شوخی دیکھئے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدائے مہربان رحمٰن کے آگے جھک جاؤ تو وہ تجاہل عارفانہ سے کہتے ہیں رحمٰن کیا ہوتا ہے؟ کیا تم جسے کہتے ہو اسی کو سجدہ کرلیں۔ سجدہ کرنے کی یہ دعوت انکی نفرت میں اور اضافہ کردیتی ہے۔ حالانکہ خدائے رحمٰن کے آگے سجدہ کرنا اس کو انسان اپنی سعادت سمجھے کہ اس پاک پروردگار کے آگے جھکنے کی توفیق مل رہی ہے جو سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔

اس آیت پر پڑھنے والوں اور سننے والوں کو سجدۂ تلاوت کرنا چاہئے بلکہ سنت یہ ہے کہ اس آیت کو سُنکر سجدہ بھی کرے اور جواب میں یہ بھی کہے کہ:۔ زَادَنَا اللّٰهُ خُضُوعًا مَا زَادَ لِلْأَعْدَاءِ نُفُورًا (اللہ کرے ہمارا خضوع اتنا ہی بڑھے جتنا دشمنوں کا نفور بڑھتا ہے۔)

(۶۱) آسمان میں کہکشائیں اللہ کی قدرت کی نشانی ہیں | وہ ذات کتنی عظیم اور بابرکت ہے جس نے آسمان میں کہکشائیں ستاروں کے جھرمٹ بنائے ہیں۔ یہ ساری کائنات جو ستاروں کے بے شمار جھرمٹ کی صورت میں ہے اس میں ہر جھرمٹ کو کہکشاں کہتے ہیں جو دیکھنے والے کو دعوتِ نظارہ دیتی ہیں۔ (CONSTELLATIOL) یہ سب کہکشائیں مستقل طور پر حرکت میں ہیں سب سے قریبی ستارہ جس سے ہم واقف ہیں وہ چاند ہے۔ اسی طرح سورج جو ہماری زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دُور ہے۔ اسی طرح زمین سمیت نو سیارے ہیں وہ سب کے سب سورج کے گرد مسلسل گردش کررہے ہیں سب کے بیچ میں سورج ہے جس کا قطر آٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار (۸۶۵۰۰۰) میل ہے جو زمین سے بارہ لاکھ (۱۲۰۰۰۰۰) گنا بڑا ہے۔ یہ سورج تمام سیاروں اور سیارچوں کو لئے ہوئے ایک عظیم کہکشانی نظام کے اندر چھ لاکھ (۶۰۰۰۰۰) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کررہا ہے۔ علمائے فلکیات کے اندازے کے مطابق کائنات پانچ سو ملین کہکشاؤں پر مشتمل ہے اور ہر کہکشاں میں ایک لاکھ یا اس سے کم وبیش ستارے پائے جاتے ہیں۔

یہ عجیب وغریب عظیم الشان فلکیاتی نظام اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ناقابلِ انکار نشانی ہے — بُرج کے لغوی معنیٰ ہیں نمائش، قلعہ اور محل۔ آسمان میں ستاروں کے جھرمٹ ایک سجے ہوئے بلند محل کی طرح نظر آتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ

وَهُوَ	الَّذِىْ جَعَلَ	الَّيْلَ	وَ النَّهَارَ	خِلْفَةً	لِّمَنْ
اور وہی	جس نے بنایا	رات	اور دن	ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا	اسکے لئے

اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا۔ یہ اس کے

اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ

اَرَادَ	اَنْ يَّذَّكَّرَ	اَوْ	اَرَادَ	شُكُوْرًا	وَ
جو چاہے	کہ وہ نصیحت پکڑے	یا	چاہے	شکر گزار بننا	اور

(سمجھنے) کے لئے ہیں جو چاہے کہ نصیحت پکڑے یا شکر گزار بننا چاہے۔ اور

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ	الَّذِيْنَ	يَمْشُوْنَ	عَلَى الْاَرْضِ	هَوْنًا	وَّ
رحمٰن کے بندے	وہ جو کہ	چلتے ہیں	زمین پر	آہستہ آہستہ	اور

رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر چلتے ہیں آہستہ آہستہ اور جب

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

اِذَا	خَاطَبَهُمُ	الْجٰهِلُوْنَ	قَالُوْا	سَلٰمًا	
جب	ان سے بات کرتے ہیں	جاہل (جمع)	کہتے ہیں وہ	سلام	

جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ بس (سلام) کہتے ہیں۔

﴿۶۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً اَىْ يَخْلُفُ كُلٌّ مِّنْهُمَا الْاٰخَرَ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ كَمَا تَقَدَّمَ مَا فَاتَهُ فِىْ اَحَدِهِمَا مِنْ خَيْرٍ فَيَفْعَلُهُ فِى الْاٰخَرِ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○ اَىْ شُكْرًا لِنِعْمَةِ رَبِّهِ عَلَيْهِ فِيْهِمَا

﴿۶۲﴾ اور اللہ وہ ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا خلیفہ بنایا اس کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یعنی جو عمل خیر اس سے رات میں فوت ہو جائے اس کو دن میں کر لیوے اور جو بھلا کام دن میں فوت ہو جائے اسکو رات میں کر لیوے۔

اور اس کے لئے جو اپنے رب کی نعمت کا شکر رات دن کرنا چاہے۔

(۶۳) وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ مُبْتَدَأٌ وَمَابَعْدَهٗ صِفَاتٌ لَهٗ اِلٰی اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ غَیْرَ الْمُعْتَرِضِ فِیْهِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا اَیْ بِسَکِیْنَةٍ وَتَوَاضُعٍ وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ بِمَا یَکْرَهُوْنَهٗ قَالُوْا سَلٰمًا ○ اَیْ قَوْلًا یَسْلَمُوْنَ فِیْهِ مِنَ الْاِثْمِ

(۶۳) اور رحمٰن کے بندے وہ جو زمین پر اطمینان اور پستی کے ساتھ چلتے ہیں۔

اور جب جاہلین ان کی شان میں کوئی بری بات کہتے ہیں تو وہ اس کے جواب میں ایسی بات کہتے ہیں جس میں گناہ سے بچے رہیں۔

تشریح

(۶۲) دن رات کا ہونا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے | دن اور رات کس طرح ایک دوسرے کے پیچھے پابندی کے ساتھ چلے آتے ہیں جو بھی اس پر غور کرے گا وہ پروردگار کے کمالِ قدرت کے سامنے جھک جائیگا. دن ورات کے ہونے میں انسان کے لئے کتنے فائدے ہیں، یہ سب رات دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں. اگر انسان غور کرے یقیناً اس میں شکر کے جذبات پیدا ہوں گے اللہ کی ربوبیت کے احساس سے وہ سراپا شکر بن جائے گا۔

(۶۳) رحمٰن کے بندوں کی صفات | رحمٰن کے بندے جو اس کی عظمت کا احساس کر کے تواضع اور انکساری اختیار کرتے ہیں ان کی چال ڈھال ہی بتاتی ہے کہ وہ واقعی اللہ کے سامنے جھکنے والے لوگ ہیں۔ رحمٰن کے بندے کہہ کر یہ بتایا کہ یوں تو سبھی اللہ کے پیدائشی بندے ہیں مگر اس کے محبوب اور پسندیدہ بندے وہ ہیں جو شعوری طور پر بندگی اختیار کرتے ہیں اور اسکے نتیجے میں ان کی سیرت داخلاق میں یہ انقلاب برپا ہوتا ہے کہ ان کی چال ڈھال ہی بتادیتی ہے کہ یہ ایک شریف انسان کی چال ہے. انسان کے چلنے کا انداز اس کی شخصیت کو بتاتا ہے. تکبر اور اکڑ کی چال، ایک عیار اور مکار کی چال، ایک ظالم وجابر کی چال، ایک غنڈے اور بدمعاش کی چال اور اس کے مقابلے میں ایک باوقار اور مہذب انسان کی چال، ہر چال کے پیچھے انسان کی شخصیت جھلکتی ہے۔ منکسرانہ اور تواضع کی چال کا مطلب مریل چال نہیں ہے جس سے ضعف اور کمزوری ٹپکتی ہو بلکہ ایک شریف سلیم الطبع اور نیک مزاج آدمی کی چال ہے جیسا کہ نبی م کی رفتار کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ :- اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا قَلْعًا، یَخْطُوْ اَتَکَفِّیًا وَیَمْشِیْ هَوْنًا ذَرِیْعَ الْمِشْیَةِ اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ (شمائل ترمذی)۔ (چلتے تو مضبوط قدم رکھتے، جھک کر قدم رکھتے، فروتنی کے ساتھ چلتے اور اس تیزی سے گویا بلندی سے ڈھلوان کی طرف جارہے ہیں۔)۔ رحمٰن کے بندوں کی صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ جب غیر سنجیدہ اور جذباتی قسم کے لوگ ان سے الجھتے ہیں تو انکے منہ لگنے کے بجائے وہ ان سے رخصت ہونا ہی بہتر سمجھتے ہیں اور انکو سلامتی کی بات کہکر رخصت کردیتے ہیں ان کی بات کے جواب میں عفو ودرگذر سے کام لیتے ہیں اور ملائم بات اور صاف سلامت کہکر ان سے رخصت ہوجاتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے :۔ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ (القصص آیت ۵۵) (وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کردیتے ہیں. کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں. سلام ہے تم کو ہم جاہلوں کے منہ نہیں لگتے ۔)

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾

وَّ قِيَامًا	سُجَّدًا	لِرَبِّهِمْ	يَبِيْتُوْنَ	وَالَّذِيْنَ
اور قیام کرتے	سجدہ کرتے	اپنے رب کے لئے	رات کاٹتے ہیں	اور وہ جو

اور وہ اپنے رب کے لئے رات کاٹتے ہیں (رات بھر لگے رہتے ہیں) سجدہ کرتے اور قیام کرتے

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

عَذَابَ	عَنَّا	اصْرِفْ	رَبَّنَا	يَقُوْلُوْنَ	وَالَّذِيْنَ
عذاب	ہم سے	پھیر دے	اے ہمارے رب	کہتے ہیں	اور وہ جو

اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے

جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ إِنَّهَا

إِنَّهَا	كَانَ ـ غَرَامًا	عَذَابَهَا	إِنَّ	جَهَنَّمَ
بیشک وہ	لازم ہوجانے والا ہے	اس کا عذاب	بیشک	جہنم

بے شک اس کا عذاب لازم ہو جانے والا ہے (جدا نہ ہونے والا ہے) بیشک وہ

سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾

	وَّ مُقَامًا	مُسْتَقَرًّا	سَاءَتْ
	اور برا مقام	ٹھہرنے کی جگہ	بُری

بُری ہے ٹھہرنے کی جگہ اور بُرا ہے مقام

۶۴ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا جَمْعُ سَاجِدٍ وَّقِيَامًا ۝ بِمَعْنٰى قَائِمِيْنَ اَیْ يُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ

۶۴ اور وہ بندے جو رات بھر سجدہ اور قیام اپنے رب کو کرتے رہتے ہیں یعنی رات میں نماز پڑھتے ہیں۔

۶۵ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اَیْ لَازِمًا

۶۵ اور وہ بندے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دور رکھ دوزخ کے عذاب کو بیشک دوزخ کا عذاب بری طرح لازم ہوتا ہے۔

۶۶ اِنَّهَا سَاءَتْ بِئْسَتْ

۶۶ بالیقین دوزخ بری جگہ قرار اور قیام کی ہے۔

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝
هِیَ اَیْ مَوْضَعٌ
اِسْتَقْرَارٍ وَّاِقَامَۃٍ

تشریح

٦٤ رحمٰن کے بندوں کی راتیں کیسی گزرتی ہیں | رحمٰن کے وہ بندے جو واقعی اس کی بندگی کا حق پہچانتے ہیں جس طرح ان کی دن کی زندگی بے ہودگی سے پاک ہوتی ہے عاجزی انکساری اور شرافت سے ان کے دن گذرتے ہیں نہ وہ کسی سے جھگڑا کرتے ہیں نہ بے وجہ الجھتے ہیں. اسی طرح ان کی راتیں اللہ کی عبادت میں گزرتی ہیں فرض نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں ان کی راتیں اللہ کے حضور سجود و قیام میں گزرتی ہیں. ان کی راتوں میں عیاشیوں، ناچ گانوں، لہو و لعب، فضول باتوں، ڈاکے چوریاں کرنے گپیں مارنے کا کوئی دخل نہیں ہوتا، ان کی راتیں اپنے رب کے حضور کھڑے، بیٹھے، لیٹے دعا اور عبادت میں گزرتی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (سورۂ سجدہ آیت ۱٦)

(ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف و طمع کے ساتھ پکارتے ہوئے)

دوسری جگہ فرمایا:۔ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۂ ذاریات آیت ۱۷، ۱۸)

(یہ اہل جنت وہ لوگ تھے جو راتوں کو کم ہی سوتے تھے اور سحر کے اوقات میں مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے)

ایک اور جگہ فرمایا:۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ (زمر۔ ۹)

(کیا اس شخص کا انجام کسی مشرک جیسا ہو سکتا ہے جو اللہ کا فرماں بردار ہو، رات کے اوقات میں سجدہ کرتا رہتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے ہوئے ہو.)

غرض یہ کہ جب رات کو غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں یہ خدا کے آگے گڑگڑاتے ہوتے ہیں.

٦٥ غرور عبادت نہیں بلکہ خوف خدا | راتوں کو اللہ کی عبادت ان میں عبادت کا غرور پیدا نہیں کرتی بلکہ اور زیادہ عاجزی اور خوفِ خدا پیدا کرتی ہے.

؎ غرورِ عجز بھی ہے بندگی کا ایک مقام ✤ مگر خدا نہ کرے وہ مقام آجائے

چند نفلی عبادتیں کر کے کبھی آدمی میں بندگی کا غرور بھی پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بڑا خطرناک ہوتا ہے. اللہ کے یہ بندے راتوں کو عبادتیں کرنے کے بعد بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے عمل کی کوتاہی ہمارے رب کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کے عذاب سے بچنے کو ہی غنیمت سمجھتے ہیں اور اسکے لئے بھی ان کا اعتماد اپنے عمل پر نہیں بلکہ اللہ کے رحم و کرم پر ہوتا ہے.

٦٦ جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے | وہ جانتے ہیں کہ جہنم ہر لحاظ سے بری جگہ ہے. منزل ہونے کے لحاظ سے بھی کہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی اور دائمی قیام گاہ ہونے کے لحاظ سے بھی کہ اسمیں رہنے والے ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے.

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا

وَالَّذِيْنَ	اِذَآ + اَنْفَقُوْا	لَمْ يُسْرِفُوْا	وَلَمْ يَقْتُرُوْا
اور وہ لوگ جو	جب وہ خرچ کرتے ہیں	نہ فضول خرچی کرتے ہیں	اور نہ تنگی کرتے ہیں

اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں نہ فضول خرچی کرتے ہیں، اور نہ تنگی کرتے ہیں

وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا

وَ	كَانَ	بَيْنَ ذٰلِكَ	قَوَامًا	وَ	الَّذِيْنَ	لَا
اور	ہے	اس کے درمیان	اعتدال	اور	وہ جو	نہیں

(انکی روش) اس کے درمیان اعتدال کی ہے۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ نہیں

يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ

يَدْعُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا	اٰخَرَ	وَلَا يَقْتُلُوْنَ	النَّفْسَ
پکارتے	اللہ کے ساتھ	کوئی معبود	دوسرا	اور وہ قتل نہیں کرتے	جان

پکارتے دوسرا (کوئی اور) معبود۔ اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ج وَمَنْ

الَّتِيْ	حَرَّمَ اللّٰهُ	اِلَّا بِالْحَقِّ	وَلَا يَزْنُوْنَ	وَمَنْ
جسے	حرام کیا اللہ	مگر جہاں حق ہو	اور وہ زنا نہیں کرتے	اور جو

(قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے، مگر جہاں حق ہو، اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ لا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ

يَّفْعَلْ	ذٰلِكَ	يَلْقَ + اَثَامًا	يُّضٰعَفْ	لَهُ	الْعَذَابُ
کرے گا	یہ	دوچار ہوگا بڑی سزا	دوچند کردیا جائیگا	اسکے لئے	عذاب

یہ کرے گا وہ بڑی سزا سے دوچار ہوگا روزِ قیامت اس کے لئے عذاب

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ نصف

يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	وَيَخْلُدْ	فِيْهٖ	مُهَانًا	
روز	قیامت	اور وہ ہمیشہ رہے گا	اس میں	خوار ہو کر	

دوچند کردیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا خوار ہو کر۔

(۶۷) وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا عَلٰى عِيَالِهِمْ لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا بِفَتْحِ اَوَّلِهٖ وَضَمِّهٖ اَىْ يُضَيِّقُوْا وَكَانَ اِنْفَاقُهُمْ بَيْنَ ذٰلِكَ الْاِسْرَافِ وَالْاِقْتَارِ قَوَامًا ○ وَسَطًا	(۶۷) اور وہ بندے کہ جب وہ اپنے کنبے والوں پر خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے زیادہ بیجا صرف کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا خرچ کرنا اسراف اور تنگی کے بیچ بیچ میں ہوتا ہے یعنی توسط اختیار کرتے ہیں۔
(۶۸) وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ قَتْلَهَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اَىْ وَاحِدًا مِّنَ الثَّلٰثَةِ يَلْقَ اَثَامًا ○ اَىْ عُقُوْبَةً	(۶۸) اور وہ بندے جو اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہیں پکارتے۔ اور نہ قتل کرتے ہیں کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام فرمایا مگر حق پر یعنی ناحق کسی کو نہیں مارتے بلکہ حکم حق تعالٰی کے مطیع ہیں۔ اور جو کوئی ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا وہ سزا دیا جائے گا۔
(۶۹) يُّضٰعَفْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ يُضَعَّفُ بِالتَّشْدِيْدِ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ بِجَزْمِ الْفِعْلَيْنِ بَدَلًا وَبِرَفْعِهِمَا اِسْتِيْنَافًا مُهَانًا ○ حَالٌ	(۶۹) قیامت کے دن اس کو دو چند عذاب دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں گرفتار رہیگا ذلیل ہوکر۔

تشریح

(۶۷) **اللہ کے مثالی بندوں کے خرچ میں اعتدال ہوتا ہے** مال خرچ کرنے کے لئے قرآن مجید میں دو لفظ آئے ہیں اسراف اور تبذیر
اسراف یہ ہے کہ مال حلال خرچ تو جائز جگہ کرے مگر بے دریغ خرچ کرے اور اس بات کی کوئی پرواہ نہ کرے کہ کتنا خرچ کرنا معقول اور مناسب ہے اس کے لئے قرآن مجید میں آیا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○ (اللہ تعالٰی فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں فرماتے۔)
تبذیر کا مطلب ہے کہ اپنے جائز مال کو ناجائز کاموں میں خرچ کرنا، اس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (بنی اسرائیل آیت ۲۷ پارہ ۱۵)
(فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں)
اس کے مقابلے میں بخل اور کنجوسی یہ ہے کہ آدمی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے میں بلا وجہ تنگی برتے یا دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے بے پرواہ ہو جائے۔

اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ آدمی افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنی جائز ضرورتوں کو پورا کرے ان پر مناسب حد تک خرچ کرے اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کرے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل آیت ۲۹ پارہ ۱۵)

(نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اُسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو۔)

ایک صالح معاشرہ کی اخلاقی تربیت کے لئے مال کو بیجا خرچ کرنے پر روک تھام ضروری ہے اسلئے مثالی مسلمان وہ ہے کہ نہ تو اس کا مال الٹی سیدھی جگہ خرچ ہوتا ہے نہ وہ اپنی شان دکھانے کے لئے بے جا خرچ کرتا ہے اور نہ زر پرست آدمی کی طرح پیسہ جوڑ کر رکھتا ہے بلکہ اس کے اخراجات میں اعتدال پایا جاتا ہے جیسا کہ نبی ؐ نے فرمایا۔

مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ قَصْدُهُ فِي مَعِيشَتِهِ (راوی ابوداؤد۔ احمد و طبرانی)

(اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرنا آدمی کے دانا ہونے کی علامتوں میں ہے)

دوسری حدیث میں نبی ؐ کا ارشاد ہے۔ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ مطبوعہ نور محمد ص۴۳۳) (حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ؐ نے فرمایا جسکو میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا آگیا اس کو عمدہ زندگی بسر کرنے کا نصف طریقہ ہاتھ آگیا)۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ؐ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں تباہ کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں (۱) اللہ سے ڈرنا تنہائی اور مجمع میں (۲) حق بات کہنا خوشی و ناخوشی میں (۳) آمد خرچ میں میانہ روی اختیار کرنا مالداری اور غریبی میں ۔۔۔ اور تباہ کرنیوالی تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) خواہش نفس کی پیروی کرنا (۲) حرص و بخل کرنا (۳) گھمنڈ کرنا۔ اور یہ تینوں میں سخت تر ہے (مشکوٰۃ ص۴۳۴)

۶۸ رحمٰن کے بندوں کی نمایاں صفات شرک نہ کرنا، ناحق قتل نہ کرنا، بدکاری نہ کرنا | رحمٰن کے بندوں کی ایک صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے نہ اس سے حاجت روائی کے طلبگار ہوتے ہیں اور نہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش کرتے ہیں ان کی دعا اور عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے۔

انکی دوسری صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر انسانی جان کا احترام کرتے ہیں چاہے وہ ایک نوزائیدہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام کی نظر میں ناحق کسی کی جان لینا ایک سنگین جرم ہے۔ یہاں تک کہ ایک ناحق جان لینا پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے اگر کسی کی جان لی جائے گی تو وہ حق کے ساتھ لی جائیگی ناحق کسی کی جان لینا ظلم ہے۔

رحمٰن کے بندوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ ناجائز تعلقات سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ اسلام کی نظر میں بدکاری اور زنا ایک انتہائی شرمناک فعل ہے۔ یہ فعل چاہے مرد و عورت باہمی رضامندی سے کریں شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ بدکاری کی راہ پر قدم رکھنے والا اپنا اخلاقی جوہر کھو دیتا ہے۔ اسلئے اسلام نے ان چیزوں پر پہرہ بٹھا دیا ہے جو زنا کی طرف لیجانے والی ہیں۔ حدیث میں ہے نبی ؐ نے فرمایا کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں ان کا زنا غیر عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا بے حیائی کی باتوں کا سننا ہے۔ زبان کا زنا شرمناک باتیں زبان پر لانا ہے۔ ہاتھ کا زنا غیر کو شہوت سے چھونا ہے، پاؤں کا زنا غلط راہ پر چلنا ہے ۔۔ فرمایا کہ دل تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اسکو جھوٹ یا سچ کر دکھاتی ہے۔ (مسلم، کتاب القدر)

یہ گناہ اتنے سنگین ہیں کہ جو ان کا مرتکب ہوگا وہ جہنم کی ایک وادی جس کا نام "اثام" ہے اسمیں ہولناک عذاب بھگتے گا۔

۶۹ بڑے گناہوں کا عذاب بھی بڑا ہوگا | ایک تو اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی بنانا اللہ سے بغاوت ہے پھر اوپر سے قتل اور بدکاری سنگین جرم ایسے شخص کا عذاب بھی بڑا ہوگا اور دم بدم بڑھتا رہیگا اسکے عذاب کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائیگا۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

يُبَدِّلُ اللَّهُ	فَأُولَٰئِكَ	عَمَلًا صَالِحًا	وَعَمِلَ	وَآمَنَ	مَنْ تَابَ	إِلَّا
اللہ بدل دے گا	پس یہ لوگ	نیک عمل	اور عمل کئے	اور وہ ایمان لایا	جس نے توبہ کی	سوائے

سوائے اس کے جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا، اور اس نے نیک عمل کئے، پس اللہ ان لوگوں کی برائیاں بدل دیگا

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ

وَمَنْ تَابَ	رَّحِيمًا	غَفُورًا	اللَّهُ	وَكَانَ	حَسَنَاتٍ	سَيِّئَاتِهِمْ
اور جس نے توبہ کی	نہایت مہربان	بخشنے والا	اللہ	اور ہے	بھلائیوں سے	ان کی برائیاں

بھلائیوں سے اور اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے اور جس نے توبہ کی

وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾

مَتَابًا	إِلَى اللَّهِ	يَتُوبُ	فَإِنَّهُ	صَالِحًا	وَعَمِلَ
رجوع کرنے کا مقام	اللہ کی طرف	رجوع کرتا ہے	تو بیشک وہ	نیک	اور عمل کئے

اور نیک عمل کئے تو بیشک وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف (جیسے) رجوع کرنے کا مقام (حق) ہے

﴿٧٠﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا مِنْهُمْ فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمُ الْمَذْكُورَةَ حَسَنَاتٍ فِي الْآخِرَةِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○ أَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَٰلِكَ

﴿٧٠﴾ مگر انہیں سے وہ شخص جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے سو حق تعالیٰ ایسے شخص کی برائیوں کو آخرت میں نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ ہمیشہ سے بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿٧١﴾ وَمَنْ تَابَ مِنْ ذُنُوبِهِ غَيْرَ مَنْ ذُكِرَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ○ أَيْ يَرْجِعُ إِلَيْهِ رُجُوعًا فَيُجَازِيهِ خَيْرًا

﴿٧١﴾ اور جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے ماسوا ان لوگوں کے جن کا ذکر ہوچکا اور نیک عمل کرے سو بے شبہ وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف رجوع کرنا سو حق تعالیٰ اس کو اچھا عوض دیگا۔

تشریح

توبہ کرنے سے بڑے سے بڑا گناہ معاف ہوجاتا ہے | کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت غفور الرحیم ہے معاف کرنا انکی صفت ہے وہ معافی کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی بندہ اپنی پچھلی زندگی سے تائب ہوکر ایمان لائے نیک روش اختیار کرے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا ان کو یہ توفیق عطا ہوگی کہ وہ برائیوں کی جگہ نیک کام کریں گے۔

انسان جب محسوس کرلیتا ہے اور اپنی خطاؤں پر نادم ہوتا ہے تو اس کے فکر اور عمل میں ایک خوشگوار انقلاب برپا ہوجاتا ہے۔ توبہ کرنے والے پُرامید رہیں کہ ان کے پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے بندے کو مایوس نہیں ہونا چاہئے سچی توبہ سے بڑے سے بڑے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حدیث میں ایک واقعہ ہے کہ ایک بوڑھا آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ساری زندگی گناہوں میں گذری ہے۔ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو میں نے نہ کیا ہو اگر میں اپنے گناہ روئے زمین کے تمام انسانوں میں تقسیم کردوں تو وہ سب کو لے ڈوبیں گے۔ یا رسول اللہ کیا میری معافی کی کوئی صورت ہے ؟ آپ نے پوچھا کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے ؟ اس نے کلمۂ شہادت پڑھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اللہ معاف فرمانے والے ہیں اور تمہاری ساری برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے۔ اس نے عرض کیا کیا میرے سارے جرم اور قصور ؟ فرمایا ہاں تیرے سارے جرم اور قصور۔ (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حدیث میں ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی سے عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آیا تو دیکھا کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے۔ میں اس کو سلام کرکے اپنے حجرے میں چلا گیا اور دروازہ بند کرکے نفلیں پڑھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور پوچھا کیا بات ہے ؟ وہ کہنے لگی میں آپ سے ایک بات پوچھنے آئی ہوں۔ وہ یہ کہ مجھ سے زنا کا گناہ ہوگیا جس سے ناجائز حمل ہوا، بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے مار ڈالا۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا میرا گناہ معاف ہونے کی صورت ہے ؟ میں نے کہا ہرگز نہیں ! وہ بڑی حسرت کے ساتھ آہیں بھرتی ہوئی واپس چلی گئی۔ صبح کو نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر جب میں فارغ ہوا تو میں نے حضور ﷺ کو رات کا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم نے بڑا غلط جواب دیا، کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ؟

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ...... اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

حضور ﷺ کا یہ جواب سن کر میں عورت کو ڈھونڈنے لگا، رات کو وہ مجھے مل گئی۔ میں نے حضور ﷺ کا جواب اس کو سنایا، وہ سنتے ہی سجدے میں گر گئی۔ پھر اس نے توبہ کی اور شکرانے میں اپنی لونڈی کو بیٹے سمیت آزاد کردیا۔ (ابن جریر طبرانی)

(۷۱) **اسکی بارگاہ میں جو شرمسار ہوکر آتا ہے وہ اسکے دامن رحمت میں جگہ پالیتا ہے** سچے دل سے ایمان لانا تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ ایمان لانے کے بعد بھی اگر انسان سے لغزش ہوجائے اور وہ شرمسار ہوکر سچے دل سے توبہ کرے، برائی سے باز آئے اور نیک روش اختیار کرے تو اللہ کی بارگاہ ایک ایسی بارگاہ ہے جہاں معافی مانگنے والے کے جرم نہیں گنے جاتے جہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس نے واقعی دل سے توبہ کرکے اپنے آپ کو سُدھار لیا ہے۔ اللہ کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے جہاں بندے کو وہ آقا ملتا ہے جو انتقام پر خار کھائے نہیں بیٹھا۔ بلکہ ہر شرمسار غلام کے لئے اس کا دامن رحمت کھلا ہوا ہے، یہی وہ بارگاہ ہے جہاں بندے کو آنا چاہیئے اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ ایسی نہیں ہے جس کی طرف رجوع کرکے وہ سزا سے بچ سکے یا اجر حاصل کرسکے۔ یہ بہترین بارگاہ ہے جہاں سے تمام بھلائیاں ملتی ہیں جہاں قصوروں پر شرمسار ہونے والے دھتکارے نہیں جاتے بلکہ معافی اور انعام سے نوازے جاتے ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورۂ نساء میں جو یہ ارشاد ہوا ہے کہ :-

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ (سورہ نساء آیت ۹۳ پارہ ۵ رکوع ۱۳)

(وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے)

یہ آیت اس کے حق میں ہے جو اپنے گناہ کے لئے اللہ سے توبہ نہ کرے اور اگر توبہ کرلے تو سورۂ فرقان کی آیت مذکورہ ۷۰ کے مطابق اس کے جرم کی معافی کی بھی گنجائش ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

وَالَّذِيْنَ	لَا يَشْهَدُوْنَ	الزُّوْرَ	وَاِذَا	مَرُّوْا	بِاللَّغْوِ	مَرُّوْا	كِرَامًا
اور وہ لوگ جو	گواہی نہیں دیتے	جھوٹ	اور جب	گزریں	بیہودہ	گزرتے ہیں	بزرگانہ

اور وہ لوگ جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزریں تو گزرتے ہیں بزرگانہ (بزرگانہ طرز سے)

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ

وَالَّذِيْنَ	اِذَا + ذُكِّرُوْا	بِاٰيٰتِ + رَبِّهِمْ	لَمْ يَخِرُّوْا	عَلَيْهَا	صُمًّا	وَّ
اور وہ لوگ جو	جب انہیں نصیحت کیجاتی ہے	انکے رب کے احکام سے	نہیں گر پڑتے	ان پر	بہروں کیطرح	اور

اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کے احکام سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہروں اور اندھوں کی طرح نہیں

عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا

عُمْيَانًا	وَالَّذِيْنَ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَا	هَبْ لَنَا	مِنْ	اَزْوَاجِنَا	وَذُرِّيّٰتِنَا
اندھوں کی طرح	اور وہ لوگ جو	کہتے ہیں وہ	اے ہمارے رب	عطا فرما ہمیں	سے	ہماری بیویاں	اور ہماری اولاد

گر پڑتے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی

قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

قُرَّةَ اَعْيُنٍ	وَّاجْعَلْنَا	لِلْمُتَّقِيْنَ	اِمَامًا
ٹھنڈک آنکھوں کی	اور بنادے ہمیں	پرہیزگاروں کا	پیشوا

ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں بنادے پرہیزگاروں کا پیشوا۔

(۷۲) وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ اي الكذب والباطل وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ من الكلام القبيح وغيره مَرُّوْا كِرَامًا ○ معرضين عنه

(۷۲) اور وہ بندے جو جھوٹ اور نکمی باتوں میں شریک نہیں ہوتے اور جب کسی نکمی بات کو سنتے ہیں اور ایسی جگہ کو گزرتے ہیں تو اس سے اعراض کرجاتے ہیں۔

(۷۳) وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا وعظوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ اي القرآن لَمْ يَخِرُّوْا يسقطوا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ بل خروا سامعين ناظرين منتفعين

(۷۳) اور وہ بندے کہ جب انکو قرآن کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے بلکہ سننے والے ہوتے ہیں اور دیکھ کر نفع اٹھانے والے۔

(۷۴) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا بالجمع والافراد قُرَّةَ

(۷۴) اور وہ بندے کہ جو کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جن کو دیکھ کر ہماری آنکھ ٹھنڈی

أَعْيُنٍ لَنَا بِأَنْ نَرَاهُمْ مُطِيعِينَ لَكَ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ فِي الْخَيْرِ

ہو اسطرح کہ ہم انکو تمہارا فرماں بردار دیکھیں. اور ہم کو امور خیر میں پرہیزگاروں کا مقتدا بنا.

تشریح

(۷۲) رحمٰن کے بندوں کی مزید صفات، نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ جھوٹ کے گواہ بنتے ہیں اور نہ لغو کاموں سے دل چسپی لیتے ہیں. | بندۂ مومن دراصل ایک ذمے دار اور سنجیدہ شخصیت کا مالک ہوتا ہے اسے ہمہ وقت اپنی ذمے داری کا احساس رہتا ہے اسکو ہر وقت یہ بات یاد رہتی ہے کہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور زندگی کیلئے مہلت فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے اسلئے وہ نہ خود جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹ کا گواہ بنتا ہے وہ لغو اور فضول کام سے کوئی دل چسپی نہیں رکھتا وہ ایسے سلیم الطبع پاکیزہ مزاج اور خوش ذوق انسان کی طرح ہوتا ہے جس کو بے ہودگیوں سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا وہ لطیف الطبع اور ظریف المزاج تو ہوتا ہے مگر اس میں مسخراپن اور گندا مذاق نہیں ہوتا اسلئے وہ ایسی مجلسوں سے اس طرح گذر جاتا ہے جیسے خوش ذوق آدمی گندگی کے ڈھیر سے جلد سے جلد گزرتا ہے جیسا کہ سورۂ مومنون میں ارشاد ہوا کہ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (آیت ۳ پارہ ۱۸)
(اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ لغو باتوں سے دور رہتے ہیں.)

(۷۳) رحمٰن کے بندوں کی صفت. کہ اللہ کی آیات سنکر اسکا گہرا اثر قبول کرتے ہیں | اہل ایمان بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب انکے سامنے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ کی باتیں سنکر ٹس سے مس نہ ہوں بلکہ وہ ان کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں حق کو سننے کے لئے انکے کان اور حق کو دیکھنے کے لئے انکی آنکھیں اور حق کو قبول کرنے کے لئے ان کے دل تیار رہتے ہیں. پتھر کی مورتی بن کر نہیں رہ جاتے بلکہ فکر و تدبر اور دھیان سے اللہ کی آیات سنتے ہیں. جس چیز کا حکم دیا گیا اسے بجالاتے ہیں جس چیز کی برائی کی گئی اس سے بچتے ہیں اور اگر اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا تو اس کے تصور سے کانپ جاتے ہیں.

(۷۴) اہل ایمان کی صفت وہ اپنے اہل خانہ کو بھی نیکی میں ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں | مومن صادق نہ صرف یہ کہ خود اللہ کا فرماں بردار اطاعت گزار دل و جان سے اس کا وفادار اور اس کی راہ پر چلنے کے لئے تیار ہوتا ہے بلکہ وہ اہل خانہ کو بھی ایسا نیک دیکھنا چاہتا ہے کہ جس سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو اس کے اہل و عیال اطاعت الٰہی کے راستے پر گامزن ہوں اس کے گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ مثالی اور قابل تقلید ہو کہ لوگ اس کو دیکھ کر متقی بننے کی کوشش کریں اس کا گھرانہ ایسا ہو کہ تقویٰ اور طہارت میں لوگ اس کی مثال دیں وہ نہ یہ کہ خود ہدایت پر ہو بلکہ دوسروں کے لئے ہدایت کا سامان بنے اس کی کوشش یہ ہو کہ میرے اہل خانہ بھلائی اور نیکی میں سب سے آگے نکلیں.

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا. (التحریم) قرآن مجید کا حکم ہے کہ اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی عذاب دوزخ سے بچاؤ، اسلامی معاشرت کا بنیادی پتھر بچوں کی اسلامی تربیت ہے. شرعی ذمہ داریوں میں یہ ذمہ داری سب سے اہم بھی ہے اور سب سے مشکل ہے. اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف بڑے اہتمام سے توجہ دلائی ہے. حدیث میں ہے:-

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نُحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان وقال الترمذی ہذا عندی حدیث مرسل، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۳ مطبوعہ نور محمد)

(ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی والد کی طرف سے اپنے نور نظر کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے کہ اسکو اسلام کے آداب سکھائے.)

أُولَٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً

تَحِيَّةً	وَيُلَقَّوْنَ . فِيهَا	بِمَا صَبَرُوا	الْغُرْفَةَ	يُجْزَوْنَ	أُولَٰٓئِكَ
دعائے خیر	اور پیشوائی کیے جائینگے اسمیں	انکے صبر کی بدولت	بالاخانے	انعام دئے جائینگے	یہ لوگ

ان لوگوں کو ان کے صبر کی بدولت (جنت کے) بالاخانے انعام دئے جائیں گے اور وہ اس میں دعائے خیر اور سلام سے

وَسَلَٰمًا ﴿۷۵﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿۷۶﴾

وَمُقَامًا	مُسْتَقَرًّا	حَسُنَتْ	فِيهَا	خَٰلِدِينَ	وَسَلَٰمًا
اور مسکن	آرام گاہ	اچھی ہے	اسمیں	وہ ہمیشہ رہیں گے	اور سلام

پیشوائی کئے جائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (کیا ہی) اچھی ہے آرام گاہ ، اور اچھے مسکن

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ

فَقَدْ	دُعَآؤُكُمْ	لَوْلَا	رَبِّي	بِكُمْ	مَا يَعْبَؤُا	قُلْ
پس تحقیق	پکارو تم	اگر نہ	میرا رب	تمہاری	پرواہ نہیں رکھتا	فرمادیں

آپ فرمادیں اگر تم اس کو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ نہیں رکھتا۔ تم نے

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع

لِزَامًا	يَكُونُ	فَسَوْفَ	كَذَّبْتُمْ
لازمی	ہوگی	پس عنقریب	جھٹلایا تم نے

جھٹلایا پس عنقریب (اس کی سزا) لازمی ہوگی۔

ع ۶ ۱۷

﴿۷۵﴾ أُولَٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ الدَّرَجَةَ فِي الْجَنَّةِ بِمَا صَبَرُوا عَلَىٰ طَاعَةِ اللّٰهِ وَيُلَقَّوْنَ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ مَعَ فَتْحِ الْيَاءِ فِيهَا فِي الْغُرْفَةِ تَحِيَّةً وَسَلَٰمًا ○ مِنَ

﴿۷۶﴾ الْمَلَٰٓئِكَةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ○ مَوْضِعَ إِقَامَةٍ لَهُمْ وَأُولَٰٓئِكَ وَمَا بَعْدَهُ خَبَرُ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الْمُبْتَدَأُ

﴿۷۷﴾ قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِأَهْلِ مَكَّةَ مَا نَافِيَةٌ

﴿۷۵﴾ جن کا یہ حال ہے وہی لوگ ہیں جنکو جنت میں بڑے درجے ملیں گے بعوض اس کے کہ انھوں نے اللہ کی بندگی پر صبر کیا۔
اور جنت میں انکو فرشتے سلام کریں گے اور مبارکباد دینگے

﴿۷۶﴾ یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے وہ اچھی جائے قرار اور جگہ قیام کی انکے لئے ہے۔

﴿۷۷﴾ اے محمد اہل مکہ سے کہدو میرا رب تمہاری کچھ پرواہ نہ کرتا

يَعْبَؤُا يُكْثِرِث بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاءُكُمْ إِيَّاهُ فِي الشَّدَائِدِ فَيَكْشِفُهَا فَقَدْ أَيْ فَكَيْفَ يَعْبَؤُ بِكُمْ وَقَدْ كَذَّبْتُمُ الرَّسُولَ وَ الْقُرْآنَ فَسَوْفَ يَكُونُ الْعَذَابُ لِزَامًا ○ مُلَازِمًا لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ بَعْدَ مَا يَحُلُّ بِكُمْ فِي الدُّنْيَا فَقُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ سَبْعُوْنَ وَجَوَاب لَوْلَا دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهَا	اگر سختیوں میں تم اسکو نہ پکارتے تو ان سختیوں کو تمہاری دعاؤں پر وہ دور کر دیتا ہے۔ پھر وہ تمہاری کیا پرواہ کرے حالانکہ بے شبہ تم نے جھٹلایا پیغمبر اور قرآن کو سو نزدیک ہے کہ آخرت میں تم پر عذاب لازم ہوگا بعد اس کے کہ دنیا میں بھی تم پر مصیبت آئے گی چنانچہ بدر کی لڑائی میں ان میں سے ستر مقتول ہوئے۔

تشریح

(۷۵) جنت کے اعلیٰ درجات ایسے صابر و شاکر بندوں کے استقبال کے منتظر ہیں | اللہ تعالیٰ کے یہ صابر و شاکر بندے جنہوں نے شیطان کی تمام ترغیبات نفس کی ساری خواہشات کو ٹھکرا کر ہر طرح کی مشکلات کو برداشت کیا۔ ہر خوف اور لالچ کے مقابلے میں سچائی پر جمے رہے ہر محرومی کو برداشت کیا مگر نیکی اور راستی کے راستے کو نہیں چھوڑا۔ جنت کے اعلیٰ مراتب ایسے بندوں کے منتظر ہیں وہاں ان کا استقبال آداب و تسلیمات دعا و سلام کے ساتھ ہوگا اور ان کی تکریم اور عزت افزائی میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائیگی۔

(۷۶) اللہ کے یہ بندے جنت کے اعلیٰ درجات میں ہمیشہ رہیں گے | جنت کے یہ اعلیٰ مقامات اللہ کے ان نیک بندوں کا مستقل ٹھکانا اور مقام ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے اور جنت کی زندگی سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ نہ وہاں ان کو کبھی موت آئے گی نہ کبھی بڑھاپا آئیگا نہ کبھی بیماری آئے گی۔ کیا ہی اچھا ہے یہ مقام کیا ہی اچھا ہے یہ اعلیٰ رتبہ۔ وہ اللہ کی رضا کی صورت میں اس کے صالح بندوں کو عطا کیا جائیگا۔

(۷۷) اللہ تمہارا محتاج نہیں ہے تم اللہ کے محتاج ہو | اے پیغمبر ان لوگوں کو جو حق سے روگردانی کرتے ہیں صاف طور پر بتادو کہ تم سے اللہ کی کوئی حاجت اٹکی ہوئی نہیں ہے تم اس کے محتاج ہو وہ تمہاری بندگی کا محتاج نہیں ہے اگر تم اس سے اپنی حاجتیں طلب نہیں کروگے تو اس کی کبریائی میں کوئی فرق نہیں آئیگا پس تم بھی ایسی ہی مخلوق ہوں گے جیسے پتھر وغیرہ اس کی مخلوقات ہیں۔ جب تم اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہوں گے اگر تم اسکو نہیں پکاروگے اس کو اپنا حاجت روا نہیں مانوگے تو ایسے پھینک دئے جاؤگے جیسے کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا ہے اور تمہیں ایسی سزا ملے گی کہ تمہیں جان چھڑانا مشکل ہوجائے گا۔ حقیقت تمہارے سامنے رکھ دی ہے اب جو کچھ ہے اس کے ذمہ دار تم خود ہو۔

۲۶

اَلشُّعَرَآءُ

ترتیبِ تلاوت —— ۲۶	ترتیبِ نزول —— ۴۷
مکی / مدنی —— مکی	تعدادِ رکوعات —— ۱۱
تعدادِ آیات —— ۲۲۷	تعدادِ الفاظ —— ۱۲۴۷
تعدادِ حروف —— ۵۶۸۹	

اس سورت کی تین آیتوں ۲۲۴ تا ۲۲۶ میں بتایا گیا ہے کہ شاعروں کا کردار کیسا ہوتا ہے۔ اور ایک نبی اور ایک شاعر کے کردار میں کیا فرق ہوتا ہے ؟

آیت ۲۲۴ میں ارشاد ہے کہ، وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۔ اس میں لفظ شُعَرَاء سے لیکر اس سورت کا نام "الشعراء" رکھا گیا ہے۔ یہ نام بھی قرآن مجید کی دوسری سورتوں کے ناموں کی طرح ایک علامتی نام ہے یعنی شاعر اور ان کے اوصاف سورت کا موضوع نہیں ہے۔ البتہ اس سورت کی چند آیتوں میں شاعروں کے کردار کے بیان سے خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر ہونے کا الزام کتنا بے جا الزام ہے، ایک شاعر اور ایک نبی کے کردار و عمل میں کتنا نمایاں فرق ہوتا ہے۔

سورت کے مضامین پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سورت کا زمانۂ نزول مکے کے ابتدائی دور کا تقریباً آخری حصہ بلکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے ایمان لانے سے پہلے یہ سورت نازل ہو چکی تھی۔

○ اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ آپؐ .... کی صداقت کو واضح کرتے ہوئے اس سلسلے میں جو بھی شکوک و شبہات ظاہر کئے جاتے تھے ان کو دُور کیا گیا ہے مثلاً یہ کہ آپ کوئی نشانی تو دکھاتے نہیں کیسے یقین کیا جائے کہ آپؐ نبی ہیں۔ آپ کو شاعر اور کاہن کہہ کر لوگوں کو آپ سے دور کرنے کی کوشش یا اس طرح کے شبہات کہ آپ پر ایمان لانے والے چند نوجوان ہیں یا پھر ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں۔ اس طرح کے تمام الزامات کو مناسب انداز میں دُور کرتے ہوئے ان کا جواب دیا گیا ہے۔

○ چند تمہیدی آیات کے بعد سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ ذرا یہ تو دیکھو کہ اللہ کے رسول کس دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ لوگوں کو حق قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور تم لوگ اس دعوت سے بے رُخی برت رہے ہو اگر تم سنجیدگی سے غور کرتے تو حق کی تائید میں تمہیں قدم قدم پر بے شمار نشانیاں مل جاتیں۔

○ حضرت موسیٰؑ کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی رسالت کی صداقت واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے جب جتنی معجزے دکھائے مثلاً لاٹھی کا سانپ بن جانا، پتھروں سے چشموں کا پھوٹنا۔ ان معجزوں کو دیکھ کر بھی ہٹ دھرم لوگ جنہیں سچائی کو نہیں ماننا تھا وہ نہیں مانے۔

○ حضرت ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید کو پیش کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ اصل دین ابراہیم وہی ہے جس کی دعوت حضرت محمدؐ دے رہے ہیں۔ جس طرح بے مَیل نکھری ہوئی خالص توحید کا تصوّر حضرت ابراہیمؑ کی دعوت میں ہے وہی تصورِ توحید حضرت محمد رسول اللہؐ کی تعلیم میں موجود ہے۔

○ اس کے علاوہ متعدد انبیاءؑ کی دعوت کو پیش کیا گیا ہے اور مخالفین کا انجام بھی بتایا گیا ہے — بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام کی دعوتِ حق میں کس درجہ یکسانیت رہی ہے۔

○ آخیر میں نبیؐ اور قرآن کے تعلق سے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھو، قرآن کے کلام کے اوپر غور کرو کیا تمہیں محمدؐ اور ان کے ساتھیوں میں شاعروں کی خیالی باتیں نظر آتی ہیں جن کا ہماری زندگی سے کم ہی تعلق ہوتا ہے۔ کیا قرآن کسی شیطان یا جن کا کلام ہو سکتا ہے۔ اس کلام کی بلاغت خود کہہ رہی ہے کہ یہ کسی انسان کا نہیں خالقِ کائنات کا کلام ہے۔

رکوعاتها ۱۱	۴۷ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ۲۶	اٰیاتها ۲۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②

الْمُبِيْنِ	الْكِتٰبِ	اٰيٰتُ	تِلْكَ	طٰسٓمٓ
روشن	کتاب	آیتیں	یہ	طٰسٓمٓ

طٰسٓمٓ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③

مُؤْمِنِيْنَ	اَلَّا - يَكُوْنُوْا	نَفْسَكَ	بَاخِعٌ	لَعَلَّكَ
ایمان لاتے	کہ وہ نہیں	اپنے تئیں	ہلاک کرو گے	شاید تم

شاید آپ (ان کے غم میں) اپنے تئیں ہلاک کریں گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا وَالشُّعَرَآءُ اِلٰی اٰخِرِهَا فَمَدَنِيٌّ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ شعراء مکی ہے مگر آیۃ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مدنی ہے اور اس سورت میں ۲۲۷ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

① طٰسٓمٓ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ

① طٰسٓمٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان الفاظ سے ارادہ کیا

② تِلْكَ اَیْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْقُرْاٰنِ اَلْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ الْمُبِيْنِ ○ الْمُظْهِرُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ

② یہ آیتیں ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہیں۔

③ لَعَلَّكَ يَا مُحَمَّدُ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ قَاتِلُهَا غَمًّا مِنْ اَجْلِ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَلَعَلَّ هُنَا لِلْاِشْفَاقِ اَیْ اَشْفِقْ عَلَيْهَا بِتَخْفِيْفِ هٰذَا الْغَمِّ

③ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ الخ شاید تو اے محمدؐ اس غم میں اپنی جان کو ہلاک کر دیگا کہ مکہ والے ایمان نہیں لاتے (غرض اس سے یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کا غم نہ کریں)

تشریح

① حروف مقطعات | یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں یعنی ان کو الگ الگ کر کے اسطرح پڑھا جاتا ہے طا۔ سین۔ میم
ان حروف کے معنی متعین کرنے اگرچہ مشکل ہیں اور معنی کا معلوم ہونا کوئی ضروری بھی نہیں ہے مگر بعض حضرات نے یہ کہا

کہ یہ حروف اس سورت کے کچھ مخصوص مضامین کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسے ؛

○ طاء کا اشارہ طاعت کی طرف ہو سکتا ہے کیونکہ ہر پیغمبر نے یہی مطالبہ کیا ہے کہ کیونکہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور پیغمبر متعین ہی اسلئے کئے جاتے ہیں کہ انکی اطاعت کی جائے ۔ اس کا بیان سورۂ بقرہ کی آیت ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ ۔ ۱۴۴ ۔ ۱۵۰ ۔ اور ۱۶۳ میں ہوا ہے ۔

○ س کا اشارہ سحر کی طرف ہو سکتا ہے جس کے معنی جادو کے آتے ہیں جادوگری کا الزام پیغمبروں پر لگایا جاتا رہا ہے ۔ سورۂ شعراء کی آیت ۳۴ ۔ ۳۵ ۔ ۴۹ ۔ ۱۵۳ اور ۱۸۵ میں اس کا بیان موجود ہے ۔

○ م سے اشارہ مرسلین کی طرف ہو سکتا ہے جس کے معنی پیغمبر کے ہیں مختلف قوموں میں پیغمبر مبعوث کئے گئے ہیں چنانچہ مرسلین کا لفظ سورۂ شعراء کی آیت ۱۰۵ ۔ ۱۴۱ ۔ ۱۶۰ اور ۱۷۶ میں آیا ہے ۔

○ یا طا ، سین ، میم یہ حرف سورت کے مضمون کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں کہ اللہ نے مختلف قوموں میں اپنے رسول بھیجے اور ان سب نے رسول ہونے کی حیثیت سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا لیکن لوگوں نے ان پر ساحر وغیرہ کے الزامات لگائے کسی نے ان کو مسحور بھی کہا کہ ان پر جادو ہو گیا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبروں کی مخالفت کرنے والوں کی فکر اور سوچ اور ان کی ذہنیت ہر دور میں یکساں رہی ہے ۔

(۲) یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جو اپنا مقصد صاف صاف بیان کرتی ہے اور جس کا اللہ کا کلام ہونا ہر آیت سے واضح ہے ۔ | قرآنمجید کا اعجاز ایسا کھلا ہوا ہے جیسے دن کے وقت سورج کہ کوئی اسکا انکار نہیں کر سکتا ۔ یہ ایسی کتاب ہے جو اپنا مدعا اور مقصد بالکل صاف صاف کھول کھول کر بیان کرتی ہے ۔ یہ کتاب کس چیز کی دعوت دیتی ہے کس چیز سے روکتی ہے کسے حق کہتی ہے کسے باطل کہتی ہے یہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے یہ حق و باطل کو اسطرح الگ الگ کر دیتی ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے اور آدمی صاف صاف معلوم کر سکتا ہے کہ یہ کتاب کس چیز کو اختیار کرنے اور کس چیز کو چھوڑنے کی دعوت دے رہی ہے ۔
یہ الکتاب المبین ہے اس کا کلام الٰہی ہونا بالکل ظاہر و باہر ہے اسکے مضامین اسکے پیش کردہ حقائق اسکا بیان و اسلوب پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ خداوند عالم کا کلام ہے اسکو دیکھنے اور سننے کے بعد ایک حق پسند کے لئے کسی اور نشانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے

(۳) نبیؐ کی دل سوزی کی کیفیت | حضور نبی کریمؐ کا نمایاں وصف جسکو قرآن نے بیان کیا ہے "رحمۃ للعالمین" ہے ۔ آپکا وجودِ مسعود اہل جہاں کیلئے باعثِ رحمت ہے ، آپکے دل کی نرمی مخلوقِ خدا پر آپکی شفقت و رحمت آپکے دل کا سوز و گداز لوگوں کی خیر خواہی یہ ایسی صفات تھیں جن کا اظہار نبوت سے پہلے بھی اس صورت میں ہوتا تھا کہ آپ قوم کی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے اور غور و فکر فرماتے تھے کہ انکی اصلاح کی کیا صورت ہو جسکو قرآن نے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (اور آپ کو ناواقف پایا تو واقف کرادیا) سے تعبیر کیا ہے ۔ نبوت سے سرفرازی کے بعد آپ پر جو عظیم ذمہ داری تھی اس کو ادا کرنے کے لئے آپ سرگرم رہتے تھے ۔ آپ کی دعوت کے مقابلے میں لوگوں کا انکار بلکہ مخالفانہ کشمکش اور آپ کی ہر کوشش کی مزاحمت یہ ایسی چیزیں تھیں جس سے آپ سخت اذیت محسوس کرتے تھے ۔ آپ گمراہ لوگوں کو دیکھتے ان کو راہ پر لانے کی کوشش کرتے اور جب دیکھتے کہ وہ ماننے کے بجائے مقابلہ پر آمادہ ہیں تو آپ کو سخت رنج و غم ہوتا اور اس رنج و غم کی کیفیت ایسی ہوتی کہ جیسے آپ اس غم میں اپنے آپ کو گھلا رہے ہیں آپ کی دلسوزی اور شفقت کا تقاضا کچھ اور تھا اور حالات اسکے برخلاف تھے اس صورت میں آپ کی جو کیفیت ہوتی تھی اس کا ذکر قرآن نے کئی جگہ کیا ہے جیسے سورۂ کہف میں ارشاد ہوا ہے ۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۔ (شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے ۔) (آیت ۶) اسی طرح سورۂ فاطر میں ارشاد ہے ۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ (آیت ۸)
(ان لوگوں کی حالت پر رنج و افسوس میں تمہاری جان نہ گھلے ۔)

اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتۡ

اِنۡ نَّشَاۡ	نُنَزِّلۡ	عَلَيۡهِمۡ	مِّنَ السَّمَآءِ	اٰيَةً	فَظَلَّتۡ
اگر ہم چاہیں	ہم اتاریں	ان پر	آسمان سے	کوئی نشانی	تو ہوجائیں

اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتاردیں تو اکے

اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ ﴿۴﴾

اَعۡنَاقُهُمۡ	لَهَا	خٰضِعِيۡنَ
ان کی گردنیں	اس کے آگے	پست

آگے ان کی گردنیں پست ہو جائیں۔

﴿۴﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتۡ بِمَعۡنَى الۡمُضَارِعِ اَىۡ تَدُوۡمُ اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ ○ فَيُؤۡمِنُوۡنَ وَلَمَّا وُصِفَتِ الۡاَعۡنَاقُ بِالۡخُضُوۡعِ الَّذِىۡ هُوَ لِاَرۡبَابِهَا جُمِعَتِ الصِّفَةُ مِنۡهُ جَمۡعُ الۡعُقَلَاءِ

﴿۴﴾ اگر ہم چاہیں تو مکروالوں پر آسمان سے نشانی اُتاریں جس سے ان کی گردنیں پست اور ذلیل ہوجاویں اور وہ ایمان لاویں (خاضعین جو جمع ہے ذوی العقول کے لئے. اعناق کی صفت اسلئے واقع ہوئی کہ خضوع دراصل وصفِ عقلاء ہے جب اعناق کے لئے اس وصف کو ثابت کیا تو جمع بھی ذوی العقول کی سی لائی گئی)

تشریح

﴿۴﴾ اللہ تعالیٰ اپنے دئے ہوئے اختیار کو سلب کرنا نہیں چاہتا | اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی زندگی میں انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو مانے یا نہ مانے یہی اس کا امتحان ہے۔ اس اختیار دینے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں اس نے انسان کو عقل وفہم دی ہے، علم دیا ہے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ انسان اپنے علم وفہم کی روشنی میں اپنا راستہ چنے۔ وہ اپنے دئے ہوئے اس اختیار کو سلب کرنا نہیں چاہتا۔ اسلئے مخالفین کا یہ مطالبہ کہ کوئی ایسا معجزہ لایا جائے جو ہمیں ماننے پر مجبور کردے تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر زبردستی گردنیں جھکانی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے مگر یہ اسکی حکمت کا تقاضا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جبری ایمان مطلوب نہیں ہے اگر یہی کرنا ہوتا تو انسان کی فطرت بھی فرشتوں کی طرح بنا دیتا جس میں نافرمانی کا کوئی امکان ہی نہ رہتا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے:-

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ (سورۂ یونس آیت ۹۹)

(اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے رہنے والے سب کے سب لوگ ایمان لے آتے۔ اب کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کروگے)

دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمۡ. (سورۂ ہود آیت ۱۱۹)

(اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی امت بنا سکتا تھا وہ تو مختلف راہوں پر چلتے رہیں گے (اور بے راہ رویوں سے صرف وہی بچیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہے اسی لئے تو اس نے انکو پیدا کیا تھا۔)

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ﴿٥﴾

مُعْرِضِينَ	عَنْهُ	كَانُوا	إِلَّا	مُحْدَثٍ	الرَّحْمَٰنِ	مِنَ	مِنْ ذِكْرٍ	مَا يَأْتِيهِمْ	وَ
روگرداں	اس سے	ہوجاتے ہیں	مگر	نئی	رحمن	طرف سے	کوئی نصیحت	نہیں آتی ان کے پاس	اور

اور ان کے پاس رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے روگرداں ہوجاتے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦﴾

يَسْتَهْزِئُونَ	بِهِ	مَا كَانُوا	أَنْبَاءُ	فَسَيَأْتِيهِمْ	فَقَدْ كَذَّبُوا
مذاق اڑاتے۔	اس کا	جو وہ تھے	خبریں	تو جلد آئیں گی ان کے پاس	پس بیشک انہوں نے جھٹلایا

پس بیشک انہوں نے جھٹلایا تو جلد ان کے پاس اس کی خبریں آئیں گی (حقیقت معلوم ہوجائے گی) جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

﴿٥﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ قرآن مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ صفة كاشفة إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ○

﴿٥﴾ اور اہل مکہ کے پاس جب کوئی آیت نئی قرآن کی رحمن کی طرف سے اترتی ہے وہ اس سے منہ پھیرتے ہیں۔

﴿٦﴾ فَقَدْ كَذَّبُوا به فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ عواقب مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

﴿٦﴾ سو بالتحقیق اہل مکہ نے قرآن کو جھٹلایا پس عنقریب ان پر ان کی استہزار کا انجام آنے والا ہے۔

تشریح

﴿٥﴾ نہ ماننے والوں کی بے توجہی | ایک طرف تو نبی ﷺ کی شفقت و دلسوزی کا یہ عالم ہے کہ وہ انسانی ہمدردی میں گھلے جارہے ہیں دوسری طرف نہ ماننے والوں کی یہ حالت ہے کہ قرآن کی جو آیت و سورت نازل ہوتی ہے اس سے ہدایت و نصیحت تو کیا حاصل کرتے اس کی طرف توجہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ قرآن کا ہر مضمون تذکیر کی ایک نئی شان لئے ہوئے سامنے آتا ہے جس سے فکر کے نئے گوشے ابھرتے ہیں مگر عالم یہ ہے کہ نہایت غیر سنجیدگی کے ساتھ ان باتوں سے منہ پھیر لیا جاتا ہے۔

﴿٦﴾ بے توجہی ہی نہیں بلکہ تکذیب و استہزار | نہ ماننے والوں کی کیفیت یہ ہے کہ صرف بے توجہی اور معمولی اعراض ہی نہیں بلکہ آیاتِ الٰہی کو جھٹلانا اور ان کا مذاق اڑانا۔ جن لوگوں کا یہ حال ہو کہ معقولیت کے ساتھ کتنا ہی سمجھایا جائے راہ راست دکھانے کی جتنی بھی کوشش کی جائے اس کے مقابلے میں وہ بے رخی اور بے التفاتی دکھائیں بلکہ اس سے بڑھ کر حقیقت کا مذاق اڑانے پر اتر آئیں تو ان کا علاج یہ نہیں کہ ان کے دل میں زبردستی سچائی اتارنے کے لئے نشانیاں نازل کی جائیں بلکہ ان کا علاج یہ ہے کہ ان کا انجام بد اُن کے سامنے آجائے وہ دنیا میں دیکھ لیں کہ جس سچائی کا وہ مذاق اڑاتے تھے آخر کار وہ سچائی غالب آکر رہی اور موت کی منزل سے گذر کر ان پر ثابت ہوجائے کہ جس راستے پر انہوں نے اپنی زندگی کی ساری صلاحیتیں کھپا دی تھیں وہ سراسر باطل تھا اور صحیح راستہ وہی تھا جو انبیاء کرام نے دکھایا تھا۔ ہر ایک کے سامنے حقیقت مختلف طریقوں سے آسکتی ہے اسلئے آیت میں واحد نبار کے بجائے اسکی جمع انبار لائی گئی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

أَوَلَمْ يَرَوْا	إِلَى الْأَرْضِ	كَمْ	أَنْبَتْنَا	فِيهَا	مِنْ كُلِّ	زَوْجٍ
کیا انہوں نے نہیں دیکھا	زمین کی طرف	کسقدر	اُگائیں ہم نے	اسمیں	ہر قسم	جوڑا جوڑا

کیا انھوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا ؟ کہ ہم نے اس میں کس قدر عمدہ عمدہ ہر قسم کی چیزیں جوڑا جوڑا

كَرِيمٍ ۝٧ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝٨

كَرِيمٍ	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَآيَةً	وَمَا كَانَ	أَكْثَرُهُمْ	مُؤْمِنِينَ
عمدہ	بیشک	اسمیں	البتہ نشانی	اور نہیں ہیں	ان میں اکثر	ایمان لانے والے

اگائی ہیں بلاشک اس میں البتہ نشانی ہے، اور ان میں اکثر نہیں ہیں ایمان لانے والے۔

⑦ أَوَلَمْ يَرَوْا يَنْظُرُوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا أَيْ كَثِيرًا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ نَوْعٍ حَسَنٍ

⑦ کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے ہر ایک عمدہ قسم بکثرت اسمیں پیدا کی،

⑧ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً دَلَالَةٌ عَلَىٰ كَمَالِ قُدْرَتِهِ تَعَالَىٰ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فِي عِلْمِ اللَّهِ وَكَانَ قَالَ سِيبَوَيْهِ زَائِدَةٌ

⑧ بیشک اس میں حق تعالیٰ کی کمال قدرت کی علامت ہے اور اللہ کو علم ہے کہ اکثر ان میں سے ایمان نہ لاویں گے۔

تشریح

⑦ زمین میں نوع بنوع چیزوں کے اُگنے پر نظر ڈالو | نظام کائنات کی حقیقت جو اللہ کے پیغمبر پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ساری کائنات ایک ہی حکیم کی حکمت ایک ہی قادر کی قدرت ایک ہی خالق کی تخلیق کا نتیجہ ہے اسلئے انسان کے لئے صحیح راستہ یہ ہے کہ وہ ایک ہی معبود حقیقی کو اپنا الٰہ تسلیم کرتے ہوئے اس کے آگے سر جھکادے۔ اب ذرا غور کرو کہ اس زمین میں کتنی کثیر مقدار میں طرح طرح کی عمدہ عمدہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان آنکھیں کھول کر زمین کی روئیدگی کی اس حالت کو دیکھے تو اسے ماننا پڑتا ہے کہ حقیقت وہی ہے جس کی طرف اللہ کے پیغمبر دعوت دے رہے ہیں۔

⑧ زمین کی روئیدگی میں اللہ کی نشانی | حق کی جستجو کرنے والے کے لئے یہ ایک ہی نشانی کافی ہے کہ زمین میں کیسی کیسی چیزیں اللہ کے حکم سے پیدا ہوتی ہیں اس سارے منصوبے کو چلانے والا ایک ہی خدا ہے۔ زمین، سورج، چاند، ہوا، پانی ان سب میں ایک منصوبہ بندی اور ہم آہنگی آخر کس نے پیدا کی ہے۔ زمین پر نعمتوں کا یہ دسترخوان کس نے بچھایا ہے؟ انسان پر اپنی نعمتوں کی بارش کرتے ہوئے وہ اُسے کیا بتانا چاہتا ہے؟ ان نشانیوں کے ہوتے ہوئے اور کس معجزے کی ضرورت ہے کہ اسکو دیکھے بغیر انسان کو توحید کی صداقت کا یقین نہ آئے۔ لیکن پھر بھی کتنے لوگ ہیں جو سچائی کو مان کر نہیں دیتے۔

ع ۵ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ	وَاِذْ	نَادٰى	رَبُّكَ	مُوْسٰٓى
اور بیشک	تمہارا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان	اور جب	پکارا (فرمایا)	تمہارا رب	موسیٰ ؑ

اور بیشک تمہارا رب البتہ غالب ہے، نہایت مہربان۔ اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰ ؑ کو فرمایا

اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪

اَنِ ائْتِ	الْقَوْمَ + الظّٰلِمِيْنَ	قَوْمَ + فِرْعَوْنَ	اَ لَا يَتَّقُوْنَ
کہ تو جا	ظالم لوگ	قوم فرعون	کیا وہ مجھ سے نہیں ڈرتے

کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ کیا وہ مجھ سے نہیں ڈرتے؟

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ؕ ⑫

قَالَ	رَبِّ	اِنِّيْٓ + اَخَافُ	اَنْ	يُّكَذِّبُوْنِ	
اس نے کہا	اے میرے رب	میں ڈرتا ہوں	کہ	وہ مجھے جھٹلائیں گے۔	

اس نے کہا اے میرے رب! میں ڈرتا ہوں (مجھے اندیشہ ہے) کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

⑨ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
ذو الْعِزَّةِ يَنْتَقِمُ مِنَ
الْكَافِرِيْنَ الرَّحِيْمُ
يَرْحَمُ الْمُؤْمِنِيْنَ

⑨ اور بیشک تیرا رب عزت اور قوت والا ہے کافروں سے انتقام لینے والا مسلمانوں پر مہربان ہے۔

⑩ وَ اذْكُرْ يَا مُحَمَّدُ لِقَوْمِكَ
اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰى
لَيْلَةَ رَأَى النَّارَ
وَالشَّجَرَةَ اَنْ اَيْ
بِاَنْ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
⑪ رَسُوْلًا قَوْمَ فِرْعَوْنَ ط
مَعَهُ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
بِالْكُفْرِ بِاللّٰهِ وَبَنِيْ
اِسْرَائِيْلَ بِاسْتِعْبَادِهِمْ
اَلَا الْهَمْزَةُ لِلْاِسْتِفْهَامِ
الْاِنْكَارِيْ يَتَّقُوْنَ

⑩ اور اے محمدؐ! اپنی قوم کو یہ قصہ سنا جبکہ تیرے رب نے موسیٰ ؑ کو آواز دی اس رات میں کہ موسیٰ ؑ نے آگ اور درخت کو دیکھا کہ اے موسیٰ ؑ قوم فرعون کی طرف پیغمبر بن کر جا
جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کفر کرکے
⑪ اور بنی اسرائیل پر ظلم کیا کہ ان کو غلام بنایا ان سے جاکر کہہ۔
کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتے۔

اللّٰہَ بِطَاعَتِہٖ فَیُوَحِّدُوْنَہٗ کہ اس کی اطاعت کریں اور اسکو وحدہ لاشریک سمجھیں۔

(۱۲) قَالَ مُوْسٰی رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝

(۱۲) موسیٰؑ نے کہا اے میرے رب بے شبہ مجھ کو ڈر ہے کہ وہ لوگ مجھ کو جھٹلادیں۔

تشریح

(۹) نہ ماننے والے اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہیں | آپ کا رب ہر چیز پر غالب ہے اگر وہ چاہے تو نہ ماننے والوں کو پل بھر میں مٹا کر رکھ دے مگر غالب ہونے کے ساتھ وہ رحیم بھی ہے۔ یہ سراسر اس کا رحم ہے کہ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا سنبھلنے کی مہلت دیتا ہے اور انسان توبہ کرے تو معاف کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

اس تمہید کے بعد سچائی کو جھٹلانے والوں کے کچھ واقعات عبرت و نصیحت کے لئے بیان کئے جارہے ہیں۔

(۱۰) جب موسیٰؑ کو اس ظالم قوم کے پاس بھیجا گیا | ذرا اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے اپنے رسول موسیٰ کو حکم دیا کہ ذرا اس ظالم کو جا کر سمجھاؤ جس کا ظلم اور بربریت اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے اس کی سرکشی کا عالم یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کی اقلیت بنی اسرائیل کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کررہا ہے۔

(۱۱) کون ظالم یعنی فرعون ؟ | وہ ظالم جس کے پاس موسیٰ کو بھیجا جارہا ہے کوئی اور نہیں فرعون ہے کیسی عجیب بات ہے کہ لوگ ظالمانہ حرکتیں کرتے ہوئے اپنے رب سے ڈرتے نہیں۔

حضرت موسیٰ اور فرعون کا یہ واقعہ بیان کرنے میں عبرت و نصیحت کے کئی پہلو ہیں۔

○ پہلی بات یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو جن حالات کا سامنا تھا وہ انتہائی سخت حالات تھے۔ فرعون کی سلطنت بڑی زبردست سلطنت تھی حضرت موسیٰ اس قوم کے ایک فرد تھے جو فرعون کی غلام بنی ہوئی تھی۔ خود حضرت موسیٰ نے فرعون کے گھر پرورش پائی تھی اور ایک قتل کے الزام میں دس برس چھپے رہنے کے بعد انہیں حکم ہوا تھا کہ وہ جس بادشاہ سے جان بچا کر فرار ہوئے تھے اس کے سامنے اللہ کے رسول کی حیثیت سے دعوت دینے کے لئے تشریف لے جائیں۔ اس کے باوجود فرعون کا جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کی طاقت کمزور نہیں ہوتی باطل کتنا بھی زور آور ہو اسے حق کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔

○ دوسری بات حضرت موسیٰ اور فرعون کے واقعہ میں یہ ہے کہ موسیٰؑ پر کھلے مجمع میں جادوگری کا الزام لگایا گیا جادوگروں سے مقابلہ ہوا اور جادوگر قوم فرعون سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت موسیٰ جادوگر نہیں ہیں بلکہ یہ خدائی معجزہ ہے جو ان کو عصا کی شکل میں دیا گیا ہے۔ اس حسّی اور کھلے معجزے کے باوجود جن کو نہیں ماننا تھا وہ نہیں مانے، تو معلوم ہوا کہ نہ ماننے میں مسئلہ معجزے کا نہیں ہے بلکہ ہٹ دھرمی کا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس واقعے سے ایک طرف حضرت محمدؐ کو تسلی دی اور دوسری طرف مخالفین کے سامنے تاریخ کا آئینہ رکھ دیا کہ وہ اس میں اپنی شکل دیکھیں اور فیصلہ کریں۔

(۱۲) حضرت موسیٰؑ کو قوم کے جھٹلانے کا خوف | جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ قوم فرعون کو جا کر اللہ کے دین کی دعوت دیں ان کو انسانوں پر ظلم کرنے سے روکیں تو حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میری بات نہیں مانیں گے۔ جو قوم اتنی سرکش ہو چکی ہو کہ انسانی زندگیوں سے بے تکلف کھیل رہی ہو ان کے سامنے مظلوم قوم کا ایک فرد جا کر سمجھانے کی کوشش کرے تو اس کا یہ اندیشہ غلط نہیں ہے کہ وہ میری بات نہیں مانیں گے۔

وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ⑬

هٰرُوْنَ	اِلٰی	فَاَرْسِلْ	لِسَانِیْ	وَلَا یَنْطَلِقُ	صَدْرِیْ	وَیَضِیْقُ
ہارون ۔	طرف	پس پیغام بھیج	میری زبان	اور نہیں چلتی	میرا سینہ (دل)	اور تنگ ہوتا ہے

اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان (خوب) نہیں چلتی، پس ہارون کی طرف (بھی) پیغام بھیج

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ⑭ قَالَ كَلَّا

كَلَّا	قَالَ	اَنْ یَّقْتُلُوْنِ	فَاَخَافُ	ذَنْبٌ	عَلَیَّ	وَلَهُمْ
ہرگز نہیں	فرمایا	کہ وہ مجھے قتل (نہ) کردیں	پس میں ڈرتا ہوں	ایک الزام	مجھ پر	اور انکا

اور ان کا مجھ پر ایک الزام (بھی) ہے، پس مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کردیں۔ فرمایا ہرگز نہیں

فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ⑮

فَاذْهَبَا	بِاٰیٰتِنَآ	اِنَّا	مَعَكُمْ	مُّسْتَمِعُوْنَ	
پس تم دونوں جاؤ	ہماری نشانیوں کیساتھ	بیشک ہم	تمہارے ساتھ	سننے والے	

تم دونوں ہماری نشانیوں کے ساتھ جاؤ، بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں سننے والے۔

⑬ وَيَضِيقُ صَدْرِي مِنْ تَكْذِيبِهِمْ لِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي بِأَدَاءِ الرِّسَالَةِ لِلْعُقْدَةِ الَّتِي فِيهِ فَأَرْسِلْ إِلَىٰ أَخِي هَارُونَ ○ مَعِي

⑬ اور ان کے جھٹلانے سے میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زبان میں ادائے رسالت کی گویائی نہیں بسبب بستگی کے جو اس میں ہے۔

سو میرے ساتھ میرے بھائی ہارونؑ کو بھیج۔

⑭ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ بِقَتْلِي الْقِبْطِيَّ مِنْهُمْ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونَ ○ بِهِ

⑭ اور میرے ذمہ ان کا قصور ہے کہ میں نے ان میں سے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا پس میں ڈرتا ہوں کہ اس کے بدلے وہ مجھے مار ڈالیں۔

⑮ قَالَ تَعَالَىٰ كَلَّا أَيْ لَا يَقْتُلُونَكَ فَاذْهَبَا أَيْ أَنْتَ وَأَخُوكَ فَفِيهِ تَغْلِيبُ الْحَاضِرِ عَلَى الْغَائِبِ بِآيَاتِنَا إِنَّا

⑮ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ تجھ کو مار نہیں سکتے۔ سو تو اور تیرا بھائی جاؤ میرے احکام لیکر

بیشک ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں جو کچھ تم کہتے ہو اور

مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ○ جو کچھ تم کو کہا جاوے گا ہم سنتے ہیں۔
مَا تَقُوْلُوْنَ وَمَا
يُقَالُ لَكُمْ اَجْرِيَا
مَجْرَى الْجَمَاعَةِ

تشریح

(۱۲) اپنے بھائی ہارون کو مددگار بنانے کی درخواست | رسالت کی ذمہ داری کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے۔ مخالفانہ کش مکش سے گزرنا اور سب مشکلات برداشت کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ اس احساس سے لرز کر رہ گئے اور انہوں نے اپنی اس کیفیت کا پروردگار کے سامنے اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرا سینہ گھٹتا ہے میری زبان میں وہ روانی نہیں ہے کہ میں اپنا مدعا قوت کے ساتھ بیان کر سکوں۔ آپ ہارون کو میرا معاون اور نائب بنادیں تاکہ وہ کار رسالت میں میرے مددگار ہوں۔

(۱۴) قتل کے الزام میں پکڑے جانے کا اندیشہ | جس زمانے میں حضرت موسیٰؑ فرعون کے شاہی محل میں رہتے تھے تو ایک روز شہر میں آئے تو دیکھا دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں جن میں ایک تو حضرت موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا فرعونی قوم کا حضرت موسیٰ کی قوم کے آدمی نے ان کو مدد کے لئے پکارا تو حضرت موسیٰؑ نے اس فرعونی قبطی کو ایک گھونسہ مارا جو اچانک ایسی جگہ لگ گیا کہ وہ مرگیا۔ حضرت موسیٰ کی اس بات کو کسی نے نہیں دیکھا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس قبطی کو مارنے والا کون ہے؟ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا کہ وہی شخص جس نے کل انہیں مدد کے لئے پکارا تھا آج پھر وہ کسی سے جھگڑ رہا ہے اور اس نے پھر حضرت موسیٰ کو مدد کے لئے پکارا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ تو تو بڑا ہی غلط آدمی معلوم ہوتا ہے اور جب حضرت موسیٰؑ نے دشمن قوم کے آدمی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ پکار اٹھا کہ اے موسیٰ کیا تو مجھے اسی طرح قتل کردیگا جس طرح کل ایک آدمی کو قتل کر چکا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی شہر کے دوسرے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ اے موسیٰ سرداروں میں تیرے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں تو فوراً یہاں سے نکل جا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے مصر سے نکل کر مدین کا رُخ کیا۔ اور آج دس سال کے بعد وہ دوبارہ فرعون کے دربار میں اللہ کے رسول کی حیثیت سے جانے والے تھے، تو انہیں یاد آیا کہ مجھ پر ایک جرم کا الزام ہے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ پروردگارا مجھ پر ان کے یہاں ایک جرم کا الزام ہے میں ڈرتا ہوں کہ میری بات سننے سے پہلے ہی اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل کردیں گے۔

ایک طرف رسالت کی ذمہ داریاں تھیں جن کو ادا کرنا تھا، دوسری طرف یہ اندیشے تھے جن کو پیش کر کے وہ اللہ کی مدد کے طالب تھے۔

(۱۵) اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو تسلی | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تسلی دی فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جاؤ تم دونوں جاؤ تمہارے ساتھ تمہارے بھائی ہارون بھی ہونگے اور تم ہماری نشانیاں ساتھ لیکر جاؤ گے۔ نشانیوں سے مراد ہیں عصا کا معجزہ اور ید بیضا، عصا کی کرامت حضرت موسیٰ کوہ طور پر دیکھ چکے تھے یہ دونوں معجزے انکی صداقت اور اللہ کی طرف سے سچے رسول ہونے کی دلیل تھے۔ فرمایا کہ یہ ہماری نشانیاں تمہارے ساتھ ہونگی اسکے علاوہ ہم خود تمہارے ساتھ ہیں۔ سب کچھ سنتے رہیں گے ہم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾

رَبِّ + الْعٰلَمِيْنَ	رَسُوْلُ	إِنَّا	فَقُوْلَا	فِرْعَوْنَ	فَأْتِيَا
تمام جہانوں کا رب	رسول	بیشک ہم	تو اسے کہو	فرعون	پس تم دونوں جاؤ

پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ بیشک ہم تمام جہانوں کے رب کے رسول ہیں۔

أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿١٧﴾

بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ	مَعَنَا	أَرْسِلْ	أَنْ
بنی اسرائیل	ہمارے ساتھ	تو بھیج دے	کہ

کہ تو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

(۱۶) فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا أَيْ كُلًّا مِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ إِلَيْكَ

(۱۷) أَنْ أَيْ بِأَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا إِلَى الشَّامِ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ○ فَأَتَيَاهُ فَقَالَا لَهُ مَا ذُكِرَ

(۱۶) پس جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس سو کہو کہ بیشک ہم میں سے ہر ایک تیری طرف جہان کے رب کا بھیجا ہوا ہے۔

(۱۷) اسلئے کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج ملک شام کی طرف سو وہ دونوں اس کے پاس آئے اور جو کچھ مذکور ہوا اس سے کہا۔

تشریح

(۱۶) حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں | حضرت موسیٰ ؑ کے مشن کے دو حصے تھے ایک تو فرعون کو اللہ کی بندگی کی طرف بلانا جو تمام انبیاء کرام کی دعوت کی بنیاد رہا ہے کہ لوگوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں دینا اور انسانوں کو اللہ کی تابعداری اور فرماں برداری کی تعلیم دینا۔ حضرت موسیٰ ؑ کے مشن کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نکالا جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ اللہ کے حکم کے مطابق فرعون کے دربار میں اپنے بھائی ہارون کے ساتھ آئے اور ان دونوں نے پہلے ہی مرحلے میں یہ بات صاف کردی کہ ہم رب العلمین کے رسول کی حیثیت سے آئے ہیں۔ ایک نبی اور مصلح میں یہ بڑا واضح فرق ہوتا ہے کہ نبی اپنے کام کا آغاز دعوے سے کرتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور پھر اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہے۔ جبکہ ایک مصلح اور ریفارمر کوئی دعویٰ نہیں کرتا اس کے کام سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے یہ اصلاحی کارنامہ انجام دیا ہے۔ کیونکہ رسالت ایک منصب ہے جس پر باقاعدہ رب العلمین کی طرف سے تقرر ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کسی ملک کے سفیر کو اپوائینٹمنٹ لیٹر (تقرر نامہ) دیکر کاغذاتِ سفارت کے ساتھ بھیجا جاتا ہے اس لئے حضرت موسیٰ نے اپنے کام کا آغاز اس دعوے سے کیا کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ ہمیں تمہارے پاس اس دعوت کے لئے بھیجا گیا ہے کہ آقائیت صرف اللہ کے شایان شان ہے وہی احکم الحاکمین ہے۔

(۱۷) بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ | اسی کے ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

حضرت ابراہیم ؑ کے زمانے سے بنی اسرائیل کا وطن ملکِ شام تھا۔ حضرت یوسف کے زمانے میں یہ لوگ مصر آگئے تھے اور فرعون نے ان کو اپنا غلام بنا رکھا تھا ان سے بیگاری لیتا تھا یہاں تک کہ ان کے لڑکوں کو قتل کردیتا تھا اور لڑکیوں کو باندی بنا لیتا تھا۔

فرعون کے ظالمانہ پنجے سے بنی اسرائیل کو نکالنا یہ بھی حضرت موسیٰ کا مشن تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے دعویٰ رسالت کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ بھی سامنے رکھ دیا۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱ لا

قَالَ	اَلَمْ نُرَبِّكَ	فِيْنَا	وَلِيْدًا	وَّلَبِثْتَ	فِيْنَا	مِنْ عُمُرِكَ	سِنِيْنَ
فرعون نے کہا	کیا ہمنے تجھے نہیں پالا	اپنے درمیان	بچپن میں	اور تو رہا	ہمارے درمیان	اپنی عمر کے	کئی برس

فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھے بچپن میں اپنے درمیان نہیں پالا؟ اور تو ہمارے درمیان رہا اپنی عمر کے کئی برس۔

⑱ قَالَ فِرْعَوْنُ لِمُوْسٰى اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا فِيْ مَنَازِلِنَا وَلِيْدًا صَغِيْرًا قَرِيْبًا مِنَ الْوِلَادَةِ بَعْدَ فِطَامِهٖ وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ○ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً يَلْبَسُ مِنْ مَلَابِسِ فِرْعَوْنَ وَيَرْكَبُ مِنْ مَرَاكِبِهٖ وَكَانَ يُسَمّٰى اِبْنَهٗ

⑱ فرعون نے موسیٰ ؑ سے کہا کیا ہم نے چھوٹی عمر میں تجھکو دودھ چھوٹنے کے بعد اپنے گھروں میں نہیں پالا۔

اور تو اپنی عمر میں سے بہت سے برس یعنی تیس برس ہمارے پاس رہا (موسیٰ اس مدت قیام میں فرعون کے لباس میں سے کپڑا پہنتا تھا اور اسکی سواریوں پر سوار ہوتا تھا اور اس کا فرزند کہلاتا تھا۔

تشریح

⑱ فرعون اور حضرت موسیٰ کی گفتگو | حضرت موسیٰ ؑ جب فرعون کے دربار میں پیش ہوئے اور اس کو دعوت دی کہ وہ رب العالمین کے رسول کی حیثیت سے آئے ہیں اور اسی کے ساتھ بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں فرعون نے کہا کہ تم وہی تو ہو کہ بڑے ناز و نعم سے ہمارے گھر میں تمہاری پرورش ہوئی تھی اور تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے گھر میں رہ کر گذارے تھے آج چند سالوں کے بعد تم آئے ہو تو ہمارے زیر پرورش رہ کر ہم ہی سے مطالبے کر رہے ہو اور اپنی حیثیت ہمارے سامنے دکھا رہے ہو۔

آیت میں لفظ "فِیْنَا" کہ تم ہمارے گھر میں اور ہمارے درمیان پرورش پا چکے ہو اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جس فرعون کے زیر پرورش حضرت موسیٰ رہے ہیں وہ رعمیسیس دوم تھا جس کا زمانۂ حکومت بارہ سو بانوے ۱۲۹۲ سے بارہ سو پچیس ۱۲۲۵ قبل مسیح تک رہا ہے۔ اور دوسرا فرعون جس سے اس وقت حضرت موسیٰ مخاطب تھے وہ مِنْ فِتَہ یا مِن فِتَاحْ تھا جو اپنے باپ رعمیسیس دوم کی زندگی ہی میں حکومت میں شریک ہو چکا تھا اور پھر باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوا۔

مصر کے ہر بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ اصل میں اہل مصر سورج کی پوجا کرتے تھے وہ ان کا مہا دیو یا ربِّ اعلیٰ تھا۔ رَعْ کے معنٰی تھے سورج اور فرعون کے معنٰی ہیں سورج دیوتا کی اولاد۔ جو شاہی خاندان مصر میں برسرِ اقتدار آتا تھا وہ اپنے آپ کو سورج دیوتا کا مظہر، سورج دنشی بنا کر پیش کرتا تھا اور فرعون کا لقب اختیار کر لیتا تھا۔

حضرت موسیٰ جس فرعون سے مخاطب تھے مِنْ فِتَہ وہ تقریباً حضرت موسیٰ کا ہم عمر تھا۔ حضرت موسیٰ کا یہ کہنا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں دراصل یہ کہنا تھا کہ فرعون کا یہ دعویٰ کہ وہ رب العالمین ہے غلط دعویٰ ہے۔ فرعون نے انکی رسالت کو چیلنج کرتے ہوئے ان کو یاد دلایا کہ تم ہمارے یہاں زیر پرورش رہ چکے ہو ہمارے گھر میں ہی پل کر بڑے ہوئے ہو۔ اب تم ہم سے ہی اپنی بزرگی منواتے ہو۔

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾

وَفَعَلْتَ	فَعْلَتَكَ	الَّتِي + فَعَلْتَ	وَأَنْتَ	مِنَ	الْكٰفِرِينَ
اور تونے کیا	اپنا (وہ) کام	جو تونے کیا	اور تو	سے	ناشکرے

اور تونے وہ کام کیا جو تونے کیا (قبطی قتل کیا) اور تو ناشکروں میں سے ہے

قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ

قَالَ	فَعَلْتُهَا	إِذًا	وَّأَنَا	مِنَ	الضَّآلِّينَ	فَفَرَرْتُ
موسیٰ نے کہا	میں نے وہ کیا تھا	جب	اور میں	سے	راہ سے بے خبر (جمع)	تو میں بھاگ گیا

موسیٰؑ نے کہا میں نے وہ کیا تھا جب میں راہ سے بے خبروں میں سے تھا۔ جب میں تم سے

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَّ

مِنْكُمْ	لَمَّا + خِفْتُكُمْ	فَوَهَبَ	لِي	رَبِّي	حُكْمًا	وَّ
تم سے	جب میں ڈرا تم سے	پس عطا کیا	مجھے	میرا رب	حکم	اور

ڈرا تو میں تم سے بھاگ گیا، پس میرے رب نے مجھے حکم عطا کیا (نبوت دی) اور

جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ

جَعَلَنِي	مِنَ	الْمُرْسَلِينَ	وَ	تِلْكَ	نِعْمَةٌ
مجھے بنایا	سے	رسول (جمع)	اور	یہ	کوئی نعمت

مجھے رسولوں میں سے بنایا۔ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو

تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَآءِيلَ ﴿٢٢﴾

تَمُنُّهَا + عَلَيَّ	أَنْ	عَبَّدْتَّ	بَنِي إِسْرَآءِيلَ
تو اسکا احسان رکھتا ہے مجھ پر	کہ	تونے غلام بنایا	بنی اسرائیل

مجھ پر احسان رکھتا ہے؟ کہ تونے بنی اسرائیل کو غلام بنایا

(19) وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ هِيَ قَتْلَةُ الْقِبْطِيِّ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ○ الْجَاحِدِينَ لِنِعْمَتِي عَلَيْكَ بِالتَّرْبِيَةِ وَعَدَمِ الْاِسْتِعْبَادِ

(19) اور تونے وہ حرکت کی جو کی یعنی قبطی کو مار ڈالا۔

اور تو ناشکرا اور انکار کرنے والا ہے میرے احسان کا جو میں نے تجھ پر کیا کہ پرورش کیا اور غلام نہیں بنایا۔

(۲۰) قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا أَيْ حِينَئِذٍ وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ○ عَمَّا آتَانِي اللّٰهُ بَعْدَهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالرِّسَالَةِ

(۲۱) فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا عِلْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○

(۲۲) وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَصْلُهُ تَمُنُّ بِهَا أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ○ بَيَانٌ لِتِلْكَ النِّعْمَةِ أَيْ اتَّخَذْتَهُمْ عَبِيدًا وَلَمْ تَسْتَعْبِدْنِي لَا نِعْمَةَ لَكَ بِذٰلِكَ لِظُلْمِكَ بِاسْتِعْبَادِهِمْ وَقَدَّرَ بَعْضُهُمْ أَوَّلَ الْكَلَامِ هَمْزَةَ الْاِسْتِفْهَامِ لِلْاِنْكَارِ

(۲۰) موسیٰ نے جواب دیا کہ مجھ سے وہ حرکت یعنی قبطی کو مار ڈالنا اس وقت ہوا کہ میں نا واقف تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علم اور پیغمبری عطا فرمائی۔

(۲۱) سو میں جس وقت تم سے ڈر کر بھاگا میرے رب نے مجھ کو علم عطا فرمایا اور مجھ کو پیغمبروں میں سے کیا۔

(۲۲) اور کیا تیرا بنی اسرائیل کو غلام بنانا کوئی احسان ہے جو تو مجھ پر جتاتا ہے یعنی یہ تیرا مجھ پر کوئی احسان نہیں کہ تو نے مجھ کو غلام نہ بنایا اور بنی اسرائیل کو بنایا کیونکہ یہ تیرا غلام بنانا بنی اسرائیل کو ظلم صریح ہے۔

تشریح

(۱۹) واقعۂ قتل کی یاد | پھر فرعون نے حضرت موسیٰ کو یاد دلایا کہ تم جو کچھ کر کے گئے تھے، ایک قبطی کا قتل، کیا تمہیں وہ یاد نہیں ہے بلکہ ہے تم بڑے احسان فراموش آدمی ہو۔

(۲۰) حضرت موسیٰ کا جواب کہ یہ کام مجھ سے نادانستگی میں ہوا تھا | حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ بیشک ایسا ہوا تھا لیکن یہ مجھ سے نادانستگی میں ہوا تھا میرا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا بلکہ قبطی کو اسرائیلی پر ظلم کرتے دیکھ کر میں نے اس کے گھونسا مارا تھا گھونسا قتل کرنے کے لئے نہیں ہوتا نہ عام طور پر آدمی گھونسے سے مرتا ہے بس یہ اتفاق ہے کہ وہ شخص میرے گھونسے سے مر گیا۔ ظاہر ہے میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔

(۲۱) میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا مگر آج بے خوف و خطر تمہارے سامنے ہوں | اس وقت میں تمہارے خوف سے بھاگ گیا۔ لیکن میرے رب کو منظور ہوا کہ مجھے اپنی نبوت اور حکمت سے سرفراز کرے۔ اور اس نے رسول بنا کر تمہاری ہدایت کے لئے مقرر کیا۔ کل میں تم سے ڈر کر بھاگا تھا اور آج بے خوف و خطر بغیر کسی ظاہری طاقت کے تمہارے سامنے ہوں۔

(۲۲) رہا میری پرورش کا احسان تو اس کی وجہ بھی تمہارا بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ہے | اب رہا وہ احسان جو تم نے جتایا ہے کہ میری پرورش تمہارے گھر میں ہوئی تو اصل میں اس کی وجہ بھی تمہارے وہ ظلم و ستم ہیں جو تم بنی اسرائیل پر کرتے رہے ہو۔ جب تم نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو میری حفاظت کے لئے میری والدہ نے مجھے صندوق میں رکھ کر دریا میں چھوڑ دیا وہ صندوق تمہارے محل کے پاس آکر رکا جو دریا کے کنارے پر تھا۔ صندوق نکال کر تمہارے محل میں لایا گیا یہ قدرت کا کرشمہ تھا کہ اس طرح میری پرورش تمہارے گھر میں ہوئی اور پھر آج تمہاری خیر خواہی کے لئے مجھے پروردگار نے اپنا رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

قَالَ + فِرْعَوْنُ	وَمَا	رَبُّ	الْعٰلَمِيْنَ	قَالَ	رَبُّ السَّمٰوٰتِ
فرعون نے کہا	اور کیا ہے	رب	سارے جہان	اس نے کہا	رب ہے آسمانوں کا

فرعون نے کہا اور کیا ہے سارے جہان کا رب ! موسیٰ نے کہا رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾

وَالْاَرْضِ	وَمَا بَيْنَهُمَا	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّوْقِنِيْنَ
اور زمین	اور جو اُن کے درمیان	اگر	تم ہو	یقین کرنے والے۔

اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

۲۳ قَالَ فِرْعَوْنُ لِمُوْسٰى وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الَّذِيْ قُلْتَ اِنَّكَ رَسُوْلُهٗ اَيْ اَيُّ شَيْءٍ هُوَ وَلَمَّا لَمْ يَكُنْ سَبِيْلٌ لِلْخَلْقِ اِلٰى مَعْرِفَةِ حَقِيْقَتِهٖ تَعَالٰى وَاِنَّمَا يَعْرِفُوْنَهٗ بِصِفَاتِهٖ اَجَابَ مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِبَعْضِهَا

۲۴ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اَيْ خَالِقُ ذٰلِكَ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ○ بِاَنَّهٗ تَعَالٰى خَالِقُهٗ فَاٰمِنُوْا بِهٖ وَحْدَهٗ

(۲۳) فرعون نے موسیٰ سے کہا جہان کا رب کون ہے جس کو تو کہتا ہے کہ میں اس کا بھیجا ہوا ہوں۔

اور چونکہ حق تعالیٰ شانہ کی حقیقت کا دریافت کرنا مخلوقات سے ممکن نہیں بلکہ اس کو اس کی صفات سے پہچانتے ہیں اسی لئے موسیٰ نے اس کے جواب میں بعض صفات حق تعالیٰ ذکر کیں۔

(۲۴) یہ کہا کہ وہ رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے یعنی ان سب اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے اگر تمکو اس پر یقین ہے کہ وہ ان سب اشیاء کا بنانیوالا ہے تو اسپر ایمان لاؤ اور

تشریح

(۲۳) رب العالمین کے بارے میں فرعون کا سوال | کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا تھا کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں (فَقُوْلَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اس پر فرعون نے سوال کیا کہ رب العالمین کیا ہے کیونکہ مصر کے فرعون اپنا رشتہ سورج دیوتا سے جوڑتے تھے اور انکے نزدیک جو سلطنت کا مالک ہوتا تھا وہ رعایا کے لئے مقتدر اعلیٰ ہونے کے علاوہ لائق پرستش بھی ہوتا تھا اور اسکو اختیار سمجھا جاتا تھا کہ جو چاہے حکم دے اور کوئی اس سے اوپر ایسی ہستی نہیں ہے جو اسکو حکم دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ اس طرح فرعون اپنی سیاسی اور مذہبی دونوں طرح کی حاکمیت کے دعویدار ہوتے تھے۔ قوم کے روبرو انکا دعویٰ یہ تھا کہ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (میرے اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں جانتا) اور وہ کہتا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں) بہرحال ظاہری دعویٰ تو فرعونوں کا یہی تھا اگرچہ دل میں سمجھتے ہوں کہ سب سے اوپر اللہ کی ہستی ہے۔

(۲۴) حضرت موسیٰ کا جواب | حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ میں اُسی رب العالمین کا رسول ہوں جو پوری کائنات کا خالق بھی ہے اور مالک بھی اور جس کی فرماں روائی ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اگر تم دلیل کی روشنی میں غور کرو تو تمہیں اس حقیقت کا یقین ہو سکتا ہے۔ اور انسان کی فطرت بھی گواہی دیتی ہے کہ یقیناً سب چیزوں کا جو زمین و آسمان اور ان کے درمیان ہیں پیدا کرنے والا رب عظیم ہے اور وہی اس نظام کو سنبھالے ہوئے ہے وہی سارے جہاں والوں کا رب ہے

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ

قَالَ	لِمَنْ	حَوْلَهٗ	اَلَا + تَسْتَمِعُوْنَ	قَالَ	رَبُّكُمْ	وَرَبُّ	اٰبَآىِٕكُمُ
اس نے کہا	انہیں جو	اس کے اردگرد	کیا تم سُننے نہیں	موسیٰ نے کہا	تمہارا رب	اور رب	تمہارے باپ دادا

اس نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کیا تم سُنتے نہیں ! موسیٰ نے کہا رب ہے تمہارا اور رب تمہارے پہلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

الْاَوَّلِيْنَ	قَالَ	اِنَّ	رَسُوْلَكُمُ	الَّذِيْ	اُرْسِلَ	اِلَيْكُمْ	لَمَجْنُوْنٌ
پہلے	فرعون بولا	بیشک	تمہارا رسول	وہ جو	بھیجا گیا	تمہاری طرف	البتہ دیوانہ

باپ دادا کا فرعون بولا بیشک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے البتہ دیوانہ ہے۔

﴿۲۵﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ لِمَنْ حَوْلَهٗ مِنْ اِشْرَافِ قَوْمِهٖ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ جَوَابَهُ الَّذِيْ لَمْ يُطَابِقِ السُّؤَالَ

﴿۲۶﴾ قَالَ مُوْسٰى رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ وَهٰذَا وَاِنْ كَانَ دَاخِلًا فِيْمَا قَبْلَهٗ يَغِيْظُ فِرْعَوْنَ وَلِذٰلِكَ

﴿۲۷﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ

﴿۲۵﴾ فرعون نے ان لوگوں سے کہا جو اس کے گرد تھے اسکی قوم کے شرفاء کیا تم نہیں سنتے موسیٰؑ کا جواب جو مطابق سوال کے نہیں۔

﴿۲۶﴾ موسیٰؑ نے کہا وہ رب ہے تمہارا اور تمہارے باپ دادوں پہلوں کا (یہ مضمون اگرچہ ماقبل سے سمجھا گیا تھا یعنی رب السموٰت والارض وما بینہما میں داخل تھا مگر اسکو جدا بیان کیا کہ فرعون کو زیادہ غیظ ہو اسلئے فرعون نے اس کے جواب میں کہا۔

﴿۲۷﴾ بیشک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے۔

تشریح

﴿۲۵﴾ حضرت موسیٰ کا جواب سن کر فرعون کا طنز | جب حضرت موسیٰ نے فرعون کے اس سوال پر کہ رب العالمین کیا ہے ؟ جواب دیا کہ رب العالمین وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق اور ان سب چیزوں کو چلانے والا ہے تو فرعون نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا کہ سنتے ہو، موسیٰ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس کی اس بات میں طنز بھی تھا اور حیرت بھی۔

﴿۲۶﴾ حضرت موسیٰ کا ارشاد کہ میں رب حقیقی کی بات کر رہا ہوں | حضرت موسیٰؑ نے کہا میں جس رب کی بات کر رہا ہوں وہ رب وہ ہے جو تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے گزرے ہوئے آباء و اجداد کا بھی رب ہے۔ وہ رب جس کی ربوبیت ہمہ گیر ہے وہ خالق کائنات جو گزرے ہوئے اور آنے والے تمام انسانوں کا رب ہے۔ وہ رب نہیں جو کل نہیں تھا اور آج ہے اور جو کل نہیں ہو گا۔

﴿۲۷﴾ فرعون کی طرف سے دیوانگی کا الزام | حضرت موسیٰ کی دلیل اتنی پختہ تھی کہ فرعون کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے اس نے اصل بات سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لئے حضرت موسیٰ پر دیوانگی کا الزام لگایا اور کہا کہ یہ جو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے لگتا ہے بالکل عقل سے خالی ہے اس کے ہوش و حواس ٹھیک نہیں ہیں اور دیوانوں جیسی باتیں کرتا ہے۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ

قَالَ	رَبُّ	الْمَشْرِقِ	وَالْمَغْرِبِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	اِنْ	كُنْتُمْ
موسیٰ نے کہا	رب	مشرق	اور مغرب	اور جو	ان دونوں کے درمیان	اگر	ہو تم

موسیٰ ؑ نے کہا رب ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اگر تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ

تَعْقِلُوْنَ	قَالَ	لَئِنِ	اتَّخَذْتَ	اِلٰهًا	غَيْرِيْ	لَاَجْعَلَنَّكَ
سمجھتے	وہ بولا	البتہ اگر	تونے بنایا	کوئی معبود	میرے سوا	تو میں ضرور کردونگا تجھے

سمجھتے ہو وہ بولا البتہ اگر تونے کوئی اور معبود بنایا میرے سوا تو میں ضرور تجھے

مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ

مِنَ	الْمَسْجُوْنِيْنَ	قَالَ	اَوَلَوْ جِئْتُكَ	بِشَيْءٍ
سے	قیدی (جمع)	(موسیٰ) نے کہا	خواہ میں لاؤں تیرے پاس	ایک شے (معجزہ)

قید کردوں گا۔ موسیٰ ؑ نے کہا خواہ میں تیرے پاس ایک واضح معجزہ

مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ج قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

مُّبِيْنٍ	قَالَ	فَاْتِ + بِهٖٓ	اِنْ كُنْتَ	مِنَ	الصّٰدِقِيْنَ
واضح	وہ بولا	تو لے آ اُسے	اگر تو ہے	سے	سچے

لاؤں وہ بولا تو اسے لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے (سچا ہے)

(۲۸) قَالَ مُوْسٰى رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ اَنَّهٗ كَذٰلِكَ فَاٰمِنُوْا بِهٖ وَحْدَهٗ

(۲۹) قَالَ فِرْعَوْنُ يٰمُوْسٰى لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ○ كَانَ سِجْنُهٗ شَدِيْدًا يَحْبِسُ الشَّخْصَ فِيْ مَكَانٍ تَحْتَ الْاَرْضِ وَحْدَهٗ لَا يُبْصِرُ وَلَا يَسْمَعُ فِيْهِ اَحَدًا

(۲۸) موسیٰ ؑ نے کہا وہ رب ہے مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ ایسا ہے تو اس پر ایمان لاؤ اور اس کو واحد سمجھو۔

(۲۹) فرعون نے موسیٰ سے کہا بیشک اگر تو میرے سوا کسی اور کو معبود بنادے گا تو میں تجھ کو قید خانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قید خانہ نہایت سخت تھا زمین کے نیچے آدمی قید کیا جاتا تھا کہ جہاں نہ کوئی اس کو دیکھ سکے نہ اس کی بات سُنے

(۳۰) قَالَ لَهٗ مُوْسٰىٓ اَوَلَوْ اَیْ اَنَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ○ اَیْ بُرْهَانٍ بَیِّنٍ عَلٰی رِسَالَتِیْ

(۳۰) موسیٰؑ نے اس سے کہا کیا تو ایسا کریگا باوجود یکہ میں تیرے پاس اپنی پیغمبری کی ظاہر دلیل لاؤں۔

(۳۱) قَالَ فِرْعَوْنُ لَهٗ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○ فِیْهِ

(۳۱) فرعون نے اس سے کہا اگر تو اس بارہ میں سچا ہے تو اسے بیل کو پیش کر۔

تشریح

(۲۸) حضرت موسیٰ کی لاجواب دلیل | دیوانگی کے الزام کو نظرانداز کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ آپ لوگ تو سمجھ دار ہیں۔ میں جس رب کی بات کر رہا ہوں وہ مشرق، مغرب اور ان کے درمیان جتنی موجودات ہیں سب کا پالنہار ہے۔ جو ایک ایک چیز کا رکھوالا اور پوری کائنات کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ جس کے حکم سے سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے۔ وہ صرف ایک ملکِ مصر کا بادشاہ نہیں ہے بلکہ وہ ساری کائنات کا فرمانروائے مطلق ہے اور میں اسی رب العالمین کا نمائندہ بنا کر تمہارے پاس بھیجا گیا ہوں۔

(۲۹) فرعون کی دھمکی کہ میں تمہیں قید کردونگا | حضرت موسیٰؑ کے دلائل سن کر فرعون مبہوت ہوگیا۔ حضرت موسیٰؑ کی یہ دلیل کہ کون ہے جو رب العالمین کے قائم کئے ہوئے نظام کو توڑ سکے یا بدل سکے۔ یہ دلیل ایسی ناقابل شکست تھی کہ فرعون دھمکیوں پر اُتر آیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ یہاں مصر میں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور معبود کی بات کی تو سمجھ لو کہ تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ گے جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔

معبود کے بارے میں قدیم زمانے میں بھی یہ تصور رہا ہے کہ وہ مذہبی دائرے تک محدود ہے کیونکہ اس کو فوق الفطری غلبہ اور اقتدار حاصل ہے اسلئے انسان اپنے معاملات میں اس سے مدد کی دعائیں مانگے لیکن معبود کی قانونی اور سیاسی اور دنیا کے معاملات میں اس کے احکام کی پیروی یہ تصور دنیا کے حاکموں میں نہ رہا ہے اور نہ انہوں نے مانا ہے۔ لیکن اسلام جو شروع سے اللہ تعالےٰ کا دین چلا آرہا ہے وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جملہ معاملات میں اللہ تعالےٰ ہی قابلِ اطاعت ہیں اور انکی بندگی کا تعلق انسان کی پوری زندگی کے ساتھ ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ کی دعوت فرعون کو بھی ایسی توحید کی تھی جس میں مذہبی قانون سیاسی مکمل بالادستی صرف اللہ رب العالمین کی ہے جس میں خدا کے بندوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ بندوں کے خدا بن کے بیٹھ جائیں۔ ع ”سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے“

(۳۰) فرعون کی دھمکی پر حضرت موسیٰ کا جواب | فرعون کی دھمکی پر کہ اگر تو نے میرے علاوہ کسی اور رب العالمین کے بارے میں کہا تو میں تجھے قید کردوں گا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وہ کھلی نشانیاں بھی دیکھ لو جن سے معلوم ہو جائیگا کہ میں واقعی اسی پروردگار کا فرستادہ ہوں جو زمین و آسمان مشرق و مغرب اور سارے عالم کا رب ہے۔ جن سے تجھے معلوم ہوگا کہ وہ پروردگار کیسی قدرت والا ہے اور تجھے میری صداقت کا بھی پتہ لگے گا۔

(۳۱) فرعون کی طرف سے نشانی کا مطالبہ | حضرت موسیٰ کی یہ بات سنکر کہ میں ایک کھلی اور صاف نشانی تمہارے سامنے ایسی پیش کرونگا جس سے رب العالمین کی قدرت اور میری صداقت کا اظہار ہو جائے گا۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم واقعی سچے ہو تو وہ نشانی پیش کرو۔

فرعون کی اس بات سے پتہ لگتا ہے کہ وہ مالکِ کائنات کی ہستی کا تو قائل تھا اگرچہ یہی سمجھتا تھا کہ وہ فوق الفطری معنیٰ میں الٰہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ زمین کے معاملات بھی اسی کے حکم پر چلیں۔ اسلئے اس نے حضرت موسیٰ سے مطالبہ کیا کہ تمہارے پاس جو نشانی ہو وہ پیش کرو۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ

فَاَلْقٰى	عَصَاهُ	فَاِذَا هِيَ	ثُعْبَانٌ	مُّبِيْنٌ	وَ نَزَعَ	يَدَهٗ	فَاِذَا هِيَ
پس موسیٰ نے ڈالا	اپنا عصا	تو اچانک وہ	اژدہا	کھلا (نمایاں)	اور اس نے کھینچا (نکالا)	اپنا ہاتھ	تو ناگاہ وہ

پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ اچانک نمایاں اژدہا بن گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو ناگاہ وہ

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

بَيْضَآءُ	لِلنّٰظِرِيْنَ	قَالَ	لِلْمَلَاِ	حَوْلَهٗٓ	اِنَّ هٰذَا	لَسٰحِرٌ	عَلِيْمٌ
چمکتا ہوا	دیکھنے والوں کیلئے	فرعون نے کہا	سرداروں سے	اپنے گرد	بیشک یہ	جادوگر	دانا۔ ماہر

دیکھنے والوں کیلئے چمکتا ہوا ہوگیا۔ فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں سے کہا بے شک یہ ماہر جادوگر ہے

(۳۲) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○ حَيَّةٌ عَظِيْمَةٌ

(۳۲) سو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی ناگاہ وہ بڑا اژدہا ہوگئی۔

(۳۳) وَنَزَعَ يَدَهٗ اَخْرَجَهَا مِنْ جَيْبِهٖ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ ذَاتُ شُعَاعٍ لِلنّٰظِرِيْنَ ○ خِلَافَ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْاُدْمَةِ

(۳۳) اور اپنے گریبان سے اپنا ہاتھ نکالا ناگاہ وہ روشن نظر آیا دیکھنے والوں کو کہ اسمیں سے شعاع نکلتی تھی بخلاف اس حالت کے جو پہلے تھی یعنی پہلے گندم گوں تھا۔

(۳۴) قَالَ فِرْعَوْنُ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○ فَائِقٌ فِيْ عِلْمِ السِّحْرِ

(۳۴) فرعون نے اس جماعت سے کہا جو اسکے گرد تھی کہ بیشک یہ جادوگر ہے اس فن میں بڑا ماہر۔

تشریح

(۳۲) حضرت موسیٰ کی لاٹھی کا اژدہا بن جانا | فرعون کی یہ بات سنتے ہی کہ اگر تمہارے پاس کوئی نشانی ہے تو پیش کرو، حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا اور لاٹھی کے پھینکتے ہی وہ لاٹھی یکایک صریح اژدہا بن گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو معجزہ عطا ہوا تھا کہ آپ کے ہاتھ کی وہ لاٹھی حقیقتاً سانپ بن جاتی تھی اور اس کی شکل اژدہا کی سی ہوتی تھی۔ معجزے اور جادو میں یہی فرق ہوتا ہے۔ معجزے میں حقیقت بدل جاتی ہے یعنی وہ لاٹھی حقیقت میں سانپ بن جاتی تھی نہ کہ صرف سانپ نظر آتی تھی۔

(۳۳) حضرت موسیٰ کو دوسرا معجزہ | حضرت موسیٰ نے دوسرا معجزہ پیش کیا کہ بغل سے ہاتھ کھینچا تو وہ ہاتھ اس طرح چمک رہا تھا جیسے سورج نکل آیا ہو۔ اور اس کی روشنی سے سارا ماحول جگمگا اُٹھا۔

(۳۴) حضرت موسیٰ پر جادوگری کا الزام | فرعون حضرت موسیٰ کے یہ دونوں معجزے دیکھ کر حواس باختہ ہوگیا اور اس کے آس پاس جو سردار اور درباری تھے ان سے مخاطب ہوکر کہا یہ شخص یقیناً ایک ماہر جادوگر ہے۔ گویا اس کے خیال میں یہ معجزے اللہ کی نشانی نہیں تھے بلکہ صرف ایک جادو تھے۔

پیغمبروں پر ہمیشہ اسی طرح کے الٹے سیدھے الزام لگانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ کبھی ان کو پاگل کہا کبھی ساحر کہا، کبھی کہا کہ خود ان پر جادو کا اثر ہوگیا ہے۔ حضور نبی کریم ؐ پر بھی اس طرح کے الزامات لگائے گئے۔ گویا باطل کی سوچ ہمیشہ ایک ہی جیسی رہی ہے ان کی فطری یکسانیت بتاتی ہے کہ ان کی بات میں کبھی کوئی معقولیت نہیں ہوتی۔

یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِہٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

یُرِیْدُ	اَنْ	یُّخْرِجَکُمْ	مِّنْ	اَرْضِکُمْ	بِسِحْرِہٖ	فَمَاذَا	تَاْمُرُوْنَ
وہ چاہتا ہے	کہ	تمہیں نکال دے	سے	تمہاری سرزمین	اپنے جادو سے	تو کیا	تم حکم (مشورہ) دیتے ہو

وہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو (کے زور) سے تمہاری سرزمین سے نکال دے تو تم کیا مشورہ دیتے ہو ؟

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۳۶﴾

قَالُوْٓا	اَرْجِهْ	وَاَخَاهُ	وَابْعَثْ	فِی	الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِیْنَ
وہ بولے	مہلت دے	اور اسکے بھائی کو	اور بھیج	میں	شہر (جمع)	اکٹھا کرنے والے (نقیب)

وہ بولے اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں نقیب بھیج

﴿۳۵﴾ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِہٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○

﴿۳۶﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ○

(۳۵) وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمکو تمہاری زمین سے نکالدے سو تم اس بارے میں کیا رائے دیتے ہو۔ ؟

(۳۶) وہ بولے کہ موسیٰ کو اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دے اور تمام شہروں میں آدمی بھیج۔

جامعین

تشریح

(۳۵) جادو کا مقصد | فرعون نے یہ بھی کہا کہ جادوگری جس مقصد کے لئے دکھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو ساتھ لگا کر تمہیں اس ملک سے باہر نکال دے۔ اب بتاؤ کہ تم کیا حکم دیتے ہو۔ فرعون کی یہ گفتگو اسکی بدحواسی کو صاف ظاہر کرتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے یہ مطالبہ ضرور کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے حوالے کردو اور ہم ان کو لیکر یہاں سے چلے جائیں۔ مگر نہ ان کا یہ مطالبہ تھا نہ منصوبہ تھا کہ فرعون کی سلطنت پر قبضہ کرلیں اور فرعونیوں اور قبطیوں کو باہر نکال دیں مگر فرعون نے یہ کہہ کر ان کو بھڑکانے کی کوشش کی کہ دراصل یہ تمہیں تمہارے وطن سے نکالنے کا منصوبہ بنا کر آیا ہے اور اپنے جادو کے زور پر کام کرنا چاہتا ہے۔ اب بتاؤ تم کیا حکم دیتے ہو۔ فرعون کا یہ کہنا کہ بتاؤ تم کیا حکم دیتے ہو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اپنے حواس کھو چکا تھا اور حضرت موسیٰ سے پوری طرح مرعوب ہوگیا تھا۔ یہ ہے دراصل حق کی وہ طاقت کہ کہاں تو حضرت موسیٰ اس کے دربار میں جاتے ہوئے گھبرا رہے تھے۔ اور کہاں ان کی گفتگو کے بعد خود فرعون کا یہ حال ہے کہ وہ دو نہتے آدمیوں کو اپنے لئے اور اپنی اس عظیم سلطنت کے لئے خطرہ محسوس کر رہا ہے۔ جادو کے زور سے بھلا کوئی کسی کو کیسے نکال سکتا ہے اور سلطنت کا تختہ کیسے الٹ سکتا ہے۔ یہ بات فرعون بھی جانتا تھا۔ خود اس کے اپنے ملک میں ایک سے ایک ماہر جادوگر موجود تھے۔

معجزے کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو ان کے وقت حالات اور ماحول کے لحاظ سے معجزے عطا کئے ہیں۔ مصر میں غالباً اس وقت میں جادوگری کا بڑا چرچا تھا حضرت موسیٰؑ کا بھی مقابلہ جادوگروں سے ہوا اور ان کو جو معجزہ دیا گیا وہ ایسا تھا کہ جادوگر اس کے مقابلے سے لاچار ہوگئے۔

(۳۶) اہل دربار کا فرعون کو مشورہ | اہل دربار نے فرعون کو مشورہ دیا کہ موسیٰ اور ان کے بھائی کو یہیں روک لیجئے اور ملک کے ہر شہر میں ہرکارے بھیج دیجئے۔

يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝۳۷ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ

يَوْمٍ	لِمِيْقَاتِ	السَّحَرَةُ	فَجُمِعَ	عَلِيْمٍ	بِكُلِّ ۔ سَحَّارٍ	يَأْتُوْكَ
دن	مقررہ وقت پر	جادو گر	پس جمع کیے گئے	ماہر	تمام بڑے جادوگر	لے آئیں تیرے پاس

کہ تیرے پاس تمام بڑے جادوگر لے آئیں۔ پس جادوگر جمع ہوگئے ایک معین دن وقت

مَّعْلُوْمٍ ۝۳۸ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝۳۹

مُّجْتَمِعُوْنَ	اَنْتُمْ	هَلْ	لِلنَّاسِ	وَّقِيْلَ	مَّعْلُوْمٍ
جمع ہونے والے ہو (جمع ہوگے)	تم	کیا	لوگوں سے	اور کہا گیا	جانے پہچانے (معین)

مقررہ پر۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے۔

۳۷ يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ○ يفضل مُوسىٰ فِي عِلْمِ السِّحْرِ

۳۷ جادوگروں کو جو جادوگری میں موسیٰ سے بڑھے ہوئے ہوں اکٹھا کر۔

۳۸ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وهُوَ وَقْتُ الضُّحٰى مِنْ يَوْمِ الزِّيْنَةِ

۳۸ سو تمام جادوگر اکٹھے کیے گئے ایک دن معین کے وقتِ معین میں (مراد اس سے یوم زینت کی چاشت کا وقت ہے)

۳۹ وَقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ○

۳۹ اور لوگوں سے کہا گیا آیا تم اکٹھے ہونے والے ہو۔

تشریح

۳۷ ہرکارے بھیج کر جادوگروں کو جمع کیجئے! سارے ملک میں جتنے اچھے اچھے جادوگر ہیں وہ ہرکارے جا کر سارے جادوگروں کو آپکے پاس لے آئیں تاکہ ان جادوگروں کا توڑ ہمارے ملک کے جادوگروں کے ذریعے ہوجائے اس طرح سب کو پتہ لگ جائیگا کہ یہ لوگ رب العالمین کے رسول نہیں ہیں نہ ان کے پاس کوئی سچائی کی نشانی ہے بلکہ یہ تو ایک جادوگر ہیں جو اپنی جادوگری سے ملک میں افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں۔

۳۸ مقررہ وقت پر جادوگروں کا اکٹھا ہونا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ کی آیت ۵۹ میں گزر چکا ہے کہ اس مقابلے کے لیے "یوم الزینۃ" مقرر کیا گیا جو کہ جشن کا دن تھا جو قومی تہوار کے طور پر منایا جاتا تھا اور سارے لوگ دارالسلطنت میں جمع ہوتے تھے جیسے آزادی کا دن یا یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے اور یہ قومی جشن ہوتا ہے اسیطرح قومی جشن کے دن، دن کا وقت مقرر کیا گیا تاکہ دن کی روشنی میں لوگ اچھی طرح اس منظر کو دیکھ لیں۔ ملک کے تمام جادوگر اس دن جمع ہوگئے۔

۳۹ عوام کو زیادہ سے زیادہ اکٹھا کیا گیا کیونکہ حضرت موسیٰ ؑ کے معجزوں کی خبر لوگوں میں کافی پھیل چکی تھی اسلئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جمع کیا گیا۔ ہر جگہ آدمی بھیجے گئے کہ وہ لوگوں کو لے کر آئیں تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ لاٹھی کا سانپ بن جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارے ملک کے ماہر جادوگر اس سے بڑا جادو دکھا سکتے ہیں۔

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

لَعَلَّنَا	نَتَّبِعُ	السَّحَرَةَ	إِنْ	كَانُوْا	هُمُ	الْغٰلِبِيْنَ	فَلَمَّا	جَآءَ
تاکہ ہم	پیروی کریں	جادوگر (جمع)	اگر	ہوں	وہ	غالب (جمع)	پس جب	آئے

تاکہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی، اگر وہ غالب ہوں۔ جب جادوگر آئے

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾

السَّحَرَةُ	قَالُوْا	لِفِرْعَوْنَ	أَئِنَّ لَنَا	لَأَجْرًا	إِنْ كُنَّا	نَحْنُ	الْغٰلِبِيْنَ
جادوگر	انہوں نے کہا	فرعون سے	کیا یقیناً ہمارے لئے	کچھ انعام	اگر ہم ہوئے	ہم	غالب (جمع)

تو انہوں نے فرعون سے کہا کیا ہمارے لئے یقینی طور پر کچھ انعام ہوگا؟ اگر ہم غالب آئے۔

(۴۰) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ○ اَلْاِسْتِفْهَامُ لِلْحَثِّ عَلَى الْاِجْتِمَاعِ وَالتَّرَجِّيْ عَلٰى تَقْدِيْرِ غَلَبَتِهِمْ لِيَسْتَمِرُّوْا عَلٰى دِيْنِهِمْ فَلَا يَتَّبِعُوْا مُوْسٰى

(۴۰) شاید کہ ہم جادوگروں کی پیروی کریں اگر وہی غالب ہوں۔ (استفہام واسطے برانگیختہ کرنے کے ہے اکٹھا ہونے پر اور لَعَلَّ جو ترجی کے لئے ہے اس لئے لایا گیا کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں اس امید میں کہ شاید جادوگر ہی غالب آجاویں۔ پس نہ پیروی کریں وہ موسیٰ کی)

(۴۱) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ وَإِدْخَالُ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ○

(۴۱) پس جب جادوگر آئے، فرعون سے کہنے لگے کیا ہم کو اجرت ملے گی اگر ہم غالب آویں۔

تشریح

(۴۰) ہمارا غلبہ ہوگا اور ہم اپنے دین پر رہ جائیں گے | حضرت موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے قومی عید کے دن چاشت کے وقت سب کو اکٹھا ہونے کی دعوت دی جا رہی تھی اور لوگوں کو بتایا جارہا تھا کہ ہمارے جادوگر موسیٰ پر غالب آجائیں گے اور جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری ہوگا تو کسی کو ہمارا طریقہ چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ گویا یہ مقابلہ عقیدے اور مذہب کے لحاظ سے ایک فیصلہ کن مقابلہ بن گیا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ کی دلیلوں نے اور ان کے پیش کئے گئے معجزوں نے فرعونی دین کی بنیادیں ہلادی تھیں۔

(۴۱) جادوگروں کی طرف سے انعام کی طلب | چنانچہ مقابلہ کا دن اور وقت آگیا اور سارے ملک سے چیدہ چیدہ ماہر جادوگر فرعون کے دربار میں پہونچ گئے اور حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں انعام و اکرام تو ملے گا نا؟

قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ اِذًا لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ

قَالَ	نَعَمۡ	وَاِنَّكُمۡ	اِذًا	لَّمِنَ	الۡمُقَرَّبِيۡنَ	قَالَ
اس نے کہا	ہاں	اور بیشک تم	اسوقت	البتہ۔ سے	مقربین	کہا

اس نے کہا ہاں ! تم اس وقت بیشک (میرے) مقربین میں سے ہوگے۔ کہا

لَهُمۡ مُّوۡسٰٓى اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ﴿۴۳﴾

لَهُمۡ	مُّوۡسٰٓى	اَلۡقُوۡا	مَاۤ	اَنۡتُمۡ	مُّلۡقُوۡنَ
ان سے	موسیٰ	تم ڈالو	جو	تم	ڈالنے والے

موسیٰؑ نے ان سے (اپنا داؤ) ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔

(۴۲) قَالَ نَعَمۡ وَاِنَّكُمۡ اِذًا حِيۡنَئِذٍ لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ○

(۴۳) قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى بَعۡدَ مَا قَالُوۡا لَهٗ اِمَّا اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّا اَنۡ نَّكُوۡنَ نَحۡنُ الۡمُلۡقِيۡنَ اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ○ فَالۡاَمۡرُ مِنۡهُ لِلۡاِذۡنِ بِتَقۡدِيۡمِ اِلۡقَائِهِمۡ تَوَسُّلًا بِهٖ اِلٰى اِظۡهَارِ الۡحَقِّ

(۴۲) فرعون نے جواب دیا ہاں اور بے شبہ تم اگر غالب رہے تو تم البتہ میرے مقرب ہو جاؤ گے۔

(۴۳) موسیٰؑ نے ان سے کہا (بعد اس کے کہ انہوں نے موسیٰؑ سے کہا تھا یا تو ڈال یا ہم ڈالیں) کہ ڈالو تم جو کچھ ڈالنے والے ہو

(موسیٰ نے انکو حکم جادو کے ظاہر کرنے کا اسلئے دیا کہ اول وہ اپنا جادو ظاہر کریں تو اس پر موسیٰؑ ان پر حق ظاہر کرے)

تشریح

(۴۲) فرعون کا جواب | انعام و اکرام کی بات سُن کر فرعون نے کہا انعام و اکرام ہی نہیں بلکہ تم ہمارے خاص مصاحبوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

یہ گفتگو جو جادوگروں اور فرعون کے درمیان ہو رہی ہے ظاہر کرتی ہے کہ جادوگروں کے سامنے اپنی جیت کا جو سب سے بڑا انعام ہے وہ مال و دولت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ دوسری طرف اللہ کے پیغمبر ہیں جو پوری جرأت کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت دے رہے ہیں اور اس کے لئے ہر طرح کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دونوں کے کردار کا یہ فرق دراصل حق و باطل کا فرق ہے۔

(۴۳) حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں میں مقابلے کا آغاز | جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ پہل تم کرتے ہو یا ہم کریں۔ حضرت موسیٰ نے کہا پھینکو جو تم نے پھینکنا ہے پہلے تم ہی اپنے فن کا مظاہرہ کرو اور جو تمہاری طاقت ہے وہ دکھا دو۔

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ

إِنَّا لَنَحْنُ	فِرْعَوْنَ	بِعِزَّةِ	وَقَالُوا	وَعِصِيَّهُمْ	حِبَالَهُمْ	فَأَلْقَوْا
بیشک البتہ ہم	فرعون	اقبال سے	اور بولے	اور اپنی لاٹھیاں	اپنی رسیاں	پس انھوں نے ڈالیں

پس انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور وہ بولے فرعون کے اقبال سے بیشک ہم ہی

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَأَلْقٰى مُوسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾

يَأْفِكُوْنَ	مَا	تَلْقَفُ	فَإِذَا هِيَ	عَصَاهُ	مُوسٰى	فَأَلْقٰى	الْغٰلِبُوْنَ
انھوں نے ڈھکوسلا بنایا	جو	نگلنے لگا	تو ناگاہ وہ	اپنا عصا	موسیٰ	پس ڈالا	غالب آنے والے

غالب آنے والے ہیں۔ پس موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ناگاہ نگلنے لگا جو انھوں نے ڈھکوسلا بنایا تھا

(۴۴) فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ ○

(۴۴) سو جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا فرعون کی قوت اور عزت سے ہم ہی غالب رہیں گے

(۴۵) فَأَلْقٰى مُوسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ بِحَذْفِ إِحْدَى التَّائَيْنِ مِنَ الْأَصْلِ تَبْتَلِعُ مَا يَأْفِكُوْنَ ○ يَقْلِبُوْنَهُ بِتَمْوِيْهِهِمْ فَيَتَخَيَّلُوْنَ حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ أَنَّهَا حَيَّاتٌ تَسْعٰى

(۴۵) پھر موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈالی ناگاہ وہ نگلنے لگی اسکو جو وہ ڈھونگ کرتے تھے۔ کہ اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو بصورت سانپوں کے جو دوڑتے تھے ظاہر کرتے تھے۔

تشریح

(۴۴) جادوگروں کی طرف سے اپنے فن کا مظاہرہ | حضرت موسیٰؑ کی یہ بات سنکر کہ پہل تم کرو جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں پھینک دیں اور کہا کہ فرعون کے اقبال کی قسم جیت ہماری ہوگی۔ جادوگروں کی پھینکی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں بہت سے سانپوں کی شکل میں لہراتی ہوئی حضرت موسیٰ کی طرف لپکتی ہوئیں نظر آنے لگیں چنانچہ سورۂ اعراف میں ہے۔

فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوْا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَاءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ○

(جب انھوں نے اپنے انچھر پھینکے تو لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دیا سب کو دہشت زدہ کر کے رکھ دیا اور بڑا بھاری جادو بنا لائے)۔ سورۂ طٰہٰ میں اس وقت کا نقشہ یہ کھینچا گیا ہے کہ۔

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهِ خِيْفَةً مُّوسٰى۔ (یکایک ان کے سحر سے حضرت موسیٰ کو یوں محسوس ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑی چلی آرہی ہیں، اس سے موسیٰ اپنے دل میں ڈر گئے۔)

(۴۵) عصاءِ موسیٰ کا کرشمہ | اب حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل گئی۔ وہ سارا طلسم جو جادوگروں نے بنایا تھا ختم ہوگیا اور خالی رسیاں اور لاٹھیاں پڑی رہ گئیں۔

فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾

فَاُلْقِیَ ۔ السَّحَرَةُ	سٰجِدِیْنَ	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
پس ڈالدئے گئے (گر پڑے) جادوگر	سجدہ کرتے ہوئے	وہ بولے	ہم ایمان لائے	سارے جہانوں کے رب پر

پس جادوگر سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔ وہ بولے ہم سارے جہانوں کے رب پر ایمان لائے

رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ

رَبِّ	مُوْسٰی	وَھٰرُوْنَ	قَالَ	اٰمَنْتُمْ لَهٗ	قَبْلَ	اَنْ	اٰذَنَ	لَكُمْ
رب	موسیٰ	اور ہارون	فرعون نے کہا	تم ایمان لائے اس پر	پہلے	کہ میں	اجازت دوں	تمہیں

(جو) رب ہے موسیٰؑ اور ہارونؑ کا۔ فرعون نے کہا تم اس پر (اس سے پہلے) ایمان لے آئے کہ میں تمہیں اجازت دوں

اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

اِنَّهٗ	لَكَبِیْرُكُمْ	الَّذِیْ	عَلَّمَكُمْ	السِّحْرَ	فَلَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
بیشک وہ	البتہ بڑا ہے تمہارا	وہ جس نے	سکھایا تمہیں	جادو	پس جلد	تم جان لوگے

بیشک وہ البتہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ پس تم جلد جان لوگے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

لَاُقَطِّعَنَّ	اَیْدِیَكُمْ	وَاَرْجُلَكُمْ	مِّنْ	خِلَافٍ
البتہ میں ضرور کاٹ ڈالونگا	تمہارے ہاتھ	اور تمہارے پاؤں	سے۔کے	ایک دوسرے کے خلاف کا

میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا، دوسری طرف سے (ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں)

وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۹﴾

وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ	اَجْمَعِیْنَ	
اور ضرور تمہیں سولی دونگا	سب کو	

اور ضرور تم سب کو سُولی دوں گا۔

(۴۶) فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ○
(۴۷) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○
(۴۸) رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ○ بعلمهم
بأن ما شاهدوه من
العصا لا يتأتى بالسحر

۴۶ جب یہ حال جادوگروں نے دیکھا سب سجدہ میں گر گر
۴۷ پڑے کہنے لگے ہم ایمان لائے تمام جہانوں کے رب پر
۴۸ جو رب ہے موسیٰؑ اور ہارونؑ کا۔ جادوگر ایمان اس لئے
لائے کہ وہ جانتے تھے کہ یہ جو کچھ معجزہ لاٹھی سے ظاہر ہوا
جادو سے نہیں ہو سکتا۔

(۴۹) قَالَ فِرْعَوْنُ ءَ اٰمَنْتُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَإِبْدَالِ الثَّانِيَةِ أَلِفًا لَهٗ بِمُوسٰى قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَعَلَّمَكُمْ شَيْئًا مِنْهُ وَغَلَبَكُمْ بِاٰخَرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ مَا يَنَالُكُمْ مِنِّيْ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَيْ يَدَ كُلِّ وَاحِدٍ الْيُمْنٰى وَرِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

(۴۹) فرعون نے کہا کیا تم موسیٰ پر ایمان لائے پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دوں۔ بیشک وہ تمہارا بڑا جادوگر ہے جس نے تم کو جادو سکھلایا سو اس نے تم کو بعض قسم کے جادو سکھائے ہیں اور دوسرے جادو سے تم پر غالب آگیا۔ سو نزدیک ہے کہ تم جان لوگے جو سزا تم کو میری جانب سے ملیگی۔ البتہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ ڈالوں گا یعنی ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر اور بیشک میں تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا۔

تشریح

(۴۶) جادوگروں کا قبول حق | جب جادوگروں کا سارا طلسم ختم ہوگیا اور انہیں یقین ہوگیا کہ موسیٰ کی لاٹھی کا سانپ بن جانا جادوگری نہیں ہے بلکہ واقعی خدائی معجزہ اور نشان ہے تو وہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ وہ اگرچہ جادوگر تھے لیکن انہیں حق پسندی کا جذبہ تھا اور جب حق انکے سامنے آگیا تو انہوں نے اُسے قبول کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

(۴۷) جادوگروں کا ایمان لانا | جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور بول اٹھے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے جادوگروں کی طرف سے اللہ رب العالمین کے ساتھ وفاداری کا یہ اعلان بتلاتا ہے کہ ایمان انسان کے اندر غیر معمولی جرأت اور حوصلہ پیدا کردیتا ہے اور پھر وہ بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

(۴۸) جادوگروں کا اعلان | جادوگروں نے کہا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے، ہم اس رب العالمین کو مان گئے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے یعنی جس کو موسیٰ اور ہارون اپنا رب کہتے ہیں اسی کو ہم نے اپنا رب مان لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے فرعون کے سامنے اپنی بے لاگ جرأت کے ساتھ حق کا اظہار کردیا۔ اس طرح یہ معاملہ فتح و شکست کا نہیں بلکہ حق کے اظہار کا معاملہ بن گیا۔

(۴۹) فرعون کا الزام کہ یہ سب تمہاری ملی بھگت ہے | فرعون نے دیکھا کہ بازی پلٹ چکی ہے جادوگروں کا اس طرح برسرِ عام حق کو تسلیم کرنا بڑا غیر معمولی واقعہ تھا اس نے فوراً ہی ایک افسانہ گھڑ لیا اور کہا، اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا۔ (الاعراف)

(یہ ایک سازش ہے جو تم لوگوں نے مل کر دارالسلطنت میں تیار کی ہے تاکہ اس کے باشندوں کو اقتدار سے بے دخل کردو۔)

گویا وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے ان کے موسیٰ کے درمیان اندر اندر معاملہ طے پاگیا تھا کہ وہ موسیٰ کے مقابلے میں ہار جائیں گے اور اس کے نتیجے میں جو انقلاب برپا ہوگا اس سے یہ دونوں مل کر فائدہ اٹھائیں گے۔

اس لئے اس نے کہا کہ تم اسی سازش کے تحت میری اجازت کے بغیر موسیٰ کی بات مان گئے۔ یہی تمہارا گرو ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے تمہیں ابھی معلوم ہوجاتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا کر تمہیں سولی پر چڑھا دوں گا۔ فرعون کا خیال تھا کہ یہ دھمکی سن کر جادوگر جان بچانے کے لئے کہہ دیں گے کہ واقعی یہ ہماری سازش تھی اور اس طرح اس شکست کا اثر ختم ہوجائیگا۔ جو جادوگروں کے ایمان لانے سے دیکھنے والوں پر پڑ رہا تھا۔

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ

يَغْفِرَ	اَنْ	اِنَّا + نَطْمَعُ	مُنْقَلِبُوْنَ	اِلٰى رَبِّنَا	اِنَّآ	لَا ضَيْرَ	قَالُوْا
بخش دے	کہ	بیشک ہم امید رکھتے ہیں	لوٹ کر جانے والے ہیں	اپنے رب کی طرف	بیشک ہم	کچھ نقصان (حرج) نہیں	وہ بولے

وہ بولے کچھ حرج نہیں بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب

لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۴

الْمُؤْمِنِيْنَ	اَوَّلَ	اَنْ + كُنَّا	خَطٰيٰنَآ	رَبُّنَا	لَنَا
ایمان لانے والے	پہلے	کہ ہم ہیں	ہماری خطائیں	ہمارا رب	ہمیں

ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

﴿۵۰﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ لَا ضَرَرَ عَلَيْنَا فِىْ ذٰلِكَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا بَعْدَ مَوْتِنَا بِاَيِّ وَجْهٍ كَانَ مُنْقَلِبُوْنَ ○ رَاجِعُوْنَ فِى الْاٰخِرَةِ

﴿۵۱﴾ اِنَّا نَطْمَعُ نَرْجُوْا اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ اَىْ بِاَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فِىْ زَمَانِنَا

﴿۵۰﴾ وہ بولے ہمیں ہمارا کچھ نقصان نہیں بیشک ہم بعد اپنے مرنے کے جس طرح سے کہ ہو آخرت میں اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

﴿۵۱﴾ بے شبہ ہم کو امید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ بخشدے گا اس وجہ سے کہ ہم اپنے زمانے میں اول ایمان لانے والے ہیں۔

تشریح

﴿۵۰﴾ جادوگروں کا جرأتمندانہ جواب | ذرا خیال کیجئے ایک طرف فرعون کی بے پناہ طاقت ہے دوسری طرف اسی سلطنت کی رعایا کے چند مٹھی بھر لوگ ہیں جن کے پاس نہ کوئی فوج ہے نہ ہتھیار ہیں۔ وہ بے کس اور بے بس فرعون کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ فرعون ان کو موت کی دھمکیاں دے رہا ہے ـــ مگر دوسری طرف ایمان کی طاقت وہ جرأت پیدا کر رہی ہے کہ یہ چند لوگ موت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کسی نقصان کی پرواہ کئے بغیر بڑے حوصلے کے ساتھ جواب دیتے ہیں: کچھ پروا نہیں یہی تو ہوگا کہ ہم مرکر اپنے رب کے حضور پہنچ جائیں گے اور اس طرح ہمیں شہادت کا درجہ ملے گا۔ موت سے زیادہ تم ہمیں اور دے بھی کیا سکتے ہو۔

﴿۵۱﴾ جادوگروں کی استقامت | ایمان نے جادوگروں کے کردار میں عجیب انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ کہاں تو جب وہ فرعون کے دربار میں آئے تھے تو ہاتھ جوڑ جوڑ کر انعام کا مطالبہ کر رہے تھے اور کہاں آن کی آن میں وہی فرعون اور اسکی بادشاہی، اس کی دولت اور اس کا کروفر سب ان کی نگاہوں میں ہیچ ہوگیا اور انہوں نے بڑے حوصلے اور استقامت سے فرعون کو جواب دیا کہ مرنا تو ایک دن ہے ہی۔ تو زیادہ سے زیادہ کیا کرے گا ہمیں قتل کردے گا کہ موت جو کل آنی ہے وہ آج آجائے گی بلکہ ہم تو یہ امید رکھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے موسیٰ کی دعوتِ حق کو سب سے پہلے آگے بڑھ کر قبول کیا ہے اسلئے ہمارا رب ہمارے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کردیگا۔ اس طرح جادوگروں نے ظالم بادشاہ کے سامنے اعلانِ حق کرکے سب سے افضل جہاد کی فضیلت حاصل کی۔ (اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔)

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى	مُوْسٰٓى	اَنْ اَسْرِ	بِعِبَادِيْٓ	اِنَّكُمْ	مُّتَّبَعُوْنَ	
اور ہم نے وحی کی	طرف	موسیٰ	کہ راتوں رات لے نکل	میرے بندوں کو	بیشک تم	پیچھا کیے جاؤ گے۔	

اور ہم نے موسیٰ ؑ کی طرف وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل بیشک تم پیچھا کیے جاؤ گے (تمہارا تعاقب ہوگا)

﴿۵۲﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى بَعْدَ سِنِيْنَ اَقَامَهَا بَيْنَهُمْ يَدْعُوْهُمْ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ اِلَى الْحَقِّ فَلَمْ يَزِيْدُوْا اِلَّا عُتُوًّا اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَوَصْلِ هَمْزَةِ اَسْرِ مِنْ سَرٰى لُغَةٌ فِيْ اَسْرٰى اَيْ سِرْ بِهِمْ لَيْلًا اِلَى الْبَحْرِ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○ يَتَّبِعُكُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ فَيَلِجُوْنَ وَرَاءَكُمُ الْبَحْرَ فَاُنَجِّيْكُمْ وَاُغْرِقُهُمْ

﴿۵۲﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی بعد اس کے کہ چند سال انہیں رہا۔ اور انکو احکام الٰہی سنا کر حق کی طرف بلاتا رہا پر انکی سرکشی ہی بڑھتی رہی کہ میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات میں دریا کی طرف لے چل۔

بیشک فرعون اور اس کا لشکر تمہارا پیچھا کریں گے سو وہ تمہارے پیچھے دریا میں گھسیں گے۔

سو میں تم کو نجات دوں گا۔
اور ان کو غرق کرونگا۔

تشریح

﴿۵۲﴾ حضرت موسیٰ ؑ کو بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت کا حکم | دربار میں پیش آنے والے اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ اور فرعونیوں کے درمیان برابر کش مکش چلتی رہی۔ حضرت موسیٰ اس کو سمجھاتے رہے لیکن وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہا حضرت موسیٰ کی دعوتِ حق کو قبول نہ کیا۔

ایک موقع ایسا بھی آیا کہ پے درپے نازل ہونے والی آفتوں سے تنگ آکر فرعون نے بنی اسرائیل کو مصر سے جانے کی اجازت دے دی لیکن بعد میں اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ حضرت موسیٰ ؑ کا پیچھا کیا۔

مصر میں بنی اسرائیل کی آبادی مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی تھی۔ مَنَفْ سے رَعْمیس تک خاص طور پر اس علاقے میں زیادہ بڑی تعداد آباد تھی جسے جُشَن کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر مصر سے نکل جاؤ اور یہ بھی خیال رکھو کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ نے سب بستیوں میں پیغام بھیجے کہ فلاں رات کو سب لوگ اپنی اپنی بستیوں سے باہر نکل آئیں۔ اور جلدی جلدی راستہ طے کریں تاکہ فرعون کی پہنچ سے باہر ہوسکیں۔ یہ بتا کر کہ تمہارا پیچھا کیا جائیگا تسلی کا سامان کر دیا کہ گھبرانا نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا سامان کریں گے۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

فَاَرْسَلَ	فِرْعَوْنُ	فِی + الْمَدَآئِنِ	حٰشِرِیْنَ	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ
پس بھیجا	فرعون	شہروں میں	اکٹھا کرنے والے (نقیب)	بیشک	یہ لوگ ہیں

پس فرعون نے شہروں میں نقیب بھیجے بے شک یہ لوگ ایک

لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾

لَشِرْذِمَةٌ	قَلِیْلُوْنَ	وَاِنَّهُمْ	لَنَا	لَغَآئِظُوْنَ
ایک جماعت	تھوڑی سی	اور بیشک وہ	ہمیں	غصہ میں لانے والے ہیں

تھوڑی (چھوٹی سی) جماعت ہیں اور وہ بیشک ہمیں غصہ میں لانے والے (غصہ دلا رہے) ہیں

﴿۵۳﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ حِیْنَ اَخْبَرَ
بِسَیْرِهِمْ فِی الْمَدَآئِنِ
قِیْلَ کَانَ لَهٗ اَلْفُ مَدِیْنَةٍ
وَاثْنَتَا عَشَرَةَ قَرْیَةً
حٰشِرِیْنَ ○ جَامِعِیْنَ الْجَیْشَ
قَائِلًا

﴿۵۳﴾ پس فرعون کو جس وقت خبر ملی موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے چلنے کی اس نے تمام شہروں میں لشکر جمع کرنے کو آدمی بھیجے (کہتے ہیں کہ فرعون کی سلطنت میں ہزار شہر اور بارہ ہزار گاؤں تھے) یہ کہہ کر کہ بیشک یہ لوگ یعنی موسیٰ اور اسکے ہمراہی تھوڑی سی جماعت ہے۔

﴿۵۴﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ طَائِفَةٌ
قَلِیْلُوْنَ ○ قِیْلَ کَانُوْا سِتَّ
مِائَةِ اَلْفٍ وَسَبْعِیْنَ اَلْفًا
وَمُقَدَّمَةُ جَیْشِهٖ سَبْعُمِائَةِ
اَلْفٍ فَقَلَّلَهُمْ بِالنَّظْرِ اِلٰی کَثْرَةِ جَیْشِهٖ

﴿۵۴﴾ (کہتے ہیں کہ موسیٰ اور اسکے ہمراہی سات لاکھ ستر ہزار آدمی تھے اور مقدمۃ الجیش فرعون کا سات لاکھ آدمی تھے اسلئے اس نے موسیٰ کی جماعت کو بمقابلہ اپنے لشکر کے تھوڑا سمجھا کیونکہ جب اسکے لشکر کے آگے جانیوالے آدمی سات لاکھ تھے تو لشکر کی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔

﴿۵۵﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ○ فَاعِلُوْنَ
مَا یُغِیْظُنَا

﴿۵۵﴾ اور بیشک موسیٰ اور اسکے ہمراہی ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے ہم کو غصہ بڑھے۔

تشریح

﴿۵۳﴾ پیچھا کرنے کے لئے فرعون کی طرف سے تیاری | اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو پہلے ہی مطلع کر دیا گیا تھا کہ تمہارا پیچھا کیا جائیگا چنانچہ فرعون نے پیچھا کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں مگر وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ لوگوں کو یہ احساس نہ ہو کہ ہم بنی اسرائیل سے خوفزدہ ہیں اس لئے اس نے مختلف شہروں میں اپنے نقیب بھیجے۔

﴿۵۴﴾ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں | فرعون کے بھیجے ہوئے نقیبوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ بنی اسرائیل مٹھی بھر لوگ ہیں کوئی بڑی بات نہیں ان سے نپٹ لیا جائے گا۔

﴿۵۵﴾ مٹھی بھر لوگوں نے ہمیں بہت ناراض کیا ہے | یہ اسرائیلی ہیں تو تھوڑے سے لیکن انھوں نے تم لوگوں کو بھی تنگ کر رکھا ہے اور ہم بھی ان سے ناراض ہیں۔

وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ

وَاِنَّا	لَجَمِيْعٌ	حٰذِرُوْنَ	فَاَخْرَجْنٰهُمْ	مِّنْ	جَنّٰتٍ	وَّعُيُوْنٍ
اور بیشک ہم	ایک جماعت	مسلح۔ محتاط	پس ہم نے انہیں نکالا	سے	باغات	اور چشمے

اور بیشک ہم ایک جماعت ہیں مسلح، محتاط (ارشاد الٰہی ہے) پس ہم نے انہیں باغات سے، چشموں سے

وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا

وَّكُنُوْزٍ	وَّمَقَامٍ	كَرِيْمٍ	كَذٰلِكَ	وَاَوْرَثْنٰهَا
اور خزانے	اور ٹھکانے	عمدہ	اسی طرح	اور ہم نے وارث بنایا ان کا

اور خزانوں سے اور عمدہ ٹھکانوں سے نکالا۔ اسی طرح ہم نے ان کا وارث بنایا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	فَاَتْبَعُوْهُمْ	مُّشْرِقِيْنَ	
بنی اسرائیل	پس انھوں نے پیچھا کیا اُن کا	سورج نکلتے	

بنی اسرائیل کو پس انھوں نے سورج نکلتے (صبح سویرے) ان کا پیچھا کیا۔

(۵۶) وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ○
مُتَيَقِّظُوْنَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
حَاذِرُوْنَ مُسْتَعِدُّوْنَ قَالَ
تَعَالٰى

(۵۶) بیشک ہم سب ہوشیار و مستعد ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(۵۷) فَاَخْرَجْنٰهُمْ اَيْ فِرْعَوْنَ
وَجُنُوْدَهٗ مِنْ مِصْرَ لِيَلْحَقُوْا
مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ مِنْ جَنّٰتٍ
بَسَاتِيْنَ كَانَتْ عَلٰى جَانِبَيِ
النِّيْلِ وَّعُيُوْنٍ ○ اَنْهَارٍ
جَارِيَةٍ فِي الدُّوْرِ مِنَ
النِّيْلِ.

(۵۷) پس ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو مصر سے نکالا تاکہ وہ موسیٰ اور اس کی قوم سے جا ملیں اور فرعون وغیرہ کو نکالا ان باغوں سے جو دریائے نیل کے دونوں طرف تھے۔

اور نہروں سے جو گھروں میں جاری تھیں، دریائے نیل سے ان میں پانی آتا تھا۔

(۵۸) وَّكُنُوْزٍ اَمْوَالٍ ظَاهِرَةٍ
مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَسُمِّيَتْ كُنُوْزًا لِاَنَّهٗ لَمْ يُعْطَ
حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْهَا وَّمَقَامٍ

(۵۸) اور ان کو نکالا سونے اور چاندی کے خزانوں سے۔

(فرعون کے اموال کو اللہ تعالیٰ نے کنز فرمایا اسلئے کہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق نہیں نکلتا تھا۔

اور نکالا انکو عمدہ مجلسوں سے۔ جو امیروں اور وزیروں

كَرِيْمٍ ○ مَجْلِسٍ حَسَنٍ لِلْاُمَرَاءِ وَالْوُزَرَاءِ يَحُفُّهُ اَتْبَاعُهُمْ

کے بیٹھنے کی جگہ تھی اور ان کے پیرو وہاں ان کے پاس جمع رہتے تھے۔

(۵۹) كَذٰلِكَ ۚ اَىْ اِخْرَاجُنَا كَمَا وَصَفْنَا وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ بَعْدَ اِغْرَاقِ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ

(۵۹) ہم نے اسی طرح ان کو نکالا اور ان چیزوں کا وارث کیا بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے لشکر کے ڈبانے کے بعد۔

(۶۰) فَاَتْبَعُوْهُمْ لَحِقُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ○ وَقْتَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ

(۶۰) سو فرعون اور اس کا لشکر جا ملا موسیٰ وغیرہ سے چاشت کے وقت۔

تشریح

(۵۶) ہم ہمہ وقت چوکنا رہنے والے لوگ ہیں | اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ چاہے معاملہ چھوٹا سا ہو مگر ہم لوگ ہمہ وقت چوکنا رہتے ہیں اور کسی معاملہ میں ڈھیل نہیں دیتے تو بہتر یہ ہے کہ اس روز روز کے چکر کو ختم کر کے ان کا قلع قمع ہی کر دیا جائے اور ان کی ایسی سرکوبی کی جائے کہ آئندہ یہ لوگ سر نہ اٹھا سکیں۔

(۵۷) فرعون کی الٹی تدبیر | اپنے خیال میں تو فرعون نے بڑی عقلمندی کا کام کیا تھا کہ بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے کے لئے دور دور سے فوجیں طلب کر لیں اور فرعون کے کہنے پر دولتِ فرعونیہ کے بڑے بڑے سردار سلطنت کے ذمہ دار، فوج کے سپہ سالار، شہزادے اور خود بادشاہ ذی جاہ سب کے سب اپنے محلوں سے نکل آئے ہم نے انکو اس طرح انکے باغوں اور چشموں سے نکال لیا۔

(۵۸) ان کے خزانے اور بہترین قیام گاہیں | یہاں تک کہ انکی دولت سونے چاندی کے خزانے بہترین محلات اعلیٰ ترین قیام گاہیں سب کی سب وہیں رہ گئیں اور یہ سارے بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے کے لئے نکل پڑے۔

اگر یہ لوگ بنی اسرائیل کا پیچھا نہ کرتے تو بس اتنا ہی ہوتا کہ بنی اسرائیل ملک چھوڑ کر نکل جاتے اور قومِ فرعون حسبِ سابق اپنے عشرت کدوں میں زندگی کے مزے لوٹتے رہتی مگر جس چیز کو وہ اپنے لئے اچھا سمجھ رہے تھے وہی انکے لئے نتیجہ کے اعتبار سے بُری ثابت ہوئی۔ ع "الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا"

(۵۹) محروم نعمت قوم کو نعمتوں سے نواز دیا گیا | کل تک قومِ فرعون عیش و عشرت کی زندگی گزار رہی تھی، مال و دولت تھی، بہترین باغات تھے، اعلیٰ درجے کے محلات تھے ایک مظلوم قوم کو مٹانے کے لئے ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر فرعون کی سرکردگی میں پورا لاؤ لشکر بنی اسرائیل کا پیچھا کرتا ہوا نکل پڑا اور پھر اس کو لوٹ کر آنا نصیب نہیں ہوا۔

دوسری طرف وہ محروم قوم جو صدیوں سے ظلم و ستم سہتی چلی آرہی تھی اور ہر طرح کی نعمتوں سے محروم تھی مصر سے نکلی اور اپنی منزلِ مقصود فلسطین کی طرف روانہ ہوگئی۔ وہاں پہونچ کر فلسطین کے باغوں وہاں کے چشموں اور وہاں کی عمدہ قیام گاہوں اور وہاں کے خزانوں کے مالک ہوئے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے۔

"فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا۔ (آیت ۱۳۶۔ ۱۳۷)

(تب ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے بے پروا ہو گئے تھے اور انکے بجائے ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور بنا کر رکھے گئے تھے اس ملک کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔)

(۶۰) تعاقب شروع ہو گیا | حضرت موسیٰ کی رہنمائی میں بنی اسرائیل مصر سے نکلے، ادھر صبح ہوتے ہی فرعون اور اس کے لشکر نے بنی اسرائیل کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اب آگے آگے بنی اسرائیل تھے اور ان کے پیچھے فرعون کا لشکر۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

فَلَمَّا	تَرَآءَ	الْجَمْعٰنِ	قَالَ	اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى	اِنَّا	لَمُدْرَكُوْنَ
پس جب	دیکھا ایکدوسرے کو	دونوں جماعتیں	کہار کہنے لگے)	موسیٰؑ کے ساتھی	یقیناً ہم	پکڑ لیے گئے

پس جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھی کہنے لگے یقیناً ہم پکڑ لیے گئے

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

قَالَ + كَلَّا	اِنَّ	مَعِىَ	رَبِّىْ	سَيَهْدِيْنِ	فَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى	مُوْسٰٓى
اس نے کہا ہرگز نہیں	بیشک	میرے ساتھ	میرا رب	وہ جلد مجھے راہ دکھائیگا	پس ہم نے وحی بھیجی	طرف	موسیٰؑ

موسیٰؑ نے کہا ہرگز نہیں، بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے جلد (بچ نکلنے کی) راہ دکھائے گا پس ہم نے موسیٰ کیطرف وحی بھیجی

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

اَنِ	اضْرِبْ	بِّعَصَاكَ	الْبَحْرَ	فَانْفَلَقَ	فَكَانَ	كُلُّ	فِرْقٍ
کہ	تو مار	اپنا عصا	دریا	تو وہ پھٹ گیا	پس ہوگیا	ہر	حصہ

کہ تو اپنا عصا دریا پر مار (انہوں نے مارا) تو دریا پھٹ گیا، پس ہر حصہ بڑے بڑے

كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا

كَالطَّوْدِ	الْعَظِيْمِ	وَاَزْلَفْنَا	ثَمَّ	الْاٰخَرِيْنَ	وَاَنْجَيْنَا
پہاڑ کی طرح	بڑے	پھر ہم نے قریب کردیا	اس جگہ	دوسروں کو	اور ہم نے بچالیا

پہاڑ کی طرح ہوگیا۔ اور ہم نے اس جگہ دوسروں کو (فرعونیوں کو) قریب کردیا اور ہم نے موسیٰؑ

مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾

مُوْسٰى	وَمَنْ	مَّعَهٗٓ	اَجْمَعِيْنَ
موسیٰؑ	اور جو	اسکے ساتھ	سب

کو اور جو ان کے ساتھ تھے سب کو بچا لیا۔

﴿۶۱﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ اَىْ رَاٰى كُلٌّ مِّنْهُمَا الْاٰخَرَ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ○ يُدْرِكُنَا جَمْعُ فِرْعَوْنَ وَلَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

﴿۶۱﴾ پس جب دیکھا ہر ایک جماعت نے دوسرے کو موسیٰ کے ہمراہیوں نے کہا بے شبہ ہمکو فرعون کا لشکر پکڑ لیگا اور ہم سے آ ملے گا حالانکہ ہم کو فرعون کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔

﴿۶۲﴾ قَالَ مُوْسٰى كَلَّا ۚ اَىْ لَنْ

﴿۶۲﴾ موسیٰ نے کہا ہرگز وہ ہمکو پا نہیں سکتے۔

يُـدْرِكُـوْنَ ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ بِنَصْرِهٖ
سَيَهْدِيْنِ ۝ طَرِيْقَ النَّجَاةِ
(٦٣) قَالَ تَعَالٰى فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى
اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ
فَضَرَبَهٗ فَانْفَلَقَ اِنْشَقَّ
اِثْنَىْ عَشَرَ فِرَقًا فَكَانَ كُلُّ
فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ اَلْجَبَلِ
الضَّخْمِ بَيْنَهَا مَسَالِكُ سَلَكُوْهَا لَمْ
يَبْتَلَّ مِنْهَا سَرْجُ الرَّاكِبِ وَلَا لَبَدُهٗ
(٦٤) وَاَزْلَفْنَا قَرَّبْنَا ثَمَّ هُنَالِكَ
الْاٰخَرِيْنَ ۝ فِرْعَوْنَ وَ
قَوْمَهٗ حَتّٰى سَلَكُوْا مَسَالِكَهُمْ
(٦٥) وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ
مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ بِاِخْرَاجِهِمْ
مِنَ الْبَحْرِ عَلٰى هَيْئَتِهِ الْمَذْكُوْرَةِ

بیشک میرے رب کی امداد میرے ساتھ ہے نزدیک ہے کہ وہ مجھ کو نجات کا راستہ بتلا دیگا اللہ تعالے نے فرمایا :۔

(٦٢) پس ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ اپنی لاٹھی دریا پہ مار سو اس نے ماری پس دریا پھٹ گیا اس میں بارہ ٹکڑے ہو گئے
سو ہر ایک ٹکڑا مثل بڑے پہاڑ کے تھا۔ ان بارہ ٹکڑوں کے درمیان میں راستے تھے جن میں وہ لوگ چلے اور سوار کی زین بھی تر نہ ہوئی اور نمدہ جو گھوڑے کی کمر پہ ہوتا ہے وہ بھی تر نہ ہوا۔

(٦٣) اور ہم نے اس جگہ فرعون کو اور لشکر کو نزدیک کر دیا کہ وہ وہاں آپہنچے اور انہیں راستوں کو چلے جنکو موسیٰ اور اسکی قوم چلی تھی۔

(٦٥) اور ہم نے نجات دی موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے بایں طور کہ انکو دریا سے نکالا اس حال میں کہ ان کے گھوڑے کی زین بھی تر نہ ہوئی۔

تشریح

(٦١) <u>بنی اسرائیل کی گھبراہٹ</u> بحر قلزم کے کنارے پہنچ کر بنی اسرائیل پار کرنے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعون کا لشکر آپہنچا۔ اب آگے سمندر تھا پیچھے فرعون کا لشکر اور بیچ میں بنی اسرائیل پھنسے ہوئے تھے موسیٰ ؑ کے ساتھ — بنی اسرائیل گھبرا کر کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے۔

(٦٢) <u>حضرت موسیٰ ؑ کی تسلی</u> حضرت موسیٰ ؑ نے تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں میرے رب کی مدد میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا اور اس آفت سے بچنے کی تدبیر بتائے گا۔ ان الفاظ سے ایک پیغمبر کا کمال توکل ظاہر ہوتا ہے کہ اس نازک وقت میں بھی وہ مایوس نہیں ہوتے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(٦٢) <u>اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ ؑ کو وحی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو</u> اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا سمندر پر مارو — لاٹھی کے مارتے ہی سمندر پھٹ گیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے اِدھر اُدھر ایک عظیم پہاڑ کی طرح کھڑے ہو گئے۔ دونوں طرف سمندر کا پانی عظیم پہاڑ کی طرح کھڑا ہوا تھا اور بیچ میں خشک سمندر راستہ دے رہا تھا۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا (آیت ۷۷) (ان کے لئے سمندر میں سوکھا راستہ بنا دے) دونوں طرف پانی بلند پہاڑوں کی شکل میں اتنی دیر تک کھڑا رہا کہ لاکھوں مہاجرین کا قافلہ اس پر سے گزر گیا۔

(٦٣) <u>فرعونی بھی پہنچ گئے</u> فرعون کے لشکر نے دیکھا کہ بنی اسرائیل سمندر کے اس راستے سے پار ہو گئے ہیں۔ اتنے میں فرعون اور اس کا لشکر بھی اسی راستے پر پہنچ گیا کہ وہ بھی سمندر کو پار کر کے بنی اسرائیل کا پیچھا کرے۔

(٦٥) <u>موسیٰ اور ان کے ساتھی پار چلے گئے</u> اب ہوا یہ کہ حضرت موسیٰ کی رہنمائی میں بنی اسرائیل کا قافلہ سمندر کے اس راستے سے دوسری طرف چلا گیا ادھر یہ فرعون کا لشکر پیچھا کرتے ہوئے پہنچا اور وہ بھی سمندر کے اسی راستے میں گھس گیا۔

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

ثُمَّ	أَغْرَقْنَا	الْآخَرِينَ	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَآيَةً	وَمَا كَانَ	أَكْثَرُهُمْ	مُؤْمِنِينَ
پھر	ہم نے غرق کر دیا	دوسروں کو	بیشک	اس میں	ایک نشانی	اور نہ تھے	ان سے اکثر	ایمان لانے والے

پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا بیشک اس میں ایک نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے

(٦٦) ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ○
فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ بِإِطْبَاقِ
الْبَحْرِ عَلَيْهِمْ لَمَّا تَمَّ
دُخُولُهُمُ الْبَحْرَ وَخُرُوجُ
بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْهُ

(٦٦) پھر ہم نے غرق کر دیا فرعون اور اس کی جماعت کو بایں طور کہ جب وہ سب دریا میں گھس گئے اور بنی اسرائیل دریا سے باہر ہو گئے تو اس وقت دریا کو ان پر محیط کر دیا جس سے وہ سب غرق ہو گئے۔

(٦٧) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِغْرَاقِ
فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ لَآيَةً
عِبْرَةً لِمَنْ بَعْدَهُمْ وَمَا
كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○ بِاللهِ
لَمْ يُؤْمِنْ مِنْهُمْ غَيْرُ آسِيَةَ امْرَأَةِ
فِرْعَوْنَ وَحِزْقِيلَ مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ
وَمَرْيَمَ بِنْتِ نَامُوسَ الَّتِي دَلَّتْ عَلَى
عِظَامِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(٦٧) بیشک فرعون اور اس کے لشکر کے غرق کرنے میں بعد کے لوگوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔
اور انہیں سے اکثر ایمان نہیں لائے اللہ پر۔ یعنی بجز آسیہ فرعون کی بیوی اور حزقیل مومن آل فرعون اور مریم ناموس کی بیٹی کے جس نے یوسف علیہ السلام کی قبر کا نشان بتلایا تھا کوئی ایمان نہ لایا۔

تشریح

(٦٦) فرعون اور اس کا لشکر ڈوب گیا | جب فرعون اور اس کا لشکر دریا میں بنے ہوئے راستے کو دیکھ کر اس میں گھسا تو ابھی یہ لشکر بیچ میں ہی تھا پار نہیں ہوا تھا کہ دونوں طرف سے پانی جو پہاڑ کی صورت میں کھڑا ہوا تھا آپس میں مل گیا اور فرعون اور اس کا لشکر اور وہ سارے اعیانِ سلطنت سب کے سب سمندر میں غرق ہو گئے۔ یہ تھا اس کا حشر جو رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

(٦٧) فرعونیوں کے غرق ہونے میں درس عبرت | تاریخ کا یہ عبرت ناک واقعہ اپنے اندر نصیحت کے بہت سے پہلو رکھتا ہے۔ جو لوگ حق و صداقت کا انکار کرتے ہیں اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود اس کو مان کر نہیں دیتے اور صرف دنیا کی ظاہری طاقت پر بھروسہ کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ ذرا دیکھیں کہ وقت کی وہ عظیم طاقت جس کے دبدبے اور کرّوفر کا یہ عالم تھا کہ رب العالمین ہونے کا دعویدار تھا کس طرح سمندر میں تنکے کی طرح بہہ گیا۔ اس نے یہ نہیں دیکھا کہ موسیٰ کے ساتھ خدائی طاقت کام کر رہی ہے، اُسے ہوش بھی آیا تو اس وقت جب پانی نے اسے --- دبوچ لیا۔ اس وقت چیخ اٹھا کہ۔

آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ (یونس، آیت ۹۰، پارہ ۱۱)

(میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں۔)

دوسری طرف اہل حق کے لئے بھی اس واقعہ میں نصیحت ہے کہ ظلم کی طاقتیں چاہے کتنی ہی زیادہ ہوں آخر بول بالا حق کا ہی ہوتا ہے اسلئے حق پر چلنے والوں کو کبھی مایوس اور دل شکستہ نہیں ہونا چاہیئے اور اللہ کی نصرت پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ لوگوں کا مزاج یہ ہے کہ کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی سچائی کے آگے سر کم ہی جھکاتے ہیں۔

ع۴

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ	وَاتْلُ	عَلَيْهِمْ
اور بیشک	تمہارا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان	اور پڑھیں	ان پر۔ انہیں

اور بیشک تمہارا رب البتہ غالب، نہایت مہربان ہے۔ اور انہیں ابراہیم کا واقعہ

قصۂ ابراہیم

نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾

نَبَاَ	اِبْرٰهِيْمَ	اِذْ	قَالَ	لِاَبِيْهِ	وَقَوْمِهٖ	مَا	تَعْبُدُوْنَ
خبر، واقعہ	ابراہیم	جب	اس نے کہا	اپنے باپ کو	اور اپنی قوم	کیا، کس	تم پرستش کرتے ہو

پڑھ کر (سنائیں) جب انہوں نے اپنے باپ کو کہا اور اپنی قوم کو تم کس کی پرستش کرتے ہو؟

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ

قَالُوْا	نَعْبُدُ	اَصْنَامًا	فَنَظَلُّ + لَهَا	عٰكِفِيْنَ	قَالَ
انہوں نے کہا	ہم پرستش کرتے ہیں	بتوں کی	پس ہم بیٹھے رہتے ہیں انکے پاس	جمے ہوئے	اس نے کہا

انہوں نے کہا بتوں کی پرستش کرتے ہیں، پس ہم ان کے پاس جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس نے کہا

هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾

هَلْ	يَسْمَعُوْنَكُمْ	اِذْ	تَدْعُوْنَ	
کیا	وہ سنتے ہیں تمہاری	جب	تم پکارتے ہو	

کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارتے ہو؟

(۶۸) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ فَانْتَقَمَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ بِاِغْرَاقِهِمْ الرَّحِيْمُ ○ بِالْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنْجَاهُمْ مِنَ الْغَرَقِ

(۶۸) اور بیشک تیرا رب ہے ہی غالب کہ اس نے کافروں کو سزا دی یعنی ان کو غرق کیا۔ مسلمانوں پر مہربان ہے کہ انکو غرق سے نجات دی۔

(۶۹) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ نَبَاَ خَبَرَ اِبْرٰهِيْمَ ○ وَيُبْدَلُ مِنْهُ

(۶۹) وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ الخ اور سنا دے مکہ کے کافروں کو خبر ابراہیمؑ کی کہ۔

(۷۰) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○

(۷۰) جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کی عبادت کرتے ہو۔

(۷۱) قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا صَرَّحُوْا

(۷۱) وہ بولے کہ ہم عبادت کرتے ہیں بتوں کی سو ہم دن بھر

بِالْفِعْلِ يَعْطِفُوْا عَلَيْهِ فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ○ أَيْ نُقِيْمُ لَهَا زَادُوْا عَلٰى عِبَادَتِهَا زَادُوْهُ فِي الْجَوَابِ افْتِخَارًا بِهٖ

ان کی عبادت پر جمے رہتے ہیں (یہ کلمہ انھوں نے ازراہِ فخر زیادہ کیا)

(۷۲) قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ○

(۷۲) ابراہیمؑ نے کہا کیا وہ سنتے ہیں جب تم انکو پکارتے ہو۔

تشریح

(۶۸) پروردگار غالب ورحیم ہے | بیشک آپکا پروردگار ہر چیز پر غالب ہے۔ جو لوگ سچائی کو نہیں مانتے وہ اس کے قابو سے باہر نہیں لیکن اس کی رحمت کا تقاضہ ہے کہ ان کو سنبھلنے کا موقعہ دیا جائے تاکہ حجت تمام ہوجائے۔ وقت آئیگا کہ حق غالب بھی ہوگا اور اس کی رحمت کے کرشمے بھی ظاہر ہوں گے۔

(۶۹) حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ | اللہ کے جلیل القدر پیغمبر خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت ایسی تھی جنکو یہودی بھی مانتے تھے عیسائی بھی اور مکے کے لوگ بھی اور یہ سب دعویٰ کرتے تھے کہ ہم دینِ ابراہیمی پر ہیں حالانکہ یہ تینوں ہی یہودی، عیسائی اور مکے کے مشرک دینِ ابراہیمی کے اصولوں سے بالکل ہٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت توحید کی دعوت تھی جب کہ مکے کے مشرک توحید کو چھوڑ کر بت پرستی کو اپنا چکے تھے۔ عیسائی بھی توحید سے برگشتہ ہوکر حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مان رہے تھے۔ اور یہودی بھی خالص توحید پر اور حضرت ابراہیمؑ کے طریقے پر قائم نہ رہے تھے۔ بلکہ انھوں نے یہودیت اور عیسائیت کے نام سے ایک نیا دین ایجاد کرلیا تھا جبکہ حضرت محمدؐ جس دین (دینِ اسلام) کی دعوت دیرہے تھے وہ وہی دین تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے کر آئے تھے اور اللہ کے تمام پیغمبر ابتدا سے اسی دین کے داعی رہے تھے اس لئے ان کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کی حیاتِ مبارکہ کا وہ پہلو سامنے رکھا جارہا ہے کہ جب نبوت سے سرفراز ہونیکے بعد شرک اور توحید کے مسئلے پر آپکی اپنے خاندان اور اپنی قوم سے کشمکش کا آغاز ہوچکا تھا ارشاد ہوا ہے کہ انہیں ابراہیم کا قصہ سناؤ۔

(۷۰) حضرت ابراہیم کا سوال۔ ان معبودوں کی حقیقت کیا ہے؟ | حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ معبود جن کے سامنے آپ لوگ سجدہ ریز ہورہے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء میں حضرت ابراہیمؑ کے سوال کو اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ أَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (آیت ۵۲ پارہ ۱۷)

(یہ مورتیں کیسی ہیں جن کے تم گرویدہ ہورہے ہو ـــــ؟)

یعنی ان میں معبود ہونے کی کونسی صفات ہیں جو تم ان کی پرستش کررہے ہو۔ پتھر یا لکڑی کے بنے ہوئے بت جو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کوئی اختیار اور قدرت رکھتے ہیں۔ ان میں الوہیت اور معبودیت کہاں سے آگئی؟ کس نے کہا کہ یہ الوہیت کا مظہر ہیں ـــ بے اختیار اور لاچار مورتیاں جن کے سامنے انسان سرِنیاز جھکا رہا ہے۔

(۷۱) بت پرستوں کا جواب | حضرت ابراہیم کے جواب میں بتوں کے ان پجاریوں نے کہا کہ ہاں ہم ان مورتیوں کو پوجتے ہیں اور ان کی خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ان کی سیوا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کا سوال ـ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں؟ | حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں؟ یعنی اگر یہ نہیں سنتے کیونکہ یہ سن نہیں سکتے۔ یہ جمادات میں سے ہیں لکڑی پتھر وغیرہ کے بنے ہوئے ہیں تو جب یہ سن نہیں سکتے تو ان کو پکارنے سے اور انکے سامنے اپنی بات کہنے سے کیا فائدہ ہے۔؟

اَوۡ یَنۡفَعُوۡنَكُمۡ اَوۡ یَضُرُّوۡنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوۡا بَلۡ وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا

اٰبَآءَنَا	وَجَدۡنَاۤ	بَلۡ	قَالُوۡا	اَوۡ یَضُرُّوۡنَ	یَنۡفَعُوۡنَكُمۡ	اَوۡ
اپنے باپ دادا	ہم نے پایا	بلکہ	وہ بولے	یا وہ نقصان پہنچاتے ہیں	وہ نفع پہنچاتے ہیں تمہیں	یا

یا وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں؟ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ وہ بولے (نہیں تو) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

كَذٰلِكَ یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۵﴾

كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ	مَا	اَفَرَءَیۡتُمۡ	قَالَ	یَفۡعَلُوۡنَ	كَذٰلِكَ
تم پرستش کرتے ہو	کس	کیا پس تم نے دیکھا	ابراہیمؑ نے کہا	وہ کرتے	اسی طرح

اسی طرح کرتے پایا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا پس کیا تم نے دیکھا (غور بھی کیا) کس کی پرستش کرتے تھے تم۔

﴿۷۳﴾ اَوۡ یَنۡفَعُوۡنَكُمۡ اِنۡ عَبَدۡتُمُوۡهُمۡ اَوۡ یَضُرُّوۡنَ ○ كُمۡ اِنۡ لَّمۡ تَعۡبُدُوۡهُمۡ

﴿۷۳﴾ یا تمہاری عبادت کرنا کچھ تم کو نفع دیتی ہے۔ یا عبادت نہ کرنا کچھ نقصان پہنچاتی ہے۔

﴿۷۴﴾ قَالُوۡا بَلۡ وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفۡعَلُوۡنَ ○ اَیۡ مِثۡلَ فِعۡلِنَا

﴿۷۴﴾ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا کہ وہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

﴿۷۵﴾ قَالَ اَفَرَاَیۡتُمۡ مَّا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ○

﴿۷۵﴾ ابراہیمؑ نے کہا پس کیا تم دیکھتے ہو کہ

تشریح

﴿۷۳﴾ حضرت ابراہیم کا دوسرا سوال ۔ کیا یہ نفع نقصان پہنچاتے ہیں | حضرت ابراہیمؑ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ جب تم انکی پوجا کرتے ہو تو کیا یہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچاتے ہیں؟ یا جب تم انکی پوجا نہیں کرتے ہو تو یہ تمہیں کوئی نقصان پہنچاتے ہیں؟ یعنی نہ ان میں نفع پہنچانے کی صلاحیت ہے اور نہ نقصان پہنچانے کی طاقت ہے۔ تو پھر انکی پوجا کرنے سے کیا فائدہ ہے ؟

﴿۷۴﴾ بت پرستوں کا جواب، ہم باپ دادا سے ایسا ہی دیکھتے آئے ہیں | بت پرستوں نے جواب دیا کہ یہ بات ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ بت سنتے نہیں ہیں اور نہ نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ہم ان کی پرستش اس لئے کر رہے ہیں کہ ہمارے باپ دادا سے ایسا ہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ ہم اپنے آبائی مذہب اور قومی کلچر کو جو باپ دادا کے وقت سے چلا آرہا ہے چھوڑ نہیں سکتے۔ آخر ہمارے بزرگ جو ان کی پوجا کرتے تھے، کوئی تو وجہ ہوگی جس کی وجہ سے وہ ان کی بندگی کرتے تھے۔

﴿۷۵﴾ حضرت ابراہیم کا سوال، کیا تم نے کبھی غور کیا کہ ان میں کوئی خدائی صفت ہے یا نہیں | حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کہ پروردگار نے انسان کو سوچنے سمجھنے کی غور وفکر کی صلاحیت دی ہے تاکہ وہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تم جن کی بندگی کر رہے ہو ان میں معبودیت کی کوئی صفت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ ہماری حاجت روائی کر سکتے ہیں؟ کیا وہ ہماری قسمت بنانے بگاڑنے کا اختیار رکھتے ہیں؟ ذرا آنکھیں کھولکر یہ تو دیکھو کہ جن کی بندگی کی جارہی ہے وہ بندگی کے لائق ہیں یا نہیں ؟

أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا

اِلَّا	عَدُوٌّ لِّيْ	فَاِنَّهُمْ	الْاَقْدَمُوْنَ	وَاٰبَآؤُكُمْ	اَنْتُمْ
مگر	میرے دشمن	تو بیشک وہ	پہلے	اور تمہارے باپ دادا	تم

تم اور تمہارے پہلے باپ دادا ۔؟ تو بے شک وہ میرے دشمن ہیں مگر (میں عبادت کرتا ہوں)

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾

يَهْدِيْنِ	فَهُوَ	خَلَقَنِيْ	الَّذِيْ	رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
مجھے راہ دکھاتا ہے	پس وہ	مجھے پیدا کیا	وہ جس نے	سارے جہانوں کا رب

سارے جہانوں کے رب کی وہ جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی مجھے راہ دکھاتا ہے ۔

(۷۶) اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○

(۷۷) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ لَا اَعْبُدُهُمْ اِلَّا لٰكِنْ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَاِنِّيْ اَعْبُدُهٗ

(۷۸) اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ○ اِلَى الدِّيْنِ

(۷۶) تم اور تمہارے پہلے باپ دادے ۔ جنکو پوجتے رہے

(۷۷) سو بیشک وہ میرے دشمن ہیں انکی میں پرستش نہیں کرتا مگر جہان کا رب کہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں ۔

(۷۸) جس نے مجھ کو پیدا کیا سو وہی مجھ کو دین کا راستہ بتلادیگا

تشریح

(۷۶) تم اور تمہارے باپ دادا لکیر کے فقیر بنے چلے جا رہے ہو | بنا سوچے سمجھے ، بنا غور و فکر کئے تم اور تمہارے پچھلے باپ دادا لکیر کے فقیر بنے بندگی بجاتے چلے جا رہے ہو ۔ کبھی سوچتے نہیں کہ ان میں کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کو اپنا معبود مانا جائے خود اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی کچھ مورتیاں ہیں جن کو گھڑ لیا ہے اور تصور کر لیا ہے کہ یہ ہمارے معبود ہیں ۔

(۷۷) معبودان باطل کی عبادت میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے | یہ جتنے جھوٹے معبود تم نے گھڑ رکھے ہیں ان کی عبادت میں تو سراسر نقصان ہی نقصان ہے ۔ نہ دنیا میں اس سے کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں بلکہ دونوں جہان کی بربادی ہے ۔ بلکہ میں تو ان جھوٹے معبودوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں ۔ بھلائی اس میں ہے کہ صرف ایک رَبّ العالمین کی عبادت کی جائے ۔ اس کی عبادت اصل مُربی کی عبادت ہے وہی عبادت کا مستحق ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ عبادت کا مستحق کیوں ہے ۔؟

(۷۸) اس نے مجھے پیدا کیا اور میری رہنمائی کرتا ہے | وہ اللہ رب العالمین عبادت کا مستحق اس لئے ہے کہ وہی میرا پیدا کرنے والا ہے ۔ ساری کائنات کا اور ایک ایک چیز کا وہی خالق ہے ۔

خالق ہونے کے علاوہ وہ میری رہنمائی کرتا ہے ، مجھے صحیح راستہ دکھاتا ہے اس لئے عبادت کا مستحق صرف وہی ہے ۔

وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ

وَالَّذِیْ	هُوَ	یُطْعِمُنِیْ	وَیَسْقِیْنِ	وَاِذَا	مَرِضْتُ	فَهُوَ
اور وہ جو	وہ	مجھے کھلاتا ہے	اور مجھے پلاتا ہے	اور جب	میں بیمار ہوتا ہوں	تو وہ

اور وہی جو مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ

یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِیْٓ

یَشْفِیْنِ	وَالَّذِیْ	یُمِیْتُنِیْ	ثُمَّ	یُحْیِیْنِ	وَالَّذِیْٓ
مجھے شفا دیتا ہے	اور وہ جو	موت دے گا	پھر	مجھے زندہ کریگا	اور وہ جس سے

مجھے شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھے موت (سے ہمکنار) کرے گا، پھر مجھے زندہ کرے گا اور وہ جس سے

اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ

اَطْمَعُ	اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ	خَطِیْٓئَتِیْ	یَوْمَ الدِّیْنِ	رَبِّ	هَبْ لِیْ	حُكْمًا	وَّ
میں امید رکھتا ہوں	کہ مجھے بخش دیگا	میری خطائیں	روز قیامت	اے میرے رب	مجھے عطا کر	حکم، حکمت	اور

میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے روز قیامت میری خطائیں بخش دیگا۔ اے میرے رب! مجھے حکم وحکمت عطا فرما اور

اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾

اَلْحِقْنِیْ	بِالصّٰلِحِیْنَ	وَاجْعَلْ	لِّیْ لِسَانَ	صِدْقٍ	فِی الْاٰخِرِیْنَ
مجھے ملا دے	نیک بندوں کیساتھ	اور کر	میرے لئے میرا ذکر	اچھا۔ خیر	بعد میں آنے والوں میں

مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے اور میرا ذکر خیر (جاری) رکھ بعد میں آنے والوں میں۔

(۷۹) وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ○

(۷۹) اور وہ کہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

(۸۰) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ○

(۸۰) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں وہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔

(۸۱) وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ○

(۸۱) اور وہ کہ جو مجھ کو مارتا ہے پھر مجھ کو زندہ کرے گا۔

(۸۲) وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَرْجُوْا اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ○ اَیِ الْجَزَاءِ

(۸۲) اور وہ ذات کہ جس سے مجھ کو امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میرے گناہ معاف فرما دے گا۔

(۸۳) رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ اَیِ النَّبِیِّیْنَ

(۸۳) اے میرے رب مجھ کو علم عطا فرما اور مجھ کو ملا پیغمبروں سے۔

(۸۴) وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ

(۸۴) اور جو لوگ میرے پیچھے آویں گے قیامت تک ان میں مجھ کو

لَّنَا ءٍ حَسَنًا فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَاْتُوْنَ بَعْدِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

نیک نامی عطا فرما کہ وہ میری تعریف کریں۔

تشریح

(۷۹) وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے | جہاں اس نے مجھے پیدا کیا، مجھے اچھائی اور برائی کی تمیز دی اس کے ساتھ مجھے کھلاتا پلاتا بھی وہی ہے۔ ماں کے پیٹ سے لیکر اور زمین کی گود میں جانے تک جیسی جیسی غذائی ضرورت پڑتی ہے وہ مجھے عطا کرتا ہے۔ ماں کے سینے میں دودھ وہی پیدا کرتا ہے۔ جیسے جیسے سامان کی ضرورت پیش آتی ہے وہ مجھے مہیا کرتا ہے

(۸۰) بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے | جہاں وہ میرا خالق میرا مربی اور میرا رہنما ہے وہ مجھے بیماری سے شفا دینے والا بھی ہے۔ وہ میرے وجود کی حفاظت کرتا ہے۔ ہر طرح کی آفات سے بیماریوں سے مجھے بچاتا ہے۔

(۸۱) موت و حیات دینے والا بھی وہی ہے | جہاں وہ میرا خالق، میرا حاجت روا، میرا پروردگار، میری نگہداشت کرنے والا ہے موت وحیات کا مالک بھی وہی ہے وہی مجھے موت دیگا اور موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کریگا۔

(۸۲) روز حساب میں اسی سے معافی کی امید ہے | اللہ اور صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ہمیں پیدا کرنے والا ہی وہی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ میرے وجود کو ہر طرح کی آفات سے بچانے والا ہے جس کا سلسلہ پیدائش سے شروع ہو کر زندگی کی آخری گھڑی تک جاری رہتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مجھے موت کے بعد وہی دوبارہ زندگی دیگا اور اس دوسری زندگی میں میں بھی اسی کا محتاج ہوں۔ وہی اس عالم میں جو حساب کتاب کا وقت ہوگا میری نجات کا فیصلہ کرے گا۔ اس دن تنہا جملہ امور کا مالک ہوگا اور کسی کی طاقت نہ ہوگی کہ اس کے سامنے دم مار سکے۔

یہاں تک حضرت ابراہیم کی وہ گفتگو جو انہوں نے اپنے والد اور قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہی تھی ختم ہوئی۔ بات جزا اور سزا کی آئی تو حضرت ابراہیم حق تعالٰے کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے کمال عبدیت سے سرشار ہوگئے اور حق تعالٰے کے حضور میں یوں دعا گو ہوئے۔

(۸۳) حضرت ابراہیم کی دُعا۔ اے پروردگار مجھے صحیح فہم عطا فرما | اے میرے پروردگار مجھے مزید علم وحکمت فہم وفراست اور قوت فیصلہ عطا فرما۔ اور مجھے صالحین کے زمرے میں شامل فرما یعنی دنیا میں بھی مجھے صالح سوسائیٹی دے اور آخرت میں بھی میرا حشر اعلیٰ درجے کے نیک بندوں کے ساتھ ہو۔ یہ دعا بتاتی ہے کہ نبی ہو یا ولی ہر وقت اللہ کے فضل ورحمت کا محتاج ہو۔

(۸۴) اے پروردگار بعد کی نسلوں میں میرا ذکر خیر پھیلادے | اے میرے پروردگار! مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما کہ آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر بھلائی کے ساتھ کریں میری زندگی کو بندوں کے لئے رہبری کا باعث بنادے۔ میرا شمار انسانیت کے محسنوں میں کیا جائے۔ لوگ میرے راستے پر چلنے کی طرف راغب ہوں اور اخیر زمانے میں میرے گھرانے سے آخری نبی اور آخری امت ہو جو میرے دین کو تازہ کرے۔

حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اس دعا کو وہ قبولیت بخشی کہ آپ کے گھرانے سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ÷ دعائے خلیل و نوید مسیحا

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ آج بھی حضرت ابراہیم کا ذکر خیر زبانوں پر جاری ہے امت محمدیہ ہر نماز میں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ پڑھ کر حضرت ابراہیم کی یاد تازہ کرتی ہے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر درود کے ان کلمات کے علاوہ حج اور قربانی کے موقعہ پر لوگ اس پیکر صدق ووفا کو یاد کرتے ہیں۔

وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾

وَاجْعَلْنِيْ	مِنْ	وَّرَثَةِ	جَنَّةِ	النَّعِيْمِ	وَاغْفِرْ	لِاَبِيْٓ	اِنَّهٗ	كَانَ	مِنَ	الضَّآلِّيْنَ
اور مجھے بنادے	وارثوں میں سے		بہشت	نعمتوں والی	اور بخش دے	میرے باپ کو	بیشک وہ	ہے	سے	گمراہ (جمع)

اور مجھے نعمتوں والی بہشت کے وارثوں میں سے بنادے اور میرے باپ کو بخش دے ، بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے

﴿۸۵﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○ اَيْ مِمَّنْ يُعْطَاهَا

﴿۸۵﴾ اور مجھ کو ان لوگوں میں سے کر جنکو جنت عطا ہوگی۔

﴿۸۶﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ بِاَنْ تَتُوْبَ عَلَيْهِ فَتَغْفِرَ لَهٗ وَهٰذَا قَبْلَ اَنْ يَتَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِلّٰهِ كَمَا ذُكِرَ فِيْ سُوْرَةِ بَرَاءَةٍ

﴿۸۶﴾ اور میرے باپ کو بخش بیشک وہ گمراہوں میں تھا ابراہیم کا دعا کرنا اپنے باپ کی بخشش کے لئے اس سے پہلے تھا کہ اس پر یہ ظاہر ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے جب ابراہیم کو یہ معلوم ہوگیا تو پھر دعا ر مغفرت نہیں کی جیسا کہ سورۂ براءت میں مذکور ہے ۔

تشریح

﴿۸۵﴾ **اے اللہ مجھے جنت کا وارث بنا** حضرت ابراہیم ؑ نے یہاں اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کی کہ انہیں حکمت اور قوت فیصلہ عطا ہو اور ان کا شمار نیکوں کے زمرے میں ہو اور یہ بھی دعا کی کہ بعد کے لوگ مجھے اچھے نام سے یاد کریں ۔ اس کے ساتھ یہ بھی دعا فرمائی کہ جنت جو حضرت آدم ؑ کی میراث ہے بلکہ جنتِ نعیم کے وارثوں میں مجھے شامل فرما کہ مجھے جنت کی نعمتیں حاصل ہوں ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جنت کی دعا کرنا حضرات انبیاء کرام کی سنت ہے ۔

﴿۸۶﴾ **والد کے لئے مغفرت کی دعا** حضرت ابراہیم نے جہاں اپنے لئے دعا کی وہاں اپنے والد کو بھی دعا میں یاد رکھا ۔ اصل میں حضرت ابراہیم جب اپنے والد کا گھر چھوڑ کر نکلے تھے تو انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ :-

سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۔ (مریم ـــ ۴۷)

(آپکو سلام ہے میں آپ کے لئے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا وہ میرے اوپر نہایت مہربان ہے ۔)

اسی وعدے کے مطابق انھوں نے نہ صرف اپنے والد کے لئے بلکہ ایک دوسرے مقام پر ذکر ہے کہ انھوں نے ماں باپ دونوں کے لئے دعا کی ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ ۔ (ابراہیم ـــ ۴۱)

(اے میرے پروردگار میری مغفرت فرما ، اور میرے والدین کی ـــ)

مگر جب والدین کے دنیا سے گذرنے کے بعد یہ بات ان پر ظاہر ہوگئی کہ دشمن حق چاہے والدین ہی کیوں نہ ہوں مغفرت کی دعا کے مستحق نہیں ہیں تو انھوں نے اپنی بے زاری کا اظہار کردیا ۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (التوبہ ۔ آیت ۱۱۴) ۔ (ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنا محض اس وعدے کیوجہ سے تھا جو اس نے اس سے کیا تھا مگر جب یہ بات اس پر کھل گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس سے اظہار بیزاری کردیا ۔)

یہاں تک حضرت ابراہیم کی دعا ختم ہوئی اب روز جزاء کے تعلق سے ارشاد ہے تاکہ یاد دہانی اور تذکیر ہو ۔

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ

وَلَا تُخْزِنِیْ	یَوْمَ ۔ یُبْعَثُوْنَ	یَوْمَ	لَا یَنْفَعُ	مَالٌ	وَّ
اور مجھے رسوا نہ کرنا	جس دن سب اٹھائے جائیں گے	جس دن	نہ کام آئے گا	مال	اور

اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب سب اٹھائے جائیں گے ۔ جس دن نہ کام آئے گا مال اور

لَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿٨٩﴾

لَا بَنُوْنَ	اِلَّا	مَنْ	اَتَی اللّٰهَ	بِقَلْبٍ	سَلِیْمٍ
نہ بیٹے	مگر	جو	اللہ کے پاس آیا	دل	پاک

نہ بیٹے مگر جو اللہ کے پاس پاک (بے عیب) دل لے کر آیا۔

﴿٨٧﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ تَفْضَحْنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ○ اَیِ النَّاسَ قَالَ تَعَالٰی فِیْهِ

﴿٨٨﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اَحَدٌ

﴿٨٩﴾ اِلَّا لٰکِنْ مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○ مِنَ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَهُوَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ

﴿٨٧﴾ اور اے میرے رب مجھ کو رسوا نہ کر اس دن کہ جس میں تمام آدمی اُٹھائے جائیں گے ۔

اللہ تعالیٰ نے اس دن کے بارے میں فرمایا:۔

﴿٨٨﴾ وہ دن کہ جس میں مال اور بیٹے کسی کو نفع نہ دینگے ۔

﴿٨٩﴾ مگر وہ شخص کہ جو اللہ کے پاس جاوے اس حال میں کہ اس کا دل شرک اور نفاق سے پاک ہو ایسا دل مومن کا ہے پس بیشک اس کو یہ نفع پہنچا دے گا۔

تشریح

﴿٨٧﴾ اے اللہ مجھے آخرت میں رسوا نہ کیجیو آخرت کے دن کو یاد کرتے ہوئے حضرت ابراہیم عرض کر رہے ہیں کہ اے پروردگار اس دن جب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں اور حساب کتاب کے لئے آپ کے سامنے جمع ہوں اس دن کی رسوائی سے مجھے بچا لیجیو ۔

﴿٨٨﴾ روزِ قیامت نہ مال کام آئے گا نہ اولاد ا مال و دولت اور اولاد جو دنیا کی زندگی کی سجاوٹ ہیں اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا قیامت کے دن یہ کچھ بھی کام نہ آئیں گے ہاں اگر اللہ نے مال حلال دیا اور اسے حلال راستے پر خرچ کیا، اللہ نے اولاد دی اور اس کی اچھی تعلیم و تربیت کی تو یہ چیزیں آخرت میں مراتب کی بلندی کا سبب بنیں گی. ورنہ بذاتِ خود نہ اس دن مال کا فدیہ بخشوائے گا اور نہ اولاد نجات دلائیگی.

﴿٨٩﴾ آخرت میں کام آئیگا بھلا چنگا بے روگ دل آخرت میں جو چیز انسان کو نجات دیگی وہ اس کا ایمان اور توحید کا وہ عقیدہ جو شرک سے پاک ہو جس کو قرآن قلب سلیم، سلامتی والا دل کہتا ہے یعنی وہ دل جو گناہ کی بیماریوں شرک اور عقیدہ کی آلودگیوں سے پاک وصاف ہو اور اسکی عملی زندگی کو سنوارنے اور بنانے والا ہو۔ جب یہ عقیدہ درست ہوگا تو یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی آخرت میں فائدہ پہونچے گا ۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾

لِلْغٰوِيْنَ	الْجَحِيْمُ	وَ بُرِّزَتِ	لِلْمُتَّقِيْنَ	الْجَنَّةُ	وَ اُزْلِفَتِ
گمراہوں کے لئے	دوزخ	اور ظاہر کردی جائیگی	پرہیزگاروں کیلئے	جنت	اور نزدیک کردی جائیگی

اور جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کردی جائے گی اور دوزخ ظاہر کردی جائے گی گمراہوں کے لئے

وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ

مِنْ + دُوْنِ	كُنْتُمْ + تَعْبُدُوْنَ	اَيْنَمَا	لَهُمْ	وَقِيْلَ
کے ۔ سے سوا	تم پرستش کرتے تھے	کہاں ہیں وہ جو	انہیں	اور کہا جائیگا

اور انہیں کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کی تم پرستش کرتے تھے اللہ کے سوا

اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا

فَكُبْكِبُوْا	يَنْتَصِرُوْنَ	اَوْ	يَنْصُرُوْنَكُمْ	هَلْ	اللّٰهِ
پس اوندھے منہ ڈالے جائینگے	بدلہ لے سکتے ہیں	یا	وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں	کیا	اللہ

کیا وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں؟ یا (خود) بدلہ لے سکتے ہیں؟ پس وہ اور گمراہ اس (جہنم) میں

فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ

وَهُمْ	قَالُوْا	اَجْمَعُوْنَ	اِبْلِيْسَ	وَجُنُوْدُ	وَالْغَاوٗنَ	هُمْ	فِيْهَا
اور وہ	وہ کہیں گے	سب کے سب	ابلیس	اور لشکر (جمع)	اور گمراہ	وہ	اسمیں

اوندھے منہ ڈالے جائیں گے ۔ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب ۔ وہ کہیں گے جبکہ وہ جہنم میں

فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾

مُّبِيْنٍ	ضَلٰلٍ	لَفِيْ	اِنْ + كُنَّا	تَاللّٰهِ	يَخْتَصِمُوْنَ	فِيْهَا
کھلی	گمراہی	البتہ میں	بیشک ہم تھے	قسم اللہ کی	جھگڑتے ہونگے	اس (جہنم) میں

(باہم) جھگڑتے ہوں گے۔ اللہ کی قسم! بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے ۔

﴿۹۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ قُرِّبَتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ فَيَرَوْنَهَا

﴿۹۱﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ اُظْهِرَتْ لِلْغٰوِيْنَ ○ الْكَافِرِيْنَ

﴿۹۲﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○

﴿۹۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَصْنَامِ

﴿۹۰﴾ اور اس دن جنت نزدیک کی جاویگی پرہیزگاروں سے سو وہ اسکو دیکھیں گے۔

﴿۹۱﴾ اور دوزخ ظاہر کی جاویگی کافروں کے لئے۔

﴿۹۲﴾ اور ان سے کہا جاویگا کہاں ہیں وہ بت جنکو تم

﴿۹۳﴾ اللہ کے سوا پوجتے تھے۔

هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ بِدَفْعِ الْعَذَابِ عَنْكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ بِدَفْعِهٖ عَنْ اَنْفُسِهِمْ لَا

کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں کہ تم کو عذاب سے بچا دیں. یا وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں کہ اپنی جانوں سے عذاب دفع کر سکیں

۹۴ فَكُبْكِبُوْا اُلْقُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ○

۹۴ سو یہ سب اور تمام گمراہ بددین

۹۵ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَتْبَاعُهٗ وَمَنْ اَطَاعَهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَجْمَعُوْنَ ○

۹۵ اور شیطان کا لشکر اور وہ آدمی اور جن جو شیطان کے پیرو ہوئے سب دوزخ میں الٹے ڈالے جائیں گے

۹۶ قَالُوْا اَيِ الْغَاوٗنَ وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ○ مَعَ مَعْبُوْدِيْهِمْ

۹۶ وہ گمراہ آدمی کہیں گے اس حال میں کہ وہ دوزخ میں اپنے معبودوں سے جھگڑتے ہونگے۔

۹۷ تَاللّٰهِ اِنْ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيْلَةِ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَيْ اَنَّهٗ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ

۹۷ کہ قسم اللہ کی بیشک ہم ظاہر گمراہی میں رہے .

تشریح

(۹۰) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنت متقیوں کے بالکل نزدیک ہوگی | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جنت اپنی تمام سجاوٹ کے ساتھ متقیوں کے استقبال کے لئے موجود ہوگی. میدانِ حشر سے جنت تک پہنچنے میں کچھ زیادہ وقت نہیں لگے گا ادھر فیصلہ ہوا ادھر جنت سامنے ہوگی جسے دیکھکر داخل ہونے سے پہلے ہی جنتی مسرور اور محظوظ ہونگے .

(۹۱) دوزخ والوں کے لئے دوزخ بالکل قریب ہوگی | اسی طرح دوزخ والوں کے لئے دوزخ بالکل نزدیک ہوگی. قیامت کے دن گمراہ لوگ میدان حشر میں اس کو اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ کھلا پائیں گے اور لرز اٹھیں گے، دوزخ تک پہونچنے میں کچھ دیر نہیں لگے گی. ادھر حساب کتاب ہوا ادھر دوزخ سامنے .

(۹۲) دوزخ والوں سے کہا جائیگا کہاں ہیں تمہارے فرضی معبود ؟ | اللہ تعالیٰ دوزخ والوں سے پوچھیں گے کہ جنکی تم عبادت کرتے تھے وہ فرضی معبود کہاں ہیں یعنی حقیقت میں تو وہ معبود تھے نہیں گھڑے ہوئے معبود تھے نہ وہ عبادت کے لائق تھے .

(۹۳) کیا وہ معبود تمہاری کچھ مدد کرینگے ؟ | اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اللہ کو چھوڑ کر جنکی تم عبادت کرتے تھے کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر رہے ہیں ؟ تمہاری مدد تو کیا وہ اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتے ہیں. وہ کسی سے بدلہ تو کیا لیتے خود اپنے آپ کو بھی عذاب سے بچا نہیں سکتے. اللہ تعالیٰ ان بتوں کو بھی جہنم میں جھونک دینگے تاکہ نظر آجائے کہ یہ معبود کتنے بے بس ہیں . اسی طرح انسانوں میں وہ لوگ جو دنیا کو گمراہ کر رہے تھے ان کو بھی ان کے پرستاروں کے سامنے جہنم میں ڈالا جائیگا تاکہ ان کا حشر بھی یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں .

(۹۴) ایک کے بعد ایک سب جہنم میں جھونکے جائیں گے | یہ سارے بہکے ہوئے اور گمراہ لوگ یکے بعد دیگرے ایک کے اوپر ایک جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور جہنم میں گہرائی تک لڑھکتے ہوئے چلے جائیں گے .

(۹۵) ابلیس کا لشکر بھی جہنم میں جھونکا جائیگا | اسی طرح ابلیس کا سارا لشکر جو لوگوں کو گمراہ کرتا تھا مع اپنے پرستاروں کے جہنم میں دھکیل دیا جائیگا.

(۹۶) دوزخ میں یہ سب آپس میں جھگڑینگے | یہ ابلیس کا لشکر جھوٹے معبود اور وہ رہنما جنھوں نے دنیا میں لوگوں کو گمراہ کیا تھا سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کریں گے ایک دوسرے کو الزام دیں گے.

(۹۷) قسم کھا کر اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے | اللہ کی قسم کھا کر اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم گمراہی میں مبتلا تھے . ہم نے ان چیزوں کو با اختیار مان لیا جن کو کوئی اختیار نہیں تھا. اب جب ہم مصیبت میں گرفتار ہیں تو کوئی ہماری مدد کو نہیں آرہا ہے .

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾

إِذْ	نُسَوِّيكُمْ	بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	وَمَا أَضَلَّنَا	إِلَّا	الْمُجْرِمُوْنَ
جب	ہم برابر ٹھہراتے تھے تمہیں	سارے جہانوں کے رب کے ساتھ	اور نہیں گمراہ کیا ہمیں	مگر (حرف)	مجرم (جمع)

جب ہم تمہیں سارے جہانوں کے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں صرف مجرموں نے گمراہ کیا۔

۹۸ إِذْ حَيْثُ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فِي الْعِبَادَةِ

۹۸ کہ ہم نے تم کو عبادت میں تمام جہان کے رب کے برابر کردیا۔

۹۹ وَمَآ أَضَلَّنَا عَنِ الْهُدٰى إِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ○ أَيِ الشَّيَاطِيْنُ أَوِ الْأَوَّلُوْنَ الَّذِيْنَ اقْتَدَيْنَا بِهِمْ

۹۹ اور ہم کو نہیں گمراہ کیا مگر شیاطین نے یا پہلے لوگوں نے جن کی ہم نے پیروی کی۔

تشریح

۹۸ ہم نے تم کو رب العالمین کے برابر مان لیا | یہ ہمارا بہت بڑا قصور تھا کہ ہم نے تم کو رب العالمین کی برابری کا درجہ دے دیا۔

۹۹ مجرموں نے ہم کو گمراہ کیا | وہ مجرم جو دنیا میں پیشوا اور رہنما بنے ہوئے ہونگے یا جن کے ساتھ عقیدت کا تعلق ہوگا یا جو حکمراں اور لیڈر ہوں گے انھوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتّٰى إِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ أُخْرٰىهُمْ لِأُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ (آیت ۳۸ سورہ اعراف)

(ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہوگا تو اپنے ساتھ کے گروہ پر لعنت کرتا جائیگا یہانتک کہ جب سب جمع ہو جائیں گے تو بعد والا گروہ پہلے گروہ کے متعلق کہیگا کہ اے ہمارے رب یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔ رب فرمائیگا سب ہی کیلئے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو۔)

سورہ حٰم السجدہ میں ارشاد ہوا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْأَسْفَلِيْنَ۔ (آیت ۲۹)

(اور کافر اس وقت کہیں گے کہ اے پروردگار، ان جنوں اور انسانوں کو ہمارے سامنے لا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تاکہ ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اور وہ پست و ذلیل ہو کر رہیں گے۔)

یہی مضمون سورہ احزاب میں ارشاد ہوا ہے:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○ (آیات ۶۷ – ۶۸)

(اور وہ کہیں گے اے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انھوں نے ہم کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیا اے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔)

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ

فَمَا لَنَا	مِنْ	شَافِعِيْنَ	وَ لَا	صَدِيْقٍ	حَمِيْمٍ	فَلَوْ
بس نہیں ہمارے لئے	کوئی	سفارش کرنیوالا (جمع)	اور نہ	کوئی دوست	غمخوار	بس کاش

بس ہمارا کوئی سفارش کرنے والا نہیں اور نہ کوئی غم خوار دوست ہے بس کاش

أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

أَنَّ + لَنَا	كَرَّةً	فَنَكُوْنَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
کہ ہمارے لئے	لوٹنا	تو ہم ہوتے	سے	مومن (جمع)

ہمارے لئے دوبارہ (دنیا میں لوٹنا) ہوتا تو ہم مومنوں میں سے ہوتے

(۱۰۰) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ○ كَمَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

(۱۰۰) سو ہمارے لئے کوئی سفارش کرنے والا نہیں جیسا کہ مومنین کے لئے فرشتے اور پیغمبر اور ایمان والے سفارش کریں گے۔

(۱۰۱) وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ○ أَيْ يَهُمُّهُ أَمْرُنَا

(۱۰۱) اور نہ کوئی ہمارا خالص دوست ہے جو ہماری تکلیف سے گھبراوے

(۱۰۲) فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً رَجْعَةً إِلَى الدُّنْيَا فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ لَوْ هُنَا لِلتَّمَنِّيْ وَنَكُوْنَ جَوَابُهُ

(۱۰۲) سو کیا اچھا ہو کہ ہم دوبارہ دنیا میں جاویں۔ بس ہو جاویں ایمان لانے والوں میں سے۔

تشریح

(۱۰۰) اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں | جنہیں ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہماری سفارش کر کے ہمیں بخشوا دیں گے اب ان میں سے کوئی ہمارا سفارش کرنے والا نہیں ہے کیونکہ یہ تو خود ہی پھنسے ہوئے ہیں یہ ہمارے کس کام آسکتے ہیں۔

(۱۰۱) نہ کوئی ہمارا جگری دوست ہے | یہاں اس دنیا میں اب ہمارا کوئی جگری دوست نہیں ہے جو ہماری غم خواری کر کے ہمارے دکھ کو سمجھ سکے اور ہمیں اس مصیبت سے چھڑا سکے۔

(۱۰۲) دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا | تمنا کریں گے کہ اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو ہم مومن بن کر دکھا دیں گے جو غلطی ہم سے ہوئی وہ دوبارہ ہم سے نہ ہوگی۔ قرآن مجید میں اس تمنا کا جواب دیا گیا ہے کہ۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ (الانعام - ۲۸)

(اگر انہیں سابق زندگی کی طرف بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے)

دنیا میں واپس نہ بھیجنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اس امتحان کیلئے بھیجا گیا ہے کہ وہ حقیقت کو آنکھوں سے دیکھے بغیر اپنے علم و عقل سے پہچان کر اسے تسلیم کرے اور کرنے نہ کرنے کی آزادی رکھتے ہوئے بھی صحیح راستے کو اختیار کرے۔ اب جب وہ مرنے کے بعد اپنی آنکھ سے حقیقت کو دیکھ چکا ہے تو اگر اسے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو یہ سب باتیں اس کے حافظے اور شعور میں محفوظ ہونگی اور امتحان کا مقصد فوت ہو جائے گا اسلئے دوبارہ دنیا میں بھیجنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ (۱۰۳)

إِنَّ	فِي ذٰلِكَ	لَآيَةً	وَمَا كَانَ	أَكْثَرُهُمْ	مُؤْمِنِينَ
بیشک	اس میں	البتہ ایک نشانی	اور نہیں ہیں	ان کے اکثر	ایمان لانے والے

بیشک اس میں البتہ ایک نشانی ہے ، اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں

ع ۵ ۹

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (۱۰۴) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ

وَإِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِيزُ	الرَّحِيمُ	كَذَّبَتْ	قَوْمُ	نُوحٍ
اور بیشک	تمہارا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان	جھٹلایا	قوم	نوح

اور بیشک تمہارا رب غالب ہے نہایت مہربان نوح ؑ کی قوم نے رسولوں کو

الْمُرْسَلِينَ (۱۰۵) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ (۱۰۶)

بِالْمُرْسَلِينَ	إِذْ	قَالَ	لَهُمْ	أَخُوهُمْ	نُوحٌ	أَلَا تَتَّقُونَ
رسولوں کو	جب	کہا	ان سے	ان کے بھائی	نوح ؑ	کیا نہیں تم ڈرتے

جھٹلایا (یاد کرو) جب ان کے بھائی نوح ؑ نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ؟

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (۱۰۷)

إِنِّي	لَكُمْ	رَسُولٌ	أَمِينٌ
بیشک میں	تمہارے لئے	رسول	امانت دار

بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ۔

(۱۰۳) إِنَّ فِي ذٰلِكَ الْمَذْكُورِ مِنْ قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمِهِ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○

(۱۰۴) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○

(۱۰۵) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ بِالْمُرْسَلِينَ ○ بِتَكْذِيبِهِمْ لَهُ لِاشْتِرَاكِهِمْ فِي الْمَجِيءِ بِالتَّوْحِيدِ أَوْ لِأَنَّهُ لِطُولِ لُبْثِهِ فِيهِمْ كَأَنَّهُ رُسُلٌ وَتَأْنِيثُ قَوْمٍ بِاعْتِبَارِ مَعْنَاهُ وَتَذْكِيرُهُ بِاعْتِبَارِ لَفْظِهِ

(۱۰۶) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نَسَبًا نُوحٌ أَلَا

(۱۰۳) بے شبہ اس قصہ میں جو ابراہیم ؑ اور اس کی قوم کا مذکور ہوا بڑی نشانی ہے ۔ اور ان میں سے اکثر ایمان لانیوالے نہ تھے ۔

(۱۰۴) اور بیشک تیرا رب عزت والا مہربان ہے ۔

(۱۰۵) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ بِالْمُرْسَلِينَ الخ نوح ؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا (نوح کی قوم کو تمام پیغمبروں کا جھٹلانے والا فرمایا ۔ اس وجہ سے کہ جب انہوں نے نوح ؑ کو جھٹلایا تو گویا تمام پیغمبروں کو جھٹلایا کہ توحید کے اظہار میں سب پیغمبر شریک ہیں یا اسلئے کہ چونکہ نوح ؑ انمیں عرصہ دراز تک رہے تو گویا بہت سے پیغمبروں کے برابر ہوئے

(۱۰۶) جبکہ انکو انکے بھائی نوح ؑ نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ۔

تَتَّقُوْنَ ○ اِلَّا

(۱۰۷) اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ○ عَلٰى تَبْلِيْغِ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ

(۱۰۷) بیشک میں تمہاری طرف بھیجا ہوا ہوں۔ جو کچھ مجھ کو حکم ہوا اسکے پہنچانے پر امانت دار ہوں۔

تشریح

(۱۰۲) حضرت ابراہیم کے اس واقعہ میں سچائی کی نشانی حضرت ابراہیم کا جو واقعہ اوپر بیان ہوا اس میں بڑی نشانیاں موجود ہیں ایسے دلائل سامنے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اگر کوئی سمجھنا چاہے تو اس کے ذریعے حقیقت تک پہونچ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے کہ توحید ہی حق ہے اور شرک سراسر باطل ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ مان کر نہیں دیتے۔

(۱۰۳) پروردگار کی دو صفات عزیز و رحیم ہیں پروردگار ہر چیز پر غالب ہے کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں ہے وہ چاہے تو بلا تاخیر گرفت کرسکتا ہے مگر اس کے ساتھ وہ رحیم بھی ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ مجرموں کو سنبھلنے کا موقعہ دیا جائے اس کی رحمت کے کرشمے عنقریب ظاہر ہونگے اور حق غالب ہو کر رہے گا۔

(۱۰۵) قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا سب سے پہلے انسان نے جب زمین پر اپنا قدم رکھا اور اللہ نے پہلے جوڑے کے ذریعے انسانی آبادی زمین پر پھیلائی تو حضرت آدم ؑ نے اپنی اولاد کو وہی ہدایت عطا کی تھی جو انھیں اللہ کی طرف سے ملی تھی۔ حضرت آدم ؑ کے بعد جب نسل انسانی کافی پھیل گئی تو وہ اپنے باپ کی تعلیم کو بھول کر اور توحید کے راستے کو چھوڑ کر بدعقیدگی میں مبتلا ہو گئے۔ ان کو گمراہی سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کے بعد حضرت نوح ؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔ اندازہ یہ ہے کہ نوح ؑ کا زمانہ حضرت مسیح سے چار پانچ ہزار سال پہلے کا رہا ہوگا۔ قوم نوح جہاں آباد تھی وہ دجلہ اور فرات کے درمیان عراق کے شمالی علاقے میں موصل شہر کے گرد و نواح میں تھا۔ کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا اور اس کو نہ ماننا رسولوں کے پورے سلسلے کا جھٹلانا ہے اس لئے اس آیت میں مرسلین کا لفظ استعمال ہوا ہے کہ قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا۔ یعنی حضرت نوح کو نہ ماننا رسولوں کے پورے سلسلے کی تکذیب اور اس کو جھٹلانا تھا۔

(۱۰۶) حضرت نوح ؑ کی قوم کو دعوت حضرت نوح ؑ جو اُن ہی کے قومی بھائی تھے ان ہی کی برادری کے فرد اور ان کے لئے جانے پہچانے تھے انھوں نے اپنی قوم کو جو بت پرستی میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی گمراہیوں کا شکار ہو چکی تھی، توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی بندگی کے لائق ہے۔ مجھے اللہ نے اپنا پیغمبر مقرر کیا ہے۔ میری بات مان لیں۔ چنانچہ سورۂ مومنون میں ہے کہ حضرت نوح ؑ نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا

اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (آیت ۲۳)

(اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے اور میری اطاعت کرو۔) اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ (آیت)

(اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔)

(۱۰۷) میں رسول امین ہوں اللہ تعالیٰ جس کو اپنا نبی یا رسول مقرر فرماتے ہیں وہ اپنے کردار اور عمل کے اعتبار سے سچا اور امانت دار ہوتا ہے اور وہ اللہ کی امانت یعنی اسکے بھیجے ہوئے دین کو پوری دیانتداری کے ساتھ بے کم و کاست اللہ کے بندوں تک پہونچاتا ہے۔ اس لئے حضرت نوح ؑ نے قوم سے کہا کہ تم اچھی طرح مجھے پرکھے ہوئے اور جانچے ہوئے ہو ایک راست باز انسان کی حیثیت سے مجھے جانتے ہو اور جو ذمہ داری اس نے مجھے سونپی ہے اس پیغام کو میں بغیر کسی کمی زیادتی کے تم تک پہنچا رہا ہوں لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اللہ کا پیغام سن کر اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ اسلئے کہ میں تمہارے بھلے کی ہی بات کر رہا ہوں اللہ پر ایمان لانے میں تمہارے لئے دونوں جہاں کا فائدہ ہے تمہاری دنیا بھی درست ہوگی تمہاری آخرت بھی سنورے گی۔ جب انسان میں اللہ کا خوف ہوتا ہے تو وہ سب کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ہے جس سے معاشرے میں ابتری نہ پیدا ہوتی اور اللہ کی مخلوق کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

فَاتَّقُوا + اللّٰهَ	وَاَطِيْعُوْنِ	وَمَآ	اَسْئَلُكُمْ	عَلَيْهِ	مِنْ
پس ڈرو اللہ سے	اور میری اطاعت کرو	اور نہیں	میں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی

پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس پر تم سے نہیں مانگتا کوئی

اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اَجْرٍ	اِنْ	اَجْرِيَ	اِلَّا	عَلٰى	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَ
اجر	نہیں	میرا اجر	مگر (صرف)	پر	رب العلمین	پس ڈرو	اللہ	اور

اجر، میرا اجر تو صرف (اللہ) رب العالمین پر ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾

اَطِيْعُوْنِ	قَالُوْٓا	اَنُؤْمِنُ	لَكَ	وَاتَّبَعَكَ	الْاَرْذَلُوْنَ	
میری اطاعت کرو	وہ بولے	کیا ہم ایمان لے آئیں	تجھ پر	جبکہ تیری پیروی کی	رذیلوں نے	

میری اطاعت کرو۔ وہ بولے کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں؟ جبکہ تیری پیروی رذیلوں نے کی ہے۔

﴿١٠٨﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○
فِيْمَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ مِنْ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ
﴿١٠٩﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ عَلٰى تَبْلِيْغِهٖ
مِنْ اَجْرٍ اِنْ مَا اَجْرِيَ
اَيْ ثَوَابِيْ اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ○
﴿١١٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○
كَرَّرَهٗ تَاكِيْدًا
﴿١١١﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ نُصَدِّقُ لَكَ
لِقَوْلِكَ وَاتَّبَعَكَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ
وَاَتْبَاعُكَ جَمْعُ تَابِعٍ مُبْتَدَاٌ الْاَرْذَلُوْنَ ○
السَّفَلَةُ كَالْحَاكَةِ وَالْاَسَاكِفَةِ

﴿١٠٨﴾ سو تم اللہ سے ڈرو اور جو کچھ میں تم کو حکم کرتا ہوں اللہ کی توحید اور اسکی فرماں برداری کا اسمیں میرا کہنا مانو۔
﴿١٠٩﴾ اور میں احکام الٰہی کے پہنچانے میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا میرا اجر صرف جہان کے رب پر ہے۔
﴿١١٠﴾ سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔
﴿١١١﴾ وہ بولے کیا ہم تیری بات کو مانیں حالانکہ تیرے پیرو کیسے آدمی ہیں جیسے
جُلاہے اور موچی۔

تشریح

۱) اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو | حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب تمہیں یہ معلوم ہوگیا کہ میں اللہ کا پیغام پوری دیانت کے ساتھ تم تک پہنچا رہا ہوں اور میرے بارے میں بھی تم جانتے ہو کہ میں کوئی خیانت کرنے والا آدمی نہیں ہوں تو پھر تم پر لازم ہے کہ سب کو چھوڑ

کہ صرف اللہ کے آگے جھک جاؤ اور اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے میری اطاعت کرو اسلئے کہ میری نافرمانی صرف میری ذات کی نافرمانی نہیں ہے بلکہ اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۱۰۹) میری صداقت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ میں بے غرضی ہوں | حضرت نوح ؑ نے کہا تھا کہ میرے سچا ہونے کی پہلی دلیل تو یہ ہے کہ میں نبوت کے دعوے سے پہلے تمہارے درمیان ہی پلا بڑھا ہوں اور تم میرے کردار و عمل کو اچھی طرح جانتے ہو۔ دوسری دلیل میری سچائی کی یہ ہے کہ میں دین کے اس پیغام کے پہچانے پر تم سے کسی اجر کا طلبگار نہیں ہوں اس کا اجر تو مجھے رب العالمین عطا کریں گے۔ میری تمہارے سے کوئی غرض وابستہ نہیں ہے نہ میں تم سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ میں اخلاص و دیانت کے ساتھ اپنی منصبی ذمہ داری کو ادا کر رہا ہوں۔

(۱۱۰) ایک مخلص آدمی کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو | حضرت نوح ؑ نے جب اپنی قوم کے سامنے اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کی دعوت پیش کی تو ان لوگوں نے حضرت نوح پر الزام لگانا شروع کیا کہ یہ جو کچھ کر رہا ہے اپنی بڑائی کے لئے کر رہا ہے تاکہ اسکو چودھراہٹ مل جائے۔ سورۂ مومنون میں ہے:۔

يُرِيدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ۔ (یہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے۔)

اس پر حضرت نوح نے جواب دیا کہ ایک مخلص آدمی کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو اور تمہارے فائدے کے لئے جو بات میں کہہ رہا ہوں اسکو مانو۔

(۱۱۱) قوم نوح کا اعتراض - آپ پر ایمان لانے والے بڑے لوگ نہیں ہیں | جب حضرت نوح ؑ نے اپنی قوم کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو ان کی قوم کے سردار رئیس لوگ انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ آپ کے اوپر ایمان لانے والے حقیر قسم کے لوگ ہیں جو بے سوچے سمجھے سطحی رائے نتیجے میں تمہارے اوپر ایمان لے آئے ہیں یعنی ان کی نظر میں بڑے لوگ وہ تھے جو رئیس مالدار مادی وسائل رکھنے والے اور سوسائٹی میں اثر و رسوخ والے ہوں۔ حالانکہ حضرت نوح ؑ پر ایمان لانے والے لوگ سوسائٹی کے بہترین خیر پسند افراد تھے اور جب ان کے سامنے حق واضح ہو گیا تو انھوں نے اسے قبول کرنے میں تأمل نہیں کیا۔ مگر ہمیشہ پیغمبروں پر یہ اعتراض بھی ہوتا رہا ہے کہ سوسائٹی کے بڑے لوگ اس چیز کو نہیں مان رہے ہیں گویا حق وہ ہے جس کو بڑے لوگ مانیں بلکہ وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبر بھی بہت اونچے درجے کے امتیوں میں سے کوئی ہونا چاہیئے چنانچہ سورۂ ہود میں ہے، حضرت نوح کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہ:۔ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ (ہود - آیت ۲۷)

(اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا ہمیں تو تم اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتے کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف ان لوگوں نے بے سمجھے بوجھے اختیار کر لی ہے جو ہمارے ہاں اراذل ہیں۔ اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑھے ہوئے ہو۔)

ابو سفیان نے ہرقل کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے نبی ؐ کے بارے میں یہی کہا تھا کہ:۔

تَبِعَهٗ مِنَّا الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِيْنُ (محمد ؐ کی پیروی کرنے والے ہمارے غریب اور کمزور لوگ ہیں۔)

گویا ان لوگوں کا طرز فکر یہ تھا کہ جسے قوم کے بڑے لوگ حق مانیں وہی حق ہے کیونکہ عقل اور سمجھ بوجھ بس انہیں کے پاس ہے۔ چنانچہ پیغمبر کے بارے میں بھی ان لوگوں کی سوچ یہی تھی جیسا کہ سورۂ زخرف میں ارشاد ہے کہ:۔ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (آیت ۳۱)۔ (وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن ہمارے دونوں شہروں یعنی مکہ اور طائف کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا۔)

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ

حِسَابُهُمْ	اِنْ	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	بِمَا	وَمَا ، عِلْمِيْ	قَالَ
ان کا حساب	نہیں	وہ کرتے تھے	اسکی جو	اور مجھے کیا خبر	(نوح نے) کہا

نوح ؑ نے کہا مجھے کیا خبر وہ کیا (کام کاج) کرتے تھے۔ ان کا حساب صرف

اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ

بِطَارِدِ	اَنَا	وَمَا	لَوْ تَشْعُرُوْنَ	عَلٰى ، رَبِّيْ	اِلَّا
ہانکنے والا ؛ دور کرنے والا	میں	اور نہیں	اگر تم سمجھو	میرے رب پر	مگر (صرف)

میرے رب پر ہے، اگر تم سمجھو اور میں مومنوں کو (اپنے پاس سے) دور کرنے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾

	مُّبِيْنٌ	نَذِيْرٌ	اِلَّا	اَنَا	اِنْ	الْمُؤْمِنِيْنَ
	صاف طور پر	ڈرانے والا	مگر (صرف)	میں	نہیں	مومن (جمع)

والا نہیں میں تو صرف صاف صاف طور پر ڈرانے والا ہوں۔

(۱۱۲) قَالَ وَمَا عِلْمِيْ اَيْ عِلْمٌ لِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(۱۱۲) نوح ؑ نے کہا مجھے کیا خبر جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں۔

(۱۱۳) اِنْ مَا حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ فَيُجَازِيْهِمْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ○ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ مَا عِبْتُمُوْهُمْ۔

(۱۱۳) ان کا حساب صرف میرے رب پر ہے سو وہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیگا اگر تم اس امر کو جانتے تو ان پر عیب نہ لگاتے۔

(۱۱۴) وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۱۱۴) اور میں اہل ایمان کو اپنے پاس سے دفع نہیں کرسکتا۔

(۱۱۵) اِنْ مَا اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ بَيِّنُ الْاِنْذَارِ

(۱۱۵) نہیں ہوں میں مگر ایک ظاہر ڈرانے والا۔

تشریح

(۱۱۲) حضرت نوح کا جواب — میں ان کے ظاہری عمل کو جانتا ہوں

حضرت نوح ؑ نے جواب دیا کہ جہاں تک ان کے ظاہری عمل کا معاملہ ہے وہ اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ رہے ان کے پوشیدہ عمل تو میں ان کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں پھر میں کس بنیاد پر انہیں ذلیل وحقیر قرار دوں؟ اور یہ کہہ دوں کہ وہ غیر شریف ہیں۔

(۱۱۳) اندرونی عمل کا حساب اللہ ہی جانتے ہیں | حضرت نوح ؑ نے کہا کہ ہم تو ظاہر کو دیکھ کر ایک آدمی کے عمل کے بارے میں کہہ سکتے ہیں باقی رہا اندر کا معاملہ تو اس کا حساب میرے رب کے ذمے ہے میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں آخر تم اس بات کو سمجھتے کیوں نہیں ؟

(۱۱۴) تمہاری خاطر میں اپنے ساتھیوں کو نہیں چھوڑوں گا | حضرت نوح ؑ پر ایمان لانے سے انکار کرنے والوں کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ یہ معمولی لوگ جو تم پر ایمان لائے ہیں ہم ان کے پاس آکر کیسے بیٹھ سکتے ہیں. بھلا کہاں ہم اور کہاں یہ؟ یہ بات بالکل وہی ہے جو کفار مکہ کے بڑے بڑے سردار نبی ؐ سے کہتے تھے کہ آخر ہم ان غلاموں بلال، عمار اور صہیب جیسے لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتے ہیں یعنی ان کا مطلب یہ تھا کہ آپ ان کو نکال دیں تو پھر ہم کچھ سوچ سکتے ہیں. حضرت نوح ؑ کا جواب بھی اس موقع پر یہی تھا کہ میں تمہاری خاطر ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں نظر انداز نہیں کرسکتا. اگر وہ تمہاری نظر میں بے وقعت ہیں تو یہ تمہاری کوتاہ نظری ہے ورنہ علم حق کی روشنی تو آدمی کو حق کا قدردان بنادیتی ہے ۔ اور آخری فیصلہ تو اللہ کے یہاں ہی ہوگا کہ کس کا کیا رتبہ ہے ؟ جو جواب حضرت نوح ؑ نے دیا تھا بالکل وہی بات قرآن مجید میں ہے کہ حق سے منہ موڑنے والوں کی خاطر ایمان قبول کرنے والوں کو دھتکارا نہیں جا سکتا چنانچہ سورہٗ عبس میں ہے۔ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۙ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۙ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (آیت ۱۲)

(اے محمد! جس نے بے نیازی برتی تم اس کے پیچھے پڑتے ہو ؟ حالانکہ اگر وہ سدھرے تو تم پر اس کی کیا ذمہ داری ہے اور جو تمہارے پاس دوڑا آتا تھا اس حال میں کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے تم اس سے بے رخی برتتے ہو؟ ہرگز نہیں یہ تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اسے قبول کرے .) ــــ سورۂ انعام میں ارشاد ہے :۔

”وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۙ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

(نہ دُور پھینکو اُن لوگوں کو جو شب و روز اپنے رب کو پکارتے ہیں محض اس کی خوشنودی کی خاطر. ان کا کوئی حساب ان کے ذمہ نہیں. اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے ۔

ہم نے اس طرح ان لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے آزمائش میں ڈال دیا ہے تاکہ وہ لوگ کہیں" کیا ہمارے درمیان بس یہی لوگ رہ گئے تھے جن پر اللہ کا فضل و کرم ؟" ہاں ، کیا اللہ اپنے شاکر بندوں کو ان سے زیادہ نہیں جانتا۔)

(۱۱۵) میرا کام خبردار کرنا ہے | حضرت نوح ؑ نے کہا کہ میری حیثیت تو یہ ہے کہ میں نے بے لاگ اعلان کردیا ہے کہ جس طریقے پر تم چل رہے وہ غلط طریقہ ہے اور اس کا انجام تباہی ہے ۔ اور رب کے جس راستے کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اسمیں تمہارے لئے دونوں جہاں کی فلاح ہے اب جس کا جی چاہے اس راستے کو اختیار کرلے اور جس کا جی چاہے تباہی کے راستے پر چلتا رہے ۔ آنے والوں کا میں استقبال کرتا ہوں ان کی ذات برادری اور نسب ان سب چیزوں سے میرا کوئی مطلب نہیں ہے اصل معیار قبول حق ہے جو حق کو قبول کرتا ہے وہ شریف ہے قابلِ قدر ہے ایسے لوگوں کو دھتکارنا اور تمہاری بے کار کی فرمائشیں، قبول کرنا میرے بس میں نہیں ہے ۔

قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

الْمَرْجُوْمِيْنَ	مِنَ	لَتَكُوْنَنَّ	يٰنُوْحُ	لَّمْ تَنْتَهِ	لَئِنْ	قَالُوْا
سنگسار کیے جانیوالے	سے	تو ضرور ہو گے	اے نوح	تم باز نہ آئے	اگر	بولے وہ

بولے اے نوحؑ تم اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾

كَذَّبُوْنِ	قَوْمِيْ	اِنَّ	رَبِّ	قَالَ
مجھے جھٹلایا	میری قوم	بیشک	اے میرے رب	نوح نے کہا

نوحؑ نے کہا اے میرے رب! بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔

(۱۱۶) قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَا نُوْحُ عَمَّا تَقُوْلُ لَنَا لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ○ بِالْحِجَارَةِ اَوْ
(۱۱۷) بِالشَّتْمِ قَالَ نُوْحٌ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ○

(۱۱۶) وہ بولے اگر تو اے نوح اپنی بات سے باز نہ آویگا تو تجھکو سنگسار کیا جاوے گا۔ یا بُرا بھلا کہا جاوے گا۔

(۱۱۷) نوحؑ نے کہا اے میرے رب بیشک میری قوم نے مجھ کو جھٹلایا۔

تشریح

(۱۱۶) حضرت نوحؑ کو قوم کی دھمکی | حضرت نوحؑ کی یہ صاف صاف باتیں سُن کر قوم کے یہ نام نہاد بڑے لوگ سٹ پٹا گئے اور دھمکی کہ اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے تو پھر تمہاری تواضع پتھروں سے کیجائیگی۔ اندازہ لگائیے کہ وہ شخص جو خیر خواہی کے ساتھ ان کو راستہ دکھا رہا ہے اس کے ساتھ ناقدرے لوگ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۱۷) طویل کش مکش کے بعد حضرت نوحؑ کی دعا | حضرت نوحؑ کی دعوت پر قوم کا انکار طویل کش مکش میں بدلتا گیا۔ حضرت نوح بڑے صبر اور برداشت کے ساتھ ساڑھے نوسو سال تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں ہے کہ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (آیت ۱۴) (وہ پچاس کم ایک ہزار برس انکے درمیان رہا۔)

یعنی نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد سے طوفان تک پورے ساڑھے نوسو برس حضرت نوحؑ ان کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے اور اتنی طویل مدت تک ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے۔

اتنی طویل مدت تک ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر حضرت نوحؑ نے اندازہ لگالیا کہ ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی ہے بلکہ آئندہ نسلوں سے بھی کوئی اچھی توقع نہیں ہے۔ چنانچہ عرض کیا کہ اے رب العالمین میری قوم نے مجھے جھٹلادیا ہے، اب ان کے ایمان لانے کی کوئی امید باقی نہیں ہے اور نہ انکی آئندہ نسلوں سے کوئی توقع ہے۔

"اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ (آیت ۲۷) (اے رب اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا فاجر اور سخت منکرِ حق ہوگا۔)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی تصدیق فرمائی ارشاد ہوا۔ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (آیت ۳۶) (تیری قوم کے جو ایمان لاچکے بس لاچکے۔ اب کوئی ایمان لانے والا نہیں لہٰذا ان کے کرتوتوں پر غم کھانا چھوڑ دے۔)

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

فَافْتَحْ	بَيْنِي	وَبَيْنَهُمْ	فَتْحًا	وَّنَجِّنِي	وَمَنْ	مَّعِيَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِينَ
پس فیصلہ کردے	میرے درمیان	اور انکے درمیان	ایک کھلا فیصلہ	اور نجات دے مجھے	اور جو	میرے ساتھی	سے	ایمان والے

پس میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا فیصلہ فرما دے، اور مجھے نجات دے، اور جو میرے ساتھی ایمان والے ہیں

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ج

فَأَنْجَيْنَاهُ	وَمَنْ	مَّعَهُ	فِي الْفُلْكِ	الْمَشْحُونِ	
تو ہم نے نجات دی اسے	اور جو	اس کے ساتھ	کشتی میں	بھری ہوئی	

تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے (انہیں) نجات دی

(۱۱۸) فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا أَيْ أَحْكُمْ وَّنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

(۱۱۸) سو تو حکم فرما مجھ میں اور ان میں یعنی ہمارا فیصلہ کر، اور مجھ کو اور میرے ہمراہی مسلمانوں کو نجات دے۔

قَالَ تَعَالَىٰ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۱۱۹) فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ○

(۱۱۹) پس نجات دی ہم نے اس کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے۔

الْمَمْلُوءِ مِنَ النَّاسِ وَالْحَيَوَانِ وَالطَّيْرِ

(کشتی بھری ہوئی تھی آدمی اور جانوروں سے)

تشریح

(۱۱۸) حضرت نوحؑ کی اللہ سے درخواست کہ بس اب آخری فیصلہ ہو جائے | حضرت نوحؑ نے اللہ کے حضور میں درخواست کی کہ رب العالمین بس اب میرے اور میری قوم کے درمیان حق و باطل کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے۔ اہل باطل کو حرف غلط کی طرح مٹا دیجئے اور مجھے اور میرے اوپر ایمان لانے والے ساتھیوں کو نجات عطا فرمائیے۔

(۱۱۹) اللہ نے حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا | حضرت نوحؑ کی یہ دعا کہ اب قوم میں کوئی ایمان لانے والا نظر نہیں آتا اسلئے مجھے اور میرے ساتھیوں کو ان سے نجات عطا فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ حضرت نوح کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ ایک کشتی تیار کریں۔ انکو کشتی تیار کرتے ہوئے دیکھ کر بھی حضرت نوح کے مخالف مذاق اڑایا کرتے تھے آخر کشتی تیار ہو گئی اب اللہ کی طرف سے فیصلے کا وقت آ گیا تو حضرت نوح کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ سب اپنے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کرا لیں۔ اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا ساتھ رکھ لیں۔

پانی برسنا شروع ہوا زمین سے بھی پانی اُبل رہا تھا اور آسمان سے بھی پانی برس رہا تھا۔ اللہ نے اس بھری ہوئی کشتی میں پانی کے طوفان میں حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ

كَانَ	وَمَا	لَاٰیَةً	فِیْ + ذٰلِكَ	اِنَّ	الْبٰقِیْنَ	بَعْدُ	اَغْرَقْنَا	ثُمَّ
تھے	اور نہ	البتہ نشانی	اس میں	بیشک	باقیوں کو	اسکے بعد	غرق کردیا ہم نے	پھر

پھر اس کے بعد ہم نے باقیوں کو غرق کر دیا بے شک اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان کے

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ ع ۶ / ۸ / ۱۰

الرَّحِیْمُ	الْعَزِیْزُ	لَهُوَ	رَبَّكَ	وَاِنَّ	مُّؤْمِنِیْنَ	اَكْثَرُهُمْ
نہایت مہربان	غالب	البتہ وہ	تمہارا رب	اور بیشک	ایمان لانے والے	ان کے اکثر

اکثر نہ تھے ایمان لانے والے۔ اور بیشک تمہارا رب غالب ہے نہایت مہربان

﴿۱۲۰﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ اَیْ بَعْدَ اِنْجَائِهِمُ الْبٰقِیْنَ ○ مِنْ قَوْمِهٖ

﴿۱۲۰﴾ پھر جب ہم نے انکو نجات دی تو غرق کر دیا اس کے بعد اسکی قوم کے باقیماندہ لوگوں کو۔

﴿۱۲۱﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

﴿۱۲۱﴾ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○

﴿۱۲۲﴾ اور بے شبہ تیرا رب غالب مہربان ہے۔

تشریح

﴿۱۲۰﴾ حق کا انکار کرنے والے سب پانی میں ڈوب گئے | پانی کا یہ عذاب جو "طوفان نوح" کے نام سے معروف ہے اس میں وہ سب لوگ غرق ہو گئے جو حق و صداقت کے منکر تھے اور صدیوں تک حضرت نوح کی بات کو مان کر نہیں دیا تھا۔

﴿۱۲۱﴾ طوفان نوح کے واقعہ میں درس عبرت | طوفانِ نوح کے واقعہ میں عبرت و نصیحت کے بہت سے پہلو موجود ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ انکار اور ضد پر آمادہ ہوتے ہیں اور حق و صداقت ان کے سامنے ہوتی ہے پھر بھی مان کر نہیں دیتے ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن ہر دور میں تاریخ کی ان شہادتوں سے بے توجہی برتی گئی اور اس سے نصیحت نہیں حاصل کی جاتی۔

﴿۱۲۲﴾ اللہ تعالیٰ غالب بھی ہیں اور رحیم بھی | بیشک اللہ تم ہر چیز پر غالب ہیں سزا دینا چاہیں تو کوئی انکو روک نہیں سکتا مگر ان کا طریقہ یہ ہے کہ مہلت دیتے رہتے ہیں اور سنبھلنے کا موقعہ دیتے ہیں کیونکہ یہ ان کی رحمت کا تقاضہ ہے۔ لیکن جب بات حد سے گزر جاتی ہے اور پاپ کی ہنڈیا بھر جاتی ہے تو ظالم کو سزا دینا بھی عین انصاف ہے ورنہ دنیا ظلم سے بھر جائیگی۔ شریف لوگوں کا دنیا میں رہنا مشکل ہو جائیگا اور ظالموں کا ظلم پورے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔

كَذَّبَتْ عَادُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ

كَذَّبَتْ	عَادُ	ٱلْمُرْسَلِينَ	إِذْ + قَالَ	لَهُمْ	أَخُوهُمْ
جھٹلایا	عاد	رسول (جمع)	جب کہا	ان سے	ان کے بھائی

(قوم) عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جب کہا ان سے ان کے بھائی

هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾

هُودٌ	أَلَا + تَتَّقُونَ	إِنِّى	لَكُمْ	رَسُولٌ	أَمِينٌ
ہود ؑ	کیا تم ڈرتے نہیں	بیشک میں	تمہارے لئے	رسول	امانت دار

ہود ؑ نے کیا تم ڈرتے نہیں ؟ بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں

فَٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

فَٱتَّقُوا	ٱللَّهَ	وَأَطِيعُونِ	وَ	مَآ أَسْـَٔلُكُمْ	عَلَيْهِ
سو تم ڈرو	اللہ	اور میری اطاعت کرو	اور	میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر

سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی اجر

مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾

مِنْ + أَجْرٍ	إِنْ	أَجْرِىَ	إِلَّا	عَلَىٰ	رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
کوئی اجر	نہیں	میرا اجر	مگر (صرف)	پر	رب العالمین

نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف (اللہ) رب العالمین پر ہے ۔

(۱۲۳) كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ○

(۱۲۴) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ○

(۱۲۵) إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○

(۱۲۶) فَٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

(۱۲۷) وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ○

(۱۲۳) كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ الخ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

(۱۲۴) جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود ؑ نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

(۱۲۵) بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں امانت دار

(۱۲۶) پس ڈرو تم اللہ سے اور میری فرماں برداری کرو۔

(۱۲۷) اور میں تم سے اس پر مزدوری نہیں مانگتا بے شبہ میرا ثواب جہان کے رب کے پاس ہے ۔

تشریح

(۱۲۳) قوم عاد کا رسولوں کو جھٹلانا | عاد کے نام سے ایک قوم جنوبی عرب کے ریگستانی صحرا ربع خالی میں احقاف کے علاقے میں آباد تھی۔ احقاف کا علاقہ یمن اور حضر موت کے درمیان ہے۔ قوم عاد کا زمانہ تین ہزار سال قبل مسیح کا ہے یعنی یہ قوم حضرت نوح کے بعد حضرت ابراہیم سے پہلے ہوئی ہے ۔ قوم عاد کو عادِ ارم کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ارم بن سام بن نو ،

نسل سے ہیں۔ اپنے زمانے کی یہ بڑی شاندار قوم تھی۔ طوفانِ نوح کے بعد بڑی قوت کیساتھ اُبھری تھی لیکن اس مادی ترقی کے باوجود اس قوم کی پروردگار کے ساتھ غفلت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ یہ شرک کے اندر مبتلا ہوگئی اور شرک کے نتیجے میں جو برائیاں آتی ہیں وہ سب اس قوم میں پیدا ہوگئیں۔ اللہ نے انکی طرف اپنے پیغمبر حضرت ہودؑ کو بھیجا مگر انھوں نے انکی بات نہیں مانی اور اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا کہ انسان کو اللہ کی ہدایت کے لئے رسولوں کی ضرورت ہے۔

(۱۲۴) قوم عاد کو ان کے بھائی حضرت ہودؑ کی دعوت | حضرت ہودؑ نے قومِ عاد کو دعوت دی کہ کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو یعنی اللہ کا وہ خوف جو اس کی عظمت کے احساس سے پیدا ہوتا ہے کیا وہ تم میں نہیں ہے؟ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی کی اطاعت کرو۔ اللہ سے ڈر کر..... گناہ سے بچنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ انبیاء کرام اللہ کی عبادت اور اطاعت کی دعوت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کا طریقہ یہ ہے کہ تم ہماری اطاعت کرو کیونکہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی عملی شکل ہے جس کو ایک رسول اپنے قول اور اپنے عمل سے واضح کرتا ہے۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد اللہ کی ہستی کی منکر نہ تھی مگر اس بات کی منکر تھی کہ بندگی صرف اللہ کی ہو۔ جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہے:-

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا۔ (آیت - ۷۰)

(انہوں نے (ہودؑ سے) کہا کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی بندگی کریں اور ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟)

قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مادی اعتبار سے قوم عاد بڑے عروج پر تھی۔ قوم نوح کی تباہی کے بعد اللہ نے اس قوم کو بامِ عروج پر پہنچا دیا تھا۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ (الاعراف آیت ۶۹)

(یاد کرو (اللہ کے اس فضل و انعام کو کہ) قوم نوح کے بعد اس نے تم کو خلیفہ بنایا)

جسمانی اعتبار سے بھی یہ بڑے صحت مند اور زور آور تھے وَزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً (الاعراف آیت ۶۹)

(اور تمہیں جسمانی ساخت میں خوب تنومند کیا)۔ انکے زمانے میں کوئی قوم ان کے ٹکر کی نہ تھی۔ اَلَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ (الفجر آیت ۸) (جس کے مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی۔) اس مادی ترقی نے ان میں گھمنڈ پیدا کردیا تھا، اور اپنے مقابلے میں کسی کو کچھ نہ سمجھتے تھے۔ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حٰم السجدہ آیت ۱۵)

(رہے عاد تو انھوں نے زمین میں حق کی راہ سے ہٹ کر تکبر کی روش اختیار کی اور کہنے لگے کہ کون ہے ہم سے زیادہ زور آور)

(۱۲۵) حضرت ہودؑ نے کہا کہ میں تمہاری طرف امانتدار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں | حضرت ہودؑ نے قوم عاد کو دعوت دی کہ مجھے پروردگار نے ایک معتبر رسول کے طور پر تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں آگاہ کروں کہ تمہیں اپنے گھمنڈ اور غرور کو چھوڑ کر اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔

(۱۲۶) بس میری اطاعت کرو | حضرت ہودؑ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور جو میں کہہ رہا ہوں اسکو مانو کیونکہ رسول اسی لئے بھیجے جاتے ہیں کہ انکی بات مانی جائے۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی عملی شکل ہے۔

(۱۲۷) میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا | اللہ کا یہ پیغام پہنچانا رسول کی حیثیت سے میری ذمہ داری ہے میں اس کے لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگ رہا ہوں اور نہ مجھے کسی سے بدلے کی خواہش ہے میرا جو اجر ہے وہ رب العالمین عطا فرمائیں گے میں تو خلوص کے ساتھ تمہیں سمجھانے کے لئے آیا ہوں۔

أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ

أَتَبْنُوْنَ	بِكُلِّ + رِيْعٍ	اٰيَةً	تَعْبَثُوْنَ	وَ تَتَّخِذُوْنَ
کیاتم تعمیر کرتے ہو	ہر بلندی پر	ایک نشانی	کھیلنے کو (بلاضرورت)	اور تم بناتے ہو

کیاتم ہر بلندی پر بلا ضرورت ایک نشانی تعمیر کرتے ہو۔ ؟ اور تم بناتے ہو

مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

مَصَانِعَ	لَعَلَّكُمْ	تَخْلُدُوْنَ	وَ إِذَا	بَطَشْتُمْ	بَطَشْتُمْ
مضبوط شاندار محل	شاید تم	ہمیشہ رہوگے	اور جب	تم گرفت کرتے ہو	گرفت کرتے ہو

مضبوط شاندار محل کہ شاید تم ہمیشہ رہوگے اور جب تم (کسی پر) گرفت کرتے ہو تو جابر (ظالم)

جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾

جَبَّارِيْنَ	فَاتَّقُوا اللّٰهَ	وَ أَطِيْعُوْنِ
جابر بن کر	تو ڈرو اللہ سے	اور میری اطاعت کرو

بن کر گرفت کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿۱۲۸﴾ أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ اٰيَةً بِنَاءً عَلَمًا لِلْمَارَّةِ تَعْبَثُوْنَ ○ بِمَنْ يَمُرُّ بِكُمْ وَتَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ تَبْنُوْنَ

﴿۱۲۸﴾ کیاتم ٹیلوں پر مکان بناکر راہ چلنے والوں کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرتے ہو۔

﴿۱۲۹﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لِلْمَاءِ تَحْتَ الْأَرْضِ لَعَلَّكُمْ كَأَنَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ○ فِيْهَا لَا تَمُوْتُوْنَ

﴿۱۲۹﴾ اور زمین کے نیچے تہہ خانے اور حوضیں بناتے ہو۔

گویا کہ تم ان مکانات میں ہمیشہ کو رہوگے۔
کبھی نہ مروگے۔

﴿۱۳۰﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بِضَرْبٍ أَوْ قَتْلٍ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ○ مِنْ غَيْرِ رَأْفَةٍ

﴿۱۳۰﴾ اور تمہارا حال یہ ہے کہ جب تم کسی کو پکڑتے ہو مارنے یا قتل کرنے کے لئے تو بے رحم ہو کر پکڑتے ہو۔

﴿۱۳۱﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ ذٰلِكَ وَأَطِيْعُوْنِ فِيْمَا أَمَرْتُكُمْ بِهٖ

﴿۱۳۱﴾ پس اللہ سے ڈرو اور جو کچھ میں تم کو حکم کرتا ہوں اس میں میرا کہنا مانو۔

تشریح

(۱۲۸) بے ضرورت عمارتوں کی تعمیر | اسلامی تعلیم کا ایک رخ یہ ہے کہ عمارتیں وہی بنائی جائیں جن سے کوئی فائدہ ہو کیونکہ اسلام کی نظر میں دنیا منزلِ مقصود نہیں ہے اصل منزل آخرت ہے اسلئے عمارتوں کی تعمیر میں بھی یہ پہلو سامنے رہے کہ صرف اپنی عظمت اور خوشحالی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بے مصرف اور بے ضرورت عالی شان عمارتیں تعمیر نہ کی جائیں۔ جائز تمدنی ضرورت پوری کرنے کیلئے عمارت کا بنانا اور صرف دولت اور شوکت کی نمائش کے لئے تعمیر کرنا ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ قوم کی دولت کو فضول کاموں پر اور اپنی یادگاریں بنانے پر خرچ کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ دولت بھی اللہ کی امانت ہے اور اس امانت کو فضول لٹانے کی اور بے فائدہ برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہاں تعلیم کی ضرورتوں کے لئے عمارتیں بنانا، تحقیقاتی ادارے قائم کرنا، تعلیم کی ترقی کے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے عمارتوں کی تعمیر صحیح معنیٰ میں ایک قومی اثاثہ ہے۔

درگاہیں اور مقبرے بنانا اسلام کی نظر میں ایک بے مقصد کام ہے۔ اسلئے حضرت ہودؑ نے قوم عاد کو تنبیہ کی کہ یہ کیا حرکت ہے کہ ہر اونچی جگہ پر تم فضول عمارتیں بناتے رہتے ہو یہ یادگاریں کسی کام کی نہیں ہیں جن پر تم اپنی دولت خرچ کرتے ہو۔ قوم عاد کو بڑا شوق تھا۔ اونچی عمارتیں بنانے کا، مضبوط مینارے بناتے تھے اور ان میں کاریگریاں دکھاتے تھے۔

(۱۲۹) بڑے بڑے محلات کی تعمیر | حضرت ہودؑ نے قوم عاد کے نظام تمدن پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تم بے ضرورت بڑے بڑے مینارے اور یادگاریں بناتے ہو وہیں رہنے کیلئے بڑے بڑے شاندار محلات ایسے بناتے ہو گویا تو نے دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا ہے۔ دراصل جب کسی قوم کے نظامِ فکر میں خرابی آتی ہے تو وہ اپنی دولت عیش پرستی میں اور ان چیزوں میں خرچ کرتی ہے کہ جن کا کوئی فائدہ آخرت میں نظر نہیں آتا۔ ان کی تہذیب اور ان کا تمدن بس یہی رہ جاتا ہے کہ خوبصورت محلات بناؤ، بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرو۔ رہی قوم کی معاشی اور اخلاقی حالت کی فکر اور اس کا اہتمام کہ دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل ہو، یہ سب چیزیں خارج از بحث ہو جاتی ہیں۔ یہ نظامِ فکر کی گمراہی ہے کہ انسان دنیا کو امتحان گاہ کے بجائے عشرت گاہ سمجھنے لگے۔ قدیم زمانے میں قوم عاد اس کا ایک نمونہ تھی۔ غرناطہ اور اسپین میں وہاں کا شاندار محل "الحمرا" اور جنت العریف، اسی طرح دہلی میں لال قلعہ کا دیوانِ خاص جسکو جواہرات سے سجایا گیا تھا اور اس کو جنت کا ایک نمونہ بنانے کا دعویٰ تھا چنانچہ اس پر شعر بھی کندہ ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است ؛ ہمین است و ہمین است و ہمین است

کاش ان شاندار عمارتوں کے بجائے علمی درسگاہیں بنائی گئی ہوتیں، قوم کی ذہنی تعمیر کی گئی ہوتی۔ ان کو معاشی طور پر خود کفیل بنایا گیا ہوتا تو آج دنیا میں نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ یہی وہ ذہن تھا جس کی گرفت حضرت ہودؑ نے فرمائی۔

(۱۳۰) کمزوروں پر ظلم ڈھاتے ہو | حضرت ہودؑ نے قوم عاد سے کہا کہ ایک طرف تو اپنے رہن سہن کے معیار کو عالیشان عمارتیں بنا کر اونچا کرتے ہو دوسری طرف تمہارا انسانیت کا معیار اتنا گرا ہوا ہے کہ کمزوروں پر تمہیں رحم نہیں آتا، غریبوں کے ساتھ تم انصاف نہیں کرتے ہو۔ آس پاس کی کمزور قومیں ہوں یا تمہارے ملک کے کمزور اور غریب لوگ سب تمہارے ظلم سے پریشان ہیں۔ سوسائٹی کا مالدار طبقہ غریب طبقے پر ظلم کرتا ہے ——— جہاں تمہیں موقع ملتا ہے ظلم سے باز نہیں آتے۔

(۱۳۱) اللہ سے ڈرو | حضرت ہودؑ نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور یہ غلط کام مت کرو۔ جو بات میں تمہیں سمجھا رہا ہوں اس کو سمجھو اور اپنی روش کے انجام پر غور کرو۔

وَاتَّقُوا الَّذِيٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ

وَاتَّقُوا	الَّذِيْ	اَمَدَّ كُمْ	بِمَا تَعْلَمُوْنَ	اَمَدَّ كُمْ	بِاَنْعَامٍ	وَّ
اور ڈرو	وہ جس نے	مدد کی تمہاری	اس سے جو تم جانتے ہو	تمہاری مدد کی	مویشیوں	اور

اور اس سے ڈرو جس نے اس سے تمہاری مدد کی جو تم جانتے ہو (یعنی) مویشیوں اور

بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾

بَنِيْنَ	وَجَنّٰتٍ	وَّعُيُوْنٍ	اِنِّيْ ۔ اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ	يَوْمٍ ۔ عَظِيْمٍ
بیٹوں	اور باغات	اور چشمے	بیشک میں ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب	ایک بڑا دن

بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور باغات اور چشموں سے بیشک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

﴿۱۳۲﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ اَنْعَمَ عَلَيْكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ○

﴿۱۳۲﴾ اور ڈرو اس ذات سے جس نے تم پر وہ انعام کئے جو تم کو معلوم ہیں۔

﴿۱۳۳﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ○

﴿۱۳۳﴾ تم کو جانور اور اولاد

﴿۱۳۴﴾ وَجَنّٰتٍ بَسَاتِيْنَ وَّعُيُوْنٍ ○ اَنْهَارًا

﴿۱۳۴﴾ اور باغ اور نہریں عطا فرمائیں۔

﴿۱۳۵﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنْ عَصَيْتُمُوْنِيْ

﴿۱۳۵﴾ بیشک اگر تم میری نافرمانی کروگے تو مجھ کو ڈر ہے کہ تم دنیا اور آخرت میں گرفتارِ عذاب ہو جاؤ۔

تشریح

﴿۱۳۲﴾ اس دینے والے سے ڈرو جس نے تمہیں یہ سب چیزیں دی ہیں | حضرت ہود نے قوم عاد سے کہا کہ اللہ سے ڈرو وہ اللہ جس نے تمہیں وہ سب کچھ دیا ہے جو تم اچھی طرح جانتے ہو، جن کو تم رات دن استعمال کرتے ہو، جن سے تم فائدہ اٹھاتے ہو، وہ دینے والا جس نے تمہیں سب کچھ دیا ہے۔

﴿۱۳۳﴾ اللہ تعالیٰ کے انعامات | اللہ نے تمہیں جانور دئے جن کی سواری کرتے ہو جو تمہارے کھیتی باڑی کے کام آتے ہیں تمہیں اولادیں دیں جو تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور تمہاری قوتِ بازو ہیں۔ اور تمہاری دنیا کی زندگی میں یہ چیزیں باعثِ زینت بنتی ہیں۔

﴿۱۳۴﴾ اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات | اسی طرح اللہ نے تمہیں باغات دیئے، پانی کے چشمے دئے جن سے باغات سیراب ہوتے ہیں تمہیں خوشحالی دی، تمہارے اوپر انعامات کی بارش کی۔

﴿۱۳۵﴾ اللہ کے عذاب کا ڈر | حضرت ہود نے فرمایا کہ تمہارے یہ حالات دیکھ کر مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے وہ سخت دن جس میں دنیا میں اللہ کا عذاب نازل ہو اور دوسرا قیامت کا دن جب تم اپنے اعمال کی بدولت اللہ کے عذاب کی گرفت میں آؤ۔ اسلئے اس دن کا خیال کرکے تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ

اِنْ	الْوٰعِظِيْنَ	مِّنَ	اَمْ لَمْ تَكُنْ	اَوَعَظْتَ	عَلَيْنَا	سَوَآءٌ	قَالُوْا
نہیں	نصیحت کرنے والے	سے	یا نہ ہو	خواہ تم نصیحت کرو	ہم پر	برابر	وہ بولے

وہ بولے برابر ہے ہم پر خواہ تم نصیحت کرو یا نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہو. (کچھ بھی) نہیں ہے

هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

بِمُعَذَّبِيْنَ	نَحْنُ	وَمَا	الْاَوَّلِيْنَ	خُلُقُ	اِلَّا	هٰذَا
عذاب دئے جانے والوں	ہم	اور نہیں	اگلے لوگ	عادت	مگر	یہ

مگر عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہم عذاب دئے جانے والوں میں سے نہیں ہیں۔

﴿۱۳۶﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَا مُسْتَوٍ عِنْدَنَا اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ○ اَصْلًا اَيْ لَا نَرْعَوِيْ لِوَعْظِكَ

﴿۱۳۶﴾ وہ بولے تیرا ہم کو نصیحت کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ ہم تیری نصیحت سے اپنے افعال بد نہ چھوڑیں گے.

﴿۱۳۷﴾ اِنْ مَا هٰذَآ اَلَّذِيْ خَوَّفْتَنَا بِهٖ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَيْ اِخْتِلَاقُهُمْ وَكَذِبُهُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْخَاءِ وَاللَّامِ اَيْ مَا هٰذَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ لَا بَعْثَ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ اَيْ طَبِيْعَتُهُمْ

﴿۱۳۷﴾ جو کچھ تو ہم کو ڈراتا ہے اور نصیحت کرتا ہے یہ سب پہلوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارا اعتقاد کہ حشر ونشر کچھ نہ ہوگا ہمارے پہلوں کی عادت اور اعتقاد ہے ہم اس بارہ میں انہیں کے پیرو ہیں.

﴿۱۳۸﴾ وَعَادَتُهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

﴿۱۳۸﴾ اور ہم پر عذاب نہ ہوگا۔

تشریح

﴿۱۳۶﴾ تمہاری نصیحتوں کا ہم پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے | جب حضرت ہود نے سخت عذاب کا ڈر ظاہر کیا تو بجائے ڈرنے کے قوم نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا کہ اب تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لئے برابر ہے ہم پر اس کا اثر ہونے والا نہیں ہے

﴿۱۳۷﴾ یہ سب کام پہلے سے ہوتے آرہے ہیں | لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اپنی نصیحتوں کا پٹارہ کھولے بیٹھے رہتے ہیں جو کام ہم کررہے ہیں کوئی نیا نہیں ہے پہلے سے ہوتا چلا آرہا ہے اگر عذاب آنا ہی ہوتا تو پہلے آچکا ہوتا. سب ڈرانے کی باتیں ہیں.

﴿۱۳۸﴾ ہم پر کوئی عذاب وزاب آنے والا نہیں ہے | تم بلاوجہ ہی ڈراتے پھر رہے ہو ہم پر کوئی عذاب وزاب آنیوالا نہیں ہے ——— ہم ایسی دھمکیوں کو خاطر میں نہیں لاتے، ہم ایسے ڈراووں کی پرواہ نہیں کرتے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ

فَكَذَّبُوْهُ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ	اِنَّ	فِیْ ، ذٰلِكَ	لَاٰیَةً	وَمَا كَانَ
پس انہوں نے جھٹلایا اُسے	تو ہم نے ہلاک کر دیا انہیں	بیشک	اس میں	البتہ نشانی	اور نہیں تھے

پھر انھوں نے اسے جھٹلایا اور ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک اسمیں نشانی ہے اور نہ تھے ان کے

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع ۱۸ / ۱۱

اَكْثَرُهُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِیْزُ	الرَّحِیْمُ
ان کے اکثر	ایمان لانے والے	اور بیشک	تمہارا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان

اکثر ایمان لانے والے اور بیشک تمہارا رب غالب نہایت مہربان ہے

﴿۱۳۹﴾ فَكَذَّبُوْهُ بِالْعَذَابِ فَاَهْلَكْنٰهُمْ فِی الدُّنْیَا بِالرِّیْحِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

﴿۱۳۹﴾ سو ان لوگوں نے عذاب الٰہی کو جھٹلایا پس ہم نے ان کو دنیا میں ہلاک کر ڈالا ہوا سخت بھیجکر۔ بیشک اسمیں بڑی نشانی ہے ۔

اور ان میں سے اکثر ایمان والے نہیں۔

﴿۱۴۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○

﴿۱۴۰﴾ اور بیشک تیرا رب عزت والا مہربان ہے ۔

تشریح

﴿۱۳۹﴾ قوم عاد کی ہلاکت | پیغمبروں کی دھمکیاں یا ان کا سمجھانا خالی خولی نہیں ہوتا بار بار سمجھانے کے باوجود جو وہ نہیں مانے اور الٹا حضرت ہودؑ کو ہی جھوٹا بناتے رہے تو آخر عذاب کا وقت آ گیا۔ اچانک بہت زور کی آندھی اُٹھی پہلے تو لوگ یہ سمجھ کر کہ بارش کے لئے گھٹا آئی ہے خوشیاں منانے لگے۔ مگر اصل میں وہ گھٹا نہیں تھی بلکہ اللہ کی طرف سے طوفانی ہوا کا عذاب تھا آٹھ دن اور سات راتوں تک ایسی طوفانی ہوا چلتی رہی جس نے ہر چیز کو تباہ برباد کر کے رکھ دیا — ہوا کے زور کا یہ عالم تھا کہ آدمی کو اٹھا اٹھا کر پٹختی تھی۔ کتنی گرم اور خشک ہوا تھی کہ جدھر کو نکل گئی وہی چیز ختم ہو گئی ساری بستی کھنڈر بن گئی ایک ایک آدمی ختم ہو گیا۔ احقاف کا پورا علاقہ ایک خوفناک ریگستان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ریگستان اتنا خوفناک ہے کہ اسکی ریت پر کوئی چیز پھینکی جائے تو چند منٹ میں اسکو نگل لیتا ہے۔ اس عذاب خداوندی میں سوچنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں مگر پھر بھی کم ہی لوگ ان باتوں کو مانتے ہیں۔

﴿۱۴۰﴾ آپکا رب غالب و رحیم ہے | آپکا رب ہر چیز پر غالب ہے چاہے تو فوراً سزا دے سکتا ہے لیکن وہ مہلت دیتا ہے، سنبھلنے کا موقع دیتا ہے کیونکہ وہ غالب ہونے کے ساتھ رحم کرنے والا بھی ہے ۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ صٰلِحٌ

كَذَّبَتْ	ثَمُوْدُ	الْمُرْسَلِيْنَ	إِذْ	قَالَ	لَهُمْ	أَخُوْهُمْ	صٰلِحٌ
جھٹلایا	ثمود	رسول (جمع)	جب	کہا	ان سے	انکے بھائی	صالح

(قوم) ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی صالح ؑ نے کہا

أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا

أَلَا + تَتَّقُوْنَ	إِنِّيْ	لَكُمْ	رَسُوْلٌ	أَمِيْنٌ	فَاتَّقُوا
کیا تم ڈرتے نہیں ہو	بیشک میں	تمہارے لئے	رسول	امانت دار	سو تم ڈرو

کیا تم ڈرتے نہیں ؟ بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ سو تم اللہ سے

اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

اللّٰهَ	وَأَطِيْعُوْنِ	وَمَا أَسْأَلُكُمْ	عَلَيْهِ	مِنْ أَجْرٍ	إِنْ	أَجْرِيَ	إِلَّا
اللہ	اور میری اطاعت کرو	اور میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی اجر	نہیں	میرا اجر	مگر

ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف

عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَا اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾

عَلٰى	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	أَتُتْرَكُوْنَ	فِيْ	مَا هٰهُنَا	اٰمِنِيْنَ	
پر	رب العالمین	کیا چھوڑ دئے جاؤ گے تم	میں	جو یہاں ہے	بے فکر	

(اللہ) رب العالمین پر ہے کیا تم یہاں کی چیزوں (نعمتوں) میں بے فکر چھوڑ دیئے جاؤ گے ؟

(١٤١) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(۱۴۱) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ الخ ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

(١٤٢) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ صٰلِحٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(۱۴۲) جبکہ ان سے انکے بھائی صالح ؑ نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

(١٤٣) إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ○

(۱۴۳) بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا امانت دار ہوں۔

(١٤٤) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ○

(۱۴۴) سو ڈرو اللہ سے اور میری فرماں برداری کرو۔

(١٤٥) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(۱۴۵) اور میں تم سے اس پر مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری صرف جہان کے رب کے پاس ہے۔

(١٤٦) أَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَا مِنَ الْخَيْرِ اٰمِنِيْنَ ○

(۱۴۶) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اسی عمدہ حال میں امن سے رہو گے جس میں اب ہو۔

تشریح

(۱۴۱) قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا | قوم عاد کا حال معلوم ہو چکا ہے جب حضرت ہود ؑ کے لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود یہ لوگ کمزوروں پر ظلم کرنے اور بے انصافی سے باز نہ آئے تو حضرت ہود ؑ کی بددعا سے پوری قوم آندھی کے عذاب میں ہلاک ہو گئی۔

قوم عاد کے بعد دنیا کے نقشے پر ایک اور شاندار قوم ابھری جس کا نام قوم ثمود تھا۔ قرآن مجید میں ہے :-

جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ (الاعراف ۷۴) ـــــ (قوم عاد کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا گیا)

انھوں نے بھی تمدن کے اعتبار سے بڑی ترقی کی مگر آہستہ آہستہ وہی ہوا کہ عقیدے اور فکر کے بگاڑ کی وجہ سے آدمیت کے معیار سے گرتے گئے۔

قوم ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم ؑ سے پہلے کا ہے۔ قوم ثمود کا مسکن حجر کا مقام تھا جس کو اب مدائن صالح کہتے ہیں۔ یہ مدینہ سے شمال کی طرف تقریباً ۱۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہیں قوم ثمود رہتی تھی ان کو بھی عالیشان محلات اور پہاڑ کاٹ کر عمارتیں بنانے کا شوق تھا۔ تمدن کے اعتبار سے تو یہ قوم اوپر کو جا رہی تھی لیکن انسانیت کے اعتبار سے یہ قوم نیچے کو آ رہی تھی۔ پورے معاشرے میں شرک اور بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ اللہ کا کوئی خوف نہ تھا اور زمین پر ظلم و ستم کر کے کمزوروں کو دبائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح ؑ کو پیغمبر بنا کر اس قوم کی اصلاح کیلئے بھیجا کمزور لوگوں نے تو آپ کی دعوت پر توجہ کی مگر اونچے طبقے نے حضرت صالح ؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا۔

اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (جس پر تم ایمان لائے ہو ہم اسکو نہیں مان سکتے)

انھوں نے حضرت صالح ؑ کو ہی نہیں جھٹلایا بلکہ ان کا یہ جھٹلانا پورے سلسلۂ رسالت کا انکار تھا کہ ہمیں رسولوں کی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے یہاں قرآن نے مرسلین (رسولوں کی جمع) استعمال کی ہے۔

(۱۴۲) حضرت صالح کی دعوت | حضرت صالح ؑ جو انہی کے قبیلے اور قوم کے بھائی تھے اور ان کے خیر خواہ تھے انھوں نے دعوت دی کہ اللہ سے ڈرو ایسی حرکتوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

(۱۴۳) میں رسول امین ہوں | حضرت صالح ؑ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول اور پیغامبر مقرر کیا ہے اور میں پوری دیانت اور امانت کے ساتھ اللہ کا پیغام تم تک پہنچا رہا ہوں اور تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ایک رب پر ایمان لاؤ اور اس کے فرماں بردار بن کر رہو۔

(۱۴۴) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو | اللہ تبارک و تعالیٰ تو ساری کائنات کے خالق و پروردگار ہیں۔ جب انسان اس خالق کی عظمت کا تصور کرتا ہے تو اس کے دل میں اس کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ وہ گناہوں سے بچ کر اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ انبیاء کرام دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسی کی اطاعت کرو جیسا کہ سورۂ نوح میں ارشاد ہوا۔

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ (اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔)

اللہ کی اطاعت کے لئے وقت کے رسول کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی عملی شکل ہے۔

(۱۴۵) میں تم سے کسی اجر کا طلبگار نہیں ہوں | رسالت کے یہ فرائض انجام دینے کے لئے میں تم سے کوئی معاضہ نہیں طلب کرتا میرا اجر تو رب العلمین کے ذمے ہے وہی میری خدمت کا اجر عطا فرمائے گا میں تو خلوص کے ساتھ تمہیں حق و صداقت کے قبول کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔

(۱۴۶) یہ نعمتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی | حضرت صالح ؑ نے کہا کہ جو نعمتیں اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ہمیشہ یونہی تمہارے پاس رہیں گی اور کبھی تم سے چھینی نہیں جائینگی اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان نعمتوں کے بارے میں تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی کہ تم اللہ کی دی ہوئی ان چیزوں کو کس طرح استعمال کیا۔

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ

فِيْ جَنّٰتٍ	وَّعُيُوْنٍ	وَّزُرُوْعٍ	وَّنَخْلٍ	طَلْعُهَا	هَضِيْمٌ	وَتَنْحِتُوْنَ
باغات میں	اور چشمے	اور کھیتیاں	اور کھجوریں	انکے خوشے	نرم و نازک	اور تم تراشتے ہو

باغات اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور نرم و نازک خوشوں والی کھجوروں میں۔ اور تم خوش ہوکر

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

مِنَ الْجِبَالِ	بُيُوْتًا	فٰرِهِيْنَ	فَاتَّقُوْا	اللّٰهَ	وَاَطِيْعُوْنِ
پہاڑوں سے	گھر	خوش ہوکر	سو ڈرو	اللہ	اور میری اطاعت کرو

پہاڑوں سے گھر تراشتے ہو۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

(۱۴۷) فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○

(۱۴۷) باغوں اور نہروں،

(۱۴۸) وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ○ لَطِيْفٌ لَيِّنٌ

(۱۴۸) اور کھیتیوں اور کھجوروں کے درختوں میں کہ جن کا گابھا عمدہ ملائم ہے۔

(۱۴۹) وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ○ بَطِرِيْنَ وَفِيْ قِرَاءَةٍ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ

(۱۴۹) اور تم پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو تکبر کی راہ سے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم اس میں خوب ماہر ہو۔

(۱۵۰) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ فِيْمَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ

(۱۵۰) سو ڈرو اللہ سے اور میری فرماں برداری کرو ان امور میں جو میں تم کو کہتا ہوں۔

تشریح

(۱۴۷) **اللہ کے دیئے ہوئے یہ باغ اور چشمے** | حضرت صالح ؑ نے کہا کہ اللہ نے جو نعمتیں تمہیں عطا کی ہیں جن میں یہ سرسبز و شاداب باغات اور پانی کے بہتے ہوئے چشمے جو عرب کے ریگستانی علاقوں میں جہاں نہ ہریالی ہے نہ پانی ہے تمہارے لئے اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔

(۱۴۸) **کھیت اور کھجوروں کے باغات** | پھر اللہ نے تمہیں یہ ہرے بھرے کھیت دیئے ہیں، کھجوروں کے یہ باغات عطا کئے ہیں جن کے خوشے بڑے لطیف ہوتے ہیں۔ ذرا ان نعمتوں پر غور کرو اور اس محسنِ حقیقی کا شکریہ ادا کرو جس نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کی ہیں

(۱۴۹) **تم اپنے فنِ عمارت سازی پر فخر کرتے ہو** | تم پہاڑوں کو تراش کر عمارتیں بناتے رہوگے اور اپنے کمالِ فن پر فخر کرتے رہوگے۔ کیا تمہیں کبھی یہ احساس نہ ہوگا کہ پروردگار نے تمہیں دنیا میں کس کام کیلئے بھیجا ہے۔ کیا یہ بلاوجہ عمارتیں بنانا، اپنے فنِ تعمیر کا مظاہرہ کرنا اور اس میں قوت اور صلاحیت جھونک دینا کوئی حقیقی مقصدِ حیات ہے؟ تمہاری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے؟ غور کرو۔

(۱۵) **اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو** | تمہاری زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمہارے دل میں اللہ کی عظمت کا احساس ہو۔ تم اس کے عبادت گزار اور اطاعت شعار بن کر رہو مخلوق کے ساتھ انصاف کرو، آنے والی زندگی پر نظر رکھو اور دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرو۔ وہ عمل کرو جو تمہاری آخرت میں کام آئیں۔ دونوں جہان کی کامیابی کا راستہ جو میں تمہیں بتا رہا ہوں اس کو مانو۔

وَلَا تُطِيعُوٓا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ

وَلَا تُطِيعُوٓا	أَمْرَ	الْمُسْرِفِينَ	الَّذِينَ	يُفْسِدُونَ
اور نہ کہا مانو	حکم	حد سے بڑھ جانے والے	جو لوگ	فساد کرتے ہیں

اور حد سے بڑھ جانے والوں کا کہا نہ مانو۔ جو لوگ فساد کرتے ہیں

فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾

فِي	الْأَرْضِ	وَلَا يُصْلِحُونَ	قَالُوٓا	إِنَّمَآ	أَنتَ	مِنَ	الْمُسَحَّرِينَ
میں	زمین	اور اصلاح نہیں کرتے	انھوں نے کہا	اس کے سوا نہیں	تم	سے	سحرزدہ لوگ

زمین میں اور اصلاح نہیں کرتے انھوں نے کہا اس کے سوا نہیں کہ تم سحرزدہ لوگوں میں سے ہو۔

﴿١٥١﴾ وَلَا تُطِيعُوٓا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ○

﴿١٥١﴾ اور حد سے گزرنے والوں کی بات نہ سنو۔

﴿١٥٢﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ بِالْمَعَاصِيْ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

﴿١٥٢﴾ جو فساد کرتے ہیں زمین میں گناہوں میں پڑ کر اور درستی نہیں کرتے اللہ کی فرمان برداری کر کے۔

﴿١٥٣﴾ قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ○ اَلَّذِيْنَ سُحِرُوْا كَثِيْرًا حَتّٰى غَلَبَ عَلٰى عَقْلِهِمْ

﴿١٥٣﴾ وہ بولے بات یہی ہے کہ تیری عقل جاتی رہی تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر بکثرت جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کی عقل مسلوب ہو گئی۔

تشریح

﴿١٥١﴾ بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو | حضرت صالح ؑ نے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ چند بے لگام حد سے گزرنے والے جو نہ بندگی کی حدود جانتے ہیں نہ ان میں اخلاق ہیں اور نہ انسانیت۔ وہ اپنے آپ کو ہر طرح سے آزاد اور خود مختار سمجھتے ہیں ان کے پیچھے مت لگو، ان کے پیچھے لگنے سے اور ان کی اطاعت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

﴿١٥٢﴾ یہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں | لوگوں سے اصلاح کی توقع مت رکھو۔ یہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں کیونکہ ان کا یہ نظام جو خدا ترسی سے خالی ہے اس میں کبھی مخلوق کا بھلا ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ کے بندوں کا بھلا اسی میں ہے کہ وہ اللہ کو اپنا معبود اور حاکم مان کر اس کے بتائے ہوئے طریقۂ زندگی کو اختیار کریں اس کے بغیر اصلاح کے دعوے زبانی ہیں عملاً اس سے اصلاح نہیں ہو سکتی۔

﴿١٥٣﴾ قوم کا جواب | حضرت صالح ؑ کی یہ معقول باتیں سن کر بجائے اس کے کہ وہ اس کا اثر قبول کرتے الٹا انھوں نے حضرت صالح پر الزام لگا دیا کہ لگتا ہے تمہارے اوپر جادو کا اثر ہوا ہے جس سے تمہارا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تم ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔

مَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۚۖ فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ

مِنَ	كُنۡتَ	اِنۡ	بِاٰيَةٍ	فَاۡتِ	مِّثۡلُنَا	اِلَّا + بَشَرٌ	مَآ اَنۡتَ
سے	تو	اگر	کوئی نشانی	پس لاؤ	ہم جیسا	مگر صرف ایک بشر	تم نہیں

تم نہیں مگر (صرف) ہم جیسے ایک بشر ہو، پس اگر تم سچے لوگوں میں سے ہو (سچے ہو) تو کوئی

الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرۡبٌ وَّلَـكُمۡ

وَّ لَكُمۡ	شِرۡبٌ	لَّهَا	نَاقَةٌ	هٰذِهٖ	قَالَ	الصّٰدِقِيۡنَ
اور تمہارے لئے	پانی پینے کی باری	اسکے لئے	اونٹنی	یہ	فرمایا	سچے لوگ

نشانی لے آؤ۔ صالح ؑ نے فرمایا یہ اونٹنی ہے ایک معین دن اسکے لئے پانی پینے کی باری ہے اور (ایک دن)

شِرۡبُ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ

فَيَاۡخُذَكُمۡ	بِسُوۡٓءٍ	وَ لَا تَمَسُّوۡهَا	يَوۡمٍ + مَّعۡلُوۡمٍ	شِرۡبُ
سو (ورنہ) تمہیں آپکڑ لیگا	برائی سے	اور اسے ہاتھ نہ لگانا	ایک معین دن	ایک باری پانی پینے کی

تمہارے لئے پانی پینے کی باری ہے۔ اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں آپکڑے گا

عَذَابُ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵۶﴾

	عَظِيۡمٍ	يَوۡمٍ	عَذَابُ
	بڑا۔	دن	عذاب

ایک بڑے دن کا عذاب

(۱۵۴) مَآ اَنۡتَ اَيۡضًا اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۚ فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ○ فِيۡ رِسَالَتِكَ

(۱۵۴) اور نیز یہ ہے کہ تو ہم جیسا ایک آدمی ہے، سو اگر تو سچا ہے تو اپنی پیغمبری کی کوئی نشانی لا۔

(۱۵۵) قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرۡبٌ نَصِيۡبٌ مِّنَ الۡمَآءِ وَلَـكُمۡ شِرۡبُ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ○

(۱۵۵) صالح ؑ نے کہا یہ اونٹنی ہے اس کے لئے ایک حصہ معین ہے پانی کا اور تمہارے واسطے ایک دن معین کا حصہ ہے۔

(۱۵۶) وَلَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ

(۱۵۶) اور تم اس کے ساتھ برائی سے پیش نہ آؤ۔

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ ورنہ تم کو سخت عذاب کا دن پیش آویگا۔
بِعَظْمِ الْعَذَابِ

تشریح

(۱۵۴) <u>پیغمبری کی دلیل کا مطالبہ</u>| تم کہتے ہو کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں ہمیں تو تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان نظر آتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ میرے اوپر آسمان سے وحی آتی ہے تو اپنے دعوے کی کوئی نشانی لاؤ۔ کوئی ایسا معجزہ دکھاؤ کہ ہم مان لیں کہ واقعی تم اللہ کے نبی ہو۔

(۱۵۵) <u>حضرت صالح کا حِسّی معجزہ</u>| قوم ثمود نے اپنے پیغمبر حضرت صالح ؑ سے حسّی معجزے کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ پتھر میں سے اونٹنی پیدا کرکے دکھاؤ تب ہم مانیں گے کہ تم واقعی اللہ کے پیغمبر ہو۔ حضرت صالح ؑ نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی، سامنے پہاڑی میں زبردست گھڑگھڑاہٹ پیدا ہوئی پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک اونٹنی نمودار ہوئی جو عام اونٹنیوں کے مقابلے میں بہت بڑی تھی۔ یہ اونٹنی کیونکہ معجزاتی طور پر پیدا ہوئی تھی اور عام اونٹنیوں سے بالکل الگ تھی بڑی مقدار میں پانی پی لیتی تھی اسلئے ایک دن اس کے پانی پینے کا مقرر تھا اپنی باری میں وہ سارا پانی پی لیتی تھی۔ یہ اونٹنی دراصل قوم کے چیلنج کا جواب تھی جس کا ظہور معجزاتی طور پر ہوا تھا۔ ورنہ اونٹ سے اونٹ پیدا ہوتا ہے۔ پتھر سے اونٹ پیدا نہیں ہوا کرتے۔ مگر یہ مخصوص اونٹنی تھی جس کے بارے سورۂ ہود میں ارشاد ہوا ہے:۔

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً ○ (یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی کے طور پر ہے۔)

سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ○ (آیت ۔ ۵۹)

(ہم کو نشانیاں بھیجنے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ پہلے لوگ ان کو جھٹلا چکے ہیں۔ اور ہم ثمود کے سامنے آنکھوں دیکھے اونٹنی لے آئے پھر بھی انھوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا۔ نشانیاں تو ہم خوف دلانے کے لئے ہی بھیجتے ہیں۔ (تماشا دکھانے کے لئے نہیں) —)

یہ اونٹنی جہاں پانی پینے کے لئے جاتی یا کھیت میں چرنے کے لئے جاتی تو سارے جانور اسکو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔ اس لئے یہ طے ہوا کہ ایک دن یہ اونٹنی کنوؤں اور چشموں سے پانی پیئے اور ایک دن سارے لوگ اور جانور پانی لیں گے۔ اونٹنی کی باری کے دن کوئی پانی لینے کی کوشش نہیں کرے گا۔ عرب کے مخصوص حالات میں یہ بڑی زبردست آزمائش تھی۔ یہاں تو پانی لینے پر خون خرابے ہو جاتے تھے لیکن اگر یہ اونٹنی آفت تھی تو ایسی آفت تھی جو خود بلائی گئی تھی۔ نہ ایسا مطالبہ کرتے اور نہ یہ آزمائش ہوتی۔

ے جانِ من خود کردہٗ ÷ خود کردہ را درمان نیست

(۱۵۶) <u>حضرت صالح کی ہدایت کہ اونٹنی کے بارے میں کوئی برا ارادہ مت کرنا</u>| حضرت صالح ؑ نے سخت ہدایت کی کہ کیونکہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے معجزاتی طور پر پہاڑ کی چٹان پر پیدا ہوئی ہے اسلئے اسکے بارے میں کوئی بُرا ارادہ مت کرنا نہ اسکے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ کرنا ورنہ اس کا نتیجہ بہت خراب ہوگا اور اللہ کی طرف سے ایک بڑے دن کا عذاب ہمیں گھیر لیگا۔

فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

الْعَذَابُ	فَأَخَذَهُمُ	نَادِمِينَ	فَأَصْبَحُوا	فَعَقَرُوهَا
عذاب	پھر انہیں آ پکڑا	پشیمان	پس رہ گئے	پس انہوں نے کونچیں کاٹ دیں اسکی

پس انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ دیں پس پشیمان رہ گئے پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾ وَإِنَّ

وَإِنَّ	مُّؤْمِنِينَ	أَكْثَرُهُم	كَانَ	وَمَا	لَآيَةً	فِي ذَٰلِكَ	إِنَّ
اور بیشک	ایمان لانے والے	انکے اکثر	ہیں	اور نہیں	البتہ نشانی	اس میں	بیشک

بیشک اس (واقعہ) میں البتہ نشانی (عبرت) ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾ ع ۸ ۱۹ ۱۲

الرَّحِيمُ	الْعَزِيزُ	لَهُوَ	رَبَّكَ
نہایت مہربان	غالب	البتہ وہ	تمہارا رب

تمہارا رب البتہ غالب نہایت مہربان ہے۔

﴿۱۵۷﴾ فَعَقَرُوهَا أَيْ عَقَرَهَا بَعْضُهُمْ بِرِضَاهُمْ فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ عَلَىٰ عَقْرِهَا

﴿۱۵۷﴾ سو انہوں نے اس کے پیر کاٹ ڈالے (انہیں سے بعض نے پیر کاٹے انکی رضا سے اسلئے سب کی طرف پیر کاٹنا نسبت کیا گیا) سو وہ اس کے پیر کاٹنے سے پشیمان ہوئے۔

﴿۱۵۸﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ الْمَوْعُودُ بِهِ فَهَلَكُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝

﴿۱۵۸﴾ پھر آلیا ان کو اس عذاب نے جو اس فعل پر مقدر کیا گیا تھا پس وہ سب ہلاک ہوگئے۔ بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

﴿۱۵۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

﴿۱۵۹﴾ اور بیشک تیرا رب عزت والا مہربان ہے۔

تشریح

﴿۱۵۷﴾ قوم نے حضرت صالح کی تنبیہ کو نظر انداز کردیا حضرت صالحؑ کی اس ہدایت کے باوجود قوم کے لوگ اندر اندر ادھیڑتے رہے۔ مشورے ہوتے رہے۔ پروگرام بنتے رہے کہ اس اونٹنی سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔
اس معجزے کا انہوں نے مطالبہ کیا تھا اس کے باوجود ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی انہوں نے اپنی

روش نہیں بدلی اور ظلم و بے انصافی کے انہی طریقوں پر چلتے رہے۔ خاصے دن اسی پس و پیش میں گزر گئے آخر ایک دن قوم کا ایک بدبخت آدمی اُٹھا اور اس نے وہ کام کر دیا جو کرنے والا نہیں تھا جیسے کہ سورۂ شمس میں ہے:۔

اِذِ انۢبَعَثَ اَشۡقٰهَا ۝ (جب کہ اٹھا اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی)

سورۂ قمر میں اس واقعہ کا اس طرح بیان ہے کہ:۔

فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ (انہوں نے اپنے ساتھی سے اپیل کی اس نے یہ کام اپنے ذمے لیا اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔)

کرنے کو تو وہ یہ کام کر گئے مگر اب کرنے کے بعد یہ خیال آیا کہ کہیں حضرت صالح کے کہنے کے مطابق ہم پر عذاب نازل نہ ہو اور عذاب کے ڈر سے نہ کہ احساسِ گناہ سے وہ اپنے کیے پر پچھتائے لیکن اب پچھتانے سے کیا ہو سکتا تھا۔

(۱۵۸) قوم ثمود پر اللہ کا عذاب | اونٹنی کے مارنے کے بعد حضرت صالح نے ان سے کہا کہ بس اب تمہیں تین دن کی مہلت ہے۔ مزے کر لو:۔

تَمَتَّعُوۡا فِىۡ دَارِكُمۡ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ (تین دن اپنے گھروں میں مزے کر لو)

تین دن کی مدت ختم ہونے پر رات کے آخری حصے میں صبح کے قریب ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس کے بعد اتنا شدید زلزلہ آیا جس نے چند منٹ میں پوری بستی کو تہس نہس کر دیا۔ صبح ہوئی تو چاروں طرف کھلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں انکے شاندار محل ان کی حفاظت نہ کر سکے۔ سورۂ قمر میں ارشاد ہے:۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوۡا كَهَشِيۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ (آیت ۔ ۳۱)
(ہم نے ان پر بس ایک دھماکہ چھوڑا اور وہ باڑے والے کی روندی ہوئی باڑھ کی طرح بھس ہو کر رہ گئے۔)

جانور پالنے والے جو باڑھ بناتے ہیں اس کی جھاڑیاں سوکھ کر آہستہ آہستہ جھڑ جاتی ہیں اور جانوروں کے آنے جانے سے ان کا برادہ سا بن جاتا ہے۔ قوم ثمود کی کچلی ہوئی لاشیں باڑھ کے ان برادوں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔

سورۂ اعراف میں ہے:۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ (پارہ ۸ آیت ۷۸)
(ایک ہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔)

اس دھماکے کے لئے قرآن نے کہیں رَجۡفَة (ہلا مارنے والی کا لفظ) استعمال کیا ہے، دوسری جگہ صَيۡحَة (چیخ) کا لفظ اور ایک جگہ صَاعِقَة (کڑاکا) اور ایک جگہ طَاغِيَة (سخت زور کی آواز) مطلب یہ کہ ان پر جو عذاب آیا اس میں پہلے کڑاکا ہوا اور اس کے بعد پھر زلزلہ آیا۔ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ (آیت ۸۳-۸۴) (آخرکار ایک زبردست دھماکے نے ان کو صبح ہوتے آلیا۔ اور ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔)

(۱۵۹) اللہ تعالیٰ غالب و رحیم ہے | بیشک آپ کا رب ہر چیز پر غالب ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ فوراً عذاب نازل کر سکتا ہے مگر اس کے ساتھ وہ رحیم و کریم بھی ہے سرکش بندوں کو بھی سنبھلنے کا موقعہ دیتا ہے اور جب بات حد سے گزر جاتی ہے اور ان کے سنبھلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی تب ان پر گرفت کرتا ہے۔

ج صلے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ (۱۶۰)

كَذَّبَتْ	قَوْمُ	لُوطٍ	ن ا	لْمُرْسَلِينَ	
جھٹلایا	قوم	لوط		رسولوں کو	
قوم لوط ؑ نے رسولوں کو جھٹلایا					

(۱۶۰) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ○ (۱۶۰) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ الخ لوط ؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

تشریح

(۱۶۰) قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا حضرت لوط ؑ کا زمانہ وہی ہے جو حضرت ابراہیم ؑ کا زمانہ تھا کیونکہ حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے اور جب حضرت ابراہیم عراق چھوڑ کر نکلے تو حضرت لوط نے بھی ان ہی کے ساتھ ہجرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کو سدوم علاقے کا پیغمبر مقرر فرمایا تھا۔ یہ سدوم کا علاقہ بحر مُردار کے کنارے پر تھا جو دریائے اردن کی جانب واقع ہے۔ حضرت لوط کی پیدائش سدوم کی نہیں تھی بلکہ عراق کی تھی لیکن چونکہ انھوں نے سدوم کی بود و باش اور وہاں کی زبان کو اختیار کر لیا تھا اسلئے سدوم کے لوگوں کو قوم لوط کہا گیا ہے۔ یہ دنیا کی واحد قوم تھی جو انتہائی گندے کام میں مبتلا تھی۔ اس قوم کے مرد مردوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرتے تھے۔ یہ قوم بت پرست نہیں تھی مگر خدا سے بے خوف ہو کر اس اخلاقی بیماری میں مبتلا ہو گئی تھی۔ حضرت لوط ؑ نے سب سے پہلے اس قوم کی برائی کے خلاف آواز اٹھائی اور بنیادی طور پر وہی دعوت دی جو اللہ کے سارے پیغمبر دیتے رہے تھے۔ کہ اللہ سے ڈرو اور بحیثیت رسول میری اطاعت کرو۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (شعراء آیت ۱۶۱) — (کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو)

حضرت لوط ؑ نے انکو سمجھایا کہ فطرت کے خلاف تم اپنی خواہشات کے غلام بن گئے ہو اس بری عادت کو چھوڑ دو۔ قوم کے لوگوں نے حضرت لوط ؑ کا مذاق اُڑایا کہ ان کو اور انکے ساتھیوں کو جو بڑے پاکباز بنتے ہیں بستی سے باہر نکالدو۔ وہ اس گندگی میں ایسے مبتلا ہو گئے تھے کہ کسی کو بھی پاکیزہ دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آخری آزمائش کے طور پر فرشتوں کو حضرت لوط ؑ کے پاس بھیجا جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں تھے۔ خود حضرت لوط بھی انکو انسان ہی سمجھتے رہے اور فرشتوں نے بھی اپنا فرشتہ ہونا ظاہر نہیں کیا۔ حضرت لوط نے انکو مسافر سمجھا اور مہمان کی طرح انکی عزت و تکریم کی مگر اسکے ساتھ وہ ڈرتے بھی رہے کہ قوم کے لوگوں کو پتہ لگ گیا تو وہ ان پر بھی دست درازی کریں گے۔ حضرت لوط کی بیوی بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھی جنھوں نے حضرت لوط کی دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے قوم کو اطلاع دیدی کہ شکار گھر میں موجود ہے۔ ایک مجمع حضرت لوط کے گھر کی طرف دوڑ پڑا۔ حضرت لوط نے بہت سمجھایا بجھایا یہاں تک کہا کہ شادی کرنا چاہتے ہو تو میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں۔ مگر ان لوگوں کا حال تو یہ تھا کہ اپنی بیویوں سے لاتعلق رہتے تھے اور اس گندی حرکت میں مبتلا تھے حضرت لوط ؑ بہت پریشان ہوئے یہاں تک کہ ان کی زبان سے نکلا کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کوئی میرا مضبوط سہارا ہوتا جہاں میں پناہ لے سکتا۔ حضرت لوط کے لئے ظاہری طور پر کوئی سہارا نہیں تھا لیکن اللہ نے انکی حفاظت کا سامان کیا اور یہ لوگ حضرت لوط ؑ کے مہانوں کے تعلق سے گندے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اب فرشتوں نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اور بتایا کہ ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ تم رات کے اندھیرے میں یہاں سے نکل جاؤ اور تم اور تمہارے ساتھ کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کو ساتھ لے لو مگر تمہاری بیوی تمہاری ساتھی نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے صبح کا وقت عذاب کا مقرر ہو چکا ہے اور صبح زیادہ دور نہیں ہے۔

پھر یہی ہوا کہ صبح کے وقت اللہ کا عذاب زلزلے کی صورت میں آیا جس سے ساری بستی الٹ گئی ساتھ ہی آتش فشاں کے پھٹنے سے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش ہوئی۔

سدوم کا یہ علاقہ اور اسکی تباہ شدہ بستیاں آج بھی سامانِ عبرت بنی ہوئی ہیں۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

إِذْ	قَالَ	لَهُمْ	أَخُوهُمْ	لُوطٌ	أَلَا تَتَّقُونَ	إِنِّي	لَكُمْ	رَسُولٌ
جب	کہا	ان سے	انکے بھائی	لوطؑ	کیا تم ڈرتے نہیں	بیشک میں	تمہارے لئے	رسول

(یاد کرو) جب ان کے بھائی لوطؑ نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ؟ بیشک میں تمہارے لئے امانت دار

أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

أَمِينٌ	فَاتَّقُوا	اللَّهَ	وَأَطِيعُونِ	وَمَا أَسْأَلُكُمْ	عَلَيْهِ
امانت دار	پس تم ڈرو	اللہ	اور میری اطاعت کرو	اور میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر

رسول ہوں پس تم اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر

مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾

مِنْ + أَجْرٍ	إِنْ	أَجْرِيَ	إِلَّا	عَلَىٰ	رَبِّ الْعَالَمِينَ
کوئی اجر	نہیں	میرا اجر	مگر (صرف)	پر	رب العالمین

کوئی اجر، میرا اجر تو صرف (اللہ) رب العالمین پر ہے۔

(۱۶۱) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ○

(۱۶۲) إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○

(۱۶۳) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ○

(۱۶۴) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

(۱۶۱) جبکہ ان سے ان کے بھائی لوطؑ نے کہا، کیا تم نہیں ڈرتے۔

(۱۶۲) بیشک میں تمہاری طرف پیغمبر امانت دار ہوں۔

(۱۶۳) پس ڈرو اللہ سے اور میری فرمانبرداری کرو۔

(۱۶۴) اور میں تم سے اس پر مزدوری نہیں مانگتا۔ میرا اجر صرف جہان کے رب پر ہے۔

تشریح

(۱۶۱) حضرت لوطؑ کی دعوت | اللہ کے پیغمبر اور برادرِ قوم حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو ایسے بے خوف ہو گئے ہو کہ تمہیں اپنی موت اور اللہ کے سامنے پیش ہونے کا کوئی احساس ہی نہیں رہا ہے۔

(۱۶۲) میں رسول امین ہوں | حضرت لوطؑ نے بھی پچھلے پیغمبروں کی طرح اپنی رسالت کا دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ نے اپنا رسول مقرر کیا ہے اور میں پوری امانت و دیانت کے ساتھ اللہ کی طرف سے سپرد کی ہوئی ذمہ داری کو ادا کر رہا ہوں۔ جو اس نے مجھے پیغام دیا ہے بغیر کسی کمی بیشی کے تم تک پہنچا رہا ہوں۔

(۱۶۳) بحیثیت رسول اطاعت کا مطالبہ | حضرت لوطؑ نے بھی پچھلے پیغمبروں کی طرح قوم سے مطالبہ کیا کہ بحیثیت رسول کے میری اطاعت کرو کیونکہ رسول مقرر ہی اسلئے کئے جاتے ہیں کہ ان کی بات مانی جائے اگر رسول کی اطاعت نہ کی جائے تو اسکی رسالت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور رسول کی اطاعت کرنا دراصل اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔

(۱۶۴) میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں | حضرت لوطؑ نے یہ بات واضح کر دی کہ دعوت و رسالت کی ذمہ داری کو دیانت و امانت کے ساتھ ادا کرنے اور اللہ کے پیغام کو تم تک پہنچانے کے لئے میں تم سے کسی اجرت کا طلبگار نہیں ہوں میرا اجر تو اللہ رب العالمین عطا فرمائیں گے میں پورے خلوص کے ساتھ بغیر کسی مطالبے کے یہ خدمت انجام دے رہا ہوں۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (۱۶۵) وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ

مَا خَلَقَ	وَتَذَرُوْنَ	الْعٰلَمِيْنَ	مِنَ	الذُّكْرَانَ	اَتَاْتُوْنَ
جو اس نے پیدا کیا	اور تم چھوڑتے ہو	تمام جہانوں	سے	مَردوں کے پاس	کیا تم آتے ہو

کیا تم مَردوں کے پاس (بدفعلی) کے لئے آتے ہو دنیا جہانوں میں سے اور تم چھوڑ دیتے ہو (انہیں) جو تمہارے

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ (۱۶۶)

عٰدُوْنَ	قَوْمٌ	اَنْتُمْ	بَلْ	اَزْوَاجِكُمْ	مِّنْ	رَبُّكُمْ	لَكُمْ
حد سے بڑھنے والے	لوگ	تم	بلکہ	تمہاری بیویاں	سے	تمہارا رب	تمہارے لئے

رب نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں (نہیں) بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔

(۱۶۵) اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَیِ النَّاسِ

(۱۶۶) وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اَیْ اِقْبَالِهِنَّ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ○ مُتَجَاوِزُوْنَ الْحَلَالَ اِلَی الْحَرَامِ

(۱۶۵) کیا تم تمام جہان کے آدمیوں میں سے مَردوں سے مجامعت کرتے ہو۔

(۱۶۶) اور چھوڑتے ہو ان کو جنکو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کیا یعنی اپنی بیویوں کی شرمگاہ کو چھوڑتے ہو بلکہ تم ایک قوم ہو کہ حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف جانے والے۔

تشریح

(۱۶۵) نوعمر لڑکوں سے شہوانی تعلق | حضرت لوطؑ نے قوم کی اس برائی پر کہ نوعمر لڑکوں سے شہوت رانی کرتے ہو سخت نکیر کی کہ تمہاری یہ عادت کیا ہے، سارے جہان میں عورتوں کو چھوڑ کر تمہارے اس کام کے لئے مرد ہی رہ گئے ہیں۔ دنیا میں کسی قوم نے آج تک یہ حرکت نہیں کی جو تم کر رہے ہو جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں اور سورۂ اعراف میں ارشاد ہوا ہے۔

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ عنکبوت آیت ۲۸) اور (سورۂ اعراف آیت ۸۰)
(کیا تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو دنیا کی مخلوق میں سے کسی نے تم سے پہلے نہیں کیا۔)

(۱۶۶) بیویوں کے فطری طریقے کو چھوڑ کر آدمیت کی حد سے نکل گئے ہو | اللہ تعالیٰ نے جس غرض کیلئے مردوں کا جوڑا عورتیں بنائی ہیں اور بیویوں میں اس خواہش کی تکمیل کا فطری راستہ رکھا ہے کہ تم فطرت کے طریقے کو چھوڑ کر مردوں اور عورتوں سے خلافِ فطرت عمل کرتے ہو اور اس طرح آدمیت کی حدوں سے نکل جاتے ہو۔ اس خلافِ فطرت عمل کی وجہ سے قوم لوط میں فحاشی اور بے حیائی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ لوگوں کے سامنے کھلم کھلا اس عمل کے کرنے میں انہیں کوئی باک نہیں ہوتا تھا۔ جیسا کہ سورۂ نمل میں ارشاد ہوا ہے اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (آیت ۵۴)۔ (کھلم کھلا دیکھنے والوں کی نگاہوں کے سامنے فحش کام کرتے ہو۔) فحاشی اور بدکاری کے علاوہ ذکر کردہ اور کھلم کھلا برائیوں میں مبتلا ہونا قوم لوط کا شیوہ بن گیا تھا سورۂ عنکبوت میں ارشاد ہے۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ (العنکبوت آیت ۲۹)۔ (کیا تم ایسے بگڑ گئے ہو کہ مَردوں سے مباشرت کرتے ہو، راستوں پر ڈاکے مارتے ہو اور اپنی مجلسوں میں کھلم کھلا برُے کام کرتے ہو۔)

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ (۱۶۷)

قَالُوْا	لَئِنْ	لَّمْ تَنْتَهِ	يٰلُوْطُ	لَتَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْمُخْرَجِيْنَ
بولے وہ	اگر	تم باز نہ آئے	اے لوطؑ	البتہ ضرور تم ہوگے	سے	مُخرَج (نکالے جانے والے)

وہ بولے اے لوطؑ! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور (بستی سے) نکالے جاؤ گے۔

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ (۱۶۸)

قَالَ	اِنِّیْ	لِعَمَلِكُمْ	مِّنَ	الْقَالِيْنَ	
اسنے کہا	بیشک میں	تمہارے فعل سے	سے	نفرت کرنے والے	

اس نے کہا بیشک میں تمہارے فعل (بد) سے نفرت کرنے والا ہوں۔

(۱۶۷) قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَا لُوْطُ عَنْ اِنْكَارِكَ عَلَيْنَا لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ○ مِنْ بَلَدِنَا
(۱۶۸) قَالَ لُوْطٌ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ○ الْمُبْغِضِيْنَ

(۱۶۷) وہ بولے بیشک اگر تو اے لوط ہماری مخالفت اور ہم پر انکار کرنے سے باز نہ آوے گا تو ہم تجھ کو شہر سے نکال دینگے۔

(۱۶۸) لوط نے کہا بیشک میں تمہارے کام سے ناخوش ہوں۔

تشریح

(۱۶۷) بستی سے باہر نکالنے کی دھمکی | قوم نے حضرت لوطؑ کو دھمکی دی کہ یا تو یہ اپنی نصیحتیں دینا بند کردو ورنہ جسطرح دوسرے لوگوں کو بستی سے نکالا گیا ہے جس نے بھی ہمارے خلاف زبان کھولی اس کا یہی حشر ہوا کہ ہم نے اسے بستی میں رہنے نہیں دیا۔ تم بھی انہیں میں شامل ہوجاؤ گے کہ تمہیں یہاں سے نکال باہر کیا جائے گا۔ حضرت لوطؑ کو بستی سے باہر نکالنے کا نوٹس دینے سے پہلے ہی یہ شریر لوگ آپس میں طے کرچکے تھے کہ ان صالحین کو باہر کا راستہ دکھاؤ یہ بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ نمل اور سورہ اعراف میں ارشاد ہے کہ:۔

"اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ" (سورہ اعراف آیت ۸۲)

(لوطؑ اور اس کے خاندان والوں اور ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔ یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ ان "صالحین" کو باہر کا راستہ دکھاؤ۔

(۱۶۸) بستی سے باہر نکالنے کی دھمکی پر حضرت لوطؑ کا جواب | حضرت لوطؑ نے مجرموں کی دھمکی پر کہ تمہیں زبردستی اس بستی اور ملک سے باہر نکال دیا جائے گا ورنہ اپنی یہ نصیحت کرنی بند کرو، اور اپنا یہ وعظ اپنے پاس ہی رہنے دو۔

حضرت لوطؑ نے مجرموں کے اس چیلنج کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ جس گندے عمل میں تم مبتلا ہو وہ انتہائی قابل نفرت ہے۔ میں نصیحت اور اظہار نفرت سے ہرگز باز نہیں آسکتا کان کھول کر سن لو کہ میں تمہاری اس حرکت سے بے زار ہوں۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ

رَبِّ	نَجِّنِیْ	وَاَهْلِیْ	مِمَّا	يَعْمَلُوْنَ	فَنَجَّيْنٰهُ	وَاَهْلَهٗ
اے میرے رب	مجھے نجات دے	اور میرے گھر والے	اس سے جو	وہ کرتے ہیں	تو ہم نے نجات دی اسے	اور اس کے گھر والے

اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اس (کے وبال) سے نجات دے جو وہ کرتے ہیں۔ تو ہم نے اسے نجات دی اور اس کے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

اَجْمَعِيْنَ	اِلَّا	عَجُوْزًا	فِی	الْغٰبِرِيْنَ	ثُمَّ	دَمَّرْنَا
سب	سوائے	ایک بڑھیا	میں	پیچھے رہ جانے والے	پھر	ہم نے ہلاک کر دیا

سب گھر والوں کو سوائے ایک بڑھیا کے رہ گئی پیچھے رہ جانے والوں میں۔ پھر ہم نے دوسروں کو

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾

الْاٰخَرِيْنَ	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّطَرًا	فَسَآءَ	مَطَرُ	الْمُنْذَرِيْنَ
دوسرے	اور ہم نے بارش برسائی	ان پر	ایک بارش	پس بُری	بارش	ڈرائے گئے

ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی پس کیا ہی بُری بارش (ان پر جنھیں عذاب سے) ڈرایا گیا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾

اِنَّ	فِیْ + ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	وَمَا	كَانَ	اَكْثَرُهُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
بیشک	اس میں	البتہ ایک نشانی	اور نہ	تھے	ان کے اکثر	ایمان لانے والے

بیشک اس میں ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

(۱۶۹) رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ○
اَیْ مِنْ عَذَابِہٖ

(۱۶۹) اے میرے رب مجھ کو اور میرے گھر والوں کو نجات دے ان لوگوں کے عملوں سے۔ یعنی اس عذاب سے جسکے یہ مستحق ہیں بوجہ اپنی بدکاری کے۔

(۱۷۰) فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اَجْمَعِيْنَ ○

(۱۷۰) سو ہم نے اسکو اور اسکے گھر والوں کو سب کو نجات دی۔

(۱۷۱) اِلَّا عَجُوْزًا اِمْرَاَتَهٗ فِی الْغٰبِرِيْنَ ○
الْبَاقِيْنَ اَهْلَكْنَاهَا

(۱۷۱) مگر اس کی بیوی کو جو باقی رہنے والوں میں تھی یعنی اس کو ہلاک کیا۔

(۱۷۲) ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○
اَهْلَكْنَاهُمْ

(۱۷۲) پھر ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔

(۱۷۳) وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ حِجَارَةً مِّنْ
جُمْلَةِ الْاِهْلَاكِ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
مَطَرُهُمْ

(۱۷۳) اور ان پر پتھروں کا مینہ برسایا انکے ہلاک کرنے کو سو بُری بارش تھی ان لوگوں کی بارش جنکو لوطؑ نے ڈرایا تھا۔

(۱۷۴) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ○

(۱۷۴) بیشک اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

تشریح

(۱۶۹) گندے ماحول سے نجات کیلئے حضرت لوطؑ کی دعا | جب مجرموں اور بدعمل لوگوں کی کثرت ہو جاتی ہے تو پاکیزہ خصلت انسان کے لئے ایسے گندے ماحول میں سانس لینا اور رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جب حضرت لوطؑ کی تمام امیدیں جو انہوں نے قوم کی اصلاح کے لئے رکھیں ختم ہو گئیں اور حضرت لوط کی دعوت کے خلاف مجرموں نے یہ اقدام کرنے کی ٹھان لی تو حضرت لوطؑ نے اللہ سے دعا کی کہ اے پروردگار اس گندے ماحول کی نجاست سے ہمیں بچا لیجئے اور ان مجرموں کے برے اعمال کے برے انجام سے ہمیں محفوظ رکھ۔ اے پروردگار ہمیں اس ناپاک معاشرے سے جس میں گندگی کے سوا کچھ نہیں رہا نجات عطا فرما دے۔

(۱۷۰) آلِ لوطؑ کی نجات | اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت لوطؑ کو اور ان کے سارے گھر والوں کو ان مجرموں سے نجات عطا کی جنکی بدکرداری نے ساری بستی کو گندا کر رکھا تھا۔

(۱۷۱) حضرت لوطؑ کی بیوی کی ہلاکت | حضرت لوطؑ کی بیوی ایمان نہیں لائی تھی اور اندر خانے مجرمین سے ملی ہوئی تھی۔ جب اللہ کی طرف سے بستی چھوڑ کر نکلنے کا حکم ہوا تو ان کی بیوی ان کے ساتھ نہیں آئی مجرمین میں شامل رہی آخرش وہ بھی ہلاک ہو گئی

سورۂ تحریم میں حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کے گھر میں تھیں مگر ایمان سے خالی تھیں اور اپنے شوہروں کا ساتھ دینے کے بجائے مجرمین کا ساتھ دیا۔

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا (آیت ۱۰)

(یہ دونوں عورتیں ہمارے دو صالح بندوں کے گھر میں تھیں مگر انھوں نے انکے ساتھ خیانت کی۔)

اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت لوط کو حکم دیا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو لیکر اس علاقے سے چلے جائیں مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جائیں۔

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ (سورۂ ہود آیت ۸۱) (پس کچھ رات اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر نکل جا اور تم میں سے کوئی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لیجا، اس پر وہی کچھ گزرنی ہے جو ان لوگوں پر گزرنی ہے۔)

(۱۷۲) قوم لوط کی تباہی | حضرت لوط اور ان کے گھر والوں کے بستی سے نکلنے کے بعد باقی ماندہ ساری کی ساری قوم جو ایمان نہیں لائی تھی ہلاک ہو گئی۔

(۱۷۳) قوم لوط پر پتھروں کی بارش | قوم لوط پر عذاب کی یہ صورت ہوئی کہ جب حضرت لوط رات کے پچھلے پہر اپنے گھر والوں کو لے نکل گئے تو صبح ہوتے ہی پہلے ایک زور کا دھماکہ ہوا۔ وَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ○ اس کے بعد ایک ہولناک زلزلہ آیا جس نے ساری بستیوں کو الٹ کر رکھ دیا۔ جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا ادھر آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا جس سے پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائے گئے وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ○ اور ایک طوفانی ہوا سے بھی ان پر پتھر برسائے گئے۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا

کیونکہ قوم لوط کفر کے ساتھ انتہائی بے حیائی میں بھی مبتلا تھی اسلئے ان کے جرم کے مطابق سزا دی گئی اور پتھروں کی بارش کے ذریعے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔

(۱۷۴) اس واقعہ میں بڑی نشانی ہے | یہ عبرت انگیز واقعہ اپنے اندر عبرت کی داستان سمیٹے ہوئے ہے اور اس میں اللہ کی نشانی موجود ہے کہ جب کوئی قوم اس سطح پر اتر آتی ہے تو اس کا کیا انجام ہوتا ہے مگر پھر بھی اکثر لوگ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

ع ۱۶ ۹ ۱۲ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ ع كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْــَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ	كَذَّبَ	اَصْحٰبُ لْــَٔيْكَةِ	الْمُرْسَلِيْنَ
اور بیشک	تمہارا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان	جھٹلایا	ایکہ (بن) والے	رسول (جمع)

اور بیشک تمہارا رب البتہ غالب، نہایت مہربان ہے جھٹلایا ایکہ (بن) والوں نے رسولوں کو

﴿۱۷۵﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

﴿۱۷۶﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ (وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِ الْهَمْزَةِ وَاِلْقَاءِ حَرَكَتِهَا عَلَى اللَّامِ وَفَتْحِ الْهَاءِ هِيَ غَيْضَةٌ شَجَرٍ قُرْبَ مَدْيَنَ) الْمُرْسَلِيْنَ ○

﴿۱۷۵﴾ اور بیشک تیرا رب عزت والا مہربان ہے۔

﴿۱۷۶﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ ایکہ کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

(ایکہ ایک درختوں کا بن ہے مدین کے پاس وہاں شعیب کی قوم رہتی تھی۔

تشریح

﴿۱۷۵﴾ آپ کا رب عزیز و رحیم ہے آپ کا رب ہر چیز پر غالب ہے اس کی زبردست طاقت کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا وہ چاہے تو فوراً بھی سزا دے سکتا ہے. لیکن اس کا طریقہ ہے کہ وہ مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا...... بلکہ سنبھلنے کا موقع دیتا ہے. یہ اپنے بندوں پر اس کی رحمت کا تقاضا ہے۔

﴿۱۷۶﴾ الایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ، ایک نسل کے دو قبیلے اور ایک ہی جڑ کی دو شاخیں ہیں حضرت ابراہیمؑ کی جو اولاد ان کی بیوی یا انکی کنیز قطورہ کے بطن سے تھی وہ بنی قطورہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بنی قطورہ شمالی عرب میں تیماء، تبوک اور العو' العلا کے درمیان آباد ہوئے ان کا صدر مقام تبوک تھا جس کو پرانے زمانے میں ایکہ کہتے تھے چونکہ یہ دونوں قبیلے مدین اور ایکہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے ایک ہی زبان بولتے تھے اور ان کے علاقے بھی ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے اسلئے ان دونوں قبیلوں کے لئے ایک ہی پیغمبر حضرت شعیب کو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔ دونوں قبیلوں میں ایک ہی طرح کی مذہبی اور اخلاقی بیماریاں تھیں اور دونوں ہی قبیلے کاروبار میں بے ایمانی کرتے تھے کیونکہ یہ یہ قبیلے بین الاقوامی تجارت کی ان بڑی شاہراہوں پر آباد تھے جو یمن سے شام اور خلیج فارس سے مصر جاتی تھیں اس لئے یہ قافلوں کو لوٹتے تھے اور دوسری قوموں کے تجارتی قافلوں سے بھاری ٹیکس وصول کرتے تھے۔ قرآن مجید میں قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں ارشاد ہے۔ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ (اور یہ دونوں کھلی شاہراہ پر آباد تھے.)
ان کے لوٹ مار کرنے کے بارے میں ارشاد ہوا ہے، وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ ○ (اور ہر راستے پر لوگوں کو ڈرانے نہ بیٹھو)۔ ان دونوں قبیلوں کی ایک ہی طرح کی سوچ تھی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں قبیلوں کے لئے ایک ہی پیغمبر کو مقرر فرمایا مگر دوسری قوموں کی طرح انھوں نے بھی رسول کو جھٹلایا اور ایک رسول کا جھٹلانا گویا پورے سلسلۂ رسالت کا انکار تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ اصحاب الایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (۱۷۷) اِنِّیْ لَكُمْ

لَكُمْ	اِنِّیْ	اَلَا تَتَّقُوْنَ	شُعَيْبٌ	لَهُمْ	قَالَ	اِذْ
تمہارے لئے	بیشک میں	کیا تم ڈرتے نہیں ؟	شعیبؑ	انہیں	کہا	جب

(یاد کرو) جب شعیبؑ نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لئے

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (۱۷۸) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۱۷۹)

وَاَطِيْعُوْنِ	اللّٰهَ	فَاتَّقُوْا	اَمِيْنٌ	رَسُوْلٌ
اور میری اطاعت کرو	اللہ	سو ڈرو	امانت دار	رسول

رسول ہوں امانت دار سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

(۱۷۷) اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ لَمْ يَقُلْ اَخُوْهُمْ لِاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○
(۱۷۸) اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ○
(۱۷۹) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○

(۱۷۷) جبکہ کہا ان کو شعیب نے کیا نہیں ڈرتے ہو تم اللہ سے (شعیب کو ان کا بھائی نہیں فرمایا کیونکہ شعیب کو ان سے نسب کا تعلق نہ تھا۔)
(۱۷۸) بیشک میں تمہاری طرف بھیجا ہوا امانت دار ہوں۔
(۱۷۹) پس ڈرو تم اللہ سے اور میری فرماں برداری کرو۔

تشریح

(۱۷۷) **حضرت شعیبؑ کی دعوت** حضرت شعیبؑ نے قوم کو دعوت دی کہ اللہ سے ڈرو معاملات میں خیانت اور بے انصافی نہ کرو، ناپ تول میں کمی بیشی مت کرو جس طرح لیتے وقت پورا تولتے ہو اسی طرح دیتے وقت بھی پورا پورا ناپ تول کرو اللہ کا خوف کرو کہ تمہیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔

آپ نے قوم کو دعوت دی کہ انسانی زندگی کی بنیاد تقویٰ پرہیزگاری اور اس احساس پر ہونی چاہیئے کہ ہمیں اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے۔

(۱۷۸) **حضرت شعیبؑ کا دعویٰ رسالت** جیسا کہ ہر اللہ کا رسول اپنا کام دعوے سے شروع کرتا ہے یعنی سب سے پہلے وہ یہ دعویٰ اور اعلان کرتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور پھر اپنی رسالت کو ثابت کرتا ہے اسی طرح حضرت شعیبؑ نے اعلان فرمایا کہ مجھے اللہ رب العزت نے اپنا دین پہنچانے کے لئے پیغمبر مقرر کیا ہے اور میں بلا شبہ امین اور معتبر ہوں۔ میرے رسول ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ میری پوری زندگی تم لوگوں کے سامنے ہے اور جس چیز کی طرف میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں وہ تمہارے فائدے کے لئے ہے اس میں میری کوئی غرض شامل نہیں ہے۔

(۱۷۹) **اطاعت رسول کا مطالبہ** اللہ تعالیٰ جس کو اپنا رسول مقرر کرتے ہیں وہ اسی لئے مقرر کرتے ہیں کہ اس رسول کی بات مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی اطاعت کرنا اللہ ہی کی اطاعت کرنا ہے اسلئے حضرت شعیبؑ نے نبوت کا دعوےٰ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ تم اللہ سے ڈرو اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

رَبِّ	عَلٰى	اِلَّا	اَجْرِيَ	اِنْ	اَجْرٍ	مِنْ	عَلَيْهِ	وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ
رب	پر	مگر (صرف)	میرا اجر	نہیں	اجر	کوئی	اس پر	اور میں نہیں مانگتا تم سے

اور میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف (اللہ) رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾

الْمُخْسِرِيْنَ	مِنَ	وَلَا تَكُوْنُوْا	الْكَيْلَ	اَوْفُوْا	الْعٰلَمِيْنَ
نقصان دینے والے	سے	اور نہ ہو	ماپ	تم پورا کرو	عالمین

پر ہے۔ تم ماپ پورا کرو اور نقصان دینے والوں میں سے نہ ہو۔

﴿۱۸۰﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلٰى رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۞
﴿۱۸۱﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا
تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۞
النّاقِصِيْنَ

﴿۱۸۰﴾ اور میں تم سے اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری صرف حق تعالیٰ پر ہے۔ جو رب ہے تمام جہان کا۔

﴿۱۸۱﴾ تم پورا ناپو اور کم نہ تولو۔

تشریح

﴿۱۸۰﴾ رسول کسی بدلے کے طلبگار نہیں ہوتے | اللہ کے نبی اور رسول رسالت کی خدمت اللہ کے لئے انجام دیتے ہیں وہ اس کام کے لئے لوگوں سے کسی اجر کے طلبگار نہیں ہوتے۔ حضرت شعیبؑ نے بھی یہ بات واضح کر دی کہ اس خدمت کیلئے میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا، اس کا بدلہ دینے والا اللہ رب العالمین ہے وہی مجھے اجر عنایت فرمائیگا۔

﴿۱۸۱﴾ ناپ تول میں کمی مت کرو | اہل مدین جنکی طرف اللہ نے حضرت شعیب کو نبی بنا کر بھیجا تھا ایک تجارت پیشہ قوم تھی لیکن اپنے کاروبار میں یہ لوگ امانت دار نہ تھے بے ایمانی ان میں عام تھی خریداروں کو دھوکا دیتے تھے اور کم تولتے تھے۔

کاروبار کا معاملہ بھی دین کے دائرے میں ہے اسلئے کہ دین میں کوئی کام اس کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ دینداری کا تقاضہ امانت داری ہے۔ کم تولنا اللہ کی نظر میں شدید گناہ ہے اس سے خریدار کا نقصان ہوتا ہے آپس میں بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے اس لئے حضرت شعیبؑ نے اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی ان کو تنبیہ کی کہ پورا پورا تولا کرو۔ ناپ تول میں کمی مت کرو، معاملات میں خیانت اور بے انصافی اللہ کو سخت ناپسند ہے لیتے وقت بھی پورا پورا لو اور دیتے وقت بھی پورا دو۔

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

النَّاسَ	وَلَا تَبْخَسُوْا	الْمُسْتَقِيْمِ	بِالْقِسْطَاسِ	وَزِنُوْا
لوگ	اور نہ گھٹاؤ	ٹھیک سیدھی	ترازو سے	اور وزن کرو

اور وزن کرو ٹھیک سیدھی ترازو سے اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾

مُفْسِدِيْنَ	فِى الْاَرْضِ	وَلَا تَعْثَوْا	اَشْيَآءَهُمْ
فساد مچاتے ہوئے	زمین میں	اور نہ پھرو	انکی چیزیں

نہ دو اور زمین میں نہ پھرو فساد مچاتے ہوئے

(١٨٢) وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ○ اَلْمِيْزَانِ السَّوِيِّ

(١٨٣) وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ لَا تَنْقُصُوْهُمْ مِنْ حَقِّهِمْ شَيْئًا وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ مِنْ عَثِيَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدُوْا مُفْسِدِيْنَ حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِمَعْنٰى عَامِلِهَا تَعْثَوْا

(١٨٢) اور ٹھیک ترازو سے تولو.

(١٨٣) اور لوگوں کو ان کے حق میں سے کچھ کم نہ دو.
اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ قتل وقتال وغیرہ کرکے

تشریح

(١٨٢) صحیح ترازو سے تولو | ترازو چاہے کسی طرح کی ہو، پرانے زمانے کی ہاتھ سے اٹھاکر تولنے والی ہو یا الیکٹرانک ترازو (ELECTRONIC) ہو بالکل صحیح تولنے والی چاہیئے۔ نہ نقصان دوکاندار کا ہو اور نہ خریدار کا آج کل کے زمانے میں قانون بنے ہوئے ہیں کہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ ہوسکے۔ انسپکٹر مقرر ہیں جو وقتاً فوقتاً چیکنگ کرتے رہتے ہیں مگر اس کے باوجود پرانے زمانے کی یہ بیماری آج بھی پائی جاتی ہے۔ اس کا علاج صرف قانون سازی اور انسپکٹر راج نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح علاج خداخوفی اور آخرت میں جواب دہی کا احساس ہے جو انسان کو ہر طرح کے مکر وفریب سے بچاکر صحیح معاملے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ کاروبار میں دیانت جہاں کاروباری ترقی کے لئے اہمیت رکھتی ہے اس کے ساتھ یہ احساس تازہ رہنا چاہیئے کہ ہم نے اپنے اعمال کے لئے اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے اور اگر ہم خریدار کی نظریں بچاکر کچھ کریں گے بھی تو اللہ کی نظروں سے نہیں بچ سکتے۔

(١٨٣) لوگوں کا حق مت مارو | حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ جس کا کوئی حق ہے تو اس کو ادا کرو خریدار کا حق ہے کہ اسکی چیز پوری پوری دی جائے اسی طرح ناحق کسی کی چیز چھیننا کسی پر ظلم وزیادتی کرنا، کمزور کا مال ہتھیانا۔ ڈاکہ زنی کرنا یہ سب باتیں زمین میں فساد برپا کرتی ہیں۔ جب صاحب، حق کو اس کا حق نہیں ملتا اور دوسرے کا حق ناحق چھینا جاتا ہے تو اس سے نفرت اور بدامنی لاقانونیت پیدا ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ پوری زمین فساد سے بھر جاتی ہے۔

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۵﴾

مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ	اِنَّمَآ + اَنْتَ	قَالُوْٓا	الْاَوَّلِیْنَ	وَالْجِبِلَّةَ	خَلَقَکُمْ	الَّذِیْ	وَاتَّقُوا
سحرزدہ (جمع)	اس کے سوا نہیں کہ تو	وہ بولے (کہنے لگے)	پہلی	اور مخلوق	پیدا کیا تمہیں	وہ جس نے	اور ڈرو

اور ڈرو اس (ذات پاک) سے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پہلی مخلوق کو. کہنے لگے اس کے سوا نہیں کہ تو سحرزدگان میں سے ہے ۔

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾

	الْکٰذِبِیْنَ	لَمِنَ	وَاِنْ نَّظُنُّكَ	مِّثْلُنَا	بَشَرٌ	اِلَّا	وَمَآ اَنْتَ
	جھوٹے	البتہ ۔ سے	اور البتہ ہم گمان کرتے ہیں تجھے	ہم جیسا	ایک بشر	مگر صرف	اور نہیں تو

اور تو صرف ہم جیسا ایک بشر ہے، اور البتہ ہم تجھے جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں ۔

﴿۱۸۴﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الْجِبِلَّةَ اَلْخَلِیْقَةَ الْاَوَّلِیْنَ ○

﴿۱۸۴﴾ اور ڈرو اس ذات سے کہ جس نے تم کو اور تم سے پہلی مخلوق کو پیدا کیا ۔

﴿۱۸۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○

﴿۱۸۵﴾ وہ بولے بات یہ ہے کہ تو صرف جادو کیا گیا مغلوب العقل ہے ۔

﴿۱۸۶﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِیْلَةِ وَاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ اِنَّهٗ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ○

﴿۱۸۶﴾ اور نہیں ہے تو مگر ایک آدمی ہم جیسا ۔ اور بے شبہ ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے ہیں ۔

تشریح

﴿۱۸۴﴾ اس سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا | اس کا خوف کرو جو تمہارا بھی خالق ہے اور تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں گذشتہ نسلیں ان کا بھی پیدا کرنے والا ہے ۔ جس طرح پچھلے لوگ آج نہیں رہے تم بھی کل نہیں رہوگے مگر تمہارے اعمال کے نقوش باقی رہ جائیں گے ۔

﴿۱۸۵﴾ قوم کا جواب | حضرت شعیب ؑ کی یہ معقول اور دل کو چھو لینے والی باتیں سن کر ان پر اثر تو کیا ہوتا الٹا حضرت شعیب کو جواب دیا کہ تمہاری یہ باتیں سن کر لگتا ہے کہ تم پر جادو کا اثر ہوا ہے ۔ تم ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے ایک سحرزدہ انسان کیا کرتا ہے ۔ بھلا کم تولنے یا جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس میں کون سی خرابی کی بات ہے ۔ یہ تو ہمارا ہنر اور کام ہے اس کا مذہب سے کیا لینا دینا ہے ۔

﴿۱۸۶﴾ تمہارا رسول ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے | اب تمہارا یہ دعویٰ کہ تمہیں پروردگار نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے ہم تو تمہارے اس دعویٰ کو غلط سمجھتے ہیں ۔ بھلا تم میں کون سی ایسی خاص بات ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اپنا رسول مقرر کریں تم تو ہم ہی جیسے ایک انسان ہو اور یہ تمہاری عذاب وزاب کی دھمکیاں ہیں یہ بھی بس یوں ہی ہیں ۔

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۱۸۷)

فَاَسْقِطْ	عَلَيْنَا	كِسَفًا	مِّنَ	السَّمَآءِ	اِنْ كُنْتَ	مِنَ	الصّٰدِقِيْنَ
سو تو گرا	ہم پر	ایک ٹکڑا	سے ۔کا	آسمان	اگر تو ہے	سے	سچے

سو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے اگر تو سچوں میں سے ہے (سچا ہے)

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۸۸)

قَالَ	رَبِّيْٓ	اَعْلَمُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
فرمایا	میرا رب	خوب جانتا ہے	جو کچھ	تم کرتے ہو

شعیبؑ نے فرمایا، میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

(۱۸۷) فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا بِسُكُوْنِ السِّيْنِ وَفَتْحِهَا قِطْعَةً مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فِيْ رِسَالَتِكَ

(۱۸۷) سو تو ہم پر آسمان سے ٹکڑے برسا۔ اگر اپنی پیغمبری میں سچا ہے۔

(۱۸۸) قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ

(۱۸۸) شعیبؑ نے کہا میرا رب زیادہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو سو وہ تم کو اس کا عوض دے گا۔

تشریح

(۱۸۷) اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر دکھاؤ | اور اگر واقعی تم اپنے دعوائے رسالت میں سچے ہو اور عذاب کی جو دھمکیاں تم دے رہے ہو وہ صرف دھمکیاں نہیں ہیں تو آسمان سے کوئی ٹکڑا ہم پر گرا کر دکھاؤ تب ہم سمجھیں گے کہ واقعی تم اپنے کہنے میں سچے ہو۔

(۱۸۸) حضرت شعیب کا جواب کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے | صداقت کا انکار کرنے والوں کے سوچنے کا انداز شاید ہر دور میں ایک جیسا ہی رہا ہے۔ جو مطالبہ قوم شعیب اور اصحاب الایکہ نے ان سے کیا تھا کہ اگر تم واقعی سچے ہو تو آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دو بالکل یہی بات قریش کے ان لوگوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے تھے آپ سے کی تھی سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا (آیت ۹۲) (یا پھر گرا دے ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا، جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے۔")

حضرت شعیب نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے یعنی اگر وہ تمہارے کرتوت دیکھ کر عذاب نازل کرنا مناسب سمجھے گا تو عذاب نازل کر دیگا۔ عذاب نازل کرنا نہ کرنا میرا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بہتر سمجھتے ہیں وہ کرتے ہیں میرا کام تو تم تک اس کا پیغام پہنچا دینا ہے اور بس۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ

عَذَابَ	كَانَ	إِنَّهُ	يَوْمِ + الظُّلَّةِ	عَذَابُ	فَأَخَذَهُمْ	فَكَذَّبُوهُ
عذاب	تھا	بیشک وہ	سائبان والا دن	عذاب	پس پکڑا انہیں	تو انہوں نے جھٹلایا اسے

تو انہوں نے اسے جھٹلایا، پس انہیں (آگ کے) سائبان والے دن عذاب نے آپکڑا بیشک وہ بڑے سخت دن

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾

مُؤْمِنِينَ	أَكْثَرُهُمْ	وَمَا كَانَ	لَآيَةً	فِي + ذَٰلِكَ	إِنَّ	يَوْمٍ + عَظِيمٍ
ایمان لانے والے	ان کے اکثر	اور نہ تھے	البتہ نشانی	اس میں	بیشک	بڑا (سخت) دن

کا عذاب تھا بیشک اس میں نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔

(۱۸۹) فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ هِيَ سَحَابَةٌ أَظَلَّتْهُمْ بَعْدَ حَرٍّ شَدِيدٍ أَصَابَهُمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ نَارًا فَاحْتَرَقُوا إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○

(۱۸۹) پس جھٹلایا اس کی قوم نے اسکو۔ سو پکڑا ان کو سایہ کرنے والے دن کے عذاب نے۔ (مراد سایہ سے ابر ہے جو اُن پر محیط ہوا بعد سخت گرمی کے جو ان کو پہنچی سو اس ابر نے آگ برسائی جس سے وہ سب جل گئے۔
بیشک یہ عذاب سخت دن کا ہے۔

(۱۹۰) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ○

(۱۹۰) بے شبہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائے۔

تشریح

(۱۸۹) اصحاب الایکہ پر سائبان والا عذاب | اصحاب الایکہ نے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیں۔ آخر جب حضرت شعیب ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوا کہ اس قوم کو سزا دی جائے تو ایک سائبان کی شکل میں بادل ان کی بستی پر چھا گیا وہ یہ سمجھے کہ یہ بادل سخت تپش میں ہمارے لئے ایک چھتری اور سائبان کیطرح ہو گیا ہے۔ اس بادل میں سے آگ برسی اور نیچے زمین سے بھونچال آیا اور ایک سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی جس نے ان کو لرزا دیا وہ سب کے سب اوندھے منہ زمین پر گر پڑے اور ہلاک ہو گئے۔ یہ تھا اس قوم کا انجام جو اپنے غرور میں سچائی پر غور کرنے کے لئے تیار نہ تھی اور نہ رسول کی بات پر کان دھر رہی تھی۔

(۱۹۰) قوم شعیب کے واقعہ میں درس عبرت | قوم شعیب کے اس واقعہ میں عبرت اور نصیحت کے جتنے بھی پہلو ہیں اور اس میں اللہ کی نشانیاں انسان کی نصیحت کے لئے کافی ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگ مان کر نہیں دیتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ ع ۱۰/۱۲ ۱۴

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الرَّحِيْمُ	وَاِنَّهٗ	لَتَنْزِيْلُ
اور بیشک	تیرا رب	البتہ وہ	غالب	نہایت مہربان	اور بیشک یہ	البتہ اُتارا ہوا

اور بیشک تیرا رب غالب ہے نہایت مہربان۔ اور بیشک یہ (قرآن) سارے جہانوں کے رب

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	نَزَلَ + بِهِ	الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ
سارے جہانوں کا رب	اسکے ساتھ لے کر اترا	جبریل امین

کا اتارا ہُوا ہے اس کو لے کر اترا ہے جبریل امین۔

(۱۹۱) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(۱۹۲) وَاِنَّهٗ اَيِ الْقُرْاٰنُ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(۱۹۳) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ جِبْرِيْلُ

(۱۹۱) اور بیشک تیرا رب عزت والا مہربان ہے۔

(۱۹۲) وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ اور بے شبہ قرآن جہان کے رب کا اتارا ہوا ہے۔

(۱۹۳) جبریل امین نے اس کو تیرے دل پر اتارا۔

تشریح

(۱۹۱) آپکا رب غالب و رحیم ہے | بیشک اللہ تو ہر چیز پر غالب و رحیم ہیں وہ زبردست ہیں طاقت والے ہیں بڑے سے بڑے زور آور کو سزا دے سکتے ہیں گر غالب ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ رحیم بھی ہیں مجرم کو سنبھلنے کا موقعہ دیتے ہیں۔ اسکی ڈھیل سے مجرم کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ میرا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا آخر جب پاپ کی ہنڈیا بھر جاتی ہے اور زمین میں فساد برپا ہونے لگتا ہے تو اللہ کی طرف سے گرفت آتی ہے اس قوم کی جگہ پر دوسری اور قوم اللہ کی زمین پر تخریب کے بجائے تعمیر کا کام کرتی ہے۔ یہی قانونِ فطرت ہے جس پر نظام کائنات قائم ہے۔

(۱۹۲) یہ کتاب مبین رب العالمین کی نازل کی ہوئی ہے | نہ ماننے والوں کا انجام آپ نے دیکھ لیا۔ یہ کتاب مبین جس کی آیتیں نہایت واضح اور صاف صاف ہیں یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہیں ان کو نازل کرنے والا خود رب العالمین ہے وہ رب جو انسانوں کو زندگی دیتا ہے وہ رب جو انسان پر شفیق و کریم ہے، وہ رب جو انسان کی ہدایت چاہتا ہے اس نے انسان کی رہبری کے لئے یہ کتاب نازل کی ہے جس کی ہر بات کھلی کھلی صاف اور بالکل واضح ہے۔

(۱۹۳) اس قرآن کو لانے والے جبریل امین ہیں | یہ قرآن انسانی کلام نہیں ہے اللہ کا کلام ہے اللہ ہی نے اسکو نازل کیا ہے اور اس کلام کو اللہ کی طرف سے لانے والے معتبر فرشتے روح الامین حضرت جبرئیل ؑ ہیں آیت مذکورہ میں حضرت جبرئیل کا نام لینے کے بجائے ان کا لقب روح الامین ارشاد ہوا ہے مراد اس سے حضرت جبرئیل ہیں جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے کہ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (آیت ۹۷) (کہو جو جبریل کا دشمن ہوا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ جبریل نے اللہ کے اذن سے یہ قرآن تمہارے دل پر اتارا ہے۔)

حضرت جبریل کے نام کے بجائے روح الامین (امانت دار روح) سے یہ بتانا مقصود ہے کہ رب العلمین کی طرف سے اس کلام کو لیکر آنے والی کوئی مادی طاقت نہیں ہے اس کے اندر کوئی تغیر و تبدل کا امکان ہو بلکہ وہ ایک خالص روح ہے اور پوری طرح امین ہے۔ خدا کا کلام جیسا اسکے سپرد کیا جاتا ہے وہ روح بلا کم و کاست اسکو پہنچا دیتی ہے اسکے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کمی زیادتی کر سکے۔

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾

مُّبِيْنٍ	عَرَبِيٍّ	بِلِسَانٍ	مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ	لِتَكُوْنَ	قَلْبِكَ	عَلٰى
روشن (واضح)	عربی	زبان میں	ڈر سنانے والوں میں سے	تاکہ تم ہو	تمہارا قلب	پر

تمہارے دل پر تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو روشن واضح عربی زبان میں

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

الْاَوَّلِيْنَ	زُبُرِ	لَفِيْ	وَاِنَّهٗ
پہلے (پیغمبر)	صحیفے	میں	اور بیشک یہ

اور بیشک یہ (اس کا ذکر) پہلے پیغمبروں کے صحیفوں میں ہے۔

﴿۱۹۴﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ — ﴿۱۹۴﴾ تیرے دل پر تاکہ تو ڈراوے۔

﴿۱۹۵﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِتَشْدِيْدِ نَزَّلَ وَنَصْبِ الرُّوْحِ وَالْفَاعِلُ اللّٰهُ — ﴿۱۹۵﴾ زبان عربی ظاہر میں لوگوں کو۔

﴿۱۹۶﴾ وَاِنَّهٗ اَيْ ذِكْرُ الْقُرْاٰنِ الْمُنَزَّلِ عَلٰى مُحَمَّدٍ لَفِيْ زُبُرِ كُتُبِ الْاَوَّلِيْنَ ○ كَالتَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ — ﴿۱۹۶﴾ اور بیشک یہ قرآن جو محمدؐ پر نازل ہوا پہلی کتابوں میں ہے یعنی توریت اور انجیل میں

تشریح

﴿۱۹۴﴾ اللہ کا یہ کلام آپکے قلب پر نازل ہوا | قلب سے مراد گوشت کا وہ لوتھڑا نہیں ہے جو ہمارے بدن میں خون کو پھیلانے کا ذریعہ ہے بلکہ قلب سے مراد وہ باطنی قوت اور وہ پاکیزہ و اشرف مقام ہے جو معنوی چیزوں کو قبول کرنے اور ان کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے یہ باطنی قوت ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتی بالکل اسی طرح جسطرح برقی رو بجلی کا کرنٹ ہمیں آنکھوں سے نظر نہیں آتا مگر وہ تاروں میں دوڑتا رہتا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ اللہ کا کلام لیکر آتے اور نبیؐ کے پاک صاف قلب پر وہ کلام اترتا۔ وہ قلب صافی جو اس بھاری امانت یعنی وحی کو سنبھالنے کے لائق تھا وہ کلام آپکے قلب پر نقش ہوجاتا اس لئے اسمیں بھول چوک کا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ یہ وحی اسلئے آتی تھی کہ آپ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں اور ان رسولوں میں شامل ہوجائیں جو اللہ کی طرف سے خدا کی مخلوق کو تنبیہ کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔

﴿۱۹۵﴾ قلب محمدیؐ پر کلام الٰہی کے الفاظ اور معنیٰ دونوں نازل ہوتے تھے | اللہ کا معتبر فرشتہ جو اللہ کا کلام لیکر آتا تھا وہ نہایت فصیح واضح عربی زبان میں تھا وحی کے الفاظ اور معنیٰ دونوں ہی اللہ کی طرف سے نازل ہوتے تھے یعنی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ مضمون اللہ کی طرف سے آئے اور آپ اس مضمون کو اپنے الفاظ میں ادا کردیں بلکہ مضمون بھی اللہ کی طرف سے ہوتا تھا اور الفاظ بھی اللہ کی طرف سے ہوتے تھے الفاظ و مضامین سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر القا ہوتے تھے۔

﴿۱۹۶﴾ قرآن کا تعلق پہلی کتابوں سے | قرآن مجید کوئی نئی تعلیم نہیں لیکر آیا۔ خدائے واحد کی بندگی مرنے کے بعد آخرت کا عقیدہ انبیاء کرام کی پیروی کا طریقہ پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے اور قرآن بھی اسی کی دعوت دیتا ہے۔ جتنی کتابیں اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں سب توحید کی دعوت دیتی ہیں اور یہ بتلاتی ہیں کہ انسان کو اپنی زندگی کی بنیاد اس فکر پر رکھنی چاہیئے کہ وہ اپنے ربکے سامنے جوابدہ ہے۔ پہلی کتابوں میں قرآن کی اور قرآن کے لانیوالے کی پیشین گوئیاں موجود ہیں اور اب تک بھی ان کتابوں میں ایسی چیزیں ملجاتی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ آخر میں ایسے پیغمبر آئینگے جو تمام عالم کے لئے ہونگے اس واسطے قرآن کوئی ایسی نرالی چیز نہیں ہے جس کا تصور پہلے سے موجود نہ ہو اگلی کتابوں میں بھی وہ سب موجود ہے جو قرآن میں ہے اور قرآن کی خبر بھی موجود ہے۔

أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۱۹۷)

بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ	عُلَمٰٓؤُا	اَنْ یَّعْلَمَهٗ	اٰیَةً	لَّهُمْ	لَمْ یَکُنْ	اَوَ
بنی اسرائیل	علماء	کہ جانتے ہیں اسکو	ایک نشانی	انکے لئے	نہیں ہے	کیا

کیا یہ ان کے لئے ایک نشانی نہیں؟ کہ اسے جانتے ہیں علمائے بنی اسرائیل

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸) فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ

عَلَیْهِمْ	فَقَرَاَهٗ	الْاَعْجَمِیْنَ	عَلٰی ۔ بَعْضِ	نَزَّلْنٰهُ	وَلَوْ
انکے سامنے	پھر وہ پڑھتا اسے	عجمی (غیر عرب)	کسی پر	ہم نازل کرتے اُسے	اور اگر

اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی (زبان دان) پر نازل کرتے پھر وہ اُسے ان کے سامنے پڑھتا (پھر بھی)

مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ (۱۹۹)

	مُؤْمِنِیْنَ	بِهٖ	کَانُوْا	مَا
	ایمان لانے والے	اس پر	وہ ہوتے	نہ

وہ اس پر ایمان لانے والے نہ ہوتے۔

(۱۹۷) اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ لِكُفَّارِ مَكَّةَ آيَةً عَلٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّاَصْحَابِهٖ مِمَّنْ اٰمَنُوْا فَاِنَّهُمْ يُخْبِرُوْنَ بِذٰلِكَ وَيَكُنْ بِالتَّحْتَانِيَّةِ وَنَصْبُ اٰيَةً وَّبِالْفَوْقَانِيَّةِ وَرَفْعُ اٰيَةً

(۱۹۸) وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ○ جَمْعُ اَعْجَمَ

(۱۹۹) فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ اَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ مَا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ اَنَفَةً مِّنِ اتِّبَاعِهٖ

(۱۹۷) آیا علماء بنی اسرائیل کا اس قرآن کو جاننا اور ایمان لانا ان مکہ کے کافروں کے واسطے اس کے سچے ہونے کا نشان نہیں یعنی ہے۔ کیونکہ علماء ان کو اس کا سچا ہونا بتلا دینگے۔

(۱۹۸) اور اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی آدمی پر اتارتے پھر وہ ان مکہ

(۱۹۹) کے کافروں کو اس کو سناتا تو یہ کافر پھر بھی ایمان نہ لاتے

تشریح

(۱۹۷) علماء بنی اسرائیل کی تائید | بنی اسرائیل کے علماء اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ قرآن کی تعلیم وہی ہے جو تورات، انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں رہی ہے جملہ آسمانی کتابیں خدائے واحد کی بندگی اور توحید پر متفق ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:۔

يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ٥

(اے اہل کتاب آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان متفق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔)

قرآن تعلیم دیتا ہے کہ انسان قیامت کے دن دوبارہ اٹھایا جائیگا اسکا حساب کتاب ہوگا تاکہ ہر شخص کو اسکے عمل کا بدلہ مل سکے کیا بنی اسرائیل کے علماء انکار کر سکتے ہیں کہ انکی کتابوں میں آخرت کا یہی تصور پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح علماء بنی اسرائیل اس سے بھی انکار نہیں کرسکتے کہ اللہ تو انسانوں کی ہدایت کیلئے انسانوں ہی کو اپنا رسول مقرر کرتا رہا ہے۔ اگر وہ ان باتوں کا انکار نہیں کرسکتے تو کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قرآن کی دعوت کوئی نئی دعوت نہیں ہے بلکہ اسی انبیائی دعوت

کی تجدید ہے جو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔ کیونکہ اس روشنی کا سرچشمہ ایک ہی ہے اسلئے ایسے متعدد واقعات پیش آئے کہ جن لوگوں نے قرآن کی تعلیم کو سنا فوراً سمجھ گئے کہ یہ وہی تعلیم ہے جو اس سے پہلے ہمارے پیغمبر دیتے رہے ہیں اور اس کو سنکر انھوں نے قبول حق میں دیر نہیں کی۔ سیرت ابن ہشام میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ان آیتوں کے نزول کے زمانے میں ہی حبشہ سے حضرت جعفر کی دعوت سنکر بیس آدمیوں کا ایک وفد مکہ آیا اور اس نے مسجد حرام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر دریافت کیا کہ آپ کیا تعلیم لیکر آئے ہیں جواب میں آپ نے قرآن مجید کی کچھ آیتیں سنائیں۔ تو ان کو سُن کر وفد کے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ فوراً ہی آپ پر ایمان لے آئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم ص۳۲) قرآن مجید کی سورہ قصص میں اس واقعہ کا ذکر ہے ارشاد ہے

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ۝ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ٘ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ٘ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِیْنَ ۝ (آیات ۵۲ تا ۵۵)

(جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور جب وہ انہیں سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے بھی اسی دین اسلام پر تھے اور جب انھوں نے بیہودہ باتیں سنیں تو الجھنے سے پرہیز کیا اور بولے ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے تم کو سلام ہے ہم تو جاہلوں کا طریقہ پسند نہیں کرتے۔)

کیونکہ یہ بیس آدمیوں کا وفد جب ایمان لاکر حضور کے پاس سے اٹھا تو ابوجہل قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے ملا اور انہیں سخت ملامت کی تو شریف لوگ سلام کرکے ہٹ گئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتے آپ اپنے دین کے مختار ہیں اور ہم اپنے دین کے ——— بنی اسرائیل کے علماء خوب جانتے تھے کہ قرآن وہی کتاب ہے اور حضرت محمد اللہ کے وہی آخری پیغمبر ہیں جن کی خبر گذشتہ آسمانی کتابوں میں دی گئی تھی۔ ان میں سے بہت سے علماء علی الاعلان اور بہت سے اپنی نجی مجلسوں میں اس سچائی کا اقرار کرتے تھے اور بعض انصاف پسند علماء ایسے بھی تھے جو اس سچائی کو جان کر حق کو قبول کرنے میں فوراً آگے بڑھے جیسے حضرت عبداللہ ابن سلام رضؓ۔

غرض یہ کہ ایک طالب حق کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے کہ دوسرے مذہب کے علماء اس کی حقانیت کے ماننے والے ہیں چاہے وہ کسی وجہ سے اس کے اعلان اور اقرار کی جرأت نہ کرسکیں۔

(۱۹۸) **اگر یہ قرآن کسی غیر عربی پر اترتا** اصل میں جب نہ ماننا تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہو تو آدمی کوئی بھی دلیل گھڑ لیتا ہے چاہے وہ دلیل کتنی ہی بے جان کیوں نہ ہو۔ قرآن کی زبان اپنی فصاحت اور بلاغت میں اس مقام پر ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا عربی داں بھی قرآن کے مقابلے میں چند سطریں بھی نہیں بنا سکتا لیکن ایک بودی سی دلیل گھڑی گئی کہ حضرت محمد چونکہ عربی ہیں اور قرآن بھی عربی زبان میں ہے اسلئے وہ اسکو خود ہی لکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے مان لو کہ اگر یہ کلام ہم کسی غیر عربی پر نازل کرتے تب بھی نہ ماننے والوں نے ماننا نہیں تھا۔

(۱۹۹) **وہ غیر عربی ان کو قرآن پڑھ کر سناتا تب بھی یہ نہ مانتے** اگر ہم کسی غیر عربی پر عربی قرآن نازل کرتے اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا جو خود عربی کا ایک لفظ بولنے پر قادر نہ ہوتا تب بھی یہ لوگ قرآن کی حقانیت کو نہ مانتے اور کوئی اور بہانہ تلاش کرتے چنانچہ قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی ہٹ دھرمی کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ ۝ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (الحجر آیات ۱۴ و ۱۵)

(اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور یہ اس میں چڑھنے لگتے تو یہ کہتے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہوا ہے۔ بلکہ ہم پر جادو کردیا گیا ہے۔)

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (۲۰۰) لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا

كَذٰلِكَ	سَلَكْنٰهُ	فِيْ قُلُوْبِ	الْمُجْرِمِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ	حَتّٰى	يَرَوُا
اسی طرح	ہم نے داخل کر دیا ہے (انکار داخل کر دیا)	دلوں میں	مجرم (جمع)	وہ ایمان نہ لائینگے	اس پر	جب تک	وہ دیکھ لیں

اسی طرح ہم نے مجرموں کے دل میں انکار داخل کر دیا ہے وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے جب تک وہ دردناک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۲۰۱) فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (۲۰۲)

الْعَذَابَ	الْاَلِيْمَ	فَيَاْتِيَهُمْ	بَغْتَةً	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ
عذاب	دردناک	تو وہ آجائیگا ان پر	اچانک	اور انہیں	خبر (بھی) نہ ہو گی

عذاب (نہ) دیکھ لیں تو وہ ان پر اچانک آجائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی۔

(۲۰۰) كَذٰلِكَ اَیْ مِثْلَ اِدْخَالِنَا التَّكْذِيْبَ بِهٖ بِقِرَاْءَةِ الْاَعْجَمِ سَلَكْنٰهُ اَدْخَلْنَا التَّكْذِيْبَ بِهٖ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ اَیْ كُفَّارِ مَكَّةَ بِقِرَاْءَةِ النَّبِیِّ

(۲۰۰) اسی طرح یعنی جیسے ہم نے عجمی کے پڑھنے سے ان کے دلوں میں تکذیب ڈالی ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے سے ان کے دلوں میں تکذیب ڈالی۔

(۲۰۱) لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○

(۲۰۱) کفار مکہ قرآن پر ایمان نہ لاویں گے یہاں تک کہ دیکھیں عذاب دردناک کو۔

(۲۰۲) فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(۲۰۲) تو وہ عذاب ان پر ناگاہ آجاوے گا اور ان کو خبر بھی نہ ہو گی۔

تشریح

(۲۰۰) ہٹ دھرمی نے انکار انکے دلوں میں جما دیا ہے | اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو ہدایت کا طلبگار رہتا ہے اس کے لئے ہدایت کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور حق و صداقت اسکے لئے باعث تسکین بن جاتی ہے۔ لیکن جو ہدایت کا طلبگار نہیں ہوتا اور حق کو دیکھ کر بھی ماننے سے انکار کرتا ہے اسکی اس ہٹ دھرمی کیوجہ سے اسکا دل انکار پر جم جاتا ہے۔ یہی معاملہ قرآن کے نہ ماننے والوں کا ہوا ہے کہ ان کے تعصب کیوجہ سے اب ان کا دل ایسا ہو گیا ہے کہ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اسکا کلام ہے اپنے انکار پر جمے ہوئے ہیں اور کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ کر کے اسکو ماننے سے انکار کرتے رہتے ہیں۔

(۲۰۱) اب یہ جبھی مانیں گے جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے | ایسے ہٹ دھرم لوگ باتوں کو دلیل سے نہیں مانتے۔ آسمان پر سورج چمک رہا ہو تب بھی ان کو نظر نہیں آتا اور وہ اسکا انکار کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ جبھی مانتے ہیں جب اللہ کا عذاب سامنے آجاتا ہے۔ لیکن جب اللہ کا عذاب سامنے آجاتا ہے تو اسوقت ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسوقت کا ماننا کوئی ماننا نہیں ہے کہ دنیا میں یا آخرت میں دردناک عذاب کو دیکھ کر اقرار کر لیا جائے۔

(۲۰۲) عذاب اچانک آئیگا | اللہ کا عذاب بے خبری میں اچانک ان کو آن پکڑے گا وہ اپنی غفلت میں پڑے ہوئے ہوں گے اور یہ سمجھیں گے کہ ہمارا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا کہ اچانک دنیا میں بھی اللہ کا عذاب ان کو گھیر لے گا اور یہی معاملہ آخرت میں ہو گا کہ موت کے ساتھ ہی ان پر عذاب قبر شروع ہو جائے گا۔

فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾

فَيَقُوْلُوْا	هَلْ	نَحْنُ	مُنْظَرُوْنَ	اَفَبِعَذَابِنَا	يَسْتَعْجِلُوْنَ
پھر وہ کہیں گے	کیا	ہم بھیں	مہلت دیجائیگی	کیا پس ہمارے عذاب کو	وہ جلدی چاہتے ہیں.

پھر وہ کہیں گے کیا ہمیں مہلت دیجائیگی پس کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی چاہتے ہیں . ؟

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾

اَفَرَءَيْتَ	اِنْ	مَّتَّعْنٰهُمْ	سِنِيْنَ	ثُمَّ	جَآءَهُمْ	مَا	كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ
کیا تم نے دیکھا	اگر	ہم انہیں فائدہ پہنچائیں	کئی برس برسوں	پھر	پہنچے ان پر	جو	انہیں وعید کی جاتی تھی

کیا تم نے دیکھا؟ (ذرا دیکھو) اگر ہم انہیں برسوں فائدہ پہنچائیں پھر ان پر پہنچے جس کی انہیں وعید کی جاتی تھی .

(٢٠٢) فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ○
لنؤمن فيقال لهم لا قالوا
متى هذا العذاب قال تعالى
(٢٠٣) اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○
(٢٠٥) اَفَرَاَيْتَ اَخْبِرْنِىْ اِنْ
مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِيْنَ ○
(٢٠٦) ثُمَّ جَآءَهُمْ مَا كَانُوْا
يُوْعَدُوْنَ ○ مِنَ
الْعَذَابِ

(٢٠٣) پس اس وقت وہ کہینگے کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے۔
کہ ہم اس پر ایمان لادیں سوان سے کہا جائیگا یہ نہیں ہوسکتا وہ کہینگے
یہ عذاب کب آدے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.
(٢٠٤) کیا وہ لوگ ہمارے عذاب میں جلدی کرتے ہیں .
(٢٠٥) تو مجھ کو بتلا کہ اگر ہم انکو چند برس دنیا سے فائدہ اٹھانے دیں.
(٢٠٦) پھر ان پر آجاوے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا گیا
ہے۔

تشریح

(٢٠٣) اس وقت وہ مہلت کے طلبگار ہونگے | اللہ کا عذاب دیکھ کر ان مجرمین کو یقین آجائے گا کہ واقعی اللہ کے پیغمبر نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا اس وقت وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ مہلت مل جاتی تو ہم اپنی روش ٹھیک کر لیتے۔ پہلے تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ عذاب جسکی تم دھمکی دے رہے ہو اور اب لگے مہلت طلب کرنے .

(٢٠٤) عذاب کے لئے جلدبازی کیوں ؟ | اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کا عذاب آئیگا نہیں یہ صرف دھمکیاں ہیں اسلئے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ اچھا لے آئیے وہ عذاب جس کی آپ دھمکی دے رہے ہیں انہیں اس کا اندیشہ نہیں تھا کہ واقعی عذاب آسکتا ہے .

(٢٠٥) چلو کچھ مہلت مل بھی جائے تو؟ | چلو مان لو کہ انہیں کچھ اور مہلت مل جائے اور وہ جو مزے لے رہے ہیں اس کے مزے اور لیتے رہیں اور اپنے خیال میں برسوں تک عیش اڑاتے رہیں اس کے بعد پھر کیا ہو ؟

آجائے وہ آنے والی چیز | برسوں بعد ہی سہی وہ آنے والا عذاب آجائے یا عذاب نہ آئے موت ہی آجائے جو ہر ایک کو آتی ہے تو بتاؤ اس وقت دنیا کی زندگی بس عیش وعشرت کے یہ چند سال کس کام آسکتے ہیں .

مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ (۲۰۷) وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

مَآ اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا كَانُوْا	يُمَتَّعُوْنَ	وَمَآ	اَهْلَكْنَا	مِنْ قَرْيَةٍ
کیا کام آئیگا ؟	ان کے	جو (جس سے) تھے	وہ فائدہ اٹھاتے	اور نہیں	ہلاک کیا ہم نے	کسی بستی کو

وہ جس سے فائدہ اٹھاتے تھے ان کے کیا کام آئے گا ؟ اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لئے

اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ (۲۰۸) ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۲۰۹)

اِلَّا	لَهَا	مُنْذِرُوْنَ	ذِكْرٰى	وَمَا كُنَّا	ظٰلِمِيْنَ
مگر	اسکے لئے	ڈرانے والے	نصیحت کے لئے	اور نہ تھے ہم	ظلم کرنے والے

ڈرانے والے نصیحت کے لئے (پہلے بھیجے) اور ہم ظلم کرنے والے نہ تھے ۔

(۲۰۷) مَا اِسْتِفْهَامِيَّةٌ بِمَعْنٰى اَيُّ شَيْءٍ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ○ فِيْ دَفْعِ الْعَذَابِ اَوْ تَخْفِيْفِهٖ اَيْ لَمْ يُغْنِ

(۲۰۷) تو اسوقت دنیا سے فائدہ اٹھانا ان کو کیا نفع دیگا کیا اس سے ان کا کچھ عذاب دفع ہوجائے گا یا عذاب میں تخفیف ہوجائے گی۔ ہرگز نہیں ۔

(۲۰۸) وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ○ رُسُلٌ تُنْذِرُ اَهْلَهَا

(۲۰۸) اور ہم نے کسی گاؤں کو ہلاک نہیں کیا مگر حال یہ کہ اس گاؤں میں پیغمبر بھیجے جو وہاں کے رہنے والوں کو ڈراویں ۔

(۲۰۹) ذِكْرٰى عِظَةٌ لَهُمْ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فِيْ اِهْلَاكِهِمْ بَعْدَ اِنْذَارِهِمْ وَنَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِ الْمُشْرِكِيْنَ

(۲۰۹) ان لوگوں کو فہمائش اور نصیحت کرنے کیلئے اور ہم ظلم کرنے والے نہیں کہ بے قصوروں کو ہلاک کریں بعد اسکے کہ انکے پیغمبر انکو تنبیہ کرچکے ۔ اور عذاب الٰہی سے ڈرا چکے ۔ اور نازل ہوئی اگلی آیت مشرکوں کے کلام رد کرنے کو ۔

تشریح

(۲۰۷) کیا سامانِ دنیا ان کو عذاب سے بچا لیگا ؟ | دنیا میں جو سامانِ زیست ان کو ملا ہوا ہے بتاؤ کیا یہ سامان چاہے کتنی کثرت سے کیوں نہ ہو عذاب الٰہی سے بچالے گا یا ان کے کسی کام آجائیگا ۔ ؟

(۲۰۸) ہم نے ہر بستی کو مہلت دی ہے | ہر بستی اور ہر قوم کے بارے میں اللہ کا دستور یہی رہا ہے کہ اس نے ڈرانیوالے بھیجے اور وہ اس وقت تک خبردار کرتے رہے جب تک خبردار کرنے کا حق ادا نہ ہوگیا ۔

(۲۰۹) آخر ہم ظالم تو نہ تھے | نصیحت کرنے والے نصیحت کرتے رہے اور حق نصیحت ادا کردیا پھر ہم نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر عذاب آیا تو ہم نے ان پر کوئی ظلم تو نہیں کیا ۔ ظلم تو جب سمجھا جاتا کہ پہلے سے ہوشیار نہ کیا جاتا تنبیہ نہ کی جاتی نصیحت نہ کی جاتی اور مہلت نہ دی جاتی ۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا

وَ	مَا تَنَزَّلَتْ	بِهِ	الشَّيٰطِيْنُ	وَمَا يَنْۢبَغِيْ	لَهُمْ	وَمَا
اور	نہیں اترے	اسے لیکر	شیطان (جمع)	اور سزاوار نہیں	ان کو	اور نہ

اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نہیں اُترے۔ اور ان کو سزاوار نہیں (وہ اس کے قابل نہیں) اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا

يَسْتَطِيْعُوْنَ	اِنَّهُمْ	عَنِ	السَّمْعِ	لَمَعْزُوْلُوْنَ	فَلَا
وہ کر سکتے ہیں	بیشک وہ	سے	سُننا	دُور کر دیے گئے ہیں	پس نہ

وہ (ایسا) کر سکتے ہیں۔ بے شک وہ سُننے (کے مقام) سے دور کر دیے گئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ

تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

تَدْعُ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا	اٰخَرَ	فَتَكُوْنَ	مِنَ	الْمُعَذَّبِيْنَ
پکارو	اللہ کے ساتھ	معبود	دوسرا	کہ ہو جاؤ	سے	مبتلائے عذاب

کسی اور کو معبود نہ پکارو کہ مبتلائے عذاب لوگوں میں سے ہو جاؤ۔

(۲۱۰) وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهٖ بِالْقُرْاٰنِ الشَّيٰطِيْنُ ○
(۲۱۱) وَمَا يَنْۢبَغِيْ يُصْلِحُ لَهُمْ اَنْ يَّنْزِلُوْا بِهٖ
وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ ذٰلِكَ
(۲۱۲) اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لِكَلَامِ الْمَلٰٓئِكَةِ
لَمَعْزُوْلُوْنَ ○ مَحْجُوْبُوْنَ بِالشُّهُبِ
(۲۱۳) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ
الْمُعَذَّبِيْنَ ○ اِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ الَّذِيْ
دَعَوْكَ اِلَيْهِ

(۲۱۰) اور قرآن کو شیاطین نے نہیں اتارا۔

(۲۱۱) اور وہ اس لائق نہیں کہ قرآن کو اتاریں اور نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے۔

(۲۱۲) بیشک وہ فرشتوں کے کلام سننے سے روکے گئے ہیں۔ ان کے انگارے مارے جاتے ہیں۔

(۲۱۳) پس نہ پکار تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو۔ اگر تو وہ کام کرے گا جس کی طرف تجھ کو یہ کفار بلاتے ہیں تو ہو جائیگا تو عذاب پانے والوں میں سے۔

تشریح

(۲۱۰) **قرآن مجید ربانی کلام ہے** | حضرت محمدؐ کو اللہ کا رسول نہ ماننے والوں اور قرآن مجید کو اللہ کا کلام تسلیم نہ کرنے والوں کو پریشانی یہ تھی کہ اس حیرتناک کلام کی کیا توجیہہ کیا جائے جو لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا جارہا تھا لوگوں کو بدگمان کرنے کیلئے جو باتیں پھیلائی جاتی تھیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ نعوذ باللہ محمدؐ کاہن ہیں اور شیاطین ان پر یہ کلام القا کرتے ہیں اس کی تردید کرتے ہوئے اس سورت کے شروع میں ہی یہ ارشاد ہوا ہے کہ یہ کلام رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے یہ ربانی کلام ہے شیطانی کلام نہیں ہے۔

(۲۱۱) **ایسا کلام نازل کرنا شیطانوں کے بس کا نہیں ہے** | قرآن مجید عقیدہ سے عمل، اخلاق و کردار کی پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے۔ بھلا شیطانوں کو ایسی صاف ستھری چیز سے کیا مناسبت؟ قرآن کے مضامین شیطانوں کے منہ سے سجتے بھی نہیں ہیں اور یہ ان کے بس کا کام بھی نہیں ہے قرآن میں یہ بار بار تبلیغ کیا گیا ہے کہ انسان اور جن سب مل کر بھی چاہیں تو ایسی کتاب نہیں بنا سکتے جیسا کہ ارشاد ہے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل آیت ۸۸)

(کہہ دو کہ انسان اور جن سب کے سب ملکر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔)

(۲۱۲) شیاطین کو اس کی سُن گُن بھی نہیں لگتی | قرآن میں ان کا دخل ہونا تو دور کی بات ہے اللہ کی طرف سے جب روح الامین اس کلام کو لیکر چلتے ہیں اور محمدؐ کے دل پر اس کو نازل کرتے ہیں تو اس پورے عمل میں کہیں شیاطین کو سُن گُن لینے کا بھی موقع نہیں دیا جاتا اور وہ اس کے پاس بھی آ نہیں سکتے۔

ہجرت حبشہ کے زمانے کی بات ہے اللہ کے نبیؐ پر سورۃ النجم نازل ہوئی۔ قریش کا ایک مجمع صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا نبیؐ نے اس مجمع میں سورہ النجم کی بلند آواز سے تلاوت فرمانی شروع کی کلام الٰہی کا صوتی آہنگ، مہبط وحی کی پُرتاثیر زبان مجمع میں وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور جب آپ آیت سجدہ تلاوت کرتے ہوئے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے تو غیر اختیاری طور پر پورا مجمع سجدہ میں گر پڑا۔ ولید بن مغیرہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکا تو مٹی ہاتھ میں لیکر پیشانی پر لگالی۔ یہ سب سے پہلی قرآن کی سورت تھی جو آپ نے علی الاعلان مجمع میں سنائی اور اس میں آیت سجدہ بھی قرآن کی سب سے پہلی آیت سجدہ ہے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اس وقت غیر اختیاری طور پر جو غیر مسلم سجدے میں گئے تھے ان میں سے اکثر کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔

واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے قرآن کی اثر انگیزی کا جیتا جاگتا ثبوت تھا اپنی جھینپ مٹانے کے لئے مخالفین نے یہ بات کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ سورہ النجم کی آیت ۱۹، ۲۰ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى، وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ (اب ذرا بتاؤ تم نے کبھی اس لات اور اس عزیٰ اور تیسری دیوی منات کی حقیقت پر بھی کچھ غور کیا ہے۔) ——— کے بعد ہم نے یہ سنا تھا کہ:

تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى

اور ہم تو اسی لئے سجدے میں گر پڑے تھے حالانکہ یہ بے تکی پیوندکاری صاف نظر آرہی ہے کہ مخمل میں ٹاٹ کا جوڑنا ہے۔

اس جھوٹی روایت کا سہارا لے کر آج کے زمانے کے ایک مصنف نے اپنی کتاب "شیطانی آیات" میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر شیطان نے بتوں کی تعریف کے کلمات جاری کئے تھے، جو بعد میں منسوخ ہوئے۔

قرآن صاف طور پر کہتا ہے کہ کلام الٰہی کے نزول میں شیطان کو دخل اندازی کی طاقت ہی نہیں ہے ان کو تو اس کی سُن گُن لینے سے بھی دور رکھا گیا ہے۔

(۲۱۳) اللہ کے ساتھ کسی غیر کو مت پکارو | قرآن مجید میں جو تعلیم پیش کی جارہی ہے وہ خالص توحید کی تعلیم ہے۔ فرمانروائے کائنات کی عبادت کی دعوت ہے اس میں شیطانی آلائشوں کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا تم بھی اس کی تعلیم پر چلو اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اس کی عبادت میں اس کی اطاعت اور حاکمیت میں شریک مت کرو۔

اسلام اس سلسلے میں اتنا حساس ہے کہ اگر اللہ کے محبوب بھی بالفرض اس راستے سے ہٹ جائیں جو کہ خالص توحید کا راستہ ہے تو ان کے ساتھ بھی کوئی رُو رعایت نہیں کی جائے گی اور وہ بھی سزا پانے والوں میں شامل ہوجائیں گے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

جَنَاحَكَ	اخْفِضْ	وَ	الْاَقْرَبِيْنَ	عَشِيْرَتَكَ	وَاَنْذِرْ
اپنا بازو	جھکاؤ	اور	قریب ترین	اپنے رشتہ دار	اور تم ڈراؤ

اور تم اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اس کے لئے اپنا بازو جھکاؤ

لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾

	الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنَ	اتَّبَعَكَ	لِمَنِ
	مومنوں	سے	تمہاری پیروی کی	اسکے لئے جس نے

جس نے تمہاری پیروی کی مومنوں میں سے۔

(۲۱۴) وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ○ وَهُمْ بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ وَقَدْ اَنْذَرَهُمْ جِهَارًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ

(۲۱۴) اور اے محمدؐ! اپنے قریب رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرا (مراد قریب رشتہ داروں سے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہیں) اور بیشک انکو ڈرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان (روایت کیا ...)

(۲۱۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اِلَى جَانِبِكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلْمُوَحِّدِيْنَ

(۲۱۵) اور اپنی جانب کو نرم کر ان لوگوں کے لئے جو تیرے پیرو ہوئے۔ اہل ایمان اور اہل توحید۔

تشریح

(۲۱۴) رشتے داروں کو دین کی دعوت | اے نبیؐ آپ خود بھی اس راہ پر گامزن رہتے ہوئے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی دین کی دعوت دیجئے کیونکہ خیرخواہی میں رشتہ داروں کا حق مقدم ہے چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبیؐ نے انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے رشتہ داروں کو اللہ کے دین کی دعوت دی۔ رشتے داروں کو مقدم کرنے سے یہ بتانا تھا کہ اللہ کے دین میں نبی اور اس کے خاندان کے لئے الگ سے کوئی ایسی رعاتیں نہیں ہیں جو دوسرے لوگوں کے لئے نہ ہوں۔ جو چیز بری ہے وہ سب کے لئے بری ہے نبیؐ کا کام ہے کہ سب سے پہلے خود اس کام سے بچے اپنے قریبی لوگوں کو متنبہ کرے اور پھر یہ بات ہر خاص و عام تک پہنچا دے چنانچہ ہر ہر قدم پر نبیؐ نے پہلے خود اللہ کے احکام کی تعمیل کی اور پھر دوسروں کو ایسا کرنے کی دعوت دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ نے جب زمانہ جاہلیت کے سود کو ختم کرنے کا اعلان کیا تو سب سے پہلے آپ نے اپنے چچا حضرت عباس کے سود کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔ غرض کبھی بھی آپ نے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے کوئی امتیاز حاصل نہیں کیا اسی طرح اللہ کے دین کی دعوت میں پہلے خود عمل کیا پھر عزیزو اقربا کو دعوت دی اور پھر ہر خاص و عام تک اللہ کے دین کو پہنچاتے رہے۔

(۲۱۵) اہل ایمان جو آپکی پیروی کریں انکے ساتھ نرمی کیساتھ پیش آئیں | کسی رہنما کیلئے لوگوں کے ساتھ تواضع اور نرمی سے پیش آنا لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے کیلئے بہت ضروری ہے اگرچہ نبیؐ اپنے اخلاق کے اعتبار سے بہت بلند مرتبے پر تھے اور آپ میں انکساری اور تواضع سب سے بڑھ کر تھی مگر پھر بھی خصوصی توجہ دلائی جا رہی ہے کہ وہ اہل ایمان جو آپکی پیروی اختیار کر چکے ہیں انکے ساتھ آپ نرمی اور شفقت سے پیش آئیں اسکے علاوہ وہ لوگ بھی ہیں جو آپکی صداقت کے دل ہی دل میں قائل ہو چکے ہیں مگر کسی وجہ سے ابھی انھوں نے باقاعدہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے انکے ساتھ بھی آپ کا برتاؤ شفقت و محبت کا ہو تاکہ وہ اور نزدیک آسکیں۔

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ

فَإِنْ	عَصَوْكَ	فَقُلْ	إِنِّي + بَرِيٓءٌ	مِّمَّا	تَعْمَلُونَ	وَ	تَوَكَّلْ
پھر اگر	وہ تمہاری نافرمانی کریں	تو کہدیں	بیشک میں بیزار ہوں	اس سے جو	تم کرتے ہو	اور	بھروسہ کرد

پھر اگر تمہاری نافرمانی کریں تو کہدیں جو تم کرتے ہو بیشک میں اس سے بیزار ہوں. اور بھروسہ کرد

عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾

عَلَى	الْعَزِيزِ	الرَّحِيمِ	الَّذِي	يَرَاكَ	حِينَ	تَقُومُ
پر	غالب	نہایت مہربان	وہ جو	تمہیں دیکھتا ہے	جب	تم کھڑے ہوتے ہو

غالب نہایت مہربان پر وہ جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم (نماز میں) کھڑے ہوتے ہو.

﴿٢١٦﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ أَيْ عَشِيرَتُكَ فَقُلْ لَهُمْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ○ مِنْ عِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ

۲۱٦ سو اگر تیرا کنبہ تیرا کہنا نہ مانیں تو ان سے کہدے کہ میں بیزار ہوں اس عمل سے جو تم کرتے ہو. یعنی عبادت غیر اللہ کی۔

﴿٢١٧﴾ وَتَوَكَّلْ بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○ اللّٰهِ أَيْ فَوِّضْ إِلَيْهِ جَمِيعَ أُمُورِكَ

۲۱۷ اور اپنے سب کام سونپ دے اللہ عزت والے مہربان کے.

﴿٢١٨﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○ إِلَى الصَّلٰوةِ

۲۱۸ وہ کہ جو تجھ کو دیکھتا ہے جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے.

تشریح

﴿٢١٦﴾ نہ ماننے والوں سے اظہار برأت | آپکے سمجھانے بجھانے کے باوجود جو لوگ بھی اپنے انکار پر قائم رہیں اپنے ہوں یا پرائے آپ ان سے صاف کہدیں کہ میں جتنا تمہیں سمجھا سکتا تھا سمجھا چکا ہوں اب اپنے عمل کے تم خود ذمہ دار ہو جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس سے بری ہوں جو میری ذمہ داری تھی وہ میں پوری کر چکا ہوں۔

﴿٢١٧﴾ آپ غالب و رحیم اللہ پر بھروسہ رکھیں | آپ اس بات سے بالکل نہ گھبرائیں کہ آپ کے نہ ماننے والے کون ہیں اور کتنے ہیں آپ کسی بڑی سے بڑی طاقت کی بھی پرواہ نہ کریں اور اس ذات کے بھروسے پر اپنا کام کرتے رہیں جو غالب بھی ہے اور رحیم بھی۔ اللہ تعالیٰ غالب اور زبردست ہیں اس کے یہاں جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ فیصلہ نافذ ہو کر رہیگا کوئی طاقت اسکو روک نہیں سکتی۔ اللہ تو رحیم ہیں اسکے دین کے لئے جو شخص کوشش کرے گا وہ اسکو اپنی رحمت سے ضرور نوازے گا اور اس کی کوششوں کو ضائع نہ ہونے دیگا اس لئے آپ اس ذات پر بھروسہ رکھیں جو قوی، غالب اور زبردست ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی رحیم بھی ہے اس کی رحمتیں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتی ہیں اور وہ آپ کے حال پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔

﴿٢١٨﴾ جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے | اللہ کی نظر آپ کی ہر حالت پر رہتی ہے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا اللہ کے دین کے کام کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تب بھی آپ پر نظر عنایت رہتی ہے۔ غرض کسی حال میں آپ اللہ کی نظر سے باہر نہیں ہوتے۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

الْعَلِيْمُ	السَّمِيْعُ	هُوَ	إِنَّهُ	السّٰجِدِيْنَ	فِي	وَ تَقَلُّبَكَ
جاننے والا	سننے والا	وہی	بیشک وہ	سجدہ کرنے والے (نمازی)	میں	اور تمہارا پھرنا

اور نمازیوں میں تمہارا پھرنا (بھی دیکھتا ہے) بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾

الشَّيٰطِيْنُ	تَنَزَّلُ	عَلٰى ۔ مَنْ	أُنَبِّئُكُمْ	هَلْ
شیاطین	اترتے ہیں	کس پر	میں تمہیں بتاؤں	کیا

کیا میں تمہیں بتاؤں کس پر شیطان اترتے ہیں۔

(۲۱۹) وَتَقَلُّبَكَ فِي أَرْكَانِ الصَّلٰوةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَرَاكِعًا وَسَاجِدًا فِي السّٰجِدِيْنَ أَيِ الْمُصَلِّيْنَ

۲۱۹ اور دیکھتا ہے تیری حرکات قیام اور قعود اور رکوع و سجدہ کو نماز پڑھنے والوں میں۔

(۲۲۰) إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

۲۲۰ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

(۲۲۱) هَلْ أُنَبِّئُكُمْ أَيْ كُفَّارَ مَكَّةَ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ بِحَذْفِ إِحْدَى التَّائَيْنِ مِنَ الْأَصْلِ

۲۲۱ اے کفار مکہ کیا میں تمکو آگاہ کروں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں۔

تشریح

(۲۱۹) عبادت گزاروں کے درمیان آپ کی سرگرمیوں پر ہماری نظر رہتی ہے | جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں جب بھی ہم آپ کو دیکھ رہے ہوتے ہیں جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوتے ہیں تب بھی آپ پر ہماری نگاہیں ہوتی ہیں، جب آپ راتوں کو اٹھ کر اپنے ساتھی سجدہ گزاروں کی خبرگیری کرتے ہیں تب بھی آپ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہوتے۔ آپ اپنے سجدہ گزار ساتھیوں کے ساتھ مخلوق کی اصلاح کے لئے جب تگ و دو کرتے ہوتے ہیں اور آپ ان کی تربیت اور تزکیہ میں لگے ہوتے ہیں تب بھی آپ ہماری عنایتوں کے سائے میں ہوتے ہیں۔

بتاؤ کیا ایسا شخص جس کے روز و شب اس طرح گزرتے ہوں اللہ کی تائید کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور کیا اس شخص کے انداز زندگی کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس پر شیاطین اترتے ہیں یا اس کی زندگی شاعروں اور کاہنوں والی ہے ہر شخص اچھی طرح دونوں کا فرق محسوس کر سکتا ہے۔

(۲۲۰) بے شک اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے | اللہ کی نگاہوں سے کون سی بات چھپ سکتی ہے اور کون سی بات ہے جس سے اللہ تعالے بے خبر رہ سکتے ہیں وہ تو ہر ہر بات کے سننے والے اور ذرے ذرے کا علم رکھنے والے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کا کون بندہ کیا کر رہا ہے اور کیسا ہے۔؟

(۲۲۱) شیطان کس قسم کے لوگوں کو پھنساتے ہیں | کیسے لوگوں کو شیطان اپنا آلۂ کار بناتے ہیں اور ان کے دلوں میں غلط قسم کے خیالات ڈال کر ان کو بھٹکاتے ہیں۔ آؤ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ وہ کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾

تَنَزَّلُ	عَلٰى	كُلِّ	اَفَّاكٍ	اَثِيْمٍ	يُلْقُوْنَ	السَّمْعَ	وَاَكْثَرُهُمْ	كٰذِبُوْنَ	
وہ اترتے ہیں	پر	ہر	بہتان لگانیوالے	گنہگار	ڈالدیتے ہیں	سُنی سنائی بات	اور انمیں اکثر	جھوٹے	

وہ اترتے ہیں ہر بہتان لگانے والے گنہگار پر۔ (شیطان) سُنی سنائی بات (انکے کان میں) ڈالدیتے ہیں اور انمیں اکثر جھوٹے ہیں۔

٢٢٢ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ كَذَّابٍ اَثِيْمٍ ○ فَاجِرٍ مِثْلَ مُسَيْلَمَةَ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْكَهَنَةِ

٢٢٢ وہ اترتے ہیں ہر ایک آدمی دھوکہ باز جھوٹے گنہگار پر جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ دیگر نجوی آدمی۔

٢٢٣ يُلْقُوْنَ اَيِ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ اَيْ مَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَى الْكَهَنَةِ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○ يَضُمُّوْنَ اِلَى الْمَسْمُوْعِ كَذِبًا كَثِيْرًا وَكَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ حُجِبَتِ الشَّيَاطِيْنُ عَنِ السَّمَاءِ

٢٢٣ وہ شیاطین جو کچھ فرشتوں سے سن بھاگتے ہیں اسکو پہنچاتے ہیں نجومیوں کی طرف اور اکثر ان میں کے جھوٹے ہیں اپنی سنی ہوئی بات میں بہت جھوٹ ملاتے ہیں۔

اور یہ شیاطین کا فرشتوں کی کسی بات کو سن لینا اس وقت تھا کہ وہ آسمان پر جانے سے روکے گئے یعنی بعد روکے جانے کے کوئی بات بھی نہیں سُن سکتے۔

تشریح

٢٢٢ یہ لوگ جھوٹ گھڑنے والے اور بدکار لوگ ہوتے ہیں | شیطان کا آلۂ کار بننے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا کام جھوٹ گھڑنا جھوٹی خبریں بنانا اور بہتان تراشی کرنا ہوتا ہے یہ بدکار لوگ ہوتے ہیں۔ بداخلاق برا سوچنے والے اور برا کرنے والے۔ شیطان ایسے ہی لوگوں سے اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔

حضرت محمدؐ جو سچوں سے زیادہ سچے اور نیکوں سے بڑھ کر نیک ہیں جن کی پاکیزگی امانت داری اور صداقت کے سبھی قائل ہیں یہاں تک کہ ان کے نام کے بجائے ان کا لقب الصادق اور الامین زیادہ مشہور ہوگیا ہے کیا ان کے بارے میں کوئی سوچ سکتا ہے کہ وہ جھوٹ گھڑیں گے اور شیطانوں سے ان کا کوئی رشتہ ہوگا؟ اسلئے جو کلام وہ پیش کر رہے ہیں وہ اللہ رب العزت کا کلام ہے شیطنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

٢٢٣ کاہن اکثر جھوٹے ہوتے ہیں | مخالف کہتے تھے کہ حضرت محمدؐ نعوذباللہ کاہن ہیں شیطان انکے پاس خبریں لیکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کاہن اکثر جھوٹے ہوتے ہیں جن شیاطین اِدھر اُدھر سے کوئی بات سنکر ان کو القا کر دیتے ہیں اتفاق سے کوئی بات ٹھیک نکل آتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کی بات سچی ہے۔ ایک حدیث میں ہے نبیؐ سے حضرت عائشہؓ نے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا کہ وہ بعض اوقات ٹھیک بات بتادیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کبھی کبھار جنّات اِدھر اُدھر سے کوئی بات لے اڑتے ہیں اور جاکر ایسے لوگوں کے کان میں پھونک دیتے ہیں جنکو وہ آلۂ کار بناتے ہیں۔ پھر کاہن ان کے ساتھ جھوٹ ملاکر ایک اچھی خاصی داستان بناکر سنادیتے ہیں۔ بخاری شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اتفاقاً کسی کاہن کی کوئی بات سچ بھی ہوجائے تو اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے

بہرحال وحی الٰہی سرتاپا صداقت اور اللہ کا پاکیزہ کلام ہوتا ہے جس میں جھوٹ اور فریب کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝۲۲۴ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝۲۲۵

يَهِيْمُوْنَ	فِيْ كُلِّ وَادٍ	اَنَّهُمْ	اَلَمْ تَرَ	الْغَاوٗنَ	يَتَّبِعُهُمُ	وَالشُّعَرَآءُ
سرگرداں پھرتے ہیں	ہر وادی میں	کہ وہ	کیا تم نے نہیں دیکھا	گمراہ لوگ	انکی پیروی کرتے ہیں	اور شاعر (جمع)

اور (رہے) شاعر انکی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں۔

۲۲۴ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ فِيْ شِعْرِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ بِهٖ وَيَرْوُوْنَ عَنْهُمْ فَهُمْ مَذْمُوْمُوْنَ

۲۲۴ اور شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو لب شعر کے گمراہ ہوئے ان کا دھیان شعر میں ہی ہے وہی کہتے ہیں اسی کو نقل کرتے ہیں دوسروں سے سو ایسے لوگ نہایت برے ہیں۔

۲۲۵ اَلَمْ تَرَ تَعْلَمُ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ مِّنْ اَوْدِيَةِ الْكَلَامِ وَفُنُوْنِهٖ يَهِيْمُوْنَ ○ يَمْضُوْنَ فَيُجَاوِزُوْنَ الْحَدَّ مَدْحًا وَهِجَاءً

۲۲۵ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگ فنون شعر سے ہر فن میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور کیسی تعریف کرتے ہیں تو حد سے زیادہ اور ہجو کرتے ہیں تو حد سے زیادہ۔

تشریح

۲۲۴ شاعروں کے پیروکار کیسے ہوتے ہیں؟ | شاعروں کے حلقے میں جو لوگ شامل ہوتے ہیں ان کے کردار وعمل کا حضرت محمدؐ کے پاکباز ساتھیوں کے ساتھ کیا مقابلہ۔ شاعروں کے ساتھ لگنے والے لوگ آزاد قسم کے لوگ ہوتے ہیں غیر ذمہ دار اور بہکے ہوئے لوگ ـــــ حضرت محمدؐ کے ساتھی تہذیب شرافت، راست بازی اور خدا ترسی میں الگ ہی نظر آئیں گے صاف معلوم ہوگا کہ یہ سنجیدہ اور ذمہ دار لوگ ہیں جو زندگی کا ایک بلند نصب العین رکھتے ہیں۔

۲۲۵ شاعر خیالوں کی وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ ہوتے ہیں | پیغمبروں پر یہ الزام لگانا کہ وہ شاعر ہیں ان کے کردار کے ساتھ بے انصافی ہے۔ شاعر اپنے خیالوں میں مست رہتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ کبھی اتنی اونچی باتیں کریں گے کہ ان کی شاعری پیغمبری کا جزء نظر آنے لگے گی، کبھی جذبات اور خواہشات کی رَو میں بہہ کر حسن وجمال کے ان پہلوؤں پر آجائیں گے جن کا تعلق خالص مادیت کے ساتھ ہے ـــ بھلا حضرت محمدؐ کے مزاج کو شاعری سے کیا نسبت ہے؟ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (یٰسٓ - آیت ۶۹) (ہم نے اسکو شعر نہیں سکھایا ہے نہ یہ اس کے کرنے کا کام ہے)

یہاں شعر اور شاعری کی برائی مقصود نہیں ہے بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ شاعروں کا اپنا ایک مزاج اور انداز زندگی ہوتا ہے۔ پیغمبر کا مزاج اس سے مناسبت نہیں رکھتا۔ ورنہ خود نبی ؐ اچھے اشعار کی تحسین بھی فرماتے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً (بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔)

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَاَنَّهُمْ	يَقُوْلُوْنَ	مَا	لَا يَفْعَلُوْنَ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور یہ کہ وہ	وہ کہتے ہیں	جو	وہ کرتے نہیں	مگر	جو لوگ	ایمان لائے

اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ

وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	وَذَكَرُوْا	اللّٰهَ	كَثِيْرًا	وَّ
اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	اور یاد کیا	اللہ	بکثرت	اور

اور انھوں نے اچھے عمل کئے اور اللہ کو بکثرت یاد کیا اور

انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ

انْتَصَرُوْا	مِنْۢ بَعْدِ	مَا ظُلِمُوْا	وَ	سَيَعْلَمُ	الَّذِيْنَ
انہوں نے بدلہ لیا	اس کے بعد	کہ ان پر ظلم ہوا	اور	عنقریب جان لینگے	وہ لوگ جنھوں نے

انہوں نے اس کے بعد بدلہ لیا کہ ان پر ظلم ہوا اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ عنقریب

ع ۱۱ ۲۶ ۱۵

ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ع

ظَلَمُوْٓا	اَيَّ	مُنْقَلَبٍ	يَّنْقَلِبُوْنَ
ظلم کیا	کس	لوٹنے کی جگہ (کروٹ)	وہ الٹتے ہیں (انہیں لوٹ کر جانا ہے)

جان لیں گے کہ کس کروٹ انہیں لوٹ کر جانا ہے۔

﴿۲۲۶﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فَعَلْنَا
مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ اَیْ
يَكْذِبُوْنَ

﴿۲۲۶﴾ اور بیشک وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کام کیا حالانکہ وہ کام نہیں کرتے جھوٹ بولتے ہیں۔

﴿۲۲۷﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنَ الشُّعَرَاءِ
وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
اَیْ لَمْ يَشْغَلْهُمُ الشِّعْرُ عَنِ
الذِّكْرِ وَانْتَصَرُوْا بِهِجْوِهِمْ
مِنَ الْكُفَّارِ مِنْ بَعْدِ
مَا ظُلِمُوْا بِهِجْوِ الْكُفَّارِ لَهُمْ

﴿۲۲۷﴾ مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے۔

اور اللہ کی یاد میں زیادہ رہے۔ یعنی بوجہ شعر کے مشغول کے اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔
اور انھوں نے کافروں سے بدلہ لیا انکی ہجو کر کے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا کہ کافروں نے انکی ہجو کی

فِیْ جُمْلَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَیْسُوْا مَذْمُوْمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ، فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنَ الشُّعَرَاءِ وَغَیْرِہِمْ اَیَّ مُنْقَلَبٍ مَرْجِعٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ○ یَرْجِعُوْنَ بَعْدَ الْمَوْتِ

مع دیگر اہل ایمان کے تو ایسے شاعر برُے نہیں فرمایا اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ " لا یحب اللّٰہ بالسوء من القول الا من ظلم " یعنی اللہ پسند نہیں کرتا کسی کو کھلم کھلا بات کہنے کو مگر مظلوم اگر ظالم کو برا کہے تو یہ برا نہیں اور فرمایا " من اعتدیٰ علیکم " یعنی پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جس قدر اس نے کی اور نزدیک ہے کہ جان لینگے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا خواہ شاعر ہوں یا غیر شاعر کہ مرنے کے بعد ان کو کہاں جانا ہے اور ان کا ٹھکانا کیا ہے ۔ ؟

تشریح

(۲۲۶) اکثر شاعر گفتار کے غازی ہوتے ہیں | شاعروں میں اکثر لوگ بس گفتار کے غازی ہوتے ہیں انکے قول وعمل میں بڑا فرق ہوتا ہے جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں جب کہ ایک پیغمبر اپنے قول وعمل میں یکساں ہوتا ہے وہ وہی کہتا ہے جو خود کرتا ہے اور وہی کرتا ہے جو اسکی زبان کہتی ہے ۔ اسلئے پیغمبروں کو شاعروں سے نسبت دینا پیغمبر کے ساتھ سخت ناانصافی ہے ۔

(۲۲۷) کون سے شاعر قابلِ تعریف ہیں | وہ شاعر قابلِ تعریف ہیں جن میں یہ چار باتیں پائی جاتی ہوں ۔

۱۔ یہ کہ وہ سچے مومن ہوں، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوں، اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں کو مانتے ہوں آخرت پر یقین رکھتے ہوں ۔

۲۔ جو اپنی عملی زندگی میں نیک عمل کرنے والے ہوں، اخلاق کی بندشوں سے آزاد ہو کر الٹی سیدھی حرکتیں نہ کرتے ہوں ۔

۳۔ اللہ کو بکثرت یاد کرتے ہوں، اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ان کی زبان پر رہتا ہو، اپنی شاعری میں بھی اللہ کا ذکر کرتے ہوں ۔ پسندیدہ شاعر وہی ہے جس کی نجی زندگی بھی خدا کی یاد سے معمور ہو اور اسکی شاعرانہ قابلیتیں بھی اللہ کے لئے وقف ہوں ۔

۴۔ اپنی غرض کے لئے نہ کسی کی ہجو کریں اور نہ حد سے بڑھ کر قصیدہ خوانی ۔ اپنی ادبی صلاحیتوں سے حق کی حمایت کا کام لیں نبی م کا ارشاد ہے کہ حق کی حمایت کے لئے مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی ۔

○ سورت کا اختتام اس کلام پر ہوا ہے کہ جو لوگ اہل ایمان پر ظلم کر رہے ہیں اور حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو تہمتیں لگا رہے ہیں ان کو عنقریب اپنے انجام کا پتہ لگ جائیگا ۔

۲۷

النمل

○ ترتیبِ تلاوت	۲۷	○ ترتیب نزول	۴۸
○ مکی / مدنی	مکی	○ تعدادِ رکوعات	۷
○ تعدادِ آیات	۹۳	○ تعدادِ الفاظ	۱۱۶۷
○ تعدادِ حروف	۴۸۲۹		

○ نمل کے معنی عربی زبان میں چیونٹی کے ہیں۔ اس سورت کی آیت ۱۸ میں ذکر آیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو۔! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بے خبری میں سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل نہ ڈالے۔ اس آیت میں لفظ نمل کو لیکر اس سورت کا نام "النمل" رکھا ہے۔ یعنی وہ صورت جس میں لفظ نمل آیا ہے۔

قرآن کی دوسری سورتوں کی طرح یہ نام بھی صرف تعارف کے لئے ہے موضوع سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ قرآن سے وہی لوگ فائدہ اٹھاسکتے ہیں جو ان سچائیوں کو تسلیم کریں جن کو یہ کتاب بنیادی اصول کے طور پر پیش کرتی ہے۔ جو لوگ دنیا میں مگن ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ اس کتاب سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتے۔

○ سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکی زندگی کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔

○ اس سورت کے مضامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سورت کے پہلے حصے میں بتایا گیا ہے کہ قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان چیزوں کا ماننا ضروری ہے جنکو قرآن بنیاد کے طور پر پیش کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ صرف مان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو شخص عمل کے لئے آمادہ نہ ہو اسکے لئے صرف نظریاتی طور پر کسی چیز کا مان لینا کافی نہیں ہے کیونکہ قرآن عقائد کے ساتھ دعوتِ عمل بھی ہے۔

قرآن نے اپنی بات سمجھانے کیلئے تین طرح کی زندگیوں کے نمونے پیش کئے ہیں۔

ایک نمونہ ہے ان سرکش لوگوں کا جنھوں نے زندگی کو صرف لذت نفس سمجھا ہے اور بڑی سے بڑی نشانی دیکھ کر بھی وہ حقیقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ نمونہ ہے قوم فرعون، قوم ثمود اور قوم لوط جیسی قوموں کا۔

دوسرا نمونہ اس سورت میں حضرت سلیمان ؑ کی زندگی کا پیش کیا ہے جو اتنی عظیم الشان سلطنت کے سربراہ ہونے کے باوجود پروردگار کے پورے طور پر فرماں بردار رہے اور قوت و اقتدار کو اللہ کی نعمت سمجھا۔

تیسرا نمونہ اس خاتون کا ہے جس کا نام ملکہ سبا ہے وہ ایک دولت مند قوم کی حکمران تھی۔ جب اس پر حق واضح ہوا تو تمام تر شوکت و عزت اور جاہ و حشمت کے باوجود اس نے حق کو ماننے میں دیر نہیں کی

○ اس سورت کے دوسرے حصے میں قرآن اور قرآن کی دعوت کا انکار کرنے والوں سے کچھ چبھتے ہوئے سوالات کئے گئے ہیں۔ اور ان سے پوچھا گیا ہے کہ بتاؤ کیا تمہارے عقائد اس کائنات کی حقیقت کے مطابق ہیں اور پھر اصل مرض کی جڑ پر انگلی رکھتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ قبول حق سے تمہارا انکار صرف اسلئے ہے کہ تم آخرت کو ماننے کے لئے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے تیار نہیں ہو۔

○ سورت کے آخر میں قرآن کی دعوت کا خلاصہ مؤثر انداز میں پیش کرکے مضمون کو سمیٹ دیا گیا ہے۔

اٰیَاتُهَا ۹۳	۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸	رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۞۱ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞۲

طٰسٓ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْقُرْاٰنِ	وَكِتَابٍ	مُّبِيْنٍ	هُدًى	وَّبُشْرٰى	لِلْمُؤْمِنِيْنَ
طٰسٓ	یہ	آیتیں	قرآن	اور کتاب	روشن واضح	ہدایت	اور خوشخبری	مومنوں کے لئے

طٰسٓ یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن واضح کتاب کی ہدایت اور خوشخبری مومنوں کے لئے

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ اَوْ اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً

سورۃ النمل مکی ہے اور اس سورت میں ترانوے یا چورانوے یا پچانوے آیتیں ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

(۱) طٰسٓ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ تِلْكَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ اَيْ اٰيَاتٌ مِّنْهُ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ مُظْهِرُ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ عَطْفٌ بِزِيَادَةِ صِفَةٍ

(۱) طٰسٓ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے مراد لی۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۱ یہ آیتیں قرآن اور اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرتا ہے۔

(۲) هُوَ هُدًى اَيْ هَادٍ مِّنَ الضَّلَالَةِ وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلْمُصَدِّقِيْنَ بِهٖ بِالْجَنَّةِ

(۲) ایسی کتاب جو راہ پر لاتی ہے گمراہی سے اور خوشخبری سناتی ہے ایمان والوں کو اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو جنت کی۔

تشریح

(۱) یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں | طا ۔ سین ۔ یہ حروف مقطعات یعنی الگ الگ کرکے پڑھے جانے والے حروف ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان حروف سے اس سورت کے چند مخصوص مضامین کی طرف اشارہ ہو۔

○ ط سے مراد ہے طیر جس کے معنی ہیں پرندہ۔ اس سورت کی آیت ۱۶ میں حضرت سلیمانؑ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں۔)

○ س سے حضرت سلیمان یا سبا کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے جیسا کہ آیت ۱۶ ہی میں ہے کہ "وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ" (سلیمان داؤد کے وارث ہوئے) اسی طرح آیت ۲۲ میں ہے وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ (میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لیکر آیا ہوں)

○ قرآن مجید کی تعلیمات بالکل واضح اور روشن ہیں۔ قرآن حق اور باطل کا فرق الگ الگ کرکے دکھاتا ہے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ اسی قرآن کی یہ آیات ہیں جو تمہارے سامنے رکھی جارہی ہیں۔

(۲) مومنین کے لئے ہدایت اور بشارت | قرآن کی آیات ان لوگوں کے لئے جو اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں مجسم ہدایت اور سراپا بشارت ہیں۔ ہدایت انہی لوگوں کے لئے ہیں جو ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بشارت ان کے لئے ہیں جو واقعی اس کتاب کو مان کر اس سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ یہ کتاب عمل کی دعوت دیتی ہے اسلئے بات ماننے تک محدود نہیں ہے بلکہ عمل کا بھی مطالبہ ہے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

الَّذِيْنَ	يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ	وَيُؤْتُوْنَ	الزَّكٰوةَ	وَ هُمْ
جو لوگ	قائم رکھتے ہیں	نماز	اور ادا کرتے ہیں	زکوٰۃ	اور وہ

جو لوگ نماز قائم رکھتے ہیں، اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	يُوْقِنُوْنَ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ
آخرت پر	وہ	یقین رکھتے ہیں	بیشک	جو لوگ	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر

پر یقین رکھتے ہیں بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے

زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ

زَيَّنَّا + لَهُمْ	اَعْمَالَهُمْ	فَهُمْ	يَعْمَهُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	لَهُمْ
آراستہ کر دکھائے ہم نے انکے لئے	انکے عمل	پس وہ	بھٹکتے پھرتے ہیں	یہی لوگ	وہ لوگ جو	انکے لئے

ہم نے ان کے عمل انکے لئے آراستہ کر دکھائے ہیں پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جن کیلئے

سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾

سُوْٓءُ	الْعَذَابِ	وَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ	الْاَخْسَرُوْنَ
بُرا	عذاب	اور وہ	آخرت میں	وہ	سب سے بڑھ کر خسارہ اٹھانے والے

بُرا عذاب ہے اور وہ آخرت میں سب سے بڑھ کر خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

(۳) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ يَاْتُوْنَ بِهَا عَلٰى وَجْهِهَا وَيُؤْتُوْنَ يُعْطُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ يَعْلَمُوْنَهَا بِالْاِسْتِدْلَالِ وَاُعِيْدَهُمْ لَمَّا فُصِلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْخَبَرِ

(۳) ایسے ایمان والے جو نماز کو پوری طرح ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اور وہ آخرت کا ہونا بالیقین جانتے ہیں دلیل سے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ میں دوبارہ ہُمْ اس لئے لایا گیا کہ اول ہم اور اس کی خبر میں فاصلہ بالآخرہ کا آگیا

(۴) اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمُ الْقَبِيْحَةَ

(۴) بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے بُرے عملوں کو ان کو اچھا کرکے دکھلا یا کر بوجہ موافقت

بِتَزْيِيْنِ الشَّهْوَةِ حَتّٰى رَاَوْهَا حَسَنَةً فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ○ يَتَحَيَّرُوْنَ فِيْهَا لِقُبْحِهَا عِنْدَنَا

خواہش نفسانی کے وہ ان کو بھلا سمجھتے ہیں سو وہ لوگ اُنہیں حیران پھرتے ہیں کیونکہ وہ اعمال ہمارے نزدیک بدتر ہیں وہی

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَشَدُّهُ فِى الدُّنْيَا الْقَتْلُ وَالْاَسْرُ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○ لِمَصِيْرِهِمْ اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ

ہیں کہ دنیا میں انکے واسطے سخت تر عذاب ہے قتل اور قید کا۔

اور آخرت میں وہی ٹوٹے والے ہیں کہ رجوع ان کا دوزخ کی آگ کی طرف ہے جسمیں وہ ہمیشہ جلیں گے

تشریح

(۳) عمل کی دعوت ایمان لانے کے بعد اس کتاب پر عمل کا مطالبہ ہے اس مطالبہ میں اولین مطالبہ یہ ہے کہ اہل ایمان باقاعدہ نماز کا نظام قائم کریں نماز کو پورے آداب کے ساتھ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں ان کی زندگی میں نماز کی بنیادی حیثیت ہو۔ اس جانی عبادت نماز کے ساتھ مالی عبادت زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے تیار رہیں، زکوٰۃ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ ہر اس شخص پر زکوٰۃ لازم ہے جو اسلام کے قانون کے مطابق صاحب نصاب ہو نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اس بات کی علامت ہے کہ واقعی اس آدمی نے پروردگار کی اطاعت قبول کرلی ہے اور اس کے احکام کی تعمیل کے لئے تیار ہے۔ علاوہ ازیں وہ آخرت پر یقین رکھتا ہو اگرچہ ایمان لانے میں توحید ورسالت کے ساتھ آخرت بھی شامل ہے لیکن یہاں آخرت کے عقیدے کو الگ سے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ نفع نقصان کا معیار آخرت ہو۔ آخرت کا فائدہ اور آخرت کا نقصان ایک مومن کے فکر کا محور ہونا چاہیئے۔

(۴) آخرت کا انکار کرنے والوں کے لئے دنیا ہی خوشنما بن جاتی ہے جو شخص آخرت پر یقین نہیں رکھتا اس کا نصب العین دنیا کا نفع نقصان بن جاتا ہے اور جب نصب العین غلط ہو جاتا ہے تو عمل کا رُخ بھی غلط ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں آدمی کی پسند ناپسند بھی غلط ہو جاتی ہے۔ دنیا کے بدترین اعمال اسکی نظر میں خوشنما بن جاتے ہیں آدمی راہِ راست سے محروم ہو کر ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے۔ اور جب وہ خود اپنی فکر نہیں کرتا اور صحیح طرز عمل اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اسکو راہ راست سے محروم کر دیتا ہے شیطان اسکے سامنے ایک خیالی جنت پیش کرتا رہتا ہے اور وہ اسی میں گم رہتا ہے غرض یہ کہ انکارِ آخرت کے نتیجے میں آدمی اپنی منزلِ مقصود سے محروم رہ جاتا ہے اور دنیا اسکی نظروں میں ایسی خوشنما ہو جاتی ہے کہ وہ اسی کو اوڑھنا بچھونا بنا کر مستقبل سے غافل ہو جاتا ہے۔ نہ اسے اپنی موت یاد آتی ہے اور نہ موت کے بعد کا انجام۔ اسلئے جو کتاب یا پیغمبر اسے عاقبت کی یاد دلاتا ہے اس پر وہ کان نہیں دھرتا اور اپنے کاموں کو اچھا سمجھ کر گمراہی میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

(۵) دنیا کا عذاب اور آخرت کی سزا آخرت کا انکار کرکے دنیا میں گم رہنے والے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور یہ عذاب مختلف آفات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور اس صورت میں بھی کہ انکار آخرت پر جس زندگی کی بنیاد ہوگی وہ زندگی کبھی کامیاب اور پرامن نہیں ہو سکتی آخرت میں بھی ایسا شخص انتہائی گھاٹے میں رہے گا اس لئے کہ نہ اس نے آخرت میں یقین رکھا اور نہ وہاں کا کوئی سامان کیا۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ مُوْسٰى

وَاِنَّكَ	لَتُلَقَّى	الْقُرْاٰنَ	مِنْ لَّدُنْ	حَكِيْمٍ	عَلِيْمٍ	اِذْ	قَالَ	مُوْسٰى
اور بیشک تم	دیا جاتا ہے	قرآن	نزدیک (جناب) سے	حکمت والا	علم والا	جب	کہا	موسیٰ

اور بیشک تمہیں قرآن حکمت والے، علم والے کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ (یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنے

لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ

لِاَهْلِهٖ	اِنِّيْ	اٰنَسْتُ	نَارًا	سَاٰتِيْكُمْ	مِّنْهَا	بِخَبَرٍ	اَوْ	اٰتِيْكُمْ	بِشِهَابٍ
اپنے گھر والوں سے	بیشک میں	میں نے دیکھی ہے	ایک آگ	میں ابھی لاتا ہوں	اسکی	کوئی خبر	یا	لاتا ہوں تمہارے پاس	شعلہ

گھر والوں سے کہا بیشک میں نے اک آگ دیکھی ہے، میں ابھی تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا آگ کا انگارہ

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ

قَبَسٍ	لَعَلَّكُمْ	تَصْطَلُوْنَ	فَلَمَّا	جَاۗءَهَا	نُوْدِيَ	اَنْ بُوْرِكَ
انگارہ	تاکہ تم	تم سینکو	پس جب	اس آگ کے پاس آیا	ندا دی گئی	کہ برکت دیا گیا

تمہارے پاس لاتا ہوں تاکہ تم سینکو۔ پس جب وہ آگ کے پاس آیا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا

مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨

مَنْ	فِي النَّارِ	وَمَنْ	حَوْلَهَا	وَسُبْحٰنَ	اللّٰهِ	رَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ
جو	آگ میں	اور جو	اسکے آس پاس	اور پاک	اللہ	پروردگار	سارے جہانوں

جو آگ میں (جلوہ افروز) ہے جو اس کے آس پاس ہے (موسیٰؑ) اور پاک ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار

٦ وَاِنَّكَ خِطَابٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ اَيْ
يُلْقٰى عَلَيْكَ بِشِدَّةٍ مِنْ لَّدُنْ
مِنْ عِنْدِ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ فِيْ
ذٰلِكَ۔ اُذْكُرْ

(٦) اور بیشک اے محمد! تمکو یہ قرآن عطا کیا گیا اللہ حکمت والے
بہت جاننے والے کی طرف سے۔

٧ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖ
زَوْجَتِهٖ عِنْدَ مَسِيْرِهٖ مِنْ
مَدْيَنَ اِلٰى مِصْرَ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ
اَبْصَرْتُ مِنْ بَعِيْدٍ نَارًا ۭ
سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ عَنْ

(٧) یاد کر جبکہ کہا موسیٰ نے اپنی بیوی کو جس وقت کہ وہ
مدین سے مصر کی طرف کو چلا کہ بے شبہ
میں نے دور سے آگ دیکھی ہے۔

نزدیک ہے کہ میں ... وہاں سے تمہارے پاس راستہ کی

حَالِ الطَّرِيْقِ وَكَانَ قَدْ ضَلَّهَا اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ بِالْاِضَافَةِ لِلْبَيَانِ وَتَرْكِهَا اَیْ شُعْلَةُ نَارٍ فِیْ رَاْسِ فَتِيْلَةٍ اَوْعُوْدٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ وَالطَّاءُ بَدْلٌ مِنْ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ صَلَّى بِالنَّارِ بِكَسْرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا تَسْتَدْفِئُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ

خبر لاؤنگا (یا سلئے کہا کہ موسیٰ راستہ بھول گئے تھے) یا تمہارے پاس چنگاری آگ کی لاؤں گا تاکہ تم سینکو اور گرمی حاصل کرو۔

(۸) فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْ اَیْ بِاَنْ بُوْرِكَ اَیْ بَارَكَ اللّٰهُ مَنْ فِی النَّارِ اَیْ مُوْسٰی وَمَنْ حَوْلَهَا اَیْ اَلْمَلٰٓئِكَةُ اَوِ الْعَكْسُ وَبَارَكَ يَتَعَدّٰی بِنَفْسِهٖ وَبِالْحَرْفِ وَيُقَدَّرُ بَعْدُ فِیْ مَكَانٍ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ مِنْ جُمْلَةِ مَانُوْدِیَ وَمَعْنَاهُ تَنْزِيْهُ اللّٰهِ مِنَ السُّوْءِ

(۸) پس جب موسیٰ وہاں آیا اس کو آواز دی گئی کہ اللہ نے برکت دی ہے اس شخص میں جو آگ کے پاس آیا یعنی موسیٰ، اور انہیں جو آگ کے گرد ہیں یعنی فرشتے (یا مراد اول سے فرشتے ہیں اور گرد والے سے موسیٰ) اور پاک ہے اللہ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔

تشریح

(۶) بلاشبہ قرآن حکیم وعلیم ہستی کیطرف سے ہے | قرآن جس ہستی کیطرف سے پیش کیا جارہا ہے وہ اپنی حکمت اور علم و دانش میں انتہائی کامل ہے اس ہستی کامل کو اپنے بندوں کی مصلحت کا پورا پورا علم ہے اسلئے اسکی طرف سے جس دین کی اور نظام زندگی اختیار کرنیکی دعوت دی جارہی ہے اسمیں مخلوق خدا کی دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ ملحوظ ہے۔ اگر اللہ کے بندے اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں تو دونوں جہان کی مرادیں پاسکتے ہیں۔ اس بات کو ثابت کرنیکے لئے حضرت موسیٰ اور فرعونیوں کا واقعہ سنایا جارہا ہے تاکہ سچوں کا دل مضبوط ہو اور جھوٹے اپنی بدانجامی پر مطلع ہوجائیں۔

(۷) حضرت موسیٰؑ کوہ طور کے دامن میں | بنی اسرائیل حضرت یوسفؑ کے زمانے سے مصر میں آباد تھے اور حضرت موسیٰؑ بھی وہیں پیدا ہوئے تھے جوان ہونے کے بعد وہ مدین چلے گئے جہاں وہ ایک عرصے تک رہے۔ مدین میں کئی سال گزارنے کے بعد اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آرہے تھے۔ ٹھنڈی رات تھی مدین سے واپس ہوتے ہوئے وہ صحرائے سینا کوہ طور کے پاس سے گزر رہے تھے۔ یکایک انہیں ایک آگ دکھائی دی۔ انہوں نے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھیرو، مجھے آگ سی دکھائی دے رہی ہے میں جاکر آگ لے کر آتا ہوں تاکہ تم اپنے آپ کو تاپ سکو اور وہاں سے راستے کا بھی پتہ کرتا ہوں۔ یہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ نے جھاڑی میں آگ لگی ہوئی دیکھی تھی کوہ طور کے دامن میں سمندر کی سطح سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

(۸) آگ نہیں اللہ کی تجلی | حضرت موسیٰؑ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ آگ نہیں ہے، وہ آگ جیسی دنیا میں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ غیبی اور نورانی آگ ہے جو تجلی الہٰی سے روشن ہے وہاں سے آواز آئی کہ زمین کا یہ ٹکڑا مبارک۔ آگ میں جو تجلی ہے وہ بھی مبارک اور اس کے پاس جو ہستیاں ہیں وہ بھی مبارک۔ اللہ کی ذات تمام محدودیتوں سے پاک ہے۔ وہ سارے جہاں کا رب ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ سفر میں تھے رات اندھیری اور ٹھنڈی تھی راستے کا پتہ نہیں چل رہا تھا اس حالت میں اچانک ندائے غیب سنکر کہیں آپ گھبرا نہ جائیں اسلئے ارشاد ہوا کہ یہ ندا بابرکت ہستی کی ہے جو کائنات کا پروردگار ہے اور اس مبارک جگہ میں خیر ہی خیر ہے شیطان اور اس کے شر سے پورا ماحول مامون ہے۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٩﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا

يٰمُوْسٰٓى	اِنَّهٗٓ	اَنَا اللّٰهُ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	وَاَلْقِ	عَصَاكَ	فَلَمَّا
اے موسیٰ	حقیقت یہ	میں اللہ	غالب	حکمت والا	اور تو ڈال	اپنا عصا	پس جب

اے موسیٰ! حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ غالب حکمت والا ہوں۔ اور تو اپنا عصا نیچے ڈال دے پس جب

رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى

رَاٰهَا	تَهْتَزُّ	كَاَنَّهَا	جَاۗنٌّ	وَّلّٰى	مُدْبِرًا	وَّلَمْ يُعَقِّبْ	يٰمُوْسٰى
اسے دیکھا	لہراتا ہوا	گویا کہ وہ	سانپ	وہ لوٹ گیا	پیٹھ پھیر کر	اور مڑ کر نہ دیکھا	اے موسیٰ

اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا وہ سانپ ہے تو (موسیٰؑ) پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا اور اس نے مڑ کر نہ دیکھا (ارشاد ہوا) اے موسیٰ!

لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾

لَا تَخَفْ	اِنِّىْ	لَا يَخَافُ	لَدَيَّ	الْمُرْسَلُوْنَ
تو خوف نہ کھا	بیشک میں	خوف نہیں کھاتے	میرے پاس	رسول (جمع)

تو خوف نہ کھا بیشک میرے پاس رسول خوف نہیں کھاتے۔

(٩) يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَىِ الشَّاْنُ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(١٠) وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَاَلْقَاهَا فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ تَتَحَرَّكُ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ حَيَّةٌ خَفِيْفَةٌ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يَرْجِعْ قَالَ تَعَالٰى يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ مِنْهَا اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ عِنْدِىْ الْمُرْسَلُوْنَ ○ مِنْ حَيَّةٍ وَّغَيْرِهَا

٩ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں عزت وحکمت والا۔

١٠ اور اپنی لاٹھی ڈال، سو موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی اس نے جب اس لاٹھی کو دیکھا کہ دوڑتی ہے جیسے پتلا سانپ ہو، موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے کو نہ لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو اس سے خوف نہ کر بے شبہ میرے پیغمبر سانپ وغیرہ سے نہیں ڈرتے۔

تشریح

(٩) اللہ کا موسیٰ سے خطاب | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے خطاب کیا کہ اے موسیٰ تم اللہ سے ہمکلام ہو جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

(١٠) لاٹھی کا سانپ بن جانا | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ تمہارے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسکو ذرا زمین پر تو پھینکو۔ حضرت موسیٰؑ نے زمین پر لاٹھی پھینکی تو وہ سانپ کی طرح لہرانے لگی۔ یہ سانپ دیکھنے میں تو بڑا اژدہا معلوم ہوتا تھا مگر اس کی حرکت میں اور لہرانے میں جو تیزی اور چستی تھی وہ ایک چھوٹے سانپ جیسی تھی اس لئے قرآن میں کہیں اس سانپ کے لئے 'ثعبان' کا لفظ آیا ہے (سورۂ اعراف، شعراء) اور کہیں حَيَّةٌ تَسْعٰى (دوڑتا ہوا سانپ) کہا گیا ہے (سورۂ طٰہٰ)۔ اور مذکورہ آیت میں اس کو جَاۗنٌّ (چھوٹا سانپ) کہا گیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو بشری تقاضے سے خوفزدہ ہو گئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو آواز دی کہ اے موسیٰ ڈرو مت، میرے حضور میں رسول کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا جس کو رسالت کے عظیم منصب پر مقرر کیا جاتا ہے اسکی حفاظت کی ذمہ داری ہماری ہوتی ہے اسلئے کیسا ہی غیر معمولی واقعہ پیش آئے رسول کو مطمئن رہنا چاہئے کہ اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا ہماری حفاظت میں ہمارے رسول کو کسی مخلوق سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَإِنِّيْ غَفُوْرٌ

إِلَّا	مَنْ	ظَلَمَ	ثُمَّ	بَدَّلَ	حُسْنًا	بَعْدَ	سُوْٓءٍ	فَإِنِّيْ	غَفُوْرٌ
مگر	جو۔جس	ظلم کیا	پھر اس نے بدل ڈالی		بھلائی	بعد	برائی	تو بیشک میں	بخشنے والا

مگر جس نے ظلم کیا پھر اس نے برائی کے بعد بھلائی بدل ڈالی تو میں بخشنے والا نہایت

رَّحِيْمٌ ⑪ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ

رَّحِيْمٌ	وَأَدْخِلْ	يَدَكَ	فِيْ جَيْبِكَ	تَخْرُجْ	بَيْضَآءَ	مِنْ	غَيْرِ
نہایت مہربان	اور داخل کر (ڈال)	اپنا ہاتھ	اپنے گریبان میں	وہ نکلے گا	سفید۔روشن	سے۔کے	بغیر

مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ کسی عیب کے بغیر سفید روشن (ہوکر)

سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫

سُوْٓءٍ	فِيْ	تِسْعِ اٰيٰتٍ	إِلٰى	فِرْعَوْنَ	وَقَوْمِهٖ	إِنَّهُمْ	كَانُوْا	قَوْمًا	فٰسِقِيْنَ
عیب	میں	نو نشانیاں	طرف	فرعون	اور اسکی قوم	بیشک وہ	ہیں	لوگ	نافرمان

نکلے گا نو نشانیوں میں (سے یہ دو معجزے لیکر) فرعون اور اسکی قوم کی طرف (جا)۔ بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

⑪ إِلَّا لٰكِنْ مَنْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ
ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا أَتَاهُ
بَعْدَ سُوْٓءٍ أَيْ تَابَ
فَإِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
أَقْبَلُ التَّوْبَةَ وَأَغْفِرُ لَهٗ
⑫ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ
جَيْبِكَ طَوْقَ الْقَمِيْصِ
تَخْرُجْ خِلَافَ لَوْنِهَا مِنَ
الْأُدْمَةِ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ
سُوْٓءٍ بَرَصٍ لَهَا شُعَاعٌ
يَغْشَى الْبَصَرَ اٰيَةً فِيْ
تِسْعِ اٰيٰتٍ مُرْسَلًا بِهَا
إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ
إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

⑪ لیکن جو شخص اپنی جان پر ظلم کرے پھر اس برائی کے بعد بھلائی کرے یعنی گناہ سے توبہ کرے۔

پس بے شبہ میں بخشنے والا مہربان ہوں کہ اس کی توبہ قبول کرتا ہوں اور اس کو بخشتا ہوں

⑫ اور اے موسیٰ اپنا ہاتھ اپنے کرتے کے گریبان میں داخل کر وہ نکلے گا سفید ہوکر کہ چمکتا ہوگا اور اس میں شعاع نکلتی ہوگی بخلاف اس گندم گوں رنگت کے جو پہلے تھی۔ یہ سفیدی ہاتھ کی بدون کسی مرض برص وغیرہ کے ہوگی۔ یہ معجزہ منجملہ نو معجزوں کے ہے جو موسیٰ کو دیکر فرعون اور اس کی قوم کیطرف بھیجا۔

بیشک وہ قوم فاسق تھی۔

(۱۱) ہمارے حضور میں قصوروار کو بھی معافی کے بعد ڈرنے کی ضرورت نہیں | ہمارے حضور میں اگر کسی کو ڈر ہو سکتا ہے تو گنہگار کو۔ جب وہ کوئی قصور کر کے آیا ہو اور خطا کرنے کے بعد اگر اس نے سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنی روش بدل کر نیکیوں کے ذریعے اس خطا کا اثر ختم کر دیا تو اسے ہمارے حضور میں کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے اسلئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں۔ یہ اشارہ تھا حضرت موسیٰ کی کچھ بے ارادہ خطا کی طرف جس میں اچانک حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھ سے ایک آدمی کا قتل ہو گیا تھا سورۂ قصص میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے ۔ حضرت موسیٰ ؑ کو اپنی چوک کا جو احساس تھا اس معافی سے ان کے دل کے ڈر کو دور کر دیا گیا اور اطمینان دلادیا گیا کہ تم سے جو ماضی میں قصور ہوا ہے اس کو اللہ نے معاف کر دیا ہے اب اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ اسی وقت اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے معافی کے طلبگار ہو گئے تھے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ (اے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے آپ مجھے معاف فرمادیں)۔ اور اللہ تعالیٰ نے معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا فَغَفَرَ لَہٗ (ہم نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ القصص - ۱۶) — ہم نے تمہیں سزا دینے کے لئے نہیں بلایا ہے بلکہ تمہیں رسالت کی ذمہ داری سونپی جارہی ہے جس کی پہلی نشانی معجزے کے طور پر یہ عطا کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔

(۱۲) فرعونیوں کو راہ پر لانے کیلئے حضرت موسیٰ ؑ کا تقرر اور ان کو دیئے گئے معجزات | مصر کے بادشاہ فرعون اور اس کی قوم نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا ان سے خدمتیں لیتا تھا ان پر ظلم اور زیادتیاں کرتا تھا اور صدیوں سے بنی اسرائیل انتہائی ذلت اور پسماندگی کی زندگی گزار رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کے رب ہیں سارے بندوں کے پروردگار ہیں جب کسی قوم کا ظلم حد سے گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے اس کو سمجھانے کا انتظام کرتے ہیں اور پھر اس کا آخری فیصلہ فرمادیتے ہیں۔

حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل میں سے تھے انکی ابتدائی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی تھی پھر وہ مصر سے نکل کر مدین چلے گئے۔ اور کئی سال کے بعد جب مدین سے واپس ہو رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وادی طویٰ میں حضرت موسیٰ کو خطاب کیا ان کو اپنی رسالت سے نوازا۔ نو ۹ کھلے کھلے معجزے اور نشانیاں عطا کیں تاکہ وہ اپنی رسالت کا یقین دلائیں اور فرعونیوں کی اصلاح کریں۔ پہلا معجزہ لاٹھی کا تھا۔ دوسرا معجزہ یہ عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی عیب کے چاند کی طرح روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ تمہارے لئے نو نشانیوں میں سے دوسری نشانی ہے اور یہ نشانیاں ایسی واضح ہیں جن کو دیکھ کر کوئی طالبِ حق انکار نہیں کر سکتا۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے :۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ

(ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو صاف نظر آنے والی نو نشانیاں عطا کی تھیں —)

سورۂ اعراف میں ان نو نشانیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔

(۱) لاٹھی کا اژدہا بن جانا۔ (۲) ہاتھ کا سورج کی طرح چمکنا۔
(۳) جادوگروں کو شکست دینا۔ (۴) حضرت موسیٰ کے اعلان کے بعد سارے ملک میں قحط کا ہونا۔ (۵) طوفان کا آنا۔
(۶) ٹڈی دل کا حملہ۔ (۷) غلے کے ذخیرے میں سُرخ سُرخیاں۔ انسانوں اور جانوروں میں جوئیں پڑنا۔
(۸) مینڈکوں کا طوفان (۹) خون۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ یہ معجزات لے کر فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ اور انکو اللہ کے دین کی دعوت دو یہ بڑے بگڑے ہوئے لوگ ہیں اور لوگوں پر زیادتیاں کر رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ⑬ وَجَحَدُوْا بِهَا وَ

فَلَمَّا	جَآءَتْهُمْ	اٰیٰتُنَا	مُبْصِرَةً	قَالُوْا	هٰذَا	سِحْرٌ مُّبِیْنٌ	وَجَحَدُوْا	بِهَا	وَ
پھر جب	آئیں انکے پاس	ہماری نشانیاں	آنکھیں کھولنے والی	وہ بولے	یہ	جادو کھلا	اور انہوں نے انکار کیا	اس کا	حالانکہ

پھر جب انکے پاس آئیں آنکھیں کھولنے والی ہماری نشانیاں وہ بولے یہ کھلا جادو ہے حالانکہ ان کے دلوں کو اس کا یقین تھا انہوں نے

اسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ⑭ ع ۱۴ / ۱۶

اسْتَیْقَنَتْهَآ	اَنْفُسُهُمْ	ظُلْمًا	وَّعُلُوًّا	فَانْظُرْ	كَیْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُفْسِدِیْنَ
اس کا یقین تھا	ان کے دل	ظلم سے	اور تکبر سے	تو دیکھو	کیسا	ہوا	انجام	فساد کرنے والے

اس کا انکار کیا ظلم اور تکبر سے تو دیکھو! فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا۔؟

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا

وَلَقَدْ	اٰتَیْنَا	دَاوٗدَ	وَسُلَیْمٰنَ	عِلْمًا	وَقَالَا	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِیْ	فَضَّلَنَا
اور تحقیق	دیا ہم نے	داؤدؑ	اور سلیمانؑ	بڑا علم	اور انہوں نے کہا	تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	وہ جس نے	فضیلت دی ہے

اور تحقیق ہم نے دیا داؤدؑ اور سلیمانؑ کو بڑا علم اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں وہ جس نے ہیں فضیلت

عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ⑮

عَلٰی	كَثِیْرٍ	مِّنْ	عِبَادِهِ	الْمُؤْمِنِیْنَ	
پر	اکثر	سے	اپنے بندے	مومن (جمع)	

دی اکثر اپنے مومن بندوں پر۔

⑬ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً اَیْ مُضِیْئَةً وَاضِحَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ بَیِّنٌ ظَاهِرٌ

⑬ سو جب آئیں انکے پاس ہماری نشانیاں روشن ظاہر وہ کہنے لگے کہ یہ ظاہر جادو ہے۔

⑭ وَجَحَدُوْا بِهَا اَیْ لَمْ یُقِرُّوْا وَقَدِ اسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ اَیْ تَیَقَّنُوْا اَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تَكَبُّرًا عَنِ الْاِیْمَانِ بِمَا جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی رَاجِعٌ اِلَی الْجَحْدِ فَانْظُرْ یَا مُحَمَّدُ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ○ الَّتِیْ عَلِمْتَهَا مِنْ اِهْلَاكِهِمْ

⑭ اور انھوں نے ان نشانیوں کا انکار کیا از راہِ ناانصافی اور تکبر کے ایمان لانے سے ان احکام پر جو موسیٰ لایا حالانکہ انکے دلوں میں اس بات کا یقین تھا کہ یہ نشانیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔ پس دیکھ اے محمد! کیونکر ہوا انجام فساد کرنے والوں کا کہ وہ ہلاک ہوئے۔

⑮ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ ابْنَهٗ عِلْمًا ج

⑮ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا الخ اور بے شبہ ہم نے داؤد اور سلیمان

بِالْقَضَاءِ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْطِقَ الطَّيْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَقَالَا الشُّكْرُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا بِالنُّبُوَّةِ وَكَثِيْرٍ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّيَاطِيْنِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

کو لوگوں میں فیصلہ کرنے اور پرندوں کی بول سمجھنے وغیرہ کا علم عطا کیا اور ان دونوں نے اللہ کی نعمتوں کے شکر میں کہا کہ جمیع محامد اس اللہ کو ہیں جس نے ہم کو بڑائی دی ساتھ پیغبری کے اور جن اور آدمیوں کے فرماں بردار کرنے کی اور شیاطین کو مسخر کرنے کی اپنے بہت سے مسلمان بندوں پر۔

تشریح

(۱۳) فرعونیوں کا قبولِ دعوت سے انکار | اللہ کے دئے ہوئے معجزے اور نشانیاں لے کر حضرت موسیٰ ؑ فرعونیوں کے پاس پہنچے اور وقتاً فوقتاً وہ کھلی نشانیاں ان کو دکھائیں مگر انہوں نے ان نشانیوں کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ حالانکہ وہ کھلے معجزے تھے جادو نہ تھا۔ معجزے اور جادو کا فرق جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ معجزے میں حقیقت بدل جاتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ ؑ کی لاٹھی حقیقت میں سانپ بن جاتی تھی جبکہ جادو میں وہ چیز صرف ایسی دکھائی دیتی ہے حقیقت میں نہیں ہوتی۔ اسی لئے فرعون کے دربار میں جادوگر حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے تھے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں ہے معجزہ ہے جو اللہ کے سچے رسول ہونے کی نشانی ہے مگر قوم فرعون نے ان معجزوں کو جادو کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا۔

(۱۴) فرعونیوں کا انکار بے انصافی غرور اور تکبر کی وجہ سے تھا | دل سے فرعونی بھی سمجھ گئے تھے کہ حضرت موسیٰ جو نشانیاں دکھا گئے ہیں وہ جادو نہیں ہے معجزہ ہیں اور وہ واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ مگر ان کے انکار کی وجہ ان کا غرور اور تکبر اور بے انصافی ظلم اور گھمنڈ تھا ظلم انسان کو حق پسندی سے دور لے جاتا ہے اور اس کا دل اس بات کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ اپنے مقام سے نیچے آکر سچائی کو قبول کرلے۔ ان کا دل اندر سے کہہ رہا تھا کہ بات صحیح ہے مگر زبان اقرار سے محروم اور اسی لئے ایمان غیر معتبر

أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ (المومنون - ۴۷)

(کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔)

پھر ایسے ہٹ دھرم مفسدوں کا کیا انجام ہوا وہ سب نے دیکھ لیا۔ سمندر کی لہروں نے ان سب کو نگل لیا اور بے گور و کفن لاشیں دنیا کے لئے عبرت بن کر رہ گئیں۔ حق کو ٹھکرانے کا انجام یہی ہوتا ہے۔

"دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو"

(۱۵) فرعون کی جہالت کے مقابلے میں داؤد ؑ اور سلیمان ؑ کو علم حقیقت عطا کیا گیا | فرعون کی جہالت کا نمونہ اوپر گزر چکا۔ جہالت کے نتیجے میں اس میں گھمنڈ اور غرور پیدا ہوا اور اللہ کی دی ہوئی نعمتِ اقتدار کا بے جا استعمال کیا۔

اس کے مقابلے میں ہمارے دو بندے داؤد ؑ اور سلیمان ؑ کہ ہم نے انہیں علم حقیقت عطا کیا۔ انہیں شریعت، احکام شریعت سیاست و حکمرانی کے اصول عطا کئے۔ عظیم الشان سلطنت دی کہ عدل و انصاف اور اسلامی نظریات کے مطابق کار حکمرانی انجام دیں دونوں باپ بیٹوں کو یہ نعمت ملی اور اقتدار حاصل ہوا تو انہوں نے اس کو اللہ کا فضل سمجھ کر صحیح صحیح استعمال کیا اور اللہ کے شکرگزار بن کر رہے اور انہوں نے بڑی عاجزی کے ساتھ شکر خداوندی ادا کرتے ہوئے اللہ کے حضور میں عرض کیا کہ شکر ہے اس بزرگ کا جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی۔ یہ نعمت خلافت دوسرے مومنوں کو بھی مل سکتی تھی مگر یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں منتخب کیا۔

ان دونوں کرداروں میں کتنا نمایاں فرق ہے ایک طرف فرعون ہے جو حکومت پر اترا رہا ہے دوسری طرف داؤد اور ان کے بیٹے سلیمان ہیں جو تواضع سے جھکے جا رہے ہیں۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ

وَوَرِثَ	سُلَيْمٰنُ	دَاوٗدَ	وَقَالَ	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	عُلِّمْنَا	مَنْطِقَ	الطَّيْرِ
اور وارث ہوا	سلیمان ع	داؤد ع	اور اس نے کہا	اے لوگو	مجھے سکھائی گئی	بولی	پرندے (جمع)

اور سلیمان ع داؤد ع کا وارث ہوا اور اس نے کہا اے لوگو! مجھے سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی

وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ⑯

وَاُوْتِيْنَا	مِنْ	كُلِّ شَيْءٍ	اِنَّ	هٰذَا	لَهُوَ	الْفَضْلُ	الْمُبِيْنُ
اور ہمیں دی گئی	سے	ہر چیز	بیشک	یہ	البتہ وہی	فضل	کھلا۔

اور ہمیں ہر چیز سے (ہر نعمت) دی گئی ہے، بیشک یہ کھلا فضل ہے۔

⑯ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ النُّبُوَّةَ وَالْعِلْمَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ اَيْ فَهْمَ اَصْوَاتِهٖ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْتَاهُ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمُلُوْكُ اِنَّ هٰذَا الْمُؤْتٰى لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ○ اَلْبَيِّنُ الظَّاهِرُ

۱۶ اور سلیمان ع کو وراثت ملی داؤد ع سے پیغمبری اور علم کی۔ اور اس نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ کہ ہم اسکو سمجھتے ہیں۔ اور ہمکو دی گئی ہر ایک چیز جو پیغمبروں اور بادشاہوں کو دیجاتی ہے بیشک یہ جو کچھ ہم کو عطا ہوا ظاہر بزرگی ہے۔

تشریح

⑯ نبوت و بادشاہت میں حضرت سلیمان ع اپنے والد حضرت داؤد ع کے جانشین بنے | حضرت سلیمان ع حضرت داؤد ع کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ عبرانی زبان میں ان کا اصل نام سولومون تھا جس کے معنیٰ وہی ہیں جو سلیم کے ہیں۔ یہ ۹۶۵ء ق م میں حضرت داؤد ع کے جانشین ہوئے اللہ نے ان کو نبوت اور بادشاہت دونوں چیزیں اپنے والد کیطرح عطا کیں۔ تقریبًا چالیس سال ۹۲۶ء ق م تک بادشاہ رہے۔ حضرت سلیمان ع کی حکومت فلسطین شرق اردن اور شام کے ایک حصے میں تھی۔ اس انداز کی سلطنت جیسی حضرت سلیمان ع کی تھی نہ اس سے پہلے کسی کو ملی اور نہ اس کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے جنات، ہوا اور پرندوں کو ان کے لئے مسخر کر دیا تھا ان کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی تھیں اور ایسی عظیم الشان سلطنت کے لئے جو سامان و اسباب درکار تھے وہ سب عطا کئے گئے تھے۔ حضرت سلیمان ع کی اعلیٰ درجے کی سیرت وکردار ان کی انصاف پسندی نظمِ مملکت ایسی نمایاں خوبیاں تھیں جنکو ہر شخص محسوس کر سکتا تھا۔

○ پرندوں کی بولیوں میں بات کو سمجھنے اور سمجھانے کا فرق پایا جاتا ہے اور وہ آپس میں اسکو سمجھتے ہیں۔ جب کوئی پرندہ اپنے جوڑے کو بلاتا ہے یا اپنے بچوں کو پکارتا ہے یا خوف اور خوشی کا اظہار کرتا ہے تو اس کی بولی میں فرق ہوتا ہے اور وہ باہم اسکو سمجھتے اور سمجھاتے ہیں۔ انسان پرندوں کی بولیوں کو سمجھ نہیں سکتا مگر یہ اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان کو معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ وہ پرندوں کی اور دوسرے جانور چیونٹیوں وغیرہ کی باتوں کو سمجھ لیتے تھے یہ بات چونکہ معجزے کے طور پر عطا ہوئی تھی اور معجزہ ہوتا ہی ہے جو عام دستور سے ہٹکر ہو اسکو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اتنی بات ہم عقل سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جیسے ڈاکخانے میں ٹیلی گراف کی کھٹ کھٹ سننے والے کے سمجھ میں نہیں آتی مگر ٹیلی گراف ماسٹر اپنے علم سے اس کھٹ کھٹ کو سمجھ لیتا ہے اور جان لیتا ہے کہ تار کا مضمون کیا ہے۔ اسی طرح جنکو اللہ نے علم دیا ہے وہ ان باتوں کو جو عام آدمی نہیں سمجھ سکتے سمجھ لیتے ہیں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

وَحُشِرَ	لِسُلَيْمٰنَ	جُنُوْدُهٗ	مِنَ	الْجِنِّ	وَالْاِنْسِ	وَالطَّيْرِ	فَهُمْ
اور جمع کیا گیا	سلیمان کے لئے	اس کا لشکر	سے	جنّ	اور انسان	اور پرندے	پس وہ

اور سلیمانؑ کے لئے اس کا لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں کا جمع کیا گیا پس وہ

يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ

يُوْزَعُوْنَ	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَتَوْا	عَلٰى	وَادِ النَّمْلِ	قَالَتْ	نَمْلَةٌ
روکے جاتے تھے	یہاں تک کہ	جب	وہ آئے	پر	چیونٹیوں کا میدان	کہا	ایک چیونٹی

روکے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے میدان میں آئے، ایک چیونٹی نے کہا

يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ

يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ	ادْخُلُوْا	مَسٰكِنَكُمْ	لَا يَحْطِمَنَّكُمْ	سُلَيْمٰنُ
اے چیونٹیو	تم داخل ہو	اپنے گھروں (بلوں) میں	نہ روند ڈالے تمہیں	سلیمانؑ

اے چیونٹیو! تم اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں

وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

وَجُنُوْدُهٗ	وَهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ	فَتَبَسَّمَ	ضَاحِكًا	مِّنْ
اور اس کا لشکر	اور وہ	نہ جانتے ہوں (انہیں خبر نہ ہو)	تو وہ مسکرایا	ہنستے ہوئے	سے

روند نہ ڈالے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ تو وہ ہنستے ہوئے مسکرایا اس کی

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ

قَوْلِهَا	وَقَالَ	رَبِّ	اَوْزِعْنِيْٓ	اَنْ	اَشْكُرَ	نِعْمَتَكَ	الَّتِيْٓ
اس کی بات	اور کہا	اے میرے رب	مجھے توفیق دے	کہ	میں شکر ادا کروں	تیری نعمت کا	وہ جو

بات سے اور کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو

اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

اَنْعَمْتَ	عَلَيَّ	وَعَلٰى	وَالِدَيَّ	وَاَنْ	اَعْمَلَ صَالِحًا	تَرْضٰىهُ
تو نے انعام فرمائی	مجھ پر	اور پر	میرے ماں باپ	اور یہ کہ	میں نیک کام کروں	تو وہ پسند کرے

تو نے مجھ پر انعام فرمائی ہے اور میرے ماں باپ پر۔ اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے

وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ ⑲

وَ اَدْخِلْنِیْ	بِرَحْمَتِكَ	فِیْ	عِبَادِكَ	الصَّالِحِیْنَ
اور مجھے داخل فرمائے	اپنی رحمت سے	میں	اپنے بندے	نیک (جمع)

اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمائے۔

⑰ وَحُشِرَ جُمِعَ لِسُلَيْمَانَ
جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
وَالطَّيْرِ فِيْ مَسِيْرٍ لَّهٗ
فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ يُجْمَعُوْنَ
ثُمَّ يُسَاقُوْنَ

⑰ اور جمع کیا گیا سلیمانؑ کے لئے اس کا لشکر
جن اور آدمیوں اور پرندوں سے ایک سفر میں جو اسکو
پیش آیا۔
سو وہ تمام لشکر اکٹھا کر کے چلایا گیا۔

⑱ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ
النَّمْلِ هُوَ بِالطَّائِفِ اَوْ
بِالشَّامِ نَمْلُهٗ صِغَارًا وَكِبَارًا
قَالَتْ نَمْلَةٌ مَلِكَةُ النَّمْلِ
وَقَدْ رَأَتْ جُنْدَ سُلَيْمَانَ
يٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ
يَكْسِرَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○
بِهِلَاكِكُمْ نَزَّلَ النَّمْلَ
مَنْزِلَةَ الْعُقَلَاءِ
فِي الْخِطَابِ بِخِطَابِهِمْ

⑱ یہاں تک کہ جب وہ طائف یا شام میں چیونٹیوں
کے جنگل میں پہنچے۔

چیونٹیوں کے بادشاہ نے کہا اس حال میں کہ اس نے
سلیمانؑ کے لشکر کو دیکھا کہ اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں
میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر بے خبری
میں تمہیں پیس ڈالیں

(چیونٹیوں کو اس خطاب میں ذوی العقول فرض کر کے
ویسا ہی خطاب کیا گیا۔)

⑲ فَتَبَسَّمَ سُلَيْمَانُ ابْتِدَاءً
ضَاحِكًا انْتِهَاءً مِّنْ
قَوْلِهَا وَقَدْ سَمِعَهٗ
مِنْ ثَلَاثَةِ اَمْيَالٍ
حَمَلَتْهُ الرِّيْحُ اِلَيْهِ
فَحَبَسَ جُنْدَهٗ حِيْنَ
اَشْرَفَ عَلٰى وَادِيْهِمْ
حَتّٰى دَخَلُوْا بُيُوْتَهُمْ

⑲ یہ اس کی بات سنکر سلیمانؑ تبسم کر کے خوب ہنسا۔

(سلیمانؑ نے اس کی آواز تین میل کے فاصلے سے سُنی
ہوا نے اس تک یہ آواز پہنچا دی۔ پس یہ سنکر سلیمانؑ
جب انکے جنگل کے قریب پہنچا اپنے لشکر کو روک لیا

یہاں تک کہ وہ اپنے سوراخوں میں گھس گئیں۔

وَكَانَ جُنْدُهٗ رُكْبَانًا وَّمُشَاةً فِىْ هٰذَا الْمَسِيْرِ	اور سلیمانؑ کا لشکر اس سفر میں سوار اور پیادہ دونوں طرح کے آدمی تھے۔
وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ	اور سلیمان ؑ نے کہا اے میرے رب میرے دل میں ڈال اور مجھ کو توفیق دے کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو تو نے مجھ پر
وَعَلٰى وَالِدَىَّ	اور میرے ماں باپ پر کی۔
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ الأنبياء والأولياء	اور مجھکو توفیق دے کہ میں اچھے عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور مجھ کو اپنی رحمت میں داخل کر اپنے نیک بندوں یعنی پیغمبروں اور اولیاء کے ساتھ۔

تشریح

(۱۷) **حضرت سلیمانؑ کی خصوصیت، انسانوں کے ساتھ جنوں اور پرندوں کے لشکر** — اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ؑ کو جاہ وحشمت عطا کی تھی وہ اللہ کے نبی بھی تھے اور شان وشوکت والے بادشاہ بھی، تاکہ اہل عالم پر یہ پہلو بھی روشن ہو جائے کہ ایک نبی تخت شاہی پر بیٹھ کر بھی کیسی پاکیزہ زندگی گزارتا ہے اور اہل اقتدار کیلئے وہ نمونہ بنجائیں کہ حکومت حاصل کر کے بھی احساس ذمہ داری کا ثبوت دیں اور لوگوں کیلئے انکی حکومت اللہ کی رحمت کا سایہ بن جائے — حضرت سلیمانؑ کی شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ انکے لئے انسانوں کے علاوہ جنوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے تھے ان لشکروں کی باقاعدہ صف بندی ہوتی تھی، فوجوں کیطرح انمیں نظم وضبط قائم کیا جاتا تھا جو جس کام کیلئے مناسب تھا اس سے وہی کام لیا جاتا تھا جسطرح آج بری بحری اور ہوائی فوجیں ہوتی ہیں اور انمیں فوجی نظم ونسق قائم رکھا جاتا ہے اسی طرح حضرت سلیمان کے لشکر میں انسان بھی تھے جن بھی تھے پرندے بھی تھے اور وہ پورے فوجی نظم ونسق کے ساتھ اپنی اپنی ڈیوٹی انجام دیتے تھے۔

(۱۸) **چیونٹیوں کی بستی پر حضرت سلیمانؑ کا گزر اور ان کی گفتگو کا سننا** — حضرت سلیمان ؑ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی خاص صلاحیت دی تھی کہ وہ چیونٹیوں کی بات چیت کو سن لیتے اور سمجھ لیتے تھے ایسے ہی ایک واقعہ کا قرآن مجید کی اس آیت میں ذکر ہے۔

چیونٹیاں خاص سلیقے سے اپنا گھر بناتی ہیں ان کی باقاعدہ بستیاں ہوتی ہیں اور ان میں بڑا نظم اور بڑی اجتماعیت ہوتی ہے عربی زبان میں چیونٹیوں کی بستی کو "قریۃ النمل" کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک بستی پر حضرت سلیمان ؑ کے لشکر کا گزر ہوا تو ایک چیونٹی نے اپنی ساتھی چیونٹی سے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان ؑ کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل دے۔

(۱۹) **چیونٹی کی بولی سمجھنے پر حضرت سلیمان ؑ کا جذبۂ شکر** — حضرت سلیمانؑ نے ننھی منی چیونٹی کی بات سنی اور اللہ تعالیٰ نے جو اُن کو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کی صلاحیت بطور معجزہ عطا کی تھی اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ کے حضور میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تجھ نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور مجھے توفیق عطا فرما ایسے نیک اعمال کی جو آپکو راضی کرنیوالے ہوں اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما چونکہ نیک بندوں میں شامل ہونا اور جنت میں داخل ہونا اللہ کی رحمت سے ہوگا نہ کہ صرف عمل صالح کی بنیاد پر اسلئے حضرت سلیمان ؑ نے عمل صالح کے ساتھ اللہ کی رحمت کی بھی درخواست کی یہی بات ہے جو اللہ کے نبی حضرت محمدؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمائی ہے آپ نے فرمایا لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدَكُمُ الْجَنَّةَ عَمَلُهٗ (کسی کو محض اسکا عمل جنت میں نہیں پہنچائیگا) صحابہ نے عرض کیا کیا حضور کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے؟ (وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟) فرمایا، وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ (ہاں میں بھی اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جاؤنگا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے نہ ڈھانپ لے) حضرت سلیمانؑ نے اپنی قوت ادراک پر غرور نہیں کیا بلکہ اللہ کے سامنے شکر کے لئے سر جھکا دیا۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ صلے

وَتَفَقَّدَ	الطَّيْرَ	فَقَالَ	مَالِيَ	لَآ اَرَى	الْهُدْهُدَ
اور اس نے خبر لی (جائزہ لیا)	پرندے	تو اس نے کہا	کیا ہے	میں نہیں دیکھتا	ہُدہُد کو

اور اس نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہا کیا بات) ہے میں ھُدہد کو نہیں دیکھتا

اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾

اَمْ	كَانَ	مِنَ	الْغَآئِبِيْنَ	
کیا	وہ ہے	سے	غائب ہونے والا	

کیا وہ غائب ہوجانے والوں میں سے ہے

(۲۰) وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ لِيَرَى الْهُدْهُدَ الَّذِي يَرَى الْمَاءَ تَحْتَ الْاَرْضِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ بِنَقْرَةٍ فِيْهَا فَتَسْتَخْرِجُهُ الشَّيٰطِيْنُ لِاحْتِيَاجِ سُلَيْمٰنَ اِلَيْهِ لِلصَّلٰوةِ فَلَمْ يَرَهُ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَيْ اَعَرَضَ لِيْ مَا مَنَعَنِيْ مِنْ رُؤْيَتِهِ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ○ فَلَمْ اَرَهُ لِغَيْبَتِهِ فَلَمَّا تَحَقَّقَهَا قَالَ

(۲۰) اور سلیمان نے تفتیش کی پرندوں کی تاکہ ہدہد کو دیکھے کیونکہ اس کو پانی کی ضرورت تھی نماز کے لئے اور ہدہد کو پانی زمین کے نیچے سے نظر آجاتا ہے اور جہاں پانی ہوتا ہے وہاں وہ ٹھونگ مارتا ہے اور اس سے پانی کا ہونا معلوم ہوجاتا ہے جب پانی کا ہونا معلوم ہوجاوے تو شیاطین اس جگہ کو کھود کر پانی نکالدیتے تھے اسلئے سلیمانؑ نے ہدہد کو تلاش کیا جب اسکو نہ دیکھا کہنے لگے کیا ہوا مجھ کو کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ یعنی آیا مجھ کو کوئی امر پیش آیا جو اس کے دیکھنے سے مانع ہے یا وہ غائب ہے یہاں موجود نہیں اسلئے میں اس کو نہیں دیکھتا۔

سو جب سلیمان کو اس کا غائب ہونا محقق ہوگیا کہا۔

تشریح

(۲۰) حضرت سلیمانؑ کا سوال - ہدہد کہاں ہے ؟ حضرت سلیمان ؑ کے لشکر میں پرندے بھی تھے جن میں ایک پرندہ ہُدہُد بھی تھا ہدہد جس کو انگریزی میں (HOOPOE) کہتے ہیں کبوتر کی طرح کا ایک پرندہ ہوتا ہے اس کے سر پر کلغی (CREST) ہوتی ہے اس کلغی کی وجہ سے اس کو شاہی پرندہ (ROYEL BIRD) کہتے ہیں یہ فلسطین اور شام کے علاقے میں کافی پایا جاتا ہے اور کبوتر کی طرح نامہ بری کا کام کرتا ہے ۔

کسی موقعہ پر حضرت سلیمان ؑ نے پرندوں کی فوج کا جائزہ لیا تو ہدہد کو غیر حاضر پاکر سوال کیا۔ کیا بات ہے؟ فلاں ہدہد نظر نہیں آرہا ہے کیا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے ؟ معلوم ہوا کہ یہ خاص ہدہد تھا جو حضرت سلیمان ؑ کی فضائی فوج میں شامل تھا۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْلَاۡ اَذْبَحَنَّهٗۤ اَوْلَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ

لَاُعَذِّبَنَّهٗ	عَذَابًا	شَدِیْدًا	اَوْ	لَاۡاَذْبَحَنَّهٗ	اَوْلَیَاْتِیَنِّیْ	بِسُلْطٰنٍ
البتہ میں ضرور اُسے سزا دونگا	سزا	سخت	یا	اسے ذبح کر ڈالونگا	یا اُسے ضرور لانی چاہیے	سند (کوئی دجہ

البتہ میں اسے ضرور سخت سزا دوں گا ، یا اسے ذبح کر ڈالوں گا ، یا اسے ضرور کوئی معقول وجہ میرے پاس (پیش کرنی

مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ

مُّبِیْنٍ	فَمَكَثَ	غَیْرَ + بَعِیْدٍ	فَقَالَ	اَحَطْتُّ	بِمَا	لَمْ تُحِطْ
واضح (معقول)	سو اس نے دیر کی	تھوڑی سی	پھر کہا	میں نے معلوم کیا ہے	وہ جو	تمکو معلوم نہیں

چاہیے ۔ سو اس ہُدہُد نے تھوڑی سی دیر کی، پھر کہا میں نے معلوم کیا ہے وہ جو تم کو معلوم نہیں

بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾

بِهٖ	وَجِئْتُكَ	مِنْ	سَبَاٍ	بِنَبَاٍ	یَّقِیْنٍ	
وہ	اور میں تمہارے پاس لایا ہوں	سے	سبا	ایک خبر	یقینی	

اور میں تمہارے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں ۔

﴿۲۱﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا اَیْ تَعْذِیْبًا
شَدِیْدًا بِنَتْفِ رِیْشِهٖ وَذَنَبِهٖ
وَرَمْیِهٖ فِی الشَّمْسِ فَلَا یَمْتَنِعُ
مِنَ الْهَوَامِّ اَوْ لَاۡاَذْبَحَنَّهٗ بِقَطْعِ
حُلْقُوْمِهٖ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِنُوْنٍ
مُشَدَّدَةٍ مَكْسُوْرَةٍ اَوْ مَفْتُوْحَةٍ
یَلِیْهَا نُوْنٌ مَكْسُوْرَةٌ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِیْنٍ ○ بُرْهَانٍ بَیِّنٍ ظَاهِرٍ
عَلٰی عُذْرِهٖ

﴿۲۱﴾ بے شبہ میں اس کو سخت عذاب دوں گا اس طرح کے اس کے پر اور دُم اکھاڑ کر اس کو دھوپ میں ڈالدونگا جس کے سبب وہ موذی جانوروں یا حشرات الارض سے بچ نہ سکے گا۔ یا اس کو ذبح کر ڈالونگا اس کا گلا کاٹ کر یا یہ کہ وہ کوئی دلیل ظاہر میرے پاس اپنے عذر کی پیش کرے ۔

﴿۲۲﴾ فَمَكُثَ بِضَمِّ الْكَافِ وَفَتْحِهَا
غَیْرَ بَعِیْدٍ اَیْ یَسِیْرًا مِّنَ
الزَّمَانِ وَحَضَرَ لِسُلَیْمٰنَ
مُتَوَاضِعًا بِرَفْعِ رَاْسِهٖ وَاِرْخَاءِ
ذَنَبِهٖ وَجَنَاحَیْهِ فَعَفَا عَنْهُ
وَسَاَلَهٗ عَمَّا لَقِیَ فِیْ غَیْبَتِهٖ

﴿۲۲﴾ سو اس کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد ہدہد سلیمان کے پاس حاضر ہوا تو اضع کرتا ہوا اس طرح کہ اپنا سر اوپر اٹھایا اور دُم اور بازو نیچے کو لٹکائے ہوئے یہ حال دیکھ کر سلیمان ؑ نے اس کا قصور معاف کردیا اور اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے غائب ہونے کے زمانے میں کیا کیا دیکھا۔

فَقَالَ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ
بِهٖ اَیْ اِطَّلَعْتُ عَلٰی مَا لَمْ
تَطَّلِعْ عَلَیْهِ وَجِئْتُكَ مِنْ
سَبَاٍ بِالصَّرْفِ وَتَرْکِهٖ
قَبِیْلَةٌ بِالْیَمَنِ سُمِّیَتْ
بِاسْمِ جَدٍّ لَّهُمْ بِاعْتِبَارِهٖ
صُرِفَ بِنَبَاٍ بِخَبَرٍ یَقِیْنٍ ○

اس نے کہا کہ مجھ کو اطلاع ہوئی اس امر کی جس کی تجھ کو اطلاع نہیں۔
اور میں تیرے پاس قبیلہ سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔

تشریح

(۲۱) **ہُدہُد نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ نہ بتائی تو سخت سزا ملے گی** فوج میں بڑا ڈسپلن ہوتا ہے کمانڈر کے احکام کی تعمیل میں ذرا سی ڈھیل برداشت نہیں کی جاتی۔ حضرت سلیمان ؑ نے ہدہد کو غیر حاضر پایا تو حکم ہوا کہ وہ اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ پیش کرے ورنہ اس کو سخت سزا ملے گی۔ مثلاً اس کے بال و پر نوچ دیے جائیں گے اور جرم سخت ہوا تو ذبح بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ بغیر اطلاع کے غیر حاضر ہونا، اگر معقول عذر نہ ہو تو قابلِ معافی نہیں ہے۔

(۲۲) **ہُدہُد کا بیان** تھوڑی ہی دیر بعد ہُدہُد حاضرِ خدمت ہوا اور عرض گزار ہوا کہ قومِ سبا کے بارے میں میں کچھ اور ایسی یقینی اطلاعات لے کر آیا ہوں جن کی تفصیلات شاید آپ کے علم میں نہ ہوں گی۔ قوم کے مرکز میں جو حالات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں وہ شاید ابھی تک جناب کے علم میں نہیں لائے گئے ہیں۔

قومِ سبا کے حالات پر ایک نظر

جُنوبی عرب میں رہنے والی ایک تجارت پیشہ کاروباری قوم کا نام "سَبَا" ہے۔ قوم سبا یمن میں صنعا کے قریب آباد تھی اس کا دارالسلطنت اس زمانے میں "مارب" تھا جو صنعا سے شمال مشرق کی طرف پچپن میل کی دوری پر واقع تھا۔ قوم سبا کا عروج سنہ۱۱۰ق م سے شروع ہوا اور ایک ہزار سال تک اس قوم کی عظمت کا ڈنکا بجتا رہا۔ عرب میں یمن اور حضرموت پر اور افریقہ میں حبش کے علاقے پر اس کی حکومت قائم تھی۔ اور اس کی تجارت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ مشرقی افریقہ، ہندوستان، مشرق بعید اور خود عرب کی جتنی بھی تجارت مصر، شام، یونان اور روم کے ساتھ ہوتی تھی وہ زیادہ تر قوم سبا کے ہاتھ میں تھی اور اسی لئے یہ اپنے زمانے میں دنیا کی سب سے مالدار قوم سمجھی جاتی تھی۔

کاروبار کے علاوہ ان کی خوشحالی کی ایک اور وجہ بھی تھی۔ وہ یہ کہ انھوں نے جگہ جگہ پانی کے بند بنا کر آبپاشی کا اتنا اعلیٰ نظام قائم کیا ہوا تھا جس سے پورا ملک سرسبز و شاداب ہو گیا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۂ سبا آیت ۱۵ میں اس ملک کی شادابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ

(سبا کے لئے ان کے اپنے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور شکر بجا لاؤ۔ ملک ہے عمدہ اور پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشش فرمانے والا۔)

یعنی قوم سبا کے ملک میں جس طرف نظر دوڑاؤ باغ ہی باغ نظر آتے، پوری سرزمین گلزار بنی ہوئی تھی۔ مگر یہ قوم پروردگار حقیقی کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتی تھی۔ یہ قوم ہر وقت معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی فکر میں لگی رہتی تھی۔ ان کا ذہن دنیا میں دولت کمانے طاقت حاصل کرنے اور شان و شوکت سے زندگی گزارنے کے علاوہ کچھ اور سوچنے کے لئے تیار ہی نہیں تھا۔

ہُدہُد نے جب حضرت سلیمانؑ کو ان تفصیلات سے آگاہ کیا تو حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ ہم ابھی معلوم کریں گے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو ایک خط دیا اور کہا کہ یہ خط ان لوگوں کی طرف ڈال دینا اور پھر الگ ہٹ کر کھڑے ہو جانا اور دیکھنا کہ ان کا ردعمل کیا ہے۔ چنانچہ ہُدہُد حضرت سلیمان کا خط لیکر پہنچا تو اس وقت ملکۂ سبا سورج دیوتا کی پرستش کے لئے جا رہی تھی۔ ہُدہُد نے راستے ہی میں وہ خط ملکہ سبا کے سامنے پھینک دیا۔

ملکہ سبا نے وہ خط اٹھایا اور پہلے خود پڑھنے کے بعد اہل دربار کے سامنے اس کو پڑھ کر سنایا اور اہل دربار کو بتایا کہ یہ بہت اہم خط ہے جو سلیمان بادشاہ کی طرف سے مجھے بھیجا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور اللہ کی فرماں برداری قبول کر کے مطیع بن کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔"

ملکہ سبا نے خط کا مضمون سُنا کر اہل دربار سے پوچھا کہ اے سرداران قوم، مجھے مشورہ دو کہ میں اس معاملے میں کیا کروں، کیونکہ میں تمہارے مشورے کے بغیر کوئی بڑا اقدام نہیں اٹھا سکتی۔

اہل دربار نے جواب دیا، جہاں تک طاقت کا معاملہ ہے تو ہم طاقتور ہیں، لڑنے والے ہیں۔ باقی فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ دیکھ لیں اور جو مناسب سمجھیں ہمیں حکم دیں ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

ملکہ نے کہا کہ جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس ملک کو برباد کرتے ہیں، عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ بادشاہوں کا مزاج اور طریقہ یہی ہوتا ہے ——— ایسا ہے کہ میں ان لوگوں کے پاس اپنے سفیروں کے ذریعے کچھ تحفے ہدیے بھیجتی ہوں اور پھر دیکھتے ہیں کہ ہمارے سفیر کیا جواب لیکر آتے ہیں۔

ملکہ سبا کے سفیر قیمتی تحفے ہدیے لیکر دربار سلیمانی میں حاضر ہوئے تو حضرت سلیمان ؑ نے جواب دیا کہ تم لوگ مجھے مال دیکر رام کرنا چاہتے ہو۔ میرے رب نے مجھے جو دے رکھا ہے وہ تم سے بھی بہت زیادہ ہے۔ مجھے تمہارا مال مطلوب نہیں ہے، اسے واپس لے جاؤ، مجھے تو ایمان مطلوب ہے کہ اس رب کی بات کو قبول کرو جو ہمارا تمہارا سب کا رب ہے۔ اگر تم ظلم کا راستہ نہیں چھوڑو گے تو ہم تمہارے اوپر ایسے لشکر لیکر آئیں گے جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سفیر ملکہ کے بھیجے ہوئے ہدیئے تحفے واپس لے کر پہنچے اور جو انھوں نے دربار میں دیکھا تھا، سنا تھا اور حضرت سلیمان ؑ نے کہا تھا وہ سب ملکہ کو بتا دیا۔ ملکہ نے یہ سب باتیں سنکر یہی مناسب سمجھا کہ حضرت سلیمان ؑ سے ملاقات کے لئے خود بیت المقدس جائے۔ چنانچہ اس نے شاہی ساز و سامان کے ساتھ .... بیت المقدس .... کا سفر کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت سلیمان ؑ کو اس کی اطلاع دیدی کہ آپ جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں اس کو خود آپ کی زبان سے سننے اور براہِ راست آپ سے گفتگو کرنے کے لئے میں بذاتِ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہوں ——— جب ملکہ سبا دو ایک دن کے بعد بیت المقدس میں پہنچنے ہی والی تھی تو حضرت سلیمان ؑ نے اہل دربار سے کہا کہ ملکۂ سبا جلدی پہنچنے والی ہے۔ اس کا وہ شاندار تخت شاہی جس کا تذکرہ ھُدھُد نے ہم سے کیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ وہ تخت ہمارے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ملکہ سبا کو ہماری طاقت کا اندازہ ہو سکے۔

آپ نے اہل دربار سے کہا کہ بتاؤ ان لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے کون اس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے؟ — جیسا کہ معلوم ہے کہ حضرت سلیمان ؑ کے جنات بھی تابع تھے، اور آپ کی حکومت اللہ کی اس مخلوق پر بھی تھی۔ تو ایک طاقتور جن نے جو دیکھنے میں بھی بڑا قوی ہیکل تھا حضرت سلیمان ؑ سے عرض کیا کہ آپ کا دربار برخواست ہونے سے پہلے پہلے میں وہ تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر سکتا ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے عرض کیا کہ میں اس خدمت کا واسطہ بن سکتا ہوں کہ معجزاتی طور پر پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت آپ کے سامنے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، پلک جھپکتے ملکہ سبا کا وہ شاندار ہیرے جواہرات سے مرصع تخت شاہی حضرت سلیمان ؑ کے سامنے موجود تھا۔

آپ نے اس کو دیکھا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے یہ دکھا دیا ہے کہ اس کی قدرت سے ہزاروں میل کے فاصلے سے تخت شاہی پلک جھپکتے میرے سامنے موجود ہے۔

حضرت سلیمان ؑ نے فرمایا کہ اس تخت کی تھوڑی سی شکل بدل دو۔ دیکھتے ہیں کہ ملکہ اس کو پہچانتی ہے یا نہیں؟ اگر وہ چیزوں پر غور و فکر کرنے اور گہری نظر ڈالنے کی عادت رکھتی ہوگی تو وہ اپنے تخت کو پہچان لے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس میں وہ گہری سمجھ موجود ہے جو کسی بات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ ملکہ دربار سلیمانی میں پہنچی، وہ تخت سامنے رکھا ہوا تھا۔ حضرت سلیمان ؑ نے پوچھا کہ کیا یہ اسی کا تخت ہے؟ ملکہ نے دیکھ کر کہا کہ لگتا تو وہی ہے۔

تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلے سے تخت شاہی کا دربار سلیمانی میں پہنچ جانا ایسا معجزہ تھا جس سے ملکہ متاثر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ آپ کی نبوت اور معجزانہ کارناموں کا ہمیں پہلے ہی علم ہو چکا تھا اور ہم دینِ اسلام قبول کرکے مسلم ہو گئے تھے۔ اور اب آپ کے سامنے ہم کھل کر اس کا اعتراف اور اقرار کرتے ہیں کہ یہی دین حق ہے اور یہی صداقت ہے۔

حضرت سلیمان ؑ نے ملکہ کی فکری اور اعتقادی گمراہی کا احساس دلانے کے لئے شیشے کا ایک محل تعمیر کرایا تھا جس کا فرش شفاف شیشے کا تھا اسلئے نیچے پانی بہتا رہتا تھا شیشہ چونکہ شفاف تھا اس لئے دیکھنے والے کو ایسا لگتا تھا کہ یہ پانی ہی ہے۔

حضرت سلیمان ؑ ملکہ کو وہ محل دکھانے کے لئے لے گئے۔ جب اس نے فرش پر قدم رکھا تو یہ سمجھ کر کہ اس کا پاؤں پانی میں پڑے گا اپنی پنڈلی سے کپڑا اوپر کو سرکا لیا۔ تاکہ اس کے کپڑے پانی میں بھیگ نہ جائیں۔

حضرت سلیمان ؑ نے کہا کہ یہ پانی نہیں ہے شیشوں سے جڑا ہوا محل ہے جس کے نیچے پانی بہہ رہا ہے۔ ملکہ یہ سن کر فوراً چونک پڑی اور اس کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ بعض اوقات آدمی ظاہری طور پر دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔

انسان سورج کی چمک دمک دیکھ کر سورج کی طاقت کو سجدہ کرنے لگتا ہے جبکہ سورج کی اپنی طاقت نہیں ہے اس کے پیچھے اس کی طاقت ہے جس نے اس کائنات کو بنایا ہے۔ شرک اسی طرح انسان کو گمراہ کرتا ہے۔

اس حکمتِ عملی سے حضرت سلیمان ؑ نے توحید کی صداقت اس کے دل میں اتار دی۔ ملکہ نے پورے شعور اور یقین کے ساتھ اس دین حق کو قبول کیا اور اپنے ساتھ اس دولت کو لے کر گئی تاکہ اپنی قوم اور ملک کو اس دولت سے نہال کر دے۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ

مِنْ + كُلِّ	وَ اُوْتِیَتْ	تَمْلِكُهُمْ	امْرَاَةً	وَجَدْتُّ	اِنِّیْ
ہر ایک	اور دیگئی ہے	وہ ان پر بادشاہت کرتی ہے	ایک عورت	پایا (دیکھا)	بیشک میں نے

بیشک میں نے ایک عورت کو دیکھا ہے وہ ان پر بادشاہت کرتی ہے اور (اسے) ہر شے دی گئی

شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾

عَظِیْمٌ	عَرْشٌ	وَّلَهَا	شَیْءٍ
بڑا	ایک تخت	اور اسکے لئے	شے

ہے اور اس کے لئے ایک بڑا تخت ہے

۲۳ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ اَیْ هِیَ مَلِكَةٌ لَهُمْ اِسْمُهَا بِلْقِیْسُ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ تَحْتَاجُ اِلَیْهِ الْمُلُوْكُ مِنَ الْاٰلَةِ وَالْعُدَّةِ وَلَهَا عَرْشٌ سَرِیْرٌ عَظِیْمٌ ○ طُوْلُهٗ ثَمَانُوْنَ ذِرَاعًا وَعَرْضُهٗ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَارْتِفَاعُهٗ ثَلٰثُوْنَ ذِرَاعًا مَضْرُوْبٌ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مُكَلَّلٌ بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ الْاَحْمَرِ وَالزَّبَرْجَدِ الْاَخْضَرِ وَالزُّمُرُّدِ وَقَوَائِمُهٗ مِنَ الْیَاقُوْتِ الْاَحْمَرِ وَالزَّبَرْجَدِ الْاَخْضَرِ وَالزُّمُرُّدِ عَلَیْهِ سَبْعَةُ بُیُوْتٍ عَلٰی كُلِّ بَیْتٍ بَابٌ مُغْلَقٌ

۲۳ بیشک میں نے پایا ان کا بادشاہ عورت کو جس کا نام بلقیس تھا۔

اور اسکو ہر ایک چیز دی گئی جس کی ضرورت بادشاہوں کو ہوتی ہے آلات اور سامان۔

اور اس کے پاس ایک بڑا تخت ہے۔

جو اسی گز کا لمبا اور چالیس گز کا چوڑا اور تیس گز کا اونچا ہے۔

جس میں سونا اور چاندی لگا ہوا ہے۔

موتیوں اور سرخ یاقوت اور سبز زبرجد اور زمرد سے جڑا ہوا ہے۔

اس کے پائے سرخ یاقوت اور سبز زبرجد اور زمرد کے تھے اس پر سات کمرے بنے ہوئے تھے ہر کمرہ کا دروازہ بند کیا ہوا تھا۔

تشریح

۲۳ ہدہد نے اور آگے کہا ہُدہُد نے حضرت سلیمان ؑ کے سامنے مزید تفصیلات عرض کرتے ہوئے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک عورت قوم سبا پر حکومت کر رہی ہے اس کے پاس ہر طرح کا سروسامان ہے۔ فوج ہے اسلحہ ہے اور ظاہری حسن وجمال ہے غرض اس کو ہر چیز عطا کی گئی ہے اور اس کا ایک عظیم الشان بیش قیمت ہیرے جواہرات سے مرصّع تخت ہے۔ جس پر وہ دربار میں بیٹھی ہے۔ قوم سبا پر حکمراں اس خاتون کا نام مفسرین نے بلقیس نقل کیا ہے۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وَجَدْتُّهَا	وَقَوْمَهَا	يَسْجُدُوْنَ	لِلشَّمْسِ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
میں نے پایا ہے اُسے	اور اس کی قوم	وہ سجدہ کرتے ہیں	سورج کو	اللہ کے سوا

میں نے اُسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا (اللہ کو چھوڑ کر) سورج کو سجدہ کرتے پایا ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَصَدَّهُمْ	عَنِ	السَّبِيْلِ
اور آراستہ کر دکھائے	انہیں	شیطان	انکے عمل (جمع)	پس روک دیا انہیں	سے	راستہ

اور شیطان نے انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں ان کے عمل پس انہیں (سیدھے) راستے سے روک دیا ہے۔

فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ

فَهُمْ	لَا يَهْتَدُوْنَ	اَلَّا	يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ	الَّذِيْ	يُخْرِجُ	الْخَبْءَ
سو وہ	راہ نہیں پاتے	کہ نہیں	وہ سجدہ کرتے اللہ کو	وہ جو	نکالتا ہے	چھپی ہوئی

سو وہ راہ نہیں پاتے۔ اور اللہ کو (کیوں) سجدہ نہیں کرتے؟ وہ جو آسمانوں میں اور

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾

فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَيَعْلَمُ	مَا تُخْفُوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ
آسمانوں میں	اور زمین	اور جانتا ہے	جو تم چھپاتے ہو	اور جو	تم ظاہر کرتے ہو

زمین میں چھپی ہوئی (چیز) کو نکالتا ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو

السجدة

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾

اَللّٰهُ	لَا اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	رَبُّ	الْعَرْشِ	الْعَظِيْمِ
اللہ	نہیں کوئی معبود	اس کے سوا	رب (مالک)	عرش	عظیم

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے

﴿۲۴﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ طریق الحق فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ○

﴿۲۴﴾ میں نے پایا اسکو اور اسکی قوم کو کہ وہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں اللہ کے سوا اور شیطان نے انکو انکے برے عمل اچھے کر دکھلائے سو روک دیا اس نے ان کو راہ حق سے پس اب وہ راہ نہ پاویں گے۔

﴿۲۵﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ ای اَنْ يَسْجُدُوا لَهٗ

﴿۲۵﴾ اللہ کو سجدہ (کیوں) نہیں کرتے وہ اللہ کہ جو پوشیدہ بارش

فَرِیْدَۃٌ لَا وَاُدْغِمَ فِیْهَا نُوْنُ اَنْ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی لِئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْکِتٰبِ وَالْجُمْلَۃُ فِیْ مَوْضِعِ مَفْعُوْلِ یَهْتَدُوْنَ بِاِسْقَاطِ اِلٰی الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَی الْمَخْبُوْءِ مِنَ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○ بِاَلْسِنَتِهِمْ

اور سبزہ کو نکالتا ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اپنے دلوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اپنی زبانوں پر۔

(۲۶) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ اِسْتِئْنَافُ جُمْلَۃِ ثَنَاءٍ مُشْتَمِلٌ عَلَی الرَّحْمٰنِ فِیْ مُقَابَلَۃِ عَرْشِ بِلْقِیْسَ وَبَیْنَهُمَا بَوْنٌ عَظِیْمٌ

(۲۶) اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رب ہے بڑی کرسی کا (اللہ لا الہ الا ہو' جملہ مستانفہ ہے غرض اس سے ثنا رحق تعالیٰ کی ہے۔ اسمیں ذکر فرمایا عرش رحمٰن کا بمقابلہ عرش بلقیس کے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔)

تشریح

(۲۴) قوم سبا کے عقیدے | ہُدہُد نے حضرت سلیمان ؑ کو یہ بھی بتایا کہ یہ قوم اللہ کو سجدہ کرنے کے بجائے سورج کو سجدہ کرتی ہے — اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ دراصل جو لوگ شرک کرتے ہیں شیطان ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کرکے ایسا ظاہر فریب بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو ہی اچھا سمجھتے رہتے ہیں اور اس سے آگے انکی نگاہیں نہیں جاتیں کہ جس چیز کو وہ اپنا معبود بنا رہے ہیں اسمیں معبود ہونے کی کوئی ذاتی صفت نہیں ہے۔ اگر اسمیں کوئی خوبی اور کمال ہے تو وہ معبود حقیقی کا عطا کردہ ہے اسلئے حقیقت میں عبادت کے لائق وہی معبود حقیقی ہے مگر انکی نگاہیں دور تک نہیں جاتیں اسلئے وہ راہ راست چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ | اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا کیا ٹھکانا ہے جو ہر آن ان چیزوں کو ظہور میں لاتا ہے جو نہ جانے کب کہاں چھپی ہوتی ہیں۔ زمین سے بیشمار نباتات، کھیتیاں، پھل میوے نکلے چلے آرہے ہیں۔ قسم قسم کے معدنیات جو زمین کے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے ظاہر ہو رہے ہیں۔ فضاؤں میں کتنی چیزیں تھیں جو سامنے آرہی ہیں جہاں تک انسان کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچتا تھا۔ اس کے علم وسیع کا کیا ٹھکانا ہے ہر اس چیز کو جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو اس کے علم سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے۔

جانوروں تک کو خالق کی معرفت کا شعور دیا ہے ان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانتے ہیں۔ ہُدہُد ایک پرندہ ہے ریت کے اندر سے کیڑے نکال نکال کر کھاتا ہے۔ اللہ نے اس کی روزی زمین کی تہہ میں پوشیدہ رکھ دی ہے وہ بھی اپنے خالق کو پہچانتا ہے مگر یہ انسان ہے جو علم، عقل اور شعور ہوتے ہوئے غیر اللہ کے آگے سر نیاز جھکاتا پھرتا ہے۔

(۲۶) معبود حقیقی صرف اللہ ہے | ایک اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں وہ اس عرش عظیم کا مالک ہے جس کے عرش سے بلقیس کے تخت شاہی کو کوئی نسبت نہیں ہے اسکی حکومت زمین و آسمان پر ہے وہی عبادت کے لائق ہے سر اسی کے آگے جھکنا چاہیئے۔

؎ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے　٭　ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اس آیت کے پڑھنے اور سننے والے پر واجب ہے کہ وہ سجدۂ تلاوت کرے تاکہ سورج کے پرستاروں سے وہ ممتاز ہو جائے۔ دل کے ساتھ ساتھ اس کا عمل بھی گواہی دے کہ وہ صرف پروردگار عالم کا پرستار ہے نہ کہ چاند سورج کا جو اس کی مخلوق ہے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

قَالَ	سَنَنْظُرُ	اَصَدَقْتَ	اَمْ	كُنْتَ	مِنَ	الْكٰذِبِيْنَ
اس (سلیمان) نے کہا	ابھی ہم دیکھ لینگے	کیا تونے سچ کہا	یا	تو ہے	سے	جھوٹے

سلیمانؑ نے کہا، ابھی ہم دیکھ لینگے کیا تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے؟ (جھوٹا ہے)

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

اِذْهَبْ	بِكِتٰبِىْ	هٰذَا	فَاَلْقِهْ	اِلَيْهِمْ	ثُمَّ تَوَلَّ	عَنْهُمْ	فَانْظُرْ	مَاذَا	يَرْجِعُوْنَ
لے جا	میرا خط	یہ	پس اسے ڈال دے	انکی طرف	پھر لوٹ آ	ان سے	پھر دیکھ	کیا	وہ جواب دیتے ہیں

میرا یہ خط لے جا۔ پس یہ انکی طرف ڈال دے، پھر ان سے لوٹ آ، پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىْۤ اُلْقِىَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ

قَالَتْ	يٰۤاَيُّهَا + الْمَلَؤُا	اِنِّىْۤ + اُلْقِىَ	اِلَىَّ	كِتٰبٌ	كَرِيْمٌ	اِنَّهٗ	مِنْ
وہ کہنے لگی	اے سردارو	بیشک میری طرف ڈالا گیا	میری طرف	خط	باوقعت	بیشک وہ	سے

وہ عورت کہنے لگی، اے سردارو، بیشک میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے بیشک وہ

سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

سُلَيْمٰنَ	وَاِنَّهٗ	بِسْمِ - اللّٰهِ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ
سلیمان	اور بیشک وہ	نام سے اللہ کے	جو رحم کرنے والا	نہایت مہربان

سلیمان (کی طرف) سے ہے اور بیشک وہ (یوں ہے) اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

﴿۲۷﴾ قَالَ سُلَيْمَانُ لِلْهُدْهُدِ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ فِيْمَا اَخْبَرْتَنَا بِهٖ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ اَىْ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ فَهُوَ اَبْلَغُ مِنْ اَمْ كَذِبْتَ فِيْهِ ثُمَّ دَلَّهُمْ عَلَى الْمَاءِ فَاسْتَخْرَجُوْا وَارْتَوُوْا وَتَوَضَّاُوْا وَصَلَّوْا ثُمَّ كَتَبَ سُلَيْمَانُ كِتَابًا صُوْرَتُهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ اِلٰى بِلْقِيْسَ مَلِكَةِ سَبَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

﴿۲۷﴾ سلیمانؑ نے ہدہد سے کہا نزدیک ہے کہ ہم دیکھیں گے آیا تونے سچ کہا جو کچھ ہم کو خبر دی یا جھوٹ کہا تونے۔

یہ کہہ کر پھر ہدہد نے انکو پانی کا نشان بتلایا سو پانی نکالا گیا اور سب نے پیا اور وضو کرکے نماز پڑھی۔ پھر سلیمانؑ نے ایک رقعہ بنام بلقیس لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔ یہ خط ہے اللہ کے بندے سلیمانؑ بن داؤدؑ کی طرف سے بلقیس بادشاہ سبا کی طرف ساتھ نام اللہ کے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے سلامتی ہو اس شخص کو جو ہدایت کا پیرو

أَمَّا بَعْدُ فَلَا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ. ثُمَّ طَبَعَهُ بِالْمِسْكِ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِهِ ثُمَّ قَالَ لِلْهُدْهُدِ

ہوا. لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس تم کو چاہیے کہ مجھ پر بڑائی نہ ڈھونڈو اور میرے پاس آجاؤ فرماں بردار ہو کر. پھر اس خط کو مشک کی مہر لگا کر بند کیا اور اپنی مہر اس پر کر دی. پھر کہا ہدہد سے کہ.

(۲۸) اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ اَيْ بِلْقِيْسَ وَقَوْمِهَا ثُمَّ تَوَلَّ انْصَرِفْ عَنْهُمْ وَقِفْ قَرِيْبًا مِّنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ○ يَرُدُّوْنَ مِنَ الْجَوَابِ

(۲۸) لیجا تو یہ میرا خط پس ڈال دے اس کو بلقیس اور اس کی قوم کے سامنے.

پھر ان سے جدا ہو کر نزدیک کو کھڑا ہو جا.

اور دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں.

فَاَخَذَهُ وَاَتَاهَا وَحَوْلَهَا جُنْدُهَا فَاَلْقَاهُ فِيْ حَجْرِهَا فَلَمَّا رَاَتْهُ ارْتَعَدَتْ وَخَضَعَتْ خَوْفًا ثُمَّ

پس ہدہد نے اس خط کو لیا اور بلقیس کے پاس پہنچا اس حال میں کہ اسکے گرد اس کا لشکر جمع تھا سو ڈال دیا اس خط کو ہدہد نے بلقیس کی گود میں پس جب دیکھا اس خط کو بلقیس نے کانپ گئی اور خوف سے.

(۲۹) قَالَتْ لِاَشْرَافِ قَوْمِهَا يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ بِقَلْبِهَا وَاوًا مَكْسُوْرَةً اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ○ مَخْتُوْمٌ

(۲۹) پھر اپنی قوم کے شریفوں سے کہنے لگی اے جماعت!

بیشک میری طرف ایک خط بزرگی والا مہر لگایا گیا ڈالا گیا ہے.

(۳۰) اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ اَيْ مَضْمُوْنُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(۳۰) اور بیشک وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ: ساتھ نام اللہ کے جو بہت بخشش والا نہایت مہربان ہے.

تشریح

(۲۷) حضرت سلیمانؑ کا فرمانا۔ سچائی معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں | ہدہد کی باتیں سنکر جو تفصیلات قوم سبا کے بارے میں اس نے بتائیں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا ابھی دیکھتے ہیں اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ اور اس کا طریقہ انھوں نے یہ اختیار کیا کہ ملکہ سبا کے نام خط لکھا۔

(۲۸) حضرت سلیمانؑ کا خط ملکہ سبا کے نام | حضرت سلیمانؑ نے ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا اور فرمایا کہ میرا یہ خط لیجا اور ان کو پہنچا دے۔ خط دیکر ایک طرف کو ہٹ جانا کہ آداب شاہی یہی ہے کہ سفیر خط حوالے کرکے سر پر کھڑا نہ رہے بلکہ جواب کے انتظار کیلئے ایک طرف کو ہٹ جائے حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ خط انکے حوالے کرنیکے بعد ایکطرف کو ہٹ کر انکا رد عمل دیکھو کہ خط پا کر وہ کیا کہتے ہیں چنانچہ ہدہد نے حضرت سلیمانؑ کی ہدایت کے مطابق ایسا ہی کیا۔

(۲۹) ملکہ سبا کا اہل دربار سے مشورہ | ملکہ سبا بلقیس نے جب یہ خط پڑھا تو اپنے سفیروں اور درباریوں کو جمع کرکے ان سے مشورہ کیا اور بتایا کہ میرے پاس ایک اہم خط آیا ہے اس خط کی اہمیت یہ ہے کہ ایک عظیم شہنشاہ سلیمان کی طرف سے آیا ہے جو کہ فلسطین اور شام کے عظیم حکمراں ہیں، دوسرے آیا بھی بڑے عجیب طریقے سے ہے کہ انسان کے بجائے اس کو ایک پرندہ ہدہد لے کر آیا ہے۔

(۳۰) خط کے مضمون کا آغاز | یہ خط جو حضرت سلیمانؑ کی طرف سے ہے اس کے مضمون کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ رحمن رحیم کے نام سے کیا گیا ہے ——— اس دعوتی خط کے مضمون کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرنے میں کئی اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ یہ خط جس کا مضمون قرآن نے باقاعدہ ریکارڈ کر لیا ہے ہمیں سبق دیتا ہے کہ دعوتی تحریر یا کام کا آغاز اللہ کے نام سے ہونا چاہیے۔ یہ بابرکت کلمہ اللہ کی معرفت کے دروازے کی کنجی ہے۔ اس کلمے کی برکت سے راہ حق کے دروازے کھل جاتے ہیں اس لئے قرآن میں ہر سورت کا آغاز اسی بابرکت کلمے سے ہوا ہے۔

ع ۲ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي

أَفْتُونِي	الْمَلَأُ	يَا أَيُّهَا	قَالَتْ	مُسْلِمِينَ	وَأْتُونِي	عَلَيَّ	أَلَّا ، تَعْلُوا
مجھے رائے دو	سردارو	اے	وہ بولی	فرمانبردار ہو کر	اور میرے پاس آؤ	مجھ پر	یہ کہ تم سرکشی نہ کرو

یہ کہ مجھ پر (میرے مقابلہ میں) سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرماں بردار ہو کر آؤ۔ وہ بولی اے سردارو! میرے معاملے میں

فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾

	تَشْهَدُونِ	حَتَّى	أَمْرًا	قَاطِعَةً	مَا كُنْتُ	فِي ، أَمْرِي
	تم موجود ہو	جبتک	کسی معاملہ میں	فیصلہ کرنیوالی	میں نہیں ہوں	میرے معاملے میں

مجھے رائے دو، میں کسی معاملے میں فیصلہ کرنے والی نہیں (فیصلہ نہیں کرپاتی) جب تک تم موجود (نہ) ہو

(۳۱) أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○

(۳۲) قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ بِقَلْبِهَا وَاوًا أَيْ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا قَاضِيَةً حَتَّى تَشْهَدُونِ ○ تَحْضُرُونِ

(۳۱) تم کو چاہیے کہ مجھ پر بڑائی نہ چاہو۔ اور آجاؤ میرے پاس مسلمان ہو کر۔

(۳۲) قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي الخ بلقیس نے کہا اے جماعت مجھ کو مشورہ دو میرے امر میں۔

میں بدون تمہاری رائے کسی بات کا فیصلہ نہیں کرتی۔

تشریح

(۳۱) حضرت سلیمان کے دعوتی خط کا جامع مضمون | حضرت سلیمان ؑ نے وحی الٰہی کی رہنمائی سے اپنے دعوتی خط میں ایسا جامع مضمون اختیار کیا کہ اس کے چند جملے طاغوتی طاقت پر کاری ضرب تھے۔ تحریر فرمایا، میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو یعنی تمہارے زور آزمائی کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو اور فرمانبردار بن کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔

خط کا مضمون صاف بتا رہا تھا کہ یہاں نہ ملک گیری کی خواہش ہے اور نہ شان و شوکت کا اظہار بلکہ صرف ایک مقصد ہے 'اسلام کی دعوت'۔ دراصل مملکت اسلامی کا بنیادی مقصد اور نظریہ بھی اسلام کا نفاذ ہے نہ کشورکشائی۔ اسلامی مملکت اللہ کا اقتدار قائم کرنے کے لئے ہے۔ ظلم و جبر کا زور توڑ کر حق و صداقت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ہے اور یہی جوہری فرق ہے جو اسلامی اور غیر اسلامی حکومت میں خطِ امتیاز قائم کرتا ہے۔ چند جملوں میں حضرت سلیمان کا یہ خط ایک جامع دعوت کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے اور اسی لئے قرآن میں اس کا مضمون آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ بنا کر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

(۳۲) ملکہ نے سرداران قوم سے رائے مانگی | اہل دربار اور قوم کے سرداروں کو جمع کر کے ملکہ سبا نے خط کے مضمون اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا اور کہا کہ تمہارے مشورے اور شمولیت کے بغیر ہم کوئی اہم قدم نہیں اٹھاتے اس لئے اب بتاؤ کہ اس خط کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، اس کا کیا جواب دیا جائے۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا

قَالُوْا	نَحْنُ	اُولُوْا + قُوَّةٍ	وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ	وَّالْاَمْرُ + اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ	مَاذَا
وہ بولے	ہم	قوت والے	بڑے لڑنے والے ہیں	اور فیصلہ تیری طرف (تیرے اختیار میں) تو دیکھ لے	کیا

وہ بولے ہم قوت والے بڑے لڑنے والے ہیں، اور فیصلہ تیرے اختیار میں ہے تو دیکھ لے تجھے

تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا

تَاْمُرِيْنَ	قَالَتْ	اِنَّ	الْمُلُوْكَ	اِذَا + دَخَلُوْا	قَرْيَةً	اَفْسَدُوْهَا	وَجَعَلُوْٓا
تجھے حکم کرنا ہے	وہ بولی	بیشک	بادشاہ (جمع)	جب داخل ہوتے ہیں	کوئی بستی	اسے تباہ کردیتے ہیں	اور کردیا کرتے ہیں

کیا حکم کرنا ہے؟ وہ بولی بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کردیتے ہیں اور کردیا

اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

اَعِزَّةَ	اَهْلِهَا	اَذِلَّةً	وَكَذٰلِكَ	يَفْعَلُوْنَ	
معززین	وہاں کے	ذلیل	اور اسی طرح	وہ کرتے ہیں	

کرتے ہیں وہاں کے معززین کو ذلیل، اور وہ اسی طرح کرتے ہیں۔

(۳۳) قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ اَصْحَابُ شِدَّةٍ فِي الْحَرْبِ وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ○ نُطِيْعُكِ

(۳۳) وہ بولے ہم لوگ قوت والے اور لڑائی کے وقت بڑے خوف والے ہیں۔
اور اختیار تجھ کو ہے سو تو دیکھ (جو کچھ ہم کو حکم کرتی ہے ہم اسی کے موافق کریں۔)

(۳۴) قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا بِالتَّخْرِيْبِ وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○ اَيْ مُرْسِلُوا الْكِتَابِ

(۳۴) بلقیس نے کہا بے شبہ بادشاہ جب کسی شہر میں گھستے ہیں اسکو ویران اور خراب کردیتے ہیں اور اس کے معزز رہنے والوں کو ذلیل کردیتے ہیں اور اس خط کے بھیجنے والے بھی ایسا ہی کرینگے۔

تشریح

(۳۳) سرداران قوم کی رائے | قوم کے سرداروں نے ملکہ سے کہا کہ ہمارے پاس طاقت کی کمی نہیں ہے اور نہ ہم لڑنے سے گھبراتے ہیں۔ آپ اس ملک کی حکمران ہیں معاملہ آپکے ہاتھ میں ہے آپ جو حکم دیں گے ہم اسکی تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ گویا اہل دربار کا رجحان حضرت سلیمان سے جنگ کیطرف تھا اور وہ دبنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

(۳۴) بادشاہوں کا مزاج ملک گیری اور اسکے نتائج | ملکہ نے کہا بیشک ہم لوگ کمزور نہیں ہیں اور لڑائی سے گریز کرنے والے بھی نہیں مگر وہ بادشاہ جن کے مزاج میں ملک گیری کی ہوس ہوتی ہے وہ جب کسی بستی کو فتح کرتے ہیں تو وہاں بڑا فساد پھیلاتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں تاکہ دوسری قوم کو جو خوشحالی اور مال کی فراوانی حاصل ہے اس پر قبضہ کرلیں اور کوئی انکے سامنے سر نہ اٹھا سکے۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵﴾

الْمُرْسَلُونَ	يَرْجِعُ	بِمَ	فَنَاظِرَةٌ	بِهَدِيَّةٍ	إِلَيْهِمْ	مُرْسِلَةٌ	وَإِنِّي
قاصد	لوٹتے ہیں	کیا جواب لیکر	پھر دیکھتی ہوں	ایک تحفہ	ان کی طرف	بھیجنے والی	اور بیشک میں

اور بیشک میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں قاصد۔

﴿۳۵﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ
فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ○
مِنْ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ أَوْ رَدِّهَا إِنْ
كَانَ مَلِكًا قَبِلَهَا أَوْ نَبِيًّا لَمْ يَقْبَلْهَا
فَأَرْسَلَتْ خَدَمًا ذُكُورًا وَإِنَاثًا
أَلْفًا بِالسَّوِيَّةِ وَخَمْسَمِائَةِ
لَبِنَةٍ مِنَ الذَّهَبِ وَتَاجًا
مُكَلَّلًا بِالْجَوَاهِرِ وَمِسْكًا
وَعَنْبَرًا وَغَيْرَ ذٰلِكَ مَعَ
رَسُولٍ بِكِتَابٍ فَأَسْرَعَ
الْهُدْهُدُ إِلَى سُلَيْمَانَ
يُخْبِرُهُ الْخَبَرَ فَأَمَرَ أَنْ تُضْرَبَ
لَبِنَاتُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَأَنْ تُبْسَطَ مِنْ مَوْضِعِهِ
إِلَى تِسْعَةِ فَرَاسِخَ مَيْدَانًا
وَأَنْ يَبْنُوا حَوْلَهُ حَائِطًا
مُشْرِفًا مِنَ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَأَنْ يُؤْتَى بِأَحْسَنِ
دَوَابِّ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ مَعَ أَوْلَادِ
الْجِنِّ عَنْ يَمِينِ الْمَيْدَانِ
وَشِمَالِهِ

﴿۳۵﴾ اور بیشک میں انکی طرف کچھ تحفہ بھیجکر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ آیا تحفہ قبول ہوتا ہے یا واپس آتا ہے۔ اگر وہ محض بادشاہ ہوگا تو تحفہ کو قبول کر لیگا اور اگر پیغمبر ہوگا تو قبول نہ کریگا یہ کہکر اس نے تحفہ کی روانگی کا سامان کیا سو اس نے بھیجے ہزار غلام، ہزار باندیاں اور پانسو اینٹیں سونے کی اور ایک تاج جو جواہرات اور مشک و عنبر سے جڑا ہوا تھا۔ اور اسکے سوا اور اشیاء ایک قاصد کے ساتھ روانہ کیں اور اس کو ایک خط دیا۔ یہ دیکھکر ہدہد نے جلدی سے آکر سلیمان کو اس حال کی خبر دی پس حکم کیا سلیمان نے یہ کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنائی جائیں اور وہاں سے نو فرسخ تک انکو میدان میں بچھا دیا جائے اور اس کے گرد ایک اونچی دیوار سونے اور چاندی کی بنائی جائے اور عمدہ عمدہ جانور دریا اور خشکی کے لائے جاویں مع اولاد جن کے اور اس میدان کے دائیں اور بائیں انکو کھڑا کیا جاوے۔

تشریح

﴿۳۵﴾ ملکہ کا مدبرانہ فیصلہ | ملکہ نے ایک بڑا مدبرانہ فیصلہ کیا جس سے اہلِ دربار بھی مطمئن ہو جائیں اور یہ محسوس نہ کریں کہ ہم سلیمان کی طاقت کے سامنے دب گئے ہیں۔ اور ملک بھی محفوظ رہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ ایک سفارتی مہم قیمتی ہدیے اور تحفے دیکر بھیجی جائے اور ان کے ردِّ عمل کا انتظار کیا جائے۔ چنانچہ اس فیصلے کے مطابق ایک سفارتی مہم تحفے ہدیے لے کر حضرت سلیمان ؑ کے دربار میں پیش ہوئی۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ

فَلَمَّا	جَآءَ	سُلَيْمٰنَ	قَالَ	اَتُمِدُّوْنَنِ	بِمَالٍ	فَمَآ	اٰتٰىنِۦَ
پس جب	آیا	سلیمان ؑ	اس نے کہا	کیا تم میری مدد کرتے ہو	مال سے	پس جو	مجھے دیا

پس جب سلیمان ؑ کے پاس قاصد آیا تو اس نے کہا کہ کیا تم میری مال سے مدد کرتے ہو؟ پس جو اللہ نے مجھے

اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

اللّٰهُ	خَيْرٌ	مِّمَّآ	اٰتٰىكُمْ	بَلْ	اَنْتُمْ	بِهَدِيَّتِكُمْ	تَفْرَحُوْنَ
اللہ	بہتر	اس سے جو	اس نے تمہیں دیا	بلکہ	تم	اپنے تحفہ سے	خوش ہوتے ہو

دیا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو اس نے تمہیں دیا ہے، بلکہ تم اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو۔

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ

اِرْجِعْ	اِلَيْهِمْ	فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ	بِجُنُوْدٍ	لَّا قِبَلَ	لَهُمْ	بِهَا	وَ
تو لوٹ جا	انکی طرف	ہم ضرور لائیں گے ان پر	ایسا لشکر	نہ طاقت ہوگی	ان کو	اس کی	اور

تو اُن کی طرف لوٹ جا سو ہم ان پر ضرور لائیں گے ایسا لشکر جس (کے مقابلے) کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور

لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

لَنُخْرِجَنَّهُمْ	مِّنْهَآ	اَذِلَّةً	وَّهُمْ	صٰغِرُوْنَ	
اور ضرور نکال دینگے انہیں	وہاں سے	ذلیل کرکے	اور وہ	خوار ہوں گے	

ہم ضرور انہیں وہاں سے ذلیل کرکے نکال دینگے اور وہ خوار ہوں گے۔

﴿۳۶﴾ فَلَمَّا جَآءَ الرَّسُوْلُ بِالْهَدِيَّةِ
وَمَعَهٗ اَتْبَاعُهٗ سُلَيْمٰنَ
قَالَ سُلَيْمٰنُ اَتُمِدُّوْنَنِ
بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰنِيَ اللّٰهُ مِنَ
النُّبُوَّةِ وَالْمُلْكِ خَيْرٌ مِّمَّآ
اٰتٰىكُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَلْ
اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُوْنَ ○ لِفَخْرِكُمْ
بِزَخَارِفِ الدُّنْيَا

﴿۳۶﴾ سو جب وہ قاصد مع اپنے ہمراہیوں کے تحفہ لیکر سلیمان کے
پاس آیا سلیمان نے کہا کیا تم مجھ کو مدد دینا چاہتے ہو سامان
مال کے پس جان لو کہ مجھ کو جو کچھ اللہ نے دیا یعنی پیغمبری
اور بادشاہت وہ بہت عمدہ ہے اس سے کہ جو تم کو دنیا
میں دیا۔
بلکہ اس اپنے تحفہ سے تم ہی خوش رہو کیوں کہ
دنیا کی زینتوں پر تم فخر کرتے ہو۔

﴿۳۷﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ بِمَا اَتَيْتَ

﴿۳۷﴾ واپس لے جا اس ہدیہ کو تو جس کو لایا انہیں کی طرف

بِهٖ مِنَ الْهَدِيَّةِ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَا طَاقَةَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا مِنْ بَلَدِهِمْ سَبَا سُمِّيَتْ بِاسْمِ اَبِيْ قَبِيْلَتِهِمْ اَذِلَّةً وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ○ اَيْ اِنْ لَّمْ يَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَيْهَا الرَّسُوْلُ بِالْهَدِيَّةِ جَعَلَتْ سَرِيْرَهَا دَاخِلَ سَبْعَةِ اَبْوَابٍ دَاخِلَ قَصْرِهَا وَقَصْرُهَا دَاخِلَ سَبْعَةِ قُصُوْرٍ وَاَغْلَقَتِ الْاَبْوَابَ وَجَعَلَتْ عَلَيْهَا حَرَسًا وَتَجَهَّزَتْ لِلْمَسِيْرِ اِلٰى سُلَيْمَانَ لِتَنْظُرَ مَا يَاْمُرُهَا بِهٖ فَارْتَحَلَتْ فِيْ اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفَ قَيْلٍ مَعَ كُلِّ قَيْلٍ اُلُوْفٌ كَثِيْرَةٌ اِلٰى اَنْ قَرُبَتْ مِنْهُ عَلٰى فَرْسَخٍ شَعَرَ بِهَا

سو ہم لادیں گے ان کے پاس ایسا لشکر جس کے مقابلے کی انہیں قوت نہیں
اور ہم ان کو ان کے شہر سبا سے ذلیل کرکے نکالینگے

اگر وہ ہمارے طرف مسلمان ہوکر نہ آئی۔
سو جب قاصد یہ پیغام لے کر بلقیس کی طرف پہنچا تحفہ واپس لےکر تو بلقیس نے یہ حال سنکر اپنے تخت کو سات دروازوں کے اندر کیا اپنے محل میں اور اس کا محل سات محلوں کے اندر تھا اور تمام دروازے بند کردیئے اور ان دروازوں پر چوکیدار بٹھادیئے اور خود سلیمان ؑ کے پاس آنے کا سامان کیا تاکہ دیکھے کہ سلیمان ؑ اس کو کیا حکم کرتا ہے پس وہ چلی بارہ ہزار سردار لے کر ہر ایک سردار کے ساتھ ہزارہا آدمی تھے یہاں تک کہ وہ سلیمان کے قریب آگئے چند فرسخ کا فاصلہ رہ گیا سلیمان کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی

تشریح

(۳۶) سفارتی وفد کو حضرت سلیمان ؑ کا جواب | ملکہ سبا کے سفارتی وفد کا تحفے پیش کرنے سے یہ مقصد تھا کہ حضرت سلیمان ؑ ملکہ سبا کی حکومت کے ساتھ خیرسگالی کے تعلقات قائم کریں اور جو دعوت انھوں نے اسلام قبول کرکے فرماں بردار ہونے کی دی ہے اس سے دستبردار ہوجائیں۔ حضرت سلیمان ؑ نے ان کے تحفے یہ کہہ کر واپس کردئے کہ ہمیں اللہ نے جو نعمت دی ہے وہ ان تحفوں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے ہمیں تمہارے مال ومنال کی نہیں ایمان کی ضرورت ہے کہ تم باطل کا راستہ چھوڑکر حق کی طرف آجاؤ اور یہ مال تمہیں ہی مبارک۔

(۳۷) اطاعت اختیار کرو یا جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ | حضرت سلیمان ؑ نے ملکہ سبا کے بھیجے ہوئے تحفے یہ کہہ کر واپس کردیئے کہ ہمیں تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس ظلم کا زور ٹوٹے وہ حکومت ختم ہو جس کی بنیاد باطل پر ہے اور جو ہدایت قبول کرنا چاہے وہ اپنی مرضی سے ضمیر کی آزادی کے ساتھ ہدایت قبول کرسکے اس لئے تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا ہماری اطاعت قبول کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ ہم تمہارے اوپر ایسے لشکر لیکر آئیں گے جو تمہیں ذلت کے ساتھ نکال باہر کرینگے اور ساری قوم پست ہوکر رہ جائے گی۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ

قَبْلَ	بِعَرْشِهَا	يَاْتِيْنِيْ	اَيُّكُمْ	الْمَلَؤُا	يٰۤاَيُّهَا	قَالَ
اس سے قبل	اس کا تخت	میرے پاس لائیگا	تم میں سے کون	سردارو	اے	اس (سلیمان) نے کہا

سلیمان ع نے کہا اے سردارو! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لائے گا؟ اس سے قبل

اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ

مِنَ	عِفْرِيْتٌ	قَالَ	مُسْلِمِيْنَ	يَاْتُوْنِيْ	اَنْ
سے	ایک قوی ہیکل	کہا	فرماں بردار ہوکر	وہ آئیں میرے پاس	کہ

کہ وہ میرے پاس فرماں بردار ہوکر آئیں۔ کہا جنات میں سے ایک قوی ہیکل نے

الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ

تَقُوْمَ	اَنْ	قَبْلَ	بِهٖ	اَنَا + اٰتِيْكَ	الْجِنِّ
آپ کھڑے ہوں	کہ	اس سے قبل	اس کو	میں آپکے پاس لے آؤنگا	جنات

بے شک میں اس کو آپ کے پاس اس سے قبل لے آؤں گا کہ آپ اپنی جگہ سے

مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

لَقَوِيٌّ	عَلَيْهِ	اِنِّيْ	وَ	مِنْ + مَقَامِكَ
البتہ قوت والا	اس پر	بیشک میں	اور	اپنی جگہ سے

کھڑے ہوں۔ اور بے شک میں اس پر البتہ قوت والا

اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾

	اَمِيْنٌ	
	امانت دار	

امانت دار ہوں!

﴿۳۸﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ
فِي الْهَمْزَ تَيْنِ مَا تَقَدَّمَ
يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ
اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ
ي مُتَعَادِيْنَ طَالِعِيْنَ

﴿۳۸﴾ اس نے کہا تم میں سے کون ہے جو اس کے تخت کو میرے پاس لے آئے پہلے اس سے کہ بلقیس وغیرہ میرے پاس فرماں بردار ہوکر آویں اگر اس سے پہلے لے آیا تب تو میں اس تخت کو لوں گا ورنہ نہیں۔

فَلِيَ اٰخُذُهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ لَا بَعْدَهٗ.

(۳۹) قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ هُوَ الْقَوِيُّ الشَّدِيْدُ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ الَّذِيْ تَجْلِسُ فِيْهِ لِلْقَضَاءِ وَهُوَ مِنَ الْغَدَاةِ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَيْ عَلٰى حَمْلِهٖ اَمِيْنٌ ○ اَيْ عَلٰى مَا فِيْهِ مِنَ الْجَوَاهِرِ وَغَيْرِهَا قَالَ سُلَيْمَانُ اُرِيْدُ اَسْرَعَ مِنْ ذٰلِكَ

(۳۹) ایک قوی جن نے کہا کہ میں تیرے پاس اس تخت کو لے آؤنگا پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی حکومت کی جگہ سے جس میں تو فیصلہ کرنے کو بیٹھتا ہے۔ اور یہ وقت صبح سے دوپہر تک کا ہوتا تھا۔

اور بیشک میں اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوں۔ امانت دار ہوں ان جواہرات وغیرہ پر جو اس میں جڑے ہوئے ہیں۔

سلیمان ؑ نے کہا میں اس سے زیادہ جلد چاہتا ہوں۔

تشریح

(۳۸) ملکہ کے پہنچنے سے پہلے اس کا تخت میرے سامنے پیش کردو | اب ہوا یہ کہ سفارت حضرت سلیمان کے واپس کئے ہوئے تحفے اور ان کا پیغام لے کر ملکہ سبا کے پاس پہنچی، وفد کے ممبران نے حضرت سلیمان ؑ کی حکومت کی شان وشوکت اور ان کی حق پرستی کا حال ملکہ کو بتایا تو ملکہ نے فیصلہ کیا کہ وہ بنفس نفیس حضرت سلیمان سے گفتگو کے لئے انکی خدمت میں حاضر ہو اور جس دین کی وہ بات کررہے ہیں اس کی دعوت اور پیغام خود ان کی زبان سے سنیں۔ اس نے اپنی آمد کی اطلاع حضرت سلیمان کو بھیجی کیونکہ حضرت سلیمان ؑ ان بادشاہوں میں سے نہیں تھے جن کا مقصد صرف ملک گیری ہوتا ہے بلکہ وہ ایک اسلامی حکومت کے سربراہ اور اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کا اصل مقصد اللہ کے دین کی دعوت اور اس کی اشاعت ہے وہ خود بھی چاہتے تھے کہ بلا وجہ انسانی خون ضائع نہ ہو اور ملکہ ان کی جاہ وحشمت سے مرعوب ہوکر جنگ کا ارادہ ترک کردے اور دین حق کو قبول کرلے۔ اس لئے انہوں نے اہل دربار سے کہا کہ کوئی ہے جو ملکہ کے آنے سے پہلے پہلے اس کا وہ مشہور تخت میرے پاس لے آئے جس کا بڑا چرچا ہے، تاکہ ملکہ کو ہماری غیر معمولی قوت کا احساس ہوسکے۔

(۳۹) جن کی پیشکش | جیسا کہ معلوم ہے کہ جنات بھی حضرت سلیمان ؑ کے تابع تھے اور انکی حکومت انسانوں کے علاوہ جنوں اور پرندوں پر بھی تھی۔ تو حضرت سلیمان ؑ کی یہ بات سنکر کہ ملکہ کے یہاں آنے سے پہلے کون اس کا تخت میرے پاس لاسکتا ہے جنوں میں سے ایک جن نے جو ڈیل ڈول کے اعتبار سے بڑا طاقتور معلوم ہوتا تھا عرض کیا کہ آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں ملکہ سبا کا تخت آپکی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں چونکہ جنات ہوا میں اڑسکتے ہیں اور ان کی پرواز کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس نے کہا کہ میں اس کام کی قوت رکھتا ہوں اور چونکہ وہ تخت ہیرے جواہرات سے جڑا ہوا سونے چاندی کا بنا ہوا قیمتی تخت ہے اسلئے میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں یہ کام پوری دیانت داری سے انجام دوں گا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ

قَالَ	الَّذِیْ	عِنْدَهٗ	عِلْمٌ	مِّنَ	الْکِتٰبِ	اَنَا	اٰتِیْكَ ، بِهٖ	قَبْلَ
کہا	اس نے جو	اسکے پاس	علم	سے ۔ کا	کتاب	میں	اسکو تمہارے پاس لے آؤنگا	قبل

اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب (الٰہی) کا علم تھا ، میں اس کو تمہارے پاس اس سے قبل

اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ

اَنْ ، یَّرْتَدَّ	اِلَیْكَ	طَرْفُكَ	فَلَمَّا ، رَاٰهُ	مُسْتَقِرًّا	عِنْدَهٗ	قَالَ
یہ کہ پھر آئے	تمہاری طرف	تمہاری نگاہ (پلک جھپکے)	پھر سلیمانؑ نے اسکو دیکھا	رکھا ہوا	اپنے پاس	اسنے کہا

لے آؤں گا کہ تمہاری آنکھ پلک جھپکے پس جب سلیمانؑ نے (اچانک) اسے اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو اس نے

هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ

هٰذَا	مِنْ	فَضْلِ ، رَبِّیْ	لِیَبْلُوَنِیْٓ	ءَاَشْكُرُ	اَمْ اَكْفُرُ	وَمَنْ	شَكَرَ
یہ	سے	میرے رب کا فضل	تاکہ مجھے آزمائے	آیا میں شکر کرتا ہوں	یا ناشکری کرتا ہوں	اور جس	شکر کیا

کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے ، تاکہ وہ مجھے آزمائے ۔ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جس نے شکر کیا

فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾

فَاِنَّمَا	یَشْكُرُ	لِنَفْسِهٖ	وَمَنْ	كَفَرَ ، فَاِنَّ	رَبِّیْ	غَنِیٌّ	كَرِیْمٌ
تو پس وہ	شکر کرتا ہے	اپنی ذات کیلئے	اور جس	ناشکری کی تو بیشک	میرا رب	بے نیاز	کرم کرنیوالا

تو پس وہ اپنی ذات کیلئے شکر ادا کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک میرا رب بے نیاز کرم کرنے والا ہے

﴿۴۰﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ الْمُنَزَّلِ وَهُوَ اٰصِفُ بْنُ بَرْخِیَا كَانَ صِدِّیْقًا یَعْلَمُ اِسْمَ اللّٰهِ الْاَعْظَمَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ اِذَا نَظَرْتَ بِهٖ اِلٰی شَیْءٍ مَا قَالَ لَهٗ اُنْظُرْ اِلَی السَّمَاءِ فَنَظَرَ اِلَیْهَا ثُمَّ رَدَّ بِطَرْفِهٖ فَوَجَدَهٗ مَوْضُوْعًا بَیْنَ یَدَیْهِ فَفِیْ نَظَرِهٖ اِلَی السَّمَاءِ دَعَا اٰصِفُ بِالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ یَّاْتِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَحَصَلَ بِاَنْ جَرٰی تَحْتَ الْاَرْضِ حَتّٰی ارْتَفَعَ عِنْدَ كُرْسِیِّ سُلَیْمَانَ

﴿۴۰﴾ کہا اس شخص نے جسکو علم تھا کتاب آسمانی کا اور اس کا نام آصف بن برخیا تھا وہ صدیقین میں سے تھا اسکو اللہ کا اسم اعظم آتا تھا وہ اسم اعظم کہ اس کے ساتھ اللہ سے جو دعا کیجاوے قبول ہو۔ کہ میں لاؤں گا تیرے پاس اس تخت کو پہلے اس سے کہ تیری نگاہ تیری طرف لوٹے جبکہ تو کسی چیز کی طرف دیکھے۔ یہ کہہ کر آصف نے سلیمان سے کہا کہ دیکھ تو آسمان کی طرف ، سو اس نے آسمان کی طرف دیکھا پھر اپنی نگاہ کو لوٹایا دیکھا کہ وہ تخت اس کے سامنے رکھا ہوا ہے (پس جس وقت سلیمانؑ نے آسمان کیطرف نظر کی ، آصف نے اسم اعظم پڑھ کر دعا کی کہ وہ تخت آجاوے سو ایسا ہی ہوا کہ وہ تخت زمین کے نیچے کو چلا گیا یہانتک کہ سلیمان کی کرسی کے پاس اٹھ آیا۔

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا اَیْ سَاکِنًا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا اَیِ الْاِتْیَانُ لِیْ بِهٖ مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْ لِیَخْتَبِرَنِیْ ءَاَشْکُرُ بِتَحْقِیْقِ الْھَمْزَتَیْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِیَۃِ اَلِفًا وَتَسْھِیْلِھَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَیْنَ الْمُسَھَّلَۃِ وَالْاُخْرٰی وَتَرْکِہٖ اَمْ اَکْفُرُ النِّعْمَۃَ وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ اَیْ لِاَجْلِھَا لِاَنَّ ثَوَابَ شُکْرِہٖ لَہٗ وَمَنْ کَفَرَ النِّعْمَۃَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ عَنْ شُکْرِہٖ کَرِیْمٌ ○ بِالْاِفْضَالِ عَلٰی مَنْ یَکْفُرُھَا

سو جب سلیمانؑ نے تخت کو اپنے سامنے دیکھا کہنے لگا کہ اس تخت کا میرے پاس آنا میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھ کو آزمالے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں اسکی نعمت کا یا ناشکری۔

اور جو کوئی شکر کرتا ہے سو وہ اپنی ہی جان کے لئے شکر کرتا ہے کیونکہ ثواب اسکے شکر کا اسی کو ملیگا اور جو کوئی نعمت کی ناشکری کرتا ہے، سو بیشک میرا رب اسکے شکر کرنے سے غنی ہے بڑا ہے برتر ہے اس کا ناشکرہ پر اپنا فضل فرمائے۔

تشریح

(۴۰) پلک جھپکتے ملکہ سبا کا تخت دربار سلیمانی میں | پلک جھپکتے ملکہ سبا کا تخت یمن سے بیت المقدس تک تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ طے کرکے معجزاتی اور کراماتی طور پر حضرت سلیمانؑ ہی کے ایک دست و بازو کے ذریعہ دربارِ سلیمانی میں پہنچ گیا۔ نظر اٹھا کر جب حضرت سلیمانؑ نے اس تخت کو اپنے سامنے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت کا اور اس کے فضل کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا کہ یہ نعمتیں بھی اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہیں کہ آیا بندہ ان نعمتوں کو پاکر پروردگار کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں اگر وہ حصولِ نعمت پر اپنے قول و عمل سے رب کا احسانمند اور شکر گزار ہوتا ہے تو خود اپنے ہی لئے ہوتا ہے تو خود اپنے ہی لئے ہوتا ہے جس کا فائدہ خود اسی کو ہوتا ہے کہ اللہ کی مزید عنایتیں اسکی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور اگر کوئی کفرانِ نعمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے اللہ تعالیٰ تو غنی ہیں کسی کی تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ کریم ہیں ان کے رتبے کی بلندی کسی کے بلند کرنے سے نہیں ہے ناشکری پر فوراً سزا نہیں دیتے یہ بھی انکے کریم ہونے کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی شکر گذاری کے محتاج نہیں ہیں اور نہ اس سے انکی بڑائی میں کوئی اضافہ ہوتا ہے اگر کوئی ناشکری کرے اور احسان فراموشی سے کام لے تو اللہ کی عظمت میں سرمو کوئی کمی نہیں آتی۔ قرآن مجید میں ہے جو حضرت موسیٰؑ کی زبان سے نقل کی گئی ہے۔

اِنْ تَکْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ (سورۂ ابراہیم آیت ۸)

(اگر تم اور ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی کفر کریں تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔)

حدیث قدسی میں ہے:-

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ مَازَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا۔ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰٓی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْهَا لَکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ (مسلم)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اگر اول سے آخر تک تم سب انس و جن اپنے سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں اس سے کوئی کمی نہ ہو جائیگی۔ اے میرے بندو یہ تمہارے اپنے اعمال ہی ہیں جن کا میں تمہارے حساب میں شمار کرتا ہوں پھر انکی پوری پوری جزا تمہیں دیتا ہوں۔ پس جسے کوئی بھلائی نصیب ہو اسے چاہئیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جسے کچھ اور نصیب ہو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔)

الغرض ایک صابر و شاکر بندے کا طرزِ عمل دیکھئے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو پا کر آپے سے باہر نہیں ہوا بلکہ پھلدار درخت کیطرح تواضع سے جھکتا چلا گیا۔ داؤدؑ کی اولاد کیلئے جو اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا (اے داؤد کی اولاد شکر ادا کرتے رہا کرو) اس کا عملی نمونہ حضرت داؤدؑ کے فرزند حضرت سلیمانؑ کی صورت میں شکر مجسم بن کر سامنے آیا۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ

قَالَ	نَكِّرُوْا	لَهَا	عَرْشَهَا	نَنْظُرْ	اَتَهْتَدِیْٓ	اَمْ	تَكُوْنُ
اس نے کہا	وضع بدل دو	اسکے لئے	اس کا تخت	ہم دیکھیں	آیا وہ راہ پاتی (سمجھ جاتی) ہے	یا	ہوتی ہے

اس نے کہا اُس (ملکہ کے امتحان کیلئے) اسکے تخت کی وضع بدل دو ہم دیکھیں کہ آیا وہ سمجھ جاتی ہے یا ان لوگوں میں سے

مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ

مِنَ	الَّذِیْنَ	لَا یَهْتَدُوْنَ	فَلَمَّا	جَآءَتْ	قِیْلَ
سے	جو لوگ	راہ نہیں پاتے (نہیں سمجھتے)	پس جب	وہ آئی	کہا گیا

ہوتی ہے جو نہیں سمجھتے. پس جب وہ آئی (اس سے) کہا گیا

اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ

اَهٰكَذَا	عَرْشُكِ	قَالَتْ	كَاَنَّهٗ	هُوَ	وَاُوْتِیْنَا	الْعِلْمَ
کیا ایسا ہی ہے؟	تیرا تخت	وہ بولی	گویا کہ یہ	وہی	اور ہمیں دیا گیا	علم

کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ بولی گویا کہ یہ وہی ہے اور ہمیں اس سے قبل ہی علم

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾

مِنْ قَبْلِهَا	وَكُنَّا	مُسْلِمِیْنَ	
اس سے قبل	اور ہم ہیں	مسلمان. فرماں بردار	

دیا گیا (علم ہو گیا تھا) اور ہم ہیں مسلمان فرماں بردار

﴿۴۱﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا اَیْ
غَیِّرُوْهُ اِلٰی حَالٍ تُنْكِرُهٗ اِذَا
رَاَتْهُ نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ
اِلٰی مَعْرِفَتِهٖ اَمْ تَكُوْنُ
مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝
اِلٰی مَعْرِفَةِ مَا تُغَیَّرُ
عَلَیْهِمْ قَصَدَ بِذٰلِكَ اِخْتِبَارُ
عَقْلِهَا لِمَا قِیْلَ لَهٗ اَنَّ فِیْهِ
شَیْئًا فَغَیَّرُوْهُ بِزِیَادَةٍ اَوْ

﴿۴۱﴾ سلیمان نے اپنے لوگوں سے کہا کہ بلقیس کے تخت کی صورت بدل دو کہ جب بلقیس اسکو دیکھے تو نہ پہچانے. ہم دیکھیں کہ آیا وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جنکو اس کی پہچان کی طرف راہ نہیں.

غرض سلیمانؑ کی اس سے بلقیس کی عقل کا آزمانا تھا کیونکہ سلیمانؑ کو خبر پہنچی تھی کہ اس کی عقل میں کچھ نقصان ہے سو انھوں نے موافق حکم سلیمان کے اس تخت کی صورت بدل ڈالی اس پر

نقص او غير ذلك

کچھ زیادہ کرکے یا کم کرکے یا اور کسی طرح ۔

(۴۲) فلما جاءت قيل لها أهكذا عرشك أي أمثل هذا عرشك

(۴۲) سو جب بلقیس آئی اس سے کہا گیا کہ آیا تیرا تخت اسی کے مثل ہے ۔

قالت كأنه هو أي فعرفته وشبهت عليهم كما شبهوا عليها إذ لم يقل أهذا عرشك ولو قيل هذا قالت نعم قال سليمان لما رأى لها معرفة وعلما

اس نے کہا گویا یہ وہی تخت ہے ۔ (حاصل یہ ہے کہ بلقیس نے اپنے تخت کو پہچان لیا مگر جس طرح سلیمان ؑ کے لوگوں نے اس سے اشتباہ کے ساتھ پوچھا تھا ایسا ہی اس نے جواب دیا کیونکہ بلقیس سے یہ نہ کہا گیا تھا کہ کیا یہ تیرا تخت ہے اگر اس سے اس طرح پوچھا جاتا تو وہ کہہ دیتی کہ ہاں میرا ہی تخت ہے سلیمان نے اسکی شناخت اور علم کو آزما لیا کہنے لگا

وأوتينا العلم من قبلها وكنا مسلمين ○

اور ہم کو اس سے پہلے علم دیا گیا اور ہم پہلے سے ایمان لانے والوں میں سے ہیں ۔

تشریح

(۴۱) تخت میں تبدیلی کے ذریعہ ملکہ کی آزمائش | ملکہ بلقیس اپنے ملک یمن سے پروگرام کے مطابق روانہ ہو کر بیت المقدس پہنچی ۔ اسکے آنے سے پہلے اس کا تخت شاہی محل سلیمانی میں پہونچ چکا تھا ۔ حضرت سلیمان ؑ نے حکم دیا کہ اس تخت میں کچھ تبدیلی کردو مثلاً اس کا رنگ بدل دو یا کہیں کہیں سے کچھ ایسی تبدیلی کردو کہ نہ تو یہ معلوم ہو کہ یہ کوئی اور ہی تخت ہے بلکہ پہلے تخت کے ڈیزائن وغیرہ کی شباہت بھی رہے اور کچھ تبدیلی بھی ہو جائے ۔ حضرت سلیمان ؑ کا اس سے مقصد غالبا ایک تو یہ تھا کہ ملکہ بلقیس اس بات پر حیران ہو کر اس کا تخت یہاں کیسے پہونچ گیا ہے اور وہ اس بات کو تسلیم کرے کہ حضرت سلیمان ؑ ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر بھی ہیں اور جس دین کی وہ دعوت دے رہے ہیں وہ برحق ہے ۔

دوسرے حضرت سلیمان یہ بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ ملکہ میں غور و فکر کا کتنا مادہ ہے ۔ اصل میں ذہانت اور صلاحیت اللہ کی وہ نعمت ہے جس سے صحیح کام لیا جائے تو بڑا فائدہ ہوتا ہے اور اس کا غلط استعمال نقصان بھی پہنچاتا ہے اس لئے حضور نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا کہ خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ (تم میں جو لوگ اسلام سے پہلے ممتاز صلاحیتوں کے مالک رہے ہیں وہ اسلام لانے کے بعد بھی ان کی صلاحیتیں مفید ثابت ہونگی ۔)

(۴۲) ملکہ سبا کا قبول اطاعت | ملکہ محل سلیمانی میں داخل ہوئی سامنے تخت شاہی رکھا ہوا تھا ۔ حضرت سلیمان نے اس تخت کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارا ہی تخت ہے ؟ ملکہ نے غور سے تخت کو دیکھا تو کہنے لگی کہ لگتا تو وہی ہے ۔

ملکہ کا یہ جواب اس کی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے نہ تو اس نے یہ کہا کہ ہاں وہی ہے اور نہ انکار کیا کہ وہ نہیں ہے بلکہ ٹھیک ٹھیک حقیقت ظاہر کردی کہ تخت تو وہی ہے مگر کچھ فرق ہے اسلئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہی ہے ۔

پھر اس نے اپنے دل کی بات ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم تو پہلے ہی جان چکے تھے کہ آپ صرف بادشاہ ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں آپ کی صداقت کے قائل ہو کر ہم پہلے ہی سر اطاعت جھکا چکے ہیں اب آپ کے اس معجزے نے گویا اس کو اور پختگی دیدی ۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا

وَصَدَّهَا	مَا	كَانَتْ ۔ تَعْبُدُ	مِنْ + دُوْنِ + اللّٰهِ	اِنَّهَا
اور اس نے اس کو روکا	جو	وہ پرستش کرتی تھی	اللہ کے سوا	بیشک وہ

اور سلیمان ؑ نے اس سے اس کو روکا جس کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی تھی بیشک وہ

كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِى

كَانَتْ	مِنْ	قَوْمٍ	كٰفِرِيْنَ	قِيْلَ	لَهَا	ادْخُلِى
تھی	سے	قوم	کافروں	کہا گیا	اس سے	تو داخل ہو

کافروں کی قوم سے تھی۔ اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

الصَّرْحَ	فَلَمَّا	رَاَتْهُ	حَسِبَتْهُ	لُجَّةً	وَّكَشَفَتْ	عَنْ
محل	پس جب	اسنے اسکو دیکھا	اسے سمجھا	گہرا پانی	اور کھول دیں	سے

ہو جب اس (ملکہ) نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھا اور (پائنچے اٹھا کر) اپنی

سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ

سَاقَيْهَا	قَالَ	اِنَّهٗ	صَرْحٌ	مُّمَرَّدٌ	مِّنْ	قَوَارِيْرَ
اپنی پنڈلیاں	اسنے کہا	بیشک یہ	محل	جڑا ہوا	سے	شیشے (جمع)

پنڈلیاں کھول دیں۔ اس (سلیمان ؑ) نے کہا بیشک یہ شیشوں سے جڑا ہوا محل ہے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ

قَالَتْ	رَبِّ	اِنِّىْ ۔ ظَلَمْتُ	نَفْسِىْ	وَاَسْلَمْتُ	مَعَ
وہ بولی	اے میرے رب	بیشک میں نے ظلم کیا	اپنی جان	اور میں ایمان لائی	ساتھ

وہ بولی اے میرے رب! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور (اب) میں سلیمان ؑ کے ساتھ (سلیمان کے طریقہ پر)

ع ۴ ۱۲ ۱۸ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾

سُلَيْمٰنَ	لِلّٰهِ	رَبِّ ۔ الْعٰلَمِيْنَ
سلیمان ؑ	اللہ کیلئے	تمام جہانوں کا رب

تمام جہانوں کے رب اللہ پر ایمان لائی۔

(۴۳) وَصَدَّهَا عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَیْ غَیْرِهٖ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ○

(۴۳) اور بلقیس کو روکا اللہ کی عبادت سے اس چیز نے کہ جس کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بیشک وہ کافروں میں سے تھی۔

(۴۴) قِیْلَ لَهَا اَیْضًا ادْخُلِی الصَّرْحَ هُوَ سَطْحٌ مِّنْ زُجَاجٍ اَبْیَضَ شَفَّافٍ تَحْتَهٗ مَاءٌ جَارٍ فِیْهِ سَمَكٌ اَصْطَنَعَهٗ سُلَیْمٰنُ لِمَا قِیْلَ لَهٗ اَنَّ سَاقَیْهَا وَرِجْلَیْهَا كَقَدَمَیْ حِمَارٍ

(۴۴) نیز بلقیس سے کہا گیا کہ تو اس چھت پر جا جو سفید شفاف شیشے سے بنائی گئی تھی اس کے نیچے پانی جاری تھا اس میں مچھلیاں تیرتی تھیں۔ اس قسم کا محل سلیمان نے اسلئے بنایا تھا کہ اسکو خبر پہنچی تھی کہ بلقیس کی پنڈلیاں اور پیر گدھے کے سے ہیں۔

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً مِّنَ الْمَاءِ وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا لِتَخُوْضَهٗ وَكَانَ سُلَیْمٰنُ عَلٰى سَرِیْرِهٖ فِیْ صَدْرِ الصَّرْحِ فَرَاٰى سَاقَیْهَا وَقَدَمَیْهَا حِسَانًا

سو جب بلقیس نے اس کو دیکھا گہرا پانی سمجھی اور اس میں گھسنے کے ارادہ سے دونوں پنڈلیاں کھول دیں اور سلیمان وسط محل میں اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا سو اس نے دیکھا کہ بلقیس کی پنڈلیاں اور پیر اچھے ہیں۔

قَالَ لَهَا اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مُّمَلَّسٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ اَیْ زُجَاجٍ وَدَعَاهَا اِلَى الْاِسْلَامِ

اس نے بلقیس سے کہا کہ بیشک یہ محل پاٹا گیا ہے شیشوں سے اور یہ کہہ کر اسکو اسلام کی طرف بلایا۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ بِعِبَادَةِ غَیْرِكَ وَاَسْلَمْتُ كَائِنَةً مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَاَرَادَ تَزَوُّجَهَا فَكَرِهَ شَعْرَ سَاقَیْهَا فَعَمِلَتْ لَهُ الشَّیَاطِیْنُ النُّوْرَةَ فَاَزَالَتْهُ بِهَا فَتَزَوَّجَهَا وَاَحَبَّهَا وَاَقَرَّهَا عَلٰى مُلْكِهَا وَكَانَ یَزُوْرُهَا كُلَّ شَهْرٍ مَرَّةً وَیُقِیْمُ عِنْدَهَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَانْقَضٰى مُلْكُهَا بِانْقِضَاءِ مُلْكِ سُلَیْمٰنَ رُوِیَ اَنَّهٗ مَلَكَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَخَمْسِیْنَ سَنَةً فَسُبْحَانَ مَنْ لَا انْقِضَاءَ لِدَوَامِ مُلْكِهٖ

یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ تیرے غیر کی پرستش کی اور میں اسلام لائی سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ کے لئے جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ اور سلیمانؑ نے اس سے نکاح کرنا چاہا پر اسکو بلقیس کی پنڈیوں کے بال برے معلوم ہوئے سو جنات نے اسکے لئے چونہ بنا دیا اس سے اس نے اپنی پنڈلی کے بالوں کو دور کر لیا پھر سلیمانؑ نے اس سے نکاح کیا اور اسکو محبوب رکھا اور اس کا ملک اسی کو دیدیا اور ہر مہینے میں ایک مرتبہ اسکے پاس جاتا تھا اور تین دن اسکے پاس ٹھہرتا تھا اور جب سلیمان کا ملک ختم ہوا جب ہی اس کا ملک ختم ہوا۔ مروی ہے کہ جب سلیمان بادشاہ ہوا تیرہ برس کا تھا اور ترپن برس کی عمر میں اسکی وفات ہوئی سو پاک ہے وہ ذات اقدس کہ جسکی بادشاہت کو کبھی زوال نہیں۔

تشریح

(۴۳) ملکہ سبا میں ہٹ دھرمی نہ تھی اسلئے اسکو ہدایت قبول کرنے میں دیر نہ لگی | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملکہ سبا کیونکہ اس قوم میں پیدا ہوئی تھی جو غیراللہ کی پرستش کرتی تھی اس لئے وہ اسی ماحول کے مطابق چلتی رہی مگر اس میں وہ ہٹ دھرمی نہ تھی جو سچائی کے قبول کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے اس لئے جیسے ہی حق اس کے سامنے آیا اس نے حضرت سلیمانؑ کی دعوت کو قبول کرلیا۔

کسی چیز کو قبول کرنے کے بعد دوسرا درجہ ہوتا ہے اسمیں بصیرت حاصل کرلینا۔ حضرت سلیمان ع نے ملکہ سبا کو اس کا بھی موقعہ دیا تاکہ وہ دین کی بصیرت حاصل کرے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ انسان کی فکری گمراہی اور ظاہر فریبی اس کو کس طرح راہ حق سے دور کردیتی ہے۔ اس کے لئے حضرت سلیمان نے ایک طریقہ اختیار کیا۔

(۴۴) ملکہ سبا حقیقت تک پہنچ گئی | حضرت سلیمان ع نے ملکہ سبا کو حقیقت کے سمجھانے کا ایک عجیب و غریب طریقہ اختیار فرمایا جس میں ان کا شاہانہ وقار بھی تھا اور حقیقت تک رسائی میں جو ظاہری چیز حائل ہوتی ہے اسکو دکھانا بھی تھا۔

آپ ملکہ کو اپنے محل میں لے گئے جس کا فرش نہایت شفاف شیشے کا بنا ہوا تھا دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ پانی بہہ رہا ہے کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ یہ چمکتا ہوا شیشہ ہے۔ جب ملکہ حضرت سلیمان ع کے ساتھ محل میں داخل ہوئی اور فرش پر پاؤں رکھنے لگی تو یہ سمجھ کر کہ یہ پانی کا حوض ہے اس میں اترنے کے لئے اپنے پائنچے اوپر اٹھالئے۔

حضرت سلیمان ع نے فرمایا یہ پانی نہیں ہے شیشے کا چکنا فرش ہے۔

اس طرح حضرت سلیمان ع نے ملکہ کو یہ سمجھا دیا کہ اگر آدمی غور نہ کرے تو ظاہری چیز کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے جس طرح آپ شیشے کو دیکھ کر پانی سمجھیں اور دھوکا کھا گئیں۔ کائنات کے یہ مظاہر چاند سورج وغیرہ ان کی چمک دمک کو دیکھ کر ان کو معبود سمجھ لینا فکری گمراہی اور حقیقت کے خلاف بات ہے معبود تو وہ جس نے ان سب چیزوں کو بنایا ہے ——— ملکہ سبا کی آنکھیں کھل چکی تھیں!

○ پہلا تاثر اس پر حضرت سلیمان کے خط کا تھا جو عام بادشاہوں کے طریقے سے ہٹ کر اللہ کے پاک نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا گیا تھا۔

○ دوسرا تاثر اس پر اس بات کا تھا کہ حضرت سلیمان ع نے اس کے بیش قیمت تحفوں کو قبول نہیں کیا تھا جس سے پتہ لگتا تھا کہ یہ اس طرح کے بادشاہ نہیں ہیں جو عام طور پر ہوا کرتے ہیں۔

○ تیسرا اثر ملکہ پر یہ تھا کہ جب اس نے اپنا سفارتی وفد حضرت سلیمان کے دربار میں بھیجا تو وفد کے لوگوں نے آکر حضرت سلیمان کی جو باتیں بتائیں ان سے ان کی پاکیزہ زندگی حکیمانہ دعوتِ حق کا پتہ چلا اور وہ سن کر بڑی متاثر ہوئی اور یہ فیصلہ کیا کہ خود چل کر حضرت سلیمان ع سے ملاقات کرنی چاہیے۔

○ چوتھی چیز جو ملکہ نے دیکھی وہ حضرت سلیمان ع کا یہ معجزہ کہ اس کا تختِ شاہی ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلے سے چند لمحوں میں حضرت سلیمان کے پاس پہنچ گیا۔

○ اور اب پانچویں اور آخری چیز جو اس کے سامنے آئی وہ حضرت سلیمان کی زندگی کا یہ تابناک پہلو تھا کہ ہر طرح کی نعمتیں ہوتے ہوئے وہ انتہائی نیک نفس اور متواضع اور شکر گزار بندے تھے۔

یہ سب دیکھ کر ملکہ سبا ان کی صداقت کی قائل ہوگئی اور اس نے واضح طور پر اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ میں سلیمان ع کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع فرمان بن کر مسلم ہو چکی ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اُعْبُدُوا اللّٰهَ	اَنِ	صٰلِحًا	اَخَاهُمْ	ثَمُوْدَ	اِلٰى	اَرْسَلْنَآ	وَلَقَدْ
اللہ کی عبادت کرو	کہ	صالح ؑ	انکے بھائی	ثمود	طرف	ہم نے بھیجا	اور تحقیق

اور تحقیق ہم نے (قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح ؑ کو بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

يَخْتَصِمُوْنَ	فَرِيْقٰنِ	هُمْ	فَاِذَا
باہم جھگڑنے لگے	دو فریق ہوگئے	وہ	پس ناگہاں

پس ناگہاں وہ دو فریق ہوگئے۔ باہم جھگڑنے لگے۔

﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ مِنَ الْقَبِيْلَةِ صٰلِحًا اَنِ اَيْ بِاَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ○ فِى الدِّيْنِ فَرِيْقٌ مُؤْمِنُوْنَ مِنْ حِيْنِ اِرْسَالِهٖ اِلَيْهِمْ وَ فَرِيْقٌ كَافِرُوْنَ

﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا الخ اور بے شبہ ہم نے بھیجا قوم ثمود کی طرف انکے بھائی صالح ؑ کو جو اُن کے قبیلے تھا یہ پیام دیکر کہ اللہ اکیلے کی پرستش کرو۔ ناگاہ وہ دو فریق ہوگئے جو دین میں جھگڑتے تھے ایک جماعت ایمان لائی جبکہ صالح ؑ کو انکی طرف بھیجا گیا اور ایک جماعت کافر رہی۔

تشریح

﴿۴۵﴾ <u>قوم ثمود کو اسلام کی دعوت</u> قوم سبا کے حالات اوپر آچکے ہیں چونکہ ملکہ سبا میں قبول حق کی صلاحیت موجود تھی اس لئے جب سچائی اسکے سامنے آئی تو اس نے قبول کرنے میں دیر نہیں کی۔ اس کے برخلاف ایسے ہٹ دھرم اور ضدی لوگ بھی روئے زمین پر گزرے ہیں جنھوں نے اپنی آنکھوں سے مجسم صداقت کو دیکھا مگر پھر بھی مان کر نہ دیئے ـــ ایسے ہی لوگوں میں قوم ثمود بھی تھی۔ طوفانِ نوح کے بعد جو قومیں ابھریں ان میں ایک قوم عاد تھی جو مادی ترقی کے لحاظ سے بہت آگے نکل گئی تھی۔ قوم عاد کے بعد قوم ثمود ہوئی یہ بھی دنیوی شان وشوکت کے اعتبار سے دنیا کے نقشے پر اپنا مقام بناتی رہی۔ قوم ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم ؑ سے پہلے کا ہے اور اس کا مسکن مدائنِ صالح ہے جس کو پہلے "حجر" کہا کرتے تھے۔ یہ مدینہ طیبہ سے ایک سو اسّی میل کے فاصلے پر ہے۔

اس قوم کا مسئلہ بھی وہی تھا کہ ظاہری شان وشوکت کے اعتبار سے ترقی یافتہ تھی مگر اخلاقی گراوٹ انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ آخر اللہ نے ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اسی قوم میں سے ان کے بھائی صالح ؑ کو مقرر فرمایا۔ حضرت صالح ؑ کی دعوت بالکل فطرت کے مطابق تھی۔ ان کا اتنا ہی کہنا تھا کہ ہمیں عبادت اور جملہ امور میں صرف الواحد کی اطاعت اور فرماں برداری کو قبول کرنا چاہیئے۔ اس دعوت کے نتیجے میں قوم ثمود دو حصوں میں بٹ گئی کچھ لوگ تھے جو اس بات کو قبول کر رہے تھے اور کچھ لوگ تھے جو اس کا انکار کر رہے تھے دو فریقوں میں کش مکش حق اور باطل کی شروع ہوگئی۔ حضرت صالح کی مخالفت میں ایک طوفان کھڑا ہوگیا۔ مخالفت کے اس طوفان میں جو لوگ سچائی کیطرف آرہے تھے وہ ہر لحاظ سے سوسائٹی کے بہترین لوگ تھے۔ یہ کش مکش بھی ایک چھلنی کا کام دیتی ہے کوڑا کباڑ ایک طرف ہو جاتا ہے اور صاف ستھرا مال ایک طرف۔ وہی لوگ باقی رہ جاتے ہیں جو ہر لحاظ سے پختہ ہوتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا

لَوْلَا	الْحَسَنَةِ	قَبْلَ	بِالسَّيِّئَةِ	لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ	يٰقَوْمِ	قَالَ
کیوں نہیں	بھلائی	پہلے	برائی کے لئے	کیوں تم جلدی کرتے ہو	اے میری قوم	اس نے کہا

اس نے کہا اے میری قوم ! تم بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو ؟ تم اللہ سے

تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

تُرْحَمُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	اللّٰهَ	تَسْتَغْفِرُوْنَ
تم پر رحم کیا جائے	تا کہ تم	اللہ	تم بخشش مانگتے

بخشش کیوں نہیں مانگتے ؟ تا کہ تم پر رحم کیا جائے

(۴۶) قَالَ لِلْمُكَذِّبِيْنَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
أَيْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ الرَّحْمَةِ حَيْثُ قُلْتُمْ
إِنْ كَانَ مَا أَتَيْتَنَا بِهِ حَقًّا فَأْتِنَا
بِالْعَذَابِ لَوْلَا هَلَّا تَسْتَغْفِرُوْنَ
اللّٰهَ مِنَ الشِّرْكِ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ○ فَلَا
تُعَذَّبُوْنَ

(۴۶) صالح ؑ نے کہا انکو جنھوں نے اسکو جھٹلایا اے میری قوم تم کس واسطے عذاب میں جلدی کرتے ہو رحمت سے پہلے چنانچہ تم کہتے ہو کہ اگر یہ احکام جو ہمارے پاس لایا ہے ہوں تو لاؤ ہم پر عذاب۔
تم اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کیوں نہیں چاہتے۔ اور شرک سے توبہ کیوں نہیں کرتے تاکہ تم پر رحمت ہو، عذاب سے بچو۔

تشریح

(۴۶) حضرت صالح ؑ کی تنبیہ | حضرت صالح ؑ کی دعوتِ حق پر ماننے والے اور نہ ماننے والے دو حصوں میں بٹ گئے حضرت صالح نے نہ ماننے والوں کو بہت سمجھایا لیکن جو قوم کے سرکردہ لوگ تھے وہ اپنے تکبر اور گھمنڈ میں اس درجہ مبتلا تھے کہ وہ ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے۔ حضرت صالح ؑ کے بار بار سمجھانے پر جب یہ لوگ نہیں مانتے تو حضرت صالح ؑ نے انکو تنبیہ کی کہ سچائی کو اس طرح مت ٹھکراؤ اپنے غرور میں یہ مت بھول جاؤ کہ پروردگار کی طاقت بہت بڑی ہے ایسا نہ ہو کہ تمہارے اوپر پروردگار کا غضب نازل ہوجائے۔ مگر ان لوگوں کا عالم یہ تھا کہ بجائے سمجھنے اور نرم پڑنے کے انہوں نے حضرت صالح ؑ سے کہا کہ۔ يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
(اے صالح ! لے آ وہ عذاب ہم پر جس کی تو دھمکی دیتا ہے اگر تو واقعی رسول ہے۔ الاعراف آیت ۷۷)

اس پر حضرت صالح ؑ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو اللہ سے خیر طلب کرنے کے بجائے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہو۔ جلد بازی سے کام لیکر سچائی کو جھٹلا رہے ہو اور اپنے برے انجام کو دعوت دے رہے ہو اگر تم سنجیدگی سے غور کروگے تو تم پر حق واضح ہوجائے گا اور تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور اس وقت تم اللہ سے معافی کے خواستگار رہوگے۔ اور اس طرح عذاب الٰہی کے بجائے رحمت الٰہی کے مستحق ہوجاؤگے۔ دل سوزی اور ہمدردی میں ڈوبے ہوئے ان ناصحانہ کلمات پر توجہ دینے کے بجائے قوم کا الٹا جواب یہ تھا۔

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ

قَالُوا	اطَّيَّرْنَا	بِكَ	وَبِمَنْ	مَّعَكَ	قَالَ	طٰٓئِرُكُمْ	عِنْدَ	
وہ بولے	بُراشگون	تجھ سے	اور وہ جو	تیرے ساتھ (ساتھی)	اس نے کہا	تمہاری بدشگونی	پاس	

وہ بولے ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے بُراشگون لیا ہے اس نے کہا تمہاری بدشگونی اللہ کے

اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

اللّٰهِ	بَلْ	اَنْتُمْ	قَوْمٌ	تُفْتَنُوْنَ	
اللہ	بلکہ	تم	ایک قوم	آزمائے جاتے ہو	

پاس (اللہ کی طرف سے) ہے بلکہ تم ایک قوم ہو (جو) آزمائے جاتے ہو

﴿۴۷﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا اَصْلُهُ تَطَيَّرْنَا اُدْغِمَتِ التَّاءُ فِي الطَّاءِ وَاجْتُلِبَتْ هَمْزَةُ وَصْلٍ اَيْ تَشَاءَمْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَيْثُ قُحِطُوا الْمَطَرَ وَجَاعُوْا قَالَ طٰٓئِرُكُمْ شُؤْمُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتَاكُمْ بِهٖ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○ تُخْتَبَرُوْنَ بِالْخَيْرِ وَالشَّرِّ

﴿۴۷﴾ وہ بولے ہم نے بُری فال پکڑی تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے ایمان لانے والوں سے کہ تمہاری وجہ سے ہم پر قحط ہوا۔ اور بھوکے رہے۔

صالحؑ نے کہا جو تم بدفالی سمجھتے ہو یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ تمہاری آزمائش کیجاتی ہے کبھی بھلائی اور کبھی سختی بھیجکر۔

تشریح

﴿۴۷﴾ پیغمبر کی بعثت حق و باطل کی کسوٹی ہوتی ہے | کسی پیغمبر کا آنا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی اس کی بعثت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو اس کی صداقت کو تسلیم نہ کرے وہ حق سے دور ہو جاتا ہے اس لئے قدرتی بات ہے کہ جب پیغمبر اپنی دعوت پیش کرتا ہے تو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کی دو جماعتیں ہو جاتی ہیں۔ رسول کی آمد کسی قوم کے لئے بہت بڑا امتحان ہوتی ہے اسکی صداقت کو پرکھنے کے بعد پھر اس کو نہ ماننا گویا پروردگار کی ناراضگی کو دعوت دینا ہے اسی لئے جب حضرت صالحؑ نے اللہ کے دین کی دعوت پیش کی تو ایک تو یہ ہوا کہ قوم میں پھوٹ پڑ گئی مسلم ماننے والے ایک طرف اور غیر مسلم نہ ماننے والے دوسری طرف ہو گئے۔ دوسرے رسول کے انکار کی وجہ سے قوم پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہونے لگیں جس کو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بدشگونی کا نشان سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی رہتی ہے اس پر حضرت صالحؑ نے جواب دیا کہ اصل معاملہ یہ نہیں ہے کہ میری یا میرے ساتھیوں کی نحوست کی وجہ سے پریشانیاں آرہی ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بحیثیت پیغمبر میری آمد سے تمہارا امتحان شروع ہو گیا ہے۔ اب تمہارے سامنے حق بھی کھلا ہوا ہے اور باطل بھی۔ اب یہ تمہاری آزمائش ہے کہ تم ان دونوں میں سے کس کو قبول کرتے ہو۔

وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي

وَ كَانَ	فِي الْمَدِيْنَةِ	تِسْعَةُ	رَهْطٍ	يُّفْسِدُوْنَ	فِي
اور تھے	شہر میں	نو ۹	شخص	وہ فساد کرتے تھے	میں

اور شہر میں تھے نو شخص وہ ملک میں فساد کرتے تھے اور

الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

الْاَرْضِ	وَلَا يُصْلِحُوْنَ	قَالُوْا	تَقَاسَمُوْا	بِاللّٰهِ	لَنُبَيِّتَنَّهٗ	وَ
زمین (ملک)	اور اصلاح نہیں کرتے تھے	وہ کہنے لگے	تم باہم قسم کھاؤ	اللہ کی	البتہ ہم ضرور شبخون ماریں گے اس پر	اور

اصلاح نہ کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے باہم اللہ کی قسم کھاؤ البتہ ہم ضرور اس پر اور اسکے گھر والوں

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا

اَهْلَهٗ	ثُمَّ + لَنَقُوْلَنَّ	لِوَلِيِّهٖ	مَا شَهِدْنَا	مَهْلِكَ	اَهْلِهٖ	وَ اِنَّا
اسکے گھر والے	پھر ضرور ہم کہدیں گے	اسکے وارثوں سے	ہم موجود نہ تھے	ہلاکت کے وقت	اسکے گھر والے	اور بیشک ہم

پر شبخون ماریںگے اور پھر اس کے وارثوں کو کہدینگے ہم اسکے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور بیشک البتہ

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

لَصٰدِقُوْنَ	وَ مَكَرُوْا	مَكْرًا	وَّمَكَرْنَا	مَكْرًا	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ
البتہ سچے ہیں	اور انہوں نے مکر کیا	ایک تدبیر	اور ہم نے خفیہ تدبیر کی	ایک تدبیر	اور وہ	نہ جانتے تھے۔

ہم سچے ہیں۔ اور انہوں نے ایک مکر کیا اور ہم نے (بھی) ایک خفیہ تدبیر کی اور وہ نہ جانتے تھے (بے خبر تھے

﴿۴۸﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ مَدِيْنَةَ ثَمُوْدَ
تِسْعَةُ رَهْطٍ اَىْ رِجَالٍ يُّفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ بِالْمَعَاصِىْ مِنْهَا قَرْضُهُمُ
الدَّنَانِيْرَ وَالدَّرَاهِمَ وَلَا
يُصْلِحُوْنَ ○ بِالطَّاعَةِ
﴿۴۹﴾ قَالُوْا اَىْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
تَقَاسَمُوْا اَىْ اِحْلِفُوْا بِاللّٰهِ
لَنُبَيِّتَنَّهٗ بِالنُّوْنِ وَالتَّاءِ وَضَمِّ التَّاءِ
الثَّانِيَةِ وَاَهْلَهٗ اَىْ مَنْ اٰمَنَ
بِهٖ اَىْ نَقْتُلُهُمْ لَيْلًا ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ

﴿۴۸﴾ اور ثمود کے شہر میں نو مرد تھے جو زمین میں فساد کرتے
تھے بسبب ارتکاب معاصی کے (ان کے فسق و فجور
یہ بھی تھا کہ وہ دیناروں اور درہموں میں سے کوکہ
لیتے تھے اور وہ اصلاح نہ کرتے تھے طاعتِ خداتعالی
بجالاکر۔
﴿۴۹﴾ انہیں سے بعض نے کہا بعض سے کہ تم سب باہم قسم کھاؤ
کہ رات کے وقت اور اس کے گھر والوں کو ہم قتل کرڈالینگے

پھر ہم کہہ دیں گے جو اس کے خون کا طا

بِالنُّوْنِ وَالتَّاءِ وَضَمِّ اللَّامِ الثَّانِيَةِ لِوَلِيِّهٖ اَيْ وَلِيِّ دَمِهٖ مَا شَهِدْنَا حَضَرْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِهَا اَيْ اِهْلَاكِهِمْ اَوْ هَلَاكِهِمْ فَلَا نَدْرِيْ مَنْ قَتَلَهٗ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○	اور اس کا وارث ہے کہ ہم لوگ ان کی ہلاکی میں موجود نہ تھے ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کو کس نے مارا۔ اور بے شبہ ہم سچے ہیں۔
(۵۰) وَمَكَرُوْا فِیْ ذٰلِكَ مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا اَيْ جَازَيْنٰهُمْ بِتَعْجِيْلِ عُقُوْبَتِهِمْ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○	(۵۰) اور ان لوگوں نے اس بارہ میں مکر کیا اور ہم نے بھی ایک مکر کیا یعنی انکوانکے مکر کی سزا دی کہ جلد ان پر عذاب بھیجا اور وہ بے خبر تھے۔

تشریح

(۴۸) نو فسادی جتھیدار | شہر میں نو جتھیدار تھے جن کا کام ملک میں فتنہ فساد پھیلانا تھا، اصلاح اور تعمیر کے کام سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی کوئی بگاڑ کا کام ہوتا تو اس میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اور کوئی اچھائی کا کام ہوتا تو کبھی ساتھ نہ دیتے — کیسی عجیب مناسبت ہے کہ مکہ مکرمہ میں بھی نو سردار تھے جو رسول اللہؐ کی دشمنی میں آگے آگے رہتے تھے اور اسلام کی بیخ کنی میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔

(۴۹) حضرت صالحؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ | ان فسادی عناصر نے یہ منصوبہ بنایا کہ سب مل کر رات کو صالحؑ کے گھر پر حملہ کر دو اور پورے گھر کو ختم کر دو۔ ان کے قبیلے کا جو سردار ہے اس کے سامنے ہم قسم کھالیں گے کہ ہمارا اس قتل میں کوئی ہاتھ نہیں ہے بلکہ ہم تو یہاں موجود بھی نہ تھے۔ اس طرح یہ لوگ ہم سے قصاص نہیں لے سکیں گے کیونکہ قبائلی زندگی میں قصاص یعنی قتل کا بدلہ قتل، اس کی بڑی اہمیت تھی لیکن جب اتنے لوگ اکٹھے ہونگے تو کس کس سے قصاص لیا جائیگا۔ اس طرح سانپ بھی مرجائیگا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔

کیسی عجیب بات ہے کہ یہی صورت حال مکہ مکرمہ میں حضرت محمد رسول اللہؐ کے ساتھ پیش آئی کہ ہجرت کے موقعہ پر سب نے مل کر آپؐ پر حملہ کا پروگرام بنایا تاکہ اتنے لوگوں سے آپؐ کے خون کا قصاص نہ لیا جاسکے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر حفاظت کے ساتھ مکہ مکرمہ سے تشریف لے گئے۔

(۵۰) فتنہ پروروں کی سازش عذاب الٰہی کے لئے اتمام حجت | وہ لوگ جو حضرت صالحؑ کو سچا پیغمبر نہیں مان رہے تھے انھوں نے فرمائش کی کہ ہمیں ایسی کوئی کھلی نشانی دکھاؤ کہ ہم تمہاری صداقت کے قائل ہوجائیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ جو سامنے پہاڑ ہے اس میں سے اونٹنی پیدا کرکے دکھاؤ۔ حضرت صالحؑ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ کے حکم سے یہ معجزہ صادر ہوا کہ پہاڑ پھٹا اس میں سے اونٹنی برآمد ہوئی۔ اس کھلی نشانی کے باوجود جن کو نہیں ماننا تھا نہیں مانا۔ بلکہ الٹا اونٹنی کو نقصان پہنچایا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسکو مار ڈالا۔ اس پر حضرت صالحؑ نے ان سے کہا کہ بس اب تین دن کی مہلت ہے عذاب الٰہی کا انتظار کرو (فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ)

شرارت کرنے والے اب بھی باز نہ آئے اور انھوں نے حضرت صالحؑ کے قتل کی سازش تیار کی۔ ادھر وہ قتل کی سازشیں کر رہے تھے اُدھر عذاب الٰہی ان کا منتظر تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے منصوبے پر عمل کرتے عذاب الٰہی نے ان کو آلیا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ

فَانْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	مَكْرِهِمْ	اَنَّا	دَمَّرْنٰهُمْ	وَقَوْمَهُمْ	اَجْمَعِيْنَ	فَتِلْكَ
پس دیکھو	کیسا	ہوا	انجام	ان کا مکر	کہ ہم	ہم نے ہلاک کردیا انہیں	اور انکی قوم	سب کو	اب یہ

پس دیکھو ان کے مکر کا انجام کیسا ہوا ! کہ ہم نے انھیں اور انکی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا اب یہ

بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾

بُيُوْتُهُمْ	خَاوِيَةً	بِمَا ظَلَمُوْا	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِقَوْمٍ + يَعْلَمُوْنَ
انکے گھر	گرے پڑے	انکے ظلم کے سبب	بیشک	اس میں	البتہ نشانی	لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں .

ان کے گھر ہیں گرے پڑے ، ان کے ظلم کے سبب بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو جانتے ہیں .

(۵۱) فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ اَهْلَكْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ بِصَيْحَةِ جِبْرِيْلَ اَوْبِرَمْيِ الْمَلٰئِكَةِ بِحِجَارَةٍ يَرَوْنَهَا وَلَا يَرَوْنَهُمْ

(۵۲) فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً خَالِيَةً وَنَصْبُهُ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الْاِشَارَةِ بِمَا ظَلَمُوْا بِظُلْمِهِمْ اَيْ كُفْرِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَعِبْرَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ○ قُدْرَتَنَا فَيَتَّعِظُوْنَ

(۵۱) پس دیکھ تو کہ ان کے مکر کا انجام کیا ہوا کہ بے شبہ ہم نے انکو اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا جبرئیل کی چیخ یا فرشتوں کے پتھر برسانے سے اس حال میں کہ فرشتے انکو دیکھتے تھے اور وہ ان کو نہ دیکھتے تھے ۔

(۵۲) سو یہ ان کے گھر خالی پڑے ہوئے ہیں بہ سبب انکے ظلم اور کفر کے بیشک اس مذکور میں عبرت ہے اور نصیحت ہے ان کے لئے جو ہماری قدرت کو جانتے ہیں سو وہ ہی اس سے نصیحت حاصل کریں گے .

تشریح

(۵۱) حضرت صالح کی قوم ثمود کی ہلاکت | کہاں تو حضرت صالح کی قوم ثمود کے فتنہ پرور لوگ حضرت صالح ؑ کے قتل کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے اور کہاں ان پر اللہ کا یہ عذاب نازل ہوا کہ نیچے سے زمین میں زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز جس سے ساری بستی کے لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے اور دم بھر میں ہلاک ہو گئے . ذرا دیکھو ان کی چال کا کیا انجام ہوا ! ان فتنہ پروروں کو اور انکے ساتھ پوری قوم کو سوائے حضرت صالح اور ان پر ایمان لانے والوں کے سب کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا .

(۵۲) قوم ثمود کے کھنڈرات عبرت کا نشان | قوم ثمود کے خالی پڑے ہوئے مکانات عبرت کا ایک نشان بنے ہوئے ہیں لیکن اس سے عبرت وہی حاصل کرتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہے اور جو حقائق کا علم رکھتے ہیں . وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ اس کائنات پر جس ہستی کی فرماں روائی ہے وہ حکیم و دانا ہے جو پوری حکمت کے ساتھ قسمتوں کا فیصلہ کرتا ہے وہ قوموں کے گرانے اور اٹھانے کے فیصلے اندھا دھند نہیں کرتا اس کا فیصلہ حکیمانہ اور عادلانہ ہوتا ہے . وہ لوگ جو حقائق سے باخبر ہیں وہ ان اخلاقی اسباب کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کی وجہ سے پروردگار اپنی پیدا کی ہوئی ایک قوم کو تباہ کرتا ہے .

حضور نبی کریم ؐ غزوۂ تبوک کے موقع پر ان کھنڈرات سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا یہاں سے جلدی نکلو یہ وہ جگہ ہے جہاں عذاب الٰہی نازل ہوا تھا .

وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ

وَاَنْجَيْنَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ	وَلُوْطًا	اِذْ	قَالَ
اور ہم نے نجات دی	وہ لوگ جو	وہ ایمان لائے	اور وہ پرہیزگاری کرتے تھے	اور لوط ؑ	جب	اس نے کہا

اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگاری کرتے تھے اور (یاد کرو) جب لوط ؑ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

لِقَوْمِهٖ	اَتَاْتُوْنَ	الْفَاحِشَةَ	وَاَنْتُمْ	تُبْصِرُوْنَ
اپنی قوم سے	کیا تم آگئے (اتر آئے) ہو	بے حیائی	اور تم	دیکھتے ہو

سے کہا کیا تم بے حیائی پر اتر آئے ہو؟ اور تم دیکھتے ہو۔

﴿۵۳﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِصَالِحٍ وَهُمْ اَرْبَعَةُ الْاٰفٍ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ الشِّرْكَ

﴿۵۴﴾ وَلُوْطًا مَنْصُوْبٌ بِاذْكُرْ مُقَدَّرًا قَبْلَهٗ وَيُبْدَلُ مِنْهُ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ اَيِ اللِّوَاطَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ يُبْصِرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اِنْهِمَاكًا فِي الْمَعْصِيَةِ

﴿۵۳﴾ اور ہم نے نجات دی ان لوگوں کو جو صالح ؑ پر ایمان لائے اور وہ چار ہزار تھے اور یہ لوگ شرک سے بچے ہوئے تھے۔

﴿۵۴﴾ اور یاد کرو لوط ؑ کو جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لواطت کرتے ہو اس بے حیائی کے ساتھ کہ ایک دوسرے کو دیکھتا ہے نہایت درجہ معصیت میں گرفتاری کے سبب تم سے حیا بھی اٹھ گئی۔

تشریح

﴿۵۳﴾ اہل ایمان کی حفاظت | قوم ثمود پر جو عذاب نازل ہوا اس میں ساری بستی ہلاک ہو گئی مگر اللہ نے ان لوگوں کو محفوظ رکھا جو حضرت صالح ؑ پر ایمان لائے تھے اور جو نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ سورۂ ہود میں ارشاد ہے کہ:- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ○ (آیت - ۶۶)

(پھر جب پہنچا حکم ہمارا بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اسکے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی سے)

﴿۵۴﴾ حضرت لوط ؑ کی قوم کو دعوت | حضرت لوط ؑ حضرت ابراہیم ؑ کے بھائی ہاران کے بیٹے تھے اور آپ حضرت ابراہیم ؑ پر ایمان لے آئے تھے۔ حضرت ابراہیم ؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ سے اکیس ۲۱ سو سال پہلے ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کے زمانے میں تقریباً دو ہزار چھ سو چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم ؑ نے عراق سے ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کے بھتیجے حضرت لوط ؑ بھی عراق کو چھوڑ کر فلسطین کے علاقے کنعان میں آگئے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے خلیفہ کی حیثیت سے حضرت لوط ؑ کو شرق اردن میں دین کی خدمت کے لئے مامور کر دیا تھا۔ حضرت لوط ؑ بھی اللہ کے پیغمبر تھے۔ انھوں نے قوم کو سمجھایا کہ یہ تمہارا بڑا گھناؤنا چلن ہے کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو حالانکہ تم خوب واقف ہو کہ مرد کی خواہش نفس کے لئے مرد کو نہیں عورت کو پیدا کیا گیا۔ مرد و عورت کا فرق ایسا نہیں ہے جو نظر نہ آنے والی چیز ہو۔ مگر تم اعلانیہ یہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں ہے کہ:- وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ۔ (آیت ۲۹)

" اور تم اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو۔ "

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ

أَئِنَّكُمْ	لَتَأْتُونَ	الرِّجَالَ	شَهْوَةً	مِّنْ ۔ دُونِ ۔ النِّسَاءِ	بَلْ	أَنتُمْ
کیا تم	آتے ہو	مردوں کے پاس	شہوت رانی کیلئے	عورتوں کے سوا (عورتوں کو چھوڑ کر)	بلکہ	تم

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے آتے ہو۔ بلکہ تم لوگ

قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا

قَوْمٌ	تَجْهَلُونَ	فَمَا	كَانَ	جَوَابَ	قَوْمِهِ	إِلَّا ۔ أَن	قَالُوا
لوگ	جہالت کرتے ہو	پس نہ	تھا	جواب	اسکی قوم	مگر صرف یہ کہ	انہوں نے کہا

جہالت کرتے ہو۔ پس اس کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ لوط کے لوگوں

أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾

أَخْرِجُوا	آلَ لُوطٍ	مِنْ	قَرْيَتِكُمْ	إِنَّهُمْ	أُنَاسٌ	يَتَطَهَّرُونَ
نکال دو	لوط کے لوگ	سے	اپنا شہر	بیشک وہ	لوگ	پاکیزگی پسند کرتے ہیں

کو نکال دو اپنے شہر سے۔ بے شک یہ لوگ پاکیزگی پسند ہیں۔

﴿٥٥﴾ أَئِنَّكُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وَإِدْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ عَاقِبَةَ فِعْلِكُمْ

﴿٥٥﴾ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی کرتے ہو

بلکہ تم ایک قوم ہو کہ اپنے افعال کے انجام کو نہیں سوچتے۔

﴿٥٦﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ أَيْ أَهْلَهُ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○ مِنْ أَدْبَارِ الرِّجَالِ

﴿٥٦﴾ سو اسکی قوم کا اور کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ وہ کہنے لگے کہ نکالو لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے بیشک یہ ایسے لوگ ہیں کہ مردوں کے دُبر سے بچتے ہیں اور لواطت سے اپنے نفوس کو پاک رکھتے ہیں۔

تشریح

﴿٥٥﴾ مردوں کے ساتھ شہوت رانی ایک جاہلانہ فعل ہے | اللہ تعالیٰ نے اس فعل کے لئے عورتوں کو پیدا کیا ہے۔ مردوں کے ساتھ شہوت رانی کا عمل انتہائی احمقانہ اور جاہلانہ کام ہے اور اس گھناؤنے فعل کا کیا انجام ہوگا تم اس کو جانتے نہیں ہو اسلئے میں تمہیں باخبر کرتا ہوں کہ ان گندی حرکتوں سے باز آجاؤ۔

﴿٥٦﴾ قوم لوط کا جواب | حضرت لوط کے اس سمجھانے پر ان کی قوم پر اثر تو کیا ہوتا، الٹا انہوں نے جواب دیا کہ لوط اور اس کے گھر والوں کو بستی سے نکال باہر کرو یہ بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾

الْغٰبِرِیْنَ	مِنَ	قَدَّرْنٰهَا	امْرَاَتَهٗ	اِلَّا	وَاَهْلَهٗ	فَاَنْجَیْنٰهُ
پیچھے رہ جانے والے	سے	ہم نے اسے ٹھہرادیا تھا	اسکی بیوی	سوائے	اور اس کے گھر والے	سو ہم نے انہیں بچالیا

سو ہم نے اس کی بیوی کے سوائے اور اس کے گھر والوں کو بچالیا۔ اسے ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ٹھہرایا تھا۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۵۸﴾ ع ۴ / ۱۴ / ۱۹

الْمُنْذَرِیْنَ	مَطَرُ	فَسَآءَ	مَّطَرًا	عَلَیْهِمْ	وَاَمْطَرْنَا
ڈرائے گئے۔	بارش	سو کیا ہی برا	ایک بارش	ان پر	اور ہم نے برسائی

اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی، سو کیا ہی بری بارش ڈرائے گئے لوگوں پر

۵۷ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا جَعَلْنٰهَا بِتَقْدِیْرِنَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ○ الْبَاقِیْنَ فِی الْعَذَابِ

۵۸ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ هُوَ حِجَارَةُ السِّجِّیْلِ اَهْلَكَتْهُمْ فَسَآءَ بِئْسَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ○ بِالْعَذَابِ مَطَرُهُمْ

۵۷ سو ہم نے لوطؑ کو اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر ان کی بیوی کو اس کے لئے ہم نے یہ مقرر کیا کہ وہ عذاب میں گرفتار ہونے والوں کے ساتھ رہے۔

۵۸ اور ہم نے ان پر کنکریاں برسائیں مثل پتھروں کے کہ جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔
سو بری بارش ہوئی ان پر جو عذاب سے ڈرائے گئے تھے۔

تشریح

۵۷ حضرت لوطؑ کی بیوی کے علاوہ باقی گھر والوں کی حفاظت | حضرت لوطؑ برابر اپنی قوم کو سمجھاتے رہے مگر جب یہ لوگ کسی طرح باز نہ آئے اور نوبت یہاں تک آئی کہ اللہ تعالیٰ نے حجت پوری کرنے کے لئے کچھ فرشتوں کو نوجوان لڑکوں کی شکل میں بھیجا تو قوم لوط کے لوگ ان کے ساتھ بھی برائی کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا وقت آگیا۔ حضرت لوطؑ کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا کہ بیوی کو چھوڑ کر باقی گھر والوں کو لے کر بستی سے باہر نکل جائیں کیونکہ ان کی بیوی بھی قوم کے ان بدمعاشوں کے ساتھ تھی جو اس گندی حرکت میں مبتلا تھے کہ اسی نے انکو بتایا تھا کہ گھر میں ایسے ایسے خوبصورت مہمان آئے ہوئے ہیں جس پر قوم حضرت لوطؑ کے گھر پر ٹوٹ پڑی تھی۔

۵۸ قوم لوطؑ پر پتھروں کی بارش | قوم لوط پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ وہ لوگ جن کو بار بار متنبہ کیا گیا تھا۔ ان کے حق میں پتھروں کی یہ برسات نہایت ہی سخت تھی۔ آخر پوری بستی ان پتھروں سے ہلاک کر دی گئی۔ اِدھر زمین میں زلزلہ آیا جس نے بستی کو تلپٹ کر دیا عمارتیں زمین دوز ہو گئیں اور آتش فشاں کے پھٹنے سے پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش ہوئی۔ جس گندے فعل کے مرتکب تھے سنگساری اس کی سزا تھی۔

قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اصۡطَفٰی	الَّذِیۡنَ	عَلٰی ۔ عِبَادِهِ	وَسَلٰمٌ	الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ	قُلِ
چن لیا	وہ جنہیں	اس کے بندوں پر	اور سلام	تمام تعریفیں اللہ کے لئے	فرما دیں

آپ فرمادیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اس کے بندوں پر سلام ہو، جنہیں اس نے چن لیا۔

آٰللّٰهُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۹﴾

آٰللّٰهُ	خَیۡرٌ	اَمَّا	یُشۡرِکُوۡنَ
کیا اللہ	بہتر	یا جو	وہ شریک ٹھہراتے

کیا اللہ بہتر ہے؟ یا وہ جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۵۹) قُلۡ یَا مُحَمَّدُ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ عَلٰی هَلَاكِ كُفَّارِ الۡاُمَمِ الۡخَالِیَةِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی هُمۡ ءٰٓللّٰهُ بِتَحۡقِیۡقِ الۡهَمۡزَتَیۡنِ وَاِبۡدَالِ الثَّانِیَةِ اَلِفًا وَتَسۡهِیۡلِهَا وَاِدۡخَالِ اَلِفٍ بَیۡنَ الۡمُسَهَّلَةِ وَالۡاُخۡرٰی وَتَرۡکِهٖ، خَیۡرٌ لِمَنۡ یَعۡبُدُهٗ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ بِالۡیَاءِ وَالتَّاءِ اَیۡ اَهۡلُ مَکَّةَ بِهِ الۡاٰلِهَةُ خَیۡرٌ لِعَابِدِیۡهَا

(۵۹) قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اے محمد! کہدے تمام حمد ہے اللہ کے واسطے اور سلامتی ہو اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ آیا اللہ بہتر ہے اس کے لئے جو اس کی پرستش کرتا ہے۔
یا اہل مکہ جن بتوں کو پوجتے ہیں وہ بہتر ہیں ان کے پوجنے والوں کے لئے۔

تشریح

(۵۹) **اللہ کی حمد وثنا، برگزیدہ بندوں پر سلام اور توحید الٰہی کی دعوت** حضرت سلیمان ؑ، حضرت صالح اور حضرت لوط ؑ کی قوموں کے حالات جو اوپر بیان ہوئے یہ داستانیں اپنے اندر نصیحت وعبرت کے بے شمار پہلو رکھتی ہیں ان کا اختتام اور آنے والی بات کا آغاز اللہ کی حمد سے ہوا ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجا جا رہا ہے اور غور وفکر کی دعوت دی جارہی ہے کہ بتاؤ ایک اللہ تمہارا معبود اور آقا بہتر ہے یا وہ معبود بہتر ہیں جو باطل ہیں، بے اختیار ہیں اور جنکو اللہ کا شریک بنایا جارہا ہے۔
یہ حسن اختتام بھی ہے اور آنے والے خطبے کا آغاز بھی۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ

أَمَّنْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْأَرْضَ	وَأَنْزَلَ	لَكُمْ
بھلا کون؟	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور اتارا	تمہارے لئے

بھلا کون ہے؟ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ

مِّنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَأَنْۢبَتْنَا	بِهٖ	حَدَآئِقَ	ذَاتَ بَهْجَةٍ
سے	آسمان	پانی	پس اُگائے ہم نے	اس سے	باغ (جمع)	بارونق

پانی اُتارا پھر ہم نے اُس سے بارونق باغ اُگائے

مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ

مَا كَانَ	لَكُمْ	أَنْ تُنْۢبِتُوْا	شَجَرَهَا	ءَإِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ
نہ تھا	تمہارے لئے	کہ تم اُگاؤ	ان کے درخت	کیا کوئی معبود	اللہ کے ساتھ

تمہارے لئے (ممکن) نہ تھا کہ تم ان کے درخت اُگا سکو۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّ

بَلْ	هُمْ	قَوْمٌ	يَّعْدِلُوْنَ	أَمَّنْ	جَعَلَ	الْأَرْضَ	قَرَارًا	وَّ
بلکہ	وہ	لوگ	کجروی کرتے ہیں	بھلا کون کس	بنایا	زمین	قرارگاہ	اور

بلکہ وہ لوگ کج روی کرتے ہیں، بھلا کون ہے؟ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور

جَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

جَعَلَ	خِلٰلَهَآ	أَنْهٰرًا	وَّجَعَلَ	لَهَا	رَوَاسِيَ	وَجَعَلَ	بَيْنَ	الْبَحْرَيْنِ
اور (جاری) کیا	اسکے درمیان	ندی نالے	اور (پیدا) کئے	اسکے لئے	پہاڑ (جمع)	اور بنایا	درمیان	دُو دریا

اس کے درمیان ندی نالے (جاری) کئے اور اس کے لئے پہاڑ پیدا کئے، اور دُو دریاؤں کے درمیان

حَاجِزًا ۗ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾

حَاجِزًا	ءَإِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ	بَلْ	أَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
آڑ (حدِ فاصل)	کیا کوئی معبود	اللہ کے ساتھ	بلکہ	ان کے اکثر	نہیں جانتے

حدِ فاصل بنائی کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے

(٦٠) اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ
فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ مِنَ الْغَيْبَةِ
اِلَى التَّكَلُّمِ بِهٖ حَدَآئِقَ جَمْعُ
حَدِيْقَةٍ وَهُوَ الْبُسْتَانُ الْمَحُوْطُ
ذَاتَ بَهْجَةٍ حُسْنٍ مَا كَانَ
لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ
لِعَدَمِ قُدْرَتِكُمْ عَلَيْهِ ءَاِلٰهٌ
بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيْلِ الثَّانِيَةِ
وَاِدْخَالِ اَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ
فِيْ مَوَاضِعِهِ السَّبْعَةِ مَّعَ
اللّٰهِ اِعَانَةً عَلٰى ذٰلِكَ اَيْ
لَيْسَ مَعَهٗ اِلٰهٌ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
يَّعْدِلُوْنَ ○ يُشْرِكُوْنَ
بِاللّٰهِ غَيْرَهٗ

(٦١) اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا
لَا تَمِيْدُ بِاَهْلِهَا وَجَعَلَ خِلٰلَهَآ
فِيْمَا بَيْنَهَا اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ
جِبَالًا اَثْبَتَ بِهَا الْاَرْضَ وَجَعَلَ
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ بَيْنَ
الْعَذْبِ وَالْمِلْحِ لَا يَخْتَلِطُ اَحَدُهُمَا
بِالْاٰخَرِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
تَوْحِيْدَهٗ

(٦٠) اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً الخ یا وہ ذات بہتر ہے جس نے آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پس جمائے ہم نے اس سے باغ خوبصورت تروتازہ

تم کو یہ قدرت نہ تھی کہ ان کے درختوں کو جماؤ کیا تمہارے خیال باطل میں اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جس نے اس کی اعانت کی ہو اس بارہ میں۔ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھ۔

بلکہ یہ ایک قوم ہے کہ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں اسکے غیر کو۔

(٦١) یا وہ ذات بہتر ہے کہ جس نے زمین کو ٹھیرایا کہ اپنے رہنے والوں کے ساتھ نہیں ہلتی اور اس نے زمین میں نہریں جاری کیں اور اس میں پہاڑ بنائے جن سے زمین کو تھاما اور ٹھیرایا اور بنایا دو دریاؤں کے درمیان پردہ کہ میٹھا اور کھارا پانی آپس میں ملتا نہیں۔ کیا کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے بلکہ اکثر ان میں سے توحید حق تعالےٰ کو جانتے نہیں۔

تشریح

(٦٠) وحدت و تخلیق الٰہی کے سادہ اور مضبوط دلائل | آیت بالا میں ارشاد ہوا تھا کہ حمد و ثنا کا مستحق صرف اللہ ہے۔ کیونکہ وہی ہر چیز کو کمال عطا کرنے والا ہے جس چیز میں بھی کوئی خوبی ہے وہ اللہ کی عطا کی ہوئی ہے اس لئے وہی مستحق حمد و ثنا ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ کے وہ برگزیدہ پیغمبر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے کام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ سلام کے مستحق ہیں اسی لئے پیغمبر کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ اسی آیت کی تعمیل میں بولا جاتا ہے۔ اور غیر پیغمبر کے لئے اس لفظ کو استعمال نہیں کیا جاتا تاکہ پیغمبر اور غیر پیغمبر میں خط امتیاز رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا تھا کہ بتاؤ وہ اللہ جو تمام کمالات کا منبع ہے وہ بہتر ہے یا وہ باطل غیر حقیقی معبود جن کو زبردستی خدا کی خدائی میں شریک بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس تمہید کے بعد

جس کو کہئے کہ خطبے کا آغاز ہے ——— (اور اسی لئے ہمارے خطیب خطبے کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی) ——— اللہ کے وجود اس کی وحدت اور اس کے خالق ہونے کے ایسے سادہ اور مضبوط دلائل پیش کئے ہیں جن سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا۔

سوال کیا گیا کہ:۔

بتاؤ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا ——— ؟ بتاؤ آسمان سے پانی کون برساتا ہے ؟

بتاؤ پانی میں یہ خاصیت کس نے رکھی ہے کہ اس کے ذریعہ خوشنما باغ اُگتے ہیں۔ ؟

کیا ان درختوں کا اُگانا تمہارے یا کسی دوسری ہستی کے بس میں تھا۔ ؟

بتاؤ ان سب کاموں کے انجام دینے میں کیا خدا کے ساتھ کوئی اور شریک ہے ——— ؟

صاف ذہن سے جب آدمی غور کرے گا تو پکار اٹھے گا کہ یہ سب کچھ آپ سے آپ وجود میں نہیں آیا۔

پھر اس کائنات کے وجود پر غور کیا جائے تو اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کے ساتھ موافقت کر کے ان مقاصد کو پورا کرتے ہیں جن مقاصد کے لئے اس چیز کو بنایا گیا ہے چنانچہ زمین و آسمان کی موافقت سے ہی پانی برستا ہے۔ اگر آسمان کی قوتیں مثلاً سورج کی حرارت اور ہوا زمین کے ساتھ موافقت نہ کرے تو نہ بارش ہو سکتی ہے اور نہ کوئی چیز پیدا ہو سکتی ہے۔

کائنات کی باقاعدگی اعلان کر رہی ہے کہ اس میں ایک سے زائد خداؤں کی گنجائش نہیں ہے۔ مگر پھر بھی انسان کا ذہن کس طرح بھٹکتا ہے اور راہ راست سے ہٹ جاتا ہے کہ معبودیت میں مخلوق کو خالق کے برابر کر دیتا ہے۔

(۶۱) زمین پہاڑ پانی کا نظام یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں | اللہ تعالیٰ نے زمین کی بناوٹ ایسی بنائی کہ وہ انسان کے لئے جائے قرار (رہنے کی جگہ) بن گئی۔ یہ زمین جس پر ہم اور آپ رہتے ہیں یہ فضا میں لٹکی ہوئی ——— ایک گیند کی طرح ہے اور یہ ایک جگہ رُکی ہوئی نہیں ہے بلکہ ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے مسلسل گھوم رہی ہے اور اس طرح چوبیس گھنٹے میں ایک چکر پورا کرتی ہے۔ زمین کے اس حساب سے گردش کرنے کی وجہ سے رات اور دن کا توازن قائم رہتا ہے اگر زمین کی رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے بجائے دو سو میل فی گھنٹہ ہو جائے تو ہمارے دن اور ہماری راتیں موجودہ حساب کے مقابلے میں دس گنا زیادہ ہو جائیں گے۔ گرمیوں کا سورج ساری ہریالی کو جلا دے گا اور راتوں کی ٹھنڈک سے سارے درخت اور سبزیاں پالے میں ختم ہو جائیں گے۔ زمین میں اللہ تعالیٰ نے کشش رکھی ہے اور اوپر سے ہوا کا دباؤ ہم کو روکے ہوئے ہے اوسط درجے کے ایک آدمی کے اوپر دو سو اسی من ہوا کا دباؤ ہوتا ہے مگر یہ دباؤ جسم کے چاروں طرف ہونے کی وجہ سے ہمیں محسوس نہیں ہوتا۔ زمین کے اوپر پانچسو میل کی بلندی تک اللہ نے ہوا کا غلاف چڑھا دیا ہے جو شہابوں کی خوفناک بمباری سے زمین کو بچائے ہوئے ہے۔ یہی ہوا ہے جو درجہ حرارت کو قابو میں رکھتی ہے اور یہی ہوا ہے جو سمندروں سے بادل اٹھاتی ہے اور زمین کے مختلف حصوں تک پانی پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں جو زمین کے بیلنس (Balance) کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اس زمین پر پانی کا ایسا عجیب و غریب نظام ہے کہ سمندروں دریاؤں جھیلوں چشموں اور زمین کے نیچے پانی کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کر دیا گیا ہے۔ پہاڑوں پر یہ پانی برف کی شکل میں جم جاتا ہے اور گرمیوں میں پگھل کر چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین پر بہتا ہے۔ اس سارے نظام پر اگر آدمی غور کرے تو اس کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اس پورے نظام کو چلانے والی ہستی کس درجہ حکیم اور علیم و خبیر ہے۔ بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے ساتھ تمہیں کوئی شریک نظر آتا ہے ؟ جواب یہی ہو گا کہ ہرگز نہیں مگر پھر بھی انسان جہالت اور نادانی سے غلط رُخ پر چلا جاتا ہے۔ خدا کی نشانیوں پر غور کر کے اس کی صحیح پہچان تک نہیں پہونچتا۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ

أَمَّنْ	يُجِيبُ	الْمُضْطَرَّ	إِذَا	دَعَاهُ	وَيَكْشِفُ	السُّوءَ	وَيَجْعَلُكُمْ
بھلا کون	قبول کرتا ہے	بیقرار	جب	وہ اسے پکارتا ہے	اور دور کرتا ہے	برائی	اور تمہیں بناتا ہے

بھلا کون ہے جو بیقرار (کی دعا) قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے، اور برائی دور کرتا ہے اور تمہیں زمین

خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۶۲﴾

خُلَفَاءَ	الْأَرْضِ	أَإِلَٰهٌ	مَّعَ اللَّهِ	قَلِيلًا	مَّا	تَذَكَّرُونَ
نائب (جمع)	زمین	کیا کوئی معبود	اللہ کے ساتھ	تھوڑے	جو	نصیحت پکڑتے ہیں۔

میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تھوڑے ہیں جو نصیحت پکڑتے ہیں۔

(۶۲) أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ الْمَكْرُوبُ الَّذِي مَسَّهُ الضُّرُّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ عَنْهُ وَعَنْ غَيْرِهِ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ الْإِضَافَةُ بِمَعْنَى فِي أَيْ يَخْلُفُ كُلُّ قَرْنٍ الْقَرْنَ الَّذِي قَبْلَهُ ءَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○ تَتَّعِظُونَ بِالْفَوْقَانِيَّةِ وَالتَّحْتَانِيَّةِ وَفِيهِ إِدْغَامُ التَّاءِ فِي الذَّالِ وَمَا زَائِدَةٌ لِتَقْلِيلِ الْقَلِيلِ

(۶۲) یا وہ ذات بہتر ہے جو قبول فرماتا ہے دعا، اس سختی رسیدہ کی جسکو کوئی دشواری پیش آئی جبکہ وہ اس کو پکارتا ہے اور دور کرتا ہے سختی اس سے اور اس کے غیر سے اور تم کو زمین میں ایک دوسرے کی جگہ خلیفہ کرتا ہے کہ پچھلا قرن پہلے قرن کا خلیفہ ہوتا ہے۔

کیا کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ یہ لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہیں۔

تشریح

(۶۲) بے قراری کی پکار کون سنتا ہے اور یہ زمانے میں انقلاب کون لاتا ہے؟ جب انسان کسی مصیبت میں گھرا ہوا ہوتا ہے اور چاروں طرف سے پریشانیاں اس کو گھیر لیتی ہیں اور وہ ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اضطراب اور بے قراری کے عالم میں صرف خدا کو پکارتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر خدا کی اندرونی شہادت موجود ہے جو اضطراب کے عالم میں زبان پر آجاتی ہے۔ پھر اطمینان کی حالت میں اسکو بھول جاتا ہے۔

زمانے میں یہ انقلاب جو برپا ہوتے ہیں ایک نسل کے بعد دوسری نسل آجاتی ہے ایک قوم کے بعد دوسری قوم آجاتی ہے کبھی کوئی زمین پر مالکانہ اور بادشاہانہ تصرف کرتا ہے کبھی اس کی جگہ دوسری قوم اور نسل آجاتی ہے۔ اگر ان چیزوں پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ انکی باگ ڈور اُسی خدائے واحد کے ہاتھ میں ہے۔

أَمَّنْ يَّهْدِيكُمْ فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ

بُشْرًا	الرِّيٰحَ	يُرْسِلُ	وَمَنْ	وَالْبَحْرِ	الْبَرِّ	فِي ظُلُمٰتِ	يَهْدِيكُمْ	أَمَّنْ
خوشخبری دینے والی	ہوائیں	چلاتا ہے	اور کون	اور دریا	خشکی	اندھیریوں	تمہیں راہ دکھاتا ہے	بھلا کون

بھلا کون ہے جو خشکی (جنگل) اور دریا کے اندھیروں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے؟ اور کون ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾

	يُشْرِكُوْنَ	عَمَّا	تَعٰلَى اللّٰهُ	مَعَ اللّٰهِ	ءَاِلٰهٌ	رَحْمَتِهٖ	بَيْنَ يَدَيْ
	وہ شریک ٹھہراتے ہیں	اس سے جو	برتر ہے اللہ	اللہ کے ساتھ	کیا کوئی معبود	اپنی رحمت	پہلے

خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے۔؟ اللہ برتر ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿٦٣﴾ أَمَّنْ يَّهْدِيكُمْ يُرْشِدُكُمْ
إِلٰى مَقَاصِدِكُمْ فِي ظُلُمٰتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِالنُّجُوْمِ لَيْلًا
وَبِعَلَامَاتِ الْأَرْضِ نَهَارًا
وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ
أَيْ قُدَّامَ الْمَطَرِ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى
اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
بِهٖ غَيْرَهٗ

﴿٦٣﴾ یا وہ ذات بہتر ہے جو تم کو راہ دکھلاتا ہے تمہارے مقصد کی طرف جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں یعنی رات کو ستاروں سے اور دن کو زمین کے نشانوں سے راہ بتلاتا ہے اور وہ ذات کہ جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کو بارش سے پہلے۔

کیا اور معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ اللہ برتر ہے اس سے جو وہ اس کے ساتھ اسکے غیر کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

تشریح

﴿٦٣﴾ **سفر میں سمتِ سفر کی رہنمائی اور بارانِ رحمت کی بشارت کون دیتا ہے؟**

اندھیری راتوں میں زمین کا یا فضا کا اور سمندر کا سفر ہوتا ہے اور مسافر کو صحیح سمتِ سفر معلوم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے ذرائع پیدا کر دئے ہیں جس سے انسان سفر کی سمت اور منزلِ مقصود کا رُخ متعین کر لیتا ہے۔ دن کے وقت زمین کی مختلف علامتیں، سورج کا نکلنا اور ڈوبنا اور رات کے اندھیرے میں جگمگاتے ستارے اسکی رہنمائی کرتے ہیں اور فضائی سفر میں سمتِ سفر کے لئے انسان نے ایسے آلات ایجاد کر لئے ہیں جو اس کو صحیح رُخ بتاتے رہتے ہیں۔ ایسے آلات کا ایجاد کرنا یہ بھی اللہ کی دی ہوئی عقل اور علم کی بدولت ہے۔ اسی طرح بارانِ رحمت سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں جو بارش کے آنے کی خبر دیتی ہیں۔ بتاؤ یہ سب کون کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک ہے جو یہ کام کرتا ہے۔ اس کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ کسی کو اس کا ساجھی بنایا جائے وہ یکتا اور بے مثال بھلا کون اس کا ہمسر ہو سکتا ہے۔

أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اَمَّنْ	يَّبْدَؤُا	الْخَلْقَ	ثُمَّ يُعِيْدُهٗ	وَمَنْ	يَّرْزُقُكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ
بھلاکون	پہلی بار پیدا کرتا ہے	مخلوق	پھر وہ اُسے دوبارہ زندہ کریگا	اور کون	تمہیں رزق دیتا ہے	آسمانوں سے	اور زمین

بھلا کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے؟ پھر وہ اسے دوبارہ زندہ کریگا۔ اور کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں سے اور زمین سے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

ءَاِلٰهٌ	مَّعَ اللّٰهِ	قُلْ	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
کیا کوئی معبود	اللہ کے ساتھ	فرمادیں	لے آؤ	اپنی دلیل	اگر	تم ہو	سچے

کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ آپ فرمادیں لے آؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو

(۶۴) اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ فِى الْاَرْحَامِ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاِنْ لَّمْ يَعْتَرِفُوْا بِالْاِعَادَةِ لِقِيَامِ الْبَرَاهِيْنِ عَلَيْهَا وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ بِالْمَطَرِ وَالْاَرْضِ بِالنَّبَاتِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ اَىْ لَا يَفْعَلُ شَيْئًا مِّمَّا ذُكِرَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا اِلٰهَ مَعَهٗ قُلْ يَا مُحَمَّدُ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ حُجَّتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ○ اِنَّ مَعِىَ اِلٰهًا فَعَلَ شَيْئًا مِّمَّا ذُكِرَ

(۶۴) یا وہ بہتر ہے جو خلقت کو ارحامِ مادر... اور نطفہ منی سے بناتا ہے پھر مرنے کے بعد ان کو زندہ کریگا (وہ کفار اگرچہ بعد مرنے کے زندہ ہونے کا اقرار نہ کرتے تھے مگر چونکہ اس پر دلیلیں قائم ہیں اسلئے اسکو معرض حجت میں بیان فرمایا گویا یہ انکو مسلم ہے اور وہ کہ جو تمکو رزق پہنچاتا ہے آسمان سے بارش بھیجکر اور زمین سے سبزہ اگا کر، کیا کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ حاصل یہ کہ کوئی نہیں جو ان اشیاء کو کرتا ہو بجز اللہ کے اور اسکے ساتھ کوئی معبود نہیں۔ اے محمد کہدے کہ لاؤ تم اپنی دلیل اس بات پر کہ میرے ساتھ کوئی اور شریک ہے جو اشیاء مذکورین سے کوئی چیز بنا سکتا ہو اگر تم اسکے دعوے

تشریح

(۶۴) زندگی اور زندگی کے بعد پھر دوبارہ زندگی اور رزق کی فراہمی بتاؤ کیا اللہ کے سوا کسی کے بس میں ہے

انسان اپنے علم و فہم کے باوجود آج تک زندگی کا راز معلوم نہیں کر سکا انسان جن چیزوں سے مل کر بنتا ہے اگر ان تمام چیزوں کو جمع کر لیا جائے تو زندگی وجود میں کیوں نہیں آتی۔ انسان نے بہت کوشش کے بعد وہ مادہ تو پیدا کر لیا جو زندہ خلیوں میں پایا جاتا ہے جس کو آج کل اصطلاح میں D.N.A کہتے ہیں۔ یہ D.N.A جوہر حیات تو ضرور ہے مگر خود جاندار نہیں ہے تو پھر زندگی کہاں سے آتی ہے اور کیسے جاتی ہے یہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تخلیقی منصوبے کے کوئی نہیں بتا سکتا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ جتنی چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اس میں حیرت انگیز نظام العمل پایا جاتا ہے کہ ایک نوع کی چیز سے اسی نوع کی چیز پیدا ہوتی ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک قسم کی چیز سے دوسری قسم کی چیز نکل کر آجائے گیہوں کے دانے سے گیہوں ہی پیدا ہوا ہے کوئی دوسری نہیں۔

جس پروردگار نے پہلی دفعہ پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے جیسے مردہ زمین دوبارہ زندہ ہوتی ہے اسی طرح وہ مُردوں کو دوبارہ زندگی دیتا ہے پھر یہ بے دلیل بات کہنا کہ خدا کے ساتھ کوئی اور ساجھی ہے کہاں تک صحیح ہوگا اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو سامنے لاؤ کہ واقعی اس کے کاموں میں کوئی اور شریک ہے۔ یا پھر یہ سمجھا دو کہ کام تو سارے ایک اللہ کرے مگر بندگی کا حق کسی اور کو ہو یا اسکی بندگی میں کوئی دوسرا شریک ہو۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ

قُلْ	لَا يَعْلَمُ	مَنْ	فِى السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	الْغَيْبَ
فرما دیں	نہیں جانتا	جو	آسمانوں میں	اور زمین	غیب

آپؐ فرما دیں جو (بھی) آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کے سوا غیب (کی باتیں) نہیں

اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾

اِلَّا ۔ اللّٰهُ	وَ مَا يَشْعُرُوْنَ	اَيَّانَ	يُبْعَثُوْنَ
سوائے اللہ کے	اور وہ نہیں جانتے	کب	وہ اٹھائے جائیں گے

جانتا ۔ اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب (بھی) اٹھائے جائیں گے

٦٥ وَسَاَلُوْهُ عَنْ وَقْتِ قِيَامِ السَّاعَةِ فَنَزَلَ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ الْغَيْبَ اَىْ مَا غَابَ عَنْهُمْ اِلَّا لٰكِنِ اللّٰهُ يَعْلَمُهٗ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَىِ الْكُفَّارُ كَغَيْرِهِمْ اَيَّانَ وَقْتَ يُبْعَثُوْنَ ○

٦٥ اور لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کے وقت سے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اے محمد کہدے کہ نہیں جانتا کوئی فرشتوں میں سے جو آسمانوں میں ہیں اور جو آدمی زمین میں ہیں غیب کو بجز اللہ کے، وہی جانتا ہے اور یہ کافر اور ان کے سوا اور تمام مخلوق نہیں جانتی کہ وہ کس وقت زندہ ہوکر اٹھائے جائینگے۔

تشریح

٦٥ **عالم الغیب صرف اللہ ہے۔ اور قیامت کب آئیگی اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔**

اوپر اللہ کی قدرتِ تامہ رحمت عامہ اور ربوبیت کاملہ کا بیان تھا کہ جب وہ تخلیق، تدبیر اور رزاقی کے اعتبار سے منفرد ہے تو وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق، اِلٰہِ واحد اور معبودِ حقیقی ہونا چاہیے۔

اب اس آیت میں ایک دوسری حیثیت سے تنہا اللہ کے مستحقِ عبادت ہونے کو ثابت کیا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ کل مغیبات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے یعنی مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وہ تمام احوال کا اور چیزوں کا اور حقائق کا جاننے والا ہے جو کائنات میں کبھی تھیں یا اب ہیں یا آئندہ ہونگی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے کیونکہ علم کی صفت کوئی محسوس کرنے والے آثار سے کبھی نہیں جاسکتی اس کو غور وفکر سے د

معلوم کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے اللہ کے عالم الغیب ہونے کو دعویٰ کے انداز میں پیش کیا گیا ہے یعنی اگر اس معنیٰ میں کوئی عالم الغیب نہیں ہے کہ جو کچھ ہو چکا ، جو کچھ ہو گا سب کا علم رکھتا ہے تو پھر یہ بات عقل میں کیسے آتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا فریاد رس حاجت روا اور مشکل کشا ہو سکے ۔

کُل مغیبات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ہاں بعض بندوں کو غیب کی بعض باتوں پر اللہ تعالیٰ اگر چاہتے ہیں تو مطلع کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ کے اس معنی میں عالم الغیب ہونے کو کہ کُل مغیبات کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے قرآن مجید میں جگہ جگہ واضح کیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے غیب کی باتوں میں سے بتا دیتا ہے ۔ سورہ الانعام میں ارشاد ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (آیت ۳۴)

(اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم ، وہی بارش نازل فرمانے والا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم میں کیا پرورش پا رہا ہے اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرے گا اور کسی متنفس کو خبر نہیں ہے کہ کس سرزمین میں اسکو موت آئے گی ۔)

سورۂ البقرہ میں ارشاد ہوا :

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (آیت ۲۵۵)

(وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اور اس کے علم میں سے کسی چیز پر وہ احاطہ نہیں کر سکتے اِلّا یہ کہ وہ جس چیز کا چاہے انہیں علم دے ۔)

سورۂ جن میں ارشاد ہوا :۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (رکوع ۲)

(وہ عالم الغیب ہے ، وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جس کو اس نے پسند کیا ہو ۔ پھر وہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگرانی کرنے والے لگا دیتا ہے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ ان رسولوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ۔)

قیامت کب آئے گی جس کے بعد مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اس کا بھی کسی کو علم نہیں ہے ۔ سورۂ احزاب میں ارشاد ہے :۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ○ (اے نبی ، لوگ تم سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں ۔ کہو اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے ۔ اور اے نبی ﷺ تمہیں کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہی ہو) ۔ (الاحزاب رکوع ۸)

حدیث جبرئیل میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ (کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا ۔) ـــــ واضح رہے کہ حدیث جبریل وہ ہے جسمیں حضرت جبرئیل ؑ نے انسانی شکل میں آکر نبی کریم ﷺ سے کچھ سوالات کئے تھے اسی میں ایک سوال قیامت کے بارے میں تھا کہ قیامت کب آئے گی ؟ ۔ اس پر نبی ﷺ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کا علم بھی ان چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔

وہ ہستیاں جن کے بارے میں لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور اسی گمان پر انکو اللہ کیساتھ شریک ٹھہرایا ہے ان بیچاروں کو تو خود بھی اپنے مستقبل کی خبر نہیں انکو نہیں معلوم کہ قیامت کی وہ گھڑی کب آئیگی ، جب اللہ تعالیٰ انکو دوبارہ زندہ کریں گے ۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ

فِيْ شَكٍّ	هُمْ	بَلْ	فِيْ + الْاٰخِرَةِ	عِلْمُهُمْ	بَلِ + ادّٰرَكَ
شک میں	وہ	بلکہ	آخرت (کے بارے) میں	ان کا علم	بلکہ تھک کر رہ گیا

بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تھک کر رہ گیا ہے (کچھ بھی نہیں ہے) بلکہ وہ اس سے شک میں

مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ع (۶۶)

ع ۵ ۸ ا

مِّنْهَا	بَلْ	هُمْ	مِّنْهَا	عَمُوْنَ	
اس سے	بلکہ	وہ	اس سے	اندھے	

ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

(۶۶) بَلْ بِمَعْنٰى هَلْ اَدْرَكَ بِوَزْنِ اَكْرَمَ فِيْ قِرَاءَةٍ وَفِي اُخْرٰى ادّٰرَكَ بِتَشْدِيْدِ الدَّالِ وَاَصْلُهُ تَدَارَكَ اُبْدِلَتِ التَّاءُ دَالًا وَاُدْغِمَتْ فِي الدَّالِ وَاجْتُلِبَتْ هَمْزَةُ الْوَصْلِ اَيْ بَلَغَ وَلَحِقَ اَوْ تَتَابَعَ وَتَلَاحَقَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ اَيْ بِهَا حَتّٰى سَاَلُوْا عَنْ وَقْتِ مَجِيْئِهَا لَيْسَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ○ مِنْ عَمَى الْقَلْبِ وَهُوَ اَبْلَغُ مِمَّا قَبْلَهُ وَالْاَصْلُ عَمِيُوْنَ اسْتُثْقِلَتِ الضَّمَّةُ عَلَى الْيَاءِ فَنُقِلَتْ اِلَى الْمِيْمِ بَعْدَ حَذْفِ كَسْرِهَا

(۶۶) کیا ان کا علم پہنچ گیا آخرت پر یہانتک کہ انھوں نے اسکے آنے کے وقت سے سوال کیا۔ ہرگز یہ بات نہیں

بلکہ ان کو شک ہے قیامت کے ہونے میں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں یعنی ان کے دل اندھے ہیں اس میں بہ نسبت سابق کے زیادہ مبالغہ ہے۔

تشریح

(۶۶) غیر ذمہ دارانہ رویے کی وجہ سے فکر آخرت سے بے نیازی | انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے، علم حاصل کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ شعور وآگہی عطا کی ہے اس کو اس کائنات میں ایک ذمہ دار ہستی بنایا ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ غور وفکر کرے اور دلیل وبرہان کی روشنی میں ایک نتیجے تک پہونچنے کی کوشش کرے مگر جو لوگ اپنی زندگی کے مقصد کے بارے میں کوئی سنجیدہ فکر نہیں رکھتے ان کی غیر ذمہ دارانہ روش نے انکو آخرت کی فکر سے بے نیاز کردیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انہیں آخرت کی خبر نہ دی گئی ہو مگر انھوں نے اس خبر پر یا تو بالکل یقین نہیں کیا یا شک میں رہے کہ معلوم نہیں یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔ نہ انھوں نے ان دلیلوں کے بارے میں سوچا جو اس بارے میں پیش کی گئیں کہ بہر حال آخرت واقع ہو کر رہے گی۔ انھوں نے اس سے بے خبر رہنے ہی کو ترجیح دی اور اندھے بنے رہے۔ اگر وہ دلائل اور شواہد پر سنجیدگی سے غور کرتے تو ان کے شک وشبہات ختم ہوجاتے اور انہیں یقین ہوجاتا کہ آخرت کا عقیدہ ایک ٹھوس اور ناقابل انکار عقیدہ ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ . كَفَرُوْٓا	ءَ اِذَا	كُنَّا	تُرٰبًا	وَّ اٰبَآؤُنَا
اور کہا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کیا جب	ہم ہو جائینگے	مٹی	اور ہمارے باپ دادا

اور کافروں نے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے

اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾

اَئِنَّا	لَمُخْرَجُوْنَ
کیا ہم	نکالے جائیں گے

کیا ہم (قبروں سے) نکالے جائیں گے۔

(٦٧) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَيْضًا فِيْ اِنْكَارِ الْبَعْثِ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ○ اَیْ مِنَ الْقُبُوْرِ

(٦٧) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ الخ اور کافروں نے انکار حشر و نشر میں یہ بھی کہا۔ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادے خاک ہو جائیں گے اس وقت ہم قبروں سے نکالے جائیں گے۔

تشریح

(٦٧) عقیدۂ آخرت پر اعتراض | جو لوگ آخرت کے عقیدے کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب ہم اور ہمارے سے پہلے ہمارے باپ دادا مرکر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں دوبارہ زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائیگا۔ بھلا جب ہم مٹی میں مل چکے ہوں گے تو پھر یہ کیسے ہوگا کہ ہم دوبارہ زندہ ہو کر قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے! آخرت کا انکار کرنے والوں کا یہ اعتراض صرف برائے اعتراض ہے۔ سورۂ سجدہ آیت ۱۰ اور ۱۱ میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ○
قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○

(یہ لوگ کہتے ہیں جب ہم مٹی میں مل چکے ہوں گے تو پھر کیا ہم نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لاؤ گے۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت جو چیز قبضے میں لی جاتی ہے وہ اس کی وہ خودی اور انا ہے جس کو "ہم اور تم" کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کی یہ شخصیت جوں کی توں نکال لی جاتی ہے اور اسی شخصیت کو قیامت کے بعد جسم دیا جائیگا جوں کا توں بن کر کھڑا ہو جائیگا (بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ' ہم اس پر قادر ہیں کہ پور پور ویسا ہی بنا دیں جیسا پہلے تھا۔ (سورۃ القیامہ۔۴)

اور اسی سے حساب کتاب لیا جائیگا جب وہ شخصیت مٹی میں ملتی ہی نہیں تو پھر یہ کہنا کیا معنیٰ رکھتا ہے کہ جب ہم مٹی میں مل جائینگے۔ "ہم" تو مٹی میں ملا ہی نہیں وہ تو جوں کا توں قبضے میں لے لیا گیا۔

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

لَقَدْ + وُعِدْنَا	هٰذَا	نَحْنُ	وَاٰبَآؤُنَا	مِنْ قَبْلُ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ
تحقیق وعدہ کیا گیا ہم سے	یہ بھی	ہم	اور ہمارے باپ دادا	اس سے قبل	نہیں	یہ	مگر صرف

تحقیق یہی وعدہ ہم سے اور ہمارے اور ہمارے باپ دادا سے اس سے قبل کیا گیا تھا۔ یہ صرف اگلوں کی

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

اَسَاطِيْرُ	الْاَوَّلِيْنَ	قُلْ	سِيْرُوْا	فِي الْاَرْضِ	فَانْظُرُوْا
کہانیاں	اگلے	فرمادیں	چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو

کہانیاں ہیں۔ آپ فرمادیں زمین میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُجْرِمِيْنَ	وَلَا + تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ
کیسا	ہوا	انجام	مجرم (جمع)	اور تم غم نہ کھاؤ	ان پر

کیسا ہوا مجرموں کا انجام اور آپ غم نہ کھائیں اور

وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

وَلَا تَكُنْ	فِيْ ضَيْقٍ	مِّمَّا	يَمْكُرُوْنَ	وَيَقُوْلُوْنَ
اور نہ ہو	تنگی میں	اس سے جو	وہ مکر کرتے ہیں	اور وہ کہتے ہیں

دل تنگ نہ ہوں اس سے جو وہ مکر و فریب کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

مَتٰى	هٰذَا	الْوَعْدُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے

یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔

(۶۸) لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ جمع اُسْطُوْرَةٍ بالضم اي ما سُطِرَ مِنَ الكذب

(۶۸) بیشک ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے سے یہی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ محض پہلوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں

(۶۹) قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

(۶۹) کہدے کہ چلو تم زمین میں پس دیکھو گناہگاروں کا اما

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ بِاِنْكَارِهِمْ وَهِيَ هَلَاكُهُمْ بِالْعَذَابِ

بسبب انکار کے کیونکر ہوا یعنی ان پر عذاب بھیجا گیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

(۷۰) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○ تَسْلِيَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ لَا تَهْتَمَّ بِمَكْرِهِمْ عَلَيْكَ فَاِنَّا نَاصِرُكَ عَلَيْهِمْ و

(۷۰) اور اے محمدؐ تو اوروں کے مکر سے غمگین نہ ہو اور دل تنگ نہ ہو کہ ہم تیرے مددگار ہیں (اسمیں تسلی دگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو)

(۷۱) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ بِالْعَذَابِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِيْهِ۔

(۷۱) اور کفار کہتے ہیں کہ یہ وعدہ عذاب کا کب پورا ہوگا اگر تم اس میں سچے ہو۔

تشریح

(۶۸) مُردوں کو زندہ کرنے کی بات ہمارے باپ دادا سے بھی کہی جاتی رہی ہے | آخرت کی یہ بات کہ مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا، قیامت برپا ہوگی، حساب کتاب ہوگا، یہ باتیں نئی نہیں ہے ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا جاتا رہا ہے مگر ہم نے تو آج تک دیکھا نہیں کہ کوئی مٹی میں مل جانے کے بعد پھر زندہ ہوا ہو اور اسکو سزا ملی ہو۔ اس انکار میں یہ اعتراف موجود ہے کہ قیامت کے دن اٹھائے جانے کی بات ایک جانی بوجھی بات ہے اور یہ یقیناً گذشتہ پیغمبروں کی تعلیم کا اثر ہے۔

(۶۹) امکان آخرت کے دلائل | تم کہتے ہو کہ قیامت میں اٹھائے جانے کی بات اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔ اگر یہ افسانے ہیں اور حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے تو یہ بتاؤ کہ:

○ جن قوموں نے آخرت کی زندگی کو نظر انداز کیا اور دنیا کی زندگی کو ہی اپنی زندگی کا محور سمجھا آخر انکے اخلاق بگڑ کر رہے۔ انکی اخلاقی تباہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان قوموں میں جرم پلنے لگے، گناہ بڑھنے لگے، نافرمانیاں ہونے لگیں اور آخر کار بہت سی قوموں کو دنیا میں ہی انکی سزا مل گئی۔ تباہ شدہ قوموں کے آثار اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ عقیدۂ آخرت کا تعلق انسانی رویّے کے ساتھ بڑا گہرا اور حقیقی تعلق رکھتا ہے۔ آخرت کے مانے بغیر دنیا میں صحیح روش باقی نہیں رہتی، انسانی زندگی اپنی ڈگر سے ہٹ جاتی ہے جس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

○ دنیا کی تاریخ کے اتنے لمبے عرصے میں نافرمان قوموں کی تباہی اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کا یہ نظام چلانے والی عظیم طاقت کوئی اندھی بہری طاقت نہیں ہے بلکہ اس دنیا کا کھیون ہار انتہائی حکیم اور عادل و منصف ہے اور وہ انسانوں کے ساتھ جو معاملہ کرتا ہے وہ اخلاق کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس دنیا میں مکافاتِ عمل پورے طور پر ممکن نہیں ہے اسکے لئے ایک اور دنیا درکار ہے اس دنیا سے زیادہ وسیع جہاں ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ مل سکے۔

پھر تمہارا یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ آخرت کا عقیدہ محض پرانے زمانے کی کہانی ہے۔ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو اور مجرم قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

(۷۰) اے پیغمبر آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں | آپ نے جو سمجھانا چاہیئے تھا اچھی طرح سمجھا دیا۔ اب اگر یہ نہیں مانتے اور اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں گرانا چاہتے ہیں تو یہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔

آپ تنگ دل نہ ہوں ان کی یہ بے تکی چالیں چلنے والی نہیں ہیں۔ آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں خواہ مخواہ اپنی جان ہلکان نہ کریں۔

(۷۱) کب آئیگی قیامت؟ کب نازل ہوگا عذاب | اور یہ جو قیامت آنے کی خبریں دی جارہی ہیں کہ قیامت آئے گی سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ پھر دوسرے مرحلے میں سب کو زندہ کر کے اٹھایا جائیگا، پھر حساب کتاب ہوگا اور نافرمانوں کو عذاب دیا جائے گا، دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ یا دنیا میں مجرمین کو عذاب ہوگا اور وہ اس دنیا میں بھی اپنے گناہوں کا مزہ چکھیں گے۔ آخر یہ دھمکیاں کب پوری ہونگی یا بس سنایا ہی جاتا رہے گا۔

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ

قُلْ	عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ	رَدِفَ	لَكُمْ	بَعْضُ	الَّذِيْ	تَسْتَعْجِلُوْنَ	وَاِنَّ
فرمادیں	شاید	کہ	ہوگیا ہو	قریب	تمہارے	کچھ	وہ جو، وہ جس	تم جلدی کرتے ہو	اور بیشک

آپ فرمادیں شاید وہ (عذاب) تمہارے قریب آگیا ہو جس کی تم جلدی کرتے ہو اور بے شک تمہارا

رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾

رَبَّكَ	لَذُوْ فَضْلٍ	عَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَشْكُرُوْنَ
تمہارا رب	البتہ فضل والا	لوگوں پر	اور لیکن	انکے اکثر	شکر نہیں کرتے

رب البتہ لوگوں پر فضل والا ہے لیکن ان کے اکثر شکر نہیں کرتے.

﴿٧٢﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ قَرُبَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَحَصَلَ لَهُمُ الْقَتْلُ بِبَدْرٍ وَبَاقِي الْعَذَابُ يَاْتِيْهِمْ بَعْدَ الْمَوْتِ

﴿٧٢﴾ اے محمدؐ کہدے نزدیک ہے کہ آپہنچا وہ عذاب جس کو تم جلد طلب کرتے تھے چنانچہ بدر میں وہ مقتول ہوئے اور باقی عذاب ان پر بعد موت کے آویگا.

﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَمِنْهُ تَاْخِيْرُ الْعَذَابِ عَنِ الْكُفَّارِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ فَالْكُفَّارُ لَا يَشْكُرُوْنَ تَاْخِيْرَ الْعَذَابِ لِاِنْكَارِهِمْ وُقُوْعِهٖ

﴿٧٣﴾ اور بے شبہ تیرا رب صاحب فضل اور احسان کا ہے لوگوں پر۔ اس کے فضل ہی سے ہے کہ اس نے کافروں سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے ولیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے. چنانچہ کفار اس بات کا شکر نہیں کرتے کہ اللہ نے ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے کہ وہ عذاب کے واقع ہونے کے

تشریح

﴿٧٢﴾ عذاب کے لئے جلدبازی کیوں ؟ | گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور وہ عذاب جس کے لئے تم جلدبازی مچا رہے ہو ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ قریب ہی آ لگا ہو. رسولوں کے جھٹلانے کے نتیجے میں قومیں بُرے انجام سے دو چار ہو کر رہتی ہیں. زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ بدر و حنین کے معرکے شروع ہو گئے اور وہ لوگ جو عذاب کے لئے جلدی مچا رہے تھے عالم برزخ میں ان کی روحوں پر عذاب کا سلسلہ شروع ہو گیا. آیت مذکورہ میں لفظ عَسٰٓى جس کے معنیٰ شاید، ممکن ہے، کیا عجب آتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت کے یا منکرین پر عذاب کے آنے میں کوئی شک ہے بلکہ یہ حق تعالیٰ کے شاہانہ کلام کا انداز ہے. اس کا چاہنا اور ہو جانا گویا ایک ہی بات ہے قادرِ مطلق جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے وہ احکم الحاکمین جب یہ فرماوے کہ تمہارا بُرا وقت دور نہیں ہے تو پھر بے خوف رہنے کے کوئی معنیٰ نہیں.

﴿٧٣﴾ اللہ کا مہلت دینا اس کے فضل کی وجہ سے ہے | کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں اسلئے ان کی یہ عنایت ہے کہ سرکش بندوں کو ان کی نافرمانی کے باوجود سنبھلنے کا اور اپنی اصلاح کرنے کا موقع دیتے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے شکرگزار ہونے کے بجائے اپنے منہ سے عذاب مانگ رہے ہیں یہ کیسی ناسمجھی کی بات ہے گرفت میں دیر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہاں کوئی پکڑنے والا نہیں ہے جو جی میں آئے کرتے رہو اور سمجھانے والے کی بات مان کر نہ دو.

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَعْلَمُ	مَا تُكِنُّ	صُدُوْرُهُمْ	وَمَا يُعْلِنُوْنَ	وَمَا
اوربیشک	تمہارارب	خوب جانتا ہے	جو چھپی ہے	ان کے دل	اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں	اور نہیں

اوربیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور کچھ

مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

مِنْ	غَآئِبَةٍ	فِى السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اِلَّا	فِىْ	كِتٰبٍ	مُّبِيْنٍ
کچھ	پوشیدہ	آسمان میں	اور زمین	مگر	میں	کتاب	روشن

پوشیدہ نہیں زمین و آسمان میں مگر وہ کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے

﴿۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ تُخْفِيْهِ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ بِاَلْسِنَتِهِمْ

﴿۷۴﴾ اور بیشک تیرا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ زبان سے ظاہر کرتے ہیں۔

﴿۷۵﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَلتَّاءُ لِلْمُبَالَغَةِ اَىْ شَىْءٍ فِىْ غَايَةِ الْخَفَاءِ عَلَى النَّاسِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ بَيِّنٍ هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ وَمَكْنُوْنُ عِلْمِهٖ تَعَالٰى وَمِنْهُ تَعْذِيْبُ الْكُفَّارِ

﴿۷۵﴾ اور نہیں ہے کوئی مخفی چیز آسمان میں اور زمین میں مگر لوح محفوظ اور علم الٰہی میں ظاہر ہے اگرچہ وہ چیز لوگوں پر کیسی ہی پوشیدہ ہو۔ کفار کے عذاب کرنے کا وقت بھی لوح محفوظ میں ثابت ہے

تشریح

﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے خوب واقف ہے | جو حرکتیں وہ کھلم کھلا کر رہے ہیں وہ تو آپ کا رب جانتا ہی ہے آپ کے رب کو ان کے سینے میں چھپے ہوئے بغض اور کینے کا حال بھی معلوم ہے دشمنی میں جو چالیں وہ سوچتے ہیں اللہ کو ان کا بھی پتہ ہے وقت آنے پر ایک ایک جرم کی پوری پوری سزا دی جائیگی۔

﴿۷۵﴾ اللہ کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں | اللہ کے علم سے کوئی چھوٹی سے چھوٹی زمین و آسمان کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے واضح ریکارڈ میں موجود نہ ہو۔ یہ بات صاف صاف درج کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا نظام ایک بڑے منصوبہ بند طریقے پر انجام دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہر بات اللہ کے علم میں طے شدہ موجود ہے وقت آنے پر ہر ایک کو اس کے عمل اور نیت کے مطابق نتیجہ مل جائے گا۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىٓ إِسْرَآءِيْلَ أَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ

إِنَّ	هٰذَا	الْقُرْاٰنَ	يَقُصُّ	عَلٰى	بَنِىٓ إِسْرَآءِيْلَ	أَكْثَرَ	الَّذِىْ	هُمْ
بیشک	یہ	قرآن	بیان کرتا ہے	پر	بنی اسرائیل	اکثر	وہ جو	وہ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر (بنی اسرائیل کے سامنے) اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جس میں وہ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَإِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ	وَإِنَّهٗ	لَهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
اس میں	اختلاف کرتے ہیں	اور بیشک یہ	البتہ ہدایت	اور رحمت	ایمان والوں کے لئے

اختلاف کرتے ہیں اور بیشک یہ (قرآن) البتہ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿۷۶﴾ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىٓ إِسْرَآءِيْلَ الْمَوْجُوْدِيْنَ فِىْ زَمَنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ أَىْ بِبَيَانِ مَا ذُكِرَ عَلٰى وَجْهِهِ الرَّافِعِ لِلْاِخْتِلَافِ بَيْنَهُمْ لَوْ أَخَذُوْا بِهٖ وَأَسْلَمُوْا

﴿۷۶﴾ بیشک یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل سے جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔ اکثر وہ امور جنمیں بنی اسرائیل اختلاف کرتے تھے۔ یعنی قرآن میں ان امور کا بیان ایسا صاف ہے کہ جس سے وہ اختلاف اُٹھ جاوے جو باہم ان میں ہے اگر وہ اس پر عمل کریں، اور اسلام لاویں۔

﴿۷۷﴾ وَإِنَّهٗ لَهُدًى مِّنَ الضَّلَالَةِ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ مِنَ الْعَذَابِ

﴿۷۷﴾ اور بیشک یہ قرآن ہدایت ہے گمراہی سے اور رحمت ہے مومنین کے لئے عذاب سے۔

تشریح

﴿۷۶﴾ قرآن بنی اسرائیل کو بھی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے | بنی اسرائیل یعنی یہودی اور عیسائی اہل کتاب تھے لیکن انھوں نے ان کتابوں میں آمیزش کرلی جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء بنی اسرائیل پر نازل فرمائی تھیں چنانچہ تورات میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ اصل واقعہ سے بہت مختلف ہیں۔ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک کرشمہ یہ بھی ہے کہ نبی اُمّی کی زبان سے قرآن کی صورت میں اصل حقائق بیان کئے گئے ہیں اور ان واقعات کی حقیقت کھولی گئی ہے جو بنی اسرائیل کی تاریخ میں گزرے ہیں۔ اشارہ یہ بھی ہے کہ جس طرح آج قرآن فیصلہ کن ہے اسی طرح آئندہ بھی قرآن حق و باطل کا فیصلہ کردے گا اور سامنے آجائیگا کہ حق پر کون ہے؟ چنانچہ ایسا ہوا بھی اور صداقت روز روشن کی طرح سامنے آگئی۔ بنی اسرائیل نے اپنے ہی انبیاء کی سیرت کو داغدار بنادیا تھا۔ قرآن کریم نے دکھایا کہ انبیاء کرام کتنے بلند کردار کے مالک تھے اسی طرح قرآن نے عقائد و احکام کو نہایت خوبی کیساتھ نکھار کر اللہ کے اصل دین کو دنیا کے سامنے پیش کردیا۔

﴿۷۷﴾ قرآن ہدایت اور رحمت ہے | قرآن ایسی ہدایت ہے کہ جو اسکو قبول کرلے گا اسکو زندگی کا راستہ مل جائیگا اور ماننے والوں کے لئے یہ وہ رحمت ہے، کہ جو اس کو قبول کرلے گا وہ پروردگار کی مہربانیوں کے سائے میں آجائے گا چنانچہ قرآن پر ایمان لانے والے اور اس کو دل سے قبول کرنے والے دنیا کے پیشوا، قوموں کے امام اور تہذیب انسانی کے روشن مینار بن گئے ہیں

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ

إِنَّ	رَبَّكَ	يَقْضِي	بَيْنَهُم	بِحُكْمِهِ	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْعَلِيمُ	فَتَوَكَّلْ
بیشک	تمہارا رب	فیصلہ کرتا ہے	انکے درمیان	اپنے حکم سے	اور وہ	البتہ غالب	علم والا	بس بھروسہ کرو

بیشک تمہارا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ البتہ غالب علم والا ہے بس اللہ پر

عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾

عَلَى اللَّهِ	إِنَّكَ	عَلَى	الْحَقِّ	الْمُبِينِ	
اللہ پر	بیشک تم	پر	حق	صریح	

بھروسہ کرو، بے شک تم صریح حق پر ہو

(۷۸) إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم كَغَيْرِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحُكْمِهِ ۚ أَيْ عَدْلِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَالِبُ الْعَلِيمُ ○ بِمَا يَحْكُمُ بِهِ فَلَا يُمْكِنُ أَحَدًا مُخَالَفَتُهُ كَمَا خَالَفَ الْكُفَّارُ فِي الدُّنْيَا أَنْبِيَاءَهُ

(۷۸) بے شبہ تیرا رب ان میں اور انکے غیر میں قیامت کے دن فیصلہ فرماویگا اپنے حکم سے اور انصاف سے اور وہ غالب ہے جانتا ہے اسکو جو وہ حکم کرتا ہے پس کوئی اسکی مخالفت نہیں کر سکتا جیسا کہ دنیا میں کفار اپنے انبیاء کی مخالفت کرتے تھے۔

(۷۹) فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ ثِقْ بِهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ○ أَيِ الدِّينِ الْبَيِّنِ فَالْعَاقِبَةُ لَكَ بِالنَّصْرِ عَلَى الْكُفَّارِ

(۷۹) سو بھروسہ کر تو اللہ پر بیشک تو ظاہر حق اور دین اسلام پر ہے پس بھلائی آخرت کی تیرے لئے ہے اور انجام کار تجھ کو ہی ان پر مدد ہوگی۔

تشریح

(۷۸) پروردگار کا حکم فیصلہ کن ہوگا | قرآن تو آیا ہے سمجھانے اور آگاہ کرنے کو اور لوگوں کو سیدھی راہ بتانے کو باقی رہا فیصلہ تو تمام معاملات کا حکیمانہ اور حاکمانہ فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا جس کو کوئی روک نہیں سکے گا کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب ہیں اور کیونکہ وہ ہر چیز کے جاننے والے ہیں اس لئے انکے فیصلے میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(۷۹) اے نبی آپ حق پر ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں | لہٰذا اے نبی آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اس پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں جس صحیح راستے پر آپ چل رہے ہیں اللہ کے بھروسے پر اس راستے پر گامزن رہیں کسی کے جھٹلانے سے متاثر نہ ہوں، آپ بلاشبہ حق پر ہیں جب آپ حق پر ہیں تو پھر آپکو کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی اگر آپ کو جھوٹا کہتا ہے تو کہتا رہے آپ اس سے قطعی متاثر نہ ہوں۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

اِنَّكَ	لَا تُسْمِعُ	الْمَوْتٰى	وَلَا تُسْمِعُ	الصُّمَّ	الدُّعَآءَ	اِذَا وَلَّوْا
بیشک تم	نہیں سنا سکتے	مُردوں کو	اور تم نہیں سنا سکتے	بہروں کو	پکار	جب وہ مُڑ جاویں

بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے نہ بہروں کو (اپنی) پکار سنا سکتے ہو (خصوصاً) جب وہ پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ

مُدْبِرِیْنَ	وَمَآ اَنْتَ	بِهٰدِی	الْعُمْیِ	عَنْ	ضَلٰلَتِهِمْ	اِنْ	تُسْمِعُ
پیٹھ پھیر کر	اور تم نہیں	ہدایت دینے والے	اندھوں کو	سے	انکی گمراہی	نہیں	تم سناتے

مُڑ جاویں اور تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت دینے والے نہیں تم صرف (اس کو) سنا سکتے

اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ

اِلَّا	مَنْ	یُؤْمِنُ	بِاٰیٰتِنَا	فَهُمْ	مُّسْلِمُوْنَ	وَاِذَا	وَقَعَ . الْقَوْلُ
مگر صرف	جو	ایمان لاتا ہے	ہماری آیتوں پر	پس وہ	فرماں بردار	اور جب	واقع (پورا) ہوجائے گا وعدہ (عذاب)

ہو جو ایمان لاتا ہے ہماری آیتوں پر پس وہ فرماں بردار ہیں۔ اور جب ان پر وعدۂ عذاب پورا ہو جائے گا

عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ

عَلَیْهِمْ	اَخْرَجْنَا	لَهُمْ	دَآبَّةً	مِّنَ	الْاَرْضِ	تُكَلِّمُهُمْ	اَنَّ
ان پر	ہم نکالیں گے	انکے لئے	ایک جانور	سے	زمین	وہ ان سے باتیں کریگا	کیونکہ

تو ہم ان کے لئے نکالیں گے زمین سے ایک جانور وہ ان سے باتیں کرے گا کیونکہ

النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۶ ۲

النَّاسَ	كَانُوْا	بِاٰیٰتِنَا	لَا یُوْقِنُوْنَ	
لوگ	تھے	ہماری آیات پر	یقین نہ کرتے۔	

لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔

﴿۸۰﴾ ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ اَمْثَالًا بِالْمَوْتٰى وَالصُّمِّ وَالْعُمْیِ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا بِتَحْقِیْقِ الْهَمْزَتَیْنِ وَتَسْهِیْلِ الثَّانِیَةِ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْیَاءِ وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○

﴿۸۱﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ مَا تُسْمِعُ سَمَاعَ اِفْهَامٍ وَقَبُوْلٍ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الْقُرْاٰنِ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

﴿۸۰﴾ پھر اللہ نے انکے لئے بیان کی مثال ساتھ مُردوں اور بہروں اور اندھوں کے چنانچہ فرمایا بیشک تو اے محمد نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور بہرے تیرے پکارنے کو نہیں سُن سکتے جبکہ وہ پشت پھیر کر بھاگیں۔

﴿۸۱﴾ اور تو اندھوں کو گمراہی سے نہیں بچا سکتا تیری بات ازراہِ قبول وفہم وہی سنتے ہیں جو قرآن کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، سو وہی ہیں اسلام لانے والے، اخلاص سے توحید کے

مُخۡلِصُوۡنَ بِتَوۡحِیۡدِ اللّٰہِ۔

قائل ہونے والے۔

(۸۲) وَاِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ حَقَّ الۡعَذَابِ اَنۡ یُّنۡزَلَ بِہِمۡ فِیۡ جُمۡلَۃِ الۡکُفَّارِ اَخۡرَجۡنَا لَہُمۡ دَآبَّۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُکَلِّمُہُمۡ اَیۡ تُکَلِّمُ الۡمَوۡجُوۡدِیۡنَ حِیۡنَ خُرُوۡجِہَا بِالۡعَرَبِیَّۃِ تَقُوۡلُ لَہُمۡ مِنۡ جُمۡلَۃِ کَلَامِہَا نَائِبَۃً عَنَّا اِنَّ النَّاسَ اَیۡ کُفَّارَ مَکَّۃَ وَفِیۡ قِرَاءَۃٍ فَتۡحُ ھَمۡزَۃِ اَنَّ بِتَقۡدِیۡرِ الۡبَاءِ بَعۡدَ تُکَلِّمُہُمۡ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوۡقِنُوۡنَ ۝ اَیۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡقُرۡاٰنِ الۡمُشۡتَمِلِ عَلَی الۡبَعۡثِ وَالۡحِسَابِ وَالۡعِقَابِ وَبِخُرُوۡجِہَا یَنۡقَطِعُ الۡاَمۡرُ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّہۡیُ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَلَا یُؤۡمِنُ کَافِرٌ کَمَا اَوۡحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی نُوۡحٍ اِنَّہٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِکَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ

(۸۲) اور جب ان پر عذاب کے آنے کا وقت آجائے گا منجملہ دیگر کفار کے تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو بوقت نکلنے کے عربی زبان میں ہمارا نائب ہو کر منجملہ اور باتوں کے یہ کہے گا ان لوگوں سے جو اس وقت موجود ہوں گے کہ کفار مکہ ہماری آیتوں یعنی قرآن پر جو مشتمل ہے حشر و نشر اور حساب و عذاب کو ایمان نہ لاویں گے۔

(اور جس وقت دابۃ الارض زمین سے نکلے گا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ختم ہو جاوے گی اور کوئی کافر اس وقت ایمان نہ لاوے گا جیسا کہ نوح ؑ کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی تھی کہ اے نوح بیشک اب تیری قوم میں سے کوئی ایمان نہ لاوے گا مگر وہ جو ایمان لا چکا۔

تشریح

(۸۰) جن کے دل مُردہ ہو چکے ہیں تم انہیں اپنی بات نہیں سنا سکتے | اے نبی جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں ان پر تمہاری نصیحت کا اور آپ کے سمجھانے بجھانے کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انکی ضد، ہٹ دھرمی اور اپنی رسموں پر بے جا اصرار نے ان میں یہ صلاحیت باقی نہیں رکھی کہ وہ حق اور باطل کے فرق کو سمجھ سکیں۔ آپ انکو اپنی بات کیا سنا سکتے ہیں جو صرف یہی نہیں کہ آپ کی بات سننے سے انھوں نے اپنے کان بند کر رکھے ہیں بلکہ اس جگہ سے بھی کترا کر نکل جاتے ہیں جہاں انہیں خیال ہو کہ آپ کی بات ان کے کان میں پڑ جائے گی ایسے بے ضمیر اور بے حس لوگوں پر آپکی ہدایت کا اگر کوئی اثر نہیں ہوتا تو آپ اس کے لئے دکھی نہ ہوں۔

(۸۱) جو دیکھنا نہ چاہے تم اسے کیسے دکھا سکتے ہو؟| اگر کوئی اپنی آنکھیں بند کرلے اور دیکھنا نہ چاہے تو تم زبردستی اُسے کیسے دکھا سکتے ہو؟ اور راستہ بتا کر اس کو بھٹکنے سے کیسے بچا سکتے ہو۔ جو رہنمائی حاصل کرنا چاہے، تمہاری باتوں کا فائدہ تو انہیں کو پہنچتا ہے جو ہماری آیتیں سنکر ایمان لاتے ہیں اور پھر فرماں بردار بن جاتے ہیں۔ اسلام کا تعلق زبان کے اقرار اور عمل سے ہے اور ایمان دل کی کیفیت کا نام ہے۔ وہ لوگ جو دل سے ایمان قبول کرتے ہیں زبان سے اقرار کرتے ہیں اور اس کے مطابق عملی رویہ اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو ہماری آیات کا پورا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جو فائدہ اٹھانا ہی نہ چاہے اور دیکھ کر بھی اندھا بنا رہے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

(۸۱) زمین سے عجیب و غریب جانور کا نکلنا | قیامت کے قریب مکے کا صفا پہاڑ پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کریگا اور بتائے گا کہ اب قیامت قریب ہے۔ یہ ایک جانور کے ذریعے سے اللہ کی آخری حجت ہوگی کہ تم ہماری بات پر یقین نہیں کرتے تھے قیامت کے آنے اور آخرت کے برپا ہونے پر تمہیں اطمینان نہیں تھا۔ لو ایک جانور تم سے وہ باتیں کہہ رہا ہے اور قیامت کی خبر دے رہا ہے کسی جانور کا انسانوں سے انسانی زبان میں بات کرنا اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ قیامت میں انسان کے اعضاء بولیں گے اس کے آنکھ اور کان کو اللہ زبان دے دیگا اور قیامت سے پہلے ایک جانور انسانی زبان میں بات کرے گا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾

وَيَوْمَ	نَحْشُرُ	مِنْ	كُلِّ أُمَّةٍ	فَوْجًا	مِّمَّنْ	يُكَذِّبُ	بِآيَاتِنَا	فَهُمْ	يُوزَعُونَ
اور جس دن	ہم جمع کرینگے	سے	ہر امت	ایک گروہ	سے ۔ جو	جھٹلاتے تھے	ہماری آیتوں کو	پھر وہ	انکی جماعت بندی کیجائیگی

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ جمع کرینگے انمیں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے، پھر انکی جماعت بندی کی جائے گی

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا

حَتَّىٰ	إِذَا ، جَاءُوا	قَالَ	أَكَذَّبْتُم	بِآيَاتِي	وَلَمْ تُحِيطُوا	بِهَا	عِلْمًا
یہانتک	جب وہ آجائیں گے	فرمائیگا	کیا تم نے جھٹلایا	میری آیات کو	حالاں کہ احاطہ میں نہیں لائے تھے	انکو	علم کے

یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو (اپنے) احاطہ علم میں بھی نہیں لائے تھے۔

أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا

أَمَّاذَا	كُنتُمْ ، تَعْمَلُونَ	وَوَقَعَ	الْقَوْلُ	عَلَيْهِم	بِمَا ظَلَمُوا
یا ۔ کیا	تم کرتے تھے	اور واقع (پورا) ہوگیا	وعدہ (عذاب)	ان پر	اسلئے کہ انھوں نے ظلم کیا

(یا بتلاؤ) تم کیا کرتے تھے ؟ اور ان پر وعدۂ عذاب پورا ہوگیا اسلئے کہ انھوں نے ظلم کیا تھا۔

فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

فَهُمْ	لَا يَنطِقُونَ	أَلَمْ يَرَوْا	أَنَّا	جَعَلْنَا	اللَّيْلَ	لِيَسْكُنُوا	فِيهِ	وَالنَّهَارَ
پس وہ	نہ بول سکیں گے	کیا وہ نہیں دیکھتے	کہ ہم	نے بنایا	رات	کہ آرام حاصل کریں	اسمیں	اور دن

پس وہ بول نہ سکیں گے ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات کو اسلئے بنایا کہ اس میں آرام حاصل کریں ۔ اور دن

مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾

مُبْصِرًا	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ	
دیکھنے کو	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	ایمان رکھتے ہیں۔	

دیکھنے کو (روشن بنایا) بیشک اسمیں البتہ ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

م تھے مُراد ان سے کافروں کے سردار ہیں جنکی کافر پیروی کرتے تھے سو وہ اکٹھے کرکے جلائے جاویں گے۔

(٨٣) وَ اذْكُرْ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا
جَمَاعَةً مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا وَهُمْ رُؤَسَاؤُهُمُ
الْمَتْبُوعُونَ فَهُمْ يُوزَعُونَ ○ أَيْ يُجْمَعُونَ
(٨٤) بِرَدِّ آخِرِهِمْ إِلَى أَوَّلِهِمْ ثُمَّ يُسَاقُونَ حَتَّى إِذَا
جَاءُوا مَكَانَ الْحِسَابِ قَالَ تَعَالَى لَهُمْ أَكَذَّبْتُمْ
أَنْبِيَائِي بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا مِنْ جِهَةِ تَكْذِيبِهِمْ
بِهَا عِلْمًا أَمَّا فِيهِ إِدْغَامُ أَمْ فِي مَا الْاسْتِفْهَامِيَّةِ

(٨٣) وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ الخ اور یاد کر اس روز کو کہ ہم اسمیں اٹھاوینگے ہر ایک گروہ سے ایک جماعت کو انمیں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے

(٨٤) یہانتک کہ جب حساب کے موقعہ پر آجائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا کیا تم نے پیغمبروں کو میرے احکام پہنچانے پر جھوٹا سمجھا حالانکہ تم ان آیتوں سے محض ناواقف تھے اور انکے جھٹلانے کی کوئی دلیل تمہارے پاس نہ تھی یا تم نے ہمارے احکام پر کیا عمل کیا۔

ذَا مَوْصُوْلٌ اَیْ مَا الَّذِیْ كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
مِمَّا اُمِرْتُمْ

(۸۵) وَوَقَعَ الْقَوْلُ حَقَّ الْعَذَابُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا اَیْ اَشْرَكُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ ○
اِذْ لَا حُجَّةَ لَهُمْ۔

(۸۵) اوران پرثابت ہوجاویگا عذاب بسبب ان کے شرک اورکفر کے سو وہ کچھ بول نہ سکیں گے کیونکہ انکے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔

(۸۶) اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا خَلَقْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ كَغَیْرِهِمْ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا بِمَعْنٰی یُبْصَرُ فِیْهِ لِیَتَصَرَّفُوْا فِیْهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ دَلَالَاتٍ عَلٰی قُدْرَتِهٖ تَعَالٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○
خُصُّوْا بِالذِّكْرِ لِانْتِفَاعِهِمْ بِهَا فِی الْاِیْمَانِ
بِخِلَافِ الْكَافِرِیْنَ

(۸۶) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات کو بنایا تاکہ وہ اور انکے سوا مخلوق اس میں آرام پکڑے اور دن کو دیکھنے کے لئے بنایا بیشک اسمیں نشانیاں ہیں حق تعالیٰ کی قدرت کی اس قوم کے واسطے جو ایمان رکھتے ہیں۔

(ان کو خاص ذکر فرمایا کیونکہ نفع ان سے ایمان لانے والوں کو ہے نہ کفار کو۔)

تشریح

(۸۳) میدانِ حشر میں جھٹلانے والوں کے جتھے | جو لوگ اللہ کے رسولوں کی دعوت کو جھٹلا رہے ہیں حشر کے میدان میں ہر نبی کی امت میں سے ان جھٹلانے والوں کو اکٹھا کیا جائیگا پھر گناہوں کے حساب سے ان کی درجہ بندی کی جائے گی اور اس درجہ بندی کے حساب سے ان کو اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائیگا۔

(۸۴) جھٹلانے والوں سے بازپرس | ان لوگوں کو جنھوں نے دنیا میں اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا اللہ کے حضور میں پیش کرکے سوال ہوگا کہ کیا تمہیں تحقیقی طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ اس کائنات میں اور تمہارے اپنے وجود میں کوئی ایسی نشانی نہیں ہے جو اللہ کے وجود، اس کی وحدت، اس کی قدرت وعظمت اور آخرت کا یقین پیدا کرنے والی ہو۔

یا تمہیں تحقیق سے معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ کی جو آیتیں رسولوں نے پیش کی ہیں وہ اللہ کی آیتیں نہیں ہیں بلکہ ان کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں جن کو وہ اللہ کی طرف منسوب کررہے ہیں۔

اگر ایسا نہیں ہے کہ تم نے غور وفکر کرکے کوئی فیصلہ نہیں کیا اللہ کی باتوں کو پوری طرح سمجھنے اور اپنے آس پاس نظر ڈال کے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ بلکہ یوں ہی بے سوچے سمجھے انکار کرتے رہے۔

(۸۵) یقینی ثبوت کے بعد عذاب کا فیصلہ | اس یقینی ثبوت کے بعد کہ ان لوگوں کا اللہ کی نشانیوں کو جھٹلانا کوئی امر واقعی کے طور پر نہیں تھا بلکہ تعصب جہالت اور آباء واجداد کی اندھی پیروی کی وجہ سے تھا انکے بارے میں عذاب کا فیصلہ کردیا جائیگا اس طرح اللہ کا وعدہ پورا ہوگا اور وہ کچھ بھی بول نہ سکیں گے۔

(۸۶) روز وشب کے آنے جانے میں اللہ کی نشانیاں | اللہ تو کی بیشمار نشانیوں میں سے اگر صرف دو نشانیوں پر ہی غور کرلیتے تو جھٹلانے والوں کیلئے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ یہ نظام ایک ایسی حکمت والی اور قدرت والی ہستی کا بنایا ہوا ہے جس نے انسانی ضرورت کے مطابق کائنات کے نظام کو ترتیب دیا ہے۔ اور وہ نشانی ہے دن اور رات کا آنا جس کو ہر شخص کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور جسکے فائدے کسی سے چھپے نہیں ہیں وہ ہستی جس نے ہماری بصیرت کیلئے دن کا اجالا پھیلایا کیا اس نے ہماری تراحت کیلئے انتظام نہیں کیا۔ رات کی تاریکی جس میں ہم آرام کرتے ہیں اور صبح طلوع ہونے پر اٹھتے ہیں۔ کیا یہ نیند موت کا ایک نمونہ نہیں ہے آخر انہیں نشانیوں کو دیکھ کر دیکھنے والے ایمان کی دولت سے مالامال ہورہے تھے۔ کیا یہ نشانیاں حقیقت کے مطابق نہیں تھیں اگر وہ غور کرتے تو ان کے ذریعہ حقیقت تک پہنچ سکتے تھے مگر جن کو دیکھ کر بھی سجھائی نہ دے ان کا کیا علاج ؟۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

فِي	وَمَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	مَنْ	فَفَزِعَ	فِي الصُّوْرِ	يُنْفَخُ	وَيَوْمَ
میں	اور جو	آسمانوں میں	جو	تو گھبرا جائیگا	صور میں	پھونک ماری جائیگی	اور جس دن

اور جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی تو گھبرا جائے گا جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں

الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾

الْأَرْضِ	إِلَّا	مَنْ	شَاءَ اللّٰهُ	وَكُلٌّ	أَتَوْهُ	دَاخِرِيْنَ	
زمین	سوا	جسے	اللہ چاہے	اور سب	اسکے آگے آئینگے	عاجز ہوکر	

ہے، سوائے اس کے جسے اللہ چاہے اور سب اسکے آگے عاجز ہوکر آئیں گے.

(۸۷) وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ الْقَرْنِ النَّفْخَةُ الْأُوْلٰى مِنْ إِسْرَافِيْلَ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ أَيْ خَافُوا الْخَوْفَ الْمُفْضِيَ إِلَى الْمَوْتِ كَمَا فِي آيَةٍ أُخْرٰى فَصَعِقَ وَالتَّعْبِيْرُ فِيْهِ بِالْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ أَيْ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَإِسْرَافِيْلُ وَعِزْرَائِيْلُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هُمُ الشُّهَدَاءُ إِذْ هُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَكُلٌّ تَنْوِيْنُهُ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ أَيْ كُلُّهُمْ بَعْدَ أَحْيَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَتَوْهُ بِصِيْغَةِ الْفِعْلِ وَاسْمِ الْفَاعِلِ دَاخِرِيْنَ ۝ صَاغِرِيْنَ وَالتَّعْبِيْرُ فِي الْإِتْيَانِ بِالْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهِ

(۸۷) اور یاد کر اس دن کو کہ اسرافیل صور میں پہلا نفخہ پھونکیں گے سو گھبرا جاوینگے اور ڈر کر مر جاوینگے وہ لوگ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں مگر وہ جس کو اللہ چاہے مراد ان سے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل ہیں.

اور ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ مراد ان سے شہداء ہیں کیونکہ وہ زندہ اپنے رب کے پاس ہیں رزق دئے جاتے ہیں۔ اور وہ سب بعد زندہ ہونے کے قیامت میں حق تعالیٰ کے پاس ذلیل ہوکر آویں گے۔

تشریح

(۸۷) نفخ صور | صور یعنی نرسنگھا یا بگل سے ملتی جلتی کوئی چیز جو قیامت کے دن پھونکی جائیگی۔ جب پہلا صور پھونکا جائیگا تو زمین آسمان والے بھی گھبرا اٹھیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ اس صور کی ہول اور دہشت سے بچانا چاہے۔ اس پہلے صور پھونکنے سے سب پر موت طاری ہو جائے گی پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب جی اٹھیں گے اور زمین کے گوشے گوشے سے کان دبائے میدان حشر کی طرف دوڑنے لگیں گے اور اللہ کے حضور میں حاضر ہو جائیں گے.

○ صور کی کیا صورت ہوگی وہ کیسا ہوگا؟ — قرآن مجید میں وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے ہم تھوڑا سا اس کے مفہوم کو سمجھ سکیں۔ فوج کو جمع کرنے یا منتشر کرنے کے لئے بگل یا نرسنگھا بجایا جاتا ہے اسی قسم کی کوئی چیز صور ہوگی مگر اس کی صحیح حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ کیسا ہوگا.

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللّٰهِ

وَتَرَى	الْجِبَالَ	تَحْسَبُهَا	جَامِدَةً	وَّهِيَ	تَمُرُّ	مَرَّ السَّحَابِ	صُنْعَ اللّٰهِ
اور تو دیکھتا ہے	پہاڑ (جمع)	تو خیال کرتا ہے انہیں	جما ہوا	اور وہ	چلیں گے	بادلوں کی طرح چلنا	اللہ کی کاریگری

اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے تو انہیں (اپنی جگہ) جما ہوا خیال کرتا ہے، اور وہ (قیامت کے دن) بادلوں کی طرح چلیں گے (اڑتے پھرینگے)، اللہ کی

الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَاۗءَ

الَّذِيْٓ	اَتْقَنَ	كُلَّ شَيْءٍ	اِنَّهٗ	خَبِيْرٌ	بِمَا	تَفْعَلُوْنَ	مَنْ جَاۗءَ
وہ جس نے	خوبی سے بنایا	ہر شے	بیشک وہ	خبردار	اس سے جو	تم کرتے ہو	جو آیا

کاریگری ہے جس نے ہر شی کو خوبی سے بنایا ہے بیشک وہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو۔ جو آیا کسی

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ	خَيْرٌ	مِّنْهَا	وَهُمْ	مِّنْ فَزَعٍ	يَّوْمَىِٕذٍ	اٰمِنُوْنَ
کسی نیکی کے ساتھ	تو اسکے لئے	بہتر	اس سے	اور وہ	گھبراہٹ سے	اس دن	محفوظ رہیں گے

نیکی کے ساتھ تو اس کے لئے (اس کا اجر) اس سے بہتر ہے اور وہ اس دن گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔

(۸۸) وَتَرَى الْجِبَالَ تَبْصُرُهَا وَقْتَ النَّفْخَةِ
تَحْسَبُهَا تَظُنُّهَا جَامِدَةً وَاقِفَةً مَكَانَهَا
لِعِظَمِهَا وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ الْمَطَرِ
اِذَا ضَرَبَتْهُ الرِّيْحُ اَيْ تَسِيْرُ سَيْرَهُ
حَتّٰى تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَتَسْتَوِيْ بِهَا مَبْثُوْثَةً
ثُمَّ تَصِيْرُ كَالْعِهْنِ ثُمَّ تَصِيْرُ هَبَاءً
مَنْثُوْرًا صُنْعَ اللّٰهِ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِمَضْمُوْنِ
الْجُمْلَةِ قَبْلَهُ اُضِيْفَ اِلٰى فَاعِلِهٖ بَعْدَ
حَذْفِ عَامِلِهٖ اَيْ صَنَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ صُنْعًا
الَّذِيْٓ اَتْقَنَ اَحْكَمَ كُلَّ شَيْءٍ صُنْعَهٗ
اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○ بِالْيَاءِ
وَالتَّاءِ اَيْ اَعْدَاۗؤُهٗ مِنَ الْمَعْصِيَةِ وَ
اَوْلِيَاۗؤُهٗ مِنَ الطَّاعَةِ

(۸۸) اور جس وقت نفخ پھونکا جا دیگا اسوقت تو دیکھے گا کہ بظاہر پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھیرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ مثل ابر کے تیز چلتے ہوئے ہونگے یہاں تک کہ زمین پر گرینگے اور ریزہ ریزہ ہوکر زمین کے برابر ہو جائیں گے۔ پھر ہو جاویں گے مثل اون کے پراگندہ پھر ذرہ ذرہ متفرق ہو جائیں گے۔

یہ اللہ کی صنعت ہے کہ اس نے ہر چیز کو مضبوط کر رکھا ہے

بے شبہ وہ خبردار ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں یعنی اللہ کے دشمن جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس کے دوست جو اسکی فرمانبرداری کرتے ہیں سب سے واقف ہے۔

(۸۹) مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ اَيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ ثَوَابٌ
مِّنْهَا اَيْ بِسَبَبِهَا وَلَيْسَ لِلتَّفْضِيْلِ اِذْ لَا

(۸۹) جو کوئی قیامت میں ایک نیکی لا دے گا یعنی اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے تو اس کو اس سے بہتر ثواب ملیگا (لفظ خیر اس جگہ تفضیل کے لئے نہیں کیونکہ لا الٰہ الا اللہ سے بہتر کوئی چیز

فَعَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا دَرْفِي آيَةٍ أُخْرَى عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَهُمْ الْجَانُّونَ بِهَا مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ بِالْإِضَافَةِ ذِكْرِ الْمِيمِ وَبِفَتْحِهَا وَفَزَعٌ مُّنَوَّنًا وَّنَصْبُ الْمِيمِ آمِنُونَ ○

اور دوسری آیت میں ہے کہ جو ایک نیکی کریگا اسکو دس گنا ثواب ملیگا۔ اور نیکی کرنے والے اس دن دہشت سے امن میں رہینگے۔

تشریح

(۸۸) قیامت کے دن پہاڑ روئی کے گالوں کیطرح اُڑینگے | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اس نے کائنات کی ہر ہر چیز کو ایسے مضبوط قوانین میں جکڑ رکھا ہے کہ ہر چیز اپنے دائرے کے اندر رہتی ہے۔ ایک وقت آئیگا کہ اللہ تعالیٰ اس بندھے ٹکے نظام کو بدل کر رکھ دے گا آج تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو کہ وہ زمین کے اندر گڑے ہوئے ہیں اور تمہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ جنبش بھی نہیں کر سکتے مگر قیامت کے دن یہ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑتے ہوئے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں قوتِ کشش رکھی ہے جب وہ چاہیگا اس قوت کشش کو ختم کردے گا اور پہاڑ بھی بے وزن ہوکر اس طرح ہوا میں اڑیں گے جیسے خلا میں چیزیں بے وزن ہوکر اڑتی ہیں قرآن مجید میں ہے:" وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ۝ (واقعہ رکوع ۱ آیت ۵-۶ پارہ ۲۷)

(اور پہاڑ اس طرح ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے کہ پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔)

" وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۔ (القارعہ رکوع ۱ آیت ۵ پارہ ۳۰)

(پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے۔)

" وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ (سورۂ طٰہٰ رکوع ۶ آیت ۱۰۵ پارہ ۱۶)

(اور لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر اس دن یہ پہاڑ کہاں چلے جائیں گے؟ کہو کہ میرا رب ان کو دھول بنا کر اڑا دے گا۔)

اس انقلاب کے بعد بندوں کا حساب کتاب ہوگا اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہیں اس لئے ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا اور سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو اختیارات دئے ہیں ان اختیارات کو اس نے کیسے استعمال کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیکھیں گے اور اس کا محاسبہ کرکے عادلانہ فیصلہ فرمائیں گے۔

(۸۹) نیک لوگوں کو بہترین اجر اور گھبراہٹ سے حفاظت | جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اس کے نیک اعمال کا بدلہ اس کو عطا کیا جائے گا بہتر بدلہ اس لحاظ سے کہ جتنی اس نے نیکی کی ہوگی اس سے زیادہ ہی اس کو انعام ملے گا اور اس لحاظ سے بھی کہ اس کی نیکیوں کا اجر دائمی اور ابدی ہوگا جبکہ دنیا میں اس کی نیکی وقتی تھی اور اس کے اثرات بھی ایک محدود وقت کے لئے تھے۔

دوسرے یہ کہ اللہ کے نیک بندے ان ہولناکیوں سے محفوظ رہیں گے جو قیامت اور حشر و نشر کے برپا ہونے میں لوگوں کو بدحواس کئے دے رہی ہونگی۔ ان لوگوں کو یہ بھی اطمینان ہوگا کہ ہم نے اپنی زندگی کا جو سرمایہ آخرت کے لئے لگایا تھا اور اب اس کے اجر کا وقت آپہونچا ہے۔ ہم نے دنیا میں جو تکلیفیں برداشت کیں ان محنتوں کا صلہ پروردگار عالم ضرور عطا فرمائیں گے۔ اس لئے وہ کافی حد تک مطمئن ہوں گے اور بہت زیادہ گھبراہٹ ان پر طاری نہ ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ ۔ (سورۂ انبیاء رکوع ۷ آیت ۱۰۳)

(وہ انتہائی گھبراہٹ کا وقت ان کو ذرا پریشان نہ کرے گا۔)

یعنی روز محشر اور خدا کے حضور پیشی کا وقت جو عام لوگوں کے لئے انتہائی گھبراہٹ کا وقت ہوگا اس وقت اللہ کے نیک بندوں پر ایک اطمینان کی کیفیت طاری رہے گی۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ

وَمَنْ	جَآءَ	بِالسَّيِّئَةِ	فَكُبَّتْ	وُجُوْهُهُمْ	فِي النَّارِ	هَلْ	تُجْزَوْنَ
اور جو	آیا	برائی کے ساتھ	اوندھے ڈالے جائینگے	ان کے منہ	آگ میں	کیا نہیں	بدلہ دئیے جاؤ گے

اور جو برائی کے ساتھ آیا تو وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے تم صرف (وہی) بدلہ دیئے

إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ

اِلَّا	مَا كُنْتُمْ + تَعْمَلُوْنَ	اِنَّمَآ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَعْبُدَ	رَبَّ
مگر صرف	جو تم کرتے تھے	اسکے سوا نہیں	مجھے حکم دیا گیا	کہ	عبادت کروں	رب

جاؤ گے (بدلہ پاؤ گے) جو تم کرتے تھے. (آپ فرمادیں) اس کے سوا نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اس شہر (مکہ) کے رب

هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ

هٰذِهِ	الْبَلْدَةِ	الَّذِيْ	حَرَّمَهَا	وَلَهٗ	كُلُّ شَيْءٍ	وَّ اُمِرْتُ
اس	شہر	وہ جسے	اس نے محترم بنایا ہے	اور اسی کیلئے	ہر شے	اور مجھے حکم دیا گیا

کی عبادت کروں جسے اس نے محترم بنایا ہے اور اسی کے لئے ہے ہر شے، اور مجھے حکم دیا گیا

أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾

اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ	الْمُسْلِمِيْنَ	
کہ	میں رہوں	سے	جمع مسلم مسلمان. فرماں بردار	

کہ میں مسلمانوں (فرماں برداروں) میں سے رہوں۔

(۹۰) وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ اَیْ اَلشِّرْكِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ بِاَنْ وُلِّيَتْهَا وَذُكِرَتِ الْوُجُوْهُ لِاَنَّهَا مَوْضَعُ الشَّرَفِ مِنَ الْحَوَاسِّ فَغَيْرُهَا مِنْ بَابٍ اَوْلٰى وَيُقَالُ لَهُمْ تَبْكِيْتًا هَلْ اَیْ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا جَزَاءَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مِنَ الشِّرْكِ وَالْمَعَاصِيْ

(۹۱) قُلْ لَهُمْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ اَیْ مَكَّةَ الَّذِيْ حَرَّمَهَا اَیْ

(۹۰) اور جو کوئی شرک کرکے اللہ کے سامنے جاویگا سو اُن کو الٹا کرکے دوزخ میں ڈالا جاویگا (اور خاص وجوہ کا ذکر کیا اسلئے کہ وجہ موضع شرافت ہے تمام اعضاء سے سو غیر وجہ یعنی دیگر اعضاء بدرجۂ اولیٰ دوزخ میں ڈالے جائینگے) اور ازراہ سرزنش ان سے کہا جاوے گا کہ یہ سزا تمہارے عملوں کی ہے جو تم کرتے تھے شرک اور گناہ

(۹۱) ان سے کہدے کہ بات یہ ہے کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی پرستش کروں جس نے اس شہر کو حرم ذو امن کیا کہ وہاں نہ کسی آدمی کو قتل کیا جاتا ہے اور نہ

جَعَلَهَا حَرَمًا اٰمِنًا لَا یُسْفَكُ فِیْهَا دَمُ اِنْسَانٍ وَلَا یُظْلَمُ فِیْهَا اَحَدٌ وَلَا یُصَادُ صَیْدُهَا وَلَا یُخْتَلٰى خَلَاهَا وَذٰلِكَ مِنَ النِّعَمِ عَلٰى قُرَیْشٍ اَهْلِهَا فِیْ رَفْعِ اللهِ عَنْ بَلَدِهِمِ الْعَذَابَ وَالْفِتَنَ الشَّائِعَةَ فِیْ جَمِیْعِ بِلَادِ الْعَرَبِ وَلَهٗ تَعَالٰى كُلُّ شَیْءٍ فَهُوَ رَبُّهٗ وَخَالِقُهٗ وَمَالِكُهٗ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ لِلّٰهِ بِتَوْحِیْدِهٖ

کسی پر ظلم کرنا حلال ہے اور نہ وہاں کے جانور کا شکار جائز ہے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹنے کا حکم ہے اور یہ اللہ کی نعمتوں سے ہے قریش پر جو مکہ میں رہتے ہیں کہ ان کے شہر سے اللہ نے عذاب دفع کیا اور تمام فتنے جو عرب کے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں مکہ میں نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی ہے ہر چیز یعنی وہ اس کا رب ہے پیدا کرنے والا اور مالک ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ میں اسلام لاؤں اور اللہ کی توحید کا قائل رہوں۔

تشریح

(۴۰) بدی کرنے والے اوندھے منہ جہنم میں جھونک دئے جائیں گے | قیامت کے ہنگاموں میں جہاں نیک لوگ سکون سے ہوں گے وہاں وہ لوگ جو عقیدے اور عمل کی برائی میں مبتلا رہے وہ انتہائی سراسیمگی کی حالت میں ہوں گے آخر ان کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں گے ان پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ جیسا انھوں نے کیا ویسا ہی بھریں گے۔ اور چونکہ انھوں نے اللہ کی آیتوں سے روگردانی کی تھی اس لئے اسی کے مطابق انکو یہ سزا ملے گی کہ ان کو اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(۴۱) حرم مکہ کے رب کی عبادت کا حکم | حضرت ابراہیم ع کے زمانے سے ہی شہر مکہ کو حرم قرار دیدیا گیا۔ یعنی یہ شہر امن کا گہوارہ ہے یہاں کسی طرح کی خونریزی کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ یہاں جانور کا شکار نہیں کیا جاتا۔ اس شہر کا یہ احترام اور یہ حرمت اسلئے ہے کہ یہ توحید کا مرکز ہے اسکے احترام اور عظمت کی وجہ سے اسکی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے کہ وہ شہر مکہ کا رب ہے (حالانکہ ہر چیز کا رب اور مالک اللہ ہی ہے) جب کہ عرب میں ہر طرف بدامنی تھی تب بھی یہ شہر پُرامن تھا اور اس کی وجہ سے یہ شہر سب کی عقیدت کا مرکز تھا۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس شہر کو حرم بنا دیا اور عرب کے جنگجو قبیلے بھی اس کا احترام کرنے لگے یہاں تک کہ اگر کوئی قافلہ مکہ کا ہوتا تھا تو اس کی طرف کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا جس کی وجہ سے اس شہر کے لوگ بے خوف تجارت کرتے تھے جیسا کہ سورۂ قریش میں ارشاد ہے:

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ

(لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا) یعنی اللہ نے تمہیں اس گھر کے طفیل میں امن عطا کیا تمہاری تجارت کو بڑھایا اور تمہیں خوش حالی نصیب فرمائی لہٰذا تمہیں اُسی رب کی عبادت کرنی چاہیے جس نے تم پر یہ احسانات کئے ہیں۔ اسی بات کو حضور نبی کریم ص نے اس مذکورہ آیت میں ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر کے رب کی بندگی کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے۔ اور جو ہر چیز کا مالک ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اسی کا تابعدار بن کر رہوں۔ اور ان لوگوں میں شامل رہوں جو حق تعالیٰ کی کامل فرماں برداری کرنے والے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے سپرد کرنے والے ہیں۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ

وَاَنْ	اَتْلُوَا	الْقُرْاٰنَ	فَمَنِ	اهْتَدٰى	فَاِنَّمَا	يَهْتَدِىْ	لِنَفْسِهٖ
اور یہ کہ	میں تلاوت کروں	قرآن	پس جو	ہدایت پائی	تو اسکے سوا نہیں	وہ ہدایت پاتا ہے	اپنی ذات کیلئے

اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں (سُنادوں) پس اس کے سوا نہیں کہ جو ہدایت پاتا ہے وہ اپنی ذات کے لئے ہدایت پاتا ہے

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

وَمَنْ	ضَلَّ	فَقُلْ	اِنَّمَآ	اَنَا	مِنَ + الْمُنْذِرِيْنَ	وَ	قُلِ
اور جو	گمراہ ہوا	تو فرمادیں	اسکے سوا نہیں	میں	ڈرانے والوں میں سے (ڈرانے والا ہوں)	اور	فرمادیں

اور جو گمراہ ہوا تو آپ فرمادیں کہ اس کے سوا نہیں کہ میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اور آپ فرمادیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ

الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	سَيُرِيْكُمْ	اٰيٰتِهٖ	فَتَعْرِفُوْنَهَا	وَمَا	رَبُّكَ
تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	وہ جلد دکھائے گا تمہیں	اپنی نشانیاں	پس تم پہچان لوگے انہیں	اور نہیں	تمہارا رب

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں وہ تمہیں جلد دکھائے گا اپنی نشانیاں، پس تم جلد انہیں پہچان لوگے اور تمہارا رب

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ	
بے خبر	اس سے جو	تم کرتے ہو۔	

اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

﴿۹۲﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ عَلَيْكُمْ تِلَاوَةَ
الدَّعْوَةِ اِلَى الْاِيْمَانِ فَمَنِ اهْتَدٰى
لَهٗ فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ اَىْ
لِاَجْلِهَا لِاَنَّ ثَوَابَ اِهْتِدَائِهٖ
لَهٗ وَمَنْ ضَلَّ عَنِ الْاِيْمَانِ
وَاَخْطَاَ طَرِيْقَ الْهُدٰى
فَقُلْ لَهٗ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ○ الْمُخَوِّفِيْنَ
فَلَيْسَ عَلَىَّ اِلَّا التَّبْلِيْغُ وَهٰذَا
قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ

﴿۹۲﴾ اور یہ کہ تمہارے سامنے قرآن پڑھ کر تمکو ایمان کی طرف بلاؤں
سو جو کوئی اس کی طرف راہ پادے پس بات یہ ہے کہ وہ
اپنی جان ہی کے لئے ہدایت کی راہ پاتا ہے کیونکہ ثواب
اس کے ہدایت پانے کا اسی کو ہے۔
اور جو کوئی ایمان سے گمراہ ہوا اور ہدایت کو بھولا پس
تو کہدے اس سے کہ جز ایں نیست میں ڈرانے والوں میں
سے ہوں پس نہیں ہے میرے ذمہ مگر پہنچادینا
اور یہ پہلے حکم قتال سے ہے۔

(۹۲) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ
آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا فَأَرَاهُمُ
اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ الْقَتْلَ وَالسَّبْيَ
وَضَرْبَ الْمَلَائِكَةِ وُجُوهَهُمْ
وَأَدْبَارَهُمْ وَعَجَّلَهُمُ اللّٰهُ إِلَى
النَّارِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ ○ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ
وَإِنَّمَا يُمْهِلُهُمْ لِوَقْتِهِمْ

(۹۲) اور کہدے جمیع حمد ہے اللہ کو عنقریب وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلائیگا پس تم انکو پہچان لوگے ۔ سو بدر کے دن اللہ نے انکو دکھلایا قتل ہونا اور قید ہونا اور فرشتوں کا انکے چہروں اور پشتوں کو مارنا اور جلدی سے انکو اللہ تعالےٰ نے دوزخ میں پہنچایا ۔
اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کے اعمال سے اور سوا اس کے نہیں کہ ان کو مہلت دیتا ہے ، ان کے وقت مقرر تک ۔

تشریح

(۹۲) مجھے حکم ہے کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں | جہاں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں وہاں مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کو قرآن سناؤں ۔ قرآن سنانے کا حکم اسلام کی دعوت کے اعتبار سے بہت اہم حکم ہے چنانچہ نبی ؐ تذکیر و دعوت کا کام زیادہ تر قرآن سے ہی کرتے تھے اور اللہ کا کلام ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتا تھا قرآن اگرچہ عربی زبان میں ہے اور اس کے اولین مخاطب عرب تھے مگر اس کا عر[illegible]ن میں ہونا ان لوگوں کے سامنے قرآن پیش کرنے میں کسی طرح سے روکاوٹ ڈالنے والا نہیں ہے کہ جو عربی نہیں جانتے چنانچہ نبی ؐ نے قیصر روم اور فارس کے بادشاہوں کو جو خطوط لکھے ان میں قرآن مجید کی آیتیں نقل فرمائی تھیں اور ان لوگوں نے ترجمان کے ذریعہ اس کا مطلب معلوم کر لیا تھا ۔ آج جبکہ ہر زبان میں ترجمے کی سہولتیں حاصل ہوگئی ہیں ترجمہ و تفسیر قرآن مجید اسلام کی دعوت اور تذکیر کے لئے بہترین ذریعہ ہے ۔

اب جس کا دل چاہے اس ہدایت کو قبول کرلے جو قبول کریگا وہ اپنے لئے کریگا اور جو گمراہی اختیار کرے گا تو اس کا اپنا ہی نقصان ہے ۔ میں نصیحت کرکے اپنی ذمہ داری سے فارغ ہوچکا ۔

(۹۳) اللہ کا شکر اور اس کی تعریف جس نے مجھے ہدایت کے لئے منتخب فرمایا | تعریف کے لائق اللہ ہی ہے اگر کسی میں کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ کی عطا کی ہوئی ہے ۔ اس کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنایا ۔ عنقریب اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھلادے گا جن کو دیکھ کر انکار کرنے والے جان لیں گے کہ قیامت ایک حقیقت بنکر سامنے آرہی ہے ۔ اس طرح دنیا میں ہی قرآن کی سچائی اور پیغمبر کی صداقت دنیا والوں پر واضح ہو جائے گی ۔ ستائش کے لائق ہے وہ ذات جس نے اس شان کی کتاب اہل عالم کے لئے نازل کی جب قیامت آئے گی حساب کتاب ہوگا تو جو عمل اور معاملہ کرتے ہو وہ سب اللہ کی نظر میں ہے اس کے مطابق جزا اور سزا مل کر رہے گی ۔ جزا اور سزا میں اگر تاخیر ہے تو یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر ہیں ۔

۲۸

اَلْقَصَص

○ ترتیب تلاوت ــــــ ۲۸	○ ترتیب نزول ــــــ ۴۹
○ مکی / مدنی ــــــ مکی	○ تعداد رکوعات ــــــ ۹
○ تعداد آیات ــــــ ۸۸	○ تعداد الفاظ ــــــ ۱۴۵۴
○ تعداد حروف ــــــ ۶۰۱۱	

○ اس سورت کی آیت ۲۵ میں ہے فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۝ اس آیت کے لفظ "اَلْقَصَص" کو لیکر اس سورت کا نام "القصص" رکھا گیا ہے ۔ قصص کے معنیٰ ہیں واقعات کا بیان کرنا۔ حضرت موسیٰ نے مدین پہنچ کر اپنے ہاتھوں غلطی سے ایک قبطی کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ اس مناسبت سے "القصص" معنی کے اعتبار سے بھی اس سورت کا عنوان بن سکتا ہے:

○ سورہ نمل، سورہ شعراء اور سورۂ قصص یہ تینوں سورتیں یکے بعد دیگرے قریب کے زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ ان تینوں سورتوں میں واقعات کا قریبی تعلق ہے ۔ حضرت موسیٰؑ کے جو واقعات سورۂ نمل اور شعراء میں مختصر طور پر بیان ہوئے ہیں سورۂ قصص میں ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس طرح تینوں سورتوں کے واقعات مل کر حضرت موسیٰؑ کے قصے کی تکمیل کر دیتے ہیں۔

○ اس سورت کا موضوع ان شبہات اور اعتراضات کو دور کرنا ہے جو نبیؐ کی رسالت پر کیے جا رہے تھے ۔ حضرت موسیٰؑ کا قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ خود بخود ذہن حضرت محمدؐ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے ۔

○ رسالتِ محمدیؐ کا انکار کرنے والوں کے شکوک و شبہات کو دور کیا گیا ہے اور توحید الٰہی کو مکمل دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے ایک بہت مالدار شخص قارون کا واقعہ بیان کر کے عبرت دلائی گئی ہے کہ دولت پرستی اور دولت کی ہوس کس طرح دنیا میں اور آخرت میں ناکامی کا باعث بنتی ہے

○ نبیؐ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ مخالفت سے بالکل نہ گھبرائیں اور اپنے موقف پر پوری طرح جمے رہیں ۔

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعہ پر ایک نظر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں ایک سو چھتیس (۱۳۶) مرتبہ آیا ہے۔ اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا بیسؔ مرتبہ آیا ہے۔

حضرت یوسفؑ کا دور گزر جانے کے بعد ایک صدی میں مصر کے اندر ایک انقلاب برپا ہوا جس میں اقتدار دوبارہ قبطیوں کے ہاتھ میں آگیا ــــ اس نئی قوم پرست حکومت نے بنی اسرائیل کا زور توڑنے کی کوشش کی۔ اسرائیلیوں کو ذلیل و خوار کیا، ان سے گھٹیا درجے کی خدمات لی جانے لگیں اور یہ پالیسی اختیار کی کہ بنی اسرائیل کی تعداد گھٹائی جائے۔ تعداد گھٹانے کے لئے لڑکوں کو قتل کر کے لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے تاکہ رفتہ رفتہ بنی اسرائیل کی عورتیں قبطیوں کے قبضے میں آجائیں اور ان سے اسرائیل کے بجائے قبطی نسل پیدا ہو۔ بنی اسرائیل کو بے دست و پا کرنے کے لئے انہیں زرخیز زمینوں اور جائدادوں سے محروم کیا اور پھر انہیں حکومت کے تمام عہدوں سے بے دخل کیا۔

فرعون کی حکومت نے جاسوس عورتیں چھوڑ رکھی تھیں جو اسرائیلی گھروں میں اپنے ساتھ چھوٹے بچے لے جاتی تھیں اور وہاں کسی نہ کسی طرح ان بچوں کو رُلادیتی تھیں تاکہ اگر کسی اسرائیلی نے اپنے یہاں کوئی بچہ چھپا رکھا ہو تو وہ بھی اس بچے کی آواز سُن کر رونے لگے۔

بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مارنے کے لئے عبرانی دائیوں کی خدمات بھی حاصل کی جاتی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ جن عورتوں کے تم بچہ جناؤ اگر بیٹا ہو تو اُسے مار ڈالنا اور اگر بیٹی ہو تو وہ جیتی رہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے ؛۔ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۔ (پ ۱ آیت ۴۹)

(انھوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔)

○ ان حالات میں ایک اسرائیلی والدین کے یہاں وہ بچہ پیدا ہو گیا جس کو دنیا نے موسیٰ ؑ کے نام سے جانا۔ یہ خاندان حضرت یعقوبؑ کے بیٹے لاوی کی اولاد میں سے تھا۔ حضرت موسیٰ ؑ کے والد کا نام عمران (بائیبل اور تلمود میں عمرام) تھا۔ موسیٰ ؑ کی پیدائش سے پہلے ان کے یہاں دو بچے پیدا ہو چکے تھے بڑی لڑکی مریم تھیں اور مریم سے چھوٹے ہارون تھے۔ مریم اور

ہارون کے زمانے میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر دیا جائے۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو حکم دیا کہ اس کو دودھ پلاتی رہو اور جب تمہیں خطرہ ہو کر راز کھل جائے گا تو بلا خوف و خطر اس بچے کو دریا میں ڈال دو۔ ہم اسے تمہارے ہی پاس لے آئیں گے اور اس کو اپنے پیغمبروں میں شامل کریں گے۔

بچے کی جاسوسی کا جو طریقہ فرعون نے نکالا تھا کہ جاسوس عورتیں بچوں کو لے کر اسرائیلی گھروں میں جاتی تھیں اور ان بچوں کو رُلا دیتی تھیں تاکہ اگر کسی اسرائیلی نے بچہ اپنے گھر چھپا رکھا ہو تو وہ بھی دوسرے بچوں کی آواز سنکر رونے لگے۔ جاسوسی کے اس طریقے سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ پریشان ہو گئیں اور اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے پیدائش کے تین مہینے کے بعد انہوں نے بچے کو تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے۔

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ (آیت ۳۹ پارہ ۱۶)

(بچے کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دے۔)

بائیبل میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا تھا اور اسے چکنی مٹی اور رال سے لیپ کر پانی سے محفوظ کر دیا۔ پھر اس میں حضرت موسیٰ کو لٹا کر دریائے نیل میں ڈال دیا۔

○ تابوت یا ٹوکرا جب اس مقام پر پہنچا جہاں فرعون کے محلات تھے تو فرعون کے خادموں نے اس تابوت یا ٹوکرے کو پکڑ لیا اور لے جاکر بادشاہ اور ملکہ کے سامنے پیش کر دیا۔ ممکن ہے کہ بادشاہ اور ملکہ خود اس وقت دریا کے کنارے سیر میں مشغول ہوں اور ان کی نگاہ اس پر پڑی ہو اور ان کے حکم سے وہ نکالا گیا ہو۔ اس میں ایک بچہ پڑا ہوا دیکھ کر آسانی سے سمجھا جاسکتا تھا کہ یہ ضرور کسی اسرائیلی کا بچہ ہے کیونکہ وہ ان محلوں کی طرف سے آرہا تھا جن میں بنی اسرائیل رہتے تھے اور انہیں کے بیٹے اس زمانے میں قتل کیے جا رہے تھے اور ان کے متعلق یہ امید ہوسکتی تھی کہ کسی نے بچے کو چھپا کر کچھ مدت تک پالا ہے اور پھر جب زیادہ دیر چھپ نہ سکا تو اُسے اس امید پر دریا میں ڈال دیا ہے کہ شاید اسکی جان بچ جائے اور کوئی اسے نکال کر پال لے۔ کچھ ضرورت سے زیادہ وفادار غلاموں نے عرض کیا کہ حضور اسے فوراً قتل کرادیں یہ کوئی اسرائیلی بچہ ہے۔ لیکن فرعون کی بیوی آخر عورت تھی اور ممکن ہے وہ بے اولاد ہو پھر بچہ بھی بڑی پیاری صورت کا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ کو خطاب کرتے ہوئے۔

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۳۹)

(میں نے اپنی طرف سے تیرے اوپر محبت ڈال دی تھی ———)

یعنی تجھے ایسی موہنی صورت دی تھی کہ دیکھنے والوں کو بے اختیار تجھ پر پیار آجاتا تھا۔ اس لئے اُس عورت فرعون کی بیوی سے نہ رہا گیا اور اُسی نے کہا کہ اسے قتل نہ کرو لے کر پال لو۔ یہ جب ہمارے یہاں پرورش پائے گا اور ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے تو اسے کیا خبر ہوگی کہ میں اسرائیلی ہوں یہ اپنے آپ کو آلِ فرعون کا ہی فرد سمجھے گا اور اس کی قابلیتیں بنی اسرائیل کے بجائے ہمارے کام آئیں گی۔

○ حضرت موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اس ٹوکری کے پیچھے پیچھے جا۔ لڑکی نے اس طریقے سے ٹوکرے پر نگاہ رکھی کہ بہتے ہوئے ٹوکرے کے ساتھ ساتھ وہ اس کو دیکھتی ہوئی چلتی بھی رہی اور دشمن یہ نہ سمجھ سکے کہ اس کا کوئی تعلق اس ٹوکری والے بچے کے ساتھ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن کی عمر اس وقت دس بارہ برس کی تھی اور اس نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ بھائی کا پیچھا کیا اور پتہ چلا لیا کہ وہ فرعون کے محل میں پہونچ چکا ہے۔

○ فرعون کی بیوی جس انا کو بھی دودھ پلانے کے لئے بلاتی تھی بچہ اس کی چھاتی کو منہ نہ لگاتا تھا۔ ادھر حضرت موسیٰؑ

کی بہن ہوشیاری کے ساتھ محل کے آس پاس چکر لگاتی رہی. جب اسے پتہ لگا کہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پی رہا ہے اور فرعون کی بیوی اس سلسلہ میں پریشان ہے کہ کوئی ایسی دودھ پلانے والی مل جائے کہ بچہ جس کا دودھ پی لے ۔ تو حضرت موسیٰ ؑ کی بہن محل میں پہنچ گئیں اور جاکر ملکہ سے کہا کہ میں ایک اچھی انّا (دودھ پلانے والی) کا پتہ بتاتی ہوں جو اس بچے کو بڑی شفقت کے ساتھ پالے گی۔

پہلے زمانہ میں یہ طریقہ تھا کہ بڑے اور خاندانی لوگ بچوں کی پرورش کے لئے انّا کے سپرد کر دیتے تھے چنانچہ نبی ؐ کی سیرت میں بھی یہ بات ملتی ہے کہ حضور ؐ نے حلیمہ سعدیہ کے یہاں پرورش پائی اور ان کا دودھ پیا یہی طریقہ مصر میں بھی تھا۔

بچے کا نام موسیٰ فرعون کے گھر میں رکھا گیا تھا یہ قبطی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں پانی سے نکالا ہوا. عبرانی میں "مو" پانی کو کہتے ہیں اور "اوسے" کا مطلب ہے. بچایا ہوا.

اس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ان کی ماں کے پاس پہنچادیا تاکہ ان کا دل مطمئن رہے کہ ان کا بچہ ان کے پاس ہے۔

حضرت موسیٰ کے اپنی ہی ماں کے گود میں پرورش پانے کا یہ فائدہ ہوا کہ اپنی خاندانی روایات اور اپنے آبائی مذہب اور اپنی قوم سے ان کا رشتہ جڑا رہا اور وہ آلِ فرعون بننے کے بجائے اپنے دلی جذبات اور خیالات کے اعتبار سے پوری طرح بنی اسرائیل کے ایک فرد بن کر اُٹھے۔

نبی ؐ کی ایک حدیث ہے کہ " مَثَلُ الَّذِیْ یَعْمَلُ وَیَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ کَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰی تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَتَأْخُذُ اَجْرَهَا ۔" جو شخص اپنی روزی کمانے کے لئے کام کرے اور اس کام میں اللہ کی خوشنودی پیشِ نظر رکھ کر ایمانداری سے کام کرے اس کی مثال حضرت موسیٰ کی والدہ کی سی ہے کہ انھوں نے اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلایا اور اس کی اجرت بھی پائی۔

○ جب حضرت موسیٰ پورے شباب کو پہنچے تو اللہ نے انکو دینی اور دنیاوی دونوں علوم عطا کئے ۔ اپنے والدین کے ساتھ تعلق رہنے کی وجہ سے ان کو اپنے اجداد حضرت یوسف ؑ حضرت یعقوب ؑ حضرت اسحاق ؑ حضرت ابراہیم ؑ کی تعلیمات سے بھی واقفیت ہوگئی اور بادشاہِ وقت کے یہاں پرورش پانے کی وجہ سے ان کو وہ تمام دنیاوی علوم بھی حاصل ہوئے جو اس زمانے میں مصر میں رائج تھے۔ اللہ نے ان کو حکمت و دانائی، فہم و فراست اور قوت فیصلہ دی تھی کیونکہ ایک پیغمبر کے لئے اعلیٰ درجے کی فہم و فراست کا ہونا ضروری ہے۔

○ حضرت موسیٰ ؑ اکثر گشت کے ان علاقوں میں جاتے تھے جہاں اسرائیلیوں کی بستیاں تھیں اور وہ اپنی آنکھوں سے اسرائیلیوں کے حالات دیکھتے تھے. قبطی حکومت ان پر جو زیادتیاں کرتی تھی اور ان سے محنت اور بے گار کے جو کام لیتی تھی ان سے واقف تھے انھوں نے فرعون کو سمجھایا تھا کہ اسرائیلیوں کو ہفتہ میں ایک دن کی چھٹی دی جائے ورنہ یہ لوگ اتنے کمزور ہو جائیں گے کہ حکومت کے کام کا نقصان ہوگا۔ بہرحال حضرت موسیٰ نے اپنی دانائی اور حسنِ تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنا لیا تھا لوگ انکی عزت کرتے تھے اور انکی اچھی خاصی شہرت ہوگئی تھی۔

○ ایک روز کا واقعہ ہے حضرت موسیٰ آبادی سے باہر شاہی محلات سے شہر میں داخل ہوئے اس وقت سڑکیں سنسان تھیں اور لوگوں کی آمدرفت نہیں تھی ۔ انھوں نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں ایک شخص حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کا تھا اور دوسرا بنی اسرائیل کے دشمن قبطی قوم سے تعلق رکھتا تھا. بنی اسرائیل کے آدمی نے مدد کے لئے حضرت موسیٰ کو پکارا انھوں نے قبطی کے گھونسا مارا جو ایسی جگہ لگا کہ وہ آدمی مرگیا آپ نے جان بوجھ کر اس کو نہیں مارا تھا اتفاقاً ایسے نازک حصے پر گھونسا لگا جو موت کا باعث بن گیا. کیونکہ اس وقت کوئی نہیں دیکھ رہا تھا اسلئے حضرت موسیٰ کو خاموشی کے ساتھ وہاں سے کھسکنے کا موقعہ مل گیا.

دوسرے دن حضرت موسیٰ احتیاط کے ساتھ پھر شہر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جس نے کل آپکو مدد کے لئے پکارا تھا آج پھر پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے کہا کہ تو بڑا جھگڑالو معلوم ہوتا ہے۔ کل بھی تو کسی سے لڑ رہا تھا اور آج پھر تو جھگڑ رہا ہے۔ حضرت موسیٰ مصری کو مارنا چاہتے تھے تو اسرائیلی نے یہ سمجھا کہ یہ مجھے مارنے آرہے ہیں اور چلانے لگا کہ کیا تم مجھے اسی طرح جان سے مار دو گے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر چکے ہو۔ اس طرح حضرت موسیٰ ؑ کے قتل کا یہ راز اس اسرائیلی کی حماقت سے کھل گیا۔

○ معاملہ فرعون کے دربار تک پہونچ گیا۔ دربار میں مشورے ہو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیک دل انسان کے دل میں حضرت موسیٰ ؑ کی خیرخواہی ڈال دی اور وہ مختصر راستے سے بھاگتا ہوا حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور بتایا کہ دربار کے سرداروں میں آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں اس لئے جلد سے جلد شہر چھوڑ کر چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ ؑ یہ سنتے ہی مصر سے باہر نکل پڑے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ظالموں سے بچا لیجئے اور سیدھے راستے کی رہنمائی فرما دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو مدین کی سیدھی راہ پر ڈال دیا اور راستہ کے پہرے داروں سے بچا لیا۔ مصر سے مدین کا راستہ آٹھ دس دن کی راہ ہے۔ بھوکے پیاسے مدین پہنچے تو دیکھا کہ لوگ کنویں پر اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں۔ مدین کا یہ مقام جہاں حضرت موسیٰ پہنچے تھے خلیج عقبہ کے غربی ساحل پر "مقنا" سے چند میل بجانب شمال واقع تھا آج کل اسے "اَلْبدَع" کہتے ہیں۔ اور وہاں ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے۔ اس کے قریب تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ ہے جسے اب "مغائرِ شعیب" یا "مغاراتِ شعیب" کہا جاتا ہے۔ اس جگہ ثمودی طرز کی کچھ عمارتیں ہیں اور اس سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کچھ پرانے کھنڈرات ہیں جن میں دو اندھے کنویں ہیں۔ مشہور ہے کہ ان میں سے ایک کسی کنویں پر حضرت موسیٰ نے بکریوں کو پانی پلایا تھا۔

حضرت موسیٰ جب مدین کے کنویں پر پہنچے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ دو عورتیں اپنے جانوروں کو لئے ہوئے کھڑی ہیں۔

حضرت موسیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا پریشانی ہے؟ عورتوں نے کہا جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نکال کر نہ لے جائیں ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتے ـــ کیونکہ ان چرواہوں سے بھڑنا اور مجمع کو ہٹا کر اپنے جانوروں کو پانی پلانا ہمارے بس میں نہیں ہے اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں کوئی دوسرا مرد کام کرنے کے لئے نہیں ہے اسلئے ہمیں ہی یہ کام کرنا پڑتا ہے۔ ان عورتوں نے حیاداری کے ساتھ بہت کم جملوں میں اپنی پوری بات سمجھا دی کہ "ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نہ نکال کر لے جائیں، اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی ہیں۔"

عورتوں کی بات سنکر حضرت موسیٰ مدد کے لئے آگے بڑھے حالانکہ خود تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی اور مجمع کو ہٹا کر عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔

ان عورتوں کے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد حضرت موسیٰ ایک طرف ہو کر سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے پروردگار جو خیر بھی آپ مجھ پر نازل فرمائیں میں اس کا محتاج ہوں۔ عورتوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص مسافر ہے کہیں دور سے آیا ہے تھکا ہارا ہے اور لگتا ہے کہ بھوکا بھی ہے۔ جاکر اپنے والد سے اس مسافر کے بارے میں کہا۔

○ ان لڑکیوں کے والد کون تھے قرآن مجید میں ان کے نام کا ذکر نہیں ہے تلمود میں ان بزرگ کے جو حالات ملتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے پہلے فرعون کے یہاں ان کا آنا جانا تھا اور ان کے علم اور رائے پر اعتماد کیا جاتا تھا مگر

جب بنی اسرائیل کی نسل کشی کے لئے ان کے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تو انھوں نے فرعون کو یہ ظلم نہ اٹھانے اور اس ظلم سے روکنے کی کوشش کی اور یہ رائے دی کہ اگر ان کا وجود آپ کے لئے ناقابلِ برداشت ہے تو انہیں ان کے باپ دادا کے ملک کنعان کی طرف نکال دیں۔ اس پر فرعون ان سے ناراض ہوگیا اور ذلت کے ساتھ اپنے دربار سے نکال دیا۔ اس وقت سے وہ اپنے ملک مدین میں رہنے لگے۔ ان کے مذہب کے متعلق خیال یہ ہے کہ یہ بھی حضرت موسیٰ ؑ کی طرح دین ابراہیمی کے پیرو تھے کیونکہ جس طرح حضرت موسیٰ ؑ بنی ابراہیم کی اولاد تھے اسی طرح وہ مدیان بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھے مفسر نیشاپوری نے حضرت حسن بصری کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان آدمی تھے حضرت شعیبؑ کا دین انہوں نے قبول کرلیا تھا وہ مدین والوں کو بت پرستی سے روکتے تھے اس وجہ سے مدین والے ان کے مخالف ہوگئے تھے بائبل میں ایک جگہ ان کا نام "رعوایل" اور دوسری جگہ "یترو" (Jethro) لکھا ہے۔

○ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اپنا منہ گھونگھٹ سے چھپائے ہوئے آئی اور کہنے لگی کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے لئے جانوروں کو پانی جو پلایا ہے اس کا اجر آپ کو دیں ۔ اگرچہ اجرت لینا حضرت موسیٰ کے پیش نظر نہ تھا مگر حضرت موسیٰ جیسے عالی ظرف انسان نے اس وقت پریشانی کی حالت میں اس میزبانی کو قبول کرلیا اور لڑکی کے ساتھ اس طرح چلے کہ خود آگے آگے تھے اور لڑکی پیچھے پیچھے تھی۔ ان بزرگ سے ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ نے انکو اپنی سرگزشت سنائی تو انھوں نے تسلی دی کہ اب تم اس ظالم قوم سے بچ نکلے ہو کیونکہ مدین فرعون کی سلطنت کے حدود سے باہر تھا اسلئے فرمایا کہ انشاءاللہ وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

○ ان بزرگ نے اجنبی مسافر کو ایک دو روز اپنے پاس ٹھہرایا۔ بیٹی نے مشورہ دیا کہ آپ کی ضعیفی کی وجہ سے ہم لڑکیوں کو کام کے لئے جانا پڑتا ہے۔ ہمارا کوئی بھائی بھی نہیں ہے جو باہر کے کام کو سنبھال سکے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس شخص کو ملازم رکھ لیں۔ صحت مند آدمی ہے اور بھروسے کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنی شرافت کی وجہ سے ہماری مدد کی اور ہماری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ان بزرگ نے بیٹی کے مشورے پر غور کیا۔ یہ بات ٹھیک تھی کہ آدمی شریف اور دیانت دار معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک جوان آدمی کو اپنے گھر میں یونہی ملازم رکھنے کے بجائے بہتر ہوگا کہ اسے داماد بنا کر گھر میں رکھا جائے۔

○ ان بزرگ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میں اپنی دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا نکاح تم سے کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم آٹھ سال تک یہاں رہ کر میرے گھر کے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹاؤ گے اور میرے دست و بازو بن کر رہو گے۔ اور اگر آٹھ سال کے بجائے دس سال پورے کرلو تو یہ تمہاری مرضی ہے میں تم پر کوئی زیادتی کرنا نہیں چاہتا پھر انشاءاللہ مجھے وعدہ کا پابند پاؤ گے۔

حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان ایک معاہدے کے طور پر طے پاگئی کہ میں آٹھ سال یا دس سال جو بھی مدت پوری کرلوں، اس کے بعد اپنی اہلیہ کو لے کر جانا چاہوں تو مجھے روکا نہ جائے اور جو کچھ قول و قرار ہمارے اور آپ کے درمیان ہورہا ہے اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہیں۔ یہ گویا نکاح سے پہلے ایک معاہدے کی صورت تھی۔

ان بزرگ کو اپنے کام کاج کے لئے ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ حضرت موسیٰ کو غریب الوطنی میں سہارے کی۔ اس لئے ان بزرگ نے فراخ دلی کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح کی پیش کش کی تاکہ وہ خاندان کے ایک فرد بن کر رہیں۔ آٹھ دس سال کی خدمت کی شرط میں یہ مصلحت بھی رہی ہوگی کہ حضرت موسیٰ اپنی اہلیہ کو لیکر اسی وقت مصر لوٹیں جب قتل کا واقعہ پرانا ہوجائے اور فرعون کی طرف سے ان پر کسی کارروائی کا اندیشہ نہ رہے۔ اللہ کی یہ مشیت تھی کہ حضرت موسیٰ اس وقت مصر کا سفر کریں جو انکے

منصبِ رسالت سے سرفراز کئے جانے کے لئے اللہ کی طرف سے مقدر تھا اور موزوں وقت تھا۔

○ حضرت موسیٰ نے آٹھ کے بجائے دس سال کی مدت پوری کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ ؑ نے دونوں مدتوں میں سے وہ مدت پوری کی جو زیادہ کامل اور ان کے خسر کے لئے زیادہ خوشگوار تھی یعنی دس سال۔ (بخاری۔ راوی حضرت ابن عباسؓ)

○ دس سال کی مدت پوری کرنے کے بعد حضرت موسیٰ مدین سے اپنے اہل و عیال کو لے کر روانہ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا آپ کا نکاح دس سال کی مدت سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور آپ کے بچے بھی ہو گئے تھے۔ لیکن آپ نے آٹھ سال کے بجائے دس سال کی مدت پوری کی اور اس طرح معاملات میں اپنے اعلیٰ اخلاق کا ثبوت دیا۔ حضرت موسیٰ ؑ مدین سے اپنے وطن مصر جا رہے تھے۔ راستے میں کوہ طور ہے جو جزیرہ نما سینا میں واقع ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ کا خیال تھا کہ دس سال گذر چکے ہیں اور وہ فرعون جس کی حکومت کے زمانے میں مصر سے نکلے تھے، مر چکا ہے۔ اب اگر میں اپنے وطن چلا جاؤں اور اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہنے لگوں تو اب کسی کو اس گزرے ہوئے واقعہ کا خیال بھی نہ ہوگا۔ رات اندھیری اور سرد تھی۔ طور کے اس کنارے پر جو حضرت موسیٰ ؑ کے داہنی طرف تھا ان کو ایک آگ نظر آئی۔ انہوں نے گھر والوں سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں راستے کی بھی کوئی خبر لے آؤں کیونکہ اندھیری رات میں راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اور آگ کا انگارہ لے آؤں جس سے تم تاپ سکو۔ جب وہاں پہنچے جہاں سے آگ نظر آ رہی تھی تو وہ خطۂ نور تجلی سے روشن ہو رہا تھا۔ ایک درخت سے پکارا گیا۔

"اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں، سارے جہان والوں کا مالک؟"

اور حکم دیا کہ تمہارے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے زمین پر پھینک دو۔ موسیٰ نے لاٹھی زمین پر پھینکی تو دیکھا سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے۔ موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ارشاد ہوا، موسیٰ پلٹ آؤ اور بالکل خوف نہ کرو۔

اب حکم ہوا کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو یہ چمکتا ہوا نکلے گا اور تمہیں کوئی تکلیف تک نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو نبوت سے سرفراز فرمایا ان کو یہ دو معجزے عطا ہوئے، لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا گریبان میں ڈال کر روشن ہو جانا۔ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ نبوت کا آغاز ہی فرشتہ کے بغیر براہِ راست ہم کلامی سے ہوا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کو ایک بڑی زبردست ظالم حکومت کا سامنا تھا۔ آپ کے پاس کوئی فوج نہ تھی کوئی لاؤ لشکر نہ تھا۔ ایسے موقعے پیش آ سکتے تھے جس میں ایک اولوالعزم پیغمبر بھی دہشت سے محفوظ نہ رہ سکے تو اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر بتائی کہ جب بھی تمہیں خوف محسوس ہوا کرے تو اپنا داہنا بازو دبا کر پہلو سے لگا لیا کرو اس سے تمہارے دل کا خوف جاتا رہے گا اور تمہارا ارادہ مضبوط رہے گا۔

یہ دو روشن نشانیاں تمہیں دی جا رہی ہیں۔ اب تم فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش ہو کر ان کو دین کی دعوت دو اور اپنے آپ کو رب العلمین کے رسول کی حیثیت سے پیش کر کے بندگیٔ رب کی طرف بلاؤ۔

سورۂ طٰہٰ اور سورۂ نازعات میں بھی ارشاد ہوا " اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى " (فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔) سورۂ شعراء میں ارشاد ہوا اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ (جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ۔ ظالم قوم، فرعون کی قوم کے پاس جاؤ۔)

○ حضرت موسیٰ عرض گذار ہوئے کہ اے میرے پروردگار کوئی ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ جب میں فرعون کے سامنے دعوت لے کر جاؤں تو وہ میرے خلاف قتل کے پرانے واقعے کی بنا پر کوئی کاروائی نہ کر سکے۔ کیوں کہ اب حضرت موسیٰ ایک رسول کی حیثیت سے فرعون کے سامنے جا رہے تھے تو انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں میں الزام قتل میں گرفتار نہ ہو جاؤں اور وہ

مقصد جس کے لئے میں جا رہا ہوں وہ فوت نہ ہو جائے۔

دوسری گذارش حضرت موسیٰ نے یہ کی کہ چونکہ مجھے فرعون کے دربار میں ایک رسول کی حیثیت سے اپنا مدعا بیان کرنا ہے تو میری تائید کے لئے کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے جو عمدہ طریقے سے گفتگو کرے اور میرا مددگار ہو۔ میرے بھائی ہارون فصاحت اور بلاغت میں اور بات کو عمدگی کے ساتھ پیش کرنے میں بہت مناسب ہیں اگر آپ ان کو میرے ساتھ بھیج دیں تو ان سے مجھے قوت ملے گی۔

ارشاد ہوا کہ دونوں درخواستیں منظور ہیں۔ تمہاری سطوت اور رعب و دبدبہ ہم ان پر ایسا قائم کر دیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ہماری دی ہوئی نشانیوں کی برکت سے تم ہی غالب رہو گے۔

○ حضرت موسیٰ ؑ فرعون کے دربار میں پہنچے۔ اللہ کے رسول کی حیثیت سے اپنا تعارف کرایا اور رسالت کے ثبوت کے لئے معجزے پیش کئے

فرعون نے کہا کہ ہم نے تو اپنے باپ دادا کے زمانے میں کبھی نہیں سنا کہ اللہ ہدایت کے لئے رسول بھیجتا ہے رہا یہ نشانیاں تو ہمیں یہ نمائشی شعبدہ معلوم ہوتا ہے جسے یہ شخص معجزہ کہہ کر ہمیں دھوکا دے رہا ہے۔

سورۂ طٰہٰ میں ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ ؛۔

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اِنَّا
قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

(ہم تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لائے ہیں۔ اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہِ راست کی پیروی کرے اور ہم پر وحی کی گئی ہے کہ سزا ہے اس کے لئے جو جھٹلائے اور منہ موڑے۔)

حضرت موسیٰ نے مطالبہ کیا کہ ؛ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ (طٰہٰ۔ آیت ۴۷)

(ہم تمہارے رب کے پیغمبر ہیں تم ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے اور ان کو عذاب میں مبتلا مت کر۔)

اس پر فرعون نے کہا کہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی یہ نہیں سنا تھا کہ فرعونِ مصر سے اوپر بھی کوئی ایسی ہستی ہے جو اس کو حکم دینے کی مجاز ہو۔ جو اسے ہدایات دینے کے لئے کسی کو اس کے دربار میں بھیجے۔ یہ تو نرالی باتیں ہیں جو آج ہم اس شخص کی زبان سے سن رہے ہیں۔

حالانکہ حضرت موسیٰ نے اس کو رب کی رضا کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دی اور فرمایا ؛۔

" هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى " (سورۂ نازعات)

(کیا تو پاکیزہ روش اختیار کرنے پر آمادہ ہے، اور میں تجھے تیرے رب کی راہ بتاؤں تو خشیت اختیار کرے گا ؟)

○ حضرت موسیٰ نے کہا تو مجھے ساحر اور نمائشی شعبدہ باز کہتا ہے لیکن میرا رب میرے حال سے خوب واقف ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں اور اسی کے پاس سے میں ہدایت لیکر آیا ہوں۔ جو لوگ پروردگار کی کھلی نشانیاں دیکھ کر اور سچائی کے دلائل سنکر حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

○ فرعون نے حضرت موسیٰ کی بات سنکر اہل دربار کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تو اس زمین پر کسی اور خدا کو نہیں جانتا جس کا حکم چلتا ہو، سرزمین مصر کا مالک میں ہوں یہاں میرا ہی حکم چلتا ہے۔ اور اس نے حضرت موسیٰ کا مذاق اڑانے کے طور پر اپنے وزیر ہامان کو خطاب کر کے کہا ، ہامان ذرا میرے لئے ایک اونچی عمارت تو بنواؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ کے

خداکو دیکھ سکوں۔ فرعون کا یہ جواب قطعی احمقانہ تھا۔ حضرت موسیٰ نے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

○ فرعون نے حضرت موسیٰ پر جھوٹا الزام لگایا کہ تم اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتے ہو۔ حالانکہ حضرت موسیٰ مطالبہ کر چکے تھے کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اور ان کا کوئی ایسا ارادہ نہ تھا کہ اہل مصر کو ان کے ملک سے نکالیں مگر فرعون نے یہ الزام اسلئے لگایا کہ اہل مصر بھڑک جائیں اور حضرت موسیٰ کی بات پر دھیان نہ دیں اس نے کہا کہ تم جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتے ہو تو ہم بھی تمہارے مقابلے پر جادو لیکر آئیں گے مقابلے کے لئے کھلے میدان میں ایک وقت مقرر کرلو۔

حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہم مقابلے کے لئے تیار ہیں اور اس کے لئے سب سے اچھا موقع جشن کا دن ہے جب سب لوگ مصر کا قومی دن منانے کے لئے دارالسلطنت میں جمع ہوتے ہیں جس قومی دن کا نام اس زمانے میں یوم الزینۃ تھا۔

○ فرعون اس مقابلے کی تیاری میں لگ گیا اور اس نے منصوبہ بنایا کہ ملک کے گوشے گوشے سے ماہر ترین جادوگروں کو اکٹھا کیا جائے اور وہ موسیٰ کے مقابلے پر جادو دکھا کر ثابت کردیں کہ موسیٰ کے پاس کوئی معجزہ نہیں ہے اور نہ وہ اللہ کے رسول ہیں جو کچھ وہ دکھاتے ہیں محض ایک جادوگری ہے۔

آخر وہ دن بھی آگیا۔ ایک طرف ملک کے ماہر ترین جادوگر تھے، دوسری طرف حضرت موسیٰ تھے۔ ہر شخص کی نگاہ میدان پر تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

مقابلہ شروع ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ نے فرعونیوں اور جادوگروں کو خطاب کیا اور فرمایا کہ اللہ کے رسول کو جادوگر کہنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور معجزوں کو جادو کہنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

حضرت موسیٰ کی یہ بات سنکر جادوگر شش و پنج میں پڑ گئے اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ مقابلہ کیا جائے یا نہیں؟ اس پر درباریوں نے جادوگروں کو اکسایا اور کہنے لگے یہ دونوں موسیٰ اور ہارون جادوگر ہیں اور جادو کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتے ہیں اور تمہارے باپ دادا کے مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے جادوگروں سے کہا کہ تم سب اکٹھا ہو جاؤ تمہارے درمیان موسیٰ اور ہارون کے معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیئے جو غالب آگیا جیت اسی کی ہوگی۔ ان کو لالچ دیا گیا کہ تم جیت گئے تو مقربین میں تمہارا شمار ہوگا۔ آخر جادوگر مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔

○ جادوگروں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ پہل کریں گے یا ہم؟۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو۔ جادوگروں نے لاٹھیاں، رسیاں میدان میں ڈال دیں اور اپنے جادو کے زور سے دکھایا کہ وہ سانپ بن کر میدان میں دوڑ رہی ہیں۔ بظاہر یہ بڑا خوفناک منظر تھا۔ دیکھنے والوں کو ہزاروں سانپ میدان میں لہراتے ہوئے، پھنکارے مارتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ کچھ دیر کے لئے حضرت موسیٰ بھی خوفزدہ سے ہو گئے کہ کہیں یہ جادو لوگوں کو متاثر نہ کردے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ موسیٰ ڈرو نہیں تم ہی غالب رہوگے، تمہارے داہنے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اُسے پھینکو۔

حضرت موسیٰ کی وہ لاٹھی سانپ بن گئی اور جادوگروں کے سانپوں کو چند لمحوں میں نگل لیا۔ جادوگروں کا طلسم ختم ہوگیا۔ تھوڑی دیر کی نظربندی تھی، غائب ہوگئی۔ جادوگر سمجھ گئے کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں جو کچھ انھوں نے پیش کیا وہ معجزہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

جادو محض نظر کا فریب ہوتا ہے۔ جادو سے چیز کی حقیقت نہیں بدلتی جب کہ معجزہ حقیقت کو بدل دیتا ہے۔ جیسے لاٹھی سانپ بنی تو صرف یہ نہیں کہ وہ سانپ نظر آرہی تھی بلکہ حقیقت میں سانپ بن گئی تھی۔ جادو اور معجزے میں اس فرق

کے علاوہ دوسرا فرق یہ ہوتا ہے کہ جادوگر اپنے کردار کے اعتبار سے کوئی اونچا شخص نہیں ہوتا جب کہ معجزہ دکھانے والا وہ شخص ہوتا ہے جس کی سیرت پاکیزہ اور اس کا کردار بلند ہوتا ہے۔ اس لئے جادوگر سمجھ گئے کہ یہ حقیقت میں معجزہ ہے اور وہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے اور اعلان کیا کہ ہم ایمان لائے اس رب پر جو ہارون، موسیٰ اور ہم سب کا رب ہے۔

◯ فرعون اور اس کے لوگوں کی یہ بڑی زبردست شکست تھی۔ فرعون کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا اور اسے بھرے مجمع میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے حضرت موسیٰ اور جادوگروں پر سازش کا الزام لگایا، وہ کہا کہ میری اجازت کے بغیر ایمان لاکر تم نے سازش کی ہے تاکہ اس شہر کے باشندوں کو یہاں سے نکال باہر کرو تمہیں ابھی اپنی حرکت کا انجام معلوم ہو جائیگا۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالوں گا۔ ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں جو کہ بغاوت کی سزا ہے۔

جادوگروں کا جواب بڑا جراٴت مندانہ تھا۔ کہاں تو وہ انعام کے لالچ میں فرعون کے دربار میں آئے تھے اور کہاں ایمان قبول کرنے کے بعد ان میں یہ جراٴت پیدا ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ روشن نشانیاں آنے کے بعد اب یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اللہ کے مقابلے میں کسی کو اپنا رب مانیں۔ جو تجھے کرنا ہے، کرلے تو زیادہ سے زیادہ ہماری زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔ اور اس جادوگری پر جس کے لئے تو نے ہمیں مجبور کیا تھا ہم سے درگذر فرمادے۔ اللہ ہی سب سے بہتر ہے اور وہی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

◯ اس شکست کے بعد بھی فرعون کے لئے کش مکش برابر جاری رہی اور سرداروں کے کہنے پر کہ کیا تو موسیٰ کو اور بنی اسرائیل کو یوں ہی چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں۔ فرعون نے ایک بار پھر اعلان کیا کہ ان کے لڑکوں کو قتل کیا جائے گا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے گا اور اس طرح ان کی نسل کشی کی جائے گی۔

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو نصیحت کی کہ وہ اللہ سے اپنا تعلق قائم رکھیں صبر کریں اور اُسی سے مدد مانگیں۔ زمین اللہ کی ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے اپنی زمین کا وارث بنا دیتا ہے۔

بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ! ہم تو آپ کے آنے سے پہلے بھی اسی طرح ستائے جاتے رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہماری حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

حضرت موسیٰ نے کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین پر اقتدار عطا کرے اور پھر وہ دیکھے گا کہ اقتدار پانے کے بعد تم کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہو۔؟

◯ فرعون کی قوم قحط سالی، پیداوار کی کمی اور مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہوئی مگر ان آفتوں پر تنبیہ کے بجائے وہ ان کو موسیٰ اور بنی اسرائیل کی نحوست سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر اولوں کا طوفان نازل کیا، ٹڈیوں کی آفت میں گرفتار ہوئے کہ ٹڈی دل نے ساری کھیتوں اور باغوں کو چٹ کر لیا۔ پھر جوؤں کی آفت آئی کہ ہر چیز میں سے جوئیں نکلتی تھیں۔ پھر مینڈک کا عذاب آیا کہ گھروں میں بستروں میں ہر جگہ مینڈک بھر جاتے تھے۔ پھر خون کا عذاب آیا کہ سارا دریا خون کا ہو گیا مچھلیاں مر گئیں۔ دریا سے بدبو اٹھنے لگی اور سارے ملک میں خون ہی خون ہو گیا۔

ہوتا یہ تھا کہ جب بھی کوئی عذاب آتا تھا وہ موسیٰ سے وعدہ کر لیتے تھے کہ پروردگار سے دعا کرو یہ عذاب دور ہو جائے تو ہم تمہاری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ مگر جب وہ عذاب دور ہو جاتا تو پھر اپنے وعدے سے پھر جاتے۔

○ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ایک رات مقرر فرمادی اور حضرت موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لیکر مصر سے نکل جاؤ۔ اس میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی وہ سب لوگ شامل تھے جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائے تھے۔ انہیں مصر کے ہر حصے سے نکل کر ایک طے شدہ مقام پر جمع ہونا تھا۔ پھر ایک قافلے کی صورت میں وہاں سے چلنا تھا۔ حضرت موسیٰ نے بحر احمر کی طرف جانے والا راستہ اختیار کیا تاکہ سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نما سینا کی طرف نکل جائیں۔
لیکن ادہر سے فرعون ایک بڑا زبردست لشکر لے کر جس میں اس کے تمام سردار شامل تھے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا پیچھا کرتا ہوا ٹھیک اس موقع پر آپہونچا جب کہ قافلہ ابھی سمندر کے کنارے پر ہی تھا۔ اب یہ پورا قافلہ اس طرح گھر گیا تھا کہ آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ :۔
وَاضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۔ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو۔
حضرت موسیٰ نے عصا سمندر پر مارا تو فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ
(فوراً سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک بڑے ٹیلے کی طرح کھڑا ہوگیا۔) اور بیچ میں صرف یہی نہیں کہ قافلے کے گذرنے کے لئے راستہ بن گیا بلکہ یہ حصہ خشک ہوکر سوکھی سڑک کی طرح بن گیا۔
مہاجرین کے گذرتے ہی فرعون اپنے لشکر سمیت سمندر کے اس درمیانی راستے میں اتر آیا اور جیسے ہی فرعون اور اس کا لشکر سمندر کے اس راستے میں پہونچا سمندر نے اس کو اور اسکے لشکر کو دبوچ لیا۔
بنی اسرائیل سمندر کے دوسرے کنارے پر فرعون اور اسکے لشکر کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ڈوبتے ہوئے فرعون نے پکارا کہ میں مان گیا کہ کوئی خدا نہیں ہے اس خدا کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔
مگر اس آخری لمحے کے ایمان کو قبول نہ کیا گیا اور جواب ملا اب ایمان لاتا ہے۔ اور پہلے یہ حال تھا کہ نافرمانی کرتا رہا اور فساد پھیلاتا رہا۔ آج ہم تیری لاش کو بچائے دیتے ہیں تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے نشانِ عبرت بنا رہے۔
آج بھی فرعون کی لاش عبرت کی ایک داستان بنی ہوئی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حق وصداقت وہ چیز ہے جو انسان کو دونوں جہان میں بامراد کرتی ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو معجزانہ طریقے پر فرعون سے نجات دی تھی۔ بنی اسرائیل میں مختلف قسم کے لوگ تھے ان میں بلند کردار بھی تھے اور کمزور ایمان والے بھی جو مصر کے مشرکانہ ماحول میں رہ کر عقیدے اور عمل کی کمزوری میں مبتلا ہوگئے تھے مگر مجموعی طور پر انھوں نے حضرت موسیٰ کی رہنمائی قبول کرلی تھی۔
جب یہ لوگ سمندر پار کرکے صحرائے سینا میں آئے تو انھوں نے کوہ طور کا رخ کیا۔ ان کی منزل فلسطین تھی جہاں بہت سے جلیل القدر انبیاء کا ظہور ہوا۔ یہیں حضرت ابراہیم نے حضرت اسحٰق کو بسایا تھا جن کی نسل میں اللہ نے برکت دی اور ان کے بیٹے یعقوبؑ جن کا نام اسرائیل بھی تھا ان کی نسل میں حضرت سلیمان ہوئے جن کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر ہوئی اور بیت المقدس کی مرکزیت کی وجہ سے پوری فضا روحانی بن گئی۔
صحرائے سینا سے گذرتے ہوئے بنی اسرائیل کا گزر ایسی قوم پر ہوا جو بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کو دیکھ کر کچھ لوگوں نے حضرت موسیٰ سے فرمائش کی کہ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ویسا معبود بنا دیجئے۔
حضرت موسیٰ نے ان کو سمجھایا کہ تم بڑے جاہل لوگ ہو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ڈھونڈوں؟ اللہ وہی تو ہے جس نے تمہیں فرعون سے نجات دی جو تمہاری نسل کشی کررہا تھا۔

○ اب بنی اسرائیل کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مستقل نظام شریعت کی ضرورت تھی جس پر عمل کر کے وہ امامت کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو تیس شب و روز کے لئے کوہِ طور پر طلب کیا اور بعد میں مزید دس دن کا اضافہ کر کے چالیس دن رات پورے کئے۔

حضرت موسیٰ نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون سے کہا تھا کہ میری قوم میں تم میری جانشینی کرنا اور قوم کی اصلاح کا کام کرتے رہنا۔ اور قوم کو تاکید کی تھی کہ دیکھو بگاڑ کی راہ پر مت چلنا۔

○ حضرت موسیٰ مقرر کئے ہوئے وقت پر حاضر ہوئے اور چالیس دن کا کوہِ طور پر اعتکاف کیا تو پروردگار نے ان سے ہم کلامی کی سعادت عطا کی۔

حضرت موسیٰ نے جذبۂ شوق میں درخواست کی کہ میرے پروردگار اپنی جلوہ فرمائی سے نوازیئے تاکہ میں آپ کے دیدار کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو، اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو شاید تم بھی مجھے دیکھ سکو۔ پروردگار نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ موسیٰ جیسے ہی ہوش میں آئے تو انھیں احساس ہوا کہ مشاہدۂ حق کی ان کی درخواست نامناسب تھی۔ انھوں نے رب کے حضور میں توبہ کی اور عرض کیا کہ میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔ یہ گویا تجدیدِ ایمان تھی۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنی کتاب تورات عطا فرمائی اس میں شریعت کے دس احکام پتھر کی تختیوں پر کندہ تھے۔ اس کے علاوہ دین و شریعت کی بنیادی باتیں اور نصیحت و موعظت کا کلام تھا۔

حضرت موسیٰ کے طُور پر چلے جانے کے بعد سامری نے سونے کے زیورات سے بچھڑے کا ڈھانچہ بنا کر ایک فتنہ کھڑا کر دیا۔ اس میں سے گائے کی آواز نکلتی تھی جو کہ ہوا کے گزرنے سے پیدا ہوتی تھی۔ سامری ایک منافق آدمی تھا بظاہر ایمان لے آیا تھا لیکن حقیقت میں ایمان اس کے دل میں نہیں اترا تھا۔

کیونکہ حضرت موسیٰ وقت مقررہ سے کچھ پہلے کوہِ طور پر روانہ ہو گئے تھے اور ان کا خیال تھا کہ بنی اسرائیل میرے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ ادھر اللہ کی طرف سے تیس دن کے بجائے اعتکاف کے چالیس دن ہو گئے۔ اس طویل غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر سامری کو فتنہ پردازی کا موقع مل گیا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دی۔ حضرت موسیٰ یہ بات سنکر کہ قوم نے ان کی عدم موجودگی میں سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی ہے غصے کی حالت میں واپس آئے اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کہ وہ تمہیں ایک شریعت اور نظامِ زندگی عطا کرے گا جس پر چل کر تم دونوں جہان میں کامیاب ہو سکو گے۔ کیا میری غیر حاضری کو بڑی طویل مدت گزر گئی تھی کہ تم نے وعدے کو بھلا کر یہ شرکیہ کام شروع کر دیا کیا تم چاہتے تھے کہ تمہارے رب کا غضب تم پر نازل ہو۔

بنی اسرائیل کے سرداروں نے جواب دیا کہ قوم کے زیورات جو ہمارے پاس تھے اس کی حفاظت کرنا صحرائی زندگی میں ہمارے لئے مشکل ہو رہا تھا، سامری نے زیورات ہم سے مانگے اور ان سے ایک بچھڑا بنا کر کہنے لگا کہ یہ ہمارا بھی خدا ہے اور موسیٰ کا بھی۔

عقل کے اندھوں کو یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ اس بچھڑے میں کوئی خدائی صفت نہیں ہے پھر بھی وہ بہکاوے میں آ گئے۔ حضرت ہارون نے بھی ان کو سمجھایا مگر ان کی بات بھی نہیں مانی۔ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون سے بھی سختی

کے ساتھ بازپرس کی۔ حضرت ہارون نے نرمی سے جواب دیا کہ بنی اسرائیل کی اچھی خاصی تعداد پر سامری کا جادو چل گیا تھا۔ اگر میں سختی کرتا تو جنگ کی نوبت بھی آسکتی تھی اس لئے میں نے آپ کے آنے تک اس معاملے میں سکوت مناسب سمجھا۔

حضرت موسیٰ نے غصہ میں اپنے بھائی کی داڑھی بھی پکڑ لی تھی مگر ان کے جوش غضب کا یہ فائدہ ہوا کہ قوم کے لوگ سامری کی حمایت کرنے کی ہمت نہیں کر سکے۔

حضرت موسیٰ نے سامری کو بددعا دی کہ اب تو ہمیشہ سب سے الگ رہے گا اور یہ کہتا رہے گا کہ مجھے مت چھونا۔ یہ ذلت کا انتہائی عذاب تھا کہ وہ خود اپنے منہ سے اپنے آپ کو اچھوت بنا کر نہ چھونے کے لئے کہتا تھا۔

حضرت موسیٰ نے اس بچھڑے کو جلا دیا اور اس کی راکھ دریا میں بہا دی۔

○ جب حضرت موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انھوں نے تورات کی تختیاں اٹھائیں جن میں ہدایت تھی اور ان کے لئے اللہ کی رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ نے قوم کے ستر آدمیوں کو کوہِ طور پر لے جانے کے لئے منتخب کیا تاکہ بچھڑے کی پوجا کرکے بنی اسرائیل نے جس گناہ کا ارتکاب کیا اس کے لئے یہ لوگ پوری قوم کی طرف سے اللہ سے معافی مانگیں، اور انہیں یہ بھی یقین آجائے کہ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

جب یہ ستر آدمی کوہِ طور پر پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے زلزلہ کی صورت پیدا فرما دی تاکہ ان پر ہیبت طاری ہو جائے اور وہ خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں۔

اس موقعہ پر حضرت موسیٰ نے بڑے سوز وگداز کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے دعا کی اور عرض کیا کہ رب العالمین! اگر آپ چاہتے تو اس زلزلے سے پہلے ہی مجھے اور ان لوگوں کو ہلاک فرما سکتے تھے۔ ہم میں سے چند بے وقوفوں نے یہ حرکت کی تو کیا آپ ان کی وجہ سے سب کو ہلاک فرما دیں گے۔ یہ آپ کی طرف سے ایک آزمائش تھی، آپ جس کو چاہیں ہدایت دے دیں اور جس کو چاہیں تو گمراہ کر دیں آپ ہی ہمارے کارساز ہیں ہمیں معاف فرما دیجئے، ہم پر رحم فرما دیجئے، آپ سب سے بڑھ کر معاف کرنے والے ہیں۔ ہمارے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی۔ ہم نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ:۔ میں عذاب میں اسی کو مبتلا کرتا ہوں جس کو چاہتا ہوں۔ لیکن میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ میں رحمت خاص ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری نشانیوں پر ایمان لائیں گے۔

○ بنی اسرائیل کا اصل وطن کنعان (فلسطین) تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل اپنا وطن کنعان چھوڑ کر مصر آ گئے تھے، جہاں انھیں عزت کا مقام حاصل ہوا۔ وہاں ان کی نسل خوب بڑھی یہاں تک کہ چند صدیوں میں وہ ایک بڑی قوم بن گئے۔ لیکن مصر کے ماحول میں رہتے ہوئے ان میں اخلاقی اور عملی کمزوریاں پیدا ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ایک قومی انقلاب کے نتیجے میں مصر میں فرعون کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا۔ جب فرعون کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور اس نے

بنی اسرائیل کی نسل کشی شروع کردی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجے سے چھڑانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل ہی میں سے حضرت موسیٰ کو رسول بنا کر بھیجا۔

بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا منصوبہ یہ تھا کہ انہیں فرعون سے نجات دلا کر کچھ عرصے صحرائے سینا میں رکھا جائے تاکہ ان کی تربیت ہو سکے۔ ان کی غلامانہ ذہنیت بدل سکے اور انہیں شریعت الٰہی کا صحیح طور سے پیرو بنایا جا سکے۔

صحرائے سینا دراصل بنی اسرائیل کا تربیتی کیمپ تھا۔ چالیس سال کی صحرانوردی کے بعد ایک نئی توانا نسل تیار ہوئی اللہ تعالیٰ ان کو شریعت کے احکام دے کر ان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت فرمانا چاہتے تھے تاکہ اس کے بعد انہیں ان کے آبائی وطن فلسطین میں بسایا جا سکے۔ فلسطین دراصل اسلامی دعوت کا مرکز تھا۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اس کو اسلامی مرکز کی حیثیت دی تھی۔ اس کی اس حیثیت کو بحال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا انتخاب فرمایا تاکہ وہ دنیا کے رہنما بنیں، اہل عالم کی امامت اور رہبری کا فریضہ انجام دیں اور دین حق کو غالب کریں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ کی زندگی کے آخری دنوں میں بنی اسرائیل نے فلسطین سے لگے ہوئے علاقے "موآب" کو فتح کر لیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ یوشع بن نون کی قیادت میں ملکِ کنعان (فلسطین) کو فتح کر لیا۔ وہاں اسلامی حکومت قائم ہوگئی اور بنی اسرائیل دنیا کی ممتاز قوموں میں شمار ہونے لگے۔

آیاتہا ۸۸	۴۹- سورۃ القصص مکیۃ -۱۲۸	رکوعاتہا ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ②

طٰسٓمٓ	تِلْكَ	اٰيٰتُ	الْكِتٰبِ	الْمُبِيْنِ
طٰسٓمٓ	یہ	آیتیں	کتاب	واضح

طٰسٓمٓ یہ واضح کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ اِلَّا اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ بِالْجُحْفَةِ وَاِلَّا الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اِلٰى لَانَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ وَهِيَ سَبْعٌ اَوْثَمَانٌ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① طٰسٓمٓ ○ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ

② تِلْكَ اَيْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ اَلْاِضَافَةُ بِمَعْنٰى مِنْ الْمُبِيْنِ ○ اَلْمُظْهِرُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ

سورۃ القصص مکی ہے مگر یہ آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ الجحفہ میں نازل ہوئی اور نیز یہ آیت بھی مکی نہیں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ۔ لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ تک۔ اور اس سورت میں ستاسی یا اٹھاسی آیتیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

① طٰسٓمٓ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

② یہ آیتیں اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرتا ہے

تشریح

① طٰسٓمٓ | طا۔ سین۔ میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ طآء سے اشارہ کوہِ طور کی طرف ہو سکتا ہے جس کے دامن میں حضرت موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی تھی۔ اور سین کا اشارہ سلطان یعنی وہ حجت اور دلیل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو عطا فرمائی تھی اور جس کا ذکر آیت ۳۵ میں اس طرح ہے،

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا

(ہم تمہارے بھائی کے ذریعے تمہارا بازو مضبوط کریں گے اور تم دونوں کو ایسی حجت قاہرہ عطا کریں گے کہ وہ تم پر دست درازی نہ کر سکیں گے۔)

اور میم کا اشارہ حضرت موسیٰؑ کی طرف ہو سکتا ہے جس کا ذکر آیت ۳ میں اور دوسری آیات میں ہوا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس کا واقعہ اس سورت میں بیان کیا گیا ہے۔

② روشن کتاب | یہ قرآن کتاب مبین یعنی روشن کتاب ہے اس کی تعلیم انتہائی واضح اور صاف، اس کے پیش کردہ عقائد اور اس کے احکام اور اس کا مدعا اور مقصد یہ سب باتیں نہایت کھلی کھلی اور صاف صاف ہیں اس کی تعلیم دل و دماغ کو اپیل کرنے والی ہے کیونکہ وہ عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ اس کتاب میں کوئی الجھاؤ اور فلسفیانہ موشگافیاں نہیں ہیں بلکہ ہر بات کھلی کھلی دوٹوک اور روشن ہے۔

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۳) اِنَّ

نَتْلُوْا	عَلَيْكَ	مِنْ نَّبَاِ	مُوْسٰى	وَفِرْعَوْنَ	بِالْحَقِّ	لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ	اِنَّ
ہم پڑھتے ہیں	تم پر	کچھ خبر (احوال)	موسیٰ	اور فرعون	ٹھیک ٹھیک	ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں	بیشک

ہم تم پر پڑھتے ہیں (تمہیں سناتے ہیں) کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا ٹھیک ٹھیک ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں بیشک

فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ

فِرْعَوْنَ	عَلَا	فِي الْاَرْضِ	وَجَعَلَ	اَهْلَهَا	شِيَعًا	يَّسْتَضْعِفُ	طَآئِفَةً	مِّنْهُمْ
فرعون	سرکشی کرتا تھا	زمین (ملک) میں	اور اس نے کر دیا	اسکے باشندے	الگ الگ گروہ	کمزور رکھا تھا	ایک گروہ	ان میں سے

فرعون ملک میں سرکشی کر رہا تھا اور اس نے اس کے باشندوں کو الگ الگ گروہ کر دیا تھا ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل)

يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ

يُذَبِّحُ	اَبْنَآءَهُمْ	وَيَسْتَحْيٖ	نِسَآءَهُمْ	اِنَّهٗ	كَانَ	مِنَ
ذبح کرتا تھا	انکے بیٹوں کو	اور زندہ چھوڑ دیتا تھا	ان کی عورتوں کو	بیشک وہ	تھا	سے

کو کمزور کر رکھا تھا، انکے بیٹوں کو ذبح کرتا، اور زندہ چھوڑ دیتا تھا انکی عورتوں (بیٹیوں) کو بیشک وہ مفسدوں میں

الْمُفْسِدِيْنَ (۴) وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

الْمُفْسِدِيْنَ	وَ	نُرِيْدُ	اَنْ	نَّمُنَّ	عَلَى	الَّذِيْنَ
مفسد (جمع)	اور	ہم چاہتے تھے	کہ	ہم احسان کریں	پر	ان لوگوں

سے (فسادی) تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو

اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ

اسْتُضْعِفُوْا	فِي + الْاَرْضِ	وَ نَجْعَلَهُمْ	اَئِمَّةً	وَّنَجْعَلَهُمُ
کمزور کر دیے گئے تھے	زمین (ملک) میں	اور ہم بنائیں انہیں	پیشوا (جمع)	اور ہم بنائیں انہیں

ملک میں کمزور کر دیے گئے تھے اور ہم انہیں پیشوا بنائیں اور ہم انہیں (ملک کا)

الْوٰرِثِيْنَ (۵) وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

الْوٰرِثِيْنَ	وَنُمَكِّنَ	لَهُمْ	فِي + الْاَرْضِ	وَنُرِيَ	فِرْعَوْنَ
وارث (جمع)	اور ہم قدرت (حکومت) دیں	انہیں	زمین (ملک) میں	اور ہم دکھا دیں	فرعون

وارث بنائیں اور ہم انہیں حکومت دیں ملک میں اور ہم فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥

وَهَامٰنَ	وَجُنُوْدَهُمَا	مِنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا	يَحْذَرُوْنَ
اور ہامان	اور ان کے لشکر	ان سے	جس چیز	تھے	وہ ڈرتے

اور ہامان اور ان کے لشکر کو ان (کمزوروں) کے ہاتھوں دکھادیں جس چیز سے وہ ڈرتے تھے۔

③ نَتْلُوْا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ خَبَرِ مُوْسٰى وَ
فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
لِاَجْلِهِمْ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهٖ
④ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا تَعَظَّمَ فِي الْاَرْضِ اَرْضِ
مِصْرَ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا فِرَقًا فِيْ خِدْمَتِهٖ
يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ وَهُمْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ
يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمُ الْمَوْلُوْدِيْنَ وَيَسْتَحْيٖ
نِسَآءَهُمْ يَسْتَبْقِيْهِنَّ اَحْيَآءً لِقَوْلِ بَعْضِ
الْكَهَنَةِ لَهٗ اِنَّ مَوْلُوْدًا يُّوْلَدُ فِيْ بَنِيْ
اِسْرَآئِيْلَ يَكُوْنُ سَبَبَ ذَهَابِ مُلْكِكَ
اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ بِالْقَتْلِ
وَغَيْرِهٖ
⑤ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً بِتَحْقِيْقِ
الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ يَآءً يُّقْتَدٰى
بِهِمْ فِي الْخَيْرِ وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○
مُلْكِ فِرْعَوْنَ
⑥ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ اَرْضِ
مِصْرَ وَالشَّامِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ
وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا وَفِيْ
قِرَآءَةٍ وَيَرٰى بِفَتْحِ التَّحْتَانِيَّةِ
وَالرَّآءِ وَرَفْعِ الْاَسْمَآءِ الثَّلَاثَةِ
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○ يَخَافُوْنَ
مِنَ الْمَوْلُوْدِ الَّذِيْ يَذْهَبُ مُلْكُهُمْ
عَلٰى يَدَيْهِ۔

③ ہم تجھ کو سناتے ہیں اے محمد قصہ موسیٰ اور فرعون کا صحیح صحیح
ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ مومنین کی تخصیص اس
لئے فرمائی کہ نفع اس کا انہیں کو ہے۔

④ بے شبہ فرعون غالب آیا زمین مصر میں اور وہاں کے رہنے
والوں کو اپنی خدمت کے لئے کئی فرقے کئے انہیں سے ایک
جماعت کو ضعیف سمجھتا تھا یعنی بنی اسرائیل کو کہ ان کے جو بیٹے پیدا
ہوتے تھے انکو ذبح کر ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ باقی چھوڑتا
تھا کیونکہ بعض نجومیوں نے اس کو کہدیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک
لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ملک کے جانے کا سبب ہوگا

بے شبہ فرعون فساد کرنے والوں میں سے تھا ساتھ قتل
وغیرہ کے۔

⑤ اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ان پر جو زمین میں ضعیف
سمجھے گئے اور انکو بھلائی میں مقتدا بنا دیں اور انکو وارث
کریں ملک فرعون کا۔

⑥ اور ان کو ٹھکانا اور قوت دیں مصر اور شام کی زمین میں
اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو دکھا دیں اسے
وہ جس سے وہ ڈرتے تھے۔

یعنی وہ لڑکا پیدا کریں جن کے ہاتھوں سے ان کا ملک
جاوے گا۔

تشریح

(۳) موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ | ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک واقعہ کے مطابق سناتے ہیں. فرعون اور موسیٰ کے یہ واقعات ان لوگوں کے لئے ہیں جو ماننے کو تیار ہوں. ہٹ دھرمی اختیار نہ کریں اور یہ سمجھیں کہ جس طرح بنی اسرائیل اپنی کمزوری کے باوجود فرعون جیسی طاقت کے مقابلے میں کامران بنکر نکلے اسی طرح آج وہ حق پرست جو بظاہر کمزور نظر آرہے ہیں اپنے طاقتور دشمنوں کے مقابلے میں کامیاب ہونگے کیونکہ حق ہمیشہ غالب ہوا ہے اور باطل کو سرنگوں ہونا پڑا ہے اسلئے یہ صرف قصہ برائے قصہ نہیں ہے بلکہ اس میں عبرت و نصیحت کے بہت سے گوشے ہیں.

(۴) فرعون کی سرکشی | فرعون نے اللہ کی زمین میں سرکشی کی اس نے مصر کے باشندوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا. اپنی قوم جو قبطی تھی انکو ابھارتا تھا اور دوسری قوم بنی اسرائیل کو دباتا تھا انکو ذلیل کرتا تھا انکے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا تاکہ وہ آہستہ آہستہ اسکی قوم میں جذب ہو جائیں حالانکہ حکومت کی نظر میں سب باشندے یکساں ہونے چاہئیں سب کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے سب کو برابر کے حقوق ملنے چاہئیں مگر فرعون نے یہ سیاست اپنائی کہ ایک گروہ کو تمام رعائتیں دیکر حکمراں گروہ بنادیا اور دوسرے کو محکوم بنا کر اسکو دبایا پیٹا اور لوٹا تاکہ وہ طاقت حاصل نہ کرسکے اور ہمیشہ غلامی کی زندگی بسر کرتے رہیں.

(۵) اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو قیادت و رہنمائی کا مقام عطا فرمانا چاہتے تھے | اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا نظام عدل پر قائم فرمایا ہے. اس کی نظر میں اس کے سارے بندے برابر ہیں. جس طرح مالی چمن کے ہر درخت کی دیکھ بھال کرتا ہے اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے سب بندوں کے ساتھ شفقت و کرم کا معاملہ فرماتے ہیں ——— اگر ایک گروہ کو اقتدار دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ یہ جماعت اس کے بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ کرتی ہے. اگر وہ اقتدار کے نشے میں مست ہو کر دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہ کرتے ہیں سنبھلنے کا موقع دیتے ہیں اور جب پانی سر سے گذرتا ہے تو اس سے اقتدار چھین کر دوسرے کو دے دیا جاتا ہے. اگر اللہ تعالیٰ ایک گروہ کے ذریعے دوسرے گروہ کو دفع نہ فرمائیں تو عبادت گاہیں ویران ہو جائیں اس کا نام لیوا کوئی نہ رہے گا اور لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے گا. مصر میں حضرت یوسف ؑ نے ایک منصفانہ نظام قائم فرمایا مگر ان کے وصال کے ایک صدی بعد قوم پرستانہ انقلاب کے نتیجے میں مصر میں فرعونوں کی حکومت قائم ہوئی رامسیس اول بڑا ظالم فرعون تھا اسکے جبر و ظلم کی داستانیں زبان زد ہیں اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا اور صدیوں تک یہ قوم غلامی کی ذلت برداشت کرتی رہی آخر اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں سے حضرت موسیٰ ؑ کو پیدا فرمایا ان کو نبوت عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ اس کمزور قوم پر اپنا فضل فرمائیں اور اسکو پیشوائی اور رہنمائی کا مقام عطا فرمائیں.

(۶) اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو سیادت و قیادت دیکر فرعونیوں کو سبق سکھانا چاہتے تھے | فرعون کی حکومت بدترین فرقہ پرست حکومت تھی اس نے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کر رکھا تھا. حکمراں و امراء کا طبقہ وہ تھا جس کو زندگی کی تمام سہولتیں اور سامان عیش حاصل تھے دوسرے طبقے وہ تھے جن کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا تھا اور وہ پوری طرح ان کے رحم و کرم پر تھے. حضرت یوسف ؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل کی پوزیشن بہت بہتر ہوگئی تھی اور ان کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا تھا. جب فرعون کی حکومت میں نسلی اور وطنی تعصبات پیدا ہوئے تو اس کو یہ ڈر ہوا کہ بنی اسرائیل کی اقلیت کہیں اکثریت میں نہ بدل جائے اس لئے ان کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا.

مگر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس کمزور قوم کو اقتدار کی طاقت عطا فرمائیں اور فرعون اور اسکے وزیر ہامان کو اور انکے لشکروں کو جو ڈر تھا کہ کہیں بنی اسرائیل طاقتور ہو کر دوبارہ اچھی پوزیشن میں نہ آجائیں اللہ تعالیٰ وہی انکو دکھانا چاہتے تھے اور ان کا ڈر سامنے آنے لگا تھا. ان حالات میں حضرت موسیٰ ابن عمران بنی اسرائیل کے گھر میں پیدا ہوئے جس خاندان میں حضرت موسیٰ کی ولادت ہوئی وہ حضرت یعقوب ؑ کے بیٹے لاوی کی اولاد میں سے تھا ان کے والد کا نام عمران تھا. حضرت موسیٰ سے پہلے ان کے یہاں دو بچے ہو چکے تھے جن میں بڑی لڑکی مریم تھی.

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ

وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰٓى	اُمِّ مُوْسٰٓى	اَنْ اَرْضِعِيْهِ	فَاِذَا	خِفْتِ عَلَيْهِ	فَاَلْقِيْهِ	
اور ہمنے الہام کیا	طرف۔کو	موسیٰ کی ماں	کہ دودھ پلاتی رہ اسے	پھر جب	تو اس پر ڈرے	تو ڈالدے اُسے	

اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو الہام کیا کہ وہ اسکو دودھ پلاتی رہے، پھر جب اس پر (اسکے بارےمیں) ڈرے تو اُسے دریا

فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ

فِى الْيَمِّ	وَلَا تَخَافِىْ	وَلَا تَحْزَنِىْ	اِنَّا	رَآدُّوْهُ	اِلَيْكِ	وَجَاعِلُوْهُ	مِنَ
دریا میں	اور نہ ڈر	اور نہ غم کھا	بیشک ہم	اسے لوٹادینگے	تیری طرف	اور اسے بنادینگے	سے

میں ڈال دے اور نہ ڈرے اور نہ غم کھائے، بیشک ہم اُسے تیری طرف لوٹادیں گے اور اسے بنادینگے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧﴾ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ

الْمُرْسَلِيْنَ	فَالْتَقَطَهٗٓ	اٰلُ فِرْعَوْنَ	لِيَكُوْنَ	لَهُمْ	عَدُوًّا	وَّ
رسولوں (جمع)	پھر اٹھالیا اُسے	فرعون کے گھر والے	تاکہ وہ ہو	انکے لئے	دشمن	اور

رسولوں میں سے (رسول) پھر فرعون کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا تاکہ (آخرکار) وہ ان کے لئے دشمن اور

حَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٨﴾

حَزَنًا	اِنَّ	فِرْعَوْنَ	وَهَامٰنَ	وَجُنُوْدَهُمَا	كَانُوْا	خٰطِـِٕيْنَ	
غم کا باعث	بیشک	فرعون	اور ہامان	اور ان کے لشکر	تھے	خطاکار (جمع)	

غم کا باعث ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطاکار تھے۔

﴿٧﴾ وَاَوْحَيْنَآ وَحْىَ اِلْهَامٍ اَوْ مَنَامٍ اِلٰٓى
اُمِّ مُوْسٰى وَهُوَ الْمَوْلُوْدُ الْمَذْكُوْرُ
وَلَمْ يَشْعُرْ بِوِلَادَتِهٖ غَيْرُ اُخْتِهٖ
اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ
فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ الْبَحْرِ اَىِ النِّيْلِ
وَلَا تَخَافِىْ غَرَقَهٗ وَلَا تَحْزَنِىْ
لِفِرَاقِهٖ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ
جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○
فَاَرْضَعَتْهُ ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ وَلَا يَبْكِىْ وَ
خَافَتْ عَلَيْهِ فَوَضَعَتْهُ فِى التَّابُوْتِ

﴿٧﴾ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کیطرف وحی بھیجی بطور الہام کے یا خواب
میں اس سے کہا موسیٰ وہی لڑکا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا اور
اس کی پیدائش کی خبر بجز اسکی بہن کے کسی کو نہ ہوئی: کہ
اے موسیٰ کی ماں تو اس کو دودھ پلا پس جس وقت تو ڈرے
اسکے بارے میں پس ڈالدے اس کو دریائے نیل میں اور
اس کے ڈوبنے کا خوف نہ کر اور اس کی جدائی سے غمگین نہ
ہو بیشک ہم واپس لادینگے تیرے پاس اور اسکو پیغمبر کرینگے۔
سو موسیٰ کی ماں نے اس کو تین مہینہ دودھ پلایا اس
مدت میں وہ کبھی نہ رویا۔ اور اس کو اس کے بارے میں
خوف ہوا فرعون کا اسلئے اسکو ایک صندوق میں جس پر

مُطْلًى بِالْقَارِ مِنْ دَاخِلٍ مُمَهَّدًا لَهُ فِيْهِ وَاَغْلَقَتْهُ وَاَلْقَتْهُ فِيْ بَحْرِ النِّيْلِ لَيْلًا

اندر کی جانب رال وغیرہ لگی ہوئی تھی اور اس کے لئے بستر وغیرہ بچھایا تھا رکھ کر بند کر دیا اور بوقت شب اسکو دریائے نیل میں ڈال آئی۔

(۸) فَالْتَقَطَهٗ بِالتَّابُوْتِ صَبِيْحَةَ اللَّيْلِ اٰلُ اَعْوَانُ فِرْعَوْنَ فَوَضَعُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَفُتِحَ وَاُخْرِجَ مُوْسٰى مِنْهُ وَهُوَ يَمُصُّ مِنْ اِبْهَامِهٖ لَبَنًا لِيَكُوْنَ لَهُمْ اَىْ فِيْ عَاقِبَةِ الْاَمْرِ عَدُوًّا يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ وَّحَزَنًا يَسْتَعْبِدُ نِسَاءَهُمْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْحَاءِ وَسُكُوْنِ الزَّايِ لُغَتَانِ فِى الْمَصْدَرِ وَهُوَ هُنَا بِمَعْنَى اِسْمِ الْفَاعِلِ مِنْ حَزَنَهٗ كَاَحْزَنَهٗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَزِيْرَهٗ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ○ مِنَ الْخَطِيْئَةِ اَىْ عَاصِيْنَ فَعُوْقِبُوْا عَلٰى يَدَيْهِ

(۸) سو اسی رات کی صبح اس صندوق کو فرعون کے لوگوں نے اٹھا لیا پھر اس کو فرعون کے روبرو رکھ دیا اور وہ صندوق کھولا گیا اور اس میں سے موسیٰ کو نکالا اس حال میں کہ وہ اپنے انگوٹھے سے دودھ چوستا تھا۔ تاکہ انجام کو موسیٰ ان کا دشمن ہو کر ان کے مَردوں کو قتل کرے اور ان کے لئے باعث غم ہو کر انکی عورتوں کو باندیاں بنا دے

بے شبہ فرعون اور اس کا وزیر ہامان اور ان کا لشکر خطاکار نافرمان تھے سو موسیٰ کے ہاتھ سے ان کو عذاب کیا گیا

تشریح

(۷) اللہ تعالیٰ کی بذریعہ وحی حضرت موسیٰ کی والدہ کو ہدایت | فرعون کی حکومت نے اس زمانے میں جاسوس عورتیں چھوڑ رکھی تھیں وہ اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو لیکر جاتی تھیں اور کسی نہ کسی طرح بچوں کو رُلا دیتی تھیں تاکہ اگر کسی اسرائیلی نے کوئی بچہ چھپا رکھا ہو تو وہ بھی اس کی آواز سنکر رونے لگے۔ جاسوسی کے اس طریقے سے حضرت موسیٰ کی والدہ بہت گھبرائی ہوئی تھیں اللہ نے انکو اشارہ کیا کہ جب تک بچے کو خطرہ نہ ہو دودھ پلاتی رہو اور اگر بھید کھلتا ہوا نظر آئے اور ڈر ہو کہ بچے کی آواز سنکر کسی طرح دشمنوں کو پتہ لگ جائیگا تو بچے کو ایک تابوت ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈالدینا اور کسی طرح کا کوئی خوف اور غم نہ کرنا ہم اسے تمہارے ہی پاس لے آئیں گے اور اسکو پیغمبروں میں شامل کریں گے۔ سورۂ طٰہٰ میں بھی یہی بات ارشاد ہوئی ہے کہ اِقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ (بچے کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دینا۔)

(۸) فرعون کے گھر والوں کا لکڑی کے صندوق کو دریا میں سے نکالنا | حضرت موسیٰ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ ان کو تین مہینے تک دودھ پلاتی رہیں اور جب بھید کھلنے کا ڈر ہوا تو ایک ٹوکری یا صندوق میں رکھ کر اس کو دریائے نیل میں چھوڑ دیا۔ حضرت موسیٰ کی بڑی بہن مریم بڑی ہوشیاری کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے صندوق کے ساتھ چلتی رہیں تاکہ کسی کو یہ شبہ بھی نہ ہو کہ اس ٹوکری یا تابوت کے ساتھ جارہی ہیں اور یہ پتہ بھی لگ جائے کہ تابوت کہاں پہنچتا ہے۔؟

دریا کے کنارے فرعون کے محلات تھے ان ہی میں ایک محل فرعون کی نیک دل بیوی حضرت آسیہ کا تھا انھوں نے دیکھا کہ دریا میں لکڑی کا صندوق تیرتا ہوا آرہا ہے انھوں نے صندوق کو دریا میں سے نکالا۔ کھولا تو دیکھا موہنی صورت کا بچہ تھا۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ یہی کل ان کی سلطنت کا دشمن اور انکے لئے تباہی لانے والا ہے۔ فرعون اور اسکا وزیر ہامان اور انکا سارا لشکر بڑے خطاکار تھے اسلئے اللہ نے ایسی تدبیر کی کہ آگے چل کر وہ چین سے محروم ہو گئے۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ

وَقَالَتِ	امْرَاَتُ	فِرْعَوْنَ	قُرَّتُ	عَيْنٍ لِّيْ	وَلَكَ	لَا تَقْتُلُوْهُ	عَسٰى	اَنْ
اور کہا	بیوی	فرعون	ٹھنڈک	میری آنکھوں کیلئے	اور تیرے لئے	نہ قتل کر دا سے	شاید	کہ

اور کہا فرعون کی بیوی نے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے، اسے قتل نہ کر، شاید ہمیں

يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑨ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى

يَّنْفَعَنَآ	اَوْ نَتَّخِذَهٗ	وَلَدًا	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ	وَاَصْبَحَ	فُؤَادُ	اُمِّ مُوْسٰى
نفع پہنچائے ہمیں	یا ہم بنالیں اسے	بیٹا	اور وہ	حقیقت حال نہیں جانتے تھے	اور ہوگیا	دل	موسیٰ کی ماں

نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ حقیقت حال نہیں جانتے تھے اور موسیٰ کی ماں کا دل

فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ

فٰرِغًا	اِنْ كَادَتْ	لَتُبْدِيْ	بِهٖ	لَوْلَآ	اَنْ ۔ رَّبَطْنَا	عَلٰى ۔ قَلْبِهَا	لِتَكُوْنَ
بے چین (بیقرار)	تحقیق قریب تھا	کہ ظاہر کر دیتی	اسکو	اگر نہ ہوتا	کہ گرہ لگاتے ہم	اس کے دل پر	کہ وہ رہے

بیقرار ہوگیا قریب تھا کہ وہ اسکو ظاہر کر دیتی اگر ہم نے اس کے دل پر گرہ نہ لگائی ہوتی کہ وہ یقین کرنے

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑩ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ

مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَقَالَتْ	لِاُخْتِهٖ	قُصِّيْهِ	فَبَصُرَتْ
سے	یقین کرنیوالے	اور اس نے (موسیٰ کی والدہ نے) کہا	اسکی بہن کو	اسکے پیچھے جا	پھر دیکھتی رہ

والوں میں سے رہے۔ اور موسیٰ ؑ کی والدہ نے اس کی بہن کو کہا کہ اسکے پیچھے جا پھر اسے دور سے

بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑪

بِهٖ	عَنْ ۔ جُنُبٍ	وَّهُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ	
اسکو	دور سے	اور وہ	حقیقت حال نہ جانتے تھے۔	

دیکھتی رہ، اور وہ حقیقت حال نہ جانتے تھے۔

⑨ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ وَقَدْ هَمَّ
مَعَ اَعْوَانِهٖ بِقَتْلِهٖ هُوَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ
وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ
اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا فَاَطَاعُوْهَا
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ بِعَاقِبَةِ

⑨ اور بالیقین فرعون نے مع اپنے لوگوں کے موسیٰ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس پر اسکی بیوی نے کہا کہ موسیٰ میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اسکو قتل نہ کرو نزدیک ہے کہ اس سے ہمکو نفع ہو یا ہم اسکو بیٹا بنا دیں یہ سنکر فرعون وغیرہ نے اس کا کہنا مان لیا اور ان کو خبر نہ تھی کہ ہمارا انجام اسکے ساتھ کیا ہوگا۔

(۱۰) وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی (امر ھم معہ) لمّا علمت بالتقاطہ فٰرِغًا مما سواہ اِنْ مخففۃ من الثقیلۃ واسمھا محذوف ای انھا کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ ای بانہ ابنھا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا بالصبر ای سکنّاہ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ المصدقین بوعد اللہ وجواب لولا دل علیہ ما قبلھا

(۱۰) اور موسیٰ کی ماں نے جب جانا کہ موسیٰ کو فرعون کے لوگوں نے اٹھا لیا وہ بیقرار ہو گئی اور دل اسکا خالی ہو گیا سب چیزوں سے بجز خیال موسیٰ کے نزدیک تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دے اور کہدے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اگر ہم اس کے دل کو صبر سے مضبوط نہ کرتے اور اسکو تسلی نہ دیتے تو وہ ظاہر کر دیتی ہم نے اس کے دل کو قوی کیا تاکہ وہ ہو جاوے اللہ کے وعدہ کو سچا جاننے والوں میں سے۔

(۱۱) وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ مریم قُصِّیْهِ اتبعی اثرہ حتی تعلمی خبرہ فَبَصُرَتْ بِهٖ ای ابصرتہ عَنْ جُنُبٍ من مکان بعید اختلاسا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ انھا اختہ وانھا ترقبہ

(۱۱) اور موسیٰ کی ماں نے اپنی بیٹی مریم سے کہا کہ تو ذرا جا اور موسیٰ کا حال دریافت کر سو وہ دُور سے آنکھ چرا کر اس کو دیکھ آئی۔ اور فرعون کے لوگ نہ جانتے تھے کہ یہ اس بچہ کی بہن ہے اور یہ اس کو دیکھ رہی ہے۔

تشریح

(۹) **فرعون کی بیوی کا بچے سے پیار** یہ فرعون جو رامسیس اول کا بیٹا منفتاح تھا اس کی بیوی آسیہ سے غالبًا کوئی اولاد نہ تھی اس پیارے بچے کو دیکھ کر ان کی ممتا بھڑک اٹھی۔ انھوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میرے اور تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ کیا پتہ یہ آگے چل کر ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو اور یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں۔ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ کے دل میں اس بچے کی محبت ڈال دی (وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ) میں نے اپنی طرف سے تیرے اوپر محبت ڈال دی تھی۔ یعنی تجھے ایسی موہنی صورت دی تھی کہ دیکھنے والے کو بے اختیار تجھ پر پیار آجاتا تھا۔ اس عورت سے نہ رہا گیا اور اس نے کہا کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ لیکر پال لو۔ یہ جب ہمارے یہاں پرورش پائیگا اور ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے تو یہ ہمارا ہی ہو جائیگا اور اس کی قابلیتیں ہمارے کام آئینگی۔ تقدیر کھڑی ہوئی ہنس رہی تھی اور یہ لوگ اپنے انجام سے بے خبر تھے۔

(۱۰) **حضرت موسیٰ کی والدہ کی بے تابی** حضرت موسیٰ کی والدہ کو اگرچہ بذریعۂ وحی بتا دیا گیا تھا کہ بچہ ان کے پاس واپس آجائے گا۔ وہ بچے کو دریا میں ڈال تو آئیں مگر ماں کی مامتا بے چین کئے دیتی تھی اور بار بار حضرت موسیٰ ہی کا خیال آتا تھا۔ ممکن تھا کہ صبر و ضبط کا بندھن ٹوٹ جائے اور ان کے منہ سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جس سے کہ یہ راز کھل جائے لیکن وہ خاتون جن کو ہونے والے پیغمبر کی ماں بننے کی سعادت حاصل ہوتی تھی، صاحب ایمان تھی اللہ نے ان کے دل کو مضبوط کر دیا اور جب اللہ کے وعدے کے مطابق موسیٰ انکے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو گیا اور عین الیقین میں بدل گیا کہ واقعی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

(۱۱) **حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ کی خبر گیری** اللہ پر توکل کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ کی والدہ ظاہری تدبیر سے بھی غافل نہیں رہی کیونکہ حقیقی توکل یہی ہے کہ تدبیر کے ساتھ تقدیر پر بھروسہ کیا جائے۔ انھوں نے حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تم صندوق کے ساتھ ساتھ جاؤ اور الگ سے اس طرح دیکھتی رہو کہ دشمنوں کو اس کا پتہ نہ لگے اور دیکھو کہ صندوق کہاں جاتا ہے۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ

وَحَرَّمْنَا	عَلَيْهِ	الْمَرَاضِعَ	مِنْ قَبْلُ	فَقَالَتْ	هَلْ - اَدُلُّكُمْ
اور ہم نے روک رکھا	اس سے	دودھ پلانے والی (دایاں)	پہلے سے	وہ (موسیٰ کی بہن) بولی	کیا میں بتلاؤں تمہیں

اور ہم نے پہلے سے اس سے دائیوں کو روک رکھا تھا، موسیٰؑ کی بہن بولی کیا میں تمہیں ایک

عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ⑫

عَلٰٓى + اَهْلِ بَيْتٍ	يَّكْفُلُوْنَهٗ	لَكُمْ	وَهُمْ	لَهٗ	نٰصِحُوْنَ
ایک گھر والے	وہ اسکی پرورش کریں	تمہارے لئے	اور وہ	اسکے لئے	خیر خواہ

گھر والے بتاؤں جو تمہارے لئے اسکی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

فَرَدَدْنٰهُ	اِلٰٓى + اُمِّهٖ	كَيْ + تَقَرَّ	عَيْنُهَا	وَلَا تَحْزَنَ	وَلِتَعْلَمَ
تو ہم نے لوٹا دیا اسکو	اسکی ماں کی طرف	تاکہ ٹھنڈی رہے	اسکی آنکھ	اور وہ غمگین نہ ہو	اور تاکہ جان لے

تو ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا، تاکہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غمگین نہ ہو اور تاکہ جان لے

ع ۲
اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑬

اَنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
کہ	اللہ کا وعدہ	سچا	اور لیکن	ان میں سے بیشتر	وہ نہیں جانتے

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور لیکن ان کے بیشتر نہیں جانتے

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَ

وَلَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّهٗ	وَاسْتَوٰى	اٰتَيْنٰهُ	حُكْمًا	وَّعِلْمًا	وَ
اور جب	وہ پہنچا	اپنی جوانی	اور پورا (توانا) ہوگیا	ہم نے عطا کیا ہے	حکمت	اور علم	اور

اور جب (موسیٰؑ) اپنی جوانی کو پہنچا اور پوری طرح توانا ہوگیا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا اور

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ⑭

كَذٰلِكَ	نَجْزِىْ	الْمُحْسِنِيْنَ
اسی طرح	ہم بدلہ دیا کرتے ہیں	نیکی کرنے والے

ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں

(۱۲) وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ
اَیْ قَبْلَ رَدِّهٖ اِلٰٓی اُمِّهٖ اَیْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَبُوْلِ
ثَدْیِ مُرْضِعَةٍ غَیْرِ اُمِّهٖ فَلَمْ یَقْبَلْ ثَدْیَ وَاحِدَةٍ
مِنَ الْمَرَاضِعِ الْمُحْضَرَةِ فَقَالَتْ اُخْتُهٗ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓی اَهْلِ بَیْتٍ لَمَّا رَاَتْ
حُنُوَّهُمْ عَلَیْهِ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ بِالْاِرْضَاعِ
وَغَیْرِهٖ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○ وَفُسِّرَتْ
ضَمِیْرُ لَهٗ بِالْمَلِكِ جَوَابًا لَهُمْ فَاُجِیْبَتْ فَجَآءَتْ
بِاُمِّهٖ فَقَبِلَ ثَدْیَهَا وَاَجَابَتْهُمْ عَنْ قَبُوْلِهٖ
بِاَنَّهَا طَیِّبَةُ الرِّیْحِ طَیِّبَةُ اللَّبَنِ فَاُذِنَ لَهَا
بِاِرْضَاعِهٖ فِیْ بَیْتِهَا فَرَجَعَتْ بِهٖ كَمَا قَالَ تَعَالٰی
(۱۳) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا بِلِقَائِهٖ
وَلَا تَحْزَنَ حِیْنَئِذٍ وَّلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ
اللّٰهِ بِرَدِّهٖ اِلَیْهَا حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
اَیِ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ بِهٰذَا الْوَعْدِ
وَلَا بِاَنَّ هٰذِهٖ اُخْتُهٗ وَهٰذِهٖ اُمُّهٗ
فَمَكَثَ عِنْدَهَا اِلٰٓی اَنْ فَطَمَتْهُ وَاُجْرِیَ
عَلَیْهَا اُجْرَتُهَا لِكُلِّ یَوْمٍ دِیْنَارًا وَاَخَذَتْهَا
لِاَنَّهَا مَالُ حَرْبِیٍّ فَاَتَتْ بِهٖ فِرْعَوْنَ فَتَرَبّٰی
عِنْدَهٗ كَمَا قَالَ تَعَالٰی حِكَایَةً عَنْهُ فِیْ سُوْرَةِ
الشُّعَرَآءِ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ
لَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ
(۱۴) وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَهُوَ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً اَوْ
وَّثَلٰثٌ وَاسْتَوٰٓی اَیْ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً اٰتَیْنٰهُ
حُكْمًا حِكْمَةً وَّعِلْمًا فِقْهًا فِی الدِّیْنِ قَبْلَ اَنْ
یُّبْعَثَ نَبِیًّا وَكَذٰلِكَ كَمَا جَزَیْنٰهُ نَجْزِی
الْمُحْسِنِیْنَ ○ لِاَنْفُسِهِمْ

ان لوگوں نے قبول کیا سو وہ موسیٰ کی ماں کو لائی۔ موسیٰ نے فوراً اسکی پستان منھ میں لے لی جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ تیری پستان اس نے فوراً منھ میں لے لی تو اس نے جواب دیا کہ میری پستان کا دودھ عمدہ ہے اور اسمیں عمدہ خوشبو آتی ہے اسلئے اس نے فوراً اسکو پینا شروع کردیا پس فرعون نے موسیٰ کی ماں کو اجازت دی کہ اس بچہ کو اپنے گھر لیجا کر دودھ پلا، سو وہ اسکو لیکر گھر آگئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

(۱۲) اور ہم نے حرام کیا موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کو پہلے اس سے کہ موسیٰ اپنی ماں کے پاس واپس آوے۔ حاصل یہ کہ موسیٰ کسی دودھ پلانے والی کے پستان منھ میں نہ لیتا تھا بجز اپنی ماں کے پستان کے یہ اس کی عادت پہلے سے تھی اسی بنا پر جس قدر دودھ پلانے والی عورتیں آئیں موسیٰ نے کسی کا دودھ نہ پیا۔ یہ حال دیکھ کر موسیٰ کی بہن نے کہا جبکہ فرعون کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کے مشتاق ہیں کہ یہ بچہ کسی کا دودھ پیوے کہ آیا میں تم کو بتلاؤں ایسی گھروالی جو اس کے دودھ وغیرہ پلانے کی ذمہ دار ہوں اور وہ اسکی خیر خواہی کریں اور جب اس سے کہا گیا تو اسکو کیا جانے تو اس نے انکے جواب میں کہا کہ میری مراد فرعون کی خیر خواہی ہے نہ اس بچہ کی الغرض انکے کہنے کو

(۱۳) پس ہمنے پہنچا دیا موسیٰ کو اسکی ماں کے پاس تاکہ اس سے ملکر اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو اور اسوقت کچھ غم باقی نہ رہے اور تاکہ جان لے کہ بیشک اللہ نے جو کچھ موسیٰ کے واپس لانے کا وعدہ کیا تھا وہ سچا ہے ولیکن اکثر آدمی اس وعدہ کو نہیں جانتے اور نہ اس امر کو کہ وہ موسیٰ کی بہن تھی اور یہ اس کی ماں ہے۔ سو موسیٰ اپنی ماں کے پاس رہا یہانتک کہ اس کا دودھ چھڑایا گیا اور دودھ پلانے کی اجرت ہر روز موسیٰ کی ماں کو ایک دینار ملتا رہا۔ اور موسیٰ کی ماں نے اس اجرت کو اسلئے لے لیا کہ حربی کا مال تھا سو جب مدت دودھ پلانے کی ختم ہوگئی موسیٰ کی ماں اسکو فرعون کے پاس لائی وہاں اسکی پرورش ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں اسکو نقل فرمایا ہے "اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا" الخ کہ کیا ہمنے تجھکو اے موسیٰ لڑکپن میں پرورش نہیں کیا اور سالہا سال تو اپنی عمر میں ہمارے پاس رہا۔

(۱۴) وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا الخ اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچا یعنی تینتیس ۳۳ برس کی عمر ہوئی اور پوری جوانی آگئی یعنی چالیس برس کی عمر کو پہنچا ہم نے اسکو علم اور دین میں سمجھ عطا کی پہلے اس سے کہ اسکو پیغمبری عطا ہوئی اور جیسے ہم نے موسیٰ کو جزا دی اسی طرح ہم ان لوگوں کو جزا دیتے ہیں جو اپنے لئے نکوکاری کرتے ہیں۔

تشریح

(۱۲) بچے کا کسی انا کا دودھ نہ پینا اور بہن کا انا کا پتہ بتانا | حضرت موسیٰؑ کی بہن بڑی ہوشیاری کے ساتھ صندوق کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں صندوق فرعون کے محلات کے پاس جاکر کنارے پر رُک گیا۔ فرعون کی بیوی نے بچے کو صندوق سے نکالا اور اس کی موہنی صورت نے ان کا دل موہ لیا انھوں نے فرعون کو اس کے لئے آمادہ کرلیا کہ اس بچے کی پرورش کی جائے۔ حضرت موسیٰ کی بہن کو پتہ لگ گیا کہ بچہ فرعون کے

محل میں پہنچ گیا ہے۔ وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ حالات کا پتہ رکھتی تھی۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے بچے کو اپنے حکم سے روک دیا کہ جو بھی انّا لائی جاتی تھی وہ اس کا دودھ پینے سے انکار کر دیتا تھا اور کسی کی چھاتی نہیں پکڑتا تھا۔ حضرت موسیٰ کی بہن نے یہ حالت دیکھ کر فرعون کی بیوی سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کی ذمہ داری لے سکتے ہیں اور اس بچے کو خیر خواہی کے ساتھ پال سکتے ہیں۔ فرعون کی بیوی تو پریشان تھی ہی کہ کوئی ایسی دائی مل جائے جس کے دودھ کو بچہ منہ لگا سکے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلایا گیا اور جیسے ہی انھوں نے بچے کو گود میں لیکر اپنی چھاتی اس کے منہ سے لگائی اس نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون کے گھر والوں کو بڑا اطمینان ہوا۔ خوشیاں منائی گئیں انّا نے کہا میں اپنے گھر لے جاکر اس کی پرورش کرونگی میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ بچے کی پرورش کے لئے روزینہ مقرر کر دیا گیا اور وہ اپنے ہی گھر میں اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پانے لگا اور وظیفہ الگ سے مقرر ہوگیا۔ نبی ؐ نے ایک حدیث میں فرمایا۔

مَثَلُ الَّذِیْ یَعْمَلُ وَیَحْتَسِبُ فِیْ صُنْعَتِہٖ الْخَیْرَ کَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰی تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَتَاْخُذُ اَجْرَهَا

جو شخص اپنی روزی کمانے کے لئے کام کرے اور اس کام میں اللہ کی خوشنودی پیش نظر رکھے اسکی مثال حضرت موسیٰ کی والدہ کی سی ہے کہ انھوں نے اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلایا اور اسکی اجرت بھی پائی۔

حضرت موسیٰ کا نام موسیٰ فرعون کے گھر میں رکھا گیا۔ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "میں نے اسے پانی سے نکالا" قبطی زبان میں "مو" پانی کو کہتے ہیں اور "اُدسے" کا مطلب ہے بچایا ہوا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کو پانی سے بچا کر نکالا گیا تھا اسلئے فرعون کے گھر میں یہ نام تجویز ہوا۔

(۱۳) اللہ کا وعدہ پورا ہوا | اس تدبیر سے حضرت موسیٰ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے جو دو وعدے کئے تھے ان میں سے ایک وعدہ کہ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ (ہم اس کو تمہارے پاس لوٹا دیں گے۔) پورا ہوگیا تاکہ ان کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ یہ بھی جان لیں کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ جب یہ وعدہ پورا ہوا ہے تو دوسرا وعدہ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (کہ ہم ان کو پیغمبروں میں شامل کریں گے) وہ بھی پورا ہوگا۔ اللہ کے وعدوں کی تکمیل کو آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود کچھ لوگ جب راستے میں رکاوٹیں آتی ہیں تو کچھ بے یقین سے ہونے لگتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کے اپنی والدہ کے پاس رہ کر پرورش پانے سے یہ بڑا فائدہ ہوا کہ وہ فرعونی شہزادے کے بجائے بنی اسرائیل کے ایک فرد بنکر تربیت پانے لگے اور ان کو اپنی قوم کے مسائل و مصائب کا اچھی طرح اندازہ ہوتا گیا۔ شاہی گھرانے کی سرپرستی کیوجہ سے ان کی تعلیم بہت اچھی ہوئی انھوں نے وہ تمام علوم حاصل کئے جن کا اس زمانے میں مصر میں رواج تھا۔ اس کے علاوہ اونچی سوسائٹی میں آنے جانے کیوجہ سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوگئی اور غلامی کی کمزوریوں سے وہ دُور رہے اسطرح وہ ایک خوبصورت اور بہترین نوجوان کی صورت میں سامنے آئے۔ شروع سے ہی حضرت موسیٰ کے دل میں لوگوں کی ہمدردی تھی ان کی کوششوں سے یہ قانون پاس ہوا کہ بنی اسرائیل کو ہفتے میں ایک چھٹی دی جایا کرے۔

(۱۴) حضرت موسیٰ کی تمام علوم پر دسترس | جب حضرت موسیٰ اپنے پورے شباب کو پہنچے تو جسمانی قوت و حسن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان میں حکمت و دانائی فہم و فراست اور قوتِ فیصلہ کی بہترین خوبیاں ودیعت فرمادیں۔ اس کے ساتھ دینی اور دنیاوی تمام علوم پر انکی مکمل دسترس ہوگئی۔ اپنے گھرانے کے ساتھ میل جول کی وجہ سے انکو اپنے دادا حضرت یوسف ؑ، حضرت یعقوب ؑ حضرت اسحاق ؑ حضرت ابراہیم ؑ کی تعلیمات سے واقفیت ہوگئی اور شاہی گھرانے سے تعلق کیوجہ سے انھوں نے وہ علوم بھی حاصل کئے جن کا اس زمانے میں مصر میں رواج تھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے انکو تمام خوبیاں عطا فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ نیک لوگوں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ کہاں وہ موسیٰ جنکی زندگی کے لالے تھے دشمنوں سے بچا کر انکی والدہ نے دریا میں ڈالدیا تھا۔ اور کہاں یہ موسیٰ جو سماج میں ایک اہمیت رکھتے تھے۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا

وَدَخَلَ	الْمَدِيْنَةَ	عَلٰى حِيْنِ	غَفْلَةٍ	مِّنْ اَهْلِهَا	فَوَجَدَ	فِيْهَا
اور وہ داخل ہوا	شہر	وقت پر	غفلت	اس کے باشندے	تو اس نے پایا	اس میں

اور وہ شہر میں داخل ہوا غفلت کے وقت جبکہ اسکے باشندے (بے خبر سوئے ہوئے تھے) تو اس نے

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

رَجُلَيْنِ	يَقْتَتِلٰنِ	هٰذَا	مِنْ	شِيْعَتِهٖ	وَهٰذَا	مِنْ عَدُوِّهٖ
دو آدمی	وہ باہم لڑتے ہوئے	یہ (ایک)	سے	اسکی برادری	اور وہ دوسرا	اس کے دشمن سے

دو آدمیوں کو باہم لڑتے ہوئے پایا، ایک اس کی برادری سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ

فَاسْتَغَاثَهُ	الَّذِيْ	مِنْ شِيْعَتِهٖ	عَلَى	الَّذِيْ	مِنْ عَدُوِّهٖ
تو اس نے اس (موسیٰؑ) سے مدد مانگی	وہ جو	اسکی برادری سے	اس پر	وہ جو	اس کے دشمن سے

تو جو اسکی برادری سے تھا اس نے اس (کے مقابلے) پر جو اس کے دشمنوں میں سے تھا موسیٰؑ سے مدد مانگی

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ

فَوَكَزَهٗ	مُوْسٰى	فَقَضٰى	عَلَيْهِ	قَالَ	هٰذَا	مِنْ	عَمَلِ
تو ایک مکا مارا اسکو	موسیٰ نے	پھر کام تمام کر دیا	اس کا	اس نے کہا	یہ	سے	کام (حرکت)

تو موسیٰ نے اسکو ایک مکا مارا، پھر اس کا کام تمام کر دیا، اس (موسیٰؑ) نے کہا یہ کام شیطان (کی حرکت)

الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ⑮

الشَّيْطٰنِ	اِنَّهٗ	عَدُوٌّ	مُّضِلٌّ	مُّبِيْنٌ	
شیطان	بیشک وہ	دشمن	بہکانے والا	صریح (کھلا)	

سے ہوا بیشک وہ دشمن ہے کھلا بہکانے والا۔

(۱۵) وَدَخَلَ مُوْسَى الْمَدِيْنَةَ مَدِيْنَةَ فِرْعَوْنَ وَهِيَ مَنْفُ بَعْدَ اَنْ غَابَ عَنْهُ مُدَّةً عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا وَقْتَ الْقَيْلُوْلَةِ فَوَجَدَ فِيْهَا

(۱۵) اور موسیٰ فرعون کے شہر منف میں داخل ہوا جس وقت کے وہاں کے رہنے والے بے خبر تھے یعنی دوپہر کے وقت جبکہ وہ سو رہے تھے بعد اس کے ایک مدت تک وہ فرعون سے غائب رہا وہاں پہونچ کر موسیٰ نے دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ہے ایک ان

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا
مِنْ شِيْعَتِهٖ اَیْ اِسْرَائِيْلِيٌّ
وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ اَیْ
قِبْطِيٌّ يَسْخَرُ الْاِسْرَائِيْلِيَّ
لِيَحْمِلَ حَطَبًا اِلٰى مَطْبَخِ فِرْعَوْنَ
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ
شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ
عَدُوِّهٖ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى خَلِّ
سَبِيْلَهٗ فَقِيْلَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُوْسٰى
لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَحْمِلَهٗ
عَلَيْكَ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى اَیْ ضَرَبَهٗ
بِجُمْعِ كَفِّهٖ وَكَانَ شَدِيْدُ
الْقُوَّةِ وَالْبَطْشِ فَقَضٰى
عَلَيْهِ اَیْ قَتَلَهٗ
وَلَمْ يَكُنْ قَصْدُ قَتْلِهٖ
وَدَفَنَهٗ فِی الرَّمْلِ
قَالَ هٰذَا اَیْ قَتْلُهٗ
مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ط
اَلْمُهَيِّجُ غَضَبِيْ اِنَّهٗ عَدُوٌّ لِابْنِ
اٰدَمَ مُّضِلٌّ لَهٗ مُّبِيْنٌ ۝ بَيِّنُ الْاِضْلَالِ

سے موسیٰ کے گروہ سے تھا یعنی اسرائیلی اور دوسرا اُن کے دشمن کی جماعت سے تھا یعنی قبطی۔ یہ قبطی بنی اسرائیلی پر سختی کر رہا تھا کہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھا کے فرعون کے کھانا پکانے کی جگہ تک لیجاوے۔ سو موسیٰ کو دیکھ کر اس سے مدد چاہی اس شخص نے جو موسیٰ کی جماعت سے تھا اُس پر جو موسیٰ کے دشمن کے گروہ سے تھا پس موسیٰ نے اس قبطی سے کہا کہ اسکو چھوڑ دے کہتے ہیں کہ اس قبطی نے موسیٰ کو سختی سے جواب دیا یہ کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس بوجھ کو تیرے سر پر رکھوں۔ یہ سنکر موسیٰ نے اس قبطی کے ایک مُکا مارا اور موسیٰ نہایت زور آور اور سخت پکڑنے والا تھا پس ایک طمانچہ سے اس کی جان نکل گئی اور موسیٰ کا ارادہ اس کے مار ڈالنے کا نہ تھا اور جب وہ مرگیا موسیٰ نے اس کو ریت میں دبا دیا۔

موسیٰ نے کہا یہ شیطان کا کیا ہوا کام ہے کہ اسنے میرا غصہ بھڑکایا بے شبہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن اور ظاہر گمراہ کرنے والا ہے۔

تشریح

(۱۵) حضرت موسیٰ کے ہاتھوں قبطی کی موت | واقعہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی آبادی اصل شہر کے قرب و جوار میں تھی جیسے آج کل دلت لوگوں کی آبادیاں شہر سے ایک طرف کنارے پر ہوتی ہیں اور شہر کے اندرونی حصے میں مصر کے باشندے قبطی جن کی حکومت تھی وہ رہتے تھے۔ یا فرعونیوں کے محلات شہری آبادی سے ذرا ہٹ کر تھے جیسا کہ عام امراء شہر کی بھیڑ بھاڑ سے الگ کشادہ جگہ میں اپنے محلات یا کوٹھیاں بناتے ہیں۔

ایک روز حضرت موسیٰ ایسے وقت میں شہر میں داخل ہوئے جو لوگوں کے آرام کرنے کا وقت تھا اور ابھی چہل پہل نہیں شروع ہوئی آپ نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں ایک انہیں کے اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی قبطی اسرائیلی کی پٹائی کر رہا تھا اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو دیکھ کر مدد کیلئے پکارا حضرت موسیٰ نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے قبطی کے ایک گھونسا مار دیا اتفاق سے وہ گھونسا بدن کے ایسے حصے پر پڑا کہ قبطی اسکی ضرب سے مرگیا حضرت موسیٰ بڑے پچھتائے اور ان کی زبان سے نکلا اس میں شیطان کی کارفرمائی معلوم ہوتی ہے وہ انسان کا دشمن اور اسکو گمراہ کرنے والا ہے حضرات انبیاء کرام کی فطرت ایسی صاف ستھری اور پاکیزہ ہوتی ہے کہ نبوت سے پہلے بھی ان کی اپنے اوپر نظر رہتی ہے اور ادنیٰ سی لغزش ہونے پر بھی وہ بڑی ندامت محسوس کرتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

قَالَ	رَبِّ	إِنِّي	ظَلَمْتُ	نَفْسِي	فَاغْفِرْ لِي	فَغَفَرَ لَهُ	إِنَّهُ	هُوَ	الْغَفُورُ
نے عرض کی	اے میرے رب	بیشک میں	میں نے ظلم کیا	اپنی جان	پس بخش دے مجھے	تو اس نے بخش دیا اسکو	بیشک وہ	وہی	بخشنے والا

اس نے عرض کی اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ پس بخش دے مجھے تو اس نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا نہایت

الرَّحِيمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ⑰

الرَّحِيمُ	قَالَ	رَبِّ بِمَا	أَنْعَمْتَ	عَلَيَّ	فَلَنْ أَكُونَ	ظَهِيرًا	لِلْمُجْرِمِينَ
نہایت مہربان	اس نے کہا	اے میرے رب جیسا کہ	تو نے انعام کیا	مجھ پر	تو میں ہرگز نہ ہوں گا	مددگار	مجرموں کا

مہربان ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! جیسا کہ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں ہرگز نہ ہوں گا کبھی مجرموں کا مددگار

(۱۶) قَالَ نَادِمًا رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي بِقَتْلِهِ فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ أَيِ الْمُتَّصِفُ بِهِمَا أَزَلًا وَأَبَدًا

(۱۶) موسیٰ پشیمان ہو کر کہنے لگا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہ قبطی کو مار ڈالا پس بخش تو مجھ کو سو حق تعالیٰ نے اس کو بخش دیا بے شبہ حق تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یعنی یہ اسکی صفت ہے ہمیشہ سے ہمیشہ تک۔

(۱۷) قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ بِحَقِّ إِنْعَامِكَ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ أَعْصِمْنِي فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا عَوْنًا لِلْمُجْرِمِينَ ○ الْكَافِرِينَ بَعْدَ هٰذَا إِنْ عَصَمْتَنِي

(۱۷) موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب اپنے انعام کی بدولت جو تو نے مجھ پر کیا بخشش کا گناہوں سے مجھ کو بچا کہ بعد میں تیرے بچانے کے کافروں کا مددگار نہ ہوں گا۔

تشریح

(۱۶) <u>حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے استغفار</u> | حضرت موسیٰ نے نہایت عجز و انکساری اور الحاوزاری سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی کہ رب العالمین میں نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے آپ میری مغفرت فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی مغفرت فرما دی، ان کا قصور معاف کر دیا اور ان کا پردہ بھی ڈھانپ لیا تاکہ دشمنوں کو پتہ نہ لگے اور حضرت موسیٰ کو موقعۂ واردات سے کھسکنے کا موقع مل گیا۔ مغفرت کے معنی معاف کرنے کے بھی ہیں اور ڈھانپنے کے بھی بے شک اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں۔

(۱۷) <u>حضرت موسیٰ کا عہد کہ میں اب کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنونگا</u> | حضرت موسیٰ نے اللہ کے اس احسان کا شکر ادا کیا کہ اس نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور وہ جرم جو انجانے میں ہو گیا تھا چھپا رہ گیا۔ دشمن کے کسی آدمی نے نہیں دیکھا اور حضرت موسیٰ کو بچ کر نکل جانے کا موقع مل گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ پروردگار آپ کے اس احسان کے بعد میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا وہ مجرم چاہے ایک فرد ہو یا ایک نظام اس کی مدد کرنا اس میں تعاون اسی طرح غلط ہے جس طرح جرم کرنا غلط ہے۔ جس ادارے یا نظام میں اللہ کے احکام پامال ہو رہے ہوں ایک مومن کا اس سے کیا تعلق؟۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ

فَاَصْبَحَ	فِی الْمَدِیْنَةِ	خَآئِفًا	یَّتَرَقَّبُ	فَاِذَا الَّذِی	اسْتَنْصَرَهٗ
پس صبح ہوئی اسکی	شہر میں	ڈرتا ہوا	انتظار کرتا ہوا	تو ناگہاں وہ جس	اس نے مدد مانگی تھی اس سے

پس شہر میں اسکی صبح ہوئی ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے (کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی جس نے کل اس

بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ

بِالْاَمْسِ	یَسْتَصْرِخُهٗ	قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰۤی	اِنَّكَ	لَغَوِیٌّ
کل	وہ پھر اس سے فریاد کر رہا ہے	کہا	اس کو	موسےٰ	بیشک تو	البتہ گمراہ

سے مدد مانگی تھی (دیکھا کہ) پھر وہ اس سے فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اسکو کہا بیشک تو گمراہ ہے

مُّبِیْنٌ ⑱ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ

مُّبِیْنٌ	فَلَمَّآ	اَنْ	اَرَادَ	اَنْ	یَّبْطِشَ	بِالَّذِیْ	هُوَ
کھلا	پھر جب	کہ	اس نے چاہا	کہ	ہاتھ ڈالے	اس پر جو	وہ

کھلا۔ پھر جب اس نے چاہا کہ اس پر ہاتھ ڈالے جو ان دونوں کا

عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا

عَدُوٌّ + لَّهُمَا	قَالَ	یٰمُوْسٰۤی	اَتُرِیْدُ	اَنْ	تَقْتُلَنِیْ	كَمَا
ان دونوں کا دشمن	اس نے کہا	اے موسیٰ	کیا تو چاہتا ہے	کہ	تو قتل کر دے مجھے	جیسے

دشمن تھا۔ تو اس نے کہا اے موسیٰؑ! کیا تو چاہتا ہے کہ تو مجھے قتل کر دے جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

قَتَلْتَ	نَفْسًا	بِالْاَمْسِ	اِنْ	تُرِیْدُ	اِلَّاۤ	اَنْ تَكُوْنَ	جَبَّارًا
قتل کیا تو نے	ایک آدمی	کل	نہیں	تو چاہتا	مگر صرف	کہ تو ہو	زبردستی کرتا

تو نے کل ایک آدمی کو قتل کیا تھا، تو صرف (یہی) چاہتا ہے کہ تو اس سرزمین زبردستی

فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ⑲

فِی الْاَرْضِ	وَمَا تُرِیْدُ	اَنْ تَكُوْنَ	مِنَ	الْمُصْلِحِیْنَ
سرزمین میں	اور تو نہیں چاہتا	کہ تو ہو	سے	(واحد) مُصلح

کرتا پھرے اور تو نہیں چاہتا کہ مصلحین (اصلاح کرنے والوں) میں سے ہو۔

(۱۸) فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ
یَنْتَظِرُ مَا یَنَالُهٗ مِنْ جِهَةِ الْقَتِیْلِ فَاِذَا
الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ
یَسْتَغِیْثُ بِهٖ عَلٰی قِبْطِیٍّ اٰخَرَ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓی
اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ○ بَیِّنُ الْغَوَایَةِ
لِمَا فَعَلْتَهٗ اَمْسِ وَالْیَوْمَ

(۱۸) سو موسیٰ کو وہاں یہ خوف ہوا کہ دیکھئے اس قتل کی وجہ مجھ پر کیا قصہ ہو۔ ناگاہ اگلے دن پھر وہی اسرائیلی جسنے موسیٰ سے مدد چاہی تھی کسی دوسرے قبطی کے مقابلے میں موسیٰ سے مدد چاہنے لگا۔ موسیٰ نے اس سے کہا بے شبہ تو ظاہر گمراہ ہے کہ تو نے کل بھی ایسا کیا۔ آج پھر لڑنے لگا۔

(۱۹) فَلَمَّآ اَنْ زائدة اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ
بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا لِمُوْسٰی
وَالْمُسْتَغِیْثِ بِهٖ قَالَ الْمُسْتَغِیْثُ ظَانًّا
اَنَّهٗ یَبْطِشُ بِهٖ لِمَا قَالَ لَهٗ یٰمُوْسٰٓی
اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا
بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ
اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ
وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْمُصْلِحِیْنَ ○ سَمِعَ الْقِبْطِیُّ ذٰلِكَ
فَعَلِمَ اَنَّ الْقَاتِلَ مُوْسٰی فَانْطَلَقَ
اِلٰی فِرْعَوْنَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ فَاَمَرَ
فِرْعَوْنُ الذَّبَّاحِیْنَ بِقَتْلِ مُوْسٰی فَاَخَذُوا
الطَّرِیْقَ اِلَیْهِ

(۱۹) پس جب موسیٰ نے ارادہ کیا اس قبطی کے پکڑنے کا جو دونوں اور اس فریاد چاہنے والے کا دشمن تھا۔ وہ فریاد چاہنے والا اسرائیلی یہ سمجھ کر کہ موسیٰ مجھ کو ہی پکڑنا چاہتا ہے کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھ کو قتل کر ڈالے جیسا کہ کل تو نے ایک آدمی کو مار ڈالا تو چاہتا ہے کہ زمین میں ظلم کرے اور اصلاح کرنا نہیں چاہتا۔

اس قبطی نے یہ کلمہ سنکر جان لیا کہ مارنے والا اس قبطی کا موسیٰ ہے سو وہ فرعون کے پاس گیا اور اس کو اس قصہ کی خبر کر دی پس فرعون نے ذبح کرنے والوں کو حکم کر دیا کہ موسیٰ کو مار ڈالیں سو انھوں نے موسیٰ کی طرف چلنا شروع کیا۔

تشریح

(۱۸) دوسرے دن اسی اسرائیلی کا پھر جھگڑا | کل جو واقعہ ہو چکا تھا اس کا اثر حضرت موسیٰ پر بہت زیادہ تھا کہ بیٹھے بٹھائے غلطی سے ایک آدمی مارا گیا چاہے وہ مخالف قوم کا قبطی ہی تھا مگر انسانی جان ہر ایک کی محترم ہے اور جب کہ زیادتی اسرائیلی کی معلوم ہو رہی تھی۔ دوسرے دن حضرت موسیٰ ڈرتے ڈرتے اور ہر طرف سے خطرے کو بھانپتے ہوئے کہ کل کے واقعے کی کسی کو بھنک تو نہیں پڑ گئی شہر میں جا رہے تھے تو دیکھا کہ وہی شخص اسرائیلی جس نے کل حضرت موسیٰ کو مدد کے لئے پکارا تھا پھر کسی قبطی مصری سے جھگڑا کر رہا ہے اور ان کو مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ تو تو بڑا جھگڑالو آدمی معلوم ہوتا ہے، تیرا کسی نہ کسی سے جھگڑا رہتا ہے۔ کل بھی تو لڑ رہا تھا۔ آج پھر کسی سے تیری لڑائی ہو رہی ہے۔

(۱۹) اسرائیلی کا واویلا | جب حضرت موسیٰؑ نے اس مصری پر ہاتھ ڈالنا چاہا جو حضرت موسیٰ اور اسرائیلی دونوں کی دشمن قوم سے تعلق رکھتا تھا تو اسرائیلی یہ سمجھا کہ جس طرح زبان سے مجھ پر ناراض ہو رہے ہیں مجھ پر ہاتھ اٹھائیں گے اور وہ دیکھ ہی چکا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ایک ہی گھونسے سے کل والا قبطی مر گیا تھا تو اس اسرائیلی نے شور مچایا کہ موسیٰ کیا تم مجھے بھی قتل کرنا چاہتے جس طرح کل ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو؟۔ اس طرح قتل کا وہ راز جو چھپا ہوا تھا اس کی زبان سے نکل گیا۔ بات نکلی کو ٹھوں چڑھی۔ ہوتے ہوتے بات فرعون کے دربار تک پہونچ گئی۔ قبطی نے کہا کہ تمہیں بس زور زبردستی سے مارنا ہی آتا ہے یہ نہیں کر دو فریقوں میں سمجھا بجھا کر صلح کرا دیں۔ تم ڈکٹیٹر بن کر رہنا چاہتے ہو مصلح بن کر نہیں۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰی ز قَالَ يٰمُوْسٰٓی

وَجَآءَ	رَجُلٌ	مِّنْ	اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ	يَسْعٰی	قَالَ	يٰمُوْسٰٓی
اور آیا	ایک آدمی	سے	شہر کا پرلا حصہ	دوڑتا ہوا	اس نے کہا	اے موسیٰ ؑ

اور ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا اے موسیٰ ؑ

اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ

اِنَّ	الْمَلَاَ	يَاْتَمِرُوْنَ	بِكَ	لِيَقْتُلُوْكَ	فَاخْرُجْ	اِنِّیْ	لَكَ
بیشک	سردار	وہ مشورہ کر رہے ہیں	تیرے بارے میں	تاکہ قتل کر ڈالیں تجھے	پس تو نکل جا	بیشک میں	تیرے لئے

بے شک سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں تاکہ تجھے قتل کر ڈالیں پس تو (یہاں سے) نکل جا، بیشک میں تیرے

مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ز قَالَ

مِنَ	النّٰصِحِيْنَ	فَخَرَجَ	مِنْهَا	خَآئِفًا	يَّتَرَقَّبُ	قَالَ
سے	خیرخواہ (جمع)	پس وہ نکلا	وہاں سے	ڈرتے ہوئے	انتظار کرتے ہوئے	اس نے کہا (دعا کی)

خیرخواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے اور انتظار کرتے ہوئے (کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے) اس نے

ع ۲ ۸ ۵ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ

رَبِّ	نَجِّنِیْ	مِنَ	الْقَوْمِ	الظّٰلِمِيْنَ	وَلَمَّا	تَوَجَّهَ	تِلْقَآءَ
اے میرے پروردگار	مجھے بچا لے	سے	قوم	ظالموں	اور جب	اس نے رُخ کیا	طرف

دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں کی قوم سے بچا لے اور جب اس نے مدین کی طرف

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِیْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

مَدْيَنَ	قَالَ	عَسٰی	رَبِّیْٓ	اَنْ يَّهْدِيَنِیْ	سَوَآءَ	السَّبِيْلِ
مدین	کہا	امید ہے	میرا رب	کہ مجھے دکھائے	سیدھا	راستہ

رُخ کیا تو کہا اُمید ہے میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔

﴿۲۰﴾ قَالَ تَعَالٰی وَجَآءَ رَجُلٌ هُوَ مُؤْمِنُ اٰلِ
فِرْعَوْنَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ اٰخِرِهَا
يَسْعٰی يُسْرِعُ فِیْ مَشْيِهٖ مِنْ طَرِيْقٍ
اَقْرَبُ مِنْ طَرِيْقِهِمْ قَالَ يٰمُوْسٰٓی
اِنَّ الْمَلَاَ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ يَاْتَمِرُوْنَ

﴿۲۰﴾ اور ایک مرد آیا آخر شہر سے دوڑتا ہوا (یہ مرد مومن آلِ فرعون تھا) کہنے لگا اے موسیٰ فرعون کی قوم تیرے مار ڈالنے کا مشورہ کر رہی ہیں۔

بِكَ يَتَشَاوَرُوْنَ فِيْكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ
مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِنِّيْ لَكَ مِنَ
النّٰصِحِيْنَ ○ فِى الْاَمْرِ بِالْخُرُوْجِ
(۲۱) فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ لُحُوْقَ
طَالِبٍ اَوْ غَوْثَ اللّٰهِ اِيَّاهُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ
مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَوْمِ
فِرْعَوْنَ
(۲۲) وَلَمَّا تَوَجَّهَ قَصَدَ بِوَجْهِهٖ تِلْقَاۤءَ
مَدْيَنَ جِهَتَهَا وَهِيَ قَرْيَةُ شُعَيْبٍ
مَسِيْرَةَ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ مِنْ مِصْرَ
سُمِّيَتْ بِمَدْيَنَ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ
يَكُنْ يَعْرِفُ طَرِيْقَهَا قَالَ عَسٰى
رَبِّيْ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ ○
اَيْ قَصْدَ الطَّرِيْقِ اَيِ الطَّرِيْقَ
الْوَسَطَ اِلَيْهَا فَاَرْسَلَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا
بِيَدِهٖ عَنَزَةٌ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَيْهَا

پس تو نکل جا اس شہر سے ۔ میں اس بارے میں تیری خیر خواہی کرتا ہوں ۔

(۲۱) سو موسیٰ اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس کو خوف تھا کہ کوئی آنہ پکڑے ، یا اسکو انتظار تھا مدد خداوندی کا ، کہا اے میرے رب مجھکو نجات دے ظالموں سے یعنی فرعون کی قوم سے ۔

(۲۲) وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاۤءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ الخ اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف اپنا منہ کیا یعنی ادھر کو چلا (مدین شعیبؑ کی بستی کا نام ہے مصر سے آٹھ روز کا راستہ ہے مدین بن ابراہیم کے نام پر اس کا نام رکھا گیا) اور موسیٰ کو مدین کا راستہ معلوم نہ تھا کہنے لگا ، نزدیک ہے کہ میرا رب مجھ کو سیدھا راستہ بتلاوے سو حق تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی وہ موسیٰ کو لیکر مدین کی طرف کو چلا ۔

تشریح

(۲۰) ایک خیر خواہ کا حضرت موسیٰؑ کو مشورہ کہ دربار میں تمہارے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ | مصری کی مخبری سے بات فرعون کے دربار تک پہنچ گئی اور وہاں مشورے ہونے لگے کہ موسیٰ کو گرفتار کیا جائے اور مصری کے قتل کے بدلے میں انکو قتل کیا جائے ۔ دربار میں ایک نیک دل انسان نے خیر خواہی کے ساتھ حضرت موسیٰ کو اطلاع دی اور شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا ۔ اور بتایا کہ سرداروں میں تمہارے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں میں تمہارا خیر خواہ ہوں یہاں سے فوراً جان بچا کر نکل جاؤ ۔

(۲۱) حضرت موسیٰ کی مصر سے ہجرت | حضرت موسیٰ یہ سن کر ڈرتے ڈرتے بڑی ہوشیاری کے ساتھ مصر سے باہر نکلے اور اللہ سے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما ۔

حضرت موسیٰ کی یہ ہجرت ایسی ہی تھی جیسے حضرت محمدؐ نے مکے سے مدینے کو راتوں رات ہجرت فرمائی تھی وہاں بھی آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے تھے اور یہاں بھی حضرت موسیٰ کے قتل کے مشورے تھے ۔ یہاں بھی حضرت موسیٰ دشمنوں کے نرغے سے نکلے تھے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہؐ دشمنوں کے گھیرے سے نکل گئے تھے ۔ دونوں ہی واقعات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی مدد فرمائی ۔

(۲۲) حضرت موسیٰ مدین کی طرف | خلیج عقبہ کے مشرقی ساحل پر مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر مدین واقع تھا کیونکہ یہ ملک فرعون کی سلطنت سے باہر تھا ۔ فرعون کا حکم وہاں نہیں چلتا تھا اس لئے حضرت موسیٰ نے مدین جانا بہتر سمجھا ۔ کیونکہ حضرت موسیٰ اس راستے سے پوری طرح واقف نہ تھے انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ میری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائیں ۔ اللہ نے ان پر اپنا فضل کیا اور مصر کے مقبوضہ علاقوں سے گزرتے ہوئے پولیس اور فوجی چوکیوں سے بحفاظت نکل گئے اللہ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے صحیح سلامت مدین پہنچا دیا ۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠

وَلَمَّا	وَرَدَ	مَآءَ	مَدْيَنَ	وَجَدَ	عَلَيْهِ	اُمَّةً	مِّنَ	النَّاسِ	يَسْقُوْنَ
اور جب	وہ آیا	پانی	مدین	اس نے پایا	اس پر	ایک گروہ	سے کا	لوگ	پانی پلا رہے ہیں

اور جب وہ مدین کے پانی (کے کنویں) پر آیا تو اس نے ان لوگوں کے ایک گروہ کو پانی پلاتے ہوئے پایا

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ

وَوَجَدَ	مِنْ ، دُوْنِهِمُ	امْرَاَتَيْنِ	تَذُوْدٰنِ	قَالَ	مَا خَطْبُكُمَا
اور اس نے پایا (دیکھا)	ان سے علیحدہ	دو عورتیں	روکے ہوئے ہیں	اس نے کہا	تمہارا کیا حال ہے ؟

اور اس نے دیکھا دو عورتیں ان سے علیحدہ (اپنی بکریاں) روکے ہوئے (کھڑی) ہیں اس نے کہا تمہارا کیا حال ہے؟

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

قَالَتَا	لَا نَسْقِيْ	حَتّٰى	يُصْدِرَ	الرِّعَآءُ	وَاَبُوْنَا	شَيْخٌ	كَبِيْرٌ
وہ دونوں بولیں	ہم پانی نہیں پلاتیں	جب تک کہ	واپس لے جائیں	چرواہے	اور ہمارے ابا	بوڑھے	بہت

وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک چرواہے (اپنے جانوروں کو پانی پلا کر) واپس نہ لے جائیں۔ اور ہمارے ابا بوڑھے ہیں۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ

فَسَقٰى	لَهُمَا	ثُمَّ	تَوَلّٰٓى	اِلَى الظِّلِّ	فَقَالَ	رَبِّ	اِنِّيْ	لِمَا	اَنْزَلْتَ
تو اس نے پانی پلایا	انکے لئے	پھر	پھر آیا	سایہ کی طرف	پھر عرض کیا	اے میرے رب	بیشک میں	اسکا جو	تو اُتارے

تو اس نے انکی (بکریوں کو) پانی پلایا۔ پھر سایہ کی طرف پھر آیا۔ پھر عرض کیا اے میرے پروردگار! بیشک جو نعمت

اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾

اِلَيَّ	مِنْ ، خَيْرٍ	فَقِيْرٌ
میری طرف	کوئی بھلائی (نعمت)	محتاج

تو میری طرف اُتارے میں اس کا محتاج ہوں

﴿۲۳﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ بِئْرٌ فِيْهَا اَیْ وَصَلَ اِلَيْهَا وَوَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً جَمَاعَةً كَثِيْرَةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۠ مَوَاشِيَهُمْ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ اَیْ سِوَاهُمْ

﴿۲۳﴾ اور جب وہ مدین کے پانی پر پہنچا اس پانی پر بہت سے لوگوں کو پایا کہ وہ اپنے جانوروں کو وہاں پانی پلاتے ہیں۔

اور ان کے سوا دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی ...

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ تَمْنَعَانِ
اَغْنَامَهُمَا عَنِ الْمَاءِ قَالَ مُوْسٰى
لَهُمَا مَا خَطْبُكُمَا اَىْ شَأْنُكُمَا لَا تَسْقِيَانِ
قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ
جَمْعُ رَاعٍ اَىْ يَرْجِعُوْا مِنْ سَقْيِهِمْ خَوْفَ الزِّحَامِ
فَنَسْقِىْ وَفِىْ قِرَاءَةٍ يَصْدُرُ مِنَ الرُّبَاعِىِّ اَىْ يَصْرِفُوْا
مَوَاشِيَهُمْ عَنِ الْمَاءِ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○
لَا يَقْدِرُ اَنْ يَسْقِىَ

پانی سے روکے ہوئے ہیں. موسیٰ نے ان دونوں سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے کہ تم پانی نہیں پلاتیں

وہ بولیں ہم پانی پلادیں گی جس وقت تمام چرواہے اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس چلے جاویں مجمع کی وجہ سے اور ہمارا باپ بڑا بوڑھا آدمی ہے جانوروں کو پانی پلانے نہیں آسکتا

(۲۴) فَسَقٰى لَهُمَا مِنْ بِئْرٍ اُخْرٰى بِقُرْبِهَا رَفَعَ حَجَرًا
عَنْهَا لَا يَرْفَعُهُ اِلَّا عَشَرَةُ اَنْفُسٍ ثُمَّ تَوَلّٰى
اِنْصَرَفَ اِلَى الظِّلِّ لِسَمُرَةٍ مِنْ شِدَّةِ حَرِّ
الشَّمْسِ وَهُوَ جَائِعٌ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَا اَنْزَلْتَ
اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ طَعَامٍ فَقِيْرٌ ○ مُحْتَاجٌ فَرَجَعَتَا
اِلٰى اَبِيْهِمَا فِىْ زَمَنٍ اَقَلَّ مِمَّا كَانَتَا تَرْجِعَانِ
فِيْهِ فَسَاَلَهُمَا عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَتَاهُ بِمَنْ
سَقٰى لَهُمَا فَقَالَ لِاِحْدٰهُمَا اُدْعِيْهِ لِىْ

(۲۴) پس موسیٰ نے ایک دوسرے کوئیں سے جو اس کے قریب تھا پتھر اٹھا کر ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور وہ پتھر جو موسیٰ نے اکیلے اٹھایا اتنا بھاری تھا کہ دس آدمی اس کو اٹھا سکیں. پھر پانی پلا کر کیکر کے درخت کے سایہ میں جا بیٹھا کہ گرمی سخت تھی اور موسیٰ بھوکا تھا. پس کہنے لگا اے میرے رب بے شبہ میں محتاج ہوں اس خیر کا جو تونے میری طرف بھیجی ہے یعنی جو کھانا تو مجھ کو عطا فرما وے میں اسکا محتاج ہوں. سو وہ دونوں عورتیں اپنے باپ کے پاس پہنچیں ہمیشہ کے وقت سے پہلے ان کے باپ نے انکا سبب پوچھا انہوں نے یہ سب قصہ سنایا کہ ایک شخص نے پانی پلادیا ان کے باپ نے انمیں سے ایک کو کہا کہ اس شخص کو میرے پاس بلاوے۔

تشریح

(۲۳) حضرت موسیٰ مدین کے کنویں پر | حضرت موسیٰ مدین کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے شہر سے باہر ایک کنویں پر پہنچے دیکھا کہ وہاں کافی لوگ جمع تھے اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے.

وہ جگہ جہاں حضرت موسیٰ کنویں پر پہنچے اسے آج "البدع" کہتے ہیں یہ خلیج عقبہ کے غربی ساحل پر "مقنا" سے چند میل شمال کیجانب واقع تھا. تقویم البلدان میں ابوالفداء (متوفی سنہ ۷۳۲ھ) نے اور ابوزید انصاری (متوفی سنہ ۶۲۶ھ) نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ یہاں ایک کنواں تھا جس پر حضرت موسیٰ نے بکریوں کو پانی پلایا تھا. حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں ایک طرف کو اپنے جانور لئے کھڑی اپنی باری کی منتظر ہیں.

حضرت موسیٰ نے ان عورتوں سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتی ہو ؟

انہوں نے کہا کہ ہمارے والد بوڑھے آدمی ہیں اسلئے جانوروں کو پانی پلانے کا کام ہمیں کرنا پڑتا ہے اور ہم کمزور عورتیں ہیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانور نہ نکال کر لے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے.

(۲۴) حضرت موسیٰ کمزور عورتوں کی مدد کے لئے آگے بڑھے | حضرت موسیٰ حوصلہ مند جوان تھے وہ ازراہِ ہمدردی لوگوں کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھے اور ان عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا تھکے ہوئے تھے بھوکے تھے ایک طرف سائے میں جا کر بیٹھ گئے عجیب بے بسی کا عالم تھا انجانی جگہ بظاہر کوئی مددگار نہیں. اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار آپ کی طرف سے کوئی بھی بھلائی پہنچے اس کا ہمہ وقت محتاج ہوں ــ یعنی میں کسی مخلوق کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں چاہتا. یہ دعا حضرت موسیٰ کی خودداری، عالی ظرفی اور اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال ہے. انہوں نے کسی شکوے شکایت کے بغیر بڑے ادب کے ساتھ اپنی حاجت پروردگار کے سامنے پیش کر دی.

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؗ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ

فَجَآءَتْهُ	اِحْدٰىهُمَا	تَمْشِيْ	عَلَى اسْتِحْيَآءٍ	قَالَتْ	اِنَّ	اَبِيْ	يَدْعُوْكَ	لِيَجْزِيَكَ
پس اسکے پاس آئی	ان دونوں میں سے ایک	چلتی ہوئی	شرم سے	وہ بولی	بیشک	میرا والد	تجھے بلاتا ہے	تاکہ تجھے دے

پس ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی، وہ بولی بیشک میرے والد تمہیں بلا رہے ہیں کہ

اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ

اَجْرَ	مَا سَقَيْتَ	لَنَا	فَلَمَّا	جَآءَهٗ	وَقَصَّ	عَلَيْهِ	الْقَصَصَ	قَالَ	لَا تَخَفْ
صلہ	جو تونے پانی پلایا	ہمارے لیے	پس جب	اسکے پاس گیا	اور بیان کیا	اس سے	احوال	اس نے کہا	ڈرو نہیں

تمہیں اس کا صلہ دیں جو تونے ہمارے لیے (بکریوں کو) پانی پلایا ہے۔ پس جب موسیٰؑ اس (شعیبؑ) کے پاس آیا اور اس سے احوال بیان کیا تو اس نے

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ

نَجَوْتَ	مِنَ	الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ	قَالَتْ	اِحْدٰىهُمَا	يٰۤاَبَتِ	اسْتَاْجِرْهُ
تم بچ آئے	سے	ظالموں کی قوم	بولی وہ	ان میں سے ایک	اے میرے باپ	اسے ملازم رکھ لو

کہا ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے بچ آئے ہو۔ ان میں سے ایک بولی، اے میرے باپ! اسے ملازم رکھ لیں۔

اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾

اِنَّ	خَيْرَ	مَنِ	اسْتَاْجَرْتَ	الْقَوِيُّ	الْاَمِيْنُ
بیشک	بہتر	جو۔ جسے	تم ملازم رکھو	طاقتور	امانت دار

بیشک جسے تم ملازم رکھو بہتر (وہ ہے) جو طاقتور امانت دار ہو

(۲۵) قَالَ تَعَالٰى فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ وَاضِعَةً كُمَّ دِرْعِهَا عَلٰى وَجْهِهَا حَيَاءً مِنْهُ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا. فَاَجَابَهَا مُنْكِرًا فِيْ نَفْسِهٖ اَخْذَ الْاُجْرَةِ وَكَاَنَّهَا قَصَدَتِ الْمُكَافَاةَ اِنْ كَانَ مِمَّنْ يُرِيْدُهَا فَمَشَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَتِ الرِّيْحُ تَضْرِبُ ثَوْبَهَا فَتَكْشِفُ سَاقَهَا فَقَالَ لَهَا امْشِيْ خَلْفِيْ وَدُلِّيْنِيْ عَلَى الطَّرِيْقِ فَفَعَلَتْ اِلٰى اَنْ جَاءَ اَبَاهَا وَهُوَ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِنْدَهٗ عَشَاءٌ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ فَتَعَشَّ قَالَ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ عِوَضًا مِمَّا سَقَيْتُ لَهُمَا وَاَنَا اَهْلُ

(۲۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے، پس آئی موسیٰ کے پاس انہیں سے ایک شرم سے چلتی ہوئی یعنی بوجہ شرم موسیٰ کے اپنے کرتہ کی آستین اپنے منہ پر رکھ کر یہ آ کر کہا کہ میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے تاکہ تجھ کو عوض دے اس تیرے پانی پلانے کا۔ موسیٰ کو اگرچہ اس کا یہ کہنا گراں گزرا پر اس کے ساتھ ہو لیا اور اپنے جی میں اجرت لینے کو برا سمجھتا تھا اور شاید اس عورت کی یہ غرض ہو کہ یہ شخص اگر ان لوگوں میں سے ہوگا جو عوض لے لیتے ہیں تو اسکو عوض دیویں گے۔ سو چلی وہ عورت اسکے آگے آگے پر بوجہ ہوا چلنے کے کبھی کبھی اسکا کپڑا اٹھتا تھا جس سے اسکی پنڈلی کھل جاتی تھی۔ موسیٰ نے اسکو کہا تو میرے پیچھے پیچھے چل اور مجھ کو راستہ بتلاتی رہ اسنے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اپنے باپ کے پاس پہنچی اور وہ شعیبؑ تھے اسوقت اسکے سامنے شام کا کھانا رکھا ہوا تھا اس نے موسیٰ سے کہا: ہمارے ساتھ کھانا کھا موسیٰ نے کہا مجھ کو

بَيْتٍ لَا نَطْلُبُ عَلٰى عَمَلٍ خَيْرٍ عِوَضًا قَالَ لَا عَادَتِيْ
وَعَادَةُ اٰبَائِيْ نَقْرِيْ الضَّيْفَ وَنُطْعِمُ الطَّعَامَ
فَاَكَلَ وَاَخْبَرَهٗ بِحَالِهٖ قَالَ تَعَالٰى فَلَمَّا جَآءَهٗ
وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الْمَقْصُوْصِ
مِنْ قَتْلِهِ الْقِبْطِيَّ وَقَصْدِهِمْ قَتْلَهٗ وَخَوْفَهٗ مِنْ
فِرْعَوْنَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ○ اِذْ لَا سُلْطَانَ لِفِرْعَوْنَ عَلٰى
مَدْيَنَ

(۲۶) قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا وَهِيَ الْمُرْسَلَةُ الْكُبْرٰى اَوِ الصُّغْرٰى
يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اتَّخِذْهُ اَجِيْرًا يَرْعٰى غَنَمَنَا اَيْ
بَدَلَنَا اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ
الْاَمِيْنُ ○ اَيْ اِسْتَاْجِرْهُ لِقُوَّتِهٖ وَاَمَانَتِهٖ
فَسَاَلَهَا عَنْهُمَا فَاَخْبَرَتْهُ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ رَفْعِهَا
حَجَرَ الْبِئْرِ وَمِنْ قَوْلِهٖ لَهَا اَمْشِيْ خَلْفِيْ وَزِيَادَةً
اَنَّهَا لَمَّا جَآءَتْهُ وَعَلِمَ بِهَا صَوَّبَ رَاْسَهٗ فَلَمْ يَرْفَعْهُ
فَرَغِبَ فِيْ اِنْكَاحِهَا

نیک کام پر عوض نہیں لیا کرتے۔ شعیبؑ نے کہا اس کا خوف نہ کر یہ عوض نہیں بلکہ میری اور میرے باپ دادوں کی یہی عادت رہی ہے کہ ہم مہمان نوازی کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں یہ سنکر موسیٰ نے کھانا کھالیا اور اپنے حال کی اسکو خبر کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس جب آیا موسیٰ شعیب کے پاس اور اپنا قصہ قبطی کو مار ڈالنا اور ان لوگوں کا اسکو مارنے کا ارادہ کرنا اور فرعون سے ڈرنا سب بیان کیا شعیبؑ نے کہا تو خوف نہ کر نجات پائی تو نے ظالموں سے کیونکہ فرعون کی حکومت مدین میں نہیں۔

۲۶ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک نے کہا اور وہی تھی جسکو شعیب نے بھیجا تھا چھوٹی یا بڑی۔ کہ اے میرے باپ اسکو بکریوں کے چرانے پر رکھ لے کہ یہی ہمارے عوض بکریوں کو چرایا کرے، بے شبہ قابل اجیر بنانے کے زیادہ وہی ہے جو صاحب قوت امانت دار ہو۔ حاصل یہ کہ تو اسکو اجیر مقرر کرلے کہ یہ قوت والا اور امانت دار ہے۔ سو شعیب نے اس سے اس کی قوت اور امانت کا حال پوچھا اس نے کہا اسکی قوت اس بھاری پتھر کے اٹھانے سے ظاہر ہے اور امانت اسکی یہ کہ اس نے مجھے پیچھے چلنے کو کہا تاکہ اسکی نظر میرے بدن پر نہ پڑے اور یہ امر اور زیادہ بیان

تشریح

(۲۵) ایک لڑکی کا شرم و حیا کے ساتھ چلتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کے پاس آنا اور کہنا کہ ہمارے والد آپ کو بلاتے ہیں۔

تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی شرم و حیا کے ساتھ قدم اٹھاتی گھونگھٹ میں منہ چھپائے حضرت موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا ہمارے والد آپ کو یاد کر رہے ہیں تاکہ جو حسن سلوک آپ نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس کا اجر آپ کو پیش کریں ـــ حضرت موسیٰ ساتھ ہو لئے خود آگے آگے اور لڑکی پیچھے پیچھے۔ یہ آپکی شرافت کا انداز تھا کہ لڑکی کے آگے ہونے میں نظریں اس پر پڑتی رہیں گی۔

○ لڑکیوں کے والد یہ بزرگوار کون تھے۔ قرآن مجید میں ان کا نام نہیں ہے۔ تلمود میں ان کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ یہ بزرگ حضرت موسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے فرعون کے پاس آتے جاتے تھے اور فرعون بھی انکی رائے پر اعتماد کرتا تھا مگر جب فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو انھوں نے فرعون کو رائے دی تھی کہ وہ یہ غلط کام نہ کرے۔ فرعون نے ناراض ہو کر انکو دربار سے نکلوا دیا اور اسوقت سے وہ اپنے ملک مدین میں رہنے لگے۔ انکے مذہب کے تعلق سے یہ خیال ہے کہ یہ دین ابراہیم پر تھے کیونکہ یہ بھی مدیان بن ابراہیم کی اولاد میں سے تھے۔ بائیبل میں انکا نام ایک جگہ "رعوایل" اور دوسری جگہ "یثرو" لکھا ہے۔

○ جب حضرت موسیٰ انکی خدمت میں پہنچے اور اپنا قصہ سنایا تو انھوں نے حضرت موسیٰؑ کو تسلی دی کہ کچھ خوف نہ کرو اب تم ظالم لوگوں سے بچ نکلے ہو۔

(۲۶) ایک لڑکی کا باپ کو مشورہ کہ موسیٰ کو اپنے پاس نوکر رکھ لیجئے

ان بزرگ کی دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نے جو اپنی بہن سے زیادہ سمجھ دار معلوم ہوتی تھی اپنے والد کو مشورہ دیا کہ آپ موسیٰ کو اپنے پاس نوکر رکھ لیجئے نوکر وہی اچھا ہوتا ہے جو زور آور ہو اور محنت و مشقت کر سکے اور امانت دار ہو۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کی شرافت انکی نظر کی پاکیزگی اور انکی ہمدردی کا اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا اسلئے لڑکی نے یہ نیک مشورہ دیا کہ ہمارا کوئی بھائی بھی نہیں ہے اور باہر کے کام کاج کے لئے ہمیں ہی جانا پڑتا ہے اس لئے یہ شخص گھر میں رکھنے کے لئے مناسب ہے۔

قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ

قَالَ	اِنِّیْٓ + اُرِیْدُ	اَنْ	اُنْكِحَكَ	اِحْدَى	ابْنَتَیَّ	هٰتَیْنِ	عَلٰٓی	اَنْ
(شعیبؑ نے) کہا	بیشک میں چاہتا ہوں	کہ	نکاح کردوں تجھے	ایک	اپنی دو بیٹیاں	یہ دو	(اس شرط) پر	کہ

شعیبؑ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس شرط پر کردوں کہ تم

تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِیْدُ

تَاْجُرَنِیْ	ثَمٰنِیَ حِجَجٍ	فَاِنْ	اَتْمَمْتَ	عَشْرًا	فَمِنْ عِنْدِكَ	وَ	مَآ اُرِیْدُ
تم میری ملازمت کرو	آٹھ سال (جمع)	پھر اگر	تم پورے کرو	دس	تو تمہاری طرف سے	اور	نہیں چاہتا میں

آٹھ سال میری ملازمت کرو، اگر دس سال پورے کرلو تو (وہ) تمہاری طرف سے (نیکی) ہوگی، میں نہیں چاہتا

اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ۭ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

اَنْ + اَشُقَّ	عَلَیْكَ	سَتَجِدُنِیْٓ	اِنْ شَآءَ اللّٰهُ	مِنَ	الصّٰلِحِیْنَ
کہ میں مشقت ڈالوں	تم پر	عنقریب تم پاؤ گے مجھے	انشاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا)	سے	نیک (خوش معاملہ) لوگ (جمع)

کہ میں تم پر مشقت ڈالوں، اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب مجھے خوش معاملہ لوگوں میں سے پاؤ گے۔

(۲۷) قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هَاتَیْنِ وَهِیَ الْكُبْرٰى اَوِ الصُّغْرٰى عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ تَكُوْنَ اَجِیْرًا اِلَیْكَ فِیْ رَعْیِ غَنَمِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ اَیْ سِنِیْنَ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا اَیْ رَعْیَ عَشْرِ سِنِیْنَ فَمِنْ عِنْدِكَ التَّمَامُ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ بِاشْتِرَاطِ الْعَشْرِ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لِلتَّبَرُّكِ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ اَلْوَافِیْنَ بِالْعَهْدِ

(۲۷) کہنے لگا کہ بے شبہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک سے تیرا نکاح کردوں (مراد اس سے بڑی ہے یا چھوٹی) اس شرط پر کہ تو میری بکریاں آٹھ برس تک چراوے پھر اگر تو دس برس چرا دے تو یہ تجھ کو اختیار ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ دس برس کی شرط لگا کر تجھ پر دشواری ڈالوں اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو عنقریب تو مجھ کو وعدہ پورا کرنے والا پاوے گا۔

تشریح

(۲۷) حضرت موسیٰ کے ساتھ معاہدہ نکاح ان بزرگ کو مدد کے لئے ایک اچھے آدمی کی ضرورت تھی اور حضرت موسیٰ کو سہارے کی۔ مگر اس خدا رسیدہ بزرگ نے بیٹی کے مشورے پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ بجائے اس کے موسیٰ کو بطور ملازم کے گھر میں رکھا جائے کیوں نہ ان کو داماد بنا کر اپنے پاس رکھ لیا جائے۔ مدین والوں کے لئے بنی اسرائیل اجنبی نہیں تھے بلکہ بنی اسرائیل کے ساتھ پرانی رشتہ داریاں تھیں۔ ادھر حضرت موسیٰ بھی ایک بلند کردار کے خوددار نوجوان تھے۔ انھوں نے حضرت موسیٰ کو پیشکش کی کہ میں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم آٹھ سال تک یہیں میرے پاس کام کرتے رہو اور اگر تم آٹھ کے بجائے دس سال پورے کرلو تو یہ تمہاری مرضی ہے۔ میرا رویہ تمہارے ساتھ انشاءاللہ سختی کا نہیں ہوگا اور تم مجھے ایک نیک آدمی پاؤ گے۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

فَلَا عُدْوَانَ	قَضَيْتُ	الْاَجَلَيْنِ	اَيَّمَا	وَبَيْنَكَ	بَيْنِىْ	ذٰلِكَ	قَالَ
کوئی جبر (مطالبہ) نہیں	میں پوری کروں	مدت دونوں میں	جو	اور تمہارے درمیان	میرے درمیان	یہ	اس نے کہا

موسیٰؑ نے کہا یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان (عہد) ہے۔ میں دونوں میں سے جو مدت پوری کردوں مجھ پر کوئی مطالبہ

عَلَىَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۸ ع۳

	وَكِيْلٌ	مَا نَقُوْلُ	عَلٰى	وَاللّٰهُ	عَلَىَّ
	گواہ	جو ہم کہہ رہے ہیں	پر	اور اللہ	مجھ پر

نہیں، اور اللہ گواہ ہے اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں۔

۲۸ قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ الَّذِىْ قُلْتَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ الثَّمَانِ اَوِ الْعَشْرِ وَمَا زَائِدَةٌ اَىْ رَعْيَه قَضَيْتُ بِهٖ اَىْ فَرَغْتُ عَنْهُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَىَّ ۭ بِطَلَبِ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ حَفِيْظٌ اَوْ شَهِيْدٌ فَتَمَّ الْعَقْدُ بِذٰلِكَ وَاَمَرَ شُعَيْبُ ابْنَتَهٗ اَنْ تُعْطِىَ مُوْسٰى عَصًا يَدْفَعُ بِهَا السِّبَاعَ مِنْ غَنَمِهٖ وَكَانَتْ عِصِىُّ الْاَنْبِيَاءِ عِنْدَهٗ فَوَقَعَ فِىْ يَدِهَا عَصَا اٰدَمَ مِنْ اٰسِ الْجَنَّةِ فَاَخَذَهَا مُوْسٰى بِعِلْمِ شُعَيْبٍ

۲۸ موسیٰ نے کہا یہ جو تو نے بیان کیا میرے اور تیرے بیچ میں عہد ہوچکا کہ دونوں مدتوں میں سے جونسی میں پوری کردوں یعنی آٹھ یا دس برس اسمیں مجھ پر زیادتی نہ کیجادے اور اللہ گواہ ہے اس پر جو میں کہتا ہوں۔ سو یہ کہہ کر عقد پورا ہوگیا

اور شعیب نے اپنی دختر سے کہا کہ موسیٰ کو ایک لاٹھی دیدے کہ جس سے یہ بکریوں سے درندوں کو دفع کرے اور شعیب کے پاس پیغمبروں کی لاٹھیاں تھیں سو اس کے ہاتھ میں ان میں سے آدم کی لاٹھی آئی جو جنت کے درخت کی تھی سو موسیٰ نے اس کو لے لیا اور شعیب کو بھی اس کی خبر تھی۔

تشریح

۲۸ حضرت موسیٰ کی نکاح پر رضامندی لڑکی کے ضعیف والد کو ایک مددگار کی ضرورت تھی جو گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹائے۔ جائداد کا انتظام سنبھالے اور بیٹے کی طرح ان کا دست و بازو بن کر رہے۔ ادھر حضرت موسیٰ کو بھی ایک ٹھکانے کی ضرورت تھی انھوں نے اس تجویز کو قبول کر لیا اور کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے پاگئی کہ چاہے میں آٹھ سال مدت پوری کرکے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیجاؤں یا میری مرضی ہو تو میں دس سال پورے کروں دونوں ہی صورتوں میں مجھے روکا نہ جائیگا۔ اور میرے اور آپ کے درمیان یہ معاہدہ ہو رہا ہے اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

حضرت موسیٰ نے آٹھ کے بجائے دس سال پورے کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کے بعد ۸ھ میں مکہ فتح کرنے کے بعد ۱۰ھ میں شہر کو اور حرم کعبہ کو مخالفین اسلام سے پاک و صاف کیا۔ دس سال کی مدت میں دونوں جلیل القدر پیغمبروں کے حالات میں یہ قدر مشترک پائی جاتی ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

فَلَمَّا	قَضٰى	مُوْسَى	الْاَجَلَ	وَسَارَ	بِاَهْلِهٖ	اٰنَسَ	مِنْ	جَانِبِ	الطُّوْرِ
پھر جب	پوری کردی	موسیٰ	مدت	اور چلا	ساتھ اپنے گھر والی	اس نے دیکھی	سے	طرف	کوہ طور

پھر جب موسیٰ ؑ نے اپنی مدت پوری کردی تو اپنی گھر والی (بیوی) کو ساتھ لے کر چلا اس نے دیکھی کوہ طور کی

نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

نَارًا	قَالَ	لِاَهْلِهِ	امْكُثُوْٓا	اِنِّيْٓ ، اٰنَسْتُ	نَارًا	لَّعَلِّيْٓ	اٰتِيْكُمْ	مِّنْهَا
ایک آگ	اس نے کہا	اپنے گھر والوں سے	تم ٹھہرو	بیشک میں نے دیکھی	آگ	شاید میں	میں لاؤں تمہارے لئے	اس سے

طرف ایک آگ ، اس نے اپنے گھر والوں سے کہا تم ٹھہرو، بیشک میں نے آگ دیکھی ہے ، شاید میں اس سے تمہارے لئے

بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا

بِخَبَرٍ	اَوْ جَذْوَةٍ	مِّنَ ، النَّارِ	لَعَلَّكُمْ	تَصْطَلُوْنَ	فَلَمَّآ	اَتٰىهَا
کوئی خبر	یا چنگاری	آگ سے	تاکہ تم	آگ تاپو	پھر جب	وہ آیا اسکے پاس

(راستے کی) کوئی خبر یا آگ کی چنگاری لاؤں تاکہ تم آگ تاپو پھر جب وہ اس کے پاس آیا

نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ

نُوْدِيَ	مِنْ ، شَاطِئِ	الْوَادِ ، الْاَيْمَنِ	فِي الْبُقْعَةِ	الْمُبٰرَكَةِ	مِنَ
ندا دی گئی	کنارہ سے	میدان دایاں	جگہ میں	برکت والی	سے

تو ندا (آواز) دی گئی برکت والی جگہ میں دائیں میدان کے کنارہ سے ۔ ایک درخت

الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٠﴾ لا

الشَّجَرَةِ	اَنْ	يّٰمُوْسٰٓى	اِنِّيْٓ ، اَنَا	اللّٰهُ	رَبُّ ، الْعٰلَمِيْنَ
ایک درخت	کہ	اے موسیٰ	بیشک میں	اللہ	جہانوں کا پروردگار

(کے درمیان) سے کہ اے موسیٰ ! بیشک میں اللہ ہوں ، تمام جہانوں کا پروردگار ۔

(۲۹) فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ اى رعيه
وهو ثمان او عشر سنين وهو المظنون
به وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ زوجته باذن ابيها
نحو مصر اٰنَسَ ابصر من بعيد مِنْ
جَانِبِ الطُّوْرِ اسم جبل نَارًا ۚ قَالَ

(۲۹) فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا الخ سو جب موسیٰ نے مدت بکریوں کے چرانے کی پوری کی یعنی آٹھ یا دس برس اور موسیٰ پر گمان غالب یہی ہے کہ اس نے دس برس پورے کئے ہوں گے اور مدت پوری کر کے اپنی بیوی کو باجازت اسکے باپ کے لیکر چلا دور سے اسکو آگ نظر آئی جبل طور کے پاس اسکو دیکھ کر اس نے بیوی سے کہا کہ ،

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ عَنِ الطَّرِيْقِ وَكَانَ قَدْ اَخْطَاهَا اَوْ جَذْوَةٍ بِتَثْلِيْثِ الْجِيْمِ قِطْعَةٍ اَوْ شُعْلَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ تَسْتَدْفِئُوْنَ وَالطَّاءُ بَدَلٌ مِّنْ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ صَلٰى بِالنَّارِ بِكَسْرِ اللَّامِ وَفَتْحِهَا

تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید وہاں سے مجھ کو کچھ راستہ کا نشان ملے کہ وہ راستہ بھول گیا تھا۔
یا کوئی چنگاری آگ کی لاؤں تاکہ تم گرمی حاصل کرو۔

(۳۰) فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ جَانِبِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ لِمُوْسٰى فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ لِمُوْسٰى لِسَمَاعِهِ كَلَامَ اللّٰهِ فِيْهَا مِنَ الشَّجَرَةِ بَدَلٌ مِّنْ شَاطِئِ بِاِعَادَةِ الْجَارِ لِنَبَاتِهَا فِيْهِ وَهِيَ شَجَرَةُ عُنَّابٍ اَوْ عُلَّيْقٍ اَوْ عَوْسَجٍ اَنْ مُفَسِّرَةٌ لَا مُخَفَّفَةٌ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(۳۰) سو جس وقت موسیٰ اس آگ کے پاس آیا اس جنگل مبارک سے اسکو داہنی طرف سے آواز آئی درخت میں سے (وہ درخت عناب کا تھا یا اکاس بیل یا کیکر کی قسم۔ اور اس جنگل کو برکت والا فرمایا اسلئے کہ وہاں موسیٰ نے اللہ کے کلام سُنے)
کہ اے موسیٰ بیشک میں اللہ ہوں تمام جہان کا رب۔

تشریح

(۲۹) **آگ لینے کو گئے پیغمبری مل گئی** | حضرت موسیٰ ؑ معاہدے کے مطابق بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دس سال پورے کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کو لے کر مدین سے نکلے تاکہ مصر جا کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہیں۔ انھوں نے خیال کیا ہوگا کہ دس سال گذر چکے ہیں فرعون رعمیس مر چکا ہے جس کے زمانہ میں قتل کا وہ واقعہ ہوا تھا جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ ؑ کو مصر چھوڑنا پڑا تھا۔ اور اب اسکی جگہ اس کا بیٹا منفتاح تخت نشین ہے۔ مدین سے کچھ فاصلے پر کوہ طور ہے جو جزیرہ نما سینا میں واقع ہے اور مدین سے مصر جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔ رات اندھیری تھی اور موسم نہایت سرد۔ حضرت موسیٰ کو راستے کا صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ ادھر سخت سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اچانک انہیں طور کی جانب آگ چمکتی ہوئی نظر آئی انھوں نے گھر والوں سے کہا ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید میں وہاں سے راستے کی بھی کوئی خبر لے آؤں اور اس آگ سے انگارہ ہی اٹھا لاؤں، جس سے تم تاپ سکو۔ حضرت موسیٰ کو کیا معلوم تھا کہ وہ آگ لینے جا رہے ہیں اور وہاں پیغمبری کا منصب ان کا منتظر ہے۔

(۳۰) **رسالت کے پہلے ہی مرحلہ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی** | یہ حضرت موسیٰ کی خصوصیت ہے کہ رسالت کے پہلے ہی مرحلے پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ جب آپ یہ سمجھ کر کہ یہ چمکتی ہوئی روشنی آگ ہے، وادی کے اس کنارے پر پہنچے جو آپکے داہنی طرف تھا اس مبارک خطے میں جو نور تجلی سے روشن ہو رہا تھا۔ ایک درخت سے آواز آئی کہ،

"اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں، سارے جہان والوں کا مالک۔"

اللہ تعالیٰ نے آپکو خلعتِ رسالت عطا فرمائی اور رسالت کے ثبوت کے طور پر ساتھ ہی کچھ معجزے عطا کئے۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

وَاَنْ	اَلْقِ	عَصَاكَ	فَلَمَّا ، رَاٰهَا	تَهْتَزُّ	كَاَنَّهَا
اور یہ کہ	ڈالو	اپنا عصا	پھر جب اس نے اسے دیکھا	لہراتے ہوئے	گویا کہ وہ

اور یہ کہ تو اپنا عصا (زمین پر) ڈال، پھر جب اس نے اسے دیکھا لہراتے ہوئے گویا کہ وہ

جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ

جَآنٌّ	وَّلّٰى	مُدْبِرًا	وَّلَمْ يُعَقِّبْ	يٰمُوْسٰٓى	اَقْبِلْ
سانپ	وہ لوٹا	پیٹھ پھیر کر	اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا	اے موسیٰ	آگے آ

سانپ ہے، وہ پیٹھ پھیر کر لوٹا، اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے فرمایا) اے موسیٰ ؑ آگے آ

وَلَا تَخَفْ قف اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

وَ	لَا تَخَفْ	اِنَّكَ	مِنَ	الْاٰمِنِيْنَ	
اور	ڈر نہیں	بیشک تو	سے	امن پانے والے	

اور ڈر نہیں بیشک تو امن پانے والوں میں سے ہے۔

(۳۱) وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاَلْقَاهَا فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ تتحرك كَاَنَّهَا جَآنٌّ وهى الحية الصغيرة من سرعة حركتها وَّلّٰى مُدْبِرًا هاربا منها وَّلَمْ يُعَقِّبْ اى يرجع فنودى يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○

(۳۱) اور آواز آئی کہ اپنی لاٹھی کو ڈال. سو موسیٰ نے اس کو ڈال دیا پھر جب موسیٰ نے اس لاٹھی کو دیکھا کہ وہ شل پتلے سانپ کے تیز چلتی ہے ڈر کر پیچھے کو بھاگا اور پیچھے کو نہ پٹا اسوقت آواز آئی کہ اے موسیٰ ادہر آ اور خوف نہ کر.

بیشک تو امن پانے والوں میں سے ہے۔

تشریح

(۳۱) پہلا معجزہ لاٹھی کا سانپ بن جانا | رسالت کے ساتھ پہلا معجزہ یہ دیا گیا کہ آپ کے ہاتھ میں جو لاٹھی تھی وہ اللہ کے حکم سے حقیقی سانپ بن جاتی تھی. یعنی ایسا نہیں تھا کہ لاٹھی سانپ نظر آتی تھی بلکہ جیسے معجزے میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی حقیقت کو بدل دیتے ہیں. اسی طرح لاٹھی کی حقیقت سانپ کی حقیقت میں بدل جاتی تھی. اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے موسیٰ اپنی لاٹھی زمین پر ڈالو. آپ جو لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ سانپ کی طرح بل کھا رہی تھی. لاٹھی ایسا اژدہا بن گئی جو دیکھنے میں کافی بڑا سانپ اژدہا جیسا لیکن بل کھانے اور تیزی میں سانپ جیسا. تقاضۂ بشری سے حضرت موسیٰ خوفزدہ ہو کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا. ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ پلٹ آؤ اور خوف مت کرو، تم بالکل امن سے ہو محفوظ ہو. اسلئے کہ تم ہماری امان میں ہو ہمارے رسول ہو۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ

اُسْلُكْ	يَدَكَ	فِيْ . جَيْبِكَ	تَخْرُجْ	بَيْضَآءَ	مِنْ	غَيْرِ سُوْٓءٍ
تو ڈال لے	اپنا ہاتھ	اپنے گریبان میں	وہ نکلے گا	روشن سفید	سے . کے	بغیر کسی عیب

تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال ، وہ سفید روشن ہو کر نکلے گا کسی عیب کے بغیر

وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ

وَّ اضْمُمْ	اِلَيْكَ	جَنَاحَكَ	مِنَ الرَّهْبِ	فَذٰنِكَ	بُرْهَانٰنِ
اور ملا لینا	اپنی طرف	اپنا بازو	خوف سے	بس یہ دونوں	دو دلیلیں

پھر اپنا بازو خوف (دور ہونے کی غرض) سے اپنی طرف ملا لینا (سکیڑ لینا)، پس (عصا اور ید بیضا) دونوں دلیلیں ہیں

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۳۲

مِنْ رَّبِّكَ	اِلٰى	فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهٖ	اِنَّهُمْ	كَانُوْا	قَوْمًا	فٰسِقِيْنَ
تیرے رب کی طرف سے	طرف	فرعون	اور اسکے سردار (جمع)	بیشک وہ	ہیں	ایک گروہ	نافرمان

تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بیشک وہ ایک نافرمان گروہ ہیں.

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۳۳

قَالَ	رَبِّ	اِنِّيْ + قَتَلْتُ	مِنْهُمْ	نَفْسًا	فَاَخَافُ	اَنْ يَّقْتُلُوْنِ	
اس نے کہا	اے میرے رب	بیشک میں نے مار ڈالا ہے	ان (میں) سے	ایک شخص	سو میں ڈرتا ہوں	کہ وہ مجھے قتل کر دینگے	

اس نے کہا اے میرے رب! بیشک میں نے انہیں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے، سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے.

۳۲ اُسْلُكْ اَدْخِلْ يَدَكَ الْيُمْنٰى بِمَعْنَى الْكَفِّ فِيْ جَيْبِكَ هُوَ طَوْقُ الْقَمِيْصِ وَاَخْرِجْهَا تَخْرُجْ خِلَافَ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْاُدْمَةِ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اَيْ بَرَصٍ فَاَدْخَلَهَا وَاَخْرَجَهَا تُضِيْئُ كَشُعَاعِ الشَّمْسِ تَغْشَى الْبَصَرَ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ بِفَتْحِ الْحَرْفَيْنِ وَسُكُوْنِ الثَّانِيْ مَعَ فَتْحِ الْاَوَّلِ وَضَمِّهٖ اَيِ الْخَوْفُ الْحَاصِلُ مِنْ اِضَاءَةِ الْيَدِ بِاَنْ تُدْخِلَهَا فِيْ جَيْبِكَ فَتَعُوْدُ اِلٰى حَالَتِهَا الْاُوْلٰى

۳۲ اپنی ہتھیلی کو اپنے کرتہ کے گریبان میں ڈال اور پھر اس کو نکال وہ سفید نکلے گا بدون کسی بیماری برص وغیرہ کے برخلاف اس گندم گونی کے جیسا وہ پہلے تھا. سو موسیٰ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا وہ روشن تھا جیسے شعاع آفتاب کی کہ اس پر نگاہ نہ ٹھہرے. اور تو اپنے ہاتھ کو پھر اپنے گریبان میں داخل کر بسبب خوف کے جو ہاتھ کے روشن ہونے سے حاصل ہوا وہ ہاتھ پھر ویسا ہی ہو جائیگا جیسا تھا

وَعَبَّرَ عَنْهَا بِالْجَنَاحِ لِاَنَّهَا لِلْاِنْسَانِ كَالْجَنَاحِ لِلطَّائِرِ فَذٰنِكَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ اَيِ الْعَصَا وَالْيَدُ وَهُمَا مُؤَنَّثَانِ وَاِنَّمَا ذُكِّرَ الْمُشَارُ بِهِ اِلَيْهِمَا الْمُبْتَدَاُ لِتَذْكِيْرِ خَبَرِهٖ بُرْهَانٰنِ مُرْسَلَانِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

سو یہ عصا کا سانپ بننا اور ہاتھ کا روشن ہونا دو معجزے ہیں جو تجھ کو تیرے رب نے دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

بیشک وہ ایک قوم ہے حد سے باہر گناہگار۔

(۳۳) قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا هُوَ الْقِبْطِيُّ السَّابِقُ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○ بِهٖ

(۳۳) موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کو مارا ہے یعنی قبطی کو جس کا حال اوپر مذکور ہوا سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو مار ڈالیں۔

تشریح

(۳۲) دوسرا معجزہ ید بیضا اور فرعون کو دعوت دینے کے لئے اللہ کی ہدایت | فرعون جیسا عظیم الشان سلطنت کا بادشاہ جس کے پاس بے پناہ طاقت تھی صدیوں سے بنی اسرائیل کو غلام بنائے ہوئے تھا۔ اسی غلام قوم کے ایک فرد حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے لئے منتخب فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے پاس کوئی لاؤ لشکر نہیں ہے گھر سے بے گھر ہو کر نکلے تھے اور آج وہ اپنے وطن واپس ہو رہے ہیں تو اللہ کی طرف سے حکم ہو رہا ہے کہ تم فرعون کے پاس جاؤ۔ ہمارے رسول کی حیثیت سے اپنا تعارف کراؤ، اس کو اسلام کی دعوت دو یہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ دوسرا معجزہ جو تمہیں عطا کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالو گے تو وہ سورج کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور تمہیں جب بھی خوف محسوس ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو اس سے تمہارے دل کو قوت محسوس ہوگی، خوف جاتا رہے گا اور فرعون ساری سلطنت کا زور لگا کر بھی تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے" اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى " (فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے)

(۳۳) اللہ تعالیٰ سے عرض معروض کہ فرعون پرانے قتل کا بدلہ نہ لے۔ | حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر جانے کے لئے نکلے تھے یہ سمجھتے ہوئے کہ قتل کا وہ حادثہ جو اتفاقی طور پر ہو گیا تھا وہ معاملہ ختم ہو چکا ہوگا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمہیں بحیثیت رسول فرعون کے دربار میں جانا ہے اور بندگیٔ رب کی دعوت دینی ہے تو حضرت موسیٰؑ کو ڈر ہوا کہ وہ پرانا واقعہ تازہ نہ ہو جائے اور فرعون مجھ سے اس کا انتقام نہ لے۔ اگر ایسا ہوا تو جس کام کے لئے میں جا رہا ہوں وہ کام کرنا مشکل ہو جائے گا اس لئے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے رب میں ان کے ایک آدمی کو قتل کر چکا ہوں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

یہ مشکلات اللہ کے سامنے عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں کہ ان ہی کی مدد سے یہ مشکل دور ہو سکتی ہے۔

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ

وَاَخِیْ	هٰرُوْنُ	هُوَ	اَفْصَحُ	مِنِّیْ	لِسَانًا	فَاَرْسِلْهُ	مَعِیَ	رِدْاً	یُّصَدِّقُنِیْٓ
اور میرا بھائی	ہارون ؑ	وہ	زیادہ فصیح	مجھ سے	زبان	سو بھیجدے اسے	میرے ساتھ	مددگار	وہ تصدیق کرے میری

اور میرا بھائی ہارون ؑ زبان (کے اعتبار سے) مجھ سے زیادہ فصیح ہے، سو اسے میرے ساتھ مددگار (بنا کر) بھیجدے کہ وہ میری تصدیق

اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ

اِنِّیْٓ اَخَافُ	اَنْ	یُّكَذِّبُوْنِ	قَالَ	سَنَشُدُّ	عَضُدَكَ	بِاَخِیْكَ	وَنَجْعَلُ
بیشک میں ڈرتا ہوں	کہ	وہ جھٹلائینگے مجھے	فرمایا	ہم ابھی مضبوط کردینگے	تیرا بازو	تیرے بھائی سے	اور ہم عطا کرینگے

کرے، بیشک میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ فرمایا ہم ابھی تیرے بھائی سے تیرے بازو کو مضبوط کردیں گے اور تم دونوں

لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚ بِاٰیٰتِنَاۤ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

لَكُمَا	سُلْطٰنًا	فَلَا یَصِلُوْنَ	اِلَیْكُمَا	بِاٰیٰتِنَا	اَنْتُمَا	وَمَنِ	اتَّبَعَكُمَا	الْغٰلِبُوْنَ
تمہارے لئے	غلبہ	پس وہ نہ پہنچیں گے	تم تک	ہماری نشانیوں کے سبب	تم دونوں	اور جو	پیروی کرے تمہاری	غالب رہوگے

کے لئے عطا کریں گے غلبہ، پس وہ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں تک نہ پہنچ سکیں گے تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کرے غالب رہوگے

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	مُّوْسٰی	بِاٰیٰتِنَا	بَیِّنٰتٍ	قَالُوْا	مَا هٰذَآ	اِلَّا	سِحْرٌ
پھر جب	آیا انکے پاس	موسیٰ	ہماری نشانیوں کے ساتھ	کھلی۔ واضح	وہ بولے	نہیں ہے یہ	مگر	ایک جادو

پھر جب موسیٰ ؑ ہماری واضح نشانیوں کے ساتھ انکے پاس آیا تو وہ بولے: یہ کچھ بھی نہیں مگر ایک افترا کیا ہوا (گھڑا ہوا)

مُّفْتَرًی وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۶﴾

مُّفْتَرًی	وَّمَا سَمِعْنَا	بِهٰذَا	فِیْٓ	اٰبَآئِنَا ۔ الْاَوَّلِیْنَ
افترا کیا ہوا	اور نہیں سنا ہم نے	یہ ایسی بات	میں	اپنے اگلے باپ دادا

جادو ہے اور ہم نے ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں سے نہیں سنی ہے۔

﴿۳۴﴾ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا اَبْیَنُ
فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْءًا مُعِیْنًا وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ
الدَّالِ بِلَا هَمْزَةٍ یُّصَدِّقُنِیْٓ بِالْجَزْمِ جَوَابُ
الدُّعَاءِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ وَجُمْلَتُهُ صِفَةُ رِدْءًا
اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ○

﴿۳۴﴾ اور میرا بھائی ہارون مجھ سے فصیح تر ہے باعتبار زبان کے
سو اس کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ میری تصدیق
کرے۔ بے شبہ مجھ کو ڈر ہے کہ وہ مجھ کو جھوٹا سمجھیں

﴿۳۵﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ نُقَوِّیْكَ بِاَخِیْكَ

﴿۳۵﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نزدیک ہے کہ ہم تجھ کو قوت دینگے تیرے بھائی سے

وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَا ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○

اور تم دونوں کو ہم غالب کرینگے کہ وہ لوگ ہرگز تمہارے ساتھ کوئی برائی نہ کرسکیں گے۔ جاؤ تم دونوں میرے احکام لیکر تم اور تمہارے پیرو اُن پر غالب رہیں گے۔

(۳۶) فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ○

(۳۶) پس جس وقت موسیٰ انکے پاس ہمارے ظاہر احکام لایا کہنے لگے کہ یہ محض ایک جادو ہے اپنی طرف سے بنایا ہوا اور ہم نے اس کو اپنے پہلے باپ دادوں کے زمانے میں نہیں سنا۔

تشریح

(۳۴) تائید کے لئے حضرت ہارون کی رفاقت کی گذارش | فطری بات ہے کہ کوئی تائید یا تصدیق کرنے والا ساتھ میں مددگار ہو تو دل مضبوط رہتا ہے۔ ایک زبردست دشمن طاقتور بادشاہ سے مقابلہ تھا حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بڑے بھائی تھے وہ صالح اور نیک ہونے کے علاوہ خطابت و فصاحت میں بھی ممتاز تھے دعوتی کام میں بڑے مددگار ثابت ہوسکتے تھے۔ اسلئے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میرے بھائی ہارون کو میری مدد کے لئے مقرر فرمادیں تاکہ جھٹلانے پر بحث و تکرار کی نوبت آئے تو وہ میری تائید کریں۔

(۳۵) درخواست کی منظوری نصرت کا وعدہ | اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی یہ درخواست کہ حضرت ہارون کو میری مدد کے لئے مقرر فرما دیا جائے منظور کرلی اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہم تمہیں ایسی سطوت اور رعب عطا کریں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے جو نشانیاں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انکے ذریعے تمہارا اور تمہارے پیروکاروں کا غلبہ ہوگا۔ حجت اور دلیل کے اعتبار سے بھی تم غالب رہوگے فرعون اور اس کے ساتھی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اس کا نتیجہ بھی تمہارے غلبے کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

(۳۶) فرعون کا انکار رسالت | حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں پہنچے اور اعلان کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور اپنی نبوت کی صداقت کی دلیل وہ معجزے پیش کئے جو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے تھے۔

تو فرعون کا جواب یہ تھا کہ یہ باتیں جو تم کررہے ہو کہ ایک اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ پھر موت کے بعد سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس نے تمہیں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ یہ سب نرالی باتیں ہیں ہمارے باپ دادا نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو ہمیں حکم دے سکتی ہے اور وہ کسی کو ہمارے دربار میں اپنا رسول بنا کر بھیجے۔ ۔ رہے یہ تمہارے شعبدے یہ سب بناوٹی چیزیں ہیں جنہیں تم نے خود تیار کیا ہے اور اللہ کی طرف منسوب کررہے ہو۔

دراصل حضرت موسیٰ نے جو دلیلیں پیش کی تھیں وہ اتنی مضبوط تھیں کہ ان کا جواب دینے کے بجائے فرعون بوکھلا کر رہ گیا۔

حضرت موسیٰ نے سب سے پہلے رسالت کا دعویٰ کیا اور اپنا مطالبہ صاف طور پر فرعون کے سامنے رکھ دیا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ۔ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى. (آیت ۴۷، ۴۸)

(ہم تیرے پاس رب کی نشانی لائے ہیں۔ اور سلامتی ہے اس کے لئے جو راہِ راست کی پیروی کرے۔ اور ہم پر وحی کی گئی ہے کہ سزا ہے اس کے لئے جو جھٹلائے اور منہ موڑے)

اور فرمایا۔ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ (آیت ۴۷)

(ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے۔)

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ

مِنْ عِنْدِهٖ	بِالْهُدٰى	جَآءَ	بِمَنْ	اَعْلَمُ	رَبِّيْٓ	مُوْسٰى	وَقَالَ
اسکے پاس سے	ہدایت	لایا	اسکو جو	خوب جانتا ہے	میرا رب	موسیٰ	اور کہا

اور موسیٰ نے کہا میرا رب اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا ہے۔

وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

الظّٰلِمُوْنَ	لَا يُفْلِحُ	اِنَّهٗ	عَاقِبَةُ + الدَّارِ	لَهٗ	تَكُوْنُ	وَمَنْ
ظالم (جمع)	نہیں فلاح پائیں گے	بیشک وہ	آخرت کا اچھا گھر	اسکے لئے	ہوگا۔ ہے	اور جس

اور جس کے لئے آخرت کا اچھا گھر (بہشت) ہے۔ بیشک ظالم (کبھی) فلاح (کامیابی) نہیں پائیں گے۔

﴿۳۷﴾ وَقَالَ بِوَاوٍ وَبِدُوْنِهَا مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ اَيْ عَالِمٌ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ اَلضَّمِيْرُ لِلرَّبِّ وَمَنْ عَطْفٌ عَلٰى مَنْ قَبْلَهٗ تَكُوْنُ بِالْفَوْقَانِيَةِ وَالتَّحْتَانِيَةِ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اَيِ الْعَاقِبَةُ الْمَحْمُوْدَةُ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ وَهُوَ اَنَا فِي الشِّقَّيْنِ فَاَنَا مُحِقٌّ فِيْمَا جِئْتُ بِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَلْكَافِرُوْنَ

﴿۳۷﴾ اور موسیٰ نے کہا میرا رب زیادہ جانتا ہے اسکو جو اس کی طرف سے ہدایت لایا۔

اور اس کو بھی جانتا ہے کہ جس کے لئے آخرت میں عمدہ انجام ہے۔ یعنی ان دونوں باتوں کا مصداق میں ہوں سو میں حق پر ہوں جو احکام میں لایا یہ سچے ہیں۔

بیشک بات یہ ہے کہ کافروں کو نجات نہیں۔

تشریح

﴿۳۷﴾ حق کو جھٹلانے والے کامیاب نہیں ہو سکتے | حضرت موسیٰ کا سب سے پہلا دعویٰ یہی تھا کہ ہم رب العٰلمین کے بھیجے ہوئے اور مقرر کئے ہوئے رسول ہیں۔ اس پر فرعون کا یہ کہنا کہ ہم نے یہ بات کبھی اپنے باپ دادا سے بھی نہیں سنی کہ کسی کو رسول بنا کر ہمارے پاس بھیجا جائے جو ہمیں حکم دینے کا مجاز ہو۔ فرعون کی یہ بات سراسر جھوٹ تھی کیونکہ چند سو سال پہلے حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر مصر میں فرمانروا رہ چکے تھے اور خود بنی اسرائیل کا وجود اس کا زندہ ثبوت تھا کہ یہ رسولوں کی ماننے والی قوم ہے۔ فرعون کی قوم رسالت کے تصور سے قطعی ناآشنا ہو یہ بات قابل یقین نہیں تھی۔ اس لئے حضرت موسیٰ ؑ نے جواب دیا کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں اور اس نے مجھے ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ جو لوگ سچائی کے سامنے آنے کے باوجود حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ج

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	يٰٓاَيُّهَا + الْمَلَاُ	مَا عَلِمْتُ	لَكُمْ	مِّنْ	اِلٰهٍ	غَيْرِيْ
اور کہا	فرعون	اے سردارو	نہیں جانتا میں	تمہارے لئے	کوئی	معبود	اپنے سوا

اور فرعون نے کہا اے سردارو، میں نہیں جانتا تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود

فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ

فَاَوْقِدْ + لِيْ	يٰهَامٰنُ	عَلَى الطِّيْنِ	فَاجْعَلْ + لِّيْ	صَرْحًا	لَّعَلِّيْٓ
پس آگ جلا میرے لئے	اے ہامان	مٹی پر	پھر میرے لئے بنا (تیار کر)	ایک بلند محل	تاکہ میں

پس اے ہامان میرے لئے مٹی (کی اینٹوں) پر آگ جلا، پھر (ان پختہ اینٹوں سے) میرے لئے تیار کر ایک بلند محل۔ تاکہ میں

اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى لا وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

اَطَّلِعُ	اِلٰٓى	اِلٰهِ	مُوْسٰى	وَاِنِّيْ	لَاَظُنُّهٗ	مِنَ	الْكٰذِبِيْنَ
میں جھانکوں	طرف	معبود	موسیٰ	اور بیشک میں	البتہ سمجھتا ہوں اسے	سے	جھوٹے

(وہاں سے) موسیٰ کے معبود کو جھانکوں، اور میں تو اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔

(۳۸) وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ
فَاطْبُخْ لِيَ الْاٰجُرَّ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا قَصْرًا عَالِيًا
لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَقِفُ
عَلَيْهِ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○
فِيْ اِدِّعَائِهٖ اِلٰهًا اٰخَرَ وَاَنَّهٗ رَسُوْلُهٗ

(۳۸) اور فرعون نے کہا اے جماعت میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا سوائے ہامان تو میرے لئے پکی اینٹیں بنوادے پھر ان سے ایک اونچا محل تیار کر شاید میں دیکھ آؤں موسیٰ کے معبود کو اور اس پر واقف ہوجاؤں اور بے شبہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں اس دعوے میں کہ کوئی دوسرا معبود ہے اور موسیٰ اس کا پیغمبر ہے۔

تشریح

(۳۸) فرعون کا دعویٰ کہ میں حاکم مطلق ہوں | فرعون کا دعویٰ یہ تھا کہ میں سرزمین مصر کا مالک اور حاکم مطلق ہوں یہاں صرف میرا حکم چلے گا میرے حکم کو ہی قانون سمجھا جائے گا کوئی یہاں دوسرا حکم چلانے کا مجاز نہیں ہے۔ اس نے اہل دربار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ (الزخرف آیت ۵۱)

(اے قوم کیا مصر کی بادشاہی میری ہی نہیں ہے اور یہ نہریں میرے تحت جاری نہیں ہیں؟)

پھر فرعون نے حضرت موسیٰ کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اے ہامان پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت تو بنواؤ تاکہ اس پر چڑھ کر تو میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں، ویسے تو میں اُسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

فرعون کے جواب میں اسکا ذہنی الجھاؤ صاف دیکھا جاسکتا ہے کبھی تو وہ خدا کا انکار کرتا ہے اور کبھی خدا کا نام لیکر قسمیں بھی کھاتا ہے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کے بعد جب مصر میں قبطی قوم پرستی پھیلی اور اسکے نتیجے میں ایک قومی انقلاب برپا ہوا جسمیں نسلی اور وطنی تعصب کارفرما تھا تو اس قوم پرستی میں خدا پرستی کو بھی بالائے طاق رکھ دیا گیا بہرحال اسکی بدحواسی صاف کہہ رہی تھی کہ حضرت موسیٰ کے پاس اگرچہ ظاہری کوئی طاقت نہ تھی مگر انکی صداقت نے فرعون کو ہلا کر رکھ دیا۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ

أَنَّهُمْ	وَظَنُّوْٓا	بِغَيْرِ الْحَقِّ	فِي + الْأَرْضِ	وَجُنُوْدُهٗ	هُوَ	وَاسْتَكْبَرَ
کہ وہ	اور وہ سمجھ بیٹھے	ناحق	زمین (دنیا) میں	اور اس کا لشکر	وہ	اور مغرور ہو گیا

اور وہ اور اس کا لشکر دنیا میں ناحق مغرور ہو گیا اور وہ سمجھ بیٹھے کہ وہ

إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي

فِي	فَنَبَذْنٰهُمْ	وَجُنُوْدَهٗ	فَأَخَذْنٰهُ	لَا يُرْجَعُوْنَ	إِلَيْنَا
میں	پھر ہم نے پھینک دیا انہیں	اور اس کا لشکر	تو ہم نے پکڑا اسے	نہیں لوٹائے جائیں گے	ہماری طرف

ہماری طرف نہیں لوٹائے جائینگے تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑا اور انہیں دریا میں پھینک دیا۔

الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

الظّٰلِمِيْنَ	عَاقِبَةُ	كَانَ	كَيْفَ	فَانْظُرْ	الْيَمِّ
ظالم (جمع)	انجام	ہوا	کیسا	سو دیکھو	دریا

سو دیکھو کیسا ظالموں کا انجام ہوا؟

(۳۹) وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْأَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا
يُرْجَعُوْنَ ○ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ

(۳۹) اور فرعون نے اور اس کے لشکر نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور وہ یہ سمجھے کہ بیشک ان کو ہماری طرف آنا نہیں۔

(۴۰) فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ طَرَحْنٰهُمْ
فِي الْيَمِّ الْبَحْرُ الْمَالِحُ فَغَرِقُوْا فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○
حِيْنَ صَارُوْا إِلَى الْهَلَاكِ

(۴۰) پس پکڑا ہم نے اکو اور اس کے لشکر سو ڈال دیا ہم نے انکو دریائے شور میں چنانچہ وہ سب غرق ہو گئے پس دیکھ تو کیسے ہوا انجام ظالموں کا کہ وہ سب ہلاک ہو گئے۔

تشریح

(۳۹) فرعونیوں کا تکبر اور آخرت سے غفلت | اللہ کی زمین کے کسی حصے پر اگر ایسے انسان کو اقتدار مل جاتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے رب کے پاس حاضر ہونا اور جواب دینا نہیں ہے تو وہ بندگی کے مقام سے ہٹ کر اپنے آپ کو بندوں کا خدا سمجھنے لگتا ہے یہی حال فرعون اور اس کے ماننے والوں کا ہوا کہ انھوں نے بلاوجہ زمین میں گھمنڈ کیا اور خود مختار ہو کر یہ سمجھ لیا کہ ہمیں کسی کے سامنے جواب دہی نہیں کرنی ہے۔ اس غرور کا انجام کیا ہوا اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

(۴۰) فرعون کا اسکے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہونا | فرعونی اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھ بیٹھے تھے اللہ تعا ان کو مہلت دے رہے تھے کہ شاید وہ سیدھے راستے پر آجائیں جب وہ مہلت پوری ہو گئی تو فرعون بمع لشکر کے اس طرح سمندر میں غرق ہو گیا جیسے کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا ہے دیکھ لو ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ بحر قلزم سے نکلی ہوئی فرعون کی لاش آج بھی مصر کے میوزیم میں رکھی ہوئی زبان حال سے پکار رہی ہے کہ

" دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو "

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ	النَّارِ	اِلَى	يَدْعُوْنَ	اَئِمَّةً	وَجَعَلْنٰهُمْ
اور روز قیامت	جہنم	طرف	وہ بلاتے ہیں	سردار	اور ہم نے بنایا انہیں

اور ہم نے انہیں سردار بنایا، وہ جہنم کی طرف بلاتے رہے اور روز قیامت

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ

لَعْنَةً	الدُّنْيَا	هٰذِهِ	فِيْ	وَاَتْبَعْنٰهُمْ	لَا يُنْصَرُوْنَ
لعنت	دنیا	اس	میں	اور ہم نے لگادی انکے پیچھے	وہ مدد نہ دیئے جائیں گے

وہ نہ مدد دئے جائینگے (انکی مدد نہ ہوگی) اور ہم نے اس دنیا میں انکے پیچھے لعنت لگادی

ع ۴

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

	الْمَقْبُوْحِيْنَ	مِّنَ	هُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَ
	بدحال لوگ (جمع)	سے	وہ	روز قیامت	اور

اور روز قیامت وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

﴿۴۱﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ فِي الدُّنْيَا اَئِمَّةً بتحقيق الهمزتين وابدال الثانية ياء رؤسا في الشرك يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ بدعائهم الى الشرك وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ بدفع العذاب عنهم

﴿۴۱﴾ اور ہم نے ان کو دنیا میں کافروں کا سردار بنایا کہ وہ لوگوں کو شرک میں ڈال کر دوزخ کی طرف پہنچاتے ہیں۔

اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی اور نہ ان سے عذاب دفع ہوگا۔

﴿۴۲﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً خزيا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ○ المبعدين

﴿۴۲﴾ اور ہم نے اس دنیا میں ان کے ساتھ رسوائی اور لعنت کی اور بروز قیامت وہ رحمت الٰہی سے دور ہوں گے۔

تشریح

﴿۴۱﴾ فرعونی ظالموں کے امام | فرعونیوں نے ظلم، اور انکار حق کی ایک مثال قائم کردی اس طرح وہ باطل پرستوں کے امام بن گئے۔ اب جو بھی اللہ کو بھول کر ظلم غرور اور تکبر کے راستے پر چلے گا اس کے سامنے فرعون کے نقش قدم اور اسکی مثال ہوگی لیکن قیامت کے دن یہاں دنیا کے لاؤ لشکر اور یہاں کے اسباب عیش و عشرت کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

﴿۴۲﴾ دنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت ہی لعنت | دنیا میں بھی ایسے لوگوں پر لعنت ہی لعنت ہوتی رہے گی کوئی ان کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرے گا اور ظالم کی حیثیت ہی سے جانے گا، اور آخرت میں بھی فرعونیوں اور ان جیسے لوگوں کی ایسی گت بنے گی کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم اور انتہائی آفت زدہ ہوں گے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ

مَا	مِنۡۢ بَعۡدِ	الۡكِتٰبَ	مُوۡسَى	وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا
کہ	اس کے بعد	کتاب (توریت)	موسیٰ	اور تحقیق ہم نے عطا کی

اور تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو توریت عطا کی اس کے بعد کہ

اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى

وَهُدًى	لِلنَّاسِ	بَصَآئِرَ	الۡاُوۡلٰى	الۡقُرُوۡنَ	اَهۡلَكۡنَا
اور ہدایت	لوگوں کے لئے	(جمع) بصیرت	پہلی	امتیں	ہلاک کیں ہم نے

ہم نے پہلی اُمتیں ہلاک کیں لوگوں کے لئے بصیرت (آنکھیں کھولنے والی) اور ہدایت

وَّرَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۳﴾

	يَتَذَكَّرُوۡنَ	لَعَلَّهُمۡ	وَرَحۡمَةً
	نصیحت پکڑیں۔	تاکہ وہ	اور رحمت

اور رحمت تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

(۴۳) وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ التَّوۡرٰىةَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰى قَوۡمَ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَغَيۡرَهُمۡ بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ حَالٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ جَمۡعُ بَصِيۡرَةٍ وَّهِيَ نُوۡرُ الۡقَلۡبِ اَيۡ اَنۡوَارٌ لِّلۡقُلُوۡبِ وَهُدًى مِّنَ الضَّلٰلَةِ لِمَنۡ عَمِلَ بِهٖ وَّرَحۡمَةً لِّمَنۡ اٰمَنَ بِهٖ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ○ يَتَّعِظُوۡنَ بِمَا فِيۡهِ مِنَ الۡمَوَاعِظِ

(۴۳) وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰى الخ اور بالتحقیق ہم نے موسیٰ کو توریت دی پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود وغیرہ کے ہلاک کرنے کے بعد۔
اس حال میں کہ توریت باعث نور قلبی ہے لوگوں کیلئے اور جو کوئی توراۃ پر عمل کرے وہ اس کو گمراہی سے بچانے والی اور رحمت ہے اس کے لئے جو اس پر ایمان لاوے۔ یہ کتاب ہم نے اسلئے اتاری ہے تاکہ وہ یاد کریں اور نصیحت پکڑیں ان نصائح سے جو اس میں ہیں۔

تشریح

(۴۳) فرعون کی ہلاکت، اور تورات کے نزول کے بعد ایک نئے دور کا آغاز فرعون اپنے لشکر سمیت غرقِ دریا ہوگیا لوگوں کو اس کے ظلم سے نجات ملی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو توریت عطا کی تورات تفصیلی احکام شریعت کی پہلی کتاب ہے جہاں سے دنیائے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا ایک نیا دور شروع ہوا اور یہیں سے بنی اسرائیل کی امامت کا آغاز ہوا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل دوسری قوموں سے ممتاز ہے۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

وَمَا كُنْتَ	بِجَانِبِ + الْغَرْبِيِّ	اِذْ قَضَيْنَآ	اِلٰى + مُوْسَى	الْاَمْرَ	وَمَا كُنْتَ	مِنَ
اور آپ نہ تھے	مغربی جانب	جب ہم نے بھیجا	موسیٰ کی طرف	حکم (وحی)	اور آپ نہ تھے	سے

اور آپ (کوہ طور کے) مغربی جانب نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی ا۔ آپ (اس واقعہ کے) دیکھنے والوں

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا

الشّٰهِدِيْنَ	وَلٰكِنَّآ	اَنْشَاْنَا	قُرُوْنًا	فَتَطَاوَلَ	عَلَيْهِمُ	الْعُمُرُ	وَمَا
دیکھنے والے	اور لیکن ہم نے	ہم نے پیدا کیں	بہت سی امتیں	طویل ہوگئی	ان پر	مدت	اور نہ

میں سے نہ تھے اور لیکن ہم نے بہت سی امتیں پیدا کیں، پھر طویل ہوگئی ان کی مدت اور آپ

كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

كُنْتَ	ثَاوِيًا	فِيْٓ	اَهْلِ مَدْيَنَ	تَتْلُوْا	عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِنَا	وَلٰكِنَّا	كُنَّا	مُرْسِلِيْنَ
تھے آپ	رہنے والے	میں	اہل مدین	تم پڑھتے	ان پر	ہمارے احکام	اور لیکن ہم	ہم تھے	رسول بنا کر بھیجنے والے

اہل مدین میں رہنے والے نہ تھے کہ ان پر ہمارے احکام پڑھتے (انہیں ہمارے احکام سناتے) لیکن ہم رسول بنا کر بھیجنے والے

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

وَمَا كُنْتَ	بِجَانِبِ	الطُّوْرِ	اِذْ نَادَيْنَا	وَلٰكِنْ	رَّحْمَةً	مِّنْ رَّبِّكَ	لِتُنْذِرَ
اور آپ نہ تھے	کنارہ	طور	جب ہم نے پکارا	اور لیکن	رحمت	اپنے رب سے	تاکہ ڈر سناؤ

تھے۔ اور جب ہم نے پکارا آپ طور کے کنارے نہ تھے لیکن آپ کے رب کی رحمت سے (نبوت عطا ہوئی) تاکہ آپ اس قوم

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

قَوْمًا	مَّآ اَتٰىهُمْ	مِّنْ	نَّذِيْرٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ
وہ قوم	نہیں آیا انکے پاس	کوئی	ڈرانے والا	آپ سے پہلے	تاکہ وہ	نصیحت پکڑیں

کو ڈر سناویں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

(۴۴) وَمَا كُنْتَ يَا مُحَمَّدُ بِجَانِبِ الْجَبَلِ اَوِ الْوَادِيْ اَوِ الْمَكَانِ الْغَرْبِيِّ مِنْ مُوْسٰى حِيْنَ الْمُنَاجَاةِ اِذْ قَضَيْنَآ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ بِالرِّسَالَةِ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ لِذٰلِكَ فَتَعْرِفَهٗ فَتُخْبِرَ بِهٖ

(۴۵) وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا اُمَمًا بَعْدَ مُوْسٰى فَتَطَاوَلَ

(۴۴) اور تو اے محمد اس پہاڑ یا جنگل میں موسیٰ کے غربی جانب میں نہ تھا جبکہ ہم نے اس سے کلام کئے اور اس کیطرف وحی بھیجی کہ فرعون اور اسکی قوم کی طرف پیغمبر ہوکر جا۔ اور تو اس قصہ میں موجود نہ تھا جو تو اس کو جانتا اور لوگوں کی اسکی خبر کرتا۔

(۴۵) ولیکن بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کے بعد بہت سی امتیں

عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ اَیْ طَالَتْ اَعْمَارُهُمْ فَنَسُوا الْعُهُوْدَ وَانْدَرَسَتِ الْعُلُوْمُ وَانْقَطَعَ الْوَحْیُ فَجِئْنَا بِكَ رَسُوْلًا وَاَوْحَیْنَا اِلَیْكَ خَبَرَ مُوْسٰی وَغَیْرِهٖ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا مُقِیْمًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا خَبَرٌ ثَانٍ فَتَعْرِفَ قِصَّتَهُمْ فَتُخْبِرُ بِهَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ○ لَكَ وَاِلَیْكَ بِاَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ

(۴۶) وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ الْجَبَلِ اِذْ حِیْنَ نَادَیْنَا مُوْسٰۤی اَنْ خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَلٰكِنْ اَرْسَلْنٰكَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ وَهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ○ یَتَّعِظُوْنَ

پیدا کیں. سو انکی عمریں دراز ہوئیں جس سے وہ سب عہد بھول گئے اور علم پرانے ہو گئے اور وحی ختم ہوئی تو ایسے وقت میں تجھ کو ہم نے پیغمبر بنا کر ظاہر کیا اور تیری طرف موسیٰ وغیرہ کا قصہ وحی کیا. اور تو اے محمدؐ مدین والوں میں مقیم نہ تھا کہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتا ہو اس سبب سے تو ان کے قصے کو جانتا ہو اور اس کی خبر دیتا ہو. یہ بات نہیں ولیکن ہم نے تیری طرف پہلوں کی خبریں وحی کیں اور تجھ کو پیغمبر بنایا.

(۴۶) اور تو جبل طور کے پاس نہ تھا جبکہ ہم نے موسیٰ کو پکارا کہ توریت کو قوت سے پکڑ ولیکن ہم نے تجھ کو اپنی رحمت سے پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ تو ڈرا دے اس قوم کو یعنی مکہ والوں کو کہ جنکے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں.

تشریح

(۴۴) حضرت موسیٰ کے واقعات اور توریت کے نازل ہونے کی تفصیل، حضرت محمدؐ کے پیغمبر ہونے کی دلیل | جب کوہِ طور سے مغربی جانب حضرت موسیٰ ؑ کو نبوت عطا ہوئی اور ان کو کتاب تورات دی گئی تو اے محمدؐ اس وقت تم تو موجود نہ تھے پھر اتنی تفصیل اور صحت کے ساتھ حضرت موسیٰ کے واقعات کا بیان کرنا اور توریت کے نازل ہونے کی تفصیل بتانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ واقعی اللہ کے سچے پیغمبر ہیں کہ خود اُمّی ہوتے ہوئے آپ اس طرح ان باتوں کو بیان کر رہے ہیں.

(۴۵) لمبی مدت گزر جانے کے بعد ان واقعات کا بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے | دو ہزار سال گزر جانے کے بعد تم ان واقعات کو اس طرح بیان کر رہے ہو جیسے سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہوا ہو. جب حضرت موسیٰ مدین پہنچے جو کچھ وہاں ان کے ساتھ پیش آیا، دس سال گزار کر وہاں سے روانہ ہوئے اس وقت تمہارا اے پیغمبر کہیں اتا پتا بھی نہیں تھا. اتنی مدتیں گزرنے کے بعد ٹھیک ٹھیک واقعات کا علم تمہارے پاس کہاں سے آیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے.

(۴۶) جب وادی طور میں ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا تو اے محمدؐ تم اس وقت موجود نہ تھے. | جب اللہ تعالیٰ نے طور کی وادی ایمن میں حضرت موسیٰ کو پکارا تھا کہ اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ تو اے محمدؐ تم وہاں کھڑے سُن نہیں رہے تھے یہ اللہ کا انعام ہے کہ اس نے آپ کو ان تمام واقعات پر مطلع کیا اور جس طرح حضرت موسیٰ کو خلعتِ نبوت عطا ہوئی تھی اور ہم نے ان پر وحی نازل کی تھی اسی طرح آپ کے ساتھ بھی ہوا کہ جبل نور کے غار حرا میں وہی ہوا جو وادی طور میں ہوا تھا کہ آپ کو نبوت عطا کی گئی اور آپ پر وحی نازل کی گئی.

کیونکہ عرب میں حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کے بعد کوئی نبی نہیں آیا تھا ان نبیوں نے اللہ کی تعلیم کے جو نقوش چھوڑے تھے وہی اس قوم کے لئے سرمایہ تھے. البتہ حضرت موسیٰ پر توریت نازل ہوئی تو بنی اسرائیل کے واسطے سے وہ بھی عرب کے لئے تذکیر کا ذریعہ بنی اب ایک طویل عرصے کے بعد اللہ نے اپنی رحمت سے آخری رسولؐ کو اس قوم میں مبعوث کر کے موقع دیا کہ یہ قوم اللہ کی رحمت کی مستحق بنے، اور نصیحت حاصل کرے اور گمراہی کے خطرناک انجام سے محفوظ رہے.

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ

وَلَوْلَآ	اَنْ ، تُصِيْبَهُمْ	مُّصِيْبَةٌ	بِمَا قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	فَيَقُوْلُوْا	رَبَّنَا	لَوْلَآ
اور اگر نہ ہوتا	کہ پہونچے انہیں	کوئی مصیبت	اسکے سبب جو بھیجا	انکے ہاتھ (انکے اعمال)	تو وہ کہتے	اے ہمارے رب	کیوں نہ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ انہیں ان کے اعمال کے سبب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے اے ہمارے رب! تونے

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اَرْسَلْتَ	اِلَيْنَا	رَسُوْلًا	فَنَتَّبِعَ	اٰيٰتِكَ	وَنَكُوْنَ	مِنَ	الْمُؤْمِنِيْنَ
بھیجا تونے	ہماری طرف	کوئی رسول	پس پیروی کرتے	تیرے احکام	اور ہم ہوتے	سے	ایمان لانے والے

ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا! پس ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور ہم ہوتے ایمان لانے والوں میں سے

(۴۷) وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ عقوبة
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَ
غَيْرِهٖ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا هَلَّا اَرْسَلْتَ
اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ الْمُرْسَلُ
بِهَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○
وَجَوَابُ لَوْلَا مَحْذُوْفٌ وَمَا بَعْدَهَا
مُبْتَدَاٌ وَالْمَعْنٰى لَوْلَا
الْاِصَابَةُ الْمُسَبَّبُ عَنْهَا
قَوْلُهُمْ اَوْ لَوْلَا قَوْلُهُمْ
الْمُسَبَّبُ عَنْهَا لَعَاجَلْنَاهُمْ
بِالْعُقُوْبَةِ وَلَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَيْهِمْ
رَسُوْلًا

(۴۷) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انکو کفر وغیرہ کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی تو وہ یہ کہتے:
اے ہمارے رب تونے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے جو تیرا پیغمبر لاتا اور ہو جاتے ہم ایمان لانے والوں میں سے۔
تو ہم ان کو جلد عذاب میں مبتلا کرتے اور بے شبہ ان کی طرف کوئی پیغمبر نہ بھیجتے

تشریح

(۴۷) رسول کی بعثت نعمت بھی ہے اور اتمام حجت بھی دنیا کے آغاز سے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ دستور اور طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے رسول مقرر کرتا ہے اور ضرورت ہوتی ہے تو اس رسول پر کتاب بھی نازل کی جاتی ہے۔ رسول کا آنا ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ وہ اپنی رحمت اور بندوں پر نوازش کرتے ہوئے اُنکی رہبری کا سامان کرتا ہے۔ دوسری طرف اتمام حجت بھی ہے تاکہ پھر یہ عذر نہ رہے کہ ہمارے پاس رسول تو آیا نہیں تھا جو ہم ایمان لانیوالے بنتے۔ یہ بھی واضح رہے کہ رسول جب ہی بھیجا جاتا ہے جب اسکی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک رسول کا پیغام اپنی صحیح صورت میں موجود ہے اور وہ ذرائع بھی موجود ہیں کہ وہ پیغام بندوں تک پہنچتا رہے اس وقت تک کسی رسول کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ البتہ جب نبی کی تعلیم مٹ جائے یا اس تعلیم میں گمراہی اتنی مل جائے کہ اصل تعلیم کا معلوم کرنا مشکل ہو جائے تب اللہ تعالیٰ حق اور باطل کا فرق بتانے اور صحیح راستے کی رہنمائی کے لئے پیغمبر کو مبعوث فرماتے ہیں تاکہ اس کے بعد جو شخص غلط راہ پر چلے وہ خود اپنی کج روی کا ذمہ دار ہو اور یہ عذر نہ رہے کہ ہمارے سامنے رسول کی تعلیم نہ تھی۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ

فَلَمَّا	جَآءَهُمُ	الْحَقُّ	مِنْ + عِنْدِنَا	قَالُوْا	لَوْلَآ + اُوْتِيَ
پھر جب	آیا ان کے پاس	حق	ہماری طرف سے	کہنے لگے	کیوں نہ دیا گیا

پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آگیا کہنے لگے (ہمیں) کیوں نہ دیا گیا

مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ

مِثْلَ	مَآ اُوْتِيَ	مُوْسٰى	اَوَلَمْ + يَكْفُرُوْا	بِمَآ + اُوْتِيَ
جیسے	جو دیا گیا	موسیٰ	کیا نہیں انکار کیا انھوں نے	اس کا جو دیا گیا

جیسے موسیٰ ؑ کو دیا گیا تھا۔ کیا انھوں نے اس کا انکار نہیں؟ جو اس سے

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا

مُوْسٰى	مِنْ قَبْلُ	قَالُوْا	سِحْرٰنِ	تَظٰهَرَا	وَقَالُوْٓا
موسیٰ ؑ	اس سے قبل	انھوں نے کہا	وہ دونوں جادو	ایک دوسرے کے پشت پناہ	اور انھوں نے کہا

قبل موسیٰ ؑ کو دیا گیا انھوں نے کہا وہ دونوں جادو ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کے پشت پناہ ہیں اور

اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ (۴۸) قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى

اِنَّا	بِكُلٍّ	كٰفِرُوْنَ	قُلْ	فَاْتُوْا	بِكِتٰبٍ	مِّنْ	عِنْدِ اللّٰهِ	هُوَ	اَهْدٰى
ہم بیشک	ہر ایک کا	انکار کرنے والے	فرمادیں	پس لاؤ	کوئی کتاب	سے	اللہ کے پاس	وہ	زیادہ ہدایت

انھوں نے کہا بیشک ہم ہر ایک کا انکار کرنے والے ہیں۔ آپ فرمادیں تم اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو ان دونوں (قرآن اور توریت) سے

مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۹)

مِنْهُمَآ	اَتَّبِعْهُ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	
ان دونوں سے	میں پیروی کروں اسکی	اگر	تم ہو	سچے (جمع)	

زیادہ ہدایت ہو کر میں اسکی پیروی کروں، اگر تم سچے ہو۔

(۴۸) فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مُحَمَّدٌ
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَا
هَلَّا اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ
مُوْسٰى مِنَ الْاٰيٰتِ
كَالْيَدِ الْبَيْضَآءِ وَالْعَصَا

(۴۸) سو جب آیا ان کے پاس محمد ﷺ ہماری طرف سے وہ کہنے
لگے اس کو وہ معجزے کیوں نہیں ملے جو موسیٰ کو ملے تھے جیسے
ید بیضاء اور عصا اور ان کے سوا

وَغَيْرَهُمَا اَوِالْكِتَابُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً قَالَ تَعَالٰى اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ حَيْثُ قَالُوْا فِيْهِ وَفِيْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاحِرَانِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ سِحْرَانِ اَيِ التَّوْرَاةُ وَالْقُرْاٰنُ تَظَاهَرَا تَعَاوَنَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ مِّنَ النَّبِيَّيْنِ وَالْكِتَابَيْنِ كٰفِرُوْنَ ○

دیگر معجزات، یا محمدؐ پر قرآن ایک مرتبہ کیوں نہ نازل ہوا جیسے موسیٰ پر توریت اکٹھی اتاری گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا وہ لوگ ان احکام کے منکر نہیں ہوئے جو موسیٰ پر نازل کئے گئے اس سے پہلے چنانچہ موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہما وسلم کی شان میں کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں یا توریت اور قرآن کے بارے میں کہا یہ دونوں کتابیں جادو ہیں کہ ایک دوسرے کی مددگار ہے۔

اور انھوں نے کہا کہ بیشک ہم دونوں کتابوں اور دونوں پیغمبروں کے منکر ہیں۔

(۴۹) قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا مِنَ الْكِتَابَيْنِ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فِيْ قَوْلِكُمْ

(۴۹) ان سے کہہ دو کہ لاؤ کوئی کتاب ظاہر اللہ کے پاس سے جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو کہ میں اس کی پیروی کروں اگر تم اپنے قول میں سچے ہو

تشریح

(۴۸) رسولوں کو جھٹلانے کے بہانے رسالت انسان کی ضرورت بلکہ اہم ترین ضرورت ہے کیونکہ رسول کے ذریعے ہی اللہ کی ہدایت کا پتہ لگتا ہے مگر جو لوگ رسول کی صداقت کو جان بوجھ کر جھٹلاتے ہیں انکے بہانے بھی بڑے دلچسپ ہوتے ہیں مثلاً حضرت محمدؐ کو اللہ نے اپنا پیغمبر مقرر فرمایا، انکی زندگی ان پر نازل کیگئی کتاب سرتاپا حق ہی حق ہے۔ اسکے علاوہ بھی آپ کو دیگر معجزات عطا کئے گئے مگر نہ ماننے والوں کی ذہنیت دیکھیے، بہانا بناتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کو وہ معجزات کیوں نہیں دیئے گئے جو حضرت موسیٰؑ کو دیئے گئے تھے۔ ان کی لاٹھی تو سانپ بن جاتی تھی، انکو ید بیضا کا معجزہ دیا گیا تھا کہ گریبان میں ہاتھ ڈالتے تھے تو سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا اور جو اُن کو جھٹلاتا تھا ان پر پے در پے طوفانوں اور زمین و آسمان سے بلاؤں کا نزول ہوتا تھا۔ انکو جو کتاب دیگئی وہ پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی تھی مگر ان موجودہ پیغمبر کے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

ذرا ان سے یہ پوچھو اے بنی اسرائیل، کیا تمہارے بزرگوں نے حضرت موسیٰ کو نہیں جھٹلایا تھا؟ تم نے تو موسیٰ اور ہارون دونوں کو جادوگر کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا تھا ان معجزوں کے باوجود تم موسیٰ پر کب ایمان لائے تھے جو اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرتے ہو۔ یہ سب نہ ماننے کے الٹے سیدھے بہانے ہیں اگر رسول نہ بھیجے تو کہتے کیوں نہیں بھیجا۔ بھیجا ہے تو کہتے ہیں کہ ویسا کیوں نہیں بھیجا۔ جب ویسا آیا تھا اس کو مانا نہیں۔ جب ایسا آیا ہے تو اسکو نہیں مان رہے ہو۔ بات تو یہی ہے کہ تم نہ ان کو مانتے ہو نہ انکو ماننے ہو سب کے منکر ہو۔

(۴۹) اللہ کی حقیقی ہدایت انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی حقیقی ہدایت کی پیروی کرے اس سیدھے راستے پر چلے جو اللہ کا پسندیدہ راستہ ہے۔ توراۃ بھی اپنی اصل کے اعتبار سے اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے اس کی بنیادی تعلیم بھی اِلٰہ واحد کی پرستش اور آخرت کے ماننے کی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بعد میں بہت کچھ تبدیلی کردی گئی ہے۔ اور یہی تعلیم توحید، رسالت اور آخرت کی قرآن دیتا ہے۔ اگر ان کتابوں کے علاوہ اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والی کوئی اور کتاب ہو تو اے پیغمبرؐ ان سے کہو کہ لاؤ وہ کتاب مجھے دو اگر تم سچے ہو۔ میں اسی کتاب کی پیروی کروں گا کیوں کہ اصل مقصود اللہ کی ہدایت کی پیروی کرنا ہے۔

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ

وَمَنْ	اَهْوَآءَهُمْ	یَتَّبِعُوْنَ	اَنَّمَا	فَاعْلَمْ	لَكَ	لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا	فَاِنْ
اور کون	اپنی خواہشات	وہ پیروی کرتے ہیں	صرف	تو جان لو کہ	تمہارے لئے (تمہاری بات)	وہ قبول نہ کریں	پھر اگر

پھر اگر وہ آپ کی بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں ، اور اس سے

اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی

لَا یَهْدِی	اِنَّ اللّٰهَ	مِّنَ اللّٰهِ	بِغَیْرِ هُدًى	هَوٰىهُ	مِمَّنِ + اتَّبَعَ	اَضَلُّ
ہدایت نہیں دیتا	بیشک اللہ	اللہ سے (منجانب اللہ)	ہدایت کے بغیر	اپنی خواہش	اس سے جس نے پیروی کی	زیادہ گمراہ

زیادہ کون گمراہ ہے جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اللہ کی طرف سے (منجانب اللہ) ہدایت کے بغیر بیشک اللہ ظالم لوگوں کو

ع ۸ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ط

یَتَذَكَّرُوْنَ	لَعَلَّهُمْ	الْقَوْلَ	لَهُمُ	وَلَقَدْ + وَصَّلْنَا	الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ
نصیحت پکڑیں	تاکہ وہ	(اپنا) کلام	انکے لئے	اور البتہ ہم نے پیہم بھیجا	ظالم لوگ (جمع)

ہدایت نہیں دیتا ۔ اور البتہ ہم نے پیہم بھیجا انکے لئے اپنا کلام تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ۔

(۵۰) فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ دُعَاءَكَ بِالْاِتْیَانِ بِكِتَابٍ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ فِیْ كُفْرِهِمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اَیْ لَا اَضَلَّ مِنْهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ اَلْكَافِرِیْنَ

(۵۱) وَلَقَدْ وَصَّلْنَا بَیَّنَّا لَهُمُ الْقَوْلَ اَلْقُرْاٰنَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ○ یَتَّعِظُوْنَ فَیُؤْمِنُوْنَ

(۵۰) سو اگر وہ تیری بات کا جواب نہ دیں اور ایسی کتاب نہ لاویں تو جان لے کہ بات یہ ہے کہ وہ اپنے کفر و شرک میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے بدون اللہ کی ہدایت کے یعنی اس سے زیادہ کوئی گمراہ نہیں بیشک اللہ کافر کو ہدایت نہیں کرتا ۔

(۵۱) وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ الخ اور بے شبہ ہم نے ظاہر کیا انکے لئے قرآن تاکہ وہ نصیحت پکڑیں پس ایمان لاویں ۔

تشریح

(۵۰) اللہ کی ہدایت کا انکار کرنے والے اپنی خواہشات کے پیرو ہیں | لیکن یہ لوگ جب نہ تو اس ہدایت کو قبول کرتے ہیں جو انکے سامنے پیش کی جا رہی ہے اور نہ اس کے مقابلے میں کوئی دوسری چیز لاتے ہیں ۔ تو سمجھ لو کہ یہ کسی ہدایت کو ماننے والے نہیں ہیں بلکہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلنے والے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے پیچھے لگ جائے ۔ ایسے ہوا پرست ظالموں کو کیا ہدایت مل سکتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ ہدایت اسی کو ملتی ہے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے ۔

(۵۱) حق نصیحت ادا کیا جا چکا ہے | جہاں تک سمجھانے بجھانے ، یاد دہانی اور تنبیہ کرنے اور حق نصیحت ادا کرنے کی بات ہے تو وہ بار بار قرآن کی آیات نازل کر کے ادا کیا جا چکا ہے تاکہ وہ غفلت سے بیدار ہوں اور اگر اب بھی وہ غفلت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں تو وہ جانیں اور ان کا کام ۔ وحی کا سلسلہ شروع سے چلا آ رہا ہے ایک کے بعد دوسرے تصدیق کرنے والے بھیجتے رہے ۔ اسی طرح قرآن کو بھی تھوڑا تھوڑا کر کے ایک آیت کے بعد دوسری آیت آتی رہی ۔ مقصد یہ ہے کہ خوب غور کرنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور ہر بات آسانی سے یاد ہو جائے ۔ اتنے اہتمام کے بعد بھی اگر کوئی انسان نہ سمجھنا چاہے تو اس کی ذمہ داری خود اسی پر ہے ۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

یُؤْمِنُوْنَ	هُمْ بِهٖ	مِنْ قَبْلِهٖ	اٰتَیْنٰهُمُ + الْكِتٰبَ	اَلَّذِیْنَ
ایمان لاتے ہیں۔	وہ اس (قرآن) پر	اس سے قبل	جنہیں ہم نے کتاب دی	وہ لوگ جو

جن لوگوں کو ہم نے اس سے قبل کتاب دی وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

﴿۵۲﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ اَیِ الْقُرْاٰنِ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ○ اَیْضًا نَزَلَ فِیْ جَمَاعَةٍ اَسْلَمُوْا مِنَ الْیَهُوْدِ كَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ وَّغَیْرِهٖ مِنَ النَّصَارٰی قَدِمُوْا مِنَ الْحَبْشَةِ وَ مِنَ الشَّامِ

﴿۵۲﴾ وہ لوگ جن کو ہم نے قرآن سے (پہلے) کتاب دی وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

یہ آیت یہودیوں کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمان ہوئے، جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور نصاریٰ کے ایک گروہ کے بارے میں جو حبش اور شام سے آئے۔

تشریح

﴿۵۲﴾ **حق پسند اہل کتاب کا قرآن پر ایمان** اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں سے جو لوگ حق پسند ہیں وہ ان کتابوں کے ساتھ جو پچھلے پیغمبروں کو عطا کی گئی تھیں قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ سب کتابیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور ان کی دعوت میں کوئی تضاد اور فرق نہیں ہے سب کی تعلیم ایک ہے ان کتابوں کا سرچشمہ ایک ہے اور ایک ہی چراغ کی روشنی سے منور ہیں۔

چنانچہ تاریخ کا یہ واقعہ اس صحیح فکر کو نمایاں کرنے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ حبشہ کی ہجرت کے بعد جب حبش کے لوگوں میں یہ باتیں پھیلیں کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ کو پیغمبر آخر الزماں بنا کر مبعوث کیا ہے اور وہ جو دعوت دے رہے ہیں وہ اسی دین کی دعوت ہے جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ تو حبش سے تقریباً بیس عیسائیوں کا ایک وفد تحقیق حال کے لئے مکہ معظمہ آیا اور مسجد حرام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے وقت قریش کے بہت سے لوگ چاروں طرف کھڑے ہو کر یہ ماجرہ دیکھنے لگے اور وفد کی باتیں سننے لگے۔ وفد میں آنے والے لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے آپ نے ان سوالات کے جوابات دیئے انکو اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی آیتیں ان کے سامنے تلاوت کیں۔ قرآن سن کر ان لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے تصدیق کی کہ یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اور ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایمان کی دولت حاصل کی۔

جب یہ لوگ اٹھ کر چلے تو ابوجہل اور دوسرے چند لوگوں نے ان عیسائیوں کو گھیر لیا اور ملامت کرنے لگے ان لوگوں نے نرمی کے ساتھ جواب دیا کہ آپ اپنے طریقے پر چلیں ہمیں اپنے طریقے پر چلنے دیں۔ ہم اپنے آپ کو جان بوجھ کر بھلائی سے محروم نہیں کر سکتے۔ { یہ واقعہ ابن ہشام نے سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۲ پر نقل کیا ہے اور البدایہ والنہایہ میں بھی تیسری جلد کے صفحہ ۸۲ پر مذکور ہے۔

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ

مِنْ رَّبِّنَآ	اَلْحَقُّ	اِنَّهٗ	اٰمَنَّا بِهٖ	قَالُوْٓا	يُتْلٰى عَلَيْهِمْ	وَاِذَا
ہمارے رب کیطرف سے	حق	بیشک یہ	ہم ایمان لائے اس پر	وہ کہتے ہیں	پڑھا جاتا ہے ان پر (سامنے)	اور جب

اور جب ان کے سامنے (قرآن) پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کیطرف سے

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

مُسْلِمِيْنَ	مِنْ قَبْلِهٖ	اِنَّا + كُنَّا
فرماں بردار	اس سے پہلے ہی	بیشک ہم تھے

بیشک ہم پہلے ہی اس کے فرماں بردار تھے۔

﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (القرآن) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○ (موحدین)

﴿۵۲﴾ اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ قرآن سچی کتاب ہے ہمارے رب کے پاس سے آئی ہے بے شبہ ہم اس کے اترنے سے پہلے موحّد تھے۔

تشریح

﴿۵۲﴾ اللہ کا دین شروع سے ایک ہی رہا ہے "اسلام" اہل کتاب میں سے جو حق پسند ہیں اور جو پچھلے نبیوں پر ایمان لائے اور آسمانی کتابوں کے ماننے والے تھے ان کے سامنے جب قرآن پیش کیا جاتا ہے تو وہ فوراً آگے بڑھ کر اس کو قبول کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے، ہم تو پہلے سے ہی مسلم ہیں۔ پہلے بھی ہمارا دین اسلام تھا اور اب بھی ہمارا دین اسلام ہے، ان کو مذہب تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ایمان کا وہی تسلسل ہے جس میں انھوں نے تورات، انجیل، موسیٰ اور عیسیٰ کو پایا تھا اور وہی تسلسل ہے جسمیں انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو پایا ہے کیونکہ شروع ہی سے اللہ کا دین اسلام رہا ہے اور اسلام کے ماننے والوں کا نام مسلم رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند آیات سے یہ حقیقت اچھی طرح سامنے آجاتی ہے۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران آیت ۱۹) (درحقیقت اللہ کے نزدیک تو دین صرف اسلام ہے)۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران آیت ۸۵) اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (یونس ۷۲) میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلموں میں شامل ہو کر رہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ، يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (البقرہ آیت ۱۳۱ تا ۱۳۳)

جب کہ اس کے رب نے اس سے کہا کہ مسلم (تابع فرمان) ہو جاؤ، تو اس نے کہا میں مسلم ہو گیا رب العلمین کے لئے اور اسی چیز کی وصیت کی ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو اور یعقوبؑ نے بھی۔ کہ اے میرے بچو اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کیا ہے لہٰذا تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی وفات کا وقت آیا؟ جب کہ اس نے اپنی اولاد سے پوچھا کس کی بندگی کروگے تم میرے بعد؟ انھوں نے جواب دیا ہم بندگی کرینگے آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کی اسکو اکیلا معبود مان کر اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (آل عمران رکوع ۷)

ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ یک سو مسلم تھا۔

حضرت ابراہیم واسماعیل خود دُعا مانگتے ہیں :۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔ (البقرہ آیت ۱۲۸) اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری مسلم ہو۔

حضرت لوطؑ کے قصے میں ارشاد ہوتا ہے :۔ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الذاریات آیت ۳۶) ہم نے قوم لوط کی بستی میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔

حضرت یوسفؑ بارگاہِ عزت العزت میں عرض کرتے ہیں :۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف آیت ۱۰۱) مجھ کو مسلم ہونے کی حالت میں موت دے اور صالحوں کے ساتھ ملا۔

حضرت موسیٰ اپنی قوم سے کہتے ہیں :۔ يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ (یونس آیت ۸۴) اے میری قوم کے لوگو اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلم ہو۔

بنی اسرائیل کا اصل مذہب یہودیت نہیں بلکہ اسلام تھا۔ اس بات کو دوست اور دشمن سب جانتے تھے۔ چنانچہ فرعون نے سمندر میں ڈوبتے وقت آخری کلمہ جو کہا تھا وہ یہ ہے :۔ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (یونس آیت ۹)

تمام انبیاء بنی اسرائیل کا دین بھی یہی اسلام تھا :۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا (المائدہ آیت ۴۴) ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اسی کے مطابق وہ نبی مسلم تھے ان لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے جو یہودی ہو گئے تھے۔

یہی حضرت سلیمانؑ کا دین تھا چنانچہ ملکۂ سبا ان پر ایمان لاتے ہوئے کہتی ہے :۔ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ میں سلیمان کے ساتھ رب العلمین کی مسلم ہو گئی۔

اور یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا دین تھا :۔ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (المائدہ آیت ۱۱۱) اور جبکہ میں نے حواریوں پر وحی کی کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں ــــــــ الفاظ کچھ بھی ہوں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین نازل کیا ہے اور جو اللہ کے رسولوں اور آسمانی کتابوں کے ذریعہ بندوں تک پہنچا ہے وہ دین اسلام ہے۔ فرمانِ خداوندی کے آگے سر جھکا دینا یہی عالمگیر ازلی ابدی دین حق ہے۔

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ

وَيَدْرَءُونَ	بِمَا صَبَرُوا	مَّرَّتَيْنِ	أَجْرَهُم	يُؤْتَوْنَ	أُولَٰئِكَ
اور وہ دور کرتے ہیں	اسلئے کہ انھوں نے صبر کیا	دوہرا	ان کا اجر	دیا جائیگا انہیں	یہی لوگ

یہی لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوہرا دیا جائے گا اس لئے کہ انھوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی سے

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾

	يُنفِقُونَ	رَزَقْنَاهُمْ	وَمِمَّا	السَّيِّئَةَ	بِالْحَسَنَةِ
	خرچ کرتے ہیں۔	ہم نے دیا انہیں	اور اس سے جو	برائی کو	بھلائی سے

برائی کو دور کرتے ہیں، اور جو ہم نے انہیں دیا وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۵۴) أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِإِيمَانِهِمْ بِالْكِتَابَيْنِ بِمَا صَبَرُوا بِصَبْرِهِمْ عَلَى الْعَمَلِ بِهِمَا وَيَدْرَءُونَ يَدْفَعُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ مِنْهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○ يَتَصَدَّقُونَ

(۵۴) یہی لوگ ہیں کہ ان کو دوہرا اجر ملیگا اس سبب سے کہ وہ کتابوں پر ایمان لائے اور ان پر عمل کرتے رہے

اور جو کوئی ان سے برائی سرزد ہوتی ہے اس کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔

تشریح

(۵۴) اہل کتاب مومنین کے لئے دوہرا اجر | وہ اہل کتاب جنھوں نے حق سے گریز نہیں جس وقت جو حق پہنچا اس کے سامنے بے تکلف گردن جھکا دی۔ ایسے لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک اجر اس ایمان کا جو وہ پہلے حضرت عیسیٰ ؑ پر رکھتے تھے اور دوسرا اجر اس ایمان کا جو وہ نبی ؐ پر لائے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے اسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ. رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ... "

تین شخص ایسے میں جن کو دوہرا اجر ملے گا ایک وہ ہے جو اہل کتاب میں سے تھا اور اپنے نبی ؑ پر ایمان رکھتا تھا پھر محمد ؐ پر ایمان لایا۔

یہ دوہرا اجر اُن کو اسلئے ملے گا کہ وہ نسلی قومی تعصبات سے الگ ہو کر دین حق پر ثابت قدم رہے اور نئے نبی کی آمد پر جو سخت امتحان درپیش ہوا اسمیں انھوں نے ثابت کر دیا کہ وہ حقیقت میں خدا پرست تھے ایسے حق پرست لوگ بدی کا جواب بدی سے نہیں دیتے اور جھوٹ کے مقابلہ میں صداقت لاتے ہیں اور ظلم کا مقابلہ انصاف سے کرتے ہیں اور شرارت کو شرافت سے دفع کرتے ہیں وہ راہ حق میں مالی ایثار بھی کرتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں حقوق العباد کو ضائع نہیں کرتے۔ اپنا مال خرچ کر کے حقیقت حال جاننے کیلئے حق کی تلاش میں حبشہ سے سفر کر کے مکہ آئے کیونکہ انھوں نے سنا کہ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو تحقیق کریں اور اگر سچائی ہو تو قبول کریں۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

وَلَكُمْ	أَعْمَالُنَا	لَنَا	وَقَالُوا	عَنْهُ	أَعْرَضُوا	اللَّغْوَ	سَمِعُوا	وَإِذَا
اور تمہارے لئے	ہمارے لئے ہمارے عمل	ہمارے لئے	اور کہتے ہیں	اس سے	وہ کنارہ کرتے ہیں	بیہودہ بات	وہ سنتے ہیں	اور جب

اور جب وہ بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے

أَعْمَالُكُمْ ز سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ز لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿۵۵﴾

الْجَاهِلِينَ	لَا نَبْتَغِي	عَلَيْكُمْ	سَلَامٌ	أَعْمَالُكُمْ
جاہل (جمع)	ہم نہیں چاہتے	تم پر	سلام	تمہارے عمل

لئے تمہارے عمل، تم پر سلام ہو ہم جاہلوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے۔

﴿۵۵﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ الشَّتْمَ وَالْأَذَى مِنَ الْكُفَّارِ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ز سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سَلَامُ مُتَارَكَةٍ أَيْ سَلِمْتُمْ مِنَّا مِنَ الشَّتْمِ وَغَيْرِهِ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ○ لَا نَصْحَبُهُمْ وَنَزَلَ فِي حِرْصِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِيْمَانِ عَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ

﴿۵۵﴾ اور جب وہ کافروں سے سخت کلامی سنتے ہیں اس سے منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے واسطے تمہارے عمل ہیں تم ہمارے برا کہنے سے سلامت رہو یعنی ہم تمہارے سب و شتم کے عوض تم کو برا نہیں کہتے ہم جاہلین کے ساتھی نہیں۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ رغبت تھی اسطرف کہ میرا چچا ابوطالب ایمان لا وے اسپر یہ آیت نازل ہوئی

تشریح

﴿۵۵﴾ **شرارت کے جواب میں شرافت** یہ حق پرست لوگ شرارت کا جواب شرافت سے دیتے ہیں جب انھوں نے بیہودہ بات سنی تو یہ کہہ کر اپنے آپ کو الگ کر لیا کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ تم کو سلام ہے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے ـــــــ محمد ابن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ قیام مکہ کے زمانے میں تقریباً بیس اشخاص حبشہ سے حضورؐ کی خبر سنکر آئے کہ تحقیق کریں کہ کیسے شخص ہیں۔ آپ سے بات چیت کی آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بڑے زور سے آپکی تصدیق کی۔ جب مشرف بہ ایمان ہو کر واپس ہونے لگے تو ابوجہل جیسے مشرکین نے ان پر آوازے کسے کہ ایسے احمقوں کا قافلہ آج تک نہ دیکھا ہوگا جو ایک شخص کی تحقیق حال کرنے آئے تھے اور اس کے غلام بنکر اور اپنا دین چھوڑکر جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔" سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نُجَاهِلُكُمْ لَنَا مَا نَحْنُ عَلَيْهِ وَلَكُمْ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، لَمْ نَأْلُ أَنْفُسَنَا خَيْرًا"۔ بس ہم تم کو سلام کریں معاف رکھو ہم تمہاری جہالت کا جواب جہالت سے دینا نہیں چاہتے ہم میں سے جو جس حال پر ہے اس کا وہی حصہ ہے ہم نے اپنے نفس کا بھلا چاہنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

شاہ عبدالقادرؒ نے تفسیر موضح القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر سمجھے گا اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ

إِنَّكَ	لَا تَهْدِي	مَنْ أَحْبَبْتَ	وَ	لَٰكِنَّ اللَّهَ	يَهْدِي	مَنْ
بیشک	ہدایت نہیں دے سکتے	جس کو تم چاہو	اور	لیکن (بلکہ) اللہ	ہدایت دیتا ہے	جس

بیشک تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے ۔ بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۔

يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ

يَشَاءُ	وَهُوَ	أَعْلَمُ	بِالْمُهْتَدِينَ	وَقَالُوا	إِنْ ۔ نَتَّبِعِ	الْهُدَىٰ
وہ چاہتا ہے	اور وہ	خوب جانتا ہے	ہدایت پانے والوں کو	اور وہ کہتے ہیں	اگر ہم پیروی کریں	ہدایت

اور ہدایت پانے والوں کو وہ خوب جانتا ہے ۔ اور وہ کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی

مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا

مَعَكَ	نُتَخَطَّفْ	مِنْ ۔ أَرْضِنَا	أَوَلَمْ	نُمَكِّنْ	لَهُمْ	حَرَمًا ۔ آمِنًا
تمہارے ساتھ	ہم اچک لیے جائینگے	اپنی سرزمین سے	کیا نہیں	ٹھکانہ دیا ہم نے	انہیں	حرمت والا مقام امن

کریں تو ہم اپنی سرزمین سے اُچک لئے جائیں گے ۔ کیا ہم نے انہیں حرمت والے مقام امن میں ٹھکانہ نہیں دیا

يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

يُجْبَىٰ ۔ إِلَيْهِ	ثَمَرَاتُ	كُلِّ شَيْءٍ	رِزْقًا	مِنْ لَدُنَّا	وَلَٰكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ
کھنچے چلے آتے ہیں اسکی طرف	پھل	ہر چیز (قسم)	بطور رزق	ہماری طرف سے	اور لیکن	انمیں اکثر	نہیں جانتے

اسکی طرف کھنچے چلے آتے ہیں پھل ہر قسم کے ہماری طرف سے بطور رزق لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے ۔

(٥٦) إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ هِدَايَتَهُ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ
أَعْلَمُ أَيْ عَالِمٌ بِالْمُهْتَدِينَ ○
(٥٧) وَقَالُوا أَيْ قَوْمُهُ إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ
مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَيْ
نُنْتَزَعْ مِنْهَا بِسُرْعَةٍ قَالَ تَعَالَىٰ أَوَلَمْ
نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يَأْمَنُونَ
فِيهِ مِنَ الْإِغَارَةِ وَالْقَتْلِ الْوَاقِعَيْنِ
مِنْ بَعْضِ الْعَرَبِ عَلَىٰ بَعْضٍ
يُجْبَىٰ بِالْفَوْقَانِيَّةِ وَالتَّحْتَانِيَّةِ

(٥٦) إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الخ ۔ بیشک تو جس کو ہدایت
کرنا چاہے اسکو ہدایت نہیں کرسکتا ولیکن اللہ جس کو چاہے
ہدایت کرتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو
(٥٧) اور آپ کی قوم نے کہا ہے کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی
کریں تو ہم فوراً اپنے شہر سے نکالدئے جائیں ۔ اللہ تعالے نے
فرمایا کیا ہم نے انکو جگہ نہیں دی حرم امن والے میں کہ وہاں وہ لوگ
لوٹ مار سے محفوظ ہیں جو اور ملک عرب میں پھیلی ہوئی ہے کہ بعض
عرب بعض کو لوٹتے اور مارتے ہیں وہ حرم کہ اسمیں ہر طرف سے
ہر قسم کے میوے کھنچے چلے آتے ہیں ۔

اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ مِّنْ كُلِّ اَیْ بِرِزْقِهِمْ مِّنْ لَّدُنَّا اَیْ عِنْدِنَا — یہ ہماری طرف سے ان کو روزی عطا ہوتی ہے۔

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اَیْ مَا نَقُوْلُهٗ حَقٌّ — ولیکن ان میں سے اکثر آدمی یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ راست ہے۔

تشریح

(۵۶) جو ہدایت چاہتا ہے اسکو ہدایت اللہ دیتے ہیں | نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ آپ کے قلب مبارک سے رحمت ورافت کے چشمے پھوٹتے تھے آپکی بڑی خواہش رہتی تھی کہ اللہ کے بندے اللہ کی رحمت کے سائے میں آجائیں اس کے لئے آپ سمجھانے بجھانے میں اور نصیحت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ جب آپ دیکھتے تھے کہ لوگ قبول حق کی طرف مائل نہیں ہیں تو بڑا کڑھتے تھے۔ جن لوگوں سے آپ کو ذاتی طور پر محبت تھی اور خاص تعلق تھا ان کے بارے میں آپ اور بھی زیادہ حساس تھے۔

ایک طرف حبشہ سے لوگ آکر ایمان کی دولت لیجا رہے تھے دوسری طرف اپنے ہی گھر کے لوگ اور اپنی ہی قوم کے افراد اس دولت کی قدر کرنے کے بجائے مخالفت پر کمر باندھے ہوئے تھے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ہدایت تمہارے قبضے میں نہیں ہے ایسا نہیں ہے کہ جسے تم چاہو راہِ ہدایت پر لے آؤ جو خود ہدایت پانے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کی توفیق دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے دلوں کا حال خوب معلوم ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپکو تسلی دی کہ آپ جاہلوں کی لغو باتوں اور اپنے خاص عزیز واقارب کے حق کو نہ ماننے سے غمگین نہ ہوں آپ کا جو فرض ہے آپ ادا کرتے رہیں۔ لوگوں کی عقلیں مختلف ہیں اللہ ہی کے علم واختیار میں ہے کہ ان میں سے کسے راہ پر لایا جائے۔

(۵۷) اسلام قبول نہ کرنے کی ایک وجہ معاشی نقصان کا ڈر | مکے کے قریش اسلام قبول نہ کرنے کے لئے ایک عذر یہ پیش کرتے تھے کہ مکے میں انکو جو مقام حاصل ہے اور ہمارے تجارتی قافلے محفوظ ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ہر قبیلے کے بت کو خانہ کعبہ میں جگہ دے رکھی ہے اور عرب کے تمام قبیلوں میں انکو پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔

اگر وہ حضرت محمد ﷺ کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں تو کعبہ میں کوئی بت نہیں رہیگا اور انہیں عرب کے قبیلوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑیگا اور اس کی وجہ سے انکی تجارت اور معاشی زندگی متاثر ہوگی۔

ان کے اس عذر کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ آج جو حرم مکہ امن وامان کی جگہ بنا ہوا ہے اور سارا عرب اس شہر کا احترام کرتا ہے کہ یہاں کسی طرح کی بدامنی کو سخت گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اس جگہ کا یہ احترام بت پرستی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ کے اس فضل خاص کا نتیجہ ہے کہ ڈھائی ہزار سال پہلے اس چٹیل میدان میں ایک اللہ کا بندہ اپنی بیوی اور ننھے بچے کو لے کر آیا تھا اس نے یہاں اللہ کا گھر تعمیر کیا اللہ نے اس کو حرم بنا دیا اور لوگوں کو بلا دیا کہ آؤ اس گھر کی طرف اور اس کا طواف کرو۔ اب یہ اللہ کی دی ہوئی برکت نہیں تو اور کیا ہے کہ صدیوں سے یہ جگہ مرکز بنی ہوئی ہے، یہاں امن وامان ہے ہر شخص اس گھر کا احترام کرتا ہے۔ ہزاروں انسان اس گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اللہ کی اسی نعمت کی وجہ سے تم عرب کے سردار بنے ہوئے ہو۔ جس پروردگار نے تمہیں یہ نعمت بخشی ہے تم اس سے بغاوت کر کے کس طرح سرخرو ہو سکتے ہو۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ

وَكَمْ	اَهْلَكْنَا	مِنْ قَرْيَةٍ	بَطِرَتْ	مَعِيْشَتَهَا	فَتِلْكَ	مَسٰكِنُهُمْ	لَمْ تُسْكَنْ
اور کتنی	ہلاک کردیں ہم نے	بستیاں	اترائی تھیں	اپنی معیشت پر	سو۔ یہ	انکے مسکن	نہ آباد ہوئے

اور کتنی (ہی) بستیاں ہم نے ہلاک کردیں' جو اپنی معیشت پر اترائی تھیں۔ سو یہ ہیں ان کے مسکن نہ آباد ہوئے

مِنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

مِنْ بَعْدِهِمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا	وَكُنَّا	نَحْنُ	الْوٰرِثِيْنَ	وَمَا كَانَ	رَبُّكَ
ان کے بعد	مگر	قلیل	اور ہوئے ہم	ہم	وارث (جمع)	اور نہیں ہے	تمہارا رب

ان کے بعد مگر قلیل (مدت) اور ہم ہی ہوئے وارث اور تمہارا رب نہیں ہے

مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ

مُهْلِكَ	الْقُرٰى	حَتّٰى	يَبْعَثَ	فِيْٓ اُمِّهَا	رَسُوْلًا	يَتْلُوْا	عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِنَا
ہلاک کرنیوالا	بستیاں	جب تک	بھیجدے	اسکی بڑی بستی میں	کوئی رسول	وہ پڑھے	ان پر	ہماری آیات

بستیوں کو ہلاک کرنے والا جب تک اسکی بڑی بستی میں کوئی رسول نہ بھیجدے وہ ان پر ہماری آیات پڑھے،

وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ

وَمَا كُنَّا	مُهْلِكِي	الْقُرٰٓى	اِلَّا	وَاَهْلُهَا	ظٰلِمُوْنَ	وَمَآ اُوْتِيْتُمْ
اور ہم نہیں	ہلاک کرنیوالے	بستیاں	مگر (جبتک)	اسکے رہنے والے	ظالم (جمع)	اور جو دی گئیں تمہیں

اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں جب تک انکے رہنے والے ظالم (نہ) ہوں اور نہیں جو چیز دی گئی ہے

مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

مِّنْ شَيْءٍ	فَمَتَاعُ	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَزِيْنَتُهَا	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ
کوئی چیز	سو سامان	زندگی	دنیا	اور اسکی زینت	اور جو	اللہ کے پاس

سو وہ (صرف) دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

ع ۶ ۱۰ ۹

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

خَيْرٌ	وَّاَبْقٰى	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
بہتر	اور باقی رہنے والا۔ تادیر	سو کیا تم سمجھتے نہیں ؟

وہ بہتر ہے اور تادیر باقی رہنے والا ہے سو کیا تم سمجھتے نہیں ؟

﴿۵۸﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا اَىْ عَيْشُهَا وَاُرِيْدَ بِالْقَرْيَةِ اَهْلُهَا فَتِلْكَ

(۵۸) اور ہم نے بہت گاؤں والوں کو ہلاک کیا کہ جو اپنی معیشت اور دولت پر نازاں تھے۔ پس یہ ان کے گھر موجود

فیصل

مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ لِلْمَارَّةِ يَوْمًا اَوْ بَعْضَهٗ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ مِنْهُمْ

ہیں کہ ان کے بعد ان میں کوئی نہیں رہا مگر تھوڑی دیر یعنی مسافرین ایک آدھ دن انمیں ٹھیر جاتے ہیں باقی ویران پڑے رہتے ہیں اور ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔

(۵۹) وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمِ اَهْلِهَا حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا اَيْ اَعْظَمِهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ بِتَكْذِيْبِ الرُّسُلِ

(۵۹) اور تیرا رب شہروں کو بوجہ ظلم ان کے رہنے والوں کے ہلاک نہیں کرتا یہاں تک کہ انہیں سے بڑے شہر میں کوئی پیغمبر بھیجے کہ وہ انکو ہمارے احکام سنادے۔ اور ہم نہیں ہلاک کرتے شہروں کو مگر جبکہ وہاں کے رہنے والے پیغمبروں کی تکذیب کریں

(۶۰) وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ اَيْ تَتَمَتَّعُوْنَ وَتَتَزَيَّنُوْنَ بِهٖ اَيَّامَ حَيٰوتِكُمْ ثُمَّ يَفْنٰى وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ ثَوَابُهٗ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ اَنَّ الْبَاقِيَ خَيْرٌ مِّنَ الْفَانِيْ

(۶۰) اور جو کوئی چیز تم کو عطا ہوئی یہ زندگی دنیا کا فائدہ ہے اور دنیا کی زیبائش ہے یعنی زندگی بھر اس سے فائدہ اٹھاؤگے اور زینت حاصل کروگے پھر یہ فنا ہو جائے گی۔ اور اللہ کے پاس جو ثواب موجود ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے سو کیا تم یہ بات نہیں سمجھتے کہ جو چیز ہمیشہ رہے وہ فنا ہونے والے سے بہتر ہے۔

تشریح

(۵۸) قریش کے عذر کا دوسرا جواب | رہا معاشی نقصان کا خطرہ تو کیا دنیا کی دولت کوئی اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے حق سے منہ موڑا جائے ذرا اجاڑ بستیوں کو دیکھو جن کے لوگ اپنی خوشحالی پر اترانے لگے تھے اور عیش و عشرت میں پڑ کر سچائی سے منہ موڑ لیا تھا۔ آج ان کی کتنی بستیاں تباہ و برباد پڑی ہیں ان کے گھر ویران ہیں جن کو بسانے والا کوئی نہیں ہے۔ ہر چیز کے وارث ہم ہی ہیں خوشحال قومیں جن گمراہیوں اور بدکاریوں کو اختیار کرکے تباہ ہو چکی ہیں کیا تم ان سے بچ جاؤ گے۔؟

(۵۹) تباہی ایمان سے انکار پر آئے گی | اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی علاقے کے لوگ ظلم و زیادتی پر اتر آئیں کمزوروں کو دبانے لگیں تو پہلے ان بستیوں کے صدر مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول بھیجتے ہیں کہ وہ ان بستیوں کے لوگوں کو سمجھائیں۔ بجھائیں اور راہِ راست پر لانے کی کوشش کرے مگر جب وہ انکار پر ڈٹے رہتے ہیں اور کسی طرح اپنے آپ کو بدلنے اور سدھارنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ الٹا رسول کو ہی جھٹلانے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک مناسب مہلت دیکر پھر ان بستیوں کے بارے میں آخری فیصلہ فرما دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تباہی اور بربادی ایمان کے نتیجے میں نہیں آتی بلکہ انکار کے نتیجے میں آتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی چھوٹی بستی میں رسول نہیں بھیجا جاتا بلکہ اس علاقے کی مرکزی بستی میں پورے علاقے کے لئے رسول مقرر ہو جاتا ہے کیونکہ مکہ مکرمہ تمام عالم کی بستیوں کا مرکزی مقام ہے اور اسی لئے اس کا نام اُمُّ القُریٰ (بستیوں کا عالمی مرکز) ہے اسلئے وہاں سب سے عظیم اور آخری پیغمبر مبعوث ہوئے۔ مکے کا احترام پیغمبروں کی بدولت ہے اور وہاں کی معاشی خوش حالی اس احترام اور مرکزیت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ اگر ہم ان پیغمبر پر ایمان لے آئے تو ہماری معاشی زندگی تنگ ہو جائے گی بالکل الٹی بات ہے جو وجہ معاشی خوشحالی کی ہے اسکی وجہ سے معاشی تنگی کا تصور ایک غیر معقول عذر ہے۔

(۶۰) کیا معاشی خوشحالی ہی سب کچھ ہے | دنیا کی زندگی کیا ہے؟ چند سالوں کا دنیا میں رہنا ہے۔ یہاں کی عارضی زندگی میں انسان چاہے کتنا ہی سامان جمع کرلے چند سال عیش کی زندگی گزار کے دنیا سے جانا ہے اور سب کچھ یہیں چھوڑ کر رخصت ہو جانا ہے اس مختصر سی زندگی میں راحت و آرام اگر اس قیمت پر حاصل ہوتا ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی میں آدمی مصیبت میں مبتلا رہے تو کوئی عقلمند آدمی یہ گھاٹے کا سودا نہیں کرے گا متاعِ دنیا کے مقابلے میں اللہ کے پاس سامان آخرت دنیا سے کہیں بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ

اَفَمَنْ	وَّعَدْنٰهُ	وَعْدًا ۔ حَسَنًا	فَهُوَ	لَاقِيْهِ	كَمَنْ	مَّتَّعْنٰهُ	مَتَاعَ
سو کیا جو	ہم نے وعدہ کیا اس سے	وعدہ اچھا	پھر وہ	پانیوالا اسکو	اسکی طرح جسے	ہم نے بہرہ مند کیا	سامان

سو جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا پھر وہ اسکو پانے والا ہے، کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جسے ہم نے دنیا

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	ثُمَّ	هُوَ	يَوْمَ	الْقِيٰمَةِ	مِنَ	الْمُحْضَرِيْنَ
دنیا کی زندگی	پھر	وہ	روزِ	قیامت	سے	حاضر کئے جانے والے

کی زندگی کے سامان سے بہرہ مند کیا پھر وہ روزِ قیامت (گرفتار ہوکر) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوا

﴿٦١﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ مُصِيْبُهٗ وَهُوَ الْجَنَّةُ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا يَزُوْلُ عَنْ قَرِيْبٍ ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ النَّارَ اَلْاَوَّلُ الْمُؤْمِنُ وَالثَّانِيْ اَلْكَافِرُ اَيْ لَا تَسَاوِيْ بَيْنَهُمَا

﴿٦١﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ الخ پس کیا وہ شخص جس سے ہم نے عمدہ وعدہ کیا یعنی جنت کہ وہ اسکو ملے گی مثل اس شخص کے ہے کہ جسکو ہم نے زندگانی دنیا میں فائدہ پہنچایا پھر عنقریب وہ اس سے زائل ہوجاویگا اس کے بعد وہ دوزخ میں ڈالا جاویگا یعنی یہ دونوں کسی طرح برابر نہیں ہوسکتے ان دونوں میں اول سے مراد مومن ہے اور ثانی سے کافر۔

تشریح

﴿٦١﴾ **اللہ تعالیٰ دونوں جہان کی نعمتیں عطا کرنا چاہتے ہیں** اللہ کے اس دین، دینِ اسلام کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ تم دنیا کی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ اور دنیا میں اچھی زندگی نہ گزارو۔ ترکِ دنیا اسلام کی تعلیم نہیں ہے اور نہ دنیا و آخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں کہ دنیا لوگے تو آخرت جائے گی اور آخرت لوگے تو دنیا چھوٹے گی بلکہ دنیا اور آخرت دونوں ایک ہی سکّے کے دو رُخ ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتے بھی یہی ہیں کہ میرے بندے دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازے جائیں۔

مگر دنیا کیا ہے کم ہی لوگ اس بات کو گہرائی سے سمجھ پاتے ہیں۔ مولانا روم رح کہتے ہیں کہ:۔

؎ چیست دنیا از خدا غافل شدن ؛ نے قماش و نقرہ فرزند و زن

دنیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا۔ نہ کہ اچھے کپڑے دولت اور بیوی بچوں کا ہونا۔

اگر دنیا حلال راستے سے کمائی ہے اور حلال راستے پر خرچ ہورہی ہے تو حقیقت میں یہ دنیا نہیں ہے جب انسان آخرت سے غافل ہوکر حلال وحرام کی تمیز اٹھادے اور آخرت کی قیمت پر دنیا سمیٹنے لگے تو وہ اسلام کی نظر میں گھاٹے کا سودا ہے۔ اسلئے اگر انسان جائز راستے سے بغیر حرص وہوس کے دنیا حاصل کرتا ہے تو یہ بھی اللہ کی نعمت ہے جو شخص اللہ کے احکام پر عمل کرتا ہے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کیا وہ اس شخص جیسا ہے جو صرف دنیا کمانے کے پیچھے پاگل بنا پھرتا ہے اور حرام کی دولت سے دنیا کی زندگی کے چند روز عیش میں گزارنا چاہتا ہے لیکن قیامت کے دن اس حال میں پیش ہوگا کہ وہ مجرم کی صورت میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ

وَيَوْمَ	يُنَادِيهِمْ	فَيَقُولُ	أَيْنَ	شُرَكَاءِيَ	الَّذِينَ	كُنتُمْ تَزْعُمُونَ	قَالَ
اور جس دن	وہ پکاریگا انہیں	پس کہے گا	کہاں	میرے شریک	وہ جنہیں	تم گمان کرتے تھے	کہیں گے

اور جس دن وہ انہیں پکارے گا، کہے گا کہاں ہیں میرے شریک ؟ جنہیں تم میرا شریک گمان کرتے تھے. (پھر) کہیں گے

الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ

الَّذِينَ	حَقَّ	عَلَيْهِمُ	الْقَوْلُ	رَبَّنَا	هَٰؤُلَاءِ	الَّذِينَ	أَغْوَيْنَا	أَغْوَيْنَاهُمْ
وہ جو	ثابت ہوگیا	ان پر	حکم (عذاب)	اے ہمارے رب	یہ ہیں	وہ جنہیں	ہمنے بہکایا	ہم نے بہکایا انہیں

وہ جن پر حکم عذاب ثابت ہوگیا کہ اے ہمارے رب ! یہ ہیں وہ جنھیں ہمنے بہکایا ، ہم نے انہیں (ویسے ہی) بہکایا جیسے

كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ

كَمَا غَوَيْنَا	تَبَرَّأْنَا	إِلَيْكَ	مَا كَانُوا	إِيَّانَا	يَعْبُدُونَ	وَقِيلَ
جیسے ہم بہکے	ہم بیزاری کرتے ہیں	تیری طرف	وہ نہ تھے	ہماری	بندگی کرتے	اور کہا جائیگا

ہم (خود) بہکے تھے. ہم تیری طرف (تیرے حضور سے) بیزاری کرتے ہیں، وہ ہماری بندگی نہ کرتے تھے ، اور کہا جائیگا

ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا

ادْعُوا	شُرَكَاءَكُمْ	فَدَعَوْهُمْ	فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا	لَهُمْ	وَرَأَوُا
تم پکارو	اپنے شریکوں کو	سو وہ انہیں پکاریں گے	تو وہ جواب نہ دینگے	انہیں	اور وہ دیکھیں گے

تم اپنے شریکوں کو پکارو سو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ جواب نہ دینگے انہیں اور وہ عذاب

الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾

الْعَذَابَ	لَوْ أَنَّهُمْ	كَانُوا	يَهْتَدُونَ	
عذاب	کاش وہ	ہوتے	ہدایت یافتہ	

دیکھیں گے . کاش وہ ہدایت یافتہ ہوتے.

﴿٦٢﴾ وَاذْكُرْ يَوْمَ يُنَادِيهِمُ اللَّهُ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ○ هُمْ شُرَكَاءِي

﴿٦٢﴾ اور یاد کر اس دن کو کہ اللہ ان کو پکاریگا پھر فرمادیگا کہاں ہیں میرے شریک جنکو تم میرا ساجھی سمجھتے تھے۔

﴿٦٣﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ بِدُخُولِ النَّارِ وَهُمْ رُؤَسَاءُ الضَّلَالَةِ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ

﴿٦٣﴾ وہ لوگ بولیں گے جنکے لیے دوزخ میں جانا مقرر ہو چکا اور مراد ان سے گمراہوں کے سردار ہیں کہ اے ہمارے رب یہ لوگ

الَّذِیۡنَ اَغۡوَیۡنَا مُبتدأ وصفته اَغۡوَیۡنٰهُمۡ
خبرہ فغووا كَمَا غَوَیۡنَا ۚ لم نکرههم
عَلَى الغی تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَیۡكَ ۫ مِنهم مَا كَانُوۡۤا اِیَّانَا
یَعۡبُدُوۡنَ ۝ ما نافیة وتقدیم المفعول للفاصلة

جنکو ہم نے گمراہ کیا ہم نے ان پر زبردستی نہیں کی جیسے ہم گمراہ ہوئے ہم نے انکو بھی گمراہ کیا ہم ان سے تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتے ہیں وہ ہماری پرستش نہ کرتے تھے

(۶۴) وَقِیۡلَ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ اى الاصنام الذین
كنتم تزعمون انهم شركاء الله فَدَعَوۡهُمۡ
فَلَمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَهُمۡ دعاءهم وَرَاَوُا الۡعَذَابَ ۚ
ابصروه لَوۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا یَهۡتَدُوۡنَ ۝
فى الدنیا ما راوه فى الاخرة

(۶۴) اور حکم ہوگا کہ پکارو تم ان بتوں کو جنکو تم اللہ کا شریک سمجھتے تھے۔ سو وہ ان کو پکاریں گے پر وہ ان کو کچھ جواب نہ دینگے اور دیکھیں گے وہ عذاب کو کاش اگر وہ دنیا میں ہدایت پر رہتے تو آخرت میں یہ عذاب نہ دیکھتے.

تشریح

(۶۲) شرک کا انجام | اللہ تعالیٰ یکتا اور بے مثال ہیں انکے ساتھ کسی اور کی شرکت کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے نہ اللہ کے حدود اختیار میں کوئی شریک ہوسکتا ہے نہ انکی عظمت اور کبریائی میں اور نہ اس کی عبادت میں کسی کی شرکت ممکن ہے۔ شرک سب سے بڑا جرم اور ناقابل معافی گناہ ہے۔ قیامت کے دن جب پکار پڑے گی اللہ کے حضور میں حاضری ہوگی اور پوچھا جائے گا کہ جن ہستیوں کو تم اپنے خیال میں اللہ کے ساتھ شریک جانتے تھے اب ان کو پیش کرو وہ کہاں ہیں۔ محض دنیوی مفاد کی خاطر شرک پر اصرار، سچے رسول اور آخرت کی حقیقت کا انکار اس کا جو نتیجہ سامنے آنے والا ہے کیا یہ نفع کا سودا ہے یا نقصان کا؟ اگر دنیا کی مختصر سی زندگی میں تھوڑا بہت آرام مل بھی جائے تو ہمیشہ ہمیشہ کی سزا اس تھوڑے سے آرام کے مقابلے میں کتنی سخت ہے، اے دانشمندو! ذرا سوچو تو۔

(۶۳) جن ہستیوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جا رہا ہے میدان حشر میں وہ اپنا پلہ جھاڑ لیں گی | شرک کرنے والی جن ہستیوں کو چاہے وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے اللہ کا شریک بنا رہے ہیں اور جن کے مقابلے پر اللہ کے سچے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کر رہے ہیں اور جنکے بھروسے پر سیدھا راستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے ان کی اطاعت اور پیروی ایسی کی، جیسی پروردگار کی کرنی چاہیئے۔ جانتے ہیں میدان حشر میں کیا ہوگا؟ حشر کے میدان میں جب پروردگار کے سامنے پیش ہوکر بندے کہیں گے کہ اے ہمارے رب یہ ہیں جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو وہ جن کو شریک بنایا گیا تھا آگے بڑھ کر خود ہی کہیں گے کہ اے پروردگار بے شک ہم نے ان لوگوں کو گمراہ کیا مگر ہم نے ان پر کوئی زبردستی نہیں کی۔ جس طرح ہم اپنی مرضی سے گمراہ ہوئے اسی طرح یہ لوگ بھی اپنی مرضی سے گمراہ ہوئے ہم ان کے فعل کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جو انھوں نے کیا اس کے ذمہ دار یہ خود ہیں اور جو ہم نے کیا اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں ——— اور یہ ہماری بندگی نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی خواہش اور نفس کے بندے تھے۔ یہ انکی ہوا پرستی تھی جو ہمارے بہکانے میں آگئے۔ ہم ان کی عبادت سے بیزاری اظہار کرتے ہیں۔

(۶۴) میدانِ حشر میں کہا جائیگا کہ اب پکارو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو | میدانِ حشر میں کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جن ہستیوں کو تم دنیا میں ہمارا شریک ٹھہراتے تھے اب ان کو مدد کے لئے پکارو۔ شرک کرنے والے ان کو پکاریں گے مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں ملے گا۔ پھر وہ ان نیک ہستیوں کو پکاریں گے جن کو اللہ کا ساجھی بناتے تھے اور جن سے حاجتیں طلب کرتے تھے وہ بھی کوئی جواب نہ دیں گے کیونکہ وہ مشرکانہ حرکتوں سے کب راضی تھے۔ عذاب ان کے سامنے ہوگا اور اس وقت یہ حسرت کرتے ہوں گے کہ کاش دنیا میں سیدھی راہ چلے ہوتے اور ہدایت کا راستہ اختیار کئے ہوتے تو آج اس عذاب کا سامنا نہ ہوتا۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ

وَيَوْمَ	يُنَادِيهِمْ	فَيَقُولُ	مَاذَا	أَجَبْتُمُ	الْمُرْسَلِينَ	فَعَمِيَتْ	عَلَيْهِمُ
اور جس دن	وہ پکاریگا انہیں	تو فرمائیگا	کیا	تم نے جواب دیا	پیغمبر (جمع)	پس نہ سوجھے گی	ان کو

اور جس دن وہ انہیں پکارے گا تو فرمائیگا تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ پس ان کو کوئی بات نہ

الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَ

الْأَنبَاءُ	يَوْمَئِذٍ	فَهُمْ	لَا يَتَسَاءَلُونَ	فَأَمَّا	مَن تَابَ	وَآمَنَ	وَ
خبریں (باتیں)	اس دن	پس وہ	آپس میں سوال نہ کریں گے	سو لیکن	جس نے توبہ کی	اور وہ ایمان لایا	اور

سوجھے گی اس دن پس وہ آپس میں (بھی) سوال نہ کرسکیں گے۔ سو جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا اور

عَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ

عَمِلَ + صَالِحًا	فَعَسَىٰ	أَن يَكُونَ	مِنَ	الْمُفْلِحِينَ	وَرَبُّكَ	يَخْلُقُ
اس نے عمل کئے اچھے	تو امید ہے	کہ وہ ہو	سے	کامیابی پانے والے	اور تمہارا رب	پیدا کرتا ہے

اس نے اچھے عمل کئے تو امید ہے کہ وہ کامیابی پانے والوں میں سے ہو۔ اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو

مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ

مَا يَشَاءُ	وَيَخْتَارُ	مَا كَانَ	لَهُمُ	الْخِيَرَةُ	سُبْحَانَ + اللَّهِ
جو وہ چاہتا ہے	اور وہ پسند کرتا ہے	نہیں ہے	انکے لئے	اختیار	اللہ پاک ہے

وہ چاہتا ہے اور (جو) وہ پسند کرتا ہے۔ نہیں ہے ان کے لئے (ان کا کوئی) اختیار اللہ اس سے پاک ہے

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾

وَتَعَالَىٰ	عَمَّا + يُشْرِكُونَ
اور برتر	اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں۔

اور برتر ہے اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں۔

﴿٦٥﴾ وَاذْكُرْ يَوْمَ يُنَادِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِلَيْكُمْ
﴿٦٦﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ الْأَخْبَارُ الْمُنْجِيَةُ فِي الْجَوَابِ يَوْمَئِذٍ أَيْ لَمْ يَجِدُوا خَبَرًا لَهُمْ فِيهِ نَجَاةٌ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝

(٦٥) اور یاد کر اس دن کو کہ اللہ ان کو پکاریگا پھر فرمادیگا کہ تم نے ان پیغمبروں کی کیا بات مانی جنکو میں نے تمہاری طرف بھیجا
(٦٦) سو وہ حیران ہو جائینگے اور اس دن انکو کوئی راہ جواب دینے کی نظر نہ آوے گی اور کوئی سبیل نجات کی نہ پاوینگے سو وہ باہم بھی ایک دوسرے سے کچھ نہ پوچھینگے بلکہ خاموش

عَنۡهُ فَيَسۡتَكُوۡنَ

(۶۷) فَاَمَّا مَنۡ تَابَ مِنَ الشِّرۡكِ وَاٰمَنَ
صَدَّقَ بِتَوۡحِيۡدِ اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا
اَدَّى الۡفَرَائِضَ فَعَسٰۤى اَنۡ يَّكُوۡنَ مِنَ
الۡمُفۡلِحِيۡنَ ○ النَّاجِيۡنَ بِوَعۡدِ اللّٰهِ

(۶۸) وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ ؕ مَا يَشَاءُ
مَا كَانَ لَهُمُ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ الۡخِيَرَةُ ؕ الْاِخْتِيَارُ
فِىْ شَىْءٍ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يُشۡرِكُوۡنَ ○ عَنْ اِشْرَاكِهِمْ

ہو جائیں گے۔

(۶۷) پر وہ شخص جس نے شرک سے توبہ کی اور اللہ کی توحید کا مقر ہوا اور نیک عمل کئے یعنی اللہ کے فرض ادا کئے پس نزدیک ہے کہ وہ نجات پاوے بسبب وعدہ حق تعالےٰ کے

(۶۸) اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پسند فرماتا ہے مشرکین کو کسی امر کا اختیار نہیں۔
اللہ پاک ہے اور برتر ان کے شرک کرنے سے۔

تشریح

(۶۵) اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم نے ہمارے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ | پہلا سوال توحید کے بارے میں تھا۔ اب یہ دوسرا سوال رسالت کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کہ ہم نے تمہارے پاس اپنے رسول بھیجے تھے تاکہ اگر تم اپنی عقل سے نہ سمجھو تو رسولوں کے سمجھانے سے سمجھ سکو۔ بتاؤ تم نے ہمارے رسولوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا؟ اور ان کو کیا جواب دیا تھا؟

(۶۶) رسولوں کے تعلق سے انکے پاس کوئی جواب نہ ہوگا | اللہ تعالےٰ کے اس سوال کا ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا اور نہ آپس میں ہی ایک دوسرے سے پوچھ سکیں گے۔ ان کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی جو انکار رسالت کی تائید میں پیش کر سکیں زبانیں ایسی گنگ ہو جائینگی کہ ایک دوسرے سے بھی نہ پوچھ سکیں گے کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائے۔ کیونکہ اللہ کے رسولوں کی صداقت اس طرح واضح ہو چکی تھی کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہتا تھا اسلئے جواب دیں بھی تو کیا دیں۔ "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" نہ نکلنے کا کوئی راستہ اور نہ کھڑے رہنے کا کوئی مقام۔ حیرانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

(۶۷) کامیابی کا واحد راستہ۔ ایمان اور عمل صالح | آخرت کی کامیابی کا واحد راستہ یہ ہے کہ انسان اللہ پر ایمان لائے اسکے رسولوں کی صداقت کو تسلیم کرے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ نہ سمجھے آخرت پر یقین رکھے اور رسولوں نے نیک عمل کا جو راستہ بتایا ہے اس کے مطابق اپنے اعمال کو درست کرے۔ عبادت، معاشرت، معیشت، معاملات، سیاست زندگی کے تمام امور کو اللہ کے احکام کے تابع کردے، جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے سیدھی راہ پر گامزن ہو۔ شاہانہ انداز میں وعدہ کیا جارہا ہے کہ امید ہے وہ فلاح یاب ہونے والوں میں شامل ہوں گے۔ واضح رہے کہ آخرت میں کامیابی کے علاوہ دنیا میں بھی ایک مطمئن اور پاکیزہ زندگی کے لئے اسلام کا یہ نظام عملاً قائم کرنے میں ہی انسانیت کی بھلائی ہے۔

(۶۸) اللہ تو ہر چیز کے خالق بھی ہیں اور مکمل اختیارات کے مالک بھی | اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات والاصفات ہر عیب سے پاک اور بہت بلند وبالا ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے اور تمام اختیارات کا پورا پورا مالک ہے۔ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو جو دینا چاہے، بخشنا چاہے بخش دیتا ہے کسی میں اگر کوئی خوبی کوئی کمال ہے تو وہ اس کا اپنا نہیں ہے اللہ کا دیا ہوا ہے۔ وہ جس سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں لیتے ہیں۔ کسی مخلوق کو حق نہیں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو مشکل کشا یا با اختیار جانے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی پتہ نہیں ہل سکتا۔ پھر کسی بندے کو بندگی کے مقام سے اٹھا کر خدائی کا مقام دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ ہر مخلوق کا سر نیاز صرف اللہ کے آگے جھکنا چاہئے ہر ایک کو اپنی حاجت کے لئے اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔ بگڑی قسمتوں کا بنانے والا وہی ہے حاجتیں پوری کرنے والا وہی ہے زندگی کے سامان عطا کرنے والا وہی ہے اسکے ساتھ نہ کوئی ساجھی ہے نہ شریک۔

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

وَرَبُّكَ	يَعْلَمُ	مَا تُكِنُّ	صُدُوْرُهُمْ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ	وَهُوَ اللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ
اور تمہارا رب	جانتا ہے	جو چھپا ہے	اُن کے سینے	اور جو	وہ ظاہر کرتے ہیں	اور وہی اللہ	نہیں کوئی معبود

اور تمہارا رب جانتا ہے جو اُن کے سینوں میں چھپا ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور وہی ہے اللہ اسکے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

اِلَّا هُوَ	لَهُ الْحَمْدُ	فِي الْاُوْلٰى	وَالْاٰخِرَةِ	وَلَهُ الْحُكْمُ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
اسکے سوا	اسی کیلئے تمام تعریفیں	دنیا میں	اور آخرت	اور اسی کیلئے فرمانروائی	اور اسی کیطرف	تم لوٹ کر جاؤ گے

معبود نہیں اسی کیلئے ہیں تمام تعریفیں دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کیلئے ہے فرمانروائی اور اسی کیطرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

﴿٦٩﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ تُسِرُّ قُلُوْبُهُمْ مِنَ الْكُفْرِ وَغَيْرِهٖ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ بِاَلْسِنَتِهِمْ مِنَ الْكَذِبِ

﴿٦٩﴾ اور تیرا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں کفر وغیرہ پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ زبانوں سے ظاہر جھوٹ بولتے ہیں۔

﴿٧٠﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الْجَنَّةِ وَلَهُ الْحُكْمُ الْقَضَاءُ النَّافِذُ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ بِالنُّشُوْرِ

﴿٧٠﴾ اور وہ اللہ ہے کوئی معبود اسکے سوا نہیں اسی کے لئے حمد ہے دنیا میں اور جنت میں اور اسی کا حکم جاری ہے ہر چیز میں اور اسی کی طرف بعد مرنے کے زندہ ہو کر جاؤ گے۔

تشریح

﴿٦٩﴾ اللہ تعالیٰ دلوں میں چھپے ہوئے فاسد خیالات کو بھی جانتے ہیں | اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے داخلی اور ظاہری اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کے انتظامات فرمائے ہیں۔ اندرونی انتظام یہ ہے کہ اللہ نے انسان کی فطرت سلیم بنائی ہے جو اگر اپنی اصل حالت پر ہو تو حق کو فوراً قبول کر لیتی ہے بیرونی انتظامات یہ ہیں کہ قدم قدم پر اللہ کی نشانیاں موجود ہیں جو بندے سے کہہ رہی ہیں کہ میرا بنانے والا اور تجھے پیدا کرنے والا پروردگار ہے جو لاشریک ہے سے

ہر گیاہے کہ از زمیں روید ❊ وحدہٗ لاشریک می گوید

گھاس کا ایک تنکا بھی زمین سے نکلتا ہے، تو وہ وحدہٗ لاشریک کہتا ہوا باہر آتا ہے۔

اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے اپنی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگ ہدایت کے راستے کو جانیں اور اس پر چلیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان تمام انتظامات کے ہوتے ہوئے کبھی انسان کے دل میں حق کی کرن نہ چمکی ہو اس کے خیالات میں ارتعاش نہ پیدا ہوا ہو اسکی روح میں کبھی حق کا ساز نہ ابھرا ہو۔ اسلئے فرمایا کہ آپ کا رب خوب جانتا ہے جو وہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو وہ زبانوں سے ظاہر کرتے ہیں۔ وہ دلوں کے فاسد عقیدوں کو بھی جانتا ہے اُنکی بدنیتوں کا بھی علم رکھتا ہے وہ ہر شخص کی پوشیدہ استعداد اور قابلیت سے خوب واقف ہے اور زبان ہاتھ پاؤں وغیرہ سے جو وہ عمل کرتا ہے وہ بھی اللہ سے کہاں چھپا ہے؟

﴿٧٠﴾ اللہ ہی معبود برحق دونوں جہان میں لائق حمد اور فرمانروا ہے | اللہ تو تخلیق میں، اختیارات میں، اور اپنے علم محیط میں جسطرح منفرد اور یگانہ ہیں اسی طرح الوہیت اور اپنے معبود ہونے میں بھی یکتا ہیں انکے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں وہی حمد و ثنا کے مستحق ہیں اور ہمارے شکر و سپاس کے جذبات صرف انہی کیلئے ہونے چاہئیں فرمانروا بھی وہی ہیں حاکم بھی وہی ہیں انہی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے انہیں ہر چیز پر مکمل قدرت خود بخود حاصل ہے اور آخر کار سب کو لوٹ کر انہی کے حضور پیش ہونا ہے۔ آگے انکی نعمتوں اور احسانات کو یاد دلایا جا رہا ہے۔

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمُ الَّيۡلَ سَرۡمَدًا اِلٰى

قُلۡ	اَرَءَيۡتُمۡ	اِنۡ	جَعَلَ	اللّٰهُ	عَلَيۡكُمُ	الَّيۡلَ	سَرۡمَدًا	اِلٰى
فرمادیں	بھلاتم دیکھو تو	اگر	کردے (رکھے)	اللہ	تم پر	رات	ہمیشہ	تک

آپؐ فرمادیں بھلا دیکھو تو اگر اللہ روزِ قیامت تک کے لئے تم پر ہمیشہ

يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِضِيَآءٍ

يَوۡمِ	الۡقِيٰمَةِ	مَنۡ	اِلٰـهٌ	غَيۡرُ اللّٰهِ	يَاۡتِيۡكُمۡ	بِضِيَآءٍ
روز	قیامت	کون	معبود	اللہ کے سوا	لے آئے تمہارے پاس	روشنی

رات رکھے تو اللہ کے سوا اور کون معبود ہے؟ جو تمہارے لئے دن کی روشنی لے

اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ ﴿۷۱﴾

اَفَلَا	تَسۡمَعُوۡنَ
تو کیا تم	سنتے نہیں ؟

آئے تو کیا تم سنتے نہیں ؟

۷۱ قُلۡ لِاَهۡلِ مَكَّةَ اَرَاَيۡتُمۡ
اَىۡ اَخۡبِرُوۡنِىۡ اِنۡ جَعَلَ اللّٰهُ
عَلَيۡكُمُ الَّيۡلَ سَرۡمَدًا دَائِمًا
اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ مَنۡ اِلٰـهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ
بِزَعۡمِكُمۡ يَاۡتِيۡكُمۡ بِضِيَآءٍ نَهَارًا
تَطۡلُبُوۡنَ فِيۡهِ الۡمَعِيۡشَةَ
اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ ○ ذٰلِكَ
سِمَاعَ تَفَهُّمٍ فَتَرۡجِعُوۡنَ
عَنِ الۡاِشۡرَاكِ

۷۱ اے محمدؐ اہل مکہ سے کہدے کہ تم مجھ کو بتلاؤ اگر اللہ قیامت تک تم پر رات ہی بناتا دن کو پیدا نہ کرتا تو کونسا معبود اللہ کے سوا موافق تمہارے گمان باطل کے کہ وہ دن بناتا جس میں تم روزی طلب کرتے ہو پس کیا تم اسکو غور سے نہیں سنتے ہو شرک کو چھوڑو۔

تشریح

۷۱ اللہ تم کے بیشمار احسانات ۔ روشنی کون دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات میں سے ایک معمولی سا احسان یہ سورج کی روشنی کا لاجواب انتظام ہے۔ اگر ہمیشہ کے لئے رات ہی رہے اور کبھی سورج طلوع نہ ہو اور اپنی روشنی نہ بکھیرے تو ہے کوئی طاقت اللہ کے سوا جو دنیا کو اندھیرے سے نکال سکے؟ یہ ایسی روشن اور صاف دلیل ہے کہ جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ بتاؤ اللہ کے پیغمبر کی بات سنتے ہو کہ نہیں؟ اندھیرے کا ذکر ہے اسلئے اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ کیا تمہیں سنائی نہیں دیتا۔ مناسب ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ

قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	اِنْ	جَعَلَ اللّٰهُ	عَلَيْكُمُ	النَّهَارَ	سَرْمَدًا	اِلٰى	يَوْمِ
فرما دیں	بھلا تم دیکھو تو	اگر	رکھے اللہ	تم پر	دن	ہمیشہ	تک	روز

آپ فرما دیں بھلا تم دیکھو تو اگر اللہ تم پر رکھے روزِ قیامت کے لئے دن (کو روز روشن)

الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ

الْقِيٰمَةِ	مَنْ	اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ	يَاْتِيْكُمْ	بِلَيْلٍ	تَسْكُنُوْنَ
قیامت	کون	معبود	اللہ کے سوا	لے آئے تمہارے لئے	رات	تم آرام کرو

اللہ کے سوا اور کون معبود ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے؟ کہ تم اس میں آرام

فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

فِيْهِ	اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
اس میں	تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں؟

کرو تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔؟

﴿۷۲﴾ قُلْ لَّهُمْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ بِزَعْمِكُمْ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ تَسْتَرِيْحُوْنَ فِيْهِ مِنَ التَّعَبِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَاءِ فِى الْاِشْرَاكِ فَتَرْجِعُوْنَ عَنْهُ

﴿۷۲﴾ ان سے کہو مجھ کو بتلاؤ اگر اللہ تم پر برابر دن ہی رکھتا قیامت تک تو کونسا معبود ہے اللہ کے سوا تمہارے دعویٰ کے موافق جو تمہارے لئے رات کو بناتا جس میں تم آرام کرتے ہو اور تھکان اتارتے ہو. سو کیا تم اس اپنی غلطی کو نہیں دیکھتے جس پر تم ہو یعنی شرک پر تاکہ اس سے رجوع کرو

تشریح

﴿۷۲﴾ **اللہ کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان رات کا سکون**

اس کی بے شمار نعمتوں اور احسانات میں سے یہ احسان ہے کہ روشنی ہمیشہ نہیں رہتی، رات کی چادر تنتی ہے اور انسان سکون اور آرام حاصل کرتا ہے۔ تمہیں یہ بات سوجھتی ہے یا نہیں کہ اللہ کے سوا کون ہے جو روشنی کو اندھیرے میں بدل کر تمہارے لئے سکون کا سامان کرتا ہے۔ روشنی کا ذکر ہے اسلئے اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (کیا دکھائی نہیں دیتا) اس مقام پر مناسب ہے۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ

وَمِنْ ۔ رَّحْمَتِهٖ	جَعَلَ ۔ لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	لِتَسْكُنُوْا	فِيْهِ	وَ
اور اپنی رحمت سے	اس نے تمہارے لئے بنایا	رات	اور دن	تاکہ تم آرام کرو	اس میں	اور

اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ اس (رات) میں آرام کرو اور

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ

لِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ	وَيَوْمَ
تاکہ تم تلاش کرو	اس کا فضل (روزی)	اور تاکہ تم	تم شکر کرو	اور جس دن

(دن میں) روزی تلاش کرو اور تاکہ تم (اللہ کا) شکر ادا کرو اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾

يُنَادِيْهِمْ	فَيَقُوْلُ	اَيْنَ	شُرَكَآءِىَ	الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ
وہ پکاریگا انہیں	تو وہ کہیگا	کہاں؟	میرے شریک	وہ جو	تم گمان کرتے تھے

وہ انہیں پکارے گا تو وہ کہیگا کہاں ہیں وہ ؟ جن کو تم میرا شریک گمان کرتے تھے۔

۷۳ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ تعالیٰ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ فِي الَّيْلِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ فِي النَّهَارِ بِالْكَسْبِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ النِّعْمَةَ فِيْهِمَا

۷۴ وَاذْكُرْ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ذُكِرَ ثَانِيًا لِيُبْنٰى عَلَيْهِ قَوْلُهٗ

۷۳ اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام پکڑو اور دن میں روزی حاصل کرو اور تاکہ تم رات دن اس کی نعمتوں کا شکر کرو

۷۴ اور یاد کرو اس دن کو کہ اللہ ان کو پکارے گا پس فرماویگا کہاں ہیں میرے شریک جن کو تم میرا ساجھی سمجھتے تھے (اس کو اللہ تعالیٰ نے مکرر بیان فرمایا تاکہ اس پر اگلی آیت مبنی کی جاوے۔

تشریح

۷۳ دن اور رات کا آنا اللہ کی رحمت ہے | اللہ کی بے شمار نعمتوں اور رحمتوں میں سے یہ دن اور رات کا آنا جانا ہے۔ انسان رات میں سکون اور آرام حاصل کرتا ہے اور دن میں بھاگ دوڑ کرتا ہے۔ یہ دن اور رات کی آمد و رفت سکون اور حرکت دونوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے مختلف انعامات میں سے یہ بڑی عظیم نعمت ہے تاکہ انسان اللہ کا شکر ادا کرتا رہے۔

۷۴ روزِ حشر سوال، لاؤ ان خیالی شریکوں کو | حشر کے روز جب سارے انسان جمع ہونگے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب ان خیالی شریکوں کو پیش کرو جن کے بارے میں تم یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ میرے ساتھ شریک اور ساجھی ہیں ان کے آگے سر جھکاتے تھے ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے تھے اب وہ خیالی معبود آئیں اور تمہاری مدد کریں۔ مگر وہاں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوگا نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی شہنشاہ۔ ارشاد ہوگا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کی بادشاہت ہے! اَلا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سوائے اللہ واحد قہار کے۔

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا

وَنَزَعْنَا	مِنْ	كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	فَقُلْنَا	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	فَعَلِمُوْٓا
ہم نکال کر لائینگے	سے	ہر امت	ایک گواہ	پھر ہم کہینگے	تم لاؤ (پیش کرو)	اپنی دلیل	سو وہ جان لینگے

اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے، پھر ہم کہیں گے اپنی دلیل پیش کرو، سو وہ جان لینگے

اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۱۵ ۱۰

اَنَّ	الْحَقَّ	لِلّٰهِ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ
کہ	سچی بات	اللہ کی	اور گم ہو جائیں گی	ان سے	جو	وہ گھڑتے تھے۔

کہ سچی بات اللہ کی ہے اور گم ہوجائیں گی (وہ سب باتیں) جو وہ گھڑتے تھے۔

(۷۵) وَنَزَعْنَا اَخْرَجْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا وَهُوَ نَبِيُّهُمْ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ بِمَا قَالُوْهُ فَقُلْنَا لَهُمْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ عَلٰى مَا قُلْتُمْ مِنَ الْاِشْرَاكِ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ فِى الْاِلٰهِيَّةِ لِلّٰهِ لَا يُشَارِكُهُ فِيْهَا اَحَدٌ وَضَلَّ غَابَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ فِى الدُّنْيَا مِنْ اَنَّ مَعَهُ شَرِيْكًا تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ

(۷۵) اور ہم نکالیں گے ہر ایک جماعت سے ایک گواہ یعنی انکا پیغمبر جو انکے مقابلے میں گواہی دیگا انکے اقوال کی سو ہم ان امتیوں سے کہیں گے کہ لاؤ تم اپنی کوئی دلیل اس پر جو تم دعویٰ شرک کا کرتے تھے۔ سو وہ جان لینگے کہ معبود ہونا اللہ ہی کو سزاوار ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور چھپ جاویگا ان سے جو کچھ وہ افترا کرتے تھے یعنی دنیا میں جو کچھ وہ بتا لگاتے تھے کہ اللہ کے ساتھ دوسرا شریک ہے وہ برتر ہے انکے شرک سے۔

تشریح

(۷۵) ہر امت کے پیغمبر اللہ کے روبرو گواہی دیں گے | توحید ایک حقیقت ہے اور اس کے مقابلے میں شرک قطعی بے حقیقت، بے دلیل اور فرضی خیالی چیز ہے جس کا صداقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میدانِ حشر میں جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی تو ایک طرف اللہ تعالیٰ یہ فرمائینگے مشرکین کو خطاب کرتے ہوئے کہ جن ہستیوں کو تم ہمارے ساتھ شریک کرتے تھے انکو ہمارے سامنے پیش کرو جن سے تم دنیا میں امداد طلب کرتے تھے وہ آئیں اور تمہاری مدد کریں۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ ہر امت میں سے اسکے پیغمبر یا پیغمبر کے نائبین یا وہ ہدایت یافتہ انسان جو حق کو پہنچانے کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ یا کوئی ایسا ذریعہ جس سے اس امت تک پیغامِ حق پہنچ چکا تھا ان کو بطور گواہ لایا جائیگا کہ دیکھئے ان لوگوں نے حق پہنچایا اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔

جیسا کہ سورۂ نساء میں بھی ہے کہ: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (سورۂ نساء آیت ۴۱)

(اس دن ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔)

دوسری بات مشرکین سے یہ کہی جائے گی کہ تم نے جو شرک کا مسلک اختیار کیا رسول کا انکار کیا اور آخرت کو تسلیم نہیں کیا۔ ثابت کرو کہ تمہارا یہ مسلک صحیح تھا یا اپنی صفائی میں کوئی ایسی دلیل لاؤ جس کی بنا پر تمہیں معافی مل سکے۔

کہا جائیگا یہ ثابت کرو کہ اللہ کی طرف سے تم تک صحیح بات نہیں پہنچی اور اس لئے تم نے اپنی مرضی سے ایک راستہ اختیار کرلیا۔ اس وقت انکے گھڑے ہوئے سارے جھوٹ سامنے آجائیں گے اور معلوم ہوجائے گا کہ حق کیا ہے؟ حق یقیناً یہی ہے کہ اللہ ہی بلا شرکت غیرے بندگی اور اطاعت کے لائق ہے۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ

اِنَّ	قَارُوْنَ	كَانَ	مِنْ	قَوْمِ	مُوْسٰى	فَبَغٰى	عَلَيْهِمْ
بیشک	قارون	تھا	سے	قوم	موسیٰ	سواس نے زیادتی کی	ان پر

بے شک قارون تھا موسیٰؑ کی قوم سے۔ سو اس نے ان پر زیادتی کی

وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ

وَاٰتَيْنٰهُ	مِنَ + الْكُنُوْزِ	مَآ + اِنَّ	مَفَاتِحَهٗ	لَتَنُوْٓاُ
اورہم نے دیئے تھے اسکو	خزانے	اتنے کہ	اسکی کنجیاں	بھاری ہوتیں

اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں اور زور آور

بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا

بِالْعُصْبَةِ	اُولِى + الْقُوَّةِ	اِذْ	قَالَ	لَهٗ	قَوْمُهٗ	لَا
ایک جماعت پر	زور آور	جب	کہا	اسکو	اسکی قوم	نہ

جماعت پر (بھی) بھاری ہوتیں تھیں۔ جب اس کو اس کی قوم نے کہا

تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿٧٦﴾

تَفْرَحْ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الْفَرِحِيْنَ
خوش ہو (نہ اترا)	بیشک	اللہ	پسند نہیں کرتا	خوش ہونے (اترانے) والے

اِترا نہیں بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اِترانے والوں کو۔

﴿٧٦﴾ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اِبْنِ عَمِّهٖ وَابْنِ خَالَتِهٖ وَاٰمَنَ بِهٖ فَبَغٰى عَلَيْهِمْ بِالْكِبْرِ وَالْعُلُوِّ وَكَثْرَةِ الْمَالِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ تَثْقُلُ بِالْعُصْبَةِ الْجَمَاعَةِ اُولِى اَصْحَابِ الْقُوَّةِ اَىْ تُثْقِلُهُمْ فَالْبَاءُ لِلتَّعْدِيَةِ وَعِدَّتُهُمْ

﴿٧٦﴾ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ الخ۔ بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا یعنی اس کے چچا اور خالہ کا بیٹا اور موسیٰ پر ایمان لایا تھا پر بعد میں سرکش ہو گیا غرور اور بڑائی اور مال کی کثرت کی وجہ سے۔ اور ہم نے قارون کو اس قدر خزانے دیئے کہ انکی کنجیاں بڑی قوت والی جماعت سے بھی بسہولت نہ اٹھتی تھیں اٹھانا ان کا اس جماعت کو دشوار ہوتا تھا (مراد جماعت سے بعض نے کہا ستر

قِيلَ سَبْعُونَ وَقِيلَ أَرْبَعُونَ وَقِيلَ عَشَرَةٌ وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ۔ اُذْكُرْ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَفْرَحْ بِكَثْرَةِ الْمَالِ فَرَحَ بَطَرٍ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ○ بِذٰلِكَ

آدمی ہیں۔ بعض نے کہا چالیس اور بعض نے دس کہا اس میں اور بھی اقوال ہیں)
یاد کر جبکہ اس سے اس کی قوم نے کہا یعنی بنی اسرائیل میں سے اہل ایمان نے کہ تو کثرتِ مال سے خوش نہ ہو اور تکبر نہ کر۔
بیشک اللہ کو نہیں بھاتے اترانے والے۔

تشریح

(۷۶) دنیا کی دولت ہی سب کچھ نہیں ہے۔ — قارون کے واقعہ سے عبرت —

مکّے کے بڑے بڑے سرمایہ دار یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرلی تو ہمارے یہ سارے مفادات خاص طور پر سود خوری ختم ہوجائیگی وہ یہ سمجھتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ عام لوگ جن کے پاس دولت نہ تھی دولت مندوں کو دیکھ کر دل میں حسرت کرتے تھے کہ کاش ہم بھی اسی طرح دولت مند بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کے حقیر ہونے کو بیان کرتے ہوئے آخرت کے حالات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس ضابطۂ اخلاق کی دعوت دے رہے ہیں وہ تمہیں عظمت کی بلندیوں تک لے جاسکتا ہے۔ دنیا میں بھی تمہیں وہ عزت و وقار حاصل ہوگا جس کا مقابلہ کوئی دولت مند نہیں کرسکتا۔ اور بتایا کہ مان لو دنیا میں کچھ نقصان اور پریشانی بھی ہو تب بھی آخرت کی ابدی نعمتوں کے مقابلے میں یہ نقصان اور پریشانی بہت معمولی ہے۔ اس سلسلے میں بنی اسرائیل کے ایک مشہور دولت مند قارون کا واقعہ عبرت اور نصیحت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

○ قارون بنی اسرائیل ہی کا ایک شخص تھا اور حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی تھا یہ فرعون سے جا ملا تھا اس کا مقرب بن گیا تھا یہاں تک کہ موسیٰ ؑ کی دعوت کے مقابلے میں مخالفت کرنے والے جو دو بڑے سرغنے تھے ان میں سے ایک یہ قارون بھی تھا قرآن مجید میں ہے کہ:۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ○ (المومن آیات ۲۳-۲۴)
(ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا مگر انھوں نے کہا جادوگر ہے سخت جھوٹا۔)

ہامان فرعون کا وزیر تھا اور قارون اسرائیلی قوم کا غدّار۔ سورۂ عنکبوت میں ہے: وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ (آیت ۳۹)
(اور قارون اور فرعون اور ہامان کو ہم نے ہلاک کیا۔ موسیٰ ان کے پاس بینات لیکر آیا مگر انھوں نے زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے۔)

قارون نے موقعہ پاکر خوب دولت سمیٹی۔ اللہ نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ اس کے خزانے کی کنجیاں طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھاسکتی تھی۔ قارون کو اپنے خزانے پر بڑا ناز تھا۔ جب لوگوں نے اس سے کہا کہ اپنی دولت پر اتنا مت اترا کہ اللہ تعالیٰ اکڑ والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ

وَابْتَغِ	فِيمَآ	اٰتٰكَ اللّٰهُ	الدَّارَ الْاٰخِرَةَ	وَلَا تَنْسَ	نَصِيْبَكَ	مِنَ
اور طلب کر	اس سے جو	تجھے دیا اللہ نے	آخرت کا گھر	اور نہ بھول	اپنا حصہ	سے

اور جو تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر (آخرت کی فکر کر) اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا

الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ

الدُّنْيَا	وَاَحْسِنْ	كَمَآ	اَحْسَنَ + اللّٰهُ	اِلَيْكَ	وَلَا تَبْغِ	الْفَسَادَ
دنیا	اور نیکی کر	جیسے	اللہ نے نیکی کی	تیری طرف (ساتھ)	اور نہ چاہ	فساد

سے (آخرت کی زادِ راہ) اور نیکی کر جیسے تیرے ساتھ اللہ نے نیکی کی ہے اور فساد نہ چاہ

فِى الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾

فِى + الْاَرْضِ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الْمُفْسِدِيْنَ
زمین میں	بیشک	اللہ	پسند نہیں کرتا	فساد کرنے والے

زمین میں بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿۷۷﴾ وَابْتَغِ اُطْلُبْ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ مِنَ الْمَالِ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ بِاَنْ تُنْفِقَهٗ فِىْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَلَا تَنْسَ تَتْرُكْ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اَىْ اَنْ تَعْمَلَ فِيهَا لِلْاٰخِرَةِ وَاَحْسِنْ لِلنَّاسِ بِالصَّدَقَةِ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ تَطْلُبِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ بِعَمَلِ الْمَعَاصِىْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ يُعَاقِبُهُمْ

﴿۷۷﴾ اور جو کچھ تجھ کو اللہ نے مال دیا اسمیں آخرت طلب کر یعنی اسکو اللہ کی بندگی میں خرچ کر اور جو کچھ تجھ کو دنیا میں حصہ ملا اسمیں آخرت کو نہ بھول وہاں کے لئے نیک عمل کر، اور لوگوں پر احسان کر خیرات وغیرہ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں گناہ کر کے فساد کی بنیاد نہ ڈال بیشک اللہ کو پسند نہیں فسادی آدمی یعنی ان کو گرفتار عذاب فرما دے گا۔

تشریح

﴿۷۷﴾ لوگوں نے قارون سے کہا دولت پر سانپ بن کر نہ بیٹھو قارون کے پاس بیشمار دولت تھی اور بنی اسرائیل مالی اعتبار سے بہت خستہ حال تھے مگر قارون کا حال یہ تھا کہ اتنے بڑے خزانے میں سے لوگوں کی بھلائی کے لئے کچھ بھی خرچ نہ کرتا تھا لوگوں نے سمجھایا کہ اللہ نے تجھے جو مال دیا ہے اس پر سانپ بن کر نہ بیٹھو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بناؤ۔ اپنے اہل وعیال کی ضرورتیں پوری کرنا اور کچھ تھوڑا بس انداز کرنا اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن دولت پرستی کی ذہنیت کچھ اور ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جسطرح اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے کہ تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے اسی طرح تم بھی لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔ دولت کمانا اور اس کو جمع کرنا سرمایہ پرستی کی ذہنیت پیدا کرتا ہے اور اس سے زمین پر بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوۡتِیۡتُهٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ ؕ اَوَلَمۡ یَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ

قَالَ	اِنَّمَآ	اُوۡتِیۡتُهٗ	عَلٰی عِلۡمٍ	عِنۡدِیۡ	اَوَ	لَمۡ یَعۡلَمۡ	اَنَّ اللّٰهَ	قَدۡ
کہنے لگا	یہ تو	مجھے دیا گیا ہے	ایک علم (ہنر) سے	میرے پاس	کیا	وہ نہیں جانتا	کہ اللہ	بلاشبہ

کہنے لگا یہ تو ایک ہنر سے مجھے دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے ، کیا وہ نہیں جانتا ؟ کہ اس سے

اَهۡلَكَ مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مَنۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُ قُوَّةً

اَهۡلَكَ	مِنۡ قَبۡلِهٖ	مِنَ	الۡقُرُوۡنِ	مَنۡ	هُوَ اَشَدُّ	مِنۡهُ	قُوَّةً
ہلاک کر دیا ہے	اس سے قبل	سے (کتنی)	جماعتیں	جو	وہ زیادہ سخت	اس سے	قوت میں

قبل اللہ نے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر دیا ہے جو اس سے زیادہ سخت تھیں قوت میں

وَّاَكۡثَرُ جَمۡعًا ؕ وَلَا یُسۡـَٔلُ عَنۡ ذُنُوۡبِهِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۷۸﴾

وَّ	اَكۡثَرُ	جَمۡعًا	وَلَا یُسۡـَٔلُ	عَنۡ	ذُنُوۡبِهِمۡ	الۡمُجۡرِمُوۡنَ
اور	زیادہ	جمعیت	اور نہ سوال کیا جائیگا	سے (بابت)	ان کے گناہ	(جمع) مجرم

اور زیادہ تھیں جمعیت میں ، ان کے گناہوں کی بابت سوال نہ کیا جائیگا مجرموں سے

فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِهٖ فِیۡ زِیۡنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ

فَخَرَجَ	عَلٰی	قَوۡمِهٖ	فِیۡ	زِیۡنَتِهٖ ؕ	قَالَ	الَّذِیۡنَ	یُرِیۡدُوۡنَ
پھر وہ نکلا	پر (سامنے)	اپنی قوم	میں (ساتھ)	اپنی زیب و زینت	کہا	وہ لوگ جو	چاہتے تھے (طالب تھے)

پھر وہ (قارون) اپنی قوم کے سامنے زیب و زینت کے ساتھ نکلا تو ان لوگوں نے کہا جو طالب تھے

الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا یٰلَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ ۙ

الۡحَیٰوةَ + الدُّنۡیَا	یٰلَیۡتَ	لَنَا + مِثۡلَ	مَاۤ + اُوۡتِیَ	قَارُوۡنُ
دنیا کی زندگی	اے کاش	ہمارے پاس ہوتا ایسا	جو دیا گیا	قارون

دنیا کی زندگی کے جو قارون کو دیا گیا ہے اے کاش (ایسا) ہمارے پاس (بھی) ہوتا.

اِنَّهٗ لَذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ﴿۷۹﴾

اِنَّهٗ	لَذُوۡ حَظٍّ	عَظِیۡمٍ	
بیشک وہ	نصیب والا	بڑا	

بیشک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

(۷۸) قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ اَىِ الْمَالَ عَلٰى
عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَىْ فِیْ مُقَابَلَتِهٖ
وَكَانَ اَعْلَمَ بَنِیْ اِسْرَآءِيْلَ بِالتَّوْرٰىةِ
بَعْدَ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ قَالَ تَعَالٰى اَوَ
لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ
قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ اَلْاُمَمِ مَنْ هُوَ
اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ لِلْمَالِ
اَىْ هُوَ عَالِمٌ بِذٰلِكَ وَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ ○ لِعِلْمِهٖ تَعَالٰى بِهَا
فَيَدْخُلُوْنَ النَّارَ بِلَا حِسَابٍ

(۷۹) فَخَرَجَ قَارُوْنُ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ
بِاَتْبَاعِهِ الْكَثِيْرِيْنَ رُكْبَانًا مُتَحَلِّيْنَ
بِمَلَابِسِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ عَلٰى
خُيُوْلٍ وَبِغَالٍ مُتَحَلِّيَةٍ قَالَ
الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا يٰلِلتَّنْبِيْهِ لَيْتَ
لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ
فِى الدُّنْيَا اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
نَصِيْبٍ عَظِيْمٍ ○ وَافٍ
فِيْهَا

(۷۸) قارون نے اسکے جواب میں کہا کہ یہ جو کچھ مجھکو مال ملا ہے میرے علم کی بدولت ہے ۔ (اور وہ بنی اسرائیل میں موسیٰ اور ہارون کے بعد توریت کا بڑا عالم تھا ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ بالتحقیق اللہ نے ہلاک کیا اس سے پہلی امتوں گذشتہ میں سے اس شخص کو کہ وہ اس سے زیادہ زور والا اور مال والا تھا یعنی وہ اسکو جانتا ہے اور اللہ اسکو بھی ہلاک کریگا ۔ اور گنہگاروں سے اللہ ان کے گناہوں کو نہ پوچھے گا کہ وہ خود واقف ہے پس وہ داخل کئے جاویں گے دوزخ میں بلاحساب اور سوال جواب کے ۔

(۷۹) سو نکلا ایک دن قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ زینت و آرائش کے مع اپنے بہت سے اتباع کے جو سوار تھے اور سونے اور ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے اس حال میں کہ ان کے گھوڑے اور خچریں بھی زیوروں سے آراستہ اور مزین تھے اسکو دیکھ کر کہنے لگے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی چاہتے تھے اے کاش ہم کو بھی دیا جاتا جو قارون کو دنیا میں دیا گیا بے شبہ وہ بڑا نصیبہ والا ہے ۔

تشریح

(۷۸) قارون کا جواب | قارون نے جواب دیا کہ یہ دولت جو میرے پاس ہے یہ میری ہنرمندی اور قابلیت کا نتیجہ ہے اور اگر اللہ نے مجھے یہ مال و دولت دیا ہے تو اسی لئے کہ میں اللہ کی نظر میں اس کے قابل ہوں ۔ یہ کہتے ہوئے قارون اس بات کو بھول گیا کہ اس سے پہلے کتنے ہی دولت و حشمت والے گزرے ہیں جن کے غرور نے انہیں تباہ کر دیا ۔ اور اگر دنیا کی دولت و حشمت اس بات کی علامت ہوتی کہ یہ شخص اللہ کی نظر میں پسندیدہ ہے تو پھر ایسے لوگ تباہی سے محفوظ کیوں نہ رہے ۔ مجرم جب پکڑے جاتے ہیں اور جب انکی تباہی کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ انکے گناہوں کے بارے پوچھتے نہیں ہیں ۔ بس جب انکی مہلت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے جرم کی بنا پر سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں تو آناً فاناً ان کو پکڑ لیا جاتا ہے ۔

(۷۹) طالبانِ دنیا کی آنکھیں قارون کے ٹھاٹ باٹھ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں | دنیا کی دولت میں بھی اللہ تعالیٰ نے امتحان کیلئے ایک کشش رکھی ہے دنیا کے طلبگاروں کے لئے معیارِ زندگی میں ایک کشش بھی ہے ۔ ایک روز میاں قارون بڑے ٹھاٹ باٹھ کے ساتھ نوکروں چاکروں کے جلوس میں نکلے تو اہلِ دنیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور حسرت سے کہنے لگے کیا نصیبے والا ہے کاش جو اس کے پاس ہے وہ ہمارے پاس بھی ہوتا ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوْا + الْعِلْمَ	وَيْلَكُمْ	ثَوَابُ اللّٰهِ	خَيْرٌ	لِّمَنْ
اور کہا	وہ لوگ جنھیں	دیا گیا تھا علم	افسوس تم پر	اللہ کا ثواب	بہتر	اسکے لئے جو

اور جن لوگوں کو علم (دین) دیا گیا تھا انھوں نے کہا افسوس ہے تم پر! اللہ کا ثواب (اجر) بہتر ہے اس کیلئے جو

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا

اٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	وَلَا يُلَقّٰهَآ	اِلَّا	الصّٰبِرُوْنَ	فَخَسَفْنَا
ایمان لایا	اور اس نے عمل کیا	اچھا	اور وہ نصیب نہیں ہوتا	سوائے	صبر کرنے والے	پھر ہم نے دھنسا دیا

ایمان لایا اور اس نے اچھا عمل کیا اور وہ صبر کرنے والوں کے سوا (کسی کو) نصیب نہیں ہوتا۔ پھر ہم نے اس کو

بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۗ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ

بِهٖ	وَبِدَارِهٖ	الْاَرْضَ	فَمَا كَانَ	لَهٗ	مِنْ فِئَةٍ	يَّنْصُرُوْنَهٗ
اسکو	اور اسکا گھر	زمین	سو نہ ہوئی	اسکے لئے	کوئی جماعت	مدد کرتی اس کی

اور اس کے گھر والوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ سو اس کے لئے کوئی جماعت نہ ہوئی جو اللہ کے سوا (اللہ سے بچانے میں)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَمَا كَانَ	مِنَ	الْمُنْتَصِرِيْنَ	وَ	اَصْبَحَ
اللہ کے سوا	اور نہ ہوا وہ	سے	بدلہ لینے والے	اور	صبح کے وقت

اس کی مدد کرتی اور نہ وہ (خود) ہوا بدلہ لینے والوں میں سے۔ اور کل تک جو لوگ اس

الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ

الَّذِيْنَ	تَمَنَّوْا	مَكَانَهٗ	بِالْاَمْسِ	يَقُوْلُوْنَ	وَيْكَاَنَّ	اللّٰهَ	يَبْسُطُ
جو لوگ	تمنا کرتے تھے	اسکا درجہ	کل	کہنے لگے	ہائے شامت	اللہ	فراخ کردیتا ہے

کے درجہ کی تمنا کرتے تھے صبح کے وقت کہنے لگے ہائے شامت! اپنے بندوں میں سے اللہ جس کے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ

الرِّزْقَ	لِمَنْ يَّشَآءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ	وَيَقْدِرُ	لَوْلَآ	اَنْ	مَّنَّ اللّٰهُ
رزق	جس کیلئے چاہے	سے	اپنے بندے	اور تنگ کر دیتا ہے	اگر نہ	یہ کہ	احسان کرتا اللہ

لئے چاہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا

ع عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ

تِلْكَ	الْكٰفِرُوْنَ	لَا يُفْلِحُ	وَيْكَاَنَّهٗ	لَخَسَفَ بِنَا	عَلَيْنَا
یہ	کافر (جمع)	فلاح نہیں پاتے	ہائے شامت	البتہ ہمیں دھنسا دیتا	ہم پر

تو البتہ ہمیں (بھی) دھنسا دیتا۔ ہائے شامت ! کافر فلاح (دو جہان کی کامیابی) نہیں پاتے۔ یہ

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي

فِي	عُلُوًّا	لَا يُرِيْدُوْنَ	لِلَّذِيْنَ	نَجْعَلُهَا	الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
میں	برتری	وہ نہیں چاہتے	ان لوگوں کیلئے جو	ہم کرتے ہیں اسے	آخرت کا گھر

آخرت کا گھر ہے، ہم ان لوگوں کے تیار کرتے ہیں جو نہیں چاہتے زمین (ملک) میں برتری

الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

لِلْمُتَّقِيْنَ	وَالْعَاقِبَةُ	وَلَا فَسَادًا	الْاَرْضِ
پرہیزگاروں کے لئے	اور انجام (نیک)	اور نہ فساد	زمین

اور نہ فساد اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

(۸۰) وَقَالَ لَهُمُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ بِوَعْدِ
اللّٰهِ فِي الْاٰخِرَةِ وَيْلَكُمْ كَلِمَةُ زَجْرٍ ثَوَابُ
اللّٰهِ فِي الْاٰخِرَةِ بِالْجَنَّةِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا مِمَّا اُوْتِيَ قَارُوْنُ فِي الدُّنْيَا وَلَا يُلَقّٰهَا
اَيِ الْجَنَّةَ الْمُثَابَ بِهَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○
عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ.

(۸۰) اوران سے کہا ان لوگوں نے جنکو اللہ کے وعدۂ آخرت کا یقین تھا خرابی ہو تم پر آخرت کا ثواب یعنی جنت بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اس مال دولت سے جو قارون کو دنیا میں ملی اور جنت کا ثواب انہیں کو ملیگا جو اللہ کی عبادت پر جمے ہوئے ہیں اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔

(۸۱) فَخَسَفْنَا بِهٖ بِقَارُوْنَ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ
فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِهٖ بِاَنْ يَّمْنَعُوْا عَنْهُ
الْهَلَاكَ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○

(۸۱) پس خسف کیا ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔ سو اللہ کے سوا کوئی جماعت انکی مدد نہ کرسکی کہ انکو عذاب سے بچاتا اور قارون عذاب الٰہی سے بچ نہ سکا۔

(۸۲) مِثْلَهٗ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ
اَيْ مِنْ قَرِيْبٍ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ
يُوَسِّعُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَيَقْدِرُ يُضَيِّقُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَوَيْ اِسْمُ فِعْلٍ
بِمَعْنَى اَعْجَبُ اَيْ اَنَا وَالْكَافُ بِمَعْنَى اللَّامِ
لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ

(۸۲) اور جو لوگ کل اسکے مرتبہ کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے۔

عجب بات ہے درحقیقت اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اپنے بندوں میں سے اور جس پر چاہتا ہے روزی تنگ کرتا ہے۔

اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمکو بھی زمین میں خسف کرتا۔

بالبناء للفاعل والمفعول ويكانه لا يفلح الكافرون ○ لنعمة الله كقارون

(۸۳) تلك الدار الآخرة اي الجنة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض بالبغي ولا فسادا بعمل المعاصي والعاقبة المحمودة للمتقين ○ عقاب الله بعمل الطاعات

افسوس ہے واقعی کافروں کو جو اللہ کی نعمتوں کے منکر ہیں جیسے قارون نجات اور رستگاری نہیں۔

(۸۳) تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا الخ یہ پچھلا گھر یعنی جنت انکے لئے ہے جو زمین میں سرکشی نہیں کرتے اور گناہ کر کے فساد نہیں پھیلاتے اور عمدہ انجام انہیں کا ہے جو نیک عمل کر کے اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

تشریح

(۸۰) حقیقت کا علم رکھنے والوں نے کہا حرام خوروں کے ٹھاٹ باٹھ دیکھ کر رشک مت کرو | قارونی ذہنیت تو یہ ہے کہ دولت اکٹھی کرو اور حرام و حلال کی پرواہ مت کرو۔ لیکن جو لوگ صحیح سوچ رکھتے ہیں اور حقیقت کو جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ حلال طریقے سے اللہ تعالیٰ جو رزق عطا فرمائیں چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہ حرام طریقے سے حاصل کی ہوئی دولت سے بہتر ہے۔ ایمانداری، راست بازی، صداقت و دیانت وہ جوہر ہے جو اپنے جذبات پر قابو رکھنے والے اور صبر کرنے والوں کو نصیب ہوتا ہے جس کی ذہنیت پاکیزہ ہوتی ہے وہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ فاقہ کشی کرنے کو بے ایمانی کی دولت سے بہتر سمجھتا ہے۔

(۸۱) قارون کا انجام | قارون کو اپنے خزانوں پر بڑا ناز تھا اور وہ اس میں سے ایک پائی بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے تیار نہ تھا آخر اس پر اللہ کا عذاب اس صورت میں آیا کہ وہ اپنے گھر سمیت جس میں اس نے خزانے جمع کر رکھے تھے زمین میں دھنس گیا۔ اس کے حامیوں کا کوئی گروہ اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کے لئے نہیں آیا اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکا۔ اس کے خزانوں کا گھر ہی اس کی قبر بن گیا۔

(۸۲) قارون کے انجام سے عبرت | جو لوگ کل تک قارون کو دیکھ کر یہ حسرت کر رہے تھے کہ کاش ہمارے پاس بھی قارون جیسے خزانے ہوتے وہ قارون کے انجام کو دیکھ کر ڈر گئے اور عبرت حاصل کرتے ہوئے کہنے لگے افسوس ہم بھول گئے تھے کہ رزق کی کشادگی یا تنگی اللہ کی مشیت سے ہوتی ہے اور اللہ کی مشیت میں اسکی مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس زیادہ دولت ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہیں اور اگر رزق میں تنگی ہے تو یہ اللہ کی ناراضگی کی علامت نہیں ہے بلکہ بارہا تنگی میں ہی اللہ کے محبوب بندوں کے لئے رحمت ہوتی ہے۔ جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ دوسروں کی خوش حالی دیکھ کر رشک کرنے لگتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ حقیقی فلاح کچھ اور ہی ہے اور وہ فلاح انکو نصیب نہیں ہوتی جو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

(۸۳) پرہیزگاروں کے لئے آخرت کی کامیابی | قارون کی دولت کو ناسمجھ لوگوں نے بہت بڑی بات سمجھا اس کا حسرت ناک انجام بڑا عبرت انگیز تھا۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی فلاح نصیب فرما دیں لیکن آخرت کی فلاح انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کی اطاعت اور پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتے ہیں جن میں تواضع اور انکساری ہوتی ہے جن میں بڑائی اور تکبر نہیں ہوتا اور جو اپنی ذات کو اونچا اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ حق کا بول بالا اور دین کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے جس کے نتیجے میں فساد برپا ہوتا ہے۔ وہ آخرت کے عاشق ہوتے ہیں اور دنیا ان کے قدموں میں ہوتی ہے ایسے ہی متقی اور پرہیزگاروں کو آخرت کی فلاح نصیب ہوتی ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

مَنْ ، جَآءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ	خَيْرٌ ، مِّنْهَا	وَمَنْ	جَآءَ	بِالسَّيِّئَةِ
جو آیا	نیکی کے ساتھ	تو اسکے لئے	اس سے بہتر	اور جو	آیا	برائی کے ساتھ

جو نیکی کے ساتھ آیا اس کے لئے اس سے بہتر (صلہ) ہے اور جو برائی کے ساتھ آیا

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

فَلَا يُجْزَى	الَّذِيْنَ	عَمِلُوْا ، السَّيِّاٰتِ	اِلَّا	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
تو بدلہ نہ ملے گا	ان لوگوں کو جنہوں	انھوں نے برے عمل کئے	مگر ہوا	جو	وہ کرتے تھے

توان لوگوں کو جنھوں نے برے عمل کئے اس کے سوا بدلہ نہ ملے گا جو وہ کرتے تھے۔

(۸۴) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ ثَوَابٌ بِسَبَبِهَا وَهُوَ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا جَزَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ اَىْ مِثْلَهٗ

(۸۴) جو کوئی ایک نیکی کرے اس کو اس سے بہتر عوض ملتا ہے یعنی دس گنا ثواب دیا جاتا ہے۔

اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو بات یہ ہے کہ گناہ کرنے والوں کو اسی کی سزا ملتی ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یعنی برائی کا عوض صرف ایک مثل ملتا ہے۔

تشریح

(۸۴) آخرت میں نیکی کا بدلہ کہیں زیادہ، اور برائی پر کئے سے زیادہ سزا نہیں ملے گی

یہ حقیقت ہے کہ حد سے تجاوز کرنے میں انسانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہیں چاہتے ہیں کہ میرے بندے دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیابی کی منزلیں طے کریں۔ وہ بڑے قدر دان ہیں بندہ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں چنانچہ بشارت دی جارہی ہے کہ جو کوئی بھلائی لیکر آئیگا آخرت میں اس کے لئے کہیں بہتر جزادی جائے گی۔ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملے گا۔ اور فرمایا کہ جو برائی لیکر آئے گا تو اسکو اپنے کئے سے زیادہ سزا نہ ملے گی۔ یہاں برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ ضرور مل کر رہے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بندہ توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں یا کسی نیکی کے بدلے میں وہ برائی ختم ہوجائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
(نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔)

إِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ إِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ

إِنَّ	الَّذِىْ	فَرَضَ	عَلَيْكَ	الْقُرْاٰنَ	لَرَآدُّكَ	إِلٰى ۔ مَعَادٍ	قُلْ
بیشک	وہ (اللہ) جس نے	لازم کیا	تم پر	قرآن	ضرور پھیر لائیگا تمہیں	لوٹنے کی جگہ	فرمادیں

بیشک جس اللہ نے تم پر قرآن (پرعمل اور تبلیغ) کو لازم کیا ہے وہ ضرور تمہیں لوٹنے کی جگہ (مکہ مکرمہ) پھیر لاوے گا۔ آپ فرمادیں

رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾

رَّبِّىْٓ	اَعْلَمُ	مَنْ	جَآءَ	بِالْهُدٰى	وَمَنْ ۔ هُوَ	فِىْ	ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ
میرارب	خوب جانتا ہے	کون	آیا	ہدایت کے ساتھ	اور وہ کون	میں	کھلی گراہی

میرارب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت کے ساتھ آیا اور کون کھلی گراہی میں ہے۔

﴿۸۵﴾ إِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ اَنْزَلَهٗ لَرَآدُّكَ إِلٰى مَعَادٍ ؕ إِلٰى مَكَّةَ وَكَانَ قَدِ اشْتَاقَهَا قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ نَزَلَ جَوَابًا لِقَوْلِ كُفَّارِ مَكَّةَ لَهٗ اِنَّكَ فِىْ ضَلَالٍ اَىْ فَهُوَ الْجَآئِىُّ بِالْهُدٰى وَهُمْ فِىْ ضَلَالٍ وَاَعْلَمُ بِمَعْنٰى عَالِمٌ

﴿۸۵﴾ بیشک جس نے تجھ پر قرآن اتارا وہ تجھ کو پھر مکہ میں لیجاویگا (آپ کو مکہ جانے کا اشتیاق تھا اسلئے یہ فرمایا) کہدے کہ میرا رب زیادہ جانتا ہے اس شخص کو جو ہدایت لایا اور اس کو جو ظاہر گمراہی میں ہے۔ (یہ آیت کفار کے کلام کے جواب میں نازل ہوئی کہ وہ آپکو یہ کہتے تھے بیشک تو گمراہی میں ہے حاصل یہ ہے کہ محمدؐ ہدایت لانے والے ہیں اور کفار گمراہی میں ہیں۔

تشریح

﴿۸۵﴾ قرآن دنیا اور آخرت میں تمہیں اونچا اٹھائے گا | قرآن حکیم جس دین کی تعلیم دیتا ہے اس میں آخرت کی نجات اور کامیابی کے لئے دنیا کے مشغلوں کو چھوڑنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اسکی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو اس طرح برتو کہ وہ آخرت کے تابع ہو جائے اس طرح دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی۔ جب نبی ﷺ نے قرآن کی اس دعوت کو جس کی بنیاد توحید ہے اور جو لا الٰہ الا اللہ کے جامع کلمے سے ظاہر کی جاتی ہے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو لوگوں میں یہ ایک طرح سے غلط فہمی تھی کہ اگر معقول دلیلوں اور حجتوں سے توحید صحیح بھی ہو تب بھی اسکو قبول کرلینا ہمارے لئے تباہ کن ہوگا اور سارا عرب ہمارے خلاف بھڑک اٹھے گا ہمیں کعبے کی تولیت سے ہٹا دیا جائے گا اور ہمارے تجارتی قافلے جو عرب کے مختلف حصوں سے پرامن گزرتے ہیں وہ بھی پرامن نہ رہیں گے اس طرح ہمارا مذہبی اثر و رسوخ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور ہماری معاشی خوشحالی بھی باقی نہ رہے گی۔

بتایا جارہا ہے کہ جس پروردگار نے قرآن کی علم برداری کی ذمے داری آپ پر ڈالی ہے وہ آپ کو برباد کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس مرتبے کو پہنچانے والا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ چند سال بعد ہی اسلام پورے عرب پر غالب آگیا اور کوئی طاقت اسلام کے سامنے جم نہ سکی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں مبتلا ہے وہ ہر ایک کے ساتھ انکے حالات کے مطابق ہی معاملہ کریگا ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ میری کوششوں کو ضائع کردے۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

مِّنْ رَّبِّكَ	رَحْمَةً	اِلَّا	الْكِتٰبُ	اِلَيْكَ	اَنْ ۔ يُّلْقٰٓى	تَرْجُوْٓا	وَمَا كُنْتَ
تمہارے رب سے	رحمت	مگر	کتاب	تمہاری طرف	کہ اتاری جائے گی	امید رکھتے	اور تم نہ تھے

اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کتاب اتاری جائے گی مگر تمہارے رب کی رحمت سے (نزول ہوا)

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

	لِّلْكٰفِرِيْنَ	ظَهِيْرًا	فَلَا تَكُوْنَنَّ
	کافروں کے لئے	مددگار	سو تو ہرگز نہ ہونا

سو تم ہرگز ہرگز نہ ہونا کافروں کے لئے مددگار

(۸۶) وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ
الْقُرْاٰنُ اِلَّا لٰكِنْ اُلْقِىَ اِلَيْكَ رَحْمَةً مِّنْ
رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا مُعِيْنًا لِّلْكٰفِرِيْنَ
عَلٰى دِيْنِهِمُ الَّذِىْ دَعَوْكَ

(۸۶) اور اے محمدؐ تجھکو یہ امید نہ تھی کہ تجھ پر قرآن نازل ہوگا لیکن اس نے اپنی رحمت سے تجھ پر قرآن اتارا پس تو کافروں کا مددگار نہ ہو یعنی ان کے مذہب میں شریک نہ ہو جسکی طرف وہ تجھے بلاتے ہیں۔

تشریح

(۸۶) حضرت محمدؐ کے سچے رسول ہونے کی دلیل | حضرت محمد رسول اللہؐ نبی اور رسول بننے کے خود سے امیدوار نہ تھے بلکہ آپکے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس عظیم منصب پر فائز کرنے والے ہیں۔

جسطرح حضرت موسیٰ مدین سے نکلے تھے مصر جانیکے لئے اندھیری رات تھی آگ کی تلاش تھی، دور سے آگ چمکتی دیکھی تو گھر والوں سے کہہ کر تم یہاں ٹھہرو میں تاپنے کے لئے آگ لیکر آتا ہوں۔ طور کے دامن میں پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ کا دوسرا ہی فیصلہ تھا۔

؎ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال ٭ آگ لینے کو گئے پیغمبری مل گئی

اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ واقعہ اچانک پیش آیا تھا وہ حرا کی تنہائیوں میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے اور اچانک اللہ کے فرشتے نے آکر ان کو منصب نبوت کی بشارت دی۔

اس اچانک واقعہ سے آپ کی فطری گھبراہٹ پھر ورقہ بن نوفل کے پاس جا کر سب کچھ بتانا اور ان کا یہ کہنا کہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتا تھا ـــــ نبوت کے اس ایک لمحہ سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سیدھے سادے شریف اور ایماندار گھریلو انسان نظر آتے ہیں لیکن اس ایک لمحے کے بعد وہ ایک مکمل انقلابی شخصیت کے انداز میں ابھرتے ہیں۔

آج سے پہلے کسی نے فلسفے اور حکمت کی وہ باتیں ان کی زبان سے نہیں سنی تھیں جن کو وہ آج دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نہ نبوت کے امیدوار تھے اور نہ اس کے لئے تیار تھے۔ یہ اللہ کی رحمت تھی اور پروردگار کی مہربانی کہ اس نے آپ پر وہ کتاب نازل کی جو رہتی دنیا تک انسانیت کی فلاح اور اس کی رہبری کا کام انجام دیتی رہے گی۔ اور جب بھی انسان راہ ہدایت کی تلاش میں نکلے گا تو اس کے سامنے قرآن اور محمدؐ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔

جب حق تعالےٰ نے آپ پر اتنی مہربانی فرمائی ہے تو اب اس کا حق ہے کہ آپ کی ساری قوتیں آپ کی صلاحیتیں اور محنتیں اسی کی علم برداری اور اس کے فروغ پر صرف ہوں۔ اس میں کوتاہی کا مطلب منکرین حق کی مدد سمجھی جائے گی۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ

وَلَا يَصُدُّنَّكَ	عَنْ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	بَعْدَ	اِذْ	اُنْزِلَتْ	اِلَيْكَ	وَادْعُ
اور وہ تمہیں ہرگز نہ روکیں	سے	اللہ کے احکام	بعد	جبکہ	نازل کئے گئے	تمہاری طرف	اور آپ بلائیں

اور وہ تمہیں ہرگز اللہ کے احکام سے نہ روکیں ، اس کے بعد جبکہ نازل کئے گئے تمہاری طرف اور آپ

اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ

اِلٰى رَبِّكَ	وَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ	وَلَا تَدْعُ	مَعَ
اپنے رب کی طرف	اور تم ہرگز نہ ہونا	سے	(جمع) مشرک	اور نہ پکارو	ساتھ

اپنے رب کیطرف بلائیں اور ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا اور اللہ کے ساتھ نہ

وقف لازم

اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا

اللّٰهِ	اِلٰهًا	اٰخَرَ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	كُلُّ شَيْءٍ	هَالِكٌ	اِلَّا
اللہ	کوئی معبود	دوسرا	نہیں	کوئی معبود	اسکے سوا	ہر چیز	فنا ہونے والی	سوا

پکارو کوئی دوسرا معبود ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ، اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے

ع ۹ / ۶ / ۱۲

وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

وَجْهَهٗ	لَهُ	الْحُكْمُ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
اس کی ذات	اسی کیلئے کا	حکم	اور اسکی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے ۔

والی ہے ، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے ۔

﴿۸۷﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ اَصْلُهٗ يَصُدُّوْنَنَّكَ
حُذِفَتْ نُوْنُ الرَّفْعِ لِلْجَازِمِ وَالْوَاوُ
الْفَاعِلُ لِالْتِقَائِهَا مَعَ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ
عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ
اِلَيْكَ اَیْ لَا تَرْجِعْ اِلَيْهِمْ فِیْ ذٰلِكَ
وَادْعُ النَّاسَ اِلٰى رَبِّكَ بِتَوْحِيْدِهٖ
وَعِبَادَتِهٖ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۝ بِاِعَانَتِهِمْ وَلَمْ
يُؤَثِّرِ الْجَازِمُ فِی الْفِعْلِ لِبِنَائِهٖ

﴿۸۷﴾ اور کفار تجھ کو اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تیری طرف اتاری گئیں یعنی تو انکی طرف رجوع نہ کر اور اس بارہ میں ان کی بات نہ مان ۔

اور لوگوں کو اپنے رب کی توحید اور عبادت کی طرف بلا اور مشرکین کا مددگار نہ بن ۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۚ لَهُ الْحُكْمُ الْقَضَاءُ النَّافِذُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ بِالنُّشُوْرِ مِنَ الْقُبُوْرِ

اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کی ذات پاک۔
اسی کا حکم جاری ہے۔ اور اسی کی طرف بعد مرنے کے زندہ ہو کر قبروں سے اٹھ کر جاؤ گے۔

تشریح

(۸۷) اللہ کے دین کی دعوت میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے | آپ خود تو منصب نبوت کے امیدوار نہ تھے اور نہ آپ کو اس بات کا اندازہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر یہ ذمہ داری ڈالنے والے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قابل سمجھا اور آپ پر یہ ذمہ داری ڈالی لہذا اب آپ ﷺ اس ذمہ داری کے ادا کرنے میں اور اللہ کے دین کی دعوت دینے میں کسی کی مخالفت کی بالکل پرواہ نہ کریں کیونکہ جس پروردگار نے آپ کو یہ ذمہ داری دی ہے وہی آپ کی مدد بھی کریگا۔ آپ اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچا دیں اور انکی ٹھیک ٹھیک پیروی کرتے رہیں۔ رواداری اور مروت اس حد تک رہے جس میں اللہ کے احکام پہنچانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو دین کے معاملے میں کوئی رُو رعایت نہ ہو چاہے وہ قرابت داری کیوں نہ ہو۔

(۸۸) فرماں روائی صرف اللہ کے لئے ہے | اللہ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اپنے وجود کو باقی رکھ سکے اللہ تعالیٰ جب تک جب تک چاہتے ہیں وہ چیز برقرار رہتی ہے ورنہ ختم ہو جاتی ہے۔ خالق کی صفت ہے ہمیشہ باقی رہنا اور مخلوق کی صفت ہے ختم ہو جانا صرف اللہ ہی کی ذات واجب الوجود یعنی لازماً وجود رکھنے والی ہے۔ اور جب اس کی ذات ہی ہمیشہ رہنے والی ہے تو وہی معبود ہے اور وہی فرماں روا اور جزا و سزا کا فیصلہ بھی صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور سب کو اس کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں تنہا اس کا حکم چلے گا۔ اس وقت ظاہری اعتبار سے کسی کا اقتدار بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج اللہ واحد و قہار کے سوا کس کی بادشاہت ہے؟)

۲۹

اَلْعَنْکَبُوْت

○ ترتیبِ تلاوت ــــــ ۲۹	○ ترتیبِ نزول ــــــ ۸۵
○ مکی / مدنی ــــــ مکیّ	○ تعداد رکوعات ــــــ ۷
○ تعدادِ آیات ــــــ ۶۹	○ تعداد الفاظ ــــــ ۹۹۰
○ تعدادِ حروف ــــــ ۱۰۴۴	

○ اس سورت کی آیت ۴۱ میں ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ۵ یعنی جو لوگ غیر اللہ کو کارساز بناتے ہیں ان کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کا گھر سب سے کمزور اور بودا ہوتا ہے۔ اس آیت کے لفظ "العنکبوت" کو لیکر اس سورت کا نام رکھا گیا ہے۔

○ یہ سورت جس زمانے میں نازل ہوئی اس وقت اسلام کی مخالفت پورے زور و شور سے ہو رہی تھی

ایمان لانے والوں پر ظلم وستم توڑے جارہے تھے خاص طور پر نوجوانوں پر اپنے بزرگوں کی طرف سے سخت دباؤ تھا اور غلام اپنے آقاؤں کے ہاتھوں آزمائش کے کٹھن دور سے گزر رہے تھے

ستم رسیدہ اہل ایمان کو حوصلہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ایمان لانا آسان نہیں ہے حق اور باطل کی کش مکش میں ہمیشہ حق کو ایسے کٹھن حالات سے گزرنا پڑتا ہے پچھلے پیغمبروں کی امتوں کے ساتھ بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا کی زمین تنگ نہیں ہے حق کو چھوڑنے کے بجائے وہ وطن چھوڑ سکتے ہیں اُسی کے بعد ہجرت حبشہ کا واقعہ پیش آیا ہے۔

- اس سلسلے میں حضرت نوح کے طویل دورِ تبلیغ اور ان کی قوم کی سرکشی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے دلائل دیئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ جس کو سزا دینا چاہیں وہ بچ نہیں سکتا۔
- حضرت لوطؑ کا ذکر بھی ہے ان کی دعا پر فرشتوں نے اس بستی کو تباہ کیا اور اللہ کا عذاب نازل ہوا جس بستی میں قوم لوط نے دنیا کی سب سے گری ہوئی حرکت کی تھی۔ یہ ذکر کرکے عبرت کی دعوت دی گئی ہے کہ نافرمان قوموں پر انکی نافرمانی کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب آتے رہے ہیں
- نماز اور تلاوت کی تاکید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ تلاوتِ قرآن سے دل قوی رہتا ہے ایمان میں تازگی آتی ہے اور نماز بے حیائیوں سے روکتی ہے۔
- دنیا کی چند روزہ زندگی ایک بہلاوہ ہے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا سب سے بڑی ناانصافی ہے۔

غرض یہ سورت اہل ایمان کو حوصلہ دیتی ہے ضعیف الایمان لوگوں میں استقامت پیدا کرتی ہے اور مختلف شکوک وشبہات کے شافی جواب دیتی ہے۔

رکوعاتہا ۷	سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵:- ۲۹،	اٰیاتہا ۶۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

الٓمّٓ ۞ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا

يَقُوْلُوْٓا	اَنْ	اَنْ ، يُّتْرَكُوْٓا	النَّاسُ	اَحَسِبَ	الٓمّٓ
انہوں نے کہہ دیا	کہ	کہ وہ چھوڑ دئے جائیں گے	لوگ	کیا گمان کیا ہے	الٓمّٓ

الف. لام. میم. کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ (اتنے پر) چھوڑ دئے جائیں گے کہ انھوں نے کہہ دیا کہ

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۞

	لَا يُفْتَنُوْنَ	وَهُمْ	اٰمَنَّا
	وہ نہ آزمائے جائینگے۔	اور وہ	ہم ایمان لائے

ہم ایمان لے آئے ہیں اور وہ نہ آزمائے جائیں گے۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ
وَهِيَ تِسْعٌ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(۱) الٓمّٓ ۞ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ
بِهٖ
(۲) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا
اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اَيْ بِقَوْلِهِمْ
اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۞
يُخْتَبَرُوْنَ بِمَا يَتَبَيَّنُ
بِهٖ حَقِيْقَةُ اِيْمَانِهِمْ نَزَلَ
فِيْ جَمَاعَةٍ اٰمَنُوْا فَاٰذَاهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ

سُوْرَةُ عنکبوت مکی ہے اور اس میں ننانوے[۶۹] آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الٓمّٓ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔

(۲) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ الخ کیا آدمی یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ صرف یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ آمَنّا یعنی ہم ایمان لائے بدون اس کے کہ وہ آزمائے جائیں ساتھ ان تکالیف کے جن سے ان کے ایمان کی حقیقت ظاہر ہو۔
یہ آیت اس گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بظاہر ایمان لائے تھے اور درحقیقت مشرک تھے۔

تشریح

(۱) الٓمّٓ ۔ الف ۔ لام ۔ میم ، حروف مقطعات میں سے ہیں یعنی ان کو ایک ایک حرف الگ الگ کرکے پڑھا جاتا ہے ۔ یہ قرآن مجید کا ایک اسلوب ہے جو مخاطب کو متوجہ کرلیتا ہے ـــــ بعض حضرات نے اس کے اشارات بھی متعین کرنے کی کوشش کی ہے ۔

- اس میں الف کا اشارہ ایمان کی طرف بھی ہوسکتا ہے جس کا تذکرہ اس سورت میں بار بار آیا ہے ۔ مثلاً آیت ۲ ، ۷ ، ۹ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۴ ، ۴۴ ، ۴۶ ۔
- لام کا اشارہ ہوسکتا ہے لِقَآءَ اللّٰهِ (اللہ کی ملاقات) کی طرف ہوسکتا ہے جس کا ذکر آیت ۵ اور ۲۳ میں ہے ۔
- میم کا اشارہ منافقین کی طرف ہوسکتا ہے جن کا ذکر آیت ۱۱ میں ہوا ہے اور اس سورت میں منافقت پر گرفت کرتے ہوئے سچے مومنین کی خصوصیات کو پیش کیا گیا ہے ۔

(۲) صاحب ایمان کو آزمایا جاتا ہے ۔ حق و باطل کی کش مکش میں امتحان اور آزمائش کے سخت مرحلوں سے صاحب حق لوگوں کو ہر دور میں گزرنا پڑتا ہے ۔ پچھلے انبیاء کی امتوں میں بھی اس طرح کے حالات رہے ہیں اور حضرت محمد ؐ کی امت کو بھی مکہ مکرمہ میں ان تمام سختیوں سے گزرنا پڑا ہے ـــــ حالات کی یہ سختی سنار کی اس بھٹی کی طرح ہے کہ جیسے سونے کو تپایا جاتا ہے تو کھرا کھوٹا الگ ہوجاتا ہے اور صرف کھرا سونا باقی رہ جاتا ہے جو بڑا قیمتی ہوتا ہے ۔ اس لئے ہر صاحب ایمان کو دعوئ ایمانی کے بعد امتحان اور ابتلا کے لئے تیار رہنا ہوتا ہے ۔ سب سے سخت امتحان اللہ کے سب سے مقرب بندوں انبیاء کرام کا ہوتا ہے ۔ پھر ایمان کے درجات کے اعتبار سے ہر ایک کو امتحان سے گزرنا پڑتا ہے ۔

پچھلی امتوں کو راہ حق میں ان سختیوں سے گزرنا پڑا جیسا کہ نبی ؐ کا ارشاد ہے فرمایا ۔ قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ مَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ (راوی خباب بن ارت ۔ بخاری ۔ ابوداؤد ۔ نسائی)
(جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کے ساتھ ایسے ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ کسی کو پکڑ کر زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اسمیں اسے کھڑا کردیا جاتا اور آرا اس کے سر پر رکھ کر اس طرح چلایا جاتا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوجاتے ، اور لوہے کے کنگھے جسم میں چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں تک پہنچ جاتے ۔ ان سختیوں کو وہ برداشت کرتا لیکن اپنے دین (اسلام) سے منہ نہ موڑتا ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ ۝ (سورۂ بقرہ آیت ۲۱۴)
(کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ابھی تمہیں ان لوگوں کے سے حالات سے سابقہ پیش آیا ہی نہیں جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کو تنگیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور وہ ایسے جھنجوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ کب آئیگی اللہ کی مدد ۔ تب انھیں خوشخبری سنائی گئی کہ خبردار رہو اللہ کی مدد قریب ہے ۔)

صرف دعوئ ایمانی کافی نہیں جب تک وہ دعویٰ آزمائش کی کسوٹی پر کھرا نہ اترے ۔ فرمایا ۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (آل عمران ۔ آیت ۱۴۲)
(کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے جہاد میں جان لڑانے والے اور پامردی دکھانے والے کون لوگ ہیں ۔)

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

وَ	لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَلَيَعْلَمَنَّ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	صَدَقُوْا
اور	البتہ ہم نے آزمایا وہ لوگ جو	ان سے پہلے	تو ضرور معلوم کریگا	اللہ	وہ لوگ جو	سچے ہیں

اور البتہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا، تو اللہ ضرور معلوم کریگا ان لوگوں کو جو سچے ہیں۔

وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

وَلَيَعْلَمَنَّ	الْكٰذِبِيْنَ	اَمْ	حَسِبَ	الَّذِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ
اور وہ ضرور معلوم کریگا	جھوٹے	کیا	گمان کیا ہے	وہ لوگ جو	کرتے ہیں

اور وہ ضرور معلوم کرے گا جھوٹوں کو۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا انھوں نے گمان کیا ہے

السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④

السَّيِّاٰتِ	اَنْ	يَّسْبِقُوْنَا	سَآءَ	مَا يَحْكُمُوْنَ
برے کام	کہ	وہ ہم سے بچ باہر نکلیں گے	برا ہے	جو وہ فیصلہ کررہے ہیں

کہ وہ ہم سے بچ باہر نکلیں گے؟ بُرا ہے جو وہ فیصلہ (خیال) کرتے ہیں۔

③ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا فِيْ اِيْمَانِهِمْ عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

④ فِيْهِ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ الشِّرْكَ وَالْمَعَاصِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا يَفُوْتُوْنَا فَلَا نَنْتَقِمُ مِنْهُمْ سَآءَ بِئْسَ مَا الَّذِيْ يَحْكُمُوْنَ ○ حُكْمُهُمْ هٰذَا

③ اور بیشک ہم نے آزمایا اور مبتلائے مصائب کیا ان لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے سو بالضرور جان لیگا اللہ ان لوگوں کو جو اپنے ایمان میں سچے ہیں جاننا بطور مشاہدہ کے اور البتہ اللہ جان لیگا ان لوگوں کو جو اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

④ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو شرک اور گناہوں میں مبتلا ہیں یہ کہ وہ ہم سے چھوٹ جائیں گے پھر ہم ان سے بدلہ نہ لیں گے بُرا ہے وہ حکم جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

تشریح

② پچھلے لوگوں کو بھی آزمایا گیا۔ اور اللہ کو یہ تو دیکھنا ہی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ امتحان اور آزمائش کا یہ معاملہ تمہارے ساتھ ہی نہیں ہو رہا ہے بلکہ تم سے پہلے پیغمبروں کی امتیں بھی سخت امتحانوں سے گذر چکیں۔ ایمان کے دعوے کے بعد آزمائش اسلئے ضروری ہے کہ صرف صلاحیت ہونے کی بنا پر جزا اور سزا کا فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک عملاً اس کا ظہور نہ ہو جائے کیونکہ یہ بات اللہ کے انصاف کے خلاف ہے کہ وہ اپنے اس علم کی بنا پر فیصلہ کرے جو کسی شخص کی اہلیت کے بارے میں اللہ کو ہے جب تک عمل کی صورت میں اس کا ظہور نہ ہو جائے اسلئے اسکو امتحان سے گزارا جاتا ہے کہ جو کچھ اندر ہے وہ باہر آجائے اور سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہو جائے۔

④ اللہ کے نافرمان اسکی گرفت سے بچ نہیں سکتے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کا امتحان ضرور لے رہا ہے مگر وہ لوگ جو اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور مومن بندوں پر ظلم اور سختیاں کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی گرفت سے بچ جائیں گے اللہ کی طرف سے جو مہلت اور ڈھیل انکو دی جا رہی ہے اس کو دیکھ کر اگر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں تو یہ بالکل غلط ہے

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤

مَنْ	كَانَ يَرْجُوْا	لِقَآءَ اللّٰهِ	فَاِنَّ	اَجَلَ اللّٰهِ	لَاٰتٍ	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ
جو	وہ امید رکھتا ہے	اللہ سے ملاقات	تو بیشک	اللہ کا وعدہ	ضرور آنے والا	اور وہ	سننے والا	جاننے والا

جو کوئی اللہ سے ملاقات (ملنے) کی امید رکھتا ہے تو بیشک اللہ کا وعدہ ضرور آنے والا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ⑥

وَمَنْ	جَاهَدَ	فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ	لِنَفْسِهٖ	اِنَّ اللّٰهَ	لَغَنِيٌّ	عَنِ	الْعٰلَمِيْنَ
اور جو	کوشش کرتا ہے	تو صرف کوشش کرتا ہے	اپنی ذات کے لئے	بیشک اللہ	البتہ بے نیاز	سے	جہان والے

اور جو کوئی کوشش کرتا ہے تو صرف کوشش کرتا ہے اپنی ذات کے لئے۔ بیشک اللہ البتہ جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا ۔ الصّٰلِحٰتِ	لَنُكَفِّرَنَّ	عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	البتہ ہم ضرور دور کردینگے	ان سے	ان کی برائیاں

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے البتہ ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں دُور کردیں گے۔

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑦

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	اَحْسَنَ	الَّذِيْ	كَانُوْا ۔ يَعْمَلُوْنَ	
اور ہم ضرور جزا دینگے انھیں	زیادہ بہتر	وہ جو	وہ کرتے تھے۔	

اور ہم ضرور انہیں (انکے اعمال کی) زیادہ بہتر جزا دیں گے جو وہ کرتے تھے۔

⑤ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا يَخَافُ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ
اَجَلَ اللّٰهِ بِهٖ لَاٰتٍ لِلْبَعْثِ لَهٗ
وَهُوَ السَّمِيْعُ لِاَقْوَالِ الْعِبَادِ الْعَلِيْمُ ○
بِاَفْعَالِهِمْ
⑥ وَمَنْ جَاهَدَ جِهَادَ حَرْبٍ اَوْ نَفْسٍ فَاِنَّمَا
يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ لِاَنَّ مَنْفَعَةَ جِهَادِهٖ لَهٗ
لَا لِلّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَعَنْ عِبَادَتِهِمْ
⑦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ بِعَمَلِ

⑤ جو کوئی اللہ کے ملنے کا خوف رکھتا ہے اور اس کے عذاب ڈرتا
ہے تو بے شبہ اللہ سے ملنے کا وقت آنے والا ہے پس اس
کو چاہیئے کہ اللہ کی ملاقات کے لئے تیار ہوجائے اور وہ اپنے بندوں
کے اقوال سُنتا ہے ان کے کاموں کو جانتا ہے۔
⑥ اور جو کوئی جہاد کرتا ہے یعنی کافروں سے لڑتا ہے یا اپنے نفس پر
جہاد کرتا ہے تو وہ اپنی ہی جان کے لئے جہاد کرتا ہے کیونکہ نفع اسکے
جہاد کا اسی کو ہوگا نہ کہ اللہ کو۔ بیشک اللہ بے پروا ہے آدمیوں اور جنات
اور فرشتوں اور انکی عبادت سے۔
⑦ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے بالضرور ہم ان کے
گناہوں کو معاف کردینگے بسبب انکے نیک عملوں کے۔

الصّٰلِحٰتِ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ بِمَعْنٰى حَسَنَ وَنَصْبُهُ بِنَزْعِ الْخَافِضِ الْبَاءُ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الصّٰلِحٰتُ

اور بیشک ہم ان کو عمدہ بدلہ دینگے ان کے نیک اعمال کا

تشریح

(۵) آخرت کچھ دور نہیں ہے | جس شخص کو یہ یقین ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ اصل حیات عالم آخرت کی ہے جہاں ہم سب کو مرنے کے بعد اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور دنیا میں کئے ہوئے اپنے کاموں کی جزا اور سزا پانی ہے وہ جانتے ہیں کہ موت کا وقت کچھ بہت دور نہیں ہے۔ موت کے بعد اللہ سے ملنا ہے اور وہ اس کی تمنا بھی رکھتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دنیا کی سختیاں اور ساری کلفتیں وہاں جاکر ختم ہو جائیں گی اللہ کی خوشنودی اور اس کا دیدار نصیب ہوگا اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے وہ علیم وخبیر ہے کوئی بات اس سے چھپی نہیں ہے اور وہاں کسی کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

(۶) باطل کے ساتھ بندے کا مجاہدہ اپنے ہی فائدے کے لئے ہے | جب انسان حق کے راستے کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو اندر سے لیکر باہر تک تمام باطل قوتیں چوکنا ہو جاتی ہیں اور اس کے ساتھ برسرپیکار رہتی ہیں۔ اندر سے اس کا نفس جس کے ساتھ اس کی مستقل کشمکش رہتی ہے اور باہر سے شیطان اور دوسری باطل قوتیں انسان پوری زندگی ان سے لڑتا رہتا ہے محنت کرتا رہتا ہے جدوجہد کرتا رہتا ہے اس ساری کش مکش میں اس کی ترقی کا راز چھپا ہوا ہے اسی کش مکش کی وجہ سے وہ بدی اور گمراہی کے چکر سے نکل کر صداقت کے راستے کی طرف بڑھتا ہے اور اس میں یہ طاقت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا میں خیر وصلاح کا علم بردار بن کر کھڑا ہوا۔ اس پوری جدوجہد میں خود انسان ہی کا اپنا بھلا اور اپنا فائدہ ہے۔ یہ خیال بھی نہ آنے پائے کہ ہم اللہ کے راستے میں محنت کرکے اللہ پر یا اس کے دین پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنم ❊ منتِ ازو شناس کہ بخدمت بداشت است

(احسان مت دھرو کہ میں بادشاہ کی خدمت کرتا ہوں، اس کا احسان جانو کہ اس نے خدمت کا موقع دیا ہے)

(۷) ایمان اور اعمال صالح کی برکتیں | اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں نہ انھیں کسی کی عبادت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اطاعت کی لیکن وہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان اور شفیق ہیں۔ بندہ جب ان پر ایمان لاتا ہے۔ اور ان تمام چیزوں کو سچے دل سے تسلیم کرکے جن کی دعوت اللہ کے رسول اور اللہ کی کتاب نے دی ہے اللہ کے رسول کی ہدایت کے مطابق عمل کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے برائیوں کو معاف کرتے ہیں اور اس کے نیک اعمال کی قدر کرتے ہوئے بہترین جزا عطا فرمائیں گے اور اس کے اعمال میں جو بہترین عمل ہوگا اس کو سامنے رکھ کر اسکے لئے جزا تجویز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اتنے قدردان ہیں کہ بندہ تھوڑی سی نیکی کرتا ہے تو اس سے کہیں بڑھ کر اس کو جزا دی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورۂ انعام آیت ۱۶۰)۔ جو نیکی لے کر آئیگا اس کو اس سے دس گنا اجر دیا جائیگا۔

دوسری جگہ فرمایا۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (سورۂ قصص آیت ۸۴)

(جو شخص نیکی لے کر آئے گا اس کو اس سے بہتر اجر دیا جائیگا۔)

ایک اور جگہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا۔ (سورۂ نساء آیت ۴۰)

(اللہ ظلم تو ذرہ برابر نہیں کرتا، اور اگر نیکی ہو تو اس کو کئی گنا بڑھاتا ہے۔)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

جَاهَدٰكَ	وَاِنْ	حُسْنًا	بِوَالِدَيْهِ	الْاِنْسَانَ	وَ وَصَّيْنَا
تجھ سے کوشش کریں	اور اگر	حسن سلوک کا	ماں باپ سے	انسان	اور ہم نے حکم دیا

اور ہم نے انسان کو ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں (زور ڈالیں)

لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ اِلَيَّ

اِلَيَّ	فَلَا تُطِعْهُمَا	عِلْمٌ	بِهٖ	لَكَ	مَا لَيْسَ	بِيْ	لِتُشْرِكَ
میری طرف	تو کہا نہ مان ان کا	کوئی علم	اس کا	تجھے	جس کا نہیں	میرا	کہ تو شریک ٹھہرائے

کہ تو (کسی کو) میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان، تمہیں میری طرف

مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ

وَالَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ	بِمَا	فَاُنَبِّئُكُمْ	مَرْجِعُكُمْ
اور جو لوگ	تم کرتے تھے	وہ جو	تو میں ضرور بتلاؤں گا تمہیں	تمہیں لوٹ کر آنا

لوٹ کر آنا ہے، تو میں تمہیں بتلاؤں گا، وہ جو تم کرتے تھے۔ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

فِي الصّٰلِحِيْنَ	لَنُدْخِلَنَّهُمْ	الصّٰلِحٰتِ	وَعَمِلُوْا	اٰمَنُوْا
نیک بندوں میں	ہم ضرور انھیں داخل کریں گے	اچھے	اور انھوں نے عمل کئے	وہ ایمان لائے

ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے ہم انھیں ضرور نیک بندوں میں داخل کریں گے۔

(۸) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حُسْنًا اَيْ اِيْصَاءً ذَا
حُسْنٍ بِاَنْ يَبَرَّهُمَا
وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ
بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
بِاِشْرَاكِهٖ عِلْمٌ مُوَافَقَةٌ
لِلْوَاقِعِ فَلَا مَفْهُوْمَ لَهٗ
فَلَا تُطِعْهُمَا فِي الْاِشْرَاكِ
اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(۸) اور ہم نے وصیت کی انسان کو کہ وہ اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اور اگر اے انسان تجھ کو تیرے ماں باپ یہ کہیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنا جس کی تجھ کو خبر نہیں ہے تو شرک کرنے میں تو ان کا کہنا نہ مان۔

میری طرف تم کو آنا ہے سو میں تم کو خبر کردوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا | پھر اس کا عوض تم کو دوں گا۔

۹ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِى الصّٰلِحِيْنَ ○ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ بِاَنْ نَحْشُرَهُمْ مَعَهُمْ | ۹ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے البتہ ہم ان کو داخل کریں گے نیکوں کی جماعت میں یعنی انبیاء اور اولیاء کے ساتھ ان کا حشر ہو گا۔

تشریح

۸ ہر ایک کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ماتحت ہے | مطاعِ حقیقی یعنی وہ ذات جو حقیقت میں قابلِ اطاعت ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ یکتا اور بے مثال ہیں ان کی اطاعت، ان کی عبادت، ان کی عظمت، ان کی محبت میں کسی کی بھی ادنیٰ سی شرکت نہیں ہے ہر ایک کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ماتحت ہے۔

مخلوقات میں سب سے بڑا درجہ ماں باپ کا ہے انکی حق شناسی، انکے ساتھ حسنِ سلوک، انکی دلداری اولاد کا حق ہے لیکن یہ حق بھی اللہ کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اگر والدین گمراہ ہیں لاعلمی کی وجہ سے بھٹکے ہوئے ہیں تو اولاد کا فرض ہے کہ وہ خود بھی ہدایت پر چلے اور والدین کو بھی راہِ ہدایت پر لانے کی کوشش کرے۔ اگر والدین مجبور کریں تو کسی بھی حال میں اللہ کی نافرمانی کرنا اور انکے دباؤ کو قبول کرنا درست نہ ہوگا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا واقعہ صحیح مسلم کتاب الفضائل میں مذکور ہے اور اس کو ترمذی، احمد، ابوداؤد، اور نسائی نے بھی نقل کیا ہے کہ حضرت سعد نو عمری میں ایمان لے آئے تھے ان کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ کی بیٹی تھیں اور ابو سفیان کی بھتیجی تھیں ان کو جب معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے سعد نے اسلام قبول کر لیا ہے تو بڑی ناراض ہوئیں اور بہت دباؤ ڈالا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ قسم کھالی کہ جب تک وہ اس دین کو نہیں چھوڑیگا میں کھانا نہ کھاؤنگی نہ پیونگی نہ سائے میں بیٹھونگی اور نہ تجھ سے بات کرونگی۔ اور یہ بھی کہا کہ ماں کا حق ادا کرنا تو اللہ کا حکم ہے۔ اگر تو میری بات نہیں مانے گا تو یہ اللہ کی نافرمانی ہوگی۔ حضرت سعد پریشان ہوئے اور ساری بات رسول اللہ سے عرض کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک تو کرنا چاہئے لیکن اگر وہ شرک کے لئے مجبور کریں تو ان کی بات مت مانو اس لئے کہ سب کو اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ یہ رشتے داریاں اور رشتہ داریوں کے حقوق تو دنیا کی حد تک ہیں۔ اگر اولاد نے ماں باپ کی خاطر گمراہی اختیار کی تو اولاد کو سزا ملے گی اور اگر اولاد نے ماں باپ کو گمراہ کیا تو وہ پکڑے جائیں گے۔ سورۂ لقمان میں ارشاد ہے:۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ○ (آیت ۱۵)

(اگر ماں باپ مجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا (یعنی تیرے علم میں وہ میرا شریک نہیں ہے) تو انکی بات ہرگز مت مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔)

انسان کو اندھی تقلید سے بچنا چاہئے اور اللہ کی دی ہوئی سمجھ اور روشنی میں اپنی زندگی کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

۹ صالحین آخرت میں کامیاب ہونگے | وہ صالح اور نیک لوگ جو ہر طرح کی رکاوٹوں کے باوجود ایمان پر قائم رہے اور نیکی کی راہ پر چلتے رہے وہ اللہ کے نیک بندوں میں شمار ہونگے اور آخرت میں کامیاب ہونگے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (انسان کو جس سے تعلق ہو اس کا شمار انہیں میں ہوگا)۔ طبعی محبت اگرچہ ماں باپ سے ہوتی ہے مگر دین کا تعلق دینداروں سے ہوتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي

وَ مِنَ	النَّاسِ	مَنْ يَّقُوْلُ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ	فَاِذَآ	اُوْذِيَ	فِي
اور سے۔ کچھ	لوگ	۔جو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اللہ پر	پھر جب	ستائے گئے	میں

اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں ستائے گئے

اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ

اللّٰهِ	جَعَلَ	فِتْنَةَ	النَّاسِ	كَعَذَابِ	اللّٰهِ	وَلَئِنْ	جَآءَ	نَصْرٌ
اللہ	بنالیا	ستانا	لوگ	جیسے عذاب	اللہ	اور اگر	آئے	کوئی مدد

تو انھوں نے لوگوں کے ستانے کو بنالیا (سمجھ لیا) جیسے اللہ کا عذاب ہو اور اگر تمہارے رب کی طرف

مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ

مِنْ + رَبِّكَ	لَيَقُوْلُنَّ	اِنَّا + كُنَّا	مَعَكُمْ	اَوَلَيْسَ	اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ
تمہارے رب سے	تو وہ ضرور کہتے ہیں	بیشک ہم تھے	تمہارے ساتھ	کیا نہیں ہے	اللہ	خوب جاننے والا

سے کوئی مدد آئے تو (اس وقت) وہ ضرور کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ خوب جاننے والا نہیں

بِمَا فِي صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ⑩ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

بِمَا	فِي + صُدُوْرِ	الْعٰلَمِيْنَ	وَلَيَعْلَمَنَّ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ
وہ جو	سینوں (دلوں) میں	جہان والے	اور البتہ ضرور معلوم کریگا	اللہ	وہ لوگ جو

جو دنیا جہان والوں کے دلوں میں ہے ۔ اور اللہ ضرور معلوم کرے گا ان لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ⑪

اٰمَنُوْا	وَلَيَعْلَمَنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ
ایمان لائے	اور البتہ ضرور معلوم کریگا	منافق (جمع)

ایمان لائے اور ضرور معلوم کرے گا منافقوں کو

(۱۰) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ
فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
اَيْ اَذَاهُمْ لَهٗ كَعَذَابِ اللّٰهِ
فِي الْخَوْفِ مِنْهُ فَيُطِيْعُهُمْ فَيُنَافِقُ

(۱۰) اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت آدمیوں کی ایذادہی کو مثل اللہ کے عذاب کے سمجھتا ہے یعنی آدمیوں کے عذاب سے ایسا ڈرتا ہے جیسا اللہ کے عذاب سے [illegible] کرکے منافق ہو جاتا ہے

وَلَئِنْ لَامُ قَسَمٍ جَآءَ نَصْرٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ رَّبِّكَ نَغْنَمُوْا لَيَقُوْلُنَّ لَيَقُوْلُنْ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِي النُّوْنَاتِ وَالْوَاوُ ضَمِيْرُ الْجَمْعِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ فِي الْإِيْمَانِ فَاَشْرِكُوْنَا فِي الْغَنِيْمَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ أَيْ بِعَالِمٍ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالنِّفَاقِ بَلٰى

فیصل

اور البتہ اگر تیرے رب کی طرف سے مسلمانوں کو کہیں فتح ہوتی ہے جس سے ان کو غنیمت کا مال ملتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں کہ بے شبہ ہم ایمان میں تمہارے ساتھ تھے پس ہم کو بھی غنیمت میں سے حصہ دو۔ فرمایا اللہ تعالٰے نے

فرمایا اللہ تعالٰے نے
کیا اللہ کو معلوم نہیں کہ اہل جہان کے سینوں میں ایمان ہے یا نفاق۔

(١١) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِقُلُوْبِهِمْ وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ فَيُجَازِي الْفَرِيْقَيْنِ وَاللَّامُ فِي الْفِعْلَيْنِ لَامُ قَسَمٍ

(١١) البتہ اسکو علم ہے اور بیشک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو دل سے ایمان لائے اور منافقوں کو بھی جانتا ہے۔ سو وہ دونوں فریق کو بدلہ دیگا۔

تشریح

(١٠) کمزور ایمان والے نہ ادھر نہ اُدھر | جب آدمی کسی نظریئے کو مانتا ہے اور کسی عقیدے کو دل کی پوری گہرائی کے ساتھ تسلیم کرتا ہے تو اس کی کیفیت کچھ اور ہوتی ہے نہایت مضبوطی کے ساتھ اس عقیدے پر جما رہتا ہے اور حالات کے تھپیڑے کھا کر بھی اپنے اس عقیدے سے دستبردار ہونے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتا چاہے اس راہ میں اس کی جان بھی چلی جائے۔
مگر ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو کسی عقیدے کو مان تو لیتے ہیں مگر اس ماننے کی وہ کیفیت نہیں ہوتی کہ وہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکیں۔ ذرا سی کوئی تکلیف آئی کوئی نقصان کا اندیشہ ہوا تو فوراً راستہ بدلنے کے لئے تیار۔ لوگوں کی دی ہوئی تکلیف کو ایسا سمجھ رہے ہیں جیسے یہ لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش نہیں ہے بلکہ اللہ کا عذاب ہے جس سے انسان کو ڈرنا چاہیئے
اور اگر کہیں اہل ایمان کو فتح ونصرت نصیب ہوگئی تو یہی شخص جو حق کو چھوڑنے کے لئے پر تولے بیٹھا تھا فوراً ڈینگیں مارنے لگتا ہے جناب ہم تو آپکے ساتھ تھے، آپکی کامیابی کے لئے چشم براہ تھے آپکی قربانیوں کی ہماری نظر میں بڑی منزلت تھی۔
کیا اللہ کو معلوم نہیں ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں کیا ہے؟ اللہ تعالٰے تو دنیا والوں کے دلوں کا حال بخوبی جانتا ہے۔

(١١) ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ عمل سے ایمان کا پتہ لگ جائے گا۔ | اللہ تو تو دلوں کے احوال کو جانتے ہیں۔ اسے تو پہلے ہی سے سب کچھ معلوم ہے لیکن اب تمہارے اعمال دکھا دیں گے کہ تم ایمان کے کس مقام پر کھڑے ہو۔ یہ جو اللہ کی طرف سے بار بار آزمائشیں آتی ہیں وہ اسی لئے آتی ہیں کہ سچ اور جھوٹ الگ الگ ہوجائیں اور جو اندر چھپا ہے وہ باہر آجائے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورۂ آل عمران آیت ١٧٩)
(اللہ مومنوں کو ہرگز اس حال میں رہنے دینے والا نہیں ہے جس میں تم اس وقت ہو (کہ صادق الایمان اور منافق سب ملے جلے ہیں)، پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ نمایاں کرکے رہے گا۔)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا	لِلَّذِيْنَ + اٰمَنُوْا	اتَّبِعُوْا	سَبِيْلَنَا	وَلْنَحْمِلْ
اور کہا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	ان لوگوں کو جو ایمان لائے	تم چلو	ہماری راہ	اور ہم اٹھائینگے

اور کافروں نے ایمان لانے والوں کو کہا تم ہماری راہ چلو، اور ہم تمہارے گناہ

خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ

خَطٰيٰكُمْ	وَمَا هُمْ	بِحٰمِلِيْنَ	مِنْ	خَطٰيٰهُمْ	مِّنْ شَيْءٍ
تمہارے گناہ	حالانکہ وہ نہیں	اٹھانے والے	سے	ان کے گناہ	کچھ

اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہ اٹھانے والے نہیں کچھ بھی۔

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ

اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ	وَلَيَحْمِلُنَّ	اَثْقَالَهُمْ	وَاَثْقَالًا	مَّعَ
بیشک وہ	البتہ جھوٹے	اور وہ البتہ ضرور اٹھائینگے	اپنے بوجھ	اور بہت سے بوجھ	ساتھ

بیشک وہ جھوٹے ہیں اور وہ البتہ ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور (بھی) بہت سے بوجھ اپنے

ع ۱۲ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔـلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۱۳

اَثْقَالِهِمْ	وَلَيُسْـَٔـلُنَّ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	عَمَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ
اپنے بوجھ	اور البتہ ان سے ضرور باز پرس ہوگی	قیامت کے دن	اس سے جو	وہ جھوٹ گھڑتے تھے

بوجھ کے ساتھ اور قیامت کے دن البتہ ان سے ضرور (اس کے بارے میں) باز پرس ہوگی جو وہ جھوٹ گھڑتے تھے۔

(۱۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا طَرِيْقَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ فِيْ اِتِّبَاعِنَا اِنْ كَانَتْ وَالْاَمْرُ بِمَعْنَى الْخَبَرِ قَالَ تَعَالٰى وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ فِيْ ذٰلِكَ

(۱۲) اور کافروں نے ایمان والوں سے کہ ہمارے طریق اور مذہب کی پیروی کر اور تم اگر ہماری پیروی کرو گے تو جو کچھ تمہارے گناہ ہوں گے ان کا بوجھ ہم اٹھا لینگے

فرمایا اللہ تعالےٰ نے: اور وہ لوگ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھا دینگے۔

بے شبہ اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

(۱۳) وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ اَوْزَارَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ

(۱۳) اور بے شک وہ اٹھاوینگے اپنے گناہوں کے بوجھ اور اپنے گناہوں کے ساتھ اور گناہوں کے بوجھ بسبب ان کے

بِقَوْلِهِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَ اَضَلَّا لَهُمْ مُقَلِّدَتَهُمْ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ يَكْذِبُوْنَ عَلَى اللّٰهِ سُؤَالُ تَوْبِيْخٍ فَاللَّامُ فِى الْفِعْلَيْنِ لَامُ قَسَمٍ وَحُذِفَ فَاعِلُهُمَا اَلْوَاوُ وَنُوْنُ الرَّفْعِ

کہنے کے ایمان والوں کو کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو اور بسبب ان کے گمراہ کرنے کے اپنے اتباع کو۔ اور ان سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا ازراہ توبیخ جو کچھ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

تشریح

(۱۲) اہل باطل کا بہکاوہ۔ ذمہ داری ہماری گردن پر | اللہ تعالیٰ کا قانون اور دستور یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔)

ہاں اگر کوئی دوسرے کو گمراہ کرے گا تو اپنے اعمال کے ساتھ اسکی گمراہی کے عذاب میں بھی وہ شریک ہوگا۔

اہل باطل کے بہکانے کا ایک ڈھنگ یہ بھی ہے کہ اجی چھوڑو کہاں عذاب ثواب کے چکر میں پڑ گئے ہمارے ساتھ چلو اگر وہاں کچھ ہوا تو سارا عذاب ہماری گردن پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب ان کا جھوٹ ہے کوئی کسی کی خطاؤں کا بوجھ اپنے اوپر لینے والا نہیں ہے۔ کسی کے کہنے سے گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ اور جب وہاں کا عذاب سامنے آئے گا تو کس کا دل گردہ ہے جو کہہ دے کہ اس کے بجائے مجھے عذاب دے دو۔ وہاں تو ہر شخص اپنی گردن بچانے کی فکر میں ہوگا۔ اس لئے سب بہلاوے ہیں اور توجہ کے قابل ہی نہیں ہیں۔

(۱۳) اہل باطل اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے | گمراہ لوگ جو دوسروں کو یہ کہہ کر بہکا رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ چلو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں اپنے گناہوں کا بوجھ تو اٹھائیں گے ہی اس کے ساتھ دوسروں کو گمراہ کرنے کے گناہ کا بوجھ بھی ان کو اٹھانا ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ (النحل آیت ۲۵) (تاکہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھائیں اور ان لوگوں کے بوجھوں کا بھی ایک حصہ اٹھائیں گے جن کو وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں)

حدیث میں ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ دَعَا اِلَى الضَّلَالَةِ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔ (جو شخص گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس پر بھی گناہ کا بار ہوگا جس طرح اس کے چلنے والے گنہگار ہوتے ہیں اور اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔) —— جو جھوٹ یہ گھڑتے رہے ہیں اسکے بارے میں اللہ کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی لیکن سچوں کے مقابلے میں جھوٹ ہمیشہ ناکام ہوا ہے اور جھوٹوں کے تمام فریب مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ثابت ہوئے ہیں۔ آگے کچھ واقعات اسی ضمن میں بیان کئے جا رہے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ حق کے مقابلے میں باطل کو ہمیشہ سرنگوں ہونا پڑا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا

اِلَّا	سَنَةٍ	اَلْفَ	فِيْهِمْ	فَلَبِثَ	اِلٰى قَوْمِهٖ	نُوْحًا	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
مگر کم	سال	ہزار	ان میں	تو وہ رہے	اسکی قوم کی طرف	نوح کو	اور بیشک ہم نے بھیجا

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس

خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑭

ظٰلِمُوْنَ	وَهُمْ	الطُّوْفَانُ	فَاَخَذَهُمُ	عَامًا	خَمْسِيْنَ
ظالم تھے	اور وہ	طوفان	پھر انہیں آپکڑا	سال	پچاس

رہے۔ پھر انہیں طوفان نے آپکڑا، اور وہ ظالم تھے۔

⑭ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَعُمُرُهٗ
اَرْبَعُوْنَ سَنَةً اَوْ اَكْثَرُ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ
سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا يَدْعُوْهُمْ اِلٰى
تَوْحِيْدِ اللّٰهِ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ
اَىِ الْمَاءُ الْكَثِيْرُ طَافَ بِهِمْ وَعَلَاهُمْ فَغَرِقُوْا
وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ مُشْرِكُوْنَ

⑭ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا الخ اور بیشک ہم نے بھیجا نوح کو جبکہ انکی عمر چالیس سال کی تھی یا زیادہ کی انکی قوم کیطرف سو وہ ہزار برس تک مگر پچاس برس ان میں رہ کر انکو اللہ کی وحدانیت کی طرف بلاتا رہا پر انھوں نے انکو جھٹلایا اس پر ان پر پانی کا طوفان آیا جس نے انکو گھیر لیا اور اوپر کو بھر گیا جس سے وہ سب غرق ہو گئے درآں حالیکہ وہ مشرک ظالم تھے۔

تشریح

⑭ حضرت نوح ایک ہزار سے پچاس سال کم قوم کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے | حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے ان کا ذکر قرآن مجید میں تینتالیس مرتبہ آیا ہے۔ یہاں مختصر طور پر اُن کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ چند سال میں ہی باطل کی یلغار سے گھبرا رہے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے ایک پیغمبر ایسے بھی گزرے ہیں جو ایک ہزار سے پچاس سال کم یعنی ساڑھے نو سو سال تک لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے اس ظالم گمراہ قوم کی اصلاح کے لئے کوشش فرماتے رہے جو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھی۔ اور اتنی طویل مدت تک ان کی زیادتیاں برداشت کرنے پر بھی انھوں نے ہمت نہیں ہاری۔

○ جب حضرت نوح نے ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی تو ظاہر ہے کہ ان کو نبوت پختہ عمر میں یعنی کم سے کم چالیس سال کی عمر میں ملی ہو گی اس کے بعد ایک زبردست طوفان آیا جو طوفان نوح کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح ساٹھ سال تک زندہ رہے اس طرح انکی کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔

○ حضرت نوح کی اس طویل عمری میں ایک حکمت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کا ایک پیغمبر اتنے طویل عرصے تک اپنی ذمہ داریوں کو کتنے صبر اور استقامت کے ساتھ ادا کرتا رہا ہے۔

دوسری حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں موت اور حیات کے خالق ہیں وہ جس کو جتنی چاہیں زندگی عطا فرما سکتے ہیں انسان خود اگر چاہے تو ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اللہ تو جب تک چاہیں اسے زندگی دے سکتے ہیں۔

○ حضرت نوح قوم کو سمجھاتے بجھاتے رہے لیکن جب وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو طوفان نے انکو گھیر لیا اور سوائے چند لوگوں کے سب ہلاک ہو گئے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

فَاَنْجَيْنٰهُ	وَاَصْحٰبَ + السَّفِيْنَةِ	وَجَعَلْنٰهَا	اٰيَةً	لِّلْعٰلَمِيْنَ
پھر ہم نے اسے بچالیا	اور کشتی والوں کو	اور اسے بنایا	ایک نشانی	جہان والوں کیلئے

پھر ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو بچالیا اور اس (کشتی) کو جہان والوں کے لئے ایک نشانی بنایا

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ

وَاِبْرٰهِيْمَ	اِذْقَالَ	لِقَوْمِهِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَاتَّقُوْهُ	ذٰلِكُمْ
اور ابراہیم	جب اُسنے کہا	اپنی قوم کو	تم عبادت کرو	اللہ	اور اس سے ڈرو	یہ

اور یاد کرو جب ابراہیم ؑ نے اپنی قوم کو کہا تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾

خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ + تَعْلَمُوْنَ	
بہتر	تمہارے لئے	اگر	تم جانتے ہو	

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

(۱۵) فَاَنْجَيْنٰهُ اَیْ نُوْحًا وَ
اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ اَیِ الَّذِیْنَ
كَانُوْا مَعَهٗ فِیْهَا وَجَعَلْنٰهَا
اٰيَةً عِبْرَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
لِمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ النَّاسِ
اِنْ عَصَوْا رُسُلَهُمْ وَعَاشَ نُوْحٌ
بَعْدَ الطُّوْفَانِ سِتِّیْنَ سَنَةً
اَوْ اَكْثَرَ حَتّٰی كَثُرَ النَّاسُ
(۱۶) وَاذْكُرْ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ
لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ
خَافُوْا عِقَابَهٗ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ مِمَّا اَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ
الْاَصْنَامِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
الْخَيْرَ مِنْ غَيْرِهٖ

(۱۵) سو ہم نے نوح کو اور انکو جو اسکے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور پچھلے لوگوں کے لئے اس کو موجب عبرت کیا کہ اگر وہ اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کرینگے تو ان پر بھی ایسا ہی عذاب آویگا۔

اور طوفان کے بعد نوح ساٹھ برس یا زیادہ زندہ رہے یہاں تک کہ پھر آدمی بہت ہو گئے۔

(۱۶) اور یاد کر ابراہیم کو جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے عذاب سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے بتوں کی عبادت سے جو تم کر رہے ہو

تشریح

(۱۵) کشتی نوح اہل زمانہ کے لئے نشانِ عبرت بن گئی | کشتی نوح کے واقعہ کو ذہن کی گرفت میں رکھتے ہوئے ذرا پہلی ہجرت حبشہ کے پس منظر کو سامنے رکھ لیجئے ـــــــ یہ مکہ مکرمہ ہے حضرت محمدؐ جیسے ہی اسلام کی دعوت دینی شروع کرتے ہیں ایک دم حالات بدل جاتے اور ایسا لگنے لگتا ہے جیسے ایک بھٹی ہے جو بھڑک اٹھی ہے۔ یہ رجب کا مہینہ ہے اور نبوت کا پانچواں سال ۵ نبوی ۶۱۴ء مخالفت کی سختی شباب پر ہے۔ انہی دنوں میں مذکورہ سورۂ عنکبوت کی آیت ۵۶ تا ۶۰ نازل ہوتی ہیں۔

يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ

(اے میرے مومن بندو! میری زمین وسیع ہے اور دیکھو کہیں بھی رہو میری بندگی بجالاتے رہنا۔ ہر متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اسلئے یہ دنیا کوئی بہت زیادہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے کہ اپنا ٹھکانا چھوڑنے کا غم ہو، موت ایک دن یہ ٹھکانا چھڑا ہی دیتی ہے۔ پھر تم سب پلٹ کر ہماری طرف لائے جاؤ گے۔)

حکم الٰہی کا اشارہ پاکر آپ نے فرمایا۔ "حبشہ کی سرزمین پر ایسا بادشاہ حکمراں ہے جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا تم اس ملک میں چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا فرمادے جس میں تم مبتلا ہو۔"

ایک ایک دو دو مسلمان چھپتے چھپاتے مکے سے شعیبہ کی بندرگاہ میں جمع ہونے لگے۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں اتفاق سے تجارتی کشتیاں جانے کے لئے تیار اور نصف دینار پر لے جانا منظور کرلیا۔ دشمنوں کو پتہ چلا پکڑنے کیلئے آدمی دوڑائے مگر جب تک وہ کشتیاں روانہ ہوچکی تھیں ـــــــ یہاں بھی مسلمانوں کے لئے کشتیاں نجات کا ذریعہ اور حضرت نوح کے واقعہ میں بھی کشتی نوح نے اہل ایمان کی حفاظت کی۔ یہ وہ لوگ تھے جو حضرت نوحؑ پر ایمان لائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت نوح کی کشتی میں سوار ہونے کی اجازت دی تھی جیسا کہ سورۂ ہود میں ارشاد ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ (آیت ۴۰)

(یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آگیا اور تنور اُبل پڑا تو ہم نے کہا اے نوحؑ اس کشتی میں سوار کرلے ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا اور اپنے گھر والوں کو سوائے انکے جنہیں ساتھ نہ لینے کا پہلے حکم دیدیا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کے ساتھ بہت ہی کم لوگ ایمان لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو اور طوفان کے اس واقعہ کو نشان عبرت بنا دیا جیسا کہ سورۂ قمر میں ارشاد ہوا ہے۔

وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ (آیات ۱۳ تا ۱۵)

(اور ہم نے نوحؑ کو سوار کیا تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر، وہ چل رہی تھی ہماری نگرانی میں اس شخص کے لئے جزاء کے طور پر جس کا انکار کردیا تھا اور ہم نے اسے چھوڑ دیا ایک نشانی بنا کر پس ہے کوئی سبق لینے والا۔)

کشتی کے اس واقعہ سے رہتی دنیا تک لوگوں کو یہ سبق ملتا رہے گا کہ اللہ کے عذاب سے نجات پانے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لاکر اس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابراہیمؑ نے بھی اللہ کی عبادت کی دعوت دی | حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ قرآن مجید میں اکہتر مرتبہ آیا ہے انھوں نے ایسے خاندان اور ایسے ماحول میں آنکھیں کھولی تھیں جو بت پرستی میں مبتلا تھا۔ موجودہ عراق سے کچھ برکھتے پر نمرود کی حکومت تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیغمبر چنا اور انھوں نے اپنی قوم کو صرف اللہ کی عبادت اور اس کا تقویٰ اختیار کرنیکی دعوت دی اور بتایا کہ اللہ کے ساتھ شرک اور اسکی نافرمانی کرنے سے ڈرو اگر تم سمجھ لو تو تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں یہی بہتر ہے۔

اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّتَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا

اِنَّمَا	تَعۡبُدُوۡنَ	مِنۡ	دُوۡنِ اللّٰهِ	اَوۡثَانًا	وَّتَخۡلُقُوۡنَ	اِفۡكًا
اسکے سوا نہیں	تم پرستش کرتے ہو	سے	اللہ کے سوا	بتوں کی	اور تم گھڑتے ہو	جھوٹ

اس کے سوا نہیں کہ تم پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا بتوں کی اور تم جھوٹ گھڑتے ہو

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَـكُمۡ

اِنَّ	الَّذِيۡنَ	تَعۡبُدُوۡنَ	مِنۡ	دُوۡنِ اللّٰهِ	لَا يَمۡلِكُوۡنَ	لَـكُمۡ
بیشک	وہ جنکی تم	پرستش کرتے ہو	سے	اللہ کے سوا	وہ مالک نہیں	تمہارے لئے

بیشک اللہ کے سوا تم جن کی پرستش کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک

رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ وَاعۡبُدُوۡهُ وَاشۡكُرُوۡا

رِزۡقًا	فَابۡتَغُوۡا	عِنۡدَ اللّٰهِ	الرِّزۡقَ	وَاعۡبُدُوۡهُ	وَاشۡكُرُوۡا
رزق کے	پس تم تلاش کرو	اللہ کے پاس	رزق	اور اسکی عبادت کرو	اور شکر کرو

نہیں پس تم اللہ کے پاس (سے) رزق تلاش کرو، اور اس کی عبادت کرو اور شکر کرو

لَهٗ ؕ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنۡ تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ

لَهٗ	اِلَيۡهِ	تُرۡجَعُوۡنَ	وَاِنۡ	تُكَذِّبُوۡا	فَقَدۡ
اس کا	اس کی طرف	تمہیں لوٹ کر جانا ہے	اور اگر	تم جھٹلاؤ گے	تو تحقیق

اس کا اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا

كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ

كَذَّبَ	اُمَمٌ	مِّنۡ + قَبۡلِكُمۡ	وَمَا	عَلَى	الرَّسُوۡلِ
جھٹلا چکی ہیں	بہت سی امتیں	تم سے ۔ پہلی	اور نہیں	پر (ذمے)	رسول

چکی ہیں بہت سی امتیں تم سے پہلی (بھی) اور رسول کے ذمے نہیں مگر

اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۸﴾

اِلَّا	الۡبَلٰغُ	الۡمُبِيۡنُ
مگر	پہنچا دینا	صاف طور پر

صاف طور پر پہنچا دینا

(۱۷) اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَیْ غَیْرِہٖ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا تَقُوْلُوْنَ كَذِبًا اَنَّ الْاَوْثَانَ شُرَكَاءُ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا لَا یَقْدِرُوْنَ اَنْ یَّرْزُقُوْكُمْ فَابْتَغُوْا اطْلُبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ اطْلُبُوْهُ مِنْهُ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(۱۷) بیشک جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ بت ہیں اور تم جو کہتے ہو کہ بت اللہ کے شریک ہیں بالکل جھوٹ ہے۔
بیشک جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ اس پر قادر نہیں کہ تم کو روزی دیں۔

سو اللہ ہی سے روزی طلب کرو۔
اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو۔ اسی کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔

(۱۸) وَاِنْ تُكَذِّبُوْا اَیْ تُكَذِّبُوْنِیْ یَا اَهْلَ مَكَّةَ فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ مِنْ قَبْلِیْ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○ اَلْاِبْلَاغُ الْبَیِّنُ فِیْ هَاتَیْنِ الْقِصَّتَیْنِ تَسْلِیَةٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَالٰى فِیْ قَوْمِهٖ

(۱۸) اور اگر اے مکہ والو تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو تم سے پہلی امتوں نے مجھ سے پہلے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبر کے ذمہ صرف احکام الٰہی کا پہنچا دینا ہے۔
ان دونوں قصوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپکی قوم کے بارے میں۔

تشریح

(۱۷) **بت پرستی کا حقیقت اور صداقت سے کوئی تعلق نہیں ہے** حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ بت پرستی ایک جھوٹ ہے من گھڑت ہے نہ ان بتوں میں خدا داخل ہوتا ہے اور نہ ان بتوں کو کوئی اختیار ہے نہ ان میں حاجت روائی کی کوئی طاقت ہے ایک شکل اپنے سامنے بنا کر یہ تصور کر لینا کہ ان میں روحانی طاقتیں آجاتی ہیں ایک بے حقیقت بات ہے۔ درحقیقت ان کو کچھ بھی دینے کا اختیار نہیں ہے۔ حاجت روا اور قابلِ عبادت اور قابلِ شکر صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور سب کو پلٹ کر اسی کے حضور حاضر ہونا ہے۔ آخر کسی کو اپنا معبود بنانے کے لئے کوئی معقول وجہ تو ہونی چاہیئے دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ اپنی ذات میں معبودیت کا کوئی استحقاق رکھتا ہے کیا اس میں معبودیت کی کوئی صفت پائی جاتی ہے؟ کیا وہ ہمارا پیدا کرنے والا ہے اور ہم اپنے وجود کے لئے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کیا وہ ہماری پرورش کا سامان کرتا ہے کیا ہمارا مستقبل اس کی عنایت اور توجہ سے وابستہ ہے کہ اگر ہم نے ان کو ناراض کر دیا تو وہ ہمارا انجام خراب کر دیں گے۔ معاملہ تو یہ ہے کہ تم ان بتوں کے پیدا کرنے والے ہو، ان کے بنانے والے ہو پھر یہ کہ ہم سب کو جس کے سامنے حاضر ہونا ہے وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ہے نہ کہ کوئی اور ——— ہمارا انجام اسی کی عنایت سے وابستہ ہے

(۱۸) **رسولوں کو جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں ہے** حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ان تمام دلائل کے باوجود اگر تم میری دعوتِ توحید کو جھٹلاتے ہو اور اس بات کو نہیں مانتے ہو کہ تمہیں اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو رسولوں کا جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر مثلاً حضرت نوحؑ، ہودؑ، حضرت صالحؑ توحید اور آخرت کی یہی تعلیم لیکر آچکے ہیں ان کی قوموں نے ان کی بات نہیں مانی اور اپنا انجام خراب کیا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ

ثُمَّ	الْخَلْقَ	اللّٰهُ	يُبْدِئُ	كَيْفَ	لَمْ يَرَوْا	أَوَ
پھر	پیدائش	اللہ	ابتدا کرتا ہے	کیسے	نہیں دیکھا انھوں نے	کیا

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کیسے اللہ پیدائش کی ابتدا کرتا ہے ! پھر

يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾

	يَسِيرٌ	عَلَى اللّٰهِ	ذٰلِكَ	إِنَّ	يُعِيدُهُ
	آسان	اللہ پر	یہ	بیشک	دوبارہ پیدا کریگا اسکو

دوبارہ اس کو پیدا کریگا بیشک اللہ پر یہ آسان ہے ۔

(۱۹) أَوَلَمْ يَرَوْا بالياء والتاء يَنْظُرُوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ بضم أوله وقرئ بفتحه من بدأ وأبدأ بمعنى أي يخلقهم ابتداءً ثُمَّ هُوَ يُعِيدُهُ أي الخلق كما بدأه إِنَّ ذٰلِكَ المذكور من الخلق الأول والثاني عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ○ فكيف تنكرون الثاني

(۱۹) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ کیونکر مخلوق کو اول مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ ان کو زندہ کرے گا. جیسا کہ اول مرتبہ پیدا کیا.

بیشک یہ جو کچھ مذکور ہوا مخلوق کو اول مرتبہ پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا. یہ اللہ پر آسان ہے. پس تم کس طرح دوبارہ زندہ کرنے کا انکار کرتے ہو.

تشریح

(۱۹) مکے کے باطل پرستوں سے اللہ تعالیٰ کا براہ راست خطاب | بات حضرت ابراہیم کی دعوت کی چل رہی تھی جنھوں نے توحید کی دعوت دی اور اس کے مضبوط دلائل پیش کئے. مکے کے باطل پرست جو حضرت محمدؐ کی بات نہیں مان رہے تھے بنیادی طور پر دو گمراہیوں میں مبتلا تھے. ایک شرک و بت پرستی اور دوسرے آخرت کا انکار. شرک و بت پرستی کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ نے جو دلیلیں پیش کیں ان کا بیان آچکا ہے. دوسری گمراہی انکار آخرت کے تعلق سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذکورہ آیت ۱۹ سے لیکر آیت ۲۳ ,, عذاب الیم ,, تک کچھ فقرے اپنی طرف سے ارشاد فرمائے ہیں. گویا حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں یہ جملے معترضہ (جو درمیان میں بات آجاتی ہے) کے طور پر ہیں.

○ فرمایا کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے یعنی کتنی ہی چیزیں ہیں جو عدم سے وجود میں آتی ہیں. افراد ہیں جو مٹ جاتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں پھر اور افراد وجود میں آجاتے ہیں. یہ دوبارہ چیزوں کا پیدا کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں کہیں آسان ہے. ایک نمونہ آجانے کے بعد اس کا نمونہ کونسا مشکل ہے اور اسکے بغیر نمونہ کے ہر چیز بنائی ہے تو پھر کیوں نہ مانا جائے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد اپنی قدرت سے اسی انسان کو دوبارہ کریگا. حیات بعد الممات (موت کے بعد زندگی) میں آخر انکار کیا بات ہے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے. جب وہ ایک مرتبہ پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے.

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ

قُلْ	سِيْرُوْا	فِي الْاَرْضِ	فَانْظُرُوْا	كَيْفَ بَدَاَ	الْخَلْقَ	ثُمَّ	اللّٰهُ
فرما دیں	چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسے ابتدا کی	پیدائش	پھر	اللہ

آپؐ فرمادیں (دنیا میں) چلو پھرو، پھر دیکھو اس نے کیسے پیدائش کی ابتدا کی پھر اللہ

يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ

يُنْشِئُ	النَّشْاَةَ	الْاٰخِرَةَ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰي	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	يُعَذِّبُ
اٹھائیگا	اٹھان	(دوسری) آخری	بیشک	اللہ	پر	ہر شے	قدرت رکھنے والا	وہ عذاب دیتا ہے

اٹھائیگا دوسری اٹھان (دوسری بار) بیشک اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے وہ جس کو چاہے

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾

مَنْ يَّشَاۗءُ	وَيَرْحَمُ	مَنْ يَّشَاۗءُ	وَاِلَيْهِ	تُقْلَبُوْنَ	
جس کو چاہے	اور رحم فرماتا ہے	جس پر چاہے	اور اسی کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے	

عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہے رحم فرماتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

(۲۰) قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ لِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاَمَاتَهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ مَدًّا وَقَصْرًا مَعَ سُكُوْنِ الشِّيْنِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَمِنْهُ الْبَدْءُ وَالْاِعَادَةُ

(۲۱) يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ تَعْذِيْبَهُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ رَحْمَتَهُ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ○ تُرَدُّوْنَ

(۲۰) اے محمدؐ! کہہ دے، پھرو تم زمین میں پس دیکھو کیونکر اول مرتبہ پیدا کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے اور انکو مارا۔ پھر اللہ دوبارہ پیدا کرے گا۔
بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت سے ہے اول دفعہ پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا۔

(۲۱) وہ جس کو عذاب دینا چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر رحمت کرنا چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

تشریح

(۲۰) چل پھر کر اللہ کی تخلیق کے نمونے دیکھو | پہلے تو اپنی تخلیق میں غور کرو کہ تم نہیں تھے تمہیں اللہ نے وجود عطا کیا پھر تم نہیں رہو گے اور تم جیسے کتنے ہی وجود تخلیق ہوتے رہینگے اس سے تمہیں اللہ کی خلاقیت کا اور اس کی قدرت کا اندازہ ہوگا۔

اپنی ذات میں غور کرنے کے ساتھ ذرا چل پھر اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے نت نئے نمونے دیکھو سمندری سفر میں تمہیں طرح طرح کی عجیب و غریب مچھلیاں نظر آئینگی خشکی کے سفر میں رنگ برنگ کے پرندے عجیب و غریب جو آتا جنکو دیکھ کر تمہیں احساس ہوگا کہ یہ ایسی ہستی کی تخلیق ہے جو عظیم قدرت کا مالک ہے جسکا کمال ہے اور تمہیں یقین ہوگا کہ وہ ہستی جو اتنی قادر و باکمال ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اسکے تمہیں موت کے بعد زندگی اور آخرت کا یقین پیدا ہوگا۔

(۲۱) جزا اور سزا میں بھی اسکی حکمت | جس طرح اسکی تخلیق میں حکمت نظر آتی ہے وہ دوبارہ پیدا کرکے اپنی حکمت کے موافق سزا دے گا اور جس پر چاہے گا اپنا فضل و کرم فرما کر اس پر اپنی مہربانی فرمائیگا۔ جانا تمہیں اسی کے سامنے اور فیصلہ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے لہٰذا تم اس سے منہ نہیں موڑ سکتے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫

وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ	فِى	الْاَرْضِ	وَلَا	فِى السَّمَآءِ
اور نہیں ہو تم	عاجز کرنے والے		زمین میں	اور نہ	آسمان میں

اور تم زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور نہ آسمان میں

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع ۲ ۹ ۱۴

وَمَا	لَكُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا	نَصِيْرٍ
اور نہیں	تمہارے لئے	اللہ کے سوا	کوئی حمایتی	اور نہ	کوئی مددگار

اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی مددگار

(۲۲) وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
رَبَّكُمْ عَنْ اِدْرَاكِكُمْ فِى
الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ
لَوْ كُنْتُمْ فِيْهَا اَىْ لَا تَفُوْتُوْنَهٗ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَىْ غَيْرِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ
يَمْنَعُكُمْ مِنْهُ وَلَا نَصِيْرٍ ﴿﴾
يَنْصُرُكُمْ مِنْ عَذَابِهٖ

(۲۲) اور تم اپنے رب کو عاجز نہیں کرسکتے یعنی وہ تمہارے پکڑنے سے عاجز نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں یعنی تم کہیں بچ نہیں سکتے۔

اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں جو اس کے عذاب سے بچا دے۔ اور نہ کوئی معین جو اس کے عذاب سے چھڑا دے۔

تشریح

(۲۲) زمین و آسمان میں کہیں بھی تم اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہو | انسان جس طرح اللہ کے بنائے ہوئے طبعی قوانین میں بندھا ہوا ہے اسی طرح وہ اللہ کے جزا و سزا کے قانون کی بھی گرفت میں ہے۔ زمین و آسمان میں کہیں بھی چلا جائے وہ اللہ کی پکڑ سے باہر نہیں ہوسکتا۔

سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے:۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ (آیت ۳۳)

(اے جنوں اور انسانوں! اگر تم خدا کی خدائی سے نکل سکتے ہو تو ذرا نکل کر دکھاؤ۔ اس سے نکلنے کے لئے زور چاہیئے اور وہ زور تمہیں حاصل نہیں ہے اسلئے تم ہرگز نہیں نکل سکتے) ۔ نہ کوئی تمہارا ولی اور سرپرست ایسا ہے جو تمہاری حمایت اور مدد کر سکے۔ کوئی بلندی یا پستی اور کوئی طاقت اللہ کے سوا مجرم کو پناہ نہیں دے سکتی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا

يَئِسُوْا	اُولٰٓئِكَ	وَلِقَآئِهٖ	بِاٰيٰتِ ۔ اللّٰهِ	كَفَرُوْا	وَالَّذِيْنَ
وہ ناامید ہوئے	یہی ہیں	اور اسکی ملاقات	اللہ کی نشانیوں کا	انکار کیا	اور وہ لوگ جنہوں نے

اور جن لوگوں نے اللہ کی نشانیوں کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا یہی لوگ میری رحمت سے

مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۳)

اَلِيْمٌ	عَذَابٌ	لَهُمْ	وَاُولٰٓئِكَ	مِنْ رَّحْمَتِيْ
دردناک	عذاب	انکے لئے	اور یہی ہیں	میری رحمت سے

ناامید ہوئے اور یہی ہیں جن کے لئے عذاب ہے دردناک

(۲۳) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖ اَیْ القرآن وَالْبَعْثُ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ اَیْ جَنَّتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ مُؤْلِمٌ

(۲۳) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے احکام کے منکر ہوئے اور اس سے ملنے کا انکار کیا یعنی قرآن اور حشر و نشر پر ایمان نہ لائے وہی لوگ ہیں کہ میری رحمت سے مایوس ہوئے یعنی ان کو جنت نہ ملے گی اور وہی ہیں کہ ان کے لئے عذاب دردناک ہے ۔

تشریح

(۲۳) **اللہ کی رحمت سے محرومی** حق کا انکار کرنے والے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی تو بس دنیا کی زندگی ہے اس کے بعد فنا ہو جانا ہے نہ ہم مرنے کے بعد زندہ ہوں گے اور نہ ہماری رب کے سامنے پیشی ہوگی۔ اگر یہ لوگ اللہ سے اجر کی امید رکھتے اور اسکی رحمت میں داخل ہونا چاہتے تو موت کے بعد زندہ ہونے اور آخرت کا انکار نہ کرتے۔

جب یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ جو پیغمبروں نے کہا تھا وہ سچ ہے تو انہیں اپنی محرومی کا احساس ہوگا۔ اللہ کی رحمت سے ان کی محرومی خود ان کے اپنے غلط عقیدے کا نتیجہ ہوگی اس لئے انہیں خوب سوچ سمجھ کر آخرت کے تعلق سے عقیدہ قائم کرنا چاہیئے۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ کا خطاب جو جملۂ معترضہ کے طور پر براہِ راست منکرینِ حق سے آخرت کے دلائل کے بارے میں ہوا تھا ختم ہوگیا اب آیت ۲۴ سے پھر حضرت ابراہیم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ

فَمَا كَانَ	جَوَابَ	قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ	اَنْ	قَالُوْا	اقْتُلُوْهُ	اَوْ	حَرِّقُوْهُ
سو نہ تھا	جواب	اسکی قوم	سوائے	یہ کہ	انہوں نے کہا	قتل کر دو اسکو	یا	جلا دو اس کو

سو اس کی قوم کا جواب اس کے سوا نہ تھا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس کو جلا دو

فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

فَاَنْجٰىهُ	اللّٰهُ	مِنَ ۔ النَّارِ	اِنَّ	فِيْ ۔ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ
سو بچایا اس کو	اللہ	آگ سے	بیشک	اس میں	نشانیاں ہیں	ان لوگوں کیلئے	جو ایمان رکھتے ہیں

سو اللہ نے اس کو آگ سے بچایا بیشک اسمیں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي

وَقَالَ	اِنَّمَا ۔ اتَّخَذْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اَوْثَانًا	مَّوَدَّةَ	بَيْنِكُمْ	فِي
اور ابراہیم نے کہا	اسکے سوا نہیں کہ تم نے بنا لئے ہیں	اللہ کے سوا	بُت (جمع)	دوستی	اپنے درمیان (آپس)	میں

اور ابراہیم نے کہا اسکے سوا نہیں کہ تم نے اللہ کے سوا بت بنا لئے ہیں دنیا کی زندگی میں آپس کی دوستی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	ثُمَّ	يَوْمَ ۔ الْقِيٰمَةِ	يَكْفُرُ	بَعْضُكُمْ
دنیا کی زندگی	پھر	قیامت کے دن	کافر (مخالف) ہو جائیگا	تم میں سے بعض (ایک)

(کی وجہ) سے پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کا مخالف ہو جائے گا

بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ

بِبَعْضٍ	وَّيَلْعَنُ	بَعْضُكُمْ	بَعْضًا	وَّمَاْوٰىكُمُ	النَّارُ
بعض (دوسرے) کا	اور لعنت کریگا	تم میں سے بعض (ایک)	بعض (دوسرے) کا	اور تمہارا ٹھکانا	جہنم

اور تم میں سے ایک دوسرے پر لعنت (ملامت) کرے گا اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ قلے

وَمَا لَكُمْ	مِّنْ	نّٰصِرِيْنَ
اور نہیں تمہارے لئے	کوئی	مددگار

اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں

(۲۴) قَالَ تَعَالٰی فِیْ قِصَّۃِ اِبْرَاهِیْمَ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ الَّتِیْ قَذَفُوْهُ فِیْهَا بِاَنْ جَعَلَ عَلَیْهَا بَرْدًا وَّسَلَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ اَیْ اِنْجَائِهٖ مِنْهَا لَاٰیٰتٍ هِیَ عَدَمُ تَاْثِیْرِهَا فِیْهِ مَعَ عِظَمِهَا وَاِخْمَادُهَا وَاِنْشَاءُ رَوْضٍ مَکَانَهَا فِیْ زَمَنٍ یَسِیْرٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ یُصَدِّقُوْنَ بِتَوْحِیْدِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا

(۲۵) وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا تَعْبُدُوْنَهَا وَمَا مَصْدَرِیَّۃٌ مَّوَدَّۃُ بَیْنِکُمْ خَبَرُ اِنَّ وَعَلٰی قِرَاءَۃِ النَّصْبِ مَفْعُوْلٌ لَهٗ وَمَا کَافَّۃٌ الْمَعْنٰی تَوَادَدْتُمْ عَلٰی عِبَادَتِهَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُ بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ یَتَبَرَّاُ الْقَادَۃُ مِنَ الْاَتْبَاعِ وَیَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا یَلْعَنُ الْاَتْبَاعُ الْقَادَۃَ وَمَاْوٰىکُمُ مَصِیْرُکُمْ جَمِیْعًا النَّارُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○ مَانِعِیْنَ مِنْهَا

(۲۴) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کے قصہ میں فرمایا:۔ پس ابراہیم کی قوم کا اور کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ وہ بولے کہ ابراہیم کو مار ڈالو یا اسکو جلادو، سو اللہ نے اس کو نجات دی آگ سے جس کافروں نے ابراہیم کو ڈالا اس طرح کہ اللہ نے اس آگ کو ابراہیم پر ٹھنڈک اور موجب سلامتی کیا۔ بیشک ابراہیم کو آگ سے نجات دینے میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ کی توحید اور قدرت کو مانتے ہیں کیونکہ ان نشانیوں سے انہیں کو نفع ہے کہ آگ نے باوجود اس شدت کے ابراہیم پر کچھ اثر نہ کیا، اور آگ کو حق تعالیٰ نے بجھا دیا اور اسکو باغ بنا دیا یہ تمام کام تھوڑی دیر میں ہو گئے۔

(۲۵) اور ابراہیم نے کہا بات یہ ہے کہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بت ہیں جنکو تم پوجتے ہو اور انکی پرستش تم کو مرغوب و محبوب ہے دنیا میں، پھر قیامت کے دن جنکی پیروی کی وہ اپنی پیروی کرنے والوں سے بیزاری ظاہر کرینگے

اور اتباعین اپنے متبوعین پر لعنت کرینگے

اور تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور تمہارے لئے کوئی دوزخ کی آگ سے بچانے والا نہیں۔

تشریح

(۲۴) **حق گوئی کی پاداش میں حضرت ابراہیمؑ کو زندہ جلانے کا فیصلہ**

توحید کے حق میں حضرت ابراہیمؑ کی معقول باتوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ ان کے پاس کہنے کو اگر کچھ تھا تو یہ کہ جو زبان حق کی بات کہے اس کو کاٹ ڈالو، جو انسان ہم سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے عقیدے غلط ہیں، اسے ہمارے درمیان جینے کا کوئی حق نہیں ہے، اس کو قتل کر ڈالو۔ آخر بات اس پر ٹھہری کہ ان کو زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔

اس فیصلے کے مطابق آگ کا ایک بڑا الاؤ تیار کیا گیا اور اس میں حضرت ابراہیمؑ کو پھینک دیا گیا کہ چند لموں میں راکھ کا ڈھیر بن کر رہ جائیں۔ قوم کا فیصلہ حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کا تھا مگر اللہ کا فیصلہ حضرت ابراہیمؑ کو بچانے کا تھا۔ ہر چیز میں جو خاصیت ہے وہ اللہ کی دی ہوئی ہے۔ آگ میں جلانے کی خاصیت اللہ نے رکھی ہے اگر وہ چاہے تو اس خاصیت کو بدل سکتا ہے اور کبھی کبھی بڑی حکمت اور مصلحت کی خاطر وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چنانچہ اس نے آگ کو حکم دیا کہ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا، قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ (آیت ۶۹۔ سورۂ انبیاء)

حضرت ابراہیم کے اس واقعے میں اہل ایمان کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

- اس واقعے میں نشانی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خاندان قوم اور ملک کے مذہب کی پیروی کرنے کے بجائے اس علم حق کی پیروی کی جس کی رو سے انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ اس کائنات کی صحیح حقیقت توحید ہے۔
- اس واقعے میں یہ بھی نصیحت ہے کہ کسی کی پروا کئے بغیر وہ حق بات کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔
- اس واقعے میں یہ بھی نصیحت ہے کہ وہ ہر سزا کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے مگر حق وصداقت پر ڈٹے رہے۔ اور اللہ کی محبت کے مقابلے میں کسی بات کی پروا نہیں کی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ÷ عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

- حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہر دور میں آزمائشوں سے گزرتے رہے ہیں۔
- حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعے میں یہ پیغام پہلو ہے کہ امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ نے غیب سے انکی مدد فرمائی اور آگ کو ان کیلئے گلزار بنا دیا۔ آزمائش کی بھٹی میں تپنے اور امتحان کے مرحلوں سے گزرنے کے بعد ہی کھرے کھوٹے کا امتیاز ہوتا ہے۔ مومن کو ہر دور میں ایمان کے دعوے کے بعد آزمائش کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

آگ ہے ابراہیم ہے نمرود ہے ÷ کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

(۲۵) باطل کی بنیاد پر اجتماعی زندگی کا نظام دنیا کی حد تک ہے آخرت میں یہ بکھر کر رہ جائے گا۔ آگ سے صحیح سلامت حضرت ابراہیمؑ کے نکل جانے کا واقعہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا جسکو ہزاروں لوگوں نے دیکھا مگر نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو حاصل کرنا چاہے۔ اتنی بڑی آزمائش کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ اپنی دعوتی ذمہ داری ادا فرماتے رہے اور قوم کو سمجھایا کہ دیکھو تم نے باطل پرستی پر اور غلط عقیدے کی بنیاد پر جو اجتماعی زندگی کا نظام قائم کیا ہے یہ ممکن ہے کہ دنیا کی زندگی میں یہ تمہاری شیرازہ بندی کر دے۔ کیونکہ کسی غلط عقیدے پر بھی مختلف اسباب سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں مگر آخرت کے اعتبار سے یہ تمہاری اجتماعیت یا باہمی تعاون اور تعلقات کام آنے والے نہیں ہیں کیونکہ وہاں جو چیز فیصلہ کن ہو گی وہ ایمان کی بنیاد پر نیکی تقویٰ اور حقوق وذمہ داریوں کی ادائیگی ہو گی۔ وہاں تو یہ ہو گا کہ تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے، ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور دوسرے کو متہم کرو گے کہ یہی گمراہ کرنے والے یہ لوگ ہیں۔ چنانچہ آخرت کے اس منظر کو قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر بیان کیا گیا ہے ایک جگہ فرمایا۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (سورۂ زخرف آیت ۶۷)

(دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ سوائے متقین کے۔) ــــــــ سورۂ احزاب میں ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا (آیت ۶۷۔ ۶۸)۔ (اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اور انھوں نے ہم کو راہ سے بے راہ کر دیا۔ اے ہمارے رب تو انہیں دہری سزا دے اور ان پر سخت لعنت کر۔)

سورۂ اعراف میں اس منظر کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ (آیت ۳۸)

(ہر گروہ جب جہنم میں داخل ہو گا تو اپنے پاس والے گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہو گا حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا کہ اے ہمارے رب یہ لوگ تھے جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا لہٰذا انھیں آگ کا دہرا عذاب دے۔

تو دنیا کی یہ دوستیاں وہاں دشمنیوں میں بدل جائینگی اور وہاں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ

رَبِّيْ + اِلٰى	مُهَاجِرٌ	اِنِّيْ	وَقَالَ	لُوْطٌ	لَهٗ	فَاٰمَنَ
اپنے رب کی طرف	ہجرت کرنے والا	بیشک میں	اور اس نے کہا	لوط	اس پر	پس ایمان لا

پس اس پر لوط ؑ ایمان لایا اور اس نے کہا بیشک میں اپنے رب کی طرف ہجرت والا (وطن چھوڑنے والا) ہوں

اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۲۶)

	الْحَكِيْمُ	الْعَزِيْزُ	هُوَ	اِنَّهٗ
	حکمت والا	زبردست غالب	وہ	بیشک وہ

بیشک وہی غالب حکمت والا ہے۔

(۲۶) فَاٰمَنَ لَهٗ صَدَّقَ بِاِبْرَاهِيْمَ لُوْطٌ وَهُوَ ابْنُ اَخِيْهِ هَارَانَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ مِّنْ قَوْمِيْ اِلٰى رَبِّيْ اَيْ اِلٰى حَيْثُ اَمَرَنِيْ رَبِّيْ وَهَجَرَ قَوْمَهٗ وَهَاجَرَ مِنْ سَوَادِ الْعِرَاقِ اِلَى الشَّامِ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ فِيْ مُلْكِهٖ الْحَكِيْمُ ○ فِيْ صُنْعِهٖ

(۲۶) پس تصدیق کی ابراہیم کی لوط نے (لوط ابراہیم کے بھائی ہاران کا بیٹا تھا) اور ابراہیم نے کہا بیشک میں اپنی قوم کو چھوڑ کر اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں یعنی جہاں جانے کا میرے رب نے مجھ کو حکم کیا وہاں جاتا ہوں۔ سو ابراہیم اپنی قوم کو چھوڑ کر اطراف عراق سے شام کی طرف چلا گیا

بیشک اللہ اپنے ملک میں غالب اپنی مخلوق میں حکمت والا ہے۔

تشریح

(۲۶) حضرت لوط ؑ نے حضرت ابراہیم ؑ کی تصدیق کی اور ہجرت میں ان کا ساتھ دیا | حضرت لوط ؑ حضرت حاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم ؑ کے بھتیجے تھے۔ ہجرت کے بعد نبوت سے سرفراز کیے گئے اور جو شخص نبوت کے لیے منتخب ہوتا ہے وہ اول روز سے ہی اپنی فطرت سلیمہ پر قائم رہتا ہے اس لیے حضرت ابراہیم ؑ کی دعوت توحید انکے لیے اجنبی نہیں تھی۔ بلکہ انکی فطرت سلیمہ کے مطابق تھی۔ اس لیے انھوں نے فوراً آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم کی تصدیق کی اور ان کی رسالت پر ایمان لے آئے اور صرف ایمان ہی نہیں لائے بلکہ جب حضرت ابراہیم ؑ نے اپنا وطن اُر (بابل) چھوڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت لوط نے بھی ان کا ساتھ دیا اور حضرت ابراہیم ؑ انکی بیوی سارہ اور انکے بھتیجے لوط ؑ اپنا وطن چھوڑ کر پہلے حاران اور وہاں سے ملک شام (کنعان) ہجرت کر گئے۔ تین آدمیوں کے اس مختصر سے قافلے کی ہجرت نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی اس لیے اس موقع پر حضرت ابراہیم ؑ نے ارشاد فرمایا کہ میرا رب ہر چیز پر غالب ہے میں اپنے رب کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر جا رہا ہوں جہاں وہ لے جائیگا چلا جاؤنگا وہ میری حمایت اور حفاظت پر قادر ہے اور میرے حق میں اس کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ حکیمانہ ہوگا۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

وَ وَهَبْنَا	لَهٗ	اِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	وَجَعَلْنَا	فِيْ ذُرِّيَّتِهِ	النُّبُوَّةَ
اور ہم نے عطا فرمائے	اسکو	اسحٰق	اور یعقوب	اور ہم نے رکھی	اس کی اولاد میں	نبوت

اور ہم نے اس (ابراہیم) عطا فرمائے اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ہم نے اسکی اولاد میں نبوت رکھی

وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

وَالْكِتٰبَ	وَاٰتَيْنٰهُ	اَجْرَهٗ	فِي الدُّنْيَا	وَاِنَّهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ
اور کتاب	اور ہم نے دیا اسکو	اس کا اجر	دنیا میں	اور بیشک وہ	آخرت میں

کتاب رکھی ، اور ہم نے اس کو اس کا اجر دیا دنیا میں اور بیشک وہ آخرت میں

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ	وَلُوْطًا	اِذْ قَالَ	لِقَوْمِهٖ	اِنَّكُمْ	لَتَاْتُوْنَ
البتہ نیکوکاروں میں سے	اور لوط	(یاد کرو) جب اس نے کہا	اپنی قوم کو	بیشک تم	تم کرتے ہو

البتہ نیکوکاروں میں سے ہے اور (ہم نے بھیجا) لوطؑ کو یاد کرو جب اس نے کہا اپنی قوم کو بیشک تم بے حیائی کا

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

الْفَاحِشَةَ	مَا سَبَقَكُمْ	بِهَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ	
بے حیائی	نہیں پہلے کیا تم سے	اسکو	کسی نے	جہان والوں سے	

(ایسا کام) کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔

﴿۲۷﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ بَعْدَ اِسْمٰعِيْلَ اِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ بَعْدَ اِسْحٰقَ وَجَعَلْنَا فِيْ
ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ فَكُلُّ الْاَنْبِيَاءِ بَعْدَ
اِبْرَاهِيْمَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ وَالْكِتٰبَ
بِمَعْنَى الْكُتُبِ اَيِ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَالزَّبُوْرَ وَالْقُرْاٰنَ وَاٰتَيْنٰهُ
اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا وَهُوَ الثَّنَاءُ
الْحَسَنُ فِيْ كُلِّ اَهْلِ الْاَدْيَانِ وَ
اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ لَهُمُ

﴿۲۷﴾ اور ہم نے ابراہیم کو اسمٰعیل کے بعد اسحاق عطا کیا
اور اسحٰق کے بعد یعقوب اور اسکی اولاد میں پیغمبری کی۔ سو
ابراہیم کے بعد جس قدر پیغمبر ہوئے سب اسی کی اولاد
میں ہوئے اور تمام کتب آسمانی اسی کی اولاد پر نازل
کیں یعنی توریت انجیل اور زبور اور قرآن ۔
اور ہم نے ابراہیم کو دنیا میں یہ عوض دیا کہ سب مذہبوں
والے اس کا نام بھلائی سے لیتے ہیں اور اس کی
تعریف کرتے ہیں اور بے شبہ وہ آخرت میں نیک
لوگوں میں ہوگا
جن کے لئے بڑے بڑے درجے تیار ہیں

الدرجات العلی

(۲۸) وَاذْكُرْ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَئِنَّكُمْ بتحقیق الھمزتین وتسھیل الثانیۃ وادخال الف بینھما علی الوجھین فی الموضعین لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ای ادبار الرجال مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ الانس والجن

(۲۸) اور یاد کرلوط کو جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ بیشک تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو تو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہیں کی نہ آدمیوں نے نہ جنات نے۔

تشریح

(۲۷) حضرت ابراہیمؑ پر اللہ کی نوازشیں | حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو اولادیں ہوئیں ان سے تین شاخیں نکلیں۔ اولاد ابراہیمؑ کی مدین والی شاخ میں حضرت شعیبؑ پیغمبر ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اسماعیلی شاخ میں خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسالت سے نوازے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اسرائیلی شاخ میں حضرت اسحٰقؑ سے لیکر حضرت عیسٰیؑ تک تمام پیغمبر اولاد ابراہیمؑ میں ہوتے رہے۔ آپ کے دوسرے بیٹے حضرت اسحٰقؑ جو آپکی پہلی اہلیہ حضرت سارہ سے تھے ان کے بیٹے یعقوبؑ ہوئے حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا اسلئے انکی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ حضرت ابراہیمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک کتاب، نبوت اور رسالت صرف اولاد ابراہیمؑ میں رہی علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں۔ فَلَمْ يُوْجَدْ نَبِيٌّ بَعْدَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا وَهُوَ مِنْ سُلَالَتِهٖ (ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۱۱)۔ ابراہیمؑ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو اُن کی نسل سے نہ ہو۔

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں۔ فَلَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا بَعْدَ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مِنْ صُلْبِهٖ (فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۹) اللہ نے ابراہیمؑ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ ان ہی کی صُلب (نسل) سے نہ ہو۔

تمام آزمائشوں سے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں انکی نیکیوں کا یہ صلہ عطا فرمایا کہ وہ قوموں کے امام بنے۔ وہ اور انکی اولاد منصب نبوت پر سرفراز ہوئی سچی عزت اور سرفرازی نصیب ہوئی اہل ایمان کی دعاؤں اور درود و سلام کی سعادتوں میں وہ اور ان کی اولاد شامل ہیں۔ اس حقیقی عزت کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی کچھ نہیں ہے۔ اور آخرت میں انکو یہ صلہ ملیگا کہ وہ زمرہ صالحین میں شمار ہونگے۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام چار ہزار سال سے اس طرح روشن ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان، عیسائی اور یہودی خلیل اللہ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ اس ایک انسان اور اسکی پاکیزہ اولاد کی بدولت دنیا کو چالیس صدیوں میں ہدایت کی روشنی میسر آئی ہے۔ دنیا آخرت میں وہ مقام ہے جو اللہ کے اس نیک بندے کو اس کی نیکیوں کے بدلے میں ملا ہے۔

(۲۸) بحیثیت پیغمبر حضرت لوطؑ کی قوم کو نصیحت | حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت کرنے کے بعد حضرت لوطؑ کو سدوم اور عمورہ کی بستیوں کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا جو بحر مردار کے کنارے پر واقع تھیں۔ یہ قوم بے حیائی کا وہ کام کرتی تھی جو آج تک دنیا کی کسی قوم نے نہیں کیا تھا۔ یہ مردوں سے شہوت رانی کرتے تھے جیسا کہ سورۂ اعراف میں اس کا بیان ہے کہ:۔ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ (تم خواہش نفس پوری کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو۔)

بے حیائی کا یہ کام اس سے پہلے دنیا میں کسی قوم نے نہیں کیا تھا۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ وَتَأْتُونَ فِي

فِي	وَتَأْتُونَ	السَّبِيلَ	وَتَقْطَعُونَ	الرِّجَالَ	لَتَأْتُونَ	أَئِنَّكُمْ
						کیا تم واقعی
				مرد (جمع)	البتہ تم کرتے ہو	
میں	اور تم کرتے ہو	راہ	اور مارتے ہو			

کیا تم واقعی مَردوں سے (فعل بد) کرتے ہو اور راہ مارتے (ڈاکے ڈالتے) ہو اور تم اپنی محفلوں میں کرتے ہو

نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا

قَالُوا	أَن	إِلَّا	جَوَابَ + قَوْمِهِ	فَمَا كَانَ	الْمُنكَرَ	نَادِيكُمُ
انھوں نے کہا	کہ	سوائے	اس کی قوم کا جواب	سو نہ تھا	ناشائستہ حرکات	اپنی محفل

ناشائستہ حرکات سو اس کی قوم کا جواب اس کے سوا نہ تھا کہ انھوں نے کہا

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ (۲۹)

	الصَّادِقِينَ	مِنَ	إِن + كُنتَ	بِعَذَابِ + اللَّهِ	ائْتِنَا
	سچے لوگ	سے	اگر تو ہے	اللہ کا عذاب	لے آ ہم پر

ہم پر اللہ کا عذاب لے آ، اگر تو ہے سچے لوگوں میں سے۔

(۲۹) أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۙ طَرِيقَ الْمَارَّةِ بِفِعْلِكُمُ الْفَاحِشَةِ بِمَنْ يَمُرُّ بِكُمْ فَتَرَكَ النَّاسُ الْمَمَرَّ بِكُمْ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ مُتَحَدِّثِكُمُ الْمُنكَرَ ۖ فِعْلَ الْفَاحِشَةِ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ فِي اسْتِقْبَاحِ ذٰلِكَ وَأَنَّ الْعَذَابَ نَازِلٌ لِفَاعِلِيهِ

(۲۹) اور تم اپنی مجالس میں بُرے افعال کرتے ہو آپس میں فحش بکتے ہو اور بدافعال کرتے ہو

سو اس کی قوم کا اور کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا کہ اگر تو اس امر میں سچا ہے کہ یہ فعل بُرا ہے اور عذاب ضرور آنے والا ہے ان لوگوں پر جو ایسے افعال کریں تو ہم پر اللہ کا عذاب لا۔

تشریح

(۲۹) **فحاشی بھی کھلم کھلا اور رہزنی بھی** حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ تم خواہش نفس پوری کرنے کے لئے عورتوں کے بجائے مَردوں کے پاس جاتے ہو اور یہ کام چھپ کر نہیں بلکہ کھلم کھلا اپنی مجلسوں میں کرتے ہو جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○ (کیا تم ایسے بگڑ گئے ہو کہ دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے فحش کاری کرتے ہو۔)

اس کے علاوہ رہزنی کرتے ہو سڑکوں پر آنے جانے والوں کو لوٹتے ہو۔ حضرت لوطؑ کی اس نصیحت کا اور ان کے سمجھانے کا قوم کے پاس اس کے سوا جواب نہ تھا کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے ڈرا رہے ہو اسے لے آؤ۔

ع ۲ ۸ ۱۵

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۳۰﴾ ع وَلَمَّا جَآءَتْ

قَالَ	رَبِّ	انْصُرْنِیْ	عَلَی	الْقَوْمِ	الْمُفْسِدِیْنَ	وَلَمَّا	جَآءَتْ
کہا	اے میرے رب	میری مدد فرما	پر	قوم ۔ لوگ	مفسد (جمع)	اور جب	آئے

لوط ؑ نے کہا اے میرے رب! مفسد لوگوں پر میری مدد فرما اور جب آئے ہمارے

رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ۚ

رُسُلُنَآ	اِبْرٰهِیْمَ	بِالْبُشْرٰی	قَالُوْٓا	اِنَّا	مُهْلِكُوْٓا	اَهْلِ	هٰذِهِ الْقَرْیَةِ
ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے	ابراہیم	خوشخبری لے کر	انھوں نے کہا	بیشک ہم	ہلاک کرنیوالے	لوگ	اس بستی

فرشتے ابراہیم ؑ کے پاس خوشخبری لے کر، انھوں نے کہا بیشک ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنیوالے ہیں

ج صلے

اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾

اِنَّ	اَهْلَهَا	كَانُوْا + ظٰلِمِیْنَ
بیشک	اسکے لوگ	ظالم (بڑے شریر) ہیں

بیشک اس (بستی) کے لوگ بڑے شریر ہیں۔

(۳۰) قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بتحقیق قولی فی انزال العذاب عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ○ العاصین باتیان الرجال فاستجاب اللّٰه دعاءہ

(۳۱) وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی باسحاق ویعقوب بعدہ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ای قریۃ لوط اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ○ کافرین

(۳۰) لوط نے کہا اے میرے رب میری امداد فرما یعنی میری بات سچی کر ان پر عذاب بھیج جو فساد کرتے ہیں گناہوں میں مبتلا ہیں مردوں سے بدفعلی کرتے ہیں۔ سو اللہ نے لوط کی دعا قبول کی۔

(۳۱) وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ الخ اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس اسحٰق کی اور اس کے بعد یعقوب کی خوشخبری لیکر آئے اور کہنے لگے کہ ہم ضرور لوط کے شہر کے لوگوں کو ہلاک کریں گے بیشک وہاں کے رہنے والے ظالم کافر ہیں۔

تشریح

(۳۰) حضرت لوط ؑ کی اللہ سے دعا | جب حضرت لوط کو اپنی قوم سے مایوسی ہوئی تو انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار ان مفسد اور شریر لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرمائیے۔

(۳۱) قوم لوط پر عذاب کا فیصلہ | آخر اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ پہلے حضرت ابراہیم ؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت ابراہیم ؑ اس وقت فلسطین کے شہر حبرون (جس کا موجودہ نام الخلیل ہے) وہاں پر مقیم تھے۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ کو حضرت اسحٰق کی پیدائش اور اس کے بعد حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب کی ولادت کی بشارت دی۔ اور پھر بتایا کہ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم جہاں مقیم تھے اسکے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلے پر بحر مردار کا وہ حصہ ہے جہاں پہلے قوم لوط آباد تھی اب یہ حصہ بھی بحر مردار میں ڈوب گیا ہے نشیب میں واقع ہے اور حبرون کی اونچی پہاڑیوں سے صاف نظر آتا ہے۔ فرشتوں نے اشارہ کرکے کہا کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں یہ لوگ بہت ظالم ہو چکے ہیں۔

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ

لَنُنَجِّيَنَّهٗ	بِمَنْ فِيْهَا	اَعْلَمُ	نَحْنُ	قَالُوْا	لُوْطًا	فِيْهَا	اِنَّ	قَالَ
البتہ ہم بچالیں گے اسکو	اسکو جو اسمیں	خوب جانتے ہیں	ہم	وہ بولے	لوط ہے	اسمیں	بیشک	ابراہیم نے کہا

ابراہیمؑ نے کہا بیشک اس (بستی) میں لوط (بھی) ہے وہ (فرشتے) بولے ہم خوب جانتے ہیں اسکو جو اس (بستی) میں ہے، البتہ ہم اسکو

وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

	اَلْغٰبِرِيْنَ	مِنَ	كَانَتْ	امْرَاَتَهٗ	اِلَّا	وَاَهْلَهٗ
	پیچھے رہ جانے والے	سے	وہ ہے	اس کی بیوی	سوا	اور اسکے گھروالے

اور اسکے گھروالوں کو اسکی بیوی کے سوا ضرور بچالیں گے (کہ) وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

(۳۲) قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا اَيِ الرُّسُلُ
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ بِالتَّخْفِيْفِ
وَالتَّشْدِيْدِ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ اَلْبَاقِيْنَ فِي الْعَذَابِ

(۳۲) ابراہیمؑ نے کہا اس شہر میں لوطؑ بھی ہے پھر کیسے ہلاک کروگے؟ وہ دیے کہ ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو اس میں ہیں البتہ ہم بچالیں گے لوط کو اور اس کے گھروالوں کو سوا اسکی بیوی کے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

تشریح

(۳۲) حضرت ابراہیم کی فکرمندی | یہ فرشتے جو قوم لوط پر عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے پہلے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں آئے کیونکہ انسانی شکل میں تھے تو شروع میں حضرت ابراہیمؑ نے انکو انسان ہی سمجھا اور انکی میزبانی کی تیاری کی مگر جب معلوم ہوا یہ انسانی شکل میں فرشتے ہیں تو آپ پریشان ہوئے کیونکہ فرشتوں کا آنا یا تو بشارت کیلئے ہوتا ہے یا پھر کسی خطرناک مہم کی وجہ سے ہوتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پریشان ہوئے کہ فرشتوں کا آنا کس مقصد کیلئے ہے۔ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اولاد کی بشارت دی تو آپکی گھبراہٹ دور ہوگئی۔ اور جب معلوم ہوا کہ یہ فرشتے قوم لوط پر عذاب کیلئے جارہے ہیں تو آپ فکرمند ہوگئے اور اس قوم کیلئے رحم کے طالب ہوئے۔ (فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ) مگر یہ درخواست قبول نہ ہوئی اور فرمایا گیا کہ اس معاملہ میں اب کچھ نہ کہو تمہارے رب کا فیصلہ ہوچکا ہے اور یہ عذاب ٹلنے والا نہیں ہے۔
(يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○)

تو اب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت لوط کی فکر ہوئی اور کہا وہاں تو لوط موجود ہے۔ فرشتوں نے کہا ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہاں کون کون ہے ہم ان کو اور سارے گھروالوں کو ان کی بیوی کے سوا سب کو بچالیں گے ان کی بیوی ان کا ساتھ دینے والوں میں نہ تھی۔

قرآن کریم میں پیغمبروں کی دو بیویوں کا ذکر سورۂ تحریم میں ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

(اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر انھوں نے اپنے ان شوہروں سے خیانت کی (یعنی ایمان نہیں لائیں اور ان کا ساتھ نہ دیا) اور وہ اللہ کے مقابلہ میں انکے کچھ بھی کام نہ آسکے دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔) (آیت ۱۰ پارہ ۲۸) پیغمبر کی بیوی ہونا ان کو کوئی فائدہ نہ دے سکا کیونکہ اللہ کے یہاں ہر شخص کے ساتھ معاملہ اسکے اپنے ایمان اور اخلاق کی بنیاد پر ہوگا۔

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ

وَلَمَّآ	اَنْ	جَآءَتْ	رُسُلُنَا	لُوْطًا	سِیْٓءَ	بِهِمْ	وَضَاقَ
اور جب	کہ	آئے	ہمارے فرشتے	لوط کے پاس	پریشان ہوا	ان سے	اور تنگ ہو

اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے وہ اُن (کے آنے) سے پریشان ہوا اور انکی وجہ سے تنگ

بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا

بِهِمْ	ذَرْعًا	وَّقَالُوْا	لَا تَخَفْ	وَ	لَا تَحْزَنْ	اِنَّا
ان سے	دل میں	اور وہ بولے	ڈرو نہیں	اور	نہ غم کھاؤ	بیشک ہم

ہوا ، اور وہ بولے ڈرو نہیں اور غم نہ کھاؤ بے شک ہم تیری

مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ

مُنَجُّوْكَ	وَاَهْلَكَ	اِلَّا	امْرَاَتَكَ	كَانَتْ	مِنَ
بچانے والے ہیں تجھے	اور تیرے گھر والے	سوا	تیری بیوی	وہ ہے	سے

بیوی کے سوا تجھے اور تیرے گھر والوں کو بچانے والے ہیں (کہ) وہ پیچھے رہ جانے والوں

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

الْغٰبِرِیْنَ	اِنَّا	مُنْزِلُوْنَ	عَلٰٓى	اَهْلِ	هٰذِهِ	الْقَرْيَةِ
پیچھے رہ جانے والے	بیشک ہم	نازل کرنے والے	پر	لوگ	اس	بستی

میں سے ہے۔ بیشک ہم اس بستی پر آسمان سے عذاب نازل کرنے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾

رِجْزًا	مِّنَ	السَّمَآءِ	بِمَا	كَانُوْا	يَفْسُقُوْنَ
عذاب	سے	آسمان	اس وجہ سے کہ	تھے	وہ بدکاری کرتے

والے ہیں اس وجہ سے کہ وہ بدکاری کرتے تھے۔

﴿۳۳﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا سِیْٓءَ بِهِمْ حَزِنَ بِسَبَبِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا صَدْرًا لِاَنَّهُمْ حِسَانُ الْوُجُوْهِ فِیْ صُوْرَةِ اَضْيَافٍ

﴿۳۳﴾ اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے۔ وہ ان کے آنے سے غمگین ہوا اور اس کا دل تنگ ہوا کیونکہ وہ فرشتے خوبصورت مہمانوں کی شکل میں تھے۔

فَمَا تَ عَلَيْهِمْ قَوْمُهُ فَاَعْلَمُوْهُ بِاَنَّهُمْ رُسُلُ رَبِّهٖ وَقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَ نَصْبُ اَهْلَكَ عَطْفًا عَلٰى مَحَلِّ الْكَافِ

پس لوط کو اندیشہ ہوا کہ میری قوم انکے ساتھ برائی کریگی سو ان فرشتوں نے لوط کو بتلادیا کہ ہم فرشتے ہیں اور بولے تو خوف نہ کر اور نہ غمگین ہو بیشک ہم تجھ کو اور تیرے گھر والوں کو نجات دینگے سوا تیری بیوی کے کہ وہ باقی رہے گی عذاب میں۔

(۳۴) اِنَّا مُنْزِلُوْنَ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ عَلٰى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا عَذَابًا مِّنَ السَّمَاۤءِ بِمَا بِالْفِعْلِ الَّذِيْ كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ بِهٖ اَيْ بِسَبَبِ فِسْقِهِمْ

(۳۴) بیشک ہم اس شہر کے رہنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کریں گے بسبب ان کی بدکاری کے۔

تشریح

(۳۳) فرشتے حضرت لوطؑ کے مہمان | یہ فرشتے جو اللہ کی طرف سے عذاب کے لئے بھیجے گئے تھے، خوب شکل نوعمر لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے گھر پہنچے۔ حضرت لوطؑ شروع میں ان کو انسان ہی سمجھے اور ان کے آنے سے بڑے گھبرائے کہ یہ مہمان خوبصورت نوعمر لڑکے ہیں اب ان کو اپنی قوم سے کیسے چھپاؤں گا۔ اگر ان کو مہمان بنانے سے انکار کرتا ہوں تب بھی یہ محفوظ نہ ہونگے اور گھر میں رکھتا ہوں تو ان کی حفاظت کیسے ہوگی۔ غرض حضرت لوطؑ بڑے پریشان ہوئے ادہر جب قوم کو پتہ لگا کہ حسین وجمیل لڑکے لوطؑ کے گھر میں ہیں تو کم بخت حضرت لوط کے مکان پر ٹوٹ پڑے اور اصرار کرنے لگے کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کرو۔ اب تو حضرت لوط بہت ہی پریشان ہوئے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ یہ کیسی ذلیل حرکت ہے مگر وہ کہاں ماننے والے تھے آخر فرشتوں نے حضرت لوط سے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ اور انھوں نے بتایا کہ وہ انسان نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں اور ہمیں اس قوم پر عذاب کے لئے بھیجا گیا ہے۔ سورۂ ہود میں ہے حضرت لوطؑ کی پریشانی کا بیان اور پھر فرشتوں کا یہ راز کھولنا کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝

(کاش میرے پاس تمہیں ٹھیک کردینے کی طاقت ہوتی یا کسی زورآور کی میں حمایت پاسکتا۔)

اس وقت فرشتوں نے یہ راز کھولا کہ ہم انسانی شکل میں فرشتے ہیں اور ہمیں اس مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔

يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ

(اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، یہ تم تک ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔)

فرشتوں نے تسلی دی کہ ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے تمہاری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

(۳۴) قوم لوط پر عذاب الٰہی | فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو بتایا کہ ہم اس بستی کے لوگوں پر ان کے فسق و فجور کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں چنانچہ قوم لوط پر پتھروں کی بارش ہوئی جس سے ساری قوم ہلاک ہوگئی اوپر سے پتھروں کی بارش تھی اور نیچے سے زمین میں زلزلہ تھا جسکی وجہ سے بحر مردار کے قریب قوم لوط کا مرکزی شہر سدوم اور پوری بستی زمین میں دھنس گئی۔

وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ

وَلَقَدْ	تَّرَكْنَا	مِنْهَآ	اٰيَةًۢ بَيِّنَةً	لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ	وَ	اِلٰى مَدْيَنَ
اور البتہ	ہم نے چھوڑا	اس سے	کچھ واضح نشانی	لوگوں کیلئے	وہ عقل رکھتے ہیں	اور	مدین کی طرف

اور البتہ ہم نے اس (بستی) سے کچھ واضح نشان ان لوگوں کے لئے چھوڑے (باقی رکھے) جو عقل رکھتے ہیں۔ اور مدین (والوں) کیطرف

اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ

اَخَاهُمْ	شُعَيْبًا	فَقَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَارْجُوا	الْيَوْمَ
انکا بھائی	شعیب کو	پس اس نے کہا	اے میری قوم	تم عبادت کرو	اللہ	اور امیدوار رہو	دن

ان کے بھائی شعیبؑ کو (بھیجا) پس اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کے امیدوار

الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ

الْاٰخِرَ	وَلَا تَعْثَوْا	فِى	الْاَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ	فَكَذَّبُوْهُ
آخرت	اور نہ پھرو	میں	زمین	فساد کرتے ہوئے (مچاتے)	پھر انھوں نے جھٹلایا اسکو

رہو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو پھر انھوں نے اس کو جھٹلایا

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

فَاَخَذَتْهُمُ	الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِىْ	دَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ
تو آپکڑا انہیں	زلزلہ	پس وہ صبح کو ہوگئے	میں	اپنے گھر	اوندھے پڑے ہوئے

توان کو آپکڑا زلزلہ نے پس وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةً
بَيِّنَةً ظَاهِرَةً هِىَ اٰثَارُ
خَرَابِهَا لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○
يَتَدَبَّرُوْنَ

﴿۳۵﴾ اور بیشک ہم نے بستیوں ویران کے نشان باقی رکھے، ان لوگوں کی عبرت پکڑنے کو جو سمجھتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔

﴿۳۶﴾ وَ اَرْسَلْنَا اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ
شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ
الْاٰخِرَ اِخْشَوْهُ هُوَ يَوْمَ

﴿۳۶﴾ اور ہم نے بھیجا مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو۔ سو اس نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور پچھلے دن سے ڈرو

الْقِيٰمَةِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِعَامِلِهَا مِنْ عَثِيَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ — اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

(۳۷) فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الزَّلْزَلَةُ الشَّدِيْدَةُ — (۳۷) سو انھوں نے اسے جھٹلایا پس پکڑا ان کو زلزلہ سخت نے۔

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ بَارِكِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ مَيِّتِيْنَ — سو صبح کی انھوں نے کہ وہ گھٹنوں پر پڑے ہوئے تھے مرے ہوئے۔

تشریح

(۳۵) قوم لوط کی تباہی کے نشانات جو آج بھی درسِ عبرت ہیں | اس ظالم قوم کی کرتوتوں کی وجہ سے جو عذاب نازل ہوا تھا اس کی نشانی آج بھی موجود ہے۔ بحرِ مردار کے جنوب میں قوم لوط کی بستی تھی یہ پوری بستی زمین کے اندر دھنس گئی اور بحرِ مردار کا پانی اس بستی تک پہونچ گیا۔ آج بھی شام جاتے ہوئے شاہراہِ عام پر بحرِ مردار کا ہولناک منظر قوم لوط کی تباہی کی داستان کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے سورۂ حجر میں فرمایا۔ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (الحجر آیت ۷۶) اور وہ علاقہ جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا گذرگاہِ عام پر واقع ہے — سورۃ الصافات میں ارشاد ہے وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ (آیت ۱۳۷) — (آج تم شب و روز ان کے اجڑے دیار سے گذرتے ہو۔)

بحرِ مردار یا بحرِ لوط کا پانی اتنا زیادہ کھارا ہے کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ کہتے ہیں کہ اس حصے میں پانی کے نیچے کچھ ڈوبی ہوئی بستیوں کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ فعل جہاں مرد کا مرد سے قطعی حرام ہے اسی طرح خود اپنی بیوی کے ساتھ بھی یہ عمل قطعی حرام ہے۔ حالات و ضروریات کے لحاظ سے اس فعل پر عبرتناک سزا دی جائے گی۔

(۳۶) قوم مدین کے لئے حضرت شعیبؑ کی بعثت | قوم مدین شرک میں مبتلا تھی اور لین دین میں دھوکا کرتی تھی۔ ان کا معاشی نظام سود پر قائم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو بھیجا کہ وہ قوم کو سمجھائیں۔ حضرت شعیبؑ نے نصیحت کی کہ میری قوم کے لوگو! صرف اللہ کی بندگی کرو اسکے ساتھ کسی کو ساجھی اور شریک مت بناؤ اور دیکھو یہ دنیا کی زندگی ہی سب کچھ نہیں ہے تمہیں مرنے کے بعد اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ وہ کام کرو جس سے آخرت میں بہتر انجام کی امید ہو اور اللہ کی زمین پر مفسد بن کر زیادتیاں کرتے نہ پھرو۔

(۳۷) مدین والوں نے حضرت شعیبؑ کی بات نہ مانی | قوم مدین نے حضرت شعیبؑ کی بات نہ مانی ان کو جھٹلایا آخر ان کے اوپر بھی زلزلے کا عذاب آیا اور سخت زلزلے نے انہیں ایسا گھیرا کہ وہ پورا علاقہ جس میں یہ قوم رہتی تھی زلزلے کی زد میں آگیا اور پوری کی پوری قوم اپنے گھر میں پڑی رہ گئی۔ حضرت شعیبؑ کا قرآن مجید میں گیارہ مقامات پر ذکر آیا ہے۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ

وَعَادًا	وَّثَمُوْدَا	وَقَدْ	تَّبَيَّنَ	لَكُمْ	مِّنْ	مَّسٰكِنِهِمْ
اور عاد	اور ثمود	اور تحقیق	واضح ہو گئے ہیں	تم پر	ان کے رہنے کے مقامات	

اور (ہم نے ہلاک کیا) عاد اور ثمود کو، اور تحقیق تم پر ان کے رہنے کے مقامات واضح ہو گئے ہیں

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَصَدَّهُمْ	عَنِ
اور بھلے کر دکھائے	ان کیلئے	شیطان	انکے اعمال	پھر روک دیا انھیں	سے

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے (انہیں) بھلے کر دکھائے پھر انہیں راہ حق سے

السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ

السَّبِيْلِ	وَكَانُوْا	مُسْتَبْصِرِيْنَ	وَ	قَارُوْنَ	وَفِرْعَوْنَ
راہ	حالانکہ وہ تھے	سمجھ بوجھ والے	اور	قارون	اور فرعون

روک دیا حالانکہ وہ سمجھ بوجھ والے تھے۔ اور (ہم نے ہلاک کیا) قارون اور فرعون

وَهَامٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

وَهَامٰنَ	وَلَقَدْ	جَآءَهُمْ	مُّوْسٰى	بِالْبَيِّنٰتِ
و ہامان	اور البتہ	آئے انکے پاس	موسیٰ	کھلی نشانیوں کے ساتھ

اور ہامان کو اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے

فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

فَاسْتَكْبَرُوْا	فِى	الْاَرْضِ	وَمَا كَانُوْا	سٰبِقِيْنَ
تو انھوں نے تکبر کیا	میں	زمین	اور وہ نہ تھے	بچ کر بھاگنے والے

تو انھوں نے تکبر کیا ملک میں اور وہ بچ کر بھاگ نکلنے والے نہ تھے

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا

فَكُلًّا	اَخَذْنَا	بِذَنْۢبِهٖ	فَمِنْهُمْ	مَّنْ	اَرْسَلْنَا	عَلَيْهِ	حَاصِبًا
پس ہر ایک	ہم نے پکڑا	اسکے گناہ پر	تو انمیں سے	جو	ہم نے بھیجی	اس پر	پتھروں کی بارش

پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا تو انمیں سے (بعض وہ ہیں) جن پر ہم نے پتھروں کی بارش بھیجی

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا

وَمِنْهُمْ	مَّنْ	اَخَذَتْهُ	الصَّيْحَةُ	وَمِنْهُمْ	مَّنْ	خَسَفْنَا
اور انہیں سے	جو (بعض)	اسکو پکڑا	چنگھاڑ	اور انہیں سے	جو	ہم نے دھنسا دیا

اور ان میں سے بعض کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں

بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

بِهِ	الْاَرْضَ	وَمِنْهُمْ	مَّنْ اَغْرَقْنَا	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيَظْلِمَهُمْ
اسکو	زمین	اور ان میں سے	جو ہم نے غرق کر دیا	اور نہیں ہے	اللہ	ظلم کرتا ان پر

دھنسا دیا ، اور ان میں سے بعض کو ہم نے غرق کر دیا ۔ اور اللہ (ایسا) نہیں کہ ان پر ظلم کرتا۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾

وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُوْنَ
اور لیکن (بلکہ)	وہ تھے	خود اپنی جانوں پر	ظلم کرتے ۔

بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿۳۸﴾ وَ اَهْلَكْنَا عَادًا وَّ ثَمُوْدَ بِالصَّرْفِ وَتَرْكِهِ بِمَعْنَى الْحَيِّ وَالْقَبِيْلَةِ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ اِهْلَاكُهُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۭ بِالْحِجْرِ وَالْيَمَنِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ سَبِيْلِ الْحَقِّ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ ذَوِيْ بَصَائِرَ

﴿۳۸﴾ اور ہم نے ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور بیشک تم پر ظاہر ہوا ان کا ہلاک ہونا /

ان کے گھروں سے جو حجر اور یمن میں ہیں۔

اور ان کے لئے اچھا کر دکھلایا شیطان نے ان کے برے اعمال یعنی شرک اور گناہوں کو۔ سو روک دیا ان کو شیطان نے راہ حق سے۔ اور تھے وہ دانائی والے۔

﴿۳۹﴾ وَ اَهْلَكْنَا قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۭ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْحُجَجِ الظَّاهِرَاتِ فَاسْتَكْبَرُوْا

﴿۳۹﴾ اور ہم نے ہلاک کیا قارون اور فرعون کو اور ہامان کو۔ اور بیشک ان کے پاس موسیٰ پہلے سے ظاہر دلیلیں لایا

سو انھوں نے زمین میں تکبر کیا ، اور

فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا
سَابِقِينَ ۝ فَائِتِينَ عَذَابَنَا
(۴۰) فَكُلًّا مِنَ الْمَذْكُورِينَ
أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ
أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا رِيحًا
عَاصِفًا فِيهَا حَصْبَاءُ كَقَوْمِ لُوطٍ وَمِنْهُمْ
مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ كَثَمُودَ
وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ
الْأَرْضَ كَقَارُونَ وَمِنْهُمْ
مَنْ أَغْرَقْنَا كَقَوْمِ نُوحٍ
وَفِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ وَمَا كَانَ
اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ فَيُعَذِّبَهُمْ بِغَيْرِ
بِغَيْرِ ذَنْبٍ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُونَ ۝ بِارْتِكَابِ
الذَّنْبِ

وہ ہماری پکڑ سے بچ نہ سکے

(۴۰) سو ان سب کو جن کا ذکر ہوا ہم نے پکڑا بسبب ان کے گناہوں کے پس بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن پر ہم نے تیز ہوا چلائی جس میں سے پتھر برسے (یہ حال قوم لوط کا ہوا) اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو سخت آوازے مر گئے جیسے ثمود
اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنکو ہم نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو ہم نے غرق کیا جیسے نوح کی قوم اور فرعون اور اس کا لشکر۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا کہ بدون گناہ کے انکو عذاب دیا ہو ولیکن وہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے گناہوں میں مبتلا ہو کر۔

تشریح

(۳۸) **عاد و ثمود کی ہلاکت** | جنوبی عرب کا علاقہ جو اب احقاف یمن اور حضر موت کے نام سے جانا جاتا ہے یہ پرانے زمانے میں قوم عاد کا مسکن تھا۔ اسی طرح رابغ سے لیکر عقبہ تک اور مدینہ اور خیبر سے تیمہ اور تبوک تک قوم ثمود کا علاقہ تھا ان کے رہنے کی جگہیں نزول قرآن کے وقت کافی نمایاں تھیں اور اب بھی ان کے آثار پائے جاتے ہیں۔

یہ قومیں اپنے وقت کی بڑی ترقی یافتہ قومیں تھیں لیکن انھوں نے پیغمبروں کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر ان شیطانی طریقوں کو اختیار کیا جو بظاہر بڑے اچھے معلوم ہوتے تھے اور آخر کار انکی گمراہی کا نتیجہ ان کے سامنے آیا۔

(۳۹) **قوموں کے غرور کا انجام** | جن قوموں نے اللہ کے مقابلے پر تکبر و غرور کیا اپنی بڑائی کے زعم میں مبتلا ہوئے وہ اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے ○ قارون اپنے وقت کا بڑا مالدار تھا اس کو اپنی دولت پر بڑا ناز تھا۔ ○ فرعون اپنی سلطنت کے تکبر میں خدائی کا دعوی کر بیٹھا تھا ○ ہامان فرعون کا وزیر اور اس کا دست و بازو تھا اور اس کے کاموں میں برابر کا شریک۔ ہم نے ان کے پاس موسیٰ کو بھیجا وہ کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر ان لوگوں نے مان کر نہیں دیا یہ اللہ کی تدبیروں کو ناکام کر دینے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس کی گرفت سے بچ نہ سکے۔

(۴۰) **ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا** | ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا مل کر رہی۔

○ قوم عاد پر سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان برپا رہا ○ قوم ثمود پر ہوا کا عذاب آیا جس میں پتھر بھی شامل تھے ○ قارون کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا ○ فرعون اور ہامان کو دریا میں غرق کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا انھوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔ انہوں نے اپنے خیالی معبودوں پر جو انکے اپنے ہی گھڑے ہوئے تھے بھروسہ کیا لیکن یہ خیالی معبود ان کے کچھ کام نہ آئے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

اِتَّخَذَتْ	الْعَنْكَبُوْتِ	كَمَثَلِ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اتَّخَذُوْا	الَّذِيْنَ	مَثَلُ
اس نے بنایا	مکڑی	مانند	مددگار	اللہ کے سوا	بنائے	وہ لوگ جنھوں نے	مثال

ان لوگوں کی مثال جنھوں نے بنائے اللہ کے سوا اور مددگار، مکڑی کی مانند ہے۔ اس نے ایک

بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

	يَعْلَمُوْنَ	لَوْ كَانُوْا	الْعَنْكَبُوْتِ	لَبَيْتُ	الْبُيُوْتِ	اَوْهَنَ	وَاِنَّ	بَيْتًا
	جاننے	کاش ہوتے وہ	مکڑی کا	گھر ہے	گھروں میں	سب کمزور	اور بیشک	ایک گھر

گھر بنایا اور گھروں میں سب کمزور گھر مکڑی کا ہے، کاش وہ جانتے ہوتے۔

۴۱ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ اَیْ اَصْنَامًا يَرْجُوْنَ نَفْعَهَا كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا لِنَفْسِهَا تَاْوِیْ اِلَيْهِ وَاِنَّ اَوْهَنَ اَضْعَفَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَا يَدْفَعُ عَنْهَا حَرًّا وَلَا بَرْدًا كَذٰلِكَ الْاَصْنَامُ لَا تَنْفَعُ عَابِدِيْهَا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ ذٰلِكَ مَا عَبَدُوْهَا

(۴۲) مثال ان لوگوں کی جنھوں نے اللہ کے سوا بتوں کو دوست بنایا کہ انکو پوجتے ہیں اور ان سے نفع کی امید رکھتے ہیں مثل مکڑی کے ہے کہ اس نے اپنے رہنے کو گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں ضعیف تر مکڑی کا گھر ہے کہ اس سے نہ گرمی دفع کرسکے نہ وہ جاڑے میں آرام دے ایسا ہی حال بتوں کا ہے کہ وہ اپنے پوجنے والوں کچھ نفع نہیں دیتے اگر وہ اس امر کو جانتے تو کبھی انکی پرستش نہ کرتے۔

تشریح

۴۱ حقیقی مالک کو چھوڑ کر خیالی معبودوں پر اعتماد مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہے۔ غیراللہ کے پرستار حقیقی معبود کو چھوڑ کر خیالی معبودوں پر بھروسہ کرتے ہیں یہ معبود اپنا کوئی بل بوتا نہیں رکھتے یہ کسی کی حاجت روائی نہیں کرسکتے کسی کی تکلیف دور نہیں کرسکتے ان پر بھروسہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مکڑی کے جالے کو اپنا گھر بنالے۔ سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا جالا ہوتا ہے جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز سمجھتے ہیں وہ اپنے خیالوں میں تمناؤں کا ایک گھر بنا لیتے ہیں لیکن جب نتیجہ سامنے آئیگا تو ان خیالی معبودوں کا کہیں وجود نہ ہوگا اس کے برخلاف جو معبود حقیقی کا سہارا پکڑتا ہے وہ ایسا ایک مضبوط سہارا پکڑتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ آیت ۲۵۶)

(جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے وہ مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔)

"کاش لوگ اس حقیقت کو سمجھیں۔"

إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَ

إِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا يَدْعُوْنَ	مِنْ	دُوْنِهٖ	مِنْ - شَيْءٍ	وَ
بیشک	اللہ	جانتا ہے	جو وہ پکارتے ہیں	سے	اسکے سوا	کوئی چیز	اور

بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا کوئی چیز اور وہ

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

هُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	وَ تِلْكَ	الْاَمْثَالُ	نَضْرِبُهَا	لِلنَّاسِ
وہ	غالب زبردست ہے	حکمت والا	اور یہ	مثالیں	ہم وہ بیان کرتے ہیں	لوگوں کے لئے

غالب حکمت والا ہے اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

وَمَا يَعْقِلُهَآ	اِلَّا	الْعٰلِمُوْنَ	خَلَقَ	اللّٰهُ	السَّمٰوٰتِ	وَ
اور نہیں سمجھتے انہیں	سوا	جاننے والے	پیدا کئے	اللہ نے	آسمان (جمع)	اور

اور انہیں نہیں سمجھتے جاننے والوں کے سوا اور اللہ نے آسمان اور زمین

ع ۴ ۱۶ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

الْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
زمین	حکمت کیساتھ	بیشک	میں	اس	البتہ نشانی	ایمان والوں کے لئے

پیدا کئے حکمت کے ساتھ بیشک اسمیں ایمان والوں کے لئے نشانی ہے۔

(۴۲) اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا بِمَعْنَى الَّذِىْ يَدْعُوْنَ يَعْبُدُوْنَ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مِنْ دُوْنِهٖ غَيْرِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيْزُ فِىْ مُلْكِهٖ الْحَكِيْمُ ○ فِىْ صُنْعِهٖ

(۴۲) بیشک اللہ جانتا ہے جنکو وہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں اور وہ اپنی بادشاہت میں غالب ہے اپنی کاریگری میں حکمت والا۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ فِى الْقُرْاٰنِ نَضْرِبُهَا نَجْعَلُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اَىْ يَفْهَمُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ○ الْمُتَدَبِّرُوْنَ

(۴۲) اور یہ قرآن کی مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انکو وہی سمجھتے ہیں جو جانتے ہیں اور غور و فکر کرتے ہیں۔

(۴۴) خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

(۴۴) اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو ٹھیک اور درستی سے

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ای مُحِقًّا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً دَلَالَۃً عَلٰی قُدْرَتِہٖ تَعَالٰی لِّلْمُؤْمِنِیْنَ خُصُّوْا بِالذِّکْرِ لِاَنَّہُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِہَا فِی الْاِیْمَانِ بِخِلَافِ الْکٰفِرِیْنَ

بنایا یعنی بے فائدہ نہیں بنایا۔ بیشک اس میں ایمان والوں کے لئے اس کی قدرت کی بڑی نشانی ہے۔ (ایمان والوں کو خاص ذکر کیا کیونکہ نفع اس سے انہیں کو ہے کہ وہ ایمان لائے بخلاف کافرین کے۔

تشریح

(۴۲) معبودانِ باطل کی حقیقت اللہ خوب جانتا ہے | اللہ کے علاوہ لوگ جن کو اپنا معبود بنائے بیٹھے ہیں ان کی حقیقت اللہ کو خوب معلوم ہے۔ ان میں کسی کو بھی نہ کوئی مستقل اختیار ہے اور نہ قدرت۔ رہا اللہ کے ساتھ ان کو شریک کرنا تو اللہ تعالیٰ کو نہ کسی کی رفاقت کی ضرورت ہے نہ کسی کے مشورے کی اور نہ کسی کی مدد کی وہ زبردست ہے ہر چیز پر غالب ہے اور حاکم مطلق ہے۔ وہ بڑی تدبیر وحکمت کے ساتھ اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اللہ کے علاوہ یہ سب چیزیں بے حقیقت ہیں وہی عزیز بھی ہے وہی حکیم بھی ہے۔

(۴۳) صاحب علم ان مثالوں کی گہرائی کو خوب سمجھتے ہیں | اللہ تعالیٰ مختلف مثالوں کے ذریعہ اپنی بات سمجھاتے ہیں تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور بات دل ودماغ میں اتر جائے۔ مثال وہی دی جاتی ہے جو موقعہ کے لحاظ سے موزوں اور مناسب ہو اور جس کی مثال دی جارہی ہے اس پر پوری طرح چسپاں ہوجائے مثلاً اگر مکڑی کے جالے کی مثال دی جو بہت کمزور ہوتا ہے تو کمزور سہارے کی کمزوری کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر مثال نہیں ہوسکتی۔ سمجھ دار لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ مثال بالکل فٹ ہے۔ اسی طرح اگر کہیں مثال دی کہ یہ معبود تم جنکو اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو اتنی قدرت بھی نہیں رکھتے کہ ایک مکھی یا مچھر ہی پیدا کرسکیں تو چھوٹی سی چیز ہونے کے لحاظ سے ان کی قدرت نہ ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے یہ مثال بالکل صحیح اور برموقع ہے اس واسطے سمجھ دار لوگ ان مثالوں کی گہرائی اور بلاغت کو خوب سمجھتے ہیں۔

(۴۴) کائنات کا نظام حق پر قائم ہے | کائنات کے نظام پر جو شخص بھی نظر ڈالے گا اور صاف ذہن سے غور کریگا وہ اس حقیقت کو سمجھ لے گا کہ زمین وآسمان کا سارا نظام حق وصداقت پر قائم ہے۔ یہ نظام صاف صاف کہہ رہا ہے کہ ایک خدا کے سوا اس میں کسی اور کی گنجائش نہیں ہے وہی خالق ومالک ہے وہی مدبر وپروردگار ہے لیکن اس حقیقت تک پہنچنے کے لئے اس صاف ذہن اور روشن تعلیمات کی ضرورت ہے جو انبیاء کرام پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ ورنہ آدمی دیکھ کر بھی دیکھ نہیں پاتا اور سمجھ کر بھی سمجھ نہیں پاتا۔